سلیس بامحاورہ جدید ترجمہ

تاریخ طبری اردو

اردو ترجمہ

تاریخ الامم والملوک

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبریؒ

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

اردو
تاریخ طبری

سلیس بامحاورہ جدید ترجمہ

تاریخ طبری اردو

اردو ترجمہ

تاریخ الامم والملوک

جلد دوم

حصہ اوّل ودوم

آنحضرتؐ کی پیدائش تا وفات

ھجری

خلافت صدیقؓ تا خلافت فاروقؓ

ھجری ۹ تا ھجری

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبریؒ

ترجمہ

سید محمد ابراہیم ایم۔اے ندوی

تسہیل تشریح وعنوانات

مولانا محمد اصغر مغل

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
کمپوزنگ : محمد زید مغل
طباعت : ۲۰۰۳ء حسان پرنٹنگ پریس، کراچی۔
ضخامت : ۸۴۰ صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ 437-B دیپ روڈ لسبیلہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

تاریخِ طبری جلد دوم،حصہ اول

☆

تاریخِ طبری جلد دوم حصہ دوم

عہد خلافت راشدہ

عہدِ رسالت ﷺ

رسول اللہ ﷺ کا نسب اور اُن کے باپ دادا کے چند حالات

عبداللہ کے حقیقی بہن بھائی

رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی محمد ﷺ ہے اور آپ جناب عبداللہ بن عبدالمطلب کے فرزند ہیں۔ یہ عبداللہ (رسول اللہ ﷺ کے والد) اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ عبداللہ، زبیر اور عبدمناف یعنی ابو طالب، عبدالمطلب کے تینوں بیٹے ایک ہی ماں سے تھے، ان کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھی۔

یہ ابن اسحٰق کی روایت ہے۔

ہشام بن محمد کی روایت یہ ہے کہ (رسول ﷺ کے باپ) اور ابو طالب جن کا نام عبدمناف ہے اور زبیر، اور عبدالکعبہ، عاتکہ، برّہ اور اُمیمہ یہ سب عبدالمطلب کی اولاد اور حقیقی بہن بھائی تھے۔ ان سب کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم بن یقظہ تھی۔

بیٹے کی قربانی کے متعلق خلیفہ مروان کا فتویٰ

عہد مروان میں ایک عوت نے یہ نذر کی کہ اگر میرا یہ کام ہو گیا تو میں اپنے بیٹے کی کعبہ کے پاس قربانی کرونگی۔ اُس کا وہ کام ہو گیا، لہذا وہ مدینہ آئی تا کہ اپنی نذر کے متعلق حکمِ شرعی دریافت کرے۔ پہلے وہ عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئی انھوں نے اُس سے کہا کہ نذر کے متعلق مجھے اللہ کا صرف یہی حکم معلوم ہے کہ اُس کو پورا کیا جائے۔ اُس عورت نے کہا تو کیا میں اپنے بیٹے کی قربانی کر دوں؟ اس کا ابن عمرؓ نے صرف یہ جواب دیا کہ اللہ نے اس بات کی ممانعت کی ہے کہ تم اپنی جانوں کو قتل کرو، اس جواب سے تشفی نہ پاکر اب وہ عبداللہ بن عباسؓ کے پاس آئی اور اُن سے فتویٰ پوچھا اُنھوں نے کہا ایک طرف اللہ نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی نذر کو پورا کرو اور دوسری طرف قتل نفوس کی ممانعت کی ہے۔

عبدالمطلب بن ہاشم نے نذر مانی تھی کہ جب اُن کے دس لڑکے ہو جائیں گے تو وہ ان میں سے ایک کو قربان کر دیں گے چنانچہ جب یہ تعداد پوری ہو گئی انھوں نے قرعہ اندازی کی قرعہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے نام نکلا چونکہ عبدالمطلب عبداللہ کو دنیا میں سب سے زیادہ محبوب کہتے تھے انھوں نے کہا خداوند! عبداللہ کی قربانی قبول ہے یا سو اونٹ۔ یہ کہہ کر اب انھوں نے عبداللہ اور اونٹوں میں قرعہ اندازی کی اس مرتبہ قرعہ اونٹوں کے نام نکل آیا یہ

واقعہ بیان کر کے ابن عباس نے اُس عورت سے کہا کہ میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ تم اپنے بیٹے کے بجائے سو اونٹوں کی قربانی کر دو۔ یہ بات مروان امیر مدینہ کو معلوم ہوئی اس نے کہا کہ ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ دونوں نے فتوے میں غلطی کی ہے۔ ایسی نذر جس میں اللہ کی معصیت ہوتی ہو سرے سے جائز نہیں اور عورت سے کہا کہ تو اللہ سے معافی مانگ، توبہ کر، صدقہ دے اور جس قدر خیر تجھ سے ہو سکے وہ کر۔ رہی بیٹے کی قربانی تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسکی ممانعت فرمادی ہے اس لیے وہ کسی طرح جائز ہی نہیں۔ مروان کے اس فتوے کو لوگوں نے بہت پسند کیا اور وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور اسی کو انھوں نے صحیح سمجھا اور یہی عام فتویٰ ہو گیا کہ جس بات میں اللہ کی معصیت ہوتی ہو وہ نذر رہی نہیں۔

نذر کے متعلق مذکورہ بالا بیان قبیصہ بن ذویب کا ہے۔

ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ جب عبدالمطلب کا زمزم کے کھودنے کے وقت قریش سے جھگڑا ہوا اور انکو مغلوب ہونا پڑا انھوں نے نذر مانی اور کہا اگر ان کے دس بیٹے پیدا ہوئے اور وہ ان کی زندگی میں سنِ بلوغ کو پہنچ کر ان کی حمایت کے قابل ہو گئے تو وہ اُن میں سے ایک کو کعبہ میں اللہ کے لیے قربان کر دیں گے۔

جاہلیت میں فال وقرعہ اندازی کا طریقہ

چنانچہ جب اُن کے دس بیٹے ہو گئے اور ان کو اطمینان ہو گیا کہ اب یہ اُن کی حمایت اور مدافعت کریں گے انھوں نے ان کو جمع کیا اور اپنی منت سے ان کو آگاہ کیا اور خواہش کی کہ تم میری اس نذر کو پورا کرو انھوں نے باپ کی خواہش کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا اور پوچھا کہ اس پر عمل کیسے ہوگا؟ عبدالمطلب نے کہا کہ تم میں سے ہر ایک، ایک کاغذ لے اور اُس پر اپنا نام لکھ لائے۔ وہ اپنے نام لکھ کر لے آئے عبدالمطلب کعبہ کے عین وسط میں ہبل کے پاس آئے یہ مکہ میں قریش کا سب سے بڑا بت تھا اور کعبہ کے عین وسط میں ایک کنویں پر رکھا ہوا تھا۔ اور اسی کنویں میں کعبہ کے چڑھاوے ونذرانے ڈالے جاتے تھے، اس بت کے پاس سات پانسے (کاغذ کے ٹکڑے) تھے ہر ایک پر ایک تحریر کندہ تھی۔ ایک تحریر میں تھا 'دیت' چنانچہ جب قریش میں دیت کے متعلق اختلاف رائے ہوتا کہ کون اُسے ادا کرے تو ان ساتوں پانسوں کو ملا کر ڈالتے اور جس کے نام دیت کا پتہ نکل آتا وہی دیت ادا کرتا ایک پتہ پر ''ہاں'' (یعنی اثبات) لکھا تھا۔ جب قریش کوئی کام کرنا چاہتے تو انھیں پانسوں کو ملا کر ڈالتے اگر جواب میں ہاں نکلتا اُسے کر گزرتے۔ ایک پتہ پر ''نہیں'' (یعنی نفی وانکار) لکھا تھا اگر پانسے میں یہ نکل آتا تو جس کام کے لیے انھوں نے پانسے ڈالے تھے اُسے وہ نہ کرتے۔

جاہلیت میں نسب معلوم کرنے کا طریقہ

ایک پتہ پر لکھا تھا ''تم میں سے'' ایک پر لکھا تھا ''ملا ہوا'' ایک پر تھا ''تمھارے غیروں میں سے'' ایک پتہ پر تھا ''پانی'' جب قریش کنویں کھودنا چاہتے تو اس پتہ کو دوسروں کے ساتھ ملا کر ڈالتے اگر جواب میں یہ پتہ نکل آتا تو کنواں کھودتے۔ اسی طرح جب قریش بچے کی ختنہ کرنا چاہتے یا نکاح کرنا چاہتے یا میت کو دفن کرنا چاہتے یا ان کو کسی کے نسب میں شک ہو جاتا تو وہ ہبل کے پاس آتے سو درہم اور قربانی کے لیے بھیڑ بکریاں لے جاتے۔ وہ پتہ پھینکنے والے کو دیتے پھر اپنے اُس آدمی کو جس کے متعلق حکم لینا ہوتا تو بت کے قریب لاتے پھر کہتے اے ہمارے رب! یہ فلاں شخص ہے، ہم اس کے ساتھ یہ کرنا چاہتے ہیں آپ حق بات ظاہر کر دیجیے۔ اس کے بعد وہ پتہ پھینکنے والے سے کہتے کہ اب پانسے ڈالو۔ وہ ڈال دیتا اگر اسکے متعلق نکلتا کہ یہ تم میں سے ہے تو وہ نجیب وشریف سمجھا جاتا۔ اگر نکلتا کہ یہ تمھارا غیر ہے تو اُسے

حلیف سمجھا جاتا اور اگر ''ملا ہوا'' نکلتا تو اس کا نسب مشتبہ ہی رہتا۔ نہ وہ اس کا ہم نسب سمجھا جاتا اور نہ حلیف۔

اشتباہ نسب کو دور کرنے کے علاوہ اگر کسی اور معاملہ کے متعلق جس کو وہ کرنا چاہتے ہوں وہ پانسے ڈلواتے اور اس میں ''ہاں'' نکل آتا تو اُس کام کو وہ ضرور کرتے۔ اور اگر ''نہیں'' نکلتا تو اس کام کو وہ اور ایک سال کے لیے مؤخر کر دیتے اور آئندہ سال پھر اُس کے متعلق پتہ ڈلواتے۔ غرضیکہ اس طرح وہ اپنے تمام معاملات کو اسی دستور پر انجام دیتے تھے، اجازت نکلتی کر لیتے، ممانعت آتی نہ کرتے۔

عبدالمطلب نے پانسے والے سے کہا کہ میرے ان تمام لڑکوں کے متعلق قرعہ اندازی کرو۔ اور اُسے بتایا کہ میں نے ایسی نذر مانی ہے اب ہر لڑکے نے اپنے نام کا پتہ اُسے دیدیا۔ عبداللہ بن عبدالمطلب اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ اور انھیں کو وہ سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ عبدالمطلب کا خیال تھا کہ اگر پتہ اُن کے نام پر نکلا تو اس خوشی میں وہ ایک بہت بڑی دعوت کریں گے۔ یہ عبداللہ رسول اکرم ﷺ کے باپ تھے۔ جب پتہ ڈالنے والے نے اُن کو ڈالنے کے لیے اٹھایا تو عبدالمطلب کعبہ کے وسط میں ہبل کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے۔ پتہ ڈالنے والے نے پانسے ڈال دیئے اور پتہ عبداللہ کے نام نکلا۔ عبدالمطلب نے عبداللہ کا ہاتھ تھاما اور چھری اٹھائی اور پھر وہ اساف اور نائلہ کے پاس اسے ذبح کرنے آئے۔ یہ قریش کے دو بت تھے جن کے پاس وہ قربانیاں کرتے تھے۔ یہ ماجرا دیکھ کر قریش اپنی مجلس سے اٹھ کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور پوچھا کیا کرتے ہو؟ عبدالمطلب نے کہا میں اسے ذبح کرتا ہوں۔ اس پر تمام قریش اور ان کے دوسرے بیٹوں نے کہا کہ جب تک آپ ان کے معاملہ میں تمام بچاؤ کے ذرائع ختم نہ کر دیں ان کو ہرگز ذبح نہ کریں۔ کیونکہ اگر آپ نے اس وقت انھیں ذبح کر ڈالا تو یہ ایک بری مثال قائم ہو جائے گی۔ اور پھر ہر شخص اپنے بیٹے کو یہاں ذبح کر دیا کرے گا۔ اور انسانیت کی بیخ کنی ہو گی۔ مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے، جس کے قبیلہ کے یہ عبداللہ بھانجے تھے، کہا کہ جب تک چھٹکارے کی تمام صورتیں ناقابل عمل نہ ثابت ہوں تم ہرگز اسے ذبح نہ کرو۔ اگر ہمارے مال سے اس کا فدیہ ہو سکے تو ہم فدیہ دینے کے لیے آمادہ ہیں۔ قریش اور عبدالمطلب کے بیٹوں نے بھی اُن سے کہا کہ آپ ہرگز اسے ذبح نہ کریں۔ اسے حجاز لے کر جائیں وہاں ایک عارفہ عورت ہے اُس کا تابع (موکل، ہمزاد وغیرہ) ہے۔ پہلے اس سے دریافت کریں اس کے بعد آپ کو اختیار ہے۔ اگر وہ آپ کو اس کے ذبح کرنے کا حکم دے تو ذبح کر ڈالیں اور اگر وہ اس سے بچنے کی کوئی اور صورت بتا دے تو آپ اسے قبول کر لیں۔

عبدالمطلب کی کاہنہ کی پاس حاضری

اس مشورہ کے مطابق وہ سب مکہ سے مدینے آئے۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ وہ عورت خیبر میں ہے۔ یہ خیبر میں اس کے پاس پہنچے۔ اُس سے ملے۔ عبدالمطلب نے اپنی نذر کا سارا قصہ اسے سنایا اور پوچھا کہ اس صورت میں کیا کیا جائے؟ اس نے کہا آج تو جاؤ میرے تابع کو آنے دو اُس سے دریافت کرتی ہوں۔ وہ سب اس کے پاس سے چلے آئے۔ وہاں سے آ کر پھر عبدالمطلب اللہ کی جناب میں التجا اور دعا کرنے کھڑے ہو گئے۔ دوسرے دن صبح کو پھر یہ لوگ اس عارفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آج اس نے کہا کہ ہاں مجھے خبر مل گئی ہے۔ یہ بتاؤ تمھارے ہاں انسانی قتل کا خون بہا یعنی دیت کیا ہے؟ انھوں نے کہا دس اونٹ اور یہی مقرر، دیت تھی۔ اس عورت نے کہا تم اب اپنے گھر جاؤ اور اپنے آدمی اور دس اونٹوں کو یکجا کر کے ان پر قرعہ اندازی کراؤ۔ اگر قرعہ تمھارے آدمی کے نام نکلے تو اونٹوں کی تعداد میں

دس کا اضافہ کرتے جانا۔ اور قرعہ اندازی کرتے رہنا اور اگر اونٹوں پر قرعہ نکل آئے تو بس ان کو ذبح کر دینا۔ کیونکہ اونٹوں کے نام قرعہ نکل آنے سے معلوم ہو جائے گا کہ تمھارا رب راضی ہو گیا ہے اور تمھارا آدمی بچ گیا۔

عبداللہ اور اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی

یہ اس کے پاس سے واپس مکہ آئے اور اس تجویز پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ عبدالمطلب کعبہ کے وسط میں ہبل بت کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے دعا کرنے لگے۔ اس مرتبہ بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اب انھوں نے اونٹوں میں دس کا اضافہ کر کے ان کی تعداد بیس کر دی۔ اور پھر قرعہ اندازی ہوئی۔ عبدالمطلب پھر اللہ سے التجا کرتے کھڑے ہو گئے۔ مگر اس مرتبہ بھی قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ اب پھر اونٹوں میں دس کا اضافہ کر کے ان کی تعداد تیس کر دی گئی۔ اور پھر قرعہ اندازی ہوئی اور ہر مرتبہ قرعہ عبداللہ کے نام آتا رہا۔ اور پھر اونٹوں میں دس کا اضافہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ دس مرتبہ یہ عمل کیا گیا۔ اس اثناء میں عبدالمطلب برابر اللہ کی جناب میں اپنے بیٹے کی سلامتی کے لیے دعا کرتے رہے۔ آخر کار جب اونٹوں کی تعداد سو تک پہنچ گئی اور پھر قرعہ اندازی ہوئی تو اس مرتبہ قرعہ اونٹوں پر نکل آیا۔ قریش اور دوسرے حاضرین نے کہا کہ عبدالمطلب اب تمھارے رب کی رضا پوری ہوئی بس کرو۔ انھوں نے کہا میں ابھی نہیں مانتا جب تک میں تین مرتبہ قرعہ اندازی نہ کرلوں گا مجھے اطمینان نہ ہوگا۔ چنانچہ دوبارہ ان سو اونٹوں اور عبداللہ کے درمیان قرعہ اندازی ہوئی۔ عبدالمطلب بدستور کھڑے ہوئے دعا کرتے رہے۔ اس مرتبہ بھی قرعہ اونٹوں پر نکلا اور جب دوسری اور تیسری بار بھی قرعہ اونٹوں پر نکل آیا تو اب انھوں نے وہ اونٹ وہاں ذبح کر دیئے اور بغیر روک ٹوک کے وہیں چھوڑ دیئے کہ آدمی یا جانور جس کا جی چاہے ان کو کھالے۔

ایک عورت کی عبداللہ کو مباشرت کے عوض سو اونٹوں کی پیشکش

قربانی کے بعد وہ اپنے بیٹے عبداللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے کعبہ سے واپس جانے لگے۔ بنی اسد کی ایک عورت ام قتال بنت نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ جو کعبہ میں ورقہ بن نوفل بن اسد کی بہن تھی، اس کے پاس سے کعبہ میں ان کا گزر ہوا۔ اس نے عبداللہ کے چہرے کو دیکھ کر کہا تم کہاں جاتے ہو؟ عبداللہ نے کہا میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں۔ اس نے کہا جس قدر اونٹ تمھارے فدیہ میں ذبح کیے گئے ہیں وہ میں تم کو دیتی ہوں تم اسی وقت مجھ سے ہمبستر ہو جاؤ۔ عبداللہ نے کہا میرے ساتھ میرے باپ ہیں، میں ان کی خلاف مرضی کوئی کام نہیں کرونگا اور نہ ان سے جدا ہونا چاہتا ہوں۔

عبداللہ کی شادی اور حضور ﷺ کا شکم مادر میں آنا

عبدالمطلب اسی طرح عبداللہ کو لیے ہوئے کعبہ سے باہر آگئے اور انھیں وہب بن عبدمناف بن زہرہ کے پاس لے کر آئے جو اس وقت اپنی عمر اور شرافت کی وجہ سے بنی زہرہ کا رئیس تھا اور عبداللہ کی شادی آمنہ بنت وہب سے جو باعتبار شرافت نسب اور مرتبہ کے تمام قریش میں سب سے افضل خاتون تھیں، کردی۔

یہ آمنہ برہ بنت عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصی کی بیٹی تھیں اور برہ اُمّ حبیب بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی بیٹی تھی اور اُمّ حبیب بنت اسد، برہ بنت عوف بن عبید بن عویج بن حدی بن کعب بن لوی کی بیٹی تھی، شادی کے بعد وہب (سسر) ہی کے مکان میں عبداللہ نے آمنہ سے خلوت کی اور اسی وقت محمد ﷺ شکم مادر میں

بصورت حمل جلوہ افروز ہوئے۔

جب عبداللہ آمنہ کے پاس سے برآمد ہو کر پھر اس عورت کے پاس آئے جس نے اپنے کو ان کے لیے پیش کیا تھا، عبداللہ نے اس سے کہا آج کیوں تم میرے سامنے وہ بات پیش نہیں کرتیں جو کل کی تھی؟ اس نے کہا آج تمھاری پیشانی پر وہ نور نہیں ہے جو کل تھا وہ جاتا رہا۔ اب مجھے تمھاری ضرورت نہیں۔

واقعہ یہ تھا کہ یہ عورت اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے جو نصرانی ہو گیا تھا، اور جس نے عیسائیوں کی مذہبی کتابوں کے مطالعہ سے اس مذہب میں بڑا مرتبہ حاصل کر لیا تھا، اور آیندہ کی خبروں سے واقف تھا ان سے سنا کرتی تھی کہ قریش میں اولاد اسمٰعیل میں سے ایک نبی پیدا ہونے والا ہے۔

عبداللہ کی دوسری بیوی

اس سلسلہ میں دوسری روایت اسحٰق بن یسار کی یہ ہے کہ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے علاوہ عبداللہ کی ایک بیوی اور تھی۔ یہ اس کے پاس آئے مگر چونکہ اس نے مٹی میں کچھ کام کیا تھا جس کی وجہ سے اس کا جسم گرد و غبار سے آلودہ تھا۔ انھوں نے اس وقت اس عورت کو مباشرت کے لیے کہا مگر مٹی سے میلا ہونے کی وجہ سے اس نے آنے میں دیر کر دی۔ عبداللہ نے اس کے پاس سے نکل کر وضو کیا اور بدن سے مٹی دھو ڈالی اور اب مباشرت کے ارادے سے آمنہ کے پاس آئے۔ اور اسی وقت محمد ﷺ بشکل حمل شکم آمنہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ وہاں سے نکل کر عبداللہ اب پھر اپنی پہلی عورت کے پاس آئے اور خواہش کا اظہار کیا۔ اس نے کہا نہیں جب پہلے تم میرے پاس آئے تھے اس وقت تمھاری دونوں آنکھوں کے بیچ میں ایک نور روشن تھا تم نے اس وقت مجھ سے مباشرت کی خواہش کی میں نے انکار کر دیا تم آمنہ کے پاس چلے گئے اب وہ نور اسکے پاس چلا گیا۔

ارباب سیر کہتے ہیں کہ یہ عورت کہا کرتی تھی کہ عبداللہ میرے پاس آئے۔ اس وقت ان کی پیشانی پر ایسا نور تھا جیسا گھوڑے کی پیشانی کا چاند تارا۔ میں نے ان سے جماع کی خواہش کی مگر انھوں نے انکار کر دیا اور وہ آمنہ بنت وہب کے پاس چلے گئے۔ ان سے ہم بستر ہوئے اور اسی وقت بطن آمنہ میں محمد ﷺ بشکلِ حمل میں ٹھہر گئے۔

ایک یہودیہ کی عبداللہ کو دعوت گناہ

ابن عباس کی روایت ہے کہ جب عبدالمطلب عبداللہ کو لے کر ان کی شادی کرنے چلے تو وہ بنی خثعم کی ایک کاہنہ فاطمہ بنت مر کے پاس سے گزرے جو اہل تبالہ کی ایک یہودیہ عورت تھی اور جس نے یہود کی بہت سی مذہبی کتابیں پڑھی تھیں۔ اس نے عبداللہ کے چہرے پر ایک خاص نور دیکھا اور ان سے کہا کہ اے نوجوان اگر تو اسی وقت مجھ سے مباشرت کرے تو میں تجھے سو اونٹ دیتی ہوں۔ عبداللہ نے کہا

اما الحرام فالممات دونہ
والحل لاحل فاستبینہ
فکیف بالامر الذی تبغینہ

ترجمہ: حرام کیسے سرزد ہو سکتا ہے؟ اس سے تو موت اولیٰ ہے اور حلال کی یہ شکل نہیں۔ لہٰذا جو تم چاہتی ہو وہ بات کیسے ممکن ہے؟

اس کے بعد انھوں نے یہ کہا کہ میں اس وقت اپنے باپ کے ساتھ ہوں اور کسی طرح ان کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔

عبدالمطلب ان کو اپنے ساتھ لیے ہوئے چلے گئے اور جا کر آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے عبداللہ کی شادی کر دی۔ تین دن عبداللہ آمنہ کے پاس رہے پھر واپس ہوئے اور اب پھر اس خثعمیہ عورت کے پاس آئے جس نے ان سے خواہش مباشرت کی تھی۔ اور کہا اب بھی اس بات کے لیے آمادہ ہو؟ اس نے کہا اے شریف میں بدکار نہیں ہوں میں نے تمھارے چہرے پر ایک نور دیکھا تھا۔ میری خواہش تھی کہ وہ نور مجھ میں آ جائے مگر اللہ کو یہ بات منظور نہ تھی کہ یہ سعادت مجھے نصیب ہو۔ اس نے اسے جہاں مناسب سمجھا وہاں ودیعت کر دیا۔ یہ بتاؤ کہ یہاں سے جا کر تم نے کیا کیا؟ عبداللہ نے کہا میرے باپ نے میری شادی آمنہ بنت وہب سے کر دی اور میں تین دن ان کے ساتھ مقیم رہا۔ اس پر فاطمہ بنت مر نے چند شعر بھی کہے۔

زہری کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب تمام قریش میں سب سے زیادہ حسین آدمی تھے۔ کسی نے آمنہ بنت وہب سے اس کے حسن و جمال کی تعریف کی اور یہ بھی کہا کہ اگر جی چاہے تو ان سے شادی کر لو۔ آمنہ نے عبداللہ سے شادی کی۔ عبداللہ نے ان سے مباشرت کی اور رسول اکرم ﷺ ان کے بطن میں بشکل حمل متستقر ہوئے۔

عبداللہ کا سفر ہجرت و آخرت

اسکے بعد عبداللہ کے باپ نے ان کو ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ مدینہ بھیج دیا تاکہ وہاں سے کھجور لے کر آئیں۔ اسی سفر میں عبداللہ نے مدینہ میں انتقال کیا۔ جب ان کو واپس آنے میں دیر ہوئی تو عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حارث کو ان کی خبر کے لیے بھیجا۔ ان کو مدینہ آ کر معلوم ہوا کہ عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔

مگر واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ بیان بالکل غلط ہے۔ اصل واقعہ وہ ہے جو ام بکر بنت المسور نے بیان کیا ہے کہ عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو لے کر وہب کے پاس آئے اور خود اپنی اور اپنے بیٹے کی شادی کی درخواست کی۔ چنانچہ ایک ہی مجلس میں دونوں کی شادیاں ہو گئیں۔ عبدالمطلب کی شادی ہالہ بنت عبد مناف بن زہرہ سے اور عبداللہ کی شادی آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ سے ہوئی۔

واقدی کہتے ہیں کہ ہم تمام ارباب سیر اس بات پر متفق ہیں کہ عبداللہ بن عبدالمطلب قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام سے مدینہ آئے۔ چونکہ وہ بیمار تھے اس لیے مدینہ میں ٹھہر گئے اور اسی قیام کے زمانے میں ان کا انتقال ہو گیا اور نابغہ کے یا تابعہ کے گھر کے اس چھوٹے حجرے میں جو اس گھر میں داخل ہوتے ہوئے بائیں جانب پڑتا ہے، وہاں دفن کر دیئے گئے۔ اس خبر کے متعلق ہمارے ارباب سیر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

عبدالمطلب کی وجہ تسمیہ اور ان کا اصل نام

عبدالمطلب کا نام شیبہ ہے۔ جس کی وجہ یہ ہوئی کہ ان کے سر میں سفید بال تھے تو شیبہ یعنی ''سفید بالوں والے'' نام پڑ گیا۔ عبدالمطلب اس لیے نام ہوا کہ ان کے باپ ہاشم تجارت کے سلسلہ میں شام گئے تھے وہ مدینہ کے راستے سے شام روانہ ہوئے تھے۔ مدینہ پہنچ کر وہ عمرو بن زید بن لبید الخزرجی کے پاس مقیم ہوئے۔ ان کی نظر سلمیٰ بنت عمرو پر پڑی اور وہ اس پر فریفتہ ہوئے اور اس کے باپ عمرو سے انھوں نے درخواست کی کہ اس کی شادی میرے ساتھ کر دو۔ اس نے نکاح کر دیا مگر یہ شرط عائد کی کہ اسکے یہاں ولادت اس کے میکے میں ہوگی۔ ہاشم بغیر اس سے مباشرت کئے اپنے کام پر چلے گئے۔ شام سے واپسی میں وہ اپنی بیوی سے اسکے میکے میں یثرب میں ہمبستر ہوئے۔ وہ حاملہ

ہوئیں ہاشم اسے اپنے ہمراہ مکہ لے آئے۔ مگر جب وضع حمل کا زمانہ قریب آیا تو انھوں نے اپنی بیوی کو اسکے میکے میں بھیجد یا اور خود شام چلے گئے۔ اور وہیں غزہ میں ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کے مرنے کے بعد ان کی بیوی سلمی کے ہاں عبدالمطلب پیدا ہوئے۔ یہ سات آٹھ سال تک یثرب ہی میں نشو ونما پاتے رہے۔ ایک مرتبہ بنوالحارث بن عبد مناۃ کا ایک شخص مدینہ آیا۔ یہاں اسے چندلڑکے تیراندازی کرتے ہوئے ملے۔ شیبہ کا تیر درست نشانے پر بیٹھتا تو وہ فخر یہ طور پر یہ کہتے تھے" میں ہاشم کا بیٹا ہوں میں بطحاء کے رئیس کا بیٹا ہوں" حارثی نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا میں شیبہ بن ہاشم بن عبد مناف ہوں۔

حارثی کا عبدالمطلب کی تعریف کرنا

حارثی نے مکہ آکر مطلب سے جو حجر میں بیٹھا ہوا تھا کہا اے ابوالحارث سنو! میں نے یثرب میں چندلڑکوں کو تیر اندازی کرتے ہوئے دیکھا۔ ان میں ایک لڑکا ایسا تھا کہ جب اس کا تیر نشانے پر لگ جاتا تو وہ اظہار فخر میں کہتا" میں ہاشم کا بیٹا ہوں میں بطحاء کے رئیس کا فرزند ہوں" مطلب نے یہ سن کر کہا بخدا میں اب اپنے گھر نہ جاؤں گا جب تک اس بچے کو لے کرنہ آؤنگا۔ حارثی نے کہا اگر اس قدر جلدی ہے تو لو یہ میری اونٹنی صحن میں بندھی ہے اس پر چلے جاؤ۔

مطلب اس اونٹنی پرسوار ہوکر یثرب آئے سرشام وہ آبادی میں پہنچے۔ بنوعدی بن النجار کے محلے میں آئے۔ یہاں انھوں نے دیکھا کہ قبیلہ کی چاردیواری کے احاطہ میں لڑکے گیند کھیل رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے بھتیجے کو شناخت کر کے وہاں والوں سے پوچھا یہ ہاشم کا بیٹا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں یہ تمھارا بھتیجا ہے۔ اگر تم اسے لینا چاہتے ہوتو ابھی پکڑ لو اس کی ماں کو اس کی خبر نہ ہونے پائے ورنہ اگر اسے معلوم ہوگیا تو وہ اسے کبھی نہ جانے دے گی۔ اور پھر ہم بھی اسے جانے نہ دیں گے اور روک لیں گے۔ مطلب نے اسے آواز دی اور کہا اے میرے بھتیجے میں تمھارا چچا ہوں۔ تم کو تمھاری قوم کے پاس لے جانے کے لیے آیا ہوں۔ یہ کہہ کر انھوں نے اپنی اونٹنی بٹھادی اور وہ لڑکا تیر کی طرح اچھل کر اونٹنی کے پچھلے حصہ پر بیٹھ گیا مطلب اسی وقت اسے لے کر مکہ روانہ ہوگئے۔ اسکی ماں کو رات ہوئے تک اس کے جانے کی اطلاع نہ ہوئی۔ جب رات کو اسے اس کی اطلاع ہوئی اس نے شور مچایا کہ کوئی شخص میرے بچے کو بھگا کر لے گیا۔ مگر پھر اس کو اطلاع دی گئی کہ اس کا چچا اسے لے گیا ہے۔

مطلب اسے دن چڑھے مکہ لے کر آئے اس وقت سب لوگ اپنی اپنی نشست گاہوں میں موجود تھے وہ پوچھنے لگے کہ تمھارے پیچھے یہ کون سوار ہے؟ انھوں نے کہا کہ یہ میرا غلام ہے۔ اسی طرح اسے لیے ہوئے مطلب خود اپنے گھر پہنچے ان کی بیوی خدیجہ بنت سعید بن سہم نے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے اسے بھی یہی جواب دیا کہ یہ میرا غلام ہے، گھر سے نکل کر مطلب حزورہ آئے یہاں سے انھوں نے ایک جوڑا خریدا اور اسے شیبہ کو جا کر پہنایا۔ پھر سرشام اسے لے کر بنی عبد مناف کی مجلس میں آئے اس کے بعد وہ لڑکا اسی جوڑے کو پہنے ہوئے مکہ کی گلی کوچوں میں پھرا کرتا تھا اور چونکہ مطلب نے اپنی قوم سے بھی ان کے دریافت کرنے پر یہی کہا تھا کہ یہ میرا غلام ہے۔ اس وجہ سے سب اسے عبدالمطلب (مطلب کا غلام) کہنے لگے اس موقع پر مطلب نے یہ شعر پڑھا

عرفت شيبة والنجار قدجعلت ابناؤها

حولـه بـالـنـبـل تـنـتـضـل

ترجمہ: جب بنو نجار کے لڑکے اس کے

گرد کھڑے تیر اندازی کررہے تھے میں نے
شیبہ کو شناخت کرلیا۔

اسی واقعہ کے متعلق یہ روایت بھی ہے کہ ہاشم بن عبد مناف نے بنوعدی بن النجار کی یک ایسی شریف زادی سے شادی کی جس کی اپنے منگیتروں سے یہ شرط تھی کہ وہ اپنے میکے ہی میں رہی گی۔ اور اس کے بطن سے شیبۃ الحمد نامی ہاشم کا لڑکا پیدا ہوا اس کی اپنے ننھیال میں عزت ومحبت سے پرورش ہوئی۔

ایک مرتبہ یہ انصار کے نوجوانوں کے ساتھ تیر اندازی کی مشق کررہا تھا جب اس کا تیر نشانہ پر لگ جاتا تو وہ اظہار فخر میں کہتا میں ہاشم کا بیٹا ہوں، ایک راہگیر نے اس کی یہ بات سن لی۔ اس نے مکہ آکر اسکے چچا مطلب بن عبد مناف سے کہا کہ میں مدینہ میں بنوقیلہ کے احاطہ سے گزرر ہا تھا میں نے وہاں اس شکل وصورت کا ایک نوعمر لڑکا دیکھا جو دوسرے اپنے ہم عمروں سے نشانہ بازی کررہا تھا اور وہ اپنے کوتمھارے بھائی کا بیٹا کہتا تھا۔ تمھارے لیے یہ بات زیبا نہیں کہ تم اس جیسے لڑکے کو یوں پردیس میں رہنے دو۔

مطلب مکہ سے چل کر مدینہ آئے۔ انھوں نے اپنی سواری پر سارے شہر کا چکر لگایا تب کسی نے انھیں شیبہ کی ماں کا پتہ بتایا۔ مطلب نے جب تک شیبہ کے لیے اجازت نہ لے لی اس کی ماں کا پیچھا نہ چھوڑا۔ اس کی اجازت سے پھر وہ اسے لے کر مکہ روانہ ہوئے۔ چونکہ مطلب نے اسے اپنے پیچھے بٹھا رکھا تھا اس لیے ان کا جو ملاقاتی راستے میں ان کو ملا اور اس نے اس لڑکے کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہے؟ مطلب نے کہہ دیا کہ یہ میرا غلام ہے۔ اسی لیے شیبہ کا نام عبد المطلب ہوگیا۔

مکہ میں عبد المطلب کا اپنے چچا نوفل سے جھگڑا

مکہ آکر مطلب نے اسے اس کے باپ کی املاک وجائیداد کی نشاندہی کردی اور ان کو اسکے سپرد کردیا۔ نوفل بن عبد مناف نے ایک کنویں کے بارے میں اس سے تنازعہ کیا اور زبردستی اسے غصب کرلیا۔ عبد المطلب نے اپنی قوم کے کئی آدمیوں کے پاس جاکر اس کی شکایت کی اور اپنے چچا کے مقابلہ میں مدد مانگی مگر ان لوگوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ ہم تمھارے اور تمھارے چچا کے درمیان نہیں پڑتے۔

اس جواب پر عبد المطلب نے اپنی کسمپرسی اپنے ننھیال کولکھی اور خط میں چند ایسے شعر بھی لکھے جس میں اپنے چچا نوفل کی شکایت کی تھی۔ چنانچہ اس خط کے موصول ہونے کے بعد ابواسعد ابن عدس النجاری اسی (۸۰) شتر سواروں کے ساتھ یثرب سے روانہ ہوکر ابطح آیا۔ عبد المطلب کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ اسکے استقبال کو آئے۔ اور انھوں نے کہا ماموں صاحب قیام فرمائیے۔ ابواسعد نے کہا جب تک نوفل سے میری مڈبھیڑ نہیں ہوجاتی میں قیام نہیں کروں گا۔ عبد المطلب نے کہا میں اسے حجر میں قریش کے مشائخ کے ساتھ بیٹھا ہوا چھوڑ آیا ہوں۔ ابواسعد حجر آیا نوفل کے سرہانے آکر کھڑا ہوا۔ اور اس نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی۔ اور پھر نوفل سے کہا کہ رب کعبہ کی قسم یا تو میرے بھانجے کو اس کا کنواں واپس دیدے ورنہ میں ابھی اس تلوار سے تیرا کام ختم کردیتا ہوں۔ نوفل نے کہا رب کعبہ کی قسم ہے میں نے وہ کنواں اسے واپس دیدیا اس پر تمام حاضرین شاہد گواہ بھی بن گئے۔

اس کے بعد ابوسعد نے کہا اے میرے بھانجے اب میں تمھارا مہمان بنتا ہوں، تین دن اس نے عبد المطلب کے یہاں قیام کیا اور اسی اثناء میں اس نے عمرہ بھی کیا۔ اس واقعہ کے بیان میں عبد المطلب نے چند شعر کہے اور سمرہ بن

عمیر ابو عمرو الکنانی نے بھی کچھ شعر کہے۔

اس واقعہ کا خود نوفل پر یہ اثر ہوا کہ اس نے تمام بنی عبد شمس سے بنی ہاشم کے خلاف ایک سمجھوتہ کر لیا۔

آپ ﷺ کی عبدالمطلب پر فضیلت

محمد بن ابی بکر کہتے ہیں کہ میں نے یہ قصہ موسیٰ بن عیسیٰ سے بیان کیا تو وہ کہنے لگا کہ ہاں چونکہ اللہ نے ہمیں دولت و امارت عطا فرمائی ہے۔ اس لیے ہمارے یہاں تقرب جتانے کے لیے انصار یہ قصہ بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ عبدالمطلب اپنی قوم میں اس قدر معزز تھے کہ ان کو قطعی اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ بنو نجار مدینہ سے ان کی حمایت کے لیے آتے۔ میں نے کہا جناب والا اہل مدینہ کی نصرت کی اس شخص کو بھی ضرورت ہوئی جو عبدالمطلب سے بہتر تھا۔ (یعنی محمد ﷺ) محمد بن ابی بکر جو اب تک تکیے کے سہارے بیٹھے ہوئے تھے، میرے اس جواب سے خفا ہو کر سیدھے ہو بیٹھے اور انہوں نے پوچھا عبدالمطلب سے بہتر کوئی ہے؟ میں نے کہا محمد ﷺ انہوں نے کہا بے شک تم سچے ہو۔ اب وہ پھر تکیے کے سہارے ہو گئے اور انہوں نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ اس واقعہ کو ابن ابی بکر کی روایت سے قلمبند کر لو۔

زیاد بن علاقۃ التغلبی جس نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا وہ کہتے ہیں کہ اس معاہدہ کی وجہ سے جو اس واقعہ کے بعد بنی ہاشم اور خزاعہ میں چلا آتا تھا رسول ﷺ نے مکہ فتح کیا اور اسی وجہ سے رسول ﷺ نے بنو کعب کی مدد فرمائی تھی۔ اور واقعہ یہ ہوا تھا کہ نوفل بن عبد مناف نے جو عبد مناف کے بیٹوں میں ایک ہی اب تک زندہ تھا، عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف کے کچھ جوہڑ زبردستی لے لیے عبدالمطلب کی ماں سلمٰی بنت عمرو النجار یہ قبیلہ خزرج کی تھی، عبدالمطلب نے اپنے چچا سے انصاف کی درخواست کی۔ مگر اس نے نہ مانی۔ عبدالمطلب نے اپنے ماموں سے اس کی شکایت کی اور ان سے مدد مانگی، ۸۰ شتر سوار یثرب سے مکہ آئے اور انھوں نے اپنے اونٹ کعبہ کے صحن میں لا کر بٹھائے۔

نوفل نے جب ان کو دیکھا تو اس کے دل میں ان کی جانب سے شبہ پیدا ہوا۔ اس نے سلام کیا مگر انھوں نے کہا کہ جب تک تم ہمارے بھانجے کا حق واپس نہ دو گے ہم تمھارے سلام کا جواب نہیں دیتے۔ اس نے کہا کہ میں آپ لوگوں کی تعظیم و تکریم کے خیال سے ایسا کیے دیتا ہوں۔ اور اس نے وہ کنویں وغیرہ عبدالمطلب کو واپس کر دیئے۔

اس تصفیہ کے بعد وہ لوگ اپنے گھر چلے گئے۔ مگر اس واقعہ سے عبدالمطلب کے دل میں دوسروں کو حلیف بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ اس نے بسرو بن عمرو، ورقاء بن فلاں اور خزاعہ کے بعض دوسرے اشخاص کو معاہدہ کے لیے دعوت دی۔ یہ سب کعبہ میں آئے اور یہاں انھوں نے ایک معاہدہ لکھ لیا۔

عبدالمطلب کا تعمیر کعبہ کی تجدید کرنا

عبدالمطلب کے چچا مطلب بن عبد مناف کی موت کے بعد حاجیوں کو پانی پہنچانے اور ان کی مہمانداری کی جو خدمات بنو عبد مناف کے پاس تھیں جس کی وجہ سے قوم میں جو عزت اور شرف ان کو حاصل تھا۔ وہ رتبہ عبدالمطلب کو ملا۔ انھوں نے سب سے پہلے اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام کے کنویں زمزم کو صاف کر کے کھولا اور جو دفینہ اس میں تھا وہ برآمد کیا۔ یہ سونے کے دو ہرن تھے جن کو جرہم نے اس میں اس وقت دفن کیا تھا جب ان کو کعبہ سے بے دخل کر دیا گیا۔ کچھ قلعی تلواریں تھیں، اور زرہیں تھی۔ ان تلواروں سے کعبہ کا ایک دروازہ بنایا گیا اور اس میں ان سونے کے ہرنوں کا سونا پتروں کی شکل میں تبدیل کر کے دروازہ پر چڑھایا گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جو قیمتی شئے کعبہ پر چڑھائی گئی وہ یہی سونا تھا۔ عبدالمطلب کی کنیت ابوالحارث تھی۔ کیونکہ

ان کے سب سے بڑے بیٹے کا نام حارث تھا اور یہی شیبہ ہے۔

ہاشم کی وجہ تسمیہ اور ان کا اصل نام

ہاشم کا نام عمرو ہے۔ ہاشم اس لیے مشہور ہوا کہ مکہ میں سب سے پہلے انھوں نے روٹیوں کو شوربے میں توڑ کر اپنی قوم کو کھلایا۔ اسی کے متعلق مطرود بن کعب الخزاعی یا ابن الکلبی کے قول کے مطابق ابن الزبعری نے یہ شعر کہا ہے۔

عمرو الذی هشم الثرید لقومه
ورجال مکة مسنتون عجاف
ترجمہ: وہ عمرو جس نے اپنی قوم کو روٹی توڑ کر
کھلائی جبکہ مکہ والے سخت قحط میں مبتلا تھے۔

ہاشم کی سخاوت

ہاشم کی قوم قریش قحط اور افلاس کی سخت مصیبت میں مبتلا ہوگئی تھی یہ فلسطین گئے اور وہاں سے بہت سا آٹا لے کر مکے آئے۔ اس کی روٹیاں پکوائیں اور بہت سے جانور ذبح کر کے اس کا قورمہ تیار کیا اور روٹیوں کو اس میں توڑ کر اپنی قوم کی دعوت کی۔

ہاشم پہلے شخص ہیں جنھوں نے قریش کے لیے سال میں دو سفر سردی اور گرمی میں رائج کیے۔

ہاشم اور برادران کا ملوکِ عالم سے رابطہ

ہاشم اور عبد شمس یہ عبد مناف کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور مطلب جو ان کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ یہ ایک بطن سے تھے ان کی ماں عاتکہ بنت مرہ السلمیہ تھی اور نوفل جس کی ماں واقدہ تھی، عبد مناف کے یہ چاروں بیٹے اپنے باپ کے بعد قوم کے سردار ہوئے۔ ان کو مجبرون کہتے ہیں۔

انھیں نے سب سے پہلے قریش کے لیے دوسرے ملکوں میں سکونت کے لیے اجازت نامے حاصل کیے اس کی وجہ سے قریش حرم سے دور دور منتشر ہوگئے۔ ہاشم نے شاہان روم اور غسان سے اجازت نامہ حاصل کیا۔ عبد شمس نے نجاشی الاکبر سے اجازت حاصل کی۔ اس وجہ سے قریش حبشہ چلے گئے۔ نوفل نے اکاسرہ (اکاسرہ کسریٰ کی جمع ہے جو شاہان فارس کا لقب تھا) ایران سے اجازت حاصل کی اور اس جہ سے قریش عراق جا کر آباد ہوگئے۔ مطلب نے ملوک حمیر سے نو آبادی کی اجازت حاصل کی اور اس وجہ سے قریش یمن جا کر متوطن ہوئے۔ چونکہ ان کی وجہ سے اللہ نے قریش کی حالت درست کردی اس لیے ان کو مجبرون کہنے لگے۔

ہاشم اور عبد شمس میں خونریزی کی بدفالی

بیان کیا گیا ہے کہ ہاشم اور عبد شمس جڑواں بھائی پیدا ہوئے تھے۔ جو پہلے پیدا ہوا تھا اس کی ایک انگلی دوسرے کی پیشانی سے ملی ہوئی تھی۔ اس لیے اسے کاٹ کر دونوں کو علیحدہ کیا گیا۔ اس کے کاٹنے سے خون بہا اس پر بدفالی کی گئی کہ ان کے درمیان خونریزی ہوگی۔ اپنے باپ عبد مناف کے بعد ہاشم کعبہ کے متولی ہوئے اور حاجیوں کے لیے پانی اور قیام کا انتظام ان کے متعلق ہوا۔

ہاشم اور اسکے بھتیجے امیہ میں تنازعہ

جب ہاشم نے اپنی قوم کی دعوت کی تو اس پر امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کے دل میں ان کی طرف سے حسد پیدا ہوا یہ بھی دولتمند تھا اس نے اگر چہ بڑے اہتمام سے اپنی قوم کی ویسی ہی دعوت کی مگر وہ بات نہ ہو سکی جو ہاشم سے بن آئی۔ قریش کے بعض لوگوں نے اس کا مضحکہ کیا وہ سخت برہم ہوا۔ اور ہاشم کا دشمن ہو گیا اور مطالبہ کیا کہ اس کے متعلق پنچایت سے فیصلہ لیا جائے۔ ہاشم نے اپنی بزرگی اور عزت کی وجہ سے اس بات کو برا سمجھا مگر قریش نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور انھیں جوش دلا کر اس بات پر آمادہ کر دیا۔ ہاشم نے کہا میں اس شرط پر اس معاملہ کو پنچاچیت کے سپرد کرتا ہوں کہ تم کو سیاہ گردن کی پچاس اونٹنیاں مکہ کی تلہٹی میں ذبح کرنا پڑیں گی۔ اور دس سال کے لیے مکہ سے ترک سکونت کرنا پڑے گی۔ امیہ نے یہ شرط مان لی اور اب دونوں نے کاہن الخزاعی کو اپنے درمیان حَکم بنایا۔ اس نے ہاشم کے حق میں فیصلہ کیا۔ ہاشم نے امیہ سے اونٹنیاں لے کر ان ذبح کیا اور حاضرین کی اس سے دعوت کی۔ امیہ شام چلا گیا دس سال وہ وہاں رہا۔ ہاشم اور امیہ میں عداوت کا یہ پہلا واقعہ تھا۔

عبدالمطلب اور حرب بن امیہ کا تنازعہ

یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبدالمطلب بن ہاشم اور حرب بن امیہ نے اپنے تعلقات کے تصفیہ کے لیے نجاشی الحبشی سے کہا مگر اس نے دخل دینے سے انکار کر دیا۔ تب ان دونوں نے نفیل بن عبدالعزی بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن ازاح بن غدی بن کعب کو فیصل بنایا۔ اس نے حرب سے کہا اے ابو عمرو تم اس شخص سے تنافر اور تنازع کرتے ہو جو تم سے قد میں بڑا ہے۔ اس کا سر تم سے بڑا ہے، تم سے زیادہ وجیہ ہے، تم سے اچھا ہے، جس کی اولاد تم سے زیادہ ہے، جو تم سے زیادہ سخی ہے اور زیادہ طاقتور ہے۔ یہ کہہ کر اس نے عبدالمطلب کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ حرب نے کہا یہ بھی وقت کی نحوست تھی کہ ہم نے تجھے حکم و فیصل بنایا۔

بنو عبد مناف کی آخری آرامگاہ

عبد مناف کے بیٹوں میں سے سب سے پہلے ہاشم نے شام کے شہر غزہ میں انتقال کیا۔ اس کے بعد عبد شمس نے مکہ میں انتقال کیا اور وہ اجیاد میں دفن کیا گیا۔ اس کے بعد نوفل نے عراق کی راہ میں مقام سلمان میں انتقال کیا۔ پھر مطلب نے یمن کے مقام پر رومان میں انتقال کیا۔ ہاشم کے بعد حجاج کے لیے پانی اور قیام کا انتظام ان کے بھائی مطلب سے متعلق ہو گیا۔

عبد مناف

اس کا اصل نام مغیرہ ہے۔ اسکے حسن و جمال کی وجہ سے اسے چاند کہتے ہیں۔ قصی کہا کرتا تھا کہ میرے چار بیٹے ہوئے، ان میں دو کے نام میں نے اپنے دونوں بتوں کے نام پر رکھے، ایک کا نام اپنے گھر کے نام پر رکھا اور ایک کا خود اپنے نام پر رکھا۔ ان چاروں کے نام اس طرح ہیں۔ عبد مناف، عبدالعزی، عبدالدار بن قصی اور عبد قصی بن قصی (یہ کم عمری میں مر گیا تھا) یہ تو بیٹے ہیں اور لڑکی برہ بنت قصی ہے۔ ان سب کی ماں حبی بنت حُلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو بن خزاعہ تھی۔

ہشام بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عبد مناف کا لقب قمر اور نام مغیرہ تھا۔ اس کی ماں حُبّی تھی۔

اس نے اسے مکہ کے سب سے بڑے بُت مناف سے اپنے اظہارِ عبودیت میں اس کے حوالے کر دیا تھا اسی وجہ سے یہی نام مشہور ہو گیا۔

قصی کا اصل نام زید ہے۔ اس کے باپ کلاب بن مرہ نے قصی کی ماں فاطمہ بنت سعد بن سیل سے شادی کی۔ اور سیل کا اصل نام خیر ابن حمالہ بن عوف بن غنم بن عامر الجادر بن عمرو بن جعثمہ بن یشکر تھا۔ جو بنو الدیل کے حلیف از دشنوئۃ سے تھا۔ فاطمہ کے بطن سے کلاب کے دو بیٹے زہرہ اور زید پیدا ہوئے پھر کلاب مر گیا۔ اس وقت زید بالکل کم سن تھا اور زہرہ جوان ہو چکا تھا۔ کلاب کے مرنیکے بعد ربیعہ بن حرام بن خنسہ بن عبد کبیر بن عذرہ بن سعد بن زید نے جو قضاعہ سے تھا۔ زہرہ اور قصی کی والدہ فاطمہ سے شادی کر لی۔ چونکہ زہرہ سن بلوغ کو پہنچ گیا تھا اور قصی شیر خوار تھا یا حال ہی میں اس کا دودھ چھڑایا گیا تھا، اس لیے قصی کی ماں قصی کی کم سنی کی وجہ سے اسے اپنے خاوند کے علاقہ میں جو شام کے شرفاء بنو عذرہ سے تعلق رکھتا تھا لے گئی اور زہرہ کو اس کی قوم میں چھوڑ گئی۔ اس کے بطن سے ربیعہ کا لڑکا رزاح بن ربیعہ پیدا ہوا۔ اس طرح یہ قصی کا اخیافی بھائی تھا۔ ربیعہ بن حرام کے تین لڑکے ایک دوسری عورت کے بطن سے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ حسن بن ربیعہ، محمود بن ربیعہ اور جلہمہ بن ربیعہ۔

قصی کی وجہ تسمیہ

زید نے ربیعہ کے گھر پرورش پائی اور جوان ہوا۔ چونکہ وہ اپنی قوم والوں سے بہت دور آ رہا تھا اس لیے زید کا نام قصی ہو گیا۔

قصی کی واپسی کا واقعہ

اس اثناء میں زہرہ بن کلاب مکہ ہی میں سکونت پذیر رہا۔ قصی بن کلاب بنو قضاعہ کے علاقے میں رہتا سہتا تھا اور ربیعہ بن حرام ہی کو اپنا باپ سمجھتا تھا۔ ایک دن اس کے اور بنو قضاعہ کے ایک دوسرے شخص میں کچھ تکرار ہو گئی۔ زید اب سن بلوغت کو پہنچ گیا تھا اس قضاعی نے طنزاً اس پر یہ بات ظاہر کر دی کہ تم پردیس میں ہو۔ اور یہ بھی کہا کہ تم کیوں اپنی قوم اور اپنے خاندان میں چلے نہیں جاتے؟ تم ہماری قوم سے نہیں ہو، قصی کو اس طنز سے بڑا رنج ہوا۔ وہ سیدھا اپنی ماں کے پاس آیا اور اس سے قضاعی کے بیان کی تصدیق چاہی۔ اس نے کہا اے میرے بیٹے بخدا تو اس شخص سے باعتبار اپنی ذات اور اپنے باپ کے بہت زیادہ معزز اور شریف ہے تو کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانۃ القرشی کا بیٹا ہے۔ تیری قوم مکہ میں بیت اللہ اور حرم بیت اللہ میں رہتی ہے۔

یہ معلوم کر کے اب اس نے پردیس کو ترک کر کے اپنی قوم میں جا کر مل جانے کی پختہ نیت کر لی۔ اس کی ماں نے اس سے کہا کہ عجلت نہ کرو۔ ماہ حرام آنے دو جب عرب حاجی مکہ جائیں تم بھی ان کے ہمراہ ہو جانا۔ اس وقت جانے میں تمھاری جان کا خطرہ ہے۔ قصی نے اپنی ماں کا مشورہ مانا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ جب ماہ حرام میں بنو قضاعہ کے حاجی حج کے لیے روانہ ہوئے تو یہ ان کے ہمراہ مکہ آیا اور حج سے فارغ ہو کر اب یہیں مستقل طور پر قیام پذیر ہو گیا۔ چونکہ وہ بڑا بہادر اور شریف تھا اس نے حلیل بن حبشیۃ الخزاعی کے ہاں اس کی بیٹی حُبّی سے منگنی کرنا چاہی۔ حلیل نے اس کے نسب سے اطمینان کر کے اپنی بیٹی سے اس کی شادی کر دی۔ اس زمانے میں حلیل کعبہ کا متولی اور مکہ کا امیر تھا۔

قصی کی مکہ پر امارت

ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق شادی کے بعد قصی اپنے خسر حلیل کے ساتھ رہنے لگا۔ اور اسکی بیٹی حبّی کے بطن سے قصی کے بیٹے عبدالدار، عبد مناف، عبدالعزیٰ اور عبد قصی پیدا ہوئے۔ جب اس کے بیٹے دور دراز ملکوں میں چلے گئے اور اس کی دولت اور عزت بہت بڑھ گئی حلیل بن حبشیہ مر گیا۔ قصی نے سوچا کہ خزاعہ اور بنی بکر کے مقابلہ میں خود وہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کا مستحق ہے۔ نیز یہ کہ قریش اسمٰعیل بن ابراہیم کی اولاد اور ان کی خالص نسل سے ہیں۔ اس غرض کے لیے اس نے قریش اور بنی کنانہ کے بعض لوگوں سے گفتگو کی اور کہا کہ ہم سب بنوخزاعہ اور بنوبکر کو مکہ سے نکال باہر کریں۔ جب انھوں نے اس کی یہ بات مان لی اس نے اپنے اخیافی بھائی رزاح بن ربیعہ بن حرام کو جو اپنی قوم میں تھا، اپنی نصرت اور شرکت کے لیے دعوت دی۔ رزاح نے اپنی قوم بنوقضاعہ میں کھڑے ہو کر ان سے اپنے بھائی کی امداد کی درخواست کی اور کہا کہ آپ لوگ میرے ساتھ ہوں۔ انھوں نے اس کی دعوت قبول کی اور چلنے پر آمادگی ظاہر کی۔

دشمنانِ قصی کا مکہ سے اخراج

ہشام اپنے پہلے بیان کے سلسلہ میں کہتا ہے "قصی اپنے بھائی زہرہ اور خاندان کے پاس چلا آیا۔ چند ہی روز میں اسے سرداری مل گئی۔ چونکہ مکہ میں بنوخزاعہ کی تعداد بنوالنضر سے زیادہ تھی اس لیے قصی نے اپنے بھائی رزاح سے مدد مانگی۔ اس کے تین اور بھائی دوسری ماں سے تھے وہ ان کو اور دوسرے بنوقضاعہ کو جنھوں نے اس کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا لیکر قصی کے پاس مکہ آیا۔ یہاں قصی کی حمایت کے لیے بنوالنضر تھے ان سب نے ملکر خزاعہ کو مکہ سے نکالدیا۔ اس کے بعد قصی نے حبی بنت حلیل بن حبشیہ الخزاعی سے شادی کی۔ جن کے بطن سے اس کے چاروں بیٹے پیدا ہوئے۔

بنوخزاعہ کا خروج یا اخراج

حلیل بیت اللہ کا آخری متولی تھا جب اس کا وقت آخر ہوا تو اس نے کعبہ کی ولایت اپنی بیٹی حُبّی کے سپرد کی اس نے کہا آپ جانتے ہیں کہ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ خود کعبہ کا دروازہ کھولوں اور بند کروں۔ حُلیل نے کہا اچھا میں اس کام کے لیے ایک دوسرا شخص مقرر کر دیتا ہوں جو اس منصب کو تمھارے نائب کی حیثیت سے انجام دے۔ چنانچہ اس نے ابوغبشان سلیم بن عمرو بن بوی بن ملکان بن قصی کو یہ خدمت سپرد کردی۔ قصی نے ایک مشک شراب اور ایک عود کے عوض میں اس سے کعبہ کی تولیت خرید لی اس پر خزاعہ بگڑے اور وہ قصی پر چڑھ آئے تب اس نے اپنے بھائی سے مدد مانگی اور اس کے ساتھ وہ خزاعہ سے لڑا اصل حقیقت اللہ جانتا ہے مگر بیان کیا جاتا ہے کہ ان کو خسرہ نکل آیا۔ اور قریب تھا کہ اس مرض سے وہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں انھوں نے خود ہی مکہ کو خیر باد کہ دیا اور سب ترک وطن کر کے چلدیے۔ بعض نے اپنے مکان بلا معاوضہ لوگوں کو دے دیے۔ بعض نے ان کو بیچ دیا۔ اور بعض پھر رہ بھی پڑے مگر اب قصی بلا شرکت غیرے کعبہ کا متولی اور مکہ کا حاکم ہو گیا۔ اس نے قریش کے تمام قبیلوں کو پھر اکٹھا کیا اور ان کو مکہ کے علاقے پر آباد کیا۔ جن میں سے بعض اب تک گھاٹیوں میں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر سکونت رکھتے تھے۔ اس نے خزاعہ کے مکان قریش میں تقسیم کر دیے۔ اس لیے اب اس کا نام مجمّع (جمع کرنے والا، کیونکہ اس نے اپنی قوم کو مکہ میں جمع کر لیا تھا) ہوا۔

اسی کے متعلق مطرود یا حذافہ بن غانم نے یہ شعر کہا ہے۔

ابوكم قصي كان يدعى مجمعاً

به جمع الله القبائل من فهر

ترجمہ: تمھارا باپ قصی ہے جسے مجمع کہتے تھے۔اسی کے ذریعے اللہ نے
بنی فہر کے قبائل کو یکجا جمع کر دیا

ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ رزاح نے قصی کی طلب نصرت کی استدعا کو قبول کیا اور وہ اپنے تینوں بھائیوں اور دوسرے قبیلہ والوں کو لے کر عرب حاجیوں کے ساتھ قصی کی مدد اور اس کا ساتھ دینے کے لیے مکہ روانہ ہوا۔

پجاریوں کی خصوصیت

ابن اسحٰق ہی کا قول ہے کہ بنوخزاعہ اس بات کے مدعی ہیں کہ جب قصی کی اولاد منتشر ہو گئی۔تو خود حُلیل نے کعبہ کی تولیت اس کے سپرد کر دی تھی اور کہا تھا کہ تم خزاعہ کے مقابلہ میں کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کے زیادہ اہل ہو۔ اس وصیت کی بناء پر قصی نے ان تمام حقوق کا مطالبہ کیا تھا۔ جب سب لوگ مکہ میں جمع ہوئے اور موقف کو چلے اور حج سے فارغ ہو کر منیٰ آئے اس وقت قصی نے اپنے تمام مددگار اپنے ہم قوم قریش متبعین اور بنو کنانہ اور بنوخزاعہ کے حامیوں کو اپنے پاس جمع کر رکھا تھا۔تمام مناسک حج ادا ہو چکے تھے صرف واپسی باقی تھی۔ قاعدہ یہ تھا کہ کعبہ کے پجاری لوگوں کو عرفہ سے بڑھاتے تھے اور کوچ کے دن جب لوگ منیٰ سے نفر کرتے یہ پجاری لوگوں سے قبل منیٰ میں کنکریاں مارنے کے لیے پہنچ جاتے تھے۔انھیں پجاریوں میں سے ایک شخص حاجیوں کے لیے رمی کرتا تھا اور تاوقتیکہ وہ رمی نہ کرے دوسرے حاجی خود رمی نہیں کر سکتے تھے۔جن ضرورت مندوں کو جلدی ہوتی وہ پجاری سے آکر درخواست کرتے کہ تم رمی کر دو تا کہ پھر ہم بھی رمی کر لیں گے۔مگر وہ اس کا جواب دیتا کہ بخدا جب تک آفتاب کو زوال نہ شروع نہ ہو میں رمی نہیں کروں گا۔اس پر جن لوگوں کو جلد واپس جانے کی ضرورت ہوتی وہ خود اس پجاری پر پتھر پھینکنے لگتے اور کہتے کہ رمی شروع کرو مگر وہ ان باتوں سے متاثر نہیں ہوتا البتہ جب آفتاب جھک جاتا تو اب وہ کھڑا ہوتا رمی کرتا اور دوسرے لوگ بھی اسکے ساتھ رمی کرتے۔

کنکریاں مارنے کے بعد جب لوگ منیٰ سے واپس ہوتے تو یہ پجاری سب سے پہلے گھاٹی کے سروں پر آجاتے اور لوگوں کو گذرنے سے روک دیتے اور کہتے کہ پہلے ہم پجاری گزر لیں پھر دوسرے گذریں۔ چنانچہ پہلے وہ گزر جاتے اس کے بعد دوسروں کو وہاں سے نکلنے کی راہ ملتی۔

پجاریوں سے قصی کی جنگ

اس سال بھی حسب دستور سابق پجاریوں نے حاجیوں کے ساتھ یہی برتاؤ کیا۔یہ طریقہ ان میں بنوجرہم اور خزاعہ کی تولیت کے عہد سے چلا آیا تھا اور اس سے تمام عرب واقف تھے اور اسے تسلیم کرتے تھے۔ جب اس سال بھی انھوں نے یہ کیا تو قصی بن کلاب خود اپنی قوم قریش اور بنو کنانہ اور قضاعہ کے ساتھ گھاٹی پر آیا اور انھوں نے ان پجاریوں سے کہا کہ اس تمام بندوبست کے ہم تمھارے مقابلے میں زیادہ اہل ہیں۔انھوں نے اس دعوے کو نہ مانا۔قصی نے ان کی بات نہ مانی نتیجہ یہ ہوا کہ تلوار چلی اور نہایت شدید اور خونریز لڑائی کے بعد پجاریوں کو ہزیمت ہوئی۔قصی نے ان کے تمام حقوق پر قبضہ کر لیا اور گھاٹی سے ان کو بیدخل کر دیا۔

قصی کی بنوخزاعہ اور بنوبکر سے جنگ

اس لڑائی کے بعد بنوخزاعہ اور بنوبکر قصی بن کلاب سے کنارہ کش ہو گئے اور ان کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ جس طرح اس نے پجاریوں کو گھاٹی سے بیدخل کر دیا ہے اسی طرح وہ ان کو کعبہ کے انتظام اور مکہ کی امارت سے بے دخل کر دے گا ان کی علیحدگی کے بعد خود قصی نے ان پر جارحانہ کاروائی کی۔ اور اب وہ ان سے لڑنے کے لیے پوری طرح تل گیا۔ اس کا بھائی رزاح بن ربیعہ اپنی قوم قضاعہ کے ہمراہیوں کے ساتھ اس کی مدد کے لیے ثابت قدم رہا۔ اس کے مقابلہ میں خزاعہ اور بنوبکر لڑنے کے لیے برآمد ہوئے۔ لڑائی چھڑی اور نہایت شدید ہوئی۔ فریقین کے بے شمار آدمی کام آئے اور تقریباً سب ہی زخمی ہوئے۔

فریقین کی مصالحت

یہ رنگ دیکھ کر فریقین نے عارضی صلح پر اس قرارداد پر سمجھوتہ کر لیا کہ وہ اپنے اس جھگڑے کے قضیہ کو کسی عرب کے سامنے حتمی فیصلے کے لیے پیش کر دیں گے۔ چنانچہ انھوں نے یعمر بن عوف بن کعب بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کو حکم بنایا۔ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی امارت کے لیے خزاعہ اور بنوبکر کے مقابلہ میں قصی زیادہ اہل ہے اور یہ کہ خزاعہ اور بکر کے جن جن لوگوں کو قصی نے قتل کیا ہے وہ ان کے سروں کو اپنے قدموں کے نیچے رکھ کر ان کو کچل دے۔ اس کے برعکس قریش، بنوکنانہ اور قضاعہ کے جن لوگوں کو خزاعہ اور بنوبکر نے قتل کیا ہے اس کی وہ دیت ادا کریں۔ نیز یہ کہ کعبہ اور مکہ کو وہ قصی بن کلاب کے لیے چھوڑ دیں۔ چونکہ اس تصفیہ میں یعمر بن عوف نے خزاعہ وغیرہ کے سروں کو قصی کے پیروں سے کچلوایا تھا۔ اس وجہ سے اس کا نام شداخ پڑ گیا۔

قصی کی بلاشرکت امارت

اب قصی بلاشرکت غیرے کعبہ اور مکہ کا متولی اور رئیس ہوا۔ جہاں جہاں اس کی قوم آباد تھی اس نے ان سب کو وہاں سے پھر مکہ بلایا اور اس نے اپنی قوم اور اہل مکہ کی سیادت طلب کی جسے اس کی خواہش کے مطابق سب نے منظور کر لیا۔ اس طرح کعب بن لوی کی اولاد میں قصی پہلا شخص ہے جسے حکومت ملی اور اس پر اس کی قوم نے دل سے اس کی اطاعت کی۔ اب کعبہ کی حجابت، سقایۃ، رفادہ، ندوہ اور لواء سب اسی کے متعلق ہو گیا۔ اس طرح مکہ کی تمام شرافت اسے مل گئی۔ اس نے مکہ کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ان کو اپنی قوم قریش کو دیدیا اور پھر قریش کے ہر خاندان کو علیحدہ علیحدہ مکہ کے ان مکانات میں جن پر ان کا قبضہ ہوا تھا فروکش کر دیا۔

ان مکانات میں جو درخت اگ آئے تھے۔ چونکہ وہ حرم میں داخل تھے ان کو کاٹتے ہوئے قریش ڈرے۔ قصی نے قریش کی مدد سے ان کو اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا۔

قصی کو مجمع کا لقب اور اس کی برتری

چونکہ اس کی وجہ سے قریش کا نظام پایہ تکمیل کو پہنچا تھا اس وجہ سے قریش نے اس کا نام مجمع رکھا۔ اور اس کے اقبال سے فال نیک لینے لگے۔ چنانچہ اب یہ دستور ہو گیا کہ ان کے ہر مرد و عورت کا بیاہ اسی کے گھر میں ہوتا اور ہر کام کے لیے اسی کے گھر میں جمع ہو کر مشورہ کرتے۔ کسی غیر قوم سے اگر لڑائی ٹھہرتی تو اس کے لیے اسی کے گھر کا کوئی لڑکا

جنگی نشان باندھ کر دیتا۔ جب کوئی لڑکی سن بلوغ کو پہنچتی تو اسی کے گھر میں اسے پہلی مرتبہ انگیا پہنائی جاتی۔ خود قصی انگیا قطع کر کے پہناتا۔ اسکے بعد اس لڑکی کے گھر والے اسے اپنے یہاں لے جاتے اس طرح قریش اپنے تمام کام زندگی کے ہوں یا موت کے اس کی سعادت، فضل اور شرافت کی وجہ سے مذہبی عقیدے کی طرح اس کے بغیر انجام نہ دیتے۔ اس نے ایک دارالندوہ بنایا۔ اس کا دروازہ مسجد الحرام کی طرف رکھا۔ یہیں پر قریش اپنے تمام معاملات طے کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ جب خلیفہ تھے ان سے کسی شخص نے قصی کا یہی قصہ بیان کیا انھوں نے مذکورہ بالا واقعہ سن کر نہ تو اس کا انکار کیا اور نہ تردید کی۔

قصی اپنی پوری عزت وشرافت کے ساتھ بغیر کسی مخالف اور معارض کے مکہ میں رہنے سہنے لگا۔ البتہ مناسک حج میں اس نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ کیونکہ وہ اسے مذہبی رسم سمجھتا تھا۔ کعبہ کے پجاری بھی حسب دستور قدیم باقی رہے۔ البتہ جب وہ ختم ہو گئے تو پھر ان کی خدمت وراثۃً صفوان بن الحارث بن شجنہ کی اولاد کو دی گئی۔ اس جھگڑے کی وجہ سے جو عداوت پیدا ہو گئی تھی وہ بدستور چلی آتی تھی۔ بنو مالک بن کنانہ اور مرہ بن عوف سے بے تعلقی تھی یہ کشیدگیاں اسلام کے شائع ہونے تک برقرار تھیں۔ مگر پھر اللہ نے ان سب عداوتوں کا خاتمہ کر دیا۔

قصی کی نیابت

قصی نے مکہ میں ایک گھر بنایا اسی کا نام دارالندوہ ہے۔ یہاں قریش اپنے تمام امور طے کرتے تھے

مشہور دارالندوہ کا قیام

جب وہ بہت بوڑھا اور ضعیف ہوا اس وقت عبدالدار (اس کا سب سے بڑا بیٹا) بھی ضعیف ہو چکا تھا۔ البتہ عبدمناف اپنے باپ ہی کے سامنے بڑا معزز آدمی ہو گیا تھا اور اسے دنیا کا ہر طرح کا تجربہ تھا اور عبدالعزی بن قصی اور عبد بن قصی سب مل کر چار بیٹے تھے۔ قصی نے اپنے بیٹے عبدالدار سے کہا کہ میں تجھے اپنی قوم سے ملاتا ہوں۔ اگرچہ وہ تجھ سے شرافت میں بڑھ گئے ہیں مگر اس کی پروا نہیں جب تک تو کعبہ کا دروازہ نہ کھولے ان میں سے کوئی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ تیرے سوا کوئی دوسرا لڑائی کے لیے قریش کا جھنڈا نہ باندھے گا۔ سب تیرے ہی سقایہ سے پانی پیئیں گے۔ حج کے زمانے میں سب تیرے یہاں مہمان ہونگے اور تیرے ہی مکان میں قریش اپنے تمام معاملات طے کریں گے۔ قصی نے اپنا دارالندوہ جہاں قریش تمام معاملات طے کرتے تھے، اسے دیدیا۔ کعبہ کی حجابت، لواء، ندوہ، سقایہ اور رفادہ اسی کے متعلق کر دیا۔

حجاج کیلئے رفاہی کام

رفادہ کا انتظام اس طرح ہوتا تھا کہ ہر سال حج کے زمانہ میں قریش کچھ مال اپنی آمدنی سے نکال کر قصی بن کلاب کو دیدیتے تھے۔ یہ اس سے حاجیوں کے لیے کھانا پکواتا تھا اور جو حاجی غیر مستطیع ہوتے یا ان کے پاس زادِ راہ نہ بچا ہوتا۔ وہ اس کھانے کو کھاتے۔ قصی نے یہ چندہ ان پر فرض کر دیا تھا اور کہا تھا اے قریش تم اللہ کے ہمسایہ اور اس کے گھر اور حرم والے ہو۔ حاجی اللہ کے مہمان اور بیت اللہ کے زائر ہیں۔ اس لیے وہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ عزت کے ساتھ ان کی مہمانداری کی جائے۔ انہوں نے قصی کا کہا مانا اور اس کے لیے وہ ہر سال اپنے مال میں سے

کچھ حصہ علیحدہ کر کے قصی کو دیدیتے تھے وہ اس سے منیٰ کے قیام کے ایام میں حاجیوں کے لیے کھانا پکواتا۔ یہ دستور اس کی قوم میں تمام عہد جاہلیت میں برابر قائم رہا۔ اور اسلام کے بعد عہد اسلام میں بھی جاری رہا۔ چنانچہ آج تک جاری ہے اور وہ یہ وہ کھانا ہے جو تمام زمانہ حج میں حکومت وقت حاجیوں کے لیے ہر سال منیٰ میں پکواتی ہے۔

الغرض قصی نے اپنی زندگی ہی میں یہ تمام خدمات عبدالدار کے سپرد کر دیں اور پھر خود قصی بھی اس کے کسی انتظام یا حکم میں دخل نہیں دیتا تھا۔ جب وہ مرا تو اس کے بعد اس کے سب بیٹے اس کے فرائض اور خدمات کے متولی ہوئے۔

کلاب بن مرّہ

اس کی ماں ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن الحارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ تھی۔ اسکے دو بھائی دوسری ماں سے اور تھے ان کا نام تیم اور یقظہ تھا۔ ہشام بن الکلبی کے بیان کے مطابق ان کی ماں اسماء بنت عدی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن یارق تھی۔ البتہ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق ان کی ماں ہند بنت حارثۃ البارقیہ ہے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یقظہ کی ماں بھی ہند بنت سریر کلاب کی ماں ہے۔

مُرّہ بن کعب

اس کی ماں وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔ اس کے حقیقی بھائی عدی اور ھصیص تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان سب کی ماں مخشیہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرہ اور ھصیص کی ماں مخشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی اور عدی کی ماں رقاش بنت رکبہ بن نائلہ بن کعب بن حرب بن تیم بن سعد بن فہم بن عمرو بن قیس بن غیلان تھی۔

کعب بن لوی

ابن اسحٰق اور ابن الکلبی کے بیان کے مطابق اس کی ماں ماویہ بنت کعب بن القین بن جسر بن شیع اللہ بن اسد بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھی۔ اس کے دو اور حقیقی بھائی عامر اور سامہ تھے۔ یہ ہی بنو ناجیہ ہیں اس کا ایک دوسرا علاتی (باپ شریک) بھائی عوف تھا۔ چونکہ اس کی ماں غطفان کی تھی اس لیے اس نے اپنا نسب انھیں سے شامل کیا تھا۔ اس کی ماں کا نام بارہ بنت عوف بن غنم بن عبداللہ بن غطفان تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ لوئی بن غالب کے مرنے کے بعد یہ اپنے لڑکے عوف کو لے کر اپنی قوم چلی گئی وہاں سعد بن ذبیان بن بغیض نے اس سے شادی کر لی اس نے عوف کو اپنا بیٹا بنا لیا اسی کی طرف فزارہ بن ذبیان نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے:۔

عرّج علی ابن لوی جملک

ترکک القوم ولا منزل لک

ترجمہ: اے لوی کے بیٹے میرے پاس آ جا تیری قوم نے تجھے

چھوڑ دیا ہے اور اب کہیں تیرا گھر نہیں ہے۔

کعب کے دو علاتی بھائی اور تھے ایک خزیمہ یہ ہی عائذہ قریش ہیں۔ عائذہ اس کی ماں تھی اس کا نام عائذہ بنت الخمس بن قحافہ ہے جو خثعم سے تھی۔ دوسرا سعد ہے ان کو بنانہ کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کی ماں کا نام بنانہ تھا اب ان میں

جو بدوی ہیں وہ بنی شیبان بن ثعلبہ کے بنی اسعد بن ہمام میں شامل ہیں۔ اور شہری قریش سے اپنی نسبت کرتے ہیں۔

لوی بن غالب

ہشام کے قول کے مطابق اس کی ماں عاتکہ بنت یخلد بن نضر بن کنانہ ہے۔ رسول ﷺ کی امہات میں سب سے پہلی عاتکہ یہ ہے۔ ابن لوی کے دو حقیقی بھائی اور تھے ایک کا نام تیم ہے یہ ہی تیم الادرم ہے۔ ادرم اسے کہتے ہیں جس کی ٹھوڑی میں نقص ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ادرم وہ ہے جس کی داڑھی ناقص ہو۔ دوسرا بھائی قیس ہے۔ اب اس کا کوئی جانشین باقی نہیں رہا اس کی اولاد میں آخری شخص خالد بن عبداللہ القسری کے عہد میں مرگیا۔ اس کی میراث کا کوئی مستحق نہ ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوی اور اس کے بھائیوں کی ماں سلمی بنت عمر بن ربیعہ تھی اور یہ ربیعہ لحی بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء بن عامر ماء السماء ہے جو خزاعہ تھے۔

غالب بن فہر

غالب کی ماں لیلی بنت الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھی۔ اس کے دیگر حقیقی بھائی حارث، محارب، اسد، عوف، جون اور ذئب تھے۔ چونکہ محارب اور حارث قریش ظواہر تھے اس لیے حارث ابطح میں داخل ہو گئے تھے۔

فہر بن مالک

ہشام بن محمد کے بیان کے مطابق فہر جامع قریش ہے۔ اس کی ماں جندلہ بنت عامر بن الحارث بن مقاض الجرہمی تھی۔

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ اس کی ماں جندلہ بنت الحارث بن مقاض بن عمر الجرہمی تھی۔ ابوعبیدہ بن معمر بن المثنی کہتا ہے کہ اس کی ماں سلمی بنت ادبن طابخہ بن الیاس بن مضر تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی ماں جمیلہ بنت عدوان قبیلہ ازد کے خاندان بارق کی تھی۔

ابرہہ کے واقعہ کی پہلی مثال

فہر اپنے عہد میں مکہ کا رئیس تھا۔ جب ان کی لڑائی حسان بن عبد کلال بن مثوب ذی حرث الحمیری سے ہوئی۔ یہ بھی اہل مکہ کا قائد تھا۔ حسان یمن سے بنو حمیر اور دوسرے یمنی قبائل کی ایک بہت بڑی جمعیت لیکر اس لیے مکہ پر حملہ آور ہوا تھا کہ کعبہ کے پتھروں کو مکہ سے یمن لے جائے تاکہ پھر تمام لوگ یمن میں اس کے یہاں حج کرنے آیا کریں۔ یہ حجاز آ کر مقام نخلہ میں فروکش ہوا۔ اس نے مکہ والوں کے مویشیوں پر غارت گری کی اور راستے کو مسدود کر دیا۔ مگر وہ خوف کی وجہ سے مکہ میں داخل نہیں ہوا۔ قریش، قبائل کنانہ، خزیمہ، اسد، جذام اور مضر کے دوسرے خاندان جوان کے ساتھ تھے۔ فہر بن مالک اپنے رئیس کی قیادت میں حسان کے مقابلہ پر نکلے۔ نہایت شدید جنگ ہوئی۔ بنو حمیر کو ہزیمت و شکست ہوئی۔ ان کے بادشاہ حسان بن عبد کلال کو فہر بن مالک نے گرفتار کر لیا۔ اس جنگ میں جہاں اور لوگ کام آئے، فہر کا پوتا قیس بن غالب بن فہر بھی مارا گیا۔ حسان فاتحین کے ہاتھ میں مکہ میں تین سال تک قید رہا۔ فدیہ دے کر اس نے رہائی حاصل کی اور اپنے وطن روانہ ہوا مگر وہ مکہ اور یمن کے درمیان ہی میں مرگیا۔

مالک بن نضر

اس کی ماں عکرشہ بنت عدوان تھی۔ یہ عدوان ہشام کے قول کے مطابق حارث بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس عورت کا اصل نام تو عاتکہ تھا البتہ لقب عکرشہ تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ماں ہند بنت فہم بن عمرو بن قیس بن عیلان ہے۔ مالک کے دو بھائی اور تھے ایک یخلد۔ یہ خاندان بنو عمرو بن الحارث بن مالک بن کنانہ میں داخل ہو گیا اور قریش کے حلقہ سے خارج ہو گیا۔ دوسرے بھائی کا نام صلت تھا اس کی کوئی اولاد باقی نہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ قریش کو یہ نام قریش بن بدر بن یخلد بن الحارث بن یخلد بن نضر بن کنانہ کی وجہ سے ملا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بنوالنضر کے تجارتی قافلے جب آتے تو عرب کہتے کہ قریش کا قافلہ آیا۔

ارباب سیر نے یہ بات کہی ہے کہ یہ قریش بنوالنضر کا سفر میں راہنما اور ان کے سامان خورد و نوش کا منتظم ہوتا تھا۔

قریش اور بدر کی وجہ تسمیہ میں مختلف توجیہات

اس کا ایک بیٹا بدر تھا اسی نے بدر کو کھدوایا ہے اور اسی کے نام سے وہ کنواں "بدر" مشہور ہوا۔

ابن الکلبی کہتا ہے کہ قریش کے معنی حسب و نسب لکھنے کا رجسٹر ہیں۔ یہ نہ کوئی آدمی ہے نہ کسی کا باپ ہے۔ نہ ماں نہ مربی نہ مربیہ۔

دوسرے ارباب سیر کہتے ہیں کہ بنوالنضر بن کنانہ کا نام قریش اس وجہ سے ہوا کہ ایک دن نضر بن کنانہ اپنی قوم کے جانوروں کے باڑے میں آیا جو لوگ وہاں تھے ان میں کسی نے دوسرے سے کہا کہ نضر کو دیکھو وہ ایک بڑا زبردست اونٹ معلوم ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قریش کا یہ نام ایک بحری جانور کے نام پر رکھا گیا ہے۔ جسے قرش کہتے ہیں۔ جو تمام دوسرے بحری جانداروں کو کھا لیتا ہے اور چونکہ وہ بحری جانوروں میں سب سے زیادہ قوی اور طاقتور ہے اس لیے بنوالنضر بن کنانہ کو اس سے مشابہت دی گئی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ نضر بن کنانہ لوگوں کے حالات کی تفتیش کر کے اپنے مال سے ان کی حاجت پوری کرتا تھا اور قرش کے معنی ان کے بیان کے مطابق تفتیش کے ہیں، اور اس کے بیٹے بھی حاجیوں کے حالات کی تفتیش کر کے اپنی استطاعت کے مطابق ان کی حاجت برآری کرتے تھے۔ اس وجہ سے ان کا یہ لقب ہوا۔ انھوں نے قریش کے معنی جو تفتیش کے لیے ہیں اس پر وہ کسی شاعر کا یہ شعر شہادت میں پیش کرتے ہیں:-

ایھا الناطق المُقرش عنّا

عند عمرو فھل لھن انتھاء

ترجمہ: اے شخص جو ہمیں عمرو کے ہاں دریافت
کر رہا ہے۔ کچھ ہماری محبوباؤں کی بھی خبر ہے؟

یہ بھی کہا گیا ہے کہ نضر بن کنانہ کا نام ہی قریش تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب تک قصی بن کلاب نے تمام بنونضر بن کنانہ کو یکجا جمع نہیں کر دیا یہ بدستور بنونضر ہی کہلاتے رہے، تو جب سب جمع ہو گئے تو اب ان کو اس لیے قریش کہا جانے لگا۔ کہ تجمع ہی تقرش ہے اس بناء پر عرب کہنے لگے "تقرّش بنوالنضر" یعنی تمام بنونضر جمع ہو گئے۔ یہ بھی

کہا گیا ہے کہ بنونضر کو قریش اس لیے کہا گیا کہ اب انھوں نے غارتگری چھوڑ دی۔

ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان نے محمد بن جبیر بن مطعم سے دریافت کیا کہ قریش کا یہ نام قریش کس وقت ہوا؟ اس نے کہا کہ جب انتشار کے بعد تمام قریش حرم میں جمع ہوئے تو قریش کہلائے اور یہ اجتماع ''تقرّش'' ہے۔ عبدالملک نے کہا میں نے یہ بات نہیں سنی۔ مجھے تو یہ معلوم ہے کہ قصی کو قرشی پکارا جاتا تھا اور اس سے پہلے قریش کا یہ نام نہیں تھا۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمان بن عوف سے مروی ہے کہ جب قصی نے حرم آ کر اس پر اپنا قبضہ اور تسلط قائم کیا اور بہت سے مفید اور نیک کام کیے اسے قرشی کہنے لگے سب سے پہلے اسی کا یہ نام ہوا۔

ابوبکر بن عبیداللہ بن ابی جہم سے مروی ہے کہ نضر بن کنانہ کو قرشی کہتے تھے۔ محمد بن عمرو کہتا ہے کہ جب قصی نے مزدلفہ میں وقوف کیا اس نے وہاں آگ کے آلاؤ روشن کیے تاکہ جو لوگ عرفہ سے چلیں وہ اسے دیکھ لیں۔ چنانچہ ایام جاہلیت میں عرفہ والی رات میں یہ آگ برابر جلائی گئی۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ، ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے عہد میں بھی یہ آگ روشن کی جاتی تھی۔ محمد بن عمرو کہتا ہے کہ آج تک یہ روشن کی جاتی ہے۔

نضر بن کنانہ

اسکا اصل نام قیس ہے۔ اس کی ماں برہ بنت مُرّ بن اُدّ بن طانجہ ہے۔ اس کے دوسرے حقیقی بھائی نضیر، مالک، ملکان، عامر، حارث، عمرو، سعد، عوف، غنم، مخرمہ، جرول، غزوان اور حُدال تھے۔ اس کا علاتی بھائی عبد مناۃ تھا۔ اس کی ماں فکیہہ تھی۔ فکھ بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ ہی ذفراء بنت ہنّی بن بلیٰ بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ ہے۔ عبد مناۃ کا اخیافی بھائی علی بن مسعود بن مازن بن ذئب بن عدی بن عمرو بن مازن الغسانی تھا۔ عبد مناۃ نے ہند بنت بکر بن وائل سے شادی کی اس سے اس کا لڑکا پیدا ہوا عبد مناۃ کے مرنے کے بعد اس کے اخیافی بھائی علی ابن مسعود نے ہند سے شادی کر لی اور اس کے بطن سے اس کا بھی لڑکا ہوا۔ علی نے اپنے بھتیجوں کی بھی پرورش کی۔ اسی وجہ سے وہ اس کی طرف منسوب ہوئے اور عبد مناۃ کے بیٹے بنو علی کہلائے گئے۔ اس کے بعد مالک بن کنانہ نے علی بن مسعود کو اچانک قتل کر دیا اور اسد بن خزیمہ نے اس کی دیت ادا کی۔

کنانہ بن خزیمہ

اس کی ماں عوانہ بنت سعد بن قیس بن عیلان تھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ماں ہند بنت عمرو بن قیس تھی۔ اس کے علاتی بھائی اسد اور اسدہ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ہی ابو جذام ہے اور تیسرا بھائی ہونی تھا۔ اس کی ماں برۃ بنت مُر بن اُد بن طانجہ تھی۔ یہ ہی نضر بن کنانہ کی ماں ہے جس نے اپنے باپ کے بعد اس سے شادی کی تھی۔

خزیمہ بن مدرکہ

اس کی ماں سلمیٰ بنت اسلم بن الحاف بن قضاعہ تھی۔ اس کا حقیقی بھائی ھذیل تھا اور ان کا اخیافی بھائی تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ خزیمہ اور ہذیل کی ماں سلمیٰ بنت اسد بن ربیعہ تھی۔

مدرکہ بن الیاس

اس کا اصل نام عمرو ہے۔ اس کی ماں خندف تھی۔ اس کا اصل نام لیلیٰ بنت حلوان بن عمران بن الحاف بن

قضاعہ ہے۔ اور لیلیٰ کی ماں ضریہ بنت ربیعہ بن نزار تھی۔ بیان کیا گیا ہے کہ چراگاہ ضریہ اسی کے نام سے منسوب ہے۔ مدرکہ کے دوسرے حقیقی بھائی عامر اور عمیر تھے۔ عامر طانجہ اور عمیر قمعہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ہی ابوخزاعہ ہے۔

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ بنو الیاس کی ماں خندف یمن کی رہنے والی تھی۔ اس کے بیٹے بجائے باپ کے اسی کے نام سے منسوب ہوئے اور بنو خندف کہلائے گئے۔

مدرکہ، طابخہ، قمع اور خندف کی وجہ تسمیہ

مدرکہ کا اصل نام عامر ہے۔ اور طابخہ کا نام عمر تھا۔ مدرکہ اور طابخہ نام ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ دونوں اپنے باپ کے اونٹ چرا رہے تھے۔ انھوں نے پھندے سے ایک شکار پکڑا اور دونوں بیٹھ کر اسے پکانے لگے۔ اس اثناء میں کوئی جانور ان پر حملہ آور ہوا جس سے وہ بدک کر بھاگے۔ عامر نے عمرو سے کہا اونٹ لانے جاتے ہو یا بیٹھے شکار پکاؤ گے؟ عمرو نے کہا میں تو شکار پکاتا ہوں۔ تو عامر اونٹ لینے کے لیے چلا گیا اور ان کو ہانک کر لے آیا۔ جب شام کو دونوں باپ کے پاس آئے تو انھوں نے آج کا قصہ بیان کیا۔ اس نے عامر سے کہا تو مدرکہ ہے اور عمرو سے کہا تو طابخہ ہے۔

ہشام بن محمد سے روایت ہے کہ الیاس اپنی چراگاہ میں اونٹ چرانے گیا تھا۔ وہاں اس کے اونٹ خرگوش سے بدک کر بھاگے۔ عمرو جا کر ان کو پکڑ لایا اس لیے اس کا نام مدرکہ ہوا اور عامر نے خرگوش کو پکڑ کر پکایا اس لیے اس کا نام طابخہ ہوا۔ مگر عمیر کاہلی سے خیمہ میں بیٹھا رہا باہر نہیں آیا اس لیے اس کا نام قمع ہوا۔ ان کی ماں بڑی ادا سے چلتی ہوئی باہر آئی۔ الیاس نے کہا اس چال سے کہاں چلیں؟ اس وجہ سے اس کا نام خندف ہوگیا جس کے معنی ایک خاص قسم کی چال ہیں۔ اپنے نسب کے اظہار میں قصی بن کلاب نے یہ مصرع کہا ہے:-

"امھتی خندف والیاس ابی"

ترجمہ: میری ماں خندف اور میرا باپ الیاس ہے۔

الیاس نے اپنے بیٹے عمرو سے کہا "انک قد ادرکت ماطلبتا" تو نے جو چیز طلب کی اسے پالیا اس لیے مدرکہ نام ہوا۔ عامر سے کہا "وانت قد انضجت ماطبختا" اور تو نے جو پکایا وہ اچھی طرح پک گیا۔ اس لیے اس کا نام طابخہ ہوا۔ اور عمیر سے کہا "وانت قد اسأت وانقمعتا" تو نے برا کیا اور نکما بن گیا اس لیے اس کا نام قمع ہوا۔

الیاس بن مضر

اس کی ماں رباب بنت حیدر بن معد ہے۔ اس کا حقیقی بھائی ناس ہے اور یہ ہی عیلان ہے۔ اسے عیلان اس لیے کہنے لگے کہ لوگ اس کی سخاوت و فیاضی پر اسے ملامت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے اے عیلان تم فقیر ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد اس کا یہ ہی نام مشہور ہوگیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام عیلان تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ عیلان نامی پہاڑ میں پیدا ہوا تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مضر کے ایک غلام عیلان نامی نے اس کی پرورش کی تھی۔

مضر بن نزار

اس کی ماں سودہ بنت عک تھی۔ اس کا ایک حقیقی بھائی ایاد تھا اور دو علاتی بھائی ربیعہ اور انمار تھے۔ ان کی ماں جبدالہ بنت وعلان بن جوشم بن جلہمہ بن عمرو بن جرہم تھی۔

وجہ تسمیہ

جب نزار بن معد کا وقت آخر ہوا اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی اور اپنے مال کو ان میں تقسیم کر دیا۔ اپنے بیٹوں کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ خیمہ، جو سرخ چمڑے کا تھا، اور اس طرح کا دوسرا مال یہ ربیعہ کا ہے چونکہ اسے سیاہ گھوڑا ملا اس لیے اس کا نام ربیعۃ الفرس ہوا اور یہ خادم اور اس کے مشابہ میرا جو مال ہے وہ ایاد کا ہے۔ یہ بھورے رنگ کا تھا۔ چنانچہ ایاد نے ابلق جانور اور کھچڑی بھیڑ بکریاں لے لیں۔

پھر اس نے کہا یہ درہم کی تھیلی اور ایوان انمار کا ہے اگر اس تقسیم کو عملی جامہ پہنانے میں تم کو کوئی دقت پیش آئے اور تمھارے درمیان اختلاف رونما ہو تو تم اس کے تصفیہ کے لیے افعی الجرہمی کے پاس جانا وہ تصفیہ کر دے گا۔ ان میں اس بارے میں اختلاف رائے ہوا اور وہ افعی کے پاس جانے کے لیے چلے۔

مضر، ربیعہ، ایاد اور انمار کی عجیب ترین ذہانت

اثنائے راہ میں مضر نے کہیں خشک گھاس چری ہوئی دیکھی اسے دیکھ کر اس نے کہا جس اونٹ نے اسے چرا ہے وہ کانا ہے۔ ربیعہ نے کہا وہ بھینگا ہے۔ ایاد نے کہا اس کی دم نہیں ہے۔ انمار نے کہا وہ بھگوڑا ہے۔ یہ اس مقام سے تھوڑا ہی آگے بڑھے تھے کہ ان کو ایک شخص ملا جس کا اونٹ بھاگ گیا تھا۔ اس نے ان سے پوچھا تم نے میرا اونٹ دیکھا ہے، مضر نے کہا وہ کانا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ ربیعہ نے کہا وہ بھینگا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ ایاد نے کہا اس کی دم نہیں ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ انمار نے کہا وہ بھگوڑا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ بے شک میرے اونٹ میں یہ تمام باتیں موجود ہیں پس مجھے بتاؤ۔ انھوں نے قسم کھائی کہ ہم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔

اس شخص نے نہ مانا اور ان کے پیچھے پڑ گیا کہنے لگا تم نے میرے اونٹ کا پورا پتہ دیا ہے میں کیونکر اس بات کو سچ مان لوں کہ تم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔ آخر یہ سب چل کر نجران آئے اور افعی الجرہمی کے ہاں مقیم ہوئے۔ اونٹ والے نے چلا کر کہا کہ ان لوگوں نے میرا اونٹ لیا ہے۔ انھوں نے اس کا پورا پتہ اور نشان بتایا اور پھر کہتے ہیں کہ ہم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔ جرہمی نے ان سے پوچھا کہ جب آپ صاحبوں نے اسے دیکھا تک نہیں پھر اس کی حقیقی صفات کیسے بیان کیں؟ مضر نے کہا میں نے دیکھا کہ اس نے گھاس کو صرف ایک طرف سے چرا تھا اور دوسری سمت یوں ہی چھوڑتا چلا گیا تھا اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ ضرور کانا ہے۔ ربیعہ نے کہا میں نے دیکھا کہ اس کے اگلے پیروں میں سے ایک کا نشان قدم پورا پڑا ہے دوسرے کا مدہم ہے اس سے میں نے قیاس کیا کہ بھینگا ہونے کی وجہ سے وہ ایک پاؤں پر دباؤ دے کر چلتا ہے۔ ایاد نے کہا چونکہ اس کی مینگنیاں ایک جگہ ڈھیر تھیں میں نے قیاس کیا کہ اس کے دم نہیں ورنہ دم ان کو بکھیر دیتی۔ انمار نے کہا میں نے جب دیکھا کہ وہ صرف گھنی جھاڑی پر چرتا تھا اور جلد ہی وہاں سے گذر کر دوسرے ایسے مقام کو چلا جاتا تھا جہاں کا چارہ نرم اور کمزور ہوتا میں نے قیاس کیا کہ وہ اپنے مالک کو چھوڑ کر بھاگا ہے۔

برادران مضر کی ذہانت کا دوسرا واقعہ

اس گفتگو کو سن کر جرہمی نے اونٹ والے سے کہا کہ انھوں تیرا اونٹ نہیں لیا تو جا کر تلاش کر اور اب ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انھوں نے اپنا پتہ بتایا۔ اس نے ان کو خوش آمدید کہا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے پاس کسی ضرورت سے آئے ہیں۔ پھر اس نے ان کے لیے کھانا منگایا۔ سب نے مل کر کھانا کھایا اور شراب پی۔

مضر نے کہا اس سے بہتر شراب میں نے کبھی نہیں پی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ انگور کی بیل قبر پر اگی تھی۔ ربیعہ نے کہا میں نے آج سے بہتر گوشت کبھی نہیں کھایا مگر معلوم ہوتا ہے کہ جس جانور کا یہ گوشت ہے اس نے کتیا کا دودھ پیا ہے۔ ایاد نے کہا ہمارے میزبان سے زیادہ فیاض آدمی میری نظر سے نہیں گزرا مگر یہ اس باپ کا بیٹا نہیں ہے جس کی اولاد ہونے کا یہ مدعی ہے۔ انمار نے کہا میں نے آج سے پہلے اپنی ضرورت کے لیے اس سے زیادہ نافع گفتگو نہیں سنی۔

جرہمی نے بھی یہ باتیں سن پائیں اور اسے بڑی حیرت ہوئی اس نے اپنی ماں سے آ کر اپنا نسب دریافت کیا۔ اس نے کہا بے شک میں ایک بادشاہ کی بیوی تھی۔ اس کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ میں نے یہ بات بری سمجھی کہ وارث نہ ہونے کی وجہ سے ملک نکل جائے۔ لہٰذا میں نے اپنے ایک مہمان کو موقع دیا اور اس سے میں حاملہ ہوئی۔ اس کے بعد اس نے اپنے خادم سے شراب کے متعلق دریافت کیا کہ کہاں کی ہے؟ اس نے کہا یہ اس انگور کی بیل کی ہے جو میں نے تمھارے باپ کے قبر پر اگائی ہے۔ اب اس نے چرواہے سے گوشت کی حقیقت پوچھی اس نے کہا بے شک وہ گوشت ایسی بکری کا ہے جس نے کتیا کے دودھ پر پرورش پائی تھی۔ اور اس وقت تک گلہ میں اور کوئی بکری بیاہی نہیں ہوئی تھی کہ اس کا دودھ اسے پلایا جاتا۔

جرہمی نے مضر سے پوچھا کیسے آپ نے کیسے شراب اور اس کے پھل کو شناخت کیا کہ یہ قبر پر اگا ہے؟ اس نے کہا اس لیے کہ مجھے اس کے پینے سے سخت پیاس معلوم ہوئی۔ ربیعہ سے پوچھا تم نے گوشت کو کیسے شناخت کر لیا؟ اس کی بھی اس نے کوئی توجیہہ کر دی۔

برادرانِ مضر

اب اس نے پوچھا اچھا بتایئے کہ آپ میرے پاس کیوں آئے ہیں؟ انھوں نے اپنا سارا واقعہ بیان کیا کہ ہمارے باپ نے ہم کو یہ وصیت کی تھی۔ جرہمی نے سرخ خیمہ، دینار اور اونٹ جو سب سرخ تھے مضر کو دلوائے۔ سیاہ شامیانہ اور سیاہ گھوڑے ربیعہ کو دلوائے، لونڈیاں جو بھوری تھیں اور ابلق گھوڑے یہ سب ایاد کو دلوائے اور زمین اور درہم انمار کو دلوائے۔

نزار بن معد

کہا جاتا ہے کہ اس کی کنیت ابوایاد تھی۔ ابو ربیعہ بھی بیان کی گئی ہے۔ اس کی ماں معانہ بنت جوشم بن جلہمہ بن عمرو تھی۔ اس کے دوسرے حقیقی بھائی قیس، قناصہ، سنام، حیدان، حیدہ، خیادہ، جنید، جنادہ، قحم، عبیدالرماح، عرف، عوف، شک، اور قضاعہ تھے۔ اسی سے معد کی کنیت تھی اور کئی ایک اس کی زندگی میں مر چکے تھے۔

معد بن عدنان

اس کی ماں مہدد بنت اللہم تھی کہا جاتا ہے کہ یہ اللہم جلحب بن جدلیس کا بیٹا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ طسم

کا بیٹا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ طوسم کا بیٹا ہے جو نقشان بن ابراہیم خلیل الرحمٰن کی اولاد میں تھا۔

معد کے حقیقی بھائی

ایک بھائی دیت تھا یہی عک بھی کہلاتا ہے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سلسلہ یوں ہے عک ابن الدیت ابن عدنان۔ ایک بھائی عدن بن عدنام تھا۔

عدن وغیرہ شہروں کی وجہ تسمیہ

بعض اہل انساب کا خیال ہے کہ یہ عدن کا مالک ہوا اور اسی کے نام سے وہ شہر مشہور ہوا۔ اہل عدن اسی کی اولاد تھے یہ ختم ہو گئے۔ ایک بھائی ابین تھا۔

بعض اہل انساب کا خیال ہے کہ یہ ابین کا مالک تھا اور اسی کے نام سے یہ مقام مشہور ہوا۔ اس کے باشندے اس کی اولاد میں تھے وہ بھی ختم ہو گئے۔ اور دوسرے بھائی اد بن عدنان اور الھی بن عدنان تھے۔ یہ بھی بچپن ہی میں مر گیا تھا۔ اور ضحاک اور العی تھے ان سب کی ماں معد کی ماں تھی۔ بعض اہل نسب نے بیان کیا ہے کہ عک یمن کے علاقہ سمران کی طرف چلا گیا تھا اور اس نے اپنے بھائی معد کو چھوڑ دیا تھا۔

اس کی شہادت اس واقعہ سے ملتی ہے کہ جب اہل حضور نے شعیب بن ذی مہدم الحضوری کو قتل کر دیا، اللہ نے ان کو سزا دینے کے لیے ان پر بخت نصر کو متعین کر دیا۔ ارمیا اور برخیا بر آمد ہوئے انھوں نے معد کو اپنے ساتھ سوار کر لیا اور جب لڑائی ختم ہوئی تو انھوں نے معد کو مکہ واپس بھیج دیا اس نے یہاں آ کر دیکھا کہ اس کے بھائی اور چچا جو عدنان کے بیٹے تھے وطن چھوڑ کر یمن کے قبائل میں جا ملے ہیں اور انہی میں انھوں نے بیاہ کر لیے ہیں۔ چونکہ بنو عدنان جرہم کی اولاد میں تھے اس وجہ سے یمنیوں نے ان کے ساتھ مہربانی اور شفقت کا سلوک کیا۔ اس واقعہ پر کسی شاعر کے یہ شعر شہادت میں پیش کیے گئے ہیں:

ترکنا الدیت اخوتنا وعکا
الی سرمان فانطلقو سراعا
وکانوا من بنی عدنان حتی
اضاعوا الامر بینهم فضاعا

ترجمہ: ہم نے اپنے بھائی دیت اور عک کو سمران جانے کی اجازت دے دی اور وہ تیزی سے ادھر چلدیئے۔ وہ بنو عدنان تھے مگر جب انھوں نے اپنی بات آپس میں خراب کر لی تو ان کی بات بگڑ گئی۔

عدنان بن ادو

اس کے دو علاتی بھائی بنت اور عمر تھے۔ معد بن عدنان تک ہمارے نبی ﷺ کے نسب میں کسی نسب کے عالم کو کوئی اختلاف نہیں ہے اور وہ اسی طرح ہے جس طرح کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

مختلف فیہ سلسلۂ نسب آنحضرت ﷺ

آنحضرت ﷺ سے معد تک نسب نامہ

ابوالاسود وغیرہ نے رسول ﷺ کا نسب یہ بیان کیا ہے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد۔اس کے اوپر نسب میں اختلاف ہے۔

معد سے اوپر سلسلۂ نسب ام سلمہؓ کی زبانی

ام المومنین ام سلمہ رسول اللہ ﷺ کی بیوی فرماتی ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کی زبانی سلسلۂ نسب یوں سنا ہے" معد بن عدنان بن ادد بن زند بن یری بن اعراق الثریٰ"۔ ام سلمہ فرماتی ہیں کہ زند ہمیسع ہے۔یری بنت ہے اور اعراق الثریٰ خود اسمٰعیل بن ابراہیم ہیں۔

مقداد بن اسود البہرانی کی بیٹی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلسلۂ نسب یوں فرمایا" معد بن عدنان بن ادد بن یرر بن اعراق الثریٰ"

بعض نساب کہتے ہیں کہ عدنان ابن ادد بن مقوم، بن تاحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن ثابت بن اسمٰعیل بن ابراہیم ہے۔

ایک نساب نے کہا ہے کہ دعنا بن ادد بن ایتحب بن ایوب بن قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم ہے۔اور یہی نساب کہتا ہے کہ خود قصی بن کلاب نے اپنے شعر میں قیذر کی طرف نسبت کی ہے۔

کسی اور نے کہا ہے کہ عدنان بن مسیدع بن منیع بن ادد بن کعب بن یشجب بن یعرب بن الہمیسع بن قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم ہے۔راوی کہتا ہے کہ یہ چونکہ زمانہ قدیم کی بات ہے اس لیے عہد عتیق سے ماخوذ کی گئی ہے

معد سے اوپر ابراہیمؑ تک تفصیلی سلسلہ ہائے نسب

ہشام کہتا ہے کہ ایک شخص نے مجھے میرے والد کے توسط سے حسب ذیل نسب کی روایت کی حالانکہ میں نے خود ان کی زبانی یہ نسب نہیں سنا تھا۔وہ یہ ہے

معد بن عدنان بن ادد بن الہمیسع بن سلامان بن عوص بن بوز بن قموال بن ابی بن العوام بن ناشد بن حزا بن بلداس بن یدلاف بن طابخ بن جاحم بن ناحش بن ماخی بن عیفی بن عبقر بن عبید بن الدعا بن حمدان بن شنبہ بن یثربی بن یحزن بن یلحی بن ارعویٰ بن عیفی بن دیشان بن عیصر بن اقناد بن ایہام بن مقصر بن ناحث بن زارح بن سمی بن مزی بن عوص بن عرام بن قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم صلوات اللہ علیہما۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ اہل تدمر کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابو یعقوب تھی اور جو بنی اسرائیل سے تھا اور مسلمان ہو گیا تھا اور اس نے یہودیوں کی کتابیں اور ان کے علوم پڑھے تھے، بیان کیا کہ ارمیا کے کاتب بروخ بن تاریاً نے معد بن عدنان کا نسب اچھی طرح مکمل معلوم کر کے اپنے پاس لکھ لیا تھا اس سے یہودی احبار بخوبی واقف ہیں وہ ان کی کتابوں میں مرقوم ہے وہ نام مذکورہ بالا ناموں سے ملتے جلتے ہیں بظاہر جو اختلاف معلوم ہوتا ہے وہ اختلاف زبان کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ نام عبرانی سے ترجمہ کیے گئے ہیں۔

ہشام نے اپنے باپ سے قصی کا یہ شعر نقل کیا ہے:

فلست لحاضنٍ ان لم تاثل
بها اولادُ قیذرَ والنبیت

ترجمہ: میں کسی ماں کو نہیں مانتا اگر اس سے قیذر
اور نبیت کی اولاد ثابت نہ ہوتی ہو۔

اس سے مراد بنت بن اسمٰعیل ہے

ابن شہاب کہتا ہے "معد بن عدنان بن اُدّ بن الہمیسع بن الحب بن نبت بن قیذار بن اسمٰعیل"۔

ایک نسابہ نے یہ نسب بیان کیا ہے "معد بن عدنان بن اود بن امین بن شاجب بن ثعلبہ بن عتد بن مرح بن معلم بن العوام بن المحتمل بن رائمہ بن العیقان بن علہ بن الشحد ود بن الظریب بن عبقر بن ابراہیم بن اسمٰعیل بن یزن بن اعوج بن المطعم بن الطمح بن القسور بن عبود بن دعدع بن محمود بن الزائد بن ندوان بن امامہ بن دوس بن حصن بن النزال بن القمیر بن معدمر بن صیفی بن نبت بن قیذار بن اسمٰعیل بن ابرہیم خلیل الرحمان علیہ السلام۔"

ایک دوسرے نساب نے کہا "معد بن عدنان بن اود بن زید بن یقذر بن یقدم بن ہمیسع بن نبت بن قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام"۔

دوسرا کہتا ہے "معد بن عدنان بن اود بن الہمیسع بن نبت بن سلمان (یہ ہی سلامان ہے) بن حمل بن بنت بن قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم"۔

دوسرے کہتے ہیں "معد بن عدنان بن اود بن المقوم بن ناحور بن مشرع بن یشجب بن ملک بن ایمن بن النبیت بن قیذر بن اسمٰعیل بن ابراہیم"۔

اور دوسرے کہتے ہیں "معد بن عدنان بن اود بن الہمیسع بن الحب بن سعد بن مرح بن نضیر بن حمیل بن منحم بن لافث بن الصابوح بن کنانہ بن العوام بن نبت بن قیذر بن اسمٰعیل ہے"۔

ازمعد تا اسمٰعیل چالیس (۴۰) آباء کی تعداد متفق علیہ ہے

ہم سے ایک نساب نے بیان کیا ہے کہ علمائے عرب کی ایک جماعت نے عربی میں حضرت اسمٰعیل تک معد کے چالیس (۴۰) آبا کے نام محفوظ رکھے ہیں اور ان سب پر انھوں نے عرب کے اشعار سے سند لی ہے۔ میں نے ان کے بیان کا دوسرے اہل کتاب کے اقوال سے مقابلہ کیا تو تعداد میں اتفاق معلوم ہوا کہ مگر لفظ مختلف معلوم ہوئے۔ اس نے وہ نام مجھے پڑھ کر سنائے میں نے ان کو لکھ لیا اور وہ یہ ہیں " معد (۱) بن عدنان (۲) بن ادو (۳) بن ہمیسع (۴)۔ یہی سلمان ہے جس کے معنیٰ امین ہیں۔ ہمیسع بن منتع (۵) (یہی ہمیدع ہے جس کے معنیٰ غمگین ہیں) بن سلامان (۶) (یہ منجر نبیت ہے اسے منجر اس لیے کہتے تھے کہ یہ عربوں کو نجیرہ کھلاتا تھا اور اس کے عہد میں لوگ قحط کے زمانے میں موت سے بچ گئے اس پر قعنب بن عتاب الریاحی کا یہ شعر شہادت میں پیش ہے:

تُناشِدُنی طَیٌ وطَیٌ بعیدۃ
وتذکرُنی بالوذازمان نبیت

ترجمہ: تو مجھے طے کا واسطہ دیتا ہے حالانکہ وہ بہت دور ہے۔ اور تو مجھے

عبیت کے زمانے میں بالوذ کو یاد دلاتا ہے۔

عبیت (۷) بن عوص (۸) یہی ثعلبہ ہے۔ ثعلبہ اسی کی طرف منسوب ہیں۔ ابن بورا (۹) یہ ہی بور ہے۔ یہ خاندانوں کا اصل ہے سب سے پہلے اسی نے عرب میں خاندان کی بنیاد ڈالی۔ ابن شوغا (۱۰) یہی سعد رجب ہے۔ اسی نے سب سے پہلے عرب میں رجبیہ کی بنیاد ڈالی۔ ابن لحماما (۱۱) یہ ہی قموال ہے اور اسی کا نام مرمح الناصب ہے۔ یہ حضرت سلیمان کے عہد میں تھا۔ ابن کسد انا (۱۲) یہ ہی محلم ذوالعین ہے۔

ابن حراما (۱۳) یہ ہی عوام ہے۔ ابن بلدان (۱۴) یہی محتمل ہے۔ ابن بدلانا (۱۵) یہ ہی یدلاف ہے۔ اور اسی کا نام رائمہ ہے۔ ابن صہبا (۱۶) یہ ہی طاہب ہے اور اس کا نام عیقان ہے۔ ابن جہمی (۱۷) یہ ہی جاحم ہے اور اسی کا نام علہ ہے۔ ابن محشی (۱۸) یہ ہی تاحش ہے اور اسی کا نام شحدود ہے۔ ابن معجالی (۱۹) یہ ہی ماجی ہے اور اسی کا نام ظریب ہے جس کے معنی ہیں آگ بجھانے والا۔ ابن عقارا (۲۰) یہ ہی عاقی عبقر ابوالجن ہے۔ حنیۂ عبقر اسی سے منسوب ہے۔

ابن عاقاری (۲۱) یہ ہی عاقر ابراہیم جامع الشمل ہے۔ یہ نام اس لیے ہوا کہ اس نے اپنے ملک میں ہر خوفزدہ کو پناہ دی۔ مسافر کو اس کے گھر پہنچایا اور لوگوں کی حالت درست کر دی۔ ابن سداعی (۲۲) یہ ہی دعا اسمٰعیل ذوالمطابخ ہے۔ یہ نام اس لیے ہوا کہ بادشاہ ہونے کے بعد اس نے عرب کے ہر شہر میں سرکاری مہمان خانہ قائم کیا۔

ابن ابداعی (۲۳) یہ ہی عبید یزن الطعان ہے چونکہ سب سے پہلے نیزہ سے یہ ہی لڑا تھا اس لیے نیزوں کو اس سے منسوب کیا گیا۔ ابن ہمادی (۲۴) یہ ہی ہمدان اسمٰعیل ذوالاعوج ہے۔ اعوج اس کے گھوڑے کا نام تھا اسی سے اعوجی گھوڑے منسوب ہیں۔ ابن بشمانی (۲۵) یہ ہی شیمن ہے جس کے معنی ہیں قحط میں کھلانے والا۔

ابن یثرابی (۲۶) یہ ہی یثرم ہے جس کے معنی ہیں مدارج اعلیٰ پر نظر رکھنے والا اور ان کے لیے کوشش کرنے والا۔

ابن یخزانی (۲۷) یہ ہی یخزن ہے جس کے معنی جابر ہیں۔ ابن یلحانی (۲۸) یہ ہی یلحن اور عبود ہے۔

ابن رعوانی (۲۹) یہ ہی رعوئی ہے جس کے معنی ہیں کمزوری سے آہستہ آہستہ چلنے والا۔

ابن غاقاری (۳۰) یہ ہی عاقر ہے۔ ابن داسان (۳۱) یہ ذائد ہے۔ ابن عاصار (۳۲) یہ ہی عاصر ہے اسی کا نام نیدوان صاحب مجالس ہے اس کے عہد مملکت میں بنو القاذور یہ ہی قاذور سے پراگندہ ہو گئے اور حکومت عبیت بن القاذور کی اولاد سے نکل کر بنو جاوان بن القاذور میں چلی گئی۔ مگر پھر دوبارہ ان میں عود کر آئی۔ ابن قنادی (۳۳) یہ ہی قناد ہے اور یہ ہی امامۃ ہے۔ ابن ثامار (۳۴) یہ ہی بہامی دوس العتق ہے۔ یہ اپنے زمانے میں حسین ترین شخص مانا گیا ہے اسی سے عرب یہ مثل بولتے ہیں "اعتق من دوس" اب اس کی وجہ یا اس کا حسن اور شرافت ہے یا اس کا قدم۔ اس کے عہد مملکت میں جرہم بن فالج اور قطورا ہلاک ہوئے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے حرم میں فسق و فجور اور فتنہ و فساد برپا کر دیا۔ دوس نے ان کو قتل کر دیا جو ان میں بچے تھے ان کے آثار کو دیمک نے کھا کر فنا کر دیا۔ ابن مقصر (۳۵) یہ ہی مقاصری ہے جس کے معنی ہیں قلعہ، اسے ناحث بھی کہتے ہیں جس کے معنی ہیں اترنا۔ ابن زارح (۳۶) یہ ہی قمیر ہے۔

ابن سمی (۳۷) یہ ہی سما اور مجشر ہے۔ یہ ایک نہایت ہی عادل منتظم اور مدبر بادشاہ تھا۔ امیہ بن ابی الصلت نے ہرقل بادشاہ روم کو خطاب کرتے ہوئے اسی کی طرف اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے:

کن کالمجشر اذ قالت رعیته

کان المجشر اوفانا بما حملا

ترجمہ: تم بھی مجشر جیسے بنو کہ اس کی رعیت نے کہا

تھا کہ مجشر ہم میں سب سے زیادہ اپنے عہد کا
ایفا کرنے والا ہے۔

ابن مزرا (۳۸) اسے مرہر بھی کہا جاتا ہے۔ ابن صیقا (۳۹) یہ ہی سمر ہے جو صفی ہے۔ یہ سب سے بہتر بادشاہ تھا جو روئے زمین پر پیدا ہوا۔ اسی کے متعلق امیہ بن ابی لصلت نے یہ شعر کہا ہے:

ان الصفی بن النبیت مملکا
اعلی واجود من هرقل وقیصرا

ترجمہ: بے شک صفی بن البنیت ایسا بادشاہ ہوا
ہے جو ہرقل اور قیصر سے زیادہ سخی اور بہتر تھا۔

بن جشم (۴۰) یہی عرام، نبیت اور قیذر ہے، قیذر کے معنی صاحب ملک کے ہیں۔ اسمٰعیل کی اولاد میں سب سے پہلا فرمانروا یہ ہی ہوا ہے۔

اسماعیلؑ سے ابوالآدم حضرت آدمؑ تک سلسلہءنسب

ابن اسمٰعیل (۴۱) سچے وعدے والے۔ ابن ابراہیم خلیل الرحمان (۴۲)۔ ابن تارح (۴۳) یہ ہی آزر ہے۔ ابن ناحور (۴۴) ابن ساروح (۴۵) ابن ارغو (۴۶) ابن بالغ (۴۷) سریانی میں بالغ کے معنی تقسیم کرنے والے کے ہیں۔ اس کا نام اس لیے ہوا کہ اس نے زمینوں کو اولادِ آدم میں تقسیم کر دیا تھا۔ اسی کا دوسرا نام فالج ہے۔ ابن عابر (۴۸) ابن شالخ (۴۹) ابن ارفخشد (۵۰) ابن سام (۵۱) ابن نوح (۵۲) ابن لمک (۵۳) ابن متوشلخ (۵۴) ابن اخنوخ (۵۵) یہ ہی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں بن یرد یہی یارد ہے۔ جس کے زمانے میں پہلے پہل بت بنائے گئے۔ بن مہلائیل (۵۷) بن قینان (۵۸) بن انوش (۵۹) بن شیثؑ (۶۰) یہ ہی ہبۃ اللہ بن آدم (۶۱) ہیں۔

ہابیل کے قتل کے بعد آدمؑ کے جانشیں

ہابیل کے قتل کے بعد حضرت شیث علیہ السلام اپنے باپ کے جانشین اور وصی ہوئے۔ جب یہ پیدا ہوئے تو حضرت آدم نے فرمایا ہابیل کے بجائے یہ اللہ کا عطیہ ہے اس طرح ان کا نام ہابیل کے نام سے ماخوذ ہوا۔

حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم اور ان کے ان آبا اور امہات کا مختصر ذکر جو ان کے اور آدم علیہ السلام کے درمیانی عہد میں گزرے ہیں اور ان سے متعلق دوسرے واقعات و حالات کو جو ہم تک پہنچے ہیں۔ چونکہ ہم اپنی اس کتاب میں پہلے مختصراً بیان کر چکے ہیں اس لیے اس کا اب اعادہ نہیں کرنا چاہتے۔

ہشام بن محمد کہتا ہے ''عرب یہ مثل بولتے ہیں

انما خدش الخدوش منذ ولد ابوناانوش وانما حرم
الحنث منذولد ابو ناشت

ترجمہ: گالی ہمارے باپ انوش سے شروع ہوئی۔ اور عہد شکنی ہمارے
باپ شث کے زمانے سے حرام ہوئی۔

سریانی میں شیث کو شث کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ذکر اور حالات

واقعہ فیل کے آٹھ سال بعد عبدالمطلب انتقال کر گئے۔ چونکہ ابو طالب اور رسول اللہ ﷺ کے باپ عبداللہ حقیقی بھائی تھے اس لیے عبدالمطلب نے اپنے بعد رسول ﷺ کی پرورش اور ولایت ابو طالب کے سپرد کی تھی اور حسن سلوک کی وصیت کی تھی چنانچہ اس کے بعد ابو طالب رسول اللہ ﷺ کے ولی تھے آپ انہیں کے ساتھ رہتے تھے۔

حضور ﷺ کا سفرِ شام

ایک مرتبہ ابو طالب قریش کے قافلہ کے ساتھ تجارت کے لیے شام جانے لگے۔ جب قافلہ کی روانگی کا وقت آیا اور وہ جانے کے لیے بالکل تیار ہو گئے، رسول اللہ ﷺ ان سے لپٹ گئے۔ ابو طالب کو ان پر ترس آیا اور انھوں نے کہا خدا کی قسم! میں اسے بھی اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور اب آئندہ بھی ان کو اپنے سے علیحدہ نہ رکھوں گا۔

چنانچہ وہ رسول اکرم ﷺ کو ساتھ لے کر قافلہ میں روانہ ہو گئے۔ یہ قافلہ شام کے علاقے میں بصری مقام پر فروکش ہوا۔

یہاں بحیرا نام ایک راہب اپنی خانقاہ میں رہا کرتا تھا۔ یہ نصرانیوں کا بڑا عالم شخص تھا۔ ہمیشہ سے اس خانقاہ میں جو راہب ہوتا تھا اسے وراثۃً علم کتابی ملتا رہتا ہے۔

جب یہ قریش کا قافلہ اس سال اس کے ہاں فروکش ہوا بحیرا نے ان کے لیے بڑی دعوت کی اور یہ اس لیے کہ اس نے اپنے صومعہ سے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا تھا کہ دیگر تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف آپ پر ایک بدلی سایہ فگن چلی آتی ہے۔ جب یہ قافلہ اس کے قریب آ کر ایک درخت کا سایہ میں اترا اس نے اس بدلی کو دیکھا کہ اس نے درخت کی شاخوں کو رسول اللہ ﷺ پر سایہ ڈالنے کے لیے جھکا دیا ہے اور اب وہ پورے سایہ کے نیچے فروکش ہیں۔ یہ دیکھ کر بحیرا اپنی خانقاہ سے اترا اور ان سب کو اس نے اپنے پاس بلا بھیجا۔ رسول اکرم ﷺ پر نظر پڑتے ہی اس نے آپ کو نہایت غور سے دیکھنا شروع کیا اور ان نشانیوں کی مطابقت کرنے کے لیے جو ساری پہلے سے معلوم تھی آپ کے جسم کے بعض اعضاء کو بغور دیکھنے لگا۔ جب تمام قافلہ کھانے سے فارغ ہو کر چلا گیا اس نے رسول اکرم ﷺ سے آپ کی حالت بیداری اور خواب کی کیفیت دریافت کی۔ آپ ﷺ نے اسے بتانا شروع کیا یہ باتیں ان صفات کے عین مطابق تھیں جو اسے پہلے معلوم تھیں۔ اس کے بعد اس نے آپؐ کی پیٹھ دیکھی تو دونوں شانوں کے بیچ میں اسے مہر نبوت نظر آئی۔

اس نے ابو طالب سے کہا کہ یہ لڑکا تمھارا نہیں معلوم ہوتا۔ اس نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ بحیرا نے کہا یہ ہرگز تمھارا بیٹا نہیں ہے اور اس بچہ کا باپ تو اب زندہ بھی نہ ہونا چاہیے۔ ابو طالب نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے بحیرا نے پوچھا

اس کے باپ کا کیا ہوا؟ ابو طالب نے کہا ابھی یہ لڑکا بطن مادری ہی میں تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ بحیرا نے کہا بالکل ٹھیک ہے اچھا تم اسے اپنے گھر لے جاؤ اور یہودیوں سے اس کی حفاظت کرنا۔ اگر وہ اسے دیکھ پائیں اور وہ علامات جن کو میں نے شناخت کر لیا ہے انہیں بھی شناخت کر لیں تو وہ ضرور اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ یہ ایک عظیم الشان انسان ہونے والا ہے تم فوراً اسے اس کے گھر لے جاؤ۔ یہ سن کر ابو طالب آپ کے چچا آپ کو لے کر فوراً واپس روانہ ہو گئے اور ان کو مکہ لے آئے۔

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ جب ابو طالب رسول اکرم ﷺ کو لے کر بصریٰ علاقہ شام آئے تھے اس وقت آپ کا سن شریف نو سال کا تھا۔

راہب کا والہانہ لگاؤ

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ ابو طالب شام روانہ ہوئے۔ رسول اکرم ﷺ قریش کے دیگر شیوخ کے ساتھ اس کے ساتھ ہوئے جب ان کو وہ راہب نظر آیا یہ اتر پڑے اور انھوں نے اپنے کجاوے کھول دیے۔ اس مرتبہ وہ راہب ان کے پاس آیا حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کے پاس سے گذرتے تھے وہ نہ کبھی ان کے پاس آتا تھا اور نہ التفات کرتا تھا۔

یہ اپنے کجاوے کھول رہے تھے کہ وہ راہب ان میں آکر مل گیا اور لوگوں کو دیکھنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا یہ تمام عالم کا سردار ہے۔ یہ رب العالمین کا رسول ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ رحمۃ للعالمین کر کے مبعوث فرمانے والا ہے۔

قریش کے شیوخ نے اس سے پوچھا تم کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟ اس نے کہا جب سے تم گھاٹی سے برآمد ہوئے، کوئی درخت یا پتھر ایسا نہ تھا جو سجدہ میں نہ گر پڑا ہو۔ اور جمادات و نباتات صرف نبی کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ نیز یہ کہ میں اس مہر نبوت سے بھی اس بات کو جانتا ہوں جو سیب کے برابر ان کے شانے کے جوڑ کے نیچے واقع ہے۔

حضور اکرم ﷺ پر بدلی و درخت کا سایہ

راہب اپنی خانقاہ آیا یہاں آکر اس نے ان کے لیے کھانا پکوایا اور اسے ان کے پاس لے کر آیا۔ اس وقت رسول اکرم ﷺ اونٹ چرا رہے تھے۔ راہب نے قریش سے کہا کہ اسے بلواؤ جب آپ آ رہے تھے اس وقت بھی ایک بدلی آپ پر سایہ فگن تھی۔ راہب نے کہا دیکھو بدلی آپ پر سایہ کر رہی ہے۔ جب آپ اپنی جماعت کے پاس آئے آپ نے دیکھا کہ درخت کا تمام سایہ قریش نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ مگر جب بیٹھے تو درخت کا سایہ بڑھ کر آپ پر بھی آ گیا۔ راہب نے کہا دیکھو درخت کا سایہ بھی آپ پر جھک پڑا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے خلاف کفریہ عزائم کا آغاز

راہب اب تک کھڑے کھڑے ان کو اللہ کا واسطہ دے کر سمجھا رہا تھا کہ تم اس بچے کو روم نہ لے جاؤ کیونکہ اگر وہ اسے دیکھ پائیں گے تو شناخت کر لیں گے اور قتل کر دیں گے۔

یہ کہہ کر اس نے مڑ کر دیکھا تو وہاں سات آدمی روم کے فرستادے موجود تھے۔ راہب نے خود ہی سبقت کر کے ان سے پوچھا تم کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا ہم اس لیے آئے ہیں کہ ایک نبی اس ماہ میں خروج کرنے والا

ہے۔ ہر راستے کے ناکے پر پہرے متعین کر دیے گئے ہیں اور ہم پر اعتماد کرتے ہوئے اس آپ کی اس سمت بھیجا گیا ہے۔ راہب نے کہا کیا جن لوگوں کو تم پیچھے چھوڑ آئے ہو ان میں کوئی تم سے بہتر رہ گیا ہے؟ انھوں نے کہا نہیں، ہمیں سب سے بہتر و مضبوط سمجھ کر ہی آپ کے اس راستے پر بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا اچھا تم اس بات سے واقف ہو کہ اگر اللہ کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرلے تو کسی میں یہ مجال نہیں ہے کہ اسے نہ ہونے دے؟ انھوں نے کہا ہرگز نہیں۔ اور اب وہ اس راہب کے تابع ہو گئے اور اسی کے پاس ٹھہر گئے۔

راہب قریش کے پاس آیا اور اس نے خدا کا واسطہ دیکر پوچھا کہ اس لڑکے کا ولی کون ہے؟ انھوں نے کہا ابوطالب۔ اب وہ ابوطالب کو خدا کا واسطہ دے کر مسلسل اصرار کرتا رہا کہ تم اس بچے کو واپس لے جاؤ۔

اور جب تک اسے واپس نہ بھجوا دیا اس نے ابوطالب کا پیچھا نہ چھوڑا۔ واپسی کے لیے ابوبکرؓ نے بلال کو آپکے ساتھ خدمت کے لیے روانہ کر دیا اور اس راہب نے زادِ راہ کے لیے خشک بسکٹ اور زیتون آپ کو دیا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو غلط باتیں لوگ ایامِ جاہلیت میں کرتے تھے ان کے کرنے کا میں نے صرف دو مرتبہ قصد کیا۔ مگر ہر دفعہ اللہ میرے اور اس بات کے درمیان آ گیا۔ اس کے بعد میں نے کبھی کسی برائی کے کرنے کا ارادہ تک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مجھے اپنی رسالت کی عزت سے سرفراز فرمایا۔

اور وہ دو مرتبہ کا قصہ بھی یہ ہے کہ میں نے ایک رات اس قرشی نوعمر لڑکے سے جو میرے ساتھ مکہ کے بالائی حصہ میں مویشی چراتا تھا کہا کہ اگر تم میری بکریوں کی نگرانی رکھو تو میں مکہ جا کر دوسرے نوجوانوں کی طرح پر لطف باتیں کر آؤں۔ اس نے کہا اچھا تم جاؤ۔

میں اس غرض سے مکہ آیا۔ آبادی کے پہلے گھر تک پہنچا تھا کہ مجھے دف اور باجوں کی آواز آئی۔ میں نے پوچھا کیا ہے؟ لوگوں نے کہا فلاں شخص کی فلاں عورت سے شادی ہوئی ہے۔ یہ اس کا جلوس ہے۔ میں اسے دیکھنے بیٹھ گیا۔ اللہ نے میرے کان بند کر دیے میں سو گیا۔ آفتاب کی تمازت نے مجھے بیدار کیا۔ میں اپنے ساتھی کے پاس چلا آیا۔ اس نے پوچھا کیا باتیں کر آئے؟ میں نے کہا کچھ بھی نہیں میرے ساتھ تو یہ واقعہ پیش آیا۔

دوسری بات یہ ہوئی کہ ایک رات میں اب پھر میں نے اپنے ساتھی سے وہی درخواست کی جو پہلے کی تھی۔ اس نے اسے منظور کر لیا میں اس رات پھر مکہ آیا اور اس مرتبہ بھی مجھے وہی برات کے جلوس کے باجے سنائی دیے جو پہلی مرتبہ سنائی دیے تھے۔ میں جلوس دیکھنے بیٹھ گیا۔ اس مرتبہ پھر اللہ نے میرے کان بہرے کر دیے۔ میں سو رہا اور آفتاب کی تمازت نے مجھے بیدار کیا۔ میں نے پھر اپنے ساتھی سے آ کر یہ واقعہ بیان کر دیا۔ اس کے بعد پھر میں نے کسی برائی کا کبھی ارادہ تک نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مجھے اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا۔

حضور اکرم ﷺ کی شادی حضرت خدیجہؓ سے

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے جب حضرت خدیجہؓ سے شادی کی تو آپ کی عمر پچیس سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزی بن قصی نہایت شریف مالدار خاتون تھیں۔ دوسرے لوگ ان کے مال تجارت کرتے تھے اور حضرت خدیجہؓ منافع میں سے کچھ حصہ ان کو دیدیا کرتی تھیں۔

قریش تاجر قوم تھی جب خدیجہ نے رسول اکرم ﷺ کی راست گفتار، ایمانداری اور نیک کرداری کا علم ہوا انھوں نے آپ ﷺ کو بلاوا بھیجا اور درخواست کی کہ آپ میرا مال تجارت لے کر شام جائیں۔ میں اب تک دوسرے تاجروں کو منافع میں سے جس قدر حصہ دیتی رہی ہوں اس سے بہت زیادہ دونگی۔ اور اپنے غلام میسرہ کو ساتھ کردونگی۔ آپ ﷺ نے یہ تجویز منظور فرمالی اور ان کا مال لے کر روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ بھی ساتھ ہو گیا۔

بغرض تجارت حضورؐ کا دوبارہ سفرِ شام

دونوں شام آئے اور ایک راہب کی خانقاہ کے قریب ایک درخت کے سایہ میں ٹھیرے۔ اس راہب نے سر اٹھا کر میسرہ کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ شخص جو درخت کے نیچے اترا ہے کون ہے؟ اس نے کہا یہ اہل حرم کا ایک قرشی ہے۔ راہب نے اس سے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے اللہ کے نبی کے اور کوئی شخص آج تک نہیں ٹھہرا۔ رسول اکرم ﷺ نے یہاں لایا ہوا مال فروخت کر دیا اور جو خرید نا تھا اسے خرید لیا۔

واپسی کا سفر

آپ مکہ واپس پلٹے میسرہ ہمراہ تھا۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ دوپہر اور سخت گرمی کے وقت، میسرہ دیکھتا تھا کہ آپ اونٹ پر ہوتے ہیں اور دو فرشتے آ کر آپ کو تمازت آفتاب سے بچانے کے لیے سایہ کر لیتے ہیں۔ آپ خدیجہ کے پاس مکے آئے۔ انھوں نے اس مال کو جو آپ شام سے لائے تھے بیچا تو اس سے دوگنا نفع ہوا۔

شادی کی سلسلہ جنبانی

میسرہ نے حضرت خدیجہؓ سے راہب کا قول بیان کیا اور آپ پر فرشتوں کو سایہ کرتے دیکھا تھا وہ بھی کہا۔ خدیجہ ایک تجربہ کار، ہوشیار اور شریف خاتون تھیں۔ نیز اللہ نے ان کی قسمت میں اور بھی کرامت اور سعادت مقدر کی تھی۔ یہ سن کر انھوں نے رسول اکرم ﷺ کو بلایا اور ان سے کہا اے میرے چچازاد میں تمھاری قرابت، شرافت نسب امانت، حسن اخلاق اور راست بازی کی وجہ سے تمھاری گرویدہ ہوں۔ میں تمھارے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہوں۔ خدیجہ اس زمانہ میں قریش میں سب سے زیادہ نجیب، شریف اور دولتمند خاتون تھی۔ ان کی تمام قوم ان وجوہ سے ان سے شادی کرنے کی متمنی تھی۔

جب انھوں نے رسول اکرم ﷺ سے شادی کی خواہش ظاہر کی آپ ﷺ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا۔ آپ کے چچا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب آپ ﷺ کے ہمراہ خویلد بن اسد کے پاس گئے اور اسے شادی کا پیام دیا۔ اس نے حضرت خدیجہؓ کی رسول اکرم ﷺ سے شادی کردی۔

حضور ﷺ کی اولاد کا ذکر

ابراہیم کے علاوہ آپ ﷺ کی تمام اولاد زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ، فاطمہؓ، قاسمؓ، طاہر اور طیب یہ سب حضرت خدیجہؓ کے بطن مبارک سے ہوئے۔ قاسم کے نام سے آپ کنیت کرتے تھے۔ قاسم، طاہر، اور طیب عہد جاہلیت ہی میں مر گئے۔ البتہ آپ کی تمام صاحبزادیوں نے اسلام کا عہد پایا اور وہ مسلمان ہوئیں اور انھوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی۔

آپ ﷺ کی شادی کے متعلق غلط روایات

ابن شہاب الزہری اور دوسرے اہل مکہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہؓ نے رسول اکرم ﷺ اور ایک دوسرے قریشی کو سامان تجارت دے کر سوق حباشہ کو جو تہامہ میں واقع ہے، بھیجا تھا اور خویلد نے ان کی شادی رسول اکرم ﷺ سے کی اور مکہ کی ایک عجمی باندی نے یہ رشتہ طے کرایا تھا۔ مگر واقدی اسکے متعلق کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ بیان بالکل غلط ہے۔ اسی طرح کا غلط واقعہ لوگ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ خود خدیجہؓ نے رسول اکرم ﷺ کو شادی کا پیام دیا تھا۔ یہ ایک نہایت شریف خاتون تھیں۔ قریش کا ہر شخص ان سے شادی کرنے کا خواہشمند تھا۔ اور اسکے لیے انھوں نے بہت سارو پیہ بھی صرف کیا تھا۔ پھر خدیجہؓ نے اپنے باپ کو بلا کر اتنی شراب پلائی کہ وہ بالکل مدہوش ہوگیا۔ انھوں نے ایک گائے بھی ذبح کی اور خوشبو لگائی اور ایک عمدہ حلہ زیب تن کر کے رسول اکرم ﷺ کو ان کے چچاؤں کے ساتھ بلا بھیجا۔ وہ خدیجہؓ کے ہاں آئے ان کے باپ نے رسول اکرم ﷺ سے ان کی شادی کردی۔ مگر جب وہ ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ یہ گائے کیوں ذبح ہوئی ہے؟ یہ خوشبو کیوں لگائی گئی؟ اور یہ اعلیٰ لباس کیوں پہنا گیا ہے؟ خدیجہؓ نے اس سے کہا کہ تم نے مجھے محمد ﷺ بن عبداللہ سے بیاہ دیا ہے۔ اس نے کہا ہرگز نہیں میں ایسا نہیں کرسکتا۔ قریش کے اکابر نے تمھارا پیام دیا مگر میں نے منظور نہیں کیا۔

واقدی کہتا ہے کہ یہ روایت ہمارے نزدیک بالکل غلط ہے جو واقعہ ہمارے نزدیک بالکل صحیح ہے وہ عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ خدیجہؓ کی شادی ان کے چچا عمرو بن اسد نے رسول اکرم ﷺ سے کی تھی اور ان کا باپ خویلد واقعہ فجار سے پہلے ہی مرگیا تھا۔

خدیجہؓ کے مکان کا محلِ وقوع

خدیجہؓ کا مکان وہی تھا جو اب تک ان کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ اسے معاویہؓ نے خرید کر مسجد بنا دیا تھا۔ لوگ اس میں نماز پڑھتے تھے اس نے انھیں خطوط و آثار پر اسے بنایا تھا جس پر وہ اب تک قائم ہے۔ اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے۔ جو پتھر دروازے کی بائیں جانب لگا ہوا ہے یہ وہی ہے کہ جب ابولہب اور عدی بن حمیرا الثقفی کے گھر سے جو ابن علقمہ کے گھر کے پیچھے تھا، رسول اکرم ﷺ پر سنگ اندازی ہوتی تو آپ اس پتھر کی آڑ میں پناہ لیتے۔ یہ پتھر ایک گز ایک بالشت کا ہے۔

نبوت سے قبل خانہ کعبہ کی تعمیر

خدیجہؓ سے شادی کرنے کے دس سال کے بعد قریش نے کعبہ کو ڈھا کر پھر بنایا اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ کعبہ کے انہدام کی وجہ یہ ہوئی کہ کعبہ کی صورت یہ تھی کہ کرسی کے اوپر صرف پتھر چنے ہوئے تھے قریش چاہتے تھے کہ دیوار کو اور بلند کر کے اس پر چھت ڈال دیں اور اس کی تحریک یوں ہوئی کہ بعض لوگوں نے جس میں قریش او دوسرے آدمی شامل تھے، کعبہ کے خزانے کو چرا لیا تھا۔ یہ خزانہ کعبہ کے وسط میں جو کنواں تھا اس میں رکھا رہتا تھا۔ کعبہ میں دو ہرن تھے جن کا قصہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ قوم نوح کی غرقابی کے بعد اللہ نے کعبہ کو پھر نمایاں کیا اور ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے صاحبزادے اسمٰعیل کو حکم دیا کہ وہ کعبہ کو اس کی ابتدائی بنیاد پر بنا دیں چنانچہ ان دونوں نے اسے بنایا جس پر قرآن شاہد ہے:

و اذیرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمعیل، ربنا تقبل

منا انک انت السمیع العلیم

ترجمہ: اور جب ابراہیم اور اسمٰعیل ہمارے گھر کی دیواروں کو اٹھاتے
تھے (تو کہتے تھے) اے ہمارے رب تو ہمارے اس خدمت کو قبول فرما
کیونکہ بے شک تو سننے والا اور جاننے والا ہے

قبل از اسلام تولیتِ کعبہ

حضرت نوح کے عہد سے کعبہ کا کوئی ولی نہ تھا اسے اٹھالیا گیا تھا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کو اسمٰعیل کی اولاد میں مبعوث فرما کر ان کو یہ سعادت دینا چاہتے تھے اس لیے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ تم اپنے بیٹے اسمٰعیل کو یہاں آباد کردو۔ چنانچہ حضرت نوح کے بعد اب حضرت ابراہیم اور اسمٰعیلؑ کعبہ کی تولیت انجام دیتے تھے۔ اس وقت مکہ بالکل غیر آباد چٹیل میدان تھا۔ البتہ اس کے اطراف و اکناف میں جرہم اور عمالقہ بود و باش رکھتے تھے۔ جرہم کی ایک عورت سے حضرت اسمٰعیل نے نکاح کیا۔ اسی کی طرف عمرو بن الحارث بن مقاض نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے:

وصـاهـرنـا مـن اکـرم الـنـاس والـدا
فـأبـنـاؤهُ مـنـا ونـحـن الأصـاهـرُ

ترجمہ: ہمارے ہاں اس شخص نے شادی کی وہ اپنے باپ کی وجہ سے معزز ترین
شخص تھا۔ اس کی اولاد ہم سے ہے اور ہم اس کے سسرال والے ہیں۔

حضرت ابراہیم کے بعد حضرت اسمٰعیل کعبہ کے متولی ہوئے۔ ان کے بعد نبت متولی ہوا۔ اس کی ماں جرہمیہ تھی پھر نبت مر گیا اور چونکہ حضرت اسمٰعیل کی اولاد زیادہ نہ تھی اس لیے پھر جرہم نے کعبہ کی تولیت پر قبضہ کرلیا۔ اسی طرح عمرو بن الحارث بن مقاض نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے:

وکـنـا ولاۃ الـبـیـت مـن بـعـد نـابـتٍ
تـطـوف بـذاک الـبـیـت والـخـیـر ظـاهـر

ترجمہ: نابت کے بعد ہم کعبہ کے ولی ہوئے اب ہم اس گھر کے چاروں
طرف طواف کرتے ہیں اور یہ بات سب ہی جانتے ہیں۔

تولیت جرہم

جرہم میں سے سب سے اول مضاض کعبہ کا متولی ہوا۔ اس کے بعد اس کی اولاد میں جو سب سے بڑا ہوتا وہ متولی ہوتا۔ عرصے تک اسی خاندان میں تولیت متوارث رہی۔

کعبہ کی بےحرمتی کا آغاز

پھر جرہم نے مکے میں بدمعاشی اور فسق و فجور شروع کیا۔ بیت اللہ کی حرمت کو برقرار نہ رکھا۔ اس مال کو جو کعبے کو بطور نذر کے بھیجا جاتا تھا، کھانے لگے۔ جو مکہ میں آتا اس پر ظلم کرتے پھر انھوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نوبت

یہاں تک پہنچی کہ اگر ان کے کسی شخص کو کوئی دوسری جگہ زنا کے لیے نہیں ملتی تو وہ خود کعبے میں آ کر بدکاری کرتا۔

اساف و نائلہ بتوں کا ذکر

اسی سلسلہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اساف نے نائلہ سے کعبہ میں زنا کیا۔ اس کی پاداش میں اللہ نے دونوں کو مسخ کر کے پتھر بنا دیا۔

زمانہ جاہلیت میں بھی کعبے کی حرمت اس قدر تھی کہ نہ وہاں کوئی کسی پر ظلم کرتا تھا اور نہ بدکاری کرتا تھا۔ اگر بادشاہ بھی اس کی حرمت کو باطل کرتا تو فوراً اسی جگہ وہ ہلاک ہو جاتا۔ اسی وجہ سے کعبے کو ناسہ کہتے تھے۔ اور بکہ بھی اسی لیے کہتے تھے کہ جو ظالم سرکش یا بدکار وہاں ظلم یا بدکاری کرتا تھا اس کی گردن دبا دی جاتی۔

قوم جرہم کی سزا

جب جرہم اپنی بداعمالیوں سے باز نہ آئے اور عمرو بن عامر کی اولاد یمن سے ادھر ادھر پھیل گئی۔ ان میں سے بنو حارثہ بن عمرو تہامہ آ کر سکونت پذیر ہوئے۔ چونکہ یہ اپنی اصل جماعت سے منقطع ہو گئے تھے اس وجہ سے ان کا نام خزاعہ ہوا اور یہ بنو عمرو بن ربیعہ بن حارثہ ہیں اور اسلم، مالک، ملکان بنو افصی بن حارثہ ہیں۔ اللہ نے جرہم پر جسم پر آبلے پڑنے اور نکسیر بہنے کا عذاب نازل کیا۔ جس سے وہ فنا ہو گئے اور اب خزاعہ بھی ان کے بقیہ افراد کو مکہ سے نکال دینے کے لیے جمع ہو کر تیار ہوئے۔ ان کا سردار عمرو بن ربیعہ بن حارثہ تھا۔ اس کی ماں فہیرہ بنت عامر بن الحارث بن مضاض تھی۔ فریقین خوب لڑے جب عامر بن الحارث نے محسوس کیا کہ اسے شکست ہوگی وہ کعبہ کے دونوں غزالوں اور رکن کے پتھر کے پاس توبہ کرنے آیا وہ کہہ رہا تھا۔

لَاهُمَّ اِنَّ جُرهماً عبادکَ. الناسُ طوف وَهُم تلادکَ.
بهم قديماً عمرت بلادکَ

ترجمہ: اے اللہ جرہم تیرے بندے ہیں۔ اور لوگ تو نوزائیدہ ہیں اور وہ
تیرے پرانے ہیں۔ قدیم سے انھیں نے تیرے شہر آباد کیے ہیں۔

مگر جب اس کی توبہ قبول نہ ہوئی اس نے وہ دونوں ہرن اور حجر الرکن زمزم میں ڈال دیے اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔ اس لڑائی کے بعد جو جرہم بچے وہ جھینہ کی سرزمین چلے گئے۔ یہاں ایک بڑے زبردست سیلاب نے ان کو آ لیا اور وہ سب کو بہا لے گیا۔ اسی طرف امیہ بن ابی الصلت نے اپنے اس شعر میں اشارہ کیا ہے:

وجـرهـم ومـنـوا تهـامتـه
في الـدهـر فسـالـت بـجمعهم اضم

ترجمہ: اور جرہم جو ایک زمانے میں تہامہ میں
رہے تھے ان سب کو کوہ اضم بہا لے گیا۔

قوم جرہم کے بعد کعبہ کی تولیت

جرہم کے بعد عمرو بن ربیعہ کعبہ کا متولی ہوا۔ بنو قصی کہتے ہیں کہ عمرو بن الحارث الغبشانی کعبہ کا متولی ہوا اور اسی کا اس نے اپنے اس شعر میں اظہار کیا ہے:

ونحن ولينا البيت من بعد جرهم
لنعمره من كل باغ وملحد

ترجمہ: جرہم کے بعد ہم بیت اللہ کے ولی ہوئے تا کہ اسے ہر ظالم اور بے دین سے بچا کر آباد رکھیں۔

اسی کا قول تھا۔ آخرت کے لیے عمل کرو اور ضروریات دنیا سے بے فکر رہو۔ اس طرح اب بنوخزاعہ بیت اللہ کے متولی ہوئے۔

کعبہ کی تولیت بنوخزاعہ کے سپرد

البتہ دوسرے قبائل مضر میں تین خدمتیں باقی رہیں۔ عرفہ سے لوگوں کو حج کرانے لے جانا۔ یہ خدمت غوث بن مر کے سپرد تھی یہ ہی صوفہ ہے۔ چنانچہ جب عرفہ سے اجازت ملتی تو عرب کہتے اجیزی صوفہ۔ دوسری خدمت حاجیوں کو قربانی کے دن منیٰ لے جانے کی تھی۔ یہ بنوزید بن عدوان کے سپرد تھی۔ ان میں سے آخری شخص جو اس خدمت کا متولی ہوا وہ ابوسیارہ عمیلہ بن الاعزل بن خالد بن سعد بن الحارث بن قرایش بن زید تھا۔ تیسری خدمت نسی یعنی مقدس مہینوں کا التواء۔ یہ قلمس کے سپرد تھا۔ اس کا اصل نام حذیفہ بن فقیم بن عدی تھا۔ جو بنو مالک بن کنانہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کے بعد یہ خدمت اس کے بیٹوں کو ملی۔ آخری شخص جو اس خدمت پر فائز تھا۔ وہ ابوثمامہ جنادہ بن عوف بن امیہ بن قلع بن حذیفہ تھا۔ اب اسلام آیا اور اس نے نسی کی رسم کو مٹا کر مقدس مہینوں کی حرمت کو پھر بحال کر دیا۔

بنوجرھم کے چھپائے ہوئے خزانے کی دستیابی

جب معد کی تعداد بہت زیادہ ہوئی وہ مکہ چھوڑ کر متفرق ہو گئے مگر قریش نے مکہ کو نہ چھوڑا۔ جب عبدالمطلب نے زمزم کو کھدوایا تو اسے اس میں وہ دونوں ہرن ملے جن کو جرہم دفن کر گئے تھے۔ عبدالمطلب نے ان دونوں کو نکال لیا اور پھر جو کچھ اس نے کیا وہ ہم اپنی اسی کتاب میں اس کے موقع پر بیان ہی کر چکے ہیں۔

کعبہ کے خزانہ کی چوری

ملیح بن عمرو الخزاعی کے مولی دویک کے پاس سے کعبہ کا خزانہ برآمد ہوا۔ قریش نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس سلسلہ میں حارث بن عامر بن نوفل اور ابواہاب بن عزیز بن قیس بن سوید التیمی جو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کا اخیافی (ماں شریک) بھائی تھا، اور ابولہب بن عبدالمطلب پر چوری کا الزام عائد کیا گیا تھا اور قریش کے بیان کے مطابق ان تینوں نے کعبہ کے خزانہ کو وہاں سے نکال کر بنوملیح کے مولی دویک کے پاس رکھوا دیا تھا۔ جب قریش نے ان کو ملزم قرار دیا تو انھوں نے دویک کا نام بتا دیا چنانچہ اس کا ہاتھ قطع کر دیا گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس چوری کے مال کو اس کے پاس رکھا تھا۔ جب قریش کو اس بات کا یقینی علم ہوا کہ وہ مال دراصل حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کے پاس تھا وہ اسے عرب کے کاہنوں میں سے ایک مشہور کاہنہ کے پاس لے کر گئے۔ اس نے اپنی کہانت سے حارث کے متعلق یہ حکم لگایا کہ چونکہ اس نے کعبہ کی حرمت کو باطل کیا ہے۔ اس لیے وہ دس سال تک مکہ میں داخل نہ ہو۔ چنانچہ اس کے حکم کی بناء پر قریش نے حارث کو مکہ سے دس سال کے لیے شہر بدر کر دیا۔ یہ اثناء میں مکہ کے آس پاس سکونت پذیر رہا۔

تعمیر کعبہ کی غیبی اجازت

بحر احمر نے ایک رومی تاجر کا برباد شدہ جہاز ساحل جدہ پر لگایا۔ قریش نے جہاز کی لکڑی لے کر کعبہ کے لیے چھت تیار کی اس کام کو مکہ کے ایک قبطی بڑھئی نے اپنی رائے کے مطابق انجام دیا۔

جس کنویں میں کعبہ کے نذرانے ڈالے جاتے تھے اس میں سے روزانہ ایک سانپ نکل کر کعبہ کی دیوار پر بیٹھا کرتا تھا۔ سب اس سے ڈرتے تھے۔ جو اس کے قریب جاتا وہ اپنا پھن کھڑا کر کے ڈسنے کے لیے منہ کھولتا۔ ایک دن وہ اسی طرح کعبہ کی دیوار پر برآمد تھا۔ اللہ نے ایک پرندہ بھیجا وہ اسے اپنے چنگل میں اٹھالے گیا اس پر قریش کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ جس بات کے کرنے کا ہم نے ارادہ کیا ہے اللہ اسے پسند کرتا ہے۔ ہمارے پاس چوبینہ لکڑی بھی تیار ہے۔ اللہ نے سانپ سے ہم کو مطمئن کر دیا ہے۔

تعمیرِ کعبہ میں نیک کمائی صرف کرنے کا غیبی اشارہ

یہ واقعہ فجار سے پندرہ سال بعد کا ہے۔ اس وقت رسول اکرم ﷺ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ اب جب کہ قریش نے کعبہ کو ڈھا کر نئے سرے سے بنانے کا تہیہ کر لیا تھا۔ ابو وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کھڑا ہوا اس نے کعبہ کا ایک پتھر اٹھایا مگر وہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور جہاں سے اٹھایا گیا تھا اسی جگہ پر چلا آیا۔ یہ دیکھ کر ابو وہب نے قریش سے کہا کہ کعبہ کی تعمیر میں صرف اپنی پاک کمائی لگانا۔ کسی بدکاری کا پیسہ، سود کا روپیہ یا ظلم کر کے حاصل کیا ہوا روپیہ نہ لگایا جائے۔ بعض لوگوں نے اس قول کو ولید بن مغیرہ سے منسوب کیا ہے۔

عبداللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف نے ایک مرتبہ جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کو کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ جعدہ بن ہبیرہ ہے۔ اس پر عبداللہ بن صفوان نے کہا کہ جب قریش نے کعبہ کے ڈھا دینے کا ارادہ کیا تو اسی کے دادا ابو وہب نے کعبہ کا ایک پتھر اٹھایا مگر وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اپنی جگہ چلا گیا۔ اس وقت اس نے قریش سے کہا تھا کہ اس کعبہ کی تعمیر میں اپنی صرف حلال کمائی کا روپیہ لگانا۔ کسی بدکاری کا روپیہ یا ظلم سے حاصل کیا ہوا مال ہرگز نہ لگایا جائے۔ یہ ابو وہب رسول اکرم ﷺ کے والد کا ماموں تھا۔

تعمیرِ کعبہ کیلئے کاموں کی تقسیم

اب تعمیر کے لیے قریش نے کعبہ کو کئی شقوں میں تقسیم کر لیا۔ دروازہ کا حصہ بنو عبد مناف اور بنو زہرہ کے متعلق ہوا۔ رکن اسود سے رکن یمانی تک بنو مخزوم تیم اور دوسرے قریش کے قبائل جو ان میں شامل ہو گئے تھے کے متعلق کیا گیا۔ کعبہ کی پشت بنو جمح اور بنو سہم کے متعلق ہوئی۔ حجر کا حصہ حطیم بنو عبدالدار بن قصی۔ بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی اور بنو عدی بن کعب کے متعلق ہوا۔

کعبہ کو شہید کرنے سے قریش کی گھبراہٹ

مگر پھر سب کعبہ کو منہدم کرنے سے خائف ہوئے اور اس منصوبے سے رک گئے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا

میں اس کی ابتداء کرتا ہوں اس نے پھاوڑا اٹھایا اور کعبہ پر لے کر کھڑا ہوا اور وہ کہتا تھا اے اللہ کوئی مذموم ارادہ نہیں ہے۔ہم کعبہ کے ساتھ خیر خواہی کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے دونوں رکنوں کی سمت سے کچھ حصہ منہدم کر دیا۔اس رات لوگ منتظر رہے کہ اس گستاخی کی اسے سزا ملے گی اور کہنے لگے کہ ہم دیکھتے ہیں اگر وہ مر گیا تو پھر ہم کعبہ کو ہاتھ نہ لگائیں گے۔ بلکہ منہدم حصہ کو بھی پھر اسی طرح بنا دیں گے۔اگر اسے کوئی تکلیف یا مرض لاحق نہ ہوا تو معلوم ہو جائے گا کہ جو کچھ ہم نے کیا ہے اللہ نے اسے پسند کیا ہے پھر ہم کعبہ کو منہدم کر دیں گے۔

دوسری صبح کو ولید صحیح و سالم کعبہ کو ڈھانے آ گیا اور اس نے کچھ اور حصہ منہدم کیا اب اور لوگ بھی اسکے ساتھ تھے۔گراتے گراتے اس کی بنیاد تک پہنچے اور ان سبز پتھروں تک آ گئے جو دانتوں کی شکل میں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ایک قریشی نے جو کعبہ کے گرانے میں شریک تھا ان دونوں سبز پتھروں کے درمیان کدال ڈالی تا کہ وہ ان میں سے ایک کو نکالے،مگر پتھر کے جنبش کرتے ہی پورے مکہ میں زلزلہ آ گیا۔اس وقت قریش اس بنیاد پر رک گئے۔

تعمیر کعبہ

اس کے بعد تمام قبیلوں نے کعبہ کی تعمیر کے لیے پتھر جمع کیے۔ ہر قبیلہ علیٰحدہ علیٰحدہ پتھر جمع کرتا تھا۔پتھر جمع ہونے کے بعد انھوں نے تعمیر شروع کی جب عمارت رکن کی جگہ تک بلند ہوگئی تو ہر قبیلہ نے مطالبہ کیا کہ اس کے اوپر صرف اسی کو تعمیر کا شرف حاصل ہو دوسرا نہ بنائے۔اس مطالبہ نے نزاع کی صورت اختیار کی۔تعمیر چھوڑ کر وہ علیٰحدہ علیٰحدہ جمع ہوئے۔ایک نے دوسرے کو حلیف بنایا اور لڑائی کی دھمکی دی۔

بنو عبدالدار خون سے بھرا ایک طشت لائے اور انھوں نے بنو عدی بن کعب سے اس خون میں ہاتھ ڈال کر آخر دم تک لڑنے کے لیے معاہدہ کیا۔اسی وجہ سے ان کا نام لعقۃ الدم ہوا۔چار پانچ راتیں قریش اسی طرح معطل و بے کار رہے پھر سب نے مسجد میں جمع ہو کر مشاورت کی اور سمجھوتہ کر لیا۔

نزاعِ تعمیر کا تصفیہ

ابو امیہ بن مغیرہ اس وقت قریش کا سب سے سن رسیدہ آدمی تھا۔اس نے قریش سے کہا کہ اس نزاع کے تصفیہ کو اس شخص کے حوالہ کر دو جو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو

اتفاق کی بات کہ سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ وہاں تشریف لائے۔ان کو دیکھ کر تمام قریش نے کہا بے شک یہ امین ہیں ہم ان کے تصفیہ پر راضی ہیں۔یہ محمد ﷺ ہیں!۔

قبل از نبوت حضور کا عظیم دانشمندانہ فیصلہ

جب آپ ﷺ ان کے پاس آئے انھوں نے آپ ﷺ سے واقعہ بیان کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ایک کپڑا لا دو کپڑا آپ ﷺ کو دیا گیا۔آپ ﷺ نے رکن کعبہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس میں رکھا پھر فرمایا کہ ہر قبیلہ اس چادر کا ایک کونا تھام لے اور سب مل کر اسے اٹھائیں۔انھوں نے اس فیصلہ پر عمل کیا اور جب رکن کو اٹھاتے ہوئے اس کے مقام پر لے آئے۔خود رسول اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے وہاں رکھ دیا پھر اس کے اوپر عمارت شروع کی گئی۔
نزول وحی سے پیشتر ہی قریش رسول اکرم ﷺ کو امین کہتے تھے۔

قریش کے ہاتھوں کعبہ کی یہ تعمیر واقعہ فجار کے پندرہ سال بعد عمل میں آئی اور عام الفیل اور عام الفجار کے

درمیان دس سال کا فصل تھا۔

بعثت کے وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک

نبوت ملنے کے وقت رسول اکرم ﷺ کی عمر میں ارباب سلف کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ قریش کے کعبہ کو تعمیر کرنے کے پانچ سال بعد جس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی آپ ﷺ نبوت پر فائز ہوئے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اکرم ﷺ کی عمر چالیس سال تھی۔ انسؓ بن مالک سے کئی سلسلہ سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اکرم ﷺ کی عمر چالیس کے لگ بھگ تھی۔

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ بعثت کے وقت رسول اکرم ﷺ کی عمر چالیس سال تھی۔ یحییٰ بن جعدہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فاطمہؓ سے کہا کہ سال میں صرف ایک مرتبہ قرآن مجھے دکھایا جاتا تھا۔ مگر اس سال دو مرتبہ دکھایا گیا۔ یوں مجھے بتایا گیا ہے کہ میری موت قریب ہے۔ میرے اہل میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے آ کر ملو گی۔ ہر نبی کے بعد جب دوسرا نبی مبعوث کیا گیا ہے اسے سابق کی نصف مدت دی گئی ہے۔ عیسیٰ چالیس سال کے لیے مبعوث کیے گئے تھے میں بیس سال کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں آپ ﷺ کی بعثت ہوئی۔ اور اس کے بعد تیرہ سال آپ ﷺ نے مکہ میں قیام کیا۔ دوسرے سلسلہ سے بھی ابن عباسؓ سے یہ روایت مروی ہے۔

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو جب نبوت ملی اس وقت آپ ﷺ کی عمر انتالیس سال تھی۔

اس سلسلہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوئی آپ کی عمر انتالیس سال تھی۔

سعید بن المسیبؒ سے مروی ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ ﷺ کی عمر انتالیس سال تھی۔ اسی راوی سے ایک دوسرے سلسلہ سے مروی ہے کہ نزول وحی کے وقت آپ ﷺ کی عمر تینتالیس تھی۔

نزول وحی کا دن اور مہینہ

ابوقتادہ انصاری سے مروی ہے کہ پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق رسول اکرم ﷺ سے پوچھا گیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں میری پیدائش ہوئی اور اسی دن سے مبعوث ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پیر کے دن کے روزے کے متعلق پوچھا آپؐ نے فرمایا یہی دن ہے جس میں میری ولادت ہوئی اور مجھے نبوت ملی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ پیر کو پیدا ہوئے اور اسی دن آپ کو نبوت ملی۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ دن کے متعلق تو ہم سب ارباب سیر و تاریخ کا اتفاق ہے کہ وہ پیر کا دن تھا۔ البتہ وہ کونسا پیر تھا اس میں اختلاف ہے۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ اٹھارہ رمضان کو رسول اکرم ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں عبداللہ بن زید الجرمی بحرالعلوم کہتے تھے کہ رمضان کی اٹھارویں تاریخ کو رسول اکرم ﷺ پر قرآن نازل ہوا۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ چوبیس رمضان کو آپ ﷺ پر قرآن نازل ہوا۔ اس سلسلہ میں ابوالجلدؒ سے مروی ہے کہ چوبیس رمضان کو آپ پر قرآن نازل ہوا۔

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ سترہ رمضان کو نازل ہوا۔ اس بیان کے ثبوت میں وہ اللہ کا یہ کلام پیش کرتے ہیں۔ "**وما انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعان**"۔ اس مقابلہ سے مراد رسول ﷺ اور مشرکین

کے درمیان جنگ بدر ہے اور وہ سترہ رمضان کی صبح ہوئی ہے۔

قبل از نبوت کیفیات

قبل اس کے کہ حضرت جبرئیل اللہ کا پیام لے کر آپ ﷺ کے پاس آئیں۔ آپؐ ایسے آثار اور واقعات دیکھا کرتے تھے جو صرف انھیں حضرات کو نظر آتے ہیں جن پر اللہ اپنا خاص فضل اور کرم کرنے والا ہوتا ہے۔

چنانچہ حسب بیان سابق آپ ﷺ اپنی انا حلیمہ کے پاس تھے کہ دو فرشتوں نے آ کر آپ ﷺ کا شکم مبارک چاک کیا اس میں سے تمام آلائش اور کثافت نکال ڈالی۔ نیز خود رسول اکرم ﷺ سے مروی ہے کہ کوئی درخت یا پتھر ایسا نہ تھا کہ جس کے پاس سے میں گذرتا اور وہ مجھے سلام نہ کرتا۔

برۃ بنت ابی تجراۃ سے مروی ہے کہ جب اللہ نے رسول اکرم ﷺ کو نبوت و کرامت سے سرفراز کرنا چاہا آپؐ کی یہ حالت تھی کہ آپ قضائے حاجت کے لیے آبادی سے اس قدر دور نکل جاتے تھے جہاں سے مکانات نظر نہ آئیں۔ اور پہاڑوں کی گھاٹیوں اور گڑھوں میں اتر جاتے۔ وہاں جس پتھر یا درخت کے پاس سے آپ ﷺ گذرتے وہ کہتا "السلام علیک یا رسول اللہ"۔ آپ ﷺ آواز سن کر دائیں بائیں اور پیچھے مڑ کر دیکھتے مگر وہاں کوئی نظر نہ آتا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ دوسری قومیں آپ ﷺ کی بعثت سے واقف تھیں اور ان کے علماء اس بات کو ان سے برابر کہتے چلے آئے تھے۔

زمانۂ جاہلیت کے برگزیدہ عالم زید بن عمرو کی پیشنگوئی

عامر بن ربعیہ سے مروی ہے کہ مجھ سے زید بن عمرو بن نفیل کہا کرتے تھے کہ میں اولاد اسمٰعیل میں ایک نبی کے مبعوث ہونے کا منتظر ہوں۔ اپنے لیے میں نہیں سمجھتا کہ اتنا زندہ رہوں گا۔ کہ اسے پاسکوں، ایمان لاؤں، اور اس کی نبوت کی شہادت دوں اور تصدیق کرسکوں البتہ تم اگر اس وقت تک زندہ رہو اور ان کو دیکھو تو ان سے میرا سلام کہنا۔ میں ان کا حلیہ بتائے دیتا ہوں تاکہ ان کی شناخت کرنے میں تم کو کوئی دشواری نہ ہو۔ میں نے کہا کہیئے۔ انھوں نے کہا وہ نہ کوتاہ قامت ہونگے، نہ دراز قامت، نہ ان کے سر کے بال بہت گھنے ہونگے اور نہ چھدرے، ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی، مہر نبوت ان کے شانوں کے بیچ میں ہوگی، نام احمد ہوگا، اسی شہر میں وہ پیدا اور مبعوث ہونگے۔ پھر ان کی قوم ان کو یہاں سے نکال دیگی۔ اور ان کی تعلیم کو پسند نہ کرے گی۔ پھر وہ یثرب کی طرف ہجرت کر جائیں گے۔ وہاں ان کی بات بن جائے گی۔ دیکھو تم ان کے متعلق دھوکہ میں نہ آ جانا۔ میں دین ابراہیم کی تلاش میں دنیا بھر میں پھرا ہوں جس یہودی، عیسائی اور مجوسی سے میں نے دین ابراہیم کے بارے میں پوچھا اس نے مجھ سے کہا کہ وہ تو تمھارے وطن میں ہے اور انھوں نے ہونے والے نبی کی وہی کیفیت بیان کی جو میں نے تم سے کہدی ہے۔ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اب صرف وہی نبی ہیں جو مبعوث ہونگے۔

عامر بن ربیعہ جو اس روایت کے راوی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ جب میں اسلام لایا میں نے زید بن عمرو کا یہ قول رسول اکرم ﷺ سے بیان کیا اور ان کا سلام آپ ﷺ کو پہنچایا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور ان کے لیے طلب رحمت کی اور فرمایا میں نے زید کو جنت میں راحت کے ساتھ دامن کشاں دیکھا ہے۔

ایک کاہن کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں خطبہ دے رہے تھے کہ ایک عرب آپ کے پاس آنے کے لیے مسجد کے اندرونی حصہ میں آیا۔ حضرت عمرؓ نے اسے دیکھ کر کہا کہ یہ شخص یا تو شرک کو ترک کرنے کے بعد اب تک اس پر قائم ہے یا یہ عہد جاہلیت میں ضرور کاہن ہوگا۔ وہ عرب آپ کو سلام کر کے بیٹھ گیا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے دریافت کیا اسلام لے آئے ہو؟ اس نے کہا جی ہاں۔ پھر پوچھا کیا عہد جاہلیت میں کاہن تھے؟ اس نے کہا سبحان اللہ۔ آپ نے مجھ سے ایسے سوالات کیے ہیں کہ شاید اپنے عہد ولایت سے آج تک آپ نے اپنی رعایا کے کسی فرد سے نہ کیے ہونگے۔ حضرت عمرؓ نے کہا اے اللہ میں اپنی خطا کی معافی چاہتا ہوں۔ ہم سب زمانہ جاہلیت میں ان سوالات کی تلخی کے مقابلہ میں کہیں زیادہ برائی میں مبتلا تھے۔ یعنی ہم بتوں کو پوجتے تھے۔ پیکروں کو گلے لگاتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ہمیں نعمت اسلام سے سرفراز فرمایا اس عرب نے کہا آپ بجا فرماتے ہیں میں بے شک عہد جاہلیت میں کاہن تھا۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا تمھارے ہمزاد نے جو بات سب سے زیادہ تعجب انگیز تم سے کہی ہو وہ بیان کرو۔ اس نے کہا ظہور اسلام سے ایک ماہ یا ایک سال پہلے وہ میرے پاس آیا تھا اور اس نے کہا تھا:

الم تر الی الجن و ابلاسها و ایاسها من دینها و لحوقها بالقلاص و احلاسها

ترجمہ: کیا تم جن کو نہیں دیکھتے کہ اس کے ہوش و حواس جاتے رہے ہیں
وہ اپنے دین کی طرف سے مایوس ہو گئے ہیں اور انھوں نے اپنا بوریہ بستر
باندھ لیا ہے

زمانہ جاہلیت میں حضرت عمرؓ کا واقعہ

اس پر خود حضرت عمرؓ نے حاضرین سے اپنا یہ واقعہ بیان کیا کہ میں عہد جاہلیت میں چند قریشیوں کے ہمراہ ایک بت کے پاس تھا کسی عرب نے ایک بچھڑا اس کی نذر کے لیے ذبح کیا تھا۔ ہم گوشت کی تقسیم کا انتظار کر رہے تھے کہ میں نے اس بچھڑے کے پیٹ سے نہایت صاف آواز سنی۔ یہ ظہور اسلام سے ایک ماہ یا ایک سال پہلے کا واقعہ ہے۔ وہ کہہ رہا تھا

یا آل ذریح . امر نجیح . رجل یصیح.

اے اولاد ذریح، بات بنے گی ایک شخص پکار رہا
ہے اور کہہ رہا ہے لآ الہ الا اللہ۔

وحی کی چوری ختم ہوگئی

محمد بن جبیر بن مطعم کے والد بیان کرتے ہیں کہ عہد جاہلیت میں رسول اکرم ﷺ کے مبعوث ہونے سے ایک ماہ پہلے ہم بوانہ میں ایک بت کے پاس تھے وہاں ہم نے قربانیاں کی تھیں۔ ان میں سے ایک کے پیٹ میں سے یہ آواز آئی اب وحی کی چوری ختم ہوگئی۔ اب ہمیں مکہ کے احمد نامی نبی کی وجہ سے، جو اس مقام سے یثرب کو ہجرت کرنے والا

ہے، ستاروں سے مارا جاتا ہے۔ یہ سن کر ہم سب دم بخود رہ گئے اور پھر رسول ﷺ ظاہر ہوئے۔

کھجور کے درخت کا آپ ﷺ کے حکم پر قریب آ جانا

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنو عامر کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ آپ ﷺ مجھے وہ مہر نبوت دکھائیں جو آپ کے شانوں کے درمیان ہے۔ تاکہ اگر وہ کوئی مرض ہو تو میں چونکہ عرب کا سب سے بڑا طبیب ہوں، اس کا علاج کر دوں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا تم چاہتے ہو تو تم کو کوئی معجزہ دکھاؤں۔ اس نے کہا آپ اس ثمر دار کھجور کو اپنے پاس بلائیں۔ آپ ﷺ نے نخلستان میں ایک ثمر دار درخت کو دیکھ کر اسے آواز دی۔ وہ چراتا ہوا آپ ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس شخص نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ اس سے کہیئے کہ یہ اپنی جگہ واپس چلا جائے۔ رسول اکرم ﷺ نے اسے حکم دیا اور وہ چلا گیا۔ اس عامری نے بنو عامر سے کہا کہ اس سے بڑا جادوگر میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ وہ اخبار جو رسول اکرم ﷺ کی رسالت کا پتہ دیتے تھے اس قدر ہیں کہ ان کا احصاء مشکل ہے۔ اس کے لیے ہم ایک کتاب ہی علیحدہ سے لکھیں گے۔ اور ہم اب نزول وحی اور رسالت کے واقعات کو پھر بیان کرتے ہیں۔

جبرئیلؑ کا حضور کی خدمت میں سب سے پہلی وحی لے کر آنا

سب سے پہلے کب اور کس سن میں رسول اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوئی؟ اس کے متعلق جو روایت ہم تک پہنچی ہیں ان میں سے بعض ہم بیان کر چکے ہیں۔ اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ابتداء میں کس طرح جبرئیل اپنے رب کا پیام لے کر رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آئے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر وحی کی ابتداء، رویائے صادقہ سے ہوئی جو آپ کو صبح روشن کی طرح نظر آتے تھے۔ اس کے بعد آپ کے دل میں گوشہ نشینی اور تنہائی کی رغبت ڈالی گئی۔ چنانچہ آپ ﷺ غار حرا میں جا کر کئی کئی راتیں گھر آئے بغیر مسلسل عبادت میں بسر کرنے لگے۔ پھر گھر آ کر اتنی مدت کے لیے جو آپ ﷺ کو حرا میں بسر کرنا ہوتی، آپ ﷺ توشہ لے جاتے یہاں تک کہ دفعۃً روح القدس آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے محمد ﷺ اللہ کے رسول ہو۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت کھڑا ہوا تھا گھٹنے کے بل بیٹھ گیا اور پھر وہاں سے خوفزدہ ولرزہ براندام بھاگ کر خدیجہؓ کے پاس آیا۔ ان سے کہا کہ مجھے چادر اوڑھاؤ! مجھے چادر اوڑھاؤ! جب یہ خوف و ہراس جاتا رہا تو پھر روح القدس میرے پاس آئے اور کہا اے محمد تم اللہ کے رسول ہو۔ اب تو خوف کی وجہ سے میری یہ حالت ہوئی کہ قریب تھا کہ پہاڑ کی کسی بلند چوٹی سے کود کر خودکشی کر لوں گا۔ مگر جب میں نے یہ قصہ کیا تو انھوں نے مجھے زبردستی اس بات سے روک دیا اور کہا اے محمد ﷺ میں جبرئیل ہوں۔ اور تم اللہ کے رسول ہو۔ پھر کہا پڑھو میں نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ پھر انھوں نے مجھے پکڑ کر تین مرتبہ اس زور سے دبوچا کہ میرے جسم کی طاقت جاتی رہی اور پھر کہا:

اقرأ باسم ربک الذی خلق

(ترجمہ: پڑھو اس رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا ہے) میں نے پڑھ دیا۔

خدیجہؓ کے حضور کو تسلی کے الہامی کلمات

تب میں خدیجہؓ کے پاس آیا اور چونکہ مجھے اپنی جان کا خوف ہو گیا تھا اس لیے میں نے ان سے اپنا واقعہ بیان کیا۔ انھوں نے کہا یہ تو نہایت خوشخبری ہے۔ اللہ مبارک کرے۔ بخدا اللہ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہ ہونے دے گا۔ واللہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ بات کے سچے اور امانتدار ہیں۔ آڑے وقت لوگوں کے کام آتے ہیں۔ مہمان نواز ہیں اور مصائب وحوادث پر صبر کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کی ورقہ بن نوفل سے ملاقات

اس کے بعد وہ مجھے ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے گئیں اور ان سے کہا کہ اپنے بھتیجے کی بات سنیے۔ انھوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا گذری؟ میں نے اپنا پورا پورا واقعہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا یہ وہ روح القدس ہیں جو موسیٰ بن عمران پر نازل ہوئے تھے۔ کاش میں اس میں شرکت کر سکتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جبکہ آپ کی قوم آپ کو ہجرت پر مجبور کر دے گی۔ میں نے پوچھا کیا وہ مجھے گھر سے نکال دیں گے؟ انھوں نے کہا ضرور کیونکہ جس کسی پر اللہ نے رسالت کی وہ سعادت نازل کی جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی ہے لوگ ہمیشہ اس کے دشمن ہوئے ہیں۔ کاش اور اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو ضرور آپ کی مدد کروں گا۔

پھر "اقرأ" کے بعد سب سے پہلے قرآن کا یہ حصہ مجھ پر نازل ہوا:

"ن والقلم وما یسطرون. ماانت بنعمت ربک بمجنون. وان لک لاجراً غیر ممنون. وانک لعلٰی خلق عظیم. فستبصر ویبصرون"

اور" یایها المدثر قم فانذر" اور "والضحی واللّیل اذا سجی"

حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث ایک دوسری سند سے بھی روایت ہوئی ہے مگر اس میں حدیث کا یہ آخری حصہ" کہ پھر مجھ پر قرآن کا یہ حصہ نازل ہوا" آخر حدیث تک منقول نہیں ہے۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ جبرئیل رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا کہ پڑھو۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ حضرت جبرئیل نے آپ ﷺ کو بھینچا اور فرمایا پڑھو آپ ﷺ نے فرمایا میں نہیں پڑھ سکتا۔ دوبارہ جبرئیل نے آپ ﷺ کو بھینچا اور فرمایا پڑھو آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر جبرئیل نے آپ ﷺ کو بھینچا اور فرمایا پڑھو آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا پڑھوں؟ جبرئیل نے فرمایا:

اقرأ باسم ربک الذی خلق. خلق الانسان من علق. اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الإ نسان مالم یعلم

رسول اکرم ﷺ سیدھے حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ ضرور اب میری موت کا وقت آ گیا ہے انھوں نے

عرض کیا آپ کا رب ہرگز آپ کے ساتھ ایسا نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ نے کبھی کوئی بری بات نہیں کی ہے۔

وہ ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں ان کو یہ واقعہ سنایا۔ انھوں نے کہا اگر تم اپنے بیان میں سچی ہو تو بلاشبہ تمھارے شوہر نبی ہیں ان کو اپنی قوم سے تکلیف پہنچے گی اگر میں نے آپ ﷺ کا زمانہ نبوت پایا تو ضرور آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ اس واقعہ کے بعد ایک طویل مدت تک حضرت جبرئیل وحی لے کر رسول اکرم ﷺ کے پاس نہیں آئے۔ حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے رب نے آپ سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی

" والضحی واللیل اذا سجی ماودعک ربک وما قلی"

آل زبیر کے آزاد کردہ غلام وہب بن کیسان راوی ہیں کہ میں عبداللہ بن الزبیرؓ کی خدمت میں حاضر تھا انھوں نے عبید بن عمیر بن قتادۃ اللیثی سے کہا عبید ہم سے بیان کرو کہ ابتداً جبرئیل کس طرح رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں وحی لے کر آئے۔ عبید نے میری موجودگی میں عبداللہ بن الزبیر اور تمام حاضرین مجلس کو سنانے کے لیے اسطرح بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ ہر سال ایک ماہ غار حرا میں جا کر بسر کرتے تھے۔ قریش زمانہ جاہلیت میں اسی طرح عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جایا کرتے تھے۔ جس ماہ آپ غار حرا میں جا کر عبادت و ریاضت کرتے تھے وہاں جو مساکین آتے آپ ان کو کھانا کھلاتے اور مہینہ پورا کر کے جب واپس آتے تو قبل اس کے کہ اپنے گھر آئیں آپ کعبہ آ کر اس کا سات مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ طواف کرتے اور پھر اپنے گھر آتے۔ اسی طرح جب آپ کی بعثت کے سال رمضان کا مہینہ آیا جس میں اللہ نے آپ کو منصب نبوت عطا فرمایا۔ آپ حسب عادت عزلت گزینی کے لیے غار حرا تشریف لے گئے۔ اس موقع پر آپ کے متعلقین بھی ہمراہ تھے۔ جب وہ مبارک رات آئی جس میں اللہ نے اپنا پیام آپ کی طرف بھیج کر آپ کی عزت افزائی کی اور اس طرح اپنے تمام بندوں پر رحم فرمایا۔ اللہ کے حکم سے جبرئیل آپ کے پاس آئے۔ اس کے متعلق خود رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں سو رہا تھا کہ جبرئیل میرے پاس دیبا کا ایک پارچہ جس پر تحریر تھی لائے اور فرمایا پڑھو میں نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ انھوں نے مجھے اس طرح بھینچا میں سمجھا کہ میری موت آ گئی اب انھوں نے مجھے چھوڑا اور فرمایا پڑھو میں نے کہا کیا پڑھوں اور یہ بھی میں نے ان سے جان چھڑانے کے لیے کہا تھا کہ پھر وہ مجھے نہ دبوچیں انھوں نے کہا پڑھو

" اقرأ باسم ربک الذی خلق تا علم الانسان مالم یعلم "

اتنا میں نے پڑھ دیا۔ جبرئیل اس پر ٹھہر گئے اور چلے گئے میں خواب سے بیدار ہوا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے قلب پر نوشتہ ثبت ہو گیا ہے۔ میں شاعر اور آسیب زدہ کو دنیا میں سب سے زیادہ برا سمجھتا تھا اور ان کو دیکھنے تک کا روادار نہ تھا۔ میں نے دل میں کہا میرا نفس ضرور شاعر یا آسیب زدہ ہے مگر میں اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا کہ قریش میرے متعلق اس کا چرچا کریں میں پہاڑ کی کسی بلند چوٹی پر چڑھ کر وہاں سے کود کر خودکشی کر لیتا ہوں تاکہ اس رسوائی کے خیال سے اطمینان ہو۔ چنانچہ میں ارادے سے چلا پہاڑ کے وسط تک پہنچا تھا کہ میں نے آسمان سے یہ آواز آتے سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے اے محمد ﷺ آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرئیل ہوں۔ میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا مجھے جبرئیل انسان کی شکل میں نظر آئے۔ ان کے دونوں قدم آسمان کے افق تک پھیلے ہوئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے اے محمد آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرئیل ہوں میں انھیں دیکھنے کے لیے ٹھہر گیا۔ اس منظر نے مجھے میرے ارادے سے ہٹا کر اپنی طرف ایسا مشغول کیا کہ میں بغیر آگے بڑھے یا پیچھے ہٹے اسی جگہ ٹھہر گیا اور جبرئیل سے نظر ہٹا کر آسمان کے کناروں کو

دیکھنے لگا۔ مگر جدھر میری نظر جاتی تھی وہی سامنے تھے میں دیر تک بغیر آگے بڑھے اور پیچھے ہٹے اسی جگہ کھڑا رہا۔

خدیجہؓ نے اپنے آدمی میری تلاش میں دوڑائے وہ تمام مکہ میں مجھے تلاش کر کے ان کے پاس واپس آ گئے۔ اب تک اسی جگہ کھڑا ہوا تھا اب کہیں جبرئیل میرے سامنے سے ہٹے اور میں بھی اپنے متعلقین کے پاس پلٹ کر آیا اور خدیجہؓ کے پاس آ کر ان سے چمٹ کر بیٹھ گیا۔ انھوں نے پوچھا ابوالقاسم آپ کہاں تھے؟ میں نے آپ کی تلاش میں اپنے آدمی بھیجے تھے اور وہ مکہ تک ہو آئے مگر آپ کا پتہ نہ چل سکا۔ میں نے ان سے کہا میں ضرور شاعر ہوں یا آسیب زدہ۔ خدیجہؓ نے کہا ابوالقاسم اللہ آپ ﷺ کو اس سے بچاتا رہے۔ میں جانتی ہوں کہ اللہ کبھی آپ ﷺ کے ساتھ ایسا نہیں کرے گا۔ وہ آپ ﷺ کی راستبازی، دیانت، حسن اخلاق اور صلہ رحمی سے خوب واقف ہے۔ آخر ہوا کیا؟ شاید آپ ﷺ کو کچھ نظر آیا ہے؟ میں نے کہا ہاں اور پھر اپنا مشاہدہ بیان کیا۔

خدیجہؓ نے کہا اے میرے عم زاد آپ کو بشارت ہو بالکل مطمئن رہیے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں خدیجہ کی جان ہے مجھے امید ہے کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے۔ یہ کہہ کر وہ کھڑی ہوئیں اور اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس گئیں۔ یہ ورقہ نصرانی ہو گئے تھے اور انھوں نے ان کی مذہبی کتابیں پڑھی ہوئی تھیں اور توراۃ اور انجیل کے علماء سے ان کتابوں کے مضامین سن رکھے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ سے رسول اللہ ﷺ کا مشاہدہ بیان کیا۔ ورقہ نے کہا قدوس، قدوس، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ خدیجہؓ اگر تم سچ کہہ رہی ہو تو ضرور ناموس الاکبر یعنی حضرت جبرئیل جو حضرت موسیٰ کے پاس آتے تھے محمد کے پاس آئے ہیں اور وہ اس امت کے نبی ہیں۔ تم ان سے جا کر کہہ دو کہ وہ بالکل مطمئن رہیں۔ حضرت خدیجہ نے رسول اللہ ﷺ سے آ کر ورقہ کا قول بیان کیا اس سے آپ کو اس پریشانی سے جو آپ کو لاحق تھی، ذرا تسلی ہوئی۔

جب رسول اکرم ﷺ اپنا عزلت گزینی کا زمانہ پورا کر کے حرا سے مکہ پلٹے تو پہلے کعبہ آئے اور اس کا طواف کیا اس طواف کے دوران ورقہ بن نوفل سے آپ کی ملاقات ہوگئی۔ انھوں نے کہا اے میرے بھتیجے جو آپ ﷺ نے دیکھا یا سنا ہے مجھ سے بیان کیجئے۔ رسول ﷺ نے اپنا مشاہدہ انھیں کو سنایا۔ ورقہ نے آپ سے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپ ﷺ اس امت کے نبی ہیں اور آپ ﷺ کے پاس وہی ناموس الاکبر آیا ہے جو موسیٰ کے پاس آیا تھا۔ آپ کو ضرور جھٹلایا جائے گا۔ ایذا دی جائے گی، شہر بدر کیا جائے گا اور آپ سے جنگ کی جائے گی۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو اللہ کے لیے ایسی مدد کروں گا جس سے وہ خود واقف ہے۔ پھر انھوں نے رسول اکرم ﷺ کا سر مبارک اپنے قریب کر کے اس کو بوسہ دیا۔ رسول ﷺ اپنے مکان تشریف لے آئے ورقہ کی ان باتوں سے آپ کو مزید اطمینان ہوا اور جو پریشانی آپ ﷺ کو لاحق تھی، اس میں ذرا کمی آئی۔

حضرت خدیجہؓ کا فہم و تدبر

حضرت خدیجہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ کے اطمینان قلب کے لیے کہ اللہ نے اپنی نبوت سے آپ ﷺ کو سرفراز فرمایا ہے، عرض کیا اے میرے عم زاد آپ یہ کر سکتے ہیں کہ جب فرشتہ آپ ﷺ کے پاس آئے تو اس کی مجھے اطلاع کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا میں نے عرض کیا اب جب وہ آئے آپ مجھے ضرور خبر کر دیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حسب دستور جبرئیل رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا خدیجہؓ وہ آ گئے ہیں۔ میں نے کہا اچھا تو آپ ذرا میری بائیں ران پر بیٹھ جائیے۔ رسول اکرم ﷺ اپنی جگہ سے اٹھ کر میری بائیں ران پر

آ بیٹھے میں نے کہا کیا اب بھی آپ ان کو دیکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اب آپ میری داہنی ران پر تشریف لے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ بائیں ران سے اٹھ کر داہنی پر بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا کیا اب بھی وہ آپ کو نظر آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا اب آپ میری گود میں آ بیٹھئے! رسول اللہ ﷺ میری گود میں بیٹھ گئے۔ میں نے کہا اب بھی وہ نظر آتے ہیں انھوں نے کہا ہاں۔ اب میں نے سر سے دوپٹہ اتار کر الگ رکھ دیا۔ رسول اکرم ﷺ میری گود میں تشریف رکھتے تھے اب میں نے پوچھا کیا اب بھی وہ نظر آ رہے ہیں انھوں نے فرمایا نہیں۔ میں نے کہا اے چچازاد آپ ﷺ کو بشارت ہو بالکل مطمئن رہیئے۔ بخدا یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہوسکتا۔

یہ حدیث جب عبداللہ بن الحسن سے بیان کی گئی تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنی ماں فاطمہ بنت الحسین سے اس حدیث کو خدیجہؓ سے نقل کرتے ہوئے سنا ہے مگر میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ حضرت خدیجہ نے جب رسول اکرم ﷺ کو اپنے کرتے کے دامن میں لے لیا۔ اس وقت جبرئیل غائب ہو گئے تب حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یقیناً یہ فرشتے ہیں ہرگز شیطان نہیں۔

سب سے پہلے کونسی آیت نازل ہوئی؟

ابن ابی کثیر کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ سے پوچھا کہ سب سے پہلے قرآن کی کونسی آیت نازل ہوئی ہے۔ انھوں نے فرمایا "یاایھا المدثر" میں نے کہا لوگ تو کہتے ہیں کہ سب سے پہلے "إقرأ باسم ربک" نازل ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا تھا کہ سب سے پہلے قرآن کا کونسا حصہ نازل ہوا ہے۔ تو انھوں نے فرمایا تھا "یاایھا المدثر" میں نے یہی بات ان سے کہی تھی کہ "اقرأ باسم ربک الذی خلق" سب سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ حضرت جابر نے فرمایا میں تم سے صرف وہی کہونگا جو خود رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں حرا میں گوشہ نشین تھا۔ مقررہ مدت ختم کر کے جب میں وہاں سے اتر کر وادی میں آیا مجھے ندا آئی میں نے اپنے چاروں طرف دیکھا مجھے کچھ نظر نہیں آیا۔ میں نے سر کے اوپر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک تخت پر متمکن ہے۔ میں ڈر گیا۔ میں نے خدیجہ سے جا کر کہا مجھے لحاف اڑھاؤ۔ انہوں نے مجھے لحاف اڑھا دیا اور میرے سر پر پانی ڈالا اس وقت مجھ پر یہ آیت "یاایھا المدثر قم فانذر" نازل فرمائی گئی۔

ہشام بن محمد سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ہفتہ اور اتوار کی شب جبرئیل رسول اکرم ﷺ کے پاس آئے اس کے بعد پھر پیر کے دن وہ اللہ عزوجل کا پیام لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وضو سکھایا، نماز سکھائی اور "اقرأ باسم ربک الذی خلق" پڑھایا اس پیر کو جب وحی آپ کے پاس آئی ہے آپ پورے چالیس سال کے ہوئے تھے۔

شق صدر کا واقعہ

حضرت ابوذر غفاری سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو پہلی مرتبہ یہ یقینی علم کب ہوا کہ آپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا ابوذر میں بطحائے مکہ میں کسی جگہ تھا دو فرشتے میرے پاس آئے ایک زمین پر اتر گیا اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہرا رہا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا یہی وہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں یہی ہیں۔ اس نے کہا اچھا تو ان کو ایک آدمی سے وزن کرو مجھے ایک شخص کے مقابلہ میں تولا گیا میں اس سے بھاری نکلا۔ پھر ایک

فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ ان کو دس آدمیوں سے تولو مجھے دس سے تولا گیا میں ان پر بھاری ہوا۔ پھر اس نے کہا سو سے تولو مجھے سو سے تولا گیا میں ان سے بھی جھکتا ہوا رہا۔ پھر اس نے کہا ہزار سے تولو مجھے ہزار سے تولا گیا۔ میں ان سے بھی گرانبار نکلا اور وہ فرشتے ترازوں کے پلڑے پر میرے مقابلہ میں وزن بڑھاتے رہے۔ آخر تنگ آ کر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر تم ان کو ان کی تمام امت کے مقابلہ بھی رکھ کر تولو گے تو انھیں کا وزن زیادہ ہوگا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کا پیٹ چاک کر دو اس نے میرا پیٹ چاک کیا۔ دوسرے نے کہا ان کا قلب نکالو یا یہ کہا کہ قلب شق کرو۔ اس نے میرا دل چیر کر اس میں سے اس خون کے لوتھڑے کو نکال کر پھینک دیا۔ جو وساوس اور شیطانی خطرات کا محل تھا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کے پیٹ کو اس طرح دھوڈالو جس طرح کسی برتن کو دھویا جاتا ہے اور ان کے دل کو بھی اسی طرح دھوڈالو یا یہ کہا کہ ان کے قلب کو اس طرح دھوڈالو جس طرح کپڑا دھویا جاتا ہے۔ پھر اس نے ایک چھری مانگی جو سفید بلی کے چہرے کے مانند تھی وہ میرے قلب میں داخل کی گئی پھر ایک فرشتے نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ ان کے پیٹ پر نشان لگا دو۔ ان دونوں نے میرے پیٹ پر نشان ڈال دیئے اور مہر نبوت کو میرے دونوں شانوں کے درمیان کر دیا اس کے بعد ہی وہ میرے سامنے سے چلے گئے۔ یہ واقعہ مجھے اب تک اس طرح یاد ہے کہ گویا اب بھی میری نظروں کے سامنے ہے۔

جبرئیل کی زیارت

امام زہری سے مروی ہے کہ جب ایک عرصہ تک رسول اکرم ﷺ پر وحی نازل نہیں ہوئی تو آپ بہت ہی غمگین ہوئے۔ آپ ﷺ پہاڑ کی چوٹیوں پر چڑھتے تھے تا کہ خودکشی کرلیں اس نیت سے جب کبھی آپ چوٹی پر پہنچتے جبرئیل نمودار ہو کر کہتے آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں۔ اس سے آپکو اطمینان ہو جاتا اور جان میں جان آ جاتی۔ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ ایک دن میں اسی ارادے سے چلا جا رہا تھا کہ میں نے اس فرشتے کو جو حرا میں میرے پاس آتا تھا دیکھا کہ وہ آسمان اور زمین کے بیچ میں ایک کرسی پر متمکن ہے اسے دیکھ کر میں خوف کی وجہ سے ٹھہر گیا اور خدیجہ کے پاس واپس آ گیا میں نے کہا مجھے چادر اڑھاؤ چنانچہ رضائی اڑھادی گئی تب اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی

یا أیها المدثر قم فأنذر. وربک فکبر. وثیا بک فطهر.

زہری کہتے ہیں مگر سب سے پہلے "اقرأ باسم ربک الذی خلق. مالم یعلم" تک آپ پر نازل ہوئی ہے۔

جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وحی رک جانے کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دن میں چلا جا رہا تھا میں نے آسمان سے ایک آواز سنی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ فرشتہ جو حرا میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر متمکن نظر آیا میں سہم گیا اور گھر آ کر میں نے کہا مجھے لحاف اڑھاؤ گھر والوں نے لحاف اڑھادیا تب اللہ عزوجل نے یہ سورۃ "یا ایها المدثر قم فأنذر. وربک فکبر .... والرجز فاهجر" تک نازل فرمائی پھر متواتر وحی آنے لگی۔

پھر جب اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنی قوم کو اپنے رب کے اس انکار کی وجہ سے جس میں وہ عرصہ سے مبتلا چلے آتے تھے اور اپنے خالق اور رازق کی عبادت چھوڑ کر دوسرے معبودوں اور بتوں کی پرستش

کرتے تھے، اللہ کے عذاب سے ڈرانے اور متنبہ کرنے کے لیے کھڑے ہوں۔ اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار و اعلان کریں۔ اللہ نے فرمایا "واما بنعمة ربک فحدث" یہاں نعمت سے مراد ابن اسحٰق کے قول کے مطابق اعزاز و فضیلت نبوت ہے۔ فحدث کے معنی یہ ہیں کہ اس کو بیان کرو اور اس کی دعوت دو۔ اس حکم کے مطابق اب آپ خفیہ طور پر صرف ان گھر والوں سے جن کے متعلق آپ ﷺ کو اطمینان تھا اس احسان و انعام کا جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کے ذریعہ اپنے بندوں پر آپ کو نبوت دے کر کیا تھا، ذکر کرنے لگے۔ اللہ کی مخلوق میں سب سے پہلے آپ کی بیوی خدیجہؓ نے آپ ﷺ کی تصدیق کی وہ آپ پر ایمان لائیں اور ساتھ ہو گئیں۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس بات پر تمام ارباب سیر و تاریخ کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلی مسلمہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا وہ خدیجہ بنت خویلد تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرمائے۔

فرض نماز

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اللہ کی وحدانیت کے اقرار اور تصاویر اور مجسموں سے قطعی اظہارِ بے تعلقی کے بعد اللہ عز و جل نے قوانین اسلام میں سب سے پہلے نماز کو فرض کیا۔

جس وقت رسول ﷺ پر نماز فرض کی گئی جبرئیل آپ ﷺ کے پاس آئے اس وقت آپ بالائی مکہ میں تھے وہ اشارے سے آپ ﷺ کو وادی کی ایک سمت میں لے گئے۔ وہاں ایک چشمہ جاری ہوا حضرت جبرئیل نے وضو کیا تا کہ وہ بتا دیں کہ نماز کے لیے کس طرح طہارت کی جائے۔ رسول ﷺ انھیں دیکھتے رہے بعد میں انہی کی طرح رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا پھر جبرئیل نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے ان کی اقتداء کی۔ حضرت جبرئیل واپس تشریف لے گئے اور خدیجہؓ کے پاس آ گئے اور جس طرح آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل کو وضو کرتے دیکھا تھا۔ اسی طرح آپ نے خدیجہؓ کو بتانے کے لیے کہ نماز کے لیے طہارت اس طرح ہوتی ہے، ان کے سامنے وضو کیا اس کے بعد جس طرح جبرئیل نے آپ کو نماز پڑھائی تھی آپ نے خدیجہؓ کے ساتھ نماز پڑھی اور انھوں نے آپ کی اقتداء کی۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کو نبوت ملی آپ کے پاس دو فرشتے جبرئیل اور میکائیل آئے آپ اور سبھی قریش کعبہ کے گرد سویا کرتے تھے۔ ان فرشتوں نے کہا کہ ہمیں ان میں سے کس کے متعلق حکم ہوا ہے۔ پھر خود ہی دونوں نے کہا ہمیں ان کے سب سے زیادہ شریف کے متعلق حکم ہے، اب وہ چلے گئے اور پھر قبلہ کی جانب سے آئے یہ تین تھے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو سوتا ہوا پایا۔ انھوں نے آپ ﷺ کو چت کر کے آپ کا پیٹ چاک کیا پھر زمزم سے پانی لا کر آپ کے پیٹ میں جس قدر شک، شرک، جاہلی یا ضلالت کا میل کچیل تھا۔ اسے دھوڈالا اس کے بعد وہ ایک سونے کا طشت لے کر آئے جو ایمان و حکمت سے پُر تھا۔ آپ کے پیٹ اور اندرونی حصے کو ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا۔

معراج کا واقعہ

پھر وہ آپ کو اس دنیاوی آسمان پر لے کر چڑھ گئے جبرئیل نے دروازہ کھلوایا۔ آسمان والوں نے پوچھا کون ہے؟ انھوں نے کہا جبرئیل۔ پھر آسمان والوں نے پوچھا تمھارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمدؐ ہیں اہل سماء نے پوچھا کیا وہ مبعوث ہو چکے؟ جبرئیل نے کہا ہاں تب اہل سماء نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا۔ اپنے ساتھ آپ کے لیے بھی دعا کی جب آپ ﷺ آسمان میں داخل ہوئے وہاں آپ ﷺ کو ایک بڑے شاندار اور تنومند شخص نظر آئے آپ نے

جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ آپ کے دادا آدم ہیں۔ اس کے بعد ملائکہ آپ کو دوسرے آسمان پر لائے، جبرئیل نے دروازہ کھلوایا یہاں بھی ان سے وہی سوالات کیے گئے جو پہلے آسمان پر ہو چکے تھے۔ جبرئیل نے بھی اسی طرح کے جوابات دیئے یہ جواب وسوال تمام آسمانوں پر ہوتے چلے گئے۔

جب آپ دوسرے آسمان میں داخل ہوئے یہاں دو حضرات سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ یحیٰی اور عیسیٰ آپ کے ننھیالی بھائی ہیں۔ یہاں سے آپ ﷺ تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں داخل ہوتے ہی ایک صاحب سے آپکی ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ آپ کے بھائی یوسف ہیں۔ جن کو اللہ نے حسن میں تمام لوگوں پر اسی طرح فضیلت دی ہے۔ جس طرح کہ ماہ کامل کو دوسرے تاروں پر فوقیت ہے۔ اب آپ چوتھے آسمان پر آئے یہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ ادریس ہیں۔ اور پھر جبرئیل نے یہ آیت تلاوت کی "**ورفعناه مكاناً علياً**" اور ہم نے اس کو (ادریس کو بلند مقام پر پہنچایا) یہاں سے آپ پانچویں آسمان پر تشریف لائے۔ ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ ہارون ہیں۔ آپ چھٹے آسمان پر آئے یہاں ایک صاحب ملے آپ ﷺ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ موسیٰ ہیں۔ اس کے بعد آپ ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی آپ ﷺ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا یہ آپ کے باپ ابراہیم ہیں۔

جنت میں داخلہ اور قربِ خداوندی

اس کے بعد آپ جنت میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک ایسی نہر ملی جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں تھا اس کے دونوں طرف موتیوں کے محل تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہی وہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ اور یہ محل آپ کی قیام گاہ ہیں۔ جبرئیل نے وہاں سے ایک مٹھی مٹی اٹھا کر آپ کو دکھائی جس میں سے خالص مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ یہاں سے وہ سدرۃ المنتہیٰ کی طرف چلے۔ یہ وہ گلاب بیری ہے جس کا بڑا پھل بڑے ڈول کے برابر ہوتا ہے اور جس کا سب سے چھوٹا دانہ انڈے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں آپ ﷺ اللہ عزوجل آپ کے قریب ہو گئے اور دونوں کے درمیان دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس قدر قرب کی وجہ سے سدرۃ المنتہیٰ پر رنگا رنگ کے درشہوار یاقوت، زبرجد اور موتیوں کی بارش ہونے لگی۔ یہاں اللہ نے اپنے رسول سے باتیں کیں۔ تفہیم کی تعلیم دی اور پچاس نمازیں فرض کیں۔

موسیٰ کی فہمائش پر آنحضرت کا نمازیں کم کروانا

واپسی میں جب آپ ﷺ حضرت موسیٰ کے پاس آئے تو انھوں نے پوچھا اللہ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا؟ آپ نے فرمایا پچاس نمازیں۔ موسیٰ نے فرمایا اپنے رب کے پاس واپس جایئے اور اس میں کمی کرایئے کیونکہ آپ کی امت کے قویٰ بہت ضعیف ہیں اور عمر کم ہے۔ ان سے اس حکم کی بجا آوری دشوار ہوگی۔ خود مجھے بنی اسرائیل سے یہ تکالیف اٹھانا پڑیں۔ آپ ﷺ ان کے مشورے کے مطابق پھر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اللہ نے دس نمازیں معاف فرما دیں۔ آپ ﷺ پھر حضرت موسیٰ کے پاس آئے انھوں نے فرمایا پھر جایئے اور کمی کرایئے۔ غرضیکہ اسی طرح بار بار عرض کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے بجائے پچاس کے پانچ نمازیں فرض رکھیں۔ اس پر بھی حضرت موسیٰ

نے رسول اکرم ﷺ سے فرمایا پھر واپس جایئے اور اس میں بھی کمی کرایئے مگر آپ ﷺ نے فرمایا بغیر آپ کی بات کی خلاف ورزی کیے میں تو اب نہیں جاتا غیب سے یہی رسول اللہ ﷺ کے دل میں القا ہوا کہ آپ ﷺ واپس نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری بات بدلی نہیں جا سکتی میرے حکم اور فرض کو کوئی رد نہیں کر سکتا اور میری امت سے یہ نماز کی کمی عسر کی وجہ سے کی گئی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایسی خوشگوار خوشبو جیسی کہ رسول اللہ ﷺ کی جلد مبارک سے آتی تھی میں نے کبھی نہیں سونگھی، کسی دولہن کے جسم سے بھی ایسی خوشبو نہیں آتی۔ میں نے اپنی جلد کو رسول اللہ ﷺ کی جلد مبارک سے ملایا ہے اور آپ کی جلد مبارک کی خوشبو سونگھی ہے۔

سب سے پہلے مسلمان کون ہوا؟

اب اس بارے میں اختلاف بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے کون آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کر کے آپ پر ایمان لایا اور اس نے آپکے ساتھ نماز پڑھی، راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کر کے آپ ﷺ پر ایمان لائے اور ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے حضرت علیؓ نے نماز پڑھی۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ پیر کے دن رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور منگل کو علیؓ نے نماز پڑھی۔ زید بن ارقم سے مروی ہے کہ رسول ﷺ کے ہاتھ پر سب سے پہلے علیؓ اسلام لائے۔

ان لوگوں کے اقوال جو حضرت علیؓ کے اسلام میں مقدم ہونے کے مدعی ہیں

میں نے نخعی سے یہ بات کہی تو انھوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ ابو بکرؓ سب سے پہلے اسلام لائے ہیں۔
زید بن ارقم سے دوسری سند سے روایت ہے کہ سب سے پہلے علی بن ابی طالب رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ اسلام لائے ہیں۔ انہیں سے دوسری روایت یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

عباد بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے خود حضرت علیؓ کو بیان کرتے سنا کہ "میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس کے رسول کا بھائی ہوں اور صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد جو اس قسم کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور مفتری ہوگا۔ میں نے دوسرے لوگوں سے سات سال قبل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ (یہ روایت ابن ماجہ میں ہے لیکن ابن جوزیؒ نے اس کو موضوع قرار دیا ہے)

علیؓ و خدیجہؓ کی حضور ﷺ کے پیچھے نماز

عفیف سے مروی ہے کہ جاہلیت میں ایک مرتبہ میں مکہ آیا اور عباسؓ بن عبدالمطلب کے ہاں مہمان ٹھہرا، جب آفتاب طلوع ہو کر آسمان پر پھیل گیا۔ میں کعبہ کی طرف دیکھ رہا تھا ایک جوان شخص وہاں آئے۔ انھوں نے آسمان کی طرف دیکھا پھر کعبہ کی سمت بڑھکر اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ فوراً ہی ایک لڑکا ان کی داہنی سمت آ کر اسی طرح کھڑا ہوا اسکے بعد ایک عورت آ کر ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ اس جوان نے رکوع کیا ان کے ساتھ لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ جوان نے سر اٹھایا۔ ان دونوں نے بھی سر اٹھایا پھر وہ سجدے میں گئے وہ دونوں بھی سجدے میں گئے۔

میں نے عباس سے کہا کہ یہ تو بڑی اہم بات ہے کہ ایسا ہو رہا ہے۔ انھوں نے کہا بے شک جانتے ہو۔ یہ کون ہے؟ میں نے کہا نہیں انھوں نے کہا یہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب میرے بھتیجے ہیں۔ جانتے ہو اس کے ساتھ کون ہے؟ میں نے کہا نہیں جانتا انھوں نے کہا یہ علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب میرا بھتیجا ہے۔ اور اس عورت کو جانتے ہو جو دونوں کے پیچھے کھڑی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا یہ خدیجہؓ بنت خویلد میرے بھتیجے کی بیوی ہے اور انھوں نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ تمھارا رب وہ ہے جو آسمان کا رب ہے اور اس بات کا جس کو کرتے ہوئے تم ان کو دیکھ رہے ہو ان کو اسی نے حکم دیا اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ تمام روئے زمین پر اس مسلک پر ان تینوں کے علاوہ اور بھی کوئی ہے۔

حضور ﷺ کی اتباع میں خدیجہؓ اور علیؓ کی نماز، دوسری روایت

یہی راوی دوسری سند سے بیان کرتے ہیں کہ میں تجارت کرتا تھا۔ حج کے موسم میں مکہ آیا اور عباسؓ کے پاس آیا ہم ان کے پاس تھے کہ ایک شخص نماز کے لیے برآمد ہوئے اور کعبہ کے سامنے کھڑے ہوئے اس کے بعد ایک عورت نکلی اور ان کے ساتھ کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگی پھر ایک لڑکا آیا اور وہ بھی کھڑے ہو کر ان کے ساتھ نماز پڑھنے لگا۔ میں نے عباسؓ سے کہا کہ یہ کیا مذہب ہے؟ میں تو اس سے ناواقف ہوں۔ انھوں نے کہا یہ محمد بن عبداللہ ہیں۔ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ نے اس مذہب کے ساتھ انھیں دنیا میں بھیجا ہے اور عنقریب کسریٰ وقیصر کے خزانے ان پر کھول دیے جائیں گے۔ یہ عورت ان کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے جو ان پر ایمان لے آئی ہے اور یہ لڑکا ان کا چچازاد بھائی علی بن ابی طالب ہے۔ یہ بھی ان پر ایمان لے آیا ہے۔ راوی نے کہا کاش میں بھی اسی دن ایمان لے آیا ہوتا تو ایمان لانے والوں میں تیسرا ہوتا۔

یہی راوی دوسرے سلسلۂ سند سے بیان کرتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب میرے دوست تھے وہ یمن سے عطر خرید کر لاتے اور موسم حج میں اسے بیچتے ہم ان کے پاس منیٰ میں تھے۔ ایک شخص اطمینان کے ساتھ ان کے پاس آئے۔ انھوں نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ ایک عورت آئی وہ بھی وضو کر کے ان کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی۔ پھر ایک لڑکا جو بلوغت کے قریب تھا آیا اور وضو کر کے ان کے پہلو میں نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا۔ میں نے عباسؓ سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ انھوں نے کہا یہ میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ اللہ نے انھیں رسول بنا کر بھیجا ہے اور دوسرا میرا بھتیجا علی بن ابی طالب ہے یہ ان کے دین میں ان کا پیرو کار ہو گیا ہے۔ اور یہ عورت ان کی بیوی خدیجہ بنت خویلد ہے یہ بھی ان کی پیرو کار ہو گئی ہے۔

اس حدیث کے راوی عفیف نے مسلمان ہو جانے کے بعد جبکہ اسلام ان کے قلب میں راسخ ہو چکا تھا کہا ''کاش میں چوتھا ہوتا''۔

حضرت علیؓ کی پرورش آغوش نبوت میں ہوئی

مردوں میں سب سے پہلے علی بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے، آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ کی اور آپکی رسالت کی تصدیق کی۔ اس وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ اس کے علاوہ اللہ کا ان پر یہ انعام بھی تھا کہ وہ اسلام سے پہلے بھی رسول اللہ ﷺ کی آغوش تربیت میں تھے۔

حضرت علیؓ کی فضیلت

ابوالحجاج مجاہد بن جبیر سے روایت ہے کہ علی بن ابی طالب کو اللہ نے نعمت اور اعزاز عطا کیا کہ ایک مرتبہ قریش سخت قحط میں مبتلا ہو گئے ابو طالب کثیر العیال تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا عباسؓ سے جو بنی ہاشم میں سب سے زیادہ خوشحال تھے، کہا کہ آپ کا بھائی ابو طالب کثیر العیال ہے۔ اس قحط سے لوگوں کی جو حالت ہے وہ آپ پر روشن ہے۔ آپ میرے ساتھ چلیں تاکہ ہم ان کی ذمہ داریوں میں کمی کر دیں۔ ان کے بیٹوں میں سے ایک کو میں لیے لیتا ہوں ایک تم لے لو۔ ان دو کی ذمہ داری سے تو وہ سبکدوش ہو جائیں گے۔ عباسؓ نے کہا اچھا! دونوں ابو طالب کے پاس آئے اور کہا ہم چاہتے ہیں کہ گرانی ختم ہونے تک آپ کے عیال میں سے کچھ کو اپنے ساتھ لے جائیں۔ ابو طالب نے کہا اگر عقیل کو تم میرے پاس رہنے دو تو تم کو اختیار ہے جو چاہو کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کر لیا اور عباسؓ نے جعفرؓ کو لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ کے نبوت عطا ہونے تک علیؓ برابر آپ کے ساتھ رہے۔ رسالت کے بعد بھی علیؓ نے آپ ﷺ کا ساتھ دیا۔ آپ ﷺ کی تصدیق کی اور ایمان لے آئے۔ جعفر بدستور عباسؓ کے پاس رہے یہاں تک کہ جعفر اسلام لے آئے اور جعفر ان سے بے نیاز ہو گئے۔

ابو طالب پر حضور ﷺ اور علیؓ کے اسلام کا افشاء

بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ ابتداء میں رسول اللہ ﷺ کا یہ دستور تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تو آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب دوسرے چچا اور تمام قوم سے چھپ کر مکہ کی گھاٹیوں میں چلے جاتے۔ علی بن ابی طالب آپ کے ساتھ ہوتے۔ وہاں وہ دونوں نماز پڑھتے اور شام کو پلٹ آتے۔ ایک عرصہ تک یہ دستور رہا پھر ایک مرتبہ اتفاقیہ طور پر ابو طالب نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے میرے بھتیجے یہ کیا مذہب ہے؟ جس پر میں تم کو عمل پیرا دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا چچا جان یہ اللہ اس کے ملائکہ، انبیاء اور ہمارے دادا ابرہیم کا مذہب ہے۔ یا آپ نے فرمایا مجھے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ اس بات کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کہ میں آپ کے ساتھ خیر خواہی کروں او ہدایت کی طرف دعوت دوں اور آپ پر بھی میرا یہ حق ہے کہ آپ میری دعوت کو قبول کریں اور اس بارے میں میری اعانت کریں۔ ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے یہ تو مجھ سے ممکن نہیں ہے کہ اپنے آبائی مذہب اور طریقہ کو ترک کر دوں ہاں البتہ اس کا وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں تمھیں کوئی نقصان نہ پہنچنے دونگا۔ اس سلسلے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابو طالب نے اپنے بیٹے علیؓ سے کہا یہ کیا دین ہے جس پر تم عمل پیرا ہو۔ انھوں نے کہا ابا جان میں اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لایا ہوں میں نے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی ہے۔ آپ کے ساتھ اللہ کی نماز پڑھی ہے۔ اس پر ابو طالب نے کہا بہر حال محمد تمھیں سوائے خیر کے اور بات کی دعوت نہ دیں گے تم ان کے ساتھ رہو۔

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کی عمر دس سال تھی جب وہ اسلام لائے۔ واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے احباب کا اس پر اتفاق ہے کہ نبوت کے ایک سال کے بعد علیؓ اسلام لائے اور وہ بارہ سال مکہ میں ہجرت سے پہلے مقیم رہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اسلام میں اوّل ہونے کی روایات

بعض دوسرے راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں سب سے پہلے ابو بکرؓ اسلام لائے ہیں۔ ان کے اقوال ذیل میں درج ہیں۔

شعبی سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس سے پوچھا سب سے پہلے کون اسلام لایا؟ انھوں نے کہا کیا تم حسان بن ثابت کے اس قول سے واقف نہیں ہو؟

اذا تذكرت شجواً من اخي ثقة
فاذكر اخاك ابابكر بما فعلا
خير البرية اتقاها واعدلها
بعد النبي واوفاها بما حملا
الثاني التالي المحمود مشهده
واول الناس منهم صدق الرسلا

ترجمہ: جب تم کسی قابل اعماد شخص کا تپاک سے ذکر کرو تو ضرور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کارناموں کی وجہ سے انھیں یاد کرنا۔ نبی کے بعد وہ تمام خلقت میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے، عادل اور اپنے فرائض کو کما حقہ انجام دینے والے تھے۔ وہ دوسرے پیروکار تھے جن کی حاضری ہمیشہ لائق مدح ٹھہری اور وہ پہلے آدمی تھے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی۔

ابن عباسؓ سے دو اور سندوں سے مروی ہے۔ عمرو بن عبسہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ عکاظ میں فروکش تھے میں آپ کے پاس آیا اور میں نے پوچھا کہ اب تک آپ کی اس دعوت میں کس نے آپ کی اتباع کی ہے؟ آپ نے فرمایا دو شخصوں نے ان میں سے ایک آزاد ہے اور دوسرا غلام ابوبکر اور بلال! اسی وقت میں بھی اسلام لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب اسلام چوگوشہ ہوگیا۔

حضرت ابوذر اور حضرت عبسہ دونوں اس بات کے مدعی تھے کہ ہمارے اسلام لانے سے اسلام کے چار سمت ہو گئے اور ہم سے پہلے صرف نبی کریم ﷺ ابوبکر اور بلال مسلمان تھے۔ یہ دونوں اس بات سے ناواقف تھے کہ ان میں سے کون کب اسلام لایا ہے۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ابوبکرؓ اسلام لائے۔ دوسری سند سے ابراہیم النخعی ہی سے مروی ہے کہ سب سے پہلے ابوبکرؓ اسلام لائے

کیا حضرت ابوبکرؓ سے پہلے بہت سے لوگ مسلمان ہو چکے تھے؟

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ سے پہلے ایک جماعت کی جماعت اسلام لا چکی تھی محمد بن سعد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کیا تم میں سب سے پہلے ابوبکر اسلام لائے تھے انہوں نے کہا نہیں ان سے قبل پچاس سے زیادہ اصحاب اسلام لا چکے تھے مگر وہ اپنے اسلام میں ہم سب سے افضل ضرور تھے۔

کچھ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ مردوں میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے غلام زید بن حارثہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کے پیرو ہوئے۔ زہری سے جب دریافت کیا گیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا ہے؟ انھوں نے کہا عورتوں میں خدیجہ اور مردوں میں زید بن حارثہ۔

سلیمان بن یسار سے مروی ہے کہ سب سے پہلے زید بن حارثہ اسلام لائے۔ عمران بن ابی انس سے بھی مروی ہے۔ عروہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے زید بن حارثہ اسلام لائے۔ اس سلسلہ میں اسی راوی سے دوسرا بیان یہ ہے کہ پھر زید بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کے غلام اسلام لائے۔ علی بن ابی طالب کے بعد وہ پہلے مرد ہیں جو اسلام لائے اور نماز پڑھی۔ ان کے بعد ابوبکر بن ابی قحافہ الصدیق اسلام لائے۔ مسلمان ہوتے ہی انھوں نے نہ صرف اپنے اسلام کا اعلان کیا بلکہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی طرف دعوت دینے لگے۔

دعوت اسلام کے لیے صدیقؓ کی خدمات

ابوبکر اپنی قوم میں مقبول ومحبوب تھے، نرم مزاج تھے، قریش میں سب سے زیادہ عالی نسب تھے، اور نسب قریش کی برائی بھلائی سے سب سے زیادہ واقف تھے۔ تجارت کرتے تھے، بااخلاق اور مشہور آدمی تھے۔ ان کی تمام قوم والے ان کے علم، تجارت اور حسنِ صحبت کی وجہ سے ان کے پاس آیا کرتے تھے اور ان سے الفت رکھتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد انھوں نے اپنی ان قوم والوں کو جن پر ان کو بھروسہ تھا اور جو آپ کے پاس آ کر شریک مجلس ہوتے تھے اسلام کی دعوت دینا شروع کی۔

چنانچہ جیسا کہ ہمیں روایات پہنچی ہیں عثمان بن عفان، زبیر بن العوام، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبیداللہ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور جب انھوں نے ابوبکر کی دعوت قبول کر لی تو وہ ان کو رسول اکرم ﷺ کے پاس لائے اور یہ باقاعدہ اسلام لائے اور نماز پڑھی۔ یہ آٹھ آدمی وہ ہیں جو اول اول اسلام لائے نماز پڑھی، رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی اور جو پیام اللہ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ لائے تھے، اس پر ایمان لائے۔ اس کے بعد پھر متواتر بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے ان میں مرد اور عورتیں دونوں شریک تھے، ہوتے ہوتے اسلام کا چرچا پورے مکہ میں ہو گیا اور لوگ اسکے متعلق گفتگو کرنے لگے۔

واقدی ابن سعد کے حوالے سے کہتے ہیں کہ ہماری تمام جماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل قبلہ میں سب سے پہلے خدیجہؓ بنت خویلد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں۔ ان کے بعد ان تین صاحبوں ابوبکر، علی اور زید بن حارثہ کے متعلق اہم ارباب سیر وتاریخ میں اختلاف رائے ہے کہ ان میں پہلے کون اسلام لایا۔

واقدی کہتے ہیں کہ انکے ساتھ خالد بن سعید بن العاص اسلام لائے وہ پانچویں مسلمان ہیں، اور ابوذر اسلام لائے۔ راویوں نے کہا ہے کہ یہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں۔ عمرو بن عبسۃ السلمی اسلام لائے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں ان سب اصحاب کے متعلق بہت سی روایتیں آئی ہیں۔ کہ کون کس مرتبہ پر اسلام لایا ہے اور ان سب کے متعلق اختلاف رائے ہے۔

ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل کہتے ہیں کہ زبیر، ابوبکر کے بعد اسلام لائے اس طرح وہ چوتھے یا پانچوں مسلمان ہیں۔

ابن اسحٰق نے یہ بیان کیا ہے کہ خالد بن سعید بن العاص اور ان کی بیوی ہمینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ جو بنوخزاعہ سے تھی، ان ابتدائی مسلمانوں کے بھی بعد جن کے نام ہم اوپر لکھ آئے ہیں ایک بڑی جماعت کے اسلام لانے کے بعد اسلام لائے۔

دعوت عام کا حکم

اللہ عزوجل نے بعثت کے تین سال کے بعد رسول اللہ کو حکم دیا کہ جو پیام ہم نے آپ کو دیا ہے اسے اب اعلانیہ طور پر بیان کریں اور ہماری طرف لوگوں کو دعوت دیں۔ چنانچہ اسی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔ "فاصدع بما تؤمرو اعرض عن المشرکین" (جو تم کو حکم دیا جاتا ہے اسے بیان کرو اور مشرکین سے منہ پھیر لو) اس اعلانِ دعوت کے حکم سے پہلے اور بعثت کے بعد رسول اللہ ﷺ تین سال تک اپنی دعوت و تعلیم کو چھپائے ہوئے تھے۔

آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وانذر عشیرتک الأقربین ٥ واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین ٥ فان عصوک فقل انی بریٔ مما تعملون ٥

ترجمہ: اپنے قریب کے خاندان والوں کو ڈراؤ۔ اور اپنے پیرو مومنین کیلئے اپنا بازو جھکاؤ اگر وہ تمھاری بات نہ مانیں تو کہہ دو کہ میں تمھارے افعال سے بالکل بری الذمہ ہوں۔

اس زمانہ میں اصحاب رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے چھپ کر پہاڑ کی گھاٹیوں اور کھنڈوں میں جا کر نماز پڑھا کرتے تھے ایک مرتبہ سعد بن وقاص چند اور صحابہ کیساتھ مکہ کی ایک گھاٹی میں نماز کے لیے گئے ہوئے تھے کہ اس حالت میں مشرک نمودار ہوئے انھوں نے صحابہ سے جھگڑا کیا اور ان کی نماز کو برا سمجھا جب زبانی باتوں سے وہ باز نہ آئے تو مشرکوں نے صحابہ سے لڑائی چھیڑ دی اور جنگ ہونے لگی۔ سعد بن ابی وقاص نے اس دن ایک مشرک کو اونٹ کے جبڑے سے ایسی ضرب لگائی کہ اس سے وہ لہولہان ہوگیا۔ اسلام میں سب سے پہلی مرتبہ یہ خون بہایا گیا۔

قریش سے صفا پر خطاب

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن کوہ صفا پر چڑھ کر تمام قریش کو آواز دی وہ آپ کے پاس جمع ہوگئے اور پوچھا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس کی اطلاع کر دوں کہ صبح و شام دشمن تم پر غارتگری کرنے والا ہے۔ کیا مجھے سچا نہیں سمجھتے؟ انھوں نے کہا بے شک ہم تم کو سچا سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید" (تو میں تم کو سخت عذاب سے ڈراتا ہوں) اس پر ابولہب نے کہا تو ہلاک ہوگیا اسی لیے تو نے ہمیں بلایا اور جمع کیا تھا۔ اس پر اللہ عزوجل نے یہ سورۃ "تبت یدا ابی لھب و تب" نازل فرمائی

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت "وانذر عشیرتک الاقربین" نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ آبادی سے نکل کر کوہ صفا پر چڑھے اور وہاں سے اپنی قوم کو پکارا کہ میرے پاس آؤ۔ لوگوں نے باہم پوچھا کہ کون پکار رہا ہے؟ کہا گیا محمد ﷺ۔ آپ نے پھر نام لے کر کے اے فلاں کی اولاد! اے عبدالمطلب کی اولاد! اے عبد مناف کی اولاد میرے پاس آؤ جب سب آپ کے پاس جمع ہوگئے آپ نے فرمایا اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں زبردست لشکر حملہ کے لیے برآمد ہونے والا ہے تم مجھے سچا سمجھو گے۔ سب نے کہا آج تک ہم اس بات سے واقف نہیں ہو سکے کہ آپ نے کبھی جھوٹ بولا ہو۔ اب آپ ﷺ نے فرمایا "فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید" ابولہب نے کہا تو ہلاک ہو اسی لیے تو نے ہمیں بلایا ہے۔ یہ کہہ کر وہ جانے کیلئے جلسہ سے اٹھ گیا اور تب یہ سورۃ نازل ہوئی "تبت یدا ابی لھب و تب"

بنو عبدالمطلب کی دعوت

علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ جب یہ آیت "وانذر عشیرتک الاقربین" نازل ہوئی آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور کہا علی! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی کنبے والوں کو ہدایت کروں۔ مگر میں اپنے کو اس سے عہدہ برآں ہونے میں مجبور پاتا ہوں۔ کیونکہ جب میں ان کو اپنی دعوت دونگا وہ مجھے تکلیف پہنچائیں گے۔ اس خوف سے میں اس حکم کی بجا آوری میں خاموش تھا۔ کہ جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا کہ محمد اگر تم اللہ کے اس حکم کی بجا آوری نہ کرو گے تو تمھارا رب تم کو عذاب دے گا۔

اس لیے تم آدھ سیر تین پاؤ کا کھانا تیار کرو۔ اس پر بکری کی ران بھون کر رکھ دینا اور دودھ سے بھر کر ایک کٹورا لا دو اسکے بعد تمام بنو عبدالمطلب کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں ان سے گفتگو کروں اور اللہ کے حکم کو ان تک پہنچا دوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی فرمائش پوری کر دی اور پھر تمام بنو عبدالمطلب کو جو اس زمانے میں کم وبیش چالیس مرد تھے، آپ ﷺ کے پاس بلا لایا انمیں آپ کے چچا ابوطالب، حمزہ، عباس اور ابولہب بھی تھے، سب کے جمع ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کھانے کے لانے کا جو میں نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا، حکم دیا۔ میں نے اسے لا کر رکھا۔ رسول ﷺ نے اس میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھا کر اسے اپنے دانتوں سے چیرا اور پھر اسے خوان کے کناروں پر رکھ دیا اور پھر سب سے کہا بسم اللہ کر کے کھانا شروع کیجئے۔ تمام جماعت نے شکم سیر ہو کر کھانا کھالیا مجھے صرف ان کے ہاتھ چلتے دکھائی دیتے تھے اور قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں علی بن ابی طالب کی جان ہے کہ جتنا کھانا میں نے ان کے لیے تیار کیا تھا ان میں سے ہر شخص اس تمام کو کھا جاتا، کھانے کے بعد رسول ﷺ نے فرمایا ان سب کو بلاؤ میں نے وہ کٹورا لا کر ان کو دیا اسے پی کر وہ سب سیر ہو گئے۔ حالانکہ بخدا وہ صرف اتنا تھا کہ ان میں سے ہر شخص اسے پی جاتا اس کے بعد رسول ﷺ نے چاہا کہ ان سے گفتگو کریں مگر آپ کے بولنے سے پہلے ابولہب نے کہا کہ "یہ عرصہ سے تم پر جادو کرتا رہا ہے"۔ یہ سن کر تمام جماعت اٹھ کھڑی ہوئی۔ رسول ﷺ نے ایک لفظ بھی نہیں کہا مجھ سے کہا علی! تم نے دیکھا کہ اس شخص نے مجھے آج بات کرنے کا موقع نہیں دیا اور سب لوگ چلے گئے کل پھر اسی قدر کھانے کا انتظام کرو اور سب کو میرے پاس بلا لاؤ۔

حسب حکم دوسرے دن پھر میں نے اسی قدر کھانے اور دودھ کا انتظام کر کے سب کو رسول ﷺ کی خدمت میں جمع ہونے کی دعوت دی جب وہ آ گئے آپؐ نے کل کی طرح مجھے کھانا لانے کا حکم دیا۔ میں کھانا لایا۔ آپؐ نے آج بھی وہی کیا جو کل کیا تھا۔ اس کی برکت سے سب نے شکم سیر ہو کر کھالیا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے کہا کہ ان کو دودھ پلاؤ میں اس کٹورے کو لے آیا۔ اس سے وہ وہ سب سیر ہو گئے۔ اس سے فراغت کے بعد رسول ﷺ نے فرمایا اے بنو عبدالمطلب! میں نہیں جانتا کہ کوئی عرب مجھ سے پہلے اس سے بہتر کوئی نعمت تمھارے پاس لایا ہو۔ جو میں تمھارے لیے لایا ہوں۔ اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اس بھلائی کی دعوت دوں، تم میں سے کون اس معاملہ میں میرا ہاتھ بٹانے کے لیے آمادہ ہوتا ہے تاکہ وہ میرا بھائی بنے۔ میرا وصی ہو اور تم میں میرا جانشین ہو۔ اس دعوت پر سب کے سب ساکت و خاموش رہے کسی نے حامی نہیں بھری البتہ میں نے کہا (حالانکہ اس جماعت میں سب سے کم عمر تھا) سب زیادہ چھوٹی آنکھیں تھی، پیٹ بڑا اور پنڈلیاں پتلی پتلی تھیں اے اللہ کے نبی میں آپ کا وزیر بنتا ہوں۔ رسول ﷺ نے میری گردن تھام کر فرمایا یہ میرا بھائی، میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے۔ تم اس کی بات کو

سنو اور جو کہے اسے بجا لاؤ۔ اس پر سارا مجمع ہنسنے لگا اور انھوں نے ابوطالب سے کہا سنو! تم کو حکم ہوا ہے کہ تم اپنے لڑکے کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔

حضرت علی کے حضور کا وارث بننے کا واقعہ

ایک مرتبہ ایک شخص نے علیؓ سے پوچھا امیرالمومنین آپ اپنے چچازاد بھائی کے اپنے چچا کی موجودگی میں کس طرح وارث ہوئے۔ آپ نے فرمایا سنو! تین مرتبہ یہی فرمایا اس پر تمام حاضرین گوشہ برآواز ہوئے کہ کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ رسول ﷺ نے تمام بنوعبدالمطلب کو بلاؤ اور چھاچھ کی دعوت دی آپ نے ان کے لیے صرف ایک مدّ کھانا پکوایا تھا تمام لوگوں نے خوب شیر شکم ہو کر کھایا اور پھر بھی وہ کھانا جوں کا توں باقی بچ گیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اے بنوعبدالمطلب اللہ نے مجھے خاص طور پر تمھاری طرف اور عام طور پر تمام انسانوں کے لیے مبعوث فرمایا ہے اس معاملہ کے متعلق جو کچھ ہے وہ تمھارے مشاہدے میں ہے کون اس کے لیے میرے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے کہ وہ میرا بھائی، دوست اور میرا وارث بنے۔ کوئی شخص کھڑا نہ ہوا۔ میں آپ کے پاس گیا حالانکہ میں سب سے کم عمر تھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا بیٹھو اس بات کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا مگر ہر بار میں کھڑا ہو کر آپ کی طرف بڑھتا تھا تیسری مرتبہ آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ اس طرح میں اپنے چچازاد بھائی کا وارث ہوا اور میرے چچا نہ ہوئے۔

کھلم کھلا دعوتِ اسلام

حسن بن ابی الحسن سے مروی ہے کہ جب یہ آیت "وانذر عشیرتک الاقربین" نازل ہوئی آپ ﷺ نے ابطح میں کھڑے ہو کر کہا "اے بنی عبدالمطلب! اے بنی عبدمناف! اے بنی قصی! پھر آپ نے قریش کے تمام قبائل اور خاندانوں کو فرداً فرداً نام لے کر مخاطب کر کے کہا میں تم کو اللہ کی جانب بلاتا ہوں اور اسکے عذاب سے ڈراتا ہوں۔

عبدالرحمن بن القاسم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ کو حکم دیا گیا کہ جو پیام اللہ کی جانب سے آپ کو ملا ہے اس کا اعلان کریں۔ لوگوں کو اپنی تعلیم دیں اور اللہ کی طرف دعوت دیں۔ نبی ہونے کے بعد تین سال تک آپ خفیہ اپنی تعلیم دیتے تھے۔ اس کے بعد اب آپ ﷺ کو اعلانیہ تبلیغ کا حکم ہوا۔

قریش کی مخالفت اور ابوطالب سے شکایت

اسی راوی سے دوسرے سلسلہ سے مروی ہے

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اپنی تعلیم کا اعلان کیا اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ صرف اس پر آپ کی قوم والے نہ آپ سے بیگانہ ہوئے اور نہ انھوں نے آپ کی کسی قسم کی تردید کی۔ مگر جب آپ نے ان کے خداؤں کا ذکر کر کے ان کی برائی کی وہ سب آپ سے متنفر ہو گئے اور مخالفت اور عداوت پر آمادہ ہوئے۔ البتہ ان میں سے جو اسلام لا چکے تھے جن کی تعداد بہت کم تھی اور انھوں نے اپنے کو چھپا رکھا تھا وہ اس ارادے سے علیحدہ تھے۔ اس خطرہ کو محسوس کر کے آپ کے چچا ابوطالب آپ کے لیے سپر بن گئے اور دشمنوں کے نرغے سے بچانے کے لیے آپ ﷺ کے آگے کھڑے ہو گئے۔ مگر آپ ﷺ ان کی شورش سے قطعی متاثر نہ ہوئے بلکہ برابر اسی طرح اللہ کے حکم کا اعلان

کرتے رہے۔

جب قریش نے دیکھا کہ رسول ﷺ باوجود ان کی مخالفت اور ترک تعلق کے انکے معبودوں کو برا بھلا کہنا نہیں چھوڑتے اور ابو طالب ان کے سپر اور محافظ ہیں وہ ان کو قریش کے حوالے نہیں کرتے قریش کے عمائدین عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، اسود بن المطلب، ولید بن المغیرہ، ابوجہل بن ہشام، عاص بن وائل اور حجاج کے بیٹے نبیہ اور منبہ یا جوان میں سے خود چل کر جا سکے، ابو طالب کے پاس آئے اور ان سے کہا تمھارے بھتیجے نے ہمارے خداؤں کو گالیاں دیں۔ ہمارے مذہب کی مذمت کی، ہم کو احمق بتایا اور ہمارے آباء کو گمراہ قرار دیا، یا تم ان کو ان باتوں سے روکو یا اس کی حمایت نہ کرو ہمیں نبٹ لینے دو۔ کیونکہ عقائد میں تم بھی ہماری طرح ان کے مخالف ہو۔ لہذا ہم تم کو بھی ان کی طرف سے مطمئن کر دیں گے۔ ابو طالب نے نہایت نرم لہجہ میں ان سے گفتگو کی اور بہت خوش اسلوبی سے ان کو رد کر دیا۔ وہ پلٹ گئے اور رسول ﷺ بدستور اللہ کے حکم کی تبلیغ اور اسکی دعوت دیتے رہے۔

کفار مکہ کی ابو طالب کو مکرر شکایت

رفتہ رفتہ رسول ﷺ اور قریش کے تعلقات بہت خراب ہوئے انھوں نے آپ سے قطعی علیحدگی اختیار کی اور آپ کے دشمن ہو گئے۔ وہ اکثر آپ ﷺ کا ذکر دشمنی اور برائی سے کرنے لگے۔ آپ کی مخالفت کیلئے انھوں نے آپس میں معاہدے کیے۔ اور ایک دوسرے کو برانگیختہ کیا۔ اسکے بعد وہ پھر دوسری مرتبہ ابو طالب کے پاس گئے اور کہا اے ابو طالب تمھاری شرافت کی وجہ سے ہمارے دلوں میں تمھاری خاص وقعت و منزلت ہے۔ ہم نے تم سے درخواست کی تھی کہ تم اپنے بھتیجے کو ہماری مذمت اور برائی سے روک دو مگر تم نے ایسا نہیں کیا اور ہم بخدا اس بات کو کبھی گوارا نہیں کریں گے کہ وہ ہمارے آباء کو گالیاں دے، ہم کو بے وقوف بنائے اور ہمارے معبودوں کی مذمت کرتا رہے یا تو تم اسے ان باتوں سے روک لو ورنہ اس معاملہ میں ہم اس کا اور تمھارا دونوں کا مقابلہ کریں گے۔ اب ہم میں سے جو چاہے تباہ ہو، یہ کہہ کر وہ چلے گئے ایک طرف ابو طالب کو اپنی قوم کی علیحدگی اور عداوت بہت گراں ہوئی مگر دوسری طرف ان کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ وہ رسول ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں یا آپ ﷺ کی حمایت چھوڑ دیں۔

رسول ﷺ کا ابو طالب کو جواب

سدی سے مروی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ جمع ہوئے ان میں ابوجہل بن ہشام، عاص بن وائل، اسود بن المطلب، اسود بن عبد یغوث اور دوسرے اکابر قریش تھے ان میں سے بعض نے دوسروں سے کہا کہ ہمیں ابو طالب کے پاس لے چلو تا کہ ہم اس سے گفتگو کریں اور کچھ اپنا تصفیہ کریں تا کہ وہ اپنے بھتیجے کو ہدایت کرے کہ وہ ہمارے دیوتاؤں کو گالیاں دینا چھوڑے اور ہم اسے اور اس کے خدا کو جس کی وہ پرستش کرتا ہے، اس کے حال پر چھوڑ دیں ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ یہ بڑے میاں ہیں ہم سے ان کے بھتیجے کو ضرر پہنچے۔ اس وقت عرب ہم پر لعن طعن کریں گے کہ چچا کی زندگی میں تو انھوں نے اسے کچھ نہیں کہا اور اس کے مرتے ہی اس کے بھتیجے کو دبوچ لیا۔

انھوں نے ایک شخص مطلب کو ابو طالب کے پاس بھیجا اس نے ان سے ملاقات کی اجازت چاہی اور کہا کہ تمھارے قوم کے عمائدین و اکابر تم سے ملنے آئے ہیں۔ ابو طالب نے ان کو آنے کی اجازت دی وہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ آپ بڑے بزرگ اور سردار ہیں۔ آپ اپنے بھتیجے کے مقابلے میں ہم سے انصاف کیجئے۔ آپ انھیں منع کر دیں کہ وہ ہمارے خداؤں کو گالیاں نہ دیں ہم ان کے خدا سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ ابو طالب نے رسول اللہ کو

بلا بھیجا اور آپ سے کہا کہ اے میرے بھتیجے یہ تمھاری قوم کے بزرگ اور عمائدین ہیں یہ تم سے یہ مصالحت چاہتے ہیں کہ تم ان کے دیوتاؤں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دو۔ وہ تم سے اور تمھارے خدا سے کوئی تعرض نہیں کریں گے۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ چچا جان کیا میں ان کو ایسی بات کی دعوت نہیں دے رہا ہوں جو ان کی بت پرستی سے بہتر ہے۔ ابو طالب نے پوچھا وہ کیا دعوت ہے؟ آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ یہ صرف ایک بات کے قائل ہو جائیں کہ تمام عرب اور عجم انکے زیر فرماں آ جائیں گے۔ ابو جہل نے کہا وہ کیا بات ہے بیان تو کرو تمھارے باپ کی قسم! اسکے لیے تو ہم بالکل آمادہ ہیں بلکہ اس سے دس گنا اور بھی ماننے کے لیے تیار ہیں۔ آپ نے فرمایا کہو "لاالٰہ الا اللہ" یہ سنتے ہی وہ سب بدک گئے اور کہنے لگے کہ اس کے علاوہ اور جو کچھ کہو وہ ہمیں منظور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم آفتاب کو میرے ہاتھ پر لا رکھو تب بھی میں سوائے اس کے اور کسی بات کا تم سے مطالبہ نہیں کرونگا۔ یہ سن کر وہ سب بہت برہم ہو کر مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اب ہم تجھے اور تیرے اس خدا کو جس نے تجھے اس کا حکم دیا ہے، ضرور گالیاں دیں گے۔ رسول ﷺ نے درج ذیل قرآن کی آیات تلاوت کی۔

"وانطلق الملأ منهم ان امشوا واصبروا علی ألهتکم. إن هذا لشیء یراد. ماسمعنا بهذا فی الملة الآخرة ان هذا الا اختلاق"

ان میں جو معزز تھے وہ چل کھڑے ہوئے (اور بولے) کہ چلو اور اپنے معبودان (کی پوجا) پر قائم رہو۔ بے شک یہ ایسی بات ہے جس سے (تم پر شرف وفضیلت) مقصود ہے۔ یہ پچھلے مذہب میں ہم نے کبھی سنی ہی نہیں۔۔ یہ بالکل خود بنائی ہوئی بات ہے۔

چچا کو دعوت

پھر چچا کو دیکھا ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے تم نے ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی اس پر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا آپ صرف لا الٰہ الا اللہ کہہ دیں میں روز قیامت اس پر آپ کے لیے شہادت دونگا۔ ابو طالب نے کہا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ عرب تم کو طعنہ دیں گے کہ موت سے گھبرا کر میں نے اس کا اقرار کیا ہے تو میں ضرور تمھاری دعوت کو مان لیتا مگر اب تو میں اپنے بزرگوں کی ملت پر جان دیتا ہوں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی؛

انک لاتهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء

ترجمہ: بلاشبہ تم ہدایت نہیں دے سکتے جسے تم چاہتے ہو البتہ اللہ جسے چاہتا ہے راہ راست پر لے آتا ہے

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے تو قریش کی ایک ٹولی جس میں ابو جہل بھی تھا، ان کے پاس گئی اور کہا کہ تمھارا بھتیجا ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتا ہے اور ایسا کرتا ہے اور یہ کہتا ہے تم اسے بلا کر منع کردو۔ ابو طالب نے رسول ﷺ کو بلا بھیجا آپ ان کے یہاں تشریف لائے۔ آپ اندر آئے تو قریش کے اکابر اور ابو طالب کے درمیان ایک جگہ باقی تھی، ابو جہل کو اندیشہ ہوا کہ اگر آپ وہاں ابو طالب کے برابر بیٹھ گئے تو وہ آپ کی طرف مائل اور آپ پر مہربان ہو جائیں گے وہ لپک کر خود اس جگہ میں آ بیٹھا۔ اس طرح رسول ﷺ کو اپنے چچا کے پاس بیٹھنے کی جگہ نہ ملی وہ دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ ابو طالب نے کہا اے میرے بھتیجے دیکھو یہ تمھاری قوم والے

شکایت کرتے ہیں کہ تم ان کے معبودوں کو گالیاں دیتے ہوں اور ایسی ایسی باتیں بیان کرتے ہو۔ اس پر قریش نے بھی دل کھول کر باتیں کہیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا چچا جان میں چاہتا ہوں کہ یہ صرف ایک بات مان لیں، تمام عرب ان کے مطیع ہو جائیں گے اور عجم جزیہ دینے پر مجبور ہونگے۔ سب گھبرائے کہ ایسی کیا بات ہوگی جس سے ہم کو یہ بات حاصل ہو۔ انھوں نے کہا کہ تم ایک بات منوانا چاہتے ہو ہم دس کے لیے آمادہ ہیں۔ مگر وہ بات تو بیان کرو کہ کیا ہے؟ ابوطالب نے بھی کہا اے میرے بھتیجے کہو وہ کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا **لا الـه الا الله** یہ سنتے ہی سب گھبرائے ہوئے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہتے جاتے تھے **اجعل الالهة الٰهـاً واحـداً ان هذا لشی عجاب** (اس نے تو بہت سے معبودوں کو ایک کر دیا یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے) اللہ کے قول" **لما يذوقوا عذاب**" تک قرآن نازل ہوا۔

اس حدیث کے الفاظ سند کے ایک راوی ابو کریب کے ہیں

ابوطالب کی پشت پناہی

جب قریش نے ابوطالب سے رسول اللہ ﷺ کی یہ شکایت کی تو انھوں نے آپ کو بلایا اور کہا اے میرے بھتیجے یہ تمھاری قوم والے میرے پاس آئے ہیں اور انھوں نے تمھاری یہ شکایت کی ہے تم مجھ پر اور اپنے اوپر رحم کرو اور مجھے ایسی دشواری میں نہ ڈالو جس سے میں عہدہ برآ نہ ہوسکوں۔ اس بات سے رسول ﷺ کو گمان ہوا کہ ضرور ان کے دل میں میری طرف سے کوئی بات بیٹھ گئی ہے اور یہ اب میری حمایت سے دستبردار ہونے والے اور مجھے دشمنوں کے سپرد کرنے والے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اب میری مدد کرنے سے عاجز ہوگئے ہیں اور میرا ساتھ نہیں دے سکتے۔ آپ نے فرمایا چچا جان اگر یہ لوگ سورج کو میرے داہنے ہاتھ اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تاکہ میں اپنی دعوت سے باز آجاؤں تو یہ کبھی نہ ہوگا۔ اب چاہے اللہ مجھے کامیاب کرے یا میں اس کوشش میں ہلاک ہو جاؤں۔ رسول ﷺ آبدیدہ ہوگئے اور رونے لگے آپ اٹھ کر جانے لگے تو ابوطالب نے آپ کو آواز دی کہ میرے بھتیجے میرے پاس آؤ آپ پلٹ کر آئے ابوطالب نے کہا جاؤ جو تمھارا جی چاہے کہو بخدا اب میں کبھی کسی وجہ سے تمھارا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔

ابوطالب کو حضور کی جگہ بطور بیٹے ایک نوجوان کی پیشکش

جب قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ ابوطالب نہ رسول ﷺ کی حمایت سے باز آئیں گے اور نہ وہ ان کے حوالے کریں گے اور وہ اس بات پر تلے ہوئے ہیں کہ اس معاملے میں ان سے قطعی ترک تعلق کرلیں اور دشمنی پر آمادہ ہیں۔ تو وہ عمارہ بن ولید بن المغیرہ کو لے کر ان کے پاس آئے اور کہا ابوطالب یہ عمارہ بن الولید ہے یہ قریش کا سب سے زیادہ تنومند، وجیہ اور خوبصورت جوان ہے اس کو تم لو اس کی عقل اور طاقت سے فائدہ اٹھاؤ اس کو اپنا بیٹا بنالو۔ ہم یہ تم کو دیتے ہیں اور تم اپنے بھتیجے کو جس نے تمھارے اور تمھارے آباء کے مذہب کی مخالفت کی ہے اور ہمارے قومی شیرازے کو منتشر کر دیا ہے اور ان کو احمق ٹھہرایا ہے ہمارے حوالے کر دو تاکہ ہم اسے قتل کر دیں ایک آدمی کے بدلے میں آدمی موجود ہے۔

ابوطالب نے کہا بخدا یہ برا سودا ہے جو تم مجھ سے کرنا چاہتے ہو تم اپنا بیٹا مجھے دیتے ہو کہ میں اسے تمھاری خاطر لیے پھروں اور اپنے بیٹے کو تمھارے سپرد کردوں تاکہ تم اسے قتل کردو ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف نے کہا اے ابوطالب تمھاری قوم نے تمھارے مقابلے میں انصاف کیا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ تم کو

اس حالت سے جسے خود تم برا سمجھتے ہو۔ اس طرح نکال لیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ تم ان کی کسی بات کو بھی نہیں ماننا چاہتے۔ ابو طالب نے اس سے کہا انھوں نے ہر گز میرے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے۔ بلکہ تم میرا ساتھ چھوڑنے کا فیصلہ کر چکے ہو اور ان سب کو میرے اوپر چڑھا لائے ہو اب جو جی چاہے کرو۔

مسلمانوں پر ظلم وتشدد

اس پر معاملے نے جھگڑے کی شکل اختیار کی لڑائی ٹھن گئی گالی گفتار پر نوبت پہنچی، پھر قریش نے ان مسلمانوں کے خلاف جنھوں نے ان کے قبائل میں سے رسول ﷺ کا ساتھ دیا اور اسلام لے آئے تھے آپس میں معاہدہ کیا کہ ہر قبیلہ اپنے آدمی کو قتل کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی عمل ہونے لگا ہر قبیلے نے اپنے قبیلے کے مسلمان کو طرح طرح سے عذاب دینا اور ستانا شروع کیا تا کہ وہ اسلام سے منحرف ہو جائیں۔ اللہ نے رسول ﷺ کی حفاظت ان کے چچا ابو طالب کے ذریعے کر دی جب ابو طالب نے دیکھا کہ قریش یہ حرکتیں کر رہے ہیں انھوں نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو جمع کر کے ان میں تقریر کی ان کو رسول ﷺ کے دفاع اور رفاقت کی دعوت دی۔ چنانچہ اس دعوت کو قبول کر کے ابولہب کے علاوہ وہ سب کے سب رسول ﷺ کے دفاع اور رفاقت کے لیے ان کے پاس آ گئے۔ جب ابو طالب نے دیکھا کہ ان کی قوم دل و جان سے رسول ﷺ کی مدافعت اور رفاقت کے لیے آمادہ ہے اور آپؐ کے لیے سپر بنی ہوئی ہے تو وہ اس سے بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے ان کی تعریف کی اور ان کی رائے کو رسولؐ کی موافقت میں زیادہ راسخ کرنے کے لیے ان پر رسول اللہ ﷺ کی فضیلت اور فوقیت جتائی۔

عروہ نے اس سلسلہ میں عبدالملک بن مروان کو لکھا تھا:۔

> ”جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کو اس ہدایت اور نور کی طرف جسے دے کر اللہ نے آپ ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا، دعوت دی تو ابتداء میں وہ آپ ﷺ سے کنارہ کش نہیں ہوئے بلکہ قریب تھا کہ آپ کی بات مان لیتے مگر جب آپ نے ان کے جھوٹے معبودوں کا ذکر کیا اور قریش کا ایک گروہ جو صاحب جائیداد تھا، طائف سے مکہ آیا انھوں نے آپ کی بات کا برا منایا اور آپ کے سخت مخالف ہو گئے، انھوں نے اپنے فرمانبرداروں کو آپ کے خلاف برانگیختہ کیا۔ اس طرح اکثر آدمی آپ کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ البتہ صرف تھوڑے سے وہ لوگ آپ کے ساتھ رہ گئے جن کو اللہ نے اسلام پر قائم رکھا۔ کچھ عرصہ اسی طرح گذرا پھر قریش کے روساء نے مشورہ کر کے اس بات کا تہیہ کر لیا کہ ان کے بیٹے، بھائی یا قبیلہ والوں میں سے جو مسلمان ہو گئے ہیں ان کو کسی نہ کسی طرح اسلام سے برگشتہ کیا جائے۔ یہ رسول ﷺ کے پیروکار مسلمانوں پر بڑی تکلیف اور سخت آزمائش کا وقت تھا جو ان کے بہکاوے میں آ گئے وہ مرتد ہو گئے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ سے بچانا چاہا وہ بدستور اسلام پر قائم رہے۔

ہجرت حبشہ

جب مسلمانوں کے ساتھ یہ شرارت کی گئی رسول ﷺ نے ان کو حبشہ چلے جانے کا حکم دیا کیونکہ اس وقت حبشہ کا بادشاہ نجاشی نہایت عادل اور نیک فرمانروا تھا اس کی حکومت کی تعریف کی جاتی تھی اس سے پہلے سے حبشہ قریش کی تجارت گاہ تھا، جب یہ تجارت کی غرض سے وہاں جاتے تو وہاں خوراک کی فراوانی اور امن پاتے اور تجارت میں نفع

کماتے۔ اسی وجہ سے رسول ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ جانے کا حکم دیا چنانچہ جب مکہ میں مسلمانوں پر جبر ہونے لگا اور رسول ﷺ کو خوف ہوا کہ یہ فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے ان کو حبشہ بھیج دیا مگر خود آپ وہیں رہے کہاں نہ گئے اس زمانے میں چند سال مسلمانوں پر بہت سخت گزرے یہاں تک کہ آپ نے مکہ میں اسلام کا اعلان فرمایا اور قریش کے کچھ معززین اسلام لے آئے۔

مہاجرین حبشہ کی تعداد

ابوجعفر کہتے ہیں اس پہلی ہجرت میں جو مسلمان ترک وطن کر کے حبشہ گئے تھے ان کی تعداد میں اختلاف ہے بعض راویوں نے کہا ہے کہ یہ گیارہ مرد تھے اور چار عورتیں تھیں۔

حارث بن الفضیل سے مروی ہے اس پہلی ہجرت میں جن مسلمان مہاجرین نے خفیہ طور پر متفرق حالت میں ہجرت کی ان کی تعداد گیارہ مرد اور چار عورتیں تھی وہ سوار اور پیدل شعیبہ آئے۔ اللہ نے ان کی یہ مدد کی کہ عین اسی گھڑی دو تجارتی جہاز بندرگاہ آئے یہ ان کو نصف دینار کرایہ میں حبشہ لے گئے۔ رسول ﷺ کی نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں مسلمانوں نے یہ ہجرت کی۔ قریش نے ساحل سمندر تک ان کا تعاقب کیا مگر ان کے آنے سے پہلے یہ لوگ جہازوں میں سوار ہو چکے تھے۔ اس لیے وہ کسی کو نہ پا سکے۔

ان مسلمانوں نے بیان کیا ہے کہ ہم بخیریت حبشہ پہنچے وہاں بادشاہ نے ہم سے بہت اچھا سلوک کیا۔ ہمیں اپنے دین کے بارے میں مکمل آزادی اور امن ملا۔ ہم نے اللہ کی عبادت کی، نہ ہم ستائے گئے اور نہ کوئی ناگوار بات سنی

مہاجرین حبشہ کے نام

عثمان بن عفان: ان کے ساتھ ان کی اہلیہ رقیہ بنت رسول ﷺ بھی تھیں۔ ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ: ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں۔ زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد، مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار۔ عبدالرحمن بن عوف بن عبدعوف بن الحارث بن زہرہ۔ ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بھی تھیں۔

عثمان بن مظعون الجمحی، عامر بن ربیعۃ العنزی یہ قبیلہ عنز بن وائل سے تھے نہ کہ اس قبیلہ عنزہ سے جو بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے۔

ان کے ساتھ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حشمہ بھی تھیں۔ ابوسبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزی العامری، حاطب بن عمرو بن عبد شمس، سہیل بن بیضاء جو بنی الحارث بن فہر سے تھے اور عبداللہ بن مسعود بنی زہرہ کے حلیف۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ان مسلمانوں کی تعداد جو ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے ان کم سن بچوں کے علاوہ جو ان کے ساتھ گئے تھے یا جو وہاں پیدا ہوئے بیاسی تھی۔ عمار بن یاسر بھی ان میں تھے مگر ہمیں اس میں شک ہے۔

ہجرتِ حبشہ کیلئے حضور کی مسلمانوں کو فہمائش

اس سلسلہ میں محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب رسول ﷺ نے دیکھا کہ ان کے صحابہ مصیبت اور تکلیف میں ہیں اور خود آپ اللہ کی حفاظت اور اپنے چچا ابوطالب کی حمایت کی وجہ سے امن و عافیت میں ہیں اور آپ ان کی اس

مصیبت میں کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ آپ نے ان سے کہا کہ بہتر ہوگا کہ تم حبشہ چلے جاؤ کیونکہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا وہاں حق و صداقت کا راج ہے اور جب اللہ اس تنگی اور دشواری میں جس میں تم اب مبتلا ہو آسانی فرمائے پھر چلے آنا۔ چنانچہ اس وجہ سے رسول ﷺ کے صحابہ کرامؓ فتنہ کے خوف اور اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کے لیے حبشہ چلے گئے۔ اسلام میں یہ پہلی ہجرت ہوئی۔

مہاجرین حبشہ کے اسماء، دوسری روایت

خاندان بنوامیہ بن عبد شمس بن عبد مناف میں سے پہلے مسلمان جنھوں نے اس موقع پر ہجرت کی وہ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھے ان کے ساتھ ان کی اہلیہ رقیہ بنتِ رسول ﷺ بھی تھیں۔ خاندان بنی شمس میں سے ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بنی عامر بن ''لوی'' کے قبیلہ سے تھیں۔ بنی اسد بن عبدالعزی بن قصی میں سے زبیر بن العوام تھے۔ اس کے بعد راوی نے وہی نام گنوائے جن کو واقدی بیان کر چکے ہیں۔ البتہ اس نے یہ زیادہ بیان کیا کہ بنی عامر بن غالب بن لوی بن فہر میں سے ابوبسرہ بن ابی رہم بن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھے۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابوحاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبد بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے یہ ہی حبشہ آئے تھے۔ ابن اسحٰق نے ان مہاجرین کی تعداد دس بتائی ہے اور کہا ہے کہ جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ ہی مسلمان سب سے پہلے حبشہ گئے۔ اس کے بعد جعفر بن ابی طالب روانہ ہوئے اور پھر یکے بعد دیگر ے مسلمان حبشہ جانے لگے ان میں وہ بھی تھے جو اپنے اہل کو لے کر گئے تھے اور وہ بھی تھے جو تنہا گئے تھے ان سب کی تعداد ان دس کو ملا کر جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔ بیاسی ہوئی ان میں وہ بھی ہیں جن کے ساتھ ان کی بیوی بچے گئے تھے یا جن کی اولاد حبشہ میں پیدا ہوئی اور جو تنہا گئے تھے۔

حضور ﷺ کے خلاف قریش کا پروپیگنڈہ

یہ صحابہ حبشہ چلے گئے اور رسول ﷺ مکہ میں مقیم رہے اور اللہ کے لیے پوشیدہ اور علانیہ دعوت دیتے رہے اللہ نے آپ کے چچا ابوطالب اور خاندان کے ان دوسرے لوگوں کے ذریعے جنھوں نے آپ کی نصرت کا عہد کیا تھا آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھا۔ قریش نے جب دیکھا کہ آپ پر کسی طرح قابو نہیں چلتا انھوں نے اب آپ کو کاہن، جادوگر، آسیب زدہ اور شاعر کہنا شروع کیا اور جن لوگوں کے متعلق ان کو اندیشہ تھا کہ اگر یہ ان کی گفتگو سنیں گے تو ضرور ان کے پیرو ہو جائیں گے ان کو قریش نے آپ کے پاس جانے سے روک دیا۔ اس زمانے میں یہ سب سے زبردست حربہ تھا جو انھوں نے آپ کے مقابلے میں استعمال کیا۔

قریش کی ایذاء رسانیاں

عروۃ نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے پوچھا کہ قریش نے اپنی عداوت کا اظہار میں سب سے زیادہ سخت بات رسول ﷺ کے ساتھ کیا کی تھی۔ انھوں نے کہا میں قریش کے ساتھ موجود تھا ان کے معززین ایک دن حجر میں جمع تھے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور کہنے لگے کہ اس شخص کے مقابلے میں جس نے ہم کو احمق بتایا، ہمارے آباء کو گالیاں دیں، ہمارے مذہب کو برا کہا، ہماری یکجہتی کو پراگندہ کر دیا اور ہمارے معبودوں کو برا کہا۔ جس قدر صبر و ضبط ہم

نے کیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور یہ بڑا اہم معاملہ ہے جس پر اب تک ہم خاموش رہے ہیں۔ وہ یہی گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں رسول ﷺ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ آپ نے رکن کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اس جماعت کے پاس سے گزرے۔ انھوں نے آپ پر طنزاً آوازے کسے، میں نے دیکھا کہ رسول ﷺ کو ان سے بہت تکلیف ہوئی جس کا اثر آپ کے چہرے پر نمایاں تھا۔ جب آپ دوسری مرتبہ ان کے پاس سے گذرے انھوں نے پھر آپ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے۔ اس سے آپ اور رنجیدہ نظر آئے۔ تیسری مرتبہ پھر گذرے انھوں نے پھر آپ کے ساتھ وہی کیا۔ آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اے قبیلہ قریش اچھی طرح سن لو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے میں تمھارے لیے قتل وذبح لے کر آیا ہوں۔ اس جملے سے ان کے ہوش اڑ گئے اور بلا استثناء سب کی خوف کی وجہ سے یہ حالت ہوئی کہ اپنی جگہ سہم گئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پرندہ ان کے سروں پر بیٹھنے والا ہے۔ جواب تک رسول ﷺ کی شان میں ان میں سے سب سے زیادہ دریدہ دہن تھا وہی اب سب سے زیادہ آپ کی خوشامد اور چاپلوسی کرنے لگا۔ اور اس نے کہا ابوالقاسم آپ اپنے مکان اطمینان سے جائیں آپ تو جاہل نہیں ہیں۔

رسول ﷺ گھر واپس تشریف لائے۔ دوسرے دن قریش پھر حجر میں اکٹھے ہوئے۔ میں ان کے ساتھ تھا اب پھر کل کے واقعہ کا تذکرہ چل نکلا۔ ایک نے دوسرے سے کہا دیکھا تم نے اس کے ساتھ کیا کیا اور اس نے تم کو کیسا ڈانٹا اس کی ایک دھمکی میں تم نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔ ابھی وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ رسول ﷺ آتے ہوئے نظر آئے۔ آپ کو دیکھتے ہی وہ سب کے سب یک جان ہو کر آپ پر جھپٹے اور چاروں طرف سے آپ کو گھیر کر کہنے لگے کہ تم ہمارے معبودوں اور مذہب کو اس طرح برا کہا کرتے ہو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں کہتا ہوں میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک نے آپ کی چادر کا دامن پکڑا یہ دیکھتے ہی ابوبکر صدیق آپکے سامنے آ کھڑے ہوئے وہ روتے جاتے تھے اور ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتے تھے خدا تم کو ہلاک کردے کیا تم اس شخص کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ یہ سن کر انھوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور پلٹ گئے۔ یہ شدید ترین سلوک تھا جو میں نے قریش کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ برتتے دیکھا۔

دشمنِ خدا ابی معیط کی حضور کی شان میں گستاخی

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو سے پوچھا سب سے برا سلوک جو تم نے مشرکین کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کرتے ہوئے دیکھا ہو، ہم سے بیان کرو۔ انھوں نے کہا ایک مرتبہ عقبہ بن ابی معیط آیا رسول ﷺ اس وقت کعبہ کے پاس تھے اس نے آپ کی چادر کو آپ کی گردن سے لپیٹ دیا اور پھر بہت شدت سے آپ کا گلا گھوٹنے لگا۔ ابوبکر صدیق نے اس کے پیچھے سے آ کر اس کے شانے کو پکڑا اور دھکا دے کر رسول ﷺ سے علیحدہ کردیا اور پھر ابوبکر نے کھڑے ہو کر کہا اے قوم "**اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ**" سے لے کر "**ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب**" تک قرآن کی تلاوت فرمائی۔

حضرت حمزہ کے اسلام کا واقعہ

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے جس کا حافظہ اچھا تھا بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ صفا کے پاس بیٹھے تھے۔ ابوجہل بن ہشام وہاں آیا اس نے آپ کو ستایا، گالیاں دیں آپ کے دین کی مذمت کی اور کہا کہ تمھاری حقیقت ہی کیا ہے؟ رسول ﷺ نے ایک لفظ اس سے نہیں کہا۔ عبداللہ بن جدعان کی ایک آزاد کردہ لونڈی صفا

کے اوپر اپنے مکان میں بیٹھی یہ باتیں سن رہی تھی، یہ کہہ کر ابو جہل رسول ﷺ کو چھوڑ کر چلا گیا اور کعبہ میں جو قریش کی جائے محفل تھی وہاں آ کر قریش کے پاس بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد حمزہ بن عبدالمطلب کمان کاندھے پر ڈالے ہوئے اپنے پھندے کے شکار سے واپس آ رہے تھے۔ یہ بڑے شکاری تھے اور اکثر شکار کھیلنے جایا کرتے تھے۔ ان کا دستور تھا کہ جب شکار سے واپس ہوتے تو گھر آنے سے پہلے کعبے کا طواف کر لیتے پھر قریش کی جائے محفل میں آ کر ٹھہر جاتے، سلام کرتے اور جو لوگ وہاں ہوتے ان سے بات چیت کرتے۔ یہ قریش میں سب سے زیادہ زبردست اور طاقتور آدمی تھے۔ جب یہ اس لونڈی کے پاس سے گزرنے لگے، اس وقت تک رسول ﷺ وہاں سے اٹھ کر گھر آ گئے تھے، اس نے ان سے کہا کہ اے ابو عمارہ اگر تم وہاں کچھ دیر پہلے آئے ہوتے تو ابو الحکم بن ہشام یہاں بیٹھا ہوا ملتا اس نے تمھارے بھتیجے محمد کے ساتھ جو گستاخی اور بے ہودگی کی ہے وہ تم کو معلوم ہوتی اس نے ان کو ستایا اور گالیاں دیں اور بہت ہی برا سلوک کیا۔ پھر وہ چلا گیا اور محمد نے اسے جواب نہ دیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ حمزہ کو اپنی رحمت سے سرفراز کرنا چاہتے تھے۔ یہ سنتے ہی ان پر سخت جوش اور غضب طاری ہو گیا وہ تیز قدم بڑھاتے ہوئے کسی کے لیے راہ میں نہ ٹھہرے حسب عادت کعبے کے طواف کے لیے آج اس ارادے سے چلے کہ ابو جہل کو دیکھتے ہی اس کی خبر لیں گے۔ چنانچہ مسجد میں داخل ہوتے ہی انھوں نے ابو جہل کو قوم کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا۔ یہ اس کی طرف بڑھے اور اس کے سر پر پہنچ کر اپنی کمان سے اسے ایسی سخت ضرب لگائی کہ وہ لہولہان ہو گیا۔ اور بری طرح زخمی ہوا۔ حمزہ نے کہا تو ان کو گالیاں دیتا ہے تجھے معلوم نہیں کہ میں ان کا ہم مذہب ہوں، ان کے عقائد کا قائل ہوں۔ اگر ہمت ہے تو اب میرے سامنے کہہ کیا کہا ہے۔ اتنے میں بنی مخزوم کے کچھ آدمی ابو جہل کی حمایت میں حمزہ پر اٹھے مگر ابو جہل نے ان سے کہا کہ ابو عمارہ سے کوئی تعرض نہ کرو بے شک میں نے اسکے بھتیجے کو نہایت سخت گالیاں دی تھیں۔ اس لیے ان کو جوش آ گیا ہے۔ اسی واقعہ کے بعد حمزہ مسلمان ہو گئے اور ان کے اسلام لے آنے سے قریش کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی کہ رسول ﷺ غالب ہو نگے اور حمزہ ان کی حمایت و مدافعت کریں گے اس لیے اب تک جو وہ رسول ﷺ کو تکلیف دیا کرتے تھے اس سے دستبردار ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود پر قریش کے مظالم

عروہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن مسعود نے مکے میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن صحابہ جمع تھے انھوں نے کہا کہ اب تک قریش نے کلام اللہ کو بلند آواز میں نہیں سنا کون ہے جو ان کو سنائے؟ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں سناتا ہوں اور صحابہ نے کہا ہم ڈرتے ہیں کہ تمھیں ان کے ہاتھوں تکلیف پہنچے گی۔ ہم ایسا آدمی چاہتے ہیں جس کا کنبہ خاندان ہو جو ان سے اس کی حفاظت کر سکے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا مجھے اس کام کی اجازت دے دو میری حفاظت اللہ کرے گا۔ دوسرے دن چاشت کے وقت عبداللہ بن مسعود مقام پر آئے اس وقت قریش اپنے دیوان خانوں میں بیٹھے تھے عبداللہ بن مسعود مقام کے پاس کھڑے ہوئے اور انھوں نے بلند آواز میں پڑھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

الرحمٰن. علم القرآن. خلق الإنسان. علمه البيان

پھر اسی سورۃ کو تلاوت کرتے ہوئے وہ قریش کی بیٹھکوں کی طرف چلے۔ قریش غور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ کنیز زادکیا

کہہ رہا ہے۔ پھر انھوں نے کہا شاید محمد پر جو وحی آئی ہے اسے پڑھ رہا ہے۔ پھر وہ اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر عبداللہ بن مسعود کے پاس آئے اوران کے منہ پر طمانچے مارنے لگے مگر یہ اسی طرح قرآن تلاوت کرتے رہے اور جہاں تک اللہ کو تلاوت مقصود تھی وہاں تک پڑھ کر اپنے دوستوں کے پاس واپس آ گئے۔ان کے چہرے پر طمانچوں کے نشان موجود تھے۔صحابہ نے کہا ہم کو اسی بات کا تمھارے لیے اندیشہ تھا عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کبھی دشمنان خدا میری نظر میں اس قدر حقیر پہلے نہ تھے جتنے کہ اب ہیں تم چاہو تو کل پھر میں ان کے سامنے قرآن پڑھوں۔صحابہ نے کہا نہیں اتنا کافی ہے۔ تم نے ان کو وہ سنا تو دیا جسے وہ سننا ہی نہیں چاہتے۔

نجاشی کے پاس وفد قریش کی آمد اور ناکامی

جب مہاجرین حبشہ نجاشی کی سلطنت میں اطمینان وسکون سے بس گئے قریش نے ان مسلمانوں کے خلاف یہ سازش کی کہ انھوں نے عمرو بن العاص، عبداللہ بن ابی ربیعہ بن المغیرۃ المخزومی کو نجاشی کے پاس بھیجا اوراس کے لیے اوراس کے امراء کے لیے بہت سے تحائف ان کے ساتھ بھیجے اوران سے کہا کہ نجاشی سے درخواست کریں کہ جو مسلمان اس کے پاس اوراس کی سلطنت میں ہوں ان کو وہ ان کے حوالے کردے یہ دونوں اس کام کے لیے نجاشی کے پاس آئے اس سے اپنے آنے کی غرض بیان کی مگر ان کو انھیں قطعی کامیابی نہیں ہوئی اور وہ اپنا منہ لے کر واپس آ گئے۔

حضرت عمر کا اسلام اور مسلمانوں کی قوت میں اضافہ

عمر بن الخطاب اسلام لائے یہ ایک نہایت زبردست طاقتور اور جری آدمی تھے ان سے پہلے حمزہ بن عبدالمطلب اسلام لا چکے تھے۔ان دونوں کے مسلمان ہوجانے سے اب صحابۂ رسول نے اپنے میں زیادہ قوت محسوس کی اوراسلام قبائل میں پھیلنے لگا۔نجاشی نے بھی اپنے یہاں کے پناہ گزینوں کی حفاظت وحمایت کی۔

قریش کا مسلمانوں سے بائیکاٹ

اس سے قریش بہت طیش میں آئے انھوں نے آپس میں مشاورت کر کے یہ عہد کیا اوراس کے لیے باقاعدہ عہد نامہ لکھا کہ ان میں سے اب آئندہ کوئی بنی ہاشم اور بنی المطلب سے نہ رشتہ داری کرے۔اور نہ تجارت کرے اس کے لیے انھوں نے ایک باضابطہ تحریری معاہدہ لکھا اور کی بجا آوری کے لیے سب نے سخت عہد و پیمان کیے اوراس کی شرائط کی پابندی کو اپنے اوپر زیادہ شدت سے لازم کرنے کے لیے اس معاہدہ کو کعبہ کے وسط میں لٹکا دیا۔

قریش کے اس بندوبست پر بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب ابوطالب کے پاس چلے گئے اوران کے ساتھ ان کی گھاٹی میں جا رہنے لگے۔بنی ہاشم میں سے ابولہب عبدالعزی بن عبدالمطلب قریش کے پاس گیا اوراس نے ابوطالب کے مقابلے میں ان کی امداد کی۔دو یا تین سال مسلمان اسی بے کسی کی حالت میں رہے۔یہاں تک کہ ان کو زندگی گذارنا مشکل ہوگیا کھانے پینے کی تکلیف ہونے لگی۔کوئی چیز ان کو پہنچتی نہ تھی البتہ اگر قریش میں سے کوئی ان پر ترس کھا کر کوئی چیز بھیجنا چاہتا تو خفیہ طریقے پر پہنچاتا۔

ابوجہل کی ہٹ دھرمی اور سزا

اسی اثناء میں ایک دن ابوجہل کی حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد سے مڈبھیڑ ہوگئی۔اس کے ہمراہ ایک غلام تھا جس پر گیہوں بار تھا یہ اسے اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد کے پاس جو رسول ﷺ کے ساتھ ابوطالب کی گھاٹی میں تھیں،

لے جا رہا تھا۔ ابوجہل نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تم بنی ہاشم کے لیے کھانا لے جا رہے ہو بخدا تم اسے لے کر یہاں سے آگے نہیں بڑھ سکتے ورنہ میں تمام مکہ میں تم کو رسوا کر دونگا۔ اتنے میں ابوالبختری بن ہشام بن الحارث بن اسد وہاں آ گیا۔ اس نے کہا کیا ہے؟ ابوجہل نے کہا یہ دیکھو یہ بنی ہاشم کے لیے خوراک لے جا رہا ہے۔ ابوالبختری کہنے لگا یہ اپنی پھوپھی کے لیے جو محمدؐ کے ساتھ ہے یہ خوراک لے کر جا رہا ہے اور اس نے آدمی بھیج کر اس سے منگوائی ہے تم کیوں روکتے ہو جانے دو مگر ابوجہل نہ مانا اس پر ان میں سخت کلامی ہوئی۔ ابوالبختری نے اونٹ کا ڈاہٹا اٹھایا اور اس سے ابوجہل کو ایسی ضرب لگائی کہ وہ لہولہان اور بے دم ہو گیا۔ حمزہ بن عبدالمطلب کہیں اس جگہ ہی تھے اور یہ تماشہ دیکھ رہے تھے قریش اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ اس واقعہ کی اطلاع رسول ﷺ اور ان کے صحابہ کو ہو اور ان کو خوش ہونے کا موقع ملے

اس زمانے میں رسولؐ دن رات اپنی قوم کو علانیہ اور خفیہ طور پر دعوت دیتے رہے۔ آپ پر متواتر وحی نازل ہوتی رہی جس میں آپ کو امر اور نہی کی جاتی تھی۔ آپ کے دشمنوں کے لیے وعید آتی تھی اور آپ کی نبوت کے ثبوت میں مخالفین کے لیے دلائل و براہین نازل ہوتے تھے۔

قریش کی جانب سے آپ ﷺ کو مال اور حکومت کی پیشکش

ایک مرتبہ آپ کی قوم کے اشراف جمع ہوئے اور انھوں نے آپ سے کہا کہ ہم آپ کو اس قدر مال دیتے ہیں جس سے آپ تمام مکہ میں امیر ترین شخص ہو جائیں گے۔ اور جس عورت سے چاہیں آپ کی شادی کر دی جائے اور مکہ کی سرداری آپ کے حوالے کر دی جائے مگر اس شرط پر کہ آپ ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دیں۔ اگر آپ اس کے لیے آمادہ نہ ہوں تو ہم آپ کے سامنے ایسی صورت پیش کرتے ہیں جس میں ہمارا اور آپ کا نفع ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیا؟ انھوں نے کہا ایک سال آپ ہمارے دیوتاؤں لات اور عزیٰ کی پرستش کریں اور ایک سال ہم آپ کے خدا کی پرستش کریں۔ رسول ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کے حکم کا منتظر ہوں پھر جواب دونگا۔ اس موقع پر لوح محفوظ سے یہ پوری سورۃ نازل ہوئی:

قل یاایھا الکافرون لاأعبد ماتعبدون اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت'' قل افغیر اللہ تأمرونی أعبد أیھا الجاھلون ..... بل اللہ فاعبد وَکن من الشاکرین تک نازل فرمائی۔

ابوالبختری کے مولیٰ سعید بن میتا بیان کرتے ہیں کہ ولید بن المغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن المطلب اور امیہ بن خلف رسول ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تمھارے معبود کی پرستش کرتے ہیں اور تم ہمارے معبودوں کی پرستش کرو اور ہم تم کو ہر بات میں اپنے ساتھ شریک کر لیتے ہیں۔ اب اگر جو بات تم کہتے ہو، وہ مفید ثابت ہوئی تو تمھاری شرکت کی وجہ سے ہم اس سے مستفید ہونگے اور اگر وہ مسلک جس پر ہم ہیں تمھاری تعلیم سے بہتر ثابت ہوا تو ہماری شرکت کی وجہ سے تم اس سے مستفید ہو گے۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ سورۃ'' قل ایایھا الکافرون'' نازل فرمائی۔

مشرکین کی غلط فہمی، الغرانیق العُلیٰ

رسول ﷺ کی بڑی خواہش یہی تھی کہ وہ کسی طرح اپنی قوم کی اصلاح کریں اور کوئی صورت ایسی ہو جس سے ان میں خوشگوار تعلقات ہو جائیں اس سلسلہ میں محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ جب رسول ﷺ نے دیکھا کہ آپ

کی قوم نے آپ سے منہ موڑ لیا ہے اور صرف اسی حکم کی وجہ سے جو اللہ نے آپ کو دیا تھا آپ کی قوم آپ سے علیحدہ ہو گئی ہے۔آپ کے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا حکم نازل فرمائیں جس سے آپ کے اور ان کے تعلقات پھر قائم ہو جائیں آپ اپنی قوم سے محبت اور ان کی فلاح کے خیال سے یہ چاہتے تھے کہ ان کے معاملے میں آپ ﷺ نے جو شدت برتی ہے اس میں نرمی کر دیں۔یہ خیال آپ کے دل میں آیا اور آپ نے اس کی آرزو اور تمنا کی۔اللہ عزوجل نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔ **والنجم اذاھویٰ ماضلّ صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الھویٰ .**

جب آپ اللہ پاک کے قول **افرأیتم اللات والعزی ومناۃ الثالثۃ الاخری** پر آئے تو شیطان نے آپکی اس خواہش کی وجہ سے جو آپ چاہتے تھے کہ اپنی قوم کو خوش کریں آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری کر دیئے **تلک الغرانیق العلی وان شفا عتھن لترتجی.**

یہ الفاظ سن کر قریش بہت خوش ہوئے کہ محمدؐ نے ان تعریفی الفاظ میں ہمارے معبودوں کا ذکر کیا ہے۔انھوں نے خوشی میں نعرہ لگایا مسلمان تو اپنے نبی پر ایمان کامل ہی رکھتے تھے کہ جو کچھ آپ ہمارے رب کی طرف سے فرماتے ہیں وہ بالکل سچ ہے اور وہ آپ کو خطا، وہم اور لغزش سے معصوم سمجھتے تھے۔جب اس سورۃ میں سجدہ کا مقام آیا اور سورۃ ختم ہوئی رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا ور تمام مسلمانوں نے اپنے نبی کی اتباع میں آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور چونکہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے اپنے معبودوں کی تعریف سنی تھی اس لیے مشرکین قریش اور دوسرے لوگوں نے بھی سجدہ کیا اسطرح ساری مسجد میں جس قدر مومن یا کافر تھے سب سجدے میں گر پڑے البتہ ولید بن المغیرہ چونکہ نہایت بوڑھا تھا وہ سجدے میں تو نہ جا سکا مگر اس نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر ان پر سر رکھ دیا اور اس طرح اس نے بھی سجدہ کر لیا۔

اس کے بعد تمام لوگ مسجد سے چلے گئے۔قریش بھی بڑے خوش وہاں سے گئے اور ایک دوسرے سے بیان کرنے لگے کہ محمد ﷺ نے ہمارے معبودوں کا بڑے اچھے الفاظ میں ذکر کیا ہے اور اپنے قرآن میں یہ بات کہی ہے کہ یہ دراز گردن مورتیں ہیں ان کی شفاعت مقبول ہوگی۔اس سجدے کی خبر ان مسلمانوں کو بھی ہوئی جو حبشہ میں ہجرت کر کے جا رہے تھے اور ان سے یہ بھی کہا گیا کہ قریش اسلام لے آئے ہیں اس خبر کو سن کر ان میں سے بعض وطن آنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور کچھ وہیں رہ گئے۔

حضرت جبریئل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا آپ نے یہ کیا کیا؟ آپ نے وہ الفاظ بطور وحی لوگوں کے سامنے پڑھے جو میں اللہ کی طرف سے آپ کے پاس نہیں لایا تھا اور آپ نے وہ کہہ دیا جو آپ سے نہیں کہا گیا۔یہ سن کر رسول ﷺ بہت سخت رنجیدہ اور ملول ہوئے اور آپ کو اللہ کا بڑا خوف ہوا کہ کیا ہوگا مگر اللہ تعالیٰ چونکہ آپ پر نہایت مہربان تھا اس نے آپ کی تسلی وتشفی کے لیے وحی کے ذریعے آپ کو بتایا کہ آپ سے پہلے بھی جس نبی یا رسول نے خود کوئی خواہش کی ہمیشہ شیطان اس میں اسی طرح شریک ہوا جس طرح کہ آپ کے ساتھ معاملہ گذرا کہ اس نے اپنی بات آپ کی زبان سے کہلا دی مگر اللہ نے ہمیشہ شیطان کی بات منسوخ کر کے اپنی بات جمائی ہے۔چونکہ آپ بھی دوسرے انبیاء کی طرح ہیں۔اس لیے اس کی فکر مت کریں۔چنانچہ اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں۔

وما أرسلنا من قبلک من رسولٍ ولانبی الا اذا تمنی
القی الشیطان فی أمنیتہ فینسخ اللہ مایلقی الشیطن ثم
یحکم اللہ آیا تہ واللہ علیم حکیم

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے کسی رسول یا نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ جب اس نے خود

کوئی آرزو کی شیطان اس میں شریک ہو گیا مگر اللہ شیطان کی القا کردہ بات کو
مٹا دیتا ہے اور پھر اپنی ہدایات کو مضبوط کرتا ہے اور اللہ جاننے والا اور بڑا دوراندیش
ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے غم کو دفع کیا اور ان کو اطمینان دیا اور جو بات شیطان نے آپ کی زبان سے مشرکین کے معبودوں کے ذکر و تعریف میں کہلا دی تھی کہ وہ دراز قامت سارسین ہیں اور ان کی شفاعت مقبول ہوگی، محو کر کے لات وعزیٰ کا ذکر کر کے اپنی یہ آیات نازل فرمائیں۔

ألكم الذكر وله الأنثى تلك اذا قسمة ضيزى. إن هي الا اسماء سميتموها انتم
وآباؤكم........ سے لمن يشآء و يرضى تک۔

ضیزی کے معنی خمدار کے ہیں۔ آخری آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اب کیونکر تمہارے معبودوں کی سفارش اللہ کے یہاں کام دے سکتی ہے۔ اسی طرح جب اللہ نے اس بات کو منسوخ کر دیا جو شیطان نے آپ کی زبان سے کہلا دی تھی اور قریش کو اس کی خبر ہوئی وہ کہنے لگے کہ اللہ کے یہاں ہمارے معبودوں کی جس منزلت کا محمدؐ نے پہلے ذکر کیا تھا اس پر وہ نادم ہوا ہے اور اسی لیے اسے بدل کر اب اس نے کچھ اور کہا ہے۔

یہ دو جملے تھے جن کو شیطان نے آپ کی زبان سے ادا کر دیا تھا۔ یہ ہر مشرک کی زبان پر تھے۔ مگر ان کے منسوخ ہونے کے بعد مسلمانوں اور پیروان رسول ﷺ پر اب تک جو سختیاں اور مظالم وہ کرتے آئے تھے ان میں کفار نے اور شدت کر دی۔

مہاجرینِ حبشہ کی واپسی

اس اثناء میں مسلمان مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ جن کو مشرکین کے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سجدہ کرنے کی وجہ سے اہل مکہ کے اسلام لے آنے کی خبر ملی تھی مکہ آئے مگر مکہ کے قریب پہنچ کر ان کو معلوم ہوا کہ اہل مکہ کے اسلام لانے کی خبر غلط تھی اس لیے کوئی بھی اعلانیہ طور پر مکے میں داخل نہیں ہوا۔ البتہ کسی کی پناہ لے کر یا خفیہ طور پر وہ مکے میں آ گئے۔ لوگ جو اب مکہ میں آئے اور مدینہ کی ہجرت تک یہاں مقیم رہے اور پھر رسول ﷺ کے ساتھ واقعہ بدر میں شریک ہوئے۔ ان میں بنی عبد شمس بن عبد مناف بن قصی کے خاندان میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھے ان کے ساتھ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول تھیں اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھے ان کے ہمراہ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل تھیں۔ ان کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے جن میں ۳۳ مرد تھے۔

شیطانی کلمات، ایک اور روایت

محمد بن کعب القرضی اور محمد بن قیس دونوں سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن قریش کی ایک مجلس میں بیٹھے تھے اور وہاں بہت سے آدمی تھے۔ آپ ﷺ نے یہ تمنا کی کہ اللہ اب کوئی بات ایسی آپ پر نازل نہ فرمائے جس سے وہ لوگ آپ سے متنفر ہو جائیں۔ اس وقت اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی:۔

والنجم اذا هوىٰ ماضل صاحبكم وما غوىٰ.

رسول اللہ ﷺ نے اسے قریش کے سامنے پڑھا اور اس مقام پر آئے

افرایتم اللّات والعزّیٰ ومناۃ الثالثۃ الاخری

تو شیطان نے یہ دو جملے "تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجی" آپ کے دل میں القاء کئے۔ آپ نے ان کو بھی پڑھا پوری سورۃ ختم کر کے آخر میں آپ نے سجدہ کیا۔ آپ کے ساتھ تمام حاضرین سجدے میں گر پڑے۔ ولید بن المغیرہ چونکہ پیرانہ سالی کی وجہ سے سربسجود نہیں ہو سکتا تھا، اس نے مٹی اٹھا کر اس پر پیشانی رکھ کر سجدہ کر لیا اور قریش رسول اللہ ﷺ کے ان الفاظ سے بہت خوش ہو گئے اور کہنے لگے ہاں ہم اس بات سے واقف ہیں کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے، وہی پیدا کرتا ہے وہی رزق دیتا ہے مگر یہ ہمارے معبود اللہ کے جناب میں ہماری شفاعت کرتے ہیں۔ جب تم نے بھی ان کو اپنے رب کے ساتھ شریک کر لیا ہے تو اب ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

رات کو جبرئیل آئے رسول اللہ ﷺ نے وہ سورۃ ان کو سنائی جب آپ ان شیطانی کلمات پر پہنچے جبرئیل نے کہا میں نے یہ تو آپ کو نہیں پہنچائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسکے معنی یہ ہوئے کہ میں نے غلط بات اللہ سے منسوب کی، اللہ تعالیٰ نے یہ آیات آپ پر نازل فرمائیں از" وإن کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا غیرہ"....... تا "ثم لاتجدلک علینا نصیرا"

رسول اللہ ﷺ اس سے بہت ہی ملول اور رنجیدہ تھے۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی "وما أرسلنا من قبلک من رسول ولانبی .... واللہ علیم حکیم" تک

اس سلسلے میں مہاجرین حبشہ کو جب معلوم ہوا کہ تمام اہل مکہ اسلام لائے ہیں وہ اپنے قبائل کو یہ کہہ کر کہ وہ ہمیں جلاوطنی سے زیادہ محبوب ہیں، پلٹے مگر یہاں آ کر انھوں نے دیکھا کہ ان شیطانی کلمات کی اللہ کی جانب سے تنسیخ ہو جانے کی وجہ سے اہل مکہ پھر کافر ہو چکے ہیں۔

مقاطعت کے عہد نامہ کی منسوخی

اس کے کچھ عرصے بعد قریش کے چند اشخاص اس معاہدے کو پارہ پارہ کرنے کے لیے جو قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے ترک تعلقات کے متعلق آپس میں طے کیا تھا اٹھ کھڑے ہوئے ان میں سب سے زیادہ ہشام بن عمرو بن الحارث العامری نے جو عامر بن لوی کے خاندان سے تھا اور نضلہ بن ہاشم بن عبد مناف کا اخیافی بھائی تھا قابل قدر خدمت انجام دی اور سعی کی، یہ زہیر بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد بن عمر بن مخزوم کے جو عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا تھا پاس گیا اور اس سے کہا زہیر تمھیں یہ بات گوارا ہے کہ تم مزے سے کھاؤ پہنو نکاح کرو اور تمھارے ننھیالی رشتہ داروں کی یہ گت ہو کہ ان سے کوئی شخص نہ تجارت کر سکتا ہے اور نہ مناکحت، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ابوالحکم بن ہشام کے ننھیالی رشتہ دار ہوتے اور تم اس کو ان کے متعلق اس قسم کے سلوک کی دعوت دیتے، جیسا کہ اس نے تم سے عہد لے لیا ہے تو وہ خود اپنوں کے متعلق تمھاری بات ہرگز نہ مانتا۔ زہیر نے کہا ہشام یہ بتاؤ میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں اگر کوئی اور میرے ساتھ ہوتا تو میں ضرور اس معاہدہ کی منسوخی کے لیے کھڑا ہو جاتا اور اسے منسوخ کرا کے چھوڑتا۔ ہشام نے کہا دوسرا آدمی ہے زہیر نے پوچھا کون اس نے کہا میں۔ زہیر نے کہا تیسرا آدمی میرے لیے بہم پہنچاؤ۔ ہشام مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کے پاس گیا اور اس سے کہا مطعم کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ بنی عبد مناف کے دو خاندان ہلاک ہو جائیں اور تم تماشہ دیکھتے رہو اور اس بات میں قریش کے ہمنوا بھی بنے رہو بخدا اگر تم نے ان کو اس کا موقع بھی دیدیا تو پھر تمھاری بھی خیر نہیں۔ مطعم نے کہا مگر میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں۔ ہشام نے کہا میں نے دوسرا

بہم پہنچالیا ہے۔اس نے پوچھا کون؟ ہشام نے کہا میں۔اس نے کہا تیسرا تلاش کر کے لاؤ۔ ہشام نے کہا وہ بھی ہے اس نے پوچھا کون؟ ہشام نے کہا زہیر بن ابی امیہ، مطعم نے کہا چوتھا بہم پہنچاؤ۔ ہشام ابوالبختری کے پاس گیا اور وہ ہی گفتگو اس سے بھی کی جو مطعم سے کی۔اس نے کہا کیا کوئی اور بھی اس کام میں ہماری اعانت کرے گا۔ ہشام نے کہا ہاں اس نے کہا وہ کون ہشام نے کہا زہیر بن ابی امیہ، مطعم بن عدی اور خود میں تمھارے ساتھ ہوں۔ ابوالبختری نے کہا پانچواں تلاش کرو۔ ہشام زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد کے پاس گیا اور اس سے بھی اس نے وہی گفتگو کی جو دوسروں سے کر چکا تھا اور کہا کہ وہ تمھارے قریبی عزیز ہیں ان کی حمایت تم پر حق ہے زمعہ نے کہا جس کام کے لیے تم مجھ سے کہہ رہے ہو کیا کوئی اور بھی ہے جو اس میں ہماری اعانت کرے گا۔ ہشام نے کہا ہاں اور اس نے اپنے سب شرکاء کے نام لیے۔

تحریر معاہدے کو دیمک کا کھانا اور کاتب کے ہاتھوں کا لنجا ہو جانا

اتنے آدمیوں کی شرکت کے بعد اب ان سب نے اس خطم الحجون پر جو بالائی مکہ میں واقع ہے جمع ہو کر مشورہ کرنے کا وعدہ کیا اور یہاں یہ سب جمع ہوئے اور یہ طے کیا کہ اب اس معاہدہ کو فسخ کرنے کی عملی کاروائی کی جائے۔ زہیر نے کہا میں تم سب سے پہلے اس معاملہ میں اقدام کرتا ہوں اور اس کے متعلق قریش سے گفتگو کرتا ہوں۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کو جب قریش اپنی مجلسوں میں آ بیٹھے زہیر بن امیہ ایک حلۂ زیب تن کئے کعبہ میں آیا پہلے اس نے سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا پھر وہ لوگوں کے پاس گیا اور اس نے کہا اے اہل مکہ کیا یہ مناسب ہے کہ ہم تو مزے سے کھائیں شراب پئیں اور پہنیں اور بنی ہاشم یوں تباہ ہوں کہ ان سے لین دین کی اجازت نہیں۔ میں اس وقت تک اب نہیں بیٹھوں گا جب تک اس ظالمانہ تعلقات کے قطع کر دینے والے معاہدہ کو چاک نہ کیا جائے گا۔ ابوجہل نے جو مسجد کی ایک سمت میں موجود تھا اسی وقت کہا تو جھوٹ بولتا ہے بخدا یہ چاک نہیں کیا جائے گا۔ زمعہ ابن الاسود نے کہا بخدا تو نہایت ہی کاذب ہے۔ جب یہ تحریر لکھی گئی تھی ہم نے اسی وقت اس کو پسند نہیں کیا تھا۔ ابوالبختری نے کہا بے شک زمعہ ٹھیک کہتا ہے اس میں جو شرائط درج ہیں ہم اس کو پسند نہیں کرتے اور نہ اسے تسلیم کرتے ہیں۔ مطعم بن عدی نے کہا آپ دونوں سچے ہیں آپکے خلاف جو کہتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ ہمارا اس معاہدہ سے کوئی تعلق نہیں ہم اس کی بجا آوری سے بری الذمہ ہیں۔ ہشام بن عمر نے بھی یہ ہی کہا اس پر ابوجہل کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا پہلے سے کسی اور جگہ سے تصفیہ کر کے یہ لوگ آئے ہیں۔ اچانک یہ بات نہیں اٹھائی جا سکتی تھی۔ ابوطالب بھی مسجد کی ایک سمت میں بیٹھے تھے۔ مطعم بن عدی بڑھا تاکہ اس معاہدہ کو لے کر چاک کر دے مگر پاس جا کر دیکھا کہ دیمک نے اسے کھالیا ہے صرف اس میں سے تحریر کی ابتداء ''اللّٰھم باسمک'' باقی ہے۔ قریش جب کوئی تحریر لکھتے تو ہمیشہ اس جملے سے ابتدا کرتے تھے۔

منصور بن عکرمہ بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی نے یہ معاہدہ اپنے ہاتھ سے لکھا تھا اس کے ہاتھ شل ہو گئے تھے۔

چند مہاجرین حبشہ کی واپسی

کچھ مسلمان مہاجر حبشہ سے مکہ چلے آئے اور بقیہ وہیں رہے پھر رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہ الضمری کو ان کے لیے نجاشی کے پاس بھیجا اس نے ان کو دو جہازوں میں سوار کرا دیا۔ عمرو ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ اس وقت صلح حدیبیہ کے بعد خیبر میں تشریف رکھتے تھے یہ اب آنے والے سولہ تھے۔

قریش کے مظالم میں اضافہ

رسول اللہ ﷺ قریش کے ساتھ مکہ میں مقیم رہے آپ ان کو برابر علانیہ اور حلفیہ طور پر اللہ کی طرف سے بلاتے تھے اور جو جو تکالیف قریش آپ کو پہنچاتے آپ کی تکذیب کرتے اور مذاق اڑاتے۔ آپ ان سب کو برداشت کرتے اور صبر کرتے ان کی بیہودگی یہاں تک بڑھی تھی کہ بعضوں نے بکری کی اوجڑی آپ پر نماز کی حالت میں ڈالدی اور آپ ﷺ کی ہانڈی میں جو آپ کے لیے چڑھائی گئی تھی، لا ڈالی۔ نماز کی حالت میں اس سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ایک بڑا پتھر کھڑا کرایا تھا۔

جب آپ کے گھر میں آپ پر پتھر پھینکے جاتے تو آپ اس پتھر کو ایک لکڑی کے سہارے لے کر باہر آتے اور فرماتے اے بنی عبد مناف یہ کیا طریقہ عمل ہے جو تم اپنوں کے ساتھ کرتے ہو اور پھر آپ اس پتھر کو راستے میں ڈالدیتے۔

عام الحزن، غم والا سال

ابو طالب اور خدیجہؓ آپ کی ہجرت سے تین سال پہلے ایک ہی سال میں انتقال کر گئے ان کی وفات سے آپ کے مصائب میں بہت اضافہ ہو گیا۔ کیونکہ ابو طالب کے مرنے کے بعد اب قریش آپکو وہ ایذا دینے لگے جو ان کی زندگی میں وہ نہیں دے سکتے تھے۔ یہاں تک کہ کسی نے آپ ﷺ کے سر پر مٹی ڈالدی اسی حالت میں آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ آپ کی کوئی صاحبزادی مٹی دھلانے کھڑی ہوئیں وہ سر دھلاتی جاتی تھی اور روتی جاتی تھیں۔ آپ ان کو تسلی دیتے تھے اور فرماتے تھے بیٹا مت روؤ اللہ تمھارے باپ کی حفاظت کرے گا۔

رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک ابو طالب زندہ رہے قریش نے کوئی بات میرے ساتھ ناگوار خاطر نہیں کی

سفرِ طائف

ابو طالب کے مرنے کے بعد آپ ﷺ طائف گئے تاکہ بنی ثقیف سے مدد لیں اور وہ آپ کو آپ کی قوم والوں سے بچائیں۔ اس غرض کے لیے آپ تنہا ہی تشریف لے گئے تھے۔ طائف پہنچ کر آپ بنی ثقیف کے چند آدمیوں سے ملنے گئے جو اس وقت ثقیف کے سردار اور اشراف تھے۔ یہ تینوں بھائی تھے عبد یالیل بن عمرو بن عمیر، مسعود بن عمرو بن عمیر، اور حبیب بن عمرو بن عمیر اور ان کے ہاں قریش کے بنی جمح کی ایک عورت تھی آپ ان کے پاس جا کر بیٹھے اور ان کو اللہ کی دعوت دی اور آنے کی غرض بیان کی کہ تم اسلام کے لئے میری مدد کرو اور میری قوم کے مقابلہ پر جو میرے مخالف ہیں میرا ساتھ دو ان میں سے ایک نے جو غلاف کعبہ بٹ رہا تھا کہا کیا آپ کو اللہ نے نبی بنا کر بھیجا؟ دوسرے نے کہا تمھارے سوا کوئی اور اللہ کو رسالت کے لئے نہیں ملا، تیسرے نے کہا میں تم سے ایک بات بھی نہیں کرتا کیونکہ اگر واقعی جیسا کہ تم کہتے ہو رسول ہو تو تمہاری بات کی تردید کرنے میں انتہائی خطرہ ہے اور اگر تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو اور اللہ پر افترا کرتے ہو تو تم اس قابل نہیں کہ میں تم سے کلام کروں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ آئے اور آپ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو گئے چلتے ہوئے آپ نے ان سے فرمایا تھا کہ تم نے میری بات نہیں مانی مگر کم از کم میرے یہاں آنے کو ظاہر نہ کرنا۔ آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ اس کا چرچا آپ کی قوم تک پہنچے

اور وہ آپ کی اس ناکامی پر بغلیں بجائیں اور طعنہ دیں مگر ان بھائیوں نے ایسا بھی نہ مانا بلکہ اپنے یہاں کے اوباشوں اور غلاموں کو آپ کے خلاف اکسایا انھوں نے آپ کو گالیاں دیں اور آوازے لگائے یہاں تک کہ ایک جماعت آپ پر چڑھ آئی اور اس نے آپ کو عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے احاطہ میں چھپنے پر مجبور کیا وہ دونوں وہاں موجود تھے اب ثقیف کے وہ بیوقوف جو آپ کے تعاقب میں آئے تھے آپ کا پیچھا چھوڑ کر پلٹ گئے آپ انگور کے ایک منڈوے کی طرف چلے اور اس کے سایہ میں بیٹھ گئے وہ دونوں بھائی آپ کو دیکھ رہے تھے اور سفہائے ثقیف نے جو بدتہذیبیاں آپ کے ساتھ کیں اس کا تماشہ دیکھ رہے تھے بنی جمح کی اس عورت سے بھی جو وہاں بیاہی گئی تھی آپ کی ملاقات ہوئی اور آپ نے اس سے فرمایا دیکھو تمھارے سسرال والوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔

حضور کا ترحم ظالم امت پر

جب آپ کو ذرا اطمینان ہوا تو آپ نے دعا فرمائی 'خداوندا! میں اپنی کمزوری اور لوگوں کے مقابلے میں اپنی مجبوری کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں اے ارحم الراحمین تو کمزوروں کا رب ہے تو میرا رب ہے تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے کسی اجنبی کے جو مجھ پر ظلم کرے یا تو نے میرے معاملہ کو کسی دشمن کے حوالے کر دیا ہے' اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مصائب کی میں پرواہ نہیں کرتا تیری حمایت میرے لئے بہت زیادہ وسیع ہے میں تیرے اس نور کا واسطہ دیکر جس سے تمام تاریکیاں روشن ہوئی ہیں اور جس پر دنیا و آخرت میں کامیابی کا مدار ہے اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غصہ اور غضب مجھ پر نازل ہو بیشک تجھے جب تک تو چاہے عتاب کرنے کا حق ہے اور ہر قسم کی طاقت اور قوت صرف تجھے حاصل ہے۔

عتبہ اور شیبہ کی وقتی ہمدردی

جب ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے آپ کو اس مجبوری کی حالت میں دیکھا تو ان کے جذبہ ہمدردی اور رحم میں حرکت ہوئی انھوں نے اپنے ایک نصرانی غلام عداس کو بلایا اور اس سے کہا کہ انگور کا ایک خوشہ لیکر اس طباق میں اسے رکھ کر اس شخص کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اسے کھالے، عداس حکم کی بجا آوری میں انگور لیکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے ان کو آپ کے سامنے رکھدیا رسول اللہ نے طباق میں ہاتھ ڈالتے وقت بسم اللہ کہا اور پھر انگور کھانے لگے عداس نے آپ کے چہرے کو دیکھا اور کہا بخدا اس جملے کو اس شہر کے باشندے نہیں بولتے رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا عداس تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمھارا مذہب کیا ہے؟ اس نے کہا میں نصرانی ہوں اور نینویٰ کا باشندہ ہوں آپ نے فرمایا اچھا تم اس نیک شخص یونس بن متی کے ہم وطن ہو اس نے کہا آپ کیسے جانتے ہیں یونس بن متی کون تھا؟ آپ نے فرمایا وہ میرے بھائی اور نبی تھے میں بھی نبی ہوں' یہ سنکر وہ جھکا اور اس نے آپ کے فرق مبارک اور ہاتھ پاؤں کو چوما۔ دونوں بھائیوں میں ایک نے دوسرے سے کہا کہ دیکھو تمھارے غلام نے اس شخص کو تمھارے لئے بگاڑ دیا

جب عداس پلٹ کر ان کے پاس آیا انھوں نے اس سے کہا عداس یہ تمھاری کیا حرکت تھی کہ تم اس شخص کے سر اور ہاتھوں اور قدموں کو چومنے لگے اس نے کہا اے میرے آقا اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی اور نہیں اس نے ایسی بات بتائی جو صرف نبی جانتا اور بتا سکتا ہے' انھوں نے کہا عداس مبادا وہ تم کو تمھارے دین سے منحرف کر دے تمھارا دین اس دین سے بہتر ہے۔

جنات کے ایمان لانے کا واقعہ

آپ ثقیف کی طرف سے مایوس ہو کر طائف سے مکہ آنے لگے نخلہ آ کر آپ نصف شب میں نماز پڑھ رہے تھے کہ چند جنات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے۔ آپ کے پاس سے گذرے یہ یمن کے مقام نصیبین کے سات نفر جن تھے یہ ٹھہر کر آپ کی تلاوت سنتے رہے جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو وہ جن جواب ایمان لا کر آپ کی نبوت اور تعلیم کے قائل ہو چکے تھے اپنی قوم کے پاس آئے اور انھوں نے ان کو برائیوں سے روکنا اور ان کے نتائج سے ڈرانا شروع کیا۔ انھیں کے قصہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اس طرح رسول اللہ ﷺ سے بیان فرمایا ہے "**واذ صرفنا الیک نفر من الجن یستمعون القرآن** .... سے **ویجرکم من عذاب الیم**" تک اور دوسری جگہ فرمایا "**قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن**" اس سورۃ جن میں ان کے آخر قصہ تک۔ ان جنوں کے نام جنھوں نے قرآن سنا یہ ہیں۔ حس، مس، شاصر، ناصر، اینا، الارد، انین اور اتھم

اس کے بعد آپ مکہ آ گئے یہاں آ کر دیکھا کہ سوائے ان چند کمزور اور بے وقعت اشخاص کے جو آپ پر ایمان لے آئے تمام قوم آپ کی مخالفت اور دشمنی پر آمادہ ہے۔

مطعم بن عدی کا آپ کو پناہ دینا

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ جب طائف سے مکہ آنے لگے تو مکہ کے ایک شخص سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے اس سے فرمایا کیا تم میرا پیام جہاں میں بھیجوں پہنچا دو گے؟ اس نے کہا بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اخنس بن شریق کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محمد تم سے کہتے ہیں کہ تم مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دو تا کہ میں اللہ کا پیام تم کو سناؤں۔ اس شخص نے اخنس سے آ کر آپ کا پیام کہا۔ اس نے جواب دیا کہ میں چونکہ عرب کا حلیف ہوں اس لیے ان کی مخالفت میں کسی کو اپنے پاس نہیں بلا سکتا۔ اس شخص نے نبی کریم ﷺ سے آ کر اس کا قول بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا کیا تم پھر جا سکتے ہو؟ اس نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا تم سہیل بن عمرو کے پاس جاؤ اور کہو کہ محمد تم سے کہتے ہیں کیا تم ان کو اپنے پاس بلا سکتے ہو تا کہ وہ اللہ کا پیام تم کو سنائیں۔ اس شخص نے سہیل سے آ کر آپ ﷺ کا پیام کہا۔ سہیل نے کہا بنی عامر بن لوی بن کعب کے خلاف کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔ اس شخص نے نبی کریم ﷺ سے آ کر اس کا قول بیان کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر جا سکتے ہو؟ اس نے کہا اچھا آپ نے فرمایا مطعم بن عدی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ **محمد تم** سے کہتے ہیں کہ کیا تم ان کو پناہ دے سکتے ہو تا کہ وہ اپنے رب کے احکام اور پیام تم کو سنائیں۔ مطعم نے کہا ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں وہ مکہ میں آ جائیں اس شخص نے رسول ﷺ کو جا کر اس کی اطلاع کی۔ دوسرے دن صبح کو مطعم بن عدی اور اس کے بیٹے اور بھتیجوں نے اسلحہ لگایا اور وہ مسجد میں آئے۔ ابوجہل نے اسے دیکھ کر پوچھا پیرو ہو یا پناہ دینے والے؟ اس نے کہا میں نے پناہ دی ہے۔ ابوجہل نے کہا اچھا جسے تم نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔

اب رسول کریم ﷺ مکہ آ گئے اور مقیم ہو گئے ایک دن آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے مشرکین کعبہ کے پاس جمع تھے ابوجہل نے آپ کو دیکھ کر کہا اے بنی عبد مناف یہ تمھارے نبی ہیں۔ اس پر عتبہ بن ربیعہ نے کہا مگر اس بات سے انکار کیوں کیا جائے کہ ہم میں کوئی نبی یا بادشاہ ہو۔ نبی کریم ﷺ کو اس قول کی اطلاع دی گئی یا خود ہی آپ نے سن پایا **آپ قریش کے پاس آ**ئے اور کہا اے عتبہ بن ربیعہ! یہ بات تم نے اللہ اور اس کے رسول کی حمایت میں نہیں کی بلکہ غرور قوم میں کہی ہے اور اے ابوجہل بن ہشام کچھ بہت زیادہ زمانہ نہیں گذرے گا کہ تو ہنسے گا اور روئے گا بہت کم اور اے

قریش بہت جلد مجبوراً با دل ناخواستہ تم اس دعوت میں شرکت کرو گے جس سے تم اب انکار کرتے ہو۔

ایامِ حج میں قبائل کو دعوت اسلام

ایام حج میں رسول اللہ ﷺ قبائل عرب کے پاس جاتے، ان کو اللہ کی دعوت دیتے اور کہتے کہ میں نبی مرسل ہوں تم میری تصدیق کرو اور مدد کرو اور پھر تم کو خود معلوم ہو جائے گا کہ اللہ نے مجھے کیوں مبعوث فرمایا ہے۔

اس سلسلہ میں عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ میں نے ربیعہ بن عباد کو اپنے والد سے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ ربیعہ نے کہا میں نوجوان تھا اپنے باپ کے ہمراہ منیٰ میں موجود تھا۔ رسول قبائل عرب کی قیام گاہوں میں آ کر کھڑے ہوئے اور فرماتے اے بنی فلاں میں اللہ کا رسول ہوں تمھاری طرف آیا ہوں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم صرف اللہ کی پرستش کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ اس کے علاوہ جن دیوتاؤں کی تم پرستش کرتے ہو ان سے بالکل قطع تعلق کرلو۔ مجھ پر ایمان لاؤ، میری تصدیق کرو میری حمایت کرو پھر میں اللہ کے اس پیام کو جو اس نے مجھے دے کر مبعوث کیا ہے۔ تم کو بتاؤں گا۔

دشمنِ رسول ابولہب کی ایذاء رسانی

آپ کے پیچھے ایک اور شخص بھینگا خوشرو زلفوں والا تھا جس نے ایک عدنی حلہ پہن رکھا تھا جب رسول ﷺ اپنی تقریر اور دعوت ختم کرتے تو فوراً یہ شخص آپ کی مخالفت میں کہتا اے بنی فلاں یہ شخص تم کو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ تم لات اور عزیٰ کو چھوڑ دو اور بنی مالک بن اقیش سے جو تمھارے حلیف ہیں قطع تعلق کر کے اس کی دعوت کو جو سراسر بدعت اور ضلالت ہے، قبول کرو تم ہرگز اس کی بات نہ مانو اور نہ اسے سنو، میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ کون ہے جو اس شخص کے ساتھ ساتھ اس کی تردید کرتا پھر رہا ہے۔ انھوں نے کہا یہ اسی کا چچا عبدالعزیٰ ابولہب بن عبدالمطلب ہے۔

بدبختوں کا آپ ﷺ کی دعوت کو ٹھکرانا

زہری سے مروی ہے کہ رسول ﷺ کندہ کے پاس ان کی قیام گاہوں میں گئے اس وقت ان کا سردار ملیح بھی موجود تھا، آپ نے اسے اللہ عزوجل کی طرف بلایا اور خود کو ان پر پیش کیا مگر انھوں نے آپ کی بات نہ مانی اور انکار کر دیا۔

عبداللہ بن الحصین سے مروی ہے کہ آپ بنی کلب کی قیام گاہ گئے اور وہاں ان کے ایک خاندان بنو عبداللہ کے پاس آئے۔ ان کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دی اپنے کو پیش کیا اور یہ بھی کہا اے بنی عبداللہ اللہ نے تمھارے جد کو بہت اچھا نام عطا فرمایا ہے، مگر انھوں نے بھی آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ آپ بنی حنفیہ کے پاس ان کی قیامگاہ آئے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا اور اپنے آپ کو پیش کیا مگر انھوں نے سب سے زیادہ درشت الفاظ میں آپ کو جھڑک دیا اور آپ کی دعوت رد کر دی۔

محمد بن مسلم بن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس گئے اور ان کو اللہ کی طرف بلایا اور اپنے آپ کو پیش کیا ان کے ایک شخص بجرہ بن فراس نے کہا اگر میں قریش کے اس جوانمرد کو ساتھ لے لوں

تو سارے عرب کو ہضم کرلوں گا۔ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اچھا اگر ہم تمھاری دعوت میں تمھارے ساتھ ہو جائیں اور اللہ تمھارے مخالفین پر تم کو غالب کر دے تو کیا تمھارے بعد اس دعوت کے مالک ہم بن سکیں گے؟ آپ نے فرمایا یہ معاملہ اللہ کے قبضے میں ہے وہ جسے چاہے دے۔ اس نے کہا تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ تمھاری حمایت میں ہم اپنے سینوں کو عربوں کا نشانہ بنائیں اور جب تم کو غلبہ حاصل ہو تو یہ اقتدار ہمارے علاوہ دوسروں کو مل جائے اس شکل میں ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ تمھارے شریک ہوں اور اب انھوں نے بھی آپ کی دعوت رد کر دی۔

حج سے فارغ ہو کر جب لوگ واپس ہوئے۔ بنو عامر اپنے ایک شیخ کے پاس پلٹ کر آئے یہ اسقدر عمر رسیدہ تھا کہ ان کے ہمراہ حج میں شریک نہ ہو سکتا تھا۔ اس لیے جب یہ لوگ حج سے واپس ہوتے تو اس کے پاس جاتے اور اس سال جو واقعہ پیش آتا اس سے بیان کرتے۔ چنانچہ حسب عادت جب وہ اس سے ملنے گئے تو اس نے پوچھا کہ اس سال کا کوئی واقعہ سناؤ۔ انھوں نے کہا کہ قریش کا ایک شخص جو عبدالمطلب کی اولاد میں ہے، ہمارے پاس آیا اس نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور ہم سے خواہش کی کہ ہم اس کی حمایت کریں اس کا ساتھ دیں اور اسے اپنے علاقہ میں لے آئیں۔ شیخ نے ہجرہ کے سر پر ہاتھ رکھا اور پھر کہا اے بنی عامر کیا کوئی صورت اب بھی ایسی ممکن ہے کہ تمھارے اس انکار اور تردید کی تلافی ہو سکے اور پھر اس معاملہ میں شرکت ہو سکے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کسی اسماعیلی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا مگر وہ ہمیشہ حق ہوا ہے تم کو کیا ہوا تھا کہ تم نے اس کی تردید کر دی۔

رسول اللہ ﷺ کی یہ ہی حالت تھی کہ جب حج میں قبائل عرب آتے تو آپ اللہ اور اسلام کی ان کو دعوت دیتے اور اپنے آپ کو ان کی حمایت کے لیے پیش کرتے اور جو ہدایت اور رحمت آپ اللہ کی جانب سے لائے تھے وہ بیان کرتے۔ جب بھی آپ نے سنا کہ کوئی معزز اور مشہور عرب سردار مکہ آیا ہے آپ خود اس کے پاس آئے اسے اللہ کی دعوت پہنچائی اور اپنے کو پیش کر دیا۔

سوید بن صامت کو دعوت

اسی زمانے میں بنی عمرو بن عوف کا قریبی عزیز سوید بن صامت حج یا عمرہ کے لیے مکہ آیا۔ سوید کی قوم والے اسے اس کی شجاعت، شاعری، نجابت، عالی نسبی اور شرافت کی وجہ سے کامل کہتے تھے۔ جب آپ کو اس کی آمد کا علم ہوا تو آپ خود اس کے پاس گئے اور اسے اللہ اور اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا کہ شاید آپ کے پاس کوئی ایسی کتاب ہے جیسی میرے پاس ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس لقمان کا مجلہ یعنی حکمۃ لقمان ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا مجھے سناؤ۔ اس نے سنایا آپ نے فرمایا بے شک یہ بہت عمدہ کلام ہے۔ مگر میرے پاس قرآن ہے جسے اللہ نے نور اور ہدایت بنا کر نازل فرمایا ہے۔ وہ اس سے افضل ہے پھر آپ نے اسے قرآن پڑھ کر سنایا اور اسلام کی دعوت دی، اس نے انکار نہیں کیا بلکہ کہا بے شک یہ خوب کلام ہے وہ چلا گیا اور مدینہ گیا اور چند ہی روز کے بعد خزرج نے اسے قتل کر دیا۔ اسی لیے اس کی قوم کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ مسلمان مرا ہے وہ بُعاث سے پہلے قتل کیا گیا۔

اہل مدینہ کو دعوت

ابوالحیسر انس بن رافع بنی عبدالاشہل کے چند اور جوانوں کے ہمراہ جن میں ایاس بن معاذ بھی تھا اپنی قوم خزرج کے خلاف قریش سے معاہدہ کرنے کے لیے مکہ آیا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی آمد کی اطلاع ہوئی۔ آپ ان کے پاس آئے اور وہاں تشریف فرما ہو کر ان سے کہا جس غرض سے تم آئے ہو اگر اس سے بہتر بات میں بتاؤں تم قبول

کرو گے۔ انھوں نے پوچھا وہ کیا؟ آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ نے مجھے اپنے بندوں کے پاس بھیجا ہے تا کہ میں ان کو اللہ کی طرف بلاؤں اور وہ صرف اسی کی پرستش کریں اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کریں۔ اللہ نے مجھ پر ایک کتاب نازل فرمائی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اسلام کے ارکان ان کو بتائے اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ایاس بن معاذ نے جس کا بالکل شباب تھا کہا کہ اے دوستو، بیشک یہ بات اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم یہاں آئے ہو۔

ابوالحیسر انس بن رافع نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر ایاس بن معاذ کی منہ پر ماریں اور کہا تم ہم سے علیحدہ ہو جاؤ۔ ہم اس کے علاوہ دوسرے کام کے لیے آئے ہیں۔ ایاس چپ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے اٹھ آئے۔ یہ جماعت مدینہ واپس چلی گئی۔ اس کے بعد اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بُعاث ہوئی۔ اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد ایاس ہلاک ہو گیا وہ لوگ جو موت کے وقت اس کے پاس موجود تھے بیان کرتے ہیں کہ وہ برابر تہلیل وتکبیر اور اللہ کی حمد وتسبیح کرتے ہوئے سنا گیا اسی طرح وہ جان بحق ہو گیا۔ ان لوگوں کو اس کے مسلمان مرنے میں کوئی شبہ نہ تھا اس نے مکہ میں رسول اللہ ﷺ سے جو باتیں سنی تھیں ان کی وجہ سے وہ اسلام کا قائل ہو چکا تھا۔

انصار مدینہ میں اسلام کی اشاعت

جب اللہ عزوجل نے ارادہ کر ہی لیا کہ وہ اپنے دین کو غالب کرے، اپنے نبی کو معزز بنائے اور جو وعدہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا اسے پورا کر دے تو اب اس حج کا موقع آیا جس میں رسول اللہ ﷺ کی ملاقات انصار سے ہوئی۔ اس سال بھی حسب دستور آپ قبائل عرب سے ملے اور اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کرتے رہے اسی حالت میں عقبہ کے قریب خزرج کی ایک جماعت سے جس کے ساتھ اللہ کو بھلائی مقصود تھی، آپ کی ملاقات ہوئی آپ نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے کہا ہم خزرج کی ایک جماعت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تم یہودیوں کے حلیف ہو؟ انھوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا ذرا بیٹھتے نہیں کہ تم سے کچھ باتیں کروں انھوں نے کہا بہتر ہے ہم بیٹھ جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس بیٹھ گئے آپ نے ان کو اللہ کی دعوت دی اسلام پیش کیا اور قرآن سنایا۔

بنی خزرج کا اسلام کی طرف میلان

اللہ نے ان کو پہلے ہی سے اسلام کے لیے اس طرح آمادہ کر رکھا تھا کہ یہودی جو ان کے علاقوں میں آباد تھے چونکہ وہ اہل کتاب اور عالم تھے اور یہ لوگ مشرک بت پرست تھے اور یہودیوں نے ان کے علاقوں پر قبضہ کر رکھا تھا جب کبھی ان میں کوئی تنازع ہوتا تو یہودی ان سے کہتے ٹھہر جاؤ بہت جلد ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے۔ اس کا زمانہ بالکل قریب آ گیا ہے ہم اس کے ساتھ ہو کر تمھارا اس طرح قلع قمع کریں گے۔ جس طرح عاد اور ارم ملیا میٹ ہوئے۔ اس لیے جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے باتیں کیں اور ان کو اللہ کی دعوت دی ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا جانتے ہو بخدا ضرور یہی وہ نبی ہیں جن کے مبعوث ہونے سے یہودی تم کو ڈراتے ہیں۔ اب یہ نہ ہو کہ وہ تم سے پہلے ان کے پاس پہنچ جائیں اور ان کی دعوت کو قبول کر کے ان کی تصدیق کریں اور اسلام لے آئیں۔ اس خیال سے انھوں نے رسول ﷺ سے کہا کہ ہم نے اپنی قوم کو چھوڑا اور واقعہ یہ ہے کہ باہمی عداوت ورقابت کی وجہ سے ہم میں کوئی قومیت ہی نہیں ممکن ہے کہ اللہ آپ کی وجہ سے پھر ان کی بات بنا دے۔ ہم ان کے پاس جاتے ہیں ان کو آپ کی دعوت پہنچاتے ہیں اور یہ دین جو ہم نے قبول کر لیا ہے، پیش کرتے ہیں۔ اگر اللہ نے ان سب کو اس بات پر متحد کر دیا تو آپ سے زیادہ ہماری نظر میں کوئی اور معزز نہ ہوگا۔

بنی خزرج کے اسلام لانے والے افراد کے اسماء گرامی

اس گفتگو کے بعد یہ لوگ ایمان لا کر اور آپ کی نبوت کی تصدیق کر کے اپنے اپنے وطن واپس چلے گئے ۔ یہ قبیلہ خزرج کے چھ افراد تھے ان میں اس قبیلہ کے خاندان بنی النجار میں سے یہ ہی تیم اللہ ہیں۔

بنی مالک بن النجار بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی اولاد میں سے اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کے یہ ہی ابوامامہ ہیں۔

اور عوف بن الحارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار تھے اور یہ ہی ابن عفراء ہیں۔

اور بنی زریق بن عامر بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن زریق تھے۔

اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر اور پھر بنی سواد میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ تھے۔

اور بنی حرام بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھے

اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے جابر بن عبداللہ بن رباب بن النعمان بن سنان بن عبید تھے۔

مدینہ واپس آ کر انھوں نے اپنی قوم سے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور ان کو اسلام کی دعوت دی جو ان میں بہت مقبول ہوئی۔ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں رسول کا ذکر نہ ہوتا ہو۔

بیعت عقبہ اولیٰ

دوسرے سال حج میں انصار کے بارہ آدمی مکہ آئے اور انھوں نے عقبہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ یہ ہی پہلا عقبہ ہے اور رسولؐ کے ہاتھ پر التوائے جنگ کی شرط پر بیعت کی اس کی وجہ یہ تھی کہ اب تک مسلمانوں پر جہاد فرض نہیں ہوا تھا مذکورہ بالا اشخاص یہ تھے

انصار مدینہ کے اسماء گرامی

۱۔ بنی النجار میں سے اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار اور یہ ہی ابوامامہ ہیں

۲۔۳۔ عوف اور معاذ یہ دونوں حارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار کے بیٹے جو عفراء کے بیٹے بھی مشہور ہیں۔

۴۔۵۔ بنی زریق بن عامر میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق

۶۔ بنی عوف بن الخزرج اور پھر ان کے خاندان بنی غنم بن عوف میں سے انھیں کو نوافل کہتے ہیں۔ عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن عوف بن الخزرج۔

۷۔ ابوعبدالرحمان یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ۔ یہ بلی کے خاندان بنی غصینہ سے تھے جو خزرج کے حلیف تھے۔

۸۔ سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج میں سے عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف۔

۹۔ بنی سلمہ کے خاندان بنی حرام میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ

۱۰۔ بنی سواد میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کے علاوہ اس بیعت کے موقع پر:.........

۱۱۔ اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کے خاندان بنی عبدالاشہل سے ابوالہیثم بن تیہان جس کا نام مالک ہے موجود تھے۔ یہ خزرج کے حلیف تھے۔ اور بنی عمرو بن عوف میں سے عویم بن ساعدہ بن صلعجہ انکے حلیف موجود تھے۔

حضور ﷺ نے جن باتوں پر بیعت لی

حضرت عبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ میں عقبہ اولیٰ میں موجود تھا۔ ہم بارہ آدمی تھے ہم نے التوائے جنگ پر رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی کیونکہ اب تک جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ بیعت اس اقرار پر کی گئی کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو بھی ذرا سا شریک نہ کریں گے، چوری نہ کریں گے، زنا نہ کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے اور اپنے دل سے گھڑ کر کوئی بہتان اور غلط بات کسی کے لیے نہیں کہیں گے اور کسی نیک بات میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس عہد کو پورا کرو گے تم کو جنت ملے گی اور اگر اس میں سے کسی بات کی خلاف ورزی کرو گے اور اس کی پاداش میں دنیا ہی میں تم سے مواخذہ ہو گیا تو وہ سزا تمھارے گناہ کا کفارہ ہو جائے گی اور اگر قیامت تک اس خطا پر پردہ پوشی کی گئی تو پھر تمھارا معاملہ اللہ کے حوالے ہے وہ چاہے گا عذاب دے گا اور چاہے گا معاف کر دے گا۔ یہ روایت انھی راوی سے دوسرے سلسلہ رواۃ سے بھی مروی ہوئی ہے۔

مدینہ میں مصعب بن عمیر کی آمد اور تعلیم قرآن کا آغاز

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب انصار کی یہ جماعت آپ سے رخصت ہوئی آپ نے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کو ان کے ہمراہ کر دیا اور ہدایت کی کہ وہ ان کو قرآن پڑھ کر سنایا کریں۔ اسلام کی دعوت دیں اور اسکے مسائل سمجھائیں اسی وجہ سے مدینہ میں مصعب مقری کے لقب سے مشہور تھے اور یہ ابوامامہ اسعد بن زرارہ بن عدس کے پاس ٹھہرے تھے۔

سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر کا قبول اسلام

اس سلسلہ میں روایت ہے کہ اسعد بن زرارہ ایک مرتبہ مصعب بن عمیر کو بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر کے گھروں کی طرف لے گئے۔ سعد بن معاذ بن النعمان بن امرئ القیس اسعد بن زرارہ کی خالہ کے بیٹے تھے، اسعد، مصعب کو لے کر بنی ظفر کے ایک احاطہ میں جو ان کے کنویں بئر عرق پر بنا ہوا تھا لے کر آئے۔ وہ دونوں وہاں بیٹھ گئے جو لوگ اسلام لے آئے تھے وہ ان کے پاس آ بیٹھے، سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اس وقت اپنی قوم بنی عبدالاشہل کے سردار تھے اور اپنے ہم قوموں کی طرح مشرک تھے جب ان کو مصعب کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ سعد بن معاذ نے اُسید بن حضیر سے کہا یہاں کیا کر رہے ہو؟ یہ دو شخص آئے ہیں تا کہ ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنائیں اور زرارہ میرا قریبی عزیز ہے اگر یہ درمیان میں نہ ہوتا تو مجھے تم سے یہ بات کہنے کی ضرورت نہ ہوتی میں خود ہی اس کا انتظام کر دیتا مگر میں

مجبور ہوں وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے اس لیے میں خود اس کے خلاف قدم نہیں اٹھا سکتا۔

اسید بن حضیر نے اپنا نیزہ لیا اور وہ ان دونوں کے پاس آئے انھیں آتا دیکھ کر اسعد بن زرارہ نے مصعب سے کہا دیکھو یہ اپنی قوم کا سردار ہے تمھارے پاس آرہا ہے اس کے مسلمان بنانے کی پوری کوشش کرنا۔ مصعب نے کہا یہ بیٹھے تو میں اس سے کلام کروں۔ وہ کھڑے کھڑے گالیاں دیتے رہے اور یہ کہا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟ تم ہمارے کمزور لوگوں کو احمق بنانا چاہتے ہو یہاں سے چلے جاؤ۔ ہاں اگر تم کو خود اپنی کوئی ضرورت لائی ہے تو بیان کرو۔ مصعب نے کہا آپ ذرا بیٹھ جائیں تو کہوں۔ اگر آپ کو میری بات بھلی معلوم ہو قبول کیجئے گا ناپسند آئے نہ مانیے گا۔ اسید نے کہا معقول بات ہے۔ انھوں نے اپنا نیزہ زمین میں گاڑھ دیا اور ان دونوں کے قریب آبیٹھے۔ مصعب نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں سے مروی ہے کہ بخدا اب ہم نے ان کے کچھ کہنے سے قبل ہی چہرے کی چمک اور طبیعت کی نرمی سے اسلام کے آثار نمایاں دیکھ لیے پھر انھوں نے کہا یہ تو نہایت ہی عمدہ بات ہے۔ آپ یہ بتائیے کہ جب کوئی اس دین میں داخل ہونا چاہے تو کیا کرے۔ انھوں نے کہا تم غسل کرو اپنے کپڑے پاک کرو اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھو اور پھر دو رکعت نماز۔ اسید اٹھے، نہائے کپڑے پاک کیے، کلمہ شہادت پڑھا اور پھر بڑھ کر دو رکعت نماز پڑھی۔ اس سے فارغ ہو کر انھوں نے ان سے کہا کہ میرے ساتھ یہاں ایک اور شخص ہے کہ اگر وہ اس دین میں تمھارے ساتھ ہو جائے تو پھر اس کی قوم والوں میں سے کوئی اس سے پیچھے نہیں رہ سکتا اور میں ابھی اس کو تمھارے پاس بھیجے دیتا ہوں۔

یہ کہہ کر انھوں نے اپنا نیزہ سنبھالا اور سعد اور ان کی قوم کے پاس جو اپنی جائے محفل میں بیٹھے ہوئے تھے آئے، جب سعد بن معاذ نے انھیں آتے ہوئے دیکھا تو اپنی قوم سے کہا کہ بخدا اسید کے چہرے کی اب وہ کیفیت نہیں ہے جو یہاں سے جاتے ہوئے اس کی تھی وہ بالکل بدلا ہوا نظر آرہا ہے۔ چنانچہ جب وہ محفل کے نزدیک آکر کھڑے ہوئے تو سعد نے اس سے پوچھا کیا ہوا؟ انھوں نے کہا میں نے ان دونوں سے باتیں کیں مجھے تو وہ قابل اندیشہ نظر نہیں آتے۔ میں نے ان کو منع کیا انھوں نے اقرار کیا کہ ہم تمھارے کہنے کے مطابق ہی عمل پیرا ہوں گے۔ مگر مجھ سے کہا گیا ہے کہ بنی حارث اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے کے لیے چل نکلے ہیں اور چونکہ اسعد تمھارا خالہ زاد بھائی ہے اسے قتل کر کے وہ تمھاری رسوائی کرنا چاہتے ہیں اور ان کا مقصود تحقیر ہے۔

یہ سنتے ہی سعد آگ بگولا ہو کر تیزی سے اس پریشان کن اطلاع کی وجہ سے ان کی طرف لپکے اور انھوں نے اسید کے ہاتھ سے نیزہ چھین لیا اور کہا کہ خدا کی قسم تم نکمے ہو تم کچھ نہیں کر سکے۔ وہ ان دونوں کی طرف چلے اور جب انھوں نے ان کو بالکل اطمینان سے بیٹھا ہوا پایا تو وہ تاڑ گئے کہ اسید نے اس حیلہ سے انھیں ان کے پاس بھیجا ہے تا کہ وہ ان کی باتیں سنیں۔ سعد کھڑے ان کو گالیاں دیتے رہے پھر انھوں نے اسعد بن زرارہ سے کہا اے ابوامامہ اگر تم میرے قریبی عزیز نہ ہوتے تو تم کو بھی اس بات کی جرأت نہ ہوتی کہ ایسی بات ہماری بستی میں پیش کرتے جو ہم ناپسند کرتے ہیں۔

انھیں آتا ہوا دیکھ کر اسعد نے مصعب سے کہا دیکھو! یہ ان تمام لوگوں کے جو یہاں جمع ہیں سردار ہیں اگر انھوں نے تمھاری اقتدا کی تو پھر کوئی بھی تمھاری مخالفت نہ کرے گا۔ مصعب نے سعد بن معاذ سے کہا ذرا تشریف رکھیے اور سنیے اگر آپ کو گوارا ہو قبول کیجئے گا اور اگر ناگوار ہو ہم کوئی بات آئندہ ایسی نہ کریں گے جو آپ کو ناپسند ہو۔ سعد نے کہا یہ معقول بات ہے انھوں نے نیزہ گاڑا اور پاس بیٹھ گئے۔ مصعب نے اسلام پیش کیا اور قرآن سنایا۔ یہ دونوں

کہتے ہیں کہ بخدا قبل اس کے کہ وہ خود اسکے متعلق کچھ کہتے ہم ان کے چہرے کی چمک اور تواضع سے اسلام کے آثار ہویدا تھے۔ پھر خود انھوں نے کہا کہ جب کوئی اس دین میں داخل ہوتا ہے تو وہ کیا طریقہ اختیار کرتا ہے؟ انھوں نے کہا غسل کرو، اپنے دونوں کپڑوں کو پاک کرو، کلمہ شہادت زبان سے کہو اور دو رکعت نماز پڑھو۔ سعد اٹھے نہائے، انھوں نے اپنے دونوں کپڑے پاک کئے، کلمہ شہادت پڑھا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر اپنا نیزہ لیا اور اپنی قوم کی بیٹھک کی طرف پلٹ گئے۔ ان کے ساتھ اسید بن حضیر بھی تھے۔ انھیں اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر ان کی قوم والوں نے کہا ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ سعد کا اب وہ چہرہ نہیں ہے۔ جو وہ یہاں سے لے کر گئے تھے۔ ان کی صورت ہی پہلی سی نہ رہی ضرور کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ سعد نے پاس آ کر ان سے کہا اے بنی عبدالاشہل میری بات تمھارے نزدیک کیسی ہے؟ انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار ہیں اپنی رائے میں ہم سب سے افضل ہیں اور ہم سب میں نیک بخت و مبارک ہیں۔ سعد نے کہا جب تم مجھے ایسا سمجھتے ہو تو اب جب تک تم اللہ اور اسکے رسول ﷺ پر ایمان نہ لاؤ گے میں تمھارے کسی مرد یا عورت سے کلام نہیں کرونگا۔

بنی عبدِ اشہل کا قبولِ اسلام

ان کی بات کا یہ اثر تھا کہ شام نہ ہونے پائی اور تمام بنی عبدالاشہل مرد و عورت اسلام لے آئے۔ اسعد اور مصعب وہاں سے پلٹ کر اسعد کے گھر آ گئے۔ مصعب برابر ان کے یہاں مقیم رہ کر اشاعت اسلام کرتے رہے یہاں تک کہ انصار کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جہاں کے مرد و عورت مسلمان نہ ہو گئے ہوں۔ البتہ بنی امیہ بن زید، خطمہ، وائل اور واقف کے گھر اس سے مستثنیٰ تھے۔ یہ ہی گھرانے اوس اللہ اوس بن حارثہ ہیں ان کے اسلام نہ لانے کا سبب یہ تھا کہ ابو قیس بن الأسلت صیفی ان کا مشہور شاعر اور قائد تھا۔ یہ اس کی ہر بات مانتے اور تسلیم کرتے تھے اس نے ان سب کو اسلام سے روک دیا۔ رسول ﷺ کے ہجرت کر کے مدینہ آنے اور بدر، احد اور خندق کے غزوات تک ان کی یہ ہی حالت رہی۔

مصعب کی مکہ واپسی

پھر مصعب بن عمیر مکہ چلے آئے اور انصاری مسلمان اپنے دوسرے مشرک ہم قوموں کیساتھ حج کرنے کے لیے مکہ آئے اور جب اللہ نے ان کی عزت افزائی اپنے نبی کی نصرت اور اسلام اور مسلمانوں کا اعزاز اور شرک اور مشرکین کی تذلیل کرنا چاہی تو ان لوگوں نے ایام تشریق ہی میں عقبہ میں آپ سے ملنے کا وعدہ کر لیا۔

سردار انصار براء بن معرور کا کعبہ کی سمت رخ کر کے نماز پڑھنا

کعب بن مالک سے جو عقبہ میں شریک اور موجود تھے اور جنھوں نے رسول ﷺ کے ہاتھ پر اس وقت بیعت کی تھی۔ روایت ہے کہ ہم اپنی قوم کے حاجیوں کے ہمراہ مکہ چلے آئے اس سے پہلے ہم نماز اور مذہب اسلام سے پوری طرح واقف ہو چکے تھے براء بن معرور ہمارے سردار اور بزرگ ہمارے ساتھ تھے۔ جب ہم اس حج کے ارادے سے مدینہ سے روانہ ہوئے تو براء نے ہم سے کہا لوگو! میرے دل میں ایک بات آئی ہے مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ تم بھی اسے مانو گے اور اس پر عمل کرو گے یا نہیں ہم نے پوچھا کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا یہ بات میرے ذہن میں آئی ہے کہ میں اس عمارت یعنی کعبہ کی طرف نماز میں اپنی پشت نہ کیا کروں بلکہ اس کی سمت منہ کر کے نماز پڑھوں۔ ہم نے کہا مگر ہمیں تو نبی

ﷺ سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ شام کی طرف رخ فرما کے نماز پڑھتے ہیں اور ہم آپ ﷺ کی مخالفت کرنا نہیں چاہتے۔ براء نے کہا مگر اب تو میں کعبہ ہی کی سمت نماز پڑھونگا۔ ہم نے کہا مگر ہم آپ کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ جب نماز کا وقت آتا ہم شام کی طرف نماز پڑھتے اور براء کعبے کی سمت پڑھتے۔

انصار کی مکہ میں حضور سے ملاقات

ہم مکہ آئے ہم براء کی اس بات کو معیوب سمجھتے تھے کہ انھوں نے اپنی رائے پر اصرار کیا مکہ آ کر انھوں نے مجھ سے کہا اے میرے بھتیجے! تم مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے چلو تا کہ میں دریافت کروں کہ اثنائے سفر میں جو کچھ میں نے کیا وہ درست ہے یا نہیں؟ بخدا میرے دل میں تم لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے اس بات کے متعلق ایک کھٹک پیدا ہوگئی ہے میں چاہتا ہوں کہ بات صاف ہو جائے۔ ہم رسول ﷺ کو دریافت کرتے ہوئے چلے ہم آپ ﷺ کو پہچانتے نہ تھے اور اب تک آپ کو ہم نے نہیں دیکھا تھا۔ ایک مکہ والے سے ملاقات ہوئی ہم نے اس سے رسول ﷺ کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے پوچھا کیا تم دونوں انھیں پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کیا عباسؓ کو پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں۔ اور ہم عباسؓ کو اس لیے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تجارت کے لیے ہمارے یہاں آیا کرتے تھے۔ اس نے کہا جب تم مسجد میں داخل ہو گے تو جو شخص عباس بن عبدالمطلب کے پاس بیٹھا ہوا ہے وہی رسول ﷺ ہیں۔ ہم مسجد میں آئے عباسؓ اور ان کے پاس رسول ﷺ تشریف فرما تھے۔ ہم سلام کر کے آپ کے پاس بیٹھ گئے۔ رسول ﷺ نے عباسؓ سے پوچھا ابوالفضل آپ انھیں جانتے ہیں؟ انھوں نے کہا جی ہاں یہ براء بن معرور اپنی قوم کے سردار ہیں اور یہ دوسرے کعب بن مالک ہیں۔ میں رسول ﷺ کے اس قول کو نہیں بھولونگا کہ آپ نے فرمایا شاعر! عباس نے کہا جی ہاں وہی، اب براء نے عرض کیا اے نبیؐ اسی سفر میں اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت فرمائی اور یہ بات میری سمجھ میں آئی کہ میں اس عمارت کی طرف اپنی پشت نہ کروں۔ اس لیے میں نے اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ میرے دوستوں اور رفیقوں نے اس بات میں میری مخالفت کی اس وجہ سے اس کے متعلق میرے دل میں خدشہ ہے۔ اب آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ رسول ﷺ نے فرمایا تم ایک قبلہ پر قائم تھے تم کو اسی پر قائم رہنا چاہیئے تھا۔ آپ ﷺ کے ارشاد سے براء پھر رسولؐ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے اور انھوں نے ہمارے ساتھ شام کی طرف نماز پڑھی۔

اگر چہ ان کے گھر والوں کا کہنا ہے کہ براء نے مرتے دم تک کعبہ کی طرف نماز پڑھی مگر یہ بات خلاف واقعہ ہے۔ ہم اس بات کو ان سے زیادہ جانتے ہیں۔

بیعتِ عقبہ ثانیہ

اب ہم حج کے لیے چلے اور ایام تشریق کے وسط میں ہم نے عقبہ میں رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا وعدہ کیا۔ حج سے فارغ ہو کر جب وہ رات آ گئی جس میں ہم نے آپ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا چونکہ ہمارے ساتھ ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے۔ ہم نے انھیں اس بات سے آگاہ کر دیا اب تک ہم اپنی اس بات کو اپنے ساتھی ہم قوم مشرکین سے چھپاتے تھے ہم نے ان سے گفتگو کی اور کہا ابو جابر تم ہمارے سرداروں میں ہو اور ہمارے اشراف ہو اور اسی وجہ سے ہم چاہتے ہیں کہ تم کو اس شرک کی گمراہی سے بچائیں، جس میں تم مبتلا ہو تا کہ کل قیامت میں دوزخ کے کندے نہ بنو۔ پھر ہم نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور بتایا کہ آج عقبہ میں ہمارا رسول ﷺ سے ملنے کا وعدہ ہے ۔ ابو جابر اسلام لے آئے اور ہمارے ساتھ عقبہ گئے۔ یہ نقیب تھے وہ رات ہم نے اپنی قوم کے ساتھ اپنی قیامگاہ میں بسر

کی جب ایک تہائی رات گذر گئی ہم حسب قرارداد رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اپنی فرودگاہوں سے خفیہ طور پر قدم دبا کر نہایت خاموشی کے ساتھ ایک ایک کر کے نکلے اور گھاٹی کے پاس والے درّے میں جمع ہوئے ہم ستر آدمی تھے ان میں دو عورتیں انھیں کی بیویاں تھیں ایک نسیبہ بنت کعب ام عمارہ یہ بنی مازن بن النجار کی بیویوں میں تھی۔ دوسری اسماء بنت عمرو بن عدی بنی سلمہ کی بیویوں میں سے تھی یہ ہی ام منیع ہے۔ ہم سب درّے میں جمع ہو کر رسول ﷺ کا انتظار کرنے لگے۔ آپ ﷺ تشریف لائے آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب تھے اگرچہ یہ اب تک اپنے قومی دین پر قائم تھے مگر وہ چاہتے تھے کہ اپنے بھتیجے کے کام میں شریک ہوں اور ان کے لیے پوری طرح اعتماد و اطمینان حاصل کرلیں۔

حضرت عباس کی تقریر

سب سے پہلے عباس نے گفتگو شروع کی اور کہا اے گروہ خزرج! (یاد رہے کہ عرب انصار کے اس قبیلہ کو چاہے خزرج ہوں یا اوس ایک ہی نام خزرج سے موسوم کرتے تھے) محمد ﷺ ہمارے ہیں تم بھی واقف ہو ہم نے ان کو اپنے ان قوم والوں سے جو میرے مسلک پر ہیں، بچایا ہے اپنی قوم کی وجہ سے ان کی خاص عزت و وقعت ہے۔ وہ اپنے وطن میں امن و حفاظت کے ساتھ ہیں۔ مگر اب وہ اس بات پر بالکل تل گئے ہیں کہ تمھارے یہاں جارہیں اور وہیں سکونت اختیار کرلیں اگر تم سمجھتے ہو کہ جس غرض سے تم نے ان کو دعوت دی ہے اسے پورا کرو گے اور ان کے مخالفین سے ان کی حفاظت کرو گے تو بے شک تم اس بار کو اٹھالو ورنہ اگر تم سمجھتے ہو کہ تمھارے یہاں چلے جانے کے بعد تم ان کا ساتھ چھوڑ دو گے اور ان کی حمایت سے دستبردار ہو جاؤ گے تو بہتر یہ ہے کہ اسی وقت ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ یہاں بھی اپنی قوم کی وجہ سے وہ معزز ہیں اور اپنے وطن میں بحفاظت واطمینان رہ رہے ہیں۔

ہم نے کہا جو کچھ آپ نے کہا ہم نے اسے سنا اب آپ (رسول ﷺ) فرمائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں بخدا آپ جو چاہیں اپنے لیے عہد و پیمان لے سکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا انصار سے عہد و پیمان

رسول ﷺ نے گفتگو شروع کی۔ پھر قرآن پڑھ کر سنایا اللہ کی دعوت دی اور اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی پھر فرمایا میں اس شرط پر تم سے بیعت لیتا ہوں کہ تم میری اس طرح حفاظت کرو گے جس طرح تم اپنی بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔

حضرت براء کا جواب

اس پر براء نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو بجا طور پر نبی مبعوث فرمایا ہے ہم آپ کی اس طرح حفاظت کریں گے جس طرح کہ ہم اپنے لباس کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس شرط پر ہم نے رسول ﷺ کی بیعت کی بخدا ہم جنگجو اور متحد گروہ ہیں اور یہ فخر ہم کو ورثہً اپنے بزرگوں سے ملتا رہا ہے

براء کی گفتگو جاری تھی کہ ان کی بات کاٹ کر ابوالہیثم بن تیہان بنی عبدالاشہل نے کہا اے رسول ﷺ! ہمارے اور یہودیوں کے درمیان جو تعلق ہے ہم اسے قطع کر دینے پر آمادہ ہیں اگر ہم نے ایسا کر دیا اور اللہ نے آپ ﷺ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا آپ ہمیں چھوڑ کر پھر اپنی قوم کے پاس چلے آئیں گے۔ رسول ﷺ نے تبسم فرمایا پھر کہا خون،

خون، بربادی بربادی میں تم سے اور تم مجھ سے ہو جس سے تم لڑو گے میں لڑونگا جس سے تم صلح کرو گے میں صلح کرونگا۔

نقباء کا تقرر

پھر آپ نے فرمایا تم اپنے میں سے بارہ نقیب مجھے دو کہ میں ان کو تمھاری قوم کی نگرانی اور سیاست کے لیے مقرر کردوں۔ چنانچہ انھوں نے بارہ نقیب جس میں نوخزرج اور تین اوس کے تھے منتخب کردیئے۔

رسول ﷺ نے ان نقیبوں سے فرمایا تم اپنی قوم کے وعدوں کے اسی طرح کفیل ہو جس طرح حواری عیسیٰ کے کفیل تھے اور اپنی قوم کا میں کفیل ہوں۔ انھوں نے کہا اچھی بات ہے ہم اسے قبول کرتے ہیں۔

عباس بن عبادہ کی تقریر

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب یہ سب جماعت رسول ﷺ کی بیعت کے لیے تیار ہوئی تو عباس بن عبادہ بن نضلتہ الانصاری نے جو بنی سالم بن عوف کے رشتہ دار تھے سب کو مخاطب کر کے کہا تم ان ذمہ واریوں کو اچھی طرح سمجھ گئے ہو جو ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی وجہ سے تم پر عائد ہونگی؟ انھوں نے کہا ہاں سمجھ گئے۔ اس نے کہا اس بیعت کے یہ معنی ہیں کہ تم کو تمام دنیا سے لڑنا پڑے گا سب تمھارے دشمن ہو جائیں گے تو اگر ان کی حمایت میں کسی مصیبت کی وجہ سے تمھاری دولت برباد ہو جائے اور تمھارے تمام سردار مارے جائیں اور پھر تم ان کا ساتھ چھوڑ دو تو اس وقت ایسا کرنے سے یہ بہتر ہے کہ اب ہی انکار کردو۔ کیونکہ اقرار کے بعد عدم ایفاء کی صورت میں دین و دنیا کی رسوائی ہے اور اگر تم ان تمام مصائب کے پیش آنے کے خطرے کے باوجود ایفائے عہد کے لیے آمادہ ہو تو بے شک ان کو اپنے ساتھ لے لو اس میں دین و دنیا دونوں کی بھلائی ہے۔ اس پر سب حاضرین نے کہا ہم مال و جان کی مصیبت کو برداشت کر کے آپ کو لیتے ہیں رسول ﷺ خود فرمائیں اگر ہم نے آپ کے ساتھ وفا کی ہمیں اس کا کیا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جنت سب نے کہا ہاتھ پھیلایئے آپ نے ہاتھ بڑھایا اور سب نے آپ کی بیعت کی راوی کا خیال ہے کہ عباس نے یہ تقریر صرف اس لیے کی تھی کہ رسول ﷺ کی حمایت اور دفاع کا عہد زیادہ پختگی سے ان کے ذمہ عائد ہو۔ مگر عبداللہ بن ابی بکر کا خیال ہے کہ عباس نے یہ تقریر اس لیے کی تھی کہ اس رات کو وہ لوگ آپ کی بیعت نہ کریں۔ انکی رائے یہ تھی کہ عبداللہ بن ابی بن سلول بھی اس عہد میں شریک ہو تو اس جماعت کی بات زیادہ قوی ہو جائے گی۔ مگر اللہ ہی ان کی نیت سے زیادہ واقف ہے کہ کیا تھی۔

سب سے پہلے کس نے بیعت کی؟

بنی النجار کا دعویٰ ہے کہ سب سے پہلے ابوامامہ اسعد بن زرارہ نے رسول ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کے لیے ہاتھ رکھا اور بنی عبدالاشہل کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ابوالہیثم بن تیہان نے بیعت کی۔

کعب بن مالک سے مروی ہے کہ سب سے پہلے اس موقع پر براء بن معرور نے رسول ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ رکھا اور بیعت کی اس کے بعد تمام جماعت نے متواتر بیعت کی جب ہم بیعت کر چکے تو میں نے ایسی بلند اور صاف آواز میں جو میں نے کبھی نہ سنی تھی گھاٹی کی چوٹی پر سے شیطان کو کہتے سنا اے اہل جبا! تم کو اس شخص کے ساتھ معاہدہ کرنے اور تبدیلی مذہب سے کیا فائدہ ہوگا ہوشیار ہو جاؤ قریش نے تم سے لڑنے کا تہیہ کرلیا ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا یہ دشمن خدا کیا بک رہا ہے۔ یہ اس گھاٹی کا بھوت ہے یہ شیطان ہے اے خدا کے دشمن سن لے میں بہت جلد اس

کام سے فارغ ہو کر تیری خبر لیتا ہوں۔ پھر آپ نے انصار سے کہا اب تم اپنی قیام گاہوں کو جاؤ۔ اس موقع پر عباس بن عبادہ بن نضلہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو واقعی نبی مبعوث فرمایا ہے۔ آپ کا حکم ہو تو ہم کل صبح ان لوگوں پر جو منیٰ میں ہیں، تلواروں سے حملہ کئے دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہمیں اس کا ابھی حکم نہیں دیا گیا ہے اس وقت تو تم اپنی قیامگاہوں کو چلے جاؤ۔

انصار کو قریش کی دھمکی

ہم اپنی خوابگاہوں میں واپس آ کر سو گئے۔ صبح کو قریش کے بیشتر اصحاب ہمارے پاس آئے اور انھوں نے کہا اے گروہ خزرج ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے اس شخص کے پاس گئے تھے اور تم اسے ہمارے مرضی کے خلاف یہاں سے لے جانا چاہتے ہو اور تم نے ہم سے لڑنے کے لیے اس کی بیعت کی ہے۔ حالانکہ بخدا تمام قبائل عرب میں اس بات کے لیے کہ وہ ہم میں اور ان میں جنگ کرادے تم سے زیادہ کوئی ہمارے نزدیک ناپسندیدہ نہیں۔ اس پر ہماری قوم کے جو مشرک ہمارے ساتھ آئے تھے چونک پڑے اور انھوں نے خدا کی قسم کہا کر کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوا ہے اور ہم اس سے بالکل بے خبر ہیں۔ اور ان کی بات ٹھیک بھی تھی کیونکہ واقعی ان کو کچھ معلوم نہ تھا۔ خود ہم میں سے ایک نے دوسرے کو دیکھنا شروع کیا اتنے میں قریش اٹھ کھڑے ہوئے ان میں حارث بن ہشام بن المغیرہ المخزومی بھی تھا وہ نئے جوتے پہنے تھا۔ میں نے اپنی قوم کی کہی ہوئی بات میں شرکت کے لیے یہ بات کہی کہ اے ابو جابر تم بھی ہمارے سردار ہو کیا تم اس قریشی کے ایسے جوتے نہیں خرید سکتے۔ حارث نے یہ بات سن پائی اس نے وہ جوتے پاؤں سے نکال کر میری طرف پھینکے اور کہا کہ بخدا اب تم کو یہ پہننا پڑیں گے۔ ابو جابر نے مجھ سے کہا ذرا خاموش رہو تم نے اسے ناراض کر دیا اس کے جوتے واپس دیدو۔ میں نے کہا ہرگز نہیں یہ تو ہمارے لیے اچھی فال ہے اگر یہ پوری ہوئی تو دیکھنا کہ قتل کے بعد میں اس کے لباس اور اسلحہ کو اتار دونگا۔

عقبہ کے متعلق یہ مذکورہ بالا بیان کعب بن مالک کا ہے۔

ابو جعفر کہتے ہیں اور ابن اسحٰق کے علاوہ دوسروں نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ انصار ذی الحجہ میں بیعت کے لیے رسول ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ان کے جانے کے بعد اس سال کے ذی الحجہ کا بقیہ زمانہ، محرم اور صفر رسول اللہ مکہ میں رہے۔ ربیع الاول میں آپ ہجرت کر کے مدینہ روانہ ہوئے۔ اور پیر کے روز ۱۲ ربیع الاول کو آپ مدینہ پہنچے۔

ہجرت

انصار مدینہ کے ساتھ کفار مکہ کی بدسلوکی

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی ہجرت مدینہ سے پہلے جب مہاجرین حبشہ میں سے کچھ لوگ مکہ آگئے اور یہاں بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا اور مدینہ میں بہت سے انصار اسلام لے آئے اور وہاں اسلام اچھی طرح پھیل گیا اور مدینے والے مکہ میں رسول ﷺ کی خدمت میں آنے لگے تو قریش نے آپس میں یہ طے کیا کہ ان کو ستائیں اور حملہ کریں۔ چنانچہ انھوں نے انصار کو پکڑ لیا اور پریشان کرنے لگے۔ اس سے انصار کو بڑی تکلیف اور

اذیت ہوئی۔ یہ آخری مصیبت تھی جو مسلمانوں کو اٹھانا پڑی۔ دو وقت بڑے مصیبت کے آئے ایک اس وقت جبکہ رسول ﷺ نے مجبور ہو کر مسلمانوں کو ہجرت کر کے حبشہ جانے کی اجازت دی اور ایک اب جبکہ انھوں نے حبشہ واپس آ کر اہل مدینہ کو رسول ﷺ کی خدمت میں آتا دیکھا۔ اور اس وجہ سے ان کو ستایا گیا۔ اسی کے بعد مدینہ کے ستر نقیب جو وہاں کے مسلمانوں کے سردار تھے حج کے زمانہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے عقبہ میں آپ کی بیعت کی اور اس شرط پر کہ ہم اور آپ ایک ہیں۔ اگر آپ یا آپ کے صحابہ میں سے جو ہمارے یہاں چلا آئے گا ہم اس کی اپنی جانوں کی طرح حفاظت و مدافعت کریں گے۔ انھوں نے آپ سے عہد و پیمان کیے اس وقت پھر قریش نے مسلمانوں پر سختیاں شروع کیں اور رسولؐ نے اپنے صحابہ کو مدینہ ہجرت کا حکم دیدیا۔ یہ دوسرا فتنہ ہے جس میں آپ نے اپنے صحابہ کو مدینہ بھیجا اور خود آپ بھی مکہ سے نکل کھڑے ہوئے اسی کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں

وقاتلوهم حتى لاتكون فتنة ويكون الدين كله لله

تم ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور سب اللہ کے مطیع ہو جائیں۔

کفار مکہ کا حضرت سعد بن عبادہ پر تشدد

عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ قریش عبداللہ بن ابی بن سلول کے پاس گئے اور اس سے وہی کہا جسے کعب بن مالک نے بیان کیا ہے۔ اس نے قریش سے کہا یہ تو بڑی بات ہے میں نہیں سمجھتا کہ میرے بغیر میری قوم نے ایسا کیا ہے۔ مجھے اس کی کچھ خبر نہیں۔ اس جواب پر قریش واپس چلے گئے سب لوگ منیٰ سے اپنی اپنی منزل کو روانہ ہو گئے۔ مگر قریش نے اس خبر کی تحقیق کی تو ان کو معلوم ہوا کہ وہ بالکل سچ تھی۔ اب وہ خزرج کے تعاقب میں چلے انھوں نے بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کے قریبی عزیز سعد بن عبادہ اور منذر بن عمر کو حاجر میں جا پکڑا۔ منذر ان کی گرفت سے نکل گئے مگر سعد کو انھوں نے پکڑ لیا اور انھی کے کجاوے کے تسموں سے ان کی مشکیں باندھ کر مارتے ہوئے اور سر کے بالوں سے جو بڑے بڑے تھے، گھسیٹتے ہوئے مکہ لے آئے۔

حارث اور امیہ کا سعد کو رہائی دلانا

سعد سے مروی ہے کہ میں ان کے ہاتھوں میں جکڑا ہوا تھا کہ قریش کے چند آدمی وہاں آئے ان میں ایک نہایت حسین، وجیہ گورے رنگ کا مقبول صورت شخص بھی تھا میں نے اپنے دل میں کہا اگر اس ساری جماعت میں کوئی بھی بھلا آدمی ہو سکتا ہے تو یہ شخص ہو سکتا ہے۔

مگر میرے قریب آ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے مجھے نہایت سخت تھپڑ مارا میں نے دل میں کہا جب اس کا یہ حال ہے تو دوسروں سے کیا بھلائی کی امید کی جا سکتی ہے۔ مجھے پکڑ کر وہ گھسیٹتے ہوئے جا رہے تھے کہ ان میں ایک شخص نے موقع پا کر میرے قریب آ کر کہا کیا کسی قریشی سے رسم اور دوستی نہیں ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ میں اپنے وطن میں جبیر بن مطعم بن عدی بن عبد مناف کے کارندوں کو جو تجارت کے لئے وہاں آتے پناہ دیتا تھا اور کسی کو ان پر زیادتی نہیں کرنے دیتا تھا اور حارث بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف سے بھی میرا یہی سلوک تھا۔ اس شخص نے کہا پھر کیا ہے تم ان دونوں کے نام بلند آواز سے لو اور اپنے مراسم کا اظہار کرو۔

میں نے اس کی تجویز پر عمل کیا وہ شخص ان دونوں کی تلاش میں چلا گیا اور وہ اسے کعبہ کے پاس مسجد حرام میں

مل گئے۔ اس نے ان سے کہا کہ ایک خزرجی کو ابطح میں پیٹا جا رہا ہے اور وہ تمھاری دہائی دے رہا ہے اور کہتا ہے کہ تمھارے اس سے خاص مراسم ہیں۔ انھوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ اس شخص نے کہا سعد بن عبادہ۔ وہ دونوں کہنے لگے بے شک وہ سچا ہے وہ اپنے وطن میں ہمارے تجارتی کارندوں کو پناہ دیتا تھا اور ان کو ظلم سے بچاتا تھا۔ وہ دونوں ابطح آئے اور انھوں نے سعد کو قریش کے ہاتھوں سے چھڑا لیا اور سعد اپنی راہ چل دیئے۔ جس شخص نے ان کے تھپڑ مارے تھے وہ بنی عامر بن لوئی کا عزیز سہیل بن عمرو تھا۔

انصار کا اعلانیہ اظہار اسلام

مدینہ آ کر انصار نے علانیہ طور پر اسلام کا اظہار کر دیا ان کی قوم میں اب تک کچھ بڈھے مشرک چلے آتے تھے ان میں عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بھی تھا۔ مگر اس کا بیٹا معاذ بن عمرو اپنی قوم کے دوسرے جوانوں کے ساتھ عقبہ میں شریک اور رسول ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر چکا تھا۔ عقبہ میں دو مرتبہ بیعت ہوئی۔ پہلی بیعت التوائے جنگ کے ساتھ تھی جیسا کہ عبادہ بن الصامت کی روایت سے ظاہر ہو چکا ہے اور دوسری بیعت کالے گوروں سے جنگ کی شرط پر ہوئی۔ کیونکہ اب اللہ نے کفار سے جہاد کی اجازت دیدی تھی جیسا کہ عروہ بن الزبیر کی روایت سے ظاہر ہے۔

عبادہ بن الصامت سے جو نقیبوں میں تھے مروی ہے کہ دوسری مرتبہ ہم نے جنگ کی شرط پر رسول اللہ کی بیعت کی۔ یہ عبادہ ان بارہ آدمیوں میں تھے جنھوں نے عقبہ اولیٰ میں رسول ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت

جب اللہ عزوجل نے اپنے رسول کو لڑائی کی اجازت ان آیات سے دی

وقاتلوهم حتى لاتكون فتنة ويكون الدين كله لله

اور انصار نے سابقہ بیان کے مطابق آپ کی بیعت کر لی آپ نے ان مسلمان صحابہ کو جو آپ کے ساتھ مکہ میں تھے اجازت مرحمت فرمائی کہ وہ ہجرت کر کے اپنے بھائیوں کے پاس مدینہ چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے ان کو تمھارا بھائی بنایا ہے اور مدینہ کو تمھارے لیے جائے امان اس اجازت کے بعد مسلمان رفتہ رفتہ مدینہ جانے لگے مگر خود رسول اللہ مکہ میں رہے اور انتظار کرنے لگے کہ جب آپ کے رب کے پاس سے ان کو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانے کی اجازت ملے تو خود جائیں

مدینہ کے سب سے پہلے مہاجر

صحابہ میں سے قبیلہ قریش کے خاندان بنی مخزوم میں سے سب سے پہلے ابوسلمہ بن الاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے سب سے پہلے مدینہ ہجرت کی۔ یہ اصحاب عقبہ کی بیعت سے ایک سال قبل مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے۔ یہ حبشہ سے رسولؐ کے پاس مکہ آئے جب قریش نے ان کو ستایا اور ان کو انصار کے اسلام لے آنے کی خبر ہوئی تو ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔ ان کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے عامر بن ربیعہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب کے ساتھ مدینہ آئے۔ پھر عبداللہ بن جحش بن رباب اور ابواحمد بن جحش مدینہ آئے آخر الذکر نابینا تھے۔ مگر اس کے باوجود مکہ کے اونچے اور نشیبی علاقوں میں رہبر کے بغیر پھرا کرتے تھے۔

عام مسلمانوں کی ہجرت

ان کے بعد پھر تو رفتہ رفتہ مسلسل اصحاب رسولؐ مدینہ جانے لگے مگر خود آپ مہاجرین صحابہ کے چلے جانے کے بعد بھی اللہ کی اجازت کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔علی بن ابی طالب اور ابوبکر بن ابی قحافہ کے علاوہ اور جو مہاجرین مکہ میں رہ گئے تھے ان کو قریش نے یا تو گرفتار کر کے قید کر دیا تھا یا ان کو سخت مصیبت میں مبتلا کیا تھا۔ابوبکر نے بار بار رسول ﷺ سے ہجرت کی اجازت مانگی مگر آپ نے فرمایا جلدی نہ کرو شاید اللہ تمھارا کوئی اور ساتھی بھی کر دے اس بات سے ابوبکر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ شاید خود رسول ﷺ ہی ساتھی ہوں۔

قریشِ مکہ کا دارلندوہ میں اجتماع اور رسول ﷺ کے قتل کی سازش

قریش نے جب دیکھا کہ ان کے ملک کے علاوہ دوسرے ملک میں رسول ﷺ کے بہت سے پیروکار اور ساتھی پیدا ہو گئے ہیں،اور مہاجرین ان کے پاس چلے جا رہے ہیں تو ان کو محسوس ہوا کہ مسلمانوں کو اچھی پناہ گاہ مل گئی ہے جہاں ان کا قابو نہیں چل سکتا۔اب ان کو خود رسول ﷺ کے مکہ سے چلے جانے کا خوف دامن گیر ہوا اور یہ بات بھی ان کو معلوم ہو گئی کہ آپ نے مدینہ جا کر قریش سے لڑائی کا تہیہ کر لیا ہے۔قریش اس صورتحال پر غور کرنے کے لیے اپنی مجلس میں جو قصی بن کلاب کا گھر تھا اور جہاں مشورہ کیے بغیر وہ کوئی معاملہ طے نہیں کرتے تھے،جمع ہوئے تاکہ رسول ﷺ کے معاملہ پر باہم مشورہ کریں۔اس کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب قریش نے رسول ﷺ کے معاملہ پر اپنی قومی مجلس میں جمع ہو کر مشورہ اور تصفیہ کرنے کا فیصلہ کر لیا وہ مقررہ دن میں جو زحمہ تھا صبح کو وہاں جمع ہوئے۔

ابلیس کی شرکت

ابلیس ایک بڑے بزرگ شیخ کی شکل میں سر پر ایک پرانا کپڑا ڈالے سامنے آیا اور مجلس کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔قریش نے اسے دروازہ پر کھڑا دیکھ کر پوچھا تم کون ہو؟اس نے کہا میں نجد کا ایک شیخ ہوں جس کام کے لیے تم جمع ہوئے ہو مجھے بھی اسی کی اطلاع ہوئی تو آ گیا ہوں۔تاکہ تمھاری گفتگو سنوں۔شاید میں بھی کوئی عمدہ مشورہ یا نصیحت کی صلاح دے سکوں۔قریش نے کہا بہتر ہے آیئے۔وہ بھی ان کے ساتھ مجلس میں آیا۔

مشورہ میں شریک سردارانِ قریش کے اسماء

وہاں قریش کے تمام شرفاء بلا استثناء جمع تھے۔ان کے ہر قبیلہ کے عمائدین موجود تھے بنی عبدشمس میں سے ربیعہ کے بیٹے شیبہ اور عتبہ تھے اور ابوسفیان بن حرب تھا۔بنی نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی۔جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر بن نوفل تھے۔بنی عبدالدار بن قصی میں سے نصر بن حارث بن کلدہ تھا۔بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے ابوالبختر بن ہشام،زمعہ بن الاسود بن المطلب اور حکیم بن حرام تھے۔بنی مخزوم میں سے ابوجہل بن ہشام۔بنی سہم میں سے حجاج کے بیٹے نبیہہ اور منبھ۔بنی جمح میں سے امیہ بن خلف تھا۔ان کے علاوہ اور بہت سے بیشمار قریش اور دوسرے لوگ جمع تھے۔

حضور کے خلاف مختلف تجاویز

اب گفتگو شروع ہوئی کسی نے کہا اس شخص کی حالت سے تم سب واقف ہو۔ہمیں اس بات کا بھی خطرہ ہو گیا

ہے کہ کہیں یہ اچانک ہمارے اغیار کو لے کر جو اس کے پیرو ہیں، ہم پر حملہ نہ کر دے۔ لہٰذا اب کیا ہونا چاہیے اس کا تصفیہ کیجیے۔ اس پر مشورہ ہونے لگا کسی نے کہا اسے بیڑیاں پہنا کر قید کر دو اور اوپر سے دروازہ سیل کر دو۔ اور اسی حالت میں اس کے لیے موت کا انتظار کرو۔ آخر اس جیسے دوسرے شعراء زہیر اور نابغہ وغیرہ کو موت آئی اسے بھی آئے گی۔

ابلیس کا مشورہ

شیخ نجدی نے کہا بخدا میری رائے یہ نہیں اگر اس طرح تم قید کر دو گے اس کی اطلاع ضرور اس کے دوستوں اور پیرووں کو ہو جائے گی وہ تم پر حملہ کر کے اسے چھڑا لیں گے اور پھر اس طرح تم پر امڈ آئیں گے کہ تمھارے یہ تمام منصوبے خاک میں مل جائیں گے۔ یہ رائے مناسب نہیں کوئی اور بات سوچو۔ اب پھر مشاورت ہونے لگی ایک نے کہا اسے یہاں سے شہر بدر کیے دیتے ہیں۔ جب وہ ہمارے یہاں سے چلا جائے تو پھر ہمیں اس کی پرواہ نہیں کہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ ہمیں اس کی اذیت سے فراغت اور اس کی طرف سے اطمینان ہو جائے گا۔ اور ہماری بات پھر حسب سابق بن آئے گی۔ شیخ نجدی نے کہا بخدا یہ ہرگز تمھارے لیے مفید مشورہ نہیں تم اس کی شیریں گفتاری، سحر بیانی اور قلوب کو موہ لینے کی قوتِ تسخیر سے واقف نہیں ہو۔ اگر تم نے اس رائے پر عمل کیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ عرب کے کسی بڑے قبیلہ کے پاس چلا جائے گا اور اپنی سحر بیانی اور شیریں کلامی سے ان کو مسخر کر لے گا۔ وہ تمھارے مقابلہ پر اس کے ساتھ ہو جائیں گے پھر ان کو لے کر تم پر چڑھ آئے گا تم کو پامال کر دے گا تمھاری حکومت چھین لے گا اور پھر جو چاہے گا تم سے سلوک کرے گا اس معاملہ پر پھر مشورہ کرو اور کوئی دوسری تجویز سوچو۔

دشمنِ خدا ابوجہل کی رائے

ابوجہل بن ہشام نے کہا کہ ایک ایسی بات میری سمجھ میں آئی ہے جس پر اب تک تم میں سے کسی کا خیال نہیں گیا حاضرین مجلس نے کہا ابوالحکم بیان کرو کیا بات ہے؟ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ تم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک نہایت دلیر نجیب اور شریف جوان مرد کا انتخاب کر لو۔ پھر ان جوانمردوں میں سے ہر ایک کو ہم ایک شمشیر براں دیں۔ یہ جماعت اس کے پاس جائے اور سب مل کر ایک وار میں اس کا کام تمام کر دیں۔ اس طرح ہم کو ہمیشہ کے لیے اس کی طرف سے چین نصیب ہو جائے گا۔ اور چونکہ ایک جماعت بیک وقت اسے قتل کرے گی اس لیے اس کا قصاص تمام قبائل کے ذمے ہوگا۔ کسی ایک کے ذمہ نہ رہے گا اور بنو عبد مناف میں پھر یہ قدرت نہ ہوگی کہ اس کے لیے سب قبیلوں سے لڑیں لامحالہ دیت قبول کرنے پر مجبور ہوں گے۔ ہم خوشی سے اس کا خون بہا سب کی طرف سے ادا کر دیں گے۔ شیخ نجدی نے کہا بے شک یہ شخص صائب الرائے ہے اس کی رائے قابل عمل ہے اس کے علاوہ اور کوئی بات تمھارے لیے مفید نہیں۔ اس فیصلہ پر مجلس برخاست ہوگئی۔

آنحضرت ﷺ کو راتوں رات ہجرت کا حکم

حضرت جبریئل نے رسول ﷺ سے آ کر کہا کہ آپ آج رات اپنے اس بستر پر جس پر آپ معمولاً استراحت فرماتے ہیں، نہ سوئیں۔

چنانچہ طے شدہ منصوبے کے مطابق عشاء کے بعد کفار آپ کے دروازہ پر جمع ہوئے اور اس تاک میں لگ گئے کہ جب آپ ﷺ سو جائیں تو وہ حملہ کر کے آپ کو ختم کر دیں۔ رسول ﷺ نے جب دیکھا کہ کفار آ گئے ہیں انھوں

نے علی بن ابی طالب سے کہا کہ تم میری سبز حضرمی اونی چادر اوڑھ لو اور میرے بستر پر سو جاؤ تم کو ان کی طرف سے کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ رسول ﷺ جب سوتے تھے تو ہمیشہ اسی چادر کو اوڑھتے تھے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس قصہ میں اس مقام پر بعض راویوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے علی بن ابی طالب سے یہ بھی کہا کہ اگر ابن ابی قحافہ تمھارے پاس آئیں تو اس سے کہہ دینا کہ میں جبل ثور جاتا ہوں تم میرے پاس آ جاؤ۔ تم مجھے کھانا بھی بھیجنا۔ کرایہ کا ایک راہنما بھیجنا جو مجھے مدینہ کے راستے لے جائے اور ایک اونٹنی بھی میرے لیے خرید لینا۔ یہ ہدایات دے کر رسول ﷺ تشریف لے گئے جو لوگ آپؐ کے انتظار میں چھپے بیٹھے تھے ان کی آنکھیں پٹ کر دی گئی تھیں ان کو کچھ نظر نہیں آیا اور آپ ﷺ ان کے سامنے سے نکل گئے۔

کفار کا ہاتھ ملتے رہ جانا

محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ اس غرض سے جو لوگ جمع ہوئے تھے ان میں ابو جہل بن ہشام بھی تھا۔ یہ سب رسول ﷺ کے دروازے پر جمع تھے ابو جہل نے اس وقت ان سے کہا کہ محمدؐ یہ دعوی کرتے ہیں کہ اگر تم ان کی بات مان کر ان کے پیرو ہو جاؤ تو عرب اور عجم کے مالک ہو جاؤ گے۔ اور مرنے کے بعد پھر زندہ کئے جاؤ گے اور تم کو اردن کے ایسے باغ دیئے جائیں گے اور اگر تم میری بات نہ مانو گے تو ذبح کر دیئے جاؤ گے اور مرنے کے بعد زندہ کئے جاؤ گے اور پھر تم کو آگ میں جلایا جائے گا۔ اتنے میں رسول ﷺ برآمد ہوئے آپؐ نے ایک مٹھی مٹی اٹھائی اور پھر کہا ہاں میں یہ کہتا ہوں اور جو آگ میں جلائے جائیں گے ان میں سے ایک تو ہے

اللہ تعالیٰ نے ان کو اندھا کر دیا آپ ﷺ ان کو نظر نہیں آئے۔ آپ ﷺ اس مٹی کو ان کے سروں پر ڈالنے لگے اور آیات تلاوت کرتے جاتے تھے۔

یس والقران الحکیم. انک لمن المرسلین. علی صراط مستقیم. " سے "
وجعلنامن بین ایدیھم سدا ومن خلفھم سدا فاغشینا ھم فھم لایبصرون"
تک۔

(یس قسم ہے قرآن کی جو حکمت سے معمور ہے۔ بلاشبہ تم مرسل ہو اور سیدھے راستے پر ہو)
(اور ہم نے ان کے سامنے اور عقب سے ایک دیوار حائل کر دی اور پھر ان کو بند کر دیا کہ وہ کچھ نہیں دیکھ پاتے تھے)

جب آپ ان آیتوں کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ تھا کہ آپ ﷺ نے اس کے سر پر مٹی نہ ڈال دی ہو۔ پھر آپ ﷺ جہاں جانا چاہتے تھے چلے گئے۔ کسی دوسرے ایسے شخص نے جو ان لوگوں کے ساتھ نہ تھا آ کر ان سے کہا کہ تم یہاں کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ کا اس نے کہا اللہ نے تمھارے منصوبے خاک میں ملا دیئے۔ محمدؐ تو تمھارے سامنے سے چلے گئے اور انھوں نے تم میں ہر شخص کے سر پر مٹی بھی ڈال دی۔ وہ اپنی راہ لے گئے۔ تمھیں کچھ خبر ہے کہ تمھارے سروں پر کیا ہے۔ ہر ایک نے ہاتھ لگا کر سر دیکھا اس پر مٹی ملی۔ اب انھوں نے تاک جھانک شروع کی اندر دیکھا کہ علیؓ رسول ﷺ کی چادر تانے بستر پر سو رہے ہیں، کہنے لگے کہ ضرور یہ محمدؐ ہے جو اپنی چادر اوڑھے سو رہا ہے۔ صبح تک وہ وہیں کھڑے انتظار کرتے رہے۔ صبح کو علیؓ بستر پر سے اٹھے اب ان کو معلوم ہوا کہ جو بات ان سے کہی گئی تھی وہ سچ تھی۔

ہجرت کے دن جو قرآنی آیات نازل ہوئیں

اس دن جو قرآنی آیات نازل ہوئیں ان میں یہ آیت بھی تھی۔

واذیمکر بک الذین کفرو لیثبتوک اویقتلوک اویخرجوک ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین

(اور جب کفار نے تمھارے ساتھ یہ چال کی کہ وہ تم کو روک لیں یا قتل کردیں یا علاقہ بدر کردیں ،وہ چال چلتے ہیں اور اللہ بھی چال کرتا ہے اور اللہ بہتر چال چلنے والا ہے)

اور اللہ کا یہ فرمان بھی نازل ہوا۔

ام یقولون شاعر نتربص به ریب المنون قل تربصو افانی معکم من المتربصین

(کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے جس کی موت کا ہمیں انتظار ہے کہہ دو انتظار کرو میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرتا ہوں)

حضور کی دورانِ ہجرت مشقت و تکالیف

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابوبکرؓ علیؓ کے پاس آئے اور ان سے نبی ﷺ کے بارے میں دریافت کیا۔ علیؓ نے کہا کہ وہ غار ثور چلے گئے ہیں تم چاہو تو وہاں ان کے پاس چلے جاؤ۔ ابوبکرؓ تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے رسول ﷺ کے پیچھے چلے اور راستہ ہی میں آپ کے ساتھ آملے۔ رسول ﷺ نے رات کی تاریکی میں ابوبکرؓ کی چاپ سنی۔ آپ ﷺ نے سمجھا کہ کوئی مشرک آرہا ہے اس خیال سے آپ قدم بڑھا کر نہایت سرعت سے چلنے لگے جس سے آپ کے جوتے کا اگلا حصہ پھٹ گیا اور ایک پتھر کو ٹھوکر لگنے سے پاؤں مبارک کا انگوٹھا زخمی ہوا جس سے بہت زیادہ خون بہنے لگا اور اب آپ نے رفتار میں اور تیزی کردی۔ ابوبکر کے دل میں خیال آیا کہ اس طرح میرے تعاقب سے آپ کو تکلیف ہوگی انھوں نے بلند آواز میں آپ کو مخاطب کیا رسول ؐ نے ان کو پہچان لیا اور کھڑے ہوگئے۔ جب وہ آپ ﷺ کے پاس آگئے تو پھر دونوں چلے رسول ﷺ کا تمام پاؤں خون سے بھر گیا تھا اسی طرح صبح ہوتے ہوتے آپ غار ثور پہنچے اور اسکے اندر چلے گئے۔

دشمنانِ رسول کا ہاتھ ملتے رہ جانا

دوسری طرف صبح کے وقت وہ مشرک جو آپ کی تاک میں تھے آپ کے گھر میں گھسے۔ حضرت علیؓ بستر پر سے اٹھ کھڑے ہوئے قریب جا کر انھوں نے پہچانا کہ یہ علیؓ ہیں۔ انھوں نے پوچھا کہ تمھارے صاحب کہاں ہیں؟ علیؓ نے کہا میں نہیں جانتا کیا میں ان کا پاسبان تھا کہ نگرانی کرتا تم نے ان سے کہا تھا کہ یہاں سے چلے جاؤ وہ چلے گئے۔ مشرکین نے ان کو خوب ڈانٹا، مارا اور مسجد لے جا کر تھوڑی دیر قید رکھا اور پھر چھوڑ دیا۔ اللہ نے اپنے رسول کو ان کی سازش سے بچالیا اور اسی کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں

واذیمکر بک الذین کفرو لیثبتوک اویقتلوک اویخرجوک ویمکرون

ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین

(اور جب کفار نے تمھارے ساتھ یہ چال کی کہ وہ تم کو روک لیں یا قتل کردیں یا علاقہ بدر کردیں، وہ چال چلتے ہیں اور اللہ بھی چال کرتا ہے اور اللہ بہتر چال چلنے والا ہے)

اب اللہ نے رسول ﷺ کو ہجرت کی اجازت دے دی۔

حضور کی ہجرت اور ابوبکرؓ کی رفاقت کا حال

عروہ سے مروی ہے کہ جب صحابہ مدینہ روانہ ہوئے تو قبل اس کے کہ خود رسولؐ جائیں اور قبل اسکے کہ وہ آیت نازل ہو جس میں مسلمانوں کو قتال کا حکم دیا گیا ابوبکرؓ نے آپ سے مدینہ جانے کی اجازت مانگی اس سے پہلے جب آپ کے صحابہ مدینہ جارہے تھے آپ نے ابوبکر کو جانے کی اجازت نہیں دی تھی اور اس وقت بھی ان کو روک دیا اور فرمایا میرا انتظار کرو ممکن ہے کہ مجھے بھی یہاں سے چلے جانے کی اجازت ہو جائے۔ ابوبکرؓ نے صحابہ کے ساتھ مدینہ جانے کے لیے دو اونٹنیاں خرید لی تھیں۔ جب رسول نے ان سے کہا کہ میرا انتظار کرو کیونکہ مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے بھی جانے کی اجازت دیدے گا انھوں نے ان اونٹنیوں کو اپنے پاس ہی رہنے دیا اور خود رسول کی معیت اور رفاقت کے انتظار میں ان کو خوب چرا کر موٹا کرلیا مگر جب روانگی کے انتظار میں بہت تاخیر ہوگئی حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپ کو امید ہے کہ آپ کو اجازت مل جائے گی؟ رسول ﷺ نے فرمایا ہاں اس بات کو بھی بہت دن گذر گئے۔

اس کے متعلق حضرت عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ایک دن ظہر کے وقت ہم اپنے گھر میں تھے اور ابوبکرؓ کے پاس سوائے ان کی دو بیٹیوں میرے اور اسماء کے کوئی اور نہ تھا کہ ٹھیک دوپہر کے وقت رسول ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے۔ آپ ﷺ روزانہ بلاناغہ صبح یا شام ہمارے گھر آیا کرتے تھے۔ ابوبکرؓ نے آپ ﷺ کو اس وقت آتا دیکھ کر کہا کہ اے نبی اللہ ﷺ ضرور کوئی بات ہے جس کے لیے آپ ﷺ نے اس وقت زحمت گوارا فرمائی ہے۔ اندر آ کر آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ جو ہو یہاں سے اسے ہٹا دو۔ ابوبکرؓ نے کہا یہاں کوئی مخبر نہیں ہے یہ دونوں میری بیٹیاں ہیں۔ رسولؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مدینہ جانے کی اجازت دیدی ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا تو مجھے رفاقت کا شرف عطا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم میرے ساتھ چلنا ابوبکرؓ نے کہا آپ میری اونٹنیوں میں سے ایک لے لیجئے۔ یہ دونوں وہی اونٹنیاں تھی جن کو وہ اسی غرض کے لیے چرا کر تیار کررہے تھے تاکہ جب رسول ﷺ کو جانے کی اجازت ہو انھیں پر سوار ہوں۔ ابوبکرؓ نے ان میں سے ایک آپ ﷺ کو دی اور کہا رسول ﷺ اسے قبول فرمائے اور اسی پر آپ ﷺ سفر کریں آپؐ نے فرمایا اچھا ہم نے قیمۃً اسے لے لیا۔

عامرؓ بن فہیرہ

عامر بن فہیرہ ابوبکرؓ کے ایک آزاد کردہ غلام تھے یہ ابوالحارث بن الطفیل۔ سخیل بن عبداللہ مغصہ کا جو عائشہ بنت ابی بکرؓ، عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کا اخیافی بھائی تھا، پروردہ تھا۔ عامر بن فہیرہ مسلمان ہوگیا یہ اب تک غلام تھا۔ ابوبکرؓ نے اسے خرید کر آزاد کردیا۔ یہ نہایت مخلص مسلمان تھا۔

رسول ﷺ اور ابوبکرؓ مکہ سے چل نکلے۔ ابوبکرؓ کا بکریوں کا ایک گلہ تھا جسے عامر چرایا کرتے تھے اور شام کو ابوبکرؓ کے گھر لے آتے تھے۔ ابوبکرؓ نے انھیں گلہ کے ساتھ جبل ثور بھیج دیا۔ عامر ان بکریوں کو شام کے وقت رسول ﷺ کے پاس غار ثور میں لے جاتے۔ یہی وہ غار ہے جس کا ذکر اللہ نے قرآن میں کیا ہے۔ اس کے بعد ان دونوں

حضرات نے بنی عبد بن عدی کے قبیلہ بن سہم کے خاندان عاص بن وائل کے ایک شخص کو جو قریش کا حلیف اور اب تک مشرک تھا، مگر جسے انھوں نے راستے سے واقفیت کی وجہ سے اس کے لیے اجرت پر مقرر کرلیا تھا، اپنی سواریوں پر روانہ کردیا۔ جن راتوں میں یہ دونوں حضرات غار ثور میں مقیم رہے۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ رات کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مکہ کی تمام خبریں ان سے بیان کرتے اور پھر صبح کو مکہ میں آجاتے۔ عامر روزانہ سرشام بکریوں کا گلہ ان دونوں حضرات کے پاس لے جاتے وہ اس کا دودھ دوہ لیتے اور عامر تڑکے گلہ کو لے کر وہاں سے نکل کھڑے ہوتے اور صبح ہوتے دوسروں لوگوں کے گلوں میں آملتے۔ اس ترکیب سے کسی کو ان کے متعلق شبہ ہی پیدا نہ ہوا۔ جب سب ان کی جانب سے خاموش ہورہے اور ان حضرات کو اس کی اطلاع ہوئی تو ان کا اونٹ والا اونٹ لے کر ان کے پاس آیا اور اب یہ یہاں سے مدینہ روانہ ہوئے۔ عامر بن فہیرہ کو بھی ابوبکرؓ نے راستے میں خدمت گزاری اور مدد کے لیے اپنے ساتھ رکھ لیا۔ اس سفر میں سوائے اس عامر بن فہیرہ اور بنی عدی کے اس راہنما کے اور کوئی نہ تھا۔

شاہراہ ہجرت

وہ مکہ کے پست حصے سے ان کو نکال لے گیا۔ پھر وہ ان کو عسفان کے پستی میں ساحل سمندر کے مقابل لے آیا یہاں سے بڑھ کر قدید گذر جانے کے بعد اب وہ پھر ان صاحبوں کو عام راستے کے قریب لے آیا پھر خرار ہوتا ہوا مرہ کے درے پر سے گذرا۔ یہاں سے اس نے عمق اور روحاء کے راستوں کے درمیان والا مدلجہ والا راستہ اختیار کیا اس کے بعد اس نے عرج کا راستہ پکڑا اور رکوبہ کی داہنے جانب غابر نامی چشمہ پر سے گذر کر بطن رئم کے سامنے سے ہوتا ہوا دو پہر سے قبل مدینہ میں بنی عمرو بن عوف کے مکانات کو آ گیا۔ صرف دو روز رسول ﷺ نے انکے یہاں قیام کیا مگر خود یہ لوگ مدعی ہیں کہ آپ نے اس سے زیادہ ان کے پاس قیام فرمایا ہے۔ اس کے بعد پھر اس نے آپ ﷺ کی سواری کی مہار ہاتھ میں لے لی اور خود اس کے آگے ہوا، اونٹ اس کے پیچھے ہولیا۔ اسی طرح اب وہ بنی النجار کے محلہ میں آیا یہاں ان کو رسول ﷺ نے اونٹ کے ایک اصطبل کا، جو ان کے گھروں کے درمیان تھا پتہ بتلایا۔

ابوبکرؓ کا رفاقت حضور ﷺ پر فرط مسرت سے گریہ

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ بلاناغہ روزانہ صبح یا شام ابوبکرؓ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ جس روز اللہ نے آپ کو ہجرت کی اجازت دی آپ اس روز ٹھیک دوپہر میں ایسے وقت ہمارے یہاں تشریف لائے کہ جس وقت ہمارے یہاں آپ کبھی تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔ ابوبکرؓ نے دیکھتے ہی کہا ضرور کوئی خاص بات پیش آئی ہے کہ رسول ﷺ اس وقت آئے ہیں۔ جب آپ اندر آ گئے ابوبکرؓ اپنے بستر سے اٹھ گئے اور رسولؐ بیٹھ گئے اس وقت میرے اور میری بہن اسماء کے علاوہ اور کوئی ہمارے گھر میں نہ تھا۔ رسول ﷺ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ جو لوگ یہاں ہیں ان کو یہاں سے اٹھا دو ابوبکر نے کہا اے اللہ کے نبی یہ تو میری بیٹیاں ہیں۔ آپ ﷺ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ یہ فرمائیے کیا بات ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ نے مجھے سفر اور ہجرت کی اجازت دیدی ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا تو مجھے شرف صحبت مرحمت ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم میرے ساتھ چلنا۔ اب تک میں اس بات سے ناواقف تھی کہ کوئی شخص خوشی سے بھی رویا کرتا ہے مگر میں نے ابوبکرؓ کو فرط مسرت سے روتے ہوئے دیکھا۔

پھر انھوں نے کہا اے اللہ کے نبی یہ میرے دونوں سواری کے اونٹ ہیں ان کو میں نے اسی کام کے لیے پہلے سے مہیا کرلیا تھا۔ پھر انھوں نے عبداللہ بن ارقد کو جو بنی الدیل بن بکر سے تعلق رکھتا تھا اور جس کی ماں بنی سہم بن عمرو کی

تھی اور اب تک وہ مشرک تھا راہبری کے لیے اجرت پر مقرر کرلیا اور وہ دونوں اونٹ اس کے سپرد کردیئے وہ وقت معہود تک اس کے پاس رہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے رسول ﷺ کی اس روانگی سے سوائے علی بن ابی طالب، ابوبکر اور آل ابوبکر اور کوئی واقف نہ تھا۔ علی بن ابی طالب کو خود رسول ﷺ نے اپنی روانگی سے مطلع کردیا تھا اور فرمایا تھا کہ تم میرے بعد مکہ میں ٹھہرو اور لوگوں کی جو امانتیں میرے پاس ہیں وہ ان کو دیدو۔ مکہ میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جس کے پاس کوئی قابل حفاظت شے ہو اور اس نے اسے رسول ﷺ کی امانت اور دیانت کی وجہ سے امانۃً آپ کے پاس نہ رکھوادیا ہو۔

عامر بن فہیرہ، عبداللہ بن ابی بکر اور اسماء بنت ابی بکر کی خدمات

جب آپ نے روانگی کا پورا ارادہ کرلیا تو آپ ابوبکر بن ابی قحافہ کے پاس آئے اور یہاں سے دونوں ایک روشندان میں سے جو ابوبکرؓ کے گھر کی پچھلی طرف کھلتا تھا نکل کر جبل ثور کے غار کی طرف چلے۔ جو مکہ کے زیریں میں واقع ہے اور اس میں چلے آئے۔ ابوبکر اپنے بیٹے عبداللہ بن ابی بکر کو یہ ہدایات کر آئے تھے کہ سارے دن وہ مکہ میں ان کے متعلق لوگوں کی چہ میگوئیاں سنیں اور رات میں ان کے پاس آکر اُس روز کی اطلاع ان سے بیان کریں۔ ابوبکر نے اپنے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ کو حکم دیا تھا کہ دن بھر وہ ان کی بھیڑوں کو چرائے اور رات کو ان کے پاس غار میں لے آیا کریے۔ ان کے علاوہ اسماء بھی ان کے لیے کھانا پکا کر ہر شام ان کے پاس کھانا لے جاتی تھی۔ تین دن رسول ﷺ اور ابوبکر غار میں رہے۔ جب قریش نے آپ کو مکہ میں نہ پایا تو سب پریشان ہوئے اور انھوں نے سو اونٹ اس شخص کے لیے انعام مقرر کیا جو آپ کو پھر ان کے پاس لے آئے۔

عبداللہ بن ابی بکر قریش کے ساتھ موجود ہی رہتے تھے اور جو صلاح مشورہ وہ رسول ﷺ اور ابوبکر کے متعلق کرتے اسے سنتے اور شام کو جبل ثور جا کر ان کو اس کی اطلاع کردیتے۔ ابوبکر کا آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ سارے اہل مکہ کے گلوں کے ساتھ اپنا گلہ چراتا اور رات کو اسے ان دونوں حضرات کے پاس لے جاتا یہ ان کو دوھتے اور ان میں سے ذبح کرلیتے۔ صبح سویرے جب عبداللہ بن ابی بکر غار سے مکہ پلٹتے تو عامر بن فہیرہ اپنا گلہ لے کر ساتھ ہو لیتا تاکہ ان کی نقل و حرکت پر کسی کو شبہ نہ ہونے پائے۔ جب تین دن گذر گئے اور اہل مکہ نے آپ کا چرچا چھوڑ دیا آپ کا اونٹ والا دونوں اونٹ لے کر خدمت میں حاضر ہوا۔

اسماء بنت ابی بکر

اسماء بنت ابی بکر توشہ دان لے کر آئیں مگر اسی رسی سے باندھنا بھول گئیں جب یہ دونوں حضرات چل کھڑے ہوئے تو یہ توشہ دان باندھنے گئیں مگر اس میں کوئی ڈورنہ تھی جس سے باندھتیں انھوں نے وہیں اپنا کمر بند کھولا اور اسے بل دے کر اس سے توشہ دان باندھ دیا اس واقعہ کی وجہ سے ان کو ذات النطاقین کہتے ہیں۔

حضور کا ھجرت کیلئے اونٹ کی خریداری کرنا

جب ابوبکر نے دونوں اونٹ آپ کے قریب کیے تو ان میں جو اعلیٰ تھا وہ آپ کی سواری کے لیے بڑھایا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ اس پر سوار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں ایسے اونٹ پر نہیں بیٹھتا جو میرا نہیں ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یہ آپ کی نذر ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا میں نہیں لیتا مگر

یہ بتاؤ تم نے کس قیمت پر اسے خریدا ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا اتنے میں رسول ﷺ نے فرمایا اچھا اس قیمت پر میں نے اسے خرید لیا۔ ابوبکرؓ نے کہا میں نے آپ کو دیا اب وہ دونوں حضرات سوار ہو کر چل دیئے ابوبکرؓ نے اپنے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ کو اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھا لیا تاکہ وہ ان کی راستے میں خدمت کرے۔

قریش مکہ کی جھنجھلاہٹ

اسماء بنت ابوبکرؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ اور ابوبکرؓ کے جانے کے بعد قریش کے کچھ لوگ جن میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا ہمارے یہاں آئے اور دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ میں اندر سے نکل کر ان کے پاس آئی انھوں نے پوچھا تمھارا باپ ابوبکرؓ کہاں ہے؟ میں نے کہا خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ میرے باپ کہاں ہیں؟ اس پر ابوجہل نے جو بہت ہی خبیث اور درشت طبیعت تھا، میرے گال پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ میرے کان کی بالی گر پڑی۔ اس کے بعد وہ سب چلے گئے۔ تین دن تک ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ رسول ﷺ کہاں گئے ہیں؟ پھر زیریں مکہ سے ایک جن عرب کی لے میں چند شعر گاتا ہوا سنائی دیا لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے اس کی آواز سنتے تھے مگر اسے نہ دیکھتے تھے اسی طرح وہ ان اشعار کو گاتا ہوا بالائی مکہ سے گذر گیا۔

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ
رفیقین قالا خیمتی ام معبد
ھما نزلاھا بالھدای واغتدوا بہ
فافلح من امسی رفیق محمدٌ
لیھنِ بنی کعب مکان فتاتھم
ومقعدھا للمؤمنین بمرصد

ترجمہ: اللہ ان دونوں ساتھیوں کو بہترین جزا دے جنھوں نے کہا کہ ام معبد کے خیموں کو چلو وہ دونوں ہدایت لے کر وہاں اتر پڑے اور جا ٹھیرے اور جس شخص نے محمدؐ کی رفاقت اختیار کی تھی وہ کامیاب ہو گیا بنی کعب کو مبارک ہو کہ ان کے جوانمرد مؤمنین کی حفاظت کے لیے گھات میں بیٹھے۔

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول ﷺ مدینہ تشریف لے گئے ہیں۔

اس سفر میں یہ چار صاحب تھے:۔ رسول اللہ ﷺ، ابوبکرؓ، عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن ارقد (ان کا راہبر)

عبدالحمید بن ابی عبس بن محمد بن جبیر اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رات کو قریش نے جبل ابوقبیس پر کسی کو شعر پڑھتے سنا:

فان یسلم السعدان یصبح محمد
بمکة لایخشی خلاف المخالف

ترجمہ: اگر دونوں سعد مسلمان ہو گئے تو پھر رسول ﷺ مکہ میں بلاخوف مخالف آ جائیں گے

صبح کو ابوسفیان نے پوچھا سعدوں میں سے کون سعد مراد ہیں سعد بکر، سعد تمیم یا سعد ھذیم؟ دوسری شب میں پھر انھوں نے اسی پہاڑ سے یہ اشعار سنے:

ایا سعد سعد الأوس کن انت ناصرا
ویا سعد سعد الخزرجین الغطارف
اجیبا الیٰ داعی الھدی وتمنیا
علی اللہ فی الفردوس منیة عارف
فان ثواب اللہ لطالب الھدی
جنان من الفردوس ذات رفارف

ترجمہ: اے قبیلۂ اوس کے سعد تو اور بہادر خزرجوں کے سعد تو ان کا مدگار بن۔ تم دونوں داعی ہدایت کو لبیک کہو اور ایک عارف کی طرح فردوس میں اللہ کے دیدار کی امید رکھو۔ اور بے شک طالب ہدایت کے لیے اللہ کی طرف سے باغ فردوس ہے جس میں رفرف ہیں۔

صبح کو ابوسفیان نے کہا کہ ان سعدوں سے مراد سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ ہیں۔

بنی قیلہ میں آمد

ابوجعفر کہتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن ٹھیک دوپہر کے وقت کہ زوال شروع ہونے والا تھا آپ کا راہبر آپ کو قبا میں بنی عمرو بن عوف کے پاس لے کر پہنچ گیا۔

صحابہؓ سے مروی ہے کہ جب ہم نے سنا کہ رسول ﷺ مکہ سے روانہ ہو گئے ہیں ہم آپ ﷺ کی تشریف آوری کے منتظر تھے صبح کی نماز پڑھ کر بہت دن چڑھے تک ہم آپ ﷺ کے استقبال کے لیے باہر جاتے اور جب تک زوال شروع نہ ہو جاتا وہاں سے ہٹتے نہ تھے چونکہ یہ زمانہ نہایت شدید گرمی کا تھا اس وجہ سے جب ہمیں سایہ نہ ملتا تو مجبوراً گھروں کے اندر چلے آتے جس روز آپ مدینہ آئے ہم حسب عادت آپ کے انتظار میں آبادی سے باہر بیٹھے تھے مگر جب کہیں سایہ نہ رہا تو اپنے گھروں میں چلے آئے۔

ہمارے آتے ہی رسول ﷺ مدینہ تشریف لائے سب سے پہلے ایک یہودی نے جو روزانہ ہمیں آپ کے انتظار میں جاتا دیکھا کرتا تھا آپ کو دیکھا اس نے فوراً نہایت بلند آواز سے کہا اے بنی قیلہ لو یہ تمھارے دادا آ گئے۔ ہم فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ایک کھجور کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے ہم عمر ابوبکرؓ تھے ہم میں زیادہ تر ایسے حضرات تھے جنھوں نے اس سے پہلے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا تھا لوگوں کا وہاں ازدحام ہو گیا پہلے تو ہم آپ ﷺ اور ابوبکرؓ میں تمیز ہی نہ کر سکے۔ البتہ جب آپ ﷺ پر سے درخت کا سایہ جاتا رہا تو ابوبکرؓ نے اٹھ کر اپنی چادر آپ پر تان دی اب ہم نے آپ ﷺ کو پہچان لیا۔

قباء میں آپ ﷺ کا قیام کس کے ہاں رہا؟

ایک روایت یہ ہے کہ رسول ﷺ بنی عمرو بن عوف کے عزیز کلثوم بن ھدم کے پاس جو ان کے خاندان بنی

عبید سے تھے، فروکش ہوئے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ سعد بن خیثمہ کے پاس ٹھہرے جو لوگ آپ ﷺ کو کلثوم کے پاس ٹھہرنے کے مدعی ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ لوگوں سے ملنے کے لیے سعد بن خیثمہ کے مکان میں جلوہ افروز ہوئے تھے۔ کیونکہ وہ کنوارے تھے ان کی بیوی نہ تھی اور اسی لیے مہاجرین صحابہ میں جو لوگ غیر شادی شدہ تھے وہ سب انھیں کے یہاں ٹھہرتے تھے اسی وجہ سے ان کے گھر کو لوگ کنواروں کا گھر کہنے لگے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ ان میں کون سا بیان درست ہے ہم نے دونوں سنے ہیں۔

ابوبکرؓ بنی الحارث بن الخزرج کے عزیز حبیب بن اُساف کے پاس مقام سخ میں ٹھہرے۔

ایک صاحب نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ بنی الحارث بن الخزرج کے عزیز خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے یہاں ٹھیرے۔

حضرت علیؓ کی ہجرت

علی بن ابی طالب تین دن اور تین راتیں مکہ میں ٹھہرے رہے اور جب انھوں نے لوگوں کی وہ تمام امانتیں جو رسول ﷺ کے پاس رکھوائی گئی تھیں ان کے مالکوں کو واپس کر دیں تو پھر وہ رسول ﷺ کے پاس چلے آئے اور آپ ﷺ ہی کے ساتھ کلثوم بن ھدم کے یہاں ٹھہرے۔ خود علیؓ کہتے ہیں کہ میں ایک رات یا دو رات قبا میں ایک مسلمان عورت کے یہاں جس کا شوہر نہ تھا مقیم ہوا تھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص آدھی رات میں آ کر اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ عورت باہر جاتی ہے اور وہ شخص اس عورت کو کوئی چیز جو وہ ساتھ لاتا ہے، دیدیتا ہے۔ میرے دل میں اس کی طرف سے شبہ ہوا میں نے اس سے پوچھا اے اللہ کی بندی یہ کون شخص ہے جو روز رات کو آ کر تمھارا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور تم باہر جاتی ہو اور وہ کچھ تم کو دیدیتا ہے میں واقف نہیں ہوں کہ وہ کون ہے تم مسلمان ہو اور تمھارا شوہر ہے یا نہیں؟ اس نے کہا یہ سھل بن حنیف بن واہب ہے۔ اسے معلوم ہے کہ میرا کوئی نہیں یہ رات میں اپنی قوم کے بتوں کے پاس جاتا ہے ان کو توڑ کر مجھے لا دیتا ہے تا کہ ایندھن کی طرح ان کو جلاؤں۔ جب سھل بن حنیف کا عراق میں علیؓ کے پاس انتقال ہو گیا تو وہ انکی اس بات کو تذکرۃً بیان کرتے تھے۔

اسلام میں مسجد اول کی تعمیر

رسول ﷺ قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں پیر، منگل، بدھ اور جمعرات کو مقیم رہے۔ یہاں آپ نے ان کی مسجد کی بنیاد رکھی۔ جمعہ کے دن اللہ کے حکم سے آپ ان کے یہاں سے چل دیئے۔ خود یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے اس سے زیادہ انکے یہاں قیام کیا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔ بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ رسول ﷺ نے سترہ دن قبا میں قیام فرمایا۔

نبوت کے بعد رسول ﷺ کا زمانہ قیام مکہ میں، اختلافات

ابوجعفر کہتے ہیں کہ علمائے سلف کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ نبی ہونے کی بعد آپ ﷺ نے کتنے زمانے تک مکہ میں قیام فرمایا۔ بعض نے اس مدت کو دس سال بیان کیا ہے جو اس کے مدعی ہیں ان کے پاس یہ احادیث ہیں۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول ﷺ کی عمر چالیس سال تھی کہ آپ کو نبوت ملی اور پھر آپ دس سال مکہ میں قیام فرمار ہے۔ حضرت عائشہ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ دس سال تک مکہ میں رسول ﷺ پر قرآن نازل ہوتا رہا۔ سعید بن المسیّب سے منقول ہے کہ رسول ﷺ کی عمر تینتالیس سال تھی جب آپ پر قرآن نازل ہونے لگا اور پھر دس سال آپ نے مکہ میں اقامت فرمائی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ تینتالیس سال کی عمر میں رسول ﷺ پر قرآن نازل ہونے لگا اور پھر آپ نے مکہ میں دس سال اقامت فرمائی۔ عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ بعثت کے دس سال کے بعد آپ نے ہجرت فرمائی۔

ان کے علاوہ دوسرے راوی کہتے ہیں کہ نبوت کے بعد آپ نے تیرہ سال مکہ میں قیام فرمایا ہے۔ اس کے متعلق بھی ابن عباس سے مروی ہے کہ تیرہ سال تک مکہ میں آپ ﷺ پر وحی آتی رہی۔ دوسرے سلسلہ سند سے ابن عباس کی روایت ہے کہ رسول ﷺ کی عمر چالیس سال تھی جب آپ مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ سال آپ نے مکہ میں قیام فرمایا۔ تیسری حدیث ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے تیرہ سال مکہ میں اقامت فرمائی۔ چوتھی حدیث ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول ﷺ کی عمر چالیس سال تھی کہ آپ نبی مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ سال آپ نے مکہ میں اقامت فرمائی اس اثناء میں برابر وحی آتی رہی اس کے بعد آپ کو ہجرت کا حکم ہوا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب رسول ﷺ کی عمر چالیس سال تھی آپ نبی مبعوث ہوئے اور پھر تیرہ سال آپ نے مکہ میں اقامت فرمائی۔ ان کے قول کی تائید بنی عدی بن النجار کے عزیز ابو قیس صرمہ بن ابی انس کے اس قصیدے سے بھی ہوتی ہے جو انھوں نے آپؐ کے متعلق کہا ہے کہ ''اللہ نے اسلام اور نبی کو ان کے یہاں فروکش کرنے سے ان کی عزت افزائی کی'' اس قصیدے میں انھوں نے بتایا ہے کہ نبی مبعوث ہونے کے بعد آپ نے تیرہ سال قریش کے یہاں قیام فرمایا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ کہ آپ ﷺ نے مکہ میں پندرہ سال قیام فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے مکہ میں پندرہ سال قیام فرمایا

اور اس پر انھوں نے ابو قیس صرمہ بن ابی انس کا یہ شعر شہادت میں پیش کیا ہے

ثوىٰ فى قريش خمس عشرة حجة

تذكر لو يلقى صديقا مواتيا

ترجمہ: انھوں نے پندرہ سال قریش میں اقامت فرمائی اور کہتے رہے

کہ کاش کوئی ان کا ہم خیال دوست مل جاتا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ شعبیؒ سے مروی ہے کہ وحی آنے سے تین سال قبل ہی اسرافیل رسولؐ کے پاس بھیج دیئے گئے تھے۔

شعبی سے دوسرے سلسلہ روایت سے مروی ہے کہ تین سال تک اسرافیل رسول ﷺ کو نبوت کی اطلاع دیتے رہے آپ کو ان کی آہٹ سنائی دیتی تھی۔ مگر وہ خود نظر نہ آتے تھے۔ اس کے بعد جبرئیل آنے لگے۔

عبداللہ بن ابی بکر بن خرم اور عاصم بن عمر بن قتادہ مسجد میں حدیث بیان کر رہے تھے ایک عراقی نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا ان دونوں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ نہ ہم نے یہ بات سنی ہے اور نہ ہمارے علم میں آئی ہے۔ ہم یہی جانتے ہیں کہ نبوت ملنے سے وفات تک حضرت جبرئیل ہی رسول ﷺ کی خدمت میں آتے رہے۔

عامر سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں رسول ﷺ کو نبوت ملی۔ تین سال تک اسرافیل آپ کے پاس آتے رہے۔ وہ آپ ﷺ کو کلمہ اور کچھ اور تعلیم دیتے رہے اب تک قرآن آپ کی زبان پر نازل نہیں ہوا تھا۔ تین سال کے بعد جبرئیل نبوت کا پیام لے کر آپ کے پاس آئے اور دس سال تک مکہ میں اور دس سال تک مدینہ میں قرآن آپ ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ شاید جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نزول وحی کے بعد رسول ﷺ نے دس سال تک مکہ میں قیام کیا ہے انھوں نے اس مدت کو اس وقت سے شمار کیا جبکہ جبرئیل اللہ کی طرف سے وحی لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ نے اللہ کی توحید کی علانیہ دعوت دی۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے تیرہ سال مکہ میں قیام کیا انھوں نے اس مدت کو ابتدائے نبوت سے شمار کیا ہے جبکہ تین سال تک اسرافیل آپ ﷺ کے ساتھ رہے مگر اس زمانے میں آپ کو دعوت کا حکم نہ ہوا تھا۔

مذکورہ دونوں بیانوں کے علاوہ قتادہ سے مروی ہے کہ آٹھ سال مکہ میں آپ ﷺ پر قرآن نازل ہوا اور دس سال ہجرت کے بعد۔

حسن کہا کرتے تھے کہ دس سال مکہ اور دس سال مدینہ میں آپ پر قرآن نازل ہوا۔

تاریخِ اسلام کی ابتداء

مدینہ تشریف آوری کے بعد رسول ﷺ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ ابن شہاب سے مروی ہے کہ مدینہ آ کر آپ ﷺ نے تاریخ مقرر کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ ربیع الاول میں مدینہ آئے تھے۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ ولیکن تاریخ آپ کی آمد مبارک کے دس یا گیارہ ماہ بعد جاری ہوئی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے عمر بن الخطاب نے تاریخ کا حکم دیا ہے۔ ان کے متعلق جو روایات آئی ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔

شعبی سے مروی ہے کہ ابوموسیٰ الاشعری نے عمرؓ کو لکھا کہ آپ کے جو مراسلے ہمارے پاس آتے ہیں ان میں تاریخ نہیں ہوتی۔ عمرؓ نے لوگوں کو مشورہ کے لیے جمع کیا بعض نے کہا رسول ﷺ کی بعثت سے تاریخ شروع ہو بعض نے کہا آپ ﷺ کی ہجرت سے۔ خود عمرؓ نے کہا کہ آپ کی ہجرت سے ابتداء بہتر ہوگی کیونکہ آپ کی ہجرت نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔

قبل از اسلام تاریخ رکھنے کا طریقہ

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کو ایک چیک پیش کیا گیا جو شعبان میں واجب الادا تھا۔ آپ نے پوچھا کونسا شعبان؟ موجودہ یا آئندہ آنے والا۔ پھر آپ نے صحابہؓ سے کہا کہ کوئی وقت ایسا مقرر کرو جس سے لوگ دن اور مہینے جان لیں اس پر بعض نے کہا کہ ہمیں رومی سنہ اختیار کر لینا چاہیے مگر لوگوں نے کہا وہ تو ذوالقرنین سے شروع کرتے ہیں اور یہ بہت طول ہوگا۔ بعض نے فارسی سنہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا اس پر کہا گیا کہ ان کا دستور یہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ تخت نشین ہوتا ہے اس سے قبل کا زمانہ ترک کر دیا جاتا ہے تب سب کی رائے یہ ہوئی کہ دیکھا جائے رسول ﷺ نے مدینہ کتنی مدت قیام فرمایا ہے۔ معلوم ہوا دس سال چنانچہ اب رسول ﷺ کی ہجرت سے سنہ تاریخ اختیار کر لیا گیا۔

خلافتِ فاروقی میں اسلامی تاریخ کے ہجرت سے ابتداء کرنے پر اتفاق

محمد بن سرین سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عمرؓ سے کہا تاریخ مقرر کیجیے۔ انھوں نے کہا کیا کروں؟ اس نے کہا اہل عجم اپنی تحریریں لکھا کرتے تھے کہ فلاں ماہ فلاں سنہ! آپ نے کہا یہ اچھا طریقہ ہے تم بھی تاریخ لکھا کرو۔ لوگوں نے پوچھا کس سنہ سے شروع کریں؟ بعض نے کہا آپ کی بعثت سے۔ بعض نے کہا آپ کی وفات سے۔ مگر پھر سب کا اس پر اجماع ہوا کہ ہجرت سے ابتداء ہو اس کے بعد انھوں نے کہا کن مہینوں سے ابتدا کی جائے؟ بعض نے کہا رمضان سے۔ دوسروں نے کہا محرم مناسب ہے کیونکہ اس ماہ میں لوگ حج سے فارغ ہو کر واپس آتے ہیں اور ماہ حرام بھی ہے۔ چنانچہ سب کا اسی پر اتفاق ہوا کہ محرم سے ابتداء کی جائے۔

سہل بن ساعد سے مروی ہے کہ لوگوں نے زمانہ کا شمار اور حساب نہ رسول ﷺ کی بعثت سے شروع کیا اور نہ آپ کی وفات سے بلکہ آپ کے مدینہ تشریف لانے کے وقت سے ابتدا کی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جس سال رسول ﷺ مدینہ تشریف لائے تاریخ مقرر کی گئی اسی سال عبداللہ بن الزبیر پیدا ہوئے۔ ابن عباسؓ سے دوسرے سلسلہ سے بھی یہی مروی ہے۔

ماہِ اول محرم ہے

عثمان بن محصن سے مروی ہے کہ ابن عباس (**والفجر ولیال عشر**) کی تفسیر میں کہتے تھے کہ فجر سے مراد ماہ محرم ہے کیونکہ یہ مہینہ سال کا فجر ہے۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ محرم خاص اللہ عزوجل کا مہینہ ہے۔ یہ سال کا کنارہ ہے۔ اسی ماہ میں بیت اللہ پر غلاف چڑھایا جاتا ہے، اس سے تاریخ کی ابتدا ہوتی ہے، اس میں چاندی مسکوک کی جاتی ہے، اسی مہینے میں وہ دن ہے جس میں ایک قوم نے اللہ کی جناب میں توبہ کی تھی اور اللہ عزوجل نے ان کی توبہ کو شرف قبولیت بخشا۔

عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ سب سے پہلے خطوط پر یعلی بن امیہ نے جو یمن میں تھے، تاریخ لکھی۔ رسول ﷺ ربیع الاول میں مدینہ آئے تھے مگر لوگوں نے ابتدائے سال سے تاریخ لکھی۔

قبل از اسلام تاریخ طے کرنے کا طریقہ

زہری اور شعبی سے مروی ہے کہ خانہ کعبہ کی بناء سے قبل بنی اسماعیل حضرت ابراہیم کے آگ میں ڈالے جانے کے واقعہ سے تاریخ کا حساب کرتے تھے پھر جب اسمٰعیل اور ابراہیم نے کعبہ کو بنایا تو اسماعیل تعمیر کعبہ سے تاریخ کا حساب کرنے لگے۔ البتہ جب یہ لوگ ادھر ادھر منتشر ہونے لگے تو جو قبیلہ تہامہ سے باہر ہو جاتا تھا وہ اپنی اس علیحدگی سے تاریخ کا حساب کرتا تھا اور بنی اسمٰعیل میں سے جو لوگ تہامہ میں رہ جاتے تھے وہ سعد، ہند اور جہینہ بنی زید کہ تہامہ سے خروج کے دن سے تاریخ کا حساب لگاتے۔ یہ طریقہ کعب بن لوی کی موت تک جاری رہا اس کے بعد پھر بنی اسماعیل نے واقعہ فیل تک کعب کی موت سے تاریخ مقرر کی۔ واقعہ فیل کے بعد اس سے تاریخ کا شمار ہونے لگا۔ یہ طریقہ حضرت عمرؓ کے زمانے تک جاری رہا پھر انھوں نے ۱۷ھ یا ۱۸ھ میں واقعہ ہجرت سے تاریخ مقرر کی۔

حضرت سعید بن المسیب بیان کرتے تھے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے سب کو جمع کر کے پوچھا کس دن سے تاریخ رکھی جائے۔ علیؓ نے کہا جس روز رسول ﷺ نے ہجرت فرمائی اور سرزمین شرک کو خیر باد کہا۔ عمرؓ نے اسی کو قبول

کرلیا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ بنی اسمٰعیل کی تاریخ نویسی کے متعلق جو بیان اوپر گذرا ہے یہ صحت سے کچھ زیادہ بعید نہیں ہے۔ کیونکہ ان میں یہ دستور نہ تھا کہ سب کے سب کسی مشہور واقعہ سے تاریخ لکھتے ہوں بلکہ ان میں سے بعض لوگ کسی قحط یا خشک سالی سے جو ان کے ملک کے کسی سمت یا گوشہ میں رونما ہو جاتی تاریخ کی ابتدا کرنے لگتے یا کوئی عامل جو ان پر متعین ہوتا یا کوئی اور خاص واقعہ جو پیش آتا اور اس کی شہرت ہو جاتی اس سے تاریخ کا حساب شروع کر دیتے ہیں اس بات پر ان کے شعراء کے اقوال شاہد ہیں۔ اگر کوئی خاص واقعہ تاریخ کے لیے ان میں عام طور پر مقبول ہوتا تو یہ اختلافات کیوں ہوتے۔ ربیع بن ضبع الفزاری کہتا ہے

تاریخ کے استشہاد میں ربیع بن ضبع الفزاری کے اشعار

هانذا آمل الخلود و قد
ادرک عقلی و مولدی مجراً
ابا امری القیس هل سمعت به
هیهات هیهات طال ذا عمرا

ترجمہ: کیا اب میں بقائے دوام کی توقع رکھوں جب کہ میری عقل ماری ہے اور میں حجر کے زمانے میں پیدا ہوا ہوں۔

یہ امری القیس کا باپ تھا کیا تم نے اس کا نام سنا ہے؟ دیکھو کہ میری عمر کتنی طویل ہوئی۔ اس شاعر نے اپنی عمر کا حساب امرؤالقیس کے باپ کے شعر سے لگایا ہے۔

اسی طرح نابغہ بن جعدہ کہتا ہے۔

فمن یک سائلا عنی فانی
من الشبان ازمان الخنان

ترجمہ: جو میری عمر دریافت کرے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ میں عام مرض گھٹیا کے زمانے کے جوانوں میں سے ہوں۔

اس شعر میں نابغہ نے اپنی عمر کا حساب اس مرض سے لگایا ہے جو ان میں عام طور پر پھیلا ہوا تھا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

وماهی الا فی ازار وعلقمة
مغار ابن همام علی حی خثعما

ترجمہ: جب ابن ہمام نے قبیلہ خثعم پر غارتگری کی ہے اس وقت سے وہ بالیاں اور ازار پہننے لگی تھی۔

ان سب شعراء نے جن کے اشعار نقل کیے گئے ہیں اپنے ان شعروں میں اپنے قریب زمانہ کے کسی خاص اور مشہور واقعہ سے تاریخ بیان کی ہے اور ان سب نے ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ واقعات کو اپنی تاریخ کے لئے اختیار کیا ہے۔ اگر ان میں کوئی خاص اور مشہور تاریخ کا حساب ہوتا جس طرح کہ اب مسلمانوں میں یا دیگر تمام اقوام میں رائج

ہے تو ان میں یہ اختلافات نہ ہوتے مگر بات وہی ہے جو ہم نے بیان کر دی۔ البتہ عربوں میں صرف قریش ایسے تھے جو ہجرت نبوی سے پہلے واقعہ فیل سے تاریخ شمار کرتے تھے اور یہ وہی سنہ ہے جس میں رسول اکرم ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔ واقعہ فیل اور واقعہ فجار کے درمیان بیس سال گزرے اور فجار اور تعمیر کعبہ کے درمیان پندرہ سال اور تعمیر کعبہ اور بعثت کے درمیان پانچ سال گزرے تھے۔

ہجرت سے قبل کا اجمالی خاکہ

چالیس سال کی عمر میں رسول ﷺ کو نبوت ملی۔ پہلے تین سال، قبل اس کے کہ آپ کو دعوت اور اپنے دین کے اظہار کا حکم دیا جاتا اسرافیل آپ کے پاس آتے رہے تین سال بعد جبرئیل آئے اور انہوں نے نبوت کا پیام آپ کو دیا اور حکم دیا کہ آپ اللہ کی طرف لوگوں کو اعلانیہ طور پر دعوت دیں، رسول ﷺ نے اپنی تعلیم ظاہر کی اور دس سال تک مکہ میں رہ کر لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے، اس کے بعد نبوت کے چودھویں برس ربیع الاول میں آپ ہجرت کر کے مدینہ گئے، آپ پیر کے دن مکہ سے روانہ ہوئے تھے اور پیر ہی کے دن ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ تشریف لائے۔

پیر کے دن کی سیرت نبوی میں اہمیت

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پیر کے دن رسول ﷺ پیدا ہوئے، پیر کے دن آپ کو نبوت ملی، پیر کے دن آپ نے پتھر اٹھایا، پیر کے دن ہجرت کے لئے مکہ سے چلے، پیر کے دن مدینہ پہنچے اور پیر ہی کے دن آپ کی وفات ہوئی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن مدینہ تشریف لائے، ابوجعفر کہتے ہیں کہ تاریخ کے متعلق مسلمانوں کے طرز عمل کو ہم بیان کر آئے ہیں اب اگر ان کی تاریخ کی ابتداء ہجرت سے ہوئی تو انہوں نے گویا رسول اللہ کے مدینے تشریف لانے سے دو ماہ بارہ دن قبل یعنی محرم سے جو سال کا پہلا مہینہ ہے تاریخ کی ابتداء کی ہے کیونکہ مذکورہ بالا بیان کے مطابق آپ ﷺ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو مدینہ آئے ہیں اس روز نہیں بلکہ سال کے شروع سے تاریخ مقرر کی گئی۔

۱ھ کے اہم واقعات

ہم رسول ﷺ کے مدینہ آنے کے وقت کو اور یہ کہ آپ کہاں اور کس کے پاس مقیم رہے اور پھر وہاں سے کیونکر دوسری جگہ چلے آئے، بیان کر چکے ہیں اب ہم اس سال سے جو ہجرت کا پہلا سال ہے بقیہ واقعات بیان کرتے ہیں۔

پہلی مرتبہ نماز جمعہ کی ادائیگی

اس میں سب سے اہم واقعہ یہ ہوا کہ آپ ﷺ نے اپنے تمام صحابہ کو جمعہ میں جمع کیا اسی دن آپ قبا سے مدینہ آنے کے لئے روانہ ہوئے آپ بنی سالم بن عوف کے پاس ان کی ایک وادی کے بطن میں پہنچے تھے کہ نماز جمعہ کا وقت آ گیا۔ اس مقام پر اس روز ایک مسجد بنائی گئی اور یہ اسلام میں پہلا جمعہ ہے جو رسول ﷺ نے ادا فرمایا۔ آپ نے اس جمعہ میں خطبہ بھی دیا اور یہی پہلا خطبہ ہے جو آپ نے مدینہ میں دیا ہے، وہ پہلا خطبہ یہ ہے:۔

'' تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں میں اس کی حمد کرتا ہوں اس سے مدد مانگتا ہوں اس سے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اس سے ہدایت مانگتا ہوں۔ اس پر ایمان رکھتا ہوں اس کا انکار نہیں کرتا۔ بلکہ جو اس کا منکر ہے اس سے اپنی عداوت کا اعلان کرتا ہوں اور شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اس کے اور کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے جسے اس نے ہدایت، روشنی اور نصیحت دیکر بندوں کے لئے مبعوث فرمایا کیونکہ بہت زمانہ سے انبیاء کا آنا ترک گیا تھا اور جہالت و گمراہی کا دور دورہ ہو گیا تھا اور اس لئے کہ اب زمانہ ختم ہو رہا ہے آخرت کی گھڑی آ گئی ہے اور وقت قیامت قریب آ پہنچا ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ کامیاب ہوا اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ راہ راست سے بھٹک گیا وہ حد سے متجاوز ہو گیا اور بہت دور غلط راستے پر چلا گیا۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو یہ بہترین مشورہ ہے جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دے سکتا ہے کہ وہ اسے آخرت کے لئے عمل نیک پر برانگیختہ کرے اور اللہ کے خوف کو ہر وقت پیش نظر رکھنے کا حکم دے بس تم اللہ سے ڈرتے رہو جبکہ اس نے اپنے سے ڈرایا ہے اس سے بہتر نہ کوئی نصیحت ہے اور نہ مشورہ اللہ سے ڈرنے کے معنی یہ ہیں کہ تم صدق نیت سے آخرت کے خوف کو پیش نظر رکھ کر نیک اعمال کرو اور جو شخص ظاہر و باطن میں حسن نیت کے ساتھ اللہ کی خوشنودی کے لئے عمل کرے گا اللہ اسے اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی یاد رکھے گا یہاں تک کہ قیامت برپا ہو، جبکہ اس کے خلاف عمل کرنے والا چاہے گا کہ کاش اس کے اور اس کے برے عمل کے درمیان مسافت بعید حائل ہوتی۔ اللہ تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے اور وہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کا قول صادق ہے جو اپنے وعدہ کو پورا کرتا ہے اور وعدہ خلافی نہیں کرتا، وہ فرماتا ہے :

مایبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید

(ہمارے پاس خلاف وعدگی نہیں ہوتی اور ہم ہرگز بھی بندوں پر ظلم نہیں کرتے) ظاہر و باطن میں اپنے دنیاوی اور دینی معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ جو اس سے ڈرتا رہے گا وہ اُس کی برائیوں کے اثر بد سے اس شخص کو محفوظ رکھے گا اور اسے بڑا اجر دیگا۔ جو اللہ سے ڈرتا رہا اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ اللہ کا خوف اس کی دشمنی، سزا اور ناراضگی سے بچاتا ہے، اللہ کے خوف سے چہرے نورانی ہو جاتے ہیں۔ رب راضی ہوتا ہے اور مرتبہ بلند ہوتا ہے، اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو اور اللہ کے مقابلہ میں حد سے تجاوز نہ کرو اللہ نے اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور تمہارے لئے اپنے راستہ بتا دیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون سچے تھے اور کون جھوٹے لہذا جیسا احسان اللہ نے تمہارے ساتھ کیا ہے ویسا ہی تقویٰ تم اختیار کرو۔ اس کے دشمنوں سے دشمنی کرو اور اس کی راہ میں نیک نیتی سے جہاد کرو اس نے تم کو چنا ہے اور تم کو مسلمان کیا ہے تاکہ اس حجت نبوت کے بعد اب جو برباد ہو برباد ہو اور جو زندہ رہے زندہ رہے، تمام قوت صرف اللہ کو حاصل ہے۔ اکثر اللہ کو یاد کرتے رہو آخرت کے لئے عمل کرو جو شخص اللہ سے اپنی بات بنالے گا اللہ پھر سب میں اس کی بات بنا دے گا کیونکہ اللہ کا فیصلہ لوگوں پر نافذ ہے ان کی کوئی بات اس پر نہیں چلتی اور وہ تمام لوگوں کا مالک ہے لوگ اسکے قطعی مالک نہیں اللہ سب سے بڑا ہے اور تمام قوتیں صرف اللہ بزرگ کو حاصل ہیں۔

آپ ﷺ کی میزبانی کے حصول کیلئے مسابقت:۔

ابوایوب انصاریؓ کا اعزاز

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ نماز کے بعد رسول ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے آپ نے اس کی مہار چھوڑ دی اونٹنی جس انصاری کے گھر سے گزرتی وہ گھر والے آپ کو اپنے یہاں فروکش ہونے کی دعوت دیتے اور عرض کرتے کہ آپ ہمارے پاس قیام فرمائیں۔ ہماری تعداد بھی زیادہ ہے اور ہر طرح کی آسائش اور سامان راحت مہیا ہے۔ رسول ﷺ فرماتے اس کی مہار چھوڑ دو یہ اونٹنی اللہ کے حکم کی پابند ہے اسی طرح ہوتے ہوتے وہ اونٹنی اس مقام پر آئی جہاں اب مسجد نبوی ہے اور مسجد کا جہاں اب دروازہ ہے وہ بیٹھ گئی اس وقت وہ جگہ اونٹوں کا اصطبل تھا جو بنی النجار کے دو یتیم بچے سہل اور سہیل کی جو عمرو بن عباد بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کے بیٹے اور معاذ بن عفراء کی تولیت میں زیر پرورش تھے، ملکیت تھا، اونٹنی بیٹھ گئی مگر رسول ﷺ اب بھی اس پر سے نہ اترے وہ پھر کھڑی ہوئی اور تھوڑی دور چلی، اس وقت اس کی مہار بالکل چھوٹی ہوئی تھی رسول ﷺ نے اسے نہیں موڑا بلکہ وہ خود ہی مڑ کر پھر اسی جگہ جہاں پہلے آکر بیٹھی تھی پھر واپس آئی اور بیٹھ گئی اور اس نے اپنے دونوں پچھلے پاؤں بھی جما دیئے۔ تب رسول ﷺ اترے ابوایوب انصاریؓ نے آپ کی کاٹھی اٹھائی اور اسے اپنے گھر میں رکھا۔ تمام انصار نے آپ سے اپنے یہاں قیام کی استدعا کی مگر آپ نے فرمایا کہ آدمی وہیں جہاں اس کا کجاوہ، اس طرح اب آپ ابوایوب خالد بن زید بن کلیب کے پاس بنی غنم بن النجار میں فروکش ہو گئے۔

مسجد نبوی کی تعمیر

ابوجعفر کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ اونٹوں کا باڑہ کس کا ہے؟ معاذ بن عفراء نے آپ سے عرض کیا کہ یہ دو یتیموں کا ہے جو میرے زیر تربیت ہیں میں ان کو راضی کرلونگا تب رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ مسجد بنائی جائے اور آپ اپنی مسجد اور مکانات کے بننے تک ابوایوبؓ کے پاس مہمان رہے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسجد کی زمین کو آپ نے خرید لیا اور پھر مسجد بنائی مگر ہمارے نزدیک صحیح بات یہ ہے جو انس بن مالک سے مروی ہے کہ مسجد نبوی کی زمین بنی النجار کی تھی اس میں کھجور کے درخت، کھیتی اور کچھ قبریں زمانہ جاہلیت کی تھیں، رسول ﷺ نے ان سے کہا کہ قیمت لیکر یہ جگہ مجھے دیدو انہوں نے کہا کہ سوائے اللہ کی خوشنودی کے ہم اس کی کوئی قیمت نہیں چاہتے، تب رسول ﷺ نے حکم دیا کہ کھجور کے درخت کاٹ دیئے جائیں چنانچہ کھجور کاٹ دی گئیں، کھیتی برباد کی گئی اور قبروں کو اکھاڑ دیا گیا۔

مسجد کی تعمیر سے قبل رسول ﷺ بھیڑوں کے باڑوں میں یا جہاں نماز کا وقت آجاتا وہیں نماز پڑھ لیتے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ اب مسجد کی تعمیر کا کام خود رسول اللہؐ نے اپنے ذمے لے لیا اور آپ کے تمام صحابہ مہاجرین وانصار نے اپنے ذمے لے لیا۔

مسجد قبا کی تعمیر اور اسعد بن زرارہ کی وفات

اسی سال مسجد قباء تعمیر کی گئی۔ رسول ﷺ کے مدینے آنے کے بعد مسلمانوں میں سے سب سے پہلے کلثوم بن الہدم کا انتقال ہوا۔ آپ کے مدینے آنے کے بہت تھوڑے دن بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اسی سال

ابوامامہ اسعد بن زرارہ نے وفات پائی۔ ابھی رسول ﷺ مسجد کی تعمیر سے جسے آپ نے کھجور کی شاخوں اور کوکر مو تھے کے پتوں سے پاٹا تھا فارغ نہیں ہوئے تھے کہ ابوامامہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کے متعلق رسول ﷺ نے فرمایا کہ ابوامامہ کی موت بہت ہی بے موقع ہوئی یہود اور عرب کے منافق کہتے ہیں کہ اگر محمدؐ نبی ہوتے تو ان کا آدمی نہ مرتا حالانکہ اللہ کے یہاں اپنے لئے اور نہ اپنے کسی بھی ساتھی کے لئے میری کچھ نہیں چلتی۔

آپ ﷺ بنی النجار کے نقیب

عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری سے مروی ہے کہ اسعد بن زرارہ کی وفات کے بعد بنی النجار رسول ﷺ کے پاس آئے یہ ابوامامہ ان کے نقیب تھے، وہ عرض پرداز ہوئے کہ آپ کو معلوم ہے کہ اس شخص کا ہم میں کیا مرتبہ تھا آپ ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ مقرر فرمادیں تاکہ جو خدمات وہ انجام دیتا تھا دوسرا ہمارے لئے انجام دینے لگے۔ رسول ﷺ نے فرمایا تم میرے ننھیالی رشتہ دار ہو میں تم میں سے ہوں اور اب میں تمہارا نقیب بن جاتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ کو یہ بات پسند نہ آئی کہ آپ ان میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دیں اسی لئے بنی النجار اس بات کو بھی اپنے اور قبیلوں کے سامنے فخریہ بیان کرتے تھے کہ خود رسول ﷺ انکے نقیب بنے۔ اس سال ابواصیحہ نے طائف میں اپنی جائیداد میں انتقال کیا اور ولید بن المغیرہ اور عاص بن وائل السہمی نے مکہ میں انتقال کیا۔

حضرت عائشہؓ کی رخصتی

اس سال بعض راویوں کے بیان کے مطابق مدینہ آنے کے اٹھارہ ماہ بعد ذی القعدہ میں رسول ﷺ حضرت عائشہؓ کے ساتھ شب باش ہوئے۔

بعض راویوں نے کہا ہے کہ مدینہ آنے کے سترہ ماہ بعد ماہ شوال میں رسول ﷺ، حضرت عائشہؓ کے ساتھ شب باش ہوئے۔ ہجرت سے تین سال قبل مکہ میں حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد رسول ﷺ کا نکاح حضرت عائشہؓ سے ہو گیا تھا اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی جبکہ سات سال بھی بیان کی گئی ہے۔

فضائل عائشہؓ

عبداللہ بن صفوان اور ایک اور صاحب حضرت عائشہؓ کے پاس آئے عائشہؓ نے پوچھا کیا تم نے حفصہ کی حدیث سنی؟ انھوں نے کہا جی ہاں حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ نے مجھے نو خصوصیات ایسی عطا فرمائی ہیں جو کسی اور عورت کو نصیب نہیں ہوئیں البتہ اللہ نے حضرت مریم بنت عمران کو جو مرتبہ عطا فرمایا وہ ہے۔ اور یہ بات میں اپنی ہمسروں پر اظہار فخر کے لئے نہیں کہتی، عبداللہ بن صفوان نے پوچھا وہ کیا خصوصیات ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے کہا: فرشتہ میری صورت لے کر اترا میری عمر سات برس کی تھی کہ مجھے آپ کی خدمت میں بھیجدیا گیا۔ صرف میں کنواری تھی جس سے رسول ﷺ نے شادی کی سوائے آپ ﷺ کے اور کوئی میرا خاوند نہیں ہوا۔ جبکہ آپ اور میں ایک لحاف میں لیٹے ہوتے تھے اسی حالت میں آپ پر وحی آیا کرتی تھی، مجھے آپ سب سے زیادہ چاہتے تھے میری برأت میں قرآن کی آیت نازل ہوئی جبکہ موقع ایسا آ گیا تھا کہ امت تباہ ہو جاتی۔ میں نے جبرائیل کو دیکھا میرے سوا آپ کی کسی اور بیوی کو یہ شرف حاصل نہ ہو سکا، آپ ﷺ کی روح میرے گھر میں قبض کی گئی جبکہ وہاں سوائے فرشتے اور میرے کوئی اور آپ کے پاس نہ تھا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے رسول اللہؐ نے شوال میں نکاح کیا تھا اور جب آپ پہلی مرتبہ ان کے ساتھ شب باش ہوئے وہ شوال ہی کا مہینہ تھا۔ اس کے متعلق حسب ذیل روایتیں آئی ہیں۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھ سے شوال میں نکاح کیا۔ شوال ہی میں وہ مجھ سے ہم بستر ہوئے اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ اس بات کو زیادہ پسند کرتی تھیں کہ ان کے یہاں کی عورتوں کی شادی شوال میں ہوا کرے۔

دوسرے سلسلہ سند سے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے شوال میں مجھ سے نکاح کیا اور شوال ہی میں آپ میرے ساتھ شب باش ہوئے اور آپ ﷺ کی کسی دوسری بیوی کو مجھ سے زیادہ آپ سے مستفید ہونے کا موقع نہیں ملا۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ اس بات کو پسند کرتی تھیں کہ ان کے یہاں کی لڑکیوں کی شادی شوال میں ہو۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ماہ شوال میں بدھ کے دن رسول ﷺ، حضرت عائشہؓ کے ساتھ سُنح میں ابوبکرؓ کے گھر میں شب باش ہوئے۔

رسول ﷺ اور ابوبکرؓ کے اہلخانہ کی ہجرت

اس سال رسول ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں اور زوجہ مکرمہ سودہؓ بنت زمعہ، زید بن حارثہ اور ابورافع کو مکہ سے بلا بھیجا اور ابورافع ان کو مکہ سے سواریوں پر مدینہ لے آئے۔

عبداللہ بن اریقط نے مکہ جا کر جب عبداللہ بن ابی بکرؓ کو ان کے باپ کا پتہ اور مقام بتایا وہ اپنے باپ کے بیوی بچوں کو لے کر ان کے پاس آنے کے لیے مکہ سے چلے۔ طلحہ بن عبید اللہ بھی ساتھ ہوئے اس قافلہ میں (ام رومان عائشہؓ اور عبداللہ بن ابی بکرؓ کی ماں) بھی ساتھ تھیں۔ یہ مدینہ پہنچ گئے۔

نمازِ اقامت میں اضافہ

اس سال حالت اقامت کی نماز میں دو رکعتوں کا اضافہ کیا گیا۔ اس سے قبل اقامت اور سفر کی ایک ہی نماز دو رکعت تھی۔ یہ تبدیلی رسول ﷺ کے مدینہ آنے کے ایک ماہ بعد ربیع آخر کی بارہ تاریخ کو نافذ کی گئی۔ واقدی کہتے ہیں کہ اس واقعے کے بارے میں اہل حجاز میں سے کسی کو مذکورہ بالا بیان سے اختلاف نہیں۔

دارالہجرۃ میں پہلی ولادت

مسلمانوں کی بے پناہ مسرت

بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال اور واقدی کے بیان کے مطابق رسول ﷺ کے مدینہ آنے کے دوسرے سال ماہ شوال میں عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے۔ واقدی سے مروی ہے کہ ہجرت کے بیس ماہ بعد مدینے میں عبداللہ بن الزبیرؓ پیدا ہوئے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ چونکہ ہجرت کے بعد دارالہجرۃ میں یہ سب سے پہلے بچے تھے جو پیدا ہوئے تھے اس لیے ان کی ولادت کی خوشی میں صحابہؓ نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اس غیر معمولی اظہار مسرت کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں سے کہا گیا تھا کہ یہودی کہتے ہیں کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے ان کے یہاں اولاد ہی نہ ہوگی۔ اسی لیے ان کی ولادت کی خوشی میں صحابہؓ نے تکبیر کہی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسما بنت ابی بکر جب ہجرت کر کے مدینہ

آ ئیں اسی وقت ان کو عبداللہ کا حمل تھا۔

ہجرت کے بعد انصار میں پہلے لڑکے کی پیدائش

یہ بھی بیان کیا گیا کہ نعمان بن بشیر اسی سال پیدا ہوئے۔ رسول ﷺ کی ہجرت کے بعد یہ پہلے بچے تھے جو انصار میں پیدا ہوئے مگر واقدی نے اس سے بھی انکار کیا ہے۔

سہل بن ابی حثمہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انصار میں سب سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا وہ نعمان بن بشیر تھے یہ ہجرت کے چودہ ماہ بعد پیدا ہوئے اس طرح رسول ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر آٹھ سال یا کچھ زیادہ تھی۔ یہ واقعہ بدر سے تین یا چار ماہ قبل پیدا ہوئے تھے۔

ابوالاسود سے مروی ہے کہ کسی نے نعمان بن بشیر کا ذکر عبداللہ بن الزبیر کے سامنے کیا انھوں نے کہا وہ مجھ سے چھ ماہ بڑے ہیں۔ عبداللہ بن زبیر ہجرت کے بیسویں ماہ اور نعمان بن بشیر چودھویں مہینے ربیع الثانی میں پید ہوئے۔ ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مختار بن ابی عبید الثقفی اور زیاد بن سمیہ بھی اسی سال پیدا ہوئے۔

کفار سے مسلمانوں کی پہلی مڈ بھیڑ

واقدی کا بیان ہے کہ اس سال کے ماہ رمضان میں ہجرت کے سترہویں مہینے رسول ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب کو سفید نشان دیا اور تیس آدمیوں کے ساتھ قریش کے تجارتی قافلوں کو روکنے کے لیے بھیجا۔ حمزہ کی مڈ بھیڑ ابوجہل سے ہوئی جس کے ساتھ تین سو آدمی تھے مگر مجدی بن عمر الجہنی فریقین کے بیچ میں حائل ہو گیا اور اس طرح دونوں حریف بغیر لڑے الگ الگ ہو گئے۔ حمزہؓ کے علمبردار ابومرثد تھے۔

سریہ عبیدہ بن الحارث

نیز اسی سال ہجرت کے اٹھارہویں مہینے رسول ﷺ نے عبیدہ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف کو سفید علم دے کر بطن رابغ بھیجا۔ مسطح بن اثاثہ ان کے علمبردار تھے۔ اور ساٹھ مہاجرین ان کے ساتھ تھے ان میں کوئی انصاری نہ تھا یہ ثنیۃ المرۃ جو جحفہ کی سمت میں واقع ہے، پہنچے۔ احیاء نامی پانی کے چشمے پر ان کا مشرکین سے مقابلہ ہوا مگر طرفین سے صرف تیراندازی ہوئی تلوار کی نوبت نہ آئی۔ مشرکین کے فوجی دستہ کی امارت میں اختلاف ہے بعض نے ابوسفیان بن حرب کو امیر بتایا دوسروں نے مکرز بن حفص کا نام لیا ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب اس فوج کا امیر تھا اور اس کی تعداد دو سو تھی۔

سریہ سعدؓ بن ابی وقاص

اس سال ذیقعدہ میں رسول ﷺ نے سعدؓ بن ابی وقاص کو ایک سفید نشان دے کر خرار بھیجا۔ مقداد بن عمرو ان کے علمبردار تھے۔ اس کے متعلق خود سعدؓ کی روایت ہے کہ میں بیس یا اکیس آدمیوں کے ساتھ پیدل خرار روانہ ہوا۔ دن کو ہم چھپ جاتے تھے اور رات کو چلتے تھے۔ پانچویں دن کو صبح کے وقت ہم وہاں پہنچ گئے۔ رسول ﷺ نے مجھے ہدایت فرمادی تھی کہ میں وہاں سے آگے نہ بڑھوں مگر دشمن کا تجارتی قافلہ مجھ سے ایک دن پہلے وہاں سے گذر چکا تھا۔ ان کی تعداد ساٹھ تھی اور میرے ساتھ سب کے سب مہاجرین تھے۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ یہ تمام سرایا جن کو ہم واقدی کی روایت سے بیان کر آئے ہیں۔ یہ سب تاریخ کے اعتبار سے دوسرے سال کے ہیں۔

محمد بن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو رسول ﷺ مدینہ تشریف لائے اس ربیع الاول کا بقیہ حصہ، ماہ ربیع الثانی، جمادی الاول، جمادی الثانی، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ اور محرم آپ نے مدینہ ہی میں قیام فرمایا۔ اس سال کا حج مشرکین ہی کے زیر اہتمام ہوا۔

غزوہ ابواء

مدینہ آنے کے بعد بارہویں مہینے صفر میں آپ ﷺ جہاد کے لیے نکلے۔ قریش اور بنی ضمرہ بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کی نیت سے ودّان آئے یہی غزوہ ابواء ہے۔ بنی ضمرہ کے سردار مخشی بن عمرو نے جو خود اسی قبیلہ کا تھا، آپ سے مصالحت کر لی۔ آپ بغیر کسی نقصان کے مدینہ واپس آ گئے۔ بقیہ ماہ صفر اور ربیع الاول کا ابتدائی حصہ آپ نے مدینہ میں بسر کیا۔ اسی قیام کے دوران آپ ﷺ نے عبیدہ بن الحارث بن المطلب کو ساٹھ یا اسی شتر سوار مہاجرین کے ساتھ جن میں کوئی انصاری نہ تھا، جہاد کے لیے روانہ کیا۔

اسلام کا پہلا تیر اور تیر انداز

یہ جماعت حجاز کے ایک پانی کے چشمہ احیاء پر جو ثنیۃ المرۃ کے زیریں میں واقع ہے، پہنچی۔ یہاں قریش کی ایک بہت بڑی جماعت سے ان کا مقابلہ ہوا۔ جنگ تو نہ ہوئی البتہ سعدؓ بن ابی وقاص نے ایک تیر پھینکا یہ پہلا تیر ہے جو اسلام میں پھینکا گیا۔ اسکے بعد دونوں فریق مقابلہ سے پسپا ہوئے۔ مسلمانوں کے لیے عقب بچانے والی جماعت بھی تھی، بنی زہرہ کے حلیف مقداد بن عمرو البہرانی اور بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف عتبۃ بن غزوان بن جابر مشرکین کا ساتھ چھوڑ کر مسلمانوں کے پاس بھاگ آئے۔ یہ دونوں پہلے سے مسلمان تھے اور مشرکین کے ساتھ لڑنے محض اسی غرض سے آئے تھے کہ اسطرح مسلمانوں سے آملیں گے۔ عکرمہ بن ابی جہل اس قوم کا امیر تھا۔

اسلام کا پہلا علم بردار، طبریؒ کا قول

سریہ حمزہ

جہاں تک مجھے علم ہے اسلام میں سب سے پہلا علم جو کسی مسلمان کو رسول ﷺ نے دیا ہے وہ یہی عبیدہ کا علم ہے۔ مگر بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ غزوہ ابواء سے واپسی میں مدینہ پہنچنے سے قبل ہی رسول ﷺ نے عبیدہ کو بھیجا۔

اسی قیام کے زمانے میں آپ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب کو عیص کی سمت سے مہاجرین کے تیس شتر سواروں کے ساتھ سیف البحر جو جھینہ کے علاقہ میں واقع ہے، روانہ فرمایا۔ اس جماعت میں بھی مہاجرین کے علاوہ کوئی انصاری نہ تھا۔ اس ساحل پر ابوجہل بن ہشام مکہ کے تین شتر سواروں کے ساتھ ان کے مقابلہ پر آیا مگر مجدی بن عمرو الجہنی نے جس کی فریقین سے مصالحت تھی بیچ بچاؤ کرا دیا اور بغیر لڑائی کے فریقین اپنی اپنی راہ چل دیئے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حمزہؓ کا جھنڈا پہلا جھنڈا ہے جو رسول ﷺ نے کسی مسلمان کو دیا ہے اور چونکہ ان کی اور عبیدہ بن الحارث کی مہم بیک وقت بھیجی گئی ہے اس لیے یہ بات مشتبہ ہوگئی ہے کہ کسے پہلے علم سرفراز ہوا۔ مگر ہم نے علماء سے یہی بات سنی ہے کہ سب سے پہلے عہد اسلام میں عبیدہ بن الحارث کو جھنڈا دیا گیا ہے۔

غزوہ بواط

اس کے بعد ربیع الثانی میں خود رسول ﷺ قریش کے ارادے سے جہاد کے لیے روانہ ہوئے اور کوہ رضویٰ کی سمت سے بواط آئے اور پھر بغیر کسی مقابلہ اور لڑائی کے مدینہ واپس تشریف لے آئے اور ربیع الثانی کا بقیہ حصہ اور جمادی الاول کا کچھ حصہ آپ نے مدینہ میں بسر کیا۔

غزوہ عشیرہ

اس کے بعد پھر آپ ﷺ قریش کے مقابلہ کے لیے جہاد پر روانہ ہوئے اس مرتبہ آپ بنی دینار بن النجار کی سرنگ سے گذر کر فیفا الخیار پر سے ہوتے ہوئے ابن ازہر کی چٹان ذات الساق نامی میں ایک درخت کے نیچے ٹھہرے۔ یہاں آپ نے نماز پڑھی اسی لیے وہاں آپ کی مسجد موجود ہے۔ یہاں آپ کے لیے کھانا پکایا گیا آپ نے اور آپ کے صحابہ نے اسے تناول فرمایا۔ وہاں جس جگہ چولھے تھے وہ مقام بھی اب تک معروف ہے اور وہاں کے عشیرب نامی ایک چشمہ سے آپ کے پینے کے لیے پانی لایا گیا پھر آپ وہاں سے چل کھڑے ہوئے۔ آپ نے آبادی کو اپنی بائیں جانب چھوڑا اور مشعبہ عبداللہ نامی گھاٹی کا راستہ اختیار کیا۔ یہ گھاٹی اب تک اسی نام سے مشہور ہے۔ اس کے بعد پھر آپ بائیں جانب ہو لئے اور وادی یلیل میں سے اتر کر اس کے اوپر وادی الضبوعہ کے سنگم پر ٹھہرے۔ وہاں ایک کنواں تھا اس کا پانی آپ نے نوش فرمایا۔ یہاں سے آپ نے فرش بلل کا راستہ لیا اور صخیرات الیمام آ کر پھر آپ عام راستہ پر آئے یہ راستہ آپ کو بطن ینبوع کے مقام عشیرہ لے آیا۔ آپ نے جمادی الاول کا بقیہ حصہ اور کچھ راتیں جمادی الثانی کی یہاں قیام فرمایا اور اسی مقام پر آپ نے بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ سے مصالحت کر لی۔ اور پھر بغیر کسی لڑائی کے آپ مدینہ لوٹ آئے۔ اسی غزوہ میں آپ نے حضرت علیؓ سے جو کچھ کہا، کہا۔

کرز بن جابر کا تعاقب اور غزوہ بدر اولیٰ

اس غزوہ عشیرہ سے واپس آ کر آپ کو مدینہ میں دس راتیں بھی نہ گزرنے پائی تھیں کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کی چراگاہ پر غارتگری کی آپ اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور سفوان نامی ایک وادی میں جو بدر کی سمت واقع ہے، آئے۔ مگر کرز آپ کی گرفت سے نکل گیا اور آپ اسے نہ پا سکے۔ یہ بدر کا پہلا غزوہ ہے۔ آپ پھر مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ جمادی الثانی کا بقیہ حصہ، ماہ رجب اور شعبان آپ نے وہیں قیام فرمایا۔ غزوہ سعدؓ بن ابی وقاص سے لے کر اب تک آپ آٹھ جماعتوں کو جہاد کے لیے بھیج چکے تھے۔

عبداللہ بن علی کے ورغلانے سے ابوقیس کا اسلام سے رہ جانا

ابوقیس کا اسلام

واقدی کے بیان کے مطابق اسی سال یعنی ہجرت کے پہلے سال ابوقیس بن الاسلت رسول ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی، اس نے کہا یہ تو بہت عمدہ مذہب ہے۔ جس کی آپ نے دعوت دی ہے میں جا کر اس پر غور کرتا ہوں اور پھر آؤں گا۔ اس کے بعد عبداللہ بن ابی اس کے پاس گیا اور اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم خزرج کے مقابلہ سے پہلوتہی کرتے ہو اور اسی وجہ سے اسلام لانا چاہتے ہو؟ ابوقیس نے کہا اگر تمھارا خیال ہے تو میں

ایک سال تک مسلمان نہیں ہوتا، یہ اس سال کے ذیقعدہ ہی میں مر گیا۔

۲ھ ہجری کا آغاز اور اس سال کے واقعات

غزوۂ ودّان

تمام سیرت نگاروں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس سال ربیع الاول میں خود رسول ﷺ غزوہ ابواء پر تشریف لے گئے اسے غزوہ ودّان بھی کہا جاتا ہے ان دونوں مقامات کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے اور ودّان ابواء کے بالکل سامنے واقع ہے۔ مدینہ سے چلتے وقت رسول ﷺ نے سعد بن عبادہ بن دلیم کو مدینہ پر اپنا قائم مقام مقرر فرمایا اس جہاد میں حمزہ بن عبدالمطلب آپ کے علمبردار تھے اور یہ جھنڈا سفید تھا۔

واقدی کہتے ہیں کہ پندرہ شب آپ نے وہاں قیام فرمایا اور پھر مدینہ تشریف لے آئے۔

غزوہ ذات العشیرہ

واقدی کے قول کے مطابق اس کے بعد پھر رسول ﷺ دو سو صحابہؓ کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہوئے تاکہ قریش کے تجارتی قافلوں کو روکیں۔ آپ ﷺ ربیع الاول میں بواط پہنچ گئے۔ ان قافلوں میں امیہ بن خلف اور قریش کے سو آدمی اور تھے اور دو ہزار پانچ سو اونٹ تھے۔ آپؐ واپس آ گئے کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اس غزوہ میں سعد بن ابی وقاص آپ کے علمبردار تھے اور اس موقع پر آپ نے مدینہ میں سعد بن معاذ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا اس کے بعد اسی ماہ میں آپ کرز بن جابر الفہری کے تعاقب میں مہاجرین کے ساتھ تشریف لے گئے۔ یہ مدینہ کے ریوڑوں کو جو چرائیں چرا کرتے تھے لوٹ لے گیا تھا رسول ﷺ نے اس کا تعاقب کیا۔ آپ بدر پہنچے مگر اسے نہ پا سکے۔ اس غزوہ میں علیؓ بن ابی طالب آپ کے علمبردار تھے اور آپ ﷺ نے زید بن حارثہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔ نیز اسی سال جب قریش کے تجارتی قافلے شام جانے لگے آپ ان کو روکنے کے لیے مہاجرین کے ساتھ برآمد ہوئے اس مہم کو غزوہ ذات العشیرہ کہتے ہیں۔ آپ ینبع تک گئے۔ اس موقع پر آپ نے ابوسلمہ بن عبدالاسد کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا اور حمزہ بن عبدالمطلب آپ کے علمبردار تھے۔

حضرت علیؓ کو ابوتراب کا لقب عطا ہونا

عمار بن یاسر سے مروی ہے کہ اس غزوۂ ذات العشیرہ میں علی اور میں رسول ﷺ کے ہمراہ اور رفیق تھے۔ ہم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا وہاں ہم نے بنی مدلج کے کچھ آدمیوں کو اپنے ایک نخلستان میں زراعتی کام کرتے دیکھا میں نے علیؓ سے کہا کہ آؤ ذرا چل کر دیکھیں کہ یہ کس طرح کاشت کرتے ہیں؟ ہم وہاں آئے تھوڑی دیر ہم دیکھتے رہے ہمیں نیند آنے لگی ہم کھجور کے ایک چھوٹے درخت کے سائے میں جا کر نرم مٹی پر سو گئے۔ ہم پڑے سو رہے تھے کہ خود رسول ﷺ نے وہاں آ کر ہمیں بیدار کیا زمین پر سونے کی وجہ سے ہم خاک آلود ہو گئے تھے۔ آپ نے علی کو ان کا پاؤں پکڑ کر ہلایا اور فرمایا اے ابوتراب اٹھو! قسم ہے اس کی جو تمھاری زلفوں سے مٹی جھٹک رہا ہے۔ تم کو میں بتاتا ہوں کہ قوم ثمود کا احمر جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں سب سے زیادہ شقی انسان تھا اور پھر آپ نے ان کی ڈاڑھی ہاتھ میں لی۔

دوسرے طریق سے بھی یہی حدیث عمار بن یاسر سے نقل ہوئی ہے۔ مگر اس واقعہ کے مطابق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ یہ بھی مذکور ہے کہ ایک مرتبہ سہل بن سعد سے کسی نے کہا کہ مدینہ کے چند امراء چاہتے ہیں کہ تم علیؓ کو مدینہ کے منبر پر گالیاں دو اس نے کہا میں ان کو کیا کہوں؟ اس شخص نے کہا تم ان کو ابوتراب کہو۔ سہل بن سعد نے کہا یہ تو خود رسول ﷺ نے ان کو لقب دیا تھا۔ اس نے پوچھا اے ابوالعباس یہ کیسے؟ اس نے کہا ایک مرتبہ علی فاطمہ زہرہ کے پاس گئے اور وہاں سے برآمد ہو کر مسجد کے زیر سایہ لیٹ گئے۔ ان کے بعد رسول ﷺ فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا تمھارے چچازاد کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا وہ دیکھیے مسجد میں لیٹے ہوئے ہیں۔ رسول ﷺ مسجد میں ان کے پاس آئے دیکھا کہ چادر پیٹھ سے اتر گئی ہے اور مٹی لگ گئی ہے آپ خود ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے اے ابوتراب بیٹھ جاؤ، اس طرح یہ لقب خود رسول ﷺ نے ان کو دیا تھا اور خود علیؓ اس لقب کو سب ناموں سے زیادہ پسند کرتے تھے۔

حضرت فاطمہؓ کا نکاح اور سریہ عبداللہ بن جحش

اس سال ماہ صفر کی چند راتیں باقی تھیں کہ علیؓ بن ابی طالب کی شادی فاطمہؓ سے ہوئی۔

جمادی الثانی میں رسول ﷺ کرز بن جابر الفہری کے تعاقب سے مدینہ واپس آئے اور رجب میں آپ نے عبداللہ بن جحش کو مہاجرین کے آٹھ خاندانوں کے ساتھ جن میں کوئی انصاری نہ تھا، حجاز روانہ فرمایا۔

واقدی کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو مہاجرین کے بارہ اشخاص کے ہمراہ اس مہم پر بھیجا تھا۔ بہرحال سابق بیان کے مطابق آپ نے روانگی کے وقت ایک خط لکھ کر ان کو دیا اور ہدایت کر دی کہ جب تک دو دن کا سفر نہ طے ہو جائے تم اسے نہ پڑھنا، پھر پڑھ کر جو حکم دیا گیا ہو اس کی بجا آوری کرنا اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اس کے لیے مجبور نہ کرنا۔ چنانچہ دو دن سفر کرنے کے بعد عبداللہ بن جحش نے رسول ﷺ کا خط پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا کہ اس خط کو دیکھنے کے بعد تم سیدھے مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ جا کر ٹھہر و وہاں سے قریش کی نگرانی رکھو اور ان کی خبریں ہمیں پہنچاؤ۔ عبداللہ نے خط دیکھ کر کہا میں بسر و چشم اس ارشاد کی بجا آوری کروں گا اور پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ رسول ﷺ نے مجھے ایسا حکم دیا ہے مگر اس بارے میں تم پر جبر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا جسے دل سے شہادت کا شوق ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جو نہ چاہتا ہو واپس ہو جائے۔ میں بہرحال اس حکم کی بجا آوری کروں گا۔ مگر کسی نے ان کا ساتھ نہ چھوڑا۔ وہ اپنی سمت چلے ان کے ساتھی بھی ساتھ ہوئے اور انھوں نے حجاز کی راہ لی۔

سعد بن وقاص اور عتبہ بن غزوان کی گمشدگی اور ماہ حرام میں قتال

جب یہ بالائی فرع میں ایک مکان پر آئے سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا ایک اونٹ جس کے پیچھے یہ آ رہے تھے راہ سے بھٹک گیا۔ یہ اس کی تلاش میں عبداللہ بن جحش سے چھوٹ گئے۔ وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ چلتے چلتے نخلہ پہنچے۔ قریش کا ایک تجارتی قافلہ جس میں منقا چمڑے اور دوسرا تجارتی سامان لدا ہوا تھا ان کے پاس سے گذرا اس قافلہ میں عمرو بن الحضرمی، عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ المخزومی، اس کا بھائی نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ اور حکم بن کیسان، ہشام بن المغیرہ کا آزاد کردہ غلام تھے۔

یہ قافلہ مسلمانوں کے قریب ہی اترا تھا ان کو دیکھ کر وہ ڈرے مگر عکاشہ بن محصن جن کا سر منڈا ہوا تھا پہاڑ سے ان کے سامنے برآمد ہوئے اسے دیکھ کر قافلہ والے مطمئن ہو گئے اور کہنے لگے یہ عمرہ کرنے والے ہیں ان سے کچھ خطرہ

نہیں۔ دوسری طرف مسلمانوں نے اس قافلہ کے بارے میں مشاورت کی کہ کیا کیا جائے؟ یہ رجب کا آخری دن تھا۔ سب نے کہا کہ اگر ہم نے ان کو آج رات چھوڑ دیا تو کل یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور پھر تم ان کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔ دوسری طرف یہ مشکل ہے کہ اگر ہم نے ان کو قتل کر دیا تو ہم نے ماہ حرام کی حرمت توڑ دی وہ اسی تردد میں تھے اور ان پر پیشقدمی کرتے ہوئے خائف تھے مگر پھر یہ لوگ دلیر ہو گئے اور سب نے تہیہ کرلیا کہ جس پر قابو چلے اسے قتل کر ڈالو اور ان کے مال ومتاع کو لوٹ لو۔

ماہِ محترم میں ابن الحضرمی کا قتل

واقد بن عبداللہ نے عمرو بن الحضرمی کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا اور قتل کر دیا۔ نیز انھوں نے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو گرفتار کرلیا۔ البتہ نوفل بن عبداللہ بھاگ گیا اور ان کے ہاتھ نہ آسکا۔ عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھی اس قافلہ اور دونوں قیدیوں کو لے کر مدینہ میں رسول ﷺ کے پاس آ گئے۔

اس سلسلہ میں عبداللہ بن جحش کی اولاد میں سے کسی نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ انھوں نے اپنے ساتھیوں کو کہا تھا کہ اس مال غنیمت میں سے خمس رسول ﷺ کا ہے اس وقت تک اللہ نے غنیمت میں خمس فرض نہیں کیا تھا۔ چنانچہ انھوں نے خمس کو رسول ﷺ کے لیے علیحدہ کرلیا اور باقی غنیمت تقسیم کر دی۔

ماہِ محترم میں قتال پر حضور ﷺ کا اظہارِ ناراضگی

جب یہ رسول ﷺ کے پاس پہنچے آپ نے فرمایا کہ میں نے تو تم کو ماہ حرام میں قتال کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپ نے قافلہ اور قیدیوں کو وہیں روک دیا اور اس میں سے کسی حصہ کو قبول نہیں فرمایا آپ کے اس ارشاد سے ان لوگوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور وہ سمجھے کہ مارے گئے۔ دوسرے مسلمانوں نے بھی ان کو اس حرکت پر ملامت کی اور کہا کہ تم وہ کر گذرے جس کا تم کو حکم نہ تھا تم ماہ حرام میں لڑے حالانکہ اس کی تم کو اجازت نہیں دی گئی تھی۔ دوسری طرف قریش کہنے لگے کہ محمدؐ اور ان کے ساتھیوں نے ماہ حرام کی حرمت توڑ دی اس میں خونریزی کی، مال لوٹا اور قیدی پکڑ لیے۔ مکہ کے مسلمانوں نے اس الزام کی تردید میں کہا کہ یہ جو کچھ ہوا وہ شعبان میں ہوا ہے۔ نیز یہودیوں نے اس واقعہ کو رسول ﷺ کے لیے شگون بد قرار دینے کے لیے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ نے قتل کیا۔ عمرو نے لڑائی کی۔ حضرمی اس میں حاضر تھا اور واقد نے اسے مشتعل کر دیا مگر اللہ نے ان کے دعوی کو خود ان پر پلٹ دیا اور وہی تباہ ہو گئے۔

ماہ حرام میں قتال کا الزام اور قرآن کا تبصرہ

جب اس واقعہ کے متعلق زیادہ چہ میگوئیاں ہونے لگیں تو اللہ عزوجل نے یہ آیات رسول ﷺ پر نازل فرمائیں ”یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ ......الی آخرہ“ پوری آیت (لوگ تم سے ماہ حرام میں قتال کی بابت دریافت کرتے ہیں) جب اللہ نے اس معاملہ کے متعلق یہ وحی نازل فرما دی اور اس طرح وہ خوف جو مسلمانوں کو اس سے لاحق ہو گیا تھا جاتا رہا۔ تب رسول ﷺ نے قافلہ اور دونوں قیدیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ قریش نے ایک وفد کے ذریعے آپ سے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو فدیہ دے کر رہائی کی درخواست کی آپ نے ان سے فرمایا کہ جب تک ہمارے آدمی سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان بخیریت یہاں نہ آجائیں گے ہم فدیہ قبول

نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں تم نے ان کو قتل نہ کردیا ہو۔ اگر ایسا ہوا تو پھر ان کے عوض میں ہم تمھارے ان دونوں آدمیوں کو قتل کریں گے۔ مگر پھر وہ دونوں آ گئے اور رسول ﷺ نے فدیہ لے کر ان دونوں قیدیوں کو رہا کردیا۔ ان میں سے حکم بن کیسان اسلام لے آئے اور بڑے اچھے مسلمان بنے۔ رسول ﷺ ہی کے پاس رہ گئے اور بیئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

نخلہ کی مہم

سدّی سے جب "**یسئلونک عن الشهر الحرام قتال فيه. قل قتال فيه كبير وصد عن سبيل الله**" کی تفسیر پوچھی گئی تو انھوں نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے سات آدمیوں کی ایک مہم عبداللہ بن جحش کی قیادت میں روانہ کی اس میں عمار بن یاسر، ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، سعد بن ابی وقاص، عتبہ بن غزوان بن السلمی بن نوفل کے حلیف، سہیل بن بیضاء، عامر بن فہیرہ اور عمر بن الخطاب کے حلیف واقد بن عبداللہ الیر بوعی شامل تھے۔

رسول ﷺ نے ایک خط لکھ کر عبداللہ بن جحش کو دیا اور ہدایت کردی کہ صرف بطن میں پہنچ کر اسے پڑھنا۔ جب عبداللہ اس مقام کو آئے انھوں نے خط کھولا اس میں تھا کہ تم بطن نخلہ جا کر ٹھہرو! عبداللہ نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جو مرنا چاہے وہ ساتھ چلے اور بعد کے لیے وصیت کردے۔ میں خود تو بہرحال رسول ﷺ کے حکم کی بجا آوری کرونگا۔ اب میں جاتا ہوں اور وصیت کیے دیتا ہوں پھر عبداللہ بن جحش اپنی راہ ہوئے سعدؓ بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان اپنی گم کردہ راہ سواری کی تلاش میں چھوٹ گئے۔ اور یہ دونوں اس کی تلاش کرتے ہوئے بحران آئے عبداللہ بن جحش چلتے چلتے بطن نخلہ پہنچے۔ یہاں ان کو حکم بن کیسان، عبداللہ بن المغیرہ، مغیرہ بن عثمان اور عمرو بن الحضرمی نظر پڑے۔ جنگ ہوئی مسلمانوں نے حکم بن کیسان اور عبداللہ بن المغیرہ کو قید کرلیا۔ مغیرہ بھاگ گیا اور عمرو بن الحضرمی واقد بن عبداللہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ پہلی غنیمت تھی جو صحابۂ رسول ﷺ کو ملی۔ جب وہ ان دونوں قیدیوں اور مال غنیمت کو لے کر مدینہ آئے۔ اہل مکہ نے چاہا کہ فدیہ دے کر ان کو رہا کرالیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ ابھی ہم اپنے آدمیوں کا انتظار کرتے ہیں۔ چنانچہ جب سعد اور ان کے ساتھی بخیریت واپس آ گئے رسول ﷺ نے قیدیوں کا فدیہ قبول فرمالیا۔ مشرکین نے رسول ﷺ پر یہ الزام لگایا کہ محمدؐ ایک طرف اللہ کی اطاعت کے دعویدار ہیں مگر پہلے انھی نے ماہ حرام کی حرمت کو توڑا اور ماہ رجب میں ہمارے ایک آدمی کو قتل کردیا۔ مسلمانوں نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم نے جمادی میں قتل کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ واقعہ جمادی کی آخری رات اور رجب کی پہلی رات میں پیش آیا اور رجب شروع ہوتے ہی مسلمانوں نے اپنی تلواریں نیام میں کرلیں اسی موقع پر اللہ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں اور ان میں اہل مکہ کو ملزم قرار دیا ہے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پہلے رسول ﷺ نے اس مہم کے لیے ابوعبیدہ بن الجراح کو مقرر کیا تھا مگر پھر خاص وجہ سے ان کو چھوڑ کر عبداللہ بن جحش کو مقرر کیا۔ اس کے متعلق حسب ذیل روایات منقول ہیں۔

نخلہ کی مہم کی ایک اور روایت

جندب بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے ایک جمعیت پر ابوعبیدہ بن لجراح کو امیر بنایا۔ جب وہ رسول ﷺ سے رخصت ہو کر جانے لگے تو آپ کی جدائی کے خیال سے رو پڑے۔ رسول ﷺ نے ان کے بجائے عبداللہ بن جحش کو بھیج دیا اور ایک خط لکھ کر اس ہدایت کے ساتھ ان کے حوالے کیا کہ جب تک وہ فلاں مقام نہ پہنچ جائیں اسے نہ

پڑھیں۔ اور اپنے کسی ساتھی کو ساتھ جانے پر مجبور نہ کریں۔ جب انھوں نے خط پڑھا "انا للہ و انا الیہ راجعون" کہا اور پھر کہا کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی بجا آوری دل و جان سے کرتا ہوں۔ انھوں نے اس حکم کی اطلاع اپنے ہمراہیوں کو کی اور خط پڑھ کر سنایا۔ دو صاحبان پلٹ گئے بقیہ عبداللہ کے ساتھ چلے۔ ابن الحضرمی سے ان کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا مگر ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ دن رجب کا ہے یا جمادی کا۔ اس پر مشرکین نے مسلمانوں پر الزام لگایا کہ تم نے ماہ حرام میں یہ حرکت کی انھوں نے رسول ﷺ سے آکر سارا واقعہ بیان کیا اس موقع پر اللہ نے یہ آیات "یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ" اپنے قول "والفتنۃ اکبر من القتل" تک نازل فرمائیں۔ یہاں سے فتنہ مراد شرک ہے۔

ایک صاحب نے جن کے متعلق میں خیال کرتا ہوں کہ وہ اس مہم میں شریک تھے کہا کہ اگر یہ فعل خیر ہوا ہے تو میں اس کے اجر کا مستحق ہوں اور اگر برا ہوا تو میں اس کی برائی سے واقف ہوں۔

۲ھ ہجری کے بقیہ واقعات

تحویل قبلہ

ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کے قبلہ کو شام کی سمت سے کعبہ کی طرف بدل دیا۔ وقتِ تبدیلی کی تعیین میں علمائے سلف کا اختلاف ہے مگر جمہور کا خیال یہ ہے کہ ہجرت کے اٹھارہویں ماہ نصف شعبان میں یہ تبدیلی عمل میں آئی۔ ابن مسعود اور دیگر اصحاب رسول ﷺ سے مروی ہے کہ پہلے مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے جب رسول ﷺ کو ہجرت کر کے مدینہ آئے ہوئے اٹھارہ ماہ گذرے آپ نماز میں حکم کے انتظار میں آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تھے۔ آپ ﷺ بھی بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے اب کعبہ بیت المقدس کی بجائے قبلہ مقرر کیا گیا۔ خود نبیؐ چاہتے تھے کہ کعبہ کی سمت نماز پڑھیں اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی "قد نری تقلب وجھک فی السماء" الیٰ آخرہ (بے شک ہم نے دیکھا کہ تم آسمان کی طرف منہ اٹھائے منتظر ہو)

ہجرت کے کتنے عرصہ بعد تحویلِ قبلہ ہوا؟

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ مدینہ آنے کے اٹھارہ ماہ بعد شعبان میں قبلہ بدل دیا گیا۔ واقدی سے بھی یہی مذکور ہے وہ کہتے ہیں کہ منگل کے روز ظہر کے وقت نصف شعبان میں یہ تبدیلی عمل میں لائی گئی۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ دیگر اربابِ سیر اس بات کے قائل ہیں کہ ہجرت کے سولہ ماہ بعد قبلہ تبدیل ہوا۔ اس کے متعلق قتادہ سے مروی ہے کہ ہجرت سے قبل رسول ﷺ کے قیام مکہ کے زمانے میں تمام مسلمان بیت المقدس کی سمت نماز پڑھتے تھے۔ ہجرت کے بعد سولہ ماہ رسول ﷺ نے بیت المقدس کی سمت نماز پڑھی اس کے بعد آپ نے کعبہ بیت

الحرام کی سمت نماز پڑھی۔

ابن زید سے مروی ہے کہ سولہ ماہ رسول ﷺ نے بیت المقدس کی سمت نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ یہودی کہتے ہیں کہ محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کو اپنے قبلہ کا بھی علم نہ تھا۔ ہم نے بتایا رسول ﷺ کو یہ بات بری معلوم ہوئی آپ نے آسمان کی طرف منہ اٹھایا اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی **"قدنری تقلب وجهک فی السماء"**

روزوں کی فرضیت

اس سال ماہ رمضان کے روزے فرض کئے گے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کے ماہ شعبان میں یہ روزے فرض ہوئے۔ مدینہ آ کر رسول ﷺ نے یہودیوں کو یوم عاشورہ میں روزہ رکھتے دیکھا ان سے اس کی وجہ پوچھی انھوں نے کہا کہ اس دن اللہ نے آلِ فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو فرعون سے نجات دی۔ رسول ﷺ نے فرمایا ہم ان سے زیادہ موسیٰ کے حقدار ہیں آپ نے روزہ رکھا اور مسلمانوں کو بھی اس روز روزے کا حکم دیا۔ جب اللہ نے رمضان کے روزے فرض کئے تو پھر آپ نے عاشورہ کے روزے کا نہ حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا۔

فطرانہ کا حکم

اسی سال مسلمانوں کو فطرانہ کا حکم ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے عید الفطر سے ایک دن یا دو دن قبل مسلمانوں کو خطاب کیا اور فطرے کا حکم دیا۔ اس سال آپ نماز عید کے لیے شہر سے باہر عید گاہ تشریف لے گئے۔ اور آپ نے سب کو نماز پڑھائی۔

پہلی نماز عید

یہ پہلا موقع تھا کہ آپ نماز عید کے لیے عید گاہ تشریف لے گئے۔ اسی سال لوگ آپ کے لیے نیزہ لے گئے اور آپ ﷺ نے اس کی سمت کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ یہ نیزہ زبیر بن العوام کا تھا جو نجاشی نے ان کو دیا تھا اس کے بعد تمام عیدوں میں یہ آپ کے لیے عید گاہ لے جایا جاتا تھا جہاں تک ہمیں معلوم ہے یہ اب بھی مدینہ میں مؤذنوں کے پاس ہے۔

غزوہ بدر کا دن اور اس کی تفصیلات

لیلۃ القدر کی رات

اس سال ماہ رمضان میں کفار قریش اور رسول ﷺ میں بدر کی مشہور لڑائی ہوئی۔ دن کے متعلق اختلاف ہے کہ کس روز لڑائی ہوئی بعض نے کہا ہے کہ ۱۹ ارمضان کو یہ واقعہ ہوا۔

ابن مسعود سے مروی ہے کہ ۱۹ ارمضان کو لیلۃ القدر کی تلاش کرو کیونکہ یہی بدر کی رات ہے۔ عبداللہ سے مروی ہے کہ لیلۃ القدر کو ۱۹ ارمضان میں تلاش کرو کیونکہ اسی کی صبح کو جنگ بدر ہوئی ہے۔

زید کے متعلق مروی ہے کہ وہ رمضان کی انیسویں اور تیسویں شب کو جس طرح ساری رات جاگتے تھے اس

طرح کسی اور شب میں بیدار نہ رہتے اس جاگنے کا اثر ان کے چہرے پر نمایاں ہوتا لوگوں نے اُن سے اس کی وجہ پوچھی انھوں نے کہا کہ اللہ عز و جل نے اس کی صبح میں حق و باطل کے درمیان تفریق کی ہے۔

دوسرے راوی کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی جمعہ کے دن سترہویں رمضان کی صبح کو ہوئی۔ اس کے متعلق دوسرے سلسلہ سے عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ لیلۃ القدر کو سترہویں رات میں تلاش کرو اور یہ آیت پڑھی "یوم التقی الجمعان" اور یہ بدر کی صبح ہے، پھر کہا یا ۱۹ کو اور یا ۲۱ کو تلاش کرو۔

عبداللہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر رمضان کی ۱۹ کو ہوئی۔ واقدی کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات محمد بن صالح سے کہی وہ کہنے لگے کہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم ایسا کہتے ہو میرا خیال ہے کہ کسی شخص کو بھی اس بات میں شک نہیں ہے کہ جنگ بدر ۱۷ رمضان جمعہ کی صبح کو ہوئی ہے۔ اور میں نے عاصم بن عمر بن قتادہ اور یزید بن رومان کو بھی یہ کہتے سنا ہے۔ ان اشخاص کے نام لینے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ اس بات کو تو گھر میں بیٹھنے والی عورتیں تک جانتی ہیں۔ میں نے یہ بات عبدالرحمٰن بن ابی الزناد سے بیان کی انھوں نے زید بن ثابت سے یہ واقعہ نقل کیا کہ وہ رمضان کی سترہویں شب کو رات بھر جاگتے تھے جس کا اثر ان کے چہرے پر نمایاں ہوتا اور فرمایا کرتے تھے کہ اس شب کی صبح اللہ نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔ اسلام کو غلبہ دیا اس شب میں قرآن نازل فرمایا اور کفار کے سرغنوں کو ذلیل کر دیا۔ واقعہ بدر جمعہ کے دن ہوا ہے۔ حسن بن علی بن ابی طالب کہتے تھے کہ " لیلۃ الفرقان یوم التقی الجمعان " رمضان کی سترہ ہے۔

عروہ بن الزبیر کے بیان کے مطابق اس لڑائی اور نیز ان تمام دوسری لڑائیوں کا باعث جو مشرکین قریش اور رسول ﷺ میں ہوئیں واقد بن عبداللہ التمیمی کے ہاتھوں عمرو بن الحضرمی کا قتل ہے۔

جنگ بدر

عروہ نے اسکے متعلق حسب ذیل بیان عبدالملک کو لکھ کر بھیجا تھا۔ امابعد تم نے مجھ سے ابوسفیان کی نقل و حرکت اور کارروائی کے بارے میں دریافت کیا ہے کہ اس کا کیا سبب تھا؟

اس کا اصل واقعہ یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب قریش کے تقریباً ستر شتر سواروں کے ساتھ جو سب تجارت کے لیے شام گئے ہوئے تھے، شام سے واپس آ رہا تھا اس کے ساتھ ان کا تمام روپیہ اور سامان تجارت بھی تھا۔ جب یہ حجاز واپس آنے لگے تو اس کی خبر رسول ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کو ملی اس سے پہلے بھی ان میں لڑائی جاری تھی جس میں کئی آدمی مارے جا چکے تھے۔ ابن الحضرمی بھی کئی آدمیوں کے ساتھ نخلہ میں قتل ہو چکا تھا اور قریش کے چند اشخاص قید بھی کر لیے گئے تھے۔ ان میں بعض مغیرہ کے بیٹے تھے۔ نیز ان میں ان کا آزاد کردہ غلام ابن کیسان تھا جسے عبداللہ بن جحش اور بنی عدی بن کعب کے حلیف نے چند صحابہ رسول کے ساتھ جن کو رسول ﷺ نے عبداللہ ابن جحش کی معیت میں اس مہم پر بھیجا تھا اسیر کیا تھا اسی واقعہ کی بناء پر رسول ﷺ اور قریش کے درمیان جنگ چھڑی اور نخلہ کا یہ پہلا واقعہ تھا جس میں طرفین ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوئے۔ یہ واقعہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے شام جانے سے قبل پیش آیا تھا۔

پھر اس کے بعد جب وہ اور اس کے ساتھی قریش کے شتر سوار شام سے حجاز آنے لگے تو انھوں نے ساحل کا راستہ اختیار کیا۔ رسول ﷺ کو جب ان کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اپنے صحابہؓ کو جنگ کی دعوت دی اور بتایا کہ ان کے ساتھ بہت مال و دولت ہے اور ان کی تعداد بھی تھوڑی ہے۔ اب مسلمانوں کی ایک جماعت ابوسفیان اور اس کے قافلہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے جس کے متعلق ان کو خیال تھا کہ بغیر کسی بڑی لڑائی کے وہ ان کے قبضہ میں آ جائے گا، مدینہ سے

چلے۔ اس کے متعلق اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:۔

"وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم"

اور تم چاہتے تھے کہ کمزور تم کو مل جائے

قریشِ مکہ کو خطرے کی اطلاع

جب ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ اصحاب رسولؐ اس کا راستہ روکنا چاہتے ہیں اس نے اس کی اطلاع کسی کے ذریعے قریش کو کی اور درخواست کی کہ تم اپنے اسباب تجارت کو بچاؤ۔ قریش کو اس کی اطلاع ہوئی ابوسفیان کے قافلہ میں سب کے سب کعب بن لوی کے خاندانوں کے آدمی تھے اس خبر کو ملتے ہی مکہ والے دوڑے۔ یہ سب بنی کعب بن لوی کی جماعت تھی جو بچاؤ کے لیے گئی تھی اس میں بنی عامر کے بنی مالک بن حسل کے سوا اور کوئی نہ تھا جب تک رسول ﷺ بدر نہ آ گئے ان کو اور نہ ان کے صحابہؓ کو قریش کی اس جمعیت کی کوئی اطلاع ملی تھی۔ اس قافلہ نے ساحل کی راہ پکڑ لی۔

رسول ﷺ مدینہ سے چل کر بدر کے قریب آ کر شب باش ہوئے۔ آپ نے زبیر بن العوام کو صحابہؓ کی ایک چھوٹی سی جمعیت کے ساتھ بدر کے ایک چشمے پر بھیجا۔ مسلمانوں کو اس بات کا قطعی علم نہ تھا کہ قریش ان کے مقابلہ کے لیے آ گئے ہیں۔ رسول ﷺ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔

ایک دشمن غلام کی گرفتاری اور تفتیش

آپ نماز ہی میں تھے کہ قریش کے بعض سقے بدر کے اسی چشمے پر پانی لینے آئے۔ ان میں بنی الحجاج کا ایک حبشی غلام بھی تھا۔ اسے مسلمانوں کی اس جماعت نے جسے رسول ﷺ نے زبیر کی قیادت میں چشمہ پر بھیجا تھا، گرفتار کر لیا۔ اس غلام کے اور ساتھی بھاگ کر قریش کے پاس چلے گئے۔ مسلمان اسے رسول ﷺ کی خدمت میں لائے جو اپنی خوابگاہ میں تشریف رکھتے تھے۔ صحابہ نے اس سے ابوسفیان اور اس کی جماعت کی خبر پوچھی کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہ غلام ضرور اسی کے ہمراہیوں میں سے ہے مگر اس نے بیان کیا کہ قریش کی ایسی جماعت جس میں فلاں فلاں قبیلے اور سردار ہیں مقابلے پر آئی ہے اور یہ بات وہ صحیح بیان کر رہا تھا مگر چونکہ مسلمانوں کو یہ اطلاع بہت ہی ناگوار تھی وہ اس پر یقین ہی نہ کرتے تھے کیونکہ اس وقت ان کا مطمح نظر صرف ابوسفیان، اس کا تجارتی قافلہ اور جماعت تھی۔

ان سوال و جواب کے دوران رسول ﷺ نماز میں مصروف تھے رکوع و سجود کر رہے تھے اور جو کچھ اس غلام کے ساتھ ہو رہا تھا اسے سن رہے تھے اب جب وہ غلام مسلمانوں سے کہتا کہ قریش آ گئے ہیں وہ اسے جھٹلاتے اور مارتے اور کہتے کہ تو ہم سے ابوسفیان اور اس کی جماعت کو چھپا رہا ہے۔ اس پر اب اس غلام نے یہ کیا کہ جب مسلمان اسے مار کی دھمکی دیتے اور ابوسفیان اور اس کی جماعت کا پتہ پوچھتے تو اگر چہ اسے ان کا قطعی علم نہ تھا وہ تو قریش کے سقوں میں تھا وہ مجبوراً اقرار کر لیتا حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ وہ قافلہ ان سے بہت دور نیچے علاقے میں پہنچ چکا تھا۔ جس کے متعلق خود اللہ عزوجل کلام پاک میں فرماتے ہیں:۔

"اذانتم بالعدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصوی والرکب اسفل منکم ...... امرًا کان مفعولاً"

(جبکہ تم قریب کے کنارے پر تھے اور وہ دور کے کنارے پر اور قافلہ تم سے بہت نیچے تھا)

حضور کا صحیح فیصلہ فرمانا

جب وہ غلام کہتا کہ یہ قریش تمھارے مقابلے کے لیے آئے ہیں مسلمان اسے مارنے لگتے اور اگر وہ کہتا کہ یہ ابوسفیان ہے وہ اسے چھوڑ دیتے اس حرکت کو دیکھ کر رسول ﷺ سے رہا نہ گیا آپ نماز ختم کر کے پلٹے چونکہ آپ اس غلام کی خبر سن چکے تھے آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب وہ سچ بولتا ہے تم اسے مارتے ہو اور جھوٹ بولتا ہے تو چھوڑ دیتے ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم سے کہہ رہا ہے کہ قریش آ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا بالکل صحیح کہتا ہے بے شک قریش اپنے قافلے کو بچانے کے لیے آ گئے ہیں۔

آپ نے غلام کو بلا کر اس سے واقعہ دریافت کیا اس نے کہا کہ یہ قریش ہیں اور ابوسفیان کی مجھے کچھ خبر نہیں آپ نے پہلے پوچھا ان کی تعداد کیا ہے؟ اس نے کہا صحیح تعداد تو نہیں جانتا البتہ وہ کثیر تعداد میں ہیں۔ راویوں کے بیان کے مطابق اس پر آپ نے اس سے دریافت کیا اچھا یہ بتاؤ کہ کل اول کس نے ان کو کھانا دیا اس غلام نے کسی کا نام لیا آپ نے پوچھا کتنے اونٹ اس نے دعوت کے لیے ذبح کیے تھے؟ اس نے کہا نو (۹) آپ نے پوچھا پھر کل دوسرے وقت کس نے ان کی ضیافت کی؟ اس نے نام بتایا آپ نے پوچھا اس نے کتنے اونٹ ذبح کیے غلام نے کہا دس۔ اس پر راویوں کے بیان کے مطابق رسول ﷺ نے فرمایا کہ دشمن کی تعداد نو سو سے ایک ہزار ہے اور واقعہ بھی یہی تھا کہ اس لشکر میں قریش کی تعداد نو سو پچاس تھی۔

حضور کا دشمن کے مارے جانے کی جگہ سے متعلق پیش گوئی فرمانا

رسول ﷺ اپنے مقام سے اٹھ کر اس چشمے پر آ کر ٹھہرے آپ نے بڑی بڑی مشکیں پانی سے بھر لیں اور اس چشمے کے اوپر اپنے صحابہ کی صف بندی کی۔ رسول ﷺ نے بدر آ کر فرما دیا کہ یہاں دشمن مارے جائیں گے۔ قریش نے آ کر دیکھا کہ ان سے قبل رسول ﷺ اس چشمے پر پہنچ کر باقاعدہ فروکش ہیں۔ جب قریش سامنے آ گئے تو رسول ﷺ نے اللہ کی جناب میں عرض کی ''اے یہ قریش اپنے تمام ساز و سامان اور غرور کے ساتھ تجھ سے لڑنے اور تیرے رسول ﷺ کی تکذیب کرنے آئے ہیں اے خداوندا میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اپنا وعدہ پورا کر'' جب وہ بالکل سامنے آ گئے۔ رسول ﷺ نے ان کے منہ پر مٹی پھینک ماری اور اللہ نے ان کو مار بھگایا۔

کفار کی سرکشی اور بڑائی

نبی ﷺ کا مقابلہ ہونے سے پہلے ایک شتر سوار نے ابوسفیان اور اس کی جماعت کی طرف سے آ کر قریش سے کہہ دیا تھا کہ تم پلٹ جاؤ وہ لوگ جنھوں نے قریش کو یہ حکم دیا تھا جحفہ میں تھے مگر قریش نے اس مشورہ کو نہ مانا، اور کہا کہ ہم جب تک بدر پہنچ کر وہاں تین راتیں قیام نہ کر لیں گے واپس نہیں جائیں گے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کون ہم پر حملہ کرتا ہے؟ ہم کسی عرب میں یہ طاقت نہیں دیکھتے کہ وہ ہم سے اور ہماری اس کثیر جمعیت سے مقابلہ کر سکے۔ انھی کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے

'' اَلَّذِینَ خرجوا من دیارھم بطرا ً ورئاء الناس '' (جو اپنی بستیوں سے فوری جوش اور لوگوں کو محض دکھانے کے لیے نکل کر آئے تھے) چنانچہ ان کا اور رسول ﷺ کا مقابلہ ہوا اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو فتح دی اور کفار کے سرغنوں کو ذلیل اور رسوا کر دیا اور مسلمانوں کے سینوں کو ان کے قتل سے ٹھنڈا کر دیا۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ ہم مدینہ آئے تو اس کے پھلوں سے ہماری طبیعتیں خراب ہو گئیں اور گرمی اور حبس کی تکلیف ہوئی۔ رسول ﷺ بدر کی خبر معلوم کرتے رہتے تھے جب ہمیں اطلاع ملی کہ مشرکین بڑھ آئے ہیں تو آپ ﷺ بدر کو چلے یہ ایک کنواں تھا مگر ہم مشرکین سے پہلے وہاں پہنچ گئے

دشمن کی تعداد

وہاں ہمیں دو آدمی ملے ان میں ایک قریشی اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کا غلام تھا قریشی بھاگ گیا البتہ عقبہ کے غلام کو ہم نے پکڑ لیا۔ ہم نے اس سے دشمن کی تعداد دریافت کی۔ اس نے کہا کہ بخدا ان کی بہت بڑی تعداد ہے اور ان کی قوت وشوکت بہت زیادہ ہے۔ اس پر مسلمانوں نے اسے مارا اور اسے رسول ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ ﷺ نے اس سے دشمن کی تعداد پوچھی اس نے کہا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور وہ پُرشوکت وطاقت ہیں۔ رسول ﷺ نے ہر چند اس سے ان کی صحیح تعداد دریافت کی مگر اس نے نہ بتائی پھر آپ نے اس سے پوچھا اچھا یہ بتاؤ کہ وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟ اس نے کہا روزانہ دس۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ دشمن کی تعداد ایک ہزار ہے۔ رات کو بوندا باندی ہونے لگی ہم بارش سے بچنے کے لیے درختوں کے سائے اور ڈھالوں کے نیچے ہو گئے۔ ساری رات رسول ﷺ نے اللہ کی جناب میں دعا کرتے ہوئے بسر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے خداوندا! اگر یہ میری جماعت ہلاک ہو گئی تو دنیا میں پھر کوئی تیرا عبادت کرنے والا نہ رہے گا۔ صبح کو آپ ﷺ نے ہم سب کو نماز کے لیے بلایا ہم سب درختوں اور ڈھالوں کے سایہ سے اٹھ کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ہمیں نماز پڑھائی اور لڑائی میں ثابت قدم رہنے کی ترغیب دی اور ابھارا پھر فرمایا دیکھو! قریش کی فوج پہاڑ کے اس کونے میں ہے۔

عتبہ بن ربیعہ کی قریش کو نصیحت

جب دشمن ہمارے قریب آ گیا اور ہم اس کے مقابل صف بستہ ہو گئے تو ان کا ایک آدمی سرخ اونٹ پر سوار دشمن کی جماعت میں ادھر سے ادھر جانے لگا۔ رسول ﷺ نے مجھ سے فرمایا علی حمزہؓ کو میرے پاس بلا دو۔ وہ مشرکین سے دوسروں کے مقابلہ میں قریب تر تھے۔ آپ نے پوچھا یہ شتر سوار کون ہے اور کیا کہہ رہا ہے؟ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر دشمنوں میں کوئی شخص خیر کی بات کہتا ہوگا تو شاید یہ سرخ اونٹ والا ہو۔ حمزہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ یہ عتبہ بن ربیعہ ہے اور وہ اپنے ساتھیوں کو لڑائی سے روک رہا ہے۔ اور یہ کہہ رہا ہے کہ ہمارے حریف مرنے پر تلے ہوئے ہیں تم ان تک نہ پہنچ سکو گے۔ اے میری قوم تمھارے لیے خیر اسی میں ہے کہ میری خاطر تم آج لڑائی سے باز رہو اور کہہ سکتے ہو کہ عتبہ بن ربیعہ نے بزدلی دکھائی۔ حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ میں تم میں سب سے زیادہ بزدل نہیں ہوں۔

ابوجہل کا عتبہ کو جواب

ابوجہل نے اس کی تقریر سنی اور اس سے کہا کہ بخدا اگر تمھارے سوا کسی دوسرے نے یہ بات کہی ہوتی تو میں اسے دانت سے چبا جاتا دشمن کا رعب تمھارے دل وجگر پر چھا گیا ہے۔ عتبہ نے کہا اے لڑائی میں پشت دکھانے والے آج تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کون سب سے زیادہ بزدل ہے۔

جنگ کا آغاز

اب عتبہ بن ربیعہ، اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اس کا بیٹا ولید نہایت جوش حمیت میں مدمقابل طلب کرتے

ہوئے معرکہ میں برآمد ہوئے۔ ان کے مقابلے کے لیے انصار کے چھ بہادر مسلمانوں کی سمت سے نکلے۔ عتبہ نے کہا ہم ان سے مقابلہ نہیں چاہتے ہمارے مقابلہ پر ہمارے بنی عم بنی عبدالمطلب آئیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا علی اٹھو، حمزہ اٹھو، عبیدہ بن الحارث اٹھو، پھر اللہ نے عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کرا دیا۔ ہماری جماعت میں سے عبیدہ بن الحارث مجروح ہوئے۔ ہم نے دشمن کے ستر آدمی قتل کیے اور ستر اسیر کر لیے۔

جنگِ بدر میں فرشتوں کی شرکت

ایک پستہ قد انصاری عباس بن عبدالمطلب کو اسیر کر کے لایا۔ عباس نے کہا رسول ﷺ اس شخص نے مجھے اسیر نہیں کیا ہے بلکہ مجھے ایک ایسے شخص نے اسیر کیا ہے جو کشادہ پیشانی تھا۔ جس کا چہرہ نہایت ہی خوبصورت تھا اور وہ ابلق گھوڑے پر سوار تھا۔ اب مجھے وہ اس تمام جماعت میں کہیں نظر نہیں آتا۔ انصاری نے کہا جناب والا میں نے ان کو اسیر کیا ہے۔ رسول ﷺ فرمانے لگے اس کام میں اللہ نے ایک شریف فرشتہ سے تمھاری اعانت کی ہے۔ اس جنگ میں بنی عبدالمطلب میں سے عباس، عقیل اور نوفل بن الحارث اسیر کیے گئے۔

دوسری روایت میں علیؓ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں جب سب جمع ہو گئے، ہم نے رسول ﷺ کی بدولت اپنا بچاؤ کیا اس روز نہ آپ سے زیادہ کسی سے شجاعت و جرأت ظاہر ہوئی اور نہ ہم میں سے کوئی آپ سے زیادہ دشمن کے قریب رہا۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں ہم میں سوائے مقداد بن الاسود کے اور کوئی سوار نہ تھا۔ سوائے رسول ﷺ کے ہم سب پڑے سو رہے تھے۔ البتہ آپ ساری رات درخت کے قریب کھڑے ہوئے صبح تک نماز و دعا میں مصروف رہے۔

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول ﷺ کو اطلاع ملی کہ ابوسفیان قریش کے ایک بڑے تجارتی قافلہ کے ساتھ ،جس میں ان کا بہت سارو پیہ اور تجارتی سامان ہے شام سے حجاز آ رہا ہے اس میں تیس یا چالیس قریش کے شتر سوار تھے، جن میں مخرمہ بن نوفل بن اھیب بن عبد مناف بن زہرہ اور عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام بن سعید و بن سہم تھے۔

غزوہ بدر کا مکمل قصہ بروایت ابن عباسؓ

ابن عباسؓ سے جنگ بدر کے متعلق جو مختلف طریقہ سے بیانات منقول ہوئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:۔

جب رسول ﷺ نے سنا کہ ابوسفیان شام سے آ رہا ہے آپ نے مسلمانوں کو اس کے روکنے کی دعوت دی اور فرمایا کہ قریش کا یہ پر اموال قافلہ آ رہا ہے اس کو بڑھ کر روک لو شاید اللہ یہ غنیمت تم کو مرحمت کر دے بہت سے آدمی اس مہم کے لئے آمادہ ہو گئے، کچھ فوراً چل کھڑے ہو گئے اور کچھ رہ گئے، جو نہ جا سکے اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو یہ خیال نہ تھا کہ رسول اللہؐ خود جنگ میں شریک ہوں گے، حجاز کے قریب آ کر ابوسفیان نے خبروں کی ٹوہ لگائی لوگوں کے مال و متاع کی حفاظت کے خیال سے جو قافلے اسے راہ میں ملتے وہ ان سے دریافت کرتا کہ کوئی دشمن تو تم کو نظر نہیں آیا آخر کار ایک اونٹ والے سے اسے خبر ملی کہ محمدؐ نے اپنے صحابہؓ کو اسے اور اسکے قافلہ کو روکنے کے لئے روانہ کیا ہے اس خبر کو سنکر وہ چوکنا ہو گیا اور اس نے فوراً ضمضم بن عمرو الغفاری کو کچھ دیکر مکہ دوڑایا اور ہدایت کی کہ قریش کے پاس جاؤ اور ان کو فوراً اپنے اموال کی مدافعت کے لئے روانہ کرو اور کہہ دو کہ محمدؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ ہمیں روکنے کے لئے نکلے ہیں۔ ضمضم بن عمرو الغفاری تیزی کے ساتھ مکہ روانہ ہوا۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا حیرت انگیز خواب

عروہ سے مروی ہے کہ اسی زمانے میں ضمضم کے مکہ آنے سے تین رات قبل عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ایک خواب دیکھا جس سے وہ بہت ڈر گئی اس نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو خواب سنایا ان سے کہا کہ میں نے آج رات ایک ایسا خواب دیکھا ہے جس نے مجھے وحشت میں ڈال دیا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ خواب کے مطابق تمہاری قوم پر بڑی مصیبت آنے والی ہے جو میں بیان کروں اسے تم کسی اور سے نہ کہنا عباس نے پوچھا کیا خواب دیکھا ہے؟ اس نے کہا میں دیکھا کہ ایک شتر سوار آیا ہے اور اس نے ابطح میں ٹھہر کر نہایت بلند آواز سے پکار کر کہا اے آل غر! تین دن کے اندر اندر اپنے کو دوڑ دو، پھر میں نے دیکھا کہ بہت سے آدمی اس کے پاس اکٹھا ہوئے وہ مسجد کے اندر آیا یہ تمام لوگ اس کے ساتھ آئے جبکہ لوگ اس کے گرد جمع تھے اس کا اونٹ اسے کعبہ کی چھت پر لے گیا اور وہاں اس نے پھر نہایت بلند آواز میں کہا لوگو تین دن کے اندر اندر اپنے مقتل کو چلے جاؤ اس کے بعد اس کا اونٹ اسے جبل ابوقیس کی چوٹی پر لے گیا اور وہاں سے پھر اس نے وہی آواز لگائی پھر اس نے ایک بہت بڑا پتھر اٹھا کر اسے پہاڑ سے لڑھکا دیا جو پہاڑ سے نیچے آتے آتے ریزہ ریزہ ہو گیا اور مکہ کا کوئی گھر ایسا نہ بچا جہاں اس کے سنگریزے نہ گئے ہوں، عباس نے کہا اس خواب کو تم اپنے تک رکھو ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا، عباس اس کے پاس سے باہر آئے ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جو ان کا دوست تھا ملاقات ہوئی عباس نے وہ خواب اس سے بیان کیا اور درخواست کی کہ کسی سے بیان نہ کرنا مگر ولید نے اپنے باپ عتبہ سے بیان کر دیا اسطرح یہ خبر مشہور ہو گئی یہاں تک کہ تمام قریش میں اس کا چرچا ہو گیا۔

ابوجہل کا مذاق اڑانا!

عباس کہتے ہیں کہ دوسرے دن صبح کو میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا ابوجہل بن ہشام قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور وہ عاتکہ کے خواب کا چرچا کر رہے تھے ابوجہل کی نظر مجھ پر پڑی اس نے کہا اے ابوالفضل طواف سے فارغ ہو کر یہاں آنا۔ چنانچہ میں طواف کر کے ان کے پاس گیا اور بیٹھ گیا ابوجہل نے کہا اے بنی عبدالمطلب یہ نبیہ تم میں کب ظاہر ہوئی؟ میں نے کہا کیا بات ہے؟ اس نے کہا عاتکہ کا خواب؟ میں نے کہا نہیں اس نے نہیں دیکھا ابوجہل کہنے لگا اے بنی عبدالمطلب تم نے اس پر اکتفا نہیں کیا کہ تمہارے مرد ہوں اس لئے اب تمہاری عورتیں بھی نبوت کی مدعی ہو گئی ہیں۔ عاتکہ نے اپنے خواب میں دعویٰ کیا ہے کہ تین دن کے اندر تم چلے جاؤ خیر ہم تین دن تک انتظار کرتے ہیں اگر اس کی بات سچ ہوئی تو بہتر ہے ورنہ اگر اس دوران ایسا نہ ہوا تو ہم ایک باقاعدہ تحریر میں یہ بات لکھ دیں گے کہ تمام عرب میں تمہارے گھر سے جھوٹا اور کوئی خاندان نہ ہوگا۔ میں نے اس پر اس سے کچھ زیادہ بحث و کلام نہیں کیا البتہ میں نے برابر اس بات سے انکار کیا کہ اس نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ اس کے بعد ہم سب منتشر ہو گئے۔

شام کو بنی عبدالمطلب کی تمام عورتیں بلا استثناء میرے پاس آئیں اور انہوں نے کہا تم نے نہ صرف اپنے خاندان کے مردوں کے متعلق اس خبیث فاسق کی یاوہ گوئی کو برداشت کیا بلکہ اس کی جرأت یہاں تک بڑھی کہ اس نے ہماری عورتوں پر زباں درازی کی اور تم خاموش سنتے رہے اور تم نے اس کی کوئی تردید نہیں کی! میں نے کہا نہیں میں نے تردید کی مگر اس سے زیادہ نہیں الجھا اب بخدا کہتا ہوں کہ اس سے ٹوک کر پوچھوں گا اگر اس نے پھر کوئی نامناسب بات کہی تو اس کا دنداں شکن جواب دونگا اطمینان رکھو!

ضمضم کا مکہ میں دہائی دینا!

عاتکہ کے خواب کے تیسرے دن میں پھر کعبہ گیا، میں بہت ہی جوش اور غصہ میں بھرا ہوا تھا اور احساس کرتا تھا کہ مجھ سے اس معاملہ میں چوک ہوگئی جس کی تلافی ضروری ہے میں مسجد میں آیا میں نے ابوجہل کو دیکھا میں اس کی طرف بڑھا کہ اس سے پھر وہ بات پوچھوں اگر وہ پھر کہے تو اس کی خبر لوں یہ دبلا پتلا ترش رو، تیز زبان اور تیز نظر آدمی تھا اتنے میں وہ دوڑتا ہوا مسجد کے دروازہ کی طرف لپکا میں نے اپنے دل میں کہا اسے کیا ہوا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو کیا اس ڈر سے بھاگا ہے کہ میں اس کی خبر لینے آیا ہوں مگر بات یہ تھی کہ اس نے ضمضم بن عمرو الغفاری کی آواز سن لی تھی اور میں نے اسے نہیں سنا تھا۔ ضمضم بطن وادی میں اپنے اونٹ پر اس حال میں کھڑا ہوا کہ اس نے اپنے اونٹ کی ناک اور کان قطع کر دیئے تھے اپنے کجاوہ کا رخ بدل رکھا تھا اور اپنی قمیض پھاڑ ڈالی تھی، چلا رہا تھا کہ اے معشر قریش! ابوسفیان کیساتھ جو تمہارا مال و متاع ہے وہ لٹ جائے گا محمدؐ اپنے اصحاب کے ہمراہ اسے روکنے پر آمادہ ہوئے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ تم اسے بچا سکو گے دوڑو دوڑو۔ اس قصہ کی وجہ سے ابوجہل مجھے بھول گیا اور مرے دل سے اس کا خیال جاتا رہا لوگ نہایت سرعت کے ساتھ مقابلہ پر جانے کیلئے تیار ہو گئے اور کہنے لگے کہ کیا محمدؐ اور ان کے رفیق سمجھتے ہیں کہ وہ اس قافلہ کو بھی اس آسانی سے لوٹ لیں گے جس طرح انہوں نے ابن حضرمی کی جماعت کو لوٹ لیا تھا ایسا ہرگز نہ ہوگا ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کیا ہوتا ہے۔

اب تمام مکہ کی حالت یہ تھی کہ ہر شخص یا خود ہی اس مہم پر جا رہا تھا یا دوسرے کو بھیج رہا تھا تمام قریش مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے ان کے اشراف میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا البتہ ابولہب بن عبدالمطلب مکہ میں رہ گیا اور اس نے عاص بن ہشام بن المغیرہ کو جس پر اس کے چار ہزار درہم قرض تھے اور وہ ان کی ادائیگی سے معذور ہو گیا تھا، اس رقم کے عوض میں اپنے بجائے اس مہم پر روانہ کیا عاص چلا گیا اور ابولہب رہ گیا۔

امیہ بن خلف کی جنگ سے پہلوتہی

عبداللہ بن ابی نجیح سے مروی ہے کہ امیہ بن خلف اس مہم میں جانا نہ چاہتا تھا یہ ایک بڑا معزز شیخ اور جسیم آدمی تھا یہ اپنے خاندان والوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا عقبہ بن ابی معیط ایک آتشدان لئے ہوئے جس میں آگ اور جلانے کے مسالے تھے اس کے پاس آیا اور آتشدان کو اس کے سامنے رکھکر کہنے لگا اے ابوعلی تم بیٹھے آگ جلاتے رہو کیونکہ تم عورت ہو امیہ نے کہا اللہ تیرا اور اس آتشدان کا برا کرے، اب وہ بھی جنگ کی تیاری کر کے سب کے ساتھ چلا، جب قریش روانگی کے لئے بالکل تیار ہو گئے اور اب چلنے والے تھے کہ ان کو خیال آیا کہ ان کے اور بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے تعلقات خراب ہیں اور لڑائی قائم ہے اس بات کا اندیشہ ہے کہ ہمارے عقب سے آ کر ہم پر حملہ کر دیں۔

شیطان کا قریش کو بنی بکر کے خطرے سے اطمینان دلانا

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب قریش لڑائی کے لئے جانے لگے ان کو اپنے اور بنی بکر کے معاندانہ تعلقات یاد آئے اور قریب تھا کہ یہ خیال ان کو روانگی سے روک دیتا مگر ابلیس سراقہ بن جعشم المدلجی کی شکل میں جو بنی کنانہ کا ایک رئیس تھا ان کے سامنے نمودار ہوا اور اس نے کہا کہ میں اس کا ذمہ لیتا ہوں کہ بنی کنانہ ہرگز تمہارے خلاف

کوئی کاروائی نہ کریں گے اس اطمینان پر فوراً قریش چل کھڑے ہوئے۔

اصحاب بدر کی تعداد

ابو جعفر کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق کے علاوہ دوسرے ذریعہ سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہؐ ۳ رمضان کو تین سو دس سے کچھ زیادہ صحابہؓ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے اس بات میں اختلاف ہے کہ تین سو دس سے کتنے زیادہ تھے بعضوں نے کہا ہے تین سو تیرہ تھے۔

براءؓ سے مروی ہے کہ غزوہ بدر میں اسی قدر آدمی تھے جتنے طالوت کے ساتھ تھے جنہوں نے دریا کو عبور کیا تھا یعنی تین سو تیرہ۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصاری تھے رسول اللہؐ کے علمبردار علیؓ بن ابی طالب تھے اور انصار کا جھنڈا اسعدؓ بن عبادہ کے پاس تھا۔

بعض راوی کہتے ہے کہ اصحاب بدر کی تعداد تین سو چودہ تھی یہ وہ لوگ تھے جو خود جنگ میں شریک ہوئے تھے بعض نے تین سو اٹھارہ اور بعض نے تین سو سترہ بیان کی ہے مگر عامہ سلف کا بیان ہے کہ ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔

اس کے متعلق براء سے مروی ہے کہ ہم اس بات کو ایک دوسرے سے بیان کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد طالوت کے ان اصحاب کے مساوی تھی، جنہوں نے ان کے ہمراہ دریا کو عبور کیا تھا اور جو مؤمن تھے صرف انہیں نے ان کا ساتھ دیا تھا ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ اس بیان کی تائید میں کئی روایتیں براءؓ سے اسی مضمون کی منقول ہیں۔

قتادہ سے مروی ہے کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول ﷺ نے واقعہ بدر کے دن صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ تمہاری تعداد اس موقع پر اسی قدر ہے جتنی جالوت کے مقابلہ میں طالوت کے صحابہؓ کے تھی اور صحابہؓ کی تعداد بدر کے واقعہ میں تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔

سدی سے مروی ہے کہ طالوت نے تین سو دس سے کچھ زیادہ ہمراہیوں کے ساتھ دریا عبور کیا تھا اور یہی تعداد اصحاب بدر کی ہے۔

قتادہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر میں تین سو دس سے کچھ زیادہ صحابہؓ تھے۔

غزوہ بدر

رمضان کی کچھ راتیں گذری تھیں رسول ﷺ صحابہ کے ساتھ بدر کو روانہ ہوئے آپ نے قیس بن ابی صعصعہ کو جو بنی مازن بن النجار سے تعلق رکھتے تھے اپنے ساقہ پر مقرر فرمایا۔ صفراء کے قریب آ کر آپ نے بنی ساعدہ کے حلیف بسبس بن عمرو الجہنی اور بنی النجار کے حلیف عدی بن ابی الزغباء الجہنی کو ابو سفیان بن حرب اور اس کے قافلہ کی اطلاعات بہم پہنچانے کے لئے بدر بھیجا ان دونوں کو آپ نے پہلے روانہ کیا اور پھر خود تشریف لے چلے۔ صفراء کے مقابل آ کر جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک گاؤں ہے آپ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت کئے آپ سے کہا گیا کہ ایک کا نام مسلح اور دوسرے کا نام مخزی ہے۔ آپ نے پوچھا یہاں کون لوگ آباد ہیں لوگوں نے کہا بنو النار اور بنی حراق بنی غفار کے دو خاندان رہتے ہیں۔ رسول اللہؐ کو ان ناموں سے کراہیت آئی آپ نے ان پہاڑوں اور باشندوں کے نام سے شگون

بدلیا اوران کے درمیان سے گزرنا مناسب نہ سمجھا آپ نے ان کا راستہ ترک کر دیا اور صفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر اس کی داہنی سمت سے ذفران نام کی ایک وادی کی راہ اختیار کی اس سے گذر کر ابھی اس کا کچھ حصہ باقی تھا کہ وہیں ایک جگہ آپ ﷺ نے نزول فرمایا۔

رسول کریم ﷺ کی صحابہ سے مشاورت

آپ کو اطلاع ملی کہ قریش اپنے قافلہ کی مدافعت کے لئے آ رہے ہیں آپ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا سب سے پہلے ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر حمایت و جان نثاری کا وعدہ کیا پھر عمرؓ بن الخطاب نے اسی قسم کی تقریر کی۔

مقداد بن عمرو کی سرفروشانہ تقریر

اس کے بعد مقدادؓ بن عمرو کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا

''یارسول اللہ ﷺ جو حکم اللہ نے آپ کو دیا ہے اس پر آپ عمل کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم آپ سے وہ نہیں کہتے جو بنی اسرائیل نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب جاؤ اور لڑو اور ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کا رب ساتھ چلے اور ہم آپ دونوں کے ساتھ ہو کر لڑیں گے، قسم ہے اس ذات کی جس نے واقعی آپ کو نبی مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں برک الغماد یعنی حبشہ کے بڑے شہر کو لے چلیں تو جتنی مزاحمتیں راہ میں پیش آئیں گی ہم ان سب کو ہٹا دیں گے یہاں تک کہ آپ اس مقام کو پہنچ جائیں''۔

رسول ﷺ نے ان خیالات پر ان کی تعریف کی اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔

عبداللہ بن مسعود کہتے تھے کہ میں نے مقداد کا ایسا واقعہ دیکھا کہ اگر وہ میرے ساتھ گزرتا تو میں اسے دنیا کی تمام چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ محبوب و عزیز رکھتا یہ بڑے جری آدمی تھے رسول ﷺ کی یہ کیفیت تھی کہ جب آپ کو غصہ آتا تو دونوں رخسار سرخ ہو جاتے مقداد ایسے ہی موقع پر خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! آپ کو بشارت ہو بخدا ہم آپ کو وہ جواب نہیں دیتے جو بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کو دیا تھا کہ تم اور تمہارا رب جاؤ اور دونوں لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں بلکہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق نبی مبعوث فرمایا ہے ہم آپ کے آگے پیچھے داہنے اور بائیں اپنی جانیں لڑا دیں گے یہاں تک کہ اللہ آپ کو فتح عطا فرمائے۔

انصار سے مشورہ

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق بدر میں رسول ﷺ نے فرمایا آپ سب مجھے مشورہ دیں۔ مقصد یہ تھا کہ انصار کی نیت معلوم کی جائے کیونکہ سب سے زیادہ وہی اس موقع پر آپ کے ساتھ تھے نیز اس وجہ سے بھی کہ جب انصار نے عقبہ میں رسول ﷺ کی بیعت کی تھی، کہا تھا کہ جب تک آپ ہمارے یہاں نہ آ جائیں ہم آپ کی حمایت کے ذمے سے بری ہیں البتہ جب آپ ہمارے یہاں آ جائیں گے اس وقت ہم اسی طرح آپ کی حفاظت اور حمایت کریں گے جس طرح ہم خود اپنے بیوی بچوں کی کرتے ہیں اس لئے رسول اللہ کو یہ اندیشہ تھا کہ شاید انصار مدینہ میں دشمن کے حملے کے

علاوہ اور حالات میں آپ کی نصرت کو ضروری نہ خیال کرتے ہوں اور سمجھتے ہوں کہ آپ کے ساتھ ہو کر کسی بیرونی دشمن کے مقابلہ میں اپنے گھر بار چھوڑ کر جانا ان کے لئے فرض نہیں ہے اس لئے جب رسول ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تو سعد نے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا کا منشاء ہماری رائے معلوم کرنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

سعد بن معاذ کی تقریر

اس پر سعد بن معاذ نے کہا ہم آپ پر ایمان لائے ہم نے آپ کی تصدیق کی اور ہم نے آپ کی اطاعت و فرماں برداری کے لئے آپ سے پختہ عہد و پیماں کئے اس لئے اب جو آپ کا ارادہ ہو اس پر عمل فرمائیں قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے اگر آپ ہمیں لیکر اس سمندر کے سامنے جائیں گے تو ہمارا ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا ہم اس سے ہرگز نہیں گھبراتے کہ کل آپ ہمارا ہمارے دشمن سے مقابلہ کرائیں ہم لڑائی میں ثابت قدم رہتے ہیں اور مقابلہ میں پوری داد مردانگی دیتے ہیں شاید اللہ ہماری وجہ سے آپ کو ایسی مسرت عطا کردیں جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اللہ کا نام لیکر آپ ہمیں لیکر بڑھیں''۔

سعدؓ کے اس قول سے رسول ﷺ خوش ہوئے اور آپ کا حوصلہ بڑھ گیا آپ نے فرمایا اللہ کی برکت کے ساتھ چلو اور تم کو بشارت ہو کہ اللہ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کفار کے ان دو گروہوں میں سے ایک ضرور ہمارے ہاتھ لگ جائے گا اور گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ دشمن بے دریغ قتل ہوگا۔

رسول کریم ﷺ کی بدر کو روانگی

آپ دفران سے روانہ ہوئے آپ نے اصافر نامی گھاٹیوں کی راہ اختیار کی پھر وہاں سے ایک دبہ نامی قصبہ کی طرف اترے آپ نے حنان کو، جو ریت کا پہاڑ کے برابر ایک ٹیلہ تھا اپنی داہنی جانب چھوڑا پھر بدر کے قریب آپ نے منزل کی، اور آپ اور ایک صحابیؓ سوار ہو کر باہر گئے اور عرب کے ایک بوڑھے کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ قریش، محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کی تم کو جو اطلاع ہو کہو اس نے کہا جب تک تم دونوں یہ نہ بتاؤ کہ کون ہو؟ میں تم کو کچھ نہیں بتاتا۔ رسول ﷺ نے فرمایا جب تم ہمیں بتادو گے تب ہم تم کو بتائیں گے اس نے کہا اس پر آمادہ ہو رسول ﷺ نے فرمایا ہاں اس نے کہا مجھے اطلاع ملی ہے کہ محمدؐ اور ان کے ساتھی فلاں دن مدینہ سے نکلے اگر میری یہ اطلاع صحیح ہے تو آج وہ فلاں مقام پر ہونگے واقعہ بھی یہی تھا کہ رسول ﷺ اسی مقام پر آچکے تھے جس کا پتہ اس نے دیا تھا نیز اس نے کہا اور مجھے اطلاع ملی تھی کہ قریش فلاں دن مکہ سے چلے ہیں اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو آج وہ فلاں مقام میں ہوں گے اور یہ بھی سچ تھا کہ اس دن وہ اسی مقام پر تھے جو اس نے بتایا۔ ان خبروں کو بیان کرنے کے بعد اب اس نے پوچھا تم دونوں کون ہو؟ رسول ﷺ نے فرمایا پانی کے چشمہ سے آئے ہیں یہ کہہ کر آپ پلٹ گئے وہ بوڑھا کہتا رہا کہ یہاں کے چشمہ پر رہنے والوں میں سے یہ ہیں نہیں عراق کے دو آبے کے رہنے والے ہوں گے۔

قریش کے متعلق تجسس اور انکی تعداد کا علم

رسول اللہ صحابہؓ کے پاس واپس آگئے، شام کو آپ نے علیؓ بن ابی طالب، زبیرؓ بن العوام اور سعدؓ بن ابی وقاص کو صحابہؓ کی ایک جماعت کی ساتھ دشمن کی خبریں معلوم کرنے کے لئے بدر کے چشمہ پر بھیجا۔ یہاں ان کو قریش کے سقے ملے۔ انہوں نے ان پکڑ لیا ان میں بنی الحجاج کا غلام اسلم اور بنی العاص بن سعید کا غلام عریض ابو یسار تھے یہ ان

دونوں کو رسول ﷺ کی خدمت میں لائے آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے صحابہؓ نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں کہا کہ ہم قریش کے بہشتی ہیں انہوں نے ہم کو پانی لینے بھیجا تھا صحابہ کو ان کی اطلاع بھلی نہ معلوم ہوئی وہ چاہتے تھے کہ یہ اپنا تعلق ابوسفیان سے ظاہر کریں صحابہؓ نے ان کو مارا اور جب وہ خوب پٹے تو انہوں نے کہا کہ ہم ابوسفیان کے ساتھ والوں میں ہیں۔ صحابہؓ نے ان کو چھوڑ دیا اس اثنا میں رسول ﷺ نے رکوع کیا دو سجدے کئے اور سلام پھیرا اور فرمایا کہ جب وہ تم سے سچی بات کہتے ہیں تم ان کو مارتے ہو اور جھوٹ بولتے ہیں تو چھوڑ دیتے ہو بیشک وہ سچے ہیں بخدا وہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔ اچھا تم مجھ سے کہو کہ قریش کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا اس ریت کے ٹیلے کے عقب میں جو آپ کو وادی کے اس کنارے نظر آ رہا ہے! اس ٹیلہ کا نام عقنقل تھا رسول ﷺ نے پوچھا صحیح تعداد بتاؤ انہوں نے کہا ہم یہ نہیں جانتے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کتنے اونٹ روزانہ وہ ذبح کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا ایک دن نو اور ایک دن دس۔ رسول ﷺ فرمانے لگے دشمن کی تعداد نو سو اور ہزار کے درمیان ہے پھر آپ نے ان سے دریافت کیا کہ قریش کے کون کون سردار ساتھ ہیں انہوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر بن نوفل، طعیمہ بن عدی بن نوفل، نضر بن الحارث بن کلدۃ، زمعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، نبیہ بن الحجاج، منبہ بن الحجاج، سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدود، یہ سنکر آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ دیکھو مکہ نے اپنے جگر پارے تمہارے سامنے لا ڈالے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء آگے بڑھ کر بدر پر ٹھہرے، انہوں نے اپنے اونٹوں کو پانی کے قریب ایک ٹیلہ کے پاس بٹھا دیا اور خود پانی کی مشک بھرنے لگے مجدی بن عمرالجھنی پانی پر موجود تھا عدی اور بسبس نے دو شہری جوان لڑکیوں کی باتیں کرنے کی آواز سنی وہ دونوں ایک دوسرے سے چمٹی ہوئی تھے اور جو نیچے تھی وہ اپنی ساتھی سے کہہ رہی تھی کہ قافلہ کل یا پرسوں یہاں آ جائے گا تو ان کی خاطر یہ کام کر اور پھر میں تیرا حق ادا کروں گی اس پر مجدی نے کہا تو سچ کہتی ہے اور پھر اس نے ان دونوں کو علیحدہ کر دیا اس بات کو عدی اور بسبس نے سن لیا یہ اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر رسول ﷺ کے پاس آئے اور جو بات سنی تھی وہ آپ سے بیان کر دی۔

ابوسفیان کی احتیاط اور عقل مندی

ابوسفیان قافلہ کے لوٹے جانے کے خوف سے اس کے آگے تنہا بدر آ کر پانی پر ٹھہرا اور مجدی بن عمرو سے پوچھا کسی دشمن کی آہٹ تو نہیں ملی اس نے کہا میں نے کسی ایسے شخص کو تو نہیں دیکھا جو مجھے مشتبہ نظر آیا ہو البتہ دو شتر سوار اس ٹیلہ کے قریب آ کر اترے تھے انہوں نے ایک مشک میں پانی بھرا اور چلے گئے، ابوسفیان اس جگہ آیا جہاں ان کے اونٹ بیٹھے تھے اس نے ان کی مینگنیاں اٹھائیں ان کو ہاتھ سے توڑ کر دیکھا اس میں کھجور کی گٹھلی نکلی۔ ابوسفیان کہنے لگا بخدا یہ مدینہ کا چارا ہے وہ سرعت کے ساتھ اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹ گیا اور فوراً اس نے اپنے قافلہ کی راہ بدل دی۔ بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر ساحل کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور اب اس نے اپنی رفتار بہت تیز کر دی۔

جہیم بن صلت کا خواب

قریش بڑھتے ہوئے جحفہ پہنچے یہاں جہیم بن صلت بن مخرمہ بن المطلب بن عبد مناف نے ایک خواب دیکھا اور بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا حالانکہ اس وقت بیداری اور نیند کی درمیانی حالت مجھ پر طاری تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک گھڑ سوار آیا ہے اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ ہے اور اس نے ٹھہر کر کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالحکم بن

ہشام، امیہ بن خلف اور فلاں فلاں اشخاص قتل کر دیئے گئے اس نے قریش کے ان تمام اشراف کے نام لئے جو اس جنگ میں قتل ہوئے تھے، نیز میں نے دیکھا کہ اس نے اپنے اونٹ کے سینے کو تلوار سے مجروح کیا اور پھر اسے فرودگاہ میں ہانکدیا جس سے اس کا کوئی خیمہ ایسا نہ بچ سکا کہ اس پر اس کا خون نہ گرا ہو، جب ابو جہل کو اس خواب کی اطلاع ملی کہنے لگا لیجئے بنی عبدالمطلب میں ایک دوسرے نبی پیدا ہوئے جب کل مقابلہ ہوگا تو معلوم ہو جائے گا کہ کون مارا جاتا ہے۔

ابو سفیان کا قریش کو پلٹ جانے کا مشورہ

دوسری طرف ابو سفیان نے جب اپنے قافلہ کو خطرے سے بچالیا اس نے قریش سے کہلا کر بھیجا کہ تم اپنے تجارتی قافلے، اعزاء اور اموال کے دفاع کے لئے اٹھے تھے، اللہ نے ان کو بچالیا ہے اب پلٹ جاؤ مگر ابو جہل نے یہ مشورہ نہ مانا اور وہ کہنے لگا کہ جب تک ہم بدر پر قیام نہ کرلیں گے ہرگز واپس نہ جائیں گے، عرب کی زیارت گاہوں میں ایک زیادت گاہ بدر بھی تھی یہاں سالانہ منڈی لگتی تھی۔ ابو جہل نے یہ بھی کہا کہ ہم تین دن اس مقام پر قیام کرینگے جانور ذبح کرینگے، دعوتیں کرینگے، شراب پئیں گے، رنڈیوں کے ناچ گانے سنیں گے جب عربوں کو ہمارے اس جشن کی خبر ہوگی وہ ہمیشہ کے لئے ہم سے مرعوب ہو جائیں گے لہذا آگے بڑھو، ابھی یہ سب جحفہ میں تھے۔ اس پر بنی زہرہ کے حلیف اخنس بن شریق بن عمرو بن وھب الثقفی نے بنی زہرہ سے کہا اللہ نے تمہارے مال کو بچالیا اور تمہارے عزیز مخرمہ بن نوفل کو دشمن کی گرفت سے نجات دے دی تم انہی دونوں کے دفاع کے لئے اٹھے تھے یہ دونوں کام خود پورے ہوگئے اب تم کو آگے جانے کی کچھ ضرورت نہیں ابو جہل جو کچھ کہتا ہے اس پر کان مت دھرو یہ فضول بات ہے اپنے گھر واپس چلو اور نامردی کا ذمہ دار چاہو تو مجھے قرار دے دینا۔ چونکہ تمام بنی زہرہ اسکے فرمانبردار تھے اس لئے اس مشورے پر واپس ہوگئے ان میں سے ایک آدمی بھی بدر نہیں آیا ان کے علاوہ بنی عدی بن کعب کا بھی ایک آدمی وہاں سے آگے نہ بڑھا باقی قریش کے اور جس قدر خاندان آئے تھے وہ سب کے سب بدر چلے، بنی زہرہ اخنس بن شریق کے ہمراہ پلٹ گئے ان دونوں قبیلوں میں سے ایک شخص بھی بدر نہیں آیا، اس کے بعد قریش کی جماعت بدر چلی۔

طالب بن ابی طالب کی گمشدگی

طالب بن ابی طالب بھی قریش کے ساتھ تھا اس کا کسی قریشی سے مکالمہ ہوگیا، قریش نے کہا بخدا ہم خوب جانتے ہیں کہ تم بنی ہاشم اگرچہ ہمارے ساتھ لڑنے آئے ہو مگر دل سے تم محمدؐ کے ساتھ ہو اس وجہ سے طالب بھی دوسروں کے ہمراہ مکہ واپس چلا گیا۔ اس کے متعلق ابن الکلبی کہتے ہیں کہ طالب بن ابی طالب جبراً مشرکین کے ساتھ بدر گیا تھا مگر نہ قیدیوں میں اس کا پتہ چلا اور نہ مقتولین میں ملا اور اپنے گھر بھی واپس نہیں پلٹا یہ شاعر بھی تھا۔

بدر میں پڑاؤ

قریش بدر آئے اور وادی کے دوسرے کنارے عقنقل ٹیلہ کے پیچھے ٹھہرے بطن وادی یلیل ہے یہ بدر اور عقنقل ٹیلہ کے درمیان جس کے پیچھے قریش فروکش ہوئے تھے واقع ہے اور بدر کے کنویں بطن یلیل سے مدینہ کی سمت والے کنارے کے قریب تھے، اللہ نے ان پر پانی برسایا۔ یہ وادی بہت نرم اور دھسنے والی تھی رسول اللہؐ اور صحابہؓ کی قیام گاہ میں صرف اتنی بارش ہوئی کہ مٹی بیٹھ گئی، زمین سخت ہوگئی جوان کے چلنے میں مزاحم نہیں ہوئی اس کے برخلاف قریش کی قیام گاہ میں اس قدر شدید بارش برسی کہ کیچڑ کی وجہ سے وہ رسول ﷺ کے مقابلہ پر اسی وقت اپنے مقام سے نہ نکل

سکے جبکہ رسول ﷺ اپنے مقام سے چلے چنانچہ رسول ﷺ دشمن سے پہلے پانی پر پہنچ جانے کے لئے جھپٹے اور قریب تر کنویں کے پاس آ کر ٹھہر گئے۔

حباب بن المنذر رکا رسول کریم ﷺ کو مشورہ

حباب بن المنذر بن الجموح نے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ اگر اس مقام پر آپ اللہ کے حکم سے ٹھہرے ہیں تو اس کے متعلق ہمیں چون و چرا کی گنجائش نہیں ہم اس سے نہ آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور نہ پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں البتہ اگر یہ محض آپ کی رائے ہے اور آپ نے جنگ میں فائدہ اٹھانے کے خیال سے یہ چال چلی ہے تو اور بات ہے رسول ﷺ نے فرمایا ہاں یہ میری اپنی صوابدید اور جنگی چال ہے۔ حباب نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ جگہ آپ کے پڑاؤ کے لئے ہرگز مناسب نہیں ہے آپ سب کو لے کر یہاں سے اٹھ کھڑے ہوں اور اس کنویں پر جو دشمن کے قریب تر واقع ہے جا کر قیام کریں اور پھر اس کے پیچھے جتنے کنویں ہیں ان سب کو بیکار کر دیں اور اس ایک کنویں پر البتہ آپ ایک حوض بنائیں اسے پانی سے بھر لیں اس کے بعد ہم دشمن سے مصروف پیکار ہوتے ہیں تو ہمیں پینے کے لئے پانی میسر رہے گا اور دشمن پانی سے محروم ہوگا آپ نے فرمایا تمہاری رائے درست ہے چنانچہ آپ اپنے تمام صحابہؓ کو لیکر اس مقام سے اٹھ کھڑے ہوئے اور چل کر اس کنویں پر آئے جو قریش کے بالکل قریب واقع تھا وہاں اپنا پڑاؤ کیا اور آپ کے حکم سے بقیہ تمام کنویں اندھے کر دیئے گئے آپ نے اپنے کنویں پر ایک حوض بنایا اسے پانی سے بھر دیا گیا اور پھر صحابہؓ نے اس میں برتن ڈال دیئے۔

رسول کریم ﷺ کیلئے چھپر کی تیاری

سعد بنؓ معاذ نے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ ہم آپ کے لئے کھجور کی شاخوں کی ایک جھونپڑی بنائے دیتے ہیں تا کہ آپ اس میں قیام فرمائیں نیز آپ کی سواریوں کو آپ کے پاس ہی کھڑا رکھتے ہیں پھر ہم دشمن سے لڑتے ہیں اگر اللہ نے ہم کو دشمن پر غلبہ اور فتح عطا کی تو یہی مطلوب ہے اور اگر کوئی دوسری صورت پیش آئی تو اس وقت جناب والا اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر ہمارے ان قوم والوں کے پاس جو یہاں آپ کے ساتھ نہیں آئے اور مدینہ میں رہ گئے، جا سکتے ہیں اور وہ بھی آپ کے ایسے ہی جاں نثار ہیں جیسے کہ ہم ہیں ہم ان سے کسی طرح بڑھ کر نہیں اگر ان کو اس بات کا یقین ہوتا کہ آپ خود جنگ میں شرکت فرمائیں گے تو وہ کبھی آپ کی معیت سے پیچھے نہ رہتے اس لئے اللہ ان کے ذریعہ آپ کی حفاظت کرے گا وہ آپ کے ساتھ اخلاص برتیں گے اور آپ کے ہمراہ اپنی جانیں لڑا دیں گے، اس تقریر کو سنکر رسول اللہؐ نے ان کی تعریف کی اور ان کو دعائے خیر دی پھر آپ کے لئے ایک جھونپڑی بنا دی گئی آپ نے اس میں اقامت اختیار فرمائی۔

قریش کا پیش قدمی کرنا

دوسری طرف صبح کو قریش اپنے مقام سے بڑھے جب رسول ﷺ نے انہیں عقنقل کے اس ریت کے ٹیلے کی طرف بڑھتے دیکھا جس سے وہ وادی میں آئے تھے آپ ﷺ نے اللہ سے التجا کی کہ اے خداوندا! یہ قریش غرور و نخوت کیساتھ تجھ سے لڑنے اور تیرے رسول کو جھٹلانے آ گئے ہیں تو نے جو مجھ سے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کر اور آج ہی ان کا خاتمہ کر دے"۔

رسول ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ کو اپنے سرخ اونٹ پر سوار دشمن میں پھرتا ہوا دیکھا فرمانے لگے کہ دشمن کی تمام جماعت میں اگر کہیں بھلائی نظر آتی ہے تو اس سرخ شتر سوار میں معلوم ہوتی ہے اگر انہوں نے اس کی نصیحت مان لی تو وہ ہلاکت سے بچ جائیں گے۔

خفاف بن ایماء کی طرف سے قریش کو مدد کی پیشکش

جب قریش خفاف بن ایماء بن رحضۃ الغفاری کے پاس سے گذرے تو اس نے یا اس کے باپ ایماء بن رحضۃ نے اپنے بیٹے کے ہاتھ کچھ اونٹ کھانے کیلئے ان کو بھیجے اور کہلا بھیجا کہ اگر چاہو تو اسلحہ اور سپاہ سے بھی مدد کروں۔ مگر قریش نے اس کے بیٹے کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ جہاں تک عزیزانہ تعلقات کا حق تھا وہ تم نے پورا کر دیا اگر ہمارا مقابلہ انسانوں سے ہے تو ہم کسی طرح ان کے مقابلہ میں کمزور نہیں ہیں اور اگر محمدؐ کے دعویٰ کے مطابق ہم خدا سے لڑنے جا رہے ہیں تو اللہ کے مقابلہ میں کسی کی بھی کچھ نہیں چلتی۔

ہر کافر جس نے بدر میں حضور کے حوض سے پیا، مارا گیا

جب سب لوگ ٹھہر گئے قریش کے چند آدمی جن میں حکیم بن حزام بھی اپنے گھوڑے پر سوار ساتھ تھا بڑھ کر رسول ﷺ کے بنائے ہوئے حوض پر آئے آپ نے فرمایا ان کی مزاحمت نہ کرو آنے دو جس شخص نے بھی اس حوض کا پانی پیا وہ مارا گیا البتہ صرف حکیم بن حزام قتل سے بچ گیا اور اپنے گھوڑے وجیھہ کی وجہ سے بھاگ گیا اس کے بعد یہ اسلام لے آئے اور مخلص مسلمان ہوئے۔ پھر جب کبھی وہ کسی بات پر قسم کھاتے اور اس میں قوت پیدا کرنا چاہتے کہتے قسم ہے اسکی جس نے مجھے جنگ بدر میں بچالیا۔

عمیر بن وھب کی قریش کو نصیحت

جب قریش اطمینان سے فروکش ہو گئے انہوں نے عمیر بن وھب الجمحی سے کہا کہ تم جا کر محمدؐ کے ہمراہیوں کی تعداد معلوم کرو اور ہمیں آ کر بتاؤ۔ اس نے اپنے گھوڑے پر رسول اللہ کی قیام گاہ کے گرد چکر لگایا اور پھر قریش سے آ کر کہا کہ یہ تو کم وبیش تین سو ہیں مگر ذرا ٹھہرو میں یہ بھی دیکھ آتا ہوں کہ کسی اور جگہ دشمن کی گھات یا کمک تو موجود نہیں ہے، اس ارادے سے اب اس نے وادی میں گھوڑا ڈالا اور بہت دور نکل گیا مگر اسے کچھ دکھائی نہیں دیا اس نے قریش کو آ کر اطلاع دی کہ میں نے کوئی اور جماعت نہیں دیکھی مگر یہ یاد رکھو کہ یہ لوگ دلی جان نثار ہیں جن پر موت سوار ہے یہ یثرب کے آب کش اونٹ ہیں لاعلاج موت ان پر سوار ہے صرف ان کی تلواریں ان کا مامن اور ملجاء ہیں۔ بخدا میں نہیں سمجھتا کہ جب تک تم میں سے ایک قتل نہ ہو جائے گا ان کا کوئی شخص قتل کیا جا سکے گا اور اس طرح اگر انہوں نے اسی قدر آدمی تمہارے قتل کر ڈالے جتنے وہاں کے قتل ہوں تو اس ذلت کے بعد زندگی میں کیا لطف باقی رہے گا غور کر لو۔

حکیم بن حزام کی تجویز اور ابوجہل کا جواب

اس بات کو سنکر حکیم بن حزام عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا اور کہا اے ابوالولید تم آج قریش کے سب سے بڑے سردار ہو سب تمہاری بات مانتے ہیں کیا تم ایسے مشورہ پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہو جس سے تم کو ہمیشہ کی نیک نامی حاصل ہو۔ اس نے پوچھا کیا؟ حکیم نے کہا تم سب کو لے کر واپس ہو جاؤ اور اپنے حلیف عمر بن الحضرمی کا خون برداشت کر لو۔ عتبہ نے کہا میں اسے منظور کرتا ہوں تم ہی اسکی راہ نکالو میں اس کے لئے آمادہ ہوں کہ چونکہ وہ میرا

حلیف تھا اس کا قصاص لینا میرے ذمہ ہے اور میں اس کا وارث ہوں لہذا میں اس کے قصاص سے درگزر کرتا ہوں تم ابن الحنظلیہ (یعنی ابوجہل بن ہشام) کے پاس جاؤ اور اسے سمجھاؤ اس کے علاوہ اور کسی سے مجھے یہ اندیشہ نہیں کہ وہ ہماری قوم کی بات بگاڑے گا۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم مروان بن الحکم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس کے دربار نے آ کر کہا کہ ابوخالد حکیم بن حزام ملاقات کیلئے حاضر ہے۔ مروان نے کہا آنے دو، حکیم بن حزام دربار میں آئے مروان نے انہیں خوش آمدید کہا اور قریب بلایا پھر مروان ان کی خاطر صدر مجلس کی نشست سے ہٹ گیا اور گاؤ تکیہ دونوں کے درمیان حائل ہو گیا، مروان ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ بدر کا واقعہ سنائیے۔ انہوں نے فرمایا مکہ سے چل کر جب ہم جحفہ پہنچے قریش کا ایک پورا قبیلہ ہمارا ساتھ چھوڑ کر واپس چلا گیا اس قبیلہ کے مشرکین میں سے ایک بھی جنگ بدر میں شریک نہ ہوا پھر ہم وہاں سے بڑھ کر وادی کے اس کنارے پر ٹھہرے جس کا اللہ نے ذکر فرمایا ہے، میں عتبہ بن ربیعہ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابوالولید کیا تم اس بات کو پسند نہ کرو گے کہ آج کی نیک نامی کا سہرا عمر بھر کے لئے تمہارے سر ہو اس نے کہا میں اس کے لئے تیار ہوں وہ کیا بات ہے، میں نے کہا تم صرف ابن الحضرمی کے خون کا بدلہ محمدؐ سے لینا چاہتے ہو وہ تمہارا حلیف تھا تم اس کی دیت سے درگذر کر دو اور یہاں سے سب کو لے کر پلٹ جاؤ، عتبہ نے کہا میں اس کے لئے تیار ہوں مگر تم ہی اس کی کوئی راہ نکالو ابن الحنظلیہ یعنی ابوجہل کے پاس جا کر کہو تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ تم اپنی ساری جماعت کو آج اپنے چچازاد کے مقابلے سے ہٹالو۔ میں ابوجہل کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ وہ مجمع میں گھرا ہوا ہے اور ابن الحضرمی اس کے سرہانے کھڑا ہوا کہہ رہا ہے کہ میں نے اپنا رشتہ عبدالشمس سے ختم کر دیا اور اب بنی مخزوم سے اپنا تعلق قائم کیا ہے، میں نے ابوجہل سے کہا کہ عتبہ بن ربیعہ نے تم سے کہا ہے کہ مناسب یہ ہے کہ آج تم اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر اپنے چچازاد کے مقابلہ سے ہٹ جاؤ۔ ابوجہل نے کہا کیا اسے تمہارے سوا کوئی اور قاصد اس پیام رسائی کے لئے نہیں مل سکا میں اس کے پاس سے نکل کر دوڑتا ہوا عتبہ کے پاس چلا آیا تاکہ کوئی خبر مجھ سے پہلے اس کو نہ پہنچ جائے عتبہ ایماء بن رحضۃ الغفاری کے جس نے مشرکین کو کھانے کے لئے دس جانور ہدیہ بھیجے تھے سہارے کھڑا ہوا تھا اتنے میں ابوجہل جس کے چہرے پر بدی نمایاں تھی وہاں آیا اس نے عتبہ سے کہا تیری ہوا نکل گئی ہے عتبہ نے کہا بہت جلد تم کو معلوم ہو جائے گا ابوجہل نے اپنی تلوار نیام سے کھینچی اور عتبہ کے گھوڑے کی کمر پر ضرب لگائی ایماء بن رحضۃ نے کہا یہ بہت برا شگون ہوا بس اسی وقت جنگ شروع ہو گئی۔

عتبہ کی لشکر کفار میں تقریر

ابن اسحق کے سلسلہ بیان کے مطابق عتبہ بن ربیعہ نے کھڑے ہو کر اپنی قوم میں تقریر کی اور کہا:

> اے گروہ قریش! محمدؐ اور ان کے ساتھیوں سے لڑ کر تم کو کیا مل جائے گا۔ اگر تم نے ان کو مار بھی لیا تو ہمیشہ تمہارا ایک شخص دوسرے کو اس لئے بہ نظر کراہیت دیکھے گا کہ اس نے اپنے بھتیجے، بھانجے یا قریبی عزیز کو قتل کیا ہو گا تم واپس چلو اور محمدؐ اور تمام عرب کو نبٹنے کے لئے چھوڑ دو اگر انہوں نے اسے مار لیا تو یہی مطلوب ہے اور اگر اس کے خلاف ہو تو اس کا فائدہ تم کو بھی ہو گا اس لئے اب تم خود اس کے مقابلہ پر کچھ نہ کرو۔

ابوجہل کا عتبہ کے خلاف ہونا

حکیم کہتے ہیں کہ میں ابوجہل کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی زرہ تھیلے سے نکال کر پھیلا رکھی ہے اور وہ جنگ کے لئے آمادہ ہو رہا ہے میں نے کہا اے ابوالحکم عتبہ نے مجھے اس پیام کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے میں نے وہ پیام بیان کر دیا، ابوجہل کہنے لگا محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی اس کی ہوا نکل گئی ہے بخدا جب تک اللہ ہمارے اور محمدؐ اور اس کے حمایتوں کے درمیان قطعی فیصلہ نہ کر دے گا ہم یہاں سے ٹلنے والے نہیں اور عتبہ نے جو کچھ کہلا کر بھیجا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس کو یقین ہے کہ محمدؐ اور اس کے ساتھی بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیے جائیں گے چونکہ ان کے ساتھ اس کا بیٹا بھی ہے اس لئے وہ تم کو، ان کے مقابلہ پر خوفزدہ کر رہا ہے۔

ابوجہل نے عامر بن الحضرمی کو بلا بھیجا اور اس سے کہا یہ دیکھو تمہارا حلیف سب کو واپس لے جانا چاہتا ہے حالانکہ تمہارے بھائی کے انتقام لینے کا موقع تمہارے سامنے ہے تم کھڑے ہو اور اپنے حق کی حفاظت اور بھائی کے قتل کو یاد دلاؤ، عامر بن الحضرمی اٹھا اور صف سے نکل کر اس نے اے میرا عمرو! اے میرا عمرو! کا واویلا کیا جنگ چھڑ گئی، بات بگڑ گئی سب کے سب انتقامی جنگ کے لئے آمادہ ہو گئے اور عتبہ بن ربیعہ نے لوگوں کو جو مشورہ دیا تھا اس کو رد کر دیا گیا۔

جب عتبہ بن ربیعہ کو ابوجہل کا یہ قول کہ، اس کی ہوا نکل گئی ہے معلوم ہوا اس نے کہا جنگ میں اس چوتڑ دکھانے والے کو بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ کس کی ہوا نکلی ہے میری یا اس کی، اس نے پہننے کے لئے خود مانگا چونکہ اس کا سر بہت بڑا تھا تمام فوج میں کوئی خود ایسا نہ نکل سکا جو اس کے سر پر آتا اس نے خود کے بجائے اپنی چادر سر پر لپیٹ لی۔

اسود بن عبدالاسد کی ہلاکت

اسود بن عبدالاسد المخزومی جو ایک تندخو آدمی تھا، فوج سے برآمد ہوا اور کہنے لگا کہ میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ ان کے حوض کا پانی پیوں گا اور اسے منہدم کر دوں گا یا اپنی جان دے دوں گا اس کے مقابلہ کے لئے حمزہؓ بن عبدالمطلب بڑھے مقابلہ ہوتے ہی حمزہؓ نے تلوار کے وار سے نصف پنڈلی سے اس کا پاؤں قطع کر دیا۔ وہ اپنے منہ کے بل گر پڑا خون سے لتھڑا ہوا اس کا پاؤں اس کے ساتھیوں کی طرف تھا۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا حوض کی طرف بڑھا اور اپنے زعم میں اپنی قسم کو پوا کرنے کے لئے اس میں گھس پڑا حمزہؓ اس سے لپٹے رہے اور اب انہوں نے تلوار سے اسے حوض کے اندر قتل کر دیا۔

عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کی ہلاکت

اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ جن کے بیچ میں وہ تھا میدان کارزار میں آیا اور اپنی صف سے برآمد ہو کر اس نے مقابل طلبی کی اسکے مقابلہ پر انصار کے تین جوان مرد جن میں حارث کے بیٹے عوف اور معوذ جن کی ماں عفراء تھی، اور ایک اور شخص عبداللہ بن رواحہ نکلے، قریش نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم انصاری ہیں، قریش نے کہا ہمیں تمہاری ضرورت نہیں پھر ان میں سے ایک نے آواز دی کہ اے محمدؐ ہمارے مقابلہ پر ہمارے برابر کے ہم قوم لوگوں کو بھیجو۔ رسول ﷺ نے فرمایا اے حمزہؓ بن عبدالمطلب تم جاؤ، اے عبیدہؓ بن الحارث تم جاؤ، اے علیؓ بن ابی طالب تم جاؤ، جب یہ تینوں حضرات مقابلہ پر نکلے قریش نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے فرداً فرداً اپنا نام بتایا قریش نے کہا ہاں بے شک تم ہمارے برابر

والے ہو۔ عبیدہؓ بن الحارث کا جو عمر میں سب سے بڑے تھے عتبہ بن ربیعہ سے مقابلہ ہوا۔ حضرت حمزہؓ کا مقابلہ شیبہ بن ربیعہ سے اور علیؓ کا مقابلہ ولید بن عتبہ سے ہوا۔ حمزہؓ اور علیؓ نے تو سامنا ہوتے ہی اپنے حریفوں کو فوراً قتل کر دیا البتہ عبیدہ اور عتبہ نے ایک ساتھ ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا جس سے دونوں اپنی اپنی جگہ ناکارہ اور بے دم ہو گئے مگر اتنے میں حمزہؓ اور علیؓ نے اپنے اپنے مقابلوں سے پلٹ کر ایک ساتھ عتبہ پر تلواریں ماریں اور قتل کر دیا اور اپنے ساتھی عبیدہؓ کو اپنی فوج میں اٹھا لائے ان کا پاؤں کٹ گیا تھا اور نلی کا گودا بہہ رہا تھا۔

عبیدۃ الحارثؓ کو شہادت کی بشارت

جب ان کو رسول ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا انہوں نے کہا رسول ﷺ! کیا میں شہید نہیں ہوں؟ آپ نے فرمایا بے شک تم شہید ہو عبیدہؓ نے کہا اگر ابو طالب زندہ ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ انکے اس شعر کا صحیح مصداق میں ہوں۔

ونسلمہ حتی نصرّع حولہ
ونذھل عن ابنائنا والحلائل

ترجمہ: تاوقتیکہ ہم اس کی حمایت میں قتل نہ ہو جائیں اور اپنے اہل و
عیال کو بھول نہ جائیں ہم کبھی اسے بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ جب انصار کے ان تین صاحبوں نے اپنا پتہ بتایا عتبہ بن ربیعہ نے کہا ہاں تم ہمارے برابر والے اور شریف ہو مگر ہم صرف اپنی قوم والوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد فریقین نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور خلط ملط ہو گئے۔ رسول ﷺ نے صحابہؓ سے کہہ دیا تھا کہ جب تک میں حکم نہ دوں تم حملہ نہ کرنا اور اگر دشمن پیش قدمی کر کے حملہ آور ہو تو پہلے تیروں سے اسے روکنا۔ رسول اللہؐ اس روز اپنی جھونپڑی میں تشریف فرما تھے آپ کے ساتھ ابو بکرؓ تھے۔

حضرت سواد بن غزیہ کا عشق رسول ﷺ

کئی صحابہؓ سے مروی ہے کہ بدر میں رسول ﷺ نے اپنی صفیں برابر کیں آپ کے ہاتھ میں ایک بیر کی چھڑی تھی جس سے آپ صحابہؓ کو برابر کر رہے تھے آپ بنی عدیؓ النجار کے حلیف سوادؓ بن غزیہ کے پاس آئے وہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے آپ نے ان کے پیٹ میں چھڑی چبھو دی اور فرمایا اے سوادؓ بن غزیہ برابر رہو! انہوں نے کہا اے رسول ﷺ آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی اللہ نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے آپ اس کا معاوضہ دیں رسول اللہؐ نے فوراً پیٹ کھول دیا اور کہا لو اپنا بدلہ لے لو سوادؓ آپ سے لپٹ گئے اور انہوں نے آپ کے پیٹ کو چوم لیا۔ رسول ﷺ نے پوچھا سوادؓ ایسا تم نے کیوں کیا؟ کہنے لگے رسول ﷺ آپ دیکھ رہے ہیں کہ جنگ ہو رہی ہے ممکن ہے کہ میں مارا جاؤں میں چاہتا تھا کہ آخری مرتبہ آپ سے مل لوں اور میری جلد آپ کی جلد سے مس ہو جائے اس پر رسول اللہؐ نے ان کو دعائے خیر دی۔

اصحابِ بدر کی نصرت کیلئے حضور کا بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑانا

پھر آپ تمام صفوں کو برابر کر کے اپنی جھونپڑی میں تشریف لے گئے صرف ابوبکرؓ آپ کے ساتھ اس جھونپڑی میں گئے جہاں رسول اللہؐ کے ساتھ سوائے ان کے کوئی اور نہیں تھا رسول اللہؐ نے دعا شروع کی اور اللہ کو نصرت کا وہ وعدہ یاد دلانے لگے جو اس نے آپ سے کیا تھا اور یہ بھی کہا کہ خداوندا اگر یہ جماعت مل کر ایک (مسلمانوں کی) ہلاک ہوگئی تو پھر آج کے بعد دنیا میں کوئی تیرا پرستار نہ رہے گا۔ ابوبکرؓ کہنے لگے اے رسول ﷺ اب آپ زیادہ اللہ کو یاددہانی نہ کیجئے وہ خود ہی ضرور اپنے وعدہ کو پورا کریگا۔

عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول اللہؐ نے مشرکین اور ان کی تعداد کا جائزہ لیا پھر اپنے صحابہؓ کی تعداد پر نظر کی جو تین سو سے کچھ زیادہ تھے آپ نے قبلہ رو ہو کر جناب باری میں دعا شروع کی آپ نے عرض کیا اے اللہ تو نے جو وعدہ مجھ سے کیا ہے اسے پورا کر اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو تیری عبادت بند کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ آپ برابر دعا میں مصروف رہے آپ کی چادر گر پڑی ابوبکرؓ نے اٹھا کر پھر اسے آپ پر رکھ دیا اور پھر آپ کے پیچھے سے بالکل قریب ہو کر عرض کیا رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں آپ نے دعا کا حق ادا کر دیا اب آپ زیادہ التجا نہ کریں بہت جلد اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

آیاتِ نصرت کا نزول

اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

"اذتستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی مُمِدّکم بالف
من الملائکة مردفین"

ترجمہ: جب کہ تم نے اپنے رب سے فریاد کر کے مدد مانگی اس نے تمہاری
درخواست کو منظور کیا کہ میں ایک ہزار ملائکہ کو جن کے ساتھ کوتل گھوڑے
ہوں گے تمہاری مدد پر بھیجتا ہوں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن رسول ﷺ اپنے قبہ میں بیٹھے ہوئے اللہ سے یہ دعا کر رہے تھے کہ خداوندا! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اپنے عہد اور وعدہ کو پورا کر اگر تیری مرضی یہی ہو کہ آج کے بعد کوئی تیرا نام لینے والا نہ رہے تو خیر، ابوبکرؓ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے اللہ کے نبی ﷺ بس کیجئے آپ نے اللہ کے سامنے الحاح اور زاری کا حق ادا کر دیا۔ ابوبکرؓ نے زرہ پہن رکھی تھی رسول ﷺ یہ پڑھتے ہوئے اپنے قبہ سے برآمد ہوئے۔

"سیھزم الجمع ویولون الدبر بل الساعة موعدھم
والساعة ادھی وامر"

ترجمہ: بہت جلد یہ جماعت شکست پائے گی اور پیٹھ پھیر دے گی، مگر اصل
میں تو قیامت میں ان سے مواخذہ ہوگا اور قیامت بہت ہی مصیبت لانے
والی اور کڑوی ہے۔

ابن اسحٰق کے سلسلۂ بیان کے مطابق اس جھونپڑی میں تھوڑی دیر کیلئے رسول ﷺ کی آنکھ لگ گئی آپ ﷺ بیدار ہوئے اور آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے اللہ کی مدد آ گئی ہے یہ دیکھو جبرئیلؑ سامنے سے گھوڑا پکڑے اسے کھینچے لئے

آ رہے ہیں۔

مسلمانوں میں پہلے شہید

اب عمرؓ بن الخطاب کے غلام مہجع کو دشمن کا ایک تیر آ کر لگا وہ شہید ہو گئے مسلمانوں میں یہ پہلے شخص ہیں جو شہید ہوئے اس کے بعد بنی عدی بن النجار کے حارثہ بن سُراقہ کو جب کہ وہ حوض سے پانی پی رہے تھے ایک تیر آ کر لگا اور وہ شہید ہوئے۔ پھر رسول ﷺ برآمد ہو کر لوگوں کے پاس آئے آپ نے ان کو جنگ میں شجاعت اور صبر کی تلقین کی اور فرمایا کہ آج جو مال غنیمت ہم میں سے کسی کو حاصل ہو وہ اسی کو دیا جاتا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آج جو شخص کفار سے لڑے گا اور پھر وہ صبر، استقامت اور بڑھتے قدموں کے ساتھ داد شجاعت دیتا ہوا قتل ہو گا اللہ اس کو ضرور جنت میں داخل کرے گا۔

حضرت عمیر کا شوق شہادت

آپ کی اس بشارت کو سنکر بنی سلمہ کے عزیز عمیرؓ بن الحمام نے جو ہاتھ میں کھجور لئے ہوئے کھا رہے تھے، کہا خوب خوب میرے جنت میں جانے کے لئے صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ میں ان کفار کے ہاتھ سے مارا جاؤں؟ یہ ابھی ہوا! انہوں نے کھجوریں پھینک دیں اور تلوار لے کر دشمن پر لڑتے لڑتے ٹوٹ پڑے، لڑے اور شہید ہوئے۔

عوف کا جنگ میں اللہ کی رضا جوئی کرنا

عاصم بن عمر بن قتادہ کے بیان کے مطابق پھر عوف بن الحارث ابن الحضراء نے رسول اللہؐ سے پوچھا کہ رب کو اپنے بندے کی کیا بات ہنساتی ہے؟ آپ نے فرمایا بغیر زرہ کے اگر وہ اپنا ہاتھ دشمن میں جھونک دے۔ عوف نے اسی وقت اپنی زرہ اتار پھینکی تلوار سنبھالی دشمن سے لڑے اور شہید ہو گئے۔

ابو جہل کی اپنے لئے بد دعا

روایت ہے کہ جب حریف مقابل آئے اور ایک دوسرے کے قریب آ گئے ابو جہل نے دعا مانگی کہ اے خداوندا! یہ ہم میں سے زیادہ قطع رحم کرنے والا ہے اس نے بالکل نئی بات ہم سے کہی ہے آج تو اسے ختم کر دے مگر نتیجہ نے بتا دیا کہ گویا اس نے اپنے لئے بد دعا کی تھی۔

آپ کا معجزہ

رسول اللہؐ نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھائیں ان کو لیکر آپ قریش کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا "شاھت الوجوہ" (ترجمہ (کافر) چہرے رسوا اور ذلیل ہوں) پھر کنکریوں پر دم کر کے قریش کی طرف پھینکا اور صحابہؓ سے فرمایا اب حملہ کرو۔ حملہ کرتے ہی قریش نے شکست کھائی اللہ نے قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا اور ان میں سے بہت سے قید کر لئے گئے۔

جب مسلمان ان کو پکڑنے میں مصروف ہوئے تو آپ اپنی جھونپڑی میں تشریف فرما تھے اور سعدؓ بن معاذ

تلوار لیے انصار کی ایک جماعت کے ساتھ اس اندیشہ سے کہ کہیں دشمن آپ پر حملہ نہ کردے حفاظت کے لئے جھونپڑی کے دروازے پر کھڑے ہوئے تھے۔ رسول ﷺ نے دیکھا کہ لوگوں کے اس فعل سے سعدؓ کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمایاں ہیں، آپ نے ان سے کہا سعد معلوم ہوتا ہے کہ تم کو لوگوں کا یہ فعل ناگوار گذرا ہے انہوں نے کہا بے شک۔ رسول ﷺ نے فرمایا بخدا یہ پہلی لڑائی ہوئی ہے جس میں اللہ نے مشرکین کو تباہ کر دیا ہے، بجائے اسکے کہ ان کو زندہ رکھا جائے میں اس کا زیادہ دلدادہ ہوں کہ یہ دل کھول کر قتل کئے جاتے۔

کمزوروں اور مجبوروں کے قتل کی ممانعت

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس روز آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ میں اس بات سے واقف ہوں کہ بنی ہاشم اور دوسرے لوگوں میں سے بھی بعض لوگ بادل ناخواستہ ہمارے مقابلہ پر کھینچ لائے گئے ہیں وہ ہم سے لڑنا نہیں چاہتے تھے لہٰذا اگر بنی ہاشم کا کوئی شخص تمہارے ہاتھ آئے اسے قتل نہ کرنا نیز ابوالبختری بن ہشام بن الحارث بن اسد کو بھی نہ مارنا۔ اور اگر عباس بن عبدالمطلب (رسول ﷺ کے چچا) ہاتھ آئیں ان کو بھی قتل نہ کرنا کیونکہ وہ بادل ناخواستہ اس جنگ میں شریک کئے گئے ہیں اس پر ابوحذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ نے کہا یہ کیا تفریق ہے ہم تو اپنے باپ، بیٹے، بھائی اور خاندان والوں کو جب قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں بخدا اگر میں نے اسے پالیا تو میں تلوار سے اس کے ٹکڑے کردوں گا، رسول اللہ کو جب ان کے اس قول کی اطلاع ہوئی آپ نے عمر بن الخطاب سے کہا اے ابوحفص آپ نے ابوحذیفہؓ کا قول سنا وہ رسول ﷺ کے چچا کے قتل کے درپے ہے۔ عمرؓ نے کہا مجھے اجازت ہو میں ابھی اس کا کام تمام کردیتا ہوں بخدا یہ منافق ہے، عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ پہلا دن تھا کہ رسول ﷺ نے مجھے اس کنیت سے یاد کیا۔

بعد میں ابوحذیفہؓ کہا کرتے تھے کہ اس روز جو جملہ میں نے کہا اس سے میں ہمیشہ خائف تھا کہ نہ معلوم اس کا کیا وبال مجھ پر ہو اور خیال کرتا تھا کہ صرف اللہ کی راہ میں شہادت ہی اس کا کفارہ ہوسکتی ہے، چنانچہ یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوگئے۔

ابوالبختری کا قتل

ابوالبختری کے قتل سے رسول اللہؐ نے اس لئے منع فرمایا تھا کہ اس نے آپ کے قیام مکہ کے زمانے میں کبھی آپ سے کوئی بدسلوکی نہیں کی کبھی ایذا نہیں دی اور کوئی ایسی بات نہیں کی جو رسول اللہ کو ناگوار خاطر ہوئی ہو اس کے علاوہ یہ بھی منجملہ ان لوگوں کے تھا جنہوں نے بنی ہاشم اور بنی المطلب کے خلاف قریش کے عدم تعاون اور ترک تعلقات معاہدہ کو فسخ کردیا جو انہوں نے لکھ کر کعبہ میں آویزاں کیا تھا۔

بنی عدی کے مجذر بن زیاد البلوی جو انصار کے حلیف تھے انکی اس سے مڈبھیڑ ہوئی مجذر بن زیاد نے ابوالبختری سے کہا کہ رسول ﷺ نے تمہارے قتل سے منع کیا ہے، اس کا رفیق جنادہ بن ملیحہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد بھی اس کے ساتھ تھا جو مکہ سے اس کے ہمراہ چلا تھا وہ قتادہ بنی لیث سے تعلق رکھتا تھا اور ابوالبختری کا اصلی نام عاص بن ہشام بن الحارث بن اسد تھا، اس رفاقت کے حق سے عہدہ براں ہونے کے خیال سے اس نے مجذر سے کہا اور میرے ساتھی کے متعلق کیا حکم ہے؟ اس نے کہا بخدا ہم اسے نہیں چھوڑنے کے، رسول ﷺ نے صرف تمہارے لئے حکم دیا ہے کہ قتل نہ کئے جاؤ۔ ابوالبختری کہنے لگا اگر یہ ہے تو میں اور وہ دونوں ساتھ جان دینگے، میں نہیں چاہتا کہ اہل مکہ کی قریش کی عورتیں میرے متعلق بعد میں کہیں کہ میں نے اپنی جان بچانے کے خیال سے اپنے رفیق کو قربان کردیا، اس

موقع پر جب مجذر نے اس سے ہتھیار رکھ دینے کا مطالبہ کیا اور اس نے بغیر لڑے اپنی حوالگی سے انکار کیا اس نے یہ رجز یہ شعر پڑھا:

لن یسلم ابن حرۃ اکیلہ

حتی یموت اویری دونہ

ترجمہ: ایک شریف زادہ کبھی اپنے موکل کو دشمن کے حوالے نہیں کرتا اب

چاہے وہ مرجائے یا کامیاب ہو۔

اس کے بعد دونوں لڑ پڑے مجذر بن زیاد نے اسے قتل کر دیا۔ قتل کر کے مجذر رسول اللہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے میں نے اپنی کوشش صرف کر دی کہ میں اسے قید کر کے جناب کی خدمت میں زندہ لے آؤں مگر اس نے لڑائی کے سوا میری بات نہ مانی میں مجبوراً اس سے لڑا اور میں نے اسے قتل کر دیا۔

عبدالرحمٰن بن عوف اور امیہ بن خلف کا واقعہ

عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ مکہ میں امیہ بن خلف میرا دوست تھا میرا نام عبدعمرو تھا۔ مکہ ہی میں جب میں اسلام لایا میرا نام عبدالرحمٰن رکھا گیا۔ اس کے بعد وہیں جب کبھی وہ مجھ سے مل جاتا تو کہتا اے عبدعمرو کیا تم نے اپنے باپ کا رکھا ہوا نام ترک کر دیا ہے۔ میں کہتا ہاں اس پر وہ کہتا مگر میں رحمٰن کو نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے مناسب یہ ہے کہ کوئی اور نام تجویز کر دو اس سے میں تم کو مخاطب کیا کروں اپنے سابق نام پر تم مجھے جواب نہیں دیتے اور جس بات سے میں ناواقف ہوں اس کے نام کے ساتھ میں تم کو پکارتا نہیں۔ کیونکہ جب وہ مجھے عبدعمرو کہہ کر پکارتا میں اسے جواب نہیں دیتا تھا میں نے کہا اے ابوعلی اس کے متعلق تم جو چاہو مقرر کر دو۔ اس نے کہا اچھا تمہارا نام عبدالالہ بہتر ہوگا۔ میں نے کہا اچھا۔ چنانچہ اس کے بعد جب میں اور وہ ملتے وہ مجھے عبدالالہ کے نام سے پکارتا میں اسے جواب دیتا اور اس سے مختلف باتیں کرنے لگتا یہاں تک کہ بدر کی لڑائی ہوئی

عبدالرحمٰن کا امیہ بن خلف کو قتل سے بچانا

میں امیہ کے پاس سے گذرا وہ اپنے بیٹے علی بن امیہ کا ہاتھ تھامے کھڑا ہوا تھا میرے ساتھ کئی زرہیں تھیں جو میں نے مقتولین کے جسم سے اتار لی تھیں میں ان کو لئے جا رہا تھا، اس نے مجھے دیکھ کر آواز دی اے عبدعمرو میں نے کوئی جواب نہیں دیا تب اس نے کہا اے عبدالالہ میں نے کہا ہاں کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کیا میں تمہارے لئے ان زرہوں سے جن کو تم لئے جا رہے ہو زیادہ سودمند نہیں ہوں۔ میں نے کہا بے شک ہو تو آ جاؤ میں نے زرہیں پھینک دیں اور اس کا اور اس کے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑ لیا کہنے لگا ایسا دن میرے دیکھنے میں نہیں آیا تمہارے پاس دودھ تو نہیں ہے میں ان دونوں کو ساتھ لیکر چل دیا میں باپ بیٹوں کے بیچ میں ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے چلا جا رہا تھا امیہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم میں وہ کون ہے جس کے سینے پر شتر مرغ کا پر بطور نشان آویزاں تھا؟ میں نے کہا وہ حمزہؓ بن عبدالمطلب ہے اس نے کہا ہماری یہ درگت اسی نے بنائی ہے،

بلالؓ کا امیہ کو انجام تک پہنچانا

میں ان کو لئے چلا جارہا تھا کہ بلالؓ نے اسے میرے ہمراہ دیکھ لیا۔ یہ امیہ مکہ میں بلالؓ کو طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا تا کہ وہ اسلام ترک کر دیں وہ ان کو مکہ کی صاف چٹان پر جب وہ دھوپ سے خوب تپ جاتی، لے جاتا اس پر ان کو چت لٹاتا سینے پر ایک بڑا پتھر رکھ دیتا اور پھر کہتا کہ جب تک تو محمدؐ کے دین کو ترک نہ کرے گا تجھے یہ سزا ملتی رہیگی۔ مگر باوجود اس عذاب کے بلالؓ یہ ہی کہتے "وہ ایک ہے وہ ایک ہے" وہ ایک ہے یعنی ایک ہے:::::اسی لئے اب جب ان کی نظر اس پر پڑی وہ کہنے لگے کہ امیہ بن خلف کفر کا سرگروہ ہے میں ہلاک ہو جاؤں اگر تو بچ جائے، میں نے ان سے کہا کہ یہ تو میرا قیدی ہے تم اس کے ساتھ یہ کرنا چاہتے ہو۔ بلالؓ نے پھر کہا میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ جائیں، میں نے کہا اے حبشی زادے کچھ سنا۔ بلالؓ نے پھر کہا میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ جائیں پھر انہوں نے نہایت چلا کر کہا اے اللہ کے انصار لو یہ کفار کا سرغنہ امیہ بن خلف موجود ہے میں ہلاک ہو جاؤں اگر یہ بچ گیا۔ ان کی اس آواز پر بہت سے لوگوں نے ہم کو ہر طرف سے آ گھیرا اور قید سا کر لیا میں اُسے بچانے لگا، ایک شخص نے اُس کے بیٹے پر تلوار ماری وہ گر پڑا اس وقت امیہ نے اس زور سے چیخ ماری کہ میں نے کبھی نہیں سنی میں نے کہا بھاگ جاؤ، مگر بھاگ نہیں سکتے میں تم کو کسی طرح بچا نہیں سکتا۔ اتنے میں حملہ آوروں نے تلوار کی ایک ضرب سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد عبدالرحمٰن بن عوف کہا کرتے تھے اللہ بلالؓ پر رحم کرے، میری زرہیں بھی گئیں اور میرے قیدی کو انھوں نے زبردستی مجھ سے چھڑا لیا۔

غزوہ بدر میں فرشتوں کی شرکت کی شہادت

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے بنی غفار کے ایک شخص نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جس روز بدر کی لڑائی ہو رہی تھی میں اور میرا ایک چچازاد بھائی دونوں وہاں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھکر جہاں سے میدان کارزار نظر آتا تھا چھپکر بیٹھ گئے اور دیکھتے رہے کہ کس کو شکست ہوتی ہے تا کہ پھر دوسرے لوٹنے والوں کے ساتھ ملکر ہم بھی غنیمت میں حصہ بٹائیں۔ ہم دونوں اس وقت تک مشرک تھے ہم اسی پہاڑ میں تھے کہ ایک بادل ہمارے قریب آیا ہم نے اس میں گھوڑوں کی آہٹ پائی اور کسی کو کہتے سنا حیزوع آگے بڑھو اس آواز سے مرے چچازاد بھائی پر یہ گذری کہ اس کے قلب کا پردہ پھٹ گیا اور وہ وہیں مر گیا میں بھی قریب المرگ ہو گیا تھا مگر پھر بچ رہا۔

ابو داؤد المازنی سے جو بدر میں شریک تھے مروی ہے کہ بدر میں میرے ساتھ یہ گذری کہ جس مشرک کا تعاقب کر کے میں نے اس پر وار کرنا چاہا اس سے قبل ہی اس کا سر تن سے جدا ہو کر دور جا گرا اور میں نے محسوس کیا کہ کسی اور نے اسے قتل کیا۔

ابو امامہ بن سہل بن حنیف اپنے باپ سہل سے روایت کرتے ہیں ہے کہ بدر میں ہماری یہ حالت تھی کہ ہم میں سے اگر کسی نے تلوار سے مشرک کی طرف اشارہ کر دیا تو اسی وقت قبل اس کے کہ تلوار اس تک پہنچنے پائے اس کا سر تن سے جدا ہو کر الگ گر پڑتا۔

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن ملائکہ کی شان یہ تھی کہ انہوں نے سفید عمامے باندھ رکھے تھے جن کے شملے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور جنگ حنین میں انہوں نے سرخ عمامے باندھ رکھے تھے مگر بدر کے سوا اور کہیں ملائکہ نے خود لڑائی میں حصہ نہیں لیا دوسرے مواقع پر وہ صرف مدد اور کمک کے طور پر موجود رہے مگر انہوں نے تلوار نہیں چلائی۔

ابوجہل کا انجام

حضرت معاذؓ بن عمرو بن الجموح متعلقہ بنی سلمہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول ﷺ دشمن سے فارغ ہو گئے آپ نے حکم دیا کہ ابوجہل کو مقتولین میں تلاش کیا جائے اور آپ نے یہ بھی دعا مانگی کہ خداوندا! ایسا نہ ہو کہ وہ تیری گرفت سے نکل جائے۔

سب سے پہلے معاذؓ بن عمرو بن الجموح ابوجہل کے پاس پہنچے تھے اس کے متعلق انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے کفار اور ابوجہل کو ایک جھاڑی کی سی جگہ میں باتیں کرتے سنا دوسرے لوگ کہہ رہے تھے کہ ابوالحکم تک کسی کی رسائی نہ ہو سکے گی۔ میں نے یہ بات سنتے ہی ارادہ کر لیا کہ ضرور اس پر حملہ کروں میں فوراً اس پر جھپٹ پڑا اور موقع پاتے ہی میں نے اس پر حملہ کیا اور تلوار کی ایک ضرب سے نصف پنڈلی سے اس کا پاؤں قطع کر دیا اور وہ اس طرح اڑ گیا جس طرح کہ گٹھلی میں سے گری دے مارنے کے ساتھ نکل کر علیحدہ گر جاتی ہے، اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے شانے پر وار کیا اور میرا ہاتھ اڑا دیا صرف کھال کے سہارے وہ میرے پہلو میں اٹکا رہا مگر اس زخم کی وجہ سے میں ابوجہل سے زیادہ نہ لڑ سکا، تمام دن میں لڑتا رہا میرا بیکار ہاتھ میرے پیچھے جھولتا رہا جب اس کی تکلیف زیادہ ہونے لگی میں اس پر پاؤں رکھ کر جسم سے چیر کر علیحدہ پھینک دیا۔

اس واقعہ کے بعد معاذؓ زندہ رہے اور عثمان بن عفان کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔

عبداللہ بن مسعود کا ابی جہل کو موت کے گھاٹ اتارنا

جب ابوجہل زخمی پڑا ہوا تھا معوذؓ بن عفراء اس کے پاس سے گذرے انہوں نے ایک وار میں اس کا کام تمام کر دیا اور مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے مگر برائے نام ابھی جان میں جان باقی تھی معوذؓ لڑے اور شہید ہو گئے اس کے بعد رسول ﷺ نے مقتولین میں ابوجہل کی تلاش کا حکم دیا۔ عبداللہؓ بن مسعود اس کے پاس آئے رسول ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا تھا کہ ابوجہل کو تلاش کرو اگر تم اسے مقتولین میں تلاش نہ کر سکو تو اس کے گھٹنے کے نشان زخم کو دیکھنا! ایک مرتبہ میں اور وہ جب ہم دونوں لڑکے تھے عبداللہ بن جذعان کی دعوت میں گئے تھے میں اس سے ذرا دبلا تھا، میں نے اسے دھکا دے دیا وہ گھٹنے کے بل گرا اور اس کے کسی گھٹنے میں ایسی خراش لگی کہ اس کا نشان پھر ہمیشہ کیلئے رہ گیا۔ عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا ہے کہ اس نشان ہی کی وجہ سے میں نے اسے شناخت کر لیا وہ بالکل لب دم تھا میں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا، اس نے مکہ میں مجھے تھپڑ اور لاتوں سے خوب مارا تھا۔ میں نے کہا اے دشمن خدا! اللہ نے اب تو تجھے ذلیل کر دیا۔ اس نے کہا اس میں ذلت کیا ہوئی میں تو اس شخص کا بدلہ لینے آیا تھا جسے تم نے قتل کر دیا تھا اچھا بتاؤ فتح کس کی ہوئی؟ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کی۔

اس سلسلہ میں ابن مسعود سے یہ بھی مروی ہے کہ ابوجہل نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اے بھیڑوں کے چرانے والے تو بہت اونچی جگہ چڑھا ہے، پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے رسول اللہ کی خدمت میں لیکر آیا اور میں نے عرض کیا رسول ﷺ! یہ دشمن خدا کا سر ہے، آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں کیا یہ اسی کا سر ہے؟ رسول اللہؐ ہمیشہ یہی قسم کھایا کرتے تھے میں نے کہا جی ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ اب میں نے اس کے سر کو آپ کے سامنے ڈال دیا رسول اللہؐ نے اللہ کی تعریف کی۔

کفار مقتولین بدر کا کنوئیں میں ڈالا جانا

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ مقتولین کو کنویں میں ڈال دیا جائے وہ ڈال دیئے گئے البتہ امیہ بن خلف کو اس کے کرتے میں بھر کر جب لیجانے کے لئے اٹھانے لگے اس کی لاش اس میں سے نکل پڑی مگر پھر اسے اسی میں رکھا گیا اور اسے مٹی اور پتھروں سے زمین میں چھپا دیا گیا، جب مقتولین کو کنویں میں ڈال دیا گیا۔

حضور ﷺ کا مردوں کو خطاب

رسول اللہؐ وہاں آئے اور آپ ﷺ نے فرمایا اے کنویں والو! کیا تم نے اس وعدے کو جو اللہ نے تم سے کیا تھا ٹھیک پایا؟ بے شک مجھ سے جو وعدہ اللہ نے کیا تھا وہ ٹھیک ہوا۔ صحابہؓ نے آپ سے پوچھا آپ مردوں سے کلام کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ان کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ جو بات میں نے ان سے کہی تھی وہ سچ ہے۔ عائشہؓ فرماتی ہے کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ مردوں نے آپ ﷺ کی بات سنی حالانکہ میں نے یہ نہیں کہا کہ انہوں نے سن لی بلکہ رسول ﷺ نے صرف یہ فرمایا تھا کہ ان کو معلوم ہو گیا۔

رسول ﷺ کا کنوئیں والوں سے خطاب

انس بن مالک کی روایت

انس بن مالک سے مروی ہے کہ صحابہؓ نے وسط شب میں رسول ﷺ کو یہ کہتے سنا "اے کنویں والو! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! اے امیہ بن خلف! اے ابوجہل بن ہشام! اسی طرح آپ نے ان تمام مقتولین کے نام لیے جو اس کنویں میں ڈالے گئے تھے اور پھر فرمایا جو وعدہ تمھارے رب نے تم سے کیا تھا اسے تم نے ٹھیک پایا؟ بے شک جو وعدہ میرے رب نے مجھ سے کیا تھا اسے میں نے سچا پالیا۔ صحابہؓ نے آپ سے کہا کہ رسول ﷺ آپ ایسے مردوں کو پکارتے ہیں جو گل گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا جو کچھ میں کہتا ہوں اسے تم ان سے کچھ زیادہ نہیں سنتے۔ البتہ ان میں جواب دینے کی استطاعت نہیں ہے۔

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے کہ جس روز رسول ﷺ نے یہ گفتگو کی آپ نے فرمایا اے کنویں والو! تم نبی کے اہل خاندان ہو کر اپنے نبی کے حق میں بدترین خاندان تھے تم نے میری تکذیب کی حالانکہ دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی تم نے مجھے گھر سے نکالا دوسروں نے مجھے پناہ دی، تم نے مجھ سے جنگ کی دوسروں نے میری مدد کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا جو وعدہ تمھارے رب نے تم سے کیا تھا اسے تم نے سچ پایا میں نے تو اپنے رب کے وعدہ کو سچا پالیا۔

ابوحذیفہ بن عتبہ کو تسلی اور دعائے خیر

جب رسول ﷺ نے مقتولین کو کنویں میں ڈال دینے کا حکم دیا تو لوگ ان کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کنویں کو لے چلے۔ رسول ﷺ کی نظر ابوحذیفہ بن عتبہ کے چہرے پر پڑی وہ بہت ہی غمگین اور متغیر نظر آئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے باپ کی اس حالت سے تم متاثر ہو۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم اے اللہ کے نبیؐ یہ بات نہیں ہے کہ میں اپنے باپ کے کفر اور قتل سے ناواقف ہوں بلکہ چونکہ میں جانتا ہوں کہ میرا باپ صاحب رائے، دانشمند، حلیم

اور سخی آدمی تھا مجھے یہ توقع تھی کہ یہ خوبیاں اس کو اسلام کی طرف رہبری کریں گی مگر جب میں نے دیکھا کہ یہ مارا گیا اور اس توقع کے بعد وہ کفر کی حالت میں مر گیا اس بات نے مجھے غمزدہ کر دیا۔ اس پر رسول ﷺ نے ان کی تعریف کی اور دعائے خیر دی۔

مالِ غنیمت جمع کرنے کا حکم

اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ دشمن کی فرودگاہ میں جو کچھ ملے اسے جمع کر لیا جائے۔ اسے جمع کیا گیا اس کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہوا جنھوں نے جمع کیا تھا وہ مدعی ہوئے کہ خود ہی سب لے لیں کیونکہ پہلے ہی رسول ﷺ نے مال غنیمت کے متعلق فرما دیا تھا کہ جو جسے دستیاب ہو وہ اس کا ہے مگر اس پر ان لوگوں نے جو دشمن سے لڑ رہے تھے اور اسے تلاش کر کے قید کر رہے تھے، کہا کہ اگر ہم نہ ہوتے تو یہ مال تمھارے قبضہ میں آ ہی نہیں سکتا تھا ہم نے دشمن کو اپنے سے مصروف پیکار کر کے تم کو یہ موقع دیا ہے کہ تم نے غنیمت حاصل کی پھر ان لوگوں نے جو دشمن کی یورش کے خوف سے اس اثناء میں رسول ﷺ کی نگہبانی کرتے رہے تھے، کہا کہ اس مال کا ہمارے مقابلہ میں تم میں سے کوئی زیادہ مستحق نہیں ہے۔ جب اللہ نے ہم کو فتح دی اور انھوں نے ہماری طرف پشت پھیر دی یہ بات ہمارے بالکل قبضہ میں تھی کہ چونکہ کوئی اس کا بچانے والا نہ رہا تھا ہم آسانی سے اس سب پر قبضہ کر لیتے مگر اس اندیشہ سے کہ کہیں دشمن رسول ﷺ پر نہ پلٹ پڑے ہم آپ کی حفاظت کے لیے آپ کے پاس ٹھہرے رہے اس لیے تم میں کوئی ہم سے زیادہ اس مال کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

ابوامامۃ الباہلی سے مروی ہے کہ میں نے عبادہ بن الصامت سے ''انفال'' کی تفسیر پوچھی انھوں نے کہا کہ یہ آیت ہم اصحاب بدر کے متعلق نازل ہوئی جب غنیمت کے متعلق ہم میں سخت اختلاف ہو گیا اور نوبت سخت کلامی تک پہنچ گئی۔ اللہ نے اسے ہم سے چھین کر رسول ﷺ کو دیدیا۔ رسول ﷺ نے اسے تمام مسلمانوں میں برابری کی بنیاد پر تقسیم کر دیا اور اسی میں اللہ کا تقویٰ اور اسکے رسول ﷺ کی فرمان برداری اور آپس کے تعلقات کی اصلاح تھی۔

مدینہ میں فتح کی خبر بنتِ رسول رقیہؓ کی تدفین کے موقع پر پہنچی

فتح کے بعد آپ نے عبداللہ بن رواحہ کو اس فتح کی بشارت دینے کے لیے اہل العالیہ کے پاس اور زید بن حارثہ کو اہل السافلہ کے پاس روانہ کیا۔ اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ ہم کو اس فتح کی خبر اس وقت ملی جبکہ ہم رقیہ بنت رسول ﷺ کو دفن کر رہے تھے۔ یہ حضرت عثمان بن عفان کے نکاح میں تھیں اور رسول ﷺ نے مجھے بھی عثمان کے ساتھ ان کے لیے پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ جب زید بن حارثہ مدینہ آئے میں ان کے پاس گیا وہ عیدگاہ میں کھڑے ہوئے تھے، بہت سے آدمی ان کے پاس جمع ہو گئے تھے، اور وہ کہہ رہے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ مارا گیا۔ شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، زمعہ بن الاسود، ابوالبختری بن ہشام، امیہ بن خلف اور حجاج کے بیٹے نبیہ اور منبہ مارے گئے، میں نے پوچھا کیا یہ خبر بالکل صحیح ہے؟ انھوں نے کہا بخدا اے میرے بچے یہ بالکل صحیح ہے۔

رسول کریم ﷺ کی فاتحانہ مدینہ واپسی

رسول ﷺ مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ آپ نے اس مال غنیمت کو جو کہ مشرکین سے حاصل ہوا تھا اپنے ساتھ لدوا لیا اور اس کی نگرانی عبداللہ بن کعب بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن مازن بن النجار کے سپرد کر دی۔

رسول ﷺ اپنی فرودگاہ سے روانہ ہوئے جب آپ صفراء کی گھاٹی کو عبور کر آئے آپ سیر نامی اس سرخ ریت کے ٹیلہ پر جو گھاٹی اور ناریہ کے درمیان پھیلا ہوا تھا ٹھہرے اور یہاں آپ نے اس مال غنیمت کو جو اللہ نے مشرکین سے لے کر مسلمانوں کو عطا کیا تھا، برابر سب میں تقسیم کیا اور وہاں کے ایک چشمۂ آب ارواق سے آپ کے لیے پانی لایا گیا پھر آپ یہاں سے چلے اور جب روحاء پہنچے مسلمان آپ کے استقبال کو آئے اور انھوں نے اس فتح پر آپ کو اور مسلمانوں کو مبارکباد دی۔ سلمہ بن سلامہ بن وقش نے کہا کہ مبارکبادی کی بات ہی کیا ہے دشمن کا حال یہ تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ قربانی کے جانور ہیں جن کو
کھال کھینچ کر لٹکا دیا گیا ہے۔ ہم نے ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ رسول ﷺ مسکرائے اور فرمایا اے میرے بھتیجے بے شک کفار کی یہی حالت تھی۔

عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث بن کلدہ کا قتل

رسول ﷺ کے ساتھ مشرکین کے قیدی بھی تھے ان کی تعداد چوالیس تھی۔ اسی قدر مارے گئے تھے ان قیدیوں میں عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث بن کلدۃ بھی تھے۔ نضر کو علی بن ابی طالب نے صفراء میں قتل کر دیا۔ یہاں سے چل کر جب رسول ﷺ آئے آپ کے حکم سے عقبہ کو عاصم بن ثابت بن الانصاری متعلقہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف نے قتل کر دیا۔ جب رسول ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا اس نے چلا کر کہا اے محمدؐ! میرے بچوں کا کون کفیل ہوگا؟ آپ نے فرمایا دوزخ۔

حضور ﷺ کے حجام ابو ہندؓ کی بدر میں عدم شرکت اور ندامت

عرق الظبیہ میں آپ کی تشریف آوری کے بعد فروہ بن عمرو البیاضی کے آزاد کردہ غلام ابو ہند چمڑے کی بوتل میں کھجور، دودھ اور مسکہ کی کھیر لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ یہ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ مگر بعد کے تمام ان غزوات میں جن میں خود رسول ﷺ نے شرکت فرمائی، شریک رہے۔ یہ رسول ﷺ کے حجام تھے آپ نے خوش ہو کر مسلمانوں سے فرمایا کہ ابو ہند انصار میں ہیں تم ان کو اپنی بیٹیاں دو اور ان کی بیٹیاں لو۔ صحابہؓ نے ارشاد کی بجا آوری کی، یہاں سے چل کر رسول ﷺ قیدیوں سے ایک دن پہلے مدینہ آ گئے۔

سودہؓ کا ابو یزید قیدی پر رنج و غم

جس روز قیدی مدینہ آئے اس روز سودہ بنت زمعہ رسول ﷺ کی بیوی آل عفراء کے یہاں ان کے عوف اور معوذ (عفراء کے بیٹوں) پر ماتم میں شرکت کے لیے گئی ہوئی تھیں۔ یہ بات پردہ کے حکم نازل ہونے پہلے کی ہے۔ سودہ کہتی ہیں کہ ابھی میں وہیں تھی کہ کسی نے ہم سے آ کر کہا کہ قیدی آ گئے ہیں میں اپنے گھر آئی رسول ﷺ وہاں تشریف رکھتے تھے میں نے ابو یزید سہیل بن عمرو کو حجرے کے ایک کونے میں اس حالت میں دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ ان کی اس حالت کو دیکھ کر بخدا مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہا اے ابو یزید تم نے کیوں اپنے آپ کو حوالے کیا کیوں نہ عزت کی موت مر گئے۔ میں یہ بات فوری جوش میں کہنے کو تو کہہ گئی رسول ﷺ نے مجھ سے فرمایا سودہ! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے برخلاف یہ بات کہتی ہو میں نے کہا اے رسول ﷺ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا ہے۔ مجھ سے ابو یزید کی اس حالت کو دیکھ کر اس کے دونوں ہاتھ

گردن سے بندھے ہوئے ہیں، ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار یہ جملے میری زبان سے نکل گئے۔

انصار کا قیدیوں سے حسن سلوک

مدینہ آ کر رسول ﷺ نے قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم کر دیا اور فرمایا کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ابوعزیز بن عزیز سے مروی ہے کہ میرے بھائی مصعب میرے پاس سے گذرے اور ایک انصاری اس وقت مجھے قید کر رہا تھا انھوں نے کہا اسے ضرور پکڑ لو اس کی ماں دولتمند ہے۔ وہ فدیہ دے کر اسے تم سے رہا کرائے گی۔ جب ہم قیدیوں کو بدر سے مدینہ لایا گیا میں انصاریوں میں رکھا گیا وہ میرا اس قدر خیال کرتے تھے کہ جب صبح و شام کھانے کے لیے بیٹھتے روٹی مجھے کھلا دیتے اور خود کھجور پر اکتفا کرتے۔ ان میں سے جس کے پاس روٹی کا کوئی ٹکڑا پہنچتا وہ اسے مجھے دیدیتا مجھے شرم آتی کہ میں اکیلا روٹی کھالوں میں اسے واپس کر دیتا مگر وہ اسے بغیر ہاتھ لگائے پر مجھے دیدیتے۔

شکست کی خبر پر اہل مکہ کا ردعمل

محمد بن اسحٰق کے بیان کے مطابق حیسمان بن عبداللہ بن ایاس بن ضبیعہ بن مازن بن کعب بن عمرو الخزاعی نے مکہ آ کر قریش کی تباہی اور شکست کی اطلاع اہل مکہ کو دی۔ واقدی کہتے ہیں کہ اس کا نام حیسمان بن حابس الخزاعی ہے۔ اہل مکہ نے پوچھا کیا ہے۔ اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالحکم بن ہشام اور حجاج کے بیٹے نبیہ اور منبہ مارے گئے۔ جب اس نے قریش کے سرداروں کے نام گنوائے اور صفوان بن امیہ نے جو حجرے میں بیٹھا ہوا تھا، لوگوں سے کہا اگر اس میں کچھ عقل ہے تو ذرا دریافت کرو کہ صفوان کا کیا ہوا؟ لوگوں نے خبر دینے والے سے پوچھا اور صفوان بن امیہ کا کیا ہوا؟ اس نے کہا میں نے اس کے باپ اور بھائی کو قتل ہوتے خود دیکھا ہے۔

غلام رسول ابوالفضل کا ابولہب کے ساتھ واقعہ

رسول ﷺ کے آزاد کردہ غلام رافع سے مروی ہے کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا اور ہمارا پورا گھر اسلام لے آیا تھا۔ ام الفضل مسلمان ہوگئی تھیں میں بھی اسلام لے آیا تھا۔ عباس چونکہ اپنی قوم سے ڈرتے تھے اور اس کی مخالفت سے بچتے تھے اس لیے وہ اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے، ان کا بہت سا روپیہ لوگوں میں پھیلا ہوا تھا، دشمن خدا ابولہب خود بدر میں شریک نہیں ہوا اس نے، عارض بن ہشام بن المغیرہ کو اپنی جگہ بھیج دیا تھا۔ جب ہمیں معلوم ہوا کہ بدر میں قریش تباہ ہوئے اللہ نے ان کو ذلیل و خوار کر دیا اس خبر سے ہم نے اپنے اندر قوت و طاقت محسوس کی۔ میں بہت ہی کمزور آدمی تھا۔ میں زمزم کے حجرے میں بیٹھا ہوا پیالے بنایا کرتا تھا میں حسب معمول وہاں بیٹھا ہوا اپنا کام کر رہا تھا ام الفضل میرے پاس بیٹھی تھیں اس خبر سے، ہم کو بڑی مسرت ہوئی تھی۔ اتنے میں بدکردار ابولہب ایسی چال چلتا ہوا جس سے بدی ٹپکتی تھی ہمارے پاس آیا اور حجرے کی طنابوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ اس کی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی وہ بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے آ کر کہا کہ یہ دیکھو ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب آ گیا۔ ابولہب نے اس سے کہا اے میرے بھتیجے یہاں میرے پاس آؤ اور بیان کرو کہ کیا واقعہ گذرا؟ ابوسفیان اس کے پاس بیٹھ گیا اور تمام لوگ ان کو گھیرے کھڑے رہے۔ ابولہب نے پوچھا بھتیجے کیا واقعہ ہوا اس نے کہا ہوا کیا بس سامنا ہوتے ہی ہم نے منہ موڑ لیا۔ انھوں نے جس طرح چاہا ہمیں قتل کیا اور اسیر کر لیا اور خدا کی قسم باوجود اس کے بھی میں اپنوں پر اس لیے کوئی الزام نہیں دیتا کہ میں نے آسمان اور زمین کے مابین بہت سے، آدمیوں کو ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھا نہ ان سے کوئی بچ سکتا تھا اور نہ کوئی

مقابلہ پر ٹھہرتا تھا۔

ابو رافع کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے حجرے کی طناب اپنے ہاتھ سے اٹھائی اور پھر کہا کہ یہ ملائکہ تھے اسے سنتے ہی ابولہب نے نہایت زور سے ایک طمانچہ میرے منہ پر مارا میں اس سے لپٹ گیا مگر اس نے مجھے اٹھا کر زمین پر دے مارا اور مجھ پر بیٹھ کر اس نے مجھے خوب مارا۔ میں کمزور آدمی تھا کچھ نہ کر سکا۔ ام الفضل انھیں انھوں نے حجرے کا ایک ستون اٹھایا اور اس سے اس کے سر پر ایسی شدید ضرب لگائی کہ وہ لہولہان ہو گیا اور کہنے لگیں کہ چونکہ اس کا آقا یہاں نہیں ہے تو نے اسے کمزور سمجھ لیا ہے۔ ابولہب پٹ کر اپنا سا منہ لے کر چلا گیا۔

ابولہب کی موت

اس واقعہ کے سات ہی دن کے اندر اللہ نے اسے چیچک میں مبتلا کر دیا اور ہلاک کر ڈالا۔ مرنے کے بعد چونکہ قریش طاعون کی طرح چیچک کو متعدی مرض سمجھتے تھے۔ اور اس سے بہت ڈرتے تھے اس لیے اس کے دونوں بیٹوں نے دو یا تین راتوں تک اسے بغیر دفن کے چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ اس کی لاش سڑ گئی اور بدبو پھیل گئی۔ پھر قریش کے کسی شخص نے ان سے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ تمھارا باپ اپنے گھر میں مرا سڑ رہا ہے اور تم اسے دفن نہیں کر دیتے۔ انھوں نے کہا ہم اس بیماری سے بہت ڈرتے ہیں کیا کریں اس نے کہا چلو میں بھی تمھارے ساتھ ہوں اب انھوں نے بغیر ہاتھ لگائے دور سے اس پر پانی بہا دیا اور اس طرح غسل دے کر بالائی مکہ میں ایک احاطہ کے پاس لا کر دفن کر دیا اوپر سے پتھر ڈال کر اسے ڈھک دیا۔

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ بدر سے واپسی کے بعد جب مدینہ میں رات آئی اور قیدی بیڑیوں میں کڑے پڑے ہوئے تھے۔ رسول ﷺ ابتدائے شب میں جاگتے رہے۔ صحابہ نے عرض کیا آپ کیوں نہیں سوتے؟ آپ نے فرمایا عباس کے بیڑیوں میں کراہنے کی وجہ سے، اس پر صحابہؓ نے عباسؓ کو جا کر رہا کر دیا۔ تب رسول ﷺ کو نیند آئی۔ ابوالیسر وکعب بن عمرو متعلقہ بن سلمہ نے عباس کو گرفتار کیا تھا یہ گٹھے ہوئے جسم کے تھے اور عباس بہت ہی موٹے تھے۔ رسولؐ نے پوچھا ابوالیسر تم نے عباس کو کیسے پکڑا؟ انھوں نے کہا یا رسول ﷺ بخدا ایک اور شخص نے جسے نہ میں نے پہلے دیکھا تھا اور نہ اب دیکھتا ہوں اس کے گرفتار کرنے میں میری مدد کی۔ رسول ﷺ فرمانے لگے ایک بزرگ فرشتے نے اس کام میں تمھاری اعانت کی ہے۔

مکہ میں مقتولین قریش کا ماتم:۔

عباد سے مروی ہے کہ بدر کے بعد قریش نے اپنے مقتولین کا ماتم برپا کیا، پھر کہنے لگے یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ اگر اس کی خبر محمد اور ان کے اصحاب کو ہوگی اس سے اور خوش ہوں گے۔ نیز تاوقتیکہ کچھ عرصہ نہ گذرے ہمیں ابھی اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیہ بھی نہ بھیجنا چاہیے تا کہ محمد اور ان کے اصحاب اس کی امید نہ لگا سکیں۔

اس لڑائی میں اسود بن عبد یغوث کے تین بیٹے زمعہ بن الاسود، عقیل بن الاسود اور حارث بن الاسود مارے گئے تھے۔ وہ چاہتا تھا کہ دل کھول کر اپنے بیٹوں پر روئے۔ اسی حالت میں اس نے رات کے وقت کسی رونے والی کی آواز سنی اس کی بصارت جاتی رہی تھی۔ اس نے اپنے غلام سے کہا کہ دیکھ کر آؤ کہ کیا رونے کی اجازت ہو گئی اور قریش اپنے مقتولین پر رونے لگے میں چاہتا ہوں کہ اپنے بیٹے ابوحکیمہ یعنی زمعہ پر خوب روؤں، کیونکہ اس کے غم سے میرا سینہ کھول رہا ہے۔ غلام نے واپس آ کر کہا یہ تو ایک عورت کی آواز ہے جو اپنے گمشدہ اونٹ پر رو رہی ہے۔ اس پر اس نے

چند شعر کہے ان میں اپنے بیٹوں کا دردناک مرثیہ کہا اور اس طرح دل کا بخار نکال لیا۔

فدیہ دے کر قیدی رہا کرانے کے لیے بات چیت اور وفد قریش کا آمد

قیدیوں میں ابووداعہ بن ضبیرۃ السہمی بھی تھا رسول ﷺ نے فرمایا اس کا بیٹا نہایت ہوشیار اور مالدار تاجر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس کا زرفدیہ لے کر آئے گا۔

جب قریش نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم ابھی اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کرانے میں جلدی مت کرو تا کہ محمدؐ اور ان کے صحابہ تم کو حاجتمند نہ سمجھ لیں۔ مطلب بن وداعہ نے جو رسول ﷺ کے سابقہ قول میں پیش نظر تھا، کہا ہاں ٹھیک ہے بے شک تمھیں اپنے قیدیوں کا فدیہ دینے میں عجلت نہ کرنا چاہیے۔ مگر خود بغیر اطلاع دیئے چپکے سے رات کے وقت مکہ سے کھسک گیا۔ مدینہ آیا اور چار ہزار درہم دے کر اس نے اپنے باپ کو رہا کرالیا اور اسے لے کر چلدیا۔ اسکے بعد قریش نے قیدیوں کی رہائی کے لیے وفد بھیجا۔ لکرز ابن حفص بن الاخیف، سہیل بن عمرو کے فدیہ کے لیے آیا اسے مالک بن الدخشم متعلقہ بنی سالم بن عوف نے گرفتار کیا تھا، سہیل بن عمرو کا نیچے کا ہونٹ نہ تھا۔

عمر بن الخطاب نے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ آپ سہیل بن عمرو کے سامنے کے نیچے کے دو دانت تڑوا دیں تا کہ اس کی زبان نہ چل سکے۔ اور پھر یہ آئندہ کسی جگہ آپ کی مخالفت میں تقریر نہ کر سکے۔ آپ نے فرمایا میں ایسا نہیں کرتا کیونکہ اگر میں اس کے دانت تڑوا دوں اللہ تعالیٰ مجھے بھی سزا دے گا اگر چہ میں نبی ہوں اس سلسلہ روایت میں یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ آپ نے حضرت عمر سے فرمایا ممکن ہے کہ آئندہ یہ ایسی تقریریں کرنے لگے جس پر تم کو کوئی اعتراض نہ ہو۔

جب کرز نے سہیل کے بارے میں مسلمانوں سے گفتگو کر کے ان کو راضی کرلیا انھوں نے کہا اور فدیہ لاؤ اس نے کہا تم اسے تو رہا کردو اور اس کے زرفدیہ بھیجنے تک مجھے اس کی جگہ قید رکھو مسلمانوں نے اس کی یہ درخواست مان لی۔

حضرت عباس سے تین افراد کے فدیے کی وصولی

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب عباس مدینہ پہنچ گئے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا چونکہ تم دولتمند ہو تم اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب، نوفل بن الحارث اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو بن حجدم متعلقہ بنی الحارث بن فہر کا زرفدیہ ادا کرو۔ عباس نے کہا اے رسول ﷺ میں مسلمان تھا مجھے تو میری قوم نے بجبر اس مہم میں شریک کرلیا ہے۔ آپ نے فرمایا تمھارے اسلام سے اللہ زیادہ واقف ہوگا۔ اگر تمھارا بیان سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس کی جزائے خیر دے گا مگر بظاہر تو تم ہم پر چڑھ کر آئے تھے۔ لہذا اپنا فدیہ دیدو۔ اس سے پہلے رسول ﷺ عباسؓ سے بیس اوقیہ سونا لے چکے تھے۔ عباس نے کہا آپ اس سونے کو زرفدیہ سمجھ لیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا اس سے کیا تعلق وہ تو اللہ نے بطور غنیمت دیا ہے۔ عباسؓ نے کہا میرے پاس روپیہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا مکہ سے چلتے وقت تم نے جو مال ام الفضل بنت الحارث کے پاس رکھوایا تھا اور اس وقت کوئی تیسرا آدمی تمھارے پاس نہ تھا اور تم نے اسے وصیت کی تھی کہ اگر اس مہم میں کام آجاؤں تو اس میں سے فضل کو اتنا دینا۔ عبداللہ کو اتنا، قثم کو اتنا اور عبیداللہ کو اتنا وہ مال کیا ہوا؟ عباسؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث کیا ہے۔ اس بات سے سوائے میرے اور میری بیوی کے اور کوئی واقف نہیں تھا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں! عباسؓ نے اپنا، اپنے دونوں بھتیجوں اور حلیف کا فدیہ ادا کردیا۔

عمرو بن ابوسفیان کی رہائی کا واقعہ

عمرو بن ابوسفیان بن حرب جو عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی کے بطن سے تھا وہ بھی بدر کے اور قیدیوں کے ساتھ رسول ﷺ کے یہاں قید تھا۔ ابوسفیان سے لوگوں نے کہا کہ عمرو کو فدیہ دے کر چھڑا لو اس نے کہا کیا وہ میری دولت اور جان دونوں کو لینا چاہتے ہیں، یہ نہیں ہوسکتا۔ انھوں نے حنظلہ کو قتل کر دیا اور اب میں عمر کا فدیہ دوں اسے انکے ہاتھوں میں رہنے دو جو چاہیں وہ اس کے ساتھ کریں۔ یہ ابھی رسول ﷺ کے پاس قید تھا۔ اسی اثناء میں سعد بن النعمان بن آ کال، بنی عمرہ بن عوف کے خاندان بنو معاویہ کے رکن عمرہ کرنے مکہ گئے ان کے ساتھ ان کی بہت دودھ دینے والی اونٹنی بھی تھی۔ یہ ایک بڑے معزز مسلمان شیخ تھے بہت سی بھیڑ بکریاں بھی ساتھ تھیں۔ یہ نقیع میں تھے۔ وہاں سے عمرہ کرنے مکہ چلے ان کو ہرگز اس سلوک کا اندیشہ ہی نہ تھا جو بعد میں قریش نے ان کے ساتھ کیا چونکہ قریش نے معاہدہ کیا تھا کہ وہ کسی حاجی یا عمرہ ادا کرنے والے سے کوئی تعرض نہ کریں گے اس لیے ان کو اس بات کا گمان ہی نہ تھا کہ ان کو مکہ میں روک لیا جائے گا۔ مگر ابوسفیان بن حرب نے ان پر چھاپہ مارا اور اپنے بیٹے عمرو بن ابی سفیان کے عوض میں ان کو مکہ میں قید کر لیا اور پھر یہ شعر کہے:

اھط ابن اکال اجیبوا دعائیہ

تفاقد تم لاتسلموا السید الکھلا

فانّ بنی عمرو لیام اذلّة

لئن لم یفکوا عن اسیرھم الکبلا

ترجمہ: اے ابن اکال کے خاندان والوں اس کی آواز پر لبیک کہو جسے تم گم کر چکے ہو اور اس بوڑھے سردار کو بے یار و مددگار نہ چھوڑو۔
اگر بنی عمرو نے اپنے قیدی کو آزاد نہ کرایا تو بے شک وہ پھر کمینے اور ذلیل ثابت ہونگے۔

اس اطلاع پر بنو عمرو بن عوف رسول ﷺ کی خدمت میں آئے اور سعد بن آ کال کا واقعہ کہا اور درخواست کی کہ آپ عمرو بن ابی سفیان کو ہمیں دیدیں تا کہ اس کے عوض میں ہم اپنے شیخ کو رہا کرائیں رسول ﷺ نے ان کی درخواست مان لی انھوں نے عمرو بن ابی سفیان کو ابوسفیان کے پاس بھیج دیا اس نے سعد کو چھوڑ دیا۔

ابوالعاص بن الربیع

بدر کے قیدیوں میں رسول ﷺ کے داماد آپ کی صاحبزادی زینب کے شوہر ابوالعاص بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس بھی تھے۔ یہ بھی مکہ کے ان معدودے چند لوگوں میں تھے جو بڑے مالدار، دیانتدار اور معتبر تاجر تھے یہ ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے، خدیجہؓ ان کی خالہ تھیں۔ انھوں نے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ان سے زینب کی شادی کر دیں۔ رسول ﷺ ان کی کسی بات کو رد نہیں کرتے تھے اور ابھی تک آپ پر وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے آپ نے اپنی صاحبزادی سے ان کی شادی کر دی۔ خدیجہؓ انھیں اپنے بیٹے کے برابر سمجھتی تھیں۔ جب اللہ عزوجل نے رسول ﷺ کو نبوت عطا فرمائی خدیجہؓ اور آپ کی تمام صاحبزادیاں آپ پر ایمان لے آئیں۔ انھوں نے آپ کی رسالت کے برحق

ہونے کی شہادت دی اور اسلام لے آئیں مگر ابوالعاص مشرک رہے۔ نیز رسول ﷺ نے اپنی ان دو صاحبزادیوں رقیہ یا ام کلثوم میں سے کسی ایک کا نکاح عتبہ بن ابولہب سے کر دیا تھا۔ جب آپ نے اللہ کے حکم سے قریش کو سب سے پہلے اسلام کی دعوت دی اور انھوں نے آپ سے ترک تعلق کیا اور دشمنی اختیار کی انھوں نے دیگر باتوں کے علاوہ آپس میں یہ بھی کہا کہ تم نے تو پہلے ہی محمد کو بے فکر کر دیا ہے ان کی لڑکیوں کو پھر ان کو واپس دیدیا جائے تا کہ وہ ان کی فکر میں مشغول ہو جائیں۔ اس تجویز کے مطابق قریش ابوالعباس بن الربیع کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اپنی بیوی کو طلاق دیدو اور قریش کی جس عورت کو پسند کرو ہم اس سے تمھاری شادی کئے دیتے ہیں۔ انھوں نے کہا میں ہرگز اس کے تیار نہیں ہوں کہ اپنی اس بیوی کو چھوڑ کر قریش کی کسی اور عورت کو اس کے بجائے اپنے گھر لاؤں۔ جہاں تک معلوم ہوا ہے رسول ﷺ ان کی دامادی کی تعریف کیا کرتے تھے۔

ابوالعاص کا قیدی ہونا

یہاں سے مایوس ہو کر قریش اس بدکردار اور بدکار کے بیٹے عتبہ بن ابولہب کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تم محمد کی بیٹی کو طلاق دے دو اور قریش کی جس عورت کو پسند کرو ہم اس سے تمھاری شادی کیے دیتے ہیں۔ اس نے کہا اگر ابان بن سعید بن العاص یا سعد بن العاص کی بیٹی سے میری شادی کر دو تو میں اپنی موجودہ بیوی کو طلاق دینے کے لیے تیار ہوں۔ قریش نے سعید بن العاص کی بیٹی سے اس کی شادی کر دی اس نے رسول ﷺ کی صاحبزادی کو طلاق دیدی۔ صرف نکاح ہوا تھا اور دشمن خدا کو ان کے پاس رہنے کا اب تک موقع نہیں ملا تھا۔ اللہ نے ان کی عزت وآبرو کے ساتھ اس کے تعلق سے بچا لیا اس کے بعد رسول ﷺ نے عثمان بن عفان سے ان کی شادی کر دی۔ مکہ میں چونکہ آپ کو پوری آزادی اور اقتدار حاصل نہ تھا اس لیے آپ نہ کسی چیز کو حلال قرار دیتے تھے اور نہ حرام، چونکہ زینب کے اسلام لانے کی وجہ سے اگر چہ اسلام نے ان کے اور ان کے شوہر کے درمیان تفریق کر دی تھی۔ مگر عملاً رسول ﷺ ان میں تفریق نہ کرا سکے اس لیے باوجود اسلام لے آنے کے وہ اب بھی اپنے مشرک شوہر کے پاس رہیں۔ ہجرت کے بعد جب قریش بدر آئے ان میں ابوالعاص بن الربیع بھی تھے یہ قید ہوئے اور اب مدینہ میں رسول ﷺ کے پاس تھے۔

حضرت زینبؓ کا شوہر کی رہائی کے لیے فدیہ بھیجنا

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے کاروائی شروع کی۔ رسول ﷺ کی صاحبزادی زینبؓ نے بھی اپنے شوہر کے فدیہ کے لیے کچھ مال بھیجا اس میں وہ ہار بھی تھا جو خدیجہ نے ابوالعاص سے ان کی شادی کرتے وقت جہیز میں ان کو دیا تھا اس ہار کو دیکھ کر رسول ﷺ بہت سخت متاثر ہوئے اور آپ نے صحابہ سے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو زینب کی خاطر اس کے اسیر شوہر کو رہا کر دو اور اسکے ہار کو اسے واپس دیدو سب نے عرض کیا رسول ﷺ ہم بخوشی اس کے لیے تیار ہیں چنانچہ ابوالعاص کو چھوڑ دیا گیا۔ اور زینبؓ کا ہار ان کو واپس دیدیا گیا۔ مگر اس موقع پر رسول ﷺ نے ابوالعاص سے یہ شرط کر لی یا خود انھوں نے رسول ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ زینبؓ کو آپ کے پاس بھیجدیں گے۔ یا خود ان کی رہائی کی یہ شرط تھی کہ وہ ایسا کریں گے مگر بظاہر اس بات کو نہ انھوں نے کہا اور نہ خود رسول ﷺ نے اس وقت اس کا اظہار کیا مگر ہوا یہی کہ رہا ہو کر جونہی ابوالعاص مکہ روانہ ہوئے آپ نے زید بن حارثہ اور ایک دوسرے انصاری کو حکم دیا کہ تم دونوں بطن یاجج جا کر ٹھہرو جب زینب تمھارے پاس سے گذرے تم اس کے ساتھ ہو جانا اور اسی طرح اسے میرے پاس پہنچانا، چنانچہ ارشاد نبوی کے مطابق یہ دونوں اپنے مقام کو چلے گئے یہ واقعہ بدر کے بعد

ایک ماہ یا قریب ایک ماہ کا واقعہ ہے۔ ابوالعاص نے مکہ آ کر زینب سے کہا کہ تم اپنے باپ کے پاس چلی جاؤ وہ سفر کی تیاری کرنے لگیں۔

حضرت زینب کی ہجرت کا واقعہ

زینب سے مروی ہے کہ مکہ میں اپنے والد مکرم کے پاس جانے کی تیاری میں مصروف تھی۔ ہند بنت عتبہ میرے پاس آئی اور اس نے کہا اے محمد کی بیٹی مجھے خبر ملی ہے کہ تم اپنے باپ کے پاس جا رہی ہو؟ میں نے کہا نہیں میرا ارادہ تو نہیں ہے۔ اس نے کہا اے میری چچا زاد بہن تم اس بات کو مجھ سے نہ چھپاؤ اگر تم کو اس سفر میں کسی سامان یا اتنے روپیہ کی جس میں تم اپنے باپ کے پاس پہنچ جاؤ ضرورت ہو تو بلا پس و پیش مجھ سے کہہ دو میں تمھاری حاجت براری کروں گی مجھ سے تکلف اور شرم نہ کرو عورتوں کے آپس کے تعلقات دوسرے ہیں مردوں کے اور ہیں۔ مجھے اس کے قول پر یقین تھا کہ اگر میں کوئی خواہش ظاہر کروں تو یہ ضرور پورا کرے گی مگر پھر بھی مجھے اس سے ڈر لگا اور میں نے کہہ دیا کہ میرا ایسا ارادہ نہیں ہے اور اپنے سفر کی تیاری کرنے لگی۔

غرضیکہ جب رسول ﷺ کی صاحبزادی سفر کی تیاری مکمل کر چکیں ان کے دیور کنانہ بن ربیع نے اونٹ آگے کیا۔ وہ اس پر سوار ہو گئیں۔ کنانہ نے اپنی کمان اور ترکش لیا اور دن کے وقت ان کے اونٹ کی مہار آگے سے پکڑے ہوئے جبکہ وہ اپنے ہودج میں بیٹھی تھیں، مدینہ کو چلے تمام قریش میں اس کی خبر پھیل گئی وہ فوراً ان کے تعاقب میں چلے اور ذی طویٰ میں ان کو آلیا سب سے پہلے ہبار بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ اور نافع بن عبدالقیس الفہری ان کے پاس پہنچے وہ اپنے ہودج میں تھیں ھبار نے اپنے نیزے سے ان کو مارنے کی دھمکی دی (راویوں کے بیان کے مطابق وہ اس وقت حاملہ تھیں جب مکہ واپس لائی گئیں ان کا حمل ساقط ہو گیا)۔ ان کے دیور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے انھوں نے تیر نکالے اور کہا کہ میرے قریب نہ آنا ورنہ بخدا میں اس کے جسم میں تیر پرو دونگا۔ اس کی اس دھمکی سے کوئی اس کے پاس نہ آیا سب الگ رہے۔

پھر ابوسفیان قریش کے معززین کے ہمراہ ان کے پاس آیا اور ان سے کہا ذرا اپنے تیر الگ رکھو اور بات تو کرنے دو۔ انھوں نے کہا اچھا آؤ ابوسفیان اس کے بالکل قریب جا پہنچا اور اس نے کہا کہ یہ تو تم نے کوئی دانائی کی بات نہیں کی کہ تم اس عورت کو تمام لوگوں کے سروں سے علانیہ لیے جا رہے ہو تم تو ہماری مصیبت اور نکبت سے واقف ہو اور جانتے ہو کہ محمد کی وجہ سے ہماری یہ حالت بنی ہے۔ جب تم اس طرح ہمارے سروں پر اس کی بیٹی کو روز روشن میں علانیہ لے جاؤ گے تو تمام لوگ یہی کہیں گے کہ اس مصیبت اور نکبت کی وجہ سے جو ہمیں بدر میں ہوئی ہے۔ اب ہم اس ذلت و خواری کو پہنچ گئے کہ اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ تم کو روک دیں اور ہم اب اس قدر کمزور اور پست حوصلہ ہو گئے ہیں کہ یہ نوبت آ گئی ہے۔ بخدا ہم اسے اس کے باپ کے پاس جانے سے نہیں روکتے اور نہ اس وقت کی روک کسی حملہ پر محمول کی جائے ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ تم اس وقت تو ان کو لوٹا لے چلو۔ پھر جب لوگ اس بات کو بھول جائیں اور یہ کہنے کا ان کو موقع مل جائے کہ ہم اس کو واپس لے آئے اس وقت تم چپکے سے نکل جانا اور اسے اس کے باپ کے پاس پہنچا دینا۔ کنانہ نے یہ بات مان لی اور جب اس کا چرچا مٹ گیا وہ رات کے وقت ان کو لے کر چل دیے اور ان کو لا کر زید بن حارثہؓ اور ان کے رفیق کے سپرد کر دیا۔ یہ دونوں زینب کو رسول ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔

حضرت زینبؓ اور ابوالعاص کے دوبارہ ملاپ کے واقعات

اب ابوالعاص مکہ میں رہنے لگے اور زینبؓ مدینہ میں رسولؐ کے پاس رہنے لگیں کیونکہ اسلام نے دونوں کے درمیان تفریق کردی تھی۔ فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے ابوالعاص تجارت کے لیے شام گئے چونکہ ان کی دیانت مسلم تھی اس لیے اس سفر میں علاوہ خود ان کے مال کے قریش کے اور لوگوں نے بھی تجارت کے لیے اپنا مال ان کے ساتھ کیا تھا، تجارت سے فارغ ہوکر جب وہ حجاز واپس آنے لگے رسول ﷺ کے ایک مہماتی دستے نے انھیں آلیا اور ان کے تمام مال کرلوٹ لیا۔ البتہ خود وہ بھاگ گئے اور ان کے ہاتھ نہ آسکے۔ جب وہ مہم مال غنیمت لے کر مدینہ آ گئی ابوالعاص رات کے وقت مدینہ آئے اور زینب بنت رسول ﷺ کے پاس آئے انھوں نے زینب سے پناہ مانگی انھوں نے پناہ دیدی اور وعدہ کیا کہ وہ ان کے مال کو واپس دلا دیں گی۔

صبح کو رسول ﷺ نماز کے لیے برآمد ہوئے۔ آپ نے تکبیر کہی آپ کے ساتھ صحابہ بھی تکبیر کہی تو زینبؓ نے عورتوں کی صف سے چلا کر کہا اے صاحبو! میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے۔ نماز کا سلام پھیر کر رسول ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کر کے کہا صاحبو تم نے سنا جو میں نے سنا؟ انھوں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اس وقت سے پہلے مجھے اس واقعہ کا قطعی علم نہ تھا کہ ان کے ایک ادنی فرد نے تمام مسلمانوں کی طرف سے پناہ دے دی ہے۔ آپ نماز سے واپس ہوکر اپنی صاحبزادی کے پاس آئے اور فرمایا اے میری بچی تم اس کی اچھی طرح مہمانداری کرو مگر اپنے پاس نہ آنے دینا کیونکہ اب تم اس کے لیے حلال نہیں ہو۔ اس کے بعد آپ نے اس مہم کے شرکاء کو جس نے ابوالعاص کا مال اپنے قبضہ میں کیا تھا بلا بھیجا۔ اور فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ شخص ہم میں سے ہے تم نے اس کا مال لوٹ لیا ہے اگر احسان کرنا چاہو تو اس کا مال اسے واپس دیدو اور یہ بات ہمیں بھی پسند ہے اور اگر نہیں دینا چاہتے تو کوئی جبر نہیں وہ اللہ نے تم کو دیا ہے تم ہی اس کے اصلی حقدار ہو۔ ان سب نے کہا اے رسول اللہ ہم بخوشی واپس کرتے ہیں۔ انھوں نے اس کا تمام مال اسے واپس دیدیا معمولی سے معمولی چیز جیسے رسی مشکیزہ، برتن یہاں تک کہ پالان کی لکڑی بھی لا دی۔

اس طرح ان کا تمام مال انھیں مل گیا وہ اسے مکہ لے آئے اور قریش میں سے جس نے انھیں اپنا مال تجارت کے لیے دیا تھا وہ انھوں نے ایک ایک دانہ اسے لا کر پہنچا دیا اس کے بعد انھوں نے پوچھا اے جماعت قریش! تم میں سے اب کوئی ایسا شخص رہ گیا ہے جس کا مال میرے پاس ہو اور وہ اسے اب تک وصول نہ ہوا ہو؟ انھوں نے کہا نہیں کوئی ایسا نہیں ہے۔ سب کو ان کا مال پہنچ گیا ہے۔ اللہ تم کو اسکی جزائے خیر دے۔ ہم نے تم کو نہایت معتبر اور شریف پایا۔ ابوالعاص نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ۔ میں جب رسول ﷺ کے پاس تھا اسی وقت ایمان لے آتا مگر میں ڈرا کہ تم لوگ یہ بدگمانی کرو گے کہ اس طرح میں نے تمھارے مال کھانے کی ترکیب کی ہے۔ جب اللہ نے اسے تم تک پہنچا دیا اور میں بار امانت سے فارغ ہوا تو اسلام لے آیا۔ اب یہ مکہ سے چل کر رسول ﷺ کی خدمت میں آ گئے۔

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ ان کے آنے کے بعد رسول ﷺ نے زینب کو پہلے نکاح کے تحت ابوالعاص کے حوالے کردیا اس کے بعد چھ سال تک ان کا کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا۔

عمیر بن وہب کا حضور ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ واقعہ بدر کی شکست اور ذلت کے تھوڑے ہی دن بعد ایک دن عمیر بن وہب الجمحی، صفوان بن امیہ کے ساتھ حجرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ عمیر بن وہب قریش کے شیاطین میں سے تھا جب رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ مکہ میں تھے یہ آپ کو اور ان کو بہت ستاتا اور ایذا پہنچاتا تھا اس کا بیٹا وہب بن عمیر بھی بدر میں اسیر ہوا اس نے کنویں والوں اور ان کے اس بری طرح مانے جانے کا ذکر کیا۔ صفوان نے کہا کہ ان کے بعد اب زندگی کا کچھ لطف نہیں عمیر نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو بالکل سچ کہتے ہو بخدا اگر میرے اوپر اس قدر قرضہ کا بار نہ ہوتا کہ جس کی ادائیگی کی کوئی صورت میرے پاس نہیں ہے اور اپنے ان بال بچوں کو فکر مجھے دامن گیر نہ ہوتی کہ میرے بعد ان کا کیا حشر ہوگا تو میں ابھی محمد کے پاس جاتا اور اسے قتل کر کے آتا اور اس تک رسائی کا میرے پاس یہ بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا اس کے پاس قید ہے۔ صفوان بن امیہ نے اس کے اس جوش کو غنیمت سمجھا اور کہا کہ تمھارا قرضہ میرے ذمہ میں اسے ادا کر دونگا۔ تمھارے عیال کو میں اپنے عیال کے ساتھ اسی طرح ان کی پرورش کرونگا جس طرح اپنوں کو کرتا ہوں اس سے بھی تم اطمینان رکھو جو چیز مجھے میسر آئے گی وہ ان کو میسر ہوگی۔ عمیر نے کہا اچھا تو اس بات کو ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا کہ میرے تمھارے درمیان سازش ہوئی ہے صفوان نے کہا بہتر ہے۔

عمیر کی سازش کا بے نقاب ہونا اور ان کا قبول اسلام

عمیر نے اپنی تلوار تیز کرائی، اسے زہر میں بجھایا گیا اور پھر مکہ سے مدینہ آیا اس وقت عمر بن الخطاب چند مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ سب بدر کے واقعات بیان کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ نے اس فتح سے مسلمانوں کی کیسی عزت افزائی اور ان کے دشمن کی ذلت و خواری کی۔ اسی وقت ان کی نظر عمیر بن الوہب پر پڑی جس نے اپنے اونٹ کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا تھا اور وہ تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے تھا۔ عمر نے کہا دیکھو یہ کتا اللہ کا دشمن عمیر بن الوہب ہے۔ یہ ضرور کسی برائی اور شرارت کی نیت سے یہاں آیا ہے۔ اسی نے بدر کے دن ہمارے درمیان جنگ کرائی اور اپنی قوم کے لیے ہماری تعداد معلوم کرنا چاہی۔ عمرؓ رسول ﷺ کے پاس گئے اور کہا اے اللہ کے نبی ﷺ یہ دشمن خدا عمیر بن الوہب تلوار لیے ہوئے آیا ہے۔ آپ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ عمر باہر آئے اور انھوں نے عمیر کی تلوار کے پرتلہ کو لے کر اسے اس کی گردن میں لپیٹ دیا اور اپنے ساتھی ہمراہیوں سے کہا کہ تم رسول ﷺ کے پاس جا کر وہیں بیٹھ جاؤ مطمئن نہیں ہوں۔ اسکے بعد عمرؓ اسے رسول ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ رسول ﷺ کی نظر جب اس پر پڑی عمرؓ اس کے پرتلہ کو تھامے ہوئے تھے آپ نے فرمایا عمرؓ اسے چھوڑ دو اور عمیر قریب آؤ۔ یہ آپ کے قریب پہنچا اور اس نے اہل جاہلیت کا سلام صبح بخیر آپ کو کیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا عمیر تمھارے سلام سے بہتر اللہ نے ہمیں ایک سلام بتایا ہے اور وہ جنت والوں کا سلام ہے۔ آپ نے پوچھا کیوں آئے؟ اس نے کہا اس قیدی کی خاطر جو آپ کے ہاتھ میں اسیر ہے۔ آپ اس کو رہا کر کے مجھ پر احسان کریں۔ کو بتایا گیا ہے آپ نے پوچھا کیوں آئے اس نے کہا آپ نے پوچھا اس تلوار کا کیا مقصد ہے؟ اس نے کہا اللہ ان کا برا کرے ان سے ہمیں کیا مل گیا۔ آپ نے فرمایا سچ کہو کہ تمھارے آنے کا اصلی مقصد کیا ہے؟ اس نے کہا میں صرف اسی غرض سے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ تم اور صفوان بن امیہ حجرے میں بیٹھے ہوئے قریش کے ان لوگوں کو جو بدر میں مارے گئے اور کنویں میں ڈال دیئے گئے ذکر کر رہے تھے۔ اور پھر تم نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور مجھے اپنے عیال کی فکر نہ ہوتی تو میں جاتا اور محمد کو

قتل کر کے آتا اس پر صفوان نے تمھارے قرضہ کی ادائیگی اور تمھارے اہل وعیال کی پرورش اس شرط پر اپنے ذمہ لی کہ تم اس کی خاطر مجھے قتل کردو۔ حالانکہ تم اس بات سے شاید ناواقف ہو کہ اللہ میرے اور تمھارے درمیان حائل ہے تم کسی طرح اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہوسکتے!

عمیر نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ آپ ہم سے جو خبریں آسمان کی بیان کرتے اور آپ پر نازل شدہ وحی کو ہم سے بیان کرتے۔ ہم اس کی تکذیب کرتے تھے مگر یہ بات ایسی ہے کہ جو میرے اور صفوان کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہ تھی۔ بخدا اب میں جانتا ہوں کہ یہ بات اللہ نے آپ کو بتائی ہے۔ لہذا سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اسلام کی ہدایت کی اور جو مجھے اس نوبت پر لے آیا اس کے بعد اس نے باقاعدہ کلمہ شہادت پڑھا۔ رسول ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اپنے اس بھائی کو دین کی تعلیم دو اسے قرآن پڑھاؤ اور سمجھاؤ اور اس کے قیدی کو اس کی خاطر رہا کردو۔

صحابہؓ نے اس ارشاد کی بجا آوری کی۔ عمیر نے کہا یا رسول ﷺ میں اللہ کے نور کو بجھانے میں اپنی پوری کوشش صرف کرتا رہا ہوں میں نے مسلمانوں کو بہت تکلیفیں پہنچائی ہیں اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جاؤں اور وہاں لوگوں کو اللہ اور اسلام کی دعوت دوں۔ شاید اللہ ان کو راہ راست پر لے آئے۔ اور اگر وہ اسے نہ مانیں تو میں چاہتا ہوں کہ اب ان کو اسی طرح ستاؤں جس طرح میں پہلے مسلمانوں کو ستایا کرتا تھا۔ آپ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی وہ مکہ آ گئے۔

عمیر بن وہب کے مدینہ روانہ ہو جانے کے بعد صفوان قریش سے کہا کرتا تھا تم کو بشارت ہو کہ عنقریب چند روز میں ایسی خوشخبری ملنے والی ہے کہ تم بدر کے واقعہ کو بھول جاؤ گے جو شتر سوار مدینہ سے آتا یہ اس سے عمیر کے بارے میں دریافت کرتا یہاں تک کہ ایک شخص نے اس سے بیان کیا کہ وہ تو مسلمان ہو گئے یہ سن کر صفوان نے کہا کہ اب میں کبھی اس سے بات نہیں کرونگا اور نہ کسی قسم کا نفع پہنچاؤں گا۔

عمیر مکہ آ کر قیام پذیر ہوئے اور اب اسلام کی دعوت دینے لگے اور جو ان کی مخالفت کرتا اسے بہت سخت سزا دیتے ان کے ہاتھ پر بہت سے لوگ اسلام لے آئے۔

سورۃ انفال کا نزول

بدر کے واقعہ کے ختم ہو جانے پر اللہ عزوجل نے اس کے بیان میں قرآن کی پوری سورۃ انفال نازل فرمائی۔

وصول فدیہ کے بارے میں صحابہ کی آراء

رائے عمر سے قرآن کی موافقت

حضرت عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ بدر کے دن فریقین کا مقابلہ ہوا۔ اللہ نے مشرکین کو شکست دی ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر اسیر کر لیے گئے۔ پھر اس روز رسول ﷺ نے ابوبکر، علی اور مجھ سے مشورہ کیا۔ ابوبکرؓ نے کہا اے اللہ کے نبیؐ یہ آپ کے ہم جد، خاندان والے اور عزیز ہیں۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں تاکہ زر فدیہ سے ہماری قوت بڑھے اور پھر شاید اللہ ایسا بھی کرے کہ ان کو اسلام لے آنے کی توفیق دیدے اور پھر اس

طرح یہ ہمارے قوت بازو بن جائیں۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے کہا ابن الخطاب تمھاری رائے کیا ہے؟ میں نے کہا جناب والا بخدا میری ہرگز وہ رائے نہیں ہے جو ابوبکرؓ کی ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ فلاں شخص کو میرے سپرد کریں تا کہ اس کو میں قتل کر دوں۔ عقیل کو علیؓ کے حوالے کیجیے وہ اس کا کام تمام کریں تا کہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے قلوب میں کفار کی کوئی محبت نہیں ہے۔ اور یہی ان کے بڑے سردار، سرخیل اور پیشوا ہیں۔ مگر رسول ﷺ نے ابوبکرؓ کا مشورہ مانا اور میری بات نہ مانی اور فدیہ قبول فرما لیا۔ دوسرے دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ رسول ﷺ اور ابوبکرؓ بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے تو بتایئے کہ آپ دونوں کیوں رو رہے ہیں؟ اگر کوئی رونے کی بات ہے میں بھی رونے لگوں گا اور اگر کوئی ایسی بات نہ ہوگی تو بھی آپ دونوں وصاحبون کے گریہ کی خاطر خود بھی روؤں گا۔ آپ نے فرمایا فدیہ قبول کرنے کی وجہ سے مجھے بتایا گیا ہے کہ تم سب پر بہت ہی قریب عذاب نازل ہوگا اور وہ اس قدر قریب ہے جیسے کہ یہ درخت، آپ نے اشارے سے ایک درخت کو بتایا جو بالکل قریب تھا۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں:

"ماكان لنبي أن يكون له اسرى حتى يثخن في الارض ....فيما اخذ تم عذاب عظيم"

اس کے بعد اللہ نے مال غنیمت کو مسلمانوں کے لیے حلال کیا ہے۔ چنانچہ دوسرے ہی سال احد میں ان کو اپنے کیے کی سزا مل گئی۔ ستر صحابہ شہید اور ستر اسیر ہوئے۔ دشمن نے آپ کی جھونپڑی کو توڑ پھوڑ ڈالا اور آپ کے سر کے خود کو ریزہ ریزہ کر دیا کہ آپ کے چہرے پر خون بہنے لگا۔ نبیؐ کے صحابہؓ میدان سے فرار ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

"أولما اصابتكم مصيبة قداصبتم مثليها قلتم انى هذا

...........ان الله على كل شيء قدير"

نیز یہ دوسری آیت:

"اذتصعدون ولا تلوون على احدٍ والرسول يدعوكم في

اخراكم .... من بعد الغم أمنة"

تک نازل فرمائی۔

شیخینؓ کی اسیرانِ بدر کے متعلق رائے

عبداللہ سے مروی ہے کہ بدر کے دن جب قیدی آپ کی خدمت میں پیش کیے گئے آپ نے صحابہ سے پوچھا کہ ان کے ساتھ کیا کیا جائے؟ ابوبکرؓ نے کہا یہ آپ ﷺ کے ہم قوم اور اہل خاندان ہیں۔ آپ ان کی جان بخشی فرمائیں اور مہلت دیں۔ شاید اللہ ان پر مہربان ہو جائے اور یہ اسلام لے آئیں۔ عمرؓ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ انھوں نے آپ کو جھٹلایا ہے اور آپ کو اپنے گھر سے نکالا ہے۔ آپ ان سب کو قتل کر دیں۔ عبدا للہ بن رواحہ نے کہا آپ ان کے لیے ایک ایسی وادی تلاش کریں جہاں ایندھن وافر ہو۔ پھر ان سب کو اس میں ڈالکر آگ لگا دیں۔ اس پر عباسؓ نے کہا تم نے بالکل خاتمہ ہی کر دیا۔ رسول ﷺ خاموش رہے آپ نے کسی کو جواب نہیں دیا اندر چلے گئے لوگ کہنے لگے کہ آپ ابوبکرؓ کی رائے پر عمل کریں گے دوسروں نے کہا عمرؓ پر عمل کریں

گے۔ بعض نے کہا عبداللہ بن رواحہ کے مشورہ کو قبول کریں گے۔

شیخینؓ کی مثال۔ آپ ﷺ کی زبانی

اب آپ ﷺ پھر برآمد ہو کر صحابہ کے پاس آئے اور فرمایا اس معاملہ میں اللہ عزوجل نے بعض لوگوں کے دل اس قدر نرم کر دیئے ہیں جیسے دودھ اور بعض کے دل اس قدر سخت کر دیئے ہیں جیسے پتھر۔ ابوبکرؓ تمھاری مثال ابراہیم علیہ السلام کی ہے جنھوں نے کہا "**من تبعني فانه مني ومن عصاني فانک غفور رحيم** :ترجمہ جس نے میرا ساتھ دیا وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری بات نہ مانی تو تو معاف کر دینے والا مہربان ہے) اور تمھاری مثال عیسیٰ کی ہے جنھوں نے کہا **ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفرلهم فانک انت العزيز الحکيم** (ترجمہ: اگر تو ان کو سزا دے تو وہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو بے شک تو غالب اور دانا ہے) اور اے عمرؓ تمھاری مثال نوح کی ہے جنھوں نے کہا: **ربّ لاتذر على الأرض من الکافرين ديارا** (ترجمہ: اے میرے رب تو روئے زمین پر کسی کافر کی بستی کو باقی نہ رکھ) اور تمھاری مثال موسیٰ کی ہے جنھوں نے کہا **ربنا اطمس على اموالهم واشدد على قلوبهم فلايؤمنوا حتى يروا العذاب العليم** (ترجمہ: اے میرے پروردگار تو ان کی املاک کو بالکل برباد کر دے۔ ان کے قلوب کو خوف سے جکڑ دے یہ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھیں گے ایمان نہیں لائیں گے)

اسیرانِ بدر کے متعلق حضور ﷺ کا فیصلہ

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا آج کل تم غریب ہو اس لیے بغیر فدیہ کسی کو رہا نہ کیا جائے اور جو فدیہ نہ دے سکے اسے قتل کر دیا جائے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا سوائے سہیل بن بیضاء کے کیونکہ میں نے خود اسے اسلام کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے۔ رسول ﷺ خاموش ہو گئے۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں آپ کے سکوت سے میں اس قدر خوفزدہ ہوا کہ میں سمجھتا تھا کہ آسمان سے مجھ پر پتھر گرنے والے ہیں۔ البتہ جب رسول ﷺ نے فرمادیا ہاں سوائے سہیل بن بیضاء کے، پھر مجھے اطمینان ہوا۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات" **ماکان لنبي ان يکون له اسرى حتى يثخن في الارض**" تینوں آیات کے آخر تک نازل فرمائیں (ترجمہ: کسی نبی کے لیے یہ جائز نہیں کہ جب تک وہ زمین میں خون نہ بہادے قیدیوں پر قبضہ کرے)

محمد بن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی رسول ﷺ فرمانے لگے کہ اگر ہم پر آسمانی عذاب نازل ہوتو ہم میں سے سوائے سعد بن معاذ کے اور کوئی اس سے محفوظ نہ رہے کیونکہ سعد نے مجھ سے کہا تھا کہ میں لوگوں کو زندہ گرفتار کرنے سے ان کو دل کھول قتل کرنے کو پسند کرتا ہوں۔

دونوں فوجوں اور مقتولین کی تعداد
نیز وہ کمسن صحابہ جنھیں واپس کر دیا گیا

واقدی کے بیان کے مطابق اس روز رسول ﷺ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو کم سن سمجھ کر جنگ سے واپس کر دیا تھا۔ ان میں عبداللہ بن عمرؓ، رافع بن خدیج، براء بن عازب، زید بن ثابت، اسید بن ظہیر اور عمیر بن ابی وقاص

تھے، مگر واپس کرنے کے بعد پھر آپ نے عمیر کو جنگ میں شرکت کی اجازت دیدی اور وہ اس روز شہید ہو گئے۔

بدر جانے سے پہلے رسول ﷺ نے طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نوفل کو شام کے راستے پر بھیج دیا تھا کہ وہ تجارتی قافلہ کی خبریں حاصل کریں۔ یہ پھر مدینہ پلٹے اور جنگ بدر کے دن مدینہ پہنچے۔ جب رسول ﷺ بدر سے مدینہ واپس آنے لگے ان دونوں نے تریان میں آپ کا استقبال کیا۔

واقدی کے بیان کے مطابق رسول ﷺ تین سو پانچ صحابہؓ کے ہمراہ مدینہ سے نکلے تھے۔ ان میں چوہتر مہاجرین اور باقی تمام انصاری تھے۔ ان کے علاوہ آپ نے دیگر اور آٹھ آدمیوں کے حصے اور اجر اس لڑائی میں رکھے ان میں تین مہاجر تھے۔ ان میں ایک عثمان بن عفان تھے جو آپ کی صاحبزادی کی علالت کی وجہ سے جس سے ان کا انتقال ہو گیا مدینہ رہ گئے تھے۔ دوسرے دو طلحہ بن عبیداللہ اور سعید بن زید تھے جن کو رسول ﷺ نے قریش کے تجارتی قافلہ کی خبریں معلوم کرنے کے لیے شام کے راستے پر بھیجا تھا اور پانچ انصاری تھے۔ ابولبابہ بشیر بن عبدالمنذر جن کو آپ مدینہ پر اپنا نائب مقرر کر آئے تھے۔ عاصم بن عدی بن عجلان جن کو آپ نے اہل العالیہ پر اپنا نائب بنایا تھا۔ حارث بن حاطب جن کو آپ نے روحاء سے بنی عمرو بن عوف کی طرف ان کے متعلق کسی بات کی اطلاع ہونے پر بھیج دیا تھا۔ حارث بن الصمہ جو روحاء میں علالت کی وجہ سے ناکارہ ہو گئے یہ بنی مالک بن النجار سے تھے۔ اور خوات بن جبیر یہ بھی ناکارہ ہو گئے تھے اور یہ بنی عمرو بن عوف سے تھے۔ اس مہم میں آپ کے ساتھ ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا مقداد بن عمرو اور دوسرا مرثد بن ابی مرثد کا تھا۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر میں رسول ﷺ مشرکین کے پیچھے تلوار نکالے ہوئے یہ آیت پڑھتے ہوئے دیکھے گئے "**سیھزم الجمع ویولون الدبر**" (ترجمہ: بہت جلد یہ جماعت شکست کھائیگی۔ اور وہ پیٹھ موڑ دیں گے) اسی جنگ میں آپ کو منبہ بن الحجاج کی تلوار ذوالفقار غنیمت میں ملی۔ نیز ابوجہل کا مہری اونٹ جس سے وہ نسل کشی اور جنگ کا کام لیتا تھا غنیمت میں ملا۔

یہود کی ہرزہ سرائی

ابوجعفر کہتے ہیں کہ بدر سے واپس آ کر آپ مدینہ میں قیام پذیر ہوئے۔ جب ہجرت کر کے آپ مدینہ آئے تھے آپ نے یہودیوں سے اس شرط پر کہ وہ آپ کے خلاف کسی کی اعانت نہیں کریں گے اور اگر کوئی دشمن آپ پر چڑھائی کرے گا تو وہ آپ کی نصرت کریں گے۔ معاہدہ صلح کیا تھا مگر جب آپ نے بدر میں قریش کے اس قدر مشرکین کو قتل کر دیا یہودیوں نے اپنے حسد اور رنج کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ محمد کو اچھے لڑنے والوں سے سابقہ نہیں پڑا، اگر ہم سے مقابلہ ہوتا تو ان کو معلوم ہوتا نیز انھوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی۔

یہودیت کی فتنہ پروریاں

غزوہ بنی قینقاع

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے بنی قینقاع کو ان کے بازار میں جمع کر کے کہا اے یہود! اللہ عزوجل سے ڈرو کہ کہیں وہ تم کو بھی ایسی سزا نہ دے جیسی کہ اس نے قریش کو دی ہے۔ تم اسلام لاؤ۔ تم جانتے ہو کہ میں نبی مرسل ہوں جس کا ذکر خود تمھاری کتابوں میں اور اس میثاق میں ہے جو اللہ نے تم سے لیا تھا۔ یہود نے کہا اے محمدؐ تم ہم کو بھی اپنی قوم جیسا سمجھتے ہو؟ تم ایسے لوگوں کے مقابلہ میں تھے جو لڑائی سے بالکل واقف نہ تھے اور تم نے موقع پا کر ان کو زیر کر لیا اپنی کامیابی سے دھوکہ میں نہ پڑو۔ بخدا اگر تم ہم سے لڑے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم مرد اہل نبرد ہیں۔

پہلے یہود جنہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بدعہدی کی

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مذکورہ ہے کہ بنی قینقاع پہلے یہود ہیں جنھوں نے اس معاہدے کی جو ان کے اور رسول ﷺ کے درمیان طے پایا تھا، خلاف ورزی کی اور ان کی آپ سے بدر اور احد کے درمیان جنگ ہوئی۔

زہری کہتے ہیں کہ یہ غزوہ شوال ۲ ہجری میں ہوا۔ جب حضرت جبرئیل نے یہ آیت نازل ہوئی:

"واما تخافن من قوم خيانةً فانبذ اليهم على سواء"

(ترجمہ: اگر تم کو کسی قوم کی خیانت کا اندیشہ ہو تو تم بھی ان کے ساتھ وہی کرو) رسول ﷺ پر نازل فرمائی آپ نے فرمایا کہ مجھے بنی قینقاع سے اس بات کا اندیشہ ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ اس آیت کی وجہ سے رسول ﷺ ان کی طرف چلے۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ آپ نے پندرہ شب ان کا محاصرہ رکھا اس اثناء میں ان کا کوئی آدمی مقابلہ پر برآمد نہیں ہوا۔ پھر انھوں نے رسول ﷺ کے حکم پر ہتھیار رکھ دیے اور اپنے کو ان کے حوالے کر دیا۔ ان سب کی مشکیں باندھ لی گئیں آپ ان سب کو قتل کر دینا چاہتے تھے مگر عبداللہ بن ابی نے آپ سے ان کی سفارش کی۔

بنو قینقاع کی جان بخشی اور ان کا مدینہ سے اخراج

عاصم بن عمر بن قتادہ کے پہلے سلسلہ بیان کے مطابق رسول ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ انھوں نے اپنے آپ کو فیصلہ پر حوالے کر دیا۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جب وہ آپ کے قبضہ میں آ گئے، آپ سے کہا کہ اے محمدؐ! آپ ان حلیفوں پر احسان کریں یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے۔ جب دیر تک رسول ﷺ نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا تو اس نے کہا اے محمدؐ آپ میرے حلیفوں پر احسان کریں اس پر آپ نے منہ پھیر لیا۔ اس نے آپ کا گریبان پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور اس کی اس حرکت پر آپ کو اس قدر غصہ آیا کہ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور دوبارہ

آپ نے فرمایا کہ میرا گریبان چھوڑ دے مگر اس نے کہا کہ بخدا میں ہرگز اسے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ آپ میرے حلیفوں پر احسان نہ کردیں گے اور ان کی جان بخشی نہ فرمادیں گے۔ ان میں چار سو غیر مسلح اور تین سو زرہ پوش ہیں۔ انھوں نے ہمیشہ مجھے حبشیوں اور ایرانیوں سے بچایا ہے آپ ان کو ایک وقت میں کاٹے ڈالتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ خود آپ پر مصائب نہ آئیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا اچھا میں نے ان کو تمھاری خاطر چھوڑا۔

اسی بیان کے سلسلہ میں یہ بات بھی مروی ہوئی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اچھا ان کو چھوڑ دو، ان پر اور اس پر جو ان کے ساتھ ہے اللہ کی لعنت ہو۔ پھر آپ نے ان کو جلاوطن کردیا اور ان کی املاک کو بطور غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کردیا۔ یہ زمیندار نہ تھے صرف کاشتکار تھے، آپ کو ان کے پاس سے اسلحہ اور آلات کاشتکاری کی ایک بڑی مقدار ہاتھ لگی۔ عبادہ بن الصامت اس کام پر مقرر کئے گئے کہ وہ ان کو بال بچوں سمیت مدینہ سے علاقہ بدر کرآئیں۔ چنانچہ یہ ان کو لے کر نکلے اور ذباب پہنچے اور وہ کہتے جاتے تھے کہ انتہائی شرافت ابھی اور دور ہے اور دور ہے۔ اس غزوہ کے موقع پر رسول ﷺ نے ابوالبابہ بن عبدالمنذر کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

مالِ خمس کی ابتداء

ابوجعفر اس بات کے قائل ہیں کہ اسی غزوہ میں اسلام میں پہلا خمس نکالا گیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے اپنا خاص حصہ خمس لیا اور عام حصہ لیا، بقیہ چار حصوں کو صحابہ میں تقسیم کردیا۔ یہ پہلا خمس ہے جو رسول ﷺ نے لیا ہے۔ اس غزوہ میں آپ کا سفید جھنڈا حمزہ بن عبدالمطلب کے پاس تھا اور کوئی اور نشانات نہ تھے۔

عیدالاضحیٰ کی نماز اور قربانیوں کا آغاز

آپ مدینہ واپس آئے، عید قربان آ گئی۔ آپ نے اور خوشحال صحابہ نے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو قربانی کی۔ آپ ﷺ صحابہؓ کے ساتھ عید گاہ تشریف لے گئے وہاں آپؐ نے عید کی نماز پڑھائی، عید کی یہ پہلی نماز ہے جو آپؐ نے مدینہ میں صحابہؓ کو پڑھائی اور وہیں عید گاہ میں آپ نے اپنے ہاتھ سے دو بکریاں یا جیسا بیان کیا گیا ہے ایک بکری ذبح کی۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ غزوہ بنی قینقاع سے واپس آ کر ہم نے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح قربانی کی۔ یہ پہلی قربانی تھی جو مسلمانوں کے سامنے ہوئی۔ ہم نے بنی سلمہ میں قربانی کی تھی میں نے قربانیوں کو شمار کیا۔ اس مقام پر سترہ قربانیاں اس روز شمار کی گئیں۔

ابن اسحٰق نے رسول ﷺ کے اس غزوہ کا کوئی خاص وقت نہیں بتایا۔ صرف یہ کہا کہ یہ غزوۃ السویق اور اس مہم کے درمیان ہوا جس میں رسول ﷺ مدینہ سے قریش سے لڑنے کے ارادے سے روانہ ہوئے اور آپ ﷺ بنی سلیم اور بحران جو حجاز میں ایک کان ہے، فرع کی سمت پہنچے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ بدر کے پہلے غزوہ اور بنی قینقاع کے غزوہ کے درمیان تین غزوات ہوئے اور مہمیں بھیجی گئی تھیں۔ ۹ صفر ۳ ہجری کو رسول ﷺ نے بدر سے واپس آ کر ان سے جہاد فرمایا۔ آپ ﷺ بدر سے بدھ کے دن جبکہ ماہ رمضان کے ختم ہونے میں آٹھ راتیں باقی تھیں، مدینہ واپس آئے۔ بقیہ رمضان آپ نے وہیں بسر کیا۔

غزوہ قرقرۃ الکدر

پھر جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا کہ بنی سلیم اور غطفان فساد کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ ان سے لڑنے کے لیے قرقرۃ الکدر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ یکم شوال ۲ ہجری جمعہ کے دن آفتاب کے بلند ہو جانے کے بعد اس غزوہ کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے۔

ابن اسحق سے مروی ہے کہ بدر سے فارغ ہو کر آپ آخر رمضان یا شروع شوال میں مدینہ آ گئے۔ صرف سات راتیں آپ نے مدینہ میں بسر کیں۔ پھر آپ خود بنی سلیم سے لڑنے چلے۔ آپ ﷺ ان کے ایک کدر نامی چشمہ پر آئے یہاں آپ نے تین شب قیام کیا اور بغیر کسی لڑائی کے مدینہ واپس آ گئے۔ بقیہ شوال اور ذیقعدہ آپ نے مدینہ میں اطمینان سے بسر کیے؟ اسی اثناء میں آپ نے قریش کے بیشتر قیدیوں کو زرفدیہ لے کر رہا کر دیا۔

واقدی کہتے ہیں کہ "غزوہ کدر" کے لیے آپ محرم ۳ ہجری میں تشریف لے گئے تھے۔ اس موقع پر علی بن ابی طالب آپ کے علمبردار تھے اور آپ نے ابن ام مکتوم المعیصی کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی

یہ بھی مروی ہے کہ رسول ﷺ غزوہ کدر سے مدینہ آئے اور اپنے ساتھ مویشی ہنکاتے لائے۔ اس غزوہ میں کوئی مقابلہ اور جدال نہیں ہوا۔ آپ ۱۰ شوال کو مدینہ واپس آئے، ۱۱ شوال کو آپ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو ایک مہماتی دستہ کے ساتھ بنی سلیم اور غطفان کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس جماعت نے ان کے بہت سے آدمی قتل کیے اور ان کے اونٹ پکڑ لائے۔ یہ لوگ مال غنیمت کے ساتھ ہفتہ کے دن جبکہ شوال کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں، مدینہ آ گئے اس غزوہ میں تین مسلمان شہید ہوئے۔ ذی الحجہ تک رسول ﷺ مدینہ میں قیام فرما رہے۔ پھر آپ اتوار کے دن جبکہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں سات راتیں رہ گئی تھیں غزوۃ السویق کے لیے نکلے۔

غزوۃ السویق

ابن اسحق سے مروی ہے کہ غزوہ الکدر سے مدینہ واپس آ کر آپ نے ۲ ہجری کا بقیہ ماہ شوال اور ذیقعدہ مدینہ میں بسر فرمایا اور ذی الحجہ میں آپ غزوۃ السویق کے لیے ابوسفیان کے مقابلہ پر مدینہ سے چلے۔ اس سال مشرکین کے زیر اہتمام حج ہوا۔

عبداللہ بن کعب بن مالک سے جو انصار کے سب سے بڑے عالم تھے روایت ہے کہ جب ابوسفیان مکہ واپس آیا اور قریش کی شکست خوردہ جماعت بدر سے مکہ پہنچی اس نے نذر مانی کہ جب تک میں محمدؐ سے لڑ نہ لونگا، کبھی غسل جنابت تک نہیں کرونگا۔ وہ اپنی اس قسم کو پورا کرنے کے لیے قریش کے دوسو شتر سواروں کے ساتھ مدینہ کی سمت بڑھا، اس نے نجد کی راہ اختیار کی وہ قنات کی چڑھائی پر کوہ تیت پر جو مدینہ سے ایک منزل یا اس کے قریب مسافت پر واقع ہے، آ کر فروکش ہوا اور پھر رات میں وہاں سے چل کر رات ہی میں بنوالقیصر کے یہاں آیا۔ حیی بن اخطب کے گھر جا کر دستک دی۔ مگر اس نے دروازہ نہ کھولا اور وہ ڈرا کہ معلوم نہیں کہ یہ کون ہو؟ وہاں سے پلٹ کر وہ سلام بن مشکم کے گھر گیا جو اس عہد میں بنوالنضیر کا رئیس اور ان کا خزانچی تھا۔ ابوسفیان نے اس سے ملنے کی اجازت مانگی اس نے اسے پاس بلایا، کھانا کھلایا، شراب پلائی۔ ابوسفیان نے اس سے اپنے آنے کا مقصد بطور راز کے بیان کیا اور پھر آخر

شب میں وہاں سے پلٹ کر اپنے آدمیوں کے پاس آیا۔ اب اس نے قریش کے چند آدمی مدینہ کی سمت روانہ کیے یہ اس کی ایک سمت میں جسے عریض کہتے ہیں آئے اور وہاں کے کھجور کے پودوں میں آگ لگادی، نیز ایک انصاری اور ایک ان کا حلیف جواپنی کاشت میں موجود تھے وہ ان کے ہاتھ چڑھ گئے۔ انھوں نے ان دونوں کوقتل کر دیا اور پھر پلٹ گئے۔ اب تمام لوگ ان سے چوکنے ہوگئے اور ان کی خبر پھیل گئی۔ رسول ﷺ خود ان کے تعاقب اور تلاش میں مدینہ سے چل کر قرقرۃ الکدر تک آئے مگر چونکہ ابوسفیان اور اس کی جماعت آپ کی دسترس سے نکل چکی تھی، آپ وہاں سے پلٹ آئے۔ وہ بھاگنے کے لیے اپنا بوجھ ہلکا کرنے کی خاطر اپنے زادراہ میں سے بہت سا حصہ کھیتوں میں پھینک گئے تھے، جب رسول ﷺ مسلمانوں کو لے کر پلٹے تو انھوں نے آپ ﷺ سے کہا کیا آپ ﷺ اسے بھی ہمارے لیے غزوہ بنانا چاہتے ہیں، آپؐ نے فرمایا ہاں۔

ابوسفیان کے جنگی شعلہ زن اشعار

جب ابوسفیان مکہ سے مدینہ پر چڑھائی کر رہا تھا اس نے یہ چند شعر قریش کو جنگ پر برانگیختہ کرنے کے لیے کہے تھے:

کــرّوا عـلــی یثـرب وجـمعهـم
فــان مــاجـمـعـوا لـكـم نـفـل
ان يـک یـوم الـقـليـب كـان لهـم
فـــان مـــابـعـــده لـكـم دول
آليـــت ان لا اقـــرب الـنـســاء ولا
يـمـــس رأســی وخـلـدی الـغـسـل
حتـــی بتيـــروا قبـــائـل الاوس
والــخـزرج ان الـفـواد مشتـعـل

ترجمہ: یثرب اور مسلمانوں کی جماعت پر پیش قدمی کرو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ انھوں نے جمع کیا ہے وہ تم کو مل جائے گا۔ اگر بدر میں ان کو کامیابی ہوئی تو اب آئندہ تم کو کامیابی ہوگی، میں نے قسم کھائی کہ میں عورتوں کے پاس جاؤں گا اور نہ اب نہاؤں گا۔ جب تک کہ تم قبائل اوس اور خزرج کو فنا نہ کردو گے، اس لیے کہ میرا دل آتش انتقام سے شعلہ زن ہے۔

اشعار کا جواب کعب بن مالک

اس کے جواب میں کعب بن مالک نے یہ شعر کہے:

تــلهف ام الـــمـسبّـحيـــن عـلـــی
جيـــش ابـن حـرب بــالـحـرة الفشل
اذيــطيـــر حـرف الـرجـال مـن نـثيـم
الـطيـــر تـــرقـــی الـقـنّـة الـجـبـل

جـادوالـجـمـع لـوقيــس مبـركــه
مـــان كــان الا لـمـفـحـص الـدول
عـــار مـــن الـــنـعــروالثـر اومــن
ابـطـــال اهـــل الـبـطـحـــاء والاســل

ترجمہ: موت اب حرب کے لشکر پر سنگلاخ میدان میں نوحہ کر رہی ہے۔
جبکہ مرد وہاں مقتول پڑے تھے اور ان کو سونگھ کر مردار خوار پرندے پہاڑ کی
چوٹی پر جا کر بیٹھ رہے تھے۔ اگر چہ وہ اتنی بڑی جماعت کے ساتھ آئے
تھے کہ ان کا پڑاؤ انسانوں اور جانوروں کی کثرت سے ایسا منقش ہو گیا تھا
جیسے کہ وہاں رسیاں بٹ گئی ہوں۔ مگر یہ جماعت اللہ کی نصرت اور مدد
سے محروم تھی اور اس میں بطحا اور اسل کے دلاور بھی نہ تھے۔

ابوسفیان کی غارت گری۔ واقدی کی روایت

واقدی کہتے ہیں کہ غزوہ السویق ذیقعدہ ۲ ہجری میں ہوا اور رسول ﷺ دو سو مہاجرین اور انصار کے ساتھ اس مہم پر گئے تھے۔ اس کے بعد واقدی نے ابوسفیان کا وہ قصہ بیان کیا ہے جو ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے۔ البتہ انھوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ خود ابوسفیان اپنے ایک اجیر ساتھی معبد بن عمرو کے ساتھ عریض آیا اور اس نے ان دونوں مسلمانوں کو قتل کر کے وہاں جو کچھ گھر تھے ان کو اور خشک گھاس کو جلا دیا اور اس نے خیال کیا کہ اس کی قسم پوری ہو گئی۔ اس کی اطلاع فوراً رسول ﷺ کو ہوئی آپ ﷺ فوراً صحابہ کو لے کر اس کے تعاقب میں دوڑے مگر وہ آپ کی دسترس سے نکل گیا اور ہاتھ نہ آ سکا۔ چونکہ اپنا بوجھ کم کرنے کے لیے ابوسفیان اور اس کی جماعت آٹے کی تھیلے پھینکتی جاتی تھی اور یہی ان کا اصل زادراہ تھا اس وجہ سے اس غزوہ کا نام غزوہ السویق ہوا۔

اس موقع پر واقدی کے بیان کے مطابق رسول ﷺ نے ابوالبابہؓ بن عبدالمنذر کو مدینہ پر اپنا نائب بنایا تھا۔

عثمان بن مظعون کا انتقال اور حسنؓ کی پیدائش

اس سال یعنی ۲ ہجری کے ماہ ذی الحجہ میں عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا۔ رسول ﷺ نے ان کو بقیع میں دفن کیا اور ان کے سرہانے علامت کے لیے ایک پتھر نصب کر دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال حسن بن علی بن ابی طالب پیدا ہوئے۔ مگر واقدی نے اس کے متعلق جو روایت ابوجعفر سے نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کے بائیسویں ماہ حضرت علی کی فاطمہؓ سے شادی ہوئی ہے۔ اس لیے ابوجعفر الطبری کہتے ہیں کہ اگر یہ بیان درست ہے تو پہلا بیان غلط ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال رسول ﷺ نے خون بہا لکھے اور یہ تحریر آپ کی تلوار میں لگی ہوئی تھی۔

۳ ہجری کا آغاز اور اس سال کے اہم واقعات

محمد ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوۃ السویق سے واپس آ کر آپ نے بقیہ ذی الحجہ اور محرم کا پورا ماہ یا تقریباً پورا ماہ مدینہ میں بسر کیا۔

غزوۃ ذی امر

پھر آپ ﷺ نے غطفان کے مقابلہ میں نجد پر چڑھائی کی اس کو غزوہ ذی امر کہتے ہیں۔ صفر کا پورا ماہ یا اس کے قریب آپ نے نجد میں قیام کیا پھر آپ مدینہ واپس آ گئے مگر کوئی مقابلہ یا جدال نہیں ہوا۔ پھر ربیع الاول کامل یا کچھ ہی کم آپ نے مدینہ میں بسر فرمایا۔

غزوہ بحران

پھر آپ ﷺ قریش اور بنی سلیم کے مقابلہ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور فرع کی سمت سے بحران آئے جو حجاز میں ایک کان ہے ربیع الثانی اور جمادی الاولی آپ نے اس مقام میں قیام کیا کوئی لڑائی یا جھڑپ نہیں ہوئی، پھر آپ مدینہ تشریف لے آئے۔

کعب بن اشرف یہودی کے قتل کا قصہ

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس سال آپ نے کعب بن الاشرف کے مقابلہ پر ایک مہم بھیجی۔ واقدی کے بیان کے مطابق یہ مہم اسی سال کے ربیع الاول میں بھیجی گئی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ بدر کے بعد جب آپ نے زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کو فتح کی خوشخبری دینے کے لیے مدینہ کے بالائی سطح کے باشندوں کے پاس بھیجا اور انھوں نے بدر کا سارا واقعہ بیان کیا کہ فلاں فلاں مشرک قتل کیے گئے۔ کعب بن الاشرف جو قبیلہ طے کے خاندان بنی نبہان سے تھا اور جس کی ماں بنی النضیر سے تھی، جب اس کو اس واقعہ کی خبر پہنچی اس نے لوگوں سے کہا کیا تم اس بیان کو سچ سمجھتے ہو۔ جیسا کہ یہ دونوں بیان کر رہے ہیں کہ محمدؐ نے فلاں فلاں اشخاص کو جو عرب کے اشراف اور روساء تھے، قتل کر دیا ہے؟ اگر واقعی ایسا ہی ہوا ہے تو اب زندگی سے موت بہتر ہے۔

چنانچہ جب اس دشمن خدا کو اس خبر کا یقین آ گیا وہ اپنی جگہ سے چل کر مکہ آیا اور مطلب بن ابی وداعہ بن خبیرۃ السہمی کے پاس مہمان ٹھہرا۔ عاتکہ بنت سید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس اس کی بیوی تھی اس نے اسے بڑی عزت اور اکرام سے اپنے ہاں ٹھہرایا۔ اس نے رسول ﷺ کے خلاف لوگوں کو جوش دلانا شروع کیا وہ اشعار سناتا تھا اور مقتولین بدر پر نوحہ کرتا تھا۔ پھر یہ مدینہ آ گیا اور یہاں اس نے ام الفضل بنت الحارث پر عاشقانہ اشعار لکھے اس کے بعد اس نے کسی اور مسلمان عورت کی تعریف میں عاشقانہ شعر کہے جس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف ہوئی۔

کعب کو قتل کرنے کیلئے محمد بن مسلمہ کا اپنے آپ کو پیش کرنا

اس پر رسول ﷺ نے صحابہؓ سے کہا کون ہے جو اس کا خاتمہ کردے؟ بنی عبدالاشہل کے محمد بن مسلمہ نے کہا اے رسول ﷺ میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ میں اسے قتل کردونگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا! اگر ہو سکے تو اسے قتل کردینا۔ محمد بن مسلمہ اپنے گھر آئے، تین دن تک انھوں نے سوائے سدرمق کے نہ کھایا نہ پیا۔ یہ بات رسول ﷺ سے بیان کی گئی۔ آپ ﷺ نے ان کو بلا کر اس کی وجہ دریافت کی۔ انھوں نے کہا رسول ﷺ میں نے ایسی بات کہدی کہ میں نہیں سمجھتا کہ اسے پورا کرسکوں گا یا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا تم کو اس کی کوشش تو کرنا چاہیئے۔ انھوں نے کہا کہ اب مجھے عرض کرنا ہی پڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا خوشی سے کہو کیا بات ہے؟ تم کو اس کی اجازت ہے۔ اب اس کے قتل پر محمد بن مسلمہ، سلکان بن سلامہ بن وقش ابونائلہ متعلقہ بنی عبدالاشہل کعب کے رضائی بھائی، عباد بن بشر بن وقش متعلقہ بنی عبدالاشہل اور اسی خاندان کے حارث بن اوس بن معاذ اور بنی حارثہ کے ابوعبس بن جبر تیار ہوئے۔

ابونائلہ کا کعب کو حیلہ وتدبیر میں پھنسانا

اس جماعت نے خود جانے سے پہلے ابونائلہ سلکان بن سلامہ کو ابن الاشرف کے پاس بھیجا۔ انھوں نے تھوڑی دیر اس سے باتیں کیں۔ ابونائلہ شعر بھی کہتے تھے دونوں نے ایک دوسرے کو اپنے شعر سنائے۔ پھر ابونائلہ نے اس سے کہا میں تمھارے پاس ایک ضرورت لے کر آیا ہوں۔ اگر کسی سے بیان نہ کرو تو کہوں اس نے کہا میں کسی سے نہ کہونگا۔ ابونائلہ نے کہا اس شخص کا آنا ہمارے لیے مصیبت ثابت ہوا ہے۔ تمام عرب ہمارے دشمن ہوگئے ہیں اور دشمنی پر آمادہ ہیں۔ تمام راہیں ہمارے لیے مسدود کردی گئی ہیں۔ جس سے ہمارے اہل وعیال سخت مصیبت اور تنگی میں ہیں اور اب ہم سب بھوکوں مر رہے ہیں۔ کعب نے کہا میں ابن الاشرف ہوں۔ اے ابن سلامہ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس کا یہ حشر ہونے والا ہے جو میں کہتا ہوں۔ سلکان نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم ہمارے ہاتھ سامان خوراک فروخت کردو اور میں تمھارے پاس رہن ہونے کے لیے آمادہ ہوں مگر اس معاملہ میں تم ہمارے ساتھ احسان بھی کرو۔ اب اشرف نے کہا تم اپنے بیٹے بطور رہن مجھے دیدیو، سلکان نے کہا تم مجھے ذلیل ورسوا کرنا چاہتے ہو، میرے ساتھ میرے اور دوست بھی اسی غرض سے آئے ہیں۔ میرا ارادہ تھا کہ ان کو بھی اپنے ساتھ تمھارے پاس لے آؤں اور تم ان کے ہاتھ سامان خوراک فروخت کردو اور تمام جماعت میں سے صرف میں تمھارے پاس رہن رہ جاؤں جو اس معاملہ کی ضمانت کے لیے کافی ہے۔

نیز انھوں نے اس خیال سے کہ وہ ان کے اسلحہ سے مشتبہ نہ ہوجائے اس وقت یہ بھی کہہ دیا کہ یہ جماعت وفادار ہے۔

اس گفتگو کے بعد سلکان نے اپنے دوستوں سے آکر ماجرا بیان کیا اور کہا کہ اسلحہ لگالو اور چلو پہلے وہ سب مسلح ہوکر ان کے پاس جمع ہوئے پھر سب کے سب رسول ﷺ کی خدمت میں آئے۔

کعب کی قاتل جماعت کیلئے آپ ﷺ کا مشایعت فرمانا

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول ﷺ اس جماعت کی مشایعت کے لیے بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے وہاں آپ ﷺ نے ان کو رخصت کیا اور کہا کہ اللہ کا نام لیکر جاؤ اور فرمایا اے اللہ تو ان کی اعانت فرمایا۔ ان کو رخصت

کر کے رسول ﷺ چاندنی رات میں اپنے مکان تشریف لے آئے۔

وہ جماعت بڑھ کر اس کے قلعہ میں پہنچی، ابونائلہ نے اسے آواز دی چونکہ اس کی ابھی نئی شادی ہوئی تھی وہ اپنا لحاف اوڑھے بستر سے اٹھا، اس کی بیوی نے لحاف کا کنارہ پکڑ لیا اور کہا کہ تم برسرِ پیکار ہو اور ایسے شخص کو اس وقت قلعہ سے اترنا نہ چاہیئے۔ اس نے کہا کہ یہ ابونائلہ ہے۔ اگر وہ مجھے سوتا ہوا پاتا تو کبھی نہ جگاتا اس کی عورت نے کہا کہ مجھے اس کی آواز میں شر معلوم ہوتا ہے۔ کعب نے کہا کہ اگر جوان مرد کو نیزہ زنی کے لیے بھی پکارا جائے تو اسے اترنا پڑتا ہے۔

کعب کو انجام تک پہنچانے کا واقعہ

چنانچہ وہ نیچے آیا۔ تھوڑی دیر تک یہ ان سے باتیں کرتا رہا اور وہ اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ پھر انھوں نے کہا ابن الاشرف اگر حرج نہ سمجھو تو شعب العجوز تک ہمارے ساتھ چلو۔ وہاں بیٹھ کر ہم سب آج بقیہ رات باتوں میں گذاریں۔ اس نے کہا میں تیار ہوں۔ وہ سب قلعہ سے نکل کر تھوڑی دیر چلتے رہے پھر ابونائلہ نے اپنے ہاتھ سے اس کے سر کے پٹے چھوئے۔ پھر اس کے ہاتھ کو دبایا اور کہا کہ آج جیسی سہانی اور پر مہک رات دیکھنے میں نہیں آئی۔ تھوڑی دیر اور چلنے کے بعد ابونائلہ نے پھر وہی حرکت اس کے ساتھ کی اس کو اطمینان ہو گیا۔ پھر تھوڑی دیر چلنے کے بعد انھوں نے وہی کیا اور اس کی دونوں کا کلیں پکڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب دشمن خدا کا کام تمام کر دو۔ کئی تلواریں ایکدم اس پر پڑیں مگر اس کا کچھ نہ بگڑا۔ محمد بن مسلمہ نے بیان کیا ہے کہ جب ہم نے دیکھا کہ ہماری تلواریں اس پر کارگر نہیں ہوئیں تو مجھے یاد آیا کہ میری تلوار میں فولادی گولا بھی لگا ہوا ہے۔ میں نے اسے اس کی توڑے میں رکھ کر اس سے حملہ کیا اور اس کے پیروں کو نشانہ بنایا وہ گر پڑا۔ اس گڑبڑ میں ہمارے کسی کے ہاتھ سے حارث بن اوس بن معاذ کے سر میں یا پاؤں میں تلوار کا زخم آیا۔ اب ہم وہاں سے چلے اور بنی امیہ بن زید سے ہوتے ہوئے پھر بنی قریظہ اور بعاث سے گذرتے ہوئے عریض کے چٹیل میدان میں آئے۔ حارث بن اوس کو خون بہہ جانے کی وجہ سے آنے میں دیر ہوئی ہم نے وہاں تھوڑی دیر ان کا انتظار کیا وہ ہمارے نشانِ قدم پر چلتے ہوئے ہمارے پاس آ گئے ہم ان کو اٹھا کر آخر شب میں رسول ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ اس وقت کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے ہم نے سلام کیا۔ آپؐ ہمارے پاس نکل کر آئے ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے حارث کے زخم پر دم کیا ہم اپنے گھر چلے آئے صبح ہوئی تمام یہودی اس واقعہ سے خوفزدہ ہو گئے کوئی ایسا نہ تھا جسے اب اپنی جان کا اندیشہ نہ ہو۔

محیصہ بن مسعود

رسول ﷺ نے حکم دیا کہ جس یہودی پر قابو پاؤ قتل کر دو۔ محیصہ بن مسعود نے یہودی سوداگر ابن سنینہ کو اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا۔ حویصہ بن مسعود محیصہ سے عمر میں بڑا تھا اور اب تک اسلام نہیں لایا تھا ابن سنینہ کے قتل کے بعد یہ محیصہ کو مارنے لگا اور کہنے لگا اے دشمن خدا تو نے اُسے قتل کر دیا۔ حالانکہ تو نے اس کی بہت سی چربی کھائی ہے۔ محیصہ نے کہا بخدا جس نے مجھے اس کے قتل کا حکم دیا ہے اگر وہ مجھے تمھارے قتل کا حکم دیں تو میں ابھی تمھاری گردن مار دوں۔ حویصہ کے اسلام لانے کی وجہ یہی بات ہوئی کہ اس نے اپنے بھائی سے پوچھا کیا واقعی اگر محمد تم کو میرے قتل کا حکم دیں تم مجھے قتل کر دو گے؟ انھوں نے بے شک اگر وہ مجھے تمھارے قتل کا حکم دیں تو میں تمھاری گردن مار دونگا۔ حویصہ نے کہا، بخدا جس دین نے تم میں یہ انقلاب برپا کر دیا وہ بڑا عجیب ہوگا۔ اور پھر وہ اسلام لے آیا۔

واقدی کے بیان کے مطابق یہ لوگ ابن الاشرف کا سر رسول ﷺ کی خدمت میں لے آئے تھے۔ واقدی کے

بیان کے مطابق اس سال ربیع الاول میں ام کلثوم بنت رسول کا نکاح عثمان بن عفان سے ہوا اور جمادی الثانی میں رخصتی عمل میں آئی۔ نیز اس سال کے ربیع الاول میں آپ ﷺ غزوہ انمار کو جسے ذوامر کہتے ہیں تشریف لے گئے۔ اس کے متعلق ابن اسحٰق کے بیان کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس سال سائب بن یزید بن اخت النمر پیدا ہوئے۔

غزوہ القردۃ

واقدی کہتے ہیں کہ اس سال کے جمادی الثانی میں غزوۃ القردۃ ہوا۔ اسکے امیر زید بن حارثہ تھے یہ پہلی مہم ہے جس میں زید امیر بنائے گئے۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ اس مہم نے جو رسول ﷺ نے زید بن حارثہ کی قیادت میں بھیجی، قریش کے ایک تجارتی قافلہ کو جس میں ابوسفیان تھا نجد کے ایک چشمہ قردہ پر جالیا اور لوٹ لیا۔ واقعہ بدر کے بعد قریش نے شام کا عام راستہ ڈر کر ترک کر دیا تھا اس لیے اس مرتبہ انھوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا انکے تاجر جن میں ابوسفیان بن حرب بھی چاندی کی کثیر مقدار کے ساتھ جو ان کی بہت بڑی تجارت تھی، اس راہ سے شام چلے۔ انھوں نے بکر بن وائل کے فرات بن حیان کو راہبری کے لیے اجرت پر ساتھ لیا۔ رسول ﷺ نے زید بن حارثہ کو بھیجا انھوں نے اس چشمہ پر اس قافلہ کو آلیا اور اس کی تمام متاع پر قبضہ کر لیا۔ البتہ جو لوگ ساتھ تھے وہ ہاتھ نہ آئے۔ زید اس مال کو رسول ﷺ کے پاس لے آئے۔

واقدی کہتے ہیں کہ قریش کہنے لگے کہ محمدؐ نے ہماری تجارت بند کر دی ہے۔ وہ ہمارے راستے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابوسفیان اور صفوان بن امیہ نے کہا کہ اگر ہم مکہ میں اسی طرح پڑے رہے تو اپنی ساری پونجی ختم کر دیں گے۔ اس پر زمعہ بن الاسود نے کہا میں تم کو ایسا آدمی بتاتا ہوں کہ وہ تم کو نجد کی ایسی راہ سے لے جائے گا کہ اگر اندھا بھی اس پر گامزن ہو تو وہ راستہ نہ بھٹکے صفوان نے پوچھا وہ کون ہے؟ چونکہ آج کل سردی کا موسم ہے ہمیں پانی کی ضرورت زیادہ نہیں ہے۔ زمعہ نے کہا فرات بن حیان! ابوسفیان اور صفوان نے اسے بلا کر نوکر رکھا۔ یہ سردی کے موسم میں انھیں ذات عرق کی راہ سے غمرہ لایا۔ رسول ﷺ کو اس قافلہ اور اس کی کثیر دولت اور اس چاندی کے سامان کی اطلاع ہوئی جسے صفوان بن امیہ نے تجارت کے لیے ساتھ کیا تھا۔ زید بن حارثہ اس پر قبضہ کرنے چلے اور انھوں نے اس راستے میں روک کر اس پر قبضہ کر لیا البتہ اعیان قوم بھاگ کر بچ گئے۔ اس غنیمت کا خمس تیئس ہزار ہوا تھا جسے رسول ﷺ نے لے لیا باقی چار حصے شرکائے مہم پر تقسیم کر دیے۔

فرات بن حیان کا اسلام لانا

فرات بن حیان العجلی گرفتار کر کے آپ کے پاس لایا گیا۔ صحابہؓ نے اس سے کہا اگر تو اسلام لے آئے تو رسول ﷺ تجھے قتل نہ کریں گے۔ چنانچہ جب خود آپؐ نے اسے اسلام کی دعوت دی وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔

ابورافع یہودی کا قتل

اسی سال ابورافع یہودی بھی قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ رسول ﷺ کے خلاف کعب بن

الاشرف کی مدد کرتا تھا۔ رسول ﷺ نے اس سال کے نصف جمادی الثانی میں عبداللہ بن عتیک کو اس کے قتل کے لیے روانہ فرمایا۔

براء سے مروی ہے کہ آپ نے ابورافع کے لیے جو حجاز کے علاقہ میں رہتا تھا، چند انصاری بھیجے۔ ان پر عبداللہ بن عقبہ یا عبداللہ بن عتیک کو امیر بنایا۔ یہ یہودی رسول ﷺ کو ایذاء پہنچاتا تھا اور آپ ﷺ کے خلاف شرارت کرتا رہتا تھا۔ یہ حجاز میں اپنے ایک قلعہ میں رہا کرتا تھا۔ جب یہ جماعت اس کے قلعہ کے قریب پہنچی اس وقت آفتاب غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے ریوڑ چرا کر گھر لے آئے تھے۔ عبداللہ بن عقبہ یا عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم چپ چاپ اپنی جگہ بیٹھے رہو میں جاتا ہوں اور دربان کو پھسلاتا ہوں۔ شاید میں قلعہ میں چلا جاؤں۔ دروازے کے قریب آ کر انھوں نے قضائے حاجت کے طور پر اپنی چادر اوڑھ لی اور تمام لوگ قلعہ میں داخل ہو چکے تھے دربان نے آواز دی اے اللہ کے بندے اگر اندر آنا چاہتے ہو آ جاؤ میں دروازہ بند کرتا ہوں میں اندر چلا گیا اور گدھوں کے اصطبل کے نیچے چھپ کر بیٹھ گیا جب سب لوگ اندر آ گئے دربان نے دروازہ بند کر کے کنجیاں ایک کھونٹی پر لٹکا دیں۔ میں نے جا کر وہ کنجیاں لیں اور دروازہ کھول دیا۔ رات کو لوگ ابورافع کے کوٹھے پر آ کر قصے کہانیاں بیان کرتے تھے۔ جب وہ لوگ اٹھ گئے میں چڑھ کر اس کے پاس جانے لگا جس دروازے کو کھولتا اسے اندر سے بند کرتا جاتا کیونکہ میں نے کہا اگر لوگوں کو میرا پتہ بھی چل گیا تو بھی جب تک میں اسے قتل نہ کرلوں گا وہ مجھ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ میں اس کے قریب آ گیا وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ ایک تاریک کمرے میں موجود تھا۔ مگر اندھیرے کی وجہ سے مجھے معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے۔ اس لیے میں نے نام لے کر اسے آواز دی اس نے پوچھا کون ہے؟ میں نے اس کی آواز پر تلوار ماری چونکہ میں دہشت زدہ تھا اس لیے میرے وار کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ وہ چلایا میں اس کمرے سے نکل آیا مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر اندر گیا اور میں نے پوچھا ابورافع تم کیوں چلائے۔ اس سے کہا ابھی کسی شخص نے مجھ پر تلوار کا وار کیا ہے۔ اب پھر میں نے اس پر کئی وار کیے میں نے اسے زخمی تو کر دیا مگر جان سے نہ مار سکا۔ میں نے اپنی تلوار کی نوک اس کے شکم میں بھونک دی اور اسے اس کی پیٹھ کے پار کر دیا اب مجھے معلوم ہوا کہ میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ میں واپس ہوا اور ایک ایک دروازے کو کھولتا ہوا آخری زینے پر آیا میں نے اپنا قدم اس پر اس طرح رکھا کہ گویا میں سطح زمین پر پاؤں رکھ رہا ہوں۔ میں چاندنی رات میں زینے سے گرا میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اسے اپنے عمامے سے باندھا اور اٹھ کر بڑے دروازے پر آ کر بیٹھ گیا اور دل میں تہیہ کر لیا کہ جب تک مجھے اس کے قتل کا یقین نہ آ جائے گا۔ ساری رات بیٹھا رہوں گا۔ جب علی الصباح مرغ نے بانگ دی فصیل پر کھڑے ہو کر ایک شخص نے ابورافع کی موت کا اعلان کیا۔ یہ سن کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا میں نے کہا اللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے اب بھاگ چلو۔ میں نبیؐ کے پاس آیا، آپ ﷺ کو سارا واقعہ سنایا، آپ نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے پھیلا دیا۔ آپ ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اس سے مجھے یوں محسوس ہوا کہ گویا کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔

واقدی کے بیان کے مطابق آپ نے یہ مہم ۴ ہجری ذی الحجہ میں ابورافع سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے لیے روانہ فرمائی جو لوگ اس غرض سے بھیجے گئے تھے انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ ابوقتادہ، عبداللہ بن عتیک، مسعود بن سنان، اسود بن خزاعی اور عبداللہ بن انیس تھے۔

اس واقعہ کے متعلق ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ سلام بن ابی الحقیق ابورافع ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے رسول ﷺ کے خلاف پارٹیاں بھیجی تھیں۔ جنگ احد سے قبل قبیلہ اوس نے کعب بن الاشرف کو رسول ﷺ کی دشمنی اور ان

کے خلاف ترغیب وتحریص کی وجہ سے قتل کر دیا تھا۔ اب خزرج نے سلام ابی الحقیق کے قتل کے لیے جو خیبر میں مقیم تھا آپؐ سے اجازت مانگی اور آپ نے ان کو اس کی اجازت دیدی۔

عبداللہ بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی جو کارسازی فرمائی ان میں سے یہ بات بھی تھی کہ انصار کے یہ دونوں قبیلے اوس اور خزرج نراونٹوں کی طرح آپ کی خدمت گذاری میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لیے ہر وقت آمادہ رہتے تھے۔ اگر اوس رسول ﷺ کی خاطر کوئی خدمت انجام دیتے تو فوراً خزرج کہتے کہ ہم اسے گوارا نہیں کر سکتے کہ وہ رسول ﷺ کی جناب میں ہم پر بازی لے جائیں اور اسی لیے جب تک وہ خود ویسی ہی خدمت انجام نہ دے لیتے چین سے نہ بیٹھتے یہی حال ان کے مقابلہ میں قبیلہ اوس کا تھا۔ چنانچہ جب اوس نے کعب بن الاشرف کو اس کی رسول ﷺ سے عداوت کی وجہ سے قتل کر دیا خزرج نے کہا کہ ہم کبھی اس فضل کا سہرا صرف انھیں کے سر نہ رہنے دیں گے اس خیال سے انھوں نے پوچھنا شروع کیا کہ اور کوئی شخص رسول ﷺ کا ایسا ہی دشمن ہے جیسا کہ کعب بن الاشرف تھا؟ لوگوں نے ابن ابی الحقیق کا جو خیبر میں تھا، نام لیا۔ انھوں نے رسول ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت مانگی آپ ﷺ نے اجازت دیدی۔ جب خزرج کے خاندان بنی سلمہ کے آٹھ آدمی عبداللہ بن عتیک، سنان، عبداللہ بن انیس، ابوقتادہ، حارث بن ربعی اور خزاعی بن الاسود، ان کے وہ حلیف جو اسلام لے آئے تھے، اس کے قتل کے لیے چلے۔ رسول ﷺ نے عبداللہ بن عتیک کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور ہدایت کی کہ کسی بچہ یا عورت کو قتل نہ کرنا۔

یہ جماعت مدینہ سے چل کر خیبر آئی اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے گھر گئی۔ اس کے محل میں جتنے حجرے تھے ان سب کے دروازے یہ اپنے پیچھے بند کرتے چلے گئے وہ اپنے ایک کوٹھے پر تھا وہاں جانے کے لیے رومی زینہ لگا ہوا تھا۔ یہ اس پر چڑھ کر اس کی خوابگاہ کے دروازے پر پہنچے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ اس کی بیوی نکل کر آئی اس نے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم عرب ہیں سامان خوراک خریدنے آئے ہیں اس نے کہا صاحب موجود ہیں چلو۔

یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ اندر جا کر ہم نے اس کے حجرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ اس طرح ہم وہ اور اس کی بیوی سب بند ہو گئے۔ ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اس سے مقابلہ ہوا تو یہ عورت ہمارے اور اس کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ وہ چلائی اور اس نے ہمارے گھس آنے کا شور مچا دیا۔ ہم ابن ابی الحقیق پر تلواریں لے کر لپکے وہ اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ بخدا رات کی تاریکی میں صرف اس کے گورے رنگ نے جو ملعوم ہوتا تھا کہ مصری چمکدار ململ پڑی ہوئی ہے ہمیں اس کا پتہ دیا۔ جب اس کی بیوی نے ہمارے آنے کا شور مچایا ہم میں سے ایک صاحب نے اس پر تلوار اٹھائی مگر ان کو رسول ﷺ کی ممانعت یاد آ گئی۔ انھوں نے ہاتھ روک لیا ورنہ اسی شب اس کا بھی خاتمہ کر دیتے۔ کئی تلواریں اس پر ماریں عبداللہ بن انیس نے اس کے پیٹ میں اپنی تلوار بھونک کر اس پر اپنا تمام بوجھ ڈالدیا جس سے وہ آر پار ہو گئی۔ ابورافع کہہ رہا تھا کہ مجھے مار ڈالا مجھے مار ڈالا۔

اسکا کام ختم کر کے ہم وہاں سے نکلے چونکہ عبداللہ بن عتیک کی بصارت کمزور تھی وہ زینے سے پھسل گئے جس سے ان کے پاؤں میں سخت چوٹ آئی۔ ہم ان کو وہاں سے اٹھا کر ایک چشمہ کے دہانے پر جو وہیں تھا، لائے اور اس میں ان کو بٹھا دیا۔ خیبر والوں نے فوراً سارے قلعہ میں آگ روشن کی اور وہ ہر سمت ہماری تلاش میں دوڑے جب ہم ہاتھ نہ آئے وہ پلٹ کر اپنے ساتھی کے پاس آ گئے اور اسے کفن پہنا دیا۔ یہ آخر وقت تک ان کے جھگڑوں کے فیصلے کرتا رہا تھا۔ ہم نے آپس میں کہا کہ اب یہ کیسے معلوم ہو کہ دشمن خدا مر گیا ہے۔ ہم میں سے ایک صاحب نے کہا میں جا کر خبر لاتا

ہوں۔ چنانچہ وہ جا کر دوسرے یہودیوں میں گڈ مڈ ہو گئے۔

ان صاحب نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابورافع کو جا کر دیکھا کہ بہت سے یہودی وہاں جمع ہیں۔ اس کی عورت چراغ سے اسکی صورت دیکھ رہی ہے اور دوسرے یہودیوں سے کہہ رہی ہے کہ بخدا میں نے ابن عتیک کی آواز کو شناخت کر لیا ہے۔ اس پر میں نے اسے جھٹلایا اور کہا کہ بھلا ابن عتیک یہاں کہاں؟ اس کے بعد پھر اس نے چراغ سے ابورافع کی صورت دیکھی اور کہا کہ الٰہِ یہود کی قسم ان کا دم نکل گیا ہے۔ اس جملہ کو سن کر جو لذت مجھے حاصل ہوئی وہ کبھی نہیں ہوئی تھی۔

یہ صحابی پھر ہمارے پاس آئے اور انھوں نے سارا واقعہ بیان کیا۔ ہم اپنے ساتھی کو لاد کر چلے رسول ﷺ کے پاس آئے۔ ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی اطلاع دی۔ اس کے قتل کے متعلق ہم میں اختلاف ہو گیا ہم میں سے ہر ساتھی اس کا مدعی تھا۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اپنی تلواریں میرے پاس لاؤ ہم لے گئے، آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر عبداللہ بن انیس کی تلوار کے لیے کہا کہ اس سے وہ مارا گیا ہے کیونکہ مجھے اس میں ہڈیوں کا اثر نظر آ رہا ہے۔

حسان بن ثابت کے اشعار

کعب بن الاشرف اور سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے متعلق حسانؓ بن ثابت نے یہ شعر کہے:۔

للہ در عصابۃ لاقیتھم
یا ابن الحقیق وانت یا بن الاشرف
یسرون بالبیض الخفاف الیکم
بطر اکاسُد فی عرین مغرف
حتی اتوکم فی محل بلادکم
فسقوکم حتفا ببیض وذف
مستبصرین لنصر دین نبیّھم
مستضعفین لکل امر مجحف

ترجمہ: وہ کیا اچھی جماعت تھی جس سے اے ابوالحقیق اور اے ابن الاشرف تمھارا مقابلہ ہوا۔ وہ تیز تلواریں لے کر تمھاری طرف اس طرح جوش میں بڑھے جیسے کہ شیر اپنی کچھار میں جاتا ہے۔ انھوں نے تمھارے گھر میں گھس کر تم کو شمشیر براں سے موت کے گھاٹ اتارا۔ یہ جو کچھ انھوں نے کیا اپنے نبی کی دین کی حمایت میں کیا ہے اور اس کے لیے انھوں نے دشوار ترین کام کو معمولی سمجھا۔

ابن ابی الحقیق یہودی کا قتل، عبداللہ بن انیس کی روایت

عبداللہ بن انیس سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے ابن ابی الحقیق کے قتل کے لیے جو جماعت بھیجی اس میں عبداللہ بن عتیک، میں خود، ابوقتادہ، ایک ان کا حلیف اور ایک اور انصاری تھے ہم سب رات کو خیبر آئے ہم نے شہر کے

دروازوں کو جا کر باہر سے بند کیا اور ان کی کنجیاں اپنے قبضہ میں لے لیں۔ اور ان کو ایک گڑھے میں ڈال دیا پھر اس کوٹھے پر گئے جہاں ابن ابی الحقیق تھا میں اور عبداللہ بن عتیک کوٹھے پر چڑھے ہمارے اور ساتھی مکان کے احاطہ میں بیٹھ گئے۔ عبداللہ بن عتیک نے اس کے پاس جانے کی اجازت چاہی اس کی بیوی نے کہا کہ یہ عبداللہ بن عتیک کی آواز ہے۔ ابن ابی الحقیق نے کہا کیا کہتی ہو وہ تو یثرب میں ہے۔ اس وقت یہاں کہاں؟ دروازہ کھول دو ایسے وقت میں کسی شریف کے در سے سائل کو لوٹایا نہیں کرتے۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ میں اور عبداللہ بن عتیک اندر آئے اور انھوں نے اس کی بیوی کے متعلق مجھ سے کہا کہ اسے ختم کر دو میں تلوار اٹھائے اس کو مارنے چلا مگر پھر مجھے یاد آیا کہ رسول ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت فرمادی ہے اس خیال سے رک گیا۔ عبداللہ بن عتیک ابن ابی الحقیق کے پاس آئے۔

عبداللہ بن عتیک نے بیان کیا کہ اندھیرے کمرے میں میری نظر اس کے نہایت ہی گورے رنگ پر گئی جب اس نے مجھے تلوار لیے ہوئے دیکھا اس نے تکیہ اٹھایا اور اس سے وہ اپنا بچاؤ کرنے لگا۔ میں اس پر وار کرنے چلا مگر موقع نہ ملا۔ اس لیے میں نے تلوار اس کے جسم میں بھونک دی اور زخمی کر دیا پھر میں نے عبداللہ بن انیس سے آ کر کہا کہ تم جا کر اس کا کام تمام کر دو۔ انھوں نے اس کے پاس جا کر اس کا خاتمہ کر دیا۔ عبداللہ بن انیس کہتے ہیں کہ قتل کر کے میں عبداللہ بن عتیک کے پاس آیا اور ہم دونوں وہاں سے نکلے۔ اس کی بیوی نے شور مچایا مار ڈالا، مار ڈالا! عبداللہ بن عتیک زینے میں گر پڑے اور چلائے میرا پاؤں ٹوٹ گیا، میرا پاؤں ٹوٹ گیا۔ میں ان کو اٹھا لایا اور نیچے زمین پر لا کر بٹھایا۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ تمھارا پاؤں اچھا ہے چوٹ نہیں آئی ہے۔

ہم دونوں چلے اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور پھر سب وہاں سے چل دیئے۔ مجھے یاد آیا کہ میں اپنی کمان زینے پر چھوڑ آیا ہوں میں اسے لینے پلٹا وہاں جا کر دیکھا کہ تمام خیبر امنڈ آیا ہے اور ہر ایک کی زبان پر یہی ہے کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا، کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا۔ میں نے بھی یہی کیا کہ جسے میں نے دیکھا یا اس نے مجھے دیکھا اس سے میں نے یہی کہنا شروع کیا کہ کس نے ابن ابی الحقیق کو مارا۔ اب میں بھی زینے پر چڑھا بہت سے لوگ اس پر چڑھ رہے تھے اور اتر رہے تھے اسی ہنگامے میں جا کر میں نے اپنی کمان اٹھائی اور پھر وہاں سے نکل کر اپنے دوستوں کے پاس پہونچ گیا۔ دن کو ہم کہیں چھپ جاتے اور رات کو راہ چلتے دن کے وقت جب ہم کہیں چھپ کر بیٹھتے اپنے میں سے ایک کو نگہبان مقرر کرتے تاکہ اگر وہ کسی کو تعاقب میں آتا دیکھے تو اشارے سے ہمیں بتادے اسی طرح چلتے چلتے ہم بیضاء آئے۔ یہاں میں نگہبان ہوا مگر موسیٰ نے کہا کہ میں نگہبان بنتا ہوں اور عباس نے کہا میں نگہبان تھا۔

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں یہاں میں نے اپنے ساتھیوں کو خطرے کی اطلاع اشارے سے کی وہ بھاگے میں ان کے پیچھے چلا۔ مدینہ کے قریب آ کر میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ انھوں نے پوچھا کیا بات تھی کیا تم نے دشمن کی آہٹ پائی تھی؟ میں نے کہا یہ بات نہیں ہوئی بلکہ میں نے محسوس کیا کہ تم تھک کر چور ہو گئے ہو میں نے تم میں چستی پیدا کرنے کے لیے ایسا اشارہ کر دیا تھا۔

حضرت حفصہ سے نکاح

اس سال رسول ﷺ نے حفصہؓ بنت عمر سے شعبان میں نکاح کیا اس سے قبل عہد جاہلیت میں خنیس بن حذافۃ السہمی سے ان کا نکاح تھا۔ وہ مر گیا اور یہ بیوہ ہو گئی تھیں۔ اس سال ہفتہ کے دن ۷ شوال ۲ ہجری ماہ شوال میں

جنگ احد ہوئی۔

جنگ احد

ابوجعفر کہتے ہیں کہ واقعہ بدر اور اس میں قریش کے اشراف اور روساء کا قتل جنگ احد کا باعث ہوا۔

جنگ بدر کے بعد جب قریش کی ہزیمت یافتہ جماعت مکہ آئی اور ابوسفیان بن حرب اپنے قافلہ کے ساتھ مکہ پہنچا، عبداللہ بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ قریش کے ان دوسرے لوگوں کے ساتھ جن کے باپ اور بیٹے اس جنگ میں مارے گئے تھے، ابوسفیان بن حرب کے پاس آئے اور انھوں نے اس سے اور ان قریشیوں سے جن کا مال تجارت اس قافلے میں ابوسفیان کے ساتھ تھا کہا کہ اے گروہ قریش! محمد نے تم سے اپنا کینہ نکالا اور اس نے تمھارے منتخب اشخاص کو قتل کر دیا تم اس مال سے ہماری مدد کرو شاید ہم اس سے اپنی مصیبت کا بدلہ لے لیں۔

ابوسفیان اور دوسرے شرکاء قافلہ نے یہ بات مان لی اور اب پھر تمام قریش اپنے متعلقہ لشکروں اور مطیع قبائل کنانہ اور اہل تہامہ کے ساتھ رسول ﷺ سے لڑنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ ان سب نے رسول ﷺ سے لڑنے کے لیے دوسروں کو ورغلایا۔

ابوعزہ عمر بن عبداللہ بدر میں قید ہو کر رسول ﷺ کے سامنے پیش ہوا تھا چونکہ یہ محتاج تھا اور اس کی کئی لڑکیاں تھیں، اس نے آپؐ سے درخواست کی میں مفلس ہوں، عیال دار ہوں محتاج ہوں، آپ خود میری حالت سے واقف ہیں، آپ مجھ پر احسان کریں اور جان بخشی فرمائیں۔ اللہ کی رحمت آپؐ پر ہو۔ آپ نے اسے معاف کر دیا اب اس موقع پر صفوان بن امیہ نے اس سے کہا کہ جوانمرد اور شاعر ہو اپنی زبان سے ہماری مدد کرو اور ہمارے ساتھ چلو۔ اس نے کہا کہ چونکہ محمدؐ نے مجھ پر احسان کیا ہے میں ان کے برخلاف کسی کی مدد نہیں کرنا چاہتا، صفوان نے کہا نہیں تم ضرور خود ہماری مدد کرو! میں اللہ کے سامنے تم سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر تم واپس آئے تو میں تم کو مالا مال کر دونگا۔ اور اگر مارے گئے تو تمھاری بیٹیوں کی بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح پرورش کرونگا۔ اس لالچ میں ابوعزہ نے تمام تہامہ کا دورہ کیا اور بنی کنانہ کو جنگ کی دعوت دینے لگا۔

اسی طرح مسافع بن عبد مناف بن وہب بن حذافہ بن جمح بنی مالک کنانہ کے پاس جا کر ان کو رسول ﷺ کے خلاف جنگ پر ابھارنے اور آمادہ کرنے لگا۔

جبیر بن مطعم کا وحشی کو حضرت حمزہ کے قتل پر برانگیختہ کرنا

جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی کو جو حبشیوں کی طرح بھالا اندازی میں ایسا باکمال تھا کہ شاذ و نادر ہی کبھی اسکا نشانہ خطا ہوتا تھا، بلایا اور کہا کہ تم بھی سب کے ساتھ جاؤ اگر تم نے محمدؐ کے چچا کو میرے چچا کے عوض میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو۔

خواتین قریش کی جنگ میں شرکت

قریش پوری طرح تیار ہو کر کامل ساز و سامان کے ساتھ بنی کنانہ اور اہل تہامہ کے لشکروں کے ساتھ جنگ کے لیے چلے انھوں نے اپنی عورتوں کو بھی اس خیال سے کہ ان کی موجودگی میں زیادہ حمیت اور غیرت سے لڑیں گے اور نہیں بھاگیں گے، اپنے ساتھ لے لیا۔ امیر جماعت ابوسفیان بن حرب نے ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کو، عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام بن المغیرہ نے ام الحکیم بنت الحارث بن ہشام بن المغیرہ کو، حارث بن ہشام بن المغیرہ نے فاطمہ بنت الولید بن المغیرہ کو، صفوان بن خلف نے برزہ کو یا برہ بنت مسعود بن عمیر بن عمری الثقفیہ، عبداللہ بن صفوان کی ماں کو اور عمرو بن العاص بن وائل نے ریطہ بنت منبہ بن الحجاج عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی ماں کو، طلحہ بن ابی طلحہ اور ابوطلحہ عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار نے سلافہ بنت سعد بن شھیہ کو جو طلحہ کے بیٹوں مسافع، جلاس اور کلاب کی ماں تھی، ساتھ لیا۔ یہ سب اور ان کا باپ اس جنگ میں مارے گئے۔ خناس بنت مالک بن المضرب جو بنی مالک بن حنبل کی عورت تھی، اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ اس جنگ کے لیے نکلی یہ مصعب بن عمیر کی ماں ہے۔ بنی الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ والی عمرہ بنت علقمہ بھی لڑائی میں گئی۔

ھند بنت عتبہ بن ربیعہ کا یہ حال تھا کہ جب وہ وحشی کے پاس سے گذرتی یا وہ اس کے پاس سے گذرتا، کہتی اے ابودسمہ، یہ وحشی کی کنیت تھی، تم میرا دل ٹھنڈا کراؤ۔ اپنا دل بھی ٹھنڈا کر۔

قریش مکہ سے بڑھ کر وادی قناۃ کے مدینہ سے متصل کنارے پر بطن سنجہ کے پہاڑ میں مقام عینین پر آ کر ٹھہرے۔

رسول ﷺ کا خواب

رسولؐ اور مسلمانوں کو جب معلوم ہوا کہ قریش فلاں مقام تک بڑھ آئے ہیں آپ ﷺ نے مسلمانوں سے کہا کہ میں نے خواب میں گائے دیکھی ہے۔ اس کی تعبیر اچھی ہے میں نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانے پڑے ہوئے دیکھے۔ میں نے دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں چھپا لیا ہے۔ اس سے میں نے تعبیر لی ہے کہ یہ زرہ مدینہ ہے مناسب یہ ہے کہ تم مدینہ ہی میں ٹھہرے رہو اور قریش کو جہاں وہ آ کر اترے ہیں، پڑا رہنے دو اگر وہ وہاں زیادہ قیام کریں گے تو وہ بہت بری جگہ قیام کریں گے اور اگر وہ ہم پر چڑھ کر مدینہ آئیں گے تو یہاں ہم ان سے لڑیں گے۔

قریش جبل احد میں بدھ کے دن آ کر اترے تھے یہ اس دن جمعرات اور جمعہ وہیں ٹھہرے رہے۔ نماز جمعہ پڑھ کر رسول ﷺ ان کے مقابلہ پر بڑھے۔ صبح آپ نے احد کی گھاٹی میں کی اور ہفتہ کے دن نصف شوال کو جنگ احد ہوئی۔

جنگ مدینہ میں لڑی جائے یا باہر نکل کر؟ مسلمانوں کا اختلاف

عبداللہ بن ابی بن ابی سلول کی رائے اس معاملہ میں رسول ﷺ کے ساتھ تھی کہ مدینہ سے باہر نہ جانا چاہیے مگر کئی مسلمانوں نے جن کو اللہ نے اس جنگ میں شہادت کا مرتبہ عطا فرمایا اور ان کے علاوہ ان لوگوں نے جو بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے، رسول ﷺ سے کہا کہ آپ ہمیں لے کر ہمارے دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں ورنہ وہ سمجھیں گے کہ ہم ان کے مقابلہ پر نکلنے اور کمزور ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا کہ رسول ﷺ آپ مدینہ ہی میں قیام فرمائیں۔

ہرگز خود یہاں سے ان کے مقابلہ پر نہ جائیں کیونکہ ہمیشہ یہ ہوا ہے کہ جب کبھی مدینہ سے نکل کر ہم نے کسی دشمن کا مقابلہ کیا ہمیں ضرر پہنچا اور جب کبھی کسی دشمن نے یہاں ہم پر پیشقدمی کی ہمیشہ اسے زک پہنچی۔ آپ ان کو جہاں وہ ہیں وہیں رہنے دیں وہ مقام بہت برا ہے ان کو سخت تکلیف ہوگی۔ اگر وہ مدینہ آئیں گے تو یہاں ایک طرف مرد سامنے سے ان کا مقابلہ کریں گے اور عورتیں اور بچے اوپر سے ان پر سنگباری کریں گے اور وہ یہاں سے ذلیل بے نیل ومرام پسپا ہو جائیں گے۔ مگر جو لوگ دل سے دشمن سے لڑنے کے آرزومند تھے۔ وہ برابر رسول ﷺ کے پیچھے پڑے رہے کہ آپ خود چلیں آخر کار نماز جمعہ سے فارغ ہو کر آپ نے زرہ زیب تن فرمائی۔ اسی روز بنی النجار کے مالک بن عمرو انصاری کا انتقال ہوا تھا آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر آپ سب کے سامنے برآمد ہوئے۔ لوگ اب اپنے اصرار پر نادم تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے آپ کو اس بات کے لیے مجبور کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لیے زیبا نہ تھی۔

اس سلسلہ میں سدی سے مروی ہے کہ جب رسول ﷺ کو معلوم ہوا کہ قریش اپنے ساتھیوں کے ساتھ احد پر آ کر ٹھہرے ہیں آپ ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ میں اب کیا کروں؟ انھوں نے کہا کہ آپ ہمیں ان کتوں کے مقابلہ پر لے چلیں۔ انصار نے کہا کہ جناب والا خود ہمارے علاقے میں جب کسی نے ہم پر یورش کی اسے کبھی ہم پر غلبہ نہیں ہوا اور اب جبکہ خود آپ بھی ہم میں موجود ہیں تو بدرجہ اولیٰ کسی کو ہمارے یہاں ہمارے مقابلہ پر کامیابی نہیں ہوگی۔ رسول ﷺ نے صرف اب کے پہلی مرتبہ عبداللہ بن ابی بن سلول کو بلا کر مشورہ لیا اس نے کہا اے رسول ﷺ آپ ہم کو ان کتوں کے مقابلہ پر لے کر نہ نکلیے۔ خود رسول ﷺ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ قریش مدینہ آ کر آپ سے لڑیں تا کہ شہر کے گلی کوچوں میں لڑائی ہو۔

نعمان بن مالک کی شجاعت

اتنے میں نعمان بن مالک الانصاری آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ مجھے جنت سے کیوں محروم کرتے ہیں؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو واقعی نبی مبعوث کیا ہے میں ضرور جنت میں جاؤں گا۔ آپ نے پوچھا کیسے؟ انھوں نے کہا اس لیے میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے آپ اس کے رسول ہیں اور میں جنگ میں ہرگز نہیں بھاگوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ چنانچہ یہ اس روز لڑائی میں شہید ہو گئے۔

آپ ﷺ کا زرہ زیب تن فرمانا

رسول ﷺ نے اپنی زرہ منگا کر اسے زیب بدن کیا جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ مسلح ہو گئے وہ اپنے اصرار پر نادم ہوئے اور کہنے لگے کہ رسول ﷺ پر تو خود وحی آتی ہے اس لیے ہم نے بہت برا کیا کہ ان کے خلاف مرضی ان کو مشورہ دیا۔ اس خیال سے وہ سب آپ کے پاس معذرت کے لیے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جو آپ کی رائے ہو اس پر عمل فرمائیے۔ ہمارے مشورہ کا لحاظ نہ کیجئے۔ رسول ﷺ نے کہا مگر نبی کے لیے یہ زیبا نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو بغیر لڑے ہوئے اسے اتار دے۔

عبداللہ بن ابی بن سلول اور منافقین کی علیحدگی اور مدینہ واپسی

آپ ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ احد تشریف لے گئے آپ نے ان سے کہا اگر تم نے صبر کیا تو [illegible] ہو گے فتحیاب ہو گے جب آپ مدینہ سے نکل گئے۔ عبداللہ بن ابی بن سلول تین سو آدمیوں کے ساتھ آپ کا ساتھ چھوڑ کر

واپس آ گیا ابو جابر اسلمی ان کو پھر بلا کر لانے کے لیے ان کے تعاقب میں گئے۔ عبداللہ کی جماعت نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ ہم کیوں لڑیں ہماری بات مانو تو ہمارے ساتھ واپس چلے چلو۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ فرمایا "اذھمت طائفتان منکم ان تفشلا" (جب تمھاری دو جماعتوں نے ہمت ہار کر جنگ سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا) ان سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں یہ دونوں قبیلے عبداللہ بن ابی کے ساتھ واپس جانا چاہتے تھے مگر اللہ نے ان کو بچالیا اور بقیہ سات سو رسول ﷺ کے ساتھ احد میں ٹھہرے رہے۔

ابن اسحٰق کے سابقہ بیان کے مطابق جب رسول ﷺ زرہ پہن کر صحابہؓ کے پاس آئے انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ کی مرضی کے خلاف آپ پر جبر کیا حالانکہ یہ بات ہمارے لیے زیبا نہ تھی، اللہ کی رحمت آپ پر ہو اگر آپ پسند فرمائیں تو نہ جائیں یہیں تشریف رکھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ جب زرہ پہن لے تو اسے بغیر لڑے اتارے۔

آپ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ سے برآمد ہوئے جب آپ شوط آئے جو احد اور مدینہ کے درمیان واقع ہے، عبداللہ بن ابی بن سلول ایک تہائی جماعت کے ساتھ آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلتا بنا اس کا بہانہ یہ تھا کہ رسول ﷺ نے اوروں کی بات مانی میری نہ مانی۔ بخدا اے لوگو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم یہاں کیوں جانیں لڑائیں۔ چنانچہ وہ اپنے ہم قوم منافقوں اور بد باطنوں کے ساتھ واپس ہو گیا۔ بنو سلمہ کے عبداللہ بن عمرو بن حرام ان کے پیچھے گئے اور کہنے لگے اے میری قوم میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اس دشمن کے مقابلہ میں تم اپنے نبی اور اپنی قوم کا ساتھ نہ چھوڑو۔ وہ کہنے لگے کہ اگر ہمیں اس بات کا یقین ہوتا کہ تم واقعی دشمن سے لڑو گے تو ہم تمھارا ساتھ نہ چھوڑتے مگر ہم جانتے ہیں کہ تم لڑو گے نہیں۔ جب انھوں نے ان کی بات نہ مانی اور واپس جانے پر اصرار کیا تو انھوں نے مایوس ہو کر کہا اے دشمنان خدا اللہ تم کو ہلاک کرے تمھارے مقابلہ میں اللہ میرے لیے کافی ہے۔

دونوں فوجوں کا تقابلی جائزہ

واقدی نے بیان کیا ہے کہ مقام شیخین سے عبداللہ بن ابی تین سو آدمیوں کے ساتھ رسول ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر پلٹ گیا۔ اب رسول ﷺ کے ساتھ سات سو مسلمان رہ گئے، مشرکین تین ہزار تھے ان میں دو سو سوار اور پندرہ عورتوں کے محمل تھے۔ ان میں سات سو زرہ پوش تھے۔ ان کے مقابلہ میں صرف سو مسلمان زرہ پوش تھے اور ان کے ساتھ صرف دو گھوڑے ایک رسول ﷺ کا اور ایک ابو بردہ بن نیار الحارثی کا تھا۔

سر شام طلوع شفق کے ساتھ رسول ﷺ شیخین سے روانہ ہوئے۔ اس مقام پر دو حجرے تھے جہاں دو اندھے یہودی مرد اور عورت کھڑے ہو کر لوگوں سے سلف کے واقعات بیان کرتے تھے اسی وجہ سے ان کا نام شیخین ہو گیا یہ جگہ مدینہ کے اطراف میں ہے۔

کمسن صحابہ کی واپسی

مغرب کے بعد آپ نے یہاں اپنی جماعت کا فوجی معائنہ کیا ان میں سے بعض کو جنگ میں شرکت کی اجازت دی اور بعض کو واپس کر دیا ان میں زیدؓ بن ثابت، ابن عمرؓ، اسید بن ظہیر، براء بن عازب اور عرابہ بن اوس تھے۔ نیز آپ نے ابو سعید الخدری کو بھی واپس کر دیا اور سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو جانے کی اجازت دی پہلے تو آپ نے رافع کو بھی کم سن سمجھ کر واپس کرنا چاہا تھا مگر رافع اپنا قد بلند دکھانے کے لیے پیوند زدہ جوتوں میں اپنی انگلیوں پر

کھڑے ہو گئے۔ رسول ﷺ نے جب ان کا معائنہ کیا ان کو چلنے کی اجازت دیدی۔

سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کی کشتی

محمد بن عمر سے روایت ہے کہ سمرہ بن جندب کی ماں اب مرّی بن سیان بن ثعلبہ ابو سعید الخدری کے چچا کے زیر نکاح تھی اس طرح سمرہ، مُری کے ربیب تھے۔

جب رسول ﷺ جنگ احد کے لیے تشریف لے گئے اور آپ نے اپنے ساتھیوں کا معائنہ کر کے ان میں سے کم عمر لوگوں کو واپس کر دیا ان میں آپ نے سمرہ کو واپس کیا اور رافع بن خدیج کو لڑائی میں شرکت کی اجازت دی۔ سمرہ نے اپنے مربی مری بن سنان سے کہا کہ باوا جان! رسول ﷺ نے رافع بن خدیج کو اجازت دی اور مجھے واپس کر دیا۔ حالانکہ میں اسے کشتی میں پٹک دیتا ہوں۔ مُری نے رسول ﷺ سے کہا کہ آپ نے میرے بیٹے کو واپس کر دیا اور رافع بن خدیج کو اجازت دی ہے حالانکہ میرا بیٹا اسے پٹک دیتا ہے۔ رسول ﷺ نے دونوں کی کشتی کرائی سمرہ نے رافع کو گرا دیا، آپ نے ان کو اجازت دیدی اور وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ احد میں شریک ہوئے۔ ابو حثمہ الحارثی اس واقعہ میں رسول ﷺ کے راہنما تھے۔

دربار رسالت میں ایک منافق کی گستاخی

ابن اسحٰق کے سلسلہ بیان کے مطابق رسول ﷺ آگے بڑھ کر بنی حارثہ کی پتھریلی زمین میں آئے، گھوڑے نے اپنی دم ماری وہ تلوار کے پرتلے لگی جس سے تلوار نیام سے باہر نکل گئی۔ رسول ﷺ فال لینے کے دلدادہ تھے آپ نے فرمایا آج تلوار والے کو بھی معافی نہیں اپنی تلوار سنبھالو میں سمجھتا ہوں کہ آج تلواریں نکل کر رہیں گی۔ پھر آپ نے صحابہؓ سے کہا کہ کون ہے؟ جو ہمیں دشمن کے پاس ریت کے ٹیلوں میں سے ہو کر اس طرح پہنچا دے کہ ہم ان کے سامنے سے برآمد نہ ہوں۔ بنو حارثہ بن حارث کے ابو حثمہ نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں لے چلتا ہوں۔ آپ نے اسے آگے کیا وہ رسول کو بنو حارثہ کے پتھریلے میدان میں سے لے کر ان کے کھیتوں میں لے آیا اور یہیں سے وہ مربع بن قیظی کے کھیت میں لایا۔

یہ ایک منافق تھا جسے کم نظر آتا تھا وہ رسول ﷺ اور مسلمانوں کی آہٹ سن کر ان کے چہروں پر مٹی پھینکنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر تم اللہ کے رسول ہو تو بھی میں تمھارے لیے اس بات کو جائز نہیں قرار دیتا کہ تم میرے احاطہ میں گھسو۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھا کر کہا اے محمدؐ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ یہ مٹی صرف تمھارے منہ پر پڑے گی تو میں اسے تمھارے منہ پر ماردوں۔ اس کی اس گستاخی پر مسلمان اس کو قتل کرنے لپکے مگر رسول ﷺ نے ان کو روک دیا اور فرمایا کہ جس طرح یہ آنکھ کا اندھا ہے اسی طرح اس کا دل بھی اندھا ہے۔ مگر اس ممانعت سے پہلے ہی بنو عبدالاشھل کے سعد بن زید نے لپک کر اپنی کمان اس کے سر پر ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا۔

میدان جنگ کی ترتیب

ابن جبیر کی جبل پر تقرری

رسول ﷺ اپنی سمت چلے گئے اور احد سے اس راستے پر آئے جو پہاڑ کی سمت والے وادی کے کنارے تھا۔ اس طرح

آپ نے اپنی پشت اور چھاؤنی کو پہاڑ کی طرف کیا اور فرمایا کہ جب تک ہم لڑائی کا حکم نہ دیں کوئی نہ لڑے۔

قریش نے اپنی سواری کے جانور اور دوسرے مویشیوں کو چرنے کے لیے صمغہ کے مسلمانوں کے کھیتوں میں چھوڑ دیا تھا جب رسول ﷺ نے تا حکم لڑائی کی ممانعت کر دی۔ ایک مسلمان نے کہا کہ بنی قیلہ کے تمام کھیت چرا لیے جائیں اور ہم کچھ نہ کریں۔ رسول نے جنگ کی تیاری شروع کی۔ آپ کے ساتھ صرف سات سو مسلمان تھے۔ قریش نے بھی جنگ کے لیے صف بندی کی۔

کفار کی تعداد تین ہزار تھی ان کے ساتھ دو سو سوار تھے جن کو انھوں نے اصل جماعت سے ہٹا کر خالد بن ولید کی قیادت میں اپنے میمنہ پر متعین کیا تھا۔ عکرمہ بن ابی جہل ان کے میسرہ پر تھا۔ رسول ﷺ نے اپنے قادر تیر اندازوں پر بنی عمرو بن عوف کے عبداللہ بن جبیر کو جو اس روز اپنے سفید کپڑوں کی وجہ سے نمایاں تھے، مقرر فرمایا ان کی تعداد پچاس تھی۔ اور فرمایا کہ چاہے لڑائی کا رنگ ہمارے موافق ہو یا مخالف تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور ہمارے عقب سے دشمن کو کسی طرح ہم پر نہ حملہ کرنے دینا، اس موقع پر رسول ﷺ دو زرہیں پہن کر معرکہ میں ظاہر ہوئے تھے۔

تیر انداز دستے کی غلطی

حضرت براء سے مروی ہے کہ جنگ احد میں جب رسول ﷺ کا مشرکوں سے مقابلہ ہوا، آپ نے عبداللہ بن جبیر کی سربراہی میں چند آدمیوں کو تیر اندازوں کے سامنے بٹھا دیا اور فرمایا کہ تم اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا چاہے تم ہم کو دشمن پر کامیاب ہوتا ہوا دیکھو یا ان کو ہم پر غلبہ پاتا ہوا دیکھو تب بھی ہماری مدد کے لیے اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ مگر جب مقابلہ ہوا مشرکین بھاگے یہاں تک کہ ان کی عورتوں نے فرار کے لیے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا حتی کہ ان کے پازیب دکھائی دینے لگے تب مسلمان تیر اندازوں نے شور مچایا غنیمت غنیمت! عبداللہ بن جبیر نے ان کو ڈانٹا کہ ٹھہرو کیا تم کو رسول ﷺ کا فرمان یاد نہیں رہا مگر انھوں نے کچھ نہ سنی اور لوٹنے کے لیے چلے گئے اللہ نے اس پاداش میں خود ان کے منہ لڑائی سے موڑ دیئے اور ستر مسلمان اس جنگ میں کام آئے۔

جنگ احد کے واقعات

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ابوسفیان ۳ شوال کو احد آ کر فروکش ہوا۔ رسول ﷺ جنگ کے لیے برآمد ہوئے۔ آپ نے مسلمانوں کو اس کے لیے دعوت دی وہ جمع ہو گئے۔ آپ نے زبیر کو رسالہ کا امیر مقرر کیا اس روز ان کے ساتھ مقداد بن الاسود الکندی بھی تھے۔ آپ نے اپنا جھنڈا قریش کے مصعب بن عمیر کو دیا۔ حمزہ بن عبدالمطلب کو آپ نے اپنے آگے بھیجا تھا۔ یہ حسر آئے مشرکین کی سمت سے خالد بن ولید جن کے ہمراہ عکرمہ بن ابی جہل تھا، لڑنے کے لیے سامنے آئے آپ نے زبیر کو بھیجا اور کہا کہ خالد بن ولید کے سامنے جا کر میرے حکم تک ٹھہرے رہو۔ دوسرے سواروں کو آپ نے دوسری سمت جا کر تا حکم ٹھہرنے کا حکم دیا۔ ابوسفیان لات اور عزیٰ کو ساتھ لیے ہوئے میدان میں آیا۔ آپ نے زبیر کو حملہ کا حکم بھیجا۔ انھوں نے خالد بن ولید پر حملہ کیا۔ اللہ نے اسے اور اسکے ساتھیوں کو شکست دی۔ اس موقع پر رسول ﷺ نے "ولقد صدقکم اللہ وعدہ ...... من بعدما اراکم ماتحبون" تک تلاوت فرمائی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مومنوں سے اپنی نصرت کا وعدہ کیا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے۔ اس کے علاوہ رسول ﷺ نے کچھ آدمی اپنے عقب میں بھیج کر ان کو ہدایت کی تھی کہ وہ وہیں ٹھہریں کسی حال میں وہاں سے حرکت نہ کریں۔ اگر ہمارا کوئی آدمی بھاگ کر جاتا ہوا ہے روک کر پلٹا دیں اور کسی دشمن کو عقب سے حملہ نہ کرنے

دیں۔ رسول ﷺ اور صحابہؓ نے کفار کو مار بھگایا جو لوگ آپ کے عقب میں حفاظت کے لیے متعین کیے گئے تھے انھوں نے مشرکین کی عورتوں کو پہاڑ پر چڑھتا اور دوسرے مال غنیمت کو پڑا ہوا دیکھا انھوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ رسول ﷺ کے پاس چلو اور قبل اس کے کہ دوسرے آ کر اس پر قبضہ کریں تم اسے اپنے قبضے میں کرو۔ اس پر دوسرے لوگوں نے کہا کہ ہم تو رسول ﷺ کے حکم کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی جگہ ٹھہرے رہتے ہیں۔ اسی موقع کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "منکم من یرید الدنیا" (ترجمہ: تم میں بعض دنیا کے طالب ہیں) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو غنیمت کے ارادے سے اپنی جگہ چھوڑ کر چلے گئے "ومنکم من یرید الاخرۃ" (ترجمہ: اور تم میں بعض آخرت کے طلبگار تھے) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے کہا کہ ہم رسول ﷺ کی اطاعت کرنے میں اپنی جگہ جمے رہتے ہیں۔ ابن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ اس روز کے واقعہ سے پہلے مجھے اس بات کا خیال بھی نہیں آیا تھا کہ صحابۂ رسول میں سے کوئی بھی دنیا اور متاع دنیا کا طالب ہوگا۔

سدی سے مروی ہے کہ احد میں رسول ﷺ مشرکین کے مقابلہ پر برآمد ہوئے۔ آپ کے حکم سے تیرانداز پہاڑ کی جڑ میں مشرکین کے رسالہ کے سامنے کھڑے ہوئے آپ نے ان کو ہدایت فرمائی کہ تم اپنی جگہ سے کسی وقت نہ ہٹنا چاہے تم ہم کو ان پر فتحیاب ہوتا ہوا دیکھو۔ کیونکہ جب تک تم اپنی جگہ کھڑے رہو گے ہم غالب رہیں گے، آپ نے خوات بن جبیر کے بھائی عبداللہ بن جبیر کو ان تیراندازوں کا سردار مقرر فرمایا تھا۔

حضرت علیؓ کا مشرک علم بردار سے مقابلہ

اب طلحہ بن عثمان مشرکوں کے علمبردار نے میدان میں نکل کر کہا اے محمدؐ کے ساتھیو تمھارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ ہم کو تمھاری تلواروں کے ذریعے بہت جلد دوزخ میں لے جائے گا اور تم کو ہماری تلواروں کے ذریعے فوراً جنت میں داخل کردے گا۔ لہٰذا کوئی مرد میدان ہے جسے اللہ میری تلوار سے فوراً جنت میں لے جائے یا اس کی تلوار سے مجھے دوزخ دکھائے؟ علی بن ابی طالب کھڑے ہوئے اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس وقت تک تجھ کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ اپنی تلوار سے تجھے جہنم واصل نہ کردوں یا تیری تلوار سے خود جنت میں نہ جاؤں۔ علی نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا پاؤں قطع کردیا وہ اس طرح گرا کہ اس کی شرمگاہ کھل گئی۔ کہنے لگا اے میرے بھائی میں تم کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے نہ مارو۔ حضرت علی نے اسے چھوڑ دیا۔ رسول ﷺ نے تکبیر کہی۔ صحابہؓ نے علیؓ سے پوچھا کہ تم نے کیوں اس کا کام تمام نہ کردیا؟ کہنے لگے کہ میرے چچیرے بھائی کی جب شرمگاہ عریاں ہوگئی اس نے مجھے اللہ اور قرابت کا واسطہ دیا مجھے شرم آ گئی۔

پھر زبیر بن العوام اور مقداد بن الاسود نے مشرکین پر حملہ کیا اور ان کو مار بھگایا۔ رسول ﷺ اور آپ کے صحابہؓ نے حملہ کیا اور ابوسفیان کو بھگایا۔

خالد بن ولید کا مسلمانوں پر کامیاب حملہ

خالد بن ولید مشرکین کے افسر رسالہ نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھ کر حملہ کردیا تیراندازوں نے تیروں سے ان کی خبر لی جس سے خالد بھاگ گیا مگر اس کے بعد جب تیراندازوں نے رسول ﷺ اور صحابہؓ کو مشرکین کے پڑاؤ کے عین وسط میں مال غنیمت کی لوٹ میں مشغول دیکھا۔ وہ بھی لوٹنے دوڑے مگر ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور یہیں ٹھہرتے ہیں، مگر ان کا بیشتر حصہ لوٹنے کے لیے اصل فوج میں جا ملا تھا۔

خالد نے جب دیکھا کہ اب بہت کم قادر انداز رہ گئے ہیں اس نے پھر حملہ کر کے قادر اندازوں کو قتل کر دیا اور ان سے فارغ ہو کر نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ پر حملہ کیا مشرکین نے جب دیکھا کہ ان کا رسالہ جنگ میں مصروف ہے انھوں نے جنگ کے لیے ایک دوسرے کو للکارا اب سب نے مل کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور ان کو شکست دی اور بے دریغ قتل کر دیا۔

حضرت ابودجانہ کی بہادری

حضرت زبیرؓ سے مروی ہے کہ جنگ احد کے دن رسول ﷺ ایک تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے اسے بغور دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کون ہے جو اس کو لے کر اس کا حق ادا کر دے؟ میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے، ل ﷺ میں اس کا مستحق ہوں۔ آپ نے میری طرف سے منہ پھیر لیا اور پھر فرمایا کون اس تلوار کو اس کے حق کے لیے لیتا ہے؟ میں نے پھر کہا اے رسول ﷺ میں اس کا مستحق ہوں۔ آپ نے پھر منہ پھیر لیا اور پھر کہا کہ کون اس تلوار کا مستحق ہے؟ اس مرتبہ ابودجانہ سماک بن خرشہ نے آگے بڑھ کر کہا میں اس کا حق ادا کرونگا اور وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس تلوار کا حق یہ ہے کہ اس سے کسی مسلم کو قتل نہ کیا جائے اور کوئی کافر اس سے بھاگ کر بچنے نہ پائے۔ پھر آپ نے وہ تلوار ان کو دیدی۔ بودجانہ جب لڑنے نکلتے تو سر پر علامت کے لیے ایک کپڑا باندھ لیتے۔ میں نے دل میں کہا دیکھوں آج کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ جس پر انھوں نے تلوار اٹھائی اسے پاش پاش کر دیا بڑھتے ہوئے وہ دامن کوہ میں مشرکین کی عورتوں کے پاس پہنچے ان کے پاس دف تھے اور ایک عورت گا رہی تھی

نحن بنات طارق
ان تقبلوا نعانق
ونبسط النمارق
اوتدبروا نفارق
فراق غیر وامق

ترجمہ: ہم خاندانی بیبیاں ہیں۔ آگے بڑھو گے گلے ملیں گی اور فرش بچھائیں گی اگر منہ موڑو گے الگ ہو جائیں گی اور اس کی ہمیں کچھ پروانہ ہو گی۔

ابودجانہ نے اسے مارنے کے لیے تلوار اٹھائی مگر پھر رک گئے اور چھوڑ دیا میں نے ان سے کہا تمھاری کارگذاری میں نے دیکھی مگر اس کی کیا وجہ ہوئی کہ عورت پر تلوار اٹھا کر پھر تم نے اسے چھوڑ دیا۔ ابودجانہ نے کہا میں نے رسول ﷺ کی تلوار کو اس سے برتر سمجھا کہ اس سے عورت کو قتل کروں۔

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق رسول ﷺ نے فرمایا کون ہے جو اس تلوار کو لے اور اس کا حق ادا کرے۔ کئی صاحب لینے اٹھے مگر آپ نے ان کو وہ تلوار نہ دی۔ بنی ساعدہ کے ابودجانہ سماک بن خرشہ نے عرض کیا کہ اے رسول ﷺ اس کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تم اسے دشمن پر اس وقت تک چلاؤ کہ یہ مڑ جائے، ابودجانہ نے کہا میں اس کے حق کو پورا کرنے کے لیے اسے لیتا ہوں۔ آپ نے تلوار ان کو دیدی۔ ابودجانہ ایک بڑے شجاع آدمی تھے لڑائی میں اکڑتے تھے جب وہ سرخ رومال اپنے سر پر باندھتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ آج یہ لڑیں گے چنانچہ اس تلوار کو رسول

ﷺ کے ہاتھ سے لے کر انھوں نے اپنا سرخ رومال سر سے باندھا اور پھر دونوں صفوں کے بیچ میں اکڑتے ہوئے چلنے لگے۔

بنی سلمہ کے ایک انصاری سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے ابودجانہ کو اس طرح اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ یوں تو اس چال سے اللہ عزوجل ناراض ہو جاتا ہے مگر اس موقع پر نہیں۔

ابوسفیان کا انصار کو پیغام

ابوسفیان نے اوس اور خزرج کے پاس اپنے ایک پیمبر کے ذریعے کہلا کر بھیجا کہ تم ہمارے اور ہمارے عزیز کے درمیان سے علیحدہ ہو جاؤ ہمیں اس سے نبٹ لینے دو ہم تمھارے مقابلہ سے پلٹ جائیں گے کیونکہ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے مگر انھوں نے اس کے اس پیام کو حقارت سے رد کر دیا۔

بنوضبیعہ کے سردار ابوعامر فاسق کا کردار

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ بنوضبیعہ کا ابوعامر عمرو بن صیفی بن مالک بن النعمان بن امہ رسول ﷺ کو چھوڑ کر مکہ چلا گیا تھا اس کے ساتھ اوس کے پچاس نوعمر لڑکے جن میں عثمان بن حنیف بھی تھا، تھے۔ بعض راویوں نے ان کی تعداد پندرہ لکھی ہے۔ یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ اگر محمدؐ سے مقابلہ ہوا تو اوس کا کوئی شخص میری مخالفت نہیں کرے گا۔ جب مقابلہ شروع ہوا سب سے پہلے یہی ابوعامر حبشیوں اور اہل مکہ کے غلاموں کے ساتھ اوس سے لڑنے برآمد ہوا۔ اور اس نے آواز دی کہ اے قبیلہ اوس میں ابوعامر ہوں انھوں نے جواب دیا اے فاسق اللہ تیری صورت نہ دکھائے۔

اسے جاہلیت میں راہب کہتے تھے اب رسول ﷺ نے اس کا لقب فاسق کر دیا تھا۔ جب اس نے اپنے قبیلہ کا یہ غیر متوقع جواب سنا کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے بعد میری قوم بالکل بگڑ گئی۔ پھر اس نے ان سے شدید جنگ کی اور ان پر پتھر پھینکے۔

ابوسفیان کی اپنے علمبرداروں سے گفتگو

ابوسفیان نے اپنے بنی عبدالدار کے نشانداروں کو جنگ پر ثابت قدم رکھنے کے لیے ان سے کہا تھا کہ تم جنگ بدر میں ہمارے علم بردار تھے اس موقع پر جو تباہی ہمیں نصیب ہوئی اس سے تم واقف ہو۔ ہر فوج پر اس کے علمبرداروں کی سمت سے یورش کی جاتی ہے اگر وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے تو ساری قوم کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔ یا تو تم ہمارے لیے اس علمبرداری کا پورا حق ادا کرو ورنہ اسے چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ ہم سنبھالیں گے۔ انھوں نے کہا نہیں ہم پوری طرح اپنا حق ادا کریں گے اور دادِ مردانگی دیں گے۔ ہم اور ان نشانوں کو چھوڑ دیں یہ کبھی نہ ہوگا جب کل دشمن سے مقابلہ ہوگا تم خود دیکھ لو گے کہ ہم کیا کرتے ہیں۔ ابوسفیان کا یہی مقصد تھا کہ طعنہ دے کر ان کو غیرت دلائی جائے وہ پورا ہو گیا۔

قریشی عورتوں کا کردار

جب حریفوں کا مقابلہ ہوا اور ایک دوسرے کے قریب آ گئے ہند بنت عتبہ ساتھنوں کے ساتھ مردوں

کے عقب میں کھڑی ہو گئی وہ دف بجانے لگیں اور ان کے حوصلے بڑھانے لگیں اس موقع پر ہندہ یہ شعر گا رہی تھی:

ان تقبلوا نعانق
ونفرش النمارق
او تدبروا نفارق
فراق غیر وامق
ویھا بنی عبدالدار
ویھا حماۃ الادبار
ضربا بکل تبار

ترجمہ: اگر آگے بڑھو گے گلے لگائیں گی اور گدے بچھائیں گے اگر منہ موڑو گے بغیر کسی خیال کے قطع تعلق کر لیں گی۔ اے بنی عبدالدار، اے پشت بچانے والو، شمشیر براں سے مارو

پہلے پہل مسلمانوں کی کامیابی

اب عام جنگ شروع ہو گئی اور بہت گرما گرم جنگ ہوئی۔ ابودجانہ نے دشمن پر قاتلانہ حملہ کیا وہ حمزہ بن عبدالمطلب اور علی بن ابی طالب اور کچھ مسلمانوں کے ساتھ دشمنوں میں گھس پڑے اللہ عزوجل نے اپنی نصرت نازل کی اور جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔ انھوں نے تلواروں پر مشرکین کو رکھ لیا اور سامنے سے مار ہٹایا اور بلاشبہ ان کو شکست ہو گئی۔

جنگ پلٹ گئی

زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے ہند بنت عتبہ کے خادموں اور اس کی سہیلیوں کو تیزی سے میدان سے بھاگتے ہوئے دیکھا ان کے پکڑ لینے میں کوئی شے مانع نہ تھی۔ اتنے میں جبکہ ہم نے دشمن کو مقابلہ سے مار بھگایا ہمارے تیرانداز لوٹنے کے لیے دشمن کی فرودگاہ چلے آئے اور انھوں نے دشمن کے رسالہ کے لیے ہمارے عقب کو غیر محفوظ چھوڑ دیا۔ چنانچہ دشمن کے رسالہ نے پیچھے سے ہمیں آ لیا اسی وقت کسی نے چلا کر کہا کہ محمدؐ مارے گئے اس کے سنتے ہی ہمارے حوصلے پست ہو گئے اور دشمن کے حوصلے ہم پر اور بڑھ گئے حالانکہ ہم دشمن کے علمبرداروں کو ختم کر چکے تھے اور ان میں سے اب کسی کو اپنے جھنڈے کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔

صواب حبشی کا دلیرانہ واقعہ

بعض علماء سے مروی ہے کہ مشرکین کا نشان گرا ہوا تھا اسے عمرہ بنت علقمۃ الحارثہ نے قریش کے لیے اٹھا کر بلند کر دیا۔ مسلمانوں نے اسے چاروں طرف سے آ گھیرا۔ یہ نشان بنی ابی طلحہ کے حبشی غلام صواب کے ہاتھ میں تھا۔ ان کا یہ آخری شخص تھا جس نے نشان اٹھایا۔ وہ لڑا اس کے دونوں ہاتھ قطع کر دیئے گئے۔ تب اس نے اپنے سینے سے اسے چھپایا اور سینے اور گردن کے ذریعہ اسے تھاما اسی حال میں وہ مارا گیا وہ کہہ رہا تھا اے بار الٰہ کیا میں نے کوئی کوتاہی کی۔

جب فریقین میں اس معرکہ کے متعلق فخریہ اور طنزیہ اشعار بازی ہوئی حسان بن ثابت نے اس صواب کے ہاتھ قطع کرنے کے واقعہ کو اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔

علیؓ کی دلیری

ابو رافع سے مروی ہے کہ جب علی بن ابی طالب نے مشرکین کے علمبرداروں کو تہ تیغ کر دیا، رسول ﷺ کی نظر مشرکوں کی ایک اور جماعت پر پڑی آپ نے علیؓ سے کہا کہ اس پر حملہ کرو۔ انھوں نے حملہ کر کے اس جماعت کو منتشر کر دیا اور بنی عامر بن لوی کے شیبہ بن مالک کو قتل کر دیا۔ حضرت جبرئیل نے رسول ﷺ سے کہا کہ یہ ہے ہمدردی۔ آپ نے فرمایا بے شک علیؓ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ جبرئیل نے کہا۔ میں آپ دونوں کا تیسرا ہوں۔ نیز صحابہؓ نے یہ آواز بھی سنی "لاسیف الاذوالفقار. ولا فتی الاعلی" (ترجمہ: تلوار صرف ذوالفقار ہے اور جوانمرد صرف علیؓ ہیں)

مسلمانوں کی شکست

حضور ﷺ کا زخمی ہونا اور مسلمانوں کی شکست

ابو جعفر نے کہا ہے کہ جب مسلمانوں کو ان کے عقب سے آلیا گیا وہ بھاگے، مشرکین نے ا۔ کو بے دریغ قتل کیا۔ اس مصیبت کی وجہ سے مسلمانوں کے تین حصے ہو گئے تھے ایک مارا گیا، ایک زخمی ہوا اور ایک حصہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ خود رسول ﷺ جنگ کی وجہ سے اس قدر تھک گئے تھے کہ آپ کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کریں؟ خود آپ کے سامنے کے چوکے میں سے نیچے کے دانت ٹوٹ گئے۔ آپ کا منہ مبارک شق ہو گیا رخسار اور بالوں کی جڑ کے پاس سے پیشانی زخمی ہوئی۔ ابن قمیہؑ نے آپ کے سر کے بائیں حصہ پر تلوار ماری، آپ کو عتبہ بن ابی وقاص نے زخمی کیا تھا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جس روز آپ کے سامنے کے دانت ٹوٹے اور آپ کے چہرے پر زخم لگا خون آپ کے منہ پر بہہ رہا تھا آپ اسے پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس قوم نے اپنے نبی کا چہرہ اس کے خون سے رنگین کیا ہو وہ کس طرح فلاح پا سکتی ہے۔ مگر اس حال میں بھی آپ ان کو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ اللہ عزوجل نے اس موقع پر یہ پوری آیۃ نازل فرمائی:

"لیس لک من الأمر شیء" (ترجمہ: اس معاملہ میں تمہارا کوئی دخل نہیں)

انصار کی سرفروشی

ابو جعفر نے کہا ہے کہ جب دشمن نے آپ پر حملہ کیا آپ نے فرمایا کون ہے جو ہمارے لیے اپنی جان بیچ ڈالے۔ اس کے متعلق محمود بن عمرو بن یزید بن السکن سے مروی ہے کہ زیاد بن لسکن پانچ انصاریوں کے ساتھ اٹھے یا دوسرے راویوں کے بیان کے مطابق عمارہ بن زیادہ بن السکان اٹھے اور رسول ﷺ کی مدافعت کے لیے ان کے آگے آ کر لڑنے لگے۔ ایک کے بعد ایک قتل ہوتے چلے گئے۔ آخر کار زخموں سے چکنا چور ہو کر بیکار ہو گئے اتنے میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت رسول ﷺ کے پاس پلٹ آئی اور اس نے دشمن کو آپ کے سامنے سے دھکیل دیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ زیاد کو میرے قریب لاؤ لوگ ان کو قریب لے آئے۔ انھوں نے رسولؐ کے قدم پر اپنا سر رکھ دیا وراسی حالت میں کہ ان کا گال آپ کے قدم پر رکھا ہوا تھا انھوں نے جان دیدی۔

ابو دجانہ خود اپنے جسم کو دشمن کی جانب کر کے رسول ﷺ کو بچانے کے لیے ڈھال سی بن گئے تیر آ آ کر ان کی پیٹھ پر لگ رہے تھے مگر وہ آپ پر جھکے ہوئے آپ کو دشمن سے بچا رہے تھے یہاں تک کہ بے شمار تیر ان کے آ لگے۔ سعد بن ابی وقاص رسول کو اپنی آڑ میں لے کر دشمن پر تیر چلانے لگے۔ خود سعد بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ مجھے تیر اٹھا کر دیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے تم پر میرے ماں باپ نثار تیر چلاؤ۔ ہوتے ہوتے آپ نے ایسا تیر مجھے دیا کہ اس میں اَنی نہ تھی مگر آپ نے یہی فرمایا اسے بھی چلاؤ۔

عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ اس روز خود رسول ﷺ نے اپنی کمان سے تیر چلایا مگر اس کی تانت ٹوٹ گئی۔ اسے قتادہ بن النعمان نے اٹھا لیا یہ ان کے پاس تھی اس روز ان کی ایک آنکھ اس طرح جاتی رہی کہ وہ ان کے گال پر آ پڑی۔ رسول ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے پھر اس کے حلقہ میں رکھ دیا تو اب وہ دوسری آنکھ کے مقابلہ کہیں زیادہ عمدہ اور طاقتور ہوگئی۔

ابو جعفر نے بیان کیا ہے کہ رسول ﷺ کے سامنے مصعب بن عمیر آپ کے علمبردار لڑے اور شہید کر دیے گئے ان کو ابن قمیۃ اللیثی نے شہید کیا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ یہی رسول ﷺ ہیں چنانچہ اسی وقت قریش کے پاس پلٹ کر چلا گیا اور اس نے کہا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا۔ مصعب کی شہادت کے بعد آپ نے اپنا علم علی بن ابی طالب کو دے دیا۔

حضرت حمزہ کی شہادت

حمزہ بن عبدالمطلب دشمن سے لڑے انھوں نے ارطاۃ بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کو اس روز جو قریش کے علمبرداروں میں تھا، قتل کر دیا پھر ابو نیار سباع بن عبدالعزی الغبشانی ان کے پاس سے گذرا۔ حمزہ بن عبدالمطلب نے اس سے کہا اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے میری طرف آؤ۔ اس کی ماں ام انمار شریق بن عمرو بن وہب الثقفی کی باندی تھی اور مکہ میں یہ ختنہ کیا کرتی تھی۔ دونوں کا مقابلہ ہوا حمزہ نے ایک ہی وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔

جبیر بن مطعم کا غلام وحشی کہتا ہے کہ اب تک حمزہ کی صورت میری نظروں میں ہے ان کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی تلوار سے لوگوں کے پرزے پرزے کر رہے تھے اور خاکی رنگ کے نر اونٹ کی طرح جو چیز سامنے آتی اسے وہ گرا دیتے۔ اتنے میں سباع بن عبدالعزیٰ مجھ سے پہلے ان کے سامنے بڑھ گیا حمزہ نے اس سے کہا اے عورتوں کی ختنہ کرنے والی کے بیٹے سامنے آ۔ سباع نے ان پر تلوار ماری مگر وہ سر سے خطا گئی میں نے اپنا نیزہ نشانہ زنی کے لیے ہاتھ میں لے کر اسے ہلایا اور جب میں بالکل قریب ہوگیا اور مطمئن ہوگیا میں نے اسے ان پر پھینک دیا وہ ان کے پیروں پر لگا اور دونوں ٹانگوں کے بیچ سے نکل گیا۔ وہ میری طرف بڑھے مگر پھر زمین پر گر پڑے میں نے تھوڑی دیر انتظار کیا کہ دیکھوں ان کا کیا ہوتا ہے۔ جب وہ وفات پا گئے میں نے جا کر ان کے جسم سے اپنا نیزہ نکال لیا میں لڑائی سے ہٹ کر قیام گاہ چلا گیا کیونکہ سوائے ان کے اور کوئی میرا مقصد نہ تھا۔

عاصم کا مسافع وکلاب کو تہِ تیغ کرنا

بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح نے مسافع بن طلحہ اور اس کے بھائی کلاب بن طلحہ دونوں کو قتل کر دیا۔ مسافع کو جب نیزہ آ لگا وہ اپنی ماں سلافہ کے پاس آیا اور اس کی گود میں اس نے اپنا سر رکھا سلافہ نے پوچھا اے میرے بیٹے کس نے تجھے مارا ہے؟ اس نے کہا میں نے اس شخص کو یہ کہتے سنا کہ جب اس نے میرے تیر مارا

اسے سنبھال میں ابن الافلح ہوں۔ سلافہ نے کہا وہ دیکھتا ہے پھر اس نے یہ نذر مانی کہ اگر عاصم کا سر اسے مل گیا وہ اس کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی۔ خود عاصم نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ اب وہ کبھی کسی مشرک کو ہاتھ نہ لگائیں گے اور نہ خود کو ہاتھ لگانے دیں گے۔

وفات رسول ﷺ کی خبر پر صحابہ کی افسردگی

انس بن النضر کی دادِ شجاعت اور ہمت

قاسم بن عبدالرحمٰن بن رافع سے مروی ہے کہ انس بن مالک کے چچا انس بن النضر عمر بن الخطاب اور طلحہ بن عبیداللہ کے پاس آئے۔ جو چند مہاجرین اور انصار کے ساتھ ہاتھ چھوڑے بیٹھے تھے، انس نے کہا کیوں اس طرح بیٹھے ہو۔ انھوں نے کہا محمدؐ مارے گئے۔ انس نے کہا تو پھر ان کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے۔

اٹھو اور اسی دین پر جس پر خود رسول ﷺ کا وصال ہوا ہے، اپنی جانیں دیدو۔ یہ کہہ کر خود وہ دشمن کے سامنے آئے، لڑے اور مارے گئے انھیں کے نام پر انس بن مالک کا نام انس رکھا گیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ اس روز انس بن النضر پر ہم نے تلوار اور نیزے کے ستر زخم پائے۔ صرف ان کی بہن ان کی خوبصورت انگلیوں کی وجہ سے ان کو شناخت کر سکیں۔

حیات حضور ﷺ کی اطلاع

ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ شکست اور رسول ﷺ کی شہادت کی خبر مشہور ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بنوسلمہ کے کعب بن مالک نے آپ کو شناخت کیا۔ خود ان سے مروی ہے کہ میں نے آپ کی آنکھوں کو جو خود کے نیچے چمک رہی تھیں، پہچانا پھر اپنی انتہائی بلند آواز سے میں نے اعلان کیا اے مسلمانوں بشارت ہو رسول ﷺ یہ موجود ہیں! اس پر آپ نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

ابی بن خلف کا حضور کے ہاتھوں مارے جانا

جب مسلمانوں نے رسول ﷺ کو پہچانا کہ آپ موجود ہیں وہ آپ کے پاس آ گئے آپ درے کی طرف چلے آپ کے ہمراہ علی بن ابی طالب، ابوبکر بن ابی قحافہ، عمر بن الخطاب، طلحہ بن عبیداللہ، زبیر بن العوام اور حارث بن الصمہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ تھے۔ جب آپ درے میں جا کر بیٹھ گئے ابی بن خلف یہ کہتا ہوا کہ محمدؐ کہاں ہیں میں ہلاک ہو جاؤں اگر وہ زندہ بچ جائیں۔ آپ کے پاس پہنچ گیا۔ صحابہ نے آپ سے کہا آپ فرمائیں تو ہم میں سے کوئی آپ کی حفاظت کے لیے آپ کو اپنی آڑ میں لے لے مگر آپ نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں اسے آنے دو جب وہ قریب آ گیا رسول ﷺ نے حارث بن الصمہ کا بھالا اٹھایا۔

راوی کہتا ہے کہ اس موقع پر بعض لوگوں سے یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ جب رسول ﷺ نے برچھا اٹھایا ایک بجلی سی کوندگئی اور ہم اس طرح جھرجھرائے جس طرح کہ اونٹ جب جھرجھری لیتا ہے تو اس کے روئیں جھڑ جاتے ہیں۔ پھر آپ نے اس کے سامنے جا کر اس کی گردن میں نیزہ مارا جس سے وہ کئی مرتبہ اپنے گھوڑے پر چکر کھا گیا۔ عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ اس واقعہ سے پہلے یہ رسول ﷺ سے ملتا تو کہا کرتا کہ اے محمدؐ میں اپنے گھوڑے عود کو روزانہ

دانے ہوئے جو کھلا رہا ہوں تا کہ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کرونگا۔ اسکے جواب میں رسول ﷺ فرماتے بلکہ انشاء اللہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔

ابن ابی کا عبرت ناک انجام

زخم کھا کر یہ قریش کے پاس پلٹ گیا رسول ﷺ نے اس کی گردن میں معمولی سی خراش پیدا کر دی تھی۔ اس سے خون جاری ہو گیا۔ اس نے کہا بخدا محمدؐ نے مجھے مار ڈالا۔ قریش کہنے لگے خوف سے تیرا دم نکل گیا ہے۔ حالانکہ بخدا تجھے مہلک زخم نہیں لگا ہے۔ اس نے کہا جب وہ مکہ میں تھے انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کرونگا اس لیے وہ مجھ پر تھوک ہی دیتے تو مجھے ہلاک کر دیتے۔ قریش اسے واپس مکہ لے جا رہے تھے کہ اس دشمن خدا کا مقام ''سرف'' میں کام تمام ہو گیا۔

نبی کو زخمی کرنے والا موردِ غضبِ خداوندی ہوگا

جب رسول ﷺ درے کے منہ پر آ گئے علی ابن ابی طالب وہاں سے نکلے انھوں نے اپنی چرمی ڈھال میں پانی بھرا اور اسے رسول ﷺ کے پاس لائے تا کہ آپ اسے پئیں مگر آپ کو اس میں بدبو معلوم ہوئی اس لیے آپ نے ناپسند کیا اور نہ پیا البتہ خون اپنے منہ پر سے دھو ڈالا اور سر پر بھی پانی بہایا اس موقع پر آپ کہہ رہے تھے اس شخص پر جس نے اپنی نبی کے چہرے کو خون آلود کیا ہے اللہ کا سخت غضب نازل ہوگا۔

عتبہ بن ابی وقاص اور ابنِ قمیہ پر رسول ﷺ کی بددعا

سعد بن ابی وقاص کہا کرتے تھے کہ کسی شخص کے قتل کرنے کا میں اسقدر دلدادہ نہ تھا جتنا کہ عتبہ بن ابی وقاص کے قتل کا تھا۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ وہ بہت ہی بدخواہ اور اپنی قوم میں مبغوض ہے مگر رسول ﷺ کے اس قول نے کہ جس نے اللہ کے رسول ﷺ کے چہرے کو خون آلود کیا اللہ کا اس پر سخت غضب نازل ہوگا، مجھے اس کے قتل کے خیال سے مطمئن کر دیا۔

سدی سے مروی ہے کہ بنی الحارث بن عبد مناۃ بن کنانہ کے ابن قمیۂ الحارثی نے رسول ﷺ کے قریب آ کر آپ پر پتھر پھینکا جس سے آپ کی ناک اور چوکا ٹوٹ گیا۔ آپ کا چہرہ خون آلود ہو گیا، اسکے صدمے سے آپ حرکت نہ کر سکے۔

صحابہؓ کا وقتی پسپا ہونا اور آپ ﷺ کا ساتھ چھوڑ جانا

آپ کے صحابہؓ آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ بعض مدینہ چلے آئے اور بعض پہاڑ پر چڑھ کر ایک چٹان پر جا بیٹھے۔ رسول ﷺ لوگوں کو آواز دینے لگے کہ اے اللہ کے بندو میرے پاس آؤ، میرے پاس آؤ۔ تیس صحابہ آپ کے پاس اکٹھا ہو گئے وہ سب آپ کے آگے آگے چلنے لگے مگر طلحہ اور سہل بن حنیف کے علاوہ کوئی آپ کے قریب نہ ٹھہرا۔ طلحہ نے عقب سے آپ کو بچایا ایک تیر ان کے ہاتھ میں آ کر لگا جس سے ان کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ ابی بن خلف سامنے آیا اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور رسول ﷺ کو قتل کرے گا۔ مگر رسول ﷺ نے فرمایا تھا بلکہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ اس نے آگے بڑھ کر آپ کو للکارا اے کذاب کہاں بھاگ کر جاتا ہے اور اس نے آپ پر حملہ کیا۔ رسول ﷺ نے اس کی زرہ کے

گریبان میں نیزہ مارا جس سے وہ معمولی سا زخمی ہو گیا۔ مگر اسی کے صدمے سے زمین پر گر پڑا اور بیل کی طرح ڈکرانے لگا اس کے ساتھیوں نے اسے اٹھا لیا اور تسلی دی کہ تم کو کوئی ایسا زخم نہیں آیا ہے جس سے تم گھبرا جاؤ۔ کہنے لگا کیا محمدؐ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ بخدا اگر تمام ربیعہ اور مضر بھی آ جاتے تو وہ ضرور ان سب کو قتل کر دیتے۔ وہ اس کے بعد ایک یا چند ہی روز زندہ رہ کر اسی زخم سے ہلاک ہو گیا۔

منافقوں کا منافقانہ اور انس کا مومنانہ خطاب

تمام مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ رسول ﷺ قتل کر دیے گئے۔ اس پر چٹان والوں نے کہا کاش کوئی شخص ایسا ہوتا جو ہماری طرف سے عبداللہ بن ابی سے جا کر کہتا کہ وہ ہمارے لیے ابوسفیان سے امان لے لے۔ اے دوستو! محمدؐ شہید کر دیے گئے اب اپنے اپنے گھروں کو قبل اس کے کہ دشمن تم پر حملہ کر کے سب کو تہ تیغ کر ڈالے، واپس چلو۔ انس بن النضر نے کہا اے میرے دوستو! اگر محمدؐ شہید کر دیے گئے تو کیا ہوا محمدؐ کا رب تو زندہ ہے وہ تو نہیں مارا گیا۔ لہذا جس دین کی حمایت میں وہ مارے گئے اسی کی حمایت میں تم لڑو۔ اے خداوندا! جو کچھ انھوں نے کہا ہے اس سے تیری جناب میں معافی چاہتا ہوں اور اس سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر انھوں نے تلوار سنبھالی، دشمن پر حملہ کیا جان بازی سے لڑے اور شہید ہو گئے۔

رسول اللہ کی زندگی، پروانوں کا ہجوم

رسول ﷺ اپنے صحابہؓ کو بلانے چلے۔ چلتے چلتے آپ چٹان والوں کے پاس پہنچے۔ ان کو آتا دیکھ کر ان میں سے ایک نے تیر کمان میں لگایا اور اس سے رسول ﷺ کو نشانہ بنانا چاہا۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں، جب انھوں نے رسول ﷺ کو زندہ پایا بہت خوش ہوئے۔ اور خود آپ بھی یہ دیکھ کر کہ اب بھی آپ کے صحابہؓ میں ایسے لوگ ہیں جو آپ کی حفاظت کرنے کے لیے آمادہ ہیں خوش ہوئے۔ بہت سے صحابہ یکجا ہو گئے اور ان میں خود رسول ﷺ بھی موجود تھے۔ ان کا رنج و غم جاتا رہا اب وہ فتح کو یاد کرنے لگے اور موقع کے ہاتھ سے نکل جانے اور اپنے مقتول رفیقوں پر افسوس کرنے لگے۔ اسی موقع پر ان لوگوں کے لیے جنھوں نے کہا تھا کہ چونکہ رسول ﷺ مارے گئے لہذا اپنے گھروں کو چلو۔ اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل کیں۔

"وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل، افإن مات
او قتل انقلبتم على اعقابكم، ومن ينقلب على عقبيه فلن
يضر الله شيئا وسيجزى الله الشاكرين"

(ترجمہ: اور نہیں ہیں محمدؐ مگر اللہ کے رسول ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے، اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو کوئی الٹے پاؤں پلٹ جائے گا وہ ہرگز اللہ کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا، اور بہت جلد اللہ فرمانبرداروں کو جزائے خیر دے گا)

ابوسفیان اس جماعت کی طرف آیا جب وہ پہاڑ پر چڑھ آیا اور صحابہؓ نے اسے دیکھا وہ اپنی خوشی کو بھول گئے اور اس کی پیشقدمی سے متاثر ہو گئے۔ رسول ﷺ فرمانے لگے وہ ہم پر کبھی غلبہ نہ پائیں گے۔ اے اللہ اگر یہ میری جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر کوئی تیرا پرستار نہ رہے گا۔ پھر آپ نے صحابہ کو مدافعت کا حکم دیا انھوں نے دشمن پر پتھر پھینکے اور

ان کو پہاڑ سے نیچے کر دیا۔

کفر و اسلام کی مکالمہ بازی

ابوسفیان نے اس روز کہا تھا آج ہبل کا بول بالا ہوا۔ حنظلہ حنظلہ کے عوض میں قتل ہوا، آج بدر کا بدلہ ہوا۔ مشرکین نے اس روز حنظلہ بن الراہب کو شہید کیا تھا ان کو غسل جنابت کی ضرورت تھی۔ اس لیے ملائکہ نے ان کو غسل دیا۔ حنظلہ بن ابی سفیان جنگ بدر میں مارا گیا تھا۔ ابوسفیان نے کہا عزیٰ ہمارا مددگار ہے۔ اور تمھارا کوئی عزیٰ نہیں۔ رسول ﷺ نے عمرؓ سے کہا کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمھارا کوئی مولیٰ نہیں۔

ابوسفیان نے پوچھا کیا محمد تم میں موجود ہیں۔ بے شک تمھارے مقتولین کے اعضاء کو کاٹا کیا گیا ہے۔ مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ اس سے روکا اس بات سے نہ میں خوش ہوا اور نہ ناراض۔

اللہ عزوجل نے ابوسفیان کے اس طرح پہاڑ پر چڑھ کر برآمد ہونے کا ان آیات میں ذکر کیا ہے۔"

فأثابكم غما بغم لكيلا تحزنوا على مافاتكم ولا مااصابكم" یہاں غم اول فتح اور غنیمت کا ہاتھ سے نکل جانا اور غم ثانی دشمن کا اس طرح پہاڑ پر چڑھ آنا تاکہ مسلمان ہاتھ سے نکل جانے والی غنیمت اور اپنے ساتھیوں کے قتل پر ملول نہ ہوں۔ اور یہ اس وقت ہوا جبکہ وہ ان باتوں کو یاد کر رہے تھے اور ابوسفیان نے وہاں برآمد ہو کر ان کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

طلحہؓ کی حضور ﷺ پر فداکاری

سلمہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ چند صحابہؓ کے ہمراہ درے میں بیٹھے تھے قریش کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ آئی۔ آپؐ نے فرمایا اے خداوندا ایسا نہ ہونے پائے کہ وہ یہاں ہم پر چڑھ آئیں۔ عمر بن الخطاب نے مہاجرین کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ ان حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کو پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ رسول ﷺ پہاڑ کی ایک بڑی چٹان پر چڑھنے کے لیے اٹھے مگر ایک تو آپ تھکے ہوئے تھے دوسرے دو زرہیں پہن رکھی تھی اس لیے آپؐ اپنی جگہ سے اٹھ نہ سکے طلحہ بن عبیداللہ آپ کے لیے بیٹھ گئے تب آپ اٹھ کر ان پر سوار ہو گئے۔ زبیر سے مروی ہے کہ میں نے اس روز رسول ﷺ کو کہتے سنا کہ طلحہ نے اللہ کے رسولؐ کے ساتھ اس خدمت گذاری کی وجہ سے اپنا حق واجب کر لیا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس روز جو صحابہ رسول ﷺ کو چھوڑ کر بھاگے تھے ان میں سے بعض تو کوہ اعوص کے ادھر مقام منقی جا پہنچے۔ عثمان بن عفان، عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان دو انصاری یہ احد سے بھاگ کر کوہ جلعب جو مدینہ کے اطراف میں اعوص کے متصل واقع ہے، چلے آئے یہ لوگ تین دن یہاں ٹھہر کر پھر رسول ﷺ کے پاس پلٹ گئے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ رسول ﷺ نے ان سے فرمایا تم کس ضرورت سے وہاں چلے گئے تھے۔

حنظلہ کی شہادت کا واقعہ

حنظلہ بن ابی عامر جن کو ملائکہ نے غسل دیا اور جن سے ابوسفیان کا مقابلہ ہوا جب انھوں نے ابوسفیان پر قابو پالیا فوراً ہی شداد بن الاسود بن شعوب کی نظر ان پر پڑی اور اس نے دیکھ لیا کہ اب حنظلہ ابوسفیان پر قابو پا چکے ہیں اس نے تلوار سے حنظلہؓ کا کام تمام کر دیا۔ رسول ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ تمھارے دوست حنظلہ کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں ان کے گھر والوں سے پوچھو کہ کیا بات ہے؟ ان کی بیوی سے دریافت کیا گیا انھوں نے کہا بے شک دشمن کے حملہ

کی خبر سن کر وہ بغیر غسل جنابت گھر سے چلے گئے رسول ﷺ نے فرمایا اسی لیے ملائکہ نے ان کو غسل دیا ہے۔

شداد بن الاسود نے حنظلہ کے قتل اور ابوسفیان بن حرب نے جنگ میں اپنی ثابت قدمی اور حنظلہ کے مقابلہ میں شداد کی معاونت کے بیان میں شعر کہے۔ حسان بن ثابت نے اس کے جواب میں شعر کہے۔ شداد نے خود بھی ابوسفیان کو دشمن کے نرغے سے بچانے پر اپنا احسان اپنے شعروں میں جتایا۔

ہند بنت عتبہ کی بربریت

اسد اللہ حمزہؓ کی دردناک شہادت

صالح بن کیسان سے مروی ہے کہ جنگ ختم ہونے کے بعد ہند بنت عتبہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ شہداء اسلام کے اعضائے جسم کو قطع و برید کرنے نکلی۔ انھوں نے مقتولین کے کان، ناک کاٹے یہاں تک کہ ہند نے ان کٹے ہوئے ناک اور کانوں کے کنگن اور ہار بنائے اور خود اپنا کنگن اور ہار اور کان کی بالیاں اس نے جبیر بن مطعم کے غلام وحشی کو دے دیں۔ اس نے حمزہ کا کلیجہ چیر کر نکالا اور چباڈالا مگر وہ ہضم نہ ہوا اس لیے پھر اگل دیا۔

اس کے بعد اس نے ایک بلند چٹان پر چڑھ کر نہایت بلند آواز میں اپنے وہ اشعار پڑھے جو اس نے اپنی جماعت کی فتح اور صحابۂ رسول ﷺ کے قتل کی خوشی میں کہے تھے۔ یہ بات عمر بن الخطاب سے بیان کی گئی انھوں نے حسان سے کہا اے ابن الفریعہ کاش تم ہند کے قول کو سنتے وہ دیکھو چٹان پر کھڑی ہوئی ہمارے مقابلہ میں رجز پڑھ رہی ہے۔ اور حمزہؓ کے ساتھ جو کچھ اس نے کیا ہے اسے بیان کر رہی ہے۔ حسان نے کہا میں اس پہاڑ کی چوٹی الحم پر کھڑا ہوا تھا کہ میں نے نیزہ کو گرتے ہوئے دیکھا میں نے دل میں کہا تھا کہ یہ عرب کا ہتھیار نہیں ہے اور وہ بھالا حمزہؓ پر تیر کی طرح جا رہا تھا اس کے علاوہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ پھر حسان نے کہا ہند کے کچھ شعر مجھے سناؤ تو پھر میں اس کی خبر لوں۔ عمرؓ نے اس کے کچھ شعر حسان کو سنائے پھر انھوں نے ہند کی ہجو کہی۔

ابوسفیان اور اہل اسلام کی مکالمہ بازی

براء سے مروی ہے کہ ابوسفیان پہاڑ پر چڑھ کر ہمارے قریب آ گیا اس نے دو مرتبہ پوچھا کیا تم میں محمدؐ ہیں؟ رسول ﷺ نے فرمایا کوئی اسے جواب نہ دو پھر تین مرتبہ پوچھا کیا تم میں ابن ابی قحافہ ہیں؟ رسول ﷺ نے فرمایا کوئی جواب نہ دے پھر اس نے تین مرتبہ عمرؓ بن الخطاب کو پوچھا رسول ﷺ نے فرمایا کوئی اسے جواب نہ دے۔ اس خاموشی پر ابوسفیان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ یہ سب ضرور مارے گئے زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ اب عمر بن الخطاب سے نہ رہا گیا انھوں نے کہا اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے اللہ نے ان سب کو محفوظ رکھا ہے جو تیری ذلت کا باعث ہوں گے۔ ابوسفیان کہنے لگا ہبل کی جیت، ہبل کی جیت۔ رسول ﷺ نے فرمایا اس کا جواب دو، صحابہؓ نے پوچھا کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہو اللہ بہت بزرگ و برتر ہے۔ ابوسفیان کہنے لگا عزی ہمارا ہے تمھارا کوئی عزی نہیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا اس کا جواب دو۔ صحابہ نے پوچھا کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے۔ اور تمھارا کوئی نہیں۔ ابوسفیان نے کہا آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا اور لڑائی بڑا ڈول ہے کبھی بھرتا ہے اور کبھی خالی ہوتا ہے۔ تم اپنے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لاشیں پاؤ گے مگر میں نے نہ اس کا حکم دیا تھا اور نہ اس فعل کو ناپسند کیا۔

ابن اسحٰق اپنے بیان میں کہتے ہیں کہ جب عمرؓ نے ابوسفیان کو جواب دیا تو اس نے ان سے کہا کہ ذرا یہاں

آؤ۔ رسول ﷺ نے ان سے کہا کہ جاؤ دیکھو وہ کیا کہتا ہے؟ عمرؓ اس کے پاس آئے، ابوسفیان نے ان سے کہا اے عمرؓ میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم سچ بتاؤ کہ کیا واقعی ہم نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے؟ عمرؓ نے کہا بخدا ہر گز نہیں وہ اسوقت بھی تمہاری گفتگو سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تم کو میں ابن قمیئہ سے زیادہ صادق القول سمجھتا ہوں اور اسکے اس دعوے کے مقابلہ میں کہ اس نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے تمھارے بیان کو زیادہ صحیح سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے بلند آواز میں کہا تمھارے مقتولین میں مقطوع الاعضاء لوگ ہیں مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ ممانعت کی تھی اسی لیے اس فعل کو نہ میں نے اچھا سمجھا اور نہ برا۔

حالانکہ بنوالحارث بن عبد مناۃ کے قیس بن زبان نے جو اس روز حبوش کا افسر تھا خود ابوسفیان بن حرب کو حمزہؓ کے جبڑے میں نیزے کی انی بھونک کر یہ کہتے سنا ''لے اس کا مزا چکھ'' قیس نے کہا اے بنو کنانہ دیکھتے ہو یہ قریش کا سردار اپنے عزیز قریب کے ساتھ وہ سلوک کر رہا ہے جو ذبح کردہ جانور کے گوشت کے ساتھ کیا جاتا ہے ابوسفیان نے اس سے کہا خاموش رہو اس بات کو اب کسی سے بیان نہ کرنا یہ مجھ سے لغزش ہو گئی۔

مشرکین کی واپسی

ابوسفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ پہاڑ سے پلٹ کر جانے لگا اس نے بلند آواز میں مسلمانوں سے کہا کہ اب آئندہ سال پھر بدر میں تم سے مقابلہ ہو گا۔ رسول ﷺ نے اپنے کسی صحابی سے کہا کہدو کہ ہاں ضرور۔ پھر آپ نے علی بن ابی طالب کو حکم دیا کہ تم مشرکین کے پیچھے جا کر دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور آئندہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ اگر انھوں نے گھوڑوں کو ساتھ لیا ہو اور خود وہ اونٹوں پر سوار ہوں تو سمجھ لینا کہ اب وہ مکہ پلٹ رہے ہیں اور اگر اسکے برعکس وہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو خالی ساتھ لے جا رہے ہوں تو سمجھنا کہ ان کا ارادہ مدینہ کا ہے۔ اس وقت قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر وہ مدینہ کا رخ کریں گے تو میں ضرور فوراً مدینہ پہنچ کر وہاں ان سے لڑوں گا۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں حسب ارشاد میں ان کے پیچھے چلا کہ دیکھوں وہ اب کیا کرتے ہیں جب میں نے دیکھا کہ انھوں نے گھوڑوں کو خالی کر دیا ہے اور اونٹوں پر سوار ہو گئے ہیں میں نے سمجھ لیا کہ یہ اب مکہ جا رہے ہیں۔ رسول ﷺ نے مجھے ہدایت کی تھی کہ جو کچھ تم دیکھو جب تک میرے پاس نہ آ جاؤ ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا مگر جب میں نے ان کو مکہ واپس جاتے دیکھ لیا تو میں اس خبر کو رسول ﷺ کی ہدایت کے باوجود ان کی واپسی پر خوشی کی وجہ سے چھپا نہ سکا اور وہیں چلاتا ہوا آپ کی طرف آیا۔

سعد بن الربیع کی حالتِ جنگ

اب لوگ اپنے مقتولین کی دیکھ بھال کے لیے فارغ ہوئے رسول ﷺ نے فرمایا کون ہے جو مجھے دیکھ کر بتائے کہ سعد بن الربیع کا جنگ میں کیا ہوا؟ یہ سعد بنوالحارث بن خزرج سے تھے۔ میں دیکھ کر آتا ہوں۔ ایک انصاری نے کہا رسول ﷺ میں دیکھ کر آتا ہوں وہ میدان کارزار میں گئے۔ ان کو تلاش کیا دیکھا کہ سخت زخمی ہیں اور صرف سانس ہے۔

یہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے سعد سے کہا کہ مجھے رسول ﷺ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں تم کو دیکھ آؤں زندہ ہو یا مر گئے۔ سعد نے کہا میرا کام تمام ہو چکا ہے تم رسول ﷺ سے میرا اسلام کہو اور عرض کرو کہ سعد بن الربیع آپ

سے عرض گذار ہے کہ اللہ آپ کو وہ بہترین جزا دے جو اس نے کسی نبی کو اپنی امت کی خدمت کے عوض میں دی ہو۔ تم اپنی قوم کو میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ سعد بن الربیع نے کہا ہے کہ اگر تمھاری موجودگی میں دشمن کسی طرح بھی رسول ﷺ تک پہنچ گیا تو اللہ کے سامنے تمھارا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ کیونکہ تمھارے پاس دیکھنے کے لیے آنکھیں ہیں۔ ان کے مرنے تک میں وہیں کھڑا رہا پھر میں نے رسولؐ سے آکر ان کا واقعہ بیان کیا

حمزہ بن عبدالمطلب کا حال شہادت

آپ حمزہ بن عبدالمطلب کو تلاش کرنے چلے آپ نے ان کو وادی کے درمیان مقتول پایا ان کا پیٹ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکال لیا گیا تھا، ان کے جسم کو قطع کر دیا گیا تھا اور ناک کان کاٹ ڈالے گئے تھے۔

محمد بن جعفر بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب رسول ﷺ نے حمزہ کو اس حال میں مقتول دیکھا آپ نے فرمایا اگر صفیہ کو رنج نہ ہو یا میرے بعد یہ بات سنت نہ ہو جائے تو میں ان کو بغیر دفن کیے اسی طرح یہاں چھوڑ دوں تا کہ درندے اور پرندے ان سے شکم پُری کر لیں۔

اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی جگہ بھی مجھے قریش پر فتح عطا کی تو میں ان کے تیس مقتولوں کو ٹکڑے ٹکڑے کروں گا۔ مسلمانوں نے جب دیکھا کہ آپ کے چچا کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا آپ کو اس پر اس قدر رنج اور غصہ ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ اگر ہمیں آئندہ کسی دن ان مشرکین پر فتح ہوئی تو ہم ان کے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر رہیں گے کہ آج تک کسی عرب نے کسی کے ساتھ نہ کیا ہوگا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول ﷺ کے اس ارشاد اور پھر صحابہؓ کے اس قول تاکید اور وعدہ انتقام کے متعلق اللہ عزوجل نے قرآن میں فرمایا، وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين ، آخر سورۃ تک نازل فرمایا۔ (ترجمہ: اور اگر تم عذاب دو جیسا کہ تم کو عذاب دیا گیا (تو کرو) اور البتہ اگر تم صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہتر ہے) اس وحی کی بناء پر رسول ﷺ نے مشرکین کو معاف کر دیا خود صبر کر لیا اور مقتولوں کے جسم کو قطع برید کرنے کی ممانعت فرمادی۔

دوسرے مقطوع الاعضاء صحابیؓ

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ عبداللہ بن جحش کی اولاد میں سے بعض کا یہ دعویٰ ہے کہ عبداللہ بن جحش کے ساتھ بھی مشرکین نے وہی سلوک کیا جو حمزہؓ کیساتھ کیا تھا۔ البتہ ان کا کلیجہ نہیں نکالا۔ یہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور حمزہؓ ان کے ماموں تھے۔ رسول ﷺ نے ان کو بھی حمزہؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کر دیا۔ مگر ہم نے یہ بات ان کے خاندان کے علاوہ اور کہیں نہیں سنی۔

ثابت اور ابوحذیفہ کی شہادت

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ جب رسول ﷺ احد روانہ ہو گئے حسیل بن جابر الیمان ابوحذیفہ بن الیمان اور ثابت بن وقش بن زعورا عورتوں اور بچوں کے ساتھ ایک گڑھی میں بٹھا دیئے گئے تھے۔ یہ دونوں نہایت سن رسیدہ بوڑھے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا اب کاہے کا انتظار ہے؟ ہماری عمر بہت ہی کم رہ گئی ہے۔ ہم صبح شام کے یوں ہی مہمان ہیں کیوں نہ تلواریں سنبھال کر رسول ﷺ سے جا ملیں۔ شاید آپ کی معیت میں اللہ ہمیں شہادت سے سرفراز

کردے۔ دونوں نے تلواریں اٹھائیں اور اپنے مقام سے چل کر لوگوں میں آ کر شامل ہو گئے مگر کسی کو ان کے آنے کا علم نہ ہوا ثابت بن وقش کو مشرکین نے شہید کر دیا۔ حسیل بن جابر الیمان پر خود مسلمانوں کی ایک دم کئی تلواریں پڑیں جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔

مسلمان ان کو پہچانتے نہ تھے حذیفہ نے کہا کہ یہ میرے باپ ہیں ان کے قاتل مسلمانوں نے کہا کہ بخدا ہم ان کو نہیں جانتے تھے اور واقعہ یہی تھا کہ وہ ان کو جانتے نہ تھے۔ حذیفہ نے کہا اللہ تم کو معاف کرے گا اور وہ سب سے بڑھ کر مہربان ہے۔ رسولؐ نے چاہا کہ ان کی دیت دیں مگر حذیفہ نے اپنے باپ کے خون بہا کو مسلمانوں پر صدقہ کر دیا جس سے ان کی شرافت اور نیکی رسول اللہ کی نظر میں اور بڑھ گئی۔

ایک منافق شخص کا حال

ابن اسحاقؒ عاصم بن عمر بن قتادہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں حاطب بن امیہ بن رافع ایک شخص تھا اور یزید بن حاطب اس کا بیٹا تھا۔ جنگ احد میں وہ زخمی ہوا حالت نزع میں اسے لوگ اس کے گھر لائے، تمام گھر والے جمع ہو گئے، تمام مسلمان مرد اور عورتیں کہنے لگیں اے ابن حاطب تم کو جنت کی بشارت ہو اس پر اس کے باپ حاطب نے جس کی تمام عمر زمانہ جاہلیت میں بسر ہو چکی تھی اس وقت اپنا نفاق ظاہر کر دیا اور کہنے لگا کس چیز کی بشارت دیتے ہو کیا جنگلی ردسہ کی جنت کی بشارت دیتے ہو، بخدا تم نے اس لڑکے کو دھوکہ میں ڈالا اور مجھے اس کی موت کا صدمہ دیا۔

ایک منافق کی دادِ شجاعت اور رسول ﷺ کا معجزہ

قتادہ کہتے ہیں ہم میں ایک باہر والا بھی تھا کسی کو معلوم نہ تھا کہ وہ کس مقام کا باشندہ ہے۔ قزمان اس کا نام تھا۔ جب رسول ﷺ کے سامنے اس کا ذکر آتا تو آپ فرماتے کہ وہ جہنمی ہے۔ جنگ احد میں وہ نہایت ہی شجاعت اور بہادری سے لڑا اس نے آٹھ یا نو مشرکوں کو تہ تیغ کر دیا یہ ایک زبردست اور بہادر آدمی تھا۔

جب زخموں نے اسے بیکار کر دیا لوگ اسے بنی ظفر کے مکان اٹھا لائے۔ بعض مسلمان اس سے کہنے لگے قزمان آج تو تم نے خوب ہی دادِ شجاعت دی تم کو بشارت ہو۔ اس نے کہا کس بات کی بشارت؟ بخدا میں تو اپنی قومی روایات شجاعت کو برقرار رکھنے کے لیے لڑا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں جنگ ہی میں شرکت نہ کرتا۔ جب اس کے زخموں کی تکلیف زیادہ بڑھی اس نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور اس سے اس نے اپنی نبضیں قطع کر دیں ان سے بدن کا تمام خون بہہ گیا اور وہ مر گیا۔

رسول ﷺ کو جب اس کی اطلاع دی گئی آپ نے فرمایا میں اعلان کرتا ہوں کہ میں واقعی اللہ کا رسول ہوں۔

یہودی کا مسلمانوں کا مدد کرنا

جنگ احد میں مخریق یہودی مارا گیا یہ بنو ثعلبہ بن الفطیون سے تھا، جنگ احد کے دن اس نے یہودیوں سے کہا کہ محمدؐ کی نصرت ہم پر فرض ہے۔ یہودی کہنے لگے مگر آج ہفتہ ہے، اس نے کہا میں ہفتہ کی کچھ پروا نہیں کرتا اس نے تلوار سنبھالی دوسری ضروریات جنگ ساتھ لیں اور کہا کہ اگر میں مارا جاؤں تو میرا تمام مال محمدؐ کو دیدیا جائے۔ وہ جس طرح چاہیں اسے کام میں لائیں ان انتظامات سے فارغ ہو کر وہ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ کے

ساتھ قریش سے لڑا اور مارا گیا۔ رسول ﷺ نے غالباً فرمایا کہ مخریق یہود میں سب سے بہتر ہے۔

مسلمانوں نے اپنے بعض مقتولین کو مدینہ لا کر دفن کر دیا مگر پھر رسولؐ نے اس کی ممانعت کر دی اور کہا کہ جہاں وہ شہید ہوئے ہیں وہیں ان کو دفن کرو۔

بنی سلمہ کے بعض شیوخ سے مروی ہے کہ اس روز جب آپ نے شہداء کے دفن کا حکم دیا، فرمایا کہ عمرو بن الجموع اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو تلاش کرو وہ اس دنیا میں ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے اس لیے دونوں کو ایک ہی قبر میں رکھو۔ عرصے کے بعد جب معاویہ نے قناۃ کو کھدوا ان دونوں کی لاشیں برآمد کی گئیں، ان میں تر و تازگی باقی تھی معلوم ہوتا تھا کہ گویا کل دفن کیے گئے ہیں۔

حمنہ کے اقرباء کی شہادت

آپ احد سے مدینہ واپس ہوئے حمنہ بنت جحش آپ کے پاس آئیں ان سے کہا گیا کہ تمھارے بھائی عبداللہ بن جحش مارے گئے۔ انھوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد انہیں ان کے ماموں حمزہ بن عبدالمطلب کے قتل کی اطلاع دی گئی اس پر بھی انھوں نے انا للہ وانا الیہ رجعون کہا اور دعائے مغفرت کی لیکن کے بعد ان کے خاوند مصعب بن عمیر کے قتل کی خبر دی گئی سنتے ہی وہ چیخ اٹھیں اور رونے لگیں رسول ﷺ نے فرمایا عورتوں کے قلب میں شوہر کی خاص جگہ ہوتی ہے انھوں نے اپنے بھائی اور ماموں پر ضبط کیا مگر شوہر کی موت پر چیخ اٹھیں۔

شہداء پر آہ وزاری

رسول ﷺ مدینہ میں بنی عبدالاشہل اور ظفر انصاریوں کے ایک گھر سے گذرے۔ آپ ﷺ نے وہاں آہ وزاری کا شور سنا جو وہ اپنے مقتولین پر کر رہے تھے خود آپ ﷺ کی آنکھیں اشک آور ہو گئیں اور گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا لیکن حمزہؓ پر رونے والا کوئی نہیں ہے۔ جب سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر بنو عبدالاشہل کے خاندانی گھر آئے انھوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کر جاؤ اور رسول ﷺ کے چچا پر نوحہ وزاری کرو۔

حضور ﷺ کی خیریت ہوتے ہوئے ہر غم ہلکا ہے

محمد بن سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول ﷺ دینار کی ایک عورت کے پاس آئے جس کا شوہر، بھائی اور باپ رسول ﷺ کے ہمراہ جنگ احد میں مارے گئے تھے، جب اس سے ان سب کی شہادت کی اطلاع دی گئی، اس نے پوچھا اور یہ بتاؤ کہ رسول ﷺ کیسے ہیں؟ لوگوں نے کہا اے ام فلاں وہ بالکل صحیح سالم اور خیریت سے ہیں۔ اس نے کہا مجھے پتہ بتاؤ تاکہ میں بچشم خود ان کو دیکھ لوں۔ لوگوں نے اشارے سے آپ ﷺ کو بتایا اس نے آپ ﷺ کو دیکھ کر کہا ''آپ ﷺ کی موجودگی میں ہر مصیبت بے حقیقت ہے''۔

حضور ﷺ اور علیؓ کا حضرت فاطمہؓ سے اپنی خون آلود تلواریں دھلانا

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب رسول ﷺ خود اپنے گھر تشریف لائے آپ ﷺ نے اپنی تلوار اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کو دی اور فرمایا بیٹی اسپر خون ہے اسے دھو ڈالو، علیؓ نے بھی اپنی تلوار فاطمہؓ کو دی اور کہا کہ اس کا خون دھو ڈالو، آج

اس نے مجھے خوب کام دیا ہے۔

رسول ﷺ نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں پورا حق ادا کیا ہے تو تمھارے ساتھ سہل بن حنیف اور ابو دجانہ اسماک بن خرشہ نے بھی اپنا حق ادا کیا ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ جب علی نے اپنی تلوار فاطمہ کو دی انھوں نے یہ شعر پڑھے

أفاطم هاك السيف غير ذميم

فلست برعديد ولا بمليم

لعمري لقد قاتلت في حب احمد

وطاعة رب بالعباد ورحيم

وسيفي بكفي كالشهاب أهُزّه

أجذ به من عاتقٍ وضميم

فما زلت حتى فض ربي جموعهم

وحتى شفينا نفس كل حليم

اے فاطمہؓ: یہ تلوار لو جس سے مجھے کوئی شکایت نہیں ہے اور نہ میں بزدل اور نکما ہوں۔ قسم ہے میری جان کی میں احمد کی محبت اور اپنے رب کی اطاعت میں جو اپنے بندوں پر رحیم ہے، لڑا۔ اس حال میں کہ تلوار میرے ہاتھ میں روشن ستارے کی طرح تھی جسے میں پھرا رہا تھا اور اس سے میں کندھوں اور پسلیوں کو قطع کر رہا تھا۔ میں اسی طرح شمشیر زنی کرتا رہا یہاں تک کہ میرے رب نے ان کی جماعت کو پراگندہ کر دیا اور ہم نے ہر حلیم شخص کے دل کو دشمن کے قتل سے ٹھنڈا کر دیا۔

ابو دجانہ نے رسول ﷺ کے ہاتھ سے تلوار لی اور نہایت بہادری کے ساتھ دشمن سے لڑے، وہ خود کہتے تھے کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بڑی شدت سے لوگوں کو جنگ کی ترغیب و تحریص دے رہا ہے اور ان کو جوش اور حمیت دلا رہا ہے میں اس کی طرف چلا اور جب میں نے اس پر تلوار اٹھائی تو وہ رو پڑی میں نے دیکھا کہ وہ عورت ہے۔ پھر میں نے رسول ﷺ کی تلوار کو اس سے بالاتر سمجھا کہ اس سے میں کسی عورت پر وار کروں اس لیے میں نے اسے چھوڑ دیا۔

رسول ﷺ ہفتے کے دن مدینہ واپس آئے اسی دن احد کی لڑائی ہوئی تھی۔ عکرمہ سے مروی ہے کہ پندرہ شوال ہفتہ کے دن احد کی لڑائی ہوئی۔ دوسرے دن ۱۶ شوال کو رسول ﷺ کے مؤذن نے بذریعہ اعلان تمام لوگوں کو دشمن کے تعاقب کرنے کا حکم دیا نیز یہ کہا مگر کوئی ایسا شخص ہمارے ساتھ نہ چلے جو کل ہمارے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوا ہو۔ جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام نے رسول ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کی اور عرض کیا کہ میری سات بہنیں ہیں میرے باپ نے مجھے ان کے پاس چھوڑ دیا تھا اور کہا تھا کہ اے بیٹے میرے اور تمھارے دونوں کے لیے یہ زیبا نہیں کہ ہم ان سب عورتوں کو بلا حفاظت چھوڑ دیں کیونکہ یہاں ان کے ساتھ کوئی مرد نہیں ہے اور میں تم کو اپنے مقابلہ میں رسول ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کے لیے ترجیح نہیں دے سکتا۔ لہٰذا تم اپنی بہنوں کے پاس رہو اس لیے مجھے مجبوراً ان کے پاس ٹھہرنا پڑا۔ اس وجہ سے رسول ﷺ نے ان کو ساتھ چلنے کی اجازت دیدی۔

رسول ﷺ اس وقت دشمن کے تعاقب میں اسے مرعوب کرنے کے لیے برآمد ہوئے تھے آپ کا مقصد یہ تھا

کہ اسے معلوم ہو جائے کہ ہم اس کے تعاقب میں آ رہے ہیں۔ اور ہم میں اس کی قوت موجود ہے اور جو نقصان جناب میں ہم کو ہوا ہے اس نے ہم کو دشمن کے مقابلہ سے عاجز اور بیکار نہیں کر دیا۔

دو بھائیوں کی جرات وہمت

عائشہ بنت عثمان کے مولیٰ ابوالسائب سے مروی ہے کہ بنوعبدالاشہل کے ایک شخص نے بیان کیا جو رسول ﷺ کے ہمراہ احد میں شریک ہوا تھا کہ میں اور میرا بھائی دونوں رسول ﷺ کے ساتھ جنگ احد میں شریک تھے۔ ہم دونوں زخمی ہو کر میدان کارزار سے آپ کے پاس آ گئے۔ جب رسول ﷺ کے مؤذن نے دشمن کے تعاقب میں چلنے کا اعلان عام کیا ہم دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ تو اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ ہم سے کوئی غزوہ بھی رسول ﷺ کے ساتھ کا ترک ہو جائے مگر بخدا ہمارے پاس سواری بھی نہیں ہے اور ہم دونوں سخت زخمی بھی ہیں مگر باوجود اس کے ہم ساتھ چلے میں اپنے بھائی کے مقابلہ میں کم زخمی تھا اس لیے جب چلتے چلتے وہ رہ جاتا میں اس کو کچھ دور اٹھا کر لے جاتا اور کچھ دور وہ خود اپنے پاؤں چلتا، اسی طرح چلتے ہوئے ہم دونوں بھی اس مقام تک جا پہنچے جہاں اور مسلمان پہنچے تھے۔ رسول ﷺ احد سے چل کر حمراء الاسد تک آئے جو مدینہ سے آٹھ میل ہے، یہاں آپ نے تین دن پیر، منگل اور بدھ قیام فرمایا پھر آپ مدینہ چلے آئے۔

ایک مشرک کا مسلمانوں سے بے لوث تعاون

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے مروی ہے کہ اسی مقام پر قیام کے اثناء میں معبد الخزاعی آپؐ کے پاس آیا۔ اس وقت تک بنوخزاعہ میں مسلمان اور مشرک دونوں تھے مگر یہ رسول ﷺ کے خاص ہمراز تھے ان کا آپ سے معاہدہ تھا اور وہ حلیف تھے اس لیے اپنی کسی بات کو وہ آپ سے پوشیدہ نہیں رکھتے تھے۔ یہ معبد اب تک مشرک تھا اس نے آپ سے کہا کہ بخدا جو شکست آپ کو ہوئی اور جس قدر آپ کے ساتھی مارے گئے اس سے ہمیں رنج ہے اور یہ بات ہم پر شاق ہے۔ ہم دل سے چاہتے تھے کہ اللہ آپ کو ان پر غلبہ دیتا۔ پھر یہ رسول ﷺ کے پاس سے حمراء الاسد سے چلا گیا اور روحاء میں ابوسفیان بن حرب سے ملا۔

قریش رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ کی طرف پلٹ آنے کے لیے تیار تھے ان کا خیال تھا کہ اگر چہ ہم نے مسلمانوں کے خاص بہادروں، سرداروں اور اشراف کو قتل کر دیا مگر قبل اس کے کہ ہم ان کی جڑ اکھاڑ دیں وہ مقابلہ سے پسپا ہو گئے۔ لہٰذا ہم ان کے بقایا مسلمانوں پر دوبارہ حملہ کرتے ہیں اور ان کا بالکل خاتمہ کرتے ہیں۔

ابوسفیان نے معبد کو دیکھا پوچھا کیا خبر ہے؟ اس نے کہا محمدؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ ایسی زبردست جمعیت کے ساتھ جو میں نے کبھی نہیں دیکھی، تمہارے تعاقب میں آ رہے ہیں وہ تم پر دانت پیس رہے ہیں جو لوگ تمہاری لڑائی میں ان کے ساتھ شریک جنگ نہ ہو سکے تھے اب وہ سب ان کے پاس آ گئے ہیں۔ ان کو اپنے کیے کی سخت ندامت ہے اور تمہارے خلاف ان میں اتنے شدید عداوت اور انتقام کے جذبات موجزن ہیں کہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔

ابوسفیان نے کہا کیا کہہ رہے ہو، معبد نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ تم یہاں سے کوچ بھی نہ کرنے پاؤ گے کہ تم کو خود ان کے گھوڑوں کی پیشانیاں نظر آ جائیں گی۔ ابوسفیان نے کہا مگر ہم تو قطعی اس بات کا تہیہ کر چکے ہیں کہ ان پر دوبارہ حملہ کر کے ان کے بقیہ افراد کا بالکل قلع قمع کر ڈالیں۔ معبد نے کہا مگر میں اب بھی تم کو اس ارادے سے روکتا ہوں جو کچھ میں نے خود دیکھا ہے اس سے میں اس قدر متاثر ہوا کہ میں نے چند شعر بھی کہے ہیں ابوسفیان نے کہا کہ وہ کیا

شعر کہے ہیں معبد نے اپنے اشعار سنائے جس میں رسول ﷺ اور ان کے صحابہؓ کی شجاعت اور بہادری کو بیان کیا گیا تھا ان اشعار کو سن کر ابوسفیان اور اس کی جماعت نے اپنا رخ پھیر لیا۔

ابوسفیان کا حضور ﷺ کو پیغام

دوران سفر عبدالقیس کا ایک قافلہ پاس سے گذرا ابوسفیان نے پوچھا کہاں کا قصد ہے۔ انھوں نے کہا مدینہ جا رہے ہیں ابوسفیان نے کہا میں تم کو ایک پیام دیتا ہوں وہ تم محمدؐ کو پہنچا دینا اور اس کے صلہ میں آئندہ جب تم عکاظ کے بازار میں آ ؤ گے میں تمھارے ان اونٹوں کو کھجوروں سے لدوا دوں نگا۔ انھوں نے کہا اچھا، ابوسفیان نے کہا جب تم محمدؐ کے پاس پہنچو تو کہہ دینا کہ ہم تمھارے بقیہ لوگوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے تمھارے اور تمھارے ساتھیوں کے مقابلہ پر آنے کے لیے تیار ہو چکے تھے۔

جب یہ قافلہ رسول ﷺ کے پاس آیا جواب تک حمراء الاسد میں مقیم تھے، انھوں نے آپ ﷺ سے ابوسفیان کا قول بیان کیا۔ آپ ﷺ نے اور صحابہؓ نے سن کر کہا ''ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہتر وکیل ہے''

اس سال کے اہم واقعات

ابوجعفر نے کہا ہے کہ تیسرے دن کے بعد آپ مدینہ واپس چلے گئے۔ بعض مورخوں نے بیان کیا ہے کہ جب اس مرتبہ آپ حمراء الاسد جا رہے تھے دوران سفر معاویہ بن المغیرہ بن ابی عاص اور ابوعزہ الجمحی آپ کے ہاتھ لگ گئے۔ حمراء الاسد جاتے ہوئے آپ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کرایا تھا۔ اس ۳ ہجری کے نصف رمضان میں حسن بن علی بن ابی طالب پیدا ہوئے، اور اسی سال فاطمہ کو حسین کا حمل ٹھہرا۔ بیان کیا گیا ہے کہ حسنؓ کی ولادت اور حسینؓ کے استقرار حمل میں پچاس راتوں کا وقفہ ہوا۔ نیز اس سال ماہ شوال میں جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر کو استقرار حمل ہوا۔

۴ ہجری شروع ہوا
اس سال کے واقعات

غزوۃ الرجیع کا سبب

۴ ہجری میں غزوۃ الرجیع کا واقعہ ہوا۔ عاصم بن عمرو بن قتادہ سے مروی ہے کہ احد کے بعد عضل اور قارہ کی ایک جماعت رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انھوں نے عرض کیا کہ ہم میں اسلام اور دینداری کا شوق ہے آپ صحابہ میں سے کچھ لوگوں کو ہمارے یہاں بھیج دیجیے تا کہ وہ ہمیں اصول دین سمجھائیں قرآن پڑھائیں اور قوانین

شرع بتائیں۔

آپ نے اپنے چھ صحابہؓ مرثدؓ بن ابی مرثد الغنوی حمزہؓ بن عبدالمطلب کے حلیف، خالد بن البکیر بنی عدی بن کعب کے حلیف، بنو عمرو بن عوف کے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح، بنو جحجبا بن کلفہ بن عمرو بن عوف کے خبیب بن عدی، بنو بیاضہ بن عامر کے زید بن الاثنہ اور خاندان بلی کے عبداللہ بن طارق کو جو بنی ظفر کے حلیف تھے، اس کام کے لیے ان کے ساتھ بھیجا۔ مرثد بن ابی مرثد کو اس جماعت کا امیر مقرر فرمایا۔

یہ جماعت اس وفد کے ساتھ چلی جب یہ رجیع آئے جو بنو ہذیل کا حجاز میں ھدۃ کے نشیب میں ایک چشمہ ہے تو ان لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کی اور ہذیل کو مدد کے لیے للکارا کہ ان کو سنبھالو، مسلمان ابھی اپنی سواریوں ہی میں تھے کہ بہت سے لوگوں نے جو تلواروں سے مسلّح تھے، ہر طرف سے ان کو آ گھیرا۔ مسلمانوں نے بھی ان اور کہا کہ بخدا ہم تم کو مارنا نہیں چاہتے بلکہ اہل مکہ کے ہاتھ تم کو فروخت کر کے کچھ کمانا چاہتے ہیں۔ اور اس کے لیے ہم خدا کے سامنے تم سے عہد و پیمان کرتے ہیں کہ اس کے سوا کچھ اور نہ کریں گے۔ مرثد بن ابی مرثد، خالد بن البکیر اور عاصم بن ثابت بن الاقلح نے تو کہہ دیا کہ ہم کسی مشرک کا عہد و پیمان کبھی قبول نہیں کریں گے۔ وہ دشمنوں سے لڑے اور مشرکین نے ان تینوں کو شہید کر دیا۔

زید، خبیب اور عبداللہ کی گرفتاری

زید بن الاثنہ، خبیب بن عدی اور عبداللہ بن طارق البتہ نرم پڑ گئے۔ انھوں نے صلح کو ترجیح دی اس لیے انھوں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔ انھوں نے ان کو قید کر دیا اور پھر ان کو بیچنے کے لیے مکہ چلے۔ جب ظہران پہنچے عبداللہ بن طارق نے اس ڈوری سے جس سے ان کے ہاتھ بندھے تھے، اپنا ہاتھ نکال لیا اور پھر اپنی تلوار سنبھالی مگر حریف ان سے دور جا ہٹا اور انھوں نے پتھروں سے ان کا کام تمام کر دیا۔ خبیب بن عدی اور زید بن الاثنہ کو لے کر وہ مکہ آئے اور دونوں کو فروخت کر دیا۔ خبیب کو حجیر بن ابی دہاب التمیمی بن نوفل کے حلیف نے عقبہ بن الحارث بن عامر بن نوفل کے لیے خرید لیا۔ یہ حجیر، حارث بن عامر کا اخیافی بھائی تھا۔ خبیب کو اس نے اس لیے خریدا تھا تاکہ عقبہ اسے اپنے باپ کے عوض میں قتل کر ڈالے۔ زید بن الاثنہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے میں قتل کرنے کے لیے خرید لیا۔

عاصم کی لاش کی من جانب اللہ حفاظت کا انتظام

عاصم بن ثابت کے قتل ہو جانے کے بعد ہذیل کا ارادہ تھا کہ ان کے سر کو سلافہ بنت سعد بن شہید کے ہاتھ فروخت کر دیں کیونکہ جب اس کا بیٹا احد میں مارا گیا تو اس نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر کبھی عاصم کا سر اس کو مل گیا تو وہ اسکے سر کے پیالہ میں شراب پیئے گی مگر شہد کی مکھیوں نے ہذیل کو اس ارادہ سے روکا اور وہ ان کے اور عاصم کے لاش کے درمیان حائل ہو گئیں۔ ہذیل نے کہا اچھا اس وقت اسے یوں ہی شام تک چھوڑ دو۔ جب یہ چلی جائیں گی ہم پھر آ کر اس کے سر کو کاٹ لیں گے۔ مگر خدا کی قدرت یہ ہوئی کہ اس وادی میں ایسا سیلاب آیا کہ وہ عاصم کی لاش کو بہا لے گیا۔

چونکہ عاصم مشرکین کو نجس محض سمجھتے تھے اس لیے انھوں نے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ نہ میں کبھی کسی مشرک کو مس کروں گا اور نہ خود اپنے کو مس ہونے دوں گا۔ اسی لیے جب عمر بن الخطاب کو معلوم ہوا کہ شہد کی مکھیوں نے عاصم کی لاش کی اس طرح حفاظت کی اور ان کے سر کو لے جانے نہ دیا کہنے لگے کیا خدا کی قدرت ہے کہ اس نے اپنے مومن بندے کی

اس طرح حفاظت کی، عاصم نے اپنی زندگی میں نیت کی تھی کہ نہ خود کسی مشرک کو مس کریں گے اور نہ اپنے کو مس ہونے دیں گے۔ اللہ نے اس عہد کو برقرار رکھنے کے لیے جس طرح زندگی میں ان کو مشرکوں سے بچایا اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس نے ان کو نجس ہونے سے بچالیا۔

غزوۃ الرجیع کے متعلق دوسری روایات

ابوجعفر کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا واقعہ کا مدار ابن اسحٰق کے بیان پر ہے ان کے علاوہ اس مہم کے متعلق ابوہریرہ سے یہ منقول ہوا ہے کہ اس کام پر رسول ﷺ نے دس آدمیوں کو عاصم بن ثابت کی امارت میں روانہ فرمایا یہ مدینہ سے چل کر جب ہدۃ آئے ہذیل کے خاندان بنولحیان کو ان کی اطلاع ہوئی۔ انھوں نے سو تیر اندازوں کو ان کی طرف بھیجا۔ یہ حملہ آور جب اس مقام پر آئے جہاں ٹھہر کر مسلمانوں نے کھجور کھائی تھیں۔ کھجور کی گٹھلیاں دیکھ کر انھوں نے کہا کہ یہ مدینہ کے کھجوروں کی گٹھلیاں ہیں اب یہ مسلمانوں کے آثار قدم پر ان کے تعاقب میں چلے۔

عاصم اور ان کے ہمراہیوں کو ان کی آہٹ ملی وہ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے۔ دوسروں نے آکر ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور پھر ان سے مطالبہ کیا کہ تم اپنے کو ہمارے حوالے کر دو اور ہم حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں۔ عاصم نے کہا کہ میں ہرگز کسی کافر کے عہد پر اعتماد کر کے اپنے کو اس کے حوالے نہیں کروں گا۔ اے خداوندا! تو اپنے نبی کو ہمارے حال کی خبر کر دے۔ البتہ ابن الاثنۃ البیاضی، خبیب اور ایک دوسرے صاحب نے اپنے کو کفار کے حوالے کر دیا۔ مشرکین نے اپنی کمانوں کی تانتیں کھول کر ان سے مسلمانوں کو جکڑ بند کر لیا۔ اسی عمل سے تین میں سے ایک مسلمان زخمی ہو گئے انھوں نے کہا یہ تمھاری بدعہدی کی ابتداء ہے۔ میں تمھارے ساتھ نہیں جاتا۔ کفار نے ان کو مار مار کر ہلاک کر دیا۔ خبیبؓ اور ابن الاثنۃ کو وہ مکہ لائے۔

خُبیبؓ کی حالت اسیری

خُبیبؓ نے چونکہ احد میں حارث کو قتل کیا تھا اس لیے انھوں نے ان کو حارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف کی اولاد کے حوالے کر دیا۔ یہ حارث کے بیٹوں کے پاس مقیم تھے کہ انھوں نے ان میں سے کسی لڑکی سے عاریتاً استرا مانگ لیا اور اسے لڑائی کے لیے تیز کرنے لگے۔ اس عورت کا ایک چھوٹا بچہ تھا جو پاؤں پاؤں چل رہا تھا، خُبیبؓ نے اسے اپنی ران پر بٹھالیا اس عورت نے جب اپنے بچہ کو ان کے پاس دیکھا اور دیکھا کہ استرا ان کے ہاتھ میں ہے وہ خوفزدہ ہو کر چلائی۔ خُبیب نے کہا کہ تم کو اس بات کا خوف ہے کہ میں اس بچہ کو قتل کر دوں گا، ہرگز خیال نہ کرنا، بدعہدی ہمارا شعار نہیں۔

عرصہ کے بعد اس عورت نے بیان کیا کہ میں نے خبیب سے بہتر اسیر نہیں پایا حالانکہ اس وقت مکہ میں کسی پھل کا موسم نہ تھا میں نے ان کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ دیکھا جسے وہ کھا رہے تھے اور بے شک وہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا۔

قریش کے ایک خاندان نے اپنے آدمی بھیجے کہ وہ عاصم کا کچھ گوشت کاٹ لائیں کیونکہ انھوں نے اس خاندان کے کئی آدمی احد میں مارے تھے مگر اللہ نے شہد کی مکھیاں ان کی حفاظت کے لیے بھیج دیں۔ انھوں نے ان کے جسم کی حفاظت کی اور جو لوگ اسے کاٹنے آئے تھے ان کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی وہ واپس چلے گئے۔

صلوۃ صبر کی مشروعیت

جب خُبیبؓ کو حرم سے باہر قتل کرنے لے چلے انھوں نے کہا ذرا مجھے مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ کفار نے ان کو اجازت دی انھوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس واقعہ کی وجہ سے بعد میں یہ طریقہ ہی رائج ہو گیا کہ جس کسی کو مجبور کر کے قتل کیا جاتا وہ دو رکعت نماز پڑھتا۔ نماز کے بعد خبیبؓ کہنے لگے کہ اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ کفار کہیں گے کہ یہ قتل سے مضطرب ہے تو میں نماز میں اور زیادتی کرتا۔ میں اللہ کے لیے قتل کیا جا رہا ہوں مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ کس جانب لٹایا جاؤں پھر انھوں نے یہ شعر پڑھا

وذلک فی ذات الالہ وان یشاء
یبارک علی اوصال شلو مُمَذَّع

ترجمہ: یہ اللہ کے لیے ہے اور اگر وہ چاہے تو وہ میرے کمزور اعضائے جسم
پر اپنی برکت نازل فرمائے۔ اے بار الہ تو ان سب کو بلا استثناء ہلاک و
تباہ کر دے اور پارہ پارہ کر دے۔

اس کے بعد ابوسرعہ بن الحراث بن عمر بن نوفل بن عبد مناف ان کو حرم سے باہر لے گئے اور اس نے تلوار سے ان کو شہید کر دیا۔

عمرو بن امیہ سے مروی ہے کہ مجھے تنہا رسول ﷺ نے بطور جاسوس قریش کے یہاں بھیجا۔ میں خبیب کی سولی کے پاس آیا مجھے چوکیداروں کا بھی خوف تھا مگر میں نے اس پر چڑھ کر خبیبؓ کو کھول دیا ان کی لاش زمین پر گر پڑی میں فوراً ہی اتر آیا مگر جب میں نے اسے دیکھا تو وہاں اس کا کوئی نشان تک بھی موجود نہ تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ زمین کھا گئی چنانچہ آج تک ان کی لاش کا پتہ نہیں ہے۔

زید کا عشق رسول ﷺ

ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ زید بن الاثنہ کو صفوان بن امیہ نے اپنے غلام نسطاس کے ساتھ تنعیم روانہ کیا اور قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر نکالا۔ بہت سے قریش تماشہ کے لیے ان کے پاس جمع ہو گئے۔ ان میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا۔ جب زید کو قتل کرنے کے لیے آگے کیا گیا تو ابوسفیان نے ان سے کہا میں خدا کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم اس کو پسند کرو گے کہ اس وقت یہاں بجائے تمھارے محمدؐ ہوتے اور ہم ان کی گردن مارتے اور تم اپنے گھر بیوی بچوں میں ہوتے۔ زیدؓ نے کہا خدا کی قسم ہے کہ میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ جہاں اب وہ ہیں وہاں بھی ان کو کوئی گزند پہنچے۔ اور میں اپنے گھر بیٹھا رہوں۔ اس جواب کو سن کر ابوسفیان کہنے لگا کہ میں نے آج تک لوگوں میں ایک دوسرے سے ایسی محبت نہیں دیکھی جو محمدؐ کے رفقاء کو ان کے ساتھ ہے۔ اسکے بعد نسطاس نے ان کو شہید کر دیا۔

عمرو بن امیہ الضمری کا واقعہ

رسول ﷺ نے ان کو ابوسفیان کے قتل کے لیے بھیجا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب ان صحابہؓ کی شہادت کی خبر جن کو رسول ﷺ نے اہل الرجیع کے مقام عضل اور قارہ کو بھیجا تھا، آپ ﷺ کو ملی، آپ نے عمرو بن امیہ الضمری کو ایک اور انصاری کے ساتھ ابوسفیان کے قتل کرنے کے لیے مکہ بھیجا۔ خود عمرو بن امیہ الضمری سے مروی ہے کہ خبیبؓ اور ان

کے رفیقوں کے قتل کے بعد رسول ﷺ نے مجھے اور میرے ساتھ ایک انصاری کو مکہ بھیجا اور کہا کہ تم ابوسفیان کو جا کر قتل کر دو۔ میں اور میرے ساتھی اس کام کے لیے چلے میرے ساتھ میرا ایک اونٹ تھا میرے رفیق کے پاس کوئی اونٹ نہ تھا۔ اس کے علاوہ ان کے پاؤں میں کچھ تکلیف تھی اس لیے میں ان کو اپنے اونٹ پر بٹھا لیتا تھا ہم مقام بطن یا جج آئے ہم نے درّے کے صحن میں اپنے اونٹ کو باندھ دیا اور خود پیدل درے کے اندر گئے۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا تم مجھے ابوسفیان کے گھر لے چلو میں اس کو قتل کرنا چاہتا ہوں، دیکھنا اگر وہاں کوئی مقابلہ ہو یا تم کو کوئی خطرہ نظر آئے تم فوراً اپنے اونٹ کے پاس چلے آنا سوار ہو کر مدینہ جانا اور رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے سارا واقعہ بیان کر دینا اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دینا میں اس علاقہ سے اچھی طرح واقف ہوں۔ یہیں میری عمر کا بہترین زمانہ گذرا ہے۔

عمرو اور انکے رفیق کا بغرض قتل ابوسفیان مکہ کا سفر کرنا

اب ہم مکہ میں آ گئے میرے پاس ایک نہایت تیز چھری تھی جسے میں نے اس لیے پہلے سے تیار رکھا تھا کہ اگر کسی سے لڑائی ہوئی تو اس سے اپنے حریف کو قتل کر دوں گا۔ میرے رفیق نے مجھ سے کہا کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ پہلے ہم سات مرتبہ کعبہ کا طواف کریں اور وہاں دو رکعت نماز پڑھ لیں۔ میں نے کہا میں اہل مکہ کو تم سے زیادہ جانتا ہوں ان کا دستور ہے کہ تاریکی ہوتے ہی وہ اپنے صحنوں میں فرش بچھا کر وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور میں اس بات کو بخوبی جانتا ہوں۔ یہی باتیں کرتے ہوئے ہم خانہ کعبہ آئے۔ سات مرتبہ ہم نے اس کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر وہاں سے نکل کر ہم ان کی ایک مجلس سے گذرے ان کے ایک شخص نے مجھے شناخت کر لیا اور پھر اس نے چلا کر کہا کہ یہ عمرو بن امیہ ہے۔ اب ہر طرف سے اہل مکہ ہماری طرف جھپٹے اور کہنے لگے کہ بخدا عمرو کوئی نیک خیال لے کر یہاں نہیں آیا ہے۔ قسم ہے اس کی جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے۔ یہ ضرور کسی بری نیت سے آیا ہے۔ (یہ عمرو زمانہ جاہلیت میں شیطان اور قاتل تھے) اب وہ سب مجھے اور میرے رفیق کو پکڑنے کے لیے مستعد ہوئے میں نے ساتھی سے کہا تم تو بھاگ جاؤ مجھے اسی کا ڈر تھا جس شخص کو ہم قتل کرنے آئے تھے اس پر قابو پانے کا کوئی موقع نہیں تم اپنی جان بچا کر بھاگ جاؤ۔ ہم دونوں تیز دوڑتے ہوئے بھاگے اور دلہا ز پر چڑھ کر ایک غار میں گھس گئے۔ رات ہم نے وہیں بسر کی۔ جب ہم ان کے ہاتھ نہ آ سکے وہ واپس چلے گئے۔ میں نے غار میں داخل ہو کر اپنے آگے پتھروں کی اوٹ بنالی اور اپنے ساتھی سے کہا ذرا توقف کرو ان کو ہماری تلاش سے دست بردار ہو جانے دو وہ آج ساری رات اور کل سارا دن شام تک ہماری تلاش کریں گے۔

عمروؓ کا عثمان بن مالک کو قتل کرنا

میں غار میں تھا عثمان بن مالک بن عبیداللہ التیمی اپنے گھوڑے کو ہنکاتا ہوا سامنے آتا نظر آیا اسی طرح بڑھتے ہوئے وہ ہمارے سامنے غار کے منہ پر آ کر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ بخدا یہ ابن مالک ہے اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا یہ ضرور اہل مکہ کو ہماری خبر کر دے گا میں نے غار سے نکل کر اس کی چھاتی کے نیچے خنجر گھونپ دیا اس نے ایسی چیخ ماری کہ مکہ والوں نے اسے سنا اور وہ اسی آواز کی سمت لپکے۔ میں پھر غار کے اندر چلا آیا اور میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ خاموش اپنی جگہ بیٹھے رہو۔

اہل مکہ اس کی آواز کی سمت تیز دوڑتے ہوئے اس کے پاس آئے ابھی اس میں جان باقی تھی انھوں نے پوچھا کہو تم کو کس نے مارا؟ اس نے کہا عمرو بن امیہ نے۔ اتنا کہتے ہی اس کی جان نکل گئی اور وہ ہمارا پتہ ان کو نہ بتا سکا۔

مکہ والے کہنے لگے ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ عمرو ضرور کسی شرارت کے لیے آیا ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ ہمیں تلاش کرتے وہ اپنے آدمی کو اٹھا کر لے گئے۔ ہم دو دن غار میں پڑے رہے۔

عمروؓ کا خبیبؓ کو سولی سے اتارنا

جب ہماری تلاش ختم ہو گئی ہم تنعیم آئے وہاں ہمیں خبیبؓ کی سولی نظر آئی۔ مجھ سے میرے رفیق نے کہا بہتر ہو کہ تم خبیبؓ کو سولی پر سے اتار دو میں نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ انھوں نے کہا یہ کیا موجود ہے؟ میں نے کہا اچھا ذرا ٹھہر و اور مجھ سے علیحدہ چلے جاؤ۔ سولی کے گرد پہرہ متعین تھا۔ میں نے اپنے دوست انصاری سے کہا اگر تم کو خطرہ نظر آئے فوراً اپنے اونٹ کی راہ لینا اس پر سوار ہو کر رسول ﷺ کے پاس جانا اور یہ واقعہ بیان کر دینا۔ یہ کہہ کر میں نہایت تیزی سی سولی کی طرف لپکا اور میں نے ان کی لاش کو کھول کر اپنی پشت پر لادا میں صرف چالیس قدم گیا ہوں گا کہ پہرہ داروں نے مجھے دیکھ لیا اور شور مچا دیا۔ میں نے خبیبؓ کی لاش نیچے رکھ دی اس کے زمین پر گرنے کی آواز اب تک مجھے یاد ہے وہ میرے پیچھے دوڑے میں نے صفراء کی راہ اختیار کی وہ تھک کر پلٹ گئے۔ میرے رفیق اونٹ کے پاس آئے اس پر سوار ہو کر نبیؐ کے پاس پہنچے اور ان سے ہمارا ماجرا بیان کیا۔

عمرو کا ایک دوسرے مشرک کو ٹھکانے لگانا

میں پا پیادہ مدینہ کی سمت روانہ ہوا اور غلیل ضجنا تا پہنچا اور ایک غار میں گھسا میرے پاس کمان اور تیر تھے میں غار میں چھپا بیٹھا تھا بنی الدیل بن بکر کا ایک دراز قامت کانا آدمی بکریاں چراتا ہوا میرے پاس آیا اور پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں بھی بنی بکر سے ہوں اس نے کہا میں بھی اسی قبیلہ اور اس کے خاندان بنی الدیل سے ہوں۔ وہ میرے پاس ہی غار میں لیٹ گیا اور بانسری اٹھا کر گانے لگا

ولست بمسلم مادمت حیاً

ولست ادین دین المسلمینا

ترجمہ: جب تک زندگی ہے میں کبھی مسلمان نہیں ہوں گا اور نہ اب مسلمان ہوں۔

میں نے دل میں کہا بہت جلد معلوم ہو جائے گا تھوڑی ہی دیر میں وہ اعرابی سو گیا اور خراٹے لینے لگا میں نے اس قدر بے دردی، بے رحمی سے اسے قتل کر دیا کہ اس سے قبل کبھی کسی کو میں نے اس طرح نہیں مارا تھا۔ میں نے یہ کیا کہ اس کی بینا آنکھ میں اپنی کمان کی نوک جھونک دی اور پھر اس پر اپنے تمام جسم کا بوجھ اس طرح ڈال دیا کہ کمان اس کی گدی سے پار ہو گئی۔

اس کا کام تمام کر کے اب میں درندے کی طرح وہاں سے اٹھا اور عقاب کی طرح سرعت کے ساتھ میں نے اپنی راہ لی اور بحفاظت نکل آیا۔

عمروؓ کا دو دشمن جاسوسوں سے نپٹنا

اس بستی میں آیا جس کا اس شخص نے ذکر کیا تھا پھر رکوبہ ہوتا ہوا نقیع پہنچا۔ یہاں مجھے مکہ کے دو آدمی ملے جن کو قریش نے رسولؐ کے حالات معلوم کرنے کیلیے بطور جاسوس کے بھیجا تھا میں نے ان کو شناخت کر لیا اور ان سے کہا قید

ہو جاؤ اور وہ کہنے لگے کیا ہم تمہارے ہاتھ میں قید ہو نگے؟ میں نے ایک کو تیر سے ہلاک کر دیا اور دوسرے سے پھر کہا قید ہو جاؤ اس نے سر تسلیم خم کر دیا میں نے اس کے ہاتھ پیچھے باندھ دیئے اور اسے رسول ﷺ کے پاس لے آیا۔

جب میں مدینہ پہنچا میں چند انصاری بزرگوں کے سامنے سے گذرا انھوں نے کہا یہ دیکھو عمرؓ بن امیہ آ گئے۔ چند لڑکوں نے یہ بات سنی وہ مجھ سے پہلے ہی دوڑتے ہوئے رسول ﷺ کے پاس پہنچے اور میرے آنے کی آپ کو خبر کی۔ میں نے اپنے اسیر کا انگوٹھا اپنی کمان کی تانت سے باندھ رکھا تھا۔ مجھے دیکھ کر رسولؐ اس طرح ہنسے کہ آپ کے دانت کھل گئے۔ پھر آپ نے مجھ سے روداد پوچھی میں نے سارا واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے میری تعریف کی اور میرے لیے دعائے خیر کی۔

اس سال رمضان میں رسول ﷺ نے بنی ہلال کی زینب بنت خزیمہ ام المساکین سے نکاح کیا اور اسی ماہ میں ان سے مباشرت فرمائی۔ ایک تولہ سونا اور دس تولہ چاندی آپ نے ان کو مہر دیا تھا اس سے قبل یہ طفیل بن الحارث کی بیوی تھیں اس نے ان کو طلاق دیدی تھی۔

بیر معونہ کا واقعہ

جنگ بیر معونہ کا سبب

اسی ۴ ہجری میں رسول ﷺ نے ایک مہم روانہ فرمائی بئر معونہ میں یہ قتل کر دی گئی۔ اس کے بھیجنے کی وجہ یہ ہوئی کہ احد سے واپس آ کر آپ نے بقیہ ماہ شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم مدینہ میں بسر کیے۔ اس سال مشرکین ہی کے انتظام میں حج ہوا۔ احد کے پورے چار ماہ بعد ماہ صفر میں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر نیزوں سے کھیلنے والا بنی عامر بن صعصعہ کا رئیس رسول ﷺ کی خدمت میں آیا اور کچھ تحائف بھی وہ آپ کے لیے ساتھ لایا۔ مگر آپ نے انھیں قبول کرنے سے انکار فرمایا اور کہا کہ ابو براء میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کیا کرتا اگر چاہتے ہو کہ تمہارے تحفے قبول کروں تو اسلام لے آؤ۔ پھر آپ نے اسلام کے اصول و ارکان اس کو بتائے اور بتایا کہ اسلام میں اس کے لیے یہ یہ فوائد ہیں اللہ نے مومن اس سے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور اسے قرآن پڑھ کر سنایا۔ وہ نہ اسلام لایا اور نہ اس نے تردید کی بلکہ کہا اے محمد تم جس دین کی دعوت دے رہے ہو بے شک یہ اچھا ہے تم اپنے صحابہ میں سے بعض کو اہل نجد کے پاس بھیجو تا کہ یہ ان کو اس دین کی دعوت دیں مجھے توقع ہے کہ وہ اسے قبول کریں گے۔

رسول ﷺ نے فرمایا مگر مجھے اندیشہ ہے کہ اہل نجد ان کو ستائیں گے۔ ابو براء نے کہا میں ان کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں آپ ان کو ضرور بھیجیے کہ وہ لوگوں کو آپ کے دین کی دعوت دیں۔

اس اطمینان پر رسول ﷺ نے بنو ساعدۃ المعنق کے منذر بن عمرو کو اپنے صحابہ میں سے چالیس بہترین مسلمانوں کے ساتھ مرنے کے لیے نجد بھیجا۔ ان میں حارث بن الصمۃ، بنی عدی بن النجار کے حرام بن عروہ بن اسماء بنت ابی الصلت السلمی، نافع بن بدیل بن ورقاء الخزاعی اور عامر بن فہیرہ، ابوبکرؓ کے مولیٰ اکثر مشہور مسلمانوں کے ساتھ تھے۔

بئر معونہ کا سفر اور سردار عامر کو حضورؐ کے خط کی روانگی اور جنگ

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے منذر بن عمرو کو ستر شتر کے ساتھ بھیجا تھا۔ یہ مدینہ سے چل کر بئر معونہ آئے جو بنی عامر کے علاقہ اور بنی سلیم کے پتھریلے علاقہ کے درمیان دونوں کے قریب ہی بلکہ بنی سلیم کے پتھریلے علاقے سے قریب تر واقع ہے آئے، وہاں مقیم ہو کر مسلمانوں نے حرام بن ملحان کو رسول ﷺ کے خط کے ساتھ عامر بن الطفیل کے پاس بھیجا، جب یہ اس کے پاس پہنچے تو اس نے خط کے دیکھنے سے قبل ان کو قتل کر دیا اور پھر تمام بنی عامر کو مسلمانوں کے برخلاف اکسایا مگر انھوں نے اس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ چونکہ ابو براء ان کو پناہ دی ہے اور حفاظت کا باقاعدہ عہد کیا ہے ہم ہرگز اس کے عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے۔ ان سے مایوس ہو کر اس نے بنو سلیم کے قبائل عُصیہ اور ذکوان سے مسلمانوں کے خلاف مدد مانگی وہ اس پر آمادہ ہو گئے اور انھوں نے مسلمانوں کی جائے قیام پر حملہ کر کے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا ان کو دیکھ کر مسلمانوں نے تلواریں سنبھالیں لڑے اور سوائے بنی دینار بن النجار کے کعب بن زید کے تمام مسلمان قتل کر دیئے گئے۔ کعب کو کفار نے البتہ مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا ان میں صرف سانس باقی تھی پھر یہ مقتولین میں سے اٹھا لیے گئے اور بچ گئے اس کے بعد خندق کی لڑائی میں یہ شہید ہوئے۔

عمرو بن امیہ الضمری اور ان کے رفیق انصاری جو بنی عمرو بن عوف سے تھے، اس وقت اس قبیلہ کی حدود میں موجود تھے مگر ان کو اپنے مسلمان بھائیوں کی اس مصیبت کا علم نہ تھا انھوں نے دیکھا کہ پرندے مسلمانوں کے مقتل کے چکر لگا رہے ہیں ان کو دیکھ کر انھوں نے خیال ظاہر کیا کہ ضرور ان پرندوں کے اڑنے کا کوئی سبب ہے وہ دونوں اس سمت چلے تاکہ معلوم کریں کہ کیا بات ہے۔ اس مقام پر آ کر انھوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو خاک و خون میں نہایا ہوا پایا اور وہ دستہ جس نے ان کو تباہ کیا تھا وہ بھی وہاں موجود تھا۔ انصاری نے عمرو بن امیہ سے کہا کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم رسول ﷺ کے پاس چلیں اور ان سے تمام واقعہ بیان کریں۔ انصاری نے کہا مگر میں ایسے مقام سے اب اپنی جان سلامت لے کر جانا نہیں چاہتا جہاں منذر بن عمرو قتل کئے گئے۔ میں نہیں چاہتا کہ لوگ مجھ سے ان کے قتل کے واقعہ کو دریافت کریں۔ یہ دشمن سے لڑے اور مارے گئے۔ عمرو بن امیہ کو کفار نے قید کر لیا مگر جب انھوں نے کہا کہ میں بنی مضر سے ہوں۔ عامر بن الطفیل نے ان کو چھوڑ دیا البتہ ان کی پیشانی کے بال کاٹ دیئے اور چونکہ اس کی ماں نے ایک غلام آزاد کرنے کی منت مانی تھی اس کے ایفاء میں عامر نے ان کو آزاد کر دیا۔

عمرو بن امیہ وہاں سے چل کر جب قناۃ کی چڑھائی پر مقام قرقرۃ آئے دوسری سمت سے بنی عامر کے دو شخص ان کے پاس آ کر اسی درخت کے سایہ میں جہاں یہ ٹھہرے تھے ان کے ساتھ ہی اتر گئے ان دونوں کے پاس رسول ﷺ کا پروانہ راہداری اور پیمان حفاظت تھا۔ عمرو بن امیہ کو اس کی خبر نہ تھی انھوں نے ان سے جب وہ ٹھہرے تو پوچھ لیا تھا کہ تم کون ہو۔ انھوں نے بتایا کہ ہم بنی عامر ہیں یہ سن کر عمرو بن امیہ خاموش رہے اور جب وہ سو گئے انھوں نے ایک دم ان پر حملہ کر کے دونوں کو ہلاک کر دیا اور اپنے دل میں سمجھے کہ میں نے بنی عامر سے صحابہؓ رسول ﷺ کا بدلہ لے لیا۔ یہ رسولؐ کی خدمت میں آئے اور اپنی سرگزشت بیان کی آپ نے فرمایا تم نے دو ایسے شخصوں کو قتل کر دیا کہ مجھے ان کی دیت دینا پڑے گی پھر آپ نے مسلمانوں کو مصیبت پر فرمایا کہ یہ سب کچھ ابو براء کی وجہ سے ہوا میں پہلے ہی خائف تھا اور ان کو بھیجنا نہیں چاہتا تھا۔ ابو براء کو اس کی اطلاع ہوئی اس کو اس بات سے سخت افسوس ہوا کہ بنی عامر نے اس کے وعدہ حفاظت کی خلاف ورزی کی اور اس کے اور اس وعدہ حفاظت کی وجہ سے صحابہؓ رسول ﷺ کو یہ مصیبت پیش آئی۔

ان شہید صحابہؓ میں عامر بن فہیرہ بھی تھے۔

عروہؓ سے مروی ہے کہ عامر بن الطفیل نے پوچھا کہ یہ مسلمانوں کا کون شخص تھا کہ جب وہ قتل کیا گیا میں نے دیکھا کہ اسے آسمان اور زمین درمیان اٹھالیا گیا لوگوں نے کہا کہ یہ عامر بن فہیرہ تھا۔

مسلمانوں کا جذبہ شہادت

جبار بن سلمی بن مالک بن جعفر کی اولاد میں سے ایک صاحب نے بیان کیا ہے کہ جبار بنی عامر کے ہمراہ اس روز واقعہ میں موجود تھے اس کے بعد یہ اسلام لے آئے خود ان سے مروی ہے کہ میرے اسلام لانے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اس واقعہ میں ایک مسلمان کے شانوں کے درمیان نیزہ مارا میں نے دیکھا کہ میرے نیزے کا پھل جسم کو توڑ کر ان کے سینے سے نکل گیا جس وقت میں نے ان کے نیزہ مارا میں نے ان کو یہ کہتے سنا ''بخدا میں کامیاب ہوا'' میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس کو کیا کامیابی ہوئی میں نے تو اس کو قتل کر دیا ہے۔ بعد میں جب مجھے ان کے اس جملہ کا مفہوم پوچھنے سے معلوم ہوا کہ اس سے ان کی مراد مرتبہ شہادت تھا میں نے کہا بے شک وہ فائز ہوئے۔

حسان بن ثابت اور کعب بن مالک نے ابو براء کے خاندان کو عامر بن الطفیل کے خلاف اس عہد شکنی کے انتقام کے لیے اپنے اشعار کے ذریعے اکسایا۔ جب ربیعہ بن عامر ابوالبراء کو ان کے اشعار پہنچے تو اس نے عامر بن الطفیل پر نیزہ سے قاتلانہ حملہ کیا مگر نیزہ مڑ گیا اور عامر قتل نہ ہوا مگر گھوڑے سے گر پڑا۔ ربیعہ نے کہا ابو براء کی کارگزاری ہے اگر میں مر گیا تو میں نے اپنی جان اپنے چچا کے لیے دی اس کا انتقام نہ لیا جائے اور اگر میں زندہ رہا تو اس معاملہ میں جو توہین میری ہوئی ہے اس کے متعلق جو مناسب سمجھوں گا کروں گا۔

انسؓ سے مروی اہل بئر معونہ کے حالات

اہل بئر معونہ کے پاس رسول ﷺ نے جو صحابہ بھیجے تھے، ان کے متعلق انس بن مالک سے مروی ہے کہ مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ وہ چالیس تھے یا ستر لیکن عامر بن الطفیل الجعفری اس چشمہ پر مقیم تھا یہ صحابہؓ مدینہ سے چل کر اس چشمہ کے اوپر ایک غار میں آئے اور جب بیٹھ گئے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کون رسول ﷺ کا یہ پیام ان چشمہ والوں کو پہنچائے۔ ابن ملحان الانصاری نے کہا میں اس کام کو کرتا ہوں۔ یہ اپنے مقام سے چل کر ان کے ایک پشم کے ڈیرے کے پاس آئے اور خیموں کے سامنے گات باندھ کر بیٹھ گئے۔ پھر کہا اے بئر معونہ والو مجھے رسول ﷺ نے تمھارے پاس بھیجا ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ اللہ ایک ہے محمدؐ اس کے رسولؐ اور بندے ہیں، تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ، یہ سنتے ہی عامر خیمے کے دروازے سے نیزہ لیے ہوئے برآمد ہوا اور اس نے ان کے ایک پہلو میں اسے گھونپ دیا۔ ابن ملحان الانصاری نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں نے مراد پائی۔ ان کے بعد مشرکین ان کے نشانات قدم پر چلتے چلتے ان کے دوسرے ساتھیوں کے پاس جو غار میں ٹھہرے ہوئے تھے، آئے اور یہاں عامر نے ان سب کو قتل کر دیا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ ان کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا تھا ''**بلغوا عنا قومنا انا لقینا ربنا فرضی عنا ورضینا عنه**،'' (ترجمہ: ہماری طرف سے ہماری قوم کو اطلاع کر دو کہ ہم اپنے رب سے آملے وہ ہم سے راضی ہوا، اور ہم اس سے راضی ہوئے) ایک زمانہ دراز تک ہم اس کی تلاوت کرتے رہے اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوگئی اور اسکے بجائے اللہ عزوجل نے یہ قرآن نازل فرمایا **ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین** (ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ

نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے خوش ہیں)۔ انس بن مالک کے دوسرے سلسلہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے ستر انصاریوں کو عامر بن الطفیل الکلبی کے پاس بھیجا۔ اس جماعت کے امیر نے اپنے رفیقوں سے کہا تم یہیں ٹھہرو میں ذرا جا کر کفار کی خبر لاتا ہوں وہ ان کے پاس آئے اور کہا اگر امان دو تو رسول ﷺ کا پیام تم کو سناؤں انھوں نے کہا ہاں تم کو امان ہے، وہ پیام سنا رہے تھے کہ ان میں سے کسی شخص نے ان کے جسم میں نیزہ گھونپ دیا اس پر انھوں نے کہا قسم ہے رب کعبہ کی میں کامیاب ہوگیا۔ یہ کہتے ہی ان کا کام تمام ہوگیا عامر نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ شخص اکیلا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ اور بھی ہیں۔ کفار ان کے نشانات قدم پر چلے مسلمانوں کے پاس آئے اور ان سب کو قتل کر دیا ان میں سے سوائے ایک کے کوئی نہ بچا۔ انس بن مالک کہتے ہیں کہ عرصہ تک وہ منسوخ آیت ان کے متعلق پڑھتے رہے۔

اس ۴ ہجری میں رسول ﷺ نے بنوالنضیر کو ان کے علاقے سے جلاوطن کر دیا۔

بنوالنضیر کی جلاوطنی

دو ذمیوں کے قتل کی دیت کی ادائیگی پر حضورؐ کی آمادگی

اس کا سبب یہ ہوا کہ عمرو بن امیہ الضمری نے مدینہ واپس ہوتے ہوئے ان دو شخصوں کو قتل کر دیا جن کو رسول ﷺ نے وعدہ حفاظت اور امان دیا تھا۔ عامر بن الطفیل نے رسول ﷺ کو لکھا کہ باوجود عہد و پیمان کے آپ کے آدمی نے ہمارے دو آدمی مار ڈالے۔ ان کی دیت ادا کرو۔ رسول ﷺ قباء آئے اور وہاں سے بنوالنضیر کی طرف مڑ گئے تاکہ اس دیت کی ادائیگی میں ان سے مدد لیں۔ آپ کے ساتھ بہت سے مہاجر اور انصار تھے ان میں ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ اور اسید بن حضیر بھی تھے۔

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ چونکہ عمرو بن امیہ نے باوجود رسول ﷺ کے عہد حفاظت کے بنی عامر کے دو شخصوں کو قتل کر دیا تھا۔ آپ ان کی دیت کی ادائیگی میں مدد لینے کے لیے بنوالنضیر کے پاس آئے۔ بنوالنضیر اور بنو عامر ایک دوسرے کے دوست اور حلیف تھے۔ پہلے تو جب رسول ﷺ نے بنوالنضیر سے اپنے آنے کی غرض بیان کی انھوں نے کہا ہاں ابوالقاسم جو تم نے ہم سے کہا ہے ہم اس کے لیے پوری طرح آمادہ ہیں۔

یہودیوں کی آپ ﷺ سے بدباطنی اور منافقت

مگر پھر وہ چپکے چپکے ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے اور انھوں نے کہا آج سے بہتر موقع اس شخص کے ہلاک کر دینے کا پھر کبھی نہ ملے گا (رسول ﷺ اس وقت ان کے گھروں کی ایک دیوار کے پاس بیٹھے تھے) لہذا کوئی شخص ایک مکان کی چھت پر چڑھ کر وہاں سے ایک بڑے پتھر کو ان پر پھینک دے اور ان کو قتل کر کے ہمیں ان کی طرف سے ہمیشہ کے لیے راحت دے۔

ان کے ایک شخص عمرو بن حجاش بن کعب نے اس کام کے لیے خود سے اپنے آپ کو پیش کیا اور کہا میں اس کے لیے تیار ہوں۔ چنانچہ وہ آپ پر پتھر پھینکنے کے لیے اس مکان پر چڑھا۔ رسول ﷺ خالی الذہن اپنے صحابہؓ کے ساتھ جن

میں ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ بھی تھے دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ آسمان سے آپ کو آپ کے دشمنوں کے اس منصوبے کی خبر ملی۔ آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور صحابہؓ سے فرمایا میں آتا ہوں تم یہیں ٹھہرو مگر آپ سیدھے مدینہ واپس ہو گئے۔ جب آپ کے آنے میں دیر ہوئی صحابہؓ آپ کی تلاش میں چلے گئے۔ اثنائے راہ میں مدینہ سے آتا ہوا ایک شخص ان کو ملا انھوں نے اس سے رسول ﷺ کو پوچھا اس نے کہا میں نے آپ کو مدینہ میں داخل ہوتا ہوا دیکھا ہے۔ صحابہؓ مدینہ میں آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے ان کو بتایا کہ یہودی میرے ساتھ یہ بدعہدی کرنے والے تھے۔

بنونضیر کے خلاف آغاز جنگ

پھر آپ نے ان کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور سب کو لے کر ان کے مقابلہ پر آئے اور محاصرہ کر لیا۔ یہودی آپ کے مقابلہ میں کئی قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے۔ رسول ﷺ نے حکم دیا کہ ان کے تمام نخلستان کاٹ کر جلا دیئے جائیں، یہودیوں نے قلعوں سے پکار کر کہا اے محمد تم تو اس بربادی سے منع کرتے تھے اور جو ایسا کرتا تھا اسے برا کہتے تھے اب کیا ہوا کہ تم خود ہمارے نخلستانوں کو قطع کروا کر ان کو جلا رہے ہو۔

اس سلسلہ میں واقدی کا بیان یہ ہے کہ بنوالنضیر نے جب باہم مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ رسول ﷺ پر ایک بہت بڑا پتھر اوپر سے پھینک دیا جائے۔ سلام بن مشکم نے ان کو اس سے منع کیا اور کہا کہ اگر ایسا کرو گے جنگ ہو جائے گی اور جو تم کرنا چاہتے ہو وہ اس سے واقف ہیں مگر یہودیوں نے اس کی نصیحت نہ مانی۔ عمرو بن حجاش رسول ﷺ پر پتھر لڑھکانے چھت پر چڑھا مگر اسی اثناء میں رسول ﷺ کو اس کی اطلاع آسمان سے ملی آپ ﷺ قضائے حاجت کے بہانے اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ صحابہؓ نے دیر تک آپ کا انتظار کیا مگر آپ نہیں آئے یہودی کہنے لگے کہ ابوالقاسم کیوں رک گئے۔ آپ کے صحابہؓ دیر تک انتظار کے بعد مدینہ واپس ہوئے۔ کنانہ بن صوریا نے یہودیوں سے کہا کہ تمھارے ارادے کی ان کو ضرور خبر ہو چکی ہے۔

صحابہ بھی وہاں رسول ﷺ کے پاس چلے آئے۔ آپ اس وقت مسجد میں بیٹھے تھے۔ صحابہؓ نے آپ سے کہا کہ ہم آپ کا انتظار کرتے رہے اور آپ چلے آئے۔ رسول ﷺ نے فرمایا یہودیوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر اللہ عزوجل نے مجھے ان کے منصوبے کی اطلاع کر دی۔

بنونضیر کو آخری چھوٹ

محمد بن مسلمہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان سے کہا کہ تم یہودیوں سے جا کر کہہ دو کہ چونکہ تم نے میرے ساتھ بے وفائی کرنا چاہی تھی اس لیے اب تم میرے علاقوں سے نکل جاؤ اور میرے قریب نہ رہو۔

محمد بن مسلمہ نے رسول ﷺ کے ارشاد کے مطابق یہودیوں سے جا کر کہہ دیا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے کہ یہاں سے ترک سکونت کر کے چلے جاؤ۔ یہودی کہنے لگے اے محمد بن مسلمہ ہمیں اس کی امید کبھی نہ تھی کہ بنی اوس کا کوئی شخص یہ حکم ہمارے لیے لائے گا۔ انھوں نے کہا دلوں کی کایا پلٹ گئی ہے اور اسلام نے تمام سابقہ معاہدوں کو فسخ کر دیا ہے۔ یہودیوں نے کہا بہرحال ہم اسے برداشت کرتے ہیں اور حکم کی بجا آوری کریں گے۔

ابن ابی منافق کا بنونضیر کو بھڑکانا

عبداللہ ابن ابی نے ان یہودیوں سے کہلا کر بھیجا کہ تم اپنے شہروں سے نہ جانا ابھی وہیں رہو، خود میرے ساتھ دو ہزار عرب اور میرے قوم والے ہیں۔ یہ جمعیت تمھارے ساتھ ہے ان کے علاوہ بنی قریظہ بھی تمھاری امداد کریں گے۔ کعب بن اسد کو جس نے بنی قریظہ کی جانب سے رسول ﷺ سے دوستی کا معاہدہ کیا تھا جب اس بیان کی اطلاع ملی اس نے کہا جب تک میں زندہ ہوں بنی قریظہ میں سے کوئی شخص معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔ پھر سلام بن مشکم نے حیی بن اخطب سے کہا کہ محمدؐ نے جو حکم دیا ہے اس کو مان لو اس طرح ہماری قوم اور ہمارا مال محفوظ رہے گا ورنہ اس سے زیادہ تکلیف دہ حالت برداشت کرنا پڑے گی۔ حیی نے پوچھا وہ کیا؟ سلام نے کہا اگر اس حکم کو نہ مانو گے ہمارا تمام مال ضبط کرلیا جائے گا۔ بیوی بچے لونڈی غلام بنائے جائیں گے اور جنگجو آبادی قتل کردی جائے گی۔ مگر حیی نے رسول ﷺ کے حکم کو نہ مانا اس نے جدی بن اخطب کو رسول ﷺ کے پاس اس پیام کے ساتھ بھیجا کہ ہم تو اپنے وطن سے نہیں نکلتے اب جو تم سے ہوسکے کرلو۔

بنونضیر کا محاصرہ اور جلاوطنی

اس پیام کو سن کر رسول ﷺ نے تکبیر کہی آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی اور فرمایا کہ یہودیوں نے لڑائی منظور کی ہے۔

جُدی مدد کے لیے ابن ابی کے پاس آیا جدی سے مروی ہے کہ اس وقت رسول ﷺ کا محافظ لوگوں کو مسلح ہو جانے کا حکم دے رہا تھا اسی وقت اس کا بیٹا عبداللہ بن ابی میرے سامنے اپنے باپ کے یہاں آیا اور اس نے ہتھیار سنبھالے اور دوڑتا ہوا گھر سے چلا گیا۔ یہ رنگ دیکھ کر میں عبداللہ بن ابی کی امداد سے مایوس ہوگیا میں نے حیی سے آکر سارا واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ یہ محمد کی گہری چال ہے۔ اب رسول ﷺ نے بنی نضیر پر پیشقدمی کرکے ان کا محاصرہ کرلیا پندرہ روز کے محاصرہ کے بعد انھوں نے اس شرط پر صلح کرلی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے البتہ ان کا تمام مال اور اسلحہ لے لیئے جائیں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے بنی نضیر کا پندرہ دن تک محاصرہ کیا اور اس زمانے میں ان کو بالکل بے بس اور مجبور کردیا۔ آخرکار انھوں نے آپ کے مطالبہ کو منظور کیا اور اس شرط پر صلح کی کہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا۔ مگر ان کے وطن اور زمینوں سے ان کو بیدخل کردیا جائے گا اور ان کو شام کے بیابانوں میں جلاوطن کردیا جائے گا۔ رسول ﷺ نے ان کے ہر تین شخصوں میں ایک اونٹ اور ایک مشک پانی کی تقسیم کردی۔

زہری سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے اس قبیلہ سے جنگ کی اور جلاوطنی کی شرط پر ان سے صلح کی لہذا آپ نے ان کو شام کی طرف جلاوطن کردیا اور اجازت دی کہ اسلحہ کے علاوہ جتنا بار اونٹ لاد سکیں، وہ لے جائیں۔

ابن اسحٰق کے سابقہ سلسلہ بیان کے مطابق بنوعوف بن الخزرج میں عبداللہ بن ابی بن سلول و دیعہ، مالک بن ابی قوفل، سوید اور داعس ایسے لوگ بھی تھے، جنھوں نے بنونضیر سے کہلا بھیجا تھا کہ تم اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور مقابلہ کرو ہم کبھی تمھارا ساتھ نہیں چھوڑیں گے اگر تم سے کوئی لڑے گا ہم تمھارا ساتھ دیں گے اور اگر تم جلاوطن کیئے جاؤ گے تو ہم بھی تمھارے ساتھ چلیں گے۔ لہذا ابھی تم انتظار کرو۔ مگر انھوں نے اس مشورہ پر عمل نہیں کیا اللہ نے ان کے دلوں میں ایسا رعب بٹھادیا کہ خود انھوں نے رسول ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں قتل نہ کریں جلاوطن کردیں اس شرط پر کہ اسلحہ

کے علاوہ جس قدر سامان اونٹ اٹھا سکے، وہ ہم ساتھ لے جائیں۔ رسول ﷺ نے ان کی یہ درخواست منظور کی، انھوں نے اپنا تمام وہ سامان جو اونٹ پر لادا جا سکا ساتھ لے لیا۔ چنانچہ یہ لوگ اپنے گھروں کے دروازے تک چوکھٹ کے ساتھ نکال کر اونٹوں پر بار کر کے لے گئے، یہ خیبر گئے اور پھر وہاں سے شام چلے گئے ان کے شرفاء میں جو خیبر آئے وہ سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن الربیع بن ابی حقیق اور حیی بن اخطب تھے، جب یہ وہیں رہ پڑے تو اہل خیبر نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔

یہودیوں کا گانا بجانا

عبداللہ بن ابی بکرؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بنونضیر اپنی بیوی بچوں اور اسباب وسامان کو لاد کر لے گئے۔ ان کے ساتھ ڈھول باجے اور گلوکارہ تھیں جو ان کے پیچھے پیچھے گا بجا رہی تھیں۔ اس روز ان میں اُمّ عمرو عروہ بن الورد العبسی کی داشتہ بھی ساتھ تھی جسے انھوں نے اس سے خرید لیا تھا۔ یہ بنی غفار کی ایک عورت تھی جو اس زمانے میں بہ اعتبار حسن وادا اور ناز نخرے کے یکتائے روزگار تھی۔

اپنی تمام املاک کو انھوں نے رسول ﷺ کے حوالے کر دیا وہ اس طرح خاص آپ کی ملکیت میں آ گئیں۔ تا کہ جس طرح آپ چاہیں اسے خرچ کریں۔ چنانچہ آپ نے انصار کو چھوڑ کر اسے صرف پہلے مہاجرین میں تقسیم کر دیا انصار میں سے سہل بن حنیف اور ابودجانہ، سماک بن خرشہ نے اپنی غربت کی وجہ سے رسول ﷺ سے درخواست کی کہ ہمیں بھی کچھ عطا فرمایئے آپ نے ان کو بھی اس میں سے دیا۔ بنونضیر سے صرف دو شخص یامین بن عمیر بن کعب، عمرو بن حجاش کے چچیرے بھائی اور ابوسعد بن وہب اس شرط پر اسلام لے آئے کہ ان کی املاک انھیں کے پاس رہیں گی۔ چنانچہ یہ اس پر قابض رہے۔ اس موقع پر رسول ﷺ نے ابن ام مکتوم کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا اور اس غزوہ میں علی بن ابی طالب آپ کے علمبردار تھے۔

۴ ہجری میں عثمان بن عفان کے بیٹے کا انتقال اور حسین بن علی کی پیدائش اور دیگر واقعات

اس سال عبداللہ بن عثمان بن عفان نے جمادی الاولیٰ میں چھ سال کی عمر میں انتقال کیا۔ رسول ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ خود عثمان بن عفان ان کی قبر میں اترے۔ اس سال ماہ شوال کے بالکل ابتداء میں حسین بن علی بن ابی طالب پیدا ہوئے۔

اس باب میں اختلاف ہے کہ بنونضیر کے اس غزوہ کے بعد رسول ﷺ دوسرے کس غزوہ کے لیے تشریف لے گئے۔ ابن اسحٰق کی روایت یہ ہے کہ اس غزوہ کے بعد آپ نے ربیع الاول اور ربیع الاخر اور ماہ جمادی کا کچھ زمانہ مدینہ میں بسر فرمایا۔ پھر غطفان کے قبائل بنومحارب اور بنوثعلبہ سے لڑنے کے لیے نجد گئے وہاں مقام نخل میں فروکش ہوئے یہی ''غزوہ ذات الرقاع'' ہے۔ وہاں غطفان کی ایک بہت بڑی جمعیت سے آپ کا مقابلہ ہوا مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی

اور طرفین ایک دوسرے سے مرعوب ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑے رہے اسی موقع پر رسول ﷺ نے صلاۃ الخوف پڑھی۔ اور پھر آپ مسلمانوں کو لے کر مدینہ چلے آئے۔

مگر واقدی کا بیان ہے کہ یہ غزوہ ذات الرقاع محرم ۵ ہجری میں پیش آیا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس پہاڑ کی وجہ سے اس غزوہ کا نام پڑا وہ سیاہ بھی ہے، سفید بھی اور سرخ بھی ہے۔ اسی وجہ سے اس کا یہ نام ہوا۔ اس غزوہ میں آپ نے عثمان بن عفان کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ہم رسول ﷺ کے ساتھ نجد چلے ذات الرقاع کے پاس ایک نخلستان میں پہنچے۔ غطفان کی ایک بڑی جمعیت سے ہمارا مقابلہ ہوا، لڑائی نہیں ہوئی مگر مسلمان دشمن سے مرعوب ہو گئے اور اس موقع پر صلاۃ الخوف کا حکم نازل ہوا۔

صلوۃ الخوف کا طریقہ

رسول ﷺ نے اپنے صحابہؓ کے دو حصے کیے ایک دشمن کے بالمقابل جا کھڑا ہوا اور دوسرا نماز کے لیے رسول ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے تکبیر کہی سب نے تکبیر کہی۔ آپ نے اپنے مقتدیوں کے ساتھ رکوع کیا اور سجدہ کیا اور جب دوبارہ کھڑے ہوئے تو وہ الٹے پاؤں چل کر اپنے دوسرے ساتھیوں کے مقام پر آ کر دشمن کے مواجہے میں کھڑے ہو گئے اور اب یہ پہلی جماعت نماز کے لیے پلٹی۔ پہلے انھوں نے خود ایک رکعت پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور اب رسول ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی، رکوع کیا اور سجدہ کیا اسکے بعد جو لوگ اب دشمن کے سامنے کھڑے تھے وہ پلٹ کر آئے اور انھوں نے اپنی دوسری رکعت ادا کی مگر جلسہ میں سب ایک ہو گئے اور سلام کے وقت سب پر رسول ﷺ نے سلام بھیجا۔

اس نماز کی شکل میں بہت اختلاف بیان ہے ہم طوالت کے خوف سے یہاں اسے بیان نہیں کرتے۔ انشاء اللہ اپنی دوسری کتاب ''بسیط القول فی احکام شرائع الاسلام'' کے باب صلاۃ الخوف میں بیان کریں گے۔

جابرؓ بن عبداللہ سے پوچھا گیا کہ نماز میں قصر کا حکم کس روز نازل ہوا؟ انھوں نے کہا قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آ رہا تھا ہم اس کو روکنے گئے مقام نخل میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ دشمن کا ایک شخص رسول ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آواز دی اے محمدؐ! آپ نے فرمایا ہاں کہو اس نے کہا کیا تم مجھ سے نہیں ڈرتے؟۔ آپ نے فرمایا بالکل نہیں۔ اس نے کہا کون میرے مقابلہ میں تمھاری حفاظت کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا، اللہ۔ پھر اس نے تلوار نکالی اور اس سے آپ کو ڈرایا اور قتل کی دھمکی دی۔ پھر آپ نے کوچ کا اعلان کرا دیا۔ اور سب نے ہتھیار سنبھالے اتنے میں نماز کا وقت آ گیا مؤذن نے اذان دے دی۔ رسول ﷺ نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو پہلے نماز پڑھائی۔ اس اثناء میں دوسرے مسلمان ان نمازیوں کی حفاظت کرتے رہے جو آپ کے قریب تھے۔ آپ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی پھر یہ لوگ الٹے پاؤں پلٹ کر اپنے ساتھیوں کے بجائے دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور اب وہ نماز کے لیے آئے رسول ﷺ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اس دوران میں جو پہلے نماز پڑھ چکے تھے وہ ان کی حفاظت کرتے رہے پھر آپ نے سلام پھیرا۔ اس طرح رسول ﷺ نے چار رکعت نماز پڑھی اور دوسرے صحابہؓ نے دو دو رکعت پڑھیں۔ اس روز اللہ عزوجل نے نماز میں قصر کا حکم نازل فرمایا اور مسلمانوں کو نماز میں ہتھیار لگانے کا حکم دیا گیا۔

کافر پر آپ ﷺ کا رعب و دبدبہ

جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ بنومحارب کے ایک شخص بن الحارث نے اپنی قوم غطفان اور محارب سے کہا، کہو تو میں تمھاری خاطر محمد کو قتل کر دوں؟ انھوں نے کہا ضرور کرو مگر یہ کیسے ہوگا؟ اس نے کہا میں دھوکے سے اچانک ان کو قتل کر دونگا۔ اس ارادے سے وہ رسول ﷺ کے پاس آیا۔ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی تلوار گود میں رکھی تھی۔ اس نے کہا محمد میں تمھاری یہ تلوار دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا دیکھ لو۔ اس نے تلوار اپنے ہاتھ میں لے کر اسے نیام سے باہر نکالا اب وہ اسے لہرانے لگا اور اس سے آپ پر وار کرنے لگا۔ مگر اللہ عزوجل نے اس کے ہاتھ کو نکما کر دیا پھر اس نے کہا محمد تم مجھ سے ڈرتے نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہرگز نہیں اور میں تجھ سے کیوں ڈروں۔ اس نے کہا میرے ہاتھ میں تلوار ہے پھر بھی تم مجھ سے نہیں ڈرتے۔ آپ نے فرمایا اللہ تیرے مقابلے میں میری حفاظت کرے گا۔ اب اس نے تلوار کو نیام میں رکھ دیا اور اسے رسول ﷺ کو واپس دیدیا اس موقع پر اللہ عزوجل نے یہ فرمانِ قرآن نازل فرمایا: **یاایھا الذین امنو اذکروا نعمة الله علیکم اذھم قوم ان یبسطو ا الیکم ایدیھم فکفّ ایدیھم عنکم** (ترجمہ: اے ایمان والو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو کہ جب ایک جماعت نے تم پر دست درازی کرنا چاہی اللہ نے ان کے ہاتھ تم سے روک لیے)

انصاری و مہاجر کا حفاظت کرنا اور انصاری کو دوران نماز تیر لگنا

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے ہم مقام نخل کے غزوہ ذات الرقاع میں رسول ﷺ کے ہمراہ تھے ایک مشرک عورت کسی مسلمان کے قبضہ میں آ گئی اس وقت اس کا شوہر موجود نہ تھا۔ جب رسول ﷺ مدینہ آنے لگے تب اس کے شوہر کو اس واقعے کی اطلاع ملی۔ اس نے قسم کھائی کہ جب تک کہ میں محمد کے ساتھیوں میں سے کسی کو قتل نہ کردوں گا باز نہ رہونگا۔ اس نیت سے وہ رسول ﷺ کے پیچھے ان کے نقش قدم پر چلا۔ آپ کسی منزل میں مقیم ہوئے۔ آپ نے فرمایا آج رات کون ہماری نگہبانی کرے گا۔ مہاجرین سے ایک صاحب اور انصار میں سے ایک صاحب نے اس کام کے لیے اپنے کو پیش کیا اور کہا کہ ہم نگہبانی کریں گے۔ آپ نے فرمایا اچھا تم اس راستے کے ناکے پر کھڑے رہنا کیونکہ آپ اور صحابہ اسی راستے پر وادی کے شکم میں ٹھیرے تھے۔

جب وہ دونوں صاحب اس کام کے لیے قیام گاہ سے نکل گئے انصاری نے مہاجر سے کہا، اول یا آخر رات کے کسی حصہ میں تم نگہبانی کرو گے؟ مہاجر نے کہا اول شب تم پہرہ دو اس قرارداد پر مہاجر ساتھی سو گئے اور انصاری نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ اس وقت اس عورت کا خاوند یہاں پہنچا اور اس صحابی کی شکل نظر آتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ مسلمانوں کے نگہبان ہیں اس نے ان پر تیر چلایا وہ ان کے آ کر لگا انھوں نے اسے اپنے جسم سے نکال کر زمین پر ڈال دیا اور خود اسی طرح کھڑے نماز پڑھتے رہے۔ اس شخص نے ان کے دوسرا تیر مارا وہ بھی ان کو آ کر لگا۔ انھوں نے اسے بھی اپنے جسم سے کھینچ کر زمین پر ڈال دیا پھر رکوع کیا اور سجدہ کیا۔ اس کے بعد اپنے دوسرے رفیق کو جگایا اور کہا ہوشیار ہو بیٹھو مجھ پر حملہ کیا گیا ہے۔ مہاجر فوراً جاگ کر چوکنا ہو بیٹھے۔ جب اس شخص نے ان دونوں کو دیکھا وہ سمجھ گیا کہ یہ مجھ سے چوکنے ہو گئے ہیں اور بھاگ گیا۔ جب مہاجر نے انصاری کو دیکھا کہ ان کے جسم سے خون جاری ہے۔ انھوں نے کہا سبحان اللہ!! آپ نے غضب کیا جب پہلا تیر آپ کے لگا تھا آپ نے مجھے کیوں نہ جگایا؟ انصاری نے کہا میں کلام اللہ کی ایک سورۃ تلاوت کر رہا تھا مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ اس کو پورا کیے بغیر چھوڑ دوں۔ مگر جب متواتر مجھے تیر لگنے

لگے میں نے رکوع کیا پھر تم کو اطلاع کی اور یہ بھی اس لیے کہ میں نے سوچا کہ اس سورۃ کو ختم کرنے یا اس کے پورا ہونے سے پہلے یہ مجھے ختم کر دے گا اور اس طرح جس مقام کی نگرانی کا رسول ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے وہ غیر محفوظ رہ جائے گا اس وجہ سے مجھے تم سے کہنا پڑا۔

غزوۃ السویق

مسلمانوں اور کفار کی بدر کو روانگی و واپسی

اس وعدے کے مطابق جو ابوسفیان سے ہوا تھا یہ نبی کریم ﷺ کا بدر کا دوسرا غزوہ ہے۔ ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوہ ذات الرقاع سے واپس آ کر رسول ﷺ نے جمادی الاولیٰ کا بقیہ زمانہ جمادی الاخر اور رجب مدینہ میں بسر فرمائے۔ شعبان میں آپ اس قرارداد کے مطابق جو ابوسفیان سے جنگ احد میں ہوئی تھی۔ بدر کو روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر ابوسفیان کے انتظار میں آپ نے آٹھ راتیں قیام فرمایا۔

ابوسفیان اہل مکہ کے ساتھ مرالظہر ان کے نواح میں مجنہ آ کر ٹھہرا۔ بعض صاحبوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس نے عسفان کو طے کیا اس کے بعد اس نے مراجعت مناسب سمجھی اور قریش سے کہا کہ جب بارش اچھی ہوئی ہو وہ سال تمھارے لیے جنگ کے لیے بہتر ہے تا کہ جانور گھاس کو چر سکیں اور ان کا دودھ تم پی سکو۔ چونکہ اس سال خشک سالی ہے میں پلٹ جاتا ہوں تم بھی پلٹ جاؤ۔ چنانچہ وہ واپس ہوا اور سب لوگ بھی واپس چلے گئے۔ اہل مکہ اس فوج کو "جیش السویق" کہنے لگے کیونکہ یہ ستو پیتے ہوئے گئے تھے۔

رسول ﷺ حسب قرارداد ابوسفیان کے انتظار میں بدر میں ٹھہرے رہے مخشی بن عمرو الضمری جس نے غزوہ ودان میں بنی ضمرہ کی جانب سے رسول ﷺ سے مصالحت کی تھی۔ آپ کے پاس اس قیام کے اثناء میں آیا اس نے پوچھا کیا آپ قریش کے مقابلے کے لیے اس وادی میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں ہم ان کے انتظار میں مقیم ہیں مگر چاہو تو ہم اس معاہدے کو جو ہمارے اور تمھارے درمیان ہے، فسخ کر دیں اور پھر تم سے جنگ میں نمٹ لیں۔ یہاں تک کہ اللہ ہمارے اور تمھارے درمیان ہمیشہ کے لیے فیصلہ کر دے؟ اس نے کہا اے محمدؐ! بخدا میرا ارادہ نہیں ہے۔ اور نہ میں اسے چاہتا ہوں۔ اسی قیام میں معبد بن ابی معبد الخزاعی اپنے اونٹ پر آپ کے پاس سے گذرا۔

ابوسفیان کی جنگ سے بزدلی اور کنارہ کشی کا حیلہ

واقدی کہتے ہیں کہ اس قرارداد کے، جو احد میں ابوسفیان سے ہوئی تھی ایک سال بعد ذیقعدہ میں رسول ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو جہاد میں چلنے کی دعوت دی۔ نعیم بن مسعود الاشجعی عمرہ کی نیت سے مکہ آیا اور قریش سے ملا۔ انھوں نے پوچھا کہاں سے آتے ہو؟ اس نے کہا یثرب سے قریش نے پوچھا کیا تم نے محمد کو جنگ کی تیاری کرتے دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں وہ تم سے لڑنے کے لیے بالکل تیار ہو چکے تھے۔ اس وقت یہ صاحب اسلام نہیں لائے تھے۔ ابوسفیان نے اس سے کہا کہ اس مرتبہ خشک سالی ہے ہمارے لیے وہی سال مفید ہو سکتا ہے جس میں کافی بارش ہوئی ہوتا کہ چارہ اور دودھ میسر آ سکے اور جنگ کا مقررہ وقت قریب آ گیا ہے۔ تم مدینہ جا کر ان کو کسی حیلے سے ہمارے مقابلے پر آنے سے روکو اور کہو کہ قریش کے ساتھ اس قدر زبردست جمعیت ہے کہ تم کسی طرح ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہم چاہتے یہ ہیں کہ

خلاف وعدگی ان کی طرف سے ہو ہماری طرف سے نہ ہونے پائے اس خدمت کے صلہ میں ہم تمھارے دس حصے لگا لیتے ہیں، اور سہیل بن عمرو کو اس کا ضامن بنا دیتے ہیں۔ سہیل بھی وہاں آ گیا۔ نعیم نے اس سے پوچھا اے ابویزید تم اس رقم کی ضمانت لیتے؟ تا کہ میں محمدؐ کے پاس جا کر ان کو مقابلہ پر آنے سے روک دوں۔ اس نے کہا ہاں میں ضامن ہوں۔

نعیم مکہ سے مدینہ آیا اس نے مسلمانوں کو جہاد کی تیاری میں مصروف پایا اب اس نے خفیہ طریقہ پر مسلمانوں سے کہنا شروع کیا کہ میں تو اس وقت کے مقابلے کو کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا دیکھو کیا احد میں خود محمدؐ زخمی نہیں ہوئے اور ان کے ساتھی قتل نہیں کیے گئے؟ اس کے بہکانے سے مسلمان جہاد میں جانے سے رک گئے۔

حضورﷺ کی جرات و بہادری

رسولﷺ کو اس کی اطلاع ملی آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر میرے ہمراہ کوئی بھی نہ جائے، پھر بھی میں خود تنہا جاؤں گا۔ پھر تو اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی عقلوں کو سیدھا کر دیا اور وہ تجارت کا سامان لے کر جہاد کے لیے چلے۔ اللہ نے یہ برکت دی کہ ایک درہم کے عوض انھوں نے دو کمائے اور دشمن سے بھی مقابلہ نہیں ہوا۔ یہ بدر کی دوسری مہم ہے جو ابوسفیان کی قرارداد کے مطابق یہاں آئی۔ اس جگہ عہد جاہلیت میں ہر سال آٹھ روز تک بازار لگتا تھا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس موقع پر رسولﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

۴ ہجری میں ام سلمہ سے حضورؐ کا نکاح

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ماہ شوال میں رسولﷺ نے ام سلمہ بنت ابی امیہ سے نکاح کیا اور آپ ان کے پاس رہے۔ اس سال آپ نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ تم توراۃ پڑھ لو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ وہ میری کتاب میں تحریف کر دیں گے۔ اس سال مشرکین کے انتظام میں حج ہوں۔

۵ ہجری شروع ہوا

۵ ہجری میں زینب بنت جحش سے شادی کا واقعہ

اس سال رسولﷺ نے زینب بنت جحش سے شادی کی۔ محمد بن یحییٰ بن حبان سے مروی ہے کہ آپ ایک دن زید بن حارثہ کے گھر آئے۔ ان کو زید بن محمدﷺ کہا جاتا تھا۔ آپ ان کی تلاش میں ان کے گھر آئے وہ اس وقت موجود نہ تھے ان کی بیوی زینب بنت جحش ہلکا لباس پہنے آپ کے سامنے آ گئیں۔ آپ نے دیکھ کر منہ پھیر لیا اور زینب نے آپ سے کہا کہ وہ تو اس وقت یہاں نہیں ہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں۔ آپ اندر تشریف لائیں رسولﷺ نے گھر میں جانے سے انکار فرمایا۔

واقعہ یہ ہوا تھا کہ جب زینب سے یہ کہا گیا کہ رسول ﷺ باہر دروازے پر کھڑے ہوئے ہیں انھوں نے عجلت میں کپڑے پہنے اور جلدی کی وجہ سے پورے کپڑے نہ پہن سکیں اور اسی حالت میں رسول ﷺ کے سامنے آ گئیں ان کی صورت آپ کے دل میں بیٹھ گئی۔ آپ کچھ منہ سے کہتے ہوئے وہاں سے پلٹے اور کوئی الفاظ تو سمجھ میں نہیں آئے البتہ یہ آپ نے ذرا بلند آواز میں فرمایا سبحان اللہ العظیم، سبحان اللہ مصرف القلوب (ترجمہ: پاک ہے اللہ بزرگ، پاک ہے اللہ دلوں کا پھیرنے والا)

زید جب اپنے گھر آئے ان کی بیوی نے اطلاع دی کہ رسول ﷺ تشریف لائے تھے۔ انھوں نے کہا کہ تم نے اندر کیوں نہ بلا لیا۔ ان کی بیوی نے کہا میں نے یہ بات عرض کی تھی مگر آپ نے نہ مانا۔ زید نے پوچھا کیا تم نے آپ کو کچھ کہتے ہوئے سنا؟ انھوں نے کہا ہاں جب آپ واپس جانے لگے تو آپ نے سبحان اللہ العظیم، سبحان اللہ مصرف القلوب کہا تھا، یہ سن کر زید رسول ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ غریب خانہ پر تشریف لائے تھے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ گھر کے اندر کیوں نہ گئے؟ اے اللہ کے رسول ﷺ شاید زینب کی صورت آپ کو بھلی معلوم ہوئی۔ میں اسے طلاق دئے دیتا ہوں۔ رسول ﷺ نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رکھو۔ مگر اس روز کے بعد سے زید اپنی بیوی پر قادر ہی نہ ہو سکے اور وہ خود آ کر رسول ﷺ سے مسلسل یہ بات کہے جاتے مگر آپ یہی فرماتے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو۔ آخر کار زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے ہی دی۔ ان سے قطعی علیحدگی اختیار کر لی اور اب وہ دوسری شادی کے قابل ہو گئیں۔

ایک دن رسول ﷺ عائشہؓ سے باتیں کر رہے تھے آپؐ پر غشی طاری ہوئی اور جب ہوش آیا آپ مسکرا رہے تھے اور فرما رہے تھے کوئی ہے جو زینب کو جا کر بشارت دے اللہ نے ان کے ساتھ میری شادی کر دی ہے۔ اور رسول ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں۔ **و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ امسک علیک زوجک** (پورا قصہ) (ترجمہ: اور جب کہ تم اس سے کہتے تھے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا ہے کہ تم اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو)

عائشہؓ کہتی ہیں کہ آپ کے اس ارشاد سے میرے دل میں دور و نزدیک کے خیالات آنے لگے کیونکہ زینبؓ کے حسن و جمال کی شہرت ہم تک پہنچ چکی تھی۔ دوسری جو سب سے بڑی بات اس معاملہ میں ہوئی وہ یہ تھی کہ چونکہ خود اللہ نے ان کی شادی رسول ﷺ سے فرمائی ہے اس لیے وہ ہم پر فخر کریں گی۔

بہر حال سلمی آپ کی خادمہ ان کے پاس گئیں اور ان کو اس سے آگاہ کیا۔ زینبؓ نے سلمی کو اس بشارت کے صلہ میں ایک چاندی کا ہار دیا۔

ابن زید سے مروی ہے کہ خود نبی کریم ﷺ نے زید بن حارثہ کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش سے کی تھی۔ ایک دن آپ زید سے ملنے کے لیے ان کے گھر گئے۔ دروازے پر اونی پردہ پڑا تھا، ہوا سے وہ پردہ اٹھ گیا زینبؓ جو اپنے کمرے میں برہنہ سر بیٹھی تھیں۔ اسی حالت میں آپ کے سامنے ہو گئیں۔ اس سے ان کی صورت رسول ﷺ کے دل میں جاگزیں ہو گئی۔ اس کے بعد آخر تک وہ قدرت کی طرف سے گویا مجبور کر دی گئیں۔ زید رسول ﷺ کی خدمت میں آئے اور انھوں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دوں۔ آپ نے پوچھا کیوں کیا ان کی طرف سے بدگمان ہو؟ زید نے کہا جی نہیں یہ بات نہیں ہے میں نے سوائے خیر کے اور کوئی بات ان کے متعلق نہ دیکھی اور نہ سنی۔ آپ نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں رکھو اور اللہ سے ڈرو۔ اسی موقع پر اللہ عزوجل فرماتا ہے **و اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ. امسک علیک زوجک و اتق اللہ و تخفی فی نفسک ما اللہ**

مبدیه تخفی فی نفسک (ترجمہ: یعنی تم اپنے دل میں اس بات کے آرزومند ہو کہ جب زید ان کو طلاق دے دیں تو میں اس کے ساتھ شادی کرلو)

۵ہجری میں غزوہ دومۃ الجندل کا واقعہ

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ربیع الاول میں آپ غزوہ دومۃ الجندل کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ آپ کو اطلاع ملی کہ اس مقام پر ایک جماعت کثیر جمع ہوئی ہے اور وہ اس کے نواح میں پھیلے ہوئے ہیں۔ رسولؐ ان کے مقابلے کے لیے برآمد ہوئے اور دومۃ الجندل پہنچے مگر کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اس موقع پر آپ نے سباع بن عرفطۃ الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

۵ہجری میں عیینہ سے صلح اور سعد بن عبادہ کی والدہ کا انتقال

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس سال رسول ﷺ نے عیینہ بن حصن سے اس شرط پر مصالحت کی کہ وہ تغلمین اور اس کے نواح میں اپنے ریوڑ چرائے۔ ابراہیم بن جعفر اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ اس نظام کی ضرورت یوں پڑی کہ عیینہ کے دیہات میں خشک سالی ہوگئی اس نے رسول ﷺ سے اس اجازت پر دوستی کا معاہدہ کیا کہ وہ تغلمین میں مراض تک اپنے جانور چرائے گا اور یہ علاقہ ایک مقامی بارش کی وجہ سے سرسبز ہوگیا تھا۔ رسول ﷺ نے اس درخواست کو قبول کر کے مصالحت کرلی۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال سعد بن عبادہ کی ماں نے انتقال کیا۔ سعد اس وقت رسول ﷺ کے ہمراہ دومۃ الجندل گئے ہوئے تھے۔

غزوہ خندق

اس سال شوال میں یہ غزوہ ہوا۔ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق اس کا باعث رسول ﷺ کا بنونضیر کو ان کے علاقوں سے جلاوطن کردینا ہوا۔ ہمارے علمائے اکابر سے مروی ہے کہ اس غزوہ کا اصل واقعہ یہ ہوا کہ چند یہودیوں نے جن میں سلام بن ابی الحقیق النضری، حیی بن اخطب النضری، کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق النضری، ہوذہ بن قیس الوائلی اور ابوعمار الوائلی وغیرہ اور بنی نضیر اور بنی وائل کے اور لوگ بھی شامل تھے، متفرق قبائل کو رسول ﷺ کے خلاف جنگ پر ابھارا۔ یہ قریش کے پاس مکہ آئے اور ان کو انھوں نے رسول ﷺ سے جنگ کرنے کی دعوت دی اور کہا کہ ہم ان کے مقابلہ پر آخر تک تمھارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں تا کہ ہم ان کو بالکلیہ ختم کردیں۔ قریش نے ان سے کہا کہ تم آسمانی کتاب والے ہو، اور مذہب کا علم رکھتے ہو پہلے اسکا فیصلہ کرو کہ مذہب کے متعلق ہمارا اور محمد کا جو اختلاف ہے اس میں کون حق پر ہے؟ ہمارا دین اچھا ہے یا ان کا؟ یہودیوں نے کہا تمھارا دین ان کے دین سے بہتر ہے۔ اور تم ہی اس کے زیادہ مستحق ہو۔

انھی یہود کے لیے اللہ عزوجل نے یہ کلام نازل فرمایا ہے، الم تر الی الذین اوتو انصیبا من الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھٰؤلاء اھدیٰ من الذین آمنو سبیلا، ترجمہ: کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب الٰہی کا کچھ حصہ ملا ہے مگر وہ کاہنوں اور جادوگروں پر ایمان رکھتے ہیں وہ کفار سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ پر ایمان رکھنے والوں سے زیادہ سیدھے راستے پر ہیں) اپنے قول وکفی بجھنم سعیرا (ترجمہ: اور ان کے لیے جہنم کا شعلہ کافی ہے) تک نازل فرمایا۔

یہودیوں کے اس قول سے قریش بہت خوش ہوئے اور انھوں نے جوان کو رسول ﷺ سے جنگ کی دعوت دی اس سے وہ اور زیادہ جوش میں آئے۔ چنانچہ سب نے اس کا مصمم ارادہ کرلیا اور اس کے لیے ایک وقت مقرر کردیا۔ یہودی وہاں سے چل کر قیس عیلان کے قبیلہ غطفان کے پاس آئے اور ان کو بھی رسول ﷺ سے جنگ کی دعوت دی اور کہا کہ ہم سب تمھارے ساتھ ہیں۔ نیز قریش بھی اس منصوبے میں بالکل ہمارے ساتھ ہوگئے ہیں اور وہ جنگ کا مصمم ارادہ کرچکے ہیں۔ یہ سن کر غطفان نے ان کی دعوت قبول کی اور لڑائی پر آمادہ ہوگئے۔

ابوسفیان اور غطفان وغیرہ کا لشکر کشی کرنا

قریش ابوسفیان کی قیادت میں مکہ سے روانہ ہوئے اور غطفان عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کی قیادت میں جس کے ساتھ بنوفزارہ تھے، نکلے۔ حارث بن عوف بن ابی حارثہ المری بنومرہ کے ساتھ اور مسعود بن رخیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان اپنی قوم اشجع کو لے کر چلا۔

رسول ﷺ کو جب ان تمام کاروائیوں کی اطلاع ہوئی اور ان کی اصلی غرض وغایت معلوم ہوئی آپ نے مدینہ کے سامنے خندق تیار کی۔

خندق کی تیاریاں اور منافقوں کی عذر تراشی

محمد بن عمر کے قول کے مطابق سلمان نے آپ کو خندق بنانے کا مشورہ دیا تھا اور یہی پہلی جنگ ہے جس میں وہ آزاد کی حیثیت سے رسول ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ انھوں نے آپ سے کہا کہ ہم ایران میں تھے وہاں جب کبھی گھر جاتے تو اپنے گرد خندق بنالیتے تھے۔

ابن اسحٰق کے سلسلہ بیان کے مطابق مسلمانوں کو ثواب کی ترتیب دینے کے لیے خود رسول ﷺ نے خندق کے کھودنے میں شرکت کی۔ دوسرے مسلمانوں نے اس میں کام کیا اور سب نے نہایت محنت اور جانفشانی سے اس میں کام کیا۔ البتہ منافقین نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا۔ بہانہ کر کے شریک ہی نہ ہوئے اور کچھ ایسے تھے کہ بغیر آپ کے علم اور اجازت کے اپنے گھروں میں چلے جاتے تھے۔ مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے اگر کسی کو نہایت ضروری کام پیش آجاتا تو وہ آپ سے اجازت لے کر اس ضرورت کو پورا کرنے چلا جاتا، آپ اسے اجازت مرحمت کرتے اور پھر ضرورت کو پورا کر کے وہ اپنے کام پر واپس آجاتا تاکہ نیک کام میں شرکت کرے۔

اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ کلام نازل فرمایا ہے انما المومنون الذین آمنو باللہ ورسولہ واذ کانو معہ علی امر جامع لم یذھبو حتی یستاذنوہ. اپنے قول واستغفرلھم اللہ ان اللہ غفور رحیم (ترجمہ: وہ مومن جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ پر ایمان لائے ہیں وہ جب اس کے ساتھ کسی مشترکہ کام میں لگتے ہیں تاوقتیکہ اس سے اجازت نہ لے لیں نہیں جاتے، تم ان کے لیے اللہ سے طلب مغفرت کرو بے شک اللہ معاف کرنے والا اور مہربان

ہے)

یہ کلام انھیں مسلمانوں کی شان میں نازل ہوا ہے جو اس کو کارِ خیر سمجھ کر نہایت خوشی اور مستعدی سے اس میں عملاً شریک تھے تاکہ اس میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر کے مستحق اجر ہوں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان منافقین کے لیے جو رسول ﷺ کی اجازت کے بغیر کام سے کھسک جاتے تھے فرماتا ہے **لاتجعلو دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا** اپنے قول **قدیعلم ماانتم علیه** تک (ترجمہ: تم ہرگز رسولؐ کے بلاوے کو ایسا نہ سمجھو جیسا کہ تم میں سے کوئی کسی کو بلائے۔ بے شک وہ جانتا ہے جو تمھارا اصلی منشاء ہے) یعنی وہ جانتا ہے کہ تم میں صداقت کتنی ہے اور کذب کتنا ہے۔

مسلمان خندق بناتے رہے، یہاں تک کہ انھوں نے اسے خوب مستحکم بنالیا۔ اس کام میں انھوں نے جعیل نام ایک مسلمان کے کہے ہوئے اشعار کہے۔ رسول ﷺ نے ان کا نام عمر رکھا، انھوں نے یہ شعر کہے

سماه من بعد جعیل عمرا
وکان للبائس یوما ظهرا

ترجمہ: محمدؐ نے جعیل کے بعد اس کا نام عمر رکھا وہ کبھی اپاہجوں کو پیٹھ پر لادا کرتا تھا جب وہ عمرو کے پاس آتے رسولؐ فرماتے عمر اور جب وہ ظہر کہتے (پشت) آپ فرماتے ظہر یعنی پشت پناہ۔

کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے جنگ احزاب میں رسول ﷺ نے خندق کا نشان اُجم الشیخین سے بنی حارثہ کی طرف مذا تک ڈالا۔

مسلمان کو اہل بیت سے لقب نوازی کا موقع

ہر چالیس گز خندق کے لیے دس آدمی مقرر کیے۔ سلمان فارسی چونکہ بہت قوی آدمی تھے اس لیے مہاجرین نے کہا یہ ہمارے ساتھ ہوں، انصار نے کہا ہمیں دیا جائے، مہاجرین نے کہا یہ مہاجر ہیں، انصار نے کہا یہ انصاری ہیں۔ اس پر رسول ﷺ نے فرمایا سلمان ہمارے اہل بیت ہیں۔ عمرو بن عوف کہتے ہیں کہ میں سلمان، حذیفہ بن الیمان، نعمان بن مقران المزنی اور چھ اور انصاری چالیس گز کے ایک حصے میں کام کرتے تھے، ہم نے ذوباب کے زیریں حصہ میں خندق کھودی جس سے پانی نکل آیا۔

ناقابل شکن پتھر پر آپ کا وار

پھر اللہ عزوجل نے خندق کے اندر ایک چکنا سفید بڑا پتھر ظاہر کر دیا اس سے ہمارے اوزار ٹوٹ گئے اور ہم اس کے اکھاڑنے سے تنگ ہوگئے۔ ہم نے کہا سلمان! تم رسول ﷺ کے پاس اوپر جاؤ اور ان کو اس کی اطلاع کرو تاکہ یا تو وہ ہمیں اس پتھر سے ذرا ہٹ جانے کی اجازت دیں کیونکہ اس سے بہت ہی کم فرق پڑے گا اور یا وہ اسی کو نکالنے کا حکم دیں تو ہم ویسا کریں گے۔ ہم اسے پسند نہیں کرتے کہ آپ کے خط سے سرمو تجاوز کریں۔ سلمان خندق کے اندر سے چڑھ کر رسول ﷺ کے پاس آئے۔ آپ اس وقت ترکی خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ سلمان نے کہا اے رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں، خندق میں ایک بہت بڑا سفید سخت اور چکنا پتھر نکل آیا ہے اس سے ہمارے اوزار ٹوٹ گئے ہم اس کے کھودنے سے تنگ آگئے ہیں اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا اب جیسا ارشاد عالی ہو ہم آپ کے خط

سے سرمو تجاوز کرنا پسند نہیں کرتے۔

رسول ﷺ سلمان کے ساتھ خود خندق میں اترے۔ آپ کے آتے ہی ہم بقیہ نو آدی خندق کے اوپر آ گئے۔ رسول ﷺ نے سلمان کے ہاتھ سے کدال لی اور اس سے اس پتھر پر ایک ضرب ماری جس سے وہ ٹوٹ گیا اور اس میں سے بجلی کی ایسی چمک نکلی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا وہ روشنی اس قدر تیز تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اندھیرے کمرے میں روشن چراغ ہے۔ رسول ﷺ نے تکبیر فتح کہی پھر مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی دوسری مرتبہ آپ نے اس پر ضرب ماری جس سے اس میں اور شگاف پڑ گیا اور ایسی بجلی کی سی روشنی ہوئی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا معلوم ہوتا تھا کہ اندھیری کمرے میں چراغ روشن ہے۔ آپ نے تکبیر فتح کہی تمام مسلمانوں نے تکبیر کہی اور اب تیسری مرتبہ آپ نے دست مبارک سے اس پر ضرب ماری اور اس مرتبہ اسے بالکل توڑ ڈالا تو پھر اس میں سے پہلے کی مانند بجلی کی چمک ہوئی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تاریک کمرے میں چراغ روشن ہو گیا۔ رسول ﷺ نے تکبیر فتح کہی مسلمانوں نے بھی تکبیر کہی۔

فتح روم و فارس کی بشارت

پھر آپ سلمانؓ کا ہاتھ پکڑ کر خندق کے اوپر چڑھ آئے۔ سلمان نے کہا یا رسول ﷺ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں نے آج ایسی بات دیکھی جو اس سے پہلے کبھی نظر سے نہیں گزری، آپ نے ہماری طرف مخاطب ہو کر پوچھا کیا تم نے بھی وہ بات دیکھی ہے جو سلمان کہہ رہے ہیں؟ ہم سب نے کہا ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، بے شک ہم نے دیکھا کہ جب آپ پتھر پر ضرب لگاتے تھے اس سے موج کی طرح بجلی نکلتی تھی۔ آپ نے تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی اس کے سوا تو کچھ اور ہم نے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا تم سچ کہہ رہے ہو بے شک جب میں نے پہلی ضرب ماری اور اس سے وہ بجلی کوندی جسے تم نے دیکھا ہے اس کی روشنی میں حیرہ کے قیصر اور کسریٰ کے شہر کتوں کے دانتوں کی طرح مسلسل مجھے نظر آئے۔ جبرئیل نے مجھے اطلاع دی کہ میری امت ان پر فتحیاب ہوگی۔ پھر میں نے دوسری ضرب ماری اور پھر وہ روشنی ہوئی جو تم دیکھ چکے ہو اس مرتبہ اس کی روشنی میں مجھے روم کے سرخ محل کتوں کے دانتوں کی طرح نظر آئے۔ جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ ان پر بھی میری امت فتحیاب ہوگی۔ پھر میں نے تیسری ضرب ماری اس سے پھر روشنی ہوئی جسے تم دیکھ چکے ہو اس کی روشنی میں صنعاء کے محل کتوں کے دانتوں کی طرح میں نے دیکھے۔ جبرئیل نے مجھ سے کہا کہ ان پر بھی میری امت فتحیاب ہوگی۔

مسلمانوں کا کامل یقین اور منافقوں کی بدگمانی

پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا تم کو بشارت ہو ہمیں خدائی نصرت ضرور حاصل ہوگی۔ اس سے تمام مسلمانوں نے بشارت لی اور انھوں نے کہا تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جو سچا اور پکا وعدہ کرنے والا ہے۔ اس نے ہمارے محصور ہونے کے بعد ہم سے نصرت کا وعدہ کیا۔

اب کفار کے لشکر نمودار ہوئے مسلمان کہنے لگے کہ یہی ہے وہ بات جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا، اللہ اور اس کا رسول سچا ثابت ہوا اس واقعہ سے ان کے ایمان اور اسلام میں اور اضافہ ہو گیا۔ اس کے برعکس منافق کہنے لگے تم کو اس بات پر کوئی تعجب نہیں ہوتا کہ وہ تم سے لغو باتیں کہتے ہیں۔ غلط امیدیں دلاتے ہیں اور جھوٹے وعدے کرتے ہیں۔ ایک طرف وہ تم سے کہتے ہیں کہ وہ یثرب میں بیٹھے ہوئے حیرہ کے محل اور کسریٰ کے شہر دیکھ رہے

ہیں اور کہتے ہیں کہ ان سب کو تم فتح کرو گے اور یہاں دوسری طرف تمہاری یہ حالت ہے کہ خندق کھود رہے ہو، اتنی بھی طاقت تم میں نہیں کہ کھلے میدان میں دشمن کا مقابلہ کر سکو۔ اس موقع پر اللہ نے یہ کلام نازل فرمایا و اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ماوعدنا اللہ ورسولہ الاغرورا (ترجمہ: اور جب منافق اور بدگمان کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا وہ غلط ثابت ہوا)۔

صحیح روایت کے ساتھ ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب عمرؓ اور عثمانؓ کے عہد خلافت میں اور ان کے بعد یہ تمام ممالک ایران اور روم مسلمانوں نے فتح کر لیے تو وہ کہا کرتے تھے اے مسلمانو! جہاں تک چاہو فتح کرتے چلے جاؤ! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابوہریرہؓ کی جان ہے اب تک جتنے شہر تم نے فتح کیے ہیں یا آئندہ قیامت تک فتح کرو گے ان کی فتح سے پہلے محمدؐ کو ان کی چابیاں دست قدرت سے عطا ہو چکی ہیں۔

خندق میں اہل اسلام اور کافروں کی تعداد اور جائے قیام

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اہل خندق تین ہزار تھے، جب رسول ﷺ خندق کی تیاری سے فارغ ہو چکے قریش مدینہ کے سامنے آئے اور مقام جرف اور غار کے درمیان رومہ کے پاس جہاں تمام پہاڑی وادیاں مل جاتی ہیں ٹھیرے۔ ان کی تعداد دس ہزار تھی جس میں ان کے حبوش اور کنانہ اور تہامہ کے دوسرے توابع ساتھ تھے۔ پھر غطفان اپنے نجدی پیروں کے ساتھ مدینہ آئے اور احد کے پہلو میں ذنب نقمی میں ٹھیرے۔ رسول ﷺ تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ پر برآمد ہوئے۔ آپ نے کوہ صلع کو اپنی پشت پر چھوڑا۔ وہاں آپ نے پڑاؤ کیا اور خندق کو اپنے اور دشمن کے مابین رکھا، بچوں اور عورتوں کے متعلق آپ نے حکم دیا کہ ان کو قلعوں میں حفاظت کے لیے بھیج دیا جائے، چنانچہ وہ سب وہاں منتقل کر دی گئیں۔

حیی بن اخطب یہودی کا کعب بن اسد کو حضورؐ کی وفاداری سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرنا

دشمن خدا حیی بن اخطب، کعب بن اسد القرظی کے پاس، جس نے بنی قریظہ کی جانب سے رسول ﷺ سے معاہدہ دوستی کیا تھا آیا۔ جب اس کے آنے کی اطلاع کعب کو ہوئی اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ حیی نے اندر آنے کی اجازت مانگی کعب نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ حیی نے کہا کعب مجھے اندر آنے دو اس نے کہا تم منحوس اور بدبخت ہو میں نے محمد ﷺ سے دوستی کا معاہدہ کیا ہے میں اس کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہتا اور انھوں نے اس معاہدہ کی صداقت اور دیانت سے پابندی کی ہے۔

حیی نے کہا دروازہ تو کھولو تاکہ میں تم سے کچھ باتیں کروں۔ کعب نے کہا میں اس کے لیے تیار نہیں۔ حیی نے کہا تم صرف اس لیے دروازہ نہیں کھولتے کہ میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر دلیا کھا لوں گا۔ اس جملہ سے اسے غیرت آ گئی اس نے دروازہ کھول دیا۔ حیی نے اس سے کہا اے کعب میں تمہارے پاس ایسی دعوت لایا ہوں جس میں تم کو نیک نامی دائمی حاصل ہوگی۔ میں فوج کا ایک بحر ذخار تمہارے لیے لایا ہوں۔ میں نے ان کو رومہ وادیوں کے سنگم پر فروکش کر دیا ہے۔ اسی طرح میں غطفان کو ان کے تمام امراء اور رؤساء کے ساتھ لایا ہوں اور ان کو میں نے احد کے پاس ذنب نقمی میں اتارا ہے۔ ان تمام لوگوں نے مجھ سے عہد واثق کیا ہے کہ جب تک وہ محمدؐ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا قطعی قلع قمع نہ

کر دیں گے مقابلہ سے نہیں ہٹیں گے۔

کعب نے کہا بخدا تمھاری اس تجویز میں میرے لیے تو عمر بھر کی ذلت و رسوائی ہے۔ تم تو ایسے بادل لے کر آئے ہو جس کا پانی برس کر ختم ہو گیا ہے اور اب صرف خالی گرج اور چمک رہ گئی ہے۔ تم محمدؐ کے بارے میں مجھ سے کچھ مت کہو اور میرے جو دوستانہ تعلقات ان سے قائم ہیں اسی پر مجھے قائم رہنے دو کیونکہ انھوں نے اب تک معاہدہ دوستی کی پوری طرح پابندی کی ہے اور مجھے کوئی شکایت کا موقع نہیں دیا۔

کعب بن اسد کی عہد شکنی ولالچ

مگر حیی برابر اس کی خوشامد و چاپلوسی کرتا رہا اسے نیک نامی اور مادی فوائد کی لالچ دیتا رہا آخر کار وہ اس کی باتوں میں آ گیا اور اس سے کعب نے اللہ کو شاہد بنا کر یہ پختہ عہد و پیمان کیا کہ اگر قریش اور غطفان محمدؐ کے مقابلے میں ناکام ہو کر واپس گئے تو میں تمھارے ساتھ تمھارے قلعے میں جا رہوں گا اور آخر دم تک تمھارا ساتھ دوں گا۔ اس طرح کعب بن اسد نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا اور جو معاہدہ اس کے اور رسول ﷺ کے درمیان ہوا تھا اس سے بری الذمہ ہو گیا۔

سعدین کا تفتیش حال کرنا

رسول ﷺ اور مسلمانوں کو اس کی اطلاع ہوئی آپ نے سعد بن معاذ بن النعمان بن امری القیس متعلقہ بنو عبدالاشہل کو جو اس وقت قبیلہ اوس کے رئیس تھے اور سعد بن عبادہ بن دلیم متعلقہ بنی سعدہ بن کعب بن الخزرج جو اس وقت خزرج کے رئیس تھے، اور ان کے ساتھ عبداللہ بن رواحہ بنی حارث بن الخزرج کے بھائی اور بنی عمرو بن عوف کے خواتؓ بن جبیر کو اس خبر کی تصدیق کے لیے بھیجا اور ہدایت کی کہ جو اطلاع ملی ہے اگر وہ سچ ثابت ہو تو تم لوگ چپکے سے یہ بات مجھ سے کہہ دینا علانیہ نہ کہنا کہ مبادا اس سے اپنے لوگوں کے حوصلے پست ہو جائیں اور اگر کعب بدستور اپنے سابقہ معاہدہ دوستی پر قائم ہو تو بے شک اس کا تمام جگہوں میں اعلان کر دینا۔

یہ جماعت تصدیق خبر کے لیے کعب کے یہاں پہنچی انھوں نے دیکھا کہ جو اطلاع ان کی نقض عہد اور مخالفت کی مسلمانوں کو ملی ہے وہ اس سے کہیں زیادہ خباثت اور شرارت پر آمادہ ہیں۔ انھوں نے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کے الفاظ استعمال کیے اور صاف کہہ دیا کہ ہم میں اور محمدؐ میں کوئی عہد و پیماں نہیں ہے۔ سعد بن عبادہ چونکہ ذرا تیز مزاج آدمی تھے۔ انھوں نے کفار کو گالیاں دیں، سعد بن معاذ نے ان سے کہا کہ گالیاں دینا چھوڑو اب جو صورتحال پیدا ہوئی ہے اس پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔

دونوں سعد اپنے ہمراہیوں کے ساتھ رسول ﷺ کے پاس آئے اور سلام کر کے ایک ضرب المثل میں یہ بات بتا دی کہ بے شک انھوں نے معاہدہ دوستی کو توڑ دیا ہے اور وہ آمادہ پیکار ہیں اور وہ اصحاب رسولؐ کے ساتھ وہی نیت رکھتے ہیں جو اصحاب رجیع نے خبیب بن عدی کے ساتھ کیا تھا۔ رسولؐ نے تکبیر کہی اور فرمایا اے مسلمانو بشارت ہو۔

مسلمانوں اور منافقین کا حال

اس وقت مسلمانوں کی مصیبت بہت زیادہ ہو گئی اور وہ بہت خوفزدہ ہوئے۔ دشمن نے ان کو ہر طرف سے نشیب و فراز سے آ لیا یہاں تک کہ مومنین کے دل میں ہر قسم کے برے خیالات آنے لگے۔ بعض منافقوں کا اس موقع پر نفاق بھی کھل گیا۔ بنو عمرو بن عوف قبیلے کا معتب بن قشیر کہنے لگا کہ محمد ہم سے وعدے کرتے تھے کہ ہم کسریٰ اور قیصر کے

خزانوں کو اپنے تصرف میں لائیں گے۔ یہ تو کچھ ہوا نہیں اس کے برخلاف اب یہ نوبت آ گئی ہے کہ ہم قضائے حاجت کو باہر نہیں جا سکتے۔ بنو حارثہ الحارث کے اوس بن قیظی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے گھر دشمن کی زد میں ہیں۔ یہ بات اس نے اپنی قوم کی ایک جماعت کی جانب سے کہی تھی آپ ﷺ ہمیں اجازت دیں کہ اپنے گھروں کو چلے جائیں کیونکہ وہ شہر مدینہ کے بیرون میں واقع ہیں۔

کافروں کا طول محاصرہ اور حضورؐ کی غطفانیوں سے خفیہ آمادگی صلح

رسول ﷺ اور ان کے مقابلہ پر مشرکین ایک ماہ کے قریب قریب ایک دوسرے کے مقابلہ پر ٹھہرے رہے مگر تیر بازی اور محاصرہ کے علاوہ لڑائی نہیں ہوئی۔ جب مسلمانوں کو محاصرہ کی تکلیف بہت زیادہ ہوئی۔ رسول ﷺ نے عیینہ بن حصن، اور حارث بن عوف بن ابی حارثہ المری کو جو دونوں غطفان کے رئیس تھے پیام بھیجا کہ اگر تم ہمارے مقابلہ سے اپنی تمام جمعیت کے ساتھ واپس ہو جاؤ تو میں مدینہ کی فصل کا ایک ثلث تم کو دینے کے لیے آمادہ ہوں۔ چنانچہ ان شرائط پر صلح کی گفتگو ہونے لگی اور اس کے لیے عہد نامہ بھی لکھ لیا گیا تھا مگر اب تک اس پر شہادت کی نوبت نہ آئی تھی اور نہ پوری طرح صلح کا کچھ ارادہ ہی تھا صرف ان کو رضامند کرنے کی کاروائی ہونے پائی تھی جسے ان دونوں نے منظور کر لیا تھا۔

گفتگوئے صلح کے طے ہو جانے کے بعد جب رسول ﷺ نے باقاعدہ صلح کا ارادہ کر لیا تو آپ نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو بلا کر اس کا ذکر کیا اور مشورہ چاہا۔ انھوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر اس میں آپ کی خوشی ہے تو بھی ہم تیار ہیں اور اگر اسکے لیے کوئی حکم اللہ کا صادر ہوا ہے تو اس کی بجا آوری کیے بغیر تو چارہ ہی نہیں اگر اس کے علاوہ آپ نے اس میں کوئی ہماری بھلائی سوچی ہے تو وہ اور بات ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری ذاتی خواہش کو اس میں قطعاً دخل نہیں ہے یہ جو کچھ سوچا گیا ہے تم لوگوں کی بھلائی کے لیے سوچا گیا ہے۔ اور یہ بھی بخدا محض اس لیے کہ میں نے دیکھا کہ تمام عرب یکجان ہو کر تمھارے استیصال کے لیے تلے ہوئے ہیں۔ انھوں نے ہر طرف سے تم کو آ گھیرا ہے تو میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ان دونوں کو ان سے توڑ کر تھوڑی دیر کے لیے ان کی طاقت کو کمزور کر دیا جائے۔

سعد بن معاذ کی رائے اور اس پر فیصلہ

سعد بن معاذ نے کہا رسول ﷺ ہم اور یہ سب کے سب اس سے قبل اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرتے تھے بتوں کی پرستش کرتے تھے نہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور نہ اسے جانتے تھے اور یہ لوگ ہمیشہ سے اس بات کی تاک میں لگے رہتے تھے کہ وہ ہماری کھجور مفت کھالیں یا ہم ان کو بیچ ڈالیں اب جبکہ اللہ نے اسلام سے ہم کو معزز بنا دیا۔ اس کی طرف ہمیں ہدایت کی اور آپ کی ذات قابل تعریف صفات سے ہم کو طاقتور اور غالب کر دیا ہے تو اب ہم ان کو اپنے مال کیسے دے دیں؟ ہم کو ان شرائط کی قطعی ضرورت نہیں ہم اس کے جواب میں تلوار پیش کرتے ہیں تا کہ ہمیشہ کے لیے اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ رسول ﷺ نے فرمایا اچھا تم جانو اور یہی معاہدہ لے لو۔ سعد نے وہ خط لے کر اس کی تحریر مٹا دی اور پھر کہا وہ یہ چاہتے تھے کہ ہم پر حکومت اور سختی کریں۔

خندق میں فرداً فرداً مقابلہ

رسول ﷺ اور مسلمان اسی طرح خندق میں مقیم رہے دشمن نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔

البتہ قریش کے چند بہادر شہسوار جن میں بنی عامر بن لوی کا عمرو بن عبدود بن ابی قیس، عکرمہ بن ابی جہل، ہبیرہ بن ابی وہب، نوفل بن عبداللہ اور بنی محارب بن فہر کا ضرار بن الخطاب بن مرداس تھے۔ یہ لوگ لڑائی کے لیے آہن پوش ہو کر اپنے گھوڑوں پر میدان جنگ میں برآمد ہوئے۔ یہ بنی کنانہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ۔ تم کو آج معلوم ہو جائے گا کہ کون جواں مرد ہے۔ یہ خندق کی طرف بڑھے اور قریب پہنچ کر ٹھہر گئے، خندق کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اس میں ضرور کوئی بھید اور چال ہے، عرب تو اس قسم کی چالیں نہیں چلا کرتے، پھر انھوں نے خندق کا ایک تنگ مقام دیکھ کر اپنے گھوڑے اس پر سے کدا دیئے اور خندق کے ادھر سنجہ میں خندق اور سلع کے درمیان جولانی کرنے لگے۔

علی بن ابی طالب چند مسلمانوں کیساتھ مقابلہ پر نکلے اور انھوں نے خندق کا وہ حصہ جہاں سے یہ کود آئے تھے، اپنے قبضہ میں کر کے ان کی واپسی کا راستہ مسدود کر دیا اب پھر قریش کے شہسوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے اس جماعت کی طرف لپکے۔

علیؓ شیر خدا اور کافر پہلوان کا مقابلہ

عمرو بن عبدود بدر میں لڑا تھا اور سخت زخمی ہو گیا تھا اس لیے وہ احد کی لڑائی میں شریک نہیں ہوا مگر آج خندق کی لڑائی میں اپنے کو دکھانے کے لیے وہ سر پر پٹی باندھ کر میدان میں آیا جب وہ اور اس کا دستہ ٹھہر گیا علیؓ نے اس سے کہا اے عمرو تم ہمیشہ اللہ کے سامنے یہ کہا کرتے تھے کہ اگر قریش کا کوئی شخص میرے سامنے دو باتیں پیش کرے گا میں ان میں سے ایک ضرور مانوں گا۔ اس نے کہا ہاں میرا یہی عہد ہے۔ علی بن ابی طالب نے اس سے کہا اچھا اب میں تم کو اللہ عزوجل، اس کے رسولؐ اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا میں نہیں مانتا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ علیؓ نے کہا اچھا تو پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ گھوڑے سے نیچے آؤ۔ اس نے کہا اے میرے بھتیجے یہ کیوں؟ بخدا میں نہیں چاہتا کہ تم کو قتل کروں۔ علی نے کہا مگر بخدا میں تو چاہتا ہوں کہ تم کو ضرور قتل کر دوں۔

اس جملہ کو سن کر اس کو جوش آ گیا، وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا پھر اس نے اس گھوڑے کو ذبح کر دیا یا اس کے منہ پر تلوار ماری اور اب علی کے مقابلہ پر بڑھا ایک نے دوسرے پر پینترے بدل بدل کر وار کیے آخر کار علیؓ نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد ہی اس کا دستہ شکست کھا کر فرار ہوا اسی حالت فرار میں پھر انھوں نے خندق پر سے اپنے گھوڑے دوڑائے۔

عمرو کے ساتھ دو شخص اور منبہ بن عثمان بن عبید بن السباق بن عبدالدار تھا جس کے تیر لگا اور وہ مکہ آ کر مرا اور دوسرا بنی مخزوم کا نوفل بن عبداللہ بن المغیرہ مارا گیا واپسی میں یہ خندق میں گر پڑا وہاں مسلمانوں نے اس پر سنگ باری شروع کی اس نے ان سے کہا اس ذلت کے ساتھ کیوں مارتے ہو تلوار سے کام تمام کر دو۔ علیؓ نے خندق میں اتر کر اسے قتل کر دیا، مسلمانوں نے اس کی لاش پر قبضہ کر لیا، اور رسول ﷺ سے اس کی فروخت کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہمیں نہ اس کی لاش کی ضرورت ہے اور نہ اس کی قیمت کی اب جو چاہو اس کے ساتھ کرو۔

سعد بن معاذ کی حالت جنگ اور ان کا زخمی ہونا

ابو لیلیٰ عبداللہ بن سہل بن عبدالرحمٰن بن سہل الانصار سے مروی ہے کہ اس جنگ میں ام المومنین عائشہ بنی حارثہ کے قلعہ میں مقیم تھیں، یہ قلعہ مدینہ کے تمام قلعوں میں سب سے زیادہ محفوظ تھا اور سعد بن معاذ کی والدہ آپ کے

ہمراہ قلعہ میں تھیں۔ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس وقت تک ہم پر پردہ فرض نہیں کیا گیا تھا۔ سعد آئے، ایک کوتاہ زرہ ان کے جسم پر تھی جس سے ان کا پورا ہاتھ نکلا ہوا تھا، ان کے ہاتھ میں ان کا برچھا تھا جسے وہ زمین پر مارتے تھے اور کہہ رہے تھے

لبث قليلا يشهد الهيجا حمل

لاباس بالموت اذا حان الاجل

ترجمہ: ذرا ٹھہرا ابھی لڑائی میں حملہ کرتا ہوا شرکت کرتا ہوں اگر وقت آ گیا ہے تو موت کا کیا ڈر۔

ان کی ماں نے کہا بیٹے! تم کو پہلے ہی تاخیر ہوگئی ہے تم فوراً مسلمانوں سے جاملو۔ میں نے ان کی ماں سے کہا اے ام سعد! میں چاہتی تھی کہ سعد کی زرہ پوری ہوتی۔ ان کی ماں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان کے کھلے ہوئے حصے جسم پر کوئی تیر نہ لگے اور یہی ہوا کہ ایک تیر آ کر ان کی نبض کی رگ میں پیوست ہوا۔

اسکے متعلق عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ بنی عامر بن لوی کے حبان بن قیس بن العرقہ نے یہ تیر چلایا تھا جب تیر سعد کے لگا حبان نے کہا یہ لے میں ابن العرقہ ہوں، سعد نے کہا اللہ دوزخ میں تیرا منہ پسینے پسینے کردے۔ اے خداوندا! اگر قریش سے ابھی جنگ باقی ہے تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ میں ان سے زیادہ کسی اور سے لڑنے کا مشتاق نہیں ہوں۔ کیونکہ انھوں نے تیرے رسول ﷺ کو ستایا، ان کو جھٹلایا اور ان کو شہر سے نکالا اور اگر اب ہمارے اور ان کے درمیان تو نے جنگ ختم کردی ہے تو اسے میرے لیے شہادت قرار دے اور جب تک میری آنکھیں بنی قریظہ کی تباہی کو دیکھ کر ٹھنڈی نہ ہوں تو مجھے موت نہ دینا۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ خندق کی لڑائی میں میں لوگوں کے پیچھے پیچھے چلی جارہی تھی کہ میں نے اپنے عقب میں آہٹ محسوس کی مڑ کر دیکھا تو سعد نظر آئے میں زمین پر بیٹھ گئی۔ ان کیساتھ اس وقت ان کے بھتیجے حارث بن اوس تھے جو بدر میں رسول ﷺ کے ہمراہ شرکت کرچکے تھے۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ ان کے ہاتھ میں ڈھال تھی اور وہ فولادی زرہ پہنے ہوئے تھے جس سے ان کے ہاتھ باہر نکلے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سعد سب سے زیادہ زبردست اور دراز قامت تھے ان کی اس چھوٹی سی زرہ کو دیکھ کر مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں انکے اطراف تیر نہ لگ جائے، وہ رجز پڑھتے ہوئے میرے پاس آئے۔

لبث قليلا يدرك لهيجا حمل

لاباس با الموت اذحان الاجل

ترجمہ: تھوڑا انتظار کرا بھی جنگ میں شرکت کی اور جب کسی کا وقت آ جائے تو وہ موت بہت ہی بہتر ہے۔

جب وہ مجھ سے آگے چلے گئے میں ایک باغ میں گھس گئی جہاں چند مسلمان بیٹھے تھے، ان میں عمر ابن الخطاب بھی تھے اور ان میں ایک اور ایسا شخص تھا جس نے کامل خود پہن رکھا تھا کہ اس میں سے صرف آنکھیں نظر آتی تھیں۔ عمر نے مجھ سے کہا تم بڑی دلیر ہو یہاں کیوں آئیں۔ ممکن ہے کہ بھاگنا پڑے یا کسی اور مصیبت میں پڑ جاؤ۔ اب وہ

اس طرح ملامت کرنے میں میرے پیچھے پڑ گئے کہ میں چاہتی تھی کہ
زمین پھٹ جائے اور میں اس میں دھنس جاؤں۔

اتنے میں خود والے نے اپنا چہرہ ظاہر کیا وہ طلحہؓ تھے۔انھوں نے عمرؓ سے کہا کہ بہت کچھ کہہ چکے، فرار اور پسپائی اب صرف خدا ہی کی طرف تو ہے۔ابن العرقہ نام ایک شخص نے سعدؓ کے تیر مارا اور کہا سنبھال میں ابن العرقہ ہوں، سعدؓ نے کہا اللہ جہنم میں تیرا منہ پسینے سے شرابور کردے۔وہ تیران کی نبض پر آ کر لگا جس سے وہ کٹ گئی۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے جس کی نبض کٹ جائے وہ زندہ نہیں بچتا اس کے جسم کا تمام خون بہہ جاتا ہے اور آدمی سفید ہو کر مر جاتا ہے۔سعدؓ نے کہا اے اللہ! جب تک میری آنکھیں بنی قریظہ کی تباہی کو دیکھ کر ٹھنڈی نہ ہو لیں تو مجھے موت نہ دے۔یہ لوگ عہد جاہلیت میں سعدؓ کے موالی اور حلیف تھے۔

عبید اللہ بن کعب بن مالک سے یہ مروی ہے کہ ابو اسامہ الجشمی بنی مخزوم کے حلیف نے سعد کے تیر مارا تھا مگر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کونسا بیان صحیح ہے۔

عباد بن عبداللہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ اس جنگ میں صفیہ بنت عبدالمطلب، حسان بن ثابت کے قلعہ فارغ میں رکھی گئی تھیں، صفیہ سے مروی ہے کہ حسان بھی اس قلعہ میں عورتوں اور بچوں کے ساتھ تھے ایک یہودی آیا اور قلعہ کے گرد گھومنے لگا اس سے پہلے ہی بنی قریظہ نے فسخ عہد کر کے لڑائی شروع کر دی تھی۔

حضرت صفیہؓ کی بہادری

اب اس وقت کوئی ایسا نہ تھا کہ ہم کو اس سے بچائے، کیونکہ خود رسول ﷺ اور تمام مسلمان دشمن کے مقابلہ پر کھڑے تھے اس لیے ہم پر اگر کوئی حملہ کر دیتا تو ان میں سے کوئی بھی ہماری مدد کے لیے نہیں آ سکتا تھا۔میں نے حسان سے کہا دیکھتے ہو یہ یہودی قلعہ کا چکر کاٹ رہا ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ یہ ہماری کوئی غیر محفوظ اور کھلی ہوئی جگہ کو دیکھ رہا ہے تا کہ اپنے دوسرے یہودیوں کو بھی جا کر خبر کرے۔

رسول ﷺ دشمن سے مصروفیت کی وجہ سے ہماری خبر نہیں لے سکتے، تم نیچے جا کر اسے قتل کر دو، حسانؓ نے کہا اے عبدالمطلب کی بیٹی، اللہ تم کو معاف کرے میں اس کام کا نہیں ہوں۔جب میں نے دیکھا کہ یہ بالکل نکمے ہیں میں نے خود گرز لیا اور قلعہ سے اتر کر اس کے پاس گئی اور گرز سے مار مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔اسے قتل کر کے میں پھر قلعہ میں آ گئی اور میں نے حسان سے کہا مرد آدمی جا کر اس کا لباس اور اسلحہ تو اتار لاؤ۔وہ مرد تھا اس وجہ سے میں نے اس کا لباس نہیں اتارا۔حسانؓ نے کہا اے عبدالمطلب کی بیٹی مجھے اس کے سامان کی کوئی ضرورت نہیں۔

نعیم بن مسعود کی مسلمانوں کے حق میں مثال

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسول ﷺ اسی طرح دشمن کے مقابلہ پر جمے ہوئے تھے اور انھوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر رکھا تھا وہ چیرہ دست تھے اور آپ سخت خوف اور تکلیف کی حالت میں تھے۔نعیم بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان آپ کے پاس آئے اور کہا میں اسلام لے آیا ہوں۔مگر میری قوم اس سے واقف نہیں ہے آپ جو چاہے مجھے حکم دیں میں اس پر عمل کروں گا۔آپؐ نے فرمایا کہ تم ہم میں اکیلے ہو اگر ہو سکے تم ہمارے ساتھ سے علیحدہ ہو جاؤ اور لڑائی چال سے جیتی جاتی ہے، کوئی تدبیر نکالو۔نعیم بن مسعود آپ کے پاس سے چلے گئے اور بنی قریظہ کے پاس پہنچے، یہ لوگ عہد جاہلیت میں ان کے خاص ندیم تھے، نعیم نے ان

سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمھارا دوست ہوں، اور میرے تم سے خاص تعلقات ہیں۔ انھوں نے کہا بے شک تم سچ کہتے ہو ہم کو تم پر شبہ نہیں ہے۔ نعیم نے کہا قریش اور غطفان محمدؐ سے لڑنے آئے ہیں۔ تم نے محمدؐ کے خلاف ان کی مدد کی۔ مگر ان کا حال اور ہے اور تمھارا اور۔ یہ علاقہ تمھارا ہے یہیں تمھاری املاک بیوی بچے ہیں تم اس علاقہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے مقام کو منتقل نہیں ہو سکتے۔ اس کے مقابلہ میں قریش اور غطفان کی املاک، بیوی بچے اور وطن دوسری جگہ ہے اس لیے ان کی حالت تمھاری سی نہیں ہے۔ اگر ان کو کامیابی ہوئی اور موقع مل گیا اور غنیمت ملی وہ اس سے مستفید ہوں گے اور اگر اس کے علاوہ کوئی ناکامی کی صورت پیش آئی وہ فوراً اپنے وطن چلے جائیں گے اور تم کو تمھارے علاقہ میں محمدؐ سے نبٹنے کے لیے چھوڑ جائیں گے اس وقت تنہا تم ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے، مارے جاؤ گے اس لیے میری یہ رائے ہے کہ جب تک تم قریش اور غطفان سے ان کے اشراف کو ضمانت میں یرغمال نہ لے لو تا کہ پھر تم کو ان کی جانب سے اطمینان ہو جائے کہ وہ تمھارے ساتھ محمدؐ سے آخر تک لڑیں گے، تم ان کے ساتھ ہو کر نہ لڑو، بنی قریظہ نے کہا تمھاری رائے بالکل درست اور مخلصانہ ہے۔

نعیم کی قریش سے ملاقات اور ان میں پھوٹ ڈالنا

بنی قریظہ سے مل کر نعیم قریش کے پاس آیا اور اس نے ابوسفیان اور اس کے ہمراہی دوسرے قریش سے کہا تم جانتے ہو کہ میں تمھارا خاص دوست ہوں محمدؐ سے بالکل علیحدہ ہوں مجھے ایک ایسی اطلاع ملی ہے کہ میں نے اپنا فرض سمجھا کہ اس کی تم کو اطلاع کر دوں۔ اس میں سراسر تمھاری خیر خواہی مضمر ہے۔ لہٰذا تم اسے کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ قریش نے کہا ہم کسی سے نہ کہیں گے۔ نعیم نے کہا تو آگاہ ہو جاؤ کہ یہودی اپنے اور محمدؐ کے باہمی تعلقات کے انقطاع پر نادم ہیں انھوں نے محمدؐ سے کہلوا بھیجا ہے کہ ہم اپنے فعل پر نادم ہیں تو کیا تم اس بات سے ہم سے خوش ہو جاؤ گے کہ ہم ان دونوں قبیلے قریش اور غطفان کے اعیان و اکابر کو اپنے قبضہ میں کر کے تمھارے حوالے کر دیں تا کہ تم ان کو قتل کر دو اور پھر ان قبیلوں کے جو لوگ بچیں گے ان کے مقابلہ کے لیے ہم بالکل تمھارا ساتھ دیں گے، اس کے جواب میں محمدؐ نے کہلوا بھیجا کہ ہاں اس کاروائی سے ہم راضی ہیں۔ لہٰذا اب اگر یہودی تم سے بطور یرغمال آدمی طلب کریں تم ایک آدمی بھی ان کے حوالے نہ کرنا۔

قریش سے مل کر اب نعیم غطفان کے پاس آیا اور ان سے کہا اے جماعت غطفان تم ہی میری اصل اور خاندان ہو اور میں تم کو دنیا میں سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ تم کو مجھ پر کوئی شبہ نہیں ہے۔ انھوں نے کہا ہاں سچ ہے ہم تم پر پورا اعتماد کرتے ہیں۔ نعیم نے کہا تو پھر اقرار کرو کہ جو میں کہونگا اسے کسی پر ظاہر نہ کرو گے۔ انھوں نے کہا مناسب ہے ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ اس کے بعد اس نے ان سے وہی تقریر کی جو قریش سے کی تھی اور وہی ہدایات کر دیں جو قریش کو کی تھیں۔

نعیم کی چال کا اثر دکھانا

شوال ۵ ہجری ہفتہ کی رات کو خدا کی مشیت کے مطابق ابوسفیان اور غطفان کے روساء نے عکرمہ بن ابی جہل کو چند اور قریش اور غطفانیوں کے ساتھ بنی قریظہ کے پاس بھیجا اور کہلا کر بھیجا کہ جس جگہ ہم مقیم ہیں یہ طویل قیام کے لیے کسی طرح مناسب مقام نہیں ہے ہمارے گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے اب ہم زیادہ نہیں ٹھہر سکتے۔ لہٰذا کل صبح تم لڑائی کے لیے تیار ہو کر باہر آؤ تا کہ ہم محمدؐ پر خود حملہ کر کے ان سے آخری فیصلہ کر لیں۔

بنی قریظہ نے جواب دیا کہ یہ تو ہفتے کا دن ہے اس میں ہم کوئی کام نہیں کرتے، چنانچہ تم کو معلوم ہے کہ ہم میں سے ایک فرد نے اس دن کی حرمت کی خلاف ورزی کی اور اسے کیسی سزا ملی۔ علاوہ ازیں جب تک تم بطور ضمانت اپنے قیدی ہمارے حوالے نہ کرو گے ہم محمدؐ سے نہیں لڑتے ہم کو اس بات کا خوف ہے کہ اگر جنگ نے تم کو بری طرح دبوچا اور تم شدت سے مارے جانے لگے تم فوراً اپنے گھروں کو بھاگ ہو جاؤ گے اور ہمیں اپنے اس علاقہ میں اسی شخص کے مقابلہ کے لیے تنہا چھوڑ دو گے اور اس صورت میں ہم میں یہ طاقت نہیں کہ ہم تنہا محمدؐ سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

جب قریش اور عطفان کے پیامبر بنی قریظہ کا یہ پیام ان کے پاس لائے وہ کہنے لگے کہ بخدا نعیم بن مسعود نے ہم سے جو کچھ کہا تھا وہ بالکل حق ہے۔ انھوں نے بنی قریظہ کو کہلا بھیجا کہ ہم اپنا ایک آدمی بھی تمھارے حوالے نہیں کرتے اگر تم واقعی لڑنا چاہتے ہو تو آ جاؤ اور لڑو، جب قریش اور غطفان کا یہ پیام بنی قریظہ کو پہنچا انھوں نے کہا کہ نعیم بن مسعود نے جو کچھ بیان کیا تھا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اتحادیوں کا ارادہ یہ ہے کہ لڑیں اور اگر موقع لگ جائے تو اس سے فائدہ اٹھائیں اور اگر ناکامی کی صورت درپیش ہو تو اپنے اوطان کی راہ لیں اور ہم کو تنہا اپنے علاقے میں اس شخص کے مقابلہ پر چھوڑ جائیں۔

چنانچہ اس اندیشہ سے بنی قریظہ نے پھر قریش غطفان کو کہلا کر بھیجا کہ بخدا ہم تو اس وقت تک تمھارے ساتھ ہو کر نہیں لڑتے جب تک کہ تم اپنے قیدی ہمارے حوالے نہ کر دو۔ انھوں نے ان کے دینے سے صاف اور قطعی انکار کر دیا۔ اس طرح اللہ نے ان میں پھوٹ ڈال دی۔ اسکے علاوہ انھیں شدید سردی کی راتوں میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر تیز و تند مسلسل کئی رات آندھی چلائی کہ اس سے ان کی دیگیں الٹ گئیں اور خیمے اور جھونپڑیاں گر پڑیں۔ جب رسول ﷺ کو اطلاع ملی کہ اس طرح اللہ نے دشمن میں پھوٹ ڈال دی ہے آپؐ نے رات کے وقت حذیفہ بن الیمان کو بلایا اور کہا کہ تم جا کر اس خبر کی تصدیق کرو۔

حذیفہ بن الیمان کا دشمنوں کی جاسوسی کے لیے جانا

اس واقعہ کے متعلق محمد بن کعب القرظی سے مروی ہے کہ کوفہ کے ایک شخص نے حذیفہ بن الیمان سے پوچھا اے ابو عبداللہ! تم نے تو رسول ﷺ کو دیکھا ہے اور ان کی صحبت میں رہے ہو، انھوں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تم کس طرح رسول ﷺ سے پیش آتے تھے۔ انھوں نے ہم ان کی اطاعت میں پوری کوشش کرتے تھے۔ اس شخص نے کہا بخدا اگر ہم نے آپ کا عہد پایا ہوتا تو ہم آپ کو زمین پر نہ چلنے دیتے، اپنی گردنوں پر بٹھاتے۔

حذیفہؓ نے کہا اے میرے بھتیجے میں رسول ﷺ کے ساتھ خندق میں موجود تھا۔ آپ نے کچھ رات گئے نماز پڑھی اور پھر ہمارے طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا کوئی ایسا ہے جو دشمن کی قیام گاہ میں جا کر اس خبر کی تصدیق کر کے آئے جو ہمیں معلوم ہوئی ہے۔ اور اس سے اللہ کے رسول ﷺ یہ عہد کرتے ہیں کہ جب وہ اللہ کے یہاں جائے گا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ کوئی شخص بھی اس کے لیے کھڑا نہیں ہوا۔ آپ نے پھر کچھ رات گئے تک نماز پڑھی اور اس کے بعد پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر وہی قول دہرایا مگر اس مرتبہ بھی ہم میں سے کوئی اس کے لیے آمادہ نہ ہوا۔ پھر آپ نماز پڑھنے لگے اور بعد فراغت ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کون ہے جو دشمن کے یہاں جا کر اس خبر کی تصدیق کر کے آ جائے؟ اللہ کے رسول ﷺ اس کے لیے یہ شرط طے کرتے ہیں کہ جب وہ مرے گا تو میں اللہ سے درخواست کرونگا کہ وہ جنت میں میرا رفیق بنایا جائے۔ اس ارشاد پر بھی چونکہ لوگ بہت خوفزدہ اور بھوکے تھے اور سردی بھی نہایت شدید تھی، کسی نے

حامی نہ بھری۔ جب کوئی بھی اس کام کے لیے کھڑا نہیں ہوا، رسول ﷺ نے مجھے آواز دی اب تو مجھے کھڑے ہوئے بغیر چارہ نہ تھا کیونکہ آپ نے خود مجھے آواز دی تھی، میں پاس گیا فرمایا حذیفہؓ! تم دشمن کے یہاں جاؤ اور دیکھ کر آؤ کہ وہ کیا کر رہے ہیں؟ جب تک میرے پاس نہ آ جاؤ کسی سے کوئی بات بیان نہ کرنا۔

میں حسب ارشاد دشمن کی چھاؤنی میں آیا، اس وقت تند و تیز ہوا اور اللہ کی فوجوں نے دشمن کا ناک میں دم کر رکھا تھا نہ کوئی دیگچی چولھے پر ٹھہرتی تھی، نہ آگ جلتی تھی اور نہ کوئی خیمہ وغیرہ اپنی جگہ برقرار تھا۔ ابوسفیان بن حرب نے کھڑے ہو کر کہا اے قریش! ہر شخص کو چاہیے کہ وہ دیکھے کہ کون اس کے ساتھ بیٹھا ہے؟ یہ سنتے ہی میں نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا جو میرے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔

ابوسفیان کا خطاب شکست

اب ابوسفیان نے تقریر شروع کی اور کہا کہ اے گروہ قریش! بخدا تم ایسی جگہ پڑے ہوئے نہیں ہو جو قیام کے لیے مناسب ہوتی ہمارے مویشی اور اونٹ بھوکے مر گئے، بنی قریظہ نے ہم سے بدعہدی کی بلکہ ہمیں ان سے تکلیف پہنچی اس ہوا سے جو مصیبت ہم پر ہے وہ ظاہر ہے۔ بخدا ہماری دیگیں چولھوں پر نہیں ٹھہرتیں، نہ آگ جگہ جلتی ہے اور نہ خیمہ اور جگہ ہمیں پناہ دیتی ہے تم بھی واپس چلو اور میں تو اب چلا۔ چنانچہ وہ اپنے اونٹ کے پاس آیا جو بندھا ہوا تھا۔

ابوسفیان نے اس پر بیٹھ کر اسے چابک مارا وہ اپنے تین پیروں پر پہلے اٹھا اور پھر رسی کھلتے ہی پوری طرح کھڑا ہو گیا۔ خدا کی قسم اس وقت مجھے ایسا موقع حاصل تھا کہ اگر رسولؐ سے میں نے اپنے مقصد کے چھپانے کا وعدہ نہ کیا ہوتا اور میرا ارادہ ہوتا تو میں اسی وقت ابوسفیان کو قتل کر دیتا۔ وہاں سے میں رسول ﷺ کی خدمت میں واپس آیا۔ آپ اس وقت اپنی کسی بیوی کا منقش لبادہ اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے مجھے دیکھتے ہی آپ نے مجھے اپنے پیروں کے بیچ میں کر لیا اور میرے اوپر لبادے کا کونا ڈال دیا۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور جب سجدہ کیا تو میں نیچے سے نکل گیا پھر آپ نے سلام پھیرا۔ میں نے پورا واقعہ آپ سے بیان کیا اور جب غطفان کو معلوم ہوا کہ قریش اس طرح میدان سے چلے گئے وہ بھی فوراً تیزی کے ساتھ اپنے اپنے وطن واپس ہو گئے۔

محمد ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی نبیؐ اور تمام مسلمان خندق سے مدینہ پلٹ آئے اور انھوں نے ہتھیار کھول دیے۔

غزوہ بنی قریظہ

جبرئیل کا آپ ﷺ کو یہودیوں کا قلعہ قمع کرنے پر ابھارنا

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ ظہر کے وقت حضرت جبرئیل رسولؐ کے پاس آئے وہ ریشم کا عمامہ باندھے ہوئے ایک مادیان خچر پر سوار تھے جس پر زین تھی اور اس پر ریشم کا کپڑا پڑا ہوا تھا۔ جبرئیل نے رسولؐ سے کہا کیا آپ نے ہتھیار اتار دیے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ جبرئیل نے کہا مگر ملائکہ نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے اور میں اس وقت دشمن ہی کے تعاقب سے آ رہا ہوں۔ اے رسول ﷺ اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ اسی وقت بنی قریظہ کی طرف جائیں اور میں بھی انھیں کی طرف جا رہا ہوں۔

رسول ﷺ نے فوراً اپنے منادی کو حکم دیا کہ وہ پورے مدینہ میں کوچ کا اعلان کر دے۔ چنانچہ اس نے اعلان کیا کہ جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا مطیع اور فرمانبردار ہو وہ بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر کی نماز پڑھے۔ رسول ﷺ نے علی بن ابی طالب کو اپنا جھنڈا دے کر بنی قریظہ کی طرف اپنے سے پہلے روانہ کر دیا۔ دوسرے لوگ بھی ان کی طرف لپکے۔ علیؓ نے مدینہ سے چل کر ان کے کسی قلعہ کے پاس پہنچے وہاں سے علی کو رسول ﷺ کی شان میں نہایت برے الفاظ سنائی دیے، وہ وہاں سے پلٹے انھوں نے راستے ہی میں رسول ﷺ کو جالیا اور کہا اے رسول ﷺ! آپ ہرگز ان خبیثوں کے نزدیک نہ جائیں۔ آپ نے پوچھا کیوں؟ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے ان کی زبان سے میری برائی اور مذمت سنی ہے۔ علیؓ نے کہا بے شک یہی بات ہے۔ آپ نے فرمایا اگر انھوں نے مجھے دیکھا ہوتا تو وہ کبھی اس قسم کے ناشائستہ الفاظ زبان سے نہ نکالتے۔

رسول ﷺ نے ان کے قلعوں کے پاس پہنچ کر ان کو مخاطب کر کے کہا اے بندروں کے ساتھیو! کیا اب تک اللہ نے تم کو رسوا نہیں کیا اور سزا نہیں دی ہے۔ انھوں نے کہا اے ابوالقاسم تم ناواقف نہیں ہو۔

بنی قریظہ کے پاس پہنچنے سے پہلے رسول ﷺ اسی سفر میں صورین میں اپنے صحابہؓ کے پاس آئے، آپ نے ان سے پوچھا کوئی شخص مباحث تمھارے پاس سے گذرے تھے، انھوں نے کہا ہاں دحیۃ ابن خلیفۃ الکلبی ایک سفید خچر پر سوار جس پر زین کسی تھی اور اس پر دیبا کا چارجامہ پڑا ہوا تھا ہمارے پاس سے گذرے۔ آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے ان کو بنی قریظہ کی طرف بھیجا گیا ہے تا کہ وہ ان کے قلعوں کو متزلزل کر دیں اور ان کے دلوں میں ہمارا رعب بٹھا دیں۔

بنی قریظہ پہنچ کر رسول ﷺ ان کے ایک کنویں انا نام پر جوان کے کھیتوں کے کنارے واقع تھا مقیم ہو گئے۔ یہاں سب لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ بعض صحابہ عشاء کے وقت پہنچے انھوں نے اب تک رسولؐ کے اس ارشاد کے مطابق کہ سب بنی قریظہ پہنچ کر عصر کی نماز پڑھیں۔ عصر کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی ان کو بعض نہایت ضروری کاموں کی وجہ سے جنگ کے لیے روانہ ہونے میں اتنی دیر لگ گئی۔ مگر انھوں نے رسول ﷺ کے ارشاد کے مطابق بنی قریظہ کے سوا کہیں اور عصر کی نماز نہیں پڑھی اور اب عشاء کے آخری وقت میں انھوں نے اس مقام پر پہنچ کر عصر کی نماز پڑھی۔ ان کے اس فعل کو نہ اللہ نے اپنی کتاب میں مذموم قرار دیا اور نہ خود آپؐ نے ان کو ملامت کی۔ یہ معبد بن کعب بن مالک الانصاری کا بیان ہے۔

رسول ﷺ کی جنگ کی تیاری اور بنی قریظہ کا محاصرہ

عائشہؓ سے مروی ہے کہ خندق سے واپس آ کر سعدؓ کے مجروح ہونے کی وجہ سے رسول ﷺ نے مسجد میں ان کے لیے ایک خیمہ نصب کرایا اور ہتھیار کھول دیے۔ دوسرے مسلمانوں نے بھی ہتھیار کھول دیے۔ جبرئیل آپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے ہتھیار رکھ دیے مگر ملائکہ نے اب تک ہتھیار نہیں رکھے۔ آپ دشمن کے مقابلے پر جائیے اور ان سے لڑیے۔ رسول ﷺ نے اپنی زرہ منگوا کر پہنی پھر آپ روانہ ہوئے اور تمام مسلمان بھی روانہ ہو گئے۔ آپ بنی غنم کے پاس سے گذرتے ہوئے ان سے پوچھا کوئی یہاں آیا تھا؟ انھوں نے کہا دحیۃ الکلبی آئے تھے، یہ اپنی وضع داڑھی اور صورت میں جبرئیل کے مشابہ تھے، یہاں سے بڑھ کر آپ بنی قریظہ کے سامنے مقیم ہو گئے۔ اس وقت سعد اپنے اسی خیمہ میں مقیم تھے جو مسجد میں رسولؐ نے ایک ماہ یا پچیس دن بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا، جب محاصرہ کے مصائب سے وہ عاجز آ گئے تو ان میں سے کسی نے کہا کہ رسولؐ کے حکم پر ہتھیار رکھ دو۔ مگر ابولبابہ بن عبدالمنذر نے حلق پر ہاتھ رکھ

کر اشارے سے بتایا کہ اگر ایسا کرو گے سب ذبح کر دیئے جاؤ گے۔ اس وجہ سے اب انھوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر ہتھیار رکھ دیتے ہیں کہ سعد بن معاذ ہمارے متعلق جو چاہیں فیصلہ کریں۔ رسول ﷺ نے کہا اچھا انھیں کے حکم پر سہی، انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ آپؐ نے سعد کے لانے کے لیے ایک گدھا بھیج دیا جس پر کھجور کے پتوں کا پالان تھا۔ سعد کو اس پر سوار کرا دیا گیا اس وقت تک ان کا زخم مندمل ہو کر ہلکا سا رہ گیا تھا۔

ابن اسحٰق کے سابقہ سلسلہ بیان کے مطابق۔ رسول ﷺ نے پچیس راتوں تک ان کا محاصرہ رکھا وہ محاصرے کے مصائب سے تنگ آ گئے اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

قریش اور غطفان کی واپسی کے بعد حیّی بن اخطب اُس عہد کے مطابق جو اس نے کعب بن اسد سے آخر تک رفاقت کا کیا تھا، بنی قریظہ کے پاس ان کے قلعے میں چلا آیا تھا۔ جب ان کو اس بات کا یقین آ گیا کہ رسولؐ جب تک ان سے فیصلہ کن لڑائی نہ لڑیں گے واپس نہ ہوں گے۔ کعب بن اسد نے اپنے لوگوں سے کہا اے گروہ یہود جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے وہ سامنے ہے، میں تمھارے سامنے تین شرطیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جس ایک کو چاہو اختیار کرو۔ انھوں نے کہا بتایئے وہ کیا ہیں، کعب نے کہا پہلی بات یہ ہے کہ ہم اس شخص کی پیروی کریں اس پر ایمان لے آئیں کیونکہ خدا کی قسم یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں جن کا ذکر خود تمھاری کتاب میں موجود ہے۔ اس طرح تمھاری جان، مال، بال بچے سب محفوظ ہو جائیں گے

یہودیوں نے کہا ہم کبھی تورات کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گے اور اس کے بجائے کسی اور کتاب کو قبول نہیں کریں گے۔ کعب نے کہا اگر میری اس بات کو تم نہیں مانتے تو اچھا آؤ ہم اپنے بیوی بچوں کو پہلے قتل کر دیں اور پھر ننگی تلواریں لے کر قلعہ سے محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کے مقابلے پر نکل پڑیں۔ اس طرح اپنے پیچھے کوئی ایسی چیز نہ رہنے دیں جس کا بوجھ ہمارے دل و دماغ پر موجود رہے اور پھر دشمن سے فیصلہ کن جنگ کر لیں۔ چاہے اس کا نتیجہ کچھ بھی ہو۔ اگر ہم سب مارے گئے تو یہ اطمینان تو ہوگا کہ ہم اپنے بعد کوئی شے ایسی نہیں چھوڑ کر گئے جس کے متعلق کوئی اندیشہ ہو اور اگر غالب ہوئے تو عورتیں اور بچے سب ہمیں مل ہی جائیں گے۔ اس کی قوم والوں نے کہا بھلا ہم خود ان مسکینوں کو قتل کر دیں ان کے بعد زندگی کا کیا مزا رہے گا؟ کعب نے کہا اگر تم میری اس بات کو بھی نہیں مانتے تو آؤ یہ کرو کہ آج ہفتہ کی رات ہے محمدؐ اور ان کے ساتھی غالباً اس شب میں ہماری جانب سے بے خطر ہوں گے۔ لہٰذا تم قلعہ سے اترو شاید اس طرح ہم کو ان پر غفلت میں حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔ اس کی قوم نے کہا کیا ہم خود ہفتہ کے دن کی اس طرح بے حرمتی کریں اور اس مبارک دن میں ایسا کام کر گذریں جس کے متعلق تم کو خود معلوم ہے کہ ہمارے اگلوں نے کیا تھا وہ مسخ کر دیئے گئے اس پر کعب نے کہا اپنی پیدائش سے لے کر عمر کی آخری مدت تک تم میں سے کوئی شخص ایک شب کے لیے بھی دور اندیش ثابت نہیں ہوا۔

اس کے بعد بنی قریظہ نے رسول ﷺ سے کہلا کر بھیجا کہ عمرو بن عوف کے ابولبابہ بن عبدالمنذر کو ہمارے پاس بھیج دیجئے (یہ بنی قریظہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے) تاکہ ہم ان سے اپنے معاملے میں مشورہ لیں۔ رسولؐ نے ان کو بنی قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ان کی نظر ابولبابہ پر پڑی وہ سب ان کے استقبال کے لیے اٹھے ان کی عورتیں اور بچے روتے ہوئے ان کے پاس آئے۔ اس منظر سے ابولبابہ کو ان پر ترس آ گیا۔ بنی قریظہ نے ان سے کہا کہ کیا آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم محمدؐ کے فیصلے پر ہتھیار رکھ دیں۔ انھوں نے کہا ہاں مگر اپنے حلق پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تم سب ذبح کر ڈالے جاؤ گے۔ ابولبابہ کہتے ہیں کہ کہنے کو تو میں نے یہ بات کہہ دی مگر فوراً ہی میرے دل نے

محسوس کیا کہ یہ تو میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے خیانت کی۔ ابولبابہ وہاں سے بغیر رسولؐ کے خدمت میں حاضر ہوئے سیدھے مدینے مسجد نبوی میں آئے اور انھوں نے اپنی خطا کی سزا میں خود کو مسجد کے ایک ستون سے باندھا اور اللہ سے عہد کیا کہ جب تک اس خیانت کو اللہ معاف نہ کردے گا میں اس جگہ سے نہ ہٹوں گا اور اب کبھی بنی قریظہ کی زمین پر قدم نہ رکھوں گا، اور اللہ مجھے کبھی بھی اس علاقہ میں نہ دیکھے گا جس میں میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیانت کی ہے۔ جب ان کے واپس آنے میں دیر ہوگئی تو رسول ﷺ کو اس تاخیر سے تعجب ہوا پھر آپ کو ان کا سارا واقعہ معلوم ہوا ۔آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آجاتے تو میں اللہ سے ان کی معافی کی سفارش کرتا مگر اب جو کچھ وہ کر چکے اس پر جب تک خدا ہی ان کی توبہ کو قبول کر کے انہیں معاف نہ کردے میں ان کو رہائی نہیں دونگا۔

ابولبابہ کی قبولیت توبہ

زید بن عبداللہ بن قسیط سے مروی ہے کہ رسولؐ حضرت ام سلمہ کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ ابولبابہ کی معافی کی اطلاع بذریعہ وحی آپ کو ہوئی۔ ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے علی الصباح رسول کو ہنستے ہوئے سنا میں نے پوچھا آپ کیوں ہنستے ہیں، اللہ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ آپ نے فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی۔ میں نے کہا کیا میں ان کو یہ خوشخبری سنادوں آپ نے فرمایا ہاں جی چاہے تو کہہ دو۔

راوی کہتا ہے کہ اس اجازت کے بعد ام سلمہ اپنے دروازے پر آکر کھڑی ہوئی۔ اب تک پردے کا حکم نہیں دیا گیا تھا اور انھوں نے بلند آواز سے کہا ابولبابہ بشارت ہو اللہ نے تمھاری توبہ قبول اور خطا معاف کردی ہے۔ اب سب لوگ ان کو رہا کرنے کے لیے دوڑے۔

مگر انھوں نے کہا کوئی مجھے نہ کھولے بلکہ خود رسول ﷺ ہی اپنے دست مبارک سے مجھے آزاد کریں۔ چنانچہ جب آپ صبح ان کے پاس آئے آپ نے ان کو ستون سے کھول دیا۔

ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ اسی شب میں جس میں کہ بنی قریظہ نے رسولؐ کے حکم پر ہتھیار رکھے، ثعلبہ بن سعیہ، اسید بن سعیۃ اور اسد بن عبید اسلام لے آئے۔ یہ بنی ہذیل سے تھے بنی قریظہ اور نضیر سے نہ تھے کہیں اوپر جا کر ان کا نسب ان سے ملتا تھا اس طرح وہ ان کے ایک جدی ہوتے تھے۔ نیز اسی رات میں عمرو بن سعدی القرظی رسولؐ کے پہرہ داروں کے پاس سے گذرا اس رات محمد بن مسلمۃ الانصاری اس خدمت پر مامور تھے انھوں نے اسے دیکھ کر پکارا کون ہے؟ اس نے کہا میں عمرو بن سعدی ہوں۔ جب بنی قریظہ نے رسول ﷺ سے بدعہدی کرنے کا ارادہ کیا عمرو نے اس کام میں ان کے ساتھ شریک ہونے سے انکار کردیا تھا اور کہا تھا کہ میں ہرگز محمدؐ کے ساتھ بدعہدی نہیں کرونگا۔ اس وجہ سے محمد بن مسلمۃ الانصاری نے اس کو پہچان کر کہا اے خداوندا شرفاء کی لغزشوں سے چشم پوشی کرنے کے شرف سے تو مجھے محروم نہ کر اور پھر اسے جانے کی اجازت دے دی۔ یہ وہاں سے سیدھا چل کر مدینے آیا وہ رات اس نے مسجد نبوی میں بسر کی پھر صبح کو نہ معلوم خدا کی کس سرزمین پر چلا گیا کہ آج تک اس کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ رسول ﷺ سے اس کا حال بیان کیا آپؐ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے اس کے ایفائے عہد کی وجہ سے بچا دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب بنی قریظہ نے ہتھیار رکھے اور ان کو اسیر کر کے رسیوں سے باندھ لیا گیا اسے بھی ان کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ صبح کو اس کی ڈوری پڑی ہوئی ملی کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ وہ کہاں گیا۔ اس پر رسولؐ نے فرمایا کہ اسے اللہ نے اس کے ایفائے عہد کی وجہ سے بچالیا

صبح کو تمام بنی قریظہ نے رسول ﷺ کے فیصلے پر تسلیم خم کر دیا۔ بنی اوس فوراً اٹھے اور انھوں نے کہا جناب والا یہ ہمارے آزاد کردہ غلام ہیں خزرج کے نہیں ہیں۔ آپ نے ان کے آزاد کردہ غلاموں کے بارے میں جو ابھی کل فیصلہ فرمایا ہے، وہ آپ کو معلوم ہے۔

بنی قریظہ سے پہلے رسول ﷺ نے بنی قینقاع کا جو خزرج کے حلیف تھے، محاصرہ فرمایا تھا اور جب انھوں نے رسول ﷺ کے حکم پر اطاعت قبول کی عبداللہ بن ابی بن سلول نے آپ سے ان کو مانگ لیا اور آپ نے اسے بخش دیا تھا۔

جب بنی اوس نے ان کے متعلق آپ سے یہ کہا، آپ نے ان سے فرمایا اچھا تم اس بات کو مانو گے کہ تمھارا آدمی ان کے بارے میں فیصلہ کر دے۔ انھوں نے کہا جی ہاں ہم کو منظور ہے۔ آپ نے فرمایا میں ان کے معاملے کو سعد بن معاذؓ کے سپرد کرتا ہوں۔

سعد بن معاذ کو ان کے مجروح ہونے کی وجہ سے رسولؐ نے اپنی مسجد میں ایک مسلمان عورت رفیدہ نامی کے خیمہ میں ٹھہرا دیا تھا۔ یہ زخمیوں کا علاج کرتی تھیں اور انھوں نے زخمی مسلمانوں کی خدمت کے لیے اپنے کو وقف کر دیا تھا۔ چنانچہ جب خندق کی لڑائی میں سعدؓ کے تیر لگا آپ نے ان کے قوم والوں سے کہا کہ ان کو رفیدہ کے خیمہ میں ٹھہراؤ تاکہ میں قریب سے ان کی عیادت کر سکوں۔ اب جبکہ رسول ﷺ نے ان کو بنی قریظہ کا فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا ان کی قوم ان کے پاس آئی اور گدھے پر جس پر انھوں نے سعدؓ کے لیے چمڑے کی زین اور گدا ڈالا تھا، ان کو بٹھایا۔ یہ بہت ہی فربہ اور قدآور آدمی تھے، ان کی قوم والے بھی ان کے ہمراہ رسول ﷺ کی خدمت میں چلے اور راستے میں سعد سے کہا اے ابوعمرو اپنے آزاد کردہ غلاموں کے متعلق نیکی برتنا کیونکہ رسول ﷺ نے ان کے فیصلے کو تم پر اسی وجہ سے چھوڑا ہے کہ تم ان کے بارے میں لطف و کرم اختیار کرو۔ جب ان کی قوم والوں نے بار بار اس بات کو کہا سعد نے جواب دیا۔ اب سعد کا وہ وقت آ گیا ہے جبکہ اسے اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے متاثر نہ ہونا چاہیے۔ اس جواب کو سن کر ان کی قوم کے بعض لوگ تو بنی عبدالاشہل کے محلے میں چلے آئے اور قبل اس کے کہ سعدؓ بن قریظہ کے پاس پہنچیں انھوں نے سعد کے مذکورہ بالا جملے کی وجہ سے بنی قریظہ کے قتل کی اطلاع مشہور کر دی۔

جب سعدؓ رسول ﷺ کے سامنے آئے، آپ نے صحابہؓ سے فرمایا اپنے سردار یا اپنے سب سے بہتر شخص کے استقبال کو اٹھو اور ان کو سواری پر سے اتار لاؤ، جب وہ آ گئے تو رسولؐ نے ان سے کہا سعد بنی قریظہ کا فیصلہ کر دو، انھوں نے کہا میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں وہ لوگ جو لڑائی کے قابل ہوں قتل کر دیے جائیں، عورتیں اور بچے لونڈی غلام بنائے جائیں اور ان کا تمام مال تقسیم کر دیا جائے۔ رسول ﷺ نے اس فیصلے کو سن کر فرمایا سعد تم نے ان کے بارے میں اللہ اور اسکے رسول کی منشاء کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

سعد بن معاذؓ کا فیصلہ رسول ﷺ کی منشاء کے مطابق

ابن اسحٰق کے سلسلہ بیان کے مطابق جب سعدؓ رسول ﷺ کی خدمت میں پہنچے آپ نے صحابہؓ سے فرمایا اپنے سردار کے استقبال کو اٹھو۔ صحابہؓ نے حسب الحکم بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور ان سے کہا اے ابوعمرو، رسول ﷺ نے تمھارے آزاد کردہ غلاموں کے بارے میں تم کو حاکم بنایا ہے۔ انھوں نے کہا ہاں۔ تم اللہ کے سامنے اس بات کا پختہ عہد و پیما کرو کہ جو فیصلہ میں کرونگا اسے تم قبول کرو گے، سب نے کہا بے شک ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ پھر سعدؓ نے جو

رسول ﷺ کی تعظیم کے خیال سے اس سمت سے جدھر آپ تشریف فرما تھے، منہ پھیرے ہوئے تھے اس سمت کی اشارہ کر کے کہا اور جو لوگ اس سمت میں ہیں وہ بھی میرے فیصلے کو قبول کریں گے۔ اس پر خود رسولؐ نے فرمایا ہاں ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ تب سعد نے کہا اچھا تو یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں، ان کی املاک تقسیم کر دی جائیں اور بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنالیا جائے۔ رسولؐ نے فرمایا سعد تم نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔

بنی قریظہ کو قلعے سے اتار کر رسول ﷺ نے بنی النجار کی ایک عورت کے گھر میں جو حارث کی اولاد میں سے تھی، قید کر دیا اور پھر خود آپ اس مقام پر آئے جہاں اب مدینے کا بازار ہے اور یہاں آپ نے چند کھائیاں کھدوائیں اور پھر بنی قریظہ کو بلا کر یہاں ان کی گردن دبادی۔ یہ چھوٹی چھوٹی جماعت میں آپ کے پاس بھیجے جاتے تھے اور آپ ان کو قتل کرا دیتے تھے۔ ان میں اللہ کا دشمن حیی بن اخطب اور کعب بن اسد اس جماعت کے سرغنہ بھی تھے۔ یہ چھ یا سات سو آدمی تھے جو لوگ ان کی تعداد زیادہ بتاتے ہیں انھوں نے آٹھ سو سے نو سو تک کہی ہے۔

بنی قریظہ کی جب کوئی جماعت قتل کے لیے رسول ﷺ کی خدمت میں جانے لگتی تو وہ کعب بن اسد سے پوچھتے ،کعب کہو ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ اس کے جواب میں ہر مرتبہ وہ کہتا کیا اتنی بات بھی نہیں سمجھتے بلانے والا برابر بلا رہا ہے اور جو جاتا ہے ان میں سے کوئی واپس نہیں پلٹتا، سمجھ لو کیا ہوگا، خدا کی قسم مارے جاؤ گے۔ اسی طرح وقتاً فوقتاً رسولؐ نے سب کو قتل کرادیا۔

دشمن خدا حیی بن اخطب کو آپ کے سامنے لایا گیا اس نے ایک قفاحی حلہ پہن رکھا تھا اور اس خیال سے کہ کوئی بھی اسے سالم بعد میں نہ لے سکے۔ اس نے اس حلہ کو اپنے جسم پر تار تار کر دیا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ رسول ﷺ کو دیکھ کر اس نے کہا خدا کی قسم میں نے تمھاری عداوت میں کوئی کمی نہیں کی مگر کیا کیا جائے جس کا ساتھ اللہ چھوڑ دے وہ رسوا ہو جاتا ہے۔ پھر اس نے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا اے لوگو اللہ کے حکم میں کیا چارہ، اللہ نے پہلے سے یہ بات مقدر کر دی تھی کہ بنی اسرائیل اس طرح قتل کیے جائیں گے وہ بات پوری ہوئی۔ اس کے بعد وہ بیٹھ گیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔

بنی قریظہ کی قتل کی جانے والی عورت

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک کے علاوہ اور کوئی قتل نہیں کی گئی۔ وہ میرے پاس بیٹھی باتیں کر رہی تھی اور اس قدر ہنس رہی تھی کہ اس کے پیٹ میں بل پڑ جاتے تھے اس وقت رسولؐ ان کے مردوں کو بازار میں قتل کر رہے تھے اتنے میں کسی نے اس کا نام لے کر پکارا، اے فلانی فلاں کی بیٹی، اس نے کہا موجود ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کیوں بلایا ہے؟ اس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی۔ میں نے پوچھا کیوں؟ اس نے کہا میں نے ایک جرم کیا ہے۔ لوگ اسے لے گئے اور اس کی گردن کاٹ دی گئی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ باوجود اس بات کے کہ وہ جانتی تھی کہ میں ماری جانے والی ہوں، پھر بھی وہ اس قدر ہنس رہی تھی اور خوش مزاج تھی کہ میں نے اسکے علاوہ کسی اور کو ایسا نہیں دیکھا۔

ثابت بن قیس بن شماس، زبیر بن باطا القرظی کے پاس آئے ابوعبدالرحمٰن اس کی کنیت تھی، زبیر نے عہد جاہلیت میں ثابت پر یہ احسان کیا تھا کہ جنگ بعاث میں زبیر نے ان کو پکڑا اور صرف پیشانی کے بال کاٹ کر چھوڑ دیا۔

یہ اس کے پاس آئے وہ بہت بڈھا تھا ثابت نے کہا اے ابوعبدالرحمن مجھے پہچانتے ہو، اس نے کہا کیوں نہیں بھلا میں تم کو بھول سکتا ہوں۔ ثابت نے کہا میں چاہتا ہوں کہ جو احسان تم نے مجھ پر کیا ہے اس کا بدلہ دوں کیونکہ ایک شریف دوسرے شریف کو معاوضہ دیا کرتا ہے۔

ثابتؓ کے احسان کا بدلہ

اس کے بعد ثابت رسولؐ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ زبیر نے میرے ساتھ یہ نیکی کی تھی اس کا احسان میری گردن پر ہے، میں چاہتا ہوں کہ اب اس کا بدلہ دوں۔ آپ میری خاطر اس کی جان بخشی فرما دیجئے۔ رسول ﷺ نے فرمایا اچھا ہم نے اسے تمھاری خاطر معاف کر دیا۔ ثابت نے زبیر سے کہا کہ رسولؐ نے میری خاطر تم کو معاف کر دیا ہے۔ اس نے کہا میں پیر فانی، نہ اب میرے بیوی بچے رہے اور نہ گھر در، میں جی کے کیا کروں۔ ثابت پھر رسول ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا اور اسکے بیوی بچوں کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ آپ نے فرمایا ہم نے ان کو بھی تمھاری خاطر معاف کیا۔ ثابت زبیر کے پاس آئے اور کہا کہ رسول ﷺ نے میری خاطر تمھاری بیوی اور اولاد بھی تم کو دے دی ہے۔ اس نے کہا کوئی خاندان جس کے پاس مال نہ ہو حجاز میں زندگی نہیں بسر کر سکتا۔ لہٰذا اس خالی جان بخشی سے کیا ہوتا ہے۔ ثابتؓ رسولؐ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اس کی املاک کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہم نے ان کو بھی تمھاری خاطر معاف کیا۔ ثابتؓ زبیر کے پاس آئے اور کہا کہ رسولؐ نے تمھارا مال مجھے عطا فرمایا ہے اور اب وہ تمھارا ہے زبیر نے کہا ثابت اس کا کیا ہوا جس کا چہرہ چینی آئینے کی طرح چمکدار تھا۔ جو تمام قبیلے کی کنواری عورتوں کا محبوب تھا، یعنی کعب بن اسد، ثابت نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا تمام شہریوں اور دیہاتیوں کے سردار حُیی بن اخطب کا کیا ہوا؟ ثابتؓ نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا ہمارے اس جواں مرد کا کیا ہوا کہ جب ہم حملہ کرتے وہ ہم سب کے آگے ہوتا اور اگر ہم پسپا ہوتے تو وہ ہماری حمایت کے لیے سب کے پیچھے رہتا یعنی غزال بن شمویل، ثابتؓ نے کہا وہ قتل کر دیا گیا۔ زبیر نے پوچھا دونوں جماعتوں یعنی بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کا کیا ہوا؟ ثابت نے کہا وہ سب قتل کر دیئے گئے زبیر نے کہا تو میں اس احسان کا واسطہ دے کر جو میں نے تمھارے ساتھ کیا ہے تم سے درخواست کرتا ہوں کہ تم مجھے بھی ابھی اپنے دوستوں سے ملا دو ان لوگوں کے مرنے کے بعد زندگی کا کیا مزا رہا۔ میں ذرا سی تاخیر بھی پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہوں کہ اپنے احباب سے جلدی جا ملوں۔ ثابت نے زبیر کو آگے کر کے اس کی گردن اڑا دی۔ جب ابوبکرؓ کو زبیر کا یہ قول معلوم ہوا انھوں نے کہا ہاں خدا کی قسم وہ آتش دوزخ میں اپنے احباب سے ملے گا اور وہاں ہمیشہ کے لیے جلتا رہے گا۔ ثابت نے اس واقعے کے متعلق چند شعر بھی کہے ہیں۔

بنی قریظہ میں سے جو بالغ ہوں قتل کر دیئے جائیں

رسول ﷺ نے حکم دیا تھا کہ بنی قریظہ میں سے جو بالغ ہو گئے ہوں قتل کر دیئے جائیں۔ سلمٰی بنت قیس ام المنذر سلیط بن قیس کی بہن نے جو رشتے میں رسول ﷺ کی خالہ ہوتی تھیں اور جنھوں نے آپ کے ہمراہ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی اور عورتوں کی بیعت میں آپؐ کی بیعت کی تھی۔ رفاعہ بن شمویل القرظی کو آپ سے مانگا، یہ بالغ ہو چکا تھا اور چونکہ وہ سلمٰی کے خاندان میں پہلے سے تعارف رکھتا تھا اس لیے اس نے ان کے یہاں پناہ لی تھی۔ سلمٰی نے رسولؐ سے عرض کیا اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ رفاعہ بن شمویل کو مجھے دے دیجئے کیونکہ یہ وعدہ کرتا ہے کہ نماز پڑھے گا اور اونٹ کا گوشت کھائے گا۔ رسولؐ نے اسے سلمٰی کو دے دیا اور اس طرح

سلمی نے اس کی جان بچالی۔

رسول ﷺ نے بنی قریظہ کی املاک، عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور آج آپ نے سوار اور پیدل کے حصوں میں تفریق کر دی۔ نیز آپ نے اس میں سے خمس نکال لیا۔ سوار کے تین حصے دو گھوڑے کے اور ایک خود سوار کا مقرر کیا اور پیدل کا ایک حصہ مقرر فرمایا۔ اس واقعے میں مسلمانوں کے پاس چھتیس سوار تھے۔ یہ پہلا مال غنیمت ہے جس میں دو حصے علیحدہ علیحدہ دیے گئے اور اس سے خمس نکالا گیا جو آج تک برقرار ہے۔ اس سے پہلے مغازی میں یہ دستور تھا کہ جب پیدل کے ساتھ رسالہ بھی شریک ہوتا تو دو گھوڑوں کا ایک حصہ دیا جاتا۔

اس کے بعد بنی عبدالاشہل کے سعد بن زید الانصاری کو رسولؐ نے بنی قریظہ کے لونڈی غلاموں کو دے کر نجد بھیجا تاکہ وہ ان کو بیچ کر اس کی قیمت سے گھوڑے اور اسلحہ خرید لائیں۔ ان کی عورتوں میں سے رسول ﷺ نے ریحانہ بنت عمرو بن ضبافہ بنی عمرو بن قریظہ کی ایک عورت کو خود اپنے لیے منتخب فرمایا۔ یہ آپ کی وفات تک آپ کے پاس رہیں اور اس وقت تک لونڈی کی حیثیت رکھتی تھیں آپ نے ان سے کہا تھا کہ آؤ میں تم سے نکاح کر لیتا ہوں اور پردے میں بٹھاتا ہوں مگر انھوں نے یہی کہا کہ آپ مجھے اپنی ملکیت ہی میں رکھیں۔ میرے اور آپ دونوں کے لیے اس بات کی ذمہ داری کم ہے، ان کی اس خواہش کی وجہ سے رسولؐ نے ان کو اسی حالت میں رکھا۔ جب آپ نے ان کو لونڈی بنایا تو انھوں نے اسلام لانے سے انکار کیا۔ اور یہودیت پر اصرار کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے علیحدگی اختیار کر لی مگر ان کے اس انکار اور اصرار کی کشمکش آپ کے دل میں برابر باقی تھی ایک روز آپ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ آپؐ نے اپنی پشت پر جوتے اتارنے کی آواز سنی آپ نے خود کہا کہ ثعلبہ بن سعید ریحانہ کے اسلام لانے کی بشارت دینے آئے ہیں۔ چنانچہ اسیوقت انھوں نے سامنے حاضر ہو کر کہا کہ اے رسولؐ ریحانہ اسلام لے آئیں۔ اس بات کو سن کر آپ خوش ہو گئے۔

سعد بن معاذ کا آخری وقت

بنی قریظہ کے قضیے سے فراغت کے بعد سعد بن معاذ کے زخم پھر تازہ ہو گئے اور اس کے لیے خود انھوں نے اللہ رب العزت سے دعا مانگی تھی اور التجا کی تھی کہ بار الٰہ تجھے معلوم ہے کہ میں سب سے زیادہ ان لوگوں سے لڑنے کا دل دادہ ہوں جنھوں نے تیرے رسولؐ کی تکذیب کی ہے۔ لہٰذا اگر ابھی قریش سے کچھ اور جنگ باقی ہے تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ اور اگر تو نے رسولؐ اور قریش کے درمیان اب لڑائی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ ان کی دعا قبول ہوئی ان کا زخم پھر ہرا ہو گیا۔ رسولؐ نے ان کو پھر اسی خیمہ میں جو آپ نے ان کے لیے اپنی مسجد میں لگوا دیا تھا منتقل کر دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ خود رسولؐ ان کی مزاج پرسی کو ان کے پاس گئے تھے اور ابو بکر اور عمر بھی گئے تھے میں اپنے حجرے میں تھی کہ میں نے عمر کو روتے ہوئے سنا اور پھر ان کے رونے سے ابو بکر کے رونے کی آواز سنی یہ رقت ان پر اس لیے طاری ہوئی کہ حسب ارشاد خداوندی وہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہی رحیم اور شفیق تھے۔ اس بیان کے ایک ناقل علقمہ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا، اماں جان خود رسول ﷺ کی کیا کیفیت ہوتی تھی، انھوں نے کہا کسی کی موت پر آپ کے آنسو نہیں نکلتے تھے البتہ جب بھی کسی کی موت کا آپ کو سخت صدمہ ہوتا یا آپ کسی وجہ سے سخت پریشان ہوتے تو اپنی داڑھی ہاتھ سے پکڑ لیتے تھے۔

ابن اسحٰق کے قول کے مطابق خندق کی لڑائی میں مسلمانوں میں سے صرف چھ آدمی شہید ہوئے اور مشرکین

میں سے تین قتل کیے گئے۔ اور بنی قریظہ کی جنگ میں خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن الحارث بن الخزرج شہید ہوئے ان پر ایک چکی پھینکی گئی تھی جس سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ جب رسول ﷺ نے بنی قریظہ کا محاصرہ کر رکھا تھا بنی اسد بن خزیمہ کے ابوسنان بن محصن بن حرثان مر گئے اور وہ بنی قریظہ کے قبرستان میں دفن کر دیئے گئے۔ خندق سے واپس آ کر رسولؐ نے فرمادیا تھا کہ اب آئندہ کبھی قریش کو یہ جرات نہیں ہوگی کہ وہ اہم اقدامی کاروائی کر سکیں۔ اب ہم ان کے خلاف جارحانہ کاروائی کیا کریں گے۔ چنانچہ فتح مکہ تک یہی ہوا کہ پھر قریش کو آپ پر پیشقدمی کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق بنی قریظہ کی فتح ذیقعدہ یا ابتدائے ذی الحجہ میں ہوئی، البتہ واقدی کا خیال ہے کہ ماہ ذیقعدہ کے ختم ہونے میں ابھی چند راتیں باقی تھیں جبکہ رسولؐ نے بنی قریظہ پر چڑھائی کی اور پھر آپ نے ان کے لیے گہری نالیاں کھدوائیں اور آپ بیٹھ گئے۔ علیؓ اور زبیرؓ آپ کے سامنے ان کو قتل کرتے تھے، جس عورت کو آپ نے اس دن قتل کرایا تھا اس کا نام نبانہ تھا یہ حکم القرظی کی بیوی تھی اور اسی نے خلاد بن سوید پر چکی پھینک کر قتل کیا تھا آپ نے اس کو طلب کر کے خلاد کے بدلے میں قتل کر دیا تھا۔

رسولؐ کے غزوہ بنی المصطلق کے وقت میں اختلاف ہے۔ اسے غزوہ المریسیع بھی کہتے ہیں۔ یہ خزاعہ کے ایک چشمہ آب کا نام ہے۔ جو نواح قدید میں ساحل بحر کی طرف واقع ہے۔ ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ شعبان ۵ ہجری میں رسولؐ نے یہ جہاد فرمایا ہے۔ اور غزوہ خندق اور غزوہ بنی قریظہ دونوں اس کے بعد ہوئے ہیں۔ اس غزوے میں آپ خزاعہ کے خاندان بنی المصطلق سے لڑنے گئے تھے۔ آخر ذیقعدہ یا ابتدائے ذی الحجہ میں بنی قریظہ کے غزوہ سے فارغ ہو کر رسولؐ مدینے واپس تشریف لے آئے۔ ذی الحجہ، محرم، صفر اور ربیع الاول اور ربیع الثانی آپ نے مدینے میں بسر فرمائے۔ اس سال ۵ ہجری میں مشرکین کی امارت میں حج ہوا۔

آغاز ۶ ہجری

اس سال کے واقعات

غزوہ بنی لحیان

غزوہ بنی لحیان کا سبب اور سفر

بنی قریظہ کی فتح کے چھ ماہ بعد جمادی الاولیٰ میں رسولؐ نے اپنے اصحابؓ الرجیع حبیب بن عدی اور ان کے رفقاء صحابہؓ کا بدلہ لینے کیلئے کوچ فرمایا۔ آپ نے ظاہر یہ کیا تھا کہ آپ شام جا رہے ہیں تا کہ دوران سفر اگر دشمن پر کوئی

کامیاب چھاپہ مارنے کا موقع مل سکے تو اس سے فائدہ اٹھائیں۔

مدینے سے نکل کر آپ نے غراب نام پہاڑ کی راہ لی جو شام کے راستے پر واقع ہے پھر محیص سے ہوتے ہوئے آپ بتراء آئے اور یہاں سے آپ بائیں جانب مڑے۔ یین ہوتے ہوئے آپ صخیرات الیمام آئے اور یہاں سے آپ نے سیدھے مکے کی شاہراہ جس سے حاجی جاتے ہیں، اختیار کی پھر آپ نے برق رفتاری سے چل کر غران پر منزل کی جہاں بنی لحیان ٹھہرا کرتے تھے۔ یہ غران امج اور عسفان کے درمیان ایک وادی ہے جو مقام سایہ تک چلی جاتی ہے مگر دشمن کو آپ کی پیش قدمی کا پہلے سے پتہ چل گیا تھا اس لیے وہ میدان چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گیا تھا اس مقام پر قیام فرمانے کے بعد جب آپ کو معلوم ہوا کہ جن لوگوں کی نیت سے آپ آئے تھے وہ دسترس سے باہر ہو چکے ہیں تو آپ نے فرمایا مناسب ہوگا کہ ہم یہاں سے عسفان پر اتریں تاکہ مکے والے دیکھ لیں کہ ہم خود مکہ آئے ہیں

اس خیال سے آپ دو سو شتر سوار صحابہؓ کے ہمراہ اس مقام سے چل کر عسفان آئے اور یہاں سے آپ نے دو شہسوار اور آگے بھیجے جو کراع الغمیم تک جا کر واپس آ گئے واپسی میں آپ کو شام ہوگئی۔ آپ مدینے پلٹ آئے صرف چند راتیں آپ نے مدینے میں بسر فرمائیں تھیں کہ عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر الفزاری نے غطفان نے لشکر کے ساتھ جنگل میں رسول ﷺ کے مویشیوں پر غارتگری کی، ریوڑ کے ساتھ بنی غفار کا ایک شخص اور اس کی بیوی بھی تھی حملہ آوروں نے مرد کو قتل کر دیا اور اس کی بیوی کو مویشیوں کے ساتھ ہنکا کر لے گئے۔

غزوہ ذی قرد

واقعہ کی اطلاع اور صحابہ کرامؓ کا ردعمل

سب سے پہلے سلمہ بن عمرو بن الاکوع الاسلمی کو دشمن کی اس پیش قدمی کی خبر ملی۔ یہ علی الصباح تیر کمان سے مسلح ہو کر غابہ جانے کے ارادے سے چلے ان کے ساتھ طلحہ بن عبید اللہ کا ایک غلام بھی تھا خود سلمہ سے مروی ہے کہ جب حدیبیہ کے سال رسول ﷺ مکے سے مدینے واپس آئے (اگر یہ بیان صحیح مانا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو واقعہ ان سے مروی ہے وہ ذی الحجہ ۶ ہجری یا ۷ ہجری کے شروع میں پیش آیا ہے کیونکہ رسول ﷺ حدیبیہ کے سال ذی الحجہ ۶ ہجری میں مکے سے مدینے واپس آئے تھے اور سلمہ بن الاکوع نے جو وقت اس واقعے کا بیان کیا ہے اور جو ابن اسحٰق کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اس میں چھ ماہ کا فرق پڑتا ہے۔)

بہر حال سلمہ سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد جب ہم رسولؐ کے ساتھ مدینہ آئے آپ نے اپنے غلام ریاح کے ہمراہ اپنے مویشی چرنے کے لیے بھیجے۔ میں بھی طلحہ بن عبید اللہ کا گھوڑا لے کر اس کے ساتھ ہوا۔ صبح کو ہمیں معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بن عیینہ نے رسولؐ کے مویشیوں پر غارت گری کی اور وہ ان سب کو ہنکا کر لے گیا ہے۔ نیز اس نے آپ کے چرواہے کو قتل کر دیا ہے میں نے ریاح سے کہا تم یہ گھوڑا لو اور اسے لے جا کر طلحہ کو دے دو اور تم رسولؐ کو اس واقعہ کی اطلاع کر دو۔

پھر میں نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر مدینے کی طرف منہ کر کے ان الفاظ کے ساتھ شور مچایا لوٹ لیا، لوٹ لیا، یہ کہہ کر میں دشمن کے پیچھے ہولیا اور ان پر تیر برسانے لگا۔ اسوقت میں یہ شعر پڑھتا تھا

وانا ابن الاکوع

والیوم یوم الرضع

ترجمہ: میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن بہت ہی ذلیل ہے۔

میں ان کو برابر اپنے تیروں کا نشانہ بناتا رہا اگر ان کا کوئی سوار میری طرف پلٹ کر آتا تو میں کسی درخت کے پاس آ کر اس کی جڑ میں بیٹھ کر اس پر تیر چلاتا اور اسے ہلاک کر دیتا اور جہاں پہاڑی سلسلہ تنگ اور دشوار گزار آ جاتا وہ اس حصے میں گھس جاتے اور میں پہاڑ پر چڑھ جاتا اور وہاں سے پتھروں کے ذریعے ان کو ہلاک کر دیتا۔ اسی طرح کرتے کرتے اب رسول ﷺ کا ایک جانور بھی ایسا نہ تھا جسے میں نے دشمن سے چھڑا کر اپنے پیچھے نہ کر دیا ہو دشمن نے میرے اور مویشیوں کے درمیان راہ چھوڑ دی تھی۔ انھوں نے بھاگنے کے لیے بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے تیس سے زیادہ نیزے، اور چادریں راستے میں ڈال دیں۔ جس چیز کو وہ پھینک دیتے تھے میں اس پر پتھر کھڑے کر دیتا تھا تا کہ رسول ﷺ اور آپ کے صحابہؓ اس کو پہچان سکیں۔ پسپا ہوتے ہوئے جب وہ گھاٹی کے تنگ مقام پر پہنچے تو عیینہ بن حصن بن بدر ان کی مدد کے لیے آ پہنچا، اس کی وجہ سے اب وہ دم لینے کے لیے بیٹھ گئے میں ان کے اوپر پہاڑ کے ایک سرے پر جا بیٹھا۔ عیینہ نے مجھے دیکھ کر پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا ہمیں اس کے ہاتھ سے سخت مصیبت اٹھانا پڑی ہے آج صبح اندھیرے سے یہ ہمارے پیچھے ہے اور برابر تیر اندازی کر رہا ہے۔ اس نے ہمارے ہاتھ سے تمام مویشی چھین لیے ہیں۔ عیینہ نے کہا چار آدمی اوپر چڑھ کر اس کا مقابلہ کرو۔ جب وہ میرے اس قدر قریب آئے جہاں سے بات چیت ہو سکتی تھی میں نے کہا مجھے جانتے ہو، انھوں نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا سلمہ بن الاکوع اور قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو عزت بخشی ہے، میں تم میں سے جس کا پیچھا کرونگا اسے پکڑ لوں گا اور تم میں سے کوئی مجھ نہیں پڑ سکتا۔ انھوں نے کہا ہاں ہم بھی یہی سمجھتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کا سلمہ بن اکوع سے ملنا

وہ چلے گئے میں اپنی اسی جگہ بیٹھا رہا اب مجھے رسول ﷺ کے شہسوار درختوں میں سے بڑھتے ہوئے نظر آئے۔ سب کے آگے اخرم الاسدی تھے اور ان کے پیچھے ابوقتادۃ الانصاری ان کے بعد مقداد بن الاسود الکندی تھے میں نے اپنی جگہ سے بڑھ کر اخرم کے گھوڑے کی باگ پکڑی اور کہا کہ ہماری جماعت اب تک بہت ہی قلیل ہے۔ مبادہ دشمن تم کو تمھارے ساتھیوں سے علیحدہ دیکھ کر ہلاک کر دے جب تک خود رسولؐ نہ جائیں آگے نہ بڑھو۔ انھوں نے کہا سلمہ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور اس بات کو جانتے ہو کہ بہشت برحق ہے اور دوزخ برحق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل مت ہو۔

ان کی اس بات پر میں نے ان کو چھوڑ دیا اب ان کا عبدالرحمٰن بن عیینہ سے مقابلہ ہوا۔ اخرم نے اس کا گھوڑا ذبح کر دیا مگر اس نے نیزے سے ان کا کام تمام کر دیا۔ اور عبدالرحمٰن اخرم کے گھوڑے پر منتقل ہو گیا۔ اتنے میں ابوقتادہ پہنچے انھوں نے نیزے سے عبدالرحمٰن کو قتل کر دیا اور چونکہ عبدالرحمٰن نے ان کے گھوڑے کو مار ڈالا تھا۔ اس لیے اب وہ اخرم کے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اس واقعے کے بعد دشمن اس مقام سے فرار ہوا۔ اس ذات کی قسم ہے۔ جس نے محمدؐ کو عزت عطا فرمائی میں نے پیادہ دوڑتے ہوئے دشمن کا تعاقب کیا اور اتنی دور نکل گیا کہ اب مجھے نہ صحابہؓ نظر آتے تھے اور نہ ان کا غبار، غروب آفتاب سے پہلے چونکہ وہ پیاسے تھے ایسے پہاڑی نشیب کی طرف مڑے جہاں ذوقرد نامی چشمہ تھا مگر جب انھوں نے مجھے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا آتا دیکھا وہ میرے خوف سے اس چشمے سے بغیر ایک قطرہ پیئے چل دیئے۔ اب وہ ذی اثیر کی گھاٹی میں چلے ان میں سے ایک میری طرف مڑا۔ میں نے تیر سے اس کو نشانہ بنایا تیر اس کے شانے

کے جوڑ پر پیوست ہوگیا۔ میں نے فخریہ کہا اسے سنبھال وانا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع. اس نے کہا صبح کے اکوع میں نے کہا ہاں اے دشمن جان۔

ذی قرد کے چشمے پر حضور ﷺ سے ملاقات

گھاٹی کے اوپر دو گھوڑے نظر آئے میں ان کی لگام پکڑ کر ان کو رسول ﷺ کے پاس لے چلا جب سطحیہ میں مجھے رات ہوگئی۔ میرے چچا عامر مجھ سے آملے یہاں ہمیں کچھ دودھ میسر آ گیا اس ہموار جگہ میں پانی بھی تھا میں نے وضو کیا، نماز پڑھی اور پانی پیا۔ پھر میں رسول کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ذی قرد کے چشمے پر جہاں سے میں نے دشمن کو بچھاڑ دیا تھا، مقیم تھے اور جن اونٹوں کو میں نے دشمن کے پنجے سے چھڑایا تھا ان پر اور تمام نیزے اور چادروں پر آپؑ نے قبضہ کرلیا تھا اور بلالؓ نے انھیں میں سے ایک اونٹنی ذبح کی تھی اور وہ اس کی کلیجی اور کوہان رسولؐ کے لیے بھون رہے تھے۔

میں نے عرض کیا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے سو آدمیوں کو منتخب کر کے ان سے دشمن کا تعاقب کروں تا کہ ان کا نشان مٹادوں۔ رسولؐ میری اس بات پر اس طرح ہنسے کہ ہنسی نکل گئی یا آپ کے سامنے کے دانت نمایاں ہوگئے۔ (راوی کو اصل الفاظ میں شک ہے) پھر آپ نے فرمایا کیا تم واقعی ایسا چاہتے ہو میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو شرف بخشا ہے میں اس کے لیے بالکل آمادہ ہوں۔ صبح کو آپ نے فرمایا دشمن اس وقت غطفان کے علاقے میں دعوت کھا رہا ہے۔ چنانچہ اس علاقے سے ایک شخص نے آ کر بیان کیا کہ فلاں شخص نے ان کے لیے اونٹ ذبح کیے تھے ابھی وہ ان کی کھال اتارنے پائے تھے کہ ان کو ایک غبار اپنی جانب بڑھتا ہوا نظر آیا۔ کسی نے کہہ دیا کہ تم پکڑے گئے یہ سنتے ہی وہ وہاں سے بھاگ گئے۔

سلمۃ بن الاکوع کی نمایاں فضیلت

دوسرے دن آپ نے یہ بھی فرمایا کہ آج ہمارے بہترین سوار ابوقتادہ ہیں اور بہترین پیادے سلمۃ بن الاکوع ہیں۔ پھر آپ نے مجھے سوار اور پیادے کے علیحدہ علیحدہ اور پیادے کے علیحدہ علیحدہ دو حصے مال غنیمت میں سے دیئے اور آپ نے مجھے اپنے پیچھے اپنی اونٹنی عضباء پر بٹھالیا۔

حضرت سلمہ اور انصاری کے درمیان دوڑ کا مقابلہ

ہم چلے جا رہے تھے کہ ہمارے ہمراہ ایک ایسا انصاری تھا جس سے کوئی شخص دوڑ میں آگے نہیں بڑھ سکتا تھا اس نے کہا کوئی ہے جو مجھ سے مقابلہ میں دوڑے۔ اس بات کو اس نے کئی بار کہا جب میں نے سنا میں نے کہا نہ تم کو کریم کا پاس ہے اور نہ شریف کا لحاظ اس نے کہا سوائے رسولؐ کے میں کسی کا ادب واحترام نہیں کرتا۔ میں نے رسولؐ سے عرض کیا میرے والدین آپ پر قربان اجازت ہو تو اس کے مقابلے میں دوڑ لگاؤں آپ نے فرمایا اگر تمھارا جی چاہے تو جاؤ۔ میں اونٹنی سے کود پڑا اور اس کے مقابلے پر دوڑا۔ ایک یا دو میدانوں کے بعد میں نے اسے ساتھ لیا اور شانوں کے درمیان مکا مار کر کہا یہ دیکھو بخدا میں تم سے آگے نکل گیا اس نے کہا ہاں۔ میں بھی سمجھتا ہوں میں اس سے پہلے جا پہنچا، صرف تین دن ہم نے مدینہ منورہ میں قیام کیا اور پھر ہم خیبر کی طرف چل پڑے۔

ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق اس واقعے کی تفصیل

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق سلمہ بن الاکوع کے ہمراہ طلحہ بن عبیداللہ کا غلام ان کا گھوڑا لیے اس کی لگام پکڑے ساتھ تھا، جب یہ ثنیۃ الوادع پر چڑھے ان کو دشمن کے بعض سوار نظر آئے اب انھوں نے کوہ سلع پر کچھ دور چڑھ کر شور مچایا کہ ڈاکہ پڑا پھر یہ وہاں سے دوڑتے ہوئے غارتگروں کے تعاقب میں چلے۔ یہ اپنی تیز رفتاری میں شیر کی طرح تھے انھوں نے ان کو جالیا اور تیروں سے ان کو پسپا کرنے لگے جب وہ کسی کو اپنا نشانہ بناتے تو کہتے یہ سنبھال اور پھر یہ شعر پڑھتے " وانا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع" جب ان پر پلٹتا تو وہ بھاگ جاتے مگر پھر ان کو روکنے کی کوشش کرتے اور جب موقع ملتا ان پر تیر چلاتے اور کہتے اور پھر یہ شعر پڑھتے " وانا ابن الاکوع والیوم یوم الرضع "اس پر حملہ آوروں میں سے کسی نے کہا کہ اس نے آج سویرے ہی سے ہم کو سخت تکلیف پہنچائی ہے۔

رسول ﷺ کو سلمہ کی اطلاع موصول ہوئی آپ نے تمام مدینے میں خطرے کا اعلان کیا اور اب سوار تیار ہو کر حضرت سلمہ کی طرف چلے سب سے پہلے شہسواروں میں مقداد بن عمرو آپ کے پاس آ پہنچے ان کے بعد انصار میں سے بنی عبدالاشہل کے عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعورا بن کعب بن عبدالاشہل کے سعد بن زید، بنی حارثہ بن الحارث کے اسید بن ظہیر جن کے متعلق شک ہے، بنی اسد بن خزیمہ کا عکاشہ بن محصن، بنی اسد بن خزیمہ کے محرز بن نضلہ، بنی سلمہ کے ابوقتادۃ الحارث بن ربعی اور بنی زریق کے ابوعیاش عبید بن زید بن صامت آپ کے پاس پہنچے۔ جب یہ سب آپ کے پاس آگئے تو آپ نے سعد بن زید کو اس جماعت کا امیر مقرر کر کے ان کو دشمن کے تعاقب کا حکم دیا اور فرمایا تم ابھی چلے جاؤ میں دوسرے صحابہ کے ساتھ آتا ہوں۔ اسی واقعہ کے متعلق یہ بھی مذکور ہے کہ رسول ﷺ نے ابوعیاش سے کہا مناسب ہوتا کہ تم اپنا یہ گھوڑا کسی دوسرے ایسے شخص کو دے دیتے جو تم سے زیادہ شہسوار ہوتا، تا کہ وہ جلد دشمن کو جا پکڑتا۔ ابوعیاش کہتے ہیں کہ میں نے رسولؐ سے عرض کیا کہ میں ان سب سے بہتر شہسوار ہوں۔ پھر میں نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا خدا کی قسم وہ پچاس گز دوڑا ہوگا کہ اس نے مجھے پٹخ دیا اب مجھے آپ کے اس قول اور اپنے جواب پر مجھے حیرت ہوئی کہ آپ کا قول کس قدر صحیح ثابت ہوا۔

ان کے خاندان بنی زریق کے کسی شخص نے بیان کیا ہے کہ اس کے بعد رسولؐ نے ان کے گھوڑے کو معاذ بن ماعص یا عائذ بن ماعص بن قیس بن خلا کو دیا جو کہ اس جماعت میں آٹھویں شخص تھے۔ بعض لوگ سلمہ بن عمرو بن الاکوع کو آٹھواں میں شمار کرتے ہیں۔ اور بنی حارثہ کے اسید بن ظہیر کو اس جماعت سے خارج کرتے ہیں۔ سلمہ کے پاس اس روز گھوڑا نہ تھا مگر یہ پیادہ ہی سب سے پہلے لٹیروں کے پاس پہنچے تھے۔ اب یہ سوار ان کے تعاقب میں چلے اور ان کو جا ملایا۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے اس جماعت میں سے بنی اسد بن خزیمہ کے محرز بن نضلہ جن کو اخرم کہتے تھے، دشمن کے پاس پہنچے قمیر بھی ان کا لقب تھا، جب مدینے میں دشمن کی لوٹ مار اور خطرے کے لیے اجتماع کا اعلان ہوا محمود بن مسلمہ کے گھوڑے نے جو ان کے باغ میں بندھا تھا جب اور گھوڑوں کی ہہنا ہٹ سنی تو اپنی جگہ اچھل کود کرنے لگا۔ یہ ایک عمدہ سدھایا ہوا جاندار جانور تھا، باغ میں کھجور کے اس تنے کے گرد جس سے وہ بندھا ہوا تھا اسے اس طرح اچھل کود کرتے ہوئے دیکھ کر بنی عبدالاشہل کی بعض عورتوں نے محرز سے کہا اے قمیر! تم دیکھتے ہو کہ یہ گھوڑا کس طرح شوخی کر رہا ہے۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس پر سوار ہو کر تم رسول ﷺ کے ساتھ لڑنے کے لیے ان کے

پاس ابھی چلے جاؤ۔ انھوں نے کہا ہاں میں تیار ہوں ان عورتوں نے وہ گھوڑا اس کو دیا اور وہ اس پر سوار ہو کر چلے انھوں نے اس کی باگ ڈھیلی چھوڑی تھی وہ گھوڑا جماعت سے جا ملا اور ان کے بیچ میں پہنچ کر ٹھہر گیا۔ محرز نے اپنی جماعت سے کہا اے ذرا سی جماعت! تھوڑا سا ٹھہرو تا کہ دوسرے مہاجر اور انصار جو تمھارے پیچھے ہیں وہ بھی آ جائیں تب دشمن پر حملہ کیا جائے۔ دشمن کے ایک شخص نے ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا۔ پھر وہ گھوڑا وہاں سے پلٹ کر مدینے کی سمت تیزی سے بھاگا اس پر قابو نہ پا سکا۔ وہ پھر بنی عبدالاشہل کے محلے میں اپنی جگہ پر آ گیا۔ ان کے علاوہ اس روز کوئی اور مسلمان نہیں مارا گیا۔ اس گھوڑے کا نام محمود ذی اللمہ تھا۔

اس کے متعلق دوسری معتبر روایت یہ ہے کہ محرز، عکاشہ بن حمصی کے گھوڑے جناح پر سوار تھے وہ شہید ہوئے اور ان کا گھوڑا دشمن نے لے لیا، بہر حال جب مقابلہ ہوا بنی سلمہ کے ابوقتادہ الحارث نے حبیب بن عینیہ بن حصن کو قتل کر کے اس پر اپنی چادر ڈال دی اور پھر وہ اور لوگوں سے جا ملے، جب رسولؐ اور صحابہ یہاں آئے انھوں نے حبیب کو ابوقتادہ کی چادر میں لپٹا ہوا پایا اس پر صحابہؓ نے انا للہ وانا الیہ رجعون پڑھا اور فرمایا کہ ابوقتادہ مارے گئے، مگر رسولؐ نے فرمایا یہ ابوقتادہ نہیں ہیں بلکہ ان کا مقتول ہے انھوں نے اس پر اپنی چادر اس وجہ سے ڈال دی ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ ان کا قتل کیا ہوا ہے۔

عکاشہ بن محصن نے اوبار اور اس کے بیٹے عمرو بن اوبار کو جو دونوں ایک ہی اونٹ پر سوار تھے ان کے قریب جاتے ہی دونوں کو نیزے پر پرو لیا اور قتل کر دیا اور بعض مویشی دشمن کے ہاتھ سے چھڑا لیے۔ رسولؐ اپنے مقام سے روانہ ہوئے اور آپ ذی قرد کے پہاڑ پر پہنچ کر ٹھہرے اور وہیں اور صحابہ آپ کی خدمت میں آ گئے۔ آپ ایک شبانہ روز وہاں مقیم رہے۔ سلمہ بن الاکوع نے آپ سے عرض کیا کہ آپ سو آدمی میرے ساتھ کر دیجئے میں بقیہ مویشی بھی دشمن سے چھڑا لاتا ہوں اور ان کی گردن جا دباتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہاں جاؤ گے اس وقت تو وہ غطفان میں رات کی شراب پی رہے ہیں۔ رسولؐ نے اپنے ہر سو صحابہ میں کئی اونٹ ذبح کر کے تقسیم کر دیئے تھے صحابہؓ نے ان کو کھا کر پیٹ بھرا پھر رسولؐ مدینے واپس آ گئے۔

مدینہ منورہ میں قیام اور غزوہ بنو المصطلق کے لیے روانگی

مدینہ آ کر جمادی الآخر کا کچھ حصہ اور پورا ماہ رجب آپ مدینے میں ٹھہرے۔ پھر شعبان ۶ ہجری میں آپ قبیلہ خزاعہ کے بنی المصطلق سے جہاد کرنے روانہ ہوئے۔

غزوہ بنی المصطلق

غزوہ بنو المصطلق کا سبب اور اس کا واقعہ

رسول ﷺ کو معلوم ہوا کہ آپ سے لڑنے کے لیے بنی المصطلق کے لوگ جمع ہو رہے ہیں، ان کا سردار حارث بن ابی ضرار حضور کی اہلیہ جویریہ بنت الحارث کا باپ تھا، اس اطلاع پر آپ خود انکے مقابلے پر چلے اور ساحل سمندر پر قدیہ کے قریب مریسیع نامی پانی کے چشمہ پر جنگ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے بنی المصطلق کو شکست دی ان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ رسولؐ نے اعلان کیا کہ ان کی اولاد، عورتیں اور املاک مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائیں گی۔ اللہ

نے ان کو رسولؐ کے قبضے میں دے دیا۔

بنوکلب کے ایک شخص کا غلطی سے مارا جانا

اس واقعے میں بنی کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر کے ایک مسلمان ہشام بن حبابہ عبادہؓ بن الصامت کے قبیلے کے ایک انصاری کے ہاتھ سے غلطی سے مارے گئے۔ انصاری ان کو دشمن کا ایک فرد سمجھتے تھے۔

مہاجر اور انصاری کا واقعہ اور ابن ابی کی منافقت کا اظہار

ابھی سب لوگ اس پانی پر فروکش تھے کہ ان کے جانور پانی پینے کے لیے یہاں آئے۔ جہجاہ بن سعید الغفاری عمر بن الخطاب کا ملازم ان کا گھوڑا لے کر اسے پانی پلانے آیا۔ وہ اور بنی عوف بن الخزرج کے حلیف سنان الجہنی بیک وقت پانی پر اترے جس سے راستہ بند ہوگیا اور اب وہ دونوں لڑ پڑے، جہنی نے انصار کو مدد کے لیے پکارا اور خزرج نے مہاجرین کو مدد کے لیے آواز دی۔ اس موقعے پر زید بن ارقم سمیت کچھ لوگ موجود تھے۔ زید بن ارقم ابھی نوعمر لڑکے تھے، عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا کیا ایسا ہوا ہے، بے شک پہلے ہی سے وہ ہم سے نفرت کرتے ہیں اور خود ہمارے ملک میں ہم سے لڑتے ہیں۔ بخدا ہمارے دشمنوں اور قریش کے غلاموں کی وہی مثال ہے کہ اگر کسی درندے کو تم پرورش کرو گے وہ تمھیں کو کھائے گا۔ مدینے جاتے ہی وہاں کا جو سب سے معزز شخص ہے وہ اسے جو سب سے ذلیل ہے نکال دے گا، پھر اس نے اپنی قوم والوں سے جو اس کے پاس موجود تھے، مخاطب ہو کر کہا یہ خود تم نے اپنے ساتھ کیا ہے تم نے ان کو اپنے وطن میں اتارا اپنی املاک میں ان کو شریک کیا اگر تم ایسا نہ کرتے تو وہ کسی اور جگہ جاتے۔

حضورﷺ نے ابن ابی کو قتل کیوں نہ کروایا؟

زید بن ارقم نے یہ سنا تو انھوں نے رسولﷺ کو اس کی اطلاع دی اس وقت تک آپ دشمن سے فارغ ہو چکے تھے۔ زید نے جب یہ بات آپ کے سامنے پیش کی اس وقت عمرؓ آپ کے پاس موجود تھے۔ انھوں نے رسولﷺ سے عرض کیا کہ آپ عباد بن بشر بن وقش سے کہیں کہ وہ عبداللہ بن ابی بن سلول کو قتل کر دیں۔ رسولﷺ نے فرمایا مگر عمرؓ یہ تو دیکھو کہ جب لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوگا کہ محمد خود اپنے ساتھیوں کو قتل کرا دیتے ہیں اس کا کیا اثر پڑے گا؟ میں اس رائے کو پسند نہیں کرتا مناسب یہ ہے کہ تم یہاں سے اسی وقت کوچ کا اعلان کرا دو۔

یہ وقت ایسا تھا کہ عام طور پر رسولﷺ اس وقت سفر نہیں کرتے تھے۔ آپ کے اعلان کی وجہ سے سب چل کھڑے ہوئے۔

عبداللہ بن ابی کی غلط بیانی

عبداللہ بن ابی سلول کو جب معلوم ہوا کہ زید بن ارقم نے اس کی بات رسولؐ تک پہنچا دی ہے وہ آپ کے پاس آیا اور اس نے حلف اٹھایا کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کہا۔ چونکہ عبداللہ بن ابی بن سلول اپنی قوم میں بہت ہی مقتدر اور معزز آدمی تھا اس لیے جو انصار صحابہؓ اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے، اسے الزام سے بچانے کے لیے کہنے لگے کہ شاید اس لڑکے کو سننے میں غلط فہمی ہوئی ہو اور پوری بات اس سے یاد نہ رہی ہو۔

بے وقت سفر کرنے کی وجہ

جب آپ منزل سے اٹھ کر روانہ ہوئے اسید بن حضیر آپ کے پاس آئے اور اس نے آپ کو نبی کہہ کر سلام کیا اور پھر کہا کہ آپ ایسے وقت میں سفر کے لیے چلے ہیں کہ آپ عام طور پر اس وقت میں چلا نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کیا تم کو اپنے آدمی کی بات نہیں معلوم ہوئی۔ اس نے پوچھا وہ کون؟ آپ نے فرمایا عبداللہ بن ابی، اس نے پوچھا اس نے کیا کہا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ کہتا ہے کہ مدینے جا کر جو سب سے معزز ہے وہ سب سے ذلیل کو نکال دے گا۔ اسید نے کہا تو آپ چاہیں تو اسے فوراً نکال دیں۔ بخدا آپ ذی عزت ہیں اور وہ نہایت ذلیل ہے۔ مگر پھر اس نے کہا یا رسولؐ مناسب ہے کہ اس وقت آپ اس سے درگذر کریں خود اللہ تعالیٰ نے اب اسے آپ کے قبضے میں دے دیا ہے اس کی قوم اس کے لیے سیپیوں کا تاج بنا رہی ہے خود اپنی آنکھ سے وہ دیکھ لے گا کہ اس کی حکومت کس طرح آپ کو حاصل ہوتی ہے۔

اس دن تمام روز آپ سب کو لے کر سفر کرتے رہے اس کے بعد کی رات بھی آپ نے مسلسل سفر کیا، صبح ہوئی اور اب دن کا ابتدائی حصہ بھی بہت سا گذر گیا یہاں تک کہ جب سورج کی تپش سے مسلمانوں کو تکلیف ہوئی تو آپ نے ٹھہرنے کا حکم دیا۔ زمین پر اترتے ہی تمام مسلمان گہری نیند سو گئے۔ ایسے وقت میں آپ نے سفر کی یہ ترکیب اس لیے کی تھی تا کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کے فتنہ انگیز قول سے لوگ خالی الذہن ہو جائیں۔

یہودی سردار کی موت اور سورۃ المنافقون کا نازل ہونا

اب پھر آپ سب کو لے کر چلے اور اس مرتبہ آپ نے حجاز کی راہ اختیار کی۔ چلتے چلتے آپ حجاز کے ایک چشمہ نقعا پر اترے جو نقیع سے کچھ ہی اوپر واقع ہے۔ جب یہاں سے آپ چلے ایک نہایت ہی تیز و تند آندھی نے آپ کو آلیا جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہونے لگی اور وہ ڈرے۔ رسولؐ نے فرمایا ڈرو مت یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کی اطلاع دیتی ہے۔ چنانچہ مدینے آ کر بنی قینقاع کے ایک سردار یہودی رفاغ بن زید بن التابوت کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ یہ منافقوں کا راز دار اور امین تھا اسی دن یہ مرا تھا اور اسی دن عبداللہ بن ابی اس جیسے دوسرے منافقوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی" اذا جاء ک المنافقون (ترجمہ: جب منافق تمھارے پاس آتے ہیں)

حضرت زید بن ارقم کی فضیلت

مذکورہ واقعہ: زید بن ارقم کی زبانی

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول ﷺ نے زید بن ارقم کے کان پکڑ کر کہا کہ یہ وہ ہے کہ جس نے اپنے کانوں کے ذریعے اللہ کی وفاداری کی ہے۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ میں اپنے چچا کے ساتھ ایک غزوہ میں گیا، میں نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو اپنے لوگوں سے کہتے ہوئے سنا رسول ﷺ کے ساتھیوں پر کچھ مت خرچ کرو اور جب ہم مدینے پہنچ جائیں گے جو سب سے معزز ہے وہ مدینہ سے ذلیل تر کو نکال دے گا۔ میں نے یہ بات اپنے چچا سے کہی انھوں نے اس کا ذکر رسول ﷺ سے کیا آپ نے مجھے بلایا میں نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے عبداللہ بن ابی اور اسکے دوستوں سے بلا کر اس کی

تصدیق چاہی، انھوں نے قسم کھا کر اس سے انکار کر دیا۔ رسولؐ نے مجھے جھٹلایا اور اس کی تصدیق کی اس سے مجھے نہایت سخت رنج ہوا میں اپنے گھر بیٹھ گیا میرے چچا نے مجھے ڈانٹا کہ تم نے ایسی بات ہی کیوں کہی کہ جس کی رسولؐ نے تکذیب کی اور وہ تم سے ناراض ہو گئے۔ میری یہی حالت تھی کہ اللہ عزوجل نے یہ آیت اذا جاء ک المنافقون نازل فرمائی۔ آپ نے مجھے بلا بھیجا یہ آیت پڑھی اور فرمایا زید اللہ نے تمھاری تصدیق کی۔

ابن ابی کے بیٹے کا ایمانی جذبہ

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق جب عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن سلول کو اپنے باپ کی اس حرکت کا علم ہوا وہ رسول کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اس شکایت کی بناء پر جو آپ کو ان کی پہنچی ہے میں نے سنا ہے کہ آپ عبداللہ بن ابی کو قتل کر دینا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو آپ خود مجھے اس کا حکم دیں۔ میں ابھی اس کا سر کاٹ لاتا ہوں۔ اور تمام خزرج اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ اس تمام قبیلے میں مجھ سے زیادہ اپنے باپ کا مطیع اور تابعدار اور کوئی نہیں ہوگا۔ اس لیے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میرے علاوہ کسی اور کو آپ اس کے قتل کا حکم دیں گے اور وہ اسے قتل کریگا تو یہ مناسب نہ ہوگا کہ آپ میرے باپ کے قاتل کو لوگوں میں چلتا پھرتا دیکھنے کے لیے مجھے چھوڑ دیں کیونکہ میں اسے قتل کر دونگا اور اس طرح ایک مومن کو کافر کے بدلے میں قتل کر کے ہمیشہ کے لیے دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بناؤں گا۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ ہم قتل کرنا نہیں چاہتے بلکہ جب تک وہ ہمارے ساتھ ہیں ہم ان کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔

ابن ابی کی ذلت

اس واقعے کے بعد سے پھر جب کوئی بات وہ کرتا خود اس کی قوم ہی اسے برا کہتی ڈانٹتی اور سزا کی دھمکی دیتی۔ جب آپ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اب اس کی یہ شامت آئی ہوئی ہے کہ خود اس کی قوم اسے ذلیل اور مفسد سمجھتی ہے تو آپ نے عمرؓ سے فرمایا، اب بتاؤ اگر تمھارے مشورے کے مطابق اسی دن اسے قتل کر دیتا تو ضرور اس کی قوم کی رگ حمیت اور حمایت جوش میں آجاتی اور آج اگر میں اس کے قتل کا حکم دوں تو خود اس کی قوم والے ابھی اس کا کام تمام کر دیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اب مجھے محسوس ہوا کہ بے شک رسول کی کاروائی میرے مشورے سے زیادہ موجب برکت تھی۔

مقیس بن عبابہ کی دھوکہ دہی

مقیس بن عبابہ اپنے کو مسلمان ظاہر کرتا ہوا مکے سے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میں مسلمان ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ نیز چاہتا ہوں کہ اپنے مقتول بھائی کا فدیہ لوں جو بلا وجہ ایک مسلمان کے ہاتھ سے مارا گیا ہے۔ رسول ﷺ نے اس کے بھائی ہشام بن عبابہ کا خون بہا اسے دلوا دیا یہ چند ہی روز آپ کے پاس ٹھہرا اور اس نے موقع پاتے ہی اپنے بھائی کے قاتل پر اچانک حملہ کر کے ان کو شہید کر ڈالا اور پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکہ بھاگ گیا۔ اس سفر میں اس نے چند شعر بھی اپنے اس فعل کی تعریف اور واقعے کے بیان میں کہے ہیں۔

حضور ﷺ کا حضرت جویریہ سے نکاح اور اسکے اثرات

اس جنگ میں بنی المصطلق کے بہت سے آدمی مارے گئے، علی بن ابی طالب نے ان کے دو آدمی مالک اور

اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ رسول ﷺ کو ان کی بہت سی لونڈیاں ملیں آپ نے ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار آپ کی بیوی بھی تھیں، ان کے متعلق حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب آپ نے بنی المصطلق کی لونڈیاں صحابہؓ میں تقسیم فرمائیں جویریہ بنت الحارث، ثابت بن قیس بن الشماس یا ان کے چچازاد بھائی کے حصے میں آئیں تو انھوں نے اس سے یہ مطالبہ کیا کہ اتنی رقم دے کر آزاد ہو سکتی ہیں۔ یہ ایک نہایت ہی خوبصورت، ملیح اور حسینہ عورت تھیں۔ جو ان کو دیکھ لیتا وہ ان پر فریفتہ ہو جاتا، یہ رسول ﷺ کے پاس اپنی ادائیگی کی رقم میں مدد لینے آئیں۔ میں نے ان کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھ کر کہا یہ تو برا ہوا کہ یہ آئی ہیں کیونکہ میں سمجھتی تھی کہ خود رسول ﷺ کے دل پر ان کی صورت کا وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا ہے۔ بہر حال وہ آپ کے پاس اندر آئیں اور عرض کیا کہ میں جویریہ حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں جو اپنی قوم کا سردار اور رئیس تھا، مجھ پر جو وقت پڑا ہے وہ آپؐ پر روشن ہے میں ثابت بن قیس بن الشماس یا شاید انھوں نے کہا کہ ان کے چچازاد بھائی کے حصے میں آئی ہوں (راوی کو شک ہے) میں نے ان سے اپنی آزادی کا معاہدہ لکھوالیا ہے۔ آپ سے زر آزادی کی رقم کی ادائیگی میں مدد لینے حاضر ہوئی ہوں۔ رسول ﷺ نے فرمایا کیوں نہ ایسی شرط قبول کرلو جو اس سے بھی افضل ہو۔ انھوں نے پوچھا وہ کیا آپ نے فرمایا میں تمھاری قیمت ادا کر کے تم کو آزاد کراتا ہوں اور تم سے نکاح کر لیتا ہوں۔ انھوں نے کہا منظور ہے۔ آپ نے فرمایا تو اچھا میں نے بھی اس پر عمل کیا۔ اب یہ خبر سب کو معلوم ہوئی کہ رسول ﷺ نے جویریہؓ بنت الحارث سے نکاح کر لیا ہے۔ اس پر صحابہؓ نے کہا کہ بنی المصطلق تو اب رسول ﷺ کے سسرالی ہو گئے لہٰذا جو لونڈی غلام جس کے پاس ہو وہ اسے آزاد کر دے، چنانچہ محض اس شادی کی وجہ سے بنی کے سو سے زیادہ آدمی آزاد کر دیے گئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے بابرکت عورت میں نے کوئی اور نہیں دیکھی۔

حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے کا واقعہ

سفر میں حضرت عائشہؓ کی شرکت

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اس غزدے سے واپسی میں ہم سب مدینے کے قریب آ گئے تو بہتان لگانے والوں نے میرے متعلق برا گمان قائم کر کے مجھے بدنام کیا۔ اس کے متعلق مختلف طریقوں سے جو بیانات مذکور ہیں وہ سب مندرجہ ذیل روایت میں جمع ہیں جو خود عائشہؓ سے مروی ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ''رسول کا یہ دستور تھا کہ جب آپ کسی سفر کا ارادہ کرتے تو امہات المومنین میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے جانے کے لیے اپنی تمام بیویوں کے نام پر قرعہ اندازی کرتے جس کا نام نکلتا اسے ساتھ لیتے۔ غزوہ بنی المصطلق کی قرعہ اندازی میں میرا نام نکلا آپ نے مجھے ساتھ لے لیا۔ اس زمانے میں مناپے کے ڈر سے عورتیں بہت کم کھانا کھایا کرتی تھی، میری یہ کیفیت تھی کہ جب میرا اونٹ سفر کے لیے تیار کیا جاتا میں پہلے اپنے میانے (ڈولی) میں بیٹھ جاتی پھر لوگ آ کر اس میانے کو نیچے سے پکڑ کر اٹھاتے اور اونٹ پر رکھ دیتے پھر اسے رسیوں سے باندھ کر اونٹ کی نکیل پکڑ کر لے جاتے۔

عائشہؓ کا ہار گم ہونا

جب رسول ﷺ اس سفر سے فارغ ہو کر واپس ہوئے مدینے کے قریب آ کر آپ ایک جگہ ٹھہرے۔ رات کا

کچھ حصہ آپ نے وہاں بسر فرمایا اسکے بعد کوچ کا اعلان کر دیا گیا۔ جب لوگ چل پڑے میں قضائے حاجت کے لیے گئی ہوئی تھی، میرے گلے میں ایک ہار تھا جس میں خوشبودار مسالہ اور ظفار کے دانے بھی تھے۔ قضائے حاجت کے بعد وہ ہار میرے گلے سے گر پڑا اور مجھے اس کی کچھ خبر نہ ہوئی جب میں اپنی سواری کے پاس آئی میں نے گردن میں اپنا ہار ٹٹولا مگر نہ پایا اور سب لوگ اب منزل سے روانہ ہو چکے تھے، میں الٹے پاؤں اس جگہ آئی جہاں قضائے حاجت کے لیے گئی تھی میں نے وہاں ہار تلاش کیا اور وہ مل گیا۔ میری اس غیر موجودگی میں میرے ساربان اونٹ کس کر لائے اور سوچ کر کہ میں حسب دستور اپنے میانے میں ہوں انھوں نے میانے کو اٹھا کر اونٹ پر رکھا اسے رسیوں سے باندھا اور اس یقین کے ساتھ کہ میں اس پر موجود ہوں وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلتے بنے۔ جب میں منزل پر واپس آئی تو سب جا چکے تھے۔ ایک بھی شخص ایسا نہ تھا جو میری آواز پر جواب دیتا۔ میں نے اچھی طرح اپنی چادر اوڑھی اور اس خیال سے کہ جب لوگ میانے میں مجھے نہ پائیں گے یہاں خود میری تلاش کرنے آئیں گے، اسی مقام پر میں اب آ کر لیٹ گئی۔

صفوان بن معطل کا حضرت عائشہؓ کو قافلہ تک پہنچانا

میں لیٹی ہوئی تھی کہ صفوان بن المعطل السلمی میرے پاس آئے یہ بھی کسی اپنی ضرورت کی وجہ سے اصل فوج سے پیچھے رہ گئے تھے اور اس لیے اس منزل پر انھوں نے اوروں کے ساتھ قیام ہی نہیں کیا تھا یہ دیکھ کر کے کوئی لیٹا ہوا ہے وہ بڑھ کر میرے پاس آئے اور انھوں نے مجھے شناخت کیا کیونکہ پردے کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھتے تھے، مجھے دیکھ کر انھوں نے انا للہ وانا الیہ رجعون پڑھا اور کہا کہ رسولؐ کی بیوی!! آپ کیوں پیچھے رہ گئیں؟ میں اپنی چادر میں لپٹی ہوئی تھی میں نے ایک لفظ نہیں کہا۔ انھوں نے اپنا اونٹ میرے قریب کر دیا اور کہا کہ آپ اس پر سوار ہوں اور وہ خود پیچھے ہٹ گئے۔ میں سوار ہوگئی اب وہ آئے اور انھوں نے اونٹ کی نکیل آگے سے پکڑی اور تیز کے ساتھ مجھے لے کر چلے تاکہ جماعت سے مل جائیں مگر ہم ان کو نہ پا سکے اور نہ اصل جماعت میں کسی نے میری تلاش کی۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

جب سب کو معلوم ہوا تو وہ اطمینان سے فروکش ہو گئے یہ صاحب میرے اونٹ کو آگے سے پکڑے ہوئے برآمد ہوئے۔

حضرت عائشہؓ کی بیماری

اس پر بہتان لگانے والوں نے جو کچھ مجھ پر بدگمانی کی وہ سب کو معلوم ہے اس واقعے سے تمام قیام گاہ میں ایک ہنگامہ برپا ہوا مگر اب تک مجھے کچھ خبر ہی نہ تھی کہ یہ کیا اور کیوں ہے؟ ہم مدینے پہنچے، پہنچتے ہی میں سخت بیمار ہوگئی۔ اس واقعے کی مجھے کوئی اطلاع نہ تھی اگرچہ رسولؐ اور میرے والدین کو اس کی اطلاع ہو چکی تھی مگر کسی نے اس کا ذرا سا بھی تذکرہ مجھ سے نہیں کیا۔ ہاں یہ بات میں نے ضرور محسوس کی کہ خود رسولؐ میری بیماری کی حالت میں جس لطف و کرم کے ساتھ مجھ سے پیش آیا کرتے تھے وہ بات اب نہیں ہے۔ اس احساس سے جب آپ میرے پاس آتے اور میری ماں میری تیمارداری میں مصروف ہوتیں تو آپ صرف اتنا دریافت کرتے، تمھاری بچی کیسی ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہ فرماتے۔ مجھے آپ کی اس بے اعتنائی کا سخت دکھ ہوا میں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی ماں کے ہاں چلی جاؤں تاکہ وہ میرا علاج کریں۔ آپ نے فرمایا کچھ حرج نہیں میں اپنی ماں کے گھر چلی آئی اور

اب تک بھی مجھے کچھ خبر نہ تھی میں اپنی اس بیماری سے جس میں ایک مہینے کے قریب سے مبتلا تھی، بہت کمزور ہو گئی۔

حضرت عائشہؓ کو واقعے کی اطلاع

ہم عربوں کا یہ دستور نہ تھا کہ عجمیوں کی طرح گھروں میں بیت الخلاء بنائیں ہم اسے برا جانتے اور اس سے بچتے تھے ہم مدینے کے میدان میں قضائے حاجت کے لیے جایا کرتے تھے۔ مگر عورتیں صرف رات کے وقت آتی تھیں۔ اسی زمانے میں ایک رات میں قضائے حاجت کے لیے باہر گئی۔ میرے ساتھ ام مسطح بن ابی رہم بن المطلب بن عبد مناف بھی تھیں۔ جن کی ماں بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم ابوبکر کی خالہ تھیں، یہ چادر اوڑھے میرے ساتھ چل رہی تھیں کہ ان کا پاؤں چادر میں الجھا اور انھوں نے بے ساختہ کہا مسطح ہلاک ہو، میں نے کہا بخدا تم نے یہ بات ایک ایسے مہاجر کی شان میں کہی ہے جو بدر میں شرکت کر چکا ہے اور یہ کسی طرح زیبا نہ تھی۔ انھوں نے کہا اے ابوبکرؓ کی صاحبزادی کیا تم کو واقعے کی خبر نہیں۔ میں نے پوچھا وہ کیا بات ہوئی ہے۔ اب انھوں نے بہتان لگانے والوں کا سارا قصہ مجھ سے بیان کیا۔ میں نے کہا کیا واقعی میرے متعلق ایسا کہا گیا ہے۔ انھوں نے کہا بے شک اب تو مجھ سے ضبط نہیں ہو سکا۔ میں قضائے حاجت بھی نہ کر سکی اور اسی وقت اپنے گھر پلٹ کر آئی اور مسلسل رونا شروع کیا۔ میرے گریہ کا یہ عالم تھا کہ میں سمجھی کہ اس سے میرا جگر پاش پاش ہو جائے گا۔ میں نے اپنی ماں سے کہا اللہ آپ کو معاف کرے آپ نے غضب کیا کہ باوجودیکہ میرے متعلق یہ شہرت ہوئی اور آپ کو بھی اس کی اطلاع ہو چکی تھی مگر آپ نے مجھ سے اس کوئی تذکرہ تک نہیں کیا۔ انھوں نے کہا بیٹی اس واقعے کو بہت زیادہ اہمیت نہ دو کیونکہ اللہ کی قسم اگر کوئی خوبصورت عورت کسی شخص کی بیوی ہو اور وہ اسے چاہتا ہو اور اس کی کئی سوکنیں ہوں وہ اور دوسرے لوگ ضرور اس عورت کی خاوند سے شکایتیں کرتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی پہلی تقریر

اس کے متعلق رسول ﷺ نے صحابہ میں تقریر بھی فرمائی مگر مجھے اس کی بھی کوئی اطلاع نہیں ہوئی۔ اس خطبے میں آپ نے فرمایا لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ میری بیویوں کے متعلق بری باتیں مشہور کر کے مجھے ایذا دیتے ہیں اور ان پر غلط بہتان لگاتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں نے ان میں بھلائی کے علاوہ کوئی برائی نہیں پائی۔ نیز یہ تہمت ایسے شخص کے متعلق عائد کی گئی ہے کہ اس سے سوائے نیکی کے میں نے کبھی برائی نہیں دیکھی اور وہ جب کبھی میرے کسی حجرے میں گیا ہے ہمیشہ میرے ہمراہ گیا ہے۔

تہمت لگانے والے کون تھے؟

اصل میں اس تمام افسانے کو شہرت دینے والے عبداللہ بن ابی بن سلول، چند خزرجی، مسطح اور حمنہ بنت جحش جن کی زینب بنت جحش رسول کی بیوی تھیں، تھے۔ حمنہ نے اس واقعے کو اس قدر شہرت محض اپنی بہن کی خاطر دی تھی تا کہ میں بدنام ہو جاؤں اور رسول کی نظر سے اتر جاؤں۔ اس خیال سے مجھے سخت صدمہ ہوا۔

صحابہ کرام کے درمیان اختلاف اور حضور کا ردعمل

رسولؐ کے مذکورہ بالا بیان پر بنو عبدالاشہل کے اسید بن حضیر نے کہا اگر اس بات کے شہرت دینے والے قبیلہ

اوس کے ہیں تو ہم ابھی نمٹ لیتے ہیں۔ اور اگر خود ہمارے بھائی خزرجی ہیں تو آپ جو چاہیں حکم دیں اللہ کی قسم یہ قتل ہو جانے کے قابل ہیں۔ اس پر سعد بن عبادہ نے کھڑے ہو کر کہا حالانکہ یہ بہت ہی نیک آدمی تھے مگر کہنے لگے، تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی قسم ہرگز ان کی گردنیں نہ ماری جائیں گی اور یہ رائے تم نے صرف اس لیے دی ہے کہ تم کو معلوم ہے کہ اس بہتان کے لگانے والے قبیلہ خزرج کے ہیں اگر وہ تمھاری قوم والے ہوتے تم ہرگز ایسا مشورہ نہ دیتے۔ اس پر اسید نے کہا تم خود جھوٹے ہو اور منافق ہو اور منافقوں کی جانب سے لڑتے ہو۔

اب کیا تھا ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور قریب تھا کہ ان دونوں قبیلوں اوس اور خزرج میں تلوار چل جائے، رسولؐ منبر پر سے اترے اور میرے پاس آئے۔ آپ نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلایا اور اس بارے میں مشورہ لیا۔ اسامہ نے تو میری تعریف کی اور کہا کہ یہ بہتان محض فضول اور افترا ہے ہم آپ کے اہل کو اچھا ہی جانتے ہیں ان کی کوئی برائی نہیں سنی گئی۔ علی نے کہا عورتیں بہت ہیں آپ یہ کر سکتے ہیں کہ عائشہ کے بجائے دوسری کر لیں اور آپ باندی سے بھی پوچھ لیجیے وہ ضرور آپ سے سچ سچ بات کہہ دے گی۔

رسول ﷺ نے بریرہ کو بلایا اور آپ اس سے پوچھنے لگے، علی بن ابی طالب نے اسکے بولنے سے پہلے خوب مارا اور کہا کہ بالکل سچ بات رسول ﷺ سے بیان کرنا۔ اس نے کہا میں ان کے متعلق صرف بھلائی جانتی ہوں اور میں نے عائشہؓ میں کوئی عیب نہیں دیکھا سوائے اس کے کہ میں آٹا گوندھ کر اس سے کہہ جاتی ہوں کہ وہ اسے دیکھتی رہیں وہ سو جاتی ہیں اور بکری آکر اسے کھا لیتی ہے۔

حضرت عائشہؓ کی برات کا اعلان قرآن میں

اس کے بعد رسولؐ میرے پاس آئے اس وقت میرے والدین میرے پاس موجود تھے اور ایک انصاری عورت بھی میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ میں رو رہی تھی اور وہ عورت میرے ساتھ رو رہی تھی آپ بیٹھ گئے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا، عائشہ تمھارے متعلق لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس کی اطلاع تم کو ہے اگر واقعی تم سے کوئی برائی سرزد ہوگئی ہے جیسا کہ لوگ کہہ رہے ہیں تم اللہ سے توبہ کرو اور اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اس جملے کے سنتے ہی میرے رنج کا یہ عالم ہوا کہ اشکوں کی لڑی بندھ گئی جس کی وجہ سے مجھے کچھ نظر نہیں آتا تھا میں نے انتظار کیا کہ میرے والدین رسول ﷺ کو اس کا جواب دیں گے مگر انھوں نے ایک لفظ زبان سے نہیں نکالا۔ میں اپنے کو اس سے کہیں زیادہ فروتر اور کم مایہ سمجھتی تھی کہ میری برات اور شان میں قرآن نازل ہو جو مساجد میں پڑھا جائے اور نماز میں تلاوت کیا جائے البتہ مجھے یہ امید ضرور تھی کہ رسولؐ حالت خواب میں کوئی ایسی بات دیکھ لیں گے جس سے لوگوں کے بہتان کی تکذیب ہو جائے گی۔ کیونکہ اللہ اس بات سے خوب واقف تھا کہ میں اس الزام سے بالکل بری ہوں یا میرا خیال یہ تھا کہ آپ کو بذریعہ القاء اطلاع ہو جائے گی مگر یہ کہ قرآن میرے بارے میں نازل ہوگا مجھے اس کا کبھی خیال بھی نہ تھا۔

جب میں نے دیکھا کہ میرے والدین کچھ نہیں کہتے میں نے ان سے کہا کہ تم رسول کو جواب کیوں نہیں دیتے۔ وہ کہنے لگے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا جواب دیں اس زمانے میں ابو بکر کے گھر پر جو مصیبت تھی اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں کہ کسی اور خاندان پر ایسی مصیبت نازل ہوئی ہو۔ جب میرے والدین چپ رہے مجھ پر اور زیادہ گریہ طاری ہوا اور اب میں نے آواز سے رونا شروع کیا اور کہا جو بات آپ نے کہی ہے میں ہرگز اس کے لیے اللہ کے سامنے توبہ نہیں کرونگی۔ اگر لوگوں کے بہتان کا میں اقرار کرلوں حالانکہ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بالکل بری ہوں۔

آپ میری بات کو باور کرلیں گے مگر یہ اقرار بالکل خلاف واقع ہوگا اور اگر میں ان کے بہتان سے انکار کروں تو اسے آپ نہ مانیں گے اس کے بعد میں یعقوب کا نام یاد کرنے لگی مگر اس حالت میں ان کا نام تو یاد نہیں آیا البتہ میں نے کہا کہ میں اس کے جواب میں وہی کہتی ہوں جو یوسف کے باپ نے کہا تھا **فصبر اجمیل و اللہ المستعان علی ماتصفون** (ترجمہ: صبر ہی بہتر ہے اور جو تم کہہ رہے ہو اس پر اللہ سے اعانت کا طالب ہوں)

آپ کو ہمارے پاس بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وحی کے لیے آپ پر غشی طاری ہوئی۔ آپ اپنی چادر اوڑھ کر لیٹنے گئے اور آپ کے سرہانے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا۔ جب میں نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو اس سے ذرا سی بھی نہ گھبرائی اور نہ پریشان ہوئی کیونکہ میں الزام سے بالکل بری تھی اور جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر ظلم نہیں کرے گا اس خوف سے کہ کہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے بیان کی تصدیق کردے جب تک آپ کو ہوش آئے میرے والدین کی ایسی بری حالت تھی کہ میں ڈری کہ ان کی جان نکل جائے گی۔ رسول ﷺ کو ہوش آیا آپ اٹھ بیٹھے باوجود سردی کے موتیوں کی طرح سے پسینہ آپ کے چہرے سے جاری تھا۔ آپ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگے اور فرمایا عائشہ تم کو بشارت ہو اللہ نے بذریعہ وحی تم کو اس الزام سے بری کردیا۔ میں نے کہا میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں۔ یہ سعادت آپ کی وجہ سے نصیب ہوئی۔ اس کے بعد آپ باہر تشریف لے گئے اور آپ نے لوگوں کے سامنے تقریر فرمائی اور میرے متعلق اللہ نے جو قرآن نازل فرمایا تھا وہ سب کو پڑھ کر سنایا۔ پھر آپ نے مسطح بن اثاثہ، حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کے جو مجھے برا کہنے میں سب سے زیادہ زبان دراز تھے، ان پر حد لگوائی۔

بنی النجار کے بعض لوگوں سے مروی ہے کہ ابوایوب خالد بن زید سے ان کی بیوی ام ایوب نے کہا سنتے ہو، لوگ عائشہؓ کے متعلق کیا کہہ رہے ہیں۔ ابوایوب نے کہا ہاں میں نے سنا ہے مگر یہ بالکل جھوٹ ہے۔ کہیں تم ایسی حرکت کرو گی۔ ام ایوب نے کہا ہرگز نہیں۔ ابوایوب نے کہا تو اللہ کی عائشہ تم سے بہتر ہے۔

یہ آیت **ان الذین جاؤوا بالافک عصبة منکم** (ترجمہ: جنھوں نے بہتان لگایا ہے وہ تمھاری ہی ایک جماعت ہے) اس معاملہ کے متعلق نازل ہوئی اس سے مراد حسان بن ثابت وغیرہ ہیں جنھوں نے اس تہمت کی اشاعت کی تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسہم خیرا** (آخر آیت تک) (ترجمہ: جب تم نے یہ بات سنی تو ایمان والوں اور ایمان والیوں نے خود ہی اس واقعے کے متعلق نیک گمان کیا) یعنی جیسا کہ ابوایوب اور ان کی بیوی نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **اذ تلقوہ بالسنتکم** (آخر آیت تک) (ترجمہ: جب تم (اے مسلمانوں) اس واقعہ کا چرچا کررہے تھے)

حضرت ابوبکرؓ سے متعلق نازل ہونے والی آیت

جب عائشہ کی برات میں اور بہتان لگانے والوں کے متعلق یہ آیات نازل ہوئی ابوبکر جو مسطح سے اپنی قرابت اور ان کی احتیاج کی وجہ سے ان کے اخراجات کے کفیل تھے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم اب میں آئندہ کبھی ایک حبہ بھی ان پر خرچ نہیں کرونگا۔ عائشہ پر بہتان لگا کر انھوں نے جیسا ہمارا دل دکھایا ہے اس کی وجہ سے اب میری ذات سے ان کو کوئی نفع کبھی نہ پہنچے گا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **ولا یاتل اولو الفضل منکم والسعة ان یؤتوا اولی القربی** (آخر آیت تک) (ترجمہ: اور تم میں جو مالدار اور فارغ البال ہیں ان کو اپنے قرابت داروں سے صلہ رحم کرنے میں کوتاہی نہ کرنا چاہیئے) اس آیت کو سن کر ابوبکرؓ نے کہا اللہ مجھے معاف کردے اور اب پھر وہ حسب

سابق مسطح کی کفالت کرنے لگے اور کہا کہ آئندہ ہرگز میں ان کے اس خرچ کو موقوف نہیں کرونگا۔

حضرت حسان اور صفوان بن معطل کا واقعہ

حسان بن ثابت نے اس موقع پر کچھ شعر کہے تھے ان میں صفوان بن المعطل اور قبیلہ مضر کے ان عربوں پر جو اسلام لے آئے تھے، تعریض تھی۔ صفوان کو جب ان اشعار کی خبر ہوئی وہ تلوار لے کر حسان پر آئے اور ان پر وار کیا۔ بنی الحارث بن الخزرج کے ثابت بن قیس بن الشماس نے لپک کر صفوان کو پکڑ لیا اور ان کے دونوں ہاتھ ان کی گردن پر باندھ کر ان کو بنی الحراث کے محلے میں لے گئے۔ راستے میں عبداللہ بن رواحہ ملے انھوں نے پوچھا یہ کیا ہوا؟ ثابت نے جواب دیا ذرا دیکھو اس نے حسان بن ثابت پر تلوار ماری ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو قتل کر دیا ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے پوچھا کیا رسول ﷺ کو اس کی کچھ خبر ہے؟ انھوں نے کہا بالکل نہیں عبداللہ بن رواحہ نے کہا تم نے حد سے تجاوز کیا ہے تم ان کو چھوڑ دو۔ ثابت نے صفوان کو چھوڑ دیا۔ پھر یہ رسول ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے حسان اور صفوان بن المعطل کو طلب فرمایا۔ ابن المعطل نے عرض کیا کہ انھوں نے مجھے بدنام کیا اور میری ہجو کی میں نے جوش انتقام میں ان کو مارا۔ رسول ﷺ نے حسان سے کہا حسان کیا اس لیے کہ اللہ نے میری قوم کو اسلام کی ہدایت دی تم ان پر بری نظریں ڈالتے ہو۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا حسان جو زخم تم کو لگا ہے اسے معاف کر دو۔ انھوں نے کہا میں نے آپ کی خاطر اسے معاف کیا۔

محمد بن ابراہیم بن الحارث سے مروی ہے کہ اس ضرب کے عوض میں رسولؐ نے حسان کو بیرحاء عطا فرمایا یہ آج تک مدینے میں بنی حدیلہ کا قصر ہے پہلے یہ ابوطلحہ بن سہل کی ملکیت میں تھا۔ انھوں نے اسے رسولؐ کی خدمت میں ہدیہ دے دیا تھا۔ آپ نے اسے حسان کو دے دیا اور سیرین نامی ایک قبطی باندھی بھی دی اس کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے۔

عائشہؓ فرماتی تھیں کہ جب صفوان بن المعطل کی تحقیقات کی گئی تو ظاہر ہوا کہ وہ بیکار ہیں عورت کے کام کے نہیں۔ یہ اس واقعہ کے بعد کسی جہاد میں شہید ہوئے۔

عبدالواحد بن حمزہ سے مروی ہے کہ عائشہ کا یہ قصہ عمرۃ القضا کے موقع پر پیش آیا۔

ابوجعفر کے بیان کے مطابق رمضان اور شوال آپ نے مدینے میں قیام فرمایا اور ذیقعدہ ۶ ہجری میں آپ عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے اس عمرے کا واقعہ جس میں مشرکین نے رسولؐ کو کعبے تک نہیں جانے دیا حسب ذیل ہے اور یہی صلح حدیبیہ کا واقعہ ہے۔

صلح حدیبیہ

مجاہد سے مروی ہے کہ رسولؐ نے تین عمرے کئے یہ سب ذیقعدہ میں ہوئے مگر ان سب میں رسولؐ مدینے واپس آگئے

مکہ کا سفر

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ ذیقعدہ میں رسولؐ عمرے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ اس موقع پر آپ کی نیت قطعاً جنگ کی نہ تھی۔ آپ نے تمام عربوں اور اپنے آس پاس کے بدوی عربوں کو ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ آپ کو سابقہ تجربوں کی بناء پر قریش کی جانب سے اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ آپ سے جنگ کریں گے یا آپ کو بیت اللہ تک جانے دیں گے۔ عربوں میں سے اکثر نے آپ کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور وہ آپ کے پاس نہ آئے۔ اس لیے آپ مہاجرین، انصار اور جو تھوڑے سے عرب آ گئے تھے ان کو لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ نے قربانی کے جانور ساتھ لے لیے اور عمرے کا احرام باندھ لیا تا کہ لوگ آپ کی طرف سے بے خطر رہیں اور ان کو معلوم ہو کہ آپ صرف بیت اللہ کی زیارت کے لیے تشریف لائے ہیں۔

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم سے مروی ہے کہ حدیبیہ کے سال رسولؐ محض کعبے کی زیارت کے لیے چلے آپ کا مقصد اس موقع پر کسی سے لڑنا نہ تھا آپ نے ستر اونٹ قربانی کے لیے اپنے ساتھ لیے۔ آپ کے ساتھ سات سو آدمی تھے اس طرح ہر دس کی طرف سے ایک اونٹ قربانی کا تھا۔ مگر ان دونوں راویوں سے ایک دوسرے سلسلہ راویت سے یہ بات منقول ہوئی ہے کہ آپ کے ساتھ تیرہ سو آدمی تھے اس اختلاف کے بعد اور باقی وہی واقعہ بیان ہوا ہے جو اوپر مذکور ہے۔

شرکاءِ صلح حدیبیہ کی تعداد میں اختلاف

سلمہ سے مروی ہے کہ ہم رسولؐ کے ہمراہ حدیبیہ آئے، ہماری تعداد چودہ سو تھی۔

جابرؓ سے مروی ہے کہ واقعہ حدیبیہ میں ہم ایک ہزار چار سو تھے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جن لوگوں نے درخت کے نیچے رسول ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی وہ ایک ہزار پانچ سو پچیس تھے۔ عبداللہ بن اوفی سے روی ہے کہ جس روز درخت کے نیچے بیعت لی گئی ہماری تعداد ایک ہزار تین سو تھی اور بنی اسلم مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ میں شریک ہونے والے چودہ سو تھے۔

قریش کا مقابلہ پر آنا

زہری کہتے ہیں کہ رسولؐ جب مدینہ سے چل کر عسفان آئے بشر بن سفیان آپ سے آ کر ملا اور اس نے بیان کیا کہ قریش کو آپ کی روانگی کی اطلاع ہو چکی ہے۔ وہ مقابلے پر تیار ہو چکے ہیں۔ ان کے ہمراہ ارذل کا جم غفیر ہے۔ جنھوں نے چیتے کی پوستین پہن رکھی ہے وہ اب ذی طوی میں مقیم ہیں اور اللہ کی قسمیں کھا کر کہہ رہے ہیں کہ ان کی موجودگی میں آپ کعبے میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں اور یہ دیکھیے خالد بن ولید کا لشکر جس کو انھوں نے اپنے آگے بڑھا دیا ہے کراع نعیم تک پہنچ گیا ہے۔

حضرت خالد بن ولید کے بارے میں روایات

ابوجعفر کہتے ہیں کہ بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس دن خالد بن ولید مسلمان ہو کر رسولؐ کے ہمراہ تھے۔ اس سلسلے میں ابن ابزی سے مروی ہے کہ جب نبیؐ ہدی لے کر ذی الحلیفہ پہنچے عمرؓ نے آپ سے کہا کہ آپ دشمن

کے علاقے میں بغیر اسلحہ اور دوسری ضروریات جنگ کے جارہے ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہوتا۔ رسول ﷺ نے کسی کو مدینے بھیجا وہ وہاں سے جس قدر اسلحہ اور جانور وہاں تھے، سب کو ساتھ لے آیا۔ رسول ﷺ جب مکے کے قریب آئے مشرکین نے آپ کو اندر نہیں آنے دیا۔ آپ نے منیٰ جا کر قیام فرمایا وہاں آپ کے جاسوس نے آپ کو اطلاع دی کہ عکرمہ بن ابی جہل پانچ سو آدمیوں کے ساتھ آپ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ رسول ﷺ نے خالد بن ولید سے کہا خالد یہ تمھارا عزیز قریب لشکر کے ساتھ تم پر بڑھا چلا آرہا ہے۔ خالد نے کہا میں اللہ اور اسکے رسول کی تلوار ہوں، اسی دن سے ان کا لقب سیف اللہ ہوا۔ آپ جہاں چاہیں مجھے بھیجدیں۔ چنانچہ رسول ﷺ نے ان کو عکرمہ کا مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا۔ درے میں خالد اسے جاملا اور شکست دے کر اسے مکے کی آبادی میں گھسنے پر مجبور کر دیا۔ مگر عکرمہ پھر مقابلے کے لیے پلٹ آیا۔ خالد نے پھر اسے پسپا کر کے مکہ کی آبادی میں دھکیل دیا، عکرمہ تیسری مرتبہ مقابلے پر پلٹ کر آیا، خالد نے پھر اسے شکست دے کر مکہ میں دھکیل دیا۔ اسی موقع پر اللہ وعزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں'' **وهو الذی کف ایدیهم عنکم و ایدیکم عنهم ببطن مکة من بعد ان اظفرکم علیهم** (اپنے قول عذابا الیما) (ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے ان کے اتھ تم سے اور تمھارے ان سے مکے کے شکم میں روکے اس کے بعد کہ اللہ نے تم کو ان پر غلبہ عطا کر دیا تھا)

فتح حاصل ہونے کے بعد اس درے میں کچھ مسلمان باقی رہ گئے تھے اللہ نے اسے برا سمجھا کہ سوار لاعلمی میں ان کو کچل ڈالیں اس لیے اس نے رسولؐ کو کفار کے تعاقب اور جنگ سے روک دیا۔

حضور ﷺ کا کفار کے ردعمل پر اظہار افسوس

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق'' رسول ﷺ نے فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے، جنگ نے ان کو کھالیا ہے، ان کا کیا بگڑ جائے گا اگر یہ میرے اور بقیہ تمام عربوں کے درمیان سے الگ ہو جائیں اگر انھوں نے مجھے قتل کر دیا تو قریش کی آرزو پوری ہو جائے گی اور اگر اللہ نے مجھے ان پر غلبہ دیا تو وہ اسلام میں داخل ہو جائیں جس سے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو اور اگر اس وقت وہ اسے بھی نہ مانیں تو ان کو اختیار ہے اگر وہ ہم سے لڑیں گے تو ان میں طاقت تو ہوگی۔ آخر قریش کیا سوچتے ہیں بخدا میں اپنے اس دین پر جس کے لیے اللہ نے مجھے مبعوث کیا ہے ان سے لڑوں گا پھر چاہے اللہ مجھے ان پر غلبہ دے دے یا میری جان جاتی رہے۔

راستہ بدل کر سفر کا آغاز

اس کے بعد آپ نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہمیں اس راستے کو چھوڑ کر جس پر قریش فروکش ہیں دوسرے کسی راستے سے لے چلے، بنی اسلم کے ایک شخص نے کہا میں آپ کو لیے چلتا ہوں۔ چنانچہ وہ آپ کو پہاڑوں کے درمیان سے نہایت سخت اور دشوار گزار راستے سے لے چلا جس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ بہرحال جب وہ اس مشکل راستے سے نکل کر وادی کے اختتام پر ہموار اور نرم زمین پر آئے تو رسول ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہو کہ ہم اللہ سے معافی کے خواستگار ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ سب نے آپ کے ارشاد کی بجا آوری کی۔ رسولؐ نے فرمایا، یہی وہ بات ہے جو بنی اسرائیل سے کہی گئی تھی مگر انھوں نے نہ مانا اور اپنی زبان سے اسکا اقرار نہیں کیا''۔

ابن شہاب الزہری کہتے ہیں اس کے بعد رسولؐ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ وہ وادی کی دائیں جانب حمض کی

دونوں بلند سطحوں کے درمیان اس راستے سے بڑھیں جو مکے کے زیریں میں حدیبیہ کے اتار پر ثنیۃ المرار پر نکلتا ہے۔
تمام فوج اسی راہ چلی، جب قریش کے لشکر کی نظر اس فوج کے غبار پر پڑی اور ان کو معلوم ہوا کہ رسول ﷺ نے ان کی راہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا ہے وہ اپنے مقام سے اٹھ کر تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے قریش کے پاس پلٹ گئے۔

حضور ﷺ کی اونٹنی کا بیٹھ جانا

جب وادی سے نکل کر رسول ﷺ ثنیۃ المرار سے گزرنے لگے تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی لوگ کہنے لگے کہ یہ اڑ گئی ہے۔
آپ نے فرمایا نہیں نہ اب یہ اڑی ہے اور نہ اس کی یہ عادت ہے بلکہ اسے بھی اسی نے روکا ہے جس نے ہاتھی کو مکے تک بڑھنے سے روکا تھا۔ آج قریش صلہ رحمی کی جو خواہش بھی مجھ سے کریں گے میں اسے قبول کرلونگا۔

معجزے کا ظہور اور اس میں مختلف روایات

پھر آپ نے سب لوگوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس وادی میں تو کہیں بھی پانی نہیں ہے،
آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر اپنے صحابہؓ میں سے ایک صاحب کو دیا وہ اس وادی کے گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں اترے اور انھوں نے اس تیر کو گڑھے کے شکم میں گاڑ دیا وہاں سے فوارے کی طرح پانی جوش مارنے لگا آخر کار لوگوں کو کھالیں ڈال کر اسے روکنا پڑا۔

بنی اسلم کے ایک شخص سے مروی ہے کہ قربانی کے اونٹوں کے منتظم ناجیہ بن عمیر آپ کا تیر لے کر وادی کے گڑھے میں اترے تھے، مگر اس کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ براء بن عازب کہا کرتے تھے کہ میں رسول ﷺ کا تیر لے کر اترا تھا۔

بنی اسلم نے ایسے اشعار سنائے ہیں جن کو ناجیہ نے کہا تھا اور ان کا خیال یہی تھا کہ وہی رسول ﷺ کا تیر لے کر گڑھے میں اترے تھے اسی سلسلے میں وہ کہتے ہیں کہ انصار کی ایک باندی اپنا ڈول لیئے ہوئے اس گڑھے پر آئے۔ ناجیہ اس وقت لوگوں کو پانی بھر بھر کر دے رہے تھے، جاریہ نے اس موقع پر یہ شعر پڑھے

یا ایھا الماتح دلوی دونک
انی رأیت الناس یحمدونک
یثنون خیرا ویمجدونک

ترجمہ: اے پانی دینے والے میرا ڈول تیرے پاس آتا ہے میں نے دیکھا کہ لوگ تمھارے محبوب کی تعریف وتوصیف کر رہے ہیں۔

اسکے جواب میں ناجیہ نے گڑھے کے اندر سے لوگوں کو پانی دیتے ہوئے یہ شعر پڑھے۔

قد علمت جاریۃ یمانیۃ
انی انا الماتح واسمی ناجیہ
وطعنۃ ذات رشاش واھیۃ
طعنتھا تحت صدور العادیۃ

ترجمہ: یمانی لڑکی جانتی ہے کہ میں پانی بھر کر دیتا ہوں اور میرا نام ناجیہ ہے، اور یہی نہیں بلکہ اکثر مواقع ایسے آئے ہیں کہ میں نے دشمنوں کے

سینوں میں نیزے کے ایسے کاری وار کیے ہیں جس سے فوارے کی طرح
خون بہنے لگا۔

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم سے مروی ہے کہ رسولؐ حدیبیہ کے انتہائی سرے پر اس کے ایک ایسے کنارے پر اترے جہاں بہت ہی کم پانی تھا۔ لوگوں نے اپنے چلوؤں سے اس میں سے پانی لینا شروع کیا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ جگہ بالکل خشک ہوگئی انھوں نے رسولؐ سے پانی کی سخت ضرورت بیان کی آپ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالیا اور حکم دیا کہ اسے اس گڑھے میں گاڑ دو اس کے گاڑتے ہی نہایت افراط سے پانی ابلنے لگا لوگ اس سے اچھی طرح سیراب ہوگئے۔

حضورؐ اور قریش مکہ کے درمیان گفتگو

بدیل بن ورقاء کی دربار رسالت میں حاضری

اسی وقت بدیل بن ورقاء الخزاعی اپنے چند اور ہم قوموں کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تہامہ والوں میں سے یہ لوگ اندرونی طور پر رسولؐ کے دوست اور خیر خواہ تھے اس نے آپ سے کہا کہ میں خود دیکھ کر آ رہا ہوں کہ کعب بن لوی اور عامر بن لوی اسی حدیبیہ کے پانیوں پر اترے ہوئے ہیں ان کے ساتھ ایک بہت بڑی جماعت آوارہ بدمعاشوں کی ہے وہ آپ سے لڑیں گے اور آپ کو بیت اللہ سے روکیں گے۔ رسولؐ نے فرمایا مگر ہم تو کسی سے لڑنے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے آئے ہیں اور لڑائی نے پہلے ہی قریش کا کس بل نکال کر ان کو کمزور کر دیا ہے۔ اگر وہ پسند کریں تو ہم ایک مدت تک کے لیے ان سے سمجھوتہ کر لیتے ہیں اور وہ دوسروں کے مقابلے میں میری مزاحمت سے باز آ جائیں اور مجھے اوروں سے نمٹنے دیں۔ اگر مجھے کامیابی ہو تو پھر اگر ان کا جی چاہے تو وہ بھی اوروں کی طرف ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں اور اگر نہ چاہیں تو اس اثناء میں ان کو پھلنے پھولنے کا موقع تو مل جائے گا اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا۔ اور اگر وہ ان باتوں کو نہ مانیں گے تو قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے میں اپنے اسی مقصد کے لیے ان سے آخر دم تک لڑونگا۔ یہاں تک کہ میری جان چلی جائے یا اللہ اپنے کام کو نافذ کر دے۔ بدیل نے جواب دیا جو آپ کہتے ہیں میں قریش کو یہ بات پہنچائے دیتا ہوں۔

بدیل کی واپسی اور عروۃ بن مسعود کا ملاقات کے لیے آنا

وہ آپ کے پاس سے چل کر قریش کے پاس آیا اور کہا کہ میں محمد کے پاس سے آیا ہوں میں نے ان کو جو کچھ کہتے سنا ہے اجازت ہو تو تم سے کہہ دوں۔ قریش کے نادان کہنے لگے کہ ہمیں اس کی کسی بات کے سننے کی ضرورت نہیں مگر ان کے دور اندیش اور اہل الرائے لوگوں نے کہا اچھا تم بیان کرو تم نے کیا سنا۔ بدیل نے کہا میں نے ان کو یہ کہتے سنا ہے اور پھر اس نے رسول ﷺ کا سارا قول نقل کیا۔

عروہ بن مسعود الثقفی نے کھڑے ہو کر کہا اے میری قوم کیا تم میرے باپ کی جگہ نہیں ہو۔ انھوں نے کہا ہاں ہیں۔ اس نے کہا کیا میں تمھاری اولاد کی جگہ نہیں ہو۔ انھوں نے کہا ہو۔ عروہ نے کہا کیا تم کو میری نیت پر شبہ ہے۔ انھوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا تم اس سے بھی واقف ہو کہ میں نے اہل عکاظ کو اپنا مخالف بنالیا اور جب انھوں نے مجھ پر ظلم و

زیادتی کی میں اپنے سب اہل وعیال اور متبعین کے ساتھ تمھارے پاس چلا آیا۔ انھوں نے کہا ہاں۔ یہ غرزوہ سبعیہ بنت عبد شمس کا بیٹا تھا۔

عروہ نے کہا اس شخص نے ایک نیک بات پیش کی ہے اسے قبول کرلو اور مجھے اس کے پاس جانے دو۔ سب نے کہا اچھا تم جاؤ عروہ رسولؐ کے پاس آیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا، آپ نے اس سے وہی بات کہی جو آپ بدیل سے کہہ چکے تھے اس پر عروہ نے آپ سے کہا کیا تم پہلے اپنی ہی قوم کو ختم کرنا چاہتے ہو؟ کیا اس سے پہلے کسی عرب نے ایسا کیا ہے؟ کہ اپنی جڑ کاٹی ہو؟ اور دوسری شکل جو تم ہم پر پیش کررہے ہو کہ ہم تمھارے اور دوسرے کے درمیان مزاحمت نہ کریں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مجھے جو مختلف صورتیں تمھارے ساتھ نظر آرہی ہیں ان میں ایسے ہی لوگ ہیں جن کی فطرت یہ ہے کہ وہ بھاگ جائیں اور تم کو دشمن کے نرغے میں چھوڑ دیں۔ اس بات کو سن کر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تو لات کی شرمگاہ کو چوس (یہ لات ثقیف کی ایک فاحشہ تھی جس کی پرستش کرتے تھے) کیا ہم بھاگ جائیں گے اور ان کو چھوڑ دیں گے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ صحابہؓ نے کہا یہ ابوبکرؓ ہیں۔ اس نے کہا اگر تمھارا ایک احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا میں تم کو معاوضہ نہیں دے سکا تو اس گالی کا جواب دیتا یہ کہہ کر وہ پھر رسولؐ سے باتیں کرنے لگا اور جب بات کرتا آپ کی داڑھی پکڑ لیتا۔ مغیرہ بن شعبہ تلوار لیے خود پہنے آپ کے سرہانے کھڑے تھے۔ عروہ جب رسولؐ کی داڑھی پکڑنے کے لیے ہاتھ جھکاتا تو مغیرہ تلوار کا ایک کونہ اس کے ہاتھ پر مارتے اور کہتے کہ آپ کی داڑھی سے ہاتھ علیحدہ رکھو۔ عروہ نے سر اٹھا کر دیکھا اور پوچھا یہ کون ہے؟ صحابہؓ نے کہا یہ مغیرہ ہیں۔ اس نے کہا وہی غدار ہے اور پھر عروہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میری یہ تنگ ودو تیری ہی غداری کی وجہ سے ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حالت کفر میں یہ بعض لوگوں کے ساتھ تھے موقع پر پاکر انھوں نے ان سب کو قتل کرکے ان کے تمام مال پر قبضہ کرلیا اور پھر رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آئے۔ آپ نے فرمایا تمھارے اسلام کو ہم قبول کرتے ہیں مگر اس حرام مال کی ہمیں ضرورت نہیں۔

صحابہ کرام کی محبت رسول کے عجیب منظر

اس ملاقات کے دوران عروہ بن مسعود کنکھیوں سے صحابہ رسولؐ کو دیکھ رہا تھا، ان کی یہ حالت تھی کہ اگر رسولؐ تھوکتے تو فوراً صحابہ بڑھ کر اس تھوک کو زمین پر نہ گرنے دیتے بلکہ ہاتھ میں لے لیتے اور اسے منہ اور بدن پر مل لیتے۔ آپ اگر ان کو کسی بات کا حکم دیتے وہ فوراً ہی اس کی بجا آوری کردیتے۔ جب آپ وضو کرتے اس کے پانی کو لینے کے لیے وہ باہم لڑنے لگتے۔ جب وہ آپ کے پاس باتیں کرتے نہایت آہستہ آہستہ کلام کرتے اور تعظیماً آپ کو سر اٹھا کر نہ دیکھتے۔

واپسی پر عروہ کے جذبات

عروہ نے واپس جا کر اپنے دوستوں سے کہا کہ میں بادشاہوں کے دربار میں سفارت کے لیے گیا ہوں۔ میں قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے یہاں گیا ہوں۔ بخدا میں نے کسی بادشاہ کی اپنوں میں وہ عزت نہیں دیکھی جو محمدؐ کے ساتھی محمدؐ کی کرتے ہیں۔ اگر وہ تھوکتے ہیں تو ان کے صحابہؓ سے زمین پر نہیں گرنے دیتے ہاتھ میں لے کر اس اپنے منہ اور بدن پر مل لیتے ہیں۔ اگر وہ ان کو کسی بات کے کرنے کا حکم دیتے ہیں تو ان کے صحابہ اسی وقت اس کی بجا آوری کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے صحابہ اس کے پانی کو لینے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کے لیے لڑ پڑتے ہیں اور نہایت پست آواز میں ان کے سامنے گفتگو کرتے ہیں اور تعظیماً تیز نظر سے ان کو نہیں

دیکھتے۔ انھوں نے بہت معقول شرط پیش کی ہے اسے مان لو۔

بنو کنانہ کے ایک شخص کا ملاقات کے لیے آنا

اس پر بنی کنانہ کے ایک شخص نے کہا ذرا میں بھی ان سے مل لوں۔ قریش نے کہا جاؤ۔ جب یہ رسول ﷺ اور صحابہؓ کے سامنے آیا آپ نے فرمایا یہ فلاں شخص ہے اور ایسے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کا احترام کرتے ہیں۔ لہٰذا اس کو متاثر کرنے کے لیے ہمارے قربانی کے جانور اس کو دکھانے کے لیے آگے بھیجے جائیں۔ چنانچہ وہ بڑھائے گئے اور کچھ لوگوں نے تلبیہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا یہ رنگ دیکھ کر وہ کہنے لگا یہ لوگ ہرگز ایسے نہیں ہیں کہ ان کو بیت اللہ سے روکا جائے۔

حلیس کی آمد ملاقات کے لیے

زہری اپنے سلسلہ بیان میں کہتے ہیں کہ اس کے بعد قریش نے حلیس بن علقمہ یا ابن زمان کو جو اس وقت حبوش کا سردار تھا، رسول ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ یہ شخص بنی الحراث بن عبد مناۃ بن کنانہ کے خاندان کا تھا، رسول ﷺ نے اسے آتا ہوا دیکھ کر فرمایا یہ دینداروں کے خاندان کا آدمی ہے۔ لہٰذا اس کے دکھانے کے لیے نذر کے اونٹ اس کے سامنے کیے جائیں۔ چنانچہ جب اس نے دیکھا کہ ان جانوروں کا ایک سیلاب قلادے پہنے سامنے کھڑا ہے جن کے عرصہ سے یہ قلادے گلوں پر پڑے رہنے کی وجہ سے وہاں کے بال تک جھڑ چکے تھے۔

وہ اس منظر کو دیکھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ رسول ﷺ کے پاس بھی نہیں پہنچا بلکہ قریش کے پاس پلٹ گیا اور اس نے کہا اے قریش میں نے خود نذر کے وہ جانور دیکھے جن کے گلوں میں قلادے پڑے ہوئے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت دیر سے پڑے ہوئے ہیں کیونکہ قلادے کی جگہ کے بال جھڑ گئے ہیں اور ان کو ان کے مقام تک پہنچنے سے روک دینا مناسب نہیں۔ قریش نے کہا بیٹھ جاؤ تم اعرابی ہو تمھیں کیا خبر، یہ سن کر وہ برہم ہو گیا اور اس نے کہا ہم نے تم سے دوستی کا معاہدہ اس لیے نہیں کیا کہ ان لوگوں کو جو بیت اللہ کی عظمت کرنے آئیں ان کو وہاں نہ جانے دیا جائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا تو تم محمد کو کعبہ آ کر عمرہ ادا کرنے دو ورنہ میں اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر ایک دم تمھارا ساتھ چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ قریش نے اس دھمکی کو سن کر اس سے کہا تم ذرا خاموش رہو تا کہ ہم اپنی مرضی کی شرائط ان سے منوالیں۔

مکرز اور سہل کی حضورؐ سے ملاقات

ابن عبد الاعلی اور یعقوب کے سلسلہ بیان کے مطابق، ایک شخص مکرز بن حفص نے کھڑے ہو کر کہا میں ان کے پاس جاتا ہوں۔ قریش نے کہا تم بھی ہو آؤ۔ یہ جب مسلمانوں کے سامنے آیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا یہ مکرز بن حفص آرہا ہے یہ ایک بدکردار اور بدکار آدمی ہے۔ اس نے آپ کے پاس آکر آپ سے باتیں کرنا شروع کیں اسی دوران میں سہیل بن عمرو رسولؐ کے پاس آیا اسے دیکھ کر آپ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اب تمھارا کام سہل ہو گیا۔

سلمہ بن اکوع سے مروی ہے کہ قریش نے سہیل بن عمرو حویطب بن عبد العزیٰ اور حفص بن فلاں کو رسول ﷺ کے پاس صلح کرنے کے لیے بھیجا اس وفد نے تمھارا کام آسان کر دیا۔ یہ لوگ اپنے خاندانی تعلقات کی وجہ سے تمھارے پاس آرہے ہیں اور اب یہ تم سے صلح کی درخواست کریں گے۔ تم قربانی کے جانور ان کے دکھانے کے لیے

ظاہر کرو اور لبیک لبیک کا نعرہ بلند کرو شاید اس سے ان کے دل نرم پڑ جائیں۔ آپ کے ارشاد کے مطابق تمام مسلمانوں نے قیام گاہ کی ہر سمت سے لبیک کا نعرہ بلند کیا جس سے تمام فضا گونج اٹھی۔ اب وہ وفد آپ کے پاس آیا اور اس نے صلح کی درخواست کی۔ آخر صلح ہونے لگی۔

ابوسفیان کا اچانک حملہ

سلمہ بن اکوع کہتے ہیں مسلمانوں کے پاس کچھ مشرک تھے اور مشرکین کے پاس بعض مسلمان تھے۔ اسی دوران میں ابوسفیان نے اچانک رسول ﷺ پر حملہ کر دیا۔ تمام وادی آمیوں اور اسلحہ سے بھر گئی۔ میں چھ مسلح مشرکوں کو بے بس کر کے رسول ﷺ کی خدمت میں لے کر آیا آپ نے نہ تو ان کا لباس اور اسلحہ اتروایا اور نہ ہی ان کو قتل کیا بلکہ معاف کر کے چھوڑ دیا۔

حضرت سلمہ کا مشرکین کو قیدی بنانا

ایک دوسرے طریقے سے سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ جب ہم نے اور اہل مکہ نے باہم صلح کر لی تو میں ایک جھاڑ کے نیچے گیا اس کے کانٹے صاف کر کے اس کے سائے میں لیٹ گیا وہاں مکے کے اور چار مشرک آئے اور وہ آپس میں رسول کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے لگے مجھے ان کی یہ بات ناگوار گزری اور میں اس جھاڑ کو چھوڑ کر دوسرے جھاڑ کے نیچے چلا گیا۔ انھوں نے اپنے ہتھیار درخت پر لٹکا دیے پھر لیٹ گئے۔

اسی اثناء میں ندی کے زیریں حصہ سے کسی نے پکار کر کہا کون مہاجرین کا مددگار ہے۔ ابن زنیم قتل کر دیئے گئے میں نے فوراً اپنی تلوار نیام سے نکالی اور ان چاروں مشرکوں پر جو پڑے سو رہے تھے، حملہ کیا پہلے تو میں نے ان کے اسلحہ پر قبضہ کر کے ان کو اپنی مٹھی میں لے لیا اور پھر ان سے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو عزت بخشی ہے اگر تم میں سے کسی نے سر اٹھایا میں فوراً اسے قلم کر دونگا۔ اب میں ان کو قیدیوں کی طرح پکڑ کر رسول ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ اتنے میں میرے چچا بنی عامر بن لوی کے ایک شخص مکرز کو قید کر کے لے آئے جو فولادی زرہ پہنے ہوئے تھا۔

اب ہم سب ستر مشرکین کو لیے ہوئے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سامنے پہنچے تو آپ نے فرمایا چونکہ بدعہدی کی ابتداء ان سے ہوئی ہے اب اس کا وبال ان پر ہوگا۔ لہٰذا تم ان کو چھوڑ دو۔ آپ نے سب کو معاف کر دیا اسی موقع پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی وھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکة (ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے مکے میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمھارے ہاتھ ان سے روکے)

مذکورہ واقعہ سے متعلق دیگر روایات

عبیداللہ کی روایت کے مطابق سلمہ سے مروی ہے کہ ہم نے حملہ کر کے ان تمام مسلمانوں کو جو مشرکین کے قبضے میں تھے، چھڑا لیا اسی طرح مشرکین نے اپنے آدمی ہمارے قبضے سے چھڑا لیے اس کے بعد قریش نے سہیل بن عمرو اور حویطب کو صلح کے لیے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا رسولؐ نے علیؓ کو اپنی جانب سے نمائندہ مقرر کیا۔

قتادہ سے مروی ہے کہ اسی دوران ہمیں اطلاع ملی کہ زنیم نامی صحابی کو کفار نے تیر کا نشانہ بنا کر ہلاک کر ڈالا اور یہ اس وقت ہوا جب وہ وادی حدیبیہ سے ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر کفار کے سامنے نمودار ہوئے تھے۔ رسول ﷺ نے ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا وہ مشرکین کے بارہ شہسواروں کو گرفتار کر کے آپ کے پاس لائے آپ نے ان سے فرمایا کیا میں

نے تم سے کوئی عہد کیا ہے جس کا پورا کرنا لازم ہوا نھوں نے کہا نہیں۔ آپ نے ان کو چھوڑ دیا اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن نازل فرمایا " **وھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکة** اپنے قول **بما تعلمون بصیر** تک۔

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ رسولؐ نے قریش کے پاس عثمان بن عفان کے ہاتھ ایک خط بھیجا تھا اس کی وجہ سے انھوں نے سہیل بن عمرو کو آپ کی خدمت میں بھیجا

دوسرے سلسلے میں ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک عالم نے بیان کیا ہے کہ رسول ﷺ نے خراش بن امیہ کو بلا کر ثعلب نامی اونٹ پر مکہ بھیجا تا کہ وہ اشراف مکہ کو آپ کے آنے کی غرض بتائیں۔ انھوں نے رسول ﷺ کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اور خراش کو قتل کر دینے کا ارادہ کیا مگر حبشیوں نے ان کی حمایت کی تب قریش نے ان کو چھوڑا اور وہ رسول ﷺ کے پاس چلے آئے۔ قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس ہدایت کے ساتھ بھیجے کہ وہ رسول ﷺ کی قیام گاہ کا چکر لگائیں تا کہ آپ کے صحابہ میں سے اگر کسی پر ان کا قابو چلے اسے قتل کر دیں یہ سب گرفتار کر کے رسول ﷺ کے سامنے پیش کیے گئے آپ نے ان کو معاف کر کے چھوڑ دیا۔

بیعت رضوان

اس واقعے کے بعد آپ نے عمر بن الخطاب سے کہا کہ تم مکے جا کر اشراف مکہ کو میرے آنے کی غرض سے مطلع کرو۔ انھوں نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے وہاں جانے میں اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ میرے قبیلہ بنی عدی والوں میں سے کوئی مکے میں نہیں جو میری حمایت کر سکے۔ مزید برآں قریش اس سے واقف رہیں کہ میں ان کا سخت دشمن ہوں۔ میں آپ کو ایسا شخص بتاتا ہوں جس کی مکہ میں مجھ سے کہیں زیادہ عزت اور اثر ہے اور وہ عثمان بن عفان ہیں رسول ﷺ نے ان کو بلایا اور کہا کہ تم ابوسفیان اور اشراف قریش سے جا کر کہو کہ میں اس وقت لڑائی کے لیے نہیں آیا ہوں بلکہ کعبے کی تقدیس کی وجہ سے اس کی زیارت کرنے کے لیے آیا ہوں۔ عثمان مکہ مکرمہ تشریف لائے مکہ میں یا اس کے باہر آبان بن سعید بن العاص سے ان کی ملاقات ہوئی۔ آبان خود اپنی سواری سے اتر پڑا اس نے عثمان کو اپنے آگے بٹھایا اور خود ان کے پیچھے بیٹھا اور ان سے رسولؐ کے پیام کو پہنچا دینے تک حفاظت کا وعدہ کیا۔

عثمانؓ، ابوسفیان اور قریش کے سرداروں کے پاس آئے اور رسولؐ کا پیام ان کو پہنچا دیا۔ جب وہ پیغام سنا چکے تو قریش نے ان سے کہا تمھارا جی چاہے تو تم کعبے کا طواف کر لو، انھوں نے کہا جب تک رسولؐ طواف نہ کریں میں بھی طواف نہیں کرتا۔ اس پر قریش نے ان کو اپنے یہاں سے روک لیا۔ رسول ﷺ اور مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان قتل کر دیئے گئے۔ آپ نے سن کر فرمایا کہ اب میں جب تک دشمن سے فیصلہ کن لڑائی نہ لڑوں یہاں سے نہ جاؤں گا۔ پھر آپ نے مسلمانوں کو بیعت کے لیے بلایا اور یہی بیعت رضوان ہے جو وہاں ایک درخت کے نیچے لی گئی۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ ہم حدیبیہ سے پلٹ رہے تھے کہ رسول ﷺ کے منادی نے ندا دی "لوگو! بیعت کے لیے آؤ، روح القدس آئے" آواز کو سن کر ہم تیزی سے آپ کی طرف چلے۔ رسول ﷺ اس وقت ایک کانٹے دار درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ ہم نے آپ کی بیعت کی اسی موقع کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نازل ہوا ہے " **لقد رضی اللہ عن المومنین اذیبا یعونک تحت الشجرة** (ترجمہ: بے شک اللہ مومنین سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تمھاری بیعت کر رہے تھے)

سب سے پہلے بنی اسد کے ایک صاحب ابوسنان بن وہب نے بیعت رضوان کی

بیعت رضوان سے متعلق روایات

جابر بن عبداللہ سے روی ہے کہ حدیبیہ میں ہماری تعداد چودہ سو تھی، ہم رسولؐ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ عمرؓ رسول کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے، سوائے جد بن قیس الانصاری کے جو اپنے اونٹ کے پیٹ کے نیچے چھپے رہے۔ ہم سب نے آپ کی بیعت کی، ہم نے موت کے لیے آپ کی بیعت نہیں کی تھی بلکہ اس عہد پر بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہ ہوں گے۔

سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ رسولؐ درخت کی جڑ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے وہیں تمام مسلمانوں کو بیعت کے لیے بلایا سب سے پہلے میں نے بیعت کی میرے بعد دوسرے بیعت کرنے لگے۔ جب نصف کے قریب لوگوں نے بیعت کر لی آپ نے فرمایا سلمہ تم بیعت کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو سب سے پہلے بیعت کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر سہی۔

آپ نے دیکھا کہ میں نہتا ہوں میرے پاس ڈھال نہیں ہے آپ نے چمڑے کی ایک ڈھال مجھے عطا کی اور پھر آپ بیعت لینے میں مصروف ہو گئے۔ سب کے آخر میں فرمایا سلمہ تم کیوں بیعت نہیں کرتے میں نے عرض کیا کہ میں سب سے اول اور پھر بیچ میں بیعت کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر سہی۔، میں نے تیسری مرتبہ آپ کی بیعت کی اس کے بعد آپ نے پوچھا وہ ڈھال کہاں ہے، میں نے عرض کیا کہ میں نے اپنے چچا عامر کو دے دی کیونکہ ان کے پاس بھی ڈھال نہیں تھی۔ آپ مسکرائے اور فرمایا تمھاری مثال اس شخص کی ہے جس کے لیے کسی شخص نے یہ تمنا کی تھی۔ الٰہی مجھے ایک ایسا دوست عطا فرما جو میری جان سے زیادہ مجھے عزیز ہو۔

بیعت رضوان میں شریک نہ ہونے والے صحابی۔

ابن اسحٰق کا بیان کہ رسولؐ نے تمام لوگوں سے بیعت لے لی بنی سلمہ کے جد بن قیس کے علاوہ کوئی مسلمان اس وقت ایسا نہ تھا جس نے بیعت نہ کی ہو جابر بن عبداللہ کہا کرتے تھے کہ اب تک جد کی صورت میری نظروں میں ہے کہ وہ اپنے جسم کو لوگوں سے چھپانے کے لئے اپنی اونٹنی کے بغل میں چمٹا ہوا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ کو اطلاع ملی کی عثمانؓ کے قتل کی جو خبر پہلے آپ کو پہنچی تھی وہ غلط ہے۔

واقعہ صلح

سہیل کا آنحضرت کی خدمت میں آنا

قریش نے بنی عامر بن لوی کے سہیل بن عمرو کو رسول اللہؐ کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم ان سے صرف اس شرط پر صلح کر لو کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں تاکہ آئندہ کبھی عرب ہمیں یہ طعنہ نہ دے سکیں کہ محمدؐ زبردستی ہمارے گھروں میں گھس آئے تھے۔

سہیل اس غرض سے چلا رسول ﷺ نے اسے آتا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ اس شخص کے بھیجنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن صلح کرنا چاہتا ہے سہیل رسول ﷺ کے پاس پہنچا اور طویل گفتگو کے بعد صلح طے پائی، زبانی شرائط کا تصفیہ ہو چکا تھا

اور اب صرف عہد نامے کا لکھنا باقی تھا۔

شرائط صلح پر حضرت عمرؓ کی ناپسندیدگی

عمرؓ بن الخطاب نے ان شرائط کو ناپسند کیا وہ ابوبکرؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ کیا آپ اللہ کے رسولؐ نہیں ہیں حضرت ابوبکرؓ نے کہا بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں عمرؓ نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ابوبکرؓ نے کہا بے شک ہم مسلمان ہیں۔ عمرؓ نے کہا کیا اہل مکہ مشرک نہیں ہے، ابوبکرؓ نے کہا ہاں ہیں عمرؓ نے کہا تو پھر کیوں ہم اپنے دین کے معاملے میں ایسی بات مانیں جس سے کمزوری ظاہر ہوتی ہو، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا عمرؓ چوں چرا نہ کرو بس تم ان کے ساتھ رہو، میں بھی شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں حضرت عمرؓ نے کہا، اور میں بھی شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ رسول اللہؐ کے پاس آئے اور عرض کیا، کیا آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں، آپ نے فرمایا ہوں حضرت عمرؓ نے کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں، آپ نے فرمایا ہو، عمرؓ نے کہا کیا اہل مکہ مشرک نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا ہیں۔ عمرؓ نے کہا تو پھر ہم کیوں دین کے معاملے میں اپنی کمزوری تسلیم کرلیں۔ آپ نے فرمایا سنو، میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں میں ہرگز اس کے حکم کی مخالفت نہیں کروں گا اور وہ کبھی میری بات نہیں بگاڑے گا۔ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اس خوف سے کہ مجھے اپنی اس بات کا کوئی خمیازہ اٹھانا پڑے میں اس روز سے برابر روزے رکھتا رہا۔ صدقے دیتا رہا، نمازیں پڑھتا رہا اور اپنے غلام آزاد کرتا رہا یہاں تک کہ میرے قلب کو اطمینان ہوگیا کہ اب خیر ہے۔

شرائط صلح کی تفصیل

علیؓ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ صلح ہونے کے بعد رسول ﷺ نے مجھے طلب کیا اور کہا معاہدہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل نے کہا میں اس جملے کو نہیں مانتا البتہ یوں لکھو **باسمک اللھم** رسول اللہؐ نے مجھ سے کہا یہی لکھدو، میں نے یہی لکھ دیا اس کے بعد آپ نے فرمایا آگے لکھو۔

''یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمدؐ رسول اللہؐ نے سہیل بن عمرو سے مصالحت کی ہے'' اس پر سہیل نے کہا اگر ہم اس بات کو مانتے ہوتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر کیوں لڑتے اس کے بجائے آپ اپنا محض نام اور اپنے باپ کا نام لکھوائیے، رسول اللہؐ نے مجھ سے کہا اچھا لکھو'' یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمدؐ بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو سے مصالحت کی ہے آج سے دس سال تک ہم میں باہم کوئی لڑائی نہ ہوگی، اس مدت میں ہر شخص مامون ہوگا کوئی کسی پر دست درازی نہیں کرے گا قریش کا جو شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر رسول اللہؐ کے پاس آجائے گا رسول اللہؐ اسے اس کے اولیا کے پاس واپس بھیجدیں گے اور رسول اللہؐ کے ساتھیوں میں سے اگر کوئی قریش کے پاس چلا جائے گا تو وہ اسے آپ کے پاس واپس نہ بھیجیں گے، اب ہمارے درمیان کوئی لڑائی نہیں رہی، نہ تلوار نکلے اور نہ تیر اندازی اور نہ سنگ اندازی ہو، جس کا جی چاہے وہ اب رسول اللہؐ کے ساتھ ان کے عہد و پیمان میں داخل ہوجائے اور جس کا جی چاہے وہ قریش کے ساتھ ہوجائے''۔

بنوخزاعہ مسلمانوں کے حلیف بن گئے

اس شرط کو سنتے ہی بنوخزاعہ اٹھے اور انہوں نے کہا ہم رسول اللہؐ کے ساتھ ان کے عہد میں داخل ہوتے ہیں،

بنو بکر اٹھے اور انہوں نے کہا ہم قریش کے ساتھ شامل ہوتے ہیں۔ اس کے بعد یہ لکھا گیا کہ اس سال آپ واپس چلے جائیں اور مکے کے اندر نہ آئیں آئندہ سال ہم خود آپ کے لئے مکہ چھوڑ دیں گے آپ اپنے صحابہؓ کے ساتھ مکے میں داخل ہوں اور تین دن قیام کریں، تلوار نیاموں میں رہے اس شرط کے بغیر آپ اندر نہیں آئیں گے'' رسول اللہؐ اور سہیل بن عمرو اس عہد نامے کے لکھوانے میں مصروف تھے کہ اتنے میں ابو جندل بن سہیل بن عمرو بیڑیاں پہنے وہاں آئے اور رسول اللہؐ کے پاس جا پہنچے۔

مسلمانوں پر رنج اور صدمہ

ابو جندل کی واپسی

سہیل نے جب ابو جندل کو دیکھا تو اس نے بڑھ کر اسکے منہ پر تھپڑ مارا اور گردن تھام لی اور پھر رسول اللہؐ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس کے آنے سے پہلے میرے اور آپ کے درمیان معاملہ طے ہو چکا ہے، آپ نے فرمایا صحیح ہے، اب سہیل اس کی گردن پکڑ کر اسے دھکا دیتا ہوا اور کھینچتا ہوا قریش کی طرف پلٹانے لگا اور ابو جندل نے انتہائی بلند آواز سے چلانا شروع کیا، اے مسلمانو! مجھے مشرکین کے پاس لوٹایا جا رہا ہے، میرے ایمان کی وجہ سے مجھے اس مصیبت میں ڈالا جا رہا ہے، اس جملے نے مسلمانوں کے زخمی دلوں پر اور نمک پاشی کی، رسول اللہؐ نے ابو جندل سے کہا اپنے دل کو قابو میں رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے جیسے دوسرے مجبور لوگوں کے لئے جلد اس مصیبت سے نکالنے کی کوئی صورت پیدا کرنے والا ہے، چونکہ ہم نے اہل مکہ سے صلح کر کے معاہدہ کر لیا ہے اور اس معاہدہ کو اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے اس لئے اب ہم ان کے ساتھ بیوفائی نہیں کرتے۔

حضرت عمرؓ اٹھے اور ابو جندل کے پاس جا کر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے اور ان سے کہنے لگے تم صبر کرو یہ قریش مشرک ہیں ان کی جان کتے کے برابر ہے، اسی کے ساتھ وہ اپنی تلوار کا قبضہ ان کے نزدیک کرتے رہے، خود عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ وہ تلوار لے لیں اور اس سے اپنے باپ کا خاتمہ کر دیں مگر انہوں نے اسے گوارا نہیں کیا کہ اپنے باپ کو خود ماردیں۔

صلح نامہ کے گواہ

جب صلح نامے کی تکمیل ہوگئی بعض مسلمان اور بعض مشرک اس پر گواہ بنے گواہوں نے ابو بکرؓ، عمرؓ، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن سہیل بن عمرو، سعد بن ابی وقاص قبیلہ عبدالاشہل کے محمودؓ بن مسلمہ، بنی عامر بن لوی کا مکرز بن حفص بن الاخیف جو مشرک تھا اور علیؓ بن ابی طالب تھے حضرت علیؓ نے اس عہد نامے کو لکھا تھا۔

صلح نامہ سے متعلق دیگر روایات

براءؓ سے مروی ہے کہ جب ذی القعدہ میں رسول اللہؐ عمرہ کرنے مکہ مکرمہ تشریف لائے اہل مکہ نے شہر میں داخل ہونے سے روکا پھر اس بات پر فیصلہ ہوا کہ آپ صرف تین دن وہاں قیام کریں گے، جب صلح نامہ لکھا جانے لگا تو آپ نے لکھا یہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہؐ نے فیصلہ کیا ہے، قریش نے کہا اگر ہم اس بات کو مانتے کہ آپ اللہ کے رسول اللہؐ ہیں تو آپ کو نہ روکتے ہاں آپ محمدؐ بن عبداللہ ہیں آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور محمدؐ بن عبداللہ

ہوں، آپ نے علیؓ سے کہا لفظ رسول اللہ کو مٹا دو حضرت علیؓ نے کہا اللہ کی قسم میں ہرگز ایسا نہ کروں گا، تب خود رسول اللہؐ نے عہد نامہ اپنے ہاتھ میں لے لیا آپ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے مگر آپ نے رسول اللہ کی جگہ صرف محمد لکھ دیا۔

اس کے بعد علیؓ نے لکھا یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمدؐ نے اہل مکہ سے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ان تلواروں کے علاوہ جو نیاموں میں پڑی ہوں اور کوئی ہتھیار لے کر مکے میں داخل نہ ہوں گے یہاں کے کسی شخص کو جو آپ کے ساتھ جانا چاہے گا اپنے ساتھ نہ لے جائیں گے اور اگر آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی مکہ میں قیام کرنا چاہے گا تو آپ اسے منع نہیں کریں گے۔

جب آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور مدت قیام گزر گئی تو قریش علیؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ اپنے ساتھی سے کہئے کہ چونکہ مدت گزر چکی ہے اب آپ یہاں سے چلے جائیں چنانچہ رسول اللہ مکہ مکرمہ سے چلے گئے۔

صحابہ کرامؓ کا شدت غم سے قربانی کیلئے تیار نہ ہونا اور آنحضرتؐ کی حکمت عملی

مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم حدیبیہ کے واقعے کے سلسلے میں بیان کرتے ہیں کہ اس سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہؐ نے صحابہؓ سے فرمایا اٹھو، قربانی کرو اور پھر سر منڈواؤ، مگر کوئی شخص اس کے لئے آمادہ نہیں ہوا آپ نے تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا مگر پھر بھی کوئی نہ اٹھا، آپ ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے صحابہ کرامؓ کے اس طرز عمل کی شکایت کی انہوں نے جواب دیا اے اللہ کے نبی اگر آپ ایسا ہی چاہتے ہیں تو مناسب یہ ہے کہ آپ باہر تشریف لائیں کسی سے ایک لفظ نہ کہیں بلکہ خود اپنی قربانی کے جانور کو ذبح کریں اور اپنے حجام کو بلا کر اس سے اپنا سر منڈوالیں، رسول اللہؐ نے اسی مشورے پر عمل کیا۔ آپ باہر آئے، کسی سے ایک بات نہیں کہی، اپنا قربانی کا جانور ذبح کیا اور سر منڈوایا، صحابہ کرامؓ نے جب آپ کو یہ کرتے دیکھا تو سب اٹھے، انہوں نے اپنے اپنے جانور ذبح کئے اور خود ہی ایک دوسرے کا سر موںڈنے لگے اور ان کو اپنی اس نافرمانی کا اسقدر رنج ہوا کہ ان کے ہوش و حواس جاتے رہے، سر موںڈنے میں قریب تھا کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں۔

اسحٰق کہتے ہیں کہ خراشؓ بن امیہ بن الفضل الخزاعی نے اس روز رسول اللہ کی حجامت کی تھی۔

سر منڈانے والوں کی فضیلت

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس روز بعضوں نے سر منڈوایا اور بعض نے بال کٹوائے، رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ سر منڈوانے والوں پر اپنا رحم فرمائے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اور بال کترانے والوں پر آپ نے پھر فرمایا اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم کرے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اور بال کترانے والوں پر، آپ نے پھر فرمایا اللہ سر منڈوانے والوں پر رحم کرے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اور بال کترانے والوں پر، آپ نے فرمایا اور بال کترانے والوں پر، صحابہؓ نے پوچھا آپ نے پہلی تین مرتبہ میں رحم کے لئے سر منڈوانے والوں کا نام لیا مگر بال کترانے والوں کا ذکر نہیں، رسول اللہؐ نے فرمایا اس لئے کہ انہوں نے میری بات میں شک نہیں کیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس موقع پر آپ دیگر تحائف کے علاوہ ابوسفیان کے لئے ایک اونٹ بھی لے گئے تھے جس کے سر پر چاندی کا طوق پڑا ہوا تھا تاکہ مشرک اس کو دیکھ کر جلیں۔

صلح حدیبیہ کی اہمیت

زہری کے بیان کے مطابق، پھر رسول ﷺ مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے، زہری کہا کرتے تھے کہ اپنے مفید نتائج کے اعتبار سے اس سے قبل اسلام میں اتنی بڑی فتح حاصل نہیں ہوئی۔ جب فریقین مقابل ہوئے اور جب صلح کے بعد جنگ کا خاتمہ ہوا اور لوگ ایک دوسرے کی جانب سے بے خطر ہو کر باہم مل کر تبادلہ خیالات اور مکالمہ کرنے لگے تو جس شخص میں کچھ بھی عقل تھی اس سے جب اسلام کے اصول بیان کیے گئے اس نے فوراً اسلام قبول کرلیا صرف ان دو سالوں میں اتنے لوگ مسلمان ہوئے جتنے کہ اس سے قبل تمام مدت میں اسلام لائے تھے۔

ابوبصیر اور اسکے ساتھیوں کے واقعات

رسولؐ کے مدینہ واپس آنے کے بعد ابوبصیر عتبہ بن اسید بن الجاریہ جو مسلمان تھے اور مکے میں قید تھے، رسولؐ کی خدمت میں بھاگ آئے۔ ازہر بن عبد عوف، اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی نے ان کے بارے میں رسول کو لکھا اور اپنی جانب سے بنی عامر بن لوی کے ایک شخص کو اپنے ایک غلام کے ساتھ میں رسول کی خدمت میں بھیجا یہ دونوں ازہر اور اخنس کا خط لے کر مدینہ منورہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ خط آپ کو دیا آپ نے ابوبصیر سے کہا کہ ہم نے قریش سے جو معاہدہ کیا ہے اس سے تم واقف ہو، بیوفائی ہمارے دینی مصالح کے منافی ہے اللہ تمھارے اور تمھارے ساتھ جو دوسرے کمزور اور مجبور مسلمان ہیں ان کے لیے ضرور کشادگی اور آسانی کی راہ پیدا کرے گا۔

ابوبصیر کی کمال عقل مندی

ابوبصیر ان کے ساتھ ہو گئے ذی الحلیفہ پہنچ کر وہ ایک دیوار کے سہارے بیٹھے ان کے دونوں ساتھی بھی بیٹھ گئے، انھوں نے بنی عامر کے شخص سے کہا کیا تمھاری تلوار تیز ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ ابوبصیر نے کہا ذرا میں دیکھوں اس نے کہا دیکھ لو۔ ابوبصیر نے تلوار نیام سے نکالی اور ایک وار میں اس کا خاتمہ کردیا، دوسرا شخص جو غلام تھا وہاں سے جان بچا کر تیزی سے بھاگتا ہوا رسولؐ کے پاس آیا، آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے اسے دیکھ کر آپ نے کہا ضرور یہ شخص خائف ہو کر بھاگا آرہا ہے۔ جب وہ آپ کے قریب پہنچا آپ نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا آپ کے آدمی نے میرے ساتھی کو قتل کر ڈالا، اتنے میں ابوبصیر بھی تلوار لیے آگئے اور رسولؐ کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے اور کہا یا رسولؐ آپ نے اپنا عہد اور ذمہ پورا کردیا آپ نے مجھے اپنی حمایت سے نکال کر ان کے حوالے کردیا تھا مگر اللہ نے مجھے ان سے بچالیا، رسولؐ نے فرمایا اس کی ماں کا برا ہو اگر اس کے ساتھ کچھ اور لوگ ہو گئے یہ ضرور جنگ برپا کردے گا۔

اس جملے کو سن کر ابوبصیر ڈرے کہ آپ ان کو پھر مشرکین کے سپرد کردیں گے، وہ مدینہ منورہ سے چل کر اس جھاڑی میں جا چھپے جو سمندر کے کنارے کے قریب ذی المروہ قریش کے شام جانے کے راستے پر واقع ہے، ان مسلمانوں کو جو مکے میں قید تھے، جب رسولؐ کے اس قول کی اطلاع پہنچی جو آپ نے ابوبصیر سے کہا تھا کہ اگر اس کے ساتھ کچھ اور لوگ ہو گئے تو یہ ضرور جنگی کاروائیاں کرے گا تو وہ لوگ مکے سے نکل کر ابوبصیر کے پاس اس جھاڑی میں آگئے ابو جندل بن سہیل بن عمرو بھی ان کے پاس جا پہنچے اس طرح رفتہ رفتہ تقریباً ستر آدمی ان کے ساتھ ہو گئے اور اب انھوں نے قریش کا راستہ تنگ کردیا۔ جب ان کو خبر لگی کہ قریش کا تجارتی قافلہ شام جارہا ہے یہ اپنی کمین سے نکل کر اسے

روکتے، قتل کرتے اور غارتگری کرتے۔ قریش نے رسول ﷺ کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دے کر درخواست کی کہ آپ ان کی طرف پیغام بھیجئے کہ جو آپ کے پاس آ جائے گا وہ مامون ہے، رسولؐ نے ان سب کو پناہ دی اور وہ آپ کے پاس مدینے آ گئے۔

سہیل بن عمرو کو جب معلوم ہوا کہ ابوبصیر نے عامری کو قتل کر دیا وہ کعبے سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا جب تک وہ اس مقتول کی دیت نہ ادا کریں میں یہاں سے نہ اٹھونگا۔ ابوسفیان نے سن کر کہا یہ بالکل حماقت ہے بخدا وہ ایک حبہ بھی نہیں دیں گے۔

ہجرت کرنے والی عورتوں کا حکم

اس موقع پر کچھ مسلمان عورتیں رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی " یـاأیها الذین آمنو اإذا جاء کم المؤمنات مهاجرات الی قولہ تعالیٰ و لا تمسکو بعصم الکوافر "

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تمھارے پاس مومن عورتیں وطن چھوڑ کر آئیں، تو انکی آزمائش کرلو۔ خدا تو ان کو وہ خوب جانتا ہے۔ سو اگر تم کو معلوم ہو کہ وہ مومن ہیں تو ان کو کفار کے پاس واپس نہ بھیجو کہ نہ یہ ان کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ ان کو جائز۔ اور جو کچھ انہوں نے (ان پر) خرچ کیا ہو وہ ان کو دے دو۔ اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کرلو اور کافروں عورتوں کی ناموس کو قبضے میں نہ رکھو (یعنی کفار کو واپس دے دو)

اس آیت کے نازل ہوتے ہی حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ شرک کی دو بیویوں کو طلاق دے دی۔ اس آیت کے ذریعے اللہ نے ممانعت فرمادی کہ مومن عورتیں اپنے مشرک شوہروں کو وہ واپس نہ کی جائیں۔ البتہ ان عورتوں کو یہ حکم دیا جو مہران کو ملا تھا اسے واپس کر دیں۔ اس کے متعلق کسی شخص نے زہری سے پوچھا کیا یہ واپسی حلت فروج کے لیے ہے انھوں نے کہا ہاں۔ جن دو عورتوں کو عمرؓ نے طلاق دی تھی ان میں سے ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے اور دوسری کے ساتھ صفوان بن امیہ نے شادی کر لی۔

اسی سلسلے میں ابن اسحٰق نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسی زمانے میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر کے رسولؐ کے پاس آئیں ان کے بھائی عمارہ اور ولید مکہ مکرمہ سے رسولؐ کے پاس مدینہ منورہ آئے تاکہ آپ سے درخواست کریں کہ آپ ام کلثوم کو معاہدہ حدیبیہ کے مطابق ان کے حوالے کر دیں مگر آپ نے اس سے انکار کر دیا کیونکہ اللہ عزوجل نے اس کی ممانعت کر دی تھی۔ عمرؓ نے جن دو عورتوں کو طلاق دی تھی ان میں سے ایک قریبہ بن ابی امیہ بن المغیرہ تھی جس کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی یہ دونوں اس وقت مشرک تھے اور دوسری ام کلثوم بنت عمرو بن جرول الخزاعیہ عبداللہ بن عمرؓ کی ماں تھی جس کے ساتھ اسی کے ہم قوم ابوجہم بن حذافہ بن غانم نے شادی کر لی، یہ دونوں بھی اس وقت مشرک تھے۔

اس سال پیش آنے والے دیگر واقعات

عکاشہ بن محصن کا معرکہ

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ربیع الثانی میں رسولؐ نے عکاشہ بن محصن کو چالیس آدمیوں کے ساتھ

غمر بھیجا۔ اس جماعت میں ثابت بن اقرم اور شجاع بن وہب بھی تھے، یہ بہت تیزی سے اپنے منزل مقصود کی طرف چلے مگر دشمن کو ان کی پیش قدمی کی اطلاع ہوگئی اور وہ اپنی بستی سے بھاگ کر اپنے مختلف پانی کے چشموں پر جا رہے،، عکاشہ نے خبر گیر دوڑائے جس سے دشمن کا ایک نگراں ہاتھ لگ گیا اس نے ان کے کچھ مویشیوں کا پتہ بتلایا مسلمانوں کو دو سو اونٹ ملے اور وہ ان کو مدینے ہنکالائے۔

محمد بن مسلمہ کے ساتھیوں کی شہادت

اسی سال ربیع الاول میں رسولؐ نے محمد بن مسلمہ کو دس آدمیوں کے ساتھ ان کے مقابلے پر بھیجا تھا مگر پہلے تو وہ کہیں چھپ گئے اور جب محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی سو گئے تو کفار نے اچانک ان پر حملہ کر دیا۔ محمد بن مسلمہ کے علاوہ ان کے تمام ساتھی شہید کر دیئے گئے۔ جبکہ خود محمد بن مسلمہ زخمی ہو کر بھاگ گئے

ذی القصہ کا معرکہ

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال رسولؐ نے ابوعبیدہؓ بن الجراح کو ربیع الثانی میں چالیس آدمیوں کے ساتھ ذی القصہ بھیجا۔ یہ تمام رات پیدل چل کر سحری کے قریب اس بستی میں پہنچے۔ اور انھوں نے اس پر غارتگری کی مگر بستی والے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے گئے ان کے قابو میں نہ آئے البتہ مسلمانوں کو اونٹ اور دوسرا سامان ملا اور صرف ایک آدمی قبضے میں آیا جو مسلمان ہو گیا اس لیے رسولؐ نے ان کو چھوڑ دیا۔

زید بن حارثہ کی مہمیں

اس سال زید بن حارثہ مہم لے کر حموم گئے وہاں مزینہ کی ایک حلیمہ نامی عورت ان کے ہاتھ لگ گئی اس نے بنی سلیم کی ایک قیام گاہ کا پتہ دے دیا وہاں ان کو بہت سے اونٹ، بکریاں اور قیدی ہاتھ لگے ان میں خود حلیمہ کا شوہر بھی تھا۔ جب یہ مہم مال غنیمت کے ساتھ مدینہ آ گئی۔ رسول ﷺ نے حلیمہ اور ان کے شوہر کی جان بخشی فرمائی۔

اس سال جمادی الاولی میں زید بن حارثہ کی مہم عیص گئی اور وہاں اس مال پر قبضہ کر لیا جو ابوالعاص بن الربیع کے ساتھ تھا۔ ابوالعاص نے زینبؓ بنت رسولؐ کے یہاں پناہ لی اور انھوں نے ابوالعاص کو پناہ دی اور اپنے پاس ٹھہرایا۔

اس سال جمادی الثانی میں زید بن حارثہ نے پندرہ آدمیوں کے ساتھ بنی ثعلبہ پر حملہ کیا، بدوی اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں اس جماعت میں خود رسولؐ موجود نہ ہوں مقابلہ کئے بغیر بھاگ گئے۔ ان کے بیس اونٹ زید کو ملے۔ اس موقع پر یہ صرف چار راتیں مدینے سے غائب رہے تھے۔

اسی مہینے زید بن حراثہ مہم لے کر حسمی گئے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ دحیۃ الکلبی قیصر روم سے مل کر آ رہے تھے۔ قیصر نے ان کو خلعت وانعام سے سرفراز کیا تھا یہ حجاز آتے ہوئے جب حسمی پہنچے تو بنی جذام کے کچھ لوگوں نے راستے ہی میں ان کو لوٹ لیا کوئی چیز ان کے پاس نہ چھوڑی اپنے گھر جانے سے پہلے یہ رسولؐ کی خدمت میں آئے۔ اس واقعے کی اطلاع دی رسولؐ نے زید بن حارثہ کو ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔

حضرت عمرؓ کا نکاح

اس سال عمرؓ نے عاصم بن ثابت کی بہن جمیلہ بنت ثابت بن ابی الافلح سے نکاح کیا ان کے بطن سے عاصم بن عمرؓ پیدا ہوئے مگر بعد میں عمرؓ نے اپنی اس بیوی کو طلاق دے دی اور پھر یزید بن حارثہ نے ان سے عقد کیا اور عبدالرحمٰن بن یزید ان کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اس طرح عبدالرحمٰن اور عاصم بن عمرؓ اخیافی بھائی تھے۔ اس سال رجب میں زید بن حارثہ کی مہم ذی القریٰ گئی۔

عبدالرحمٰن بن عوف کی مہم

اس سال ماہ شعبان میں عبدالرحمٰن بن عوف کی مہم دومۃ الجندل گئی، رسولؐ نے ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر وہ تمھاری اطاعت قبول کرلیں تو تم ان کے رئیس کی بیٹی سے شادی کرلینا، اس بستی کے تمام لوگ اسلام لے آئے، عبدالرحمٰن بن عوف نے تماضر بنت الاصبغ ان کے رئیس اور فرمانروا کی بیٹی سے شادی کی۔ اس سال بارش نہ ہونے پائے نہایت شدید قحط پڑا رمضان میں رسولؐ نے تمام مسلمانوں کے ساتھ استسقاء کی نماز پڑھی۔

فدک کی مہم

اس سال ماہ شعبان میں علیؓ بن ابی طالب کی مہم فدک گئی۔ رسولؐ کو اطلاع ملی تھی کہ بنی سعد بن بکر کے ایک قبیلے کی ایک جماعت آپ کے برخلاف خیبر کے یہودیوں کی مدد کرنا چاہتی ہے۔ اس لیے آپ نے علیؓ کو ان کے مقابلے پر بھیجا۔ علیؓ سو آدمیوں کے ساتھ فدک روانہ ہوئے۔ یہ رات کو سفر کرتے اور دن کو کہیں چھپ جاتے ان کو ان کا ایک جاسوس ہاتھ آ گیا اس نے اس بات کا اقرار کیا اس قبیلے نے مجھے خیبر بھیجا ہے تاکہ میں خیبر والوں سے کہوں کہ اگر تم خیبر کے پھلوں کی فصل ہمیں دے دو تو ہم تمھاری مدد کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔

زید بن ثابت کی دیگر مہمیں

اس سال ماہ رمضان میں زید بن حارثہ کی مہم ام قرفہ کے مقابلے پر گئی اور اسی میں ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر نہایت ہی بیدردی کے ساتھ قتل کی گئی۔ پہلے اس کے دونوں پیروں میں رسی باندھی گئی اور پھر اسے دو اونٹوں کے درمیان باندھ کر ان اونٹوں کو ہانکا گیا جس سے اس کے دو ٹکڑے ہوگئے یہ ایک بہت بوڑھی عورت تھی۔

اس واقعے کے متعلق عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے مروی ہے کہ رسولؐ نے زید بن حارثہ کو وادی القریٰ بھیجا وہاں بنی فزارہ سے ان کی مڈبھیڑ ہوئی ان کے بہت سے ساتھی شہید ہوگئے اور خود زید مقتولین کے درمیان سے سخت زخمی حالت میں اٹھائے گئے۔ اس واقعے میں بنی بدر کے ایک شخص کے ہاتھ سے بنی سعد بن ہذیم کے ورد بن عمر مارے گئے، مدینہ آ کر زید نے عہد کیا کہ جب تک وہ بنی فزارہ پر چڑھائی نہ کرلیں گے جنابت کا غسل بھی نہ کریں گے۔ جب وہ اپنے زخموں سے صحت یاب ہوئے رسولؐ نے ان کو ایک فوج کے ساتھ بنی فزارہ سے لڑنے بھیجا۔ وادی القریٰ میں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ زید نے ان کے بہت سے آدمی قتل کیے۔ قیس بن المسحر الیعمری نے معدہ بن حکمہ بن مالک بن بدر کو قتل کردیا اور ام قرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدا کو جو مالک بن حذیفہ کی بیوی تھی، گرفتار کرلیا۔ یہ ایک بہت سن رسیدہ عورت تھی۔ اس کے ہمراہ اس کی ایک بیٹی اور عبداللہ بن معدہ بھی گرفتار ہوا۔ زید کے حکم سے ام قرفہ کو نہایت

بیدردی کے ساتھ اس طرح قتل کر دیا گیا کہ اس کے دونوں پیروں میں رسیاں باندھی گئیں اور پھر اسے دو اونٹوں کے درمیان لٹکا کر ان اونٹوں کو ہانکا گیا جس سے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

اس کے بعد یہ سب ام قرفہ کی بیٹی اور عبداللہ بن معدہ کو لے کر رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ام قرفہ کی بیٹی کو چونکہ سلمہ بن عمرو بن الاکوع نے گرفتار کیا تھا وہ انھیں کے پاس تھی، ام قرفہ اپنی قوم میں نہایت ہی معزز اور محترم خاتون تھی عرب مثال میں کہا کرتے تھے "چاہے تو ام قرفہ سے عزت میں زیادہ ہو مگر کچھ نہیں" رسولؐ نے سلمہ سے اس کی بیٹی کو مانگا، سلمہ نے وہ آپ کے نذر کر دی، رسولؐ نے اسے ہدیۃً اپنے ماموں حزن بن ابی وہب کے پاس بھیج دیا اور اسی کے بطن سے عبدالرحمٰن بن حزن پیدا ہوئے۔

وادی القریٰ کی مہم کے متعلق دوسری روایت

اس مہم کے متعلق سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ اس مہم کے سردار ابوبکرؓ بن ابی قحافہ تھے، خود رسولؐ نے ان کو ہمارا امیر مقرر کیا تھا، ہم نے بنی فزارہ کی ایک جماعت پر چڑھائی کی پانی کے قریب پہنچ کر ابوبکر نے ہمیں رات بسر کرنے کا حکم دیا، ہم نے رات بسر کی صبح کی نماز کے بعد ابوبکرؓ نے ہمیں چلنے کا حکم دیا۔ ہم نے ان پر حملہ کیا۔ ہم پانی پر آئے اور بہت سے آدمیوں کو ہم نے قتل کر دیا۔ مجھے کچھ لوگ جاتے ہوئے نظر آئے ان میں عورتیں اور بچے تھے، یہ پہاڑ کے قریب پہنچ چکے تھے میں نے اس طرح ان پر ایک تیر پھینکا جوان کے اور پہاڑ کے درمیان جا کر گرا اس سے وہ اپنی جگہ ٹھٹک گئے میں ان کو پکڑ کر ابوبکرؓ کے پاس لے آیا۔

ان میں بنی فزارہ کی ایک عورت بھی پوستین پہنے ہوئی تھی اور اسکے ساتھ اسکی ایک بیٹی تھی جو تمام عرب میں حسین ترین عورت تھی، ابوبکرؓ نے وہ لڑکی مجھے عطا کی میں مدینے آیا بازار میں رسولؐ ملے انھوں نے فرمایا سلمہ یہ عورت مجھے دے دو، میں نے کہا یا رسولؐ اگر چہ اب تک میں نے اس کا لباس نہیں کھولا مگر اس نے اپنے جمال سے مجھے اپنا فریفتہ بنا لیا ہے۔ دوسرے دن پھر بازار میں رسولؐ ملے اور آپ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ عورت مجھے دے دو۔ میں نے کہا یا رسولؐ اللہ اب تک میں نے اسے عریاں نہیں کیا ہے اور وہ آپ کی نذر ہے۔ آپ نے اسے مکے بھیج دیا جس کے عوض ان مسلمانوں کو رہائی ملی جو مشرکین کے ہاتھ میں قید تھے۔

اسی سال کرز بن جابر الفہری کی امارت میں ان عرنین کے مقابلے پر بیس شہسواروں کی مہم بھیجی گئی جنھوں نے شوال ۶ ہجری میں رسولؐ کے چرواہے کو قتل کیا تھا اور وہ آپ کے اونٹ ہانک لے گئے تھے۔

مختلف حکمرانوں کے پاس قاصدوں کا جانا

اسی سال ماہ ذی الحجہ میں رسولؐ نے چھ شخصوں کو جن میں تین صحابی تھے، اپنے قاصد کی حیثیت سے مختلف حکمرانوں کے دربار میں بھیجا۔ آپ نے بنی لخم کے حاطب بن ابی بلتعہ بن اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف کو مقوقس کے پاس بھیجا۔ بنی اسد بن خزیمہ کے شجاع بن وہب حرب بن امیہ کے حلیف کو جو بدر میں شریک ہو چکے تھے۔ حارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس بھیجا اور دحیہ بن خلیفہ الکلبی کو قیصر کے پاس، عامر بن لوی کے سلیط بن عمرو العامری کو ہوذہ بن اعلی الحنفی کے پاس، عبداللہ بن حذافہ السہمی کو کسریٰ کے پاس اور عمرو بن امیہ الضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا۔

ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق سلمہ سے مری ہے کہ صلح حدیبیہ اور اپنی وفات کے درمیان میں رسولؐ نے اپنے کئی صحابہ کو ملوک عرب اور عجم کے پاس اللہ عزوجل کی طرف دعوت دینے بھیجا۔

یزید بن ابی حبیبی النصری سے مروی ہے کہ ان کو یک ایسی تحریر ملی جس میں ان اصحابؓ کے نام تھے جن کو رسولؐ نے غیر مسلم فرمانراؤں کے پاس بھیجا تھا۔ اور وہ پیغام درج تھا جو آپ نے ان کے ذریعے ان کو بھیجا تھا۔ انھوں نے وہ تحریر اپنے شہر کے بعض بااعتماد لوگوں کے ہاتھ ابن شہاب الزہری کے پاس بھیجی۔ زہری نے اسے پہچان کر تسلیم کیا اس تحریر میں درج تھا کہ ایک دن رسولؐ باہر آئے صحابہؓ جمع تھے آپ نے فرمایا کہ میں تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں تم میری دعوت کو تمام عالم میں پہنچاؤ اور میرے بارے میں ایسا اختلاف نہ کرو جیسا کہ حواریوں نے عیسیٰ بن مریم کے متعلق کیا تھا۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسولؐ انھوں نے کیا اختلاف کیا؟ آپ نے فرمایا عیسیٰ نے ان کو وہی دعوت دی تھی جو میں نے تم کو دی ہے جوان کے قریب تھے انھوں نے اس دعوت کو پسند کر کے اسے قبول کر لیا اور جو دور تھے انھوں نے اس دعوت کو ناپسند کر کے مسترد کر دیا۔ عیسیٰ نے اللہ عزوجل سے اس کی شکایت کی اس کی سزا ان کو یہ ملی کہ اس رات سے ان میں سے ہر شخص صرف وہ زبان بولنے لگا جس کے پاس وہ اشاعت دین کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اس پر عیسیٰ نے کہا اب تو اللہ یہی فیصلہ تمھارے متعلق کر چکا ہے اسی پر عمل کرو۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسولؐ نے اپنے صحابہؓ میں سے بنی عامر بن لوی کے سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود کو یمامہ کے رئیس ہوذہ بن علی کے پاس بھیجا علاء بن الحضرمی کو بحرین کے رئیس بنی عبدالقیس کے منذر بن ساویٰ کے پاس بھیجا۔ عمرو بن العاص کو عمان کے رؤساء بنی ازد کے جیفر بن حلبا اور عباد بن حلبدا کے پاس بھی بھیجا۔ حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے پاس بھیجا، حاطب نے رسولؐ کا خط اسے جا کر دیا مقوقس نے چار باندیاں آپ کی نذر بھیجیں ان میں ماریہ بھی تھیں جو کہ رسولؐ کے صاحبزادے ابراہیم کی والدہ ہیں۔ رسولؐ نے دحیہؓ بن خلیفۃ الکلبی الخزرجی کو ہرقل قیصر روم کے پاس بھیجا، جب آپ کا خط اسے ملا تو اس نے یہ خط دیکھا اور پھر اسے اپنے سرین کے نیچے رکھ لیا۔

ہرقل کے پاس خط بھیجنے کا طویل قصہ

ابوسفیان بن حرب سے مروی ہے کہ ہم ایک تاجر قوم تھے ہمارے اور رسولؐ کے درمیان جنگ جاری تھی۔ ہم محصور ہو گئے تھے جس کی وجہ سے ہماری دولت ختم ہو گئی جب ہمارے اور رسولؐ کے درمیان عارضی صلح ہو گئی تب بھی ہم کو خطرہ لگا رہا میں چند اور قریش تاجروں کے ساتھ تجارت کے لیے شام روانہ ہوا ہم غزہ سے ہو کر شام جایا کرتے تھے ہم اس وقت وہاں آئے جبکہ ہرقل نے ایرانیوں کو اپنے اس علاقے سے شکست دے کر وہاں سے نکال دیا تھا جس پر انھوں نے کچھ عرصہ قبل قبضہ کیا تھا۔ اور جس بڑی صلیب پر انہوں نے قبضہ کیا تھا، اسے بھی ان کے ہاتھ سے چھین لیا تھا۔ جب ان کی اس شکست اور صلیب کے واپس ملنے کی اطلاع ہرقل کو ملی اس وقت وہ حمص میں تھا ہرقل اس کامیابی کی نماز شکرانہ ادا کرنے کے لیے پیدل بیت المقدس روانہ ہوا اس کے چلنے کے لیے راہ میں قالین بچھائے جاتے تھے اور ان پر پھول برسائے جاتے تھے۔ اسی طرح سفر کرتے ہوئے وہ ایلیا آیا اور یہاں اس نے نماز شکرانہ ادا کی اس کے ہمراہ روم کے اعیان واکابر تھے۔

ہرقل کا خواب اور اسکی تعبیر

ایک دن وہ بہت ہی متفکر آسمان کی طرف دیکھنے لگا اس کے درباری امراء نے پوچھا کہ آج جناب والا پریشان نظر آرہے ہیں۔ اس نے کہا صحیح ہے میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ ختنہ کرنے والوں کا ملک سب پر

غالب آنے والا ہے۔ امراء نے کہا یہود کے علاوہ اور کوئی قوم ایسی ہمیں معلوم نہیں جو ختنہ کراتی ہو اور وہ تو آپ کے قبضے میں اور آپ کی رعایا ہیں اگر ایسا ہی خطرہ ہے تو جتنے یہودی آپ کے سلطنت میں آباد ہیں ان سب کو ابھی قتل کرا دیجئے تا کہ یہ اندیشہ آپ کے دل سے جاتا رہے۔

وہ ابھی یہ باتیں کر رہے تھے کہ بصریٰ کے رئیس کا قاصد ایک عرب کو ساتھ لئے ہوئے ہرقل کی قیام گاہ میں آیا، اس زمانے میں تمام بادشاہ ایک دوسرے کے خبر رساں کو حفاظت کے ساتھ اس کی منزل مقصود کو پہنچا دیتے تھے، بصریٰ کے رئیس کے قاصد نے ہرقل سے کہا کہ یہ شخص عرب ہے یہ بکریاں اور اونٹ چراتے ہیں۔ یہی ان کے ملک میں ہوتا ہے۔ یہ اپنے ملک کا ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہے آپ اس سے پوچھیں۔ اب اس نے اس عرب کو ہرقل کے سامنے پیش کیا ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے دریافت کرو کہ اس کے ملک میں کیا بات پیش آئی ہے؟ ترجمان نے عرب سے سوال کیا اس نے کہا ہم میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی اور اس کی تصدیق کی ہے اور دوسروں نے اس کی مخالفت کی ان کے مابین بہت سی لڑائیاں بھی ہوئی ہیں اور جب میں وہاں سے چلا ہوں اس وقت تک ہو رہی تھیں۔ عرب کے اس بیان پر ہرقل نے حکم دیا کہ اسے برہنہ کیا جائے۔ دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اسکا ختنہ کیا ہوا ہے۔ ہرقل نے کہا بخدا مجھے یہی شخص خواب میں دکھایا گیا ہے نہ کہ وہ قوم جس کے متعلق تمہارا گمان ہوا تھا۔ اچھا اسکے کپڑے دے دو۔ اور پھر اس عرب سے کہا کہ اب تم جاؤ۔

حجازی شخص کی تلاش

ہرقل نے کوتوال کو بلا کر حکم دیا کہ شام کے چپے چپے کو تلاش کر کے کوئی ایسا شخص حاضر کرو جو اس نبی کی قوم کا ہو۔ ہم غزہ میں مقیم تھے کہ ایک دم ہرقل کے کوتوال نے ہم کو آ گھیرا اور پوچھا کیا تم اس حجازی کی قوم سے ہو، ہم نے کہا، ہاں کوتوال نے کہا تو اچھا میرے ساتھ بادشاہ کے پاس چلو۔ ہم اس کے ساتھ ہو گئے اور جب ہرقل کے پاس پہنچے اس نے پوچھا کیا تم اس شخص کے قبیلے سے ہو۔ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا تم میں اس کا قریب تر عزیز کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں۔ میں نے اس ہرقل سے زیادہ بدصورت آدمی کبھی کوئی اور نہیں دیکھا تھا۔ بہر حال اس نے مجھے پاس بلایا اور اپنے سامنے بٹھایا میرے دوسروں ساتھیوں کو میرے عقب میں بٹھایا۔ پھر اس نے کہا دیکھو میں اس سے سوال کرتا ہوں اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کی تکذیب کرنا، حالانکہ اگر میں جھوٹ بھی بولتا تب بھی میرے ساتھی میری تکذیب نہ کرتے مگر میں تو خود ہی ایک بڑا معزز رئیس تھا اور جھوٹ بولنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتا تھا اور اس بات سے واقف تھا کہ اگر میں اس وقت جھوٹ بولوں تو میرے ساتھی میری تردید تو نہیں کریں گے مگر اس بات کو یاد رکھیں گے اور پھر دنیا بھر میں کہتے پھریں گے اس لیے میں نے کوئی بات اس سے جھوٹ نہیں کہی۔

ہرقل اور ابوسفیان کا باہمی مکالمہ

ہرقل نے پوچھا جو شخص تم میں نبوت کا دعویٰ کرنے والا پیدا ہوا ہے اس کا حال بیان کرو۔ اب میں نے ارادہ کیا کہ میں محمد کی شان اور بات کو اس کے دل میں اہمیت نہ اختیار کرنے دوں۔ اس لیے میں نے اس سے کہا، آپ اس کی وجہ سے کیوں پریشان ہیں جو بات آپ کو اس کے متعلق معلوم ہوئی ہے اس سے اس کی شان بہت کمتر ہے مگر میں نے دیکھا کہ میرے اس جواب کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوا اور اس نے اسکی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔

پھر ہرقل نے کہا، اچھا صرف ان باتوں کا جواب دو جو ان کے متعلق میں دریافت کروں، میں نے کہا پوچھئے

اس نے کہا ان کا نسب کیسا ہے میں نے کہا وہ نجیب الطرفین ہم میں شریف تر ہیں، اس نے پوچھا کیا اس کے خاندان میں سے کوئی اور بھی نبوت کا مدعی ہے جس کی نقل میں انھوں نے دعویٰ کیا ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا تم پر اسے حکومت حاصل تھی اور پھر تم نے اسے چھین لیا اور اب وہ نبی بن کر پھر حکومت حاصل کرنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے پوچھا بتاؤ اس کے پیرو کون ہیں؟ میں نے کہا کمزور، غریب، نوجوان، بچے اور عورتیں مگر اس کی قوم کے سرداروں اور اشراف میں سے ایک نے بھی اس کی اتباع نہیں کی ہے۔ پھر اس نے پوچھا اچھا بتاؤ جو اس کی تبع ہیں کیا وہ ان کو دل سے چاہتے ہیں اور وفادار ہیں یا پھر برا سمجھ کر اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے کہا آج تک ان کے متبعین میں سے ایک نے بھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اس نے پوچھا اب تمھاری اور ان کی لڑائی کا کیا حال ہے۔ میں نے کہا کبھی وہ ہم پر غالب آ جاتے ہیں اور کبھی ہم ان پر۔ اس نے کہا بتاؤ کیا وہ بدعہد ہیں اور تمام سوالوں میں صرف یہ سوال ایسا تھا کہ مجھے اس کے جواب میں محمدؐ پر طنز کرنے کا موقع تھا۔ میں نے کہا نہیں اب ہمارے ان کے درمیان فی الحال صلح ہے مگر ان کی بدعہدی سے ہم بالکل مطمئن نہیں ہیں۔

ہرقل کے تاثرات

اس جواب پر اس نے کوئی توجہ نہیں دی بلکہ خود ہی یہ تمام واقعہ اس نے دہرایا اور کہا کہ میں نے تم سے ان کا نسب پوچھا تھا تم نے کہا کہ وہ تم میں نہایت ہی شریف اور نجیب الطرفین ہیں اور اللہ کا یہی دستور ہے کہ جب وہ کسی کو نبوت عطا کرتا ہے وہ شخص اپنی قوم میں باعتبار نسب کے شریف تر ہوتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا اس کی قوم میں کوئی اور بھی نبوت کا مدعی ہوا ہے جس کی نقل میں انھوں نے ایسا دعویٰ کیا ہو۔ تم نے کہا نہیں میں نے پوچھا تھا کیا تمھاری حکومت اسے حاصل تھی اور پھر تم نے اسے چھین لیا اور اب وہ اس کے دوبارہ لینے کے لیے انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہو۔ تم نے کہا نہیں۔ ایسا بھی نہیں ہے۔ میں نے پوچھا تھا کہ اس کے ماننے والے کون لوگ ہیں تم نے بیان کیا کہ وہ کمزور، مساکین اور نوجوان اور عورتیں ہیں۔ ہر زمانے میں انبیاء کے متبعین ایسے ہی ہوئے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا ان کے پیرو کاروں سے ان کے جان نثار اور ہمیشہ کے لیے وفادار ہیں یا چندروز میں ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں تم نے کہا کہ ان کے متبعین میں سے آج تک کسی نے بھی ان کی مفارقت اختیار نہیں کی۔ بے شک ایمان کی حلاوت ایسی ہی ہوا کرتی ہے کہ جب وہ دل میں اتر جائے تو پھر نہیں نکلتی۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کیا وہ بدعہدی کرتے ہیں۔ تم نے کہا نہیں۔ لہٰذا اگر تم نے ان کا سچا حال مجھ سے بیان کیا ہے تو وہ ضرور میری اس سلطنت پر جو میرے قدموں کے نیچے ہے، غالب آ جائیں گے۔ کاش میں ان کی خدمت میں ہوتا اور ان کے پاؤں دھوتا، اچھا اب جائیے۔

ابوسفیان کی حسرت اور اظہارِ افسوس

میں کف افسوس ملتا ہوا اس کے پاس سے اٹھ آیا اور اپنے ساتھوں سے کہا اے اللہ کے بندو دیکھتے ہو ابی ابی کبشہ کا اب یہ اثر ہو گیا ہے کہ فرنگی بادشاہ اس ملک شام میں جو ان کی سلطنت میں ہے بیٹھے ہوئے بھی ان سے خوفزدہ ہیں۔

ہرقل کے نام حضورؐ کا خط

دحیہ بن خلیفہ الکلبی کے ذریعے رسولؐ کا حسب ذیل خط قیصر روم کو پہنچا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط محمد رسولؐ کی طرف سے ہرقل قیصر روم کے نام بھیجا جاتا ہے۔ جس نے راہ راست اختیار کی وہ سلامت رہا۔ اما بعد اسلام لاؤ سلامت رہو گے۔ اسلام لے آؤ اللہ تم کو اس کا دو مرتبہ اجر دے گا اور اگر میری اس دعوت سے اعراض کرو گے تو تمھاری اس تمام ناواقف رعایا کی گمراہی کا وبال بھی تم پر ہوگا۔

مذکورہ واقعہ سے متعلق دوسری روایت

اس واقعے کے متعلق ایک دوسری روایت میں اس قدر زائد ہے کہ پھر قیصر نے رسولؐ کے خط کو اپنی دونوں رانوں اور کمر کے درمیان رکھ لیا۔

ابن شہاب الزہری کہتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان کے عہد میں نصاریٰ کے ایک بڑے پادری سے میری ملاقات ہوئی۔ یہ اس وقت موجود تھا جب رسولؐ کا خط ہرقل کے پاس آیا اس نے بیان کیا کہ دحیہؓ بن خلیفۃ الکلبی نے وہ خط ہرقل کو لا کر دیا اس نے اسے اپنی دونوں رانوں اور کمر کے نیچے رکھ لیا اور پھر پوپ کو روم میں اس واقعے کی اطلاع دی۔ یہ پوپ عبرانی انجیل کو پڑھتا اور سمجھتا تھا۔ ہرقل نے اسے رسولؐ کا سارا واقعہ لکھا۔ پوپ نے جواب میں لکھا کہ بیشک یہ شخص وہی نبی برحق ہیں جن کے ہم منتظر تھے، ان کی نبوت میں کوئی شبہ نہیں تم ان کی اتباع کرو اور ان پر ایمان لاؤ۔

ہرقل کی درباریوں کے سامنے تقریر

ہرقل نے تمام امراء کو دربار میں طلب کیا ایک بہت بڑے محل میں دربار منعقد کیا گیا سب کے جمع ہونے کے بعد دروازے بند کر دیئے گئے۔ چونکہ قیصر کو ان کی جان کا خوف تھا وہ ان کے سامنے ایک برآمدے پر ظاہر ہوا۔ اور اس نے کہا کہ میں نے آپ کو ایک نیک بات کے لیے بلایا ہے۔ میرے پاس اس عرب کا خط آیا ہے جس میں اس نے مجھے اپنے دین کی دعوت دی ہے اور بے شک وہی نبیؐ برحق ہے جس کا ہم کو انتظار تھا اور جس کی پیش گوئی ہماری مذہبی کتابوں میں موجود ہے۔ لہٰذا آؤ ہم سب اس کی اتباع کریں اور اس پر ایمان لائیں تاکہ ہماری دنیا اور آخرت بنی رہے۔

اس تقریر پر تمام حاضرین نے انکار کے لیے ایک شور برپا کر دیا اور دربار کے کمرے سے باہر جانے کے لیے دروازوں کی طرف لپکے مگر وہ پہلے سے بند تھے پھر ان کو قیصر نے سامنے بلایا۔ اسے اپنی جان کا ان کی جانب سے خطرہ تھا اس لیے اب اس نے یہ تقریر کی کہ میں نے یہ جو کچھ گفتگو ابھی آپ سے کی ہے اس کا مطلب صرف اس بات کا امتحان لینا تھا کہ آپ اپنے دین پر کسی مضبوطی سے قائم ہیں اور اس امتحان کی اس جدید واقعے کے پیش آجانے کے کی وجہ سے ضرورت ہوئی مگر اب مجھے آپ کے راسخ ایمان کو دیکھ کر بہت مسرت ہوئی۔ اس کے سننے کے بعد تمام درباری بادشاہ کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ اب محل کے دروازے کھول دئے گئے اور وہ سب چلے گئے۔

دوسری روایت ہے کہ خط ملنے کے بعد ہرقل نے دحیہؓ سے یہ بھی کہا کہ میں جانتا ہوں کہ تمھارے صاحب نبیؐ برحق ہیں یہی وہ نبی ہیں جن کے ہم منتظر تھے اور جن کا ذکر ہماری مذہبی کتابوں میں موجود ہے۔ مگر مجھے رومیوں سے اپنی جان کا خوف ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو میں ضرور ان کی اتباع کر لیتا۔ اب مناسب یہ ہے کہ تم ضغاطر پادری کے پاس جاؤ اس سے اپنے صاحب کا حال بیان کرو، تمام رومیوں میں اس کی شان اور عزت مجھ سے زیادہ ہے۔ اور اسکی بات کا سب پر مجھ سے کہیں زیادہ اثر ہے دیکھو وہ اس معاملے میں کیا کہتا ہے

ضغاطر پادری کے تاثرات اور قوم کا ردعمل

دحیہؓ ضغاطر کے پاس آئے رسولؐ نے جس غرض سے اور جس دعوت کے لیے ان کو ہرقل کے پاس بھیجا تھا وہ اس سے بیان کی۔ ضغاطر نے کہا بے شک تمہارے صاحب نبیؐ برحق ہیں ہم ان کی تعریف سے پہچان گئے ان کا نام ہماری کتابوں میں ہے، اس کے بعد ضغاطر اندر گیا وہاں اس نے اپنا سیاہ لباس جسے اتار کر سفید کپڑے پہنے اور پھر اپنا عصا ہاتھ میں لے کر رومیوں کے سامنے میں آیا اور ان سے کہا کہ ہمارے پاس احمدؐ کے پاس سے خط آیا جس میں انھوں نے ہمیں اللہ عزوجل کی دعوت دی ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ أن لا اله الا الله وان احمد عبده ورسوله یہ سنتے ہی تمام حاضرین ایک جان ہو کر اس پر حملہ آور ہوئے اور وہیں ضغاطر کو شہید کر دیا۔ اس واقعے کے بعد دحیہ ہرقل کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا، ہرقل نے کہا میں نے پہلے ہی تم سے یہ بات کہہ دی تھی کہ ہمیں ان کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ ضغاطر کا ان پر مجھ سے کہیں زیادہ اثر تھا اور وہ اس کی مجھ سے کہیں زیادہ تعظیم کرتے تھے مگر تم نے دیکھ لیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔

مذکورہ واقعہ سے متعلق تیسری روایت

اس واقعے کے متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ رسولؐ کے خط کے بعد جب ہرقل شام سے قسطنطنیہ واپس ہونے لگا اس نے تمام رومیوں کو بلا کر ان سے کہا کہ میں چند باتیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں ان پر غور کرو۔ انھوں نے کہا بیان کیجئے۔ ہرقل نے کہا تم خود جانتے ہو کہ یہ شخص نبی مرسل ہے جس کا ذکر خود ہماری کتابوں میں موجود ہے اور اب جو صفت اس کی بیان کی گئی ہے اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ یہی وہ نبیؐ ہے جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا آؤ ہم سب مل کر اس کی اتباع کر لیں تا کہ ہماری دنیا اور آخرت محفوظ رہے۔ انھوں نے کہا اس کے یہ معنی ہوئے کہ ہم عربوں کے ماتحت ہو جائیں۔ حالانکہ دنیا میں سب سے بڑی سلطنت ہماری ہے۔ اور سب سے بڑی قوم ہم ہیں اور ہمارا ملک سب سے بہتر ہے۔ ہرقل نے کہا اچھا تو اس بات کو قبول کرو کہ ہم ہر سال ان کو جزیہ دے دیا کریں تا کہ پھر ہمیں ان کی قوت کا کوئی اندیشہ نہ رہے اور ان سے لڑنا نہ پڑے۔ حاضرین نے کہا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم عربوں کے مقابلے میں یہ ذلت گوارا کر لیں کہ وہ ہم سے خراج وصول کیا کریں۔ اور ہمارا ملک نہایت ہی محفوظ ہے ہم ہرگز اس بات کو نہ مانیں گے۔ ہرقل نے کہا اچھا تو آؤ ہم سوریا کا علاقہ دے کر ان سے صلح کر لیں اور شام وہ ہمارے قبضے میں رہنے دیں (رومی فلسطین، اردن، حمص اور دمشق کے علاقے کو جو درے کے اس طرف واقع تھا سوریا کہتے تھے اور درے کے اس طرف روم سے ملحقہ علاقے کو شام کہتے تھے) اس تجویز پر حاضرین دربار نے کہا آپ جانتے ہیں کہ سوریا شام کے لیے بمنزلہ ناف کے ہے ہم وہ کس طرح دے دیں ہم اس کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ اس طرح جب رومیوں نے ہرقل کی ہر بات رد کر دی تو اس نے کہا تو اب تم دیکھ لو گے کہ تم ان کے مقابلے میں مفتوح ہو گئے اور خود اپنے دارالسلطنت میں تم کو محصور ہو کر مقابلہ کرنا پڑے گا۔ یہ کہہ کر وہ خچر پر سوار ہو کر چل دیا اور جب درے پر پہنچ کر اسے شام کا ملک نظر آیا اس نے کہا اے سوریا میں اب ہمیشہ کے لیے تجھے خیر باد کہتا ہوں اور سیدھا قسطنطنیہ چلا گیا۔

بادشاہ دمشق کے نام خط

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسولؐ نے بنی اسد بن خزیمہ کے شجاع بن وہب کو منذر بن الحارث بن ابی شمر الغسانی

دمشق کے بادشاہ کے پاس بھیجا۔ واقدی کے بیان کے مطابق آپ نے یہ خط شجاع کے ذریعے اسے ارسال کیا تھا۔ اس پر سلامتی ہو جس نے راہ راست کی اتباع کی اور اسے تسلیم کیا میں تم کو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔ تمھاری ریاست تمھارے قبضے میں رہے گی۔ شجاع اس خط کو منذر کے پاس لائے اور پڑھ کر سنایا۔ اس نے کہا وہ کون ہے، جو میری ریاست مجھ سے چھین سکتا ہے میں اس کا مقابلہ کروں گا۔ رسولؐ نے یہ جواب سن کر فرمایا ''اس کی ریاست برباد ہوئی''

نجاشی کے نام خط

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ رسولؐ نے عمرو بن امیہ الضمری کو جعفر بن ابی طالب کی امارت میں اپنے صحابہ کے ساتھ نجاشی کے پاس اپنا یہ خط دے کر بھیجا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط محمدؐ کی جانب سے حبشہ کے بادشاہ نجاشی الاصحم کے نام ارسال کیا جاتا ہے، تم محفوظ ہو، میں تمھارے سامنے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو تمام کائنات کا حاکم ہے، پاک ہے، امان ہے اور امان دینے والا مقتدر ہے، اور شہادت دیتا ہوں کہ عیسٰی بن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ تھے۔ جسے اس نے نیک، پاک اور عفیفہ مریم کے بطن میں ڈال اور عیسیٰ بطن مریم میں حمل کی شکل میں جلوہ افروز ہوئے اللہ نے ان کو اپنی روح اور خون سے اسی طرح پیدا کیا جس طرح اس نے آدم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور پھر اس میں جان پھونکی۔ میں تم کو اس اللہ کی دعوت دیتا ہوں جو صرف ایک ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اس پر ایمان لاؤ اس کی فرمانبرداری میں میرا ساتھ دو، میری پیروی کرو اور میری رسالت کو مانو کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے اپنے چچازاد بھائی جعفر کو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ تمھارے پاس بھیجا ہے۔ جب یہ تمھارے پاس پہنچیں تو تم ان کی تواضع کرنا اور حکومت کے تکبر کو ترک کر دینا میں تم کو اور تمھاری رعایا کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے اللہ کا پیام خلوص کے ساتھ تم کو پہنچا دیا تم میری اس نصیحت کو قبول کرو، اس پر سلامتی رہے جس نے راہ راست کی اتباع کی۔

نجاشی کا جواب

اس کے جواب میں نجاشی نے رسولؐ کو لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ عریضہ نجاشی الاصحم بن ابجر کی جانب سے محمدؐ کے نام ارسال ہے۔ اے اللہ کے نبیؐ آپ پر سلامتی ہو اور اس اللہ کی رحمت اور برکات آپ پر نازل ہوں، جو بلا شرکت ایک ہے اور جس نے مجھے اسلام کی ہدایت کی ہے۔ اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے جناب کا خط موصول ہوا جس میں آپ نے عیسٰی کا ذکر کیا ہے، آسمان و زمین کے پروردگار کی قسم آپ نے عیسٰی کے متعلق جو کچھ لکھا ہے خود انھوں نے بھی اس پر ایک حرف زائد نہیں

کیا اور نہ کہا۔ میں آپ کی رسالت کا معترف ہوں۔ میں نے آپ کے چچازاد بھائی اوران کے ساتھیوں کو اپنا مہمان بنایا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور دوسرے انبیاء کے مصدق ہیں۔ میں نے آپ کے لیے آپ کے چچازاد بھائی کی بیعت کرلی اوران کے ہاتھ پر اللہ رب العالمین کے لیے اسلام لایا ہوں میں اپنے بیٹے ارما بن الاصحم بن ابجر کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں کیونکہ میں صرف اپنے نفس کا مالک ہوں اور اگر آپ کی یہی خوشی ہو کہ میں خود حاضر ہوں تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کا ارشاد برحق ہے، والسلام علیک یارسول اللہ

نجاشی نے اپنے بیٹے کو ساٹھ آدمیوں کے ساتھ ایک کشتی میں حجاز روانہ کیا مگر وہ کشتی تمام مسافروں سمیت سمندر میں غرق ہوگئی۔

حضور ﷺ کا ام حبیبہ سے نکاح

رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کو لکھا کہ ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی میرے ساتھ شادی کردو اوران کو ان مسلمانوں کے ساتھ جو تمھارے یہاں ہوں میرے پاس بھیج دو نجاشی نے رسولؐ کے اس پیام کو اپنی لونڈی ابرہ کے ذریعے ام حبیبہ کو پہنچایا وہ اس پیام سے بہت خوش ہوئیں اور اس خوشی میں انھوں نے اسے اپنی اپنے پازیب دے دیئے۔ اور کہا کہ کسی کو اس کام کے لیے میرا وکیل بنادو، ابرہ نے خالد بن سعید بن العاص کو ان کا وکیل مقرر کردیا اور انھوں نے ام حبیبہ کا نکاح کردیا۔ نجاشی نے رسولؐ کی جانب سے پیام دیا۔ خالد نے اسے ام حبیبہ کی طرف سے قبول کرکے ان کا نکاح کردیا۔ نجاشی نے چارسو دینار بطور مہر خالد بن سعید کو دیئے۔ انھوں نے وہ ام حبیبہ کولا کردیئے۔ جب ابرہ یہ رقم لائی ام حبیبہ نے اس میں سے پچاسی مثقال اسے دیئے اور کہا کہ جب میرے پاس کچھ نہ تھا تب تھی میں اتنا سونا تم کو دینے والی تھی اب اللہ عزوجل نے خود ہی یہ رقم بھیج دی۔ ابرہ نے کہا بادشاہ نے مجھے ممانعت کردی ہے کہ اس میں سے کچھ نہ لوں اور جو کچھ میں نے پہلے آپ سے لیا ہے وہ بھی واپس کردوں۔ چنانچہ اس نے زیور واپس کردیا۔ اور کہا کہ میں تو شاہی توشہ خانہ کی نگران ہوں میں محمد رسولؐ کی تصدیق کرکے ان پر ایمان لائی میں آپ سے صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ میرا رسولؐ سے سلام کہہ دیں۔ ام حبیبہ نے اس کا وعدہ کرلیا۔ ابرہ نے کہا علاوہ ازیں بادشاہ نے اپنی تمام بیویوں سے کہا ہے کہ جس قدر عود اور عنبران کے پاس ہو وہ آپ کو بھیج دیں۔ رسولؐ ام حبیبہ کے پاس عود جلتا ہوا اوران کو عنبر ملے ہوئے دیکھتے تھے مگر آپ نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔

ام حبیبہ فرماتی ہیں کہ ہم دو کشتیوں میں سوار ہوکر حبشہ سے حجاز روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے ملاحوں کو ہمارے ساتھ کردیا تھا ہم جاڑے اور پھر خشکی کے سواریوں پر بیٹھ کر مدینہ منورہ پہنچے۔ رسولؐ اس وقت خیبر میں تھے اکثر صحابہ ساتھ تھے، میں مدینے میں ٹھہر گئی جب آپ آئے تو میں خدمت میں حاضر ہوئی آپ مجھ سے نجاشی کے حالات پوچھتے رہے میں نے ابرہ کا سلام کہا آپ نے اس کا جواب دیا۔

جب ابوسفیان کو معلوم ہوا کہ رسولؐ نے ام حبیبہ سے نکاح کرلیا ہے، اس نے کہا کہ یہ وہ نر ہے کہ جس کی ناک میں نکیل نہیں ڈالی جاسکتی۔

کسریٰ کے نام خط اور اس کا ردعمل

اس سال رسولؐ نے عبداللہ بن حذافہ السہمی کے ہاتھ یہ خط کسریٰ کے نام ارسال کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط محمدؐ کی جانب سے فارس کے بادشاہ کسریٰ کے نام بھیجا جاتا ہے۔ سلامتی ہو اس پر جس نے راہ راست کی اتباع کی، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور اس بات کی شہادت دی کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں جو تمام اہل عالم کے مبعوث کیے گئے ہیں تاکہ وہ جو زندہ ہیں ان کو آخرت سے ڈرائیں اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے اور اگر اس سے انکار کرو گے تمام مجوسیوں کا وبال تم پر ہوگا۔''

کسریٰ نے رسول ﷺ کا خط ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ آپ نے فرمایا اس کا ملک بھی پارہ پارہ کر دیا جائے گا۔

یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ رسولؐ نے عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم کو فارس کے بادشاہ کسریٰ کے پاس اپنا یہ خط دے کر بھیجا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط محمدؐ کی طرف سے فارس کے فرمانروا کسریٰ کے نام بھیجا جاتا ہے۔ اس پر سلامتی ہو جس نے راہ راست کی اتباع کی، اللہ اور اسکے رسولؐ پر ایمان لایا اور جس نے اس بات کی شہادت دی **لا الٰہ الا اللہ وحدہ ولا شریک لہ وان محمد عبدہ ورسولہ** میں تم کو اللہ کا پیام پہنچاتا ہوں اور اس کے لیے دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں اللہ کا یہ رسول ہوں تمام اہل عالم کے لیے تاکہ جو زندہ ہیں ان کو متنبہ کر دوں اور جو اس سے انکار کریں ان کے خلاف حجت قائم ہو جائے، اسلام قبول کرو بچ جاؤ گے اگر تم نے نہ مانا تو پھر تمھاری تمام قوم مجوس کا وبال تمھارے ذمہ ہوگا۔

خط پڑھ کر کسریٰ نے اسے پارہ پارہ کر دیا اور کہا یہ شخص میری رعایا ہو کر مجھے خط لکھتا ہے۔

کسریٰ کی طرف سے حضورؐ کی گرفتاری کا حکم

عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رسولؐ کے خط کو لے کر کسریٰ کے پاس گئے۔ کسریٰ نے خط پڑھ کر اسے پارہ پارہ کر دیا جب آپ کو اس کی اس حرکت کی اطلاع ہوئی آپ نے فرمایا ''اسی طرح اسی کی حکومت کے پرزے ہو جائیں گے''۔

یزید بن ابی حبیب کی روایت کے مطابق، اس کے بعد کسریٰ نے اپنے ماتحت یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ تم دو بہادر آدمی حجاز بھیجو تاکہ وہ اس شخص کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے حسب الحکم اپنے داروغہ بابویہ کو جو کاتب اور ایرانی طریقہ حساب کا ماہر تھا اور اسکے ساتھ ایک دوسرے ایرانی خسرہ کو اس غرض سے مدینے بھیجا اور ان کے ہاتھ رسولؐ کو یہ خط بھیجا کہ ان کے ساتھ کسریٰ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ باذان نے بابویہ سے زبانی یہ کہا کہ تم اس شخص کے شہر میں جاؤ ان سے گفتگو کرو اور ان کا صحیح حال پر مجھ سے آ کر بیان کرو۔ یہ دونوں ایرانی یمن سے چل کر طائف آئے اس کے مقام نخب میں ان کو کچھ قریش ملے انھوں نے ان سے رسولؐ کا پتہ پوچھا انھوں نے کہا وہ مدینہ منورہ میں

ہیں۔ وہ قریش ان ایرانیوں کو دیکھ کر اور ان کے آنے کی غرض معلوم کر کے بہت خوش ہوئے، انھوں نے اس واقعہ کو ایک دوسرے کے سامنے خوشخبری کے طور پر بیان کیا اور کہنے لگے اب شہنشاہ کسریٰ نے اسے اپنی نظر میں لے لیا ہے اب وہ اسکی خبر لے لے گا۔

دونوں ایرانی وہاں سے چل کر رسولؐ کے پاس آئے بابویہ نے آپ سے گفتگو کی اور کہا کہ بادشاہوں کے بادشاہ شہنشاہ کسریٰ نے باذان کو لکھا ہے کہ تم کسی کو ان کے پاس بھیجو اس نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ میرے ساتھ چلیں اگر آپ چلتے ہیں تو باذان ایران کے شہنشاہ کو آپ کی سفارش لکھیں گے تاکہ وہ آپ سے درگزر کر کے معافی دے دیں اور اگر آپ اس کے حکم سے سرتابی کریں گے تو آپ اس سے واقف ہیں وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا اور آپ کے ملک کو برباد کر دے گا۔

کسریٰ حکومت کا خاتمہ

یہ دونوں آپ کی خدمت میں اس شکل میں حاضر ہوئے تھے کہ داڑھی صاف اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں آپ نے ناپسندیدگی کی وجہ سے پہلے تو ان کی طرف نظر ہی نہیں کی مگر پھر ان کی طرف دیکھا تو فرمایا یہ کیا شکل ہے کس نے اس کا حکم دیا ہے انھوں نے کہا ہمارے پروردگار نے جس سے ان کی مراد کسریٰ تھی۔ رسولؐ نے فرمایا مگر میرے رب نے مجھے داڑھی چھوڑنے اور مونچھیں ترشوانے کا حکم دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان سے کہا اچھا آج تو جاؤ کل پھر آنا، اس کے بعد ہی رسول کو بذریعہ وحی یہ خبر ملی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا اور شیرویہ نے فلاں ماہ اور فلاں رات اپنے باپ کسریٰ پر قابو پا کر اسے قتل کر دیا ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ شیرویہ نے اپنے باپ کسریٰ کو جمادی الاولیٰ ۷ ہجری کی تیرہویں شب میں رات کے آخری حصہ میں قتل کیا تھا۔

دوسرے دن آپ نے ان دونوں ایرانیوں کو بلا کر اس واقعے کی اطلاع دی۔ انھوں نے کہا جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں اس کے بارے میں آپ ہی بہتر جانتے ہیں ہم نے جو بات آپ سے کہی ہے وہ آپ کے اس دعویٰ کے مقابلے میں معمولی ہے کیا ہم اپنے رئیس کو یہ بات آپ کی طرف سے لکھ دیں۔ رسولؐ نے فرمایا ہاں یہ اس سے کہہ دو اور یہ بھی آپ کی طرف سے لکھ دیں۔ رسولؐ نے فرمایا ہاں یہ اس سے کہہ دو اور یہ بھی کہو کہ میرا دین اور میری حکومت بہت جلد کسریٰ کی تمام سلطنت میں پھیل جائے گی اور وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اونٹ اور گھوڑے جاتے ہیں اور کہہ دو اگر تم اسلام لے آؤ تو جو ملک تمھارے تحت ہے اور ابناء کی جو ریاست اس وقت تم کو حاصل ہے۔ وہ بدستور تمھارے پاس رہے گی۔ اس کے بعد آپ نے خرخسرہ کو ایک بگلوس عطا فرمایا جس میں سونا اور چاندی لگا ہوا تھا یہ بگلوس آپ کو کسی رئیس نے تحفے میں بھیجا تھا۔

یمن کے گورنر باذان کا قبول اسلام

یہ دونوں آپ سے رخصت ہو کر باذان کے پاس آئے اور اسے پورا واقعہ سنایا۔ باذان نے کہا اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحب دنیاوی بادشاہ نہیں ہیں بلکہ نبی ہیں جیسا کہ ان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے جو کچھ انھوں نے کہا ہے ہم اس کے وقوع کا انتظار کرتے ہیں اگر یہ بات سچ نکلی تو پھر ان کے نبی مرسل ہونے میں کچھ شبہ ہی نہیں اور اگر یہ بات سچ ثابت نہ ہوئی تو پھر ہم اس معاملے پر مزید غور کریں گے کہ کیا کریں، اس خبر کے کچھ عرصے کے بعد شیرویہ

کا خط باذان کے نام آیا جس میں لکھا تھا کہ میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے اور اس طرح میں نے اپنی قوم ایرانیوں کا انتقام لیا ہے جن کو وہ بے دریغ ان کے گھروں میں قتل اور سنگسار کرتا تھا، جب تم کو میرا یہ خط ملے تو تم اپنے یہاں کے لوگوں سے میرے لئے اطاعت کا حلف لو اور جس شخص کے بارے میں کسریٰ نے تم کو لکھا تھا اب اس سے فی الحال کوئی تعرض نہ کرو میرے آئندہ حکم کا انتظار کرو۔

اس خط کو پڑھ کر باذان نے کہا کہ بخدا یہ صاحب سچے رسولؐ ہیں اب وہ اور اس کے ساتھ جس قدر امراء زادے یمن میں موجود تھے سب اسلام لے آئے حمیر خرخسرہ کو اسی بگلوس کی وجہ سے جو رسول اللہؐ نے ان کو دیا تھا، ذوالمعجزہ کہتے تھے، ان کی زبان میں معجزہ بگلوس کو کہتے ہیں، اب تک ان کی اولاد ان کو اسی نسبت سے یاد کرتی ہے، بابویہ نے باذان سے یہ کہا کہ میں نے زندگی میں ایسا بارعب شخص نہیں دیکھا جیسا کہ یہ (محمدؐ) ہیں، باذان نے پوچھا کیا ان کے پاس پہرے دار سپاہی ہیں اس نے کہا نہیں۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال رسول اللہؐ نے مقوقس کو خط لکھا جس میں اسے اسلام کی دعوت دی مگر وہ مسلمان نہیں ہوا۔

غزوۂ الحدیبیہ سے مدینے واپس آ کر رسول اللہؐ نے ذی الحجہ اور محرم کا کچھ حصہ وہیں قیام فرمایا، اس سال حج مشرکین کے انتظام میں ہوا۔

آغاز ۷ ہجری

غزوہ خیبر

خیبر کا سفر اور آنحضرت ﷺ کی جنگی حکمت عملی

۷ ہجری کے ماہ محرم میں رسول اللہ خیبر روانہ ہوئے، اس موقع پر آپ نے اسباع بن عرفطۃ الغفاری کو مدینے پر اپنا نائب مقرر کیا آپ اپنی فوج کے ساتھ رجیع نامی وادی میں اس ارادے سے ٹھہرے کہ خیبر اور غطفان کے درمیان وہ اہل خیبر کی مدد نہ کر سکیں کیونکہ وہ آپ کے مقابلے میں اہل خیبر کے مددگار تھے غطفان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہؐ نے خیبر پر چڑھائی کی ہے وہ جمع ہو کر آپ کے برخلاف یہودیوں کی مدد کے لئے چلے ابھی ایک ہی منزل گئے تھے کہ انہوں نے اپنے پیچھے اپنے املاک اور اہل وعیال میں بے چینی محسوس کی ان کو خیال ہوا کہ دشمن ادھر بڑھ گیا ہے وہ الٹے پاؤں پلٹ گئے اور اپنے اہل وعیال اور املاک کی مقیم ہو گئے اس طرح انہوں نے رسول اللہؐ اور خیبر کے درمیان میدان صاف کر دیا آپ نے ان کے املاک پر قبضہ کرنے سے ابتدا کی ایک ایک جائداد کو اپنے قبضے میں لانا شروع کیا۔

مختلف قلعوں کی فتوحات

سب سے پہلے حصن ناعم فتح ہوا اسی کے پاس محمودؓ بن مسلمہ ایک چکی سے جو قلعے سے ان پر پھینکی گئی تھی شہید ہوئے تھے، اس کے بعد آپ نے قموص اور ابن ابی الحقیق کے قلعے فتح کئے ان میں آپ کو بہت سے غلام اور باندیاں ملیں جن میں صفیہ بنت حیی بن اخطب، کنانہ بن الربیع بن ابی حقیق کی بیوی بھی اپنی دو چچازاد بہنوں کے

ساتھ ہاتھ آئی آپ نے اسے اپنے لئے مخصوص فرمالیا، دحیہؓ الکلبی نے ان کو مانگا تھا مگر جب آپ نے ان کو اپنے لئے منتخب فرمایا تو ان کی دونوں چچازاد بہنیں دحیہ کو عطا کر دیں، خیبر کے بقیہ تمام غلام اور باندیاں مسلمانوں میں تقسیم کر دئے گئے۔

ایک اسلمی بیان کرتے ہیں کہ اس قبیلے کے بنی اسہم رسول اللہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ ہماری معاشی حالت بہت خراب ہے اور ہمارے پاس کچھ نہیں رہا مگر اس وقت آپ کے پاس کچھ نہ رہا تھا کہ آپ ان کو عطا کرتے آپ نے ان کے لئے دعا کی کہ اے اللہ تو ان کی حالت سے واقف ہے ان میں کچھ نہیں رہا اور میرے پاس بھی کچھ نہیں ہے کہ میں ان کو دوں تو ان کے ہاتھ پر یہودیوں کے بڑے اور مال دار قلعے کو مسخر کرا دے، دوسرے دن صبح سویرے پھر حملہ ہوا اللہ نے حسب بن معاذ کا قلعہ جس سے زیادہ خائر خوار کسی اور قلعے میں نہ تھے ان کے ہاتھ پر فتح کرا دیا۔

آخر میں فتح ہونے والے قلعے

جب اور تمام قلعے رسول ﷺ نے فتح کر لئے یہودی سمٹ کر اپنے قلعے وطیح اور سلالم میں جمع ہو گئے، سب سے آخر میں یہی قلعہ فتح ہوا، رسول ﷺ نے بارہ تیرہ راتوں میں ان محصور کر لیا۔

مرحب کا مسلح ہو کر ظاہر ہوتا اور حضرت محمد بن مسلمہ کا مقابلہ

جابر بن عبداللہ الانصاری سے مروی ہے کہ مرحب پوری طرح مسلح ہو کر ان قلعوں سے یہ رجز پڑھتا ہوا نکلا

قد علمت خیبرانی مرحب
شاکی السلاح بطل مجرب
اطعن احیانا و حینا اضرب
اذا اللیوث اقبلت تحرب
کان حمای للحمی لا یقرب

(ترجمہ) تمام خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، مسلح، دلاور، جنگ آزمودہ کبھی نیزہ چلاتا ہوں اور کبھی تلوار جبکہ دلاور جنگ کے لئے آمنے سامنے آتے ہیں، میرے چراگاہ سے متصل کسی اور کی چراگاہ نہیں ہوتی۔

اس نے کہا کوئی ہے جو مقابلے پر آئے رسول ﷺ نے صحابہؓ سے کہا کون اس کے مقابلے پر جاتا ہے محمد بن مسلمہ نے کہا چونکہ یہودیوں نے کل ہی میرے بھائی کو قتل کر دیا ہے میں جوش انتقام سے بھرا ہوا ہوں میں اس کے مقابلے پر جاتا ہوں آپ نے فرمایا جاؤ اللہ اس کے مقابلے میں تمہارے مدد کرے، جب یہ دونوں قریب آئے ایک عمر یہ جھاڑ ان کے درمیان حائل ہو گیا، یہ دونوں اپنے حریف سے اس کی آڑ لینے لگے جو اس کی آڑ لیتا وہ اپنی تلوار سے اپنے سامنے کی شاخیں قطع کر دیتا یہاں تک کہ پورا درخت دونوں کے درمیان انسان کی طرح ننگا کھڑا رہ گیا کوئی شاخ اس پر نہ رہی مرحب نے محمدؓ پر تلوار ماری انہوں نے اسے اپنی ڈھال پر روکا تلوار اس میں پیوست ہو گئی اور اس میں دندانے پڑ گئے اس سے مرحب دنگ رہ گیا کہ اب محمدؓ نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ مرحب کے بعد اس کا بھائی یا

سر یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

قد علمت خیبر انی یاسر
شاک السلاح بطل مغاور
اذا اللیوث اقبلت تباور
واحجمت من صولتی المغاور
ان حمای فیہ موت حاضر

(ترجمہ) تمام خیبر جانتا ہے کہ میں یاسر ہوں مسلح، دلاور، در جری ہوں جبکہ لڑائی میں بہادر لڑنے آتے ہیں اور مجھ پر حملہ کرنے سے بڑے جری بھی ٹھٹک جاتے ہیں میرے میدان میں موت حاضر ہے جو آنے گا مارا جائے گا۔

زبیرؓ بن العوام اس کے مقابلے پر چلے ان کی ماں صفیہ بنت عبدالطلب نے کہا یا رسول اللہ گیا میرا بیٹا ہی مارا جائے گا آپ نے فرمایا بلکہ انشاءاللہ تمھارا بیٹا اسے قتل کردے گا زبیرؓ یہ رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے۔

قد علمت خیبر انی زبار
قرم لقوم غیر نکس فرار
ابن حماۃ المجد وابن الاخیار
یاسر لا یغررک جمع الکفار
مجمعهم مثل سراب الجرار

(ترجمہ) تمام خیبر جانتا ہے کہ میں زبیر ہوں نہ نکما ہوں اور نہ بھاگنے والا میں شرفا اور بزرگوں کی اولاد ہوں، یاسر تجھے کافروں کی جمعیت دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ انکی مثال بہت جلد غائب ہو جانے والے سراب کی ہے۔

اس کے بعد دونوں میں مقابلہ ہوا زبیرؓ نے اسے قتل کر دیا۔

بریدہؓ الاسلمی سے مروی ہے کہ اہل خیبر کے قلعے کے سامنے آ کر رسول اللہؐ نے اپنا جھنڈا عمرؓ بن الخطاب کو دیا کچھ لوگ ان کے ساتھ ہو کر قلعے پر حملہ آور ہوئے اہل خیبر نے ان کا مقابلہ کیا حضرت عمرؓ اور ان کے ساتھی پسپا ہو کر رسول اللہؐ کے پاس لوٹ آئے عمرؓ کے ساتھی ان کو اور عمرؓ ان کو بزدل ٹھہرانے لگے۔

حضرت علیؓ اور مرحب کا مقابلہ

رسول ﷺ نے فرمایا میں کل ایسے شخص کو علم دونگا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہے، دوسرے دن ابو بکرؓ اور عمرؓ نے جھنڈا لینے کے لئے ہاتھ پھیلایا آپ نے علیؓ کو بلایا ان کو آشوب چشم تھا آپ نے ان کی آنکھوں پر اپنا تھوک لگا دیا اور اپنا جھنڈا ان کو دیا بہت سے لوگ ان کے ساتھ حملہ کرنے کیلئے چلے اہل خیبر مقابلے پر آئے اس وقت مرحب یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب
شاکی السلاح بطل مجرب
اطعن احیانا وحینا اضرب
اذا اللیوث اقبلت تلھب

(ترجمہ) خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، مسلح ہوں، دلاور ہوں، جنگ آزمودہ ہوں کبھی نیزہ بازی کرتا ہوں اور کبھی شمشیرزنی کرتا ہوں جبکہ مردان دلاور جوش میں بھرے ہوئے لڑنے آتے ہیں۔

حضرت علیؓ نے اور اس نے ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا علیؓ نے اسکے سر پر ایسا زبردست ہاتھ مارا کہ تلوار سر کو کاٹتی ہوئی ڈاڑھوں تک اتر گئی اور ان کی ضرب کی آواز مسلمانوں کی قیام گاہ والوں نے ابھی تمام آدمی بھی ان کے پاس نہ پہنچنے پائے تھے اللہ تعالیٰ نے علیؓ اور ان کے ساتھیوں کو فتح عطا کی۔

دوسرے سلسلے سے بریدہؓ سے مروی ہے کہ بسا اوقات رسول ﷺ کو درد سر ہو جاتا تھا اس کی وجہ سے وہ کبھی ایک دن اور کبھی دو دن تک باہر تشریف نہ لاتے تھے چنانچہ خیبر آ کر آپ کے سر میں درد ہوا اور آپ برآمد نہ ہوئے، ابوبکرؓ نے آپ کے جھنڈے کو لیا، حملہ آور ہوئے اور نہایت شدید لڑائی کے بعد پلٹ آئے، پھر عمرؓ نے جھنڈا لیا، حملہ کیا اور اس مرتبہ پہلی مرتبہ سے بہت زیادہ شدید لڑائی ہوئی مگر وہ بھی فتح حاصل کئے پلٹ آئے، رسول ﷺ کو اسکی اطلاع دی گئی آپ نے فرمایا میں کل یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول اسے چاہتے ہیں وہ بزور شمشیر قلعہ فتح کرے گا۔

حضرت علیؓ اس وقت وہاں موجود نہ تھے اس وجہ سے قریش کے ہر فرد کی یہ امید تھی کہ شاید اسی کو علم دیا جائے دوسری صبح علیؓ اپنے اونٹ پر سوار رسول ﷺ کے قیام گاہ میں آئے اور آپ کے خیمے کے قریب آ کر انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا، ان کی آنکھیں دکھ رہی تھی، قطری کپڑے کی پٹی آنکھوں پر بندھی تھی، رسول ﷺ نے فرمایا قریب آؤ علیؓ آپ کے سامنے گئے پھر آپ نے ان کو اپنا علم دیا اس کا ساتھ بہت سے صحابہؓ انکے ساتھ ہوئے علیؓ نے اس وقت ایک ارغوانی سرخ حلہ پہن رکھا تھا جس کے استر کو انہوں نے باہر کر رکھا تھا، یہ خیبر کے شہر آئے مرحب قلعید رئیس یمانی زرد رنگ کا خود پہنے اس پر انڈے کے برابر ایک قیمتی ترشے ہوئے ہیرے کی کلغی لگائے یہ رجز پڑھتا ہوا میدان میں نکلا۔

قد علمت خیبر انی مرحب
شاکی السلاح بطل مجرب

ترجمہ: خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں مسلح ہوں دلاور ہوں جنگ آزمودہ ہوں۔

علیؓ نے اس کے جواب میں کہا

انا الذی سمتنی امی حیدرہ
اکیل بالسیف کیل السندرہ
لیث بغابات شدید قسورۃ

ترجمہ: میں وہ ہوں کہ میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے، میں تلوار سے
تمھاری اس طرح قطع برید کروں گا جس طرح آگ کا درخت کاٹا جاتا ہے
میں نہایت ہی تند خو اور بہادر شیر ہوں۔

دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیے مگر علیؓ کا وار پہلے ہوا جس سے تلوار خود اور سر کو کاٹی ہوئی مرحب کی داڑھوں تک اتر گئی اور شہر پر قبضہ کر لیا گیا۔

رسول ﷺ کے غلام ابو رافع سے مروی ہے کہ جب رسولؐ نے علیؓ کو اپنا علم دے کر لڑنے کے لیے بھیجا ہم بھی ان کے ساتھ ہوئے جب وہ قلعے کے قریب پہنچے اہل قلعہ مقابلے کے لیے برآمد ہوئے۔ علیؓ ان سے لڑنے لگے ایک یہودی نے ان پر تلوار ماری جس سے ان کی ڈھال ہاتھ سے گر پڑی، علیؓ نے قلعے کے پاس دروازہ کو اٹھا لیا اور سے ڈھال کا کام لینے لگے وہ اسے اٹھائے برابر لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان فتح دی تب انھوں نے اسے ڈال دیا۔ لڑائی سے فارغ ہو کر ہم آٹھ آدمیوں نے جن میں مَیں بھی شامل تھا اس بات کے لیے اپنا پورا زور خرچ کر دیا کہ اسے واپس لوٹائیں مگر ہم ایسا نہ کر سکے۔

حضرت صفیہ سے حضور ﷺ کا نکاح

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب ابن ابی الحقیق کے قموس نامی محل کو رسول ﷺ نے فتح کر لیا تو صفیہ بنت حیی بن اخطب ایک دوسری عورت کے ساتھ رسول ﷺ کی خدمت میں گرفتار کر کے لائی گئی۔ ان کے لانے والے بلالؓ انھیں یہودیوں کے مقتولین کے پاس سے لے کر گزرے ان کو دیکھ کر صفیہ کی سہیلی نے ایک چیخ ماری، اپنا منہ پیٹا اور سر پر خاک ڈال لی۔ رسول ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا اس شیطان کو میرے پاس سے ہٹا دو، صفیہ کے متعلق آپ نے حکم دیا کہ ان کو حفاظت میں لے لیا جائے۔ ان پر چادر ڈال دی گئی جس سے مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کو آپ نے اپنے لیے انتخاب فرمایا ہے، نیز اس یہودیہ کے واقعے پر آپ نے بلالؓ سے فرمایا کیا رحم تم سے سلب ہو گیا تھا، جو تم ان دونوں عورتوں کو ان کے مقتول مردوں کے پاس سے لے کر گزرے۔

اس سے پہلے صفیہ نے جب کہ وہ کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق کی دلہن تھیں خواب میں دیکھا تھا کہ چاند اس کی گود میں آ گیا ہے۔ اس نے تعبیر کے لیے اس خواب کو اپنے شوہر سے بیان کیا اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے دل میں شاہ حجاز (محمدؐ) کی تمنا ہے۔ اس نے اس زور سے اپنے منہ پر طمانچہ مارا کہ آنکھ سرخ ہو گئی۔ جب یہ رسولؐ کی خدمت میں لائی گئی اس وقت بھی اس طمانچے کا اثر آنکھ میں موجود تھا آپنے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے یہ واقعہ سنایا۔

ابن ابی الحقیق کا قتل

کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق رسول ﷺ کے پاس لایا گیا اس کے پاس بنی نضیر کا خزانہ تھا۔ آپ نے اس سے خزانہ دریافت کیا اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی ایک اور یہودی آپ کے پاس پیش کیا گیا اس نے بیان کیا کہ میں نے کنانہ کو اس ویرانے میں روزانہ گھومتے دیکھا ہے، رسولؐ نے کنانہ سے کہا دیکھو اگر وہ خزانہ ہمیں تمھارے پاس مل گیا ہم تم کو قتل کر دیں گے اس نے کہا بہتر ہے۔ رسول ﷺ نے اس ویرانے میں کھودنے کا حکم دیا اور وہاں سے کچھ مال برآمد ہوا آپ نے پھر اس سے کہا کہ جو اور رہ گیا ہے وہ بتا دو مگر اس نے انکار کیا۔ آپ نے اسے زبیر بن العوام کے حوالے کر دیا ور حکم دیا کہ اس پر سختی کر کے اس سے جو کچھ اس کے پاس ہے وصول کر لو، زبیر اپنی چقماق

سے اس کے سینے کو جلانے لگے یہاں تک کہ جب وہ قریب المرگ ہوا آپ نے اسے محمد بن مسلمہ کے حوالے کر دیا انھوں نے اپنے مقتول بھائی محمود بن مسلمہ کے بدلے میں اس کی گردن مار دی۔

اہل خیبر کی جلاوطنی

رسول ﷺ نے اہل خیبر کو ان کے قلعوں وطیح اور سلالم میں قید کرلیا جب ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہوا انھوں نے رسول ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہماری جان بخشی کریں اور ہمیں یہاں سے جلاوطن کر دیں۔ آپ نے اسپر عمل کیا اس سے قبل آپ نے ان کے مواضعات شق، نطاۃ، کتیبہ اور ان دو قلعوں کے علاوہ اور تمام قلعوں پر قبضہ کرلیا تھا، جب اہل فدک کو اہل خیبر کی اس شامت کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے بھی رسول ﷺ سے یہی درخواست کی کہ آپ ان کی جان بخشی فرما کر ان کو جلاوطن کر دیں اور وہ اپنی تمام جائیداد آپ کے لیے چھوڑ کر چلے جائیں، آپ نے اسے منظور کر کے اس کے مطابق فرمایا۔

اس مصالحت کے لیے بنی حارثہ کے محیصہ بن مسعود فریقین میں وکیل بنے، جب اہل خیبر نے مذکورہ بالا شرائط پر صلح کر لی تو انھوں نے رسول ﷺ سے کہا کہ آپ ان زمینوں کی نصف پیداوار کی ادائیگی پر ہم سے معاملہ کرلیں کیونکہ ہم دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ان سے زیادہ واقف ہیں اور بہتر طریقے پر ان کو آباد رکھیں گے۔ آپ نے اسے منظور فرمالیا۔ زمینیں ان کے پاس رہنے دیں اور یہ شرط لگائی گئی کہ جب ہم چاہیں گے تم کو ان سے بیدخل کر دیں گے، اہل فدک نے بھی اسی شرط پر صلح کر لی اس طرح خیبر تمام مسلمانوں کی ملکیت میں داخل ہوا اور فدک محض رسول ﷺ کے لیے خالص ہوا کیونکہ اس پر مسلمانوں نے فوج کشی ہی نہیں کی تھی۔

حضور ﷺ کو زہر دینے کا واقعہ

لڑائی سے فارغ ہونے کے بعد سلام بن مشکم کی بیوی زینب بن الحارث نے بھنی ہوئی بکری آپ کو ہدیتاً بھیجی اس سے قبل اس نے آپ سے دریافت کرایا تھا کہ بکری کا کون سا عضو آپ کو زیادہ مرغوب ہے اس سے کہا گیا کہ دست، اس نے سب سے زیادہ زہر اسی عضو میں ملایا اور پھر تمام بکری کو زہر ملا کر کے اسے خود آپ کے پاس لے کر آئی۔ جب وہ آپ کے دسترخوان پر رکھی گئی تو آپ نے دست اٹھا کر اس میں سے ایک ٹکڑا لے کر منہ میں رکھا مگر اسے نگلا نہیں۔ آپ کے ساتھ بشر بن البراء بھی کھانے پر تھے انھوں نے بھی آپ کی طرح اس میں سے ایک ٹکڑا اٹھا کر کھایا اور نگل گئے مگر آپ نے تھوک دیا اور فرمایا کہ یہ ہڈی مجھے بتاتی ہے کہ اس میں زہر بھرا ہوا ہے آپ نے زینب کو بلا کر دریافت کیا اس نے اقرار کیا۔ آپ نے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ میری قوم کی حالت آپ نے کی ہے وہ ظاہر ہے میں نے سوچا کہ اگر آپ نبیؐ ہیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ آپ نے اسے معاف کر دیا۔ بشر بن البراء اسی زہر سے انتقال کر گئے۔ آپ کے مرض الموت میں بشر کی ماں عیادت کو آئیں آپ نے ان سے کہا مجھے اسوقت بھی اس زہر کا اثر محسوس ہو رہا ہے جو میں نے تمھارے بیٹے کے ساتھ خیبر میں کھایا تھا۔ اسی لیے مسلمان سمجھتے ہیں کہ شرف نبوت کے ساتھ رسول ﷺ کو شرف شہادت بھی نصیب ہوا۔

خیبر سے فارغ ہو کر آپ وادی القریٰ پلٹے کچھ راتیں آپ نے اس کے باشندوں کا محاصرہ کیے رکھا اور پھر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

غزوہ وادی القریٰ

مال غنیمت میں خیانت کی وعید

ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ہم رسولؐ کے ہمراہ خیبر سے واپسی میں مغرب ہوتے ہی وادی القریٰ پہنچے۔ آپ کے ساتھ ایک غلام تھا جسے رفاع بن ازید نے ہدیۃً آپ کو بھیجا تھا ہم ابھی آپ کا کجاوہ اتار رہے تھے کہ ایک اڑتے ہوئے تیر نے اس کا کام تمام کر دیا ہم سب کہنے لگے اسے جنت مبارک ہو۔ مگر رسول ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس وقت اس کا شملہ دوزخ میں اس کے جسم پر جل رہا ہے۔ خیبر کا غلہ تمام مسلمانوں کیلئے تھا یہ بات سنکر ایک صحابی آپ کے پاس آئے اور کہا کہ وہاں سے میں نے اپنے جوتوں کے لیے دو تسمے لیے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کے مماثل تم کو آگ میں جلایا جائے گا۔

اسی سفر کے اثناء میں رسول ﷺ اور تمام صحابہ صبح کے وقت سوتے رہ گئے اور آفتاب نکل آیا۔ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ خیبر سے واپسی میں کسی جگہ آخر شب میں رسول ﷺ نے صحابہ سے کہا شاید ہم سوتے رہیں کون ہمیں نماز صبح کے لیے بیدار کرے گا؟ بلال نے عرض کیا کہ میں جگاؤں گا۔ اس اطمینان کی وجہ سے آپؐ اور تمام صحابہؓ سو رہے، بلال جاگنے کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور جب نماز پڑھ چکے تو اپنے اونٹ کے سہارے بیٹھ گئے۔ صبح کے قریب حضرت بلالؓ پر نیند کا غلبہ ہوا اور وہ بھی سو گئے۔ دھوپ کی تپش نے سب کو بیدار کر دیا سب سے پہلے خود رسول ﷺ بیدار ہوئے آپ نے بلال سے کہا یہ تم نے کیا کیا انھوں نے کہا یا رسول ﷺ جو نیند آپ پر غالب آ گئی اسی میں بھی مغلوب ہو گیا۔ آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو اب آپ سب کو لے کر اس جگہ سے تھوڑی ہی دور گئے اور پھر اتر پڑے۔ آپ نے وضو کیا تمام لوگوں نے وضو کیا آپ نے بلال کو حکم دیا انھوں نے تکبیر اقامت کہی۔ آپ نے سب کو نماز پڑھائی اور سلام کے بعد صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جب تم نماز پڑھنا بھول جاؤ تو جب یاد آئے پڑھ لو کیونکہ اللہ عز و جل فرماتا ہے کہ تم میری یاد کے لیے نماز پڑھو۔ ابن اسحٰق کے بیان کے مطابق صفر میں خیبر فتح ہوا۔

خیبر میں شریک عورتوں کا قصہ

اس غزوے میں رسول ﷺ کے ساتھ کچھ مسلمان عورتیں بھی تھیں آپ نے اگرچہ مال غنیمت میں ان کو شریک نہیں کیا مگر مفتوحہ علاقے کی پیداوار میں ان کو شریک کیا۔

خیبر کی فتح کے بعد حجاج بن علاط السلمی البتری رسول ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میری بیوی ام شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس مکے میں میرا مال ہے، اسی کے بطن سے ان کا بیٹا معرض ابن الحجاج تھا، اس کے علاوہ مکے کے دوسرے تاجروں کے پاس بھی میرا مال پھیلا ہوا ہے۔ آپ مجھے مکے جانے کی اجزت مرحمت فرمائیں۔ رسول ﷺ نے ان کو اجازت دے دی۔ انھوں نے کہا مگر وہاں جا کر میرے لیے یہ بات ناگزیر ہو گی کہ میں آپ کے خلاف کیوں، آپ نے فرمایا کہہ دینا۔

حجاج کا مکہ سے اپنا مال واپس لے آنا

حجاج سے مروی ہے کہ میں مکے آیا کچھ قریش ثنیۃ البھاء میں مجھے خبروں کی جستجو میں مقیم ملے، یہ رسول ﷺ کی خبریں پوچھتے تھے کیونکہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ آپ خیبر گئے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ یہ مقام حجاز کا اپنی خوشحالی، استحکام اور باشندوں کی شجاعت کے اعتبار سے خاص اہمیت رکھتا ہے اس لیے وہ خبروں کی تلاش میں تھے مجھے دیکھ کر انھوں نے کہا یہ حجاج بن علاط ہے ان کو میرے مسلمان ہو جانے کی خبر نہ تھی کہنے لگے بخدا ضرور اسے تمام واقعہ معلوم ہوگا اب انھوں نے مجھ سے کہا کہ بتاؤ محمدؐ کا کیا ہوا ہمیں اطلاع ملی ہے قطع رحم کرنے والے نے خیبر پر چڑھائی کی ہے۔ حالانکہ وہ یہودیوں کا مرکز اور حجاز کی منڈی ہے۔ میں نے کہا ہاں یہ بات مجھے بھی معلوم ہے۔ اور میں ایسی خبر لایا ہوں جس سے تم خوش ہو گے یہ سن کر میری ناقہ کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ اور کہنے لگے ہاں حجاج خبر سناؤ، میں نے کہا ان کو ایسی ذلیل شکست ہوئی جس کی نظیر نہیں ان کے ساتھی اس بری طرح مارے گئے کہ اس کی بھی نظیر نہیں، خود محمد گرفتار کر لیے گے اور اہل خیبر کہتے ہیں کہ ہم ان کو مکے لا کر تمام قریش کے سامنے ان کے مقتولین کے عوض میں قتل کر دیں گے۔ اس خبر کے سنتے ہی وہ سب کھڑے ہوئے اور تمام مکے میں انھوں نے اس خبر کو مشہور کیا کہ بس اب محمدؐ یہاں لائے جاتے ہیں اور تم سب کے سامنے قتل کر دیے جائیں گے۔ میں نے ان سے کہا کہ ذرا ہمارا یہ کام کر دو کہ جن جن کے ذمہ میرا مالی مطالبہ ہے وہ وصول کرا دو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ شکست خوردہ جماعت سے کچھ حصہ پا سکوں۔

وہ سب اس کام کے لیے اسقدر مستعدی سے فوراً اٹھ کھڑے ہوئے جس کی نظیر نہیں اور میرا سب مال جمع کر کے میرے پاس لے آئے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اس کے پاس بھی کچھ نقد رکھا ہوا تھا میں نے اس سے کہا کہ وہ مال بھی دے دو میں چاہتا ہوں کہ اور تاجروں سے پہلے جلد سے جلد خیبر پہنچ کر وہاں موقع سے زیادہ فائدہ مند مال خرید سکوں۔ عباس ابن عبدالمطلب کو جب معلوم ہوا کہ میں نے ایسی خبر بیان کی ہے تو وہ میرے پاس آئے اور میرے پہلو میں کھڑے ہو گئے میں اس وقت تاجروں کے ایک خیمے میں مقیم تھا۔ مجھ سے انھوں نے پوچھا تم کیا خبر لائے ہو، میں نے کہا اگر کوئی بات آپ سے کہوں تو آپ اس کی رازداری کریں گے۔ انھوں نے کہا ہاں میں نے کہا۔ اس وقت جائیے، میں خود تنہائی میں آپ سے ملوں گا۔ اس وقت تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں اپنا مال جمع کرنے میں مصروف ہوں ۔ وہ چلے گئے۔ جب میں نے اپنا تمام مال جو کہ مکے میں پھیلا ہوا تھا جمع کر لیا اور وہاں سے روانگی کی ٹھان لی۔ میں عباسؓ کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابوالفضل مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میرا تعاقب کیا جائے گا۔ لہٰذا جو بات میں آپ سے کہوں اسے آپ تین دن کسی سے بیان کریں۔ انھوں نے کہا بلا خوف جو چاہتے ہو کہہ دو۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ رازداری کرونگا میں نے کہا آپ کے بھتیجے کو میں نے اس حال میں چھوڑا ہے کہ اہل خیبر کے رئیس کی بیٹی صفیہ بنت حیی بن اخطب اب ان کی بیوی ہے انھوں نے خیبر فتح کر کے اس کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا ہے اور اب وہ ان کے اور ان کے صحابہؓ کی ملکیت ہے۔ عباسؓ نے کہا، حجاج کیا کہہ رہے ہو میں نے کہا بالکل سچ کہہ رہا ہوں آپ کسی سے بیان نہ کریں۔ میں خود اسلام لا چکا ہوں اور یہاں صرف اپنی رقم لینے آیا تھا کہ مبادا اس پر قریش قبضہ کر لیں۔ جب تین دن گزر جائیں آپ اس خبر کا اعلان کر دیں بخدا واقعہ یہی ہے جو میں نے بیان کیا اور جو آپ چاہتے ہیں۔

تیسرے دن عباس نے اپنا حلہ پہنا، خوشبو لگائی عصا لیا اور پھر گھر سے برآمد ہو کر کعبے آئے اور طواف کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر قریش نے ان سے کہا اے ابوالفضل کیا ایسی مصیبت پیش ائی کہ اسکے تحمل کے لیے تم طواف کر رہے

ہو۔انھوں نے کہا ''نہیں کوئی مصیبت نہیں اس کعبے کی قسم ہے محمدؐ نے خیبر فتح کر لیا خیبر کی شہزادی ان کے قبضے میں ہے انھوں نے خیبر کے تمام علاقے اور مال ومتاع پر قبضہ کر لیا ہے جواب ان کی اور ان کے اصحابؓ کی ملکیت ہے۔قریش نے پوچھا یہ خبر کون لایا۔عباس نے کہا وہی شخص جس نے تم کو خبر دی تھی۔وہ مسلمان ہو کر یہاں آیا تھا اور اپنا مال وصول کر کے چلتا بنا تا کہ رسول ﷺ اور ان کے صحابہؓ کے پاس پہنچ جائے۔یہ سن کر قریش نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے؟ بخدا اگر ہمیں پہلے معلوم ہو جاتا تو ہم اسے بتاتے تھوڑے عرصے کے بعد دوسرے ذرائع سے ان کو اس خبر کی تصدیق ہو گئی۔

اہل خیبر کا غنیمت میں حصہ

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ خیبر کے علاقوں میں سے شق اور نطاۃ عام مسلمانوں کے حصے میں آئے اور کتیبہ اللہ عزوجل کے خمس، رسول ﷺ کے خمس نیز اقرباء، یتامیٰ غربا مسافر اور ازواج رسول ﷺ کی معاش اور ان لوگوں کے انعام میں دیا گیا۔جن کی کوشش سے اہل فدک اور رسولؐ کے درمیان صلح ہوئی تھی۔ان میں محیط بن مسعود بھی تھے، رسول ﷺ نے خیبر کے غلہ میں سے تیس گونے اونٹ جو کے اور تیس گونے کھجور ان کو دیئے۔آپ نے خیبر کو شرکائے حدیبیہ میں چاہے وہ خیبر کے واقعہ میں شریک ہوئے یا نہیں تقسیم فرمایا مگر صرف ایک جابر بن عبداللہ بن خرام الانصاری ایسے تھے جو شریک نہ ہو سکے تھے مگر رسولؐ نے اوروں کی طرح ان کا بھی حصہ لگایا۔

اہل خیبر سے بٹائی کا معاملہ

رسول ﷺ نے جب خیبر فتح کر لیا تو اللہ نے اہل فدک کے دل میں اہل خیبر کی ذلیل شکست سے ایسا رعب ڈالا کہ انھوں نے خود ہی نصف پیداوار کی ادائیگی پر رسول ﷺ سے مصالحت کی درخواست کی ان کے وکلاء صلح کے لیے خیبر یا راستہ میں آپ کے مدینے آجانے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے ان کی درخواست منظور فرمائی اس طرح فدک پر چونکہ مسلمانوں نے فوج کشی نہیں کی تھی یہ علاقہ محض آپ کی ذات کے لیے خالصہ ہوا۔

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ اس فتح کے بعد عبداللہ بن رواحہ پیداوار کی تقسیم کے لیے خیبر جاتے تھے اور وہ ان کی پیداوار کا اندازہ لگاتے تھے جب اہل خیبر ان سے شکایت کرتے کہ آپ نے ظلم کیا وہ کہتے کہ تم کو اختیار ہے چاہے اندازے کا نفع ہمیں دو یا تم لے لو دونوں میں سے جو مقدار چاہو ہمیں دو اس پر وہ یہ کہتے کہ اسی عدل پر آسمان اور زمین برقرار ہیں۔اپنی زندگی بھر عبداللہ بن رواحہ اسی طرح پیداوار تقسیم کرتے رہے ان کے انتقال کے بعد بنی سلمہ کے جبار بن مخبر بن خنساء اس کام پر متعین ہوئے عرصہ تک یہودی اس معاملہ پر قائم رہے مسلمانوں کو ان سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی البتہ جب انھوں نے رسولؐ کے عہد ہی میں بنی حارثہ کے عبدا بن سھل کو شہید کر ڈالا تو رسول ﷺ اور مسلمانوں نے ان کے قتل کا ملزم ان کو ٹھہرایا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب الزہری سے پوچھا کہ آیا رسولؐ نے خیبر کے یہودیوں کو اپنی وفات تک اسکے نخلستان ٹھیکہ پر دیئے تھے یا کسی اور وجہ سے وہ ان کے قبضہ میں چھوڑ دیئے گئے۔انھوں نے کہا کہ رسول ﷺ نے جنگ کے بعد خیبر کو بزور فتح کیا تھا اور وہ اللہ کی طرف سے بطور غنیمت آپ کو ملا تھا۔آپ نے اس کے پانچ حصے کر کے اسے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔لڑائی کے بعد اہل خیبر نے اس بات کی رضامندی پر سراطاعت خم کیا تھا کہ ان کو جلاوطن کر دیا جائے گا۔اس اقرار کے بعد رسول نے ان کو بلا کر کہا اگر تم چاہو تو تمھاری یہ جائیداد ہم تمھارے ہی پاس رہنے دیں اس شرط پر کہ تم اسے آباد رکھو اور اس کی پیداوار کا ہم سے معاملہ کر لو اس بات کو انھوں نے قبول کر لیا۔اور اب

اس پر معاملہ ہو گیا، رسول ﷺ عبد ابن رواحہ کو مقاسمہ کے لیے بھیجتے تھے وہ خیبر کی فصل کی بٹائی کرتے تھے اور اندازے سے برابری کرتے۔ رسول ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکرؓ نے ان کے ساتھ یہی معاملہ رکھا۔ عمرؓ نے اپنے ابتدائی عہد میں یہی صورت برقرار رکھی مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ رسول ﷺ نے اپنے مرض الموت میں یہ فرمایا ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ رہیں اور تحققیات کے بعد جب یہ قول ثابت ہو گیا تو حضرت عمرؓ نے یہودیوں سے کہلا بھیجا کہ اللہ نے تمھاری جلاوطنی کی اجازت دیدی ہے کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہیں رہیں لہذا جس کے پاس رسول ﷺ کا کوئی عہد ہو وہ میرے پاس پیش کرے میں اسے نافذ کر دونگا اور جس کے پاس کوئی عہد نہ ہوا سے ترک وطن کے لیے تیار ہو جانا چاہیئے۔ اس طرح عمرؓ نے ان تمام یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے جلاوطن کر دیا۔

خیبر کی فتح سے فارغ ہو کر رسول ﷺ مدینہ چلے آئے۔

اس سال کے دیگر اہم واقعات

حضرت زینبؓ کو ان کے شوہر کے پاس بھیجنا

اس سال محرم میں واقدی کے بیان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی زینبؓ کو ان کے شوہر ابن العاص بن الربیع کے پاس واپس بھیج دیا۔

حضور ﷺ کی خدمت میں شاہ مقوقس کا ہدیہ

اس سال خاطبؓ بن ابی مقوقس کے پاس سے ماریہ ان کی بہن سیرین دلدل خچر، یعقو گدھا اور لباس لے کر رسولؐ کی خدمت میں آئے، مقوقس نے ان دونوں بہنوں کے ساتھ ایک خصی غلام بھی کر دیا تھا جو ساتھ تھا۔ مدینہ آنے سے پہلے ہی خاطبؓ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گئیں۔ رسولؐ نے ان کو ام سلیم بنت لمحان کے گھر ٹھہرایا۔ ماریہؓ خوبصورت اور گوری تھیں۔ ان کی بہن سیرین کو آپ نے حسان بن ثابت کے پاس بھیج دیا جس سے ان لڑکے عبد الحرمان بن حسان پیدا ہوئے۔

منبر نبوی کا بننا

اس سال رسول ﷺ نے وہ منبر بنوایا جس پر بیٹھ کر آپ صحابہؓ کو خطبہ دیتے تھے، اس کے دو زینے اور پھر نشست گاہ تھی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے ۸ ہجری میں یہ منبر بنایا گیا اور یہی ثابت ہے۔

حضرت عمرؓ اور ابوبکرؓ کی مہمیں

اس سال رسولؐ نے عمرؓ کو تیس آدمیوں کے ساتھ قبیلہ ہوازن کی آخری جماعتوں کے مقابلہ پر بھیجا۔ یہ بنی ہلال کے ایک رہنما کو لے کر چلے یہ لوگ رات کے وقت چلتے اور دن میں چھپ جاتے مگر ہوازن کو ان کی پیش قدمی کا

علم ہو گیا، وہ بھاگ گئے۔ حضرت عمرؓ کو ان پر حملہ کرنے کا موقع نہ مل سکا اور وہ پلٹ آئے۔ نیز اس سال شعبان میں ابوبکرؓ کی امارت میں ایک مہم نجد گئی، اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

فدک کی مہم

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال شعبان میں بشیر بن سعد کی امارت میں تیس آدمیوں کی ایک مہم بنی مرہ کے مقابلہ پر فدک گئی ان کے تمام ساتھی لڑاء میں شہید ہو گئے وہ خود زخمی مقتولین میں اٹھائے گئے اور پھر یہ مدینہ چلے آئے۔

غالب بن عبداللہ کی مہم

اس سال رمضان میں غالب بن عبداللہ کی امارت میں ایک مہم میفعہ گئی۔ عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے غالب بن عبداللہ کو بنی مرہ کے علاقے میں بھیجا وہاں انھوں نے جھتیہ کے خاندان حرقہ کے مرداس بن نہیک کو جو بنی مرہ کا حلیف تھا قتل کر دیا۔ اسے اسامہ بن زید اور ایک انصاری نے قتل کیا تھا۔ اسامہ کہتے ہیں کہ جب ہم نے اس پر حملہ کیا اس نے کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ کہا مگر ہم نے نہ مانا اور اسے قتل ہی کر دیا۔ مدینہ آ کر ہم نے اس واقعہ کو رسول ﷺ سے بیان کیا آپ نے فرمایا اسامہ لا الہ الا اللہ کی شہادت کے بعد اب کون تمھارا کفیل ہو سکتا ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ اسی سال غالب بن عبداللہ کی مہم بنی عبد بن ثعلبہ کو بھیجی گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسولؐ کے مولی یسار نے آپ سے کہا کہ میں بنی عب بن ثعلبہ پر ان کی بے خبری میں ان پر حملہ کرنے کے موقع سے واقف ہوں۔ آپ نے غالب بن عبداللہ کو ایک سو تیس آدمیوں کے ساتھ اس کے ہمراہ بھیجدیا۔ انھوں نے ان پر غارتگری کی اور ان کے مویشی لوٹ کر مدینہ لے آئے۔

بشیر بن سعد کی مہم

اس سال ماہ شوال میں بشیر بن سعد کی مہم یمن اور خیات بھیجی گئی۔ اس مہم کے بھیجنے کی وجہ یہ ہوئی کہ حسیل بن نویرۃ الاشجعی جو خیبر کی چڑھائی میں رسول ﷺ کا رہنما تھا، آپ کے پاس آیا، آپ نے پوچھا کیا خبر ہے؟ اس نے کہا غطفان کی ایک جماعت جناب میں موجود ہے۔ عینیہ بن حصن نے ان کی طرف پیغام بھیجا ہے کہ وہ آپ کی طرف بڑھیں۔ رسول ﷺ نے بشیر بن سعد کو حسیل کے ساتھ اس جماعت کی طرف بھیجا، اس مہم نے ان کے مویشی لوٹ لیے، عینیہ بن حصن کا ایک غلام ان کو مل گیا۔ انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر انکا مقابلہ خود عینیہ کی جماعت سے ہوا وہ پسپا ہوا اس پسپائی میں حارث بن عوف کی اس سے ملاقات ہوئی اس نے عینیہ سے کہا اب تمھارا یہ حال ہو گیا کہ تم اپنے سامنے والی جماعت کے مقابلے سے بھاگتے ہو۔

دیگر اہم مہمیں

ابن اسحق کے بیان کے مطابق خیبر سے مدینہ واپس آ کر رسول ﷺ نے ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاولی، جمادی الاخر، رجب، شعبان، رمضان اور شوال تک وہیں ٹھہرے۔ اس دوران آپ نے دوسروں کی امارت میں متعدد مہمیں بھیجی۔

عمرۃ القضاء کی ادائیگی

ذیقعدہ میں آپ عمرہ قضا کے لیے مکہ روانہ ہوئے اور یہ سفر اسی ماہ میں ہوا جس میں کہ گذشتہ سال کفار نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا اور ان تمام صحابہ کے ساتھ ہوا جو پہلے سفر میں آپ کے ساتھ تھے۔ اہل مکہ کو آپ کے آنے کا علم ہوا وہ حسب قرارداد خود مکہ چھوڑ کر باہر چلے گئے اور رسول ﷺ اور مسلمانوں کے متعلق آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ یہ لوگ آج کل بہت عسرت اور مالی مشکلات میں مبتلا نظر آتے ہیں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قریش رسول ﷺ اور آپ کے ساتھ آنے والے مسلمانوں کو دیکھنے کے لیے اپنی محفل کے پاس صف بستہ کھڑے ہو گئے۔ مسجد میں پہنچ کر آپ نے اپنی چادر داہنی بغل میں دبائی اور اپنا سیدھا ہاتھ اٹھایا اور کہا اللہ نے میرے حال پر رحم کیا کہ اس نے آج ان کو میری قوت دکھادی پھر آپ نے رکن کو بوسہ دیا اور آپ اور صحابہ تیز قدم سے طواف کرنے لگے۔ جب بیت اللہ کی آڑ میں آ گئے اور رکن یمانی کو آپ نے بوسہ دے لیا آپ معمولی رفتار سے چلنے لگے پھر آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور آپ پھر تیز قدم چلے اس طرح آپ نے تین طواف کیے اور تمام بیت اللہ میں چکر لگایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ اس طرح تیز قدم طواف کرنا عام مسلمانوں پر اس لیے واجب نہیں ہے کہ ایسا رسولؐ نے صرف قریش کو دکھانے کے لیے اس وقت کیا تھا کیونکہ آپ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ آج کل مسلمان بہت ہی تکلیف میں ہیں اور درماندہ ہیں مگر حجتہ الوداع میں رسولؐ نے اسی طرح تیز قدم طواف کیا اس وقت سے پھر یہی سنت رائج ہو گئی۔

عمرۃ القضاء کے موقع پر ابن رواحہؓ کے اشعار

عبداللہ بن ابیبکرؓ سے مروی ہے کہ اس عمرہ میں جب رسول مکہ میں داخل ہوئے اس وقت عبد ابن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہار تھامے ہوئے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

خلوابنی الکفار عن سبیلہ
انی شھید انہ رسولہ
خلوا فکل الخیر فی رسولہ
یارب انی مومن بقیلہ
اعرف حق اللہ فی قبولہ
نحن قتلنا کم علی تاویلہ
کما قلنا کم علی تنزیلہ
ضربا یزیل الھام عن مقیلہ
ویذھل الخلیل عن خلیلہ

ترجمہ: اے کفار ان کا رستہ چھوڑ دو، میں گواہ ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، تم ان کے راستے سے ہٹ جاؤ کیونکہ تمام خوبیاں اسکے رسول میں موجود ہیں، اے میرے رب میں ان کے ارشاد پر ایمان لایا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اسے قبول کرنے میں اللہ کا حق پورا ہوتا ہے، ہم نے ان

کے حکم سے پوری طرح اس کے مفہوم کو سمجھ کر تم سے جنگ کی اور ایسی
ضرب ماری جس سے سر اپنے مقام سے جدا ہو گئے، اور دوست کو دوست
کی خبر نہ رہی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے اس سفر میں حالت احرام میں میمونہ بنت الحارث سے نکاح کیا۔ عباس بن عبدالمطلب نے ان کو آپ سے بیاہا تھا۔

عمرۃ القضاء سے واپسی اور حضرت میمونہ کی رخصتی

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ تین دن رسول ﷺ نے مکہ میں قیام فرمایا، تیسرے دن حویطب بن عبدالعزی بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل چند اور قریش کے ساتھ آپ کے پاس آیا اسے قریش نے آپ کو مکہ سے چلتا کرنے کے لیے اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا، اس وفد نے آپ سے کہا کہ چونکہ مقررہ مدت گذر چکی ہے اس لیے اب آپ یہاں سے چلے جائیں، آپ نے فرمایا اس میں تمھارا کیا حرج ہے اگر تم مجھے اجازت دیدو کہ میں تمھارے یہاں اپنی شادی منالوں اور تمھاری دعوت کروں۔ انھوں نے کہا ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے آپ چلے جائیں۔ رسول ﷺ مکہ سے نکل آئے آپ نے اپنے مولی ابورافع کو وہیں چھوڑ دیا وہ آپ کی اہلیہ حضرت میمونہؓ کو لے کر مقام سرف میں آپ سے آملے۔ یہاں آپ نے ان سے مباشرت فرمائی۔ آپ نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ نذر کے جانور بدل دیں اور خود آپ نے بھی بدلے۔ صحابہؓ کو اونٹوں کے متعلق دشواری معلوم ہوئی آپ نے ان کو گائے کی اجازت دی، اس کے بعد آپ ذی الحجہ میں مدینہ چلے آئے۔ اس سال بھی حج مشرکوں کے انتظام میں ہوا۔ ذی الحجہ کے بقیہ حصے، محرم، صفر، ربیع الاول اور ربیع الثانی آپ نے مدینہ میں بسر فرمائے جمادی الاولی میں آپ نے وہ مہم روانہ کی جو موتہ میں ہلاک ہوگئی۔

عمرہ القضاء سے متعلق دوسری روایت

زہری کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ عمرہ حدیبیہ کی آئندہ سال قضا کریں اور ہدی لے جائیں۔ ابن عمر سے مروی ہے کہ یہ عمرہ قضا نہ تھا بلکہ آپ نے مسلمانوں سے وعدہ لے لیا تھا کہ جس ماہ میں مشرکین نے ان کو عمرہ کرنے سے روکا ہے اسی ماہ وہ آئندہ سال پھر عمرہ کرنے جائیں۔ واقدی کہتے ہیں ہم زہری کے بیان کو زیادہ پسند کرتے ہیں کیونکہ گذشتہ موقع پر مسلمان مکہ میں داخل ہونے سے روک دیئے گئے تھے اور وہ بیت اللہ تک نہیں پہنچ سکے تھے اس لیے یہ عمرہ قضا ہوا۔ اس عمرہ میں رسول ﷺ اپنے ساتھ قربانی کے ساٹھ جانور لے گئے تھے۔

عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ اس عمرہ میں رسول ﷺ خود زرہ اور نیزے ساتھ لے گئے تھے سو گھوڑے بھی ساتھ تھے۔ بشیر بن سعد اسلحہ کے محافظ تھے اور محمد بن مسلمہ سواروں کے امیر تھے۔ قریش کو اس کی اطلاع ہوئی وہ گھبرائے انھوں نے مکرز بن حفص بن الاخیف کو آپ کے پاس بھیجا یہ مقام مرالظہر ان میں آپ کے پاس آیا آپ نے اس سے کہا کوئی چھوٹی یا بڑی بات آج تک ایسی نہیں ہوئی کہ میں نے اس میں وعدہ کا ایفاء نہ کیا ہو میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں مسلح حالت میں مکہ میں داخل ہوں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اسلحہ میرے قریب ہو اور کچھ نہیں اس اطمینان دلانے پر مکرز قریش کے پاس پلٹ آیا اور اس نے یہ بات ان سے کہہ دی۔

ابن ابی العوجا کی مہم

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ذیقعدہ میں ابن ابی العوجا سلمی کی مہم بنی سلیم کے مقابلہ پر بھیجی گئی۔ مکہ سے واپس آ کر آپ نے ان کو پچاس آدمیوں کے ساتھ اس مہم پر روانہ کر دیا۔ وہ گئے، بنو سلیم سے مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کی یہ ساری جماعت کام آ گئی۔ مگر واقدی کا خیال ہے کہ ابن ابی العوجا جان بچا کر مدینہ چلے آئے البتہ ان کے اور تمام ساتھی شہید ہو گئے۔

آغاز ۸ ہجری

اس سال کے واقعات

حضرت زینبؓ کا انتقال

اس سال رسول ﷺ کی صاحبزادی زینبؓ کا انتقال ہوا۔

غالب بن عبداللہ کی مہم

اس سال ماہ صفر میں آپ نے غالب بن عبداللہ اللیثی کو بنی الملوح سے لڑنے کے لیے کدید روانہ فرمایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جندب بن مکیث سے مروی ہے کہ رسولؐ نے غالب بن عبداللہ (کلب لیث) کو بنی الملوح کے مقابلہ روانہ فرمایا پر جو کدید میں تھے، اور حکم دیا کہ تم ان پر غارتگری کرنا، یہ حسب الحکم روانہ ہوئے، میں بھی انکے ساتھ مہم میں تھا۔ چلتے چلتے جب ہم قدید پہنچے وہاں ہم کو حارث بن مالک جو ابن برصاء اللیثی سے مل گیا تھا ہم نے اسے گرفتار کر لیا اس نے کہا کہ میں تو مسلمان ہونے کے لیے آیا ہوں غالب بن عبداللہ نے اس سے کہا اگر تم واقعی اسلام لانے آئے ہو تو ایک دن رات کی قید بندی تمھارے لیے کوئی چیز نہیں اور اگر کچھ اور مطلب ہے تو تمھاری قید سے ہمیں تمھاری طرف سے اطمینان ہو جائے گا۔

غالب نے اسے قید کر کے ایک پستہ قامت حبشی کی نگرانی میں وہیں چھوڑا اور اس حبشی کو حکم دیا کہ ہماری واپسی تک تم اسے قید رکھو اور اگر یہ کوئی حرکت کرے تو فوراً اسکا سر اتار لینا ہم آگے بڑھے اور اب کدید کے شکم میں پہنچے عصر کے بعد شام ہونے سے کچھ ہی پہلے ہم وہاں اتر پڑے میرے دوستوں نے مجھے دشمن کی اطلاع کے لیے متعین کیا میں ایک ایسے ٹیلے پر چڑھا جہاں سے مجھے دشمن نظر آئے جو وہاں مقیم تھے۔ میں اس ٹیلے پر اوندھا لیٹ گیا۔ یہ مغرب سے کچھ ہی پہلے کا وقت تھا، دشمن کا ایک آدمی اپنی جماعت سے برآمد ہوا، اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ اس کی نظر مجھ پر پڑی اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ اس کی نظر مجھ پر پڑی اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس ٹیلے پر کچھ نظر آ رہا ہے دن کے ابتدائی حصہ میں تو وہاں کچھ نہ تھا تم بھی دیکھو ایسا نہ ہو کہ کتے تمھارے گونے کو گھسیٹ لے گئے ہوں۔ اس کی

عورت نے دیکھ کر کہا میری تو سب چیزیں موجود ہیں اس کے خاوند نے کہا میری کمان اور دو تیر ترکش سے نکال کر دو۔ اس کی عورت نے تیر کمان سے دی اس نے ایک تیر مجھے مارا جو میرے پہلو میں آ کر لگا میں نے اسے کھینچ نکالا اور بغیر حرکت کیے اسے پاس رکھ لیا۔ اس نے دوسرا تیر مارا جو میرے شانے کے بالائی حصے پر آ کر لگا میں نے اسے بھی کھینچ نکالا۔ اور اسے اپنے پاس رکھ لیا اور کوئی حرکت نہیں کی۔ اس نے عورت سے کہا میں نے دو تیر چلائے جو اسے جا کر لگے اگر یہ کوئی جاسوس ہوتا تو ضرور حرکت کرتا صبح کو تم جا کر یہ تیر اٹھا لانا تاکہ کتے ان کو چبا نہ جائیں۔

اس وقت تو ہم نے ان کو مہلت دے دی اور ان سے کچھ نہیں کہا۔ ان کے تمام مویشی شام کو چر کر ان کے مقام پر واپس آئے انھوں نے ان کو دوہا اور پانی کے قریب رات بسر کرنے کے لیے آرام سے بٹھا دیا اور خود بھی سو گئے جب رات زیادہ ہو گئی ہم نے ان پر غارتگری کی ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور ان کے اونٹ ہنکا کر لائے۔ اب ہم اپنی منزل مقصود کی طرف چلے، اور دشمن کا نقیب اپنے اصل قبیلہ کی طرف مدد طلب کرنے روانہ ہوا۔ ہم تیزی سے جا رہے تھے، حارث بن مالک اور اسکے نگہبان کے پاس سے گزرے ہم نے اسے اپنے ساتھ لے لیا۔ اب ہمیں دشمن کے مددگاروں نے جو انکی فریاد رسی کے لیے آئے تھے، اتنی بڑی جمعیت کے ساتھ آ لیا کہ ہم میں ان کے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ جب صرف وادی قدید ہمارے اور ان کے درمیان رہ گئی تو اللہ تعالیٰ نے ایسی زبردست گھٹا جو ہم نے کبھی نہیں دیکھی تھی آسمان پر نمودار کی اور اس قدر شدید بارش اور ژالہ باری ہوئی کہ وادی پر ہو گئی اور ان میں سے کسی کو بھی آگے بڑھنے کی جرات نہ ہو سکی اس دوران ہم اس کے کنارے کنارے تیزی سے چلے جا رہے تھے مشلل پہنچ کر ہم نے وادی کو پیچھے چھوڑا اور وہاں سے ہم اس سے زیریں میں اتر گئے اور اس طرح ہم نے دشمن کو اپنے تعاقب سے عاجز کر دیا در مال غنیمت کو بچا لیا، مجھے ایک مسلمان کا جو ہم سب کے آخر میں وادی کے کنارے چلے آ رہے تھے قول اب تک یاد ہے۔

بنی اسلم کے ایک شیخ سے مروی ہے کہ اس واقعہ میں مسلمانوں کا اشعار امت امت تھا۔ واقدی کہتے ہیں کہ غالب بن عبداللہ کی اس مہم میں تیرہ چودہ آدمی تھے۔

حضور ﷺ کا منذر بن ساوی کے نام خط

اس سال رسول ﷺ نے علا بن الحضرمی کو منذر بن ساوی کے پاس اپنے اس خط کے ساتھ بھیجا وہ خط یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط محمد کی جانب سے منذر بن ساوی کے نام لکھا جاتا ہے سلام علیک۔ میں تمھارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تعریف کرتا ہوں۔ اما بعد تمھارا خط اور تمھارے قاصد میرے پاس آئے، جو ہماری نماز پڑھے، ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے اس کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے ہیں اور وہی ذمہ داریاں ہیں جو مسلمانوں کی ہیں۔ اور جو اس سے انکار کرے اس سے جزیہ لیا جائے۔

اس طرح رسول ﷺ نے ان سے اس شرط پر صلح کی کہ مجوسیوں سے جزیہ لیا جائے، نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائے اور نہ ان کی عورتوں سے نکاح کیا جائے۔

جلندی کے بیٹوں کا قبول اسلام

اس سال رسول ﷺ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو جلندی کے بیٹے جیفر اور عباد کے مقابلہ کے لیے عمان

بھیجا ان دونوں نے آپ کے رسول ہونے کی تصدیق کی اور وہ آپ کی رسالت پر ایمان لے آئے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان کے اموال سے صدقہ وصول کیا اور مجوسیوں سے جزیہ لیا

شجاع بن الوھب کی مہم

اس سال ربیع الاول میں شجاع بن الوہب چوبیس آدمیوں کی مہم لے کر بنی عارم پر بڑھے ان پر چھاپہ مارا اور ان کی بھیڑ بکریاں لوٹ لیں، اس مہم کی غنیمت میں سے ہر شخص کو پندرہ پندرہ اونٹ حصے میں ملے۔

عمرو بن کعب الغفاری کی مہم

اس سال عمرو بن کعب پندرہ آدمیوں کے ساتھ ذات اطلاح گئے۔ وہاں ان کو ایک بڑی جماعت ملی انھوں نے اس جماعت کو اسلام کی دعوت دی جسے ان لوگوں نے مسترد کر دیا اور عمرو کے تمام ساتھیوں کو قتل کر دیا البتہ صرف عمرو بمشکل جان بچا کر مدینہ پہنچے۔ واقدی کا کہنا ہے کہ ذات اطلاح اطراف شام میں ہے، یہاں کے باشندے بنی قصافہ تھے اور سدوسی نامی ایک شخص ان کا سرخیل تھا۔

عمرو بن العاصؓ کے قبول اسلام کا طویل قصہ

اس سال ابتدائے صفر میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مسلمان ہو کر رسولؐ کے پاس آئے۔ یہ نجاشی کے پاس مسلمان ہوئے تھے، ان کے ہمراہ عثمان بن طلحہ العبدی اور خالد بن ولید بن المغیرہ بھی تھے۔

خود عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ جب ہم خندق کی لڑائی سے دوسرے قبائل کے ساتھ مکہ واپس آئے تو میں نے قریش کے بعض اپنے ہم خیال اور میری بات سننے والوں کو اپنے پاس بلایا۔ اور ان سے کہا کچھ خبر ہے بخدا میں اس بات کا یقین رکھتا ہوں کہ محمد کی بات سب پر ہمیشہ کے لیے غالب آ جائے گی۔ اس معاملہ میں میری ایک رائے ہوئی ہے تمھاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا پہلے اپنی رائے تو بیان کرو۔ میں نے کہا میرا خیال تو یہ ہے کہ ہم نجاشی کے پاس چلے جائیں اور وہیں قیام کریں اگر محمد کو ہماری قوم پر غلبہ ہو جائے گا تو ہم نجاشی کے یہاں ان کے اثر سے مامون رہیں گے کیونکہ ہم محمدؐ کے ماتحت آنے سے اسے کہیں زیادہ پسند کرتے ہیں کہ نجاشی کے ماتحت رہیں اور اگر ہماری قوم کو کامیابی ہوئی تو چونکہ ہماری قوم ہمارے جذبات اور ہماری وقعت سے واقف ہے وہ بہر حال ہمارے ساتھ بھلائی کرے گی۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا۔ میں نے کہا اچھا تو نجاشی کے لیے ہدیہ جمع کرو، چونکہ وہ ہمارے ملک کی کھالوں کو بہت پسند کرتا تھا اس لیے ہم نے بہت سی کھالیں اس کے لیے جمع کیں اور پھر ہم مکہ سے چل کر نجاشی کے پاس آئے۔

ہم اسکے پاس پہنچے تھے کہ عمرو بن امیہ الضمری جن کو رسولؐ نے جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ اپنا قاصد بنا کر نجاشی کے پاس بھیجا تھا نجاشی کے پاس آئے اور ملاقات کر کے چلے گئے۔ میں نے اپنے رفیقوں سے کہا کہ یہ عمرو بن امیہ الضمری آئے ہیں اگر میں نجاشی سے جا کر ان کو طلب کروں اور وہ ان کو میرے حوالے کر دے تو میں ان کو قتل کر دونگا اگر میں اس تجویز کو کر گزرا تو قریش محسوس کریں گے کہ میں نے محمد کے قاصد کو قتل کر کے ان کا حق ادا کر دیا وہ اس کے لیے میرے شکر گذار رہیں گے۔ اس خیال سے میں نجاشی کے پاس گیا میں نے حسب عادت اسے سجدہ کیا اس نے مجھے خوش آمدید کہا اور کہا اے میرے دوست اپنے وطن سے ہمارے لیے کوئی ہدیہ لائے ہو میں نے کہا جی ہاں! میں آپ کے لیے بہت سے تیار چمڑے لایا ہوں میں نے ان چمڑوں کو اس کے سامنے پیش کیا جن کو اس نے

بہت پسند کیا اور وہ خوش ہوا۔ پھر میں نے اس سے کہا اے بادشاہ میں نے ایک شخص کو تم سے ملکر باہر جاتے ہوئے دیکھا ہے یہ اس شخص کا قاصد ہے جو ہمارا دشمن ہے آپ اسے میرے حوالے کر دیں تا کہ میں اسے قتل کر دوں کیونکہ محمدؐ نے ہمارے اشراف اور بہترین اشخاص کو قتل کیا ہے۔ اس بات کو سن کر نجاشی برہم ہو گیا اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اس زور سے اپنی ناک پر مکا مارا کہ میرا خیال ہوا کہ نجاشی بے ہوش ہو جائے گا اس کی اس حرکت سے میں اس قدر ڈر گیا کہہ جی چاہتا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس میں دھنس جاؤں۔ میں نے کہا اے بادشاہ بخدا اگر میں جانتا کہ میرے اس سوال سے تم کو اس قدر رنج ہوگا تو میں کبھی ایسی خواہش نہ کرتا۔ نجاشی نے کہا تم اس شخص کے قاصد کو مجھ سے طلب کرتے ہو جس کے پاس جبرئیل آتے ہیں جیسا کہ موسیٰ کے پاس آتے تھے تا کہ تم اسے قتل کرو۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا وہ واقعی ایسے ہیں۔ اس نے کہا عمرو تمھیں کیا ہو گیا ہے آ ؤ میری بات مانو بے شک وہ حق پر ہیں اور وہ ضرور اپنے مخالفوں پر غالب ہو کر رہیں گے جیسا کہ موسیٰ فرعون اور اسکے لشکر پر فتحیاب ہوئے، میں نے کہا اچھا تو آپ اسلام پر ان کے لیے میری بیعت لے لیجیے، اس نے کہا بہتر ہے اس نے ہاتھ بڑھا دیا میں اس کے ہاتھ پر اسلام لے آیا اور وہاں سے اپنے رفیقوں کے پاس چلا آیا میری سابقہ رائے بالکل بدل چکی تھی۔ میں نے اپنے اسلام کو اپنے دوستوں سے چھپایا، پھر میں وہاں سے رسولؐ کے پاس جانے کے ارادے سے روانہ ہوا تا کہ ان کے ہاتھ پر اسلام لاؤں۔

راستے میں خالد بن ولید ملے، یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے، یہ مکہ سے آ رہے تھے میں نے پوچھا ابو سلیمان کہاں جاتے ہو، انھوں نے کہا بات ثابت ہو چکی یہ شخص واقعی نبی برحق ہے میں ان کی خدمت میں اسلام لانے جا رہا ہوں کب تک محروم رہوں۔ میں نے کہا بخدا میں بھی اسی غرض سے آیا ہوں۔ ہم دونوں رسول ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ خالد مجھ سے پہلے آپ کی خدمت میں پہنچے، اسلام لائے اور بیعت کی پھر میں آپ کے پاس گیا اور میں نے کہا یا رسول ﷺ میں اسی شرط پر آپ کے ہاتھ بیعت کرتا ہوں کہ آپ میرے پچھلے گناہ معاف فرما دیں۔ آئندہ کے گناہوں کا میں ذکر نہیں کرتا۔ رسول ﷺ نے فرمایا عمرو بیعت کرو اسلام اور ہجرت یا قبل زمانے کے تمام گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ میں نے بیعت کی اور چلا آیا۔

عثمان بن ابی طلحہ بھی ان دونوں صحابیوں کے ہمراہ تھے وہ بھی انھیں کے ساتھ اسلام لائے۔

۸ ہجری کے واقعات

غزوہ ذات السلاسل

اس سال جمادی الثانی میں رسول ﷺ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو تین سو صحابہؓ کے ساتھ بنی قضاعہ کے مقام سلاسل کی طرف بھیجا۔ اس مہم کی وجہ یہ ہوئی کہ ام العاص بن وائل قبیلہ، قضاعہ کی تھی کیا گیا ہے کہ رسول ﷺ نے چاہا کہ اس طرح آپ بنی قضاعہ کی تالیف قلوب کریں۔ آپ نے عمرو بن العاصؓ کو اشراف مہاجرین اور انصار کے ساتھ ان کی طرف روانہ کیا، پھر عمرو بن العاصؓ نے آپ سے مدد طلب کی آپ نے دو سو مہاجرین اور انصار کو جن میں ابو بکر اور عمر بھی تھے ابو عبیدہ بن الجراح کی امارت میں ان کی مدد کو بھیجا اس طرح اس جمیعت کی تعداد پانچ سو ہو گئی۔

عبداللہ بن ابی کر سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے عمرو بن العاصؓ کو علاقہ بلی اور عذرہ بھیجا تا کہ وہ عربوں کو ھاشم پر حملہ کرنے کے لیے آمادہ کریں چونکہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلی سے تعلق رکھتی تھی اسوجہ سے ان کی تالیف

قلوب کے لیے آپ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اس مہم کا امیر مقرر کیا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ علاقہ جذام میں سلاسل نامی چشمہ پر آئے اسی کے نام کی وجہ سے یہ غزوہ ذات السلاسل کہلاتا ہے۔

حضور ﷺ کی ابوعبیدہ کو اہم نصیحت

ان کو اپنی جمعیت کے متعلق خوف پیدا ہوا انھوں نے رسولؐ سے مدد منگوائی آپ نے ابوعبیدہ بن الجراح کو سابقین مہاجرین کے ساتھ جن میں ابوبکر اور عمر بھی تھے، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے روانہ کیا اور جاتے وقت ابوعبیدہ سے کہا کہ تم دونوں آپس میں اختلاف نہ کرنا۔ ابوعبیدہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ عمرو نے ان سے کہا تم میری مدد کے لیے آئے ہو۔ ابوعبیدہ نے کہا عمرو ! رسولؐ نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میرے تمھارے درمیان اختلاف نہ ہو اگر تم میری بات نہ مانو تو تمھاری مرضی، میں تمھاری اطاعت کرونگا۔ عمرو نے کہا میں تمھارا امیر ہوں اور تم میرے مددگار۔ ابوعبیدہ نے کہا یہی سہی چنانچہ اب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے نماز کی امامت کی۔

غزوۃ الخبط

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال غزوہ الخبط ہوا۔ اس مہم کے امیر ابوعبیدہ بن الجراح تھے جن کو رسول ﷺ نے ماہ رجب میں تین سو صحابہ کے ساتھ جن میں مہاجرین اور انصار تھے، جہینہ کی طرف بھیجا وہاں ان کو خوراک میسر نہ آسکی اور بھوک کی سخت تکلیف ہوئی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک ایک کھجور ایک ایک شخص کو تقسیم کی گئی۔

شدید بھوک کی حالت میں صحابہ کرام کے لیے نصرت الٰہی

عبداللہ بن جابر سے مروی ہے کہ ہم تین سو صحابہ ایک مہم میں ابوعبیدہ بن الجراح کی امارت میں بھیجے گئے سامان خوراک کی قلت سے ہمیں بھوک کی سخت تکلیف اٹھانا پڑی، تین ماہ تک ہم خشک پتے کھاتے رہے پھر عنبر نامی ایک جانور سمندر سے ساحل پر آ لگا۔ نصف ماہ اس کا گوشت کھا کر گذارا۔ ایک انصاری نے قربانی کے کئی اونٹ ذبح کر ڈالے دوسرے دن پھر انھوں نے یہی عمل کیا مگر ابوعبیدہ نے ان کو منع کر دیا اور وہ باز آ گئے۔ زکوان ابوصالح سے مروی ہے کہ یہ انصاری قیس بن سعد تھے۔

ایک دوسرے سلسلہ سے جابر بن عبداللہ سے تقریباً مذکورہ بالا بیان نقل ہوا ہے مگر اس میں اتنا اضافہ ہے کہ اس مہم کو سامان خوراک کی عدم دستیابی کی وجہ سے سخت زحمت اٹھانی پڑی اور سعد بن قیس اس کے امیر تھے انھوں نے نو اونٹ مسلمانوں کے لیے ذبح کیے تھے، رسول ﷺ نے اس مہم کو سمندر کے کنارے بھیجا تھا، سمندر نے ایک جانور کنارے لگا دیا تین دن تک مسلمانوں نے اس کا گوشت کھایا اس کے چمڑے کو کاٹ کاٹ کر تسمے بنائے اور اسکی چربی کو پگھلا کر جمع کر لیا۔ جب یہ رسولؐ کے پاس واپس آئے اور اس سفر میں قیس بن سعد کی اس فیاضی کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ سخاوت اس خاندان کا شیوہ ہے۔ مچھلی کے بارے میں راوی نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ شام ہونے سے پہلے ہم آپ کے پاس پہنچ جائیں گے تو ہم اسے اپنے ساتھ آپ کے لیے لے جاتے اس کے علاوہ اس بیان میں پتوں وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں۔

دوسرے سلسلہ سے جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے چھواروں کی ایک بوری ہمیں زادراہ کے طور پر دی پہلے ابوعبیدہ اس میں سے ایک ایک مٹھی ہمیں دیتے تھے پھر ایک ایک چھوارے دینے لگے ہم اسے چوس کر

پانی پی لیتے تھے اور شام تک اسی پر بسر کرتے تھے اب یہ بھی ختم ہوگئی نوبت پتوں پر پہنچی اور ہم کو بھوک کی سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔ ایک مردہ مچھلی سمندر نے ساحل پر لگادی ابوعبیدہ نے کہا چونکہ ہم بھوکے ہیں اس کے کھانے میں کچھ حرج نہیں چنانچہ ہم نے اسی کو کھایا۔ وہ اتنی بڑی مچھلی تھی کہ اس کی پسلیوں کو ابوعبیدہ نے کھڑا کیا تو اسکے نیچے سے شتر سوار صاف گذر گیا اور پانچ آدمی اس مچھلی کی آنکھ کے حلقہ میں باآسانی بیٹھ جاتے تھے ہم نے خوب اس کا گوشت کھایا اور اس کی چربی حاصل کی اس کی وجہ سے ہمارے بدن چست ہو گئے اور ہماری طاقت اور تنومندی بحال ہوگئی۔ ہم مدینہ آئے، ہم نے رسول ﷺ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا جو چیز اللہ نے تم کو کھانے کے لیے بھیجی اسے مزے سے کھاؤ کیا اس کا کچھ گوشت تمھارے ساتھ ہے۔ ہمارے پاس تھا ہم میں سے کسی صاحب نے اسے منگوایا اور رسول ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

غزوہ الخبط کی وجہ تسمیہ

واقدی کہتا ہے کہ یہ واقعہ اس لیے غزوہ الخبط کہلایا گیا کہ اس میں مسلمانوں کو خشک پتے کھانے پڑے جس کی وجہ سے ان کے جبڑے خاردار جھاڑی کھانے والے اونٹوں کی طرح ہو گئے۔

اس سال شعبان میں رسول ﷺ نے ایک سریہ ابوقتادہ کی قیادت میں روانہ فرمایا۔

عبداللہ بن حدرد کا نکاح اور معرکہ کے مال غنیمت سے مہر کی ادائیگی

عبداللہ ابی حدرد الاسلمی سے مروی ہے کہ میں نے اپنی ہم قوم ایک عورت سے شادی کی اور دوسو درہم اس کا مہر مقرر کیا۔ میں رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کہ اس رقم کی ادائیگی کے لیے آپ سے مدد لوں آپ نے پوچھا کتنا مہر ہے میں نے کہا دوسو درہم آپ نے فرمایا سبحان اللہ اس سے زیادہ اور کیا باندھتے بخدا اس وقت میرے پاس تو کچھ ہے نہیں کہ تم کو دوں، چند روز میں خاموش رہا اب بنی جشم بن معافہ کا ایک شخص، رفاعہ بن قیس یا قیس بن رفاعہ بنی جشم کی ایک بڑی جمعیت کے ساتھ غار میں اپنی قوم اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ اس نیت سے آکر ٹھہرے کہ اسی قیس کو رسول ﷺ سے لڑائی پر ابھارے، یہ شخص اپنے قبیلہ میں نامور اور معتزز تھا، رسول ﷺ نے مجھے اور دو اور مسلمانوں کو بلا کر حکم دیا کہ تم جاؤ اور یا تو اسے میرے پاس لاؤ ورنہ کم از کم اس کی اطلاع لے کر آؤ۔ ہماری سواری کے لیے آپ نے ایک دبلی پتلی اونٹنی دی ہم میں سے ایک شخص اس پر سوار ہو گیا مگر کمزوری کی وجہ سے وہ زمین سے نہ اٹھ سکی یہاں تک کہ لوگوں کو اسے پیچھے سے سہارا دیکر اٹھانا پڑا تب وہ بمشکل کھڑی ہوسکی۔ آپ نے فرمایا اسی پر چلے جاؤ اور اس کے پیچھے جاؤ۔

آپ سے رخصت ہو کر ہم چلے ہمارے ساتھ اسلحہ میں تیر اور تلواریں تھی۔ ہم غروب آفتاب کے ساتھ جھٹ پڑے میں دشمن کی قیام گاہ میں ایک سمت چھپ کر گھات میں بیٹھ گیا او میں نے اپنے دونوں ساتھیوں کو دوسری جگہ گھات میں بٹھا دیا اور سمجھا دیا کہ جب میں دشمن کے اوپر حملہ کروں اور تکبیر کہوں تو تم بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کر دینا۔ ہم فرصت کی تاک میں بیٹھے تھے کہ اچھی طرح رات طاری ہوگئی۔ دشمن کا ایک چرواہا زیادہ رات ہونے کے باوجود ان کی قیام گاہ میں اپنے گلے کے ساتھ واپس نہیں آیا تھا وہ اس کے لیے خائف تھے، اس کی تلاش کے لیے ان کا سردار رفاعہ بن قیس اٹھا اس نے تلوار سنبھالی اسے گلے میں ڈالا اور اس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے چرواہے کو ضرور کوئی گزند پہنچا ہے میں اس کی تلاش میں جاتا ہوں اسکے ساتھیوں نے اسے اس ارادے سے روکا اور کہا کہ تم نہ جاؤ ہم جاتے ہیں مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں خود ہی جاؤں گا تب اس کے ساتھیوں نے کہا تو اچھا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں اس نے کہا ہرگز کسی کے ساتھ

آنے کی ضرورت نہیں میں تنہا جاؤں گا۔ یہ اپنے مقام سے چل کر میرے قریب آیا جب وہ میرے نشانے پر آ گیا میں نے تیر اس کے دل میں پیوست کر دیا اور وہ وہیں خاموش ٹھنڈا ہو گیا میں نے بڑھ کر اس کا سر کاٹ لیا اور اب دشمن کی قیام گاہ پر حملہ کیا اور تکبیر کہی، میری آواز پر میرے دونوں ساتھی بھی تکبیر کہتے ہوئے اپنی کمین گاہوں سے نکلے اور حملہ آور ہوئے، ہمارے اس حملہ کا دشمن پر یہ رعب ہوا کہ ان میں بھگدڑ مچ گئی، اپنے اہل و عیال اور مال میں سے جو آسانی سے وہ لے جا سکے اسے لے کر وہ بھاگ نکلے، ہم کو بہت سے اونٹ اور بھیڑ بکریاں غنیمت میں ملیں ہم ان کو رسول کی خدمت میں لے آئے اور رفاعہ کا سر میں خود اٹھائے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ان اونٹوں میں سے تیرہ اونٹ مجھے عطا فرمائے اور ان سے میں نے اپنی بیوی کا مہر ادا کیا اور اسے رخصت کرا کر اپنے گھر لایا۔

مذکورہ معرکہ سے متعلق دوسری روایات

واقدی کہتا ہے کہ محمدؐ بن یحییٰ بن سہل بن ابی حثمہ نے اپنے باپ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسولؐ نے اس سریہ میں ابوقتادہ کے ساتھ ابن ابی الحدرد کو بھی بھیجا تھا اس مہم میں سولہ آدمی تھے یہ لوگ پندرہ راتیں مدینہ سے باہر رہے، ہر شخص کو بارہ بارہ اونٹ حصے میں ملے تھے ایک اونٹ دس بکریوں کے مساوی قرار دیا گیا تھا۔ مال غنیمت میں چار عورتیں بھی تھیں، ان میں ایک جوان خوبصورت عورت تھی وہ ابوقتادہ کے حصہ میں آئی محمیہ بن الجز نے اسے رسول ﷺ سے مانگا، آپ نے ابوقتادہ سے اسے مانگا انھوں نے کہا کہ میں نے اسے غنیمت میں سے خریدا ہے۔ رسول ﷺ فرمایا تم اسے ہمیں دیدو، ابوقتادہ نے وہ عورت رسول کو دیدی آپ نے اسے محمیہ بن الجزاء الزبیدی کو دیدیا۔

بطن رخم کی مہم

اس سال آپ نے ابوقتادہ کو بطن اضم کی مہم کے ساتھ روانہ کیا۔ عبداللہ بن ابی حدود سے مروی ہے کہ ہمیں رسولؐ نے بطن اضم بھیجا، میں چند مسلمانوں کے ساتھ مدینہ میں روانہ ہو کر بطن اضم آیا، یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے، عامر بن ضبط الاشجعی اس مقام پر اپنے اونٹوں پر سوار ملا۔ اس کے ساتھ سامان معیشت اور دودھ کی ایک چھاگل بھی تھی ہمارے قریب آ کر اس نے ہمیں سلامی طریقہ پر سلام کیا ہم خاموش رہے ہم نے اس سے کوئی تعارض نہیں کیا البتہ محلم بن جثامۃ اللیثی نے کسی عداوت کی وجہ سے اسے قتل کر دیا۔ اور اس کے اونٹ اور اسباب پر قبضہ کر لیا۔ جب ہم رسول ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے اس واقعہ کی آپ کو اطلاع دی اس کے متعلق کلام پاک کی یہ آیت نازل ہوئی "یاایھا الذین امنو اذاضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا (اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو تحقیق کر لیا کرو) واقدی کے قول کے مطابق رسول ﷺ نے اپنے فتح مکہ کی طرف آتے ہوئے رمضان میں یہ سریہ بھیجا تھا اس میں آٹھ آدمی تھے۔

غزوہ موتہ

سفر کی تیاری اور روانگی

حضرت سلمہ سے مروی ہے کہ خیبر سے واپس آ کر رسول ﷺ ماہ ربیع الاول اور ربیع الثانی مدینہ منورہ میں مقیم رہے، جمادی الاولیٰ میں آپ نے وہ مہم شام کو بھیجی جو موتہ میں تباہ ہو گئی

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ جمادی الاولی ۸ ہجری میں رسولؐ نے موتہ کو مہم بھیجی زید بن حارثہ کو اس کا امیر مقرر فرمایا اور کہا کہ اگر وہ مارے جائیں تو پھر جعفر بن ابی طالب امیر ہوں، وہ بھی کام آ جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں۔ اس مہم نے رخت سفر باندھا اور روانہ ہونے کے لیے تیار ہوئے۔ یہ تین ہزار تھے۔ ان کی روانگی کے وقت تمام لوگوں نے رسولؐ کے مقرر کردہ امراء کو خیر باد کہا اور ان کو دعا دی۔ جب ان امراء میں سے تمام صحابہ عبداللہ بن رواحہ کو رخصت کرنے لگے تو وہ رو پڑے۔ صحابہؓ نے پوچھا عبداللہ بن رواحہ کیوں روتے ہو؟ انھوں نے کہا نہ مجھے دنیا کی محبت ہے اور نہ لوگوں سے تعلق خاطر ہے، جس کی وجہ سے میں روتا ہوں اصل یہ ہے کہ میں نے رسول کو کلام اللہ کی یہ آیت تلاوت کرتے سنا ہے، جس میں دوزخ کا ذکر ہے اور پھر مذکور ہے۔ وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا (تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو آگ پر نہ جائے گا تمھارا رب قطعی فیصلہ کر چکا ہے) میں نہیں جانتا کہ ایک مرتبہ آگ پر جانے کے بعد وہاں سے کس طرح واپسی ممکن ہوگی۔ مسلمانوں نے کہا اللہ تمھارے ساتھ ہے وہ تمھاری حفاظت کرے گا اور پھر تم نیک نام کر کے ہم سے ملائے گا اس موقع پر عبداللہ بن رواحہ نے یہ شعر کہے

لکننی اسئل الرحمان مغفرۃ
وضربۃ ذات فرع تقذف الزبدا
او طعنۃ بیدی حران مجھزۃ
بحربۃ تنفذا الاحشاء والکبدا
حتی یقول اذا مروعلی جثی
ارشدک اللہ من غاز وقدرشدا

ترجمہ: میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں اور ایسی ضرب لگانے کی قدرت مانگتا ہوں جس سے وسیع شگاف ہو اور خون کے فوارے بہہ نکلیں۔ یا بھالے سے ایسا سخت وار کروں کہ تمام انتڑیاں اور کلیجہ نکل پڑے۔ تا کہ جب وہ لوگ میری قبر پر آئے تو کہیں اے غازی اللہ تیری ہدایت کرے حالانکہ بے شک اللہ نے پہلے ہی اسے ہدایت عطا فرمادی ہے۔

اب سب لوگ روانگی کے لیے بالکل تیار ہو گئے عبداللہ بن رواحہ رسولؐ کے پاس آئے، آپ نے ان کو رخصت کیا، یہ مہم روانہ ہوگئی خود رسولؐ نے کچھ دیر تک ان کے ساتھ چلے اور جب آپ خدا حافظ کہہ کر واپس آئے تو عبداللہ بن رواحہ نے شعر پڑھا:

خلف السلام علی مری ودعتہ
فی النخل خیر شیع و خلیل

ترجمہ: پیچھے رہ گیا میرا اسلام اس شخص پر جسے میں نے نخلستان میں رخصت کیا اور وہ بہترین مشایعت کرنے والا اور دوست ہے۔

مقام معان پر ٹھہراؤ اور باہمی مشورہ

یہ لشکر چلتے چلتے شام کی سرزمین معان جا پہنچا۔ یہاں ان کو معلوم ہوا کہ ہرقل ایک لاکھ رومیوں کے سابقہ

علاقہ بلقا میں مقام آب پر فروکش ہے اور اس فوج کے علاوہ ایک ہی لاکھ لخم، جذام، بلقین، بڑا اور بلی کے عرب متعربہ قبیلہ، بلی کے خاندان اراشہ کے ایک شخص مالک بن رافلہ کی قیادت میں اور اسکے ساتھ ہیں۔ اس اطلاع پر مسلمان مقام معان پر دو راتیں اپنی حالت پر غور کرنے کے لیے ٹھہرے رہے، بعضوں نے کہا ہمیں رسول کو اپنے دشمن کی تعداد اور اپنی حالت لکھنا چاہیئے تاکہ یا تو وہ ہماری امداد فرمائیں یا جیسا حکم دیں اس پر ہم کاربند ہوں۔ عبداللہ بن رواحہ نے تمام مسلمانوں کو شجاعت دلائی اور کہا اے مسلمان! اللہ کی قسم تم اسی بات سے ڈرتے ہو جس کے لیے تم آئے ہو تم شہادت کے لیے آئے ہو، ہم کثرت تعداد، طاقت اور ساز و سامان اور اسلحہ کی کثرت کے بل پر لوگوں سے نہیں لڑا کرتے ہم تو صرف اس دین کی خاطر جس سے اللہ نے ہمیں سرفراز کیا ہے لڑتے ہیں، آگے بڑھو دو خوبیوں میں سے ایک بہرحال ہماری ہے فتح یا شہادت، اس پر تمام مسلمان کہنے لگے بے شک عبداللہ بن رواحہ نے سچی بات کہی ہے اور اب وہ آگے بڑھے۔

زید بن رواحہ کے جذبات

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ میں یتیم تھا اور عبداللہ بن رواحہ کے زیر پرورش تھا۔ جب وہ اس سفر پر روانہ ہوئے میں ان کے ہمراہ ان کے اونٹ پر پالان کی دوسری سمت میں ہمسفر تھا ایک رات میں نے ان کو بعض اپنے ایسے اشعار پڑھتے سنا جن سے میں سمجھا کہ یہ ان کا آخری سفر ہے اور وہ شوق شہادت سے سرشار ہیں۔ میں رونے لگا انھوں نے آہستہ سے چابک میرے مارا اور کہا کہ بچے تم کیوں روتے ہو؟ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمانے والا ہے اور تم آرام سے اس پالان پر بیٹھ کر گھر چلے جانا۔

لڑائی کا آغاز

جب یہ لشکر تخوم پہنچا تو ہرقل کی تمام فوج جس میں رومی اور عرب تھے بلقاء کے ایک مقام مشارف پر ان کے مقابل آ گئی۔ جب دشمن قریب آیا تو مسلمان موتہ میں مورچہ زن ہوئے اور یہاں لڑائی شروع ہوئی، مسلمانوں نے اپنی فوج کی جنگی ترتیب قائم کی میمنہ پر بنی عذرہ کے قطبہ بن قتادہ کو امیر بنایا، میسرہ پر عبایہ بن مالک الانصاری امیر مقرر کئے گئے اور نہایت خونریز جنگ شروع ہوگئی۔

حضرت جعفر بن ابی طالب کی شجاعت

زید بن حارثہ رسول کا جھنڈا لیے ہوئے دشمن سے لڑے اور جب وہ دشمن کے کئی نیزے لگنے کی وجہ سے شہید ہوگئے تو جعفر بن ابی طالب نے علم لے لیا اور دشمن سے لڑنے لگے جب ہر طرف سے ان پر نرغہ ہوا وہ اپنے سبزے گھوڑے سے میدان کارزار میں اتر پڑے اور خود اسے ہلاک کر دیا اور پھر دشمن سے لڑے اور مارے گئے، جعفر مسلمانوں میں پہلے شخص ہیں کہ انھوں نے اپنے گھوڑے کو عہد اسلام میں ذبح کیا۔

یحییٰ بن عباد اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ان سے ان کے باپ نے جو ان کی شیر خوارگی کے زمانے میں ان کی پرورش کرتے تھے اور بنی مرہ بن عوف سے تھے اور خود اس موتہ کی جنگ میں شریک تھے، بیان کیا کہ جعفر کا اپنے سبزے گھوڑے سے کودنا اور پھر اسے ذبح کر کے دشمن سے لڑ کر شہید ہونا اس وقت بھی میری نظر کے سامنے ہے۔

عبداللہ بن رواحہ کی شہادت اور خالد بن ولید کا امیر بننا

ان کی شہادت کے بعد رسولؐ کے علم کو عبداللہ بن رواحہ نے اٹھالیا اور اسے لے کر اپنے گھوڑے پر آگے بڑھے وہ اپنے نفس کو جنگ میں شرکت کے لیے آمادہ کر رہے تھے اور مرد تھے اس موقع پر انھوں نے بعض ہمت افزاء اشعار پڑھے اور پھر گھوڑے سے اتر پڑے، اتنے میں انکا ایک چچازاد بھائی گوشت بھری ہڈی ان کے پاس لایا اور کہا کہ اسے کھا کر ذرا کمر مضبوط کر لیجیے کیونکہ ان دنوں آپ کو تکلیف اٹھانا پڑی ہے۔ عبد بن رواحہ نے گوشت کا وہ ٹکڑا ہاتھ میں لے لیا اور اسے کھانے کے لیے نوچا۔ اتنے میں فوج کی ایک سمت سے نہایت شدید لڑائی کا شور ان کو سنائی دیا انھوں نے اپنے دل میں کہا کہ جنگ کی یہ نوبت ہے اور میں اب تک زندہ ہوں اس خیال کے ساتھ ہی انھوں نے وہ گوشت ہاتھ سے پھینک دیا تلوار اٹھائی، آگے بڑھے لڑے اور شہید ہو گئے ان کے بعد اس جھنڈے کو بنی عجلان کے ثابت بن اقرم نے اٹھالیا اور مسلمانوں سے کہا اب کسی اور کو امیر بناؤ سب نے کہا بس تم ہی اس کے اہل ہو انھوں نے کہا میں اس کے لیے تیار نہیں تب سب نے خالد بن ولید کو اپنا امیر بنایا۔ خالد نے علم لے کر دشمن کی مدافعت کی اور اب ان پر بڑھ کر حملہ کیا اور پھر واپس آئے اس دلیری کا یہ اثر ہوا کہ ہرقل خود ہی پسپا ہوا۔

مذکورہ واقعہ سے متعلق دوسری روایت

رسولؐ کے مشہور شہسوار سے ابوقتادہ سے مروی ہے کہ رسولؐ نے امراء کا جیش روانہ فرمایا اور کہا زید بن حارثہ تمھارے امیر ہیں اگر وہ کام آ جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر ہوں، اگر وہ کام آ جائیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں۔ اس پر جعفر کھڑے ہوئے اور کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ زید میرے امیر ہوں گے تو میں اس مہم میں نہ جاتا۔ آپ نے فرمایا میرے حکم کی اطاعت کرو تم نہیں جانتے کہ کون بہتر ہے۔ یہ مہم چلی گئی اس کو گئے ہوئے ایک عرصہ گذر گیا اس کے بعد آپ ایک دن منبر پر چڑھے اور اذان کا حکم دیا۔ جب سب آپ کے پاس جمع ہو گئے آپ نے تین مرتبہ فرمایا باب خیبر، باب خیبر پھر آپ نے فرمایا آؤ میں تم کو اس مجاہد مہم کی حالت بیان کرو۔ یہ لوگ یہاں سے گئے ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ زید مارے گئے اور شہید ہوئے میں ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں۔ پھر جھنڈے کو جعفر نے لیا انھوں نے دشمن پر حملہ کیا اور اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے، میں ان کی شہادت کا شاہد ہوں اور ان کے لیے مغفرت کا طالب۔ ان کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا اٹھایا وہ ثابت قدم رہے اور شہید ہو گئے۔ میں ان کے لیے مغفرت کا طالب ہوں۔ اس کے بعد خالد بن ولید نے جھنڈا اٹھالیا وہ میرے مقرر کردہ امراء میں نہ تھے بلکہ وہ خود امیر بن گئے اس کے بعد آپ نے فرمایا اے خداوند وہ تیری تلواروں میں سے ایک ہیں تو ضرور ان کی مدد کرے گا، اس روز سے خالد کا لقب سیف اللہ ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا کل علی الصباح اپنے بھائیوں کی امداد کے لیے تیار ہو کر آ جاؤ اور کوئی رونہ جاء، چنانچہ پیادہ اور سوار آپ کے فرمانے پر دوڑ پڑے حالانکہ
یہ شدید گرمی کا زمانہ تھا۔

حضرت جعفرؓ کی فضیلت

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ جب رسول کو جعفر کی شہادت کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا کل شام جعفر چند ملائکہ کے ساتھ جا رہے تھے انکے دو باز و تھے جن کا اگلا حصہ خون سے رنگین تھا اور وہ پیشہ جا رہے تھے جو یمن

میں واقع ہے۔

قطبہ بن قتادہ العذری نے جو مسلمانوں کے میمنہ کے امیر تھے مالک بن رافلہ عرب مستعربہ کے قائد پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔

عدس کی کاہنہ کا اپنی قوم کو ڈرانا

عدس کی ایک کاہنہ کو جب رسولؐ کے اس جیش کی پیش قدمی کی اطلاع ملی تو اس نے اپنی قوم عدس سے کہا (خود اس کا خاندان اس قبیلہ کی ایک شاخ بنو غنم تھی) میں تجھ کو ایسی قوم سے ڈراتی ہوں جو دیکھنے میں دبلے پتلے ہیں، کنکھیوں سے دیکھتے ہیں، لاغر گھوڑوں پر سوار ہیں اور یہ خون کے فوارے بہائیں گے، اس کی قوم نے اس کی اس تنبیہ کو گرہ میں باندھ لیا وہ اس جنگ سے کنارہ کش ہو کر بنی لخم میں چلے گئے۔ چنانچہ بعد میں بنی عدس ایک خوشحال اور کثیر التعداد قبیلہ ہو گیا ان کے برخلاف اس قبیلہ کے ایک خاندان بنہ ثعلبہ نے جنگ میں شرکت کی اور اس کے بعد ان کی تعداد بہت قلیل ہو گئی اور ہوتی رہی۔ خالد بن ولید اپنے لشکر کو دشمن کے مقابلہ سے واپس لے کر مدینہ روانہ ہو گئے۔

واپسی پر مدینہ میں استقبال

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ جب یہ فوج مدینہ کے قریب پہنچی رسولؐ اور دوسرے مسلمانوں نے ان کا استقبال کیا۔ نوعمر بچے بھی دوڑتے ہوئے ان کے استقبال کو بڑھے، خود رسولؐ اس فوج کے ساتھ گھوڑے پر سوار آ رہے تھے آپ نے بچوں کو پیادہ دیکھ کر مجاہدین سے کہا کہ ان کو اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیں اور فرمایا کہ جعفر کا لڑکا مجھے دو۔ عبداللہ بن جعفر آپ کے پاس لائے گئے آپ نے ان کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا، دوسرے لوگوں نے اس فوج پر خاک ڈالنا شروع کی اور کہا کہ تم اللہ کی راہ میں بھگوڑے ہو رسولؐ نے فرمایا یہ بھگوڑے نہیں بلکہ انشاء اللہ پھر دشمن کے مقابلہ پر جائیں گے۔

حارث بن ہشام کی اولاد میں سے ایک صاحب سے جو رسولؐ کے ننھیال تھے مروی ہیکہ ام سلمہ نے کسی عورت سے پوچھا کہ سلمہ بن ہشام بن مغیرہ کو رسولؐ اور صحابہ کے ساتھ نماز میں شریک ہوتا ہوا نہیں دیکھتی، اس بی بی نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ گھر سے نکلتے ہیں تو لوگ یہ طعنہ ان کو دیتے ہیں کہ تم اللہ کی راہ میں بھاگ نکلے اس وجہ سے وہ گھر بیٹھ رہے اور نہیں نکلے اس سال رسولؐ نے اہل مکہ کے خلاف جہاد کیا۔

فتح مکہ

بنو بکر کی بدعہدی

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ غزوہ موتہ سے فارغ ہونے کے بعد رسولؐ جمادی الثانی اور رجب مدینہ میں مقیم رہے اس کے بعد بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ نے بنی خزاعہ پر اچانک حملہ کر دیا۔ یہ قبیلہ وتیر نامی پانی کے چشمہ پر مقیم تھا جو کہ مکہ کے زیریں میں واقع ہے۔ اس جھگڑے کی بنیاد جو کہ بنی بکر اور بنی خزاعہ میں شروع ہوا ابن خصری کا ایک شخص مالک بن عباد تھا اس زمانے میں حضرمی کا حلیف اسود بن رزن تھا۔ یہ شخص تجارت کے لیے جا رہا تھا جب وہ خزاعہ کے علاقہ

میں پہنچا تو خزاعہ نے اس قتل کر دیا اور اسکے مال پر قبضہ کر لیا۔ اسکے انتقام میں بنی بکر نے موقع پا کر خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ عہد اسلام سے کچھ ہی پہلے خزاعہ نے اسود بن رزن کے بیٹے سلمیٰ، کلثوم اور ذویب کو مقام عرفہ میں انصاب حرم کے پاس اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا تھا۔ یہ تینوں بنی بکر کے معزز اور اشراف تھے۔

بنی الدیل کے ایک شخص سے مروی ہے کہ عہد جاہلیت میں الاسود اپنی فضیلت کی وجہ سے دو دو دیتیں دیتے تھے حالانکہ وہ صرف ایک دیت دیتے تھے۔ بنوبکر اور بنوخزاعہ میں یہ نزاع جاری تھا کہ اسلام ظاہر ہوا اور اب تمام عرب اسلام میں مشغول ہو گئے۔ صلح حدیبیہ میں جو رسولؐ اور قریش مکہ کے درمیان ہوئی تھا، ایک شرط یہ بھی تھی کہ اب جو چاہے رسولؐ کے عہد میں داخل ہو جائے اور جو چاہے وہ قریش کے عہد میں داخل ہو جائے۔ چنانچہ بنی بکر قریش کے ساتھ اور خزاعہ رسولؐ کے عہد میں داخل ہوئے، اس صلح کے زمانے کو بنی بکر کے بنی الدیل نے اپنے ہم قوم اسود بن رزن کے بیٹوں کا خزاعہ سے انتقام لینے کا اچھا موقع سمجھا اور اس غرض سے بنی الدیل کا رئیس نوفل بن معاویہ الدیلی اپنے قبیلے کے ساتھ اگر چہ تمام بنی بکر اس کے تابع فرمان نہ تھے اور اس بنی خزاعہ پر جو اپنے وتیر نامی چشمہ پر فروکش تھے، شب خون مارا ان میں سے ایک شخص کو حملہ آوروں نے ختم کر دیا بنی خزاعہ کو اپنا مقام چھوڑنا پڑا اور پھر لڑائی ہوئی اس موقع پر قریش نے اسلحہ سے بنی بکر کی مدد کی بلکہ رات کی تاریکی میں خفیہ طور پر قریش کے کچھ لوگ بھی بنی بکر کے ساتھ خزاعہ پر حملہ کرنے میں شریک ہوئے اور خزاعہ کو مجبور حرم میں پناہ لینا پڑی۔ واقدی کے بیان کے مطابق صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو اپنے سامان معیشت اور غلاموں کے ساتھ بھیس بدل کر اس شب خون میں شریک تھے۔

حرم کی بے حرمتی

جب خزاعہ حرم میں آ پہنچے بنی بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اب ہم حرم میں ہیں اس لیے تم اپنے خدا اُڑ رد اور لڑائی سے باز رہو مگر اس نے اس پر کچھ توجہ نہ دی بلکہ یہ گستاخانہ جملہ کہا کہ آج میرا کوئی خدا نہیں میں کسی کو نہیں مانتا۔ اے بنی بکر اپنا بدلہ لے لو میں جانتا ہوں کہ تم ضرور اسی حرم میں چوری کرتے ہو اور کرو گے تو پھر کیوں حرم میں اپنا بدلہ نہیں لے لیتے۔

منبہ کا قتل

بنی بکر نے خزاعہ پر جو شب خون مارا تھا اس میں انھوں نے منبہ نامی ایک ضعف القلب شخص کو قتل کر دیا تھا یہ اور اس کا ہم قوم ایک اور شخص تمیم بن اسد قیام گاہ سے برآمد ہوئے دشمن کو دیکھ کر منبہ نے تمیم سے کہا کہ تم جان بچا لو اور میں تو بہر حال اب مر جاؤں گا، چاہے وہ مجھے قتل کریں یا چھوڑ دیں کیونکہ مجھے سخت قلب ہو گیا ہے۔ تمیم بھاگ گیا اور حملہ آوروں نے منبہ کو جا لیا اور قتل کر دیا۔ مکہ میں پہنچ کر خزاعہ نے بدیل بن ورقا الخزاعی اور اپنے مولی رافع کے گھر میں پناہ لی۔

بنوخزاعہ کی حضورؐ سے فریاد

اس طرح جب قریش نے خزاعہ کے برخلاف بنی بکر کی مدد کی اور ان کے ایک آدمی کو قتل کر دیا جو رسولؐ کے عہد میثاق میں داخل تھے انھوں نے اس معاہدہ کی جو ان کے اور رسولؐ کے درمیان ہوا تھا کھلی ہوئی خلاف ورزی کی۔ بنی کعب کا عمرو بن سالم الخزاعی اس نقض عہد کی شکایت اور فریاد لے کر رسول ﷺ کی خدمت میں مدینہ آیا، آپ اس

وقت تمام صحابہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے اس نے آپ کے سامنے پہنچ کر یہ اشعار سنائے اور یہی واقع فتح مکہ کا باعث ہوا۔

لاهم نى تاشند محمدا
حلف ابينا وابيه الاتلد
فوالداكنا وكنت ولدا
ثمت اسلمنا فلم تنزع يد
وانصر رسول الله نصرا عتدا
وادع عباد لله يا تو امددا
فيهم رسول الله قد تجدا
ابيض مثل البدر يمى صعدا
ان سيم خسفا وجه تريدا
فى فيلق كا البحريرى مزيدا
ان قريشا اخلفوك الموعدا
وتقضو ميثاقك الموكدا
وجعلو لى فكدار صدا
وزمعو ان لست ادعوا احدا
وهم اقل و اقد مددا
هم بيونا باالوتير هجدا
فقتلونا ركعا و سجدا

ترجمہ: پہلے ہم تمھارے لیے بمنزلہ والد کے تھے اور تم ہمارے والد کے، پھر ہم اسلام لے آئے اور ہم اس سے دستبردار نہیں ہوئے۔ ترجمہ: اے خداوند میں محمد کو اپنے باپ اور ان کے باپ کی قدیم دوستی یاد دلاتا ہوں اور اس کا واسطہ دیتا ہوں۔ پس اے رسول ﷺ آپ ہماری پوری مدد کیجئے۔ اور اللہ کے بندوں کو ہماری امداد کے لیے بلائے۔ ان اللہ کے بندوں میں اللہ کے رسول ہیں جو اپنی نورانیت میں چڑھتے ہوئے بدر کی مثال ہیں۔ اگر ایک تنکے پر ظلم ہو تو ان کا چہرہ بحر مواج کے ایسے ایک لشکر جرار کے غبار سے غبار آلود ہو جاتا ہے۔ بے شک قریش نے آپ سے وعدہ کی خلاف ورزی اور آپ کے مضبوط عہد کو توڑ ڈالا ہے۔ اور انھوں نے کدا میں میری تاک میں لوگوں کو بٹھایا ہے اور وہ اس زعم باطل میں ہیں کہ میں کسی کو بھی اپنی مدد کے لیے نہیں بلا سکتا۔ وہ نہایت ہی ذلیل اور معدودے چند ہیں، انھوں نے وتیر (نامی چشمہ) میں حالت نماز میں ہم

پر شب خون مارا۔ اور اس طرح حالت رکوع اور سجود میں ہم کو قتل کیا ہے
یا رسولؐ ہم اسلام لا چکے ہیں اور انھوں نے ہم کو قتل کیا ہے، یہ سنکر رسولؐ نے فرمایا اے عمرو بن سالم اطمینان رکھو ہم تمھاری مدد کے لیے تیار ہیں۔ اس وقت رسول کو آسمان پر بدلی نظر آئی۔ آپ نے فرمایا یہ گھٹا بنی کعب کی امداد میں برسے گی یہ فال نیک ہے۔ پھر بدیل بن ورقاء خزاعہ کے چند آدمیوں کے ساتھ مکہ سے چل کر مدینہ میں رسولؐ کی خدمت میں آیا اور اس نے اسی شب خون کا پورا واقعہ اور اپنی مصیبت بیان کی اور قریش نے اس موقع پر بنی بکر کو جو مدد دی تھی اس کی خبر کی، یہ جماعت عرض حال کر کے مدینہ سے مکہ واپس ہوئی۔ رسولؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اب ابوسفیان ہمارے پاس اس معاہدہ صلح کی تجدید اور اضافہ مدت کے لیے آنے والا ہے۔

بنوخزاعہ کا سفر کی واپسی پر ابوسفیان سے ملاقات

بدیل بن ورقا اور اس کے رفیق اپنی راہ پر چلے گئے کے مقام عسفان میں ابوسفیان سے ان کی ملاقات ہوئی جسے قریش نے اپنی اس حرکت کے نتائج کے خوف سے رسولؐ کے پاس سابقہ معاہدہ صلح کی توثیق اور اضافہ مدت کے لیے گفتگو کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ ابوسفیان نے بدیل سے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ ابوسفیان کو یقین تھا کہ یہ ضرور رسولؐ سے مل کر آرہا ہے بدیل نے کہا میں اپنی قوم کے پاس گیا تھا جو ساحل پر اس وادی کے درمیان مقیم ہے۔ ابوسفیان نے پوچھا محمدؐ کے پاس نہیں گئے اس نے کہا نہیں۔ مگر جب بدیل مکہ کی سمت روانہ ہو گیا ابوسفیان نے کہا اگر یہ مدینہ گیا ہے تو وہاں ضرور اس کی اونٹنی نے چھوارے کی گٹھلی کھائی ہوگی اس خیال سے وہ اس کی ناقہ کی نشست گاہ کی طرف گیا اور اس کی مینگنی کو اٹھا کر دوڑا۔ اس میں چھوارے کی گٹھلی نظر آئی۔ ابوسفیان نے کہا میں حلف اٹھاتا ہوں کہ بدیل ضرور محمدؐ کے پاس گیا ہے۔

بنوخزاعہ کی حضور ﷺ سے فریاد

وہاں سے چل کر ابوسفیان مدینہ میں رسولؐ کے پاس آیا پہلے وہ اپنی بیٹی ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے پاس پہنچا اور رسولؐ کے بستر پر بیٹھنے لگا مگر ام حبیبہؓ نے اس بستر کو لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا کہ اے بیٹی کیا تم نے اس بستر کو میرے شایان نہ سمجھا یا مجھے اس بستر کے قابل نہ سمجھا کیا بات ہے؟ ام حبیبہؓ نے فرمایا یہ رسولؐ کا بستر ہے تم مشرک نجس ہو میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ تم رسولؐ کے بستر پر بیٹھو اس لیے میں نے اسے اٹھا دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی بخدا مجھ سے علیحدگی کے بعد مجھ میں برائی آ گئی۔ وہاں سے اٹھ کر ابوسفیان خود رسولؐ کے پاس آیا اور معاملہ پر گفتگو کی آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب وہ ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ آپ اس معاملہ میں رسولؐ سے گفتگو کریں مگر انھوں نے صاف انکار کر دیا۔ اسکے بعد وہ عمرؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا انھوں نے کہا بھلا میں اور تمھاری سفارش رسولؐ سے کروں بخدا اگر مجھے صرف باجرے کے دانے دستیاب ہوں تو میں انھیں سے تم سے جہاد کروں۔

حضرت علیؓ کے پاس ابوسفیان کی حاضری

وہاں سے نکل کر اب وہ علیؓ بن ابی طالب کے پاس آیا اس وقت ان کے پاس فاطمہؓ بنت رسول بھی تھیں اور ان کے صاحبزادے حسن بن علی جو بالکل کمسن بچے تھے اور کھیلتے پھرتے تھے، موجود تھے ابوسفیان نے کہا اے علیؓ یہاں کے تمام لوگوں میں تم سے میرے تعلقات بھی نہایت خوشگوار تھے اور قرابت میں بھی تم میرے سب سے قریب تر عزیز

ہو۔ میں ایک حاجت لے کر آیا ہوں ایسا نہ ہو کہ میں مقصد حاصل کیے بغیر خالی ہاتھ واپس جاؤں تم رسولؐ سے ہماری سفارش کرو۔ علیؓ نے کہا ابوسفیان، جس کام کا رسولؐ ارادہ فرما چکے ہوں اللہ کی قسم میری یہ مجال نہیں کہ میں اس کے متعلق ان سے کچھ کہہ سکوں۔ ابوسفیان فاطمہؓ کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا اے محمدؐ کی بیٹی کیا تم نہیں کر سکتیں کہ اپنے اس بیٹے سے کہو کہ وہ سب کے درمیان مجھے پناہ دیں اور اس طرح ہمیشہ کے لیے عرب کے سردار بن جائیں۔ فاطمہؓ نے کہا اللہ کی قسم ابھی میرا یہ لڑکا اس عمر کو نہیں پہنچا ہے کہ وہ سب لوگوں میں تم کو پناہ دے اور رسولؐ کے خلاف تو کوئی بھی پناہ نہیں دے سکتا۔ ابوسفیان نے علیؓ سے کہا ابوالحسن میرے معاملات نے نازک صورت اختیار کر لی ہے کوئی راہ سمجھ میں نہیں آتی تم مجھے مخلصانہ مشورہ دو کہ میں کیا کروں۔ علیؓ نے کہا بخدا میں کوئی تدبیر ایسی نہیں جانتا جو تمھارے لیے مفید ہو۔ البتہ چونکہ تم تمام بنی کنانہ کے رئیس ہو اس لیے تم خود مجمع عام میں کھڑے ہو کر اپنے کو سب کی حفاظت میں دیدو اور پھر اپنے وطن چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا واقعی آپ اس مشورہ کو میرے لیے کچھ مفید سمجھتے ہیں علیؓ نے کہا بخدا ہرگز نہیں میں جانتا ہوں کہ اس سے بھی تم کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ مگر اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت ہی نہیں ہے مجبوری ہے۔ ابوسفیان نے مسجد میں کھڑے ہو کر سب کے سامنے کہا کہ اے لوگو میں اپنے کو سب کی پناہ میں دیتا ہوں، یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ پر سوا ہو کر چلدیا۔

واپسی پر ابوسفیان کا قوم سے خطاب

قریش کے پاس آیا انھوں نے پوچھا کیا کر کے آئے اس نے کہا میں نے محمدؐ سے ملاقات کی اور اس معاملہ میں گفتگو کی مگر انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں ابوبکرؓ سے ملا وہاں بھی کوئی مفید مطلب بات نہیں ہوئی، پھر عمرؓ سے ملا ان کو میں نے سب سے زیادہ اپنا دشمن پایا۔ پھر میں علیؓ کے پاس گیا ان کو میں نے اور سب میں سب سے زیادہ متواضع پایا۔ انھوں نے مجھے ایک مشورہ دیا اس پر میں نے عمل کیا مگر میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہمارے لیے سودمند ہوگا بھی یا نہیں۔ قریش نے پوچھا وہ کیا بات ہے ابوسفیان کہا انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں تمام لوگوں کی پناہ میں اپنے کو دیدوں۔ میں نے یہ کیا قریش نے پوچھا کیا محمدؐ نے اس کو تسلیم کیا اور اجازت دی ابوسفیان نے کہا نہیں قریش نے کہا تو پھر یہ کیا بات ہوئی، بخدا علیؓ نے تو تمھارے ساتھ محض مذاق کیا ہے اس سے ہمیں فائدہ پہنچ سکتا ہے، ابوسفیان نے کہا تو اس کے سوا تو میں کچھ اور نہیں کر سکا۔

سفر مکہ کے لیے صحابہ کرام کی تیاری

رسولؐ نے سفر کی تیاری کا حکم دیا آپ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میرا سامان بھی درست کر دو، ابوبکر اپنی بیٹی عائشہؓ کے پاس آئے، دیکھا کہ وہ رسولؐ کے سامان کو درست کر رہی ہیں پوچھا بیٹی کیا رسول نے سامان کی تیاری کا حکم دیا ہے انھوں نے کہا ہاں، ابوبکر نے پوچھا کچھ سمجھتی ہو کہ ان کا ارادہ کہاں جانے کا ہے۔ عائشہ نے کہا یہ تو میں بالکل نہیں جانتی۔ اس کے بعد خود رسولؐ نے سب لوگوں کو بتا دیا کہ میں مکہ جا رہا ہوں اور حکم دیا کہ سب لوگ فوراً انتظام کر کے تیار ہو جائیں اور فرمایا اے خداوندا تاوقتیکہ ہم خود ان کے علاقہ میں نہ پہنچ جائیں قریش کو ہماری نقل و حرکت کی کسی مخبر یا جاسوس کے ذریعے اطلاع نہ مل سکے۔ اب تمام مسلمانوں نے سفر کی تیاری شروع کر دی اس موقع۔ پر مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب اور تحریص کے لیے حسان بن ثابت نے چند شعر بھی کہے۔

حاطب بن ابی بلتعہ کا اہل مکہ سے خطاب اور راز کا انکشاف

جب رسولؐ پوری طرح مکہ جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط قریش کو لکھا اور اسمیں اطلاع دی کہ رسولؐ تمھارے مقابلہ پر آ رہے ہیں۔ یہ خط انھوں نے ایک عورت کو دیا اس عورت کے متعلق محمد بن جعفر کا خیال ہے کہ وہ قبیلہ مزینہ کی تھی اور ان کے علاوہ دوسروں کا خیال ہے کہ وہ بنی عبدالمطلب کے کسی شخص کی بیٹی تھی اور خط قریش کو پہنچا دینے کی کچھ اجرت دی۔ اس عورت نے وہ خط اپنے سر میں رکھ کر اوپر سے بال گوندھ لیئے اور روانہ ہو گئی۔ رسولؐ کو بذریعہ وحی حاطبؓ کی اس حرکت کی خبر ہوئی آپ نے علی بن ابی طالب اور زبیر بن العوام کو بلایا اور کہا کہ حاطب نے ہماری تیاری کی اطلاع ایک خط کے ذریعے قریش کو دی ہے اور خط کو ایک عورت کے ہاتھ مکہ بھیجا ہے تم اسے جا کر پکڑ لو۔

یہ دونوں مدینہ سے چلے اور ابن ابی حامد کے حلیفہ میں اسے جا پکڑا۔ سواری سے اسے اتارا، اس کے کجاوے کی تلاشی لی مگر کوئی چیز نہیں ملی، علی اب طالب نے اس سے کہا میں قسم کھاتا ہوں کہ رسول ﷺ نے ہرگز جھوٹ بات نہیں کہی ہے اور نہ ہم جھوٹے ہیں یا تو تو خط دیدے ورنہ میں ننگا کر کے تیری جامہ تلاشی لونگا، جب اس عورت نے دیکھا کہ بغیر خط لیئے پیچھا نہیں چھوڑیں گے اس نے کہا اچھا ذرا مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ علیؓ ہٹ گئے اس نے اپنے سر کی لٹیں کھولیں اور خط نکال کر علیؓ کو دیا وہ اسے رسولؐ کے پاس لائے۔

حاطب بن ابی بلتعہ کا اپنی صفائی پیش کرنا

آپ نے حاطب کو بلا کر پوچھا تم نے یہ کیوں کیا انھوں نے کہا یا رسولؐ میں اللہ اور اسکے رسولؐ پر سچا ایمان رکھتا ہوں میرے ایمان میں کوئی تغیر نہیں ہوا ہے میں ویسا ہی پکا مسلمان ہوں جیسا کہ تھا مگر یہاں میرا کوئی نہیں ہے۔ اور قریش میں میرے اہل وعیال ہیں ان کی خاطر میں نے ایسا کیا۔ عمرؓ نے کہا یا رسولؐ آپ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن ماردوں اس نے ضرور نفاق برتا ہے۔ رسولؐ نے فرمایا عمر کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کو جنگ بدر میں تمام شرکائے بدر کی حالت بخوبی معلوم تھی جس کی وجہ سے اس نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو میں نے تمھاری مغفرت کردی۔ نیز، حاطبؓ ہی کے متعلق یہ آیت " یاایھا الذین امنو الا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء سے لے کر والیہ ــ انبنا آخر قصہ تک نازل ہوئی ہے (ترجمہ: اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ)

مکہ کا سفر

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسولؐ اس سفر پر روانہ ہوئے آپ نے ابو ام کلثوم بن حصین بن خلب الغفاری کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔ • ارمضان کو آپ مدینہؐ سے روانہ ہوئے آپ بھی روزے سے تھے اور دوسرے مسلمان بھی روزے سے تھے کدید پہنچ کر جو عسفان اور امج کے درمیان ہے، آپ نے روزہ افطار کیا۔ یہاں سے بڑھ کر آپ نے دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ مرالظہر ان پر قیام فرمایا۔ بنی سلیم اور مزینہ بھی آپ کے شریک ہو گئے۔ ان کی تعداد بھی کثیر تھی اور ان میں اکثر مسلمان تھے، اس سفر میں تمام مہاجرین اور انصار آپ کے ہمرکاب تھے آپ مرالظہر ان پر مقیم تھے مگر آپ کی نقل وحرکت کی قریش کو قطعی خبر نہ تھی۔ اطلاع کے تمام ذرائع اللہ کی طرف سے ان کے لیے مسدود ہو چکے تھے ان کو کچھ معلوم نہ تھا کہ رسولؐ کہاں ہیں اب کیا کرنے والے ہیں۔ ابوسفیان بن حرب حکیم بن حزام

اور بدیل بن ورقا اس رات آپ کی اطلاع لینے کے لیے مکہ سے چلے۔ عباس بن عبدالمطلب اثنائے راہ میں کسی جگہ رسولؐ سے آ کر مل گئے تھے، ابوسفیان بن الحارث اور عبداللہ بن امیہ بن المغیرہ بھی مکہ اور مدینہ کے درمیان "نیق العقاب" نامی جگہ پر آپ سے ملاقات کے لیے آئے اور آپ کے پاس پہنچنے کی کوشش کی۔ ام سلمہ نے ان کے بارے میں آپ سے کہا یا رسولؐ آپ کا چچازاد بھائی اور پھوپھی زاد بھائی اور خسر آپ سے ملنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ان میں سے میرے چچازاد بھائی نے میری آبروریزی کی اور پھوپھی زاد بھائی اور خسر نے مکہ میں جو کچھ مجھے کہا وہ سب جانتے ہیں۔

جب اس کی اطلاع ان کو ہوئی، اس وقت ابوسفیان کے ساتھ اس کا ایک کمسن بیٹا بھی تھا، اس نے کہا بخدا یا تو وہ مجھے اپنے پاس آنے کی اجازت دیں ورنہ میں اپنے اس بچے کو لے کر اس وسیع زمین میں غائب ہو جاتا ہوں اور بھوک اور پیاس سے اپنی جانوں کو ہلاک کر دیتا ہوں۔ رسولؐ کو اس کی یہ بات معلوم ہوئی۔ آپ کو رحم آ گیا اور آپ نے دونوں کو بلا لیا۔ وہ آپ کے پاس آئے، اور اسلام لے آئے۔ ابوسفیان نے اپنے وہ اشعار جو انھوں نے اسلام اور اپنی سابقہ روش کے اعتذار میں لکھے تھے آپ کو سنائے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ان اشعار میں جب ابوسفیان نے یہ شعر پڑھا۔ ونالنی مع اللہ من طروت کل مطرد (اور اللہ سے مجھے ملا دیا اس شخص نے جسے میں نے ہر جگہ سے نکالا تھا رسول ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تو نے مجھے ہر جگہ ستایا اور میری مخالفت میں کوئی جتن نہ چھوڑا۔

سفر مکہ سے متعلق دوسری روایت

واقدی کے بیان کے مطابق رسولؐ مکہ روانہ ہوئے، کسی نے کہا آپ قریش کے مقابلہ پر جا رہے ہیں کسی نے کہا آپ ہوازن پر جا رہے ہیں کسی نے کہا آپ ثقیف کے مقابلہ پر جا رہے ہیں، آپ نے قبائل عرب کو اس مہم میں شرکت کے لیے بلایا مگر وہ نہ آئے آپ نے نہ جھنڈے دیئے اور نہ نشان علم کیا۔ آپ قدید آئے یہاں بنوسلیم گھوڑوں پر سوار پورے اسلحے سے مسلح ہو کر آپ کے ساتھ شریک ہونے کے لیے آ گئے، عینیہ، عرج میں اپنے چند آدمیوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں آ گئے تھے اور اقرع بن حابس سقیا میں آپ سے آ ملے، عینیہ نے رسولؐ سے پوچھا کہ نہ میں جنگ کا ساز و سامان دیکھتا ہوں اور نہ ارحام کی تیاری پاتا ہوں یا رسولؐ آپ ہاں تشریف لے جا رہے ہیں، رسولؐ نے فرمایا جہاں خدا چاہے گا۔ پھر آپ نے اللہ سے دعا مانگی کہ قریش کو ہماری خبر نہ ہونے پائے، اب آپ مرالظہران میں فروکش ہوئے۔ عباس سقیا میں آپ سے ملے اور مخرمہ بن نوفل نیق العقاب میں آپ سے ملے جب آپ مرالظہران میں فروکش ہوئے۔ ابوسفیان بن حرب حکیم بن حزام کے ساتھ مکہ سے نکلا۔

حضرت عباس اور ابوسفیان کی باہمی گفتگو

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب رسول ﷺ مدینہ سے چل کر مرالظہران آئے، عباس بن عبدالمطلب نے اپنے دل میں کہا رسول ﷺ مدینہ سے چل چکے تھے اب قریش کی خیر نہیں بخدا اگر وہ قریش سے ان کے علاقہ میں لڑے اور مکہ میں بزور شمشیر داخل ہوئے تو ہمیشہ کے لیے قریش ہلاک اور برباد ہو جائیں گے۔ وہ رسولؐ کی سفید مادہ خچر پر سوار ہوئے اور کہا کہ میں اراک جاتا ہوں شاید وہاں مجھے کوئی لکڑہارا، گھوسی یا کوئی اور شخص جو مکہ آتا ہو مل جائے اور وہ قریش سے جا کر ان کا صحیح مقام بتا دے اور پھر قریش رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر امان لے لیں۔ عباسؓ نے بیان کیا کہ اس نیت سے میں مکہ سے چل کر اراک آیا وہاں اپنی غرض کی تلاش میں پھر رہا تھا کہ میں نے ابوسفیان بن حرب، حکیم

بن حزام اور بدیل بن ورقا کی آواز سنی یہ لوگ رسول کی خبر معلوم کرنے کے لیے نکلے تھے، میں نے ابوسفیان کو کہتے سنا کہ بخدا میں نے آج تک آگ کے ایسے الاؤ جو نظر آرہے ہیں پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ بدیل نے کہا یہ بنی خزاعہ کے الاؤ ہیں جو لڑائی کے لیے روشن کیے گئے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا خزاعہ تو بہ درجہ بخیل اور ذلیل ہیں بھلا وہ کہاں اتنے چولھے جلا سکتے ہیں۔

اب میں نے ابوسفیان کی آواز شناخت کی اور آواز دی ابوحنظلہ اس نے کہا ابوالفضل میں نے کہا ہاں ابوسفیان نے کہا خوب ہوا کہ تم سے ملاقات ہوئی، میرے ماں باپ تم پر نثار کہو کیا خبر ہے میں نے کہا یہ آگ رسولؐ کے فرودگاہ کی ہے ایسی زبردست فوج کے ساتھ انھوں نے تم پر چڑھائی کی ہے کہ تم اس کے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتے دس ہزار مسلمان ساتھ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تو پھر کیا مشورہ دیتے ہو، میں نے کہا تم میرے اس خچر کے پیچھے پر میرے پیچھے بیٹھ جاؤ تاکہ میں تمھارے لیے رسولؐ سے امان لے لوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر تم ان کے قابو میں آ گئے تو وہ تمھاری گردن ماردیں گے ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا میں نے رسول کے خچر کو ایڑ دی اور تیزی کے ساتھ آپ کی سمت چلا، جب میں مسلمانوں کے کسی الاؤ کے پاس سے گذرتا وہ کہتے کہ یہ رسولؐ کے چچا رسولؐ کی مادہ خچر پر سوار جارہے ہیں۔

ابوسفیان کو دیکھ کر عمر فاروقؓ کے جذبات

شدہ شدہ میں عمر بن الخطاب کے چولھے کے پاس آیا وہ دیکھتے ہی کہنے لگے ابوسفیان اللہ کا شکر ہے کہ اس نے بغیر کسی وعدہ اور معاہدہ کے تجھے ہمارے قبضہ میں کر دیا پھر وہ تیزی سے رسولؐ کے پیچھے دوڑے میں نے بھی اپنی خچر کو ایڑ دی ابوسفیان کو میں نے اپنے پیچھے بٹھا ہی لیا تھا میں جھپٹ کر رسولؐ کے خیمہ کے دروازے پر آیا اور جس طرح کہ ایک سست جانور ایک سست رفتار شخص سے مسابقت کرتا ہے میں بھی عمر سے کچھ پہلے وہاں پہنچ گیا۔ عمرؓ رسولؐ کے پاس گئے اور کہا یا رسولؐ دشمن خدا ابوسفیان کو خدا نے بغیر کسی وعدہ اور معاہدہ کے ہمارے قابو میں کر دیا ہے آپ مجھے اجازت دیں کہ اسے قتل کر دوں۔ اب میں نے رسولؐ سے کہا یا رسولؐ میں نے اسے پناہ دیدی ہے اور اب میں ان کے بالکل پاس جا بیٹھا اور آپ کا فرق مبارک میں نے تھام کر کہا آج میرے سوا کوئی ان سے سرگوشی نہ کرنے پائے گا۔ جب عمرؓ ابوسفیان کی مخالفت میں بہت بڑھے میں نے ان سے کہا اب بس کرو اس کی اتنی شدید مخالفت تم صرف اس لیے کر رہے ہو کہ یہ بنی عبدمناف میں سے ہے اگر یہ بنی عدی بن کعب میں ہوتا تو تم اس کے متعلق ایسا نہ کہتے۔ عمرؓ نے کہا عباس خاموش رہو بخدا جس روز تم مسلمان ہوئے مجھے تمھارے اسلام لانے سے اس سے کہیں زیادہ خوشی ہوئی جتنی خوشی کہ مجھے اپنے باپ خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ اسلام لے آئے ہوتے۔ اور یہ صرف اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ رسول تمھارے اسلام سے خطاب کے اسلام لانے کے مقابلہ میں کہیں زیادہ خوش ہوئے۔ اب رسولؐ نے عباس سے فرمایا اچھا جاؤ ہم نے اسے امان دی کل صبح لے کر آنا۔ عباس اسے اپنے مقام پر واپس لے گئے دوسرے دن صبح رسول کی خدمت میں لے کر آئے۔

ابوسفیان کو دیکھتے ہی آپ نے فرمایا ابوسفیان تم کو کیا ہوا؟ کیا اب بھی یہ بات تم پر آشکار نہیں ہوئی کہ سوائے اللہ واحد کے کوئی اور معبود نہیں۔ ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں آپ سے بڑھ کر کوئی شخص قرابت کا لحاظ کرنے والا بردبار اور شریف جذبات نہیں ہوگا بے شک اب میں سمجھا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ کوئی اور دوسرا خدا ہوتا تو ضرور وہ میرے کچھ کام آتا۔ رسولؐ نے فرمایا افسوس ہے کہ ابوسفیان کیا اب بھی یہ بات تم پر آشکار نہیں ہوئی کہ میں اللہ

کا رسول ہوں، ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں آپ سے بڑھ کر صلہ رحم کرنے والا حلیم اور سخی اور شریف کوئی دوسرا نہیں ہوگا مگر اس باب میں مجھے ابھی ذرا تردد ہے، عباس نے بیان کیا کہ اب میں نے اس سے کہا تم کو کیا ہوا ہے بہتر ہے کہ کلمہ شہادت حقہ کا اعلان کردو ورنہ تمھاری گردن ماردی جائے گی، اس نے کلمہ شہادت ادا کردیا۔

ابوسفیان کا قبول اسلام اور انکی خصوصیات

عباسؓ سے مروی ہے کہ ابوسفیان کے کلمہ شہادت پڑھ دینے کے بعد رسولؐ نے مجھ سے فرمایا اب تم جاؤ اور ان کو وادی کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ساتھ رکھنا تا کہ وہ اللہ کی فوجوں کو جب وہ ان کے سامنے سے گزریں دیکھ لیں میں نے رسولؐ سے کہا یا رسولؐ ابوسفیانؓ ایسے شخص ہیں کہ وہ فخر کو پسند کرتے ہیں آپ ان کو ان کی قوم پر کوئی خاص امتیاز عطا فرمایئے، رسولؐ نے فرمایا اچھا جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ مامون ہے۔ جو مسجد میں چلا جائے گا وہ مامون ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے وہ مامون ہے۔

اسلامی لشکر ابوسفیان کے سامنے

میں آپ کے پاس سے اٹھا اور ابوسفیان کو وادی کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر اپنے ساتھ ٹھہرالیا تمام قبائل ان کے سامنے سے گذرنے لگے جب کوئی قبیلہ آتا وہ مجھ سے پوچھتے یہ کون ہیں میں نے کہا یہ بنی سلیم ہیں، ابوسفیان نے کہا مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں اس کے بعد دوسرا قبیلہ آیا انھوں نے پوچھا یہ کون ہیں میں نے کہا یہ اسلم ہیں ابوسفیان نے کہا مجھے ان سے سروکار ہیں۔ پھر جہینہ آئے انھوں نے دریافت کیا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا یہ جہینہ ہیں ابوسفیان نے کہا مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔ خود رسولؐ کی سواری آئی، آپ کے جلوس میں خاص فوج تھی جس میں مہاجرین اور انصار فولاد میں غرق تھے کہ صرف آنکھوں کے حلقے نظر آتے تھے۔ ابوسفیان نے پوچھا ابوالفضل یہ کون ہیں؟ میں نے کہا یہ خود رسولؐ مہاجرین اور انصار کے ساتھ ہیں، ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل بخدا اب تو تمھارے بھتیجے کی طاقت اور شوکت بہت بڑھ گئی ہے۔ میں نے کہا یہ دنیاوی حکومت نہیں بلکہ یوں کہو کہ یہ نبوت کا اثر ہے۔ ابوسفیان نے کہا تو اچھا اب میں بھی یہی کہتا ہوں۔ میں نے کہا اچھا اب تم فوراً اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ اور ان کو رسولؐ کی آمد سے خبردار کردو۔ چنانچہ وہ تیزی سے چل کر مکہ آیا اور اس نے مسجد میں چلا کر کہا، اے قریش آگاہ ہو جاؤ محمدؐ ایک ایسی زبردست فوج کے ساتھ جس کا تم مقابلہ نہیں کرسکتے تمھارے سر پر آگئے ہیں، لہذا پناہ کے طالب ہو تو میرے گھر میں آجاؤ، قریش نے کہا بھلا تمہارا گھر ہمیں کیا کفایت کرسکتا ہے تب ابوسفیان نے کہا اور جو شخص مسجد میں آجائے وہ مامون ہے اور جو اپنا دروازہ بند کرلے وہ مامون ہے۔

حضرت خالد بن ولید کی کاروائی

عروہ نے فتح مکہ کے متعلق عبدالملک کے استفسار پر حسب ذیل بیان اسے لکھا تھا۔

آپ نے مجھ سے فتح مکہ کے موقع پر خالد بن ولید کی کاروائی دریافت کی ہے کہ کیا انھوں نے غارت گری کی اور کس کے حکم سے کی۔ اس کے متعلق نگارش ہے کہ خالد بن ولید فتح مکہ میں رسولؐ کے ہمراہ تھے مکہ جاتے ہوئے آپ بطن مر آئے، قریش نے ابوسفیان اور حکیم بن حزام کو رسولؐ کے پاس بھیجا اس وقت تک ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ رسولؐ کا ارادہ کہاں کا ہے آیا وہ قریش کے مقابلہ پر آرہے ہیں یا طائف کا قصد رکھتے ہیں۔ بدیل بن ورقا بھی خود ہی ان کی

مصاحبت کے لیے ان دونوں کے ساتھ ہو گیا۔ یہ صرف تین دن تھے اور کوئی ساتھ نہ تھا ان کو بھیجتے وقت قریش نے ان سے کہا کہ کم از کم تمھاری سمت سے وہ ہم پر یورش نہ کرنے پائیں اور یہ اندیشہ ہمیں اس لیے ہے کہ اب تک ہم نہیں جانتے کہ محمدؐ کا قصد کہاں کا ہے وہ ہمارے ارادے سے آئے ہیں یا ہوازن یا ثقیف کے مقابلہ پر جاتے ہیں۔

حضورؐ نے مکہ پر چڑھائی کیوں کی؟

رسولؐ اور قریش کے درمیان حدیبیہ میں جو صلح ہوئی تھی اس کے لیے ایک معاہدہ مرتب کیا گیا تھا اور اس کی مدت مقرر کی گئی تھی اس معاہدہ کی رو سے بنی بکر قریش کے ساتھ ہو گئے تھے، بنی کعب کی ایک جماعت اور بنی بکر کی ایک جماعت میں لڑائی ہو گئی، صلح حدیبیہ میں یہ طے ہوا تھا کہ مدت مقررہ میں طرفین کے درمیان نہ لڑائی ہو گی اور نہ کوئی کسی کو گرفتار کرے گا مگر قریش نے اس نزاع میں اسلحہ سے بنی بکر کی مدد کی۔ بنی کعب نے قریش کو مورد الزام قرار دیا اور اس وجہ سے رسولؐ نے اہل مکہ پر چڑھائی کی ابوسفیٰن، حکیم اور بدیل اسی چڑھائی کے زمانے میں مرالظہر ان آئے ان کو پہلے سے معلوم نہیں تھا کہ رسولؐ وہاں فروکش ہو چکے ہیں۔ اچانک یہ لوگوں کے سامنے پہنچ گئے۔ آپ کو وہاں مقیم دیکھ کر ابوسفیان بدیل اور حکیم آپ کی خاص قیام گاہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے اسلام لا کر آپ کی بیعت کر لی، بیعت کے بعد رسولؐ نے ان تینوں کو قریش کے پاس بھیجا تا کہ یہ ان کو اسلام کی دعوت دیں۔

مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ رسولؐ نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں آ جائے گا وہ مامون ہے ان کا گھر مکہ کے بالائی حصہ میں تھا۔ نیز آپ نے فرمایا اور جو حکیم کے گھر میں آ جائے گا وہ مامون ہے ان کا گھر زیریں مکہ میں تھا۔ اور یہ فرمایا اور جو شخص اپنا دروازہ بند کرے اور لڑائی سے دست کش ہو جائے، وہ مامون ہے۔

مکہ میں داخلہ

آپ سے مل کر جب ابوسفیان اور حکیم مکہ جانے لگے آپ نے ان کے بعد زبیرؓ کو روانہ کیا اور اپنا علم ان کو دیا ان کو مہاجرین اور انصار کے لشکر کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ اس علم کو مکہ کے بالائی حصہ پر حجون میں نصب کر دینا اور پھر اس مقام سے جہاں علم نصب کرنے کا میں نے تم کو حکم دیا ہے تاوقتیکہ میں خود تمھارے پاس نہ آؤں تم ذرا سا نہ ہٹنا۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں سے رسول مکہ میں داخل ہوئے۔ اسی طرح آپ نے خالد بن ولید کو قضاعہ اور بنی سلیم کے مسلمانوں اور دوسرے ان مسلمانوں کا جو کچھ ہی عرصہ پہلے اسلام لائے تھے سردار مقرر کیا اور ان کو زیریں مکہ سے مکہ میں داخل ہونے کی ہدایت کی اسی سمت میں بنی بکر تھے جن کو قریش نے اپنی مدد کے لیے بلایا تھا اور بنی حارث بن عبد مناۃ اور حبشی قریش کے حکم سے موجود تھے۔ خالد زیریں مکہ سے اندر بڑھے۔

کہا گیا ہے کہ بھیجتے وقت رسولؐ نے خالد اور زبیر دونوں کو ہدایت کر دی تھی کہ تاوقتیکہ کوئی تم سے لڑے تم کسی سے نہ لڑنا مگر جب خالد مکہ کے زیریں میں بنی بکر اور حبشیوں کے مقابل آئے انھوں نے آتے ہی ان کا قتال شروع کر دیا آپ نے بنی بکر وغیرہ کو شکست دی، فتح مکہ میں صرف یہی خونریزی ہوئی اس کے علاوہ کوئی اور لڑائی نہیں ہوئی البتہ ایک اور واقعہ یہ ہوا کہ بنی محارب بن فہرہ کے کرز بن جابر اور بنی کعب کے ابن الاشعر جو دونوں زبیر کے رسالے میں تھے کدا کی سمت سے آئے اور اس راستے سے نہ آئے جس راستے سے بڑھنے کا رسولؐ نے زبیر کو حکم دیا تھا اس طرح یہ مکہ کے اتار پر قریش کے ایک دستہ فوج کے مقابل آ گئے اور دونوں شہید کر ڈالے گئے۔ مکہ کے بالائی حصہ میں زبیر کی سمت میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی اسی جانب سے رسول مکہ میں داخل ہوئے۔ مکہ والے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے انھوں

نے بیعت کی اور اسلام لے آئے رسول ﷺ صرف نصف ماہ مکہ میں مقیم رہے پھر ہوازن اور ثقیف آپ کے مقابلہ پر نکلے اور انھوں نے حنین میں پڑاؤ ڈالا۔

عبداللہ بن ابی سے مروی ہے کہ جس وقت ذی طوی سے رسولؐ نے اپنی فوج کو جنگ کے لیے مختلف حصوں میں تقسیم کیا آپ نے زبیر کو حکم دیا کہ وہ کچھ لوگوں کو کداء کی سمت سے مکہ میں آ داخل کریں، زبیر آپ کے میسرہ پر تھے انھوں نے سعد بن عبادہ کو اس سمت سے بڑھنے کا حکم دیا۔ بعض علمائے سیر نے بیان کیا ہے کہ جب سعد مکہ میں داخل ہونے کے لیے چلے انھوں انھوں نے کہا کہ آج بے دریغ قتل کا دن ہے آج کعبہ کی حرمت کا لحاظ نہ کیا جائے گا ان کے اس جملہ کو مہاجرین میں سے کسی صاحب نے سن لیا انھوں نے رسولؐ سے عرض کیا کہ ذرا سنیے یہ کیا کہہ رہے ہیں اور ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ یہ قریش پر زیادتی کریں گے۔ رسولؐ نے علی بن ابی طالب سے کہا تم فوراً سعد کے پاس پہنچو اور جھنڈا ان سے لے لو اور تم خود جھنڈا لے کر مکے میں داخل ہو۔

اسی روایت میں انھیں راوی سے مروی ہے کہ رسولؐ نے خالد بن ولید کو مکہ میں داخل ہونے کے لیے دوسری سمت سے بھیجا۔ خالد مکہ کے زیریں میں مقام لیط سے بعض لوگوں کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے۔ یہ میمنہ میں تھے اس میمنہ میں اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ اور دوسرے قبائل عرب تھے، ابوعبیدہ بن الجراح مسلمانوں کی ایک صف لے کر بڑھے تاکہ وہ رسولؐ کے سامنے مکہ کے مقابل جم جائیں، خود رسولؐ اذاخر سے مکہ میں داخل ہوئے اور آپ مکہ کے بالائی حصے میں فروکش ہو گئے وہیں آپ کا خیمہ نصب کر دیا گیا۔

عبداللہ بن ابی اور عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو نے بہت سے لوگ لڑنے کے لیے خندمہ میں جمع کئے تھے، نیز بنی بکر کے حماس بن قیس بن خالد نے رسولؐ کے مکہ میں داخلہ اور اہل مکہ سے صلح سے قبل بہت سا اسلحہ جمع کیا تھا۔ اس کی بیوی نے پوچھا کہ یہ کیوں جمع کر رہے ہو؟ اس نے کہا محمدؐ اور ان کے ساتھیوں کے لیے اس کی بیوی نے کہا مگر میرا یقین ہے کہ ان کے اور ان کے ساتھیوں کے مقابلہ میں کوئی شے کارگر نہیں ہو سکتی۔ حماس نے کہا مگر بخدا میں یہ توقع کرتا ہو کہ ان میں سے بعض سے میں تمھاری خدمت گاری کراؤں گا۔ پھر یہ بھی خندمہ میں صفوان، سہیل بن عمرو اور عکرمہ کے ساتھ ہو کر لڑنے کے لیے آیا۔ یہاں خالد بن ولید کی فوج سے ان کا مقابلہ ہو گیا اور معمولی سی جھڑپ بھی ہوئی اور کرز بن جابر بن حسل بن الاجب بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر اور حنیس بن خالد یعنی اشعر بن ربیعہ بن احرم بن حنیس بن حرام میں تھے چونکہ ان سے علیحدہ ہو کر دوسرے راستے سے بڑھے تھے شہید کر ڈالے گئے۔ حنیس پہلے مارے گئے کرز بن جابر نے ان کے جسد کو اپنے دونوں پیروں کے بیچ میں کر لیا اور پھر دشمن سے لڑے اور مارے گئے۔ اس وقت وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے

قد علمت الصفر من فهر

نقية الوح نقية الصدر

لاضربن اليوم عن ابي صخر

ترجمہ: بنی فہر کی حسین اور پاک طینت صفر جانتی ہے کہ آج میں ابوصخر کی مدافعت میں خوب لڑونگی۔

ابوصخر حنیس کی کنیت تھی۔ ان کے علاوہ خالد بن ولید کے لشکر میں قبیلۂ جہینہ کے سلمہ بن المیلا مارے گئے، اس کے مقابلے میں مشرکین کے بارہ تیرہ آدمی کام آئے اور پھر کفار بھاگے۔ حماس بھاگ کر اپنے گھر آیا اور خوف کی وجہ سے

اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ دروازہ بند کردو اس کی بیوی نے کہا کہ پہلے تو بڑی بڑی باتیں بناتے تھے اب کیا ہوا اس پر حماس نے چند شعر اپنی معذرت میں پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ میں نے خوب داد مردانگی دی مگر جب میرے دوسرے ساتھی نکمے ثابت ہوئے تو میں تنہا کیا کر سکتا تھا۔

فتح مکہ کے موقع پر قتل کیے جانے والے کفار

ابن اسحق سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے جب مسلمان امراء مکہ پر پیش قدمی کے لیے مقرر فرمائے تو ان کو ہدایت کردی تھی کہ سوائے اس کے جو خود تمھارے مقابل لڑنے آئے تم خود کسی سے نہ لڑنا البتہ آپ نے چند آدمیوں کے نام بتائے کہ ان کو ضرور قتل کردیا جائے چاہے وہ کعبہ کے پردوں کے پاس ہوں۔

عبدابن سعد

ان میں سے ایک عبدابن سعد بن ابی سرح بن حبیب بن حذیمہ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی تھا۔ رسولؐ نے اس کو قتل کرنے کا اس وجہ سے حکم دیا تھا کہ یہ اسلام لاکر پھر مشرک ہوگیا تھا۔ اس نے بھاگ کر عثمانؓ کے پاس پناہ لی وہ ان کا دودھ شریک بھائی تھا۔ عثمانؓ نے اسے چھپالیا اور جب اہل مکہ کو اطمینان ہوگیا وہ اسے لے کر رسولؐ کی خدمت میں لائے اور اس کے لیے امان کی درخواست کی۔ بیان کیا گیا ہے کہ پہلے تو آپ بہت دیر تک خاموش رہے پھر آپ نے کہا ہاں۔ جب عثمان اسے واپس لے گئے آپ نے حاضرین صحابہ سے کہا کہ میں اسلیئے اتنی دیر تک چپ رہا تھا کہ تم میں سے کوئی اٹھ کر اس کی گردن ماردیتا۔ ایک انصاری نے کہا یا رسولؐ آپ نے مجھے اشارہ کیوں نہیں کردیا رسولؐ نے فرمایا یا نبیؑ اشارے سے قتل نہیں کراتے۔

ابن خطل

دوسرا شخص بنی تیم بن غالب کا عبداللہ بن خطل تھا جس کے قتل کردینے کا رسولؐ نے حکم دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ مسلمان تھا رسولؐ نے اسے کسی مقام پر صدقہ وصول کرنے بھیجا اس کے ہمراہ ایک اور انصاری کو بھیجا جن کے ساتھ ان کا ایک مسلمان غلام خدمت کے لیے ہمراہ تھا۔ عبداللہ بن خطل کسی مقام پر اترا ہوا اس نے خدمتگار کو حکم دیا کہ ایک بکرا ذبح کرکے کھانا تیار رکھو یہ کہہ کر وہ سوگیا اور بیدار ہوا چونکہ خدمتگار نے اس کے حکم کی تعمیل میں کوئی کھانا نہیں تیار کیا تھا۔ عبداللہ نے اسپر قاتلانہ حملہ کرکے اس کا کام تمام کردیا اور پھر مرتد ہوکر مشرک ہوگیا۔ اس کی دو رنڈیاں تھیں ایک فرتنا اور دوسری اس کی سہیلی یہ دونوں رسول کی ہجو گاتی تھیں۔ آپ نے اس کے ساتھ ان دونوں کے قتل کا حکم دے دیا۔

حویرث بن نقیذ

تیسرا حویرث بن نقیذ بن وہب بن عبد قصی تھا یہ شخص رسولؐ کو آپ کے قیام مکہ کے زمانے میں ایذا دیتا تھا۔

مقیس بن حبابہ

چوتھا شخص مقیس بن حبابہ تھا۔ آپ نے اسکے قتل کا اس لیے حکم دیا تھا کہ اس نے اس انصاری کو عمداً قتل کردیا جنھوں نے غلطی سے اس کے بھائی کو قتل کیا تھا یہ بھی مرتد ہوکر قریش کے پاس چلا آیا تھا۔

عکرمہ کے قتل کا حکم اور اسکا قبول اسلام

عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا آپ نے حکم دیا تھا اور سارہ کے قتل کا بھی حکم دیا تھا جو بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی لڑکی تھی اور مکہ میں آپ کو ستایا کرتا تھی۔ ان میں سے عکرمہ یمن بھاگ گیا اس کی بیوی ام حکم بنت حارث بن ہشام اسلام لے آئی اور اس نے اپنے شوہر کے لیے رسولؐ سے امان کی درخواست کی جسے آپ نے قبول فرمالیا پھر یہ اسے لینے گئی اور رسول کی خدمت میں لاکر پیش کیا

عکرمہ بیان کرتے تھے کہ یمن میں جس بات نے مجھے اسلام کی طرف مائل کیا وہ یہ واقعہ ہوا کہ میں چاہتا تھا کہ سمندر عبور کرکے حبشہ چلا جاؤں اس نیت سے جب میں کشتی میں سوار ہونے لگا تو اسکے مالک نے کہا اے اللہ کے بندے جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ اور شرک سے باز نہ آؤ میری کشتی میں نہ بیٹھو مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تم شرک سے توبہ نہ کروگے تو ہم سب سمندر میں غرق اور ہلاک ہو جائیں گے۔ میں نے کہا تو کیا اس میں کوئی شخص اس وقت تک سوار نہ ہو سکے گا جب تک وہ اللہ کی وحدانیت کا قائل اور اللہ کے علاوہ سب سے اپنی برأت ظاہر نہ کرے۔ اس نے کہا جی ہاں سوائے سچے مومن کے اور کوئی اس میں نہ بیٹھے گا اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا جب یہ بات ہے تو پھر میں کیوں محمدؐ کو چھوڑ دوں، یہی خیال مجھے آپؐ کے پاس لے آیا کیونکہ ہمارا جو خدا خشکی میں ہے وہی تری میں ہے اب مجھے اسلام کی صداقت کا علم ہوا اور دل نشین ہو گیا۔

عبداللہ بن خطل کو سعید بن حریث المخزومی اور ابو برزۃ الاسلمی نے مشترکہ طور پر قتل کیا۔ مقیس بن حبابہ کو خود اس کے ہم قوم نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا اسپر مقیس کی بہن نے طنزیہ شعر بھی کہے۔ اس کی ایک رنڈی قتل کردی گئی اور دوسری اس وقت بھاگ گئی۔ مگر پھر بعد میں اس کے لیے رسولؐ سے امان کی درخواست کی گئی اور آپ نے اسے امان دیدی۔

سارہ کے لیے بھی امان کی درخواست کی گئی اور رسول ﷺ نے اسے منظور فرمالیا۔ کچھ عرصے کے بعد عمرؓ بن الخطاب کے عہد میں کسی شخص کے گھوڑے نے اسے ابطح میں روند ڈالا اور وہ مرگئی۔ حویرث بن نیقذ کو علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا۔

کل مرد و عورت جن کے قتل کا حکم دیا گیا

واقدی کہتا ہے کہ رسول ﷺ نے چھ مردوں اور چار عورتوں کے قتل کا حکم دیا تھا۔ ان میں مرد وہی ہیں جن کا تذکرہ اوپر گذر چکا، عورتوں میں ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بھی تھی یہ اسلام لے آئی۔ اور اس نے رسول ﷺ کی بیعت کرلی۔ عمرو بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبدمناف کی بنادی سارہ تھی یہ اسی روز قتل کردی گئی۔ قریبہ یہ بھی فتح مکہ کے دن قتل کردی گئی ورفرتنا یہ عثمانؓ کے عہد خلافت تک زندہ رہی۔

فتح مکہ کے موقع پر حضورؐ کا خطاب

قتادۃ السدوسی سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول ﷺ کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا۔ سوائے اللہ واحد کے علاوہ کوئی اور خدا نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور صرف اس نے مشرکین کی جماعتوں کو شکست دیکر بھگا دیا۔ سن لو، سوائے کعبہ کی خدمت اور حجاج کو پانی پلانے کی خدمت کے ہر عمارت ہر جان اور ہر قسم کی جائداد آج بالکل میرے اختیار میں ہے۔ جو شخص خطا

سے مارا جائے اس کے عوض وہ دیت مقرر کی جاتی ہے جو جان بوجھ کر کوڑے یا ڈنڈے مارنے کی دیت ہے اور یہ دیت واجب ہے جس سے کوئی مفر نہیں اور وہ یہ ہے کہ چالیس حاملہ اونٹنیاں دی جائیں اے قریش! اللہ نے جاہلیت کے تکبر کو تم سے دور کر دیا ہے تم کو اسے قطعی ترک کر دینا چاہیے۔ تمام انسانوں کے باپ آدم تھے اور آدم کو اللہ نے مٹی سے بنایا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کلام اللہ کی یہ پوری آیت تلاوت فرمائی۔ **یاایھا الناس انا خلقنا کم من ذکرو انثی وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم** (اے لوگو ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا، اور تم کو خاندانوں اور قبائل میں تقسیم کیا تا کہ شناخت ہو سکے، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہے)

اے قریش اے اہل مکہ کیا تم جانتے ہو کہ میں تمھارے ساتھ کیا سلوک کرونگا۔ انھوں نے کہا آپ اچھا ہی سلوک کریں گے کیونکہ آپ شریف ہیں اور شریف کے بیٹے ہیں، آپ نے فرمایا اچھا جاؤ تم سب آزاد ہو۔

رسول ﷺ نے تمام اہل مکہ کو آزاد کیا حالانکہ بزور شمشیر اللہ تعالیٰ نے ان کو آپ کے لیے مسخر کیا تھا اور وہ بمنزلہ فئے کے تھے اسی وجہ سے اہل مکہ کو 'طلقاء (آزاد شدہ)'' کہا جانے لگا۔

حضور ﷺ کا نو مسلموں سے بیعت لینا

اب تمام لوگ اسلام لانے کیلیے رسول کی بیعت کرنے مکہ میں جمع ہوئے، عمر بن الخطاب آپ سے منبر پر ایک درجہ نیچے بیٹھے تھے یہی لوگوں سے بیعت کراتے تھے اور اس اقرار پر بیعت کراتے تھے کہ وہ حتی الامکان اور اسکے رسول ﷺ کی فرمابرداری کریں گے اور اسی طرح جو لوگ اسلام لانے کے لیے بیعت کرتے تھے وہ قرار کرتے تھے۔

عورتوں کی بیعت اور ہند بنت عتبہ کی بیعت کا واقعہ

مردوں کی بیعت سے فارغ ہو کر آپ نے عورتوں سے بیعت لینا شروع کی قریش کی عورتیں بھی بیعت کے لیے آئیں ان میں ہندہ بنت عتبہ بھی تھی۔ اس نے اپنی اس حرکت کی وجہ سے جو حمزہؓ کے ساتھ احد میں کی تھی، چہرے پر نقاب ڈال رکھا تھا اور ہیئت بگاڑ رکھی تھی اپنی اس حرکت کی وجہ سے اسے خوف تھا کہ رسول ﷺ اسے اپنے قبضہ میں کرلیں گے جب سب عورتیں آپ کے پاس بیعت کے لیے آئی تو آپ نے ان سے کہا اس اقرار کے ساتھ میری بیعت کرو کہ اللہ واحد کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گی۔ ہندہ نے کہا آپ ہم سے ایسی بات کا اقرار لے رہے ہیں کہ اس کا اقرار آپ نے مردوں سے نہیں لیا مگر ہم اس کے لیے آمادہ ہیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا اور اس بات کا عہد کرو کہ چوری نہ کرو گی، ہندہ نے کہا ابوسفیان کے مال سے البتہ تھوڑا بہت مجھے بھی مل جاتا تھا مگر میں جانتی نہ تھی کہ میرے لیے وہ جائز ہے یا نا جائز۔ اس پر ابوسفیان نے جو وہاں اس وقت موجود تھے کہا کہ اب سے پہلے جو کچھ تم کو اس میں سے پہنچا ہے وہ تمھارے حلال ہے۔ اب رسولؐ نے پوچھا کیا تم ہندہ بن عتبہ ہو اس نے کہا ہاں میں ہندہ بنت عتبہ ہوں آپ میری گذشتہ خطائیں معاف فرمائیں اللہ آپ کی خطائیں معاف کر دے گا۔ رسولؐ نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ زنا نہ کرو گی۔ ہندہ نے کہا یا رسول ﷺ کیا شریف بی بی زنا کرتی ہے؟ آپ نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی۔ ہندہ نے کہا ہم نے تو چھوٹوں کو پال کر بڑا کیا تھا آپ ہی نے بدر میں ان کو قتل کر دیا۔ یہ بات آپ اور وہ سمجھ لیں اس جواب پر عمرؓ اس قدر ہنسے کہ بے قابو ہو گئے۔ رسولؐ نے فرمایا اور یہ اقرار کرو کہ کسی پر بہتان نہ لگاؤ گی۔ ہندہ نے کہا بخدا بہتان بہت ہی بری اور ذلیل سی بات ہے اور بعض لوگوں سے درگذر کر دینا زیادہ کارگر ہوا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا

اور اقرار کرو کہ میرے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو گی۔ ہندہ نے کہا ہم یہاں اس لیے نہیں آئے کہ کسی اچھی بات کے لیے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کریں۔ اب رسول ﷺ نے عمر سے فرمایا کہ ان کی بیعت لے لو اور آپ نے ان کے لیے دعائے مغفرت کی عمر نے ان سے بیعت لے لی۔

اجنبی عورتوں سے بیعت لینے کے طریقے

خود رسول ﷺ نے ان عورتوں کے جن کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا تھا یا جو آپ کی محرم تھیں اور کسی غیر عورت سے نہ مصافحہ کرتے تھے اور نہ اسے ہاتھ لگاتے تھے اور نہ کوئی غیر عورت آپ کو ہاتھ لگاتی تھی۔

ابان بن صالح سے مروی ہے کہ عورتوں کی بیعت کے دو طریقے تھے ایک یہ کہ پانی سے بھرا ہوا ایک برتن آپ کے سامنے رکھا رہتا تھا جب آپ ان سے اقرار کرا لیتے تو آپ اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈالتے اور نکال لیتے اس کے بعد عورتیں اس میں اپنا ہاتھ ڈالتیں اس کے بعد صرف یہ رہ گیا کہ رسولؐ جب ان سے تمام باتوں کا اقرار کرا لیتے تو فرما دیتے کہ جاؤ بیعت ہو گئی۔

خراش کے مقتول کی دیت

واقدی کہتا ہے کہ اسی لڑائی میں خراش بن امیہ نے جنید بن الاولع کو یا ابن اسحق کے قول کے مطابق ابن الاثوع کو زمانہ جاہلیت کے کسی رنج کی وجہ سے قتل کر دیا رسولؐ نے خراش کے اس فعل کو برا سمجھا اور کہا خراش قتال ہے خراش قتال ہے، اور پھر آپ نے خزاعہ کو حکم دیا کہ وہ اس کی دیت ادا کریں۔

حضور ﷺ کا صفوان بن امیہ اور عکرمہ کو پناہ دینا

عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ صفوان بن امیہ مکہ سے جدہ روانہ ہوا تھا کہ وہاں سے کشتی کے ذریعہ یمن بھاگ جائے عمیر بن وہب نے رسولؐ سے عرض کیا یا رسول صفوان بن امیہ اپنی قوم کا سردار ہے وہ آپ سے ڈر کر بھاگ گیا ہے تاکہ سمندر میں کود پڑے۔ رسولؐ نے اسے امان دی اور فرمایا وہ مامون ہے عمیر نے کہا اے اللہ کے نبی کوئی شے مجھے ایسی مرحمت ہو جس سے اسے یقین آ جائے کہ آپ نے اسے امان دی ہے۔ رسولؐ نے ان کو اپنا وہ عمامہ دیا جسے باندھے ہوئے آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ عمیر اسے لیکر صفوان کی تلاش میں چلے اور جدہ میں اسے جا لیا وہ چاہتا تھا کہ سمندر میں کود پڑے۔ عمیر نے اس سے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اپنی جان کو ہلاک نہ کرو یہ رسول کا امان نامہ ہے جو میں تمھارے لیے لے کر آیا ہوں۔ صفوان نے کہا کیا کہتے ہو بس اب مجھ سے کچھ نہ کہو اور مجھے چھوڑ دو۔ عمیر نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اپنی جان بچا کر نہ بھاگو یہ رسول ﷺ کا امان نامہ ہے جو میں تمھارے لیے لے کر آیا ہوں۔ صفوان نے کہا کیا کہتے ہو بس اب مجھ سے کچھ نہ کہو اور مجھے چھوڑ دو، عمیر نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تمھاری پھوپھی زاد بھائی نہایت ہی شریف، کریم، حلیم اور نیک آدمی ہیں۔ ان کی عزت تمھاری عزت ہے، ان کا شرف تمھارا شرف ہے، عمیر نے ہاں ان کی شرافت اور حلیم اس سے بالاتر ہے کہ وہ تم کو نقصان پہنچائیں اس اطمینان دلانے پر صفوان عمیر کے ساتھ واپس آ گیا۔ عمیر اسے رسول کی خدمت میں لائے۔ صفوان نے رسولؐ سے کہا کہ یہ عمیر کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے امان دی ہے آپ نے فرمایا ہاں صحیح ہے۔ صفوان نے کہا آپ مجھے اپنے معاملہ پر غور کرنے کے لیے دو ماہ کی مہلت دیں رسولؐ نے فرمایا تم کو چار ماہ کی

مہلت ہے۔

زہری سے مروی ہے کہ ام حکیم بنت الحراث بن ہشام اور فاختہ بنت ولید دو عورتیں تھیں، آخر الذکر صفوان کی بیوی اور پہلی عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی یہ دونوں مسلمان ہوئیں۔ ام حکیم نے عکرمہ بن ابی جہل کے لیے رسول ﷺ سے امان کی درخوست کی آپ نے اسے امان دے دی، ام حکیم یمن میں اپنے خاوند کے پاس پہنچی اور اسے واپس لے آئی، جب عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان اسلام لائے۔ رسولؐ نے ان کی ان بیویوں کو پہلے ہی نکاح کے مطابق انھیں کے پاس رہنے دیا۔

ہبیرہ کا قبول اسلام

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ جب رسول مکہ میں داخل ہوئے ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی اور عبداللہ بن الزبعری السہمی نجران بھاگ گئے۔ حسان بن ثابت نے صرف ایک شعر اس کے لیے ایسا کہہ دیا کہ جب اسے وہ معلوم ہوا وہ خود رسولؐ کے پاس چلا آیا اور مسلمان ہوگیا البتہ ہبیرہ بن ابی وہب حالت کفر میں نجران میں مقیم رہا وہیں اسے اپنی بیوی ہندہ ام ہانی بنت ابی طالب کے اسلام لانے کی اطلاع ملی مگر اس کا بھی اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔

شرکاء فتح مکہ کی تفصیل

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ فتح مکہ میں دس ہزار مسلمان شریک تھے، ان میں بنی غفار کے چار سو، اسلم کے چار سو، مزینہ کے ایک ہزار تین، بنی سلیم کے سات سو، جہینہ کے ایک ہزار چار سو ان کے علاوہ قریش، انصار ان کے حلیف اور بنی تمیم، قیس اور اسد کے دوسرے قبائل عرب تھے۔

حضور ﷺ کا ایک اور نکاح

واقدی کے قول کے مطابق اس سال رسول ﷺ نے ملیکہ بنت داؤد سے نکاح کیا رسول کی کسی دوسری بیوی نے اس کے پاس جا کر کے اسے غیرت دلائی کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو نے اپنے باپ کے قاتل سے نکاح کرلیا۔ اس لیے اس نے آپ سے پناہ مانگی۔ یہ خوبصورت اور جوان عورت تھی رسول ﷺ نے اسے علیحدہ کردیا۔ آپ نے اس کے باپ کو مکہ کی فتح میں قتل کرایا تھا۔

حضرت خالد کا عزیٰ نامی بت کو توڑنا

اس سال ماہ رمضان کے اختتام سے پانچ روز قبل خالد بن ولید نے نخلہ میں بنی شیبان کے بت عزیٰ کو توڑ ڈالا یہ خاندان بنی سلیم کی ایک شاخ تھا اور بنی ہاشم اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے وہ عزیٰ کو کہا کرتے تھے کہ یہ ہمارا دیوتا ہے۔ خالد رسول ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اسے توڑ ڈالا آپ نے پوچھا تم نے کچھ دیکھا خالد بن ولید نے کہا کچھ نہیں آپ نے فرمایا پھر جاؤ اور اسے بالکل پارہ پارہ کردو خالد بن ولید پھر بت کے پاس آئے اس کی کوٹھری توڑی پھر اصل بت کو توڑنے لگے۔ اس کے پجاری نے شور مچانا شروع کیا اے عزیٰ اپنا جلال ظاہر کر۔ اتنے میں ایک برہنہ دیوانی حبشی عورت اس بت پر برآمد ہوئی خالد نے اسے قتل کردیا اور اس میں جو کچھ جواہر اور زیور تھا ان پر قبضہ کرلیا رسول ﷺ کو آکر اس واقعہ کی اطلاع دی آپ نے فرمایا یہ عزیٰ تھا اب کبھی بھی اس کی پرستش نہ ہوگی۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے خالد بن ولید کو عزی کے بت خانے بھیجا جو نخلہ میں واقع تھا، اس بت خانہ کی قریش کا یہ قبیلہ یعنی بنی شیبان تمام کنانہ اور مضر تعظیم کرتے تھے بنی سلیم کا خاندان بنی شیبان جو بنی ہاشم کا حلیف تھا، اس صنم کدہ کا پجاری تھا جب اس کے پجاری کو معلوم ہوا کہ خالد اسے توڑنے آ رہے ہیں اس نے اپنی تلوار بت کی گردن میں لٹکا دی اور خود اس کے پاس والے پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس نے دو شعر پڑھے جن میں عزی سے کہا تھا کہ تو خالد پر حملہ کر کے اس کا کام تمام کر دے۔ خالد نے اس کے پاس پہنچ کر اسے توڑ ڈالا اور وہ پھر رسولؐ کے پاس چلے آئے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا سواع کو توڑنا

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال سواع توڑا گیا۔ یہی ہدیل کا بت تھا اور رہاط میں واقع تھا یہ پتھر کا تھا اسے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے توڑا۔ جب وہ اس کے پاس آئے پجاری نے پوچھا کیا چاہتے ہو انھوں نے کہا اسے توڑنے آیا ہوں۔۔ پجاری نے کہا تم اسے نہیں توڑ سکتے۔ عمرو نے کہا تم اب تک اس خیال خام میں مبتلا ہو۔ عمرو نے اسے توڑ ڈالا اس کے خزانے میں ان کو کچھ نہیں ملا۔ انھوں نے پجاری سے کہا دیکھا اس نے کہا بخدا اب میں مسلمان ہو گیا۔

اسی موقع پر مناۃ کو مسلسل میں توڑ گیا۔ یہ اوس اور خزرج کا بت تھا۔ اسے سعد بن زید الاشہلی نے توڑا۔

دعوت کے لیے مختلف جماعتوں کی روانگی

اسی زمانے میں خالد بن ولید بنی جذیمہ سے لڑے۔ ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ اپنے قیام مکہ کے زمانے میں رسولؐ نے بہت سی جماعتیں اطراف مکہ میں دعوت اشاعت اسلام کے ل یے روانہ کیں ان میں سے کسی کو بھی آپ نے جنگ کی اجازت نہیں دی تھی۔ ایک جماعت خالد بن ولید کی تھی جن کو رسول ﷺ نے تہامہ کے زیریں علاقہ میں صرف داعی کی حیثیت سے بھیجا تھا اور لڑنے کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ انھوں نے بنی خزیمہ پر حملہ کر کے ان کے بہت سے آدمی مار ڈالے۔

حضرت خالد کی غلط فہمی کی وجہ سے بنو حذیمہ کے بعض افراد کا قتل

ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے وقت رسول ﷺ نے خالد بن ولید کو داعی اسلام مقرر کر کے اطراف مکہ میں بھیجا ان کو لڑائی کے لیے حکم نہیں دیا گیا ان کے ساتھ عرب کے بہت سے قبائل سلیم اور مدلج وغیرہ تھے یہ غمیا ضا نامی ایک چشمہ پر جو بنی جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بنکنانہ کا تھا، بنی جذیمہ کے مقابل آ کر ٹھہرے۔ بنی جذیمہ نے ایام جاہلیت میں عوف بن عبد عوف عبدالرحمٰن بن عوف کے باپ اور فاکہہ بن المغیرہ کو یمن سے تجارت کا سامان لے کر آتے ہوئے راستہ میں اپنے یہاں قتل کر دیا تھا اور ان کا مال لوٹ لیا تھا۔ اب عہد اسلام میں جب رسول ﷺ نے خالد بن ولید کو داعی مقرر کر کے بھیجا وہ اس چشمہ پر آئے جہاں بنی جذیمہ موجود تھے، خالد کو دیکھتے ہی بنی جذیمہ نے ہتھیار سنبھالے مگر خالد نے کہا ہتھیار ڈال دو کیونکہ سب لوگ اسلام لا چکے۔

بنی جذیمہ کے ایک شخص سے مروی ہے کہ جب خالد نے ہم کو ہتھیار رکھ دینے کا حکم دیا ہمارے ایک شخص حجدم نے کہا نے اے بنی جذیمہ تم کو کیا ہوا ہے؟ یہ خالد ہے بخدا ہتھیار رکھ دینے کے بعد سب قید کر لیے جاؤ گے اور پھر سب

مار ڈالے جاؤ گے۔ میں تو ہر گز بھی ہتھیار نہ رکھوں گا۔ مگر خود اس کی قوم کے اور لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا جحدم کیا کرتے ہو کیا ہم سب کو مروانا چاہتے ہو۔ سب لوگ اسلام لا چکے ہیں لڑائی ختم ہو چکی ہے اور اب عام امن وامان ہو گیا ہے۔ تمھارا اندیشہ بیکار ہے ہر چند اس نے انکار کیا مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور اس کے ہتھیار رکھوا ہی لیے اور پھر تمام قوم نے خالد کے کہنے پر ہتھیار رکھ دیئے۔ ان کے نہتے ہو جانے کے بعد خالد نے ان کی مشکیں بندھوائیں اور پھر بہت سوں کو قتل کر دیا۔ اس کی اطلاع جب رسول کو ہوئی آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور کہا اے خداوند میں خالد بن ولید کے اس فعل سے تیرے سامنے اپنے کو بری قرار دیتا ہوں

غلط فہمی سے قتل ہونے والوں کی دیت

اس کے بعد آپ نے علیؓ کو بلا کر حکم دیا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو خالد نے قتل کیا ہے اور ان کا کچھ فیصلہ کرو۔ جاہلیت کے خیالات کو ذہن میں نہ آنے دینا۔ حضرت علیؓ مکہ سے چل کر اس قبیلہ کے پاس آئے ان کے ساتھ کچھ رقم بھی تھی جو رسول ﷺ نے بھیجی تھی علیؓ نے اس رقم سے ان کی جانوں کا خون بہا ادا کیا اور ان کی املاک کا تاوان دیا یہاں تک کہ کتے کے پلے کی بھی دیت ادا کی۔ جب تمام مطالبے بیباق ہو گئے اس کے بعد کچھ رقم علیؓ کے پاس باقی بچ گئی علیؓ نے ان سے پوچھا اب تو تمھارا کوئی مطالبہ باقی نہیں۔ انھوں نے کہا نہیں۔ علی نے کہا مگر میں رسول ﷺ کے خیال سے تا کہ کسی بھول چوک کی وجہ سے بھی ذمہ داری آپ کی لاعلمی تک میں آپ پر باقی نہ رہ جائے یہ رقم جو مطالبات کی ادائیگی کرنے کے بعد بچی ہے وہ بھی سب تم کو دیئے دیتا ہوں۔ یہ رقم ان کو دے کر علیؓ رسول ﷺ کے پاس آ گئے اور آپ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے کہا تم نے بالکل ٹھیک کیا اور بہت اچھا کیا کہ ایسا سلوک ان لوگوں سے کیا اس کے بعد آپ کھڑے ہو گئے اور قبلہ رو ہو کر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اتنے بلند کر کے آپ کی بغلیں نظر آنے لگیں آسمان کی طرف اٹھائیں اور تین مرتبہ آپ نے کہا اے خداوندا میں خالد بن ولید کے فعل سے تیرے سامنے اپنے کو قطعی بری الذمہ قرار دیتا ہوں۔

حضرت خالد کی غلط فہمی کی وجہ

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ جو لوگ خالد کی طرف سے عذر پیش کرتے ہیں وہ اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ خود خالد نے بیان کیا ہے کہ میں نے ان کو صرف عبداللہ بن حذافۃ السہمی کے کہنے پر قتل کیا تھا انھوں نے مجھ سے کہا کہ چونکہ یہ اسلام نہیں لائے اس لیے رسولؐ نے تم کو ان کے قتل کا حکم دیا ہے۔

جب بنوجذیمہ نے ہتھیار رکھ دیئے اور خالد ان کو قتل کرنے لگے جحدم نے اس وقت کہا بنوجذیمہ مقابلہ کا موقع جاتا رہا میں نے پہلے ہی اس مصیبت سے تم کو آگاہ کر دیا تھا جس میں تم گرفتار ہو گئے۔

اس واقعہ پر حضرت خالد اور عبدالرحمٰن بن عوف کا مباحثہ

عبداللہ بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ اسی واقعہ کے متعلق ایک دن خالد بن ولید اور عبدالرحمٰن بن عوف میں مباحثہ ہو گیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا تم نے جاہلیت کے رواج پر عمل کیا خالد نے کہا میں نے تمھارے باپ کا بدلہ لیا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا تم نے جھوٹ کہا میں نے اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر دیا تھا اس وقت تم نے اپنے چچا فاکہ بن المغیرہ کے خون کا بدلہ لیا ہے اس گفتگو کی نوبت سخت کلامی تک پہنچی رسول کو اس کی اطلاع ہوئی آپ نے خالد سے کہا خالد

خاموش رہو اور میرے صحابہ کے منہ نہ آؤ بخدا اگر احد کے برابر تمھارے پاس سونا ہو اور تم اسے سب کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تب بھی تم میرے صحابہ میں سے کسی ایک کی بھی سعی فی سبیل اللہ کی اہمیت کی برابری نہیں کر سکتے۔

بنو حذیمہ کے ایک جوان اور اسکی بیوی کے قتل کا عجیب قصہ

عبداللہ بن ابی حدرد سے مروی ہے کہ اس واقعہ میں خود میں خالد کے لشکر میں موجود تھا۔ بنو جذیمہ کے ایک نوجوان نے جسکے دونوں ہاتھ ڈوری کے ذریعے گردن سے بندھے تھے اور اس سے تھوڑی ہی دور اس بیلہ کی عورتیں جمع تھیں۔ مجھے آواز دی میں نے کہا کیا ہے؟ اس نے کہا تمھاری مہربانی ہوگی اگر تم مجھے تھوڑی دیر کے لیے اسی ڈوری میں قید کی حالت میں ان عورتوں کے پاس لے چلو تا کہ ایک ضروری بات کہہ دوں اور پھر مجھے واپس لے آنا، میں نے کہا اچھا یہ تو کوئی بری بات نہیں میں اسے ڈوری کے ساتھ عورتوں کے پاس لے آیا اس نے کہا جیش تم پر سلامتی ہو میرا اب آخری وقت ہے اور کچھ پاس آ کر اشعار پڑھے اس عورت نے کہا مگر میں تو تمھاری وارزی عمر کی دعا گو ہوں۔ خدا کرے کہ تم ہمیشہ زندہ ہو۔ اب میں اسے پھر اس کی جگہ لے آیا یہاں اسے آگے لا کر قتل کر دیا گیا۔ بعض ایسے بزرگوں نے جو اس موقع پر موجود تھے بیان کیا ہے کہ اس جوان کے قتل کے بعد اس کی بیوی جیش اس کے پاس آئی اور اس پر گر پڑی اسے چومنے لگی اور شدت غم کی وجہ سے اس نے بھی اپنے شوہر کے پہلو میں جان دے دی۔

فتح کے بعد مکہ مکرمہ میں آپ کا قیام

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے مروی ہے کہ مکہ کی فتح کے بعد رسول ﷺ پندرہ روز اور وہاں مقیم رہے اور اس زمانے میں آپ نماز میں قصر کیا کرتے تھے، ابن اسحق کہتا ہے کہ ۸ ہجری کے ماہ رمضان کے اختتام سے دس روز قبل مکہ فتح ہوا۔

غزوہ ہوازن۔ حنین

حنین کی طرف روانگی

عروہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے سال رسولؐ نے صرف نصف ماہ مکہ میں قیام فرمایا، پھر آپ کو معلوم ہوا کہ ہوازن اور ثقیف آپ سے لڑنے کے لیے حنین میں فروکش ہیں جو ذی المجاز کے پہلو میں ایک وادی تھی اس سے قبل جب ان کو رسولؐ کی مدینہ سے روانگی کی اطلاع ملی تھی وہ اس اندیشہ سے اپنے مقامات پر جمع ہو گئے تھے کہ رسولؐ ان کے مقابلہ پر آ رہے ہیں مگر جب ان کو معلوم ہوا کہ رسولؐ مکہ میں ہیں وہ آپ سے لڑنے کے لیے خود بڑھے وہ اپنے اہل وعیال اور مال و اسباب اور مویشی بھی اپنے ساتھ لائے تھے۔ بنی نصر کا مالک بن عوف اس وقت ہوازن کا رئیس تھا ثقیف بھی اسکے ساتھ تھے جب رسولؐ کو مکہ ہی معلوم ہوا کہ یہ قبائل آپ سے لڑنے کے لیے بنی نصر؟ کے مالک بن عوف اپنے رئیس کی قیادت میں حنین تک بڑھ آئے ہیں۔ آپ خود ان کا مقابلہ کرنے کے لیے مکہ سے حنین کی طرف بڑھے اللہ نے ہوازن اور ثقیف کو شکست دی۔ جس کا ذکر کلام اللہ میں آیا ہے۔ جس قدر بچے، عورتیں اور مویشی تھے وہ سب اللہ کی طرف سے رسولؐ کو غنیمت میں مل گئے۔ آپ نے ان کو ان قریش میں جو اسلام لائے تھے تقسیم کر دیا۔

بنو ہوازن کے لشکر کی کیفیت

ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ جب ہوازن کو معلوم ہوا کہ رسول ﷺ مکہ میں ہیں اور انھوں نے مکہ فتح کر لیا ہے مالک بن عوف النصری نے تمام ہوازن کو آپ سے لڑنے کے لیے جمع کیا۔ ان کے ساتھ تمام بنی ثقیف بھی جمع ہو گئے اسطرح ان کے قبائل نصر، جشم کل، سعد بن بکر اور بنی ہلال میں سے تھوڑے سے جنگ کے لیے موجود تھے، قیس میلان میں سے صرف بنی ہلال شریک ہوئے اور اصل قبیلہ شریک نہیں ہوا اسی طرح ہوازن میں سے کعب اور کلاب کوئی شریک نہیں ہوئے اور نہ ہوازن ہی کا کوئی نامور آدمی شریک ہوا۔ بنی جشم میں سے درید بن الصمہ ایک بہت ہی سن رسیدہ شیخ موجود تھا اس میں لڑائی کی تو قابلیت نہ تھی مگر چونکہ وہ بہت ہی سن رسیدہ پرانا تجربہ کار اور جنگ آزمودہ تھا وہ رائے اور مشورہ کے لیے ساتھ آیا تھا، البتہ بنی ثقیف کے دو سردار آئے تھے احلاف کا قراب بن الاسود بن مسعود اور بنی مالک ذوالخمار کا سبیع بن الحارث اور اس کا بھائی احمر بن الحارث بنی ہلال کا سردار آیا تھا مگر ان سب کا امیر اور سپہ سالار مالک و بن عوف النصری تھا۔

درید اور مالک کی باہمی گفتگو

جب اس نے رسول ﷺ کی جانب پیش قدمی شروع کی وہ اپنے لوگوں کے ساتھ تمام مال اور اہل وعیال کو بھی ساتھ لے کر چلا۔ جب یہ اوطاس پہنچا تو تمام دوسرے قبائل اس کے پاس جمع ہوئے ان میں درید بن الصمہ بھی تھا یہ اپنے کھلے ہوئے کجاوے میں سوار تھا جس کی ڈوری سامنے سے کھینچی جاتی تھی۔ اس نے اس مقام پر پوچھا کہ اس وادی کا کیا نام ہے لوگوں نے کہا اوطاس اس نے کہا ہاں یہ لڑائی کے لیے اچھی جگہ ہے۔ یہاں گھوڑا بآسانی سے گھوم پھر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ نہ بہت زیادہ پتھریلی ہے اور نہ یہاں بالکل ریت ہے کہ سم دھنس جائیں گے مگر یہ اونٹوں کی، گدھوں کی، بکریوں کی اور بچوں کی رونے کی آواز کہاں سے آرہی ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ مالک سب کو ساتھ لائے ہیں۔ اس نے پوچھا مالک کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ ہیں اسے آواز دی گئی وہ آ گیا۔

درید نے اس سے کہا مالک تم اپنی قوم کے سردار ہو آج کا دن نہایت اہم ہے اگر آج کامیابی ہوئی تو آئندہ بھی کامیابی ہو سکتی ہے ورنہ معاملہ ختم ہے۔ یہ اونٹوں گدھوں بھیڑ بکریوں اور بچوں کے رونے کا شور کہاں سے آرہا ہے، مالک نے کہا میں خود ان سب کو ساتھ لایا ہوں۔ درید نے پوچھا وہ کیوں؟ مالک نے کہا تاکہ میں ہر شخص کے عقب میں اس کے اہل وعیال کو کھڑا کر دوں اور پھر وہ ان کی مدافعت کی وجہ شجاعت کے ساتھ لڑنے۔ درید نے کہا یہ نہایت غلط رائے ہے تم محض بھیڑیوں کا چرانا جانتے ہو بھلا شکست خوردہ جماعت کو کوئی شے میدان میں واپس لا سکتی ہو، سنو! لڑائی کا فیصلہ اگر تمھارے خلاف ہوا تو تم اپنے اہل وعیال اور مال ہر شے سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ اچھا کعب اور کلاب کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا ان میں سے کوئی بھی نہیں آیا۔ درید نے کہا تو سمجھ لو کہ حقیقی کوشش اور شدت غائب ہے۔ اگر آج عزت اور نا سوری حاصل ہونے والی ہوتی تو کعب اور کلاب میں سے کوئی غائب نہ رہتا سب شرکت کرتے کاش تم بھی ان کی طرح لڑائی کے لیے نہ آتے۔ اچھا یہ بتاؤ تمھارے کون کون سردار آئے ہیں لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر، درید نے کہا بنی عامر کے یہ دونوں سردار صرف دیکھنے کے لیے ہیں کسی کام کے نہیں۔

اے مالک تم تمام ہوازن کو لڑائی میں لے آئے ہو یہ تم نے ان کے ساتھ کوئی اچھی بات نہیں کی اب بھی تم ان کو ان کے علاقے کے کسی محفوظ اور بلند مقام میں پہنچا دو۔ اور پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر ان سے لڑو اگر تم کو کامیابی ہوئی تو

یہ تمہارے اہل وعیال تم سے آملیں گے اور اگر تم ناکام رہے تو تم ان کے پاس چلے جانا اور اس طرح تمہاتے اہل وعیال اور تمام مال و مویشی تو بچ ہی جائیں گے۔ مالک نے کہا مگر میں اس تجویز پر ہرگز عمل نہیں کرونگا تم بہت بڈھے ہو چکے تمھاری عقل بھی سٹھیا گئی ہے۔ اے گروہ ہوازان بخدایا تو تم کو میری اطاعت کرنا پڑے گی ورنہ میں اس تلوار پر اپنا سارا ابوجھ ڈال کر اسے اپنے جسم سے آر پار کر دونگا۔ مالک کو یہ بات گوارا نہ ہوسکی کہ آج اس واقعہ میں، میں شرکت ہی نہ کرتا اور نہ مجھ پر سٹھیائے جانے کا الزام عائد ہوگا۔ کاش کوئی درخت کا تنا ہوتا کہ اس میں چھپ کر بیٹھ رہتا یہ درید بن اصمہ بن بکر بن علقمہ بن جداوین غزیہ بن جشم بن معاویہ بن بکر ہوازن بنی بکر کا رئیس ان کا سردار اور سب سے زیادہ شریف آدمی تھی۔

مالک نے اپنی فوج سے کہا کہ جب دشمن تمھارے سامنے آئے تو تم اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالنا اور ان پر یک جان ہو کر ٹوٹ پڑنا۔ ابن اسحٰق کہتا ہے کہ اس نے اپنے بعض آدمیوں کو بطور جاسوس مسلمانوں کی خبر معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا یہ خوف سے کانپتے ہوئے بدحواس اس کے پاس واپس آئے۔ مالک نے پوچھا تمھاری حالت کیا ہے؟ انھوں نے بیان کیا کہ ہم نے نہایت ہی خوبصورت نورانی اشخاص کو چت کرے گھوڑوں پر سوار دیکھا ہے ان کو دیکھ کر ہم پر ایسی دہشت طاری ہوئی کہ ہم بدحواس ہو گئے جس کی کیفیت تمھارے سامنے ہے مگر اس بات کا بھی اس پر کچھ اثر نہیں ہوا اور وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا۔

ابن ابی حدرد کی جاسوسی

ابن اسحٰق کا کہنا ہے کہ جب ان کی آمد کی اطلاع رسول ﷺ کو ہوئی تو آپ نے عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمی کو حکم دیا کہ تم دشمن کی قیام گاہ میں جا کر ٹھہرو اور پھر اس کی حالت اور نیت سے مطلع ہو کر اطلاع دو یہ حکم کے مطابق ہوازن کی قیام گاہ آئے اور ان کے ساتھ مقیم ہو گئے۔ جب ان کو کفار کی حالت اور رسول ﷺ سے لڑائی کے منصوبے اور مالک اور ہوازن کے تعلقات اور ارادوں کا حال معلوم ہو گیا تو انھوں نے رسول ﷺ سے آ کر ساری کیفیت بیان کی۔ آپ نے عمرؓ کو بلا کر ان سے ابی حدرد کی اطلاع بیان کی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ ابو حدرد نے کہا کوئی نئی بات نہیں تم تو عرصے تک حق کو جھٹلاتے رہے۔ عمرؓ نے کہا یا رسول آپ نے ان کی بات سنی آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے عمر تم گمراہ تھے اللہ نے تم کو راہ راست دکھائی۔

حنین پر جاتے ہوئے حضور ﷺ کا اہل مکہ سے اسلحہ عاریۃ لینا

ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے مروی ہے کہ جب رسولؐ نے ہوازن کے مقابلہ پر جاتے کا ارادہ کیا آپ سے کسی نے بیان کیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس بہت سی زرہیں اور اسلحہ ہے آپ نے صفوان کو جواب تک مشرک تھا بلا بھیجا اور کہا کہ تم اپنا اسلحہ ہمیں دے دو تا کہ ان سے مسلح ہو کر ہم کل دشمن سے لڑیں۔ صفوان نے کہا محمدؐ کیا تم ان کو غصب کرنا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا غصب نہیں بلکہ یہ عاریت ہے جس کی واپسی کا میں ضامن ہوں۔ صفوان نے کہا اس میں مضائقہ نہیں، بعض ارباب سیر کا خیال ہے کہ آپ نے صفوان سے یہ بھی خواہش کی کہ وہ اسلحہ کو میرے پاس بار کرا کے بھیج بھی دے اس نے آپ کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اسی واقعہ سے یہ سنت ہوئی کہ عاریت کی واپسی پر ضمانت دی جاتی ہے۔

مسلمانوں کے لشکر کی تعداد

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے ؐ رسول مکہ سے روانہ ہوئے اس وقت آپ کے ساتھ دس ہزار صحابہ کے علاوہ جو فتح مکہ میں شریک تھے دو ہزار اور اہل مکہ بھی ساتھ تھے اس طرح آپ کی جماعت کی قوت بارہ ہزار افراد اور جو لوگ تھی عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس کو آپ کے ساتھ نہ آ سکے، آپ نے ان پر امیر اور نائب مقرر کر دیا اور پھر آپ ہوازن کے مقابلہ پر بڑھے۔

جنگ کی ابتدائی کیفیت

جابرؓ سے مروی ہے کہ جب ہم وادی حنین کے سامنے آئے تو تہامہ کی وادیوں میں سے ایک نہایت گہری وادی میں اترے۔ اس کا اتار اس قدر سیدھا تھا کہ ہم خود بخود بلا اختیار اس میں اترتے چلے گئے یہ تڑکے کا وقت تھا۔ دشمن ہم سے قبل اس وادی میں آ کر اس کے پر پیچ وخم نشیبوں اور موڑوں میں ہماری تاک میں گھات لگائے بیٹھا ہوا تھا اور جنگ کے لیے پوری طرح تیار، مسلح اور آمادہ تھا ہم بے خبر اس میں اتر رہے تھے کہ اچانک دشمن کے دستوں نے کمین گاہوں سے نکل کر بیک جان ہم پر حملہ کر دیا۔ ہم مقابلہ نہ کر سکے سب کے سب بھاگے کوئی کسی کو مڑ کر نہ دیکھتا تھا۔ رسول ﷺ وادی کی دہانی جانب ایک سمت ہٹ کر ٹھہر گئے اور آپ نے سب کو للکارا کہاں جاتے ہو میرے پاس آؤ میں رسول اور محمد بن عبداللہ یہاں موجود ہوں۔ مگر اس کا بھی کچھ اثر نہیں ہوا کہ اونٹ پر اونٹ چڑھا جاتا تھا۔ عجیب افراتفری تھی سب لوگ چل دیئے آپ کے پاس مہاجرین اور انصار میں سے کچھ لوگ اور آپ کے اہل بیت ٹھہرے رہے، مہاجرین میں سے ابوبکر اور عمر اور اہل بیت میں سے علی بن ابی طالب، عباس بن عبدالمطلب، ان کے صاحبزادے فضل بن عباس، ابوسفیان بن الحارث، ربیعہ بن الحارث ایمن بن عبید یہی ایمن بن ام ایمن ہیں، اور اسامہ بن زید بن حارثہ آپ کے پاس رہے۔

ہوازن کے ایک شخص کی بہادری

ہوازن کا ایک شخص ایک سرخ اونٹ پر سوار تھا جس کے ہاتھ میں ایک سیاہ جھنڈا تھا، جو ایک طویل نیزے کے سرے سے بندھا ہوا تھا۔ یہ ان سب کے آگے تھا۔ تمام ہوازن اس کے پیچھے تھے، جب کسی مسلمان پر اس کی دسترس ہوتی تو وہ اپنے نیزے سے ان پر وار کرتا اور اگر کوئی اسے نہ ملتا تو وہ اس نیزے کو اپنے پیچھے والوں کے لیے بلند کرتا اور اشارہ کرتا کہ چلے آؤ وہ سب اس کی اتباع کرتے۔

ابتدائی شکست پر بعض اہل مکہ کا اظہار مسرت

جب ان سرکش اہل مکہ نے جو رسول ﷺ کے ساتھ تھے مسلمانوں کو اسطرح شکست کھا کر بھاگتا ہوا دیکھا تو ان میں سے بعض نے اپنے باطنی خبث کو ظاہر کر دیا۔ ابوسفیان بن حرب کہنے لگے کہ اب یہ سمندر سے ادھر نہیں رکیں گے۔ اس کے پاس ترکش میں تیر تھے۔ کلدہ بن الجنبل جو اپنے اخیانی بھائی صفوان بن امیہ بن خلف کے ساتھ جواب تک اس مدت کی وجہ سے معرکہ میں موجود تھا، جو رسولؐ نے اسے اسلام کے اختیار کرنے کی دی تھی اور ابھی تک وہ حالت شرک میں تھا، زور سے چلایا کیا آج جادو ختم نہیں ہو گیا۔ صفوان نے اس سے کہا چپ رہ خدا تیری زبان قطع

کر دے۔ بخدا میں اس بات کو زیادہ پسند کرتا ہوں کہ قریش کا کوئی شخص میری سرپرستی کرے بجائے اس کے کہ ہوازن کا کوئی شخص میری سرپرستی کرے۔

شیبہ بن عثمان کی بدنیتی

بنی عبدالدار کے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ جس کا باپ احد میں مارا گیا تھا نے بیان کیا ہے کہ اس وقت میرے دل میں آئی کہ آج محمد کو قتل کر کے میں اپنے باپ کا بدلہ لونگا میں نے رسولؐ کے قتل کا ارادہ کر لیا مگر کوئی ایسی شے نظر آئی کہ میرا دل بیٹھ گیا اور مجھے اپنے ارادہ پر قدرت نہ ہوئی میں سمجھ گیا کہ اللہ کی جانب سے آپ کو میری جانب سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

صحابہ کرام کا واپس جمع ہو کر مقابلہ کرنا

عباس بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ میں رسولؐ کے ساتھ تھا اور آپ کی سفید خچر کی باگ ہاتھ میں لیے ہوئے تھا، میں بہت ہی جسیم تھا اور میری آواز بہت بلند تھی، جب رسول ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس طرح بھاگتے ہوئے دیکھا آپ نے ان کو للکارا اس کا بھی ان پر کچھ اثر نہیں ہوا آپ نے مجھ سے کہا عباس ان کو آواز دو۔ اے معشر انصار اے اصحاب السمرہ، میں نے ان کو آواز دی، اے معشر انصار اے معشر اصحاب السمرہ اس کا انھوں نے جواب دیا ہم آئے ہم آئے۔ مگر پھر بھی یہ کیفیت تھی کہ جو شخص اپنے اونٹ کو پلٹانا چاہتا تھا اس سے اونٹ پلٹ نہیں سکتا تھا۔ تب انھوں نے یہ کیا کہ اپنی زرہ اتار کر اسے اونٹ پلٹ نہیں سکتا تھا۔ تب انھوں نے یہ کیا کہ اپنی زرہ اتار کر اسے اونٹ کی گردن پر ڈالا اور صرف تلوار اور ڈھال لے کر اونٹ پر سے کود پڑے اور اونٹ کو چھوڑ دیا اور میری آواز پر پلٹے اور رسول ﷺ کے پاس آ پہنچے۔

اس طرح جب آپ کے پاس تقریباً سو آدمی جمع ہو گئے تو انھوں نے دشمن کا مقابلہ کیا اور بے جگری سے لڑنے لگے پہلے یہ للکار تھی کون انصار کا حق ادا کرے گا بعد میں یہ ہو گئی کہ کون خزرج کا حق ادا کرے گا۔ یہ لوگ نہایت ثابت قدمی اور جوانمردی سے لڑتے رہے، رسولؐ نے اپنی رکابوں پر کھڑے ہو کر لڑائی کا مشاہدہ کیا اور جب آپ نے ان کو اس پامردی سے لڑتے ہوئے دیکھا تو فرمایا بے شک اب لڑائی کا حق ادا ہو رہا ہے۔

حضور ﷺ کا رجز

حضرت براءؓ سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں ابوسفیان بن الحارث رسول ﷺ کے خچر کی باگ آگے سے تھامے ہوئے آپ کو لے جا رہے تھے، جب مشرکین نے آپ کو ہر طرف سے آ لیا تو آپ خچر پر سے اتر پڑے اور یہ رجز پڑھتے تھے۔ ,, انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب (میں نبی برحق ہوں اور میں عبدالمطلب کا پوتا ہوں) اس وقت رسولؐ سے زیادہ بہادر اور دشمن کے لیے مہلک اور کوئی نہ تھا۔

ہوازن کے رئیس کا قتل اور کئی مشرکین کی قید ہونا

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ہوازن کا رئیس مسلمانوں پر چڑھا آتا تھا علیؓ بن ابی طالب اور ایک دوسرے انصاری اس کی طرف بڑھے۔ علیؓ نے پیچھے سے پہنچ کر اس کے اونٹ کے گھٹنوں کے اندر تلوار ماری جس سے وہ

اپنے سرینوں پر بیٹھ گیا اتنے میں انصاری نے خود اس رئیس پر حملہ کیا اور ایک ہی وار میں اس کا پاؤں کاٹ ڈالا جس سے وہ اپنے کجاوے سے گر پڑا۔ اب پھر مسلمانوں نے دشمن سے نہایت بہادری سے شمشیر زنی کی اور بخدا ہزیمت اٹھانے والے مسلمانوں میں سے ابھی لوگ واپس بھی نہ آئے تھے کہ یہاں بہت سے مشرکین قیدیوں کی مشکیں باندھی جا چکی تھیں۔ رسول ﷺ نے ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب کو جو لڑائی میں برابر ثابت قدم رہے تھے اور آپ کی خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور اسلام لانے کے بعد مخلص مسلمان ہو گئے تھے، دیکھا اور پوچھا یہ کون ہیں؟ ابوسفیان نے کہا یا رسول ﷺ میں آپ کا پھوپھی زاد بھائی ابوسفیان ہوں۔

ام سلیم کی شجاعت

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو آپ کو ام سلیم بنت ملحان نظر آئیں۔ یہ اپنے شوہر ابوطلحہ کے ساتھ جنگ میں شریک تھیں۔ اپنی چادر سے انھوں نے اپنی کمر باندھ رکھی تھی اور عبداللہ بن ابی طلحہ کو لیے ہوئی تھیں۔ ان کے ساتھ ابوطلحہ کا اونٹ تھا اور اس خوف سے کہ وہ چھوٹ کر بھاگ نہ جائے انھوں نے اس کے سر کو قریب کر کے اس کی نکیل کے ساتھ اپنا ہاتھ بھی اس کی ناک میں گھسا رکھا تھا۔ رسول ﷺ نے ان کو آواز دی ام سلیم! انھوں نے جواب دیا جی یا رسول ﷺ آپ ان لوگوں کو جو آپ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں اسی طرح قتل کر دیجیے جس طرح آپ اپنے دشمن کو قتل کرتے ہیں کیونکہ وہ اسی سلوک کے مستحق ہیں۔ آپ نے فرمایا ام سلیم اللہ کافی ہے۔ ام سلیم کے ہاتھ میں ایک خنجر بھی تھا ابوطلحہ نے پوچھا یہ کیوں لیے ہوئے ہو؟ انھوں نے کہا اس لیے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے تو اس سے میں اس کا کام تمام کر دوں۔ ابوطلحہ نے کہا یا رسول ﷺ ام سلیم کا قول آپ نے سنا۔

انس بن مالک سے مروی ہے کہ جنگ حنین میں ابوطلحہ نے بیس مشرکوں کے لباس اور اسلحہ پر قبضہ کیا تھا جن کو تنہا انھوں نے قتل کیا تھا۔

نصرت الٰہی کا مشاہدہ

جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ دشمن کے شکست کھانے سے قبل جبکہ شدید جنگ ہو رہی تھی تو میں نے ایک سیاہ چادر آسمان سے گرتی ہوئی دیکھی وہ ہمارے اور دشمن کے درمیان گری میں نے دیکھا کہ وہ بے شمار سیاہ چونٹیاں ہیں جو تمام وادی میں پھیل گئیں مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ملائکہ ہیں اور اسی وقت دشمن کو مکمل طور پر شکست ہوئی۔

ہوازن کی ہزیمت کے بعد اب ثقیف سے ہٹ کر بنی مالک پر قتل کی مصیبت پڑی ان کے سو آدمی ان کے جھنڈے کے نیچے مارے گئے۔ ان میں عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب، ابن ام حکیم بنت ابوسفیان کا دادا بھی تھا، پہلے ان کا جھنڈا ذی الخمار کے پاس تھا جب وہ مارا گیا تو اسے عثمان بن عبداللہ نے سنبھالا اسے لیے ہوئے وہ لڑا اور مارا گیا۔ جب اس کے قتل کی اطلاع رسول ﷺ کو ہوئی آپ نے فرمایا بہت اچھا ہوا کہ تو نے اسے ہلاک کر دیا وہ قریش کا دشمن تھا۔

انس سے مروی ہیکہ حنین میں رسول ﷺ اپنی سفید خچر دلدل پر سوار تھے، جنگ کے شروع میں جب مسلمان بھاگے آپ نے خچر سے کہا دلدل بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی آپ نے ایک مٹھی مٹی اٹھا کر اسے مشرکوں کی طرف پھینکا اور کہا حم لا ینصرون۔ اتنا کہتے ہی تلوار نیزے یا تیر کے چلے بغیر مشرک منہ موڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔

انصاری غلام کا قتل

یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس سے مروی ہے کہ عثمان بن عبداللہ کیساتھ اس کا ایک نصرانی غلام غیر مختون قتل ہوا تھا، ایک انصاری ثقیف کے مقتولوں کا لباس اتار رہے تھے اسی میں انھوں نے اس مقتول غلام کے کپڑے اتارے، دیکھا کہ وہ غیر مختون ہے انھوں نے زور سے چلا کر کہا کہ اب معلوم ہوا کہ بنی ثقیف ختنہ نہیں کراتے مغیرہ بن شعبہ نے بیان کیا کہ اس خوف سے کہ تمام عرب میں ہم بنی ثقیف کی بدنامی ہوجائے گی ہم ختنہ نہیں کراتے۔ میں نے ان انصاری کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ ایسی بات منہ سے نہ نکالیں یہ ہمارا نصرانی غلام تھا اور آیئے میں آپ کو اپنے مقتولین کو برہنہ کر کے دکھاتا ہوں۔ چنانچہ میں نے ان کو دکھائے اور کہا کہ دیکھ لو کیا ان کی ختنہ نہیں ہوئی ہے۔ یہ سب مختون ہیں۔

جلاح کا قتل

ہوازن کے دوسرے اتحادیوں کا جھنڈا قارب بن الاسود بن مسعود کے پاس تھا جب وہ سب بھاگ گئے اس نے اس جھنڈے کو ایک جھاڑی کے سہارے کھڑا کر دیا اور وہ اس کے چچازاد بھائی اور ساری قوم بھاگ کھڑی ہوئی۔ اس لیے ان میں قبیلہ بنی غیرہ کے وہب اور بنہ کنہ کے جلاح کے علاوہ اور کوئی نہیں مارا گیا۔ رسول ﷺ کو جب جلاح کے قتل کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا آج بنی ثقیف کے نوجوانوں کا سردار مارا گیا ان کے علاوہ ابن الہید بن الحارث بن اوس کا واقعہ بھی ہوا۔

درید بن الصمہ کا قتل

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ مشرک بھاگ کر طائف آئے ان کے ہمراہ مالک بن عوف بھی تھا۔ بعض نے اوطاس ہی میں اپنا پڑاؤ ڈال دیا اور بعض نخلہ کی سمت گئے اس سمت کے جانے والوں میں ثقیف کے صرف بنوغیرہ تھے رسول ﷺ کے لشکر نے نخلہ جانے والوں کا تعاقب کیا ان کے علاوہ جو مشرک پہاڑوں کی گھاٹیوں میں منتشر ہوئے تھے اس کا تعاقب نہیں کیا گیا، اسی تعاقب میں ابن انومہ کے نام سے مشہور ربیعہ بن رفیع بن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن سمال بنعوف بن امری القیس لے ذرید بن الصمہ کو پکڑ لیا (نوعہ اسکی والدہ تھی، اسلیئے وہ ابن نوعہ کے نام سے زیادہ مشہور تھا) چونکہ وہ ایک بند کجاوے میں بیٹھا تھا اس لیے ابن نوعہ نے پہلے اسے عورت سمجھا مگر پکڑے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مرد ہے، ابن نوعہ نے اس کے اونٹ کو بٹھایا اس پر درید بن الصمہ نامی نہایت سن رسیدہ بوڑھا بیٹھا ہوا تھا ابن نوعہ جو بالکل نوعمر تھا اسے پہچانتا نہ تھا، درید نے اس سے کہا کیا چاہتے ہو، ابن توعہ نے کہا تم کو قتل کرنا چاہتا ہوں، دیید نے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں ربیعہ بن رفیع اسلمی ہوں اور اسکے ساتھ ہی اس نے درید پر تلوار کا ہاتھ مارا مگر اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ درید نے کہا تیری ماں نے تجھے بہت ہی نکمی تلوار سے مسلح کیا ہے۔ میری تلوار کجاوے کے عقب میں لٹکی ہوئی ہے۔ اسے لے اور پھر وار کر۔ ہڈیوں پر وار نہ کرنا دماغ پر ہاتھ مارنا میں خود لوگوں کو اسی طرح قتل کیا کرتا تھا اور میرا کلام پورا کرے اپنی ماں سے جا کر کہہ دینا کہ میں نے درید بن الصمہ کو قتل کر دیا ہے۔ میری زندگی میں بہت سے مواقع ایسے آئے ہیں کہ میں نے تمھاری عورتوں کی دشمن سے مدافعت کی ہے اور ان کو بچایا ہے۔

بنوسلیم کے بیان کے مطابق خود ربیعہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ اس کی ہدایت کے مطابق جب میں نے وار

کیا وہ گر پڑا اور اس کا ستر کھل گیا اور اسکا پاؤں اور چڈے کثرت سے گھوڑے کی سواری کی وجہ سے کاغذ کی طرح صاف تھے وہاں بال نہ تھے۔ جب ربیعہ نہ اپنی ماں کے پاس گھر واپس آئے انھوں نے بتایا کہ میں نے درید کو قتل کر دیا ہے تو اسکی ماں نے کہا بخدا اس نے تمھاری تین ماؤں کو تین مرتبہ دشمن کے نرغے سے رہائی دلائی ہے۔

جو مشرک اوطاس کی سمت بھاگے تھے رسول ﷺ نے ان کے تعاقب میں فوج بھیجی اس کے متعلق ابی بردہ اپنے باپ کی روایت سے بیان کرتا ہے کہ حسنین سے آ کر رسول ﷺ نے ابو عامر کو فوج کے ایک دستہ کے ساتھ اوطاس بھیجا وہاں درید بن الصمہ ان کے ہاتھ آ گیا۔ ابو عامر نے اسے قتل کر دیا اور اسکے تمام ساتھی شکست کھا کر بھاگے۔

ابو عامر کی شہادت اور انکے قاتل کا ابو موسیٰ کے ہاتھوں قتل ہونا

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے مجھے بھی عمر کے ساتھ اس مہم پر بھیجا تھا ابو عامر کے گھٹنے میں ایک تیر آ کر پیوست ہو گیا جو بنی جشم کے ایک شخص نے چلایا تھا وہ تیر اس طرح ان کے گھٹنے میں پیوست ہو گیا تھا کہ وہ حرکت نہیں کر سکتے تھے وہیں گر پڑے۔ میں ان کے پاس آیا اور میں نے پوچھا چچا جان یہ تیر آپ کو کس نے مارا انھوں نے مجھے بتایا کہ وہ یہ شخص ہے جو تمھارے سامنے ہے۔ میں فوراً اس کی طرف لپکا اور اس کے قتل کر دینے کے ارادے سے بڑھا اور بالکل اس کے قریب پہنچ گیا مجھے دیکھ کر وہ بھاگا میں نے اس کا تعاقب کیا اور اس سے کہا بھاگتے ہوئے شرم نہیں آتی کیا تم نے عرب نہیں ہو جم کر مردانہ وار مقابلہ کرو اس جملہ سے اسے غیرت آئی وہ پلٹا اب میرا اور اسکا مقابلہ شروع ہوا۔ ایک ایک وار ہمارا دونوں کا خالی گیا پھر دوسرے وار میں میں نے اس کا خاتمہ کر دا اور ابو عامر کے پاس آ کر ان سے کہا کہ تمھارے قاتل کو اللہ نے ہلاک کر دیا ہے انھوں نے مجھ سے کہا کہ یہ تیر نکال لو میں نے اسے نکالا اس کے نکالتے ہی تمام جسم کا خون نکل گیا۔ ابو عامر نے مجھ سے کہا کہ تم رسول ﷺ کے پاس جا کر میرا اسلام کہو اور عرض کرو کہ آپ میرے لیے دعائے مغفرت کریں۔ ابو عامر نے مجھے اپنی جماعت کا اپنے بعد جانشین مقرر کر دیا اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ سلمہ بن درید نے ابو عامر کے گھٹنے میں وہ تیر مارا تھا جس سے ان کی شہادت واقع ہوئی اور اسی واقعے کے متعلق اس نے یہ شعر کہے تھے۔

ان تسئلو عنی فانی سلمہ
ابن سمادیر لمن توسمہ
اضرب باالسیف روؤس المسلمہ

ترجمہ: اگر تم مجھے دریافت کرتے ہو تو میں بتاتا ہوں کہ میرا نام سلمہ ابن سمادیر ہے میں تلوار سے مسلمانوں کے سر کاٹتا ہوں۔

سمادیر، سلمہ کی ماں کا نام ہے اسی کی طرف اس نے اپنی نسبت کی ہے۔

شکست کھا کر مالک بن عوف میدان سے فرار ہوا اور راستہ کے درمیان ایک گھاٹی میں وہ اپنے ہم قوم سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ رکا اور اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم ذرا توقف کرو تا کہ ہم میں جو کمزور ہیں وہ اس مقام سے گزر جائیں اور جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی آ ملیں۔ یہ اتنی دیر وہاں ٹھہر گیا جتنی دیر میں کہ اس کی فوج کی شکست خوردہ وہ جماعتیں جو اس کے پاس آ گئی تھیں، گھاٹی سے گزر گئیں۔

حضور ﷺ کی رضاعی بہن کی گرفتاری اور آپ کا حسن سلوک

بنی سعد بن بکر کے ایک صاحب نے بیان کیا ہے کہ رسول ﷺ نے اپنے دشمن کے تعاقب میں بھیجا تھا اسے حکم دیا تھا کہ اگر بجاد پر تمھارا قابو چل جائے (یہ سعد بن بکر سے تھا) تو اسے جانے نہ دینا کسی نہ کسی طرح پکڑ لینا۔ اس نے کوئی جرم کیا تھا، جب وہ مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا۔ تو اسے اور اس کے اہل وعیال اور اس کی بہن شیما بنت الحراث بن عبداللہ بن عبدالعی کو گرفتار کر کے گھسیٹے ہوئے لے چلے۔ شیما بن الحارث حضورؐ کی رضاعی بہن تھیں۔ جب مسلمانوں نے اس عورت پر اسے تیز چلانے میں سختی کی تو اس نے مسلمانوں سے کہا کچھ جانتے ہو بخدا میں تمھارے صاحب کی رضاعی بہن ہوں مگر مسلمانوں نے اس وقت اس کی بات کو سچ نہ سمجھا اور وہ اسی طرح گھسیٹے ہوئے اسے رسول کی خدمت میں لائے۔

ابو وجزۃ یزید بن عبید العدی سے مروی ہے کہ جب شیما رسول ﷺ کے پاس پہنچی اس نے آپ سے کہا یا رسول ﷺ میں آپ کی بہن ہوں۔ آپ نے پوچھا اس کی کیا علامت ہے اس نے کہا بچپن میں ایک مرتبہ میں آپ کو پیٹھ پر چڑھائے ہوئے تھی آپ نے میری پیٹھ پر زور سے کاٹ لیا تھا اس کا یہ نشان اب تک موجود ہے۔ رسول ﷺ نے اس نشان کو پہچانا اور اپنی چادر اس کے بیٹھنے کے لیے بچھادی اور کہا آؤ اس پر بیٹھو اور اسے اختیار دیا اور فرمایا اگر میرے پاس رہنا چاہتی ہو تو میں عزت اور محبت کے ساتھ تم کو رکھونگا اور اگر اپنے گھر جانا چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ دے کر تم کو تمھارے گھر واپس کردوں۔ شیما نے کہا بہتر یہی ہے کہ آپ مجھے میرے گھر بھجوادیں۔ چنانچہ آپ نے اسے مال دیے کر اسکے گھر بھجوادیا۔ بنی سعد کا بیان ہے کہ رسولؐ نے شیما کو مکول نامی ایک غلام اور ایک لونڈی عطا فرمائی۔ شیما نے مکول کی شادی اس لونڈی سے کردی اور بنی سعد میں ان کی نسل اب تک موجود ہے۔

حنین کے شہداء

جنگِ حنین میں بنی ہاشم میں سے ایمن ابن عبید جو ام ایمن رسولؐ کی چھوکری کے بیٹے تھے، شہید ہوئے۔ بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے یزید بن زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد شہید ہوئے ان کا گھوڑا جناح جنگ میں بدک گیا اس سے وہ گر پڑے اور قتل کردیے گئے۔ انصار میں س یسراقہ بن الحارث بن عدی بن بنی عجلان شہید ہوئے۔ اشعریوں میں سے ابوعامر الاشعری شہید ہوئے۔

حنین کا مال غنیمت

جنگ کے بعد تمام قیدی اور مال غنیمت جمع کر کے رسول ﷺ کے پاس لایا گیا، مسعود بن عمرو القاری مال غنیمت کے امین تھے، رسولؐ کے حکم سے یہ تمام قیدی اور مال خزانہ میں محفوظ کر دیا گیا۔

اہل طائف کا محاصرہ

جب شکست خوردہ ثقیف طائف آئے انھوں نے شہر کے اندر آ کر آپ نے حفاظت کے لیے شہر کے دروازے بند کرلیے اور جنگ کے لیے تمام تدابیر اختیار کیں۔ عروہ بن مسعود اور غیلان بن مسلمہ اس جنگ میں شریک نہ ہوسکے کیونکہ وہ جرش میں دبابوں میں صبور اور منجنیقوں کا بنانا سیکھ رہے تھے نہ حنین کی جنگ میں شریک ہوئے اور نہ

طائف کے محاصرہ میں۔

عروہ سے مروی ہے کہ حنین سے واپس ہوتے ہی فوراً رسول ﷺ طائف گئے اور وہاں آپ اور صحابہ آدھے مہینے تک اہل طائف سے لڑتے رہے۔ اس اثناء میں ان کا ایک شخص بھی حصار سے باہر آ کر نہ لڑ سکا۔ طائف کے گرد جس قدر آبادی تھی وہ سب اسلام لے آئی اور ان کے وفود نے بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر بیعت کر لی۔ رسول ﷺ طائف سے واپس لوٹ آئے آپ نے صرف نصف ماہ تک ان کا محاصرہ رکھا، واپسی میں آپ جعرانہ میں ٹھہرے جہاں حنین کے قیدی بند تھے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ہوازن کی چھ ہزار عورتیں اور بچے قید تھے، آپ کے جعرانہ واپس آنے کے بعد ہوازن کے جرگے جواب سب کے سب اسلام لا چکے تھے۔ رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کی تمام عورتوں اور بچوں کو آزاد کر دیا۔

حضور ﷺ کا عمرہ کرنا

اب ذیقعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا پھر آپ مدینہ واپس آ گئے۔ آپ نے ابوبکرؓ کو اہل مکہ پر اپنا نائب مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ تم اس سال حج کراؤ، اسلام کی تعلیم دو اور ہدایت کی جو حج کرنے آئے اسے کامل امان دی جائے۔ اس انتظام کے بعد آپ مدینہ چلے آئے یہاں ثقیف کے جرگے آپ کے پاس آئے اور انھوں نے اس شرط پر معاہدہ کیا جس کا ذکر آ چکا ہے۔ انھوں نے آپ کی بیعت کی اور وہ عہد نامہ صلح لکھا جو ان کے پاس موجود ہے۔

اسلام میں پہلا قصاص

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حنین سے طائف جاتے ہوئے آپ نے نخلیۃ الیمانیہ کا راستہ اختیار کیا وہاں سے قران اور ملیح ہوتے ہوئے لیہ کے بحرۃ الرغا آئے۔ یہاں آپ نے مسجد بنوائی اور اسمیں نماز پڑھی اور اسی مقام بحرۃ الرغا میں آپ نے ایک شخص کو قصاص میں قتل کیا۔ اسلام میں یہ پہلا قصاص تھا۔ بنی لیث کے ایک شخص نے بنی ہذیل کے ایک شخص کو قتل کر دیا آپ نے قاتل کو قتل کر دیا۔

طائف کے محاصرہ میں صحابہ کرام کا نقصان

آپ لیہ میں ٹھہرے ہوئے تھے آپ نے مالک بن عوف کے قصر کے گرانے کا حکم دیا اور وہ گرا دیا گیا۔ یہاں سے بڑھ کر ضیقہ گرانے کا ایک راستے سے چلے اس راہ میں پہنچ کر آپ نے اس کا نام دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہ اسے ضیقہ (تنگ اور دشوار گزار) کہتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ یسری (سہل) ہے۔ اب آپ نخب آئے اور صادرہ نامی یک بیری کے نیچے اترے۔ یہ درخت ثقیف کے ایک شخص کے کھیت کے قریب واقع تھا آپ نے اس سے کہلا بھیجا کہ تم میرے پاس چلے آؤ۔ ورنہ تمھاری زراعت کو برباد کر دونگا۔ اس نے آنے سے انکار کیا آپ نے اس کی زراعت کو اجاڑ دیا۔ یہاں سے بڑھ کر اب طائف کی فصیل کے بالکل قریب آ گئے اور وہیں آپ نے اپنا پڑاؤ ڈالا۔ چونکہ قیام گاہ فصیل کے بالکل قریب تھی اس لئے بہت سے صحابہ تیروں کا نشانہ بن گئے۔ تیر مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہے تھے لیکن مسلمان شہر کے دروازوں کے بند ہونے کی وجہ سے ان تک پہنچ نہیں سکتے تھے۔ جب کئی صحابہ تیروں سے شہید ہو گئے تو آپ نے اپنا پڑاؤ وہاں سے اٹھا کر اسے اس جگہ قائم کیا جہاں اب تک طائف میں آپ کی مسجد بنی ہوئی ہے۔ آپ

نے چودہ پندرہ راتیں اہل طائف کا محاصرہ رکھا۔

حضور ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ پر مسجد کا قیام

اس موقع پر آپ کی بیویوں میں سے دوعورتیں ام سلمہ بنت ابی امیہ اور ایک دوسری اور آپ کے ہمراہ تھیں۔ دوسری کے متعلق واقدی کا بیان ہے وہ زینب بنت جحش تھیں۔ ان دونوں کے لیے دو خیمے لگائے گئے تھے ان کے بیچ میں آپ نماز پڑھتے تھے اور جب تک آپ وہاں مقیم رہے اسی جگہ نماز پڑتے رہے اسی وجہ سے جب ثقیف اسلام لے آئے تو ابوامیہ بن عمرو بن وہب نے اس جگہ مسجد بنوادی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس مسجد میں ایک ایسا ستون ہے کہ روزانہ جب آفتاب کی روشنی اس پر پڑتی ہے اس میں سے آواز آتی ہے۔

محاصرہ کے دوران شدید لڑائی

رسول ﷺ نے ثقیف کا محاصرہ کرلیا اور ان سے نہایت شدید لڑائی لڑی۔ فریقین نے ایک دوسرے پر تیر اندازی کی۔ ہوتے ہوتے ایک روز طائف کی فصیل کے نیچے ایک عام خونریز معرکہ ہوا۔ رسول ﷺ کے بعض صحابہ ایک دبابہ میں بیٹھے اور پھر اسے فصیل کی طرف دھکیلا گیا۔ ثقیف نے دہکتے ہوئے لوہے کے سکے ان پر پھینکتے مسلمان اس دبابہ کے نیچے سے نکل کر ہٹ گئے۔ مگر پھر ثقیف نے تیروں سے انکو نشانہ بنایا اور اس طرح انھوں نے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ تب رسول ﷺ نے ان کے انگوروں کے قطع کرنے کا حکم دیا اور لوگ اس کام میں پڑ گئے۔ اس دوران میں ابوسفیان بن حرب اور معیرہ بن شعبہ طائف کے قریب پہنچے۔ اور انھوں نے ثقیف کو آواز دی کہ ہمیں امان دو ہم تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ثقیف نے ان کو امان دیدی انھوں نے قریش اور بنی کنانہ کے بعض عورتوں کو آواز دی کہ تم ہمارے پاس چلی آؤ کیونکہ ابوسفیان اور معریہ کو یہ اندیشہ تھا کہ وہ عورتیں بھی قید ہو کر باندیاں بن جائیں گی مگر ان عورتوں نے باہر آنے سے انکار کردیا ان میں ایک آمنہ بنت ابی سفیان تھی جو عروہ بن مسعود کی بیوی تھی جس کے بطن سے داؤد بن عروہ پیدا ہوا تھا اور ایک دوسری عورت تھی۔

محاصرے کا خاتمہ

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ طائف کے محاصرے کو جب پندرہ دن گزر گئے تو رسول ﷺ نے نوفل بن معاویہ الدیلی سے مشورہ کیا کہ محاصرہ کو جاری رکھنے کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا یا رسول ﷺ ثقیف کی مثال اس لومڑی کی ہے جو اپنے بل میں چھپی بیٹھی ہو اگر آپ اس کے پیچھے پڑے رہیں گے اسے پکڑلیں گے اور اگر اسے چھوڑ دیں گے تب بھی وہ آپ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے جبکہ آپ نے طائف میں ثقیف کا محاصرہ کررکھا تھا ابوبکرؓ بن ابی قحافہ سے کہا ابوبکرؓ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے مکھن سے بھرا ہوا ایک پیالہ ہدیۃً بھیجا گیا مگر ایک مرغے نے اپنی چونچ سے اس میں سوراخ کردیا جس سے تمام مکھن بہہ گیا۔ ابوبکرؓ نے کہا یا رسول ﷺ میں نہیں سمجھتا کہ آج آپ ان کے مقابلہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکیں گے۔ رسول ﷺ نے فرمایا ہاں میں بھی سمجھتا ہوں کہ کامیابی نہ ہوگی۔

اس کے بعد عثمان بن مظعون کی بیوی خویلہ بنت حکیم بن امیہ بن حراثہ بن الاوقص السلمیہ نے رسول ﷺ سے کہا یا رسول ﷺ اگر طائف کو آپ اللہ کے حکم سے فتح کرلیں تو مجھے بادیہ بنت غیلان بن سلمہ یا فارعہ بنت عقیل کا زیور

عطا کیجئے گا۔ بنی ثقیف کی عورتوں میں سب سے زیادہ زیور انھیں دونوں کے پاس تھا۔ اس کے جواب میں رسول ﷺ نے ان سے کہا اور چاہے اب تک مجھے ثقیف کے بارے میں اجازت نہ ملی ہو۔ خویلہ آپ کے پاس سے چلی آئیں اور پھر انھوں نے یہ بات عمر بن الخطاب سے بیان کی۔ عمرؓ رسول ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول ﷺ خویلہ نے مجھ سے یہ بات کہی ہے۔ اس کی کیا اصلیت ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے میں نے ان سے یہی کہا عمرؓ نے پوچھا کیا دائی آپ کو ثقیف کے بارے میں اجازت نہیں ملی۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ عمرؓ نے کہا تو کیا میں لوگوں میں واپس جانے کا اعلان کردوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ چنانچہ عمرؓ نے تمام لوگوں میں واپس جانے کی منادی کرادی۔ جب سب چل کھڑے ہوئے سعید بن عبید بن اسید بن ابی عمرو بن علاج الثقفی نے بلند آواز سے کہا ''مگر ہم اپنی جگہ قائم ہیں'' اس عینیہ بن حفص نے کہا ہاں بے شک اور عزت اور آبرو کے ساتھ اس پر کسی مسلمان نے اس سے کہا عینیہ اللہ تجھے تباہ کردے تم مشرکوں کی اس لیے تعریف کر رہے ہو کہ انھوں نے رسول ﷺ کا مقابلہ کیا حالانکہ تم تو رسول ﷺ کی حمایت میں لڑنے آئے ہو، عینیہ نے کہا بخدا میں ہرگز تمھارے ساتھ ثقیف سے لڑنے نہیں آیا تھا بلکہ میرے آنے کی غرض اتنی تھی کہ اگر محمدؐ طائف فتح کرلیں تو مجھے ایک باندی مل جائے جس سے میں مجامعت کروں اور اس کے بطن سے بہادر لڑکا پیدا ہو کیونکہ یہ قبیلہ بڑا اکڑ وا اور بہادر ہے۔

طائف میں صحابہؓ رسول ﷺ میں سے بارہ اشخاص شہید ہوئے ان میں سات قرشی ایک بنی لیث کے اور چار انصاری تھے۔

ہوازن کا وفد آنحضور ﷺ کی خدمت میں

طائف سے واپسی پر آپ وحنا ہوتے ہوئے تمام مسلمانوں کے ساتھ جعرانہ آئے آپ نے طائف جانے سے پہلے ہی ہوازان کے قیدیوں کو جعرانہ بھیجدیا تھا اور وہ یہیں مقید تھے۔ آپ کے اس مرتبہ کے جعرانہ کے قیام میں ہوازن کے وفد آپ کی خدمت میں آئے۔ ہوازن کی عورتوں اور بچوں کی ایک بڑی تعداد قید تھی۔ چھ ہزار اونٹ اور بے شمار بھیڑ بکریاں مال غنیمت میں دستیاب ہوئی تھیں۔

ہوازن کے قیدیوں کی واپسی

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جعرانہ میں ہوازن کا وفد رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ اب اسلام لا چکے تھے انھوں نے رسولؐ سے عرض کیا کہ ہم ایک شریف خاندان اور قبیلہ والے ہیں جو مصیبت ہم پر نازل ہوئی ہے وہ آپ پر روشن ہے آپ ہم پر احسان کریں اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ اس کے بعد ہوازن کے خاندان بنو سعد بن بکر کے جنھوں نے رسول کو دودھ پلایا تھا، زہری بن صرد نامی ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا یارسول ﷺ قیدیوں کے ان احاطوں میں آپ کی پھوپھیاں، خالائیں اور وہ دایائیں ہیں جو آپ کی پرورش کرتی تھیں۔ اگر ہم نے حارث بن ابی شمر یا نعمان بن المنذر کو دودھ پلایا ہوتا اور پھر ہم پر یہ مصیبت پڑتی جو آپ کی وجہ سے پڑی ہے تو ہم کو ان کے احسان اور مہربانی کی پوری امید ہوتی اور آپ تو بہتر کفیل ہیں۔ اور پھر چند شعر پڑھے، جن میں دو نقل کئے جاتے ہیں

امنن علینا یارسول اللہ فی کرم

فانک المرتجوہ وندخر
امنن علی بیضۃ اعتاقھا قدر
لمزق شملھا فی دھرھا غیر

ترجمہ: یارسول ﷺ ہم پر کرم کریں اور احسان کریں کیونکہ آپ ہی سے ہمارے تمام توقعات وابستہ ہیں۔ آپ ایسے خاندان پر احسان کریں جس کی آزادی آپ کے دست قدرت میں ہے اور جو اس وقت سخت پریشان حال اور بدبختی زدہ ہے۔

رسولؐ نے ان سے پوچھا اپنے بیوی بچے کو تم کو زیادہ محبوب ہیں یا مال انھوں نے کہا یارسولؐ آپ نے ہماری آبرو اور ہمارے مال میں ہمیں اختیار دیا ہے۔ آپ ہمارے اہل وعیال ہمیں واپس دے دیں وہ ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا جو میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے میں آئے ہیں وہ میں تم کو دیئے دیتا ہوں اور جب میں جماعت کو نماز پڑھا چکوں تم اس وقت کہنا کہ ہم اپنے اہل وعیال کے بارے میں تمام مسلمانوں کی خدمت میں رسولؐ کی سفارش کے اور خود رسولؐ کی خدمت میں تمام مسلمانوں کی سفارش کے طلبگار ہیں۔ جب تم ایسا کہو گے اس وقت میں خود تمھارے اہل وعیال واپس دے دونگا۔ اور مسلمانوں سے تمھاری سفارش کرونگا۔ رسولؐ جب نماز ظہر جماعت کے ساتھ پڑھ چکے ہوازان کے نمائندوں نے کھڑے ہوکر رسولؐ کے مشورے کے مطابق درخواست کی رسولؐ نے فرمایا جو میرے اور بنی عبدالمطلب کے حصے میں آئے ہیں وہ میں تم کو واپس دیتا ہوں۔ مہاجرین نے کہا جو ہمارے حصے میں آئے ہیں وہ ہم نے رسول کو دیئے۔ انصار نے کہا اور جو ہمارے حصے کے ہیں وہ ہم نے رسول کو دیئے۔ اقرع بن حابس نے کہا مگر جو میرے اور بنی تمیم کے حصے میں آئیں وہ نہیں دیتے، عینیہ بن حصن نے کہا اور جو میرے اور بنی فزارہ کے حصے میں ہوں ان کو ہم نہیں دیتے۔ عباس بن مرداس نے کہا اور میں اور بنی سلیم بھی اپنا حق نہیں چھوڑتے اس پر خود بنی سلیم نے کہا مگر جو ہمارا ہے اسے ہم رسول کو دیتے ہیں۔ عباس نے بنوسلیم سے کہا کہ تم نے میری توہین کی۔ رسولؐ نے فرمایا اچھا ان قیدیوں میں سے جو شخص اپنا حصہ لینا ہی چاہتا ہے اسے ہر انسان کے عوض میں چھ حصے مال کے دیئے جائیں گے۔ لہذا تم سب ان کے اہل وعیال ان کو واپس دے دو۔

ابو جزہ یزید بن عبید السعدی سے مروی ہے کہ حنین کے قیدیوں میں سے رسولؐ نے ایک باندی، ریطہ بنت حیان بن عمیرہ بن ہلال بن ناصرہ بن قصیہ بن بسصر بن سعد بن بکر علی بن ابی طالب کو دی تھی اور ایک زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان عثمان بن عفان کو دی تھی اور ایک باندی عمر بن الخطاب کو دی تھی جو انھوں نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولؐ نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک باندی عمرؓ کو دی وہ انھوں نے مجھے دے دی میں نے اسے بنی حمج میں بھیج دیا جو میرے ننھیالی رشتہ دار تھے تاکہ وہ اسے میرے لیے سنواریں اور میں اس دوران میں بیت اللہ کا طواف کرلوں اور پھر اسے ساتھ لے لوں۔ میں طواف سے فارغ ہوکر جب مسجد سے نکلا میں نے لوگوں کو تیزی سے جاتا ہوا دیکھا میں نے پوچھا کیا بات ہے انھوں نے کہا رسولؐ نے ہمارے اہل وعیال ہمیں واپس دیدیئے ہیں۔ میں نے کہا تمھاری ایک عورت یہاں بنی حمج میں موجود ہے جاؤ اور اسے لے لو وہ وہاں گئے اور اس عورت کو لے لیا۔

عیینہ بن حصن نے ہوازن کی بڑھیوں میں سے ایک بڑھیا کو اپنے قبضے میں کیا اور اسے لیتے وقت کہا کہ یہ بڑھیا نظر آرہی ہے اسے لینا چاہیے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قبیلے کے اشراف میں ہوگی اور اس کا فدیہ شاید زیادہ مل سکے۔ جب رسولؐ نے حکم دیا کہ تمام قیدی چھ حصے مال کے عوض میں واپس دے دیئے جائیں۔ عیینہ نے اس کی واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ زہیر ابوصرد نے اس سے کہا کہ اسے دے ہی دو اس میں کیا رکھا ہے۔ نہ اس کے منہ میں دانت ہیں اور نہ پیٹ میں آنت ہے نہ یہ جوان ہے اور نہ اس کی چھاتیاں ابھری ہوئی ہیں نہ اس میں ولادت اور بچے کی رضاعت کی قابلیت ہے اور نہ اس کے خاوند کا پتہ ہے۔ زہیر کے اس مقولہ کے بعد عیینہ نے اس عورت کو چھ حصوں کے عوض میں واپس دیدیا۔ اسی مرتبہ عیینہ کی اقرع بن حابس سے ملاقات ہوئی اقرع نے اس سے شکایت کی کہ نہ وہ کنواری نادان تھی اور نہ ادھیڑ فربہ اندام تھی کہ تم اسپر قبضہ کرتے۔

مالک بن عوف کا قبول اسلام اور حضورؐ کے اسپر احسانات

ہوازن کے وفد سے رسولؐ نے مالک بن عوف کو دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے انھوں نے کہا کہ ثقیف کے ساتھ طائف میں ہے آپ نے ان سے کہا کہ مالک سے کہہ دو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آجائے تو میں اس کے اہل وعیال گھر بار اور مال اسے واپس دے دونگا اور سو اونٹ بھی دونگا۔ مالک کو اس کی اطلاع ہوئی وہ طائف سے نکل کر رسول کی خدمت میں آ گیا۔

مالک کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر ثقیف کو رسولؐ کے اس وعدے کا علم ہو گیا وہ اسے روک لیں گے اور نہ جانے دیں گے اس لیے اس نے ایک خاص مقام پر اپنی سواری کو تیار رکھنے کا حکم دیا اور گھوڑے کو طائف میں طلب کیا یہ رات کے وقت اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر تیزی سے وہاں سے نکل آیا اور پھر اس مقام پر آیا جہاں اس نے اپنی دوسری سواری کے تیار رکھنے کا انتظام کیا تھا اور پھر اس پر سوار ہو کر جعرانہ میں یا مکے میں رسول کی خدمت میں حاضر ہوا گیا۔ آپ نے اس کے اہل وعیال اور مال کو اسے واپس دے دیا اور سو اونٹ اور دیئے۔ وہ اسلام لے آیا اور پکا مومن بن گیا۔ رسولؐ نے اسے اس کی قوم اور طائف کے نواح کے قبائل ثمالہ سلمہ اور فہم کے اسلام قبول کرنے والے لوگوں کا عامل مقرر کر کے بھیج دیا۔ یہ ان مسلمانوں کے ساتھ ثقیف سے لڑتے تھے ان کا جو گلہ باہر نکلتا تھا اس پر غارت گری کرتے تھے اس طرح انھوں نے ثقیف کو تنگ کر دیا اس پر ابومحجن بن حبیب بن عمرو بن عمیر الثقفی نے اس کی بدعہدی کی شکایت میں چند شعر بھی کہے۔

مال غنیمت میں خیانت کی وعید

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حنین کے قیدیوں کو ان کے وارثوں کے سپرد کرنے کے بعد رسولؐ سوار ہو گئے۔ لوگ آپ کے پیچھے پڑ گئے اور کہنے لگے یا رسولؐ آپ ہمارے مال غنیمت کے اونٹ اور بکریاں تو ہم میں تقسیم کر دیجئے۔ ان کے شدید اصرار نے آپ کو ایک جھاڑی کے قریب کر دیا جس سے الجھ کر آپ کی چادر جسم پر سے اتر گئی۔ آپ نے لوگوں سے کہا اے لوگو میری چادر تو مجھے دیدو بخدا اگر میرے پاس اتنے اونٹ ہوتے جتنے تہامہ میں درخت ہیں تو میں ان سب کو تم میں تقسیم کر دیتا تب شاید تم مجھے بخیل، بزدل اور جھوٹا نہ سمجھو۔ اس کے بعد آپ اپنے اونٹ کے پاس آئے اور آپ نے اس کے کوہان میں سے ایک مٹھی کے برابر بال انگلیوں میں لئے ان کو لوگوں کو دکھا کر فرمایا اے لوگو بخدا تمھاری غنیمت اور اس پشم کے مٹھے میں میرا صرف پانچواں حصہ ہے وہ میں تم کو دئے دیتا ہوں۔ لہٰذا سوئی اور

تا گا واپس دے دو۔ قیامت کے دن گھنڈی تک بھی اپنے مالک کے لیے رسوائی اور عذاب جہنم کا باعث ہوگا۔ آپ کی اس تقریر کو سن کر ایک انصاری اون کی ایک گڑی آپ کے پاس لے آئے اور کہا کہ میں نے یہ اون اپنے اس اونٹ کے لیے اٹھائی تھی جس کی پشت پر زخم ہے۔ رسولؐ نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصہ ہے وہ میں تم کو دیتا ہوں انھوں نے کہا جب آپ کا ایثار اس حد تک ہے تو مجھے اس کی قطعی ضرورت نہیں میں نہیں لیتا اور پھر انھوں نے اسے اپنے ہاتھ سے نیچے ڈال دیا۔

تالیف قلوب کے لیے اونٹوں کی تقسیم

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ نے قبائل کے سرداروں اور شرفاء کو ان کے تالیف قلوب کے لیے عطا دی۔ آپ نے ابوسفیان بن حرب کو سو اونٹ دیئے، ان کے بیٹے معاویہ کو سو اونٹ دیئے، حکیم بن خرام کو سو اونٹ دیئے، بنی عبدالدار کے نضیر بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ کو سو اونٹ دیئے، علاء و ن حارثہ الثقفی بنی زہرہ کے حلیاف کو سو اونٹ دیئے، حارث بن ہشام کو سو اونٹ دیئے، صفوان بن امیہ کو سو اونٹ دیئے، سہل بن عمرو کو سو اونٹ اور حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس کو سو اونٹ، عیینہ بن حصن کو سو، اقرع بن حابس کو سو اور مالک بن عوف النصری کو سو اونٹ دیے۔ ذکر کیے گئے اصحاب کو سو سو اونٹ دیئے ان کے علاوہ قریش کے مخرمہ بن نوفل بن اہیب الزہری، عمیر بن وہبا اور بنی عمر بن لوی کے ہشم بن عمرو کو سو سے کم دیئے۔ صحیح تعداد تو معلوم نہیں مگر اتنا یقینی معلوم ہے کہ ان کی تعداد سو سے کم تھی سعید بن یربوع بن عنبکثہ بن عامر بن مخزوم اور سہمی کو پچاس پچاس دیئے۔ عباس بن مرداس السلمی کو چند اونٹ دیئے جس سے وہ ناراض ہو گیا اور اس نے اس کی شکایت میں چند شعر کہے۔ رسولؐ کو جب اس کا پتہ چلا تو آپ نے صحابہ سے فرمایا جاؤ اور اسکی زبان بند کر دو، آپ نے اس بناء پر اسے اور اونٹ دیدیئے اور اس طرح اس کا منہ بند ہو گیا جیسا رسولؐ نے ارشاد فرمایا تھا۔

جمیل بن سرافہ کو اونٹ نہ دینے کی وجہ

محمد بن ابراہیم بن الحارث سے مروی ہے کہ صحابہؓ میں سے کسی نے رسولؐ سے کہا کہ آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو سو سو اونٹ دیئے اور جمیل بن سراۃ الحضرمی کو کچھ نہ دیا۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جمیل بن سراقہ، عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس ایسے تمام روئے زمین کے عمائد سے بہتر ہیں مگر بات یہ ہے کہ اس عطا سے میں نے ان کی تالیف قلوب کی ہے کہ وہ دونوں مسلمان ہو جائیں اور جمیل بن سراقہ کے لیے میں ان کے اسلام کی نعمت کو بہتر سمجھتا ہوں اسی لیے میں نے ان کو چھوڑ دی۔

ذوالخویصیرہ تمیمی کی شان رسالت میں گستاخی اور اس سے متعلق وعید

ابوالقاسم مقسم، عبداللہ بن الحارث بن نوفل کا مولی بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ میں اور تلید بن کلاب اللیثی اپنے مقام سے چل کر عبدا بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ملنے گئے وہ اس وقت اپنے جوتے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، ہم نے ان سے پوچھا کیا آپ اس وقت رسولؐ کی خدمت میں حاضر تھے جب کہ حنین میں تمیمی نے آپ س عطا کرنے کے متعلق گفتگو کی تھی، انھوں نے کہا ہاں۔ بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ رسولؐ کے پاس آیا اور کھڑا رہا آپ اس وقت لوگوں کو عطا فرمائے رہے تھے، اس نے کہا اے محمدؐ آج جو کچھ آپ نے کیا

ہے میں نے اسے دیکھا، رسولؐ نے پوچھا پھر کیا دیکھا اس نے کہا آپ نے عدل نہیں کیا۔ رسول ﷺ کو غصہ آ گیا آپ نے فرمایا مرد خدا اگر میرے یہاں عدل نہیں ہے تو پھر کہاں ہوگا۔ عمرؓ بن الخطاب نے کہا یا رسولؐ اجازت ہو تو اسے قتل کر دوں آپ نے فرمایا نہیں اسے چھوڑ دو ممکن ہے کہ اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہوں اور وہ اس طرح دین میں نقطہ چینی کر سکیں اور برگشتہ ہو جائیں اور تیر کی طرح دین سے نکل جائیں جس کی واپسی پھر ممکن نہیں کیونکہ جب تیر چلے سے نکلتا ہے تو پھر کہیں نشانے کے علاوہ نظر نہیں پڑتا۔

ابو جعفر محمد بن علی بن حسین سے بھی یہ واقعہ اسی طرح مروی ہے اور انھوں نے اس قائل کا نام ذوالخویصرۃ التمیمی بیان کیا ہے۔

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ رسولؐ سے یہ بات ذی الخویصرہ نے اس مال کی تقسیم کے وقت کہی تھی جو علیؓ نے آپ کی خدمت میں یمن سے بھیجا تھا اور آپ نے اسے بہت سے لوگوں میں تقسیم کیا۔ ان میں عیینہ بن حصن، اقرع اور زید الخیل بھی تھے۔

حضور ﷺ کی صحابہ پر شفقت کا ایک واقعہ

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ غزوہ حنین میں رسولؐ کے ساتھ شریک ایک صحابی مجھ سے بیان کیا کہ میں اپنی اونٹنی پر رسولؐ کے پہلو میں سوار چلا جا رہا تھا۔ میرے پاؤں میں ایک بھاری اور مضبوط جوتا تھا میری اونٹنی کو تکلیف ہوئی آپ نے میرے پیروں پر کوڑا مارا اور فرمایا کہ تم نے مجھے تکلیف پہنچائی۔ پیچھے رہو میں نے اپنی اونٹنی روک لی۔ دوسرے دن رسولؐ نے مجھے طلب کیا میں نے دل میں کہا کہ ضرور کل کے واقعے کی وجہ سے مجھے بلایا ہے۔ میں ڈرتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کل تمھارا جوتا میرے پاؤں پر پڑ گیا تھا اس سے مجھے تکلیف ہوئی میں نے تمھارے پاؤں پر کوڑا مارا اب میں نے تم کو اس لیے بلایا ہے کہ اس مار کا عوض دوں چنانچہ آپ نے ایک کوڑے کے عوض میں اسی بھیڑیں عطا فرمائیں۔

مال غنیمت میں حصہ نہ ملنے پر انصار کی رنجیدگی اور حضور ﷺ کے بیان سے اسکا خاتمہ

ابو سعید الخدری سے مروی ہے کہ جب رسولؐ نے قریش اور دوسرے قبائل میں مذکورہ عطا تقسیم کی اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا تو وہ اپنے دل میں سخت رنجیدہ ہوئے اور اس پر چہ میگوئیاں کرنے لگے کسی نے یہ کہا کہ بخدا رسولؐ اپنی قوم سے مل گئے، سعد بن عبادہ آپ کے پاس آئے اور کہا یا رسولؐ یہ جماعت انصار آپ کے اس طرز عمل سے رنجیدہ ہے کہ آپ نے اس مال غنیمت کو صرف اپنی قوم میں تقسیم کر دیا اور دوسرے قبائل عرب میں بھی بڑے بڑے عطیے تقسیم کیے مگر قبیلہ انصار کو اس میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔ رسولؐ نے پوچھا تمھارا اپنا خیال کیا ہے؟ سعد نے کہا یا رسولؐ میں بھی اپنی قوم کا ہمنوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی تمام قوم کو اس احاطے میں بلا لاؤ۔ سعد جا کر اپنی قوم کو اسی احاطے میں بلا لائے۔ دوسرے مہاجرین بھی وہاں آئے۔ سعد نے ان کو نہ روکا وہ اندر چلے گئے اور لوگ آئے ان کو سعد نے اندر جانے سے روک دیا۔ جب سب جمع ہو گئے سعد نے رسولؐ کو جا کر اس اطلاع کی آپ وہاں تشریف لائے اور آپ نے اللہ کی شایان شان حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

تمھاری اس بات کا کیا مطلب ہے؟ جس کی اطلاع مجھے ملی ہے اور تم کیوں اپنے دل میں رنجیدہ ہو۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جب میں تمھارے پاس آیا تو گمراہ تھے اللہ نے تم کو ہدایت کی تم غریب تھے اللہ نے تم کو غنی کر دیا۔ آپس میں ایکدوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تم کو ایک دوسرے کا دوست بنا دیا۔ انصار نے کہا بے شک آپ صحیح فرما۔ ہیں یہ اللہ اور اس کے رسول کا احسان اور فضل ہے۔ رسولؐ نے پھر کہا تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے۔ انصار نے کہا ہم کیا جواب دیں یا رسول ﷺ اس کے رسول ﷺ کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں اگر تم چاہو تو جواب دے سکتے ہو اور اس جواب میں تم سچے ہو گے اور میں میں بھی تمھاری تصدیق کرونگا۔ تم مجھے یہ جواب دے سکتے ہو۔ کہ آپ ہمارے پاس آئے جب کہ اوروں نے آپ کی تکذیب کی تھی ہم نے آپ کی رسالت کی تصدیق کی آپ کو سب نے چھوڑ دیا تھا ہم نے آپ کی مدد کی آپ اپنے گھر سے نکال دیئے گئے تھے ہم نے آپ کو پناہ دی۔ آپ ضرورتمند تھے ہم نے آپ کی اعانت کی۔ اے گروہ انصار دنیا کی ایک حقیر شے کے لیے تم مجھ سے رنجیدہ ہو گئے میں نے اس مال سے بعض لوگوں کی تالیف قلوب کرنا چاہی ہے تا کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور تم کو میں نے تمھارے اسلام کے سپرد کر دیا۔ اے گروہ انصار کیا تم اسے پسند نہیں کرتے کہ اور لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں اور تم رسول کو اپنے گھر لے جاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا اگر تمام دنیا ایک راستے جاتی اور انصار دوسری راہ جاتے تو میں انصار کا راستہ اختیار کرتا۔ اے اللہ تو انصار پر رحم فرما اور ان کی اولاد پر اپنی رحمت نازل کر اور ان کی اولاد کی اولاد پر اپنی رحمت مبذول کر۔ یہ سن کر تمام لوگ اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں اشکوں سے تر ہو گئیں۔ اور انصار نے کہا کہ ہم اس بات پر بالکل راضی ہیں کہ رسول ﷺ ہمارے حصے میں آئے۔ اس کے بعد آپ وہاں سے چلے آئے اور سب لوگ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

حضور ﷺ کا عمرہ اور عربوں کے قدیم طریقہ پر حج

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ رسولؐ جعرانہ سے عمرہ کی نیت سے مکہ آئے۔ آپ نے بقیہ مال غنیمت کو مرالظہر ان کے قریب مجنہ نامی مقام پر محفوظ کروایا۔ عمرہ سے فارغ ہو کر آپ مدینے واپس چلے۔ عتاب بن اسید کو آپ نے مکہ پر اپنا نائب مقرر کیا اور ان کے ساتھ معاذ بن جبل کو بھی مکے میں چھوڑا تا کہ وہ لوگوں کو مذہب اسلام اور قرآن کی تعلیم دیں۔ بقیہ مال غنیمت آپ کے ساتھ مدینے روانہ ہوا۔ ذیقعدہ میں آپ نے یہ عمرہ کیا تھا۔ ذیقعدہ یا ذی الحجہ میں آپ مدینے آ گئے۔ اس سال عربوں کے قدیم طریقے پر حج ہوا اور مسلمانوں نے اس ۸ ہجری میں عتاب بن اسید کی امارت میں حج کیا۔

اہل طائف رسولؐ کی ان کے یہاں سے ذیقعدہ میں مراجعت سے لے کر رمضان ۹ ہجری تک بدستور طائف میں اپنے شرک پر قائم رہے اور مخالفت پر جمے رہے۔

جعرانہ کے مال غنیمت کی تقسیم

واقدی کا کہنا ہے کہ جب جعرانہ میں رسولؐ نے مال غنیمت کو مسلمانوں میں تقسیم کیا تو ہر شخص کے حصے میں چار اونٹ اور چالیس بکریاں آئیں۔ جو سوار تھے انھوں نے اپنے گھوڑے کا بھی ایک حصہ لیا۔ ذی الحجہ کے ختم ہونے سے چند روز قبل آپ مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔

اس سال کے دیگر اہم واقعات

قبیلۂ ازد کی طرف عاملین صدقہ کی روانگی

اس سال رسولؐ نے قبیلہ ازد کے جیفر اور عمرو جلبندی کے بیٹوں کے پاس عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو صدقہ وصول کرنے کے لیے روانہ کیا ان دونوں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو صدقہ وصول کرنے کی اجازت دے دی۔ عمرو نے وہاں کے دولتمندوں سے زکوۃ لی اور اسے وہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے وہاں کے مجوسیوں سے جزیہ لیا یہ شہری تھے اور عرب دیہاتی تھے۔

حضور ﷺ کا نکاح

اس سال رسولؐ نے فاطمہ بنت الضحاک بن سفین الکلابیہ سے نکاح کیا۔ جب اسے آخرت اور دنیا میں اختیار دیا گیا اس نے دنیا کو ترجیح دی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے رسولؐ سے پناہ مانگی اس لیے آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ ابوخرۃ السعدی سے مروی ہے کہ اس عورت سے آپ نے ذیقعدہ میں نکاح کیا تھا۔

حضور ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی پیدائش

اس سال ذی الحجہ میں ماریہ کے بطن سے ابراہیمؓ پیدا ہوئے۔ رسولؐ نے ان کو دودھ پلانے کے لیے ام بردہ بنت المنذر بن زیط بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار کے حوالے کر دیا۔ ان کے شوہر براء بن اوس بن خالد بن الجعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن عدی بن النجار تھے۔ اس ولادت کے موقع پر حضورؐ کی آزاد کردہ باندی حضرت ماریہؓ کی دائی سلمی بچے کی ولادت کے بعد گھر سے نکل کر باہر ابورافع کے پاس آئیں اور اسے لڑکے کی ولادت کی اطلاع دی۔ ابورافع نے رسول کو جا کر اس کی بشارت دی آپ نے ان کو ایک غلام دیا۔ حضرت ماریہ کو جب اللہ نے رسول کی صلب سے فرزند عطا فرمایا تو آپ کی دوسری بیویوں کو اس پر سخت رشک اور حسد ہوا۔

آغاز ۹ ہجری

بنو اسد کا قبول اسلام

اس سال بنی اسد کا وفد اسلام لانے کے لیے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور انھوں نے کہا یا رسولؐ اس سے پہلے آپ کسی کو ہمارے پاس بھیجتے ہم خود ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ان کے اس بات پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی" **یمنون علیک ان اسلمو اقل لاتمنو اعلی اسلامکم** (ترجمہ: وہ تم کو اس بات کا احسان جتلاتے ہیں کہ اسلام لے آئے، تم کہہ دو کہ تم لوگ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان مت جتاؤ)

دیگر وفود کی آمد

اس سال ربیع الاول میں بلی کا وفد مدینے آیا اور وہ رویفع بن ثابت البلوی کے پاس مہمان ہوئے۔

اس سال لخم کے داریین کا وفد جس میں دس آدمی تھے، مدینہ آیا۔

عروۃ کا قبول اسلام اور اپنی قوم کو دعوت

واقدی کے قول کے مطابق اس سال عروہ بن مسعود ثقفی مسلمان ہو کر رسولؐ کی خدمت میں آئے۔ اس کے متعلق محمد بن اسحٰق کی روایت یہ ہے کہ رسولؐ جب اہل طائف کے مقابلے سے واپس ہوئے عروہ بن مسعود آپ کے پاس آنے کے لیے آپ کے پیچھے چلے۔ رسولؐ کے مدینے پہنچنے سے قبل وہ آپ سے آ ملے اسلام لائے اور انھوں نے رسولؐ سے درخواست کی کہ آپ مجھے میری قوم کے پاس اشاعت اسلام کے لیے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ رسولؐ نے فرمایا کہ وہ تم کو قتل کر دیں گے۔ ان کے قبیلہ والوں نے محاصرے کی حالت میں آپ کے ساتھ جس انداز میں مقابلہ کیا تھا اس سے آپ کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ بہت ہی مغرور ہیں اور اس لیے ان کی بات پر کان نہ دھریں گے، عروہ نے کہا یا رسولؐ اللہ وہ اپنی جوان عورتوں سے زیادہ مجھے محبوب رکھتے ہیں اور واقعہ بھی یہ تھا کہ عروہ اپنی قوم میں بہت ہی محبوب اور ذی اثر آدمی تھے، سب ان کی بات مانتے تھے۔

عروہ اپنی قوم کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے مدینے سے چلے ان کو خیال تھا کہ چونکہ وہ ان کی بہت تعظیم و تکریم کرتے ہیں، اس لیے ان کی بات کی مخالفت نہ ہوگی۔ مگر جب یہ اپنی قوم کو دعوت اسلام دینے کے لیے اپنے مکان پر سب کے سامنے ظاہر ہوئے اور انھوں نے اپنے بھی مسلمان ہو جانے کا اعلان کیا ان کی قوم نے ہر سمت سے ان پر تیر چلائے ایک تیر ان کے لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ اس کے متعلق بنی مالک کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ تیر ان کے ہم قوم بنی سالم بن مالک کے ایک شخص اوس بن عوف نے پھینکا تھا۔ اور احلاف کا دعویٰ ہے کہ ان کے کسی نے کہا اپنے قتل کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے؟ انھوں نے کہا یہ تو میری بڑی عزت اور کرامت ہے کہ اللہ نے مجھے شہادت عطا فرمائی میرے ساتھ وہی کیا جائے جو رسول ﷺ کے ان صحابہ کے ساتھ کیا گیا ہے جو یہاں مقابلے میں شہید ہوئے مجھے بھی ان کے پاس دفن کر دو۔ چنانچہ عروہ کو اور مسلمان شہیداء کے پاس دفن کر دیا گیا۔ ارباب سیر کہتے ہیں کہ رسولؐ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ عروہ کی مثال اپنی قوم میں وہی ہے جو اس شخص کی اپنی قوم میں تھی جن کا ذکر سورۃ یسین میں آیا ہے۔

اہل طائف کی حضورؐ کی خدمت میں حاضری

اس سال رمضان میں اہل طائف کا وفد رسولؐ کے پاس آیا۔ محمد بن اسحٰق کی روایت ہے کہ عروہ کے قتل کے چند ماہ بعد اہل طائف نے مل کر طے کیا کہ ہم میں ان تمام عربوں سے جو ہمارے گرد آباد ہیں لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ یہ عرب پہلے سے اسلام لا کر بیعت کر چکے تھے۔ اس کے لیے بنی علاج کا عمرو بن امیہ عرب کا مشہور زیرک اور چالاک شخص جو عبد یالیل بن عمرو سے باہمی دشمنی کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کر چکا تھا، خود عبد یالیل بن عمرو کے پاس گیا اس کے دروازے پہنچا اور پھر کسی سے کہا کہ جا کر اطلاع کرو کہ عمرو بن امیہ ملاقات کے لیے آیا ہے۔ باہر آؤ۔ عبد یالیل نے آنے والے سے کہا کیا واقعی عمر نے تم کو بھیجا ہے اس نے کہا جی ہاں۔ اور وہ آپ کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ عبد یالیل نے کہا مجھے تو کبھی اس بات کا وہم و گمان بھی نہ تھا کہ عمرو جیسا خوددار اور باوقار شخص کبھی خود میرے یہاں آئے گا۔ بہر حال عبد یالیل نے اسے دیکھ کر خوش آمدید کہا عمرو نے کہا کہ معاملہ ایسا اہم پیش ہے کہ اس کی وجہ سے قطع تعلق کو بالائے طاق رکھنا پڑا۔ محمد کی طاقت و شوکت جس قدر بڑھ گئی ہے وہ ظاہر ہے تمام عرب اسلام لا چکے ہیں تم میں ان سب سے لڑنے کی طاقت نہیں اب اپنی حالت پر غور کرو۔

اہل طائف و بنو ثقیف کا باہمی مشورہ اور انکے وفد کا حضور ﷺ کے پاس آنا

اس بات کا بنی ثقیف پر یہ اثر ہوا کہ وہ باہم مشورے کے لیے جمع ہوئے کسی نے کہا دیکھو ہماری یہ حالت ہے کہ ہماری جان اور ہمارا مال ہر وقت خطرے میں ہے۔ ہمارے جو مویشی چرنے کے لیے جاتے ہیں ان کو لوٹ لیا جاتا ہے۔ جو شخص باہر جاتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس پر باہمی مشورے سے یہ طے پایا کہ عروہ کی طرح کسی اور کو رسولؐ کے پاس مصالحت کے لیے بھیجا جائے۔ سب نے عروہ کے ہم عمر شخص عبد یالیل بن عمرو بن عمیر سے درخواست کی کہ تم اس کام کے لیے جاؤ اس نے اس خوف سے کہ جب وہ ان کے پاس واپس آئیگا اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جو عروہ کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اس کام پر جانے سے انکار کیا اور کہا کہ جب تک میرے ساتھ اور لوگ نہ بھیجے جائیں میں تنہا نہیں جاؤنگا۔ چنانچہ یہ طے پایا کہ اس کے ساتھ احلاف کے دو شخص اور بنو مالک کے تین شخص مدینے جائیں گے۔ اسطرح اسوفد میں چھ آدمی ہوئے۔ بنی یسار کا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بن بر بن عبد دہان بنی سالم میں سے اوس بن عوف بنی الحارث میں سے نمیر بن خرشہ بن ربیعہ الاعف میں سے حکم بن عمرو بن وہب بن معتب اور شرجیل بن غیلان بن سلمہ عبد یالیل کے ساتھ ہوئے جو اس جماعت کا نمائندہ اور سردار مقرر کیا گیا تھا یہ ان سب لوگوں کو محض اس وجہ سے اپنے ساتھ لے گیا کہ کہیں اس کے ساتھ بھی واپسی کے بعد وہی سلوک نہ ہو جو عروہ کے ساتھ ہوا تھا مگر جب اس کے ہمراہ یہ پانچ شخص اور ہونگے تو یہ لوگ واپسی کے بعد اپنے اپنے خاندان سے نمٹ لیں گے۔

یہ وفد مدینے روانہ ہوا اس کے قریب پہنچ کر یہ جماعت مقام قنات میں اتری ہوئی تھی وہاں مغیرہ بن شعبہ سے جو اپنی باری میں حسب دستور صحابہ رسولؐ کے اونٹ کو چھوڑ کر اس وفد کے آنے کی خوشخبری سنانے کے لیے رسولؐ کی خدمت میں دوڑے۔ اس سے پہلے کہ مغیرہ رسولؐ کے پاس پہنچے تو ابوبکر الصدیق ان کو مل گئے۔ مغیرہ نے ان کو اطلاع دی کہ بنی ثقیف کا ایک وفد اسلام اور بیعت کی نیت سے آیا ہے مگر وہ چاہتے ہیں کہ اپنی جان زمین اور املاک کے متعلق رسولؐ سے عہد لکھوالیں۔ ابوبکر نے مغیرہ سے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ جب تک میں رسولؐ سے یہ بات بیان نہ کر دوں تم مجھ سے پہلے ان کی خدمت میں نہ جانا۔ مغیرہ نے یہ بات مان لی اور رک گئے ابوبکر نے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بنی ثقیف کے وفد کے آنے کی اطلاع دی اس کے بعد مغیرہ اس وفد کے پاس چلے آئے اور شام کو اونٹ چرا کر ان کے ساتھ مدینے آئے۔ مغیرہ نے ان کو بتایا کہ تم لوگ رسول کو اس طرح سلام کرنا مگر انھوں نے وہی قدیم جاہلیت کا سلام آپ کو کیا آپ نے ان کے قیام کے لیے مسجد نبوی کے ایک طرف خیمہ لگوا دیا۔

حضور ﷺ اور وفد کا باہمی معاہدہ

خالد بن سعید بن العاص نے ان کے اور رسولؐ کے درمیان تکمیل معاہدہ کے لیے سفارشات کے فرائض انجام دیئے۔ معاہدہ تیار ہوا خالد بن سعید ہی نے اسے اس وفد اور رسول کی موجودگی میں اپنے قلم سے لکھا جب تک کہ معاہدہ کی تکمیل نہ ہوگئی اور وہ وہ اسلام لا کر بیعت نہ کر چکے ان کا یہ دستور رہا کہ جو کھانا ان کے لئے رسول ﷺ کے یہاں سے آتا تھا اسے وہ اس وقت تک ہاتھ نہ لگاتے تھے جب تک اسے خالد بن سعید نہ کھاتے۔

معاہدہ کی ایک شرط پر آنحضرت کا ردعمل

اس معاہدہ کی شرائط میں انہوں نے اس شرط کی بھی درخواست کی تھی کہ ان کے بت لات کو تین سال تک نہ توڑا جائے رسول ﷺ نے اس کو تسلیم نہیں کیا انہوں نے ایک ایک سال کی مہلت درخواست کرنا شروع کی مگر آپ نے کسی بات کسی بات کو نہیں مانا تب انہوں نے کہا کہ ہمارے لوٹنے کے چند ماہ تک نہ توڑا جائے اور اس میں بھی ایک ایک ماہ کی کمی کی درخواست کرتے رہے مگر رسول اللہؐ نے کوئی بات نہیں مانی، اس درخواست کی وجہ یہ تھی کہ وہ چاہتے تھے کہ لات سے فی الحال کوئی تعارض نہ کیا جائے تا کہ وہ ناسمجھ عورتوں اور نافہم بچوں کی طرف سے مطمئن رہیں اور جب تک اسلام ان میں راسخ نہ ہو جائے لات کو گرا کر کے ان کو نہ بھڑکائیں مگر رسول اللہؐ نے اس شرط کے ماننے سے قطعی انکار کر دیا اور ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو لات کو توڑنے کے لئے طائف کی طرف بھیجا۔

نماز کے حکم پر بنی ثقیف کے تاثرات

اس شرط کے علاوہ بنی ثقیف نے رسول اللہؐ سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ ان کو نماز معاف کر دی جائے اور اپنے ہاتھ سے اپنے اصنام کو توڑنے سے معاف رکھا جائے، رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بتوں کو توڑنے سے میں نے تم کو معاف کیا مگر نماز کسی طرح معاف نہیں کی جا سکتی اس مذہب میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں، بنی ثقیف کے وفد نے کہا اگر چہ اس میں ذلت ہے مگر بہر حال ہم نماز کو قبول کرتے ہیں۔

جب وہ اسلام لے آئے تو رسول اللہؐ نے معاہدہ تحریر کروایا اور عثمان بن ابی العاص کو انکا امیر مقرر کر دیا حالانکہ ان میں سب سے کم سن تھے لیکن ان میں شرائع اسلام اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے شوق ذوق بہت تھا، ابوبکرؓ نے اس بارے میں عثمان کی سفارش کی اور کہا یا رسول اللہؐ اس تمام جماعت میں مجھے یہ نوجوان احکام اسلام اور قرآن کے سیکھنے کا بہت زیادہ دلدادہ اور کوشاں نظر آیا ہے اسی وجہ سے آپ نے عثمان کو امیر مقرر کیا۔

''لات'' نامی بت کا توڑا جانا

یہ لوگ رسول اللہؐ سے رخصت ہو کر اپنے علاقوں کی طرف کو واپس گئے رسول اللہؐ نے سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو ان کے بت لات کو روشنے کے لئے روانہ فرمایا یہ دونوں بھی وفد کے ساتھ طائف روانہ ہوئے، طائف پہنچکر مغیرہ نے ابوسفیان سے کہا کہ آپ مجھ سے پہلے طائف جائیں انہوں نے اس سے انکار کا اور کہا کہ یہ تمھاری قوم ہے تم ان کے پاس جاؤ، خود ابوسفیان ذات الہرم میں اپنی مال و جائیداد کے پاس ٹھیر گئے مغیرہ طائف میں آئے اور کدال لے کر لات کو توڑنے کیلئے اس پر چڑھے اس دوران ان کی قوم والے بنی معتب ان کی حفاظت کے لئے کہ کہیں عروہ کی طرح کوئی انہیں بھی تیر یا نیزے کا نشانہ بنائے ان کے پاس کھڑے رہے ثقیف کی عورتیں برہنہ سر لات پر گریہ و پکار کرتے ہوئی گھروں سے نکل آئیں اور اس کا نوحہ پڑھ رہی تھے اور کہہ رہی تھیں۔

الاابکین دفاع اسلمها الرضاع لم یحسنو المصاع

(ترجمہ ہم اپنے محافظ پر روتے ہیں جسے اس کے خادموں نے چھوڑ دیا ہے اور انہوں نے اس کی حفاظت میں دادِ مردانگی نہیں دی)

مغیرہ اس پر تیر مار رہے تھے اور کہتے جاتے تھے تیرا برا ہو، اسے توڑ کر انہوں نے اس کے خزانے اور زیور پر قبضہ کر لیا اور اب ابوسفیان کو بلا بھیجا جب وہ لات کا تمام مال ایک جگہ جمع تھا۔ طائف بھیجتے وقت رسول اللہؐ نے ابو

سفیان کو حکم دیا تھا کہ لات کے خزانے سے معوذ کے بیٹے عروہ اور اسود کا قرض ادا کریں چنانچہ اب سفیان نے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اس سال رسول اللہ غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے گئے۔

غزوہ تبوک

سفر کی تیاری

محمد بن اسحٰق سے مروی ہے کہ طائف سے واپس آ کر ذی الحجہ سے رجب تک کا زمانہ رسول اللہؐ نے مدینے میں بسر فرمایا اور پھر آپ نے مسلمانوں کو روم سے لڑائی کی تیاری کا حکم دیا۔ اس وقت مسلمان بہت ہی تنگی کی حالت میں تھے گرمی شدید تھی، قحط سالی تھی، پھلوں کی فصل تیار تھی ہر شخص گرمی کی وجہ سے زیر سایہ رہنا چاہتا تھا اس لئے وہ اس زمانے میں جہاد کے لئے نہیں جانا چاہتے تھے بلکہ اس بات کے خواہشمند تھے کہ فصل سے فائدہ اٹھائیں اور گرمی راحت سے بسر کریں۔

تقریباً رسول اللہ کا یہ دستور تھا کہ جب آپ جہاد کے لئے تشریف لے جاتے تو مقام کا نام ظاہر نہ کرتے بلکہ جہاں حملہ مقصود تھا اس کے علاوہ اور کسی جگہ کا نام بتاتے البتہ اس موقع پر آپ نے بعد سفر، قحط سالی اور حریف کی کثرت تعداد کی وجہ سے تبوک کا نام عام طور پر ظاہر کر دیا تا کہ اس سفر کے لئے سب لوگ پوری تیاری کر لیں اس خیال سے آپ نے لوگوں کو تیاری سفر کا حکم دیا اور کہہ دیا کہ میں روم کے مقابلے پر جا رہا ہوں۔ آپکا حکم سن کر صحابہ کرامؓ تیاری فرمانے لگے حالانکہ اس وقت مسلمان سخت پریشان حالی کا شکار تھے اور مقابلہ بھی روم جیسی پرشوکت طاقت سے تھا۔

جد بن قیس کی بہانہ بازی

اسی تیاری سفر کے دوران میں ایک دن آپ نے بنی سلمہ کے جد بن قیس سے کہا بتاؤ جد اس سال رومیوں سے جہاد کے لئے چلتے ہو، جد نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ مجھے آپ یہیں قیام کی اجازت دے دیں اور فتنے میں نے ڈالیں کیونکہ بخدا میری تمام قوم اس بات سے واقف ہے کہ میں عورتوں کا نہایت دل دادہ ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ رومیوں کی عورتوں کو دیکھ کر مجھ سے صبر نہ ہو سکے گا۔

رسول اللہؐ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا اچھا میں نے تم کو قیام کی اجازت دی۔ جد بن قیس ہی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے **ومنهم من يقول ائذن لي ولا تفتني** (آخر آیت تک) یعنی ان کو رومی عورتوں کے فتنے میں پڑنے کے مواقع سے معاف کر دیا جائے حالانکہ یہ ان کا محض بہانہ تھا حقیقت نہ تھی بلکہ اس قول سے وہ اور اس سے بڑھ کر اس فتنے میں مبتلا ہوئے کہ رسول اللہ کی معیت سے انہوں نے جان بوجھ کر پہلوتہی کی اور اپنی جان کو رسول اللہؐ کے مقابلے میں عزیز رکھا اور اسی لئے اللہ تعالیٰ اسی آیت کے سلسلے میں کہتا ہے **وان جهنم لمن ورائک** اور بے شک ان لوگوں کے لئے جہنم ہے جو آپ کے پیچھے رہ گئے۔

کسی منافق کا گرمی سے صحابہ کرام کو ڈرانا اور اس پر وعید الٰہی

اس موقع پر کسی منافق نے لوگوں کو جہاد سے روکنے اور دین الٰہی میں شک ڈالنے اور رسول اللہ کی بات بگاڑنے کے لئے کہا کہ تم اس گرمی میں نہ جاؤ۔ انہیں منافقوں کے متعلق اللہ نے یہ آیت **وقالوا لا تنفروا في الحر**

قل نار جهنم اشد حرا لو كانو ايفقهون (اور منافقوں نے کہا تم گرمی میں نہ جاؤ، کہہ دو کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے اگر وہ سمجھیں) اپنے قول "جزاء بما كانو ايكسبون" (اور یہ محض ان کے اعمال کی سزا ہے) تک نازل فرمائی۔

صحابہ کرام کا مال خرچ کرنا

رسول اللہؐ نے اب جلد از جلد سفر کی تیاری میں کوشش شروع کی آپ نے صحابہؓ کو بھی مستعدی کے ساتھ جلد تیار ہو جانے کا حکم دیا اور آپ نے مالدار صحابہ کرام کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور سواریوں مہیا کرنے کی ترغیب دی چنانچہ ان حضرات نے آپ کے ارشاد کی پوری تعمیل کی، عثمانؓ بن عفان نے اس موقع پر اس قدر زیادہ رقم اللہ کی راہ میں خرچ کو جو کوئی دوسرا نہ کر سکا۔

بعض صحابہ سواری نہ ہونے کی وجہ سے غمگین اور نصرت الٰہی

سات مسلمان جن میں انصاری وغیرہ تھے روتے ہوئے رسول اللہؐ کی خدمت میں آئے یہ غریب تھے انہوں نے آپ سے سواری کی درخواست کی رسول اللہؐ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے کہ میں تم کو دوں اس لئے وہ غمگین ہو کر روتے ہوئے آپ کے پاس سے چلے گئے کیونکہ خود ان کے پاس بھی خرچ کرنے کے لئے کچھ نہ تھا۔

یامین بن عمیر بن کعب النضری اور عبداللہ بن مغفل سے ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب کی راستے میں ملاقات ہوئی، یہ دونوں رو رہے تھے ابولیلیٰ نے پوچھا کیوں روتے ہو، انہوں نے کہا ہم رسول اللہؐ کے پاس گئے تھے کہ آپ ہمیں سواری عطا فرمائیں مگر وہاں بھی ہمیں کوئی سواری نہیں ملی اور خود ہمارے پاس اتنا نہیں ہے کہ سواری کا بندوبست کر کے آپ کے ساتھ جہاد کے لئے جا سکیں، ابولیلیٰ نے ان کو بوجھ اٹھانے والا ایک اونٹ دیا ان دونوں نے اس پر کجاوہ رکھا اس کے علاوہ ابولیلیٰ نے زادِ راہ کے لئے کچھ چھوارے بھی ان کو دیئے اور اس طرح یہ دونوں رسول اللہؐ کے ساتھ جہاد کے لئے روانہ ہوئے۔

بعض اعرابیوں کا عذر قبول نہ ہوا

کچھ اعرابی جہاد سے معذرت خواہی کے لئے آپ کے پاس آئے مگر رسول ﷺ نے ان کی معذرت قبول نہیں کی، یہ بنی غفار کے عرب تھے ان میں خفاف بن ایماء بن رحضہ بھی تھے۔

بعض مخلص مسلمانوں کا رہ جانا

رسول ﷺ نے سفر کی تیاری مکمل کر کے روانگی کا ارادہ کر لیا بعض مسلمانوں کی نیت آپ کے ساتھ جانے سے بدل گئی اور وہ بروقت تیار نہ ہوئے اگر چہ ان کے ایمان میں کچھ شک نہ تھا اور وہ مخلص مسلمان تھے مگر ساتھ نہ ہوئے ان میں بنی سلمہ کے کعب بن مالک بن ابی کعب، بنی عمرو بن عوف کے مرارہ بن الربیع بنی واقف کے ہلال بن امیہ اور بنی سالم بن عوف کے ابوخیثمہ تھے یہ سچے مسلمان تھے جن کے ایمان میں کچھ شک نہ تھا۔

منافقین کا واپس مڑ جانا

مدینے سے چل کر رسول اللہؐ نے ثنیۃ الوداع پر ٹھہرے عبداللہ بن ابی سلول نے ثنیۃ الوداع کے زیرین میں آپ مقابل جبانہ کے کوہ ذباب پر اپنی علحدہ چھاؤنی ڈالی اس کی جماعت کسی طرح رسول اللہ کی جماعت سے کم نہ تھی، جب آپ اس مقام سے روانہ ہوئے عبداللہ بن ابی سلول دوسرے منافقوں کے ساتھ ارادۃً پیچھے رہ گیا اور اس نے آپ کا ساتھ نہیں دیا اس کے ساتھ بنی عوف بن الخزرج کا عبداللہ بن ابی۔ بنی عمرو بن عوف کا عبداللہ بن نبتل اور بنی قینقاع کا رفاعہ بن زید بن التابوت وہ منافقوں کے سرغنہ تھے جو ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ فریب اور ریاکاری کرتے رہتے تھے ان لوگوں کے متعلق اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی لقد ابتغوا الفتنۃ من قبل وقلبوا الامور (آخر آیت تک)۔ (ترجمہ) اس سے قبل وہ فتنہ برپا کرنا چاہتے تھے اور انہوں نے تمہارے معاملات کو الٹ دیا۔

حضرت علیؓ کا مدینہ میں ٹھہر جانا

رسول اللہؐ نے علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ وہ مدینے میں آپ کے اہل وعیال کی خبر گیری کے لئے ٹھہریں اور ساتھ نہ آئیں، آپ نے اس موقع پر بنی غفار کے سباع بن عرفطہ کو مدینے پر اپنا نائب مقرر فرمایا۔ علیؓ نے مدینہ منورہ ٹھہر جانے پر منافقوں نے ان کے متعلق طرح طرح کی چہ میگوئیاں شروع کیں اور کہا کہ رسول اللہؐ ان کو نکما سمجھ کر ساتھ نہیں لے گئے جب علیؓ کو ان منافقوں کی اس بات کا علم ہوا انہوں نے اسلحہ لگایا اور وہ مدینے سے چل کھڑے ہوئے اور جرف میں جہاں رسول اللہؐ مقیم تھے آپ کے پاس پہنچ گئے، علیؓ نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہؐ منافق کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے نکما سمجھا اور اس طرح مجھے مدینے میں قیام کا حکم دے کر اپنا بوجھ ہلکا کر لیا، رسول اللہؐ نے فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں میں نے تم کو صرف اپنے اہل وعیال کی نگرانی کی خاطر مدینے میں قیام کرنے کا حکم دیا ہے تم جاؤ اور میرے اور اپنے اہل وعیال میں میری نیابت کرو، اے علیؓ کیا تم اس کو اچھا نہیں سمجھتے کہ تم کو میرے پاس وہ درجہ نصیب ہو جو ہارون کو موسیٰ کے پاس تھا اگر چہ میرے بعد اب کوئی اور نبی نہیں۔ علیؓ مدینے چلے آئے اور رسول اللہؐ اپنی راہ چلے گئے۔

ابوخیثمہ کا آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا

آپ کے جانے کے کئی روز بعد بنی سالم کے ابوخیثمہ ایک والے نہایت شدید گرمی والے دن اپنے گھر آئے انہوں نے دیکھا کہ ان کو دونوں بیویاں ایک مکان میں اپنے پلنگوں پر بیٹھی ہوئی ہیں اور ہر ایک نے اپنی سیج آراستہ کی ہے ٹھنڈا پانی اور کھانا اپنے خاوند کے لئے تیار کر رکھا ہے، ابوخیثمہ اندر آ کر اس حجرے کے دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے جس میں دونوں کے پلنگ بچھے تھے انہوں نے اپنی بیویوں اور انکی تیاری کو دیکھا تو کہا کہ رسول اللہ تو دھوپ اور لو میں سفر کر رہے ہیں اور میں یہاں قیام کروں جہاں ٹھنڈے سایہ ہیں ٹھنڈا پانی اور کھانا تیار ہے اور حسین عورت موجود ہے یہ تو انصاف نہیں ہے، پھر انہوں نے اپنی بیویوں سے کہا کہ میں بخدا تمہارے کسی کے بستر پر نہیں آتا میں رسول اللہؐ کے پاس جاتا ہوں تم میرے لئے زادراہ تیار کر دو، ان دونوں نے زادراہ مہیا کر دیا۔ ابوخیثمہ نے اپنا اونٹ لیا اس پر کجاوہ رکھا اور پھر رسول اللہؐ کے پاس جانے کے ارادے سے چل کھڑے ہوئے۔

رسول اللہ تبوک میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ ابوخیثمہ آپ کے پاس پہنچ گئے، راستے کے درمیان میں ابوخیثمہ کو عمیر بن وہب الجمحی مل گئے جو رسول اللہؐ کے پاس جا رہے تھے اب دونوں ساتھ ہو گئے تبوک کے قریب پہنچ کر ابو

خیثمہ نے عمیر بن وہب سے کہا میں نے ایک قصور کیا ہے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ تم ذرا پیچھے ہو جاؤ تا کہ پہلے میں رسول اللہ کی خدمت میں جاؤں عمیر نے ان کی بات مان لی، ابوخیثمہ آگے بڑھے رسول اللہ تبوک میں مقیم تھے جب ابو خیثمہ آپ کے قریب پہنچے لوگوں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ کوئی اونٹ پر سوار ہو کر آ رہا آپ نے فرمایا ابوخیثمہ ہوں گے صحابہؓ نے دیکھ کر کہا یا رسول اللہ وہ ابوخیثمہ ہیں، ابوخیثمہ نے اپنا اونٹ بٹھایا رسول اللہ کو سلام کیا آپ نے پوچھا کہو خیر ہے ابوخیثمہ نے سارا واقعہ سنایا آپ نے فرمایا اچھا کیا اور آپ نے ان کو دعائے خیر دی۔

آنحضرتؐ کی خاص ہدایت

راستے کے درمیان میں جب رسول اللہ حجر آئے تو آپ یہاں ٹھہر گئے اس کے کنویں سے لوگوں نے پانی لیا اور جب وہ شام کو اپنی قیام گاہ پر واپس آئے تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ نہ اس کنویں کا پانی پیو اور نہ اس سے وضو کرو بلکہ اس کے پانی سے جو آٹا تم نے گوندھا ہوا ہے اونٹوں کو کھلا دو خود اس میں سے ہرگز نہ کھاؤ اور آج رات تم میں سے کوئی بغیر کسی کو ساتھ لئے قیام گاہ سے باہر نہ جائے تمام صحابہؓ نے آپ کے حکم پر عمل کیا البتہ بنی ساعدہ کے دو شخصوں نے اس ہدایت پر عمل نہیں کیا ایک صاحب قضائے حاجت کے لئے گئے اور ایک اپنے اونٹ کی تلاش میں نکلے جو قضائے حاجت کے لیے گئے تھے اسی راہ میں ان کو مرض خناق ہو گیا اور جو اونٹ کی تلاش میں گئے تھے ان کو تیز ہوا نے اڑا کر طے کے دونوں پہاڑوں کے درمیان جا کر پھینک دیا۔ آپ کو اس کی اطلاع ہوئی آپ نے فرمایا کیا میں نے بغیر کسی کو ساتھ لئے باہر نکلنے کی ممانعت نہیں کر دی تھی ان میں سے جو صاحب بیمار ہو گئے تھے ان کے لئے آپ نے دعا فرمائی وہ اچھے ہو گئے اور دوسرے صاحب جو طے کے پہاڑوں میں جا کر گرے تھے ان کو خود بنی طے آپ کے مدینے میں واپسی کے بعد بلا معاوضہ آپ کے پاس لے آئے۔

آنحضور ﷺ کی دعا کا اثر اور ایک منافق کا ردعمل

صبح کو قیام گاہ میں کسی کے پاس پانی نہ تھا صحابہؓ نے اسکے متعلق رسول اللہؐ سے شکایت کی آپ نے جناب باری میں دعا فرمائی اسی وقت اللہ نے ایک بادل بھیجا جس سے اتنی بارش ہوگئی کہ سب سیراب ہو گئے اور انہوں نے آئندہ کے لئے بھی پانی بھر لیا۔

عاصب بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ میں نے محمود بن لبید سے پوچھا کہ کیا عہد رسالت میں بھی لوگوں میں نفاق تھا اور وہ اس سے واقف تھے انہوں نے کہا ہاں بے شک تھا لوگ اپنے بھائی، باپ چچا اور دوسرے اعزا کے نفاق سے واقف ہوتے تھے مگر اس کے باوجود ایک دوسرے کی پردہ داری کرتے تھے۔ میری قوم کے ایک شخص نے ایک مشہور منافق کا واقعہ مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ اسی غزوہ تبوک کے سفر میں آپ کے ساتھ تھا جب حجر میں پانی کا یہ واقعہ پیش آیا اور رسول اللہؐ نے پانی کے لئے اللہ کی جناب میں دعا کی اور اللہ نے بادل بھیج کر اتنا پانی برسا دیا جس سے تمام لوگ سیراب بھی ہو گئے اور انہوں نے حسب ضرورت اپنے ساتھ بھی پانی بھر لیا ہم نے اس سے کہا کمبخت اب بھی تجھے رسول اللہ کی نبوت میں کچھ شک ہے اس نے کہا اس سے کیا ہوتا ہے یہ تو ایک گزر جانے والی بدلی تھی۔

آنحضور ﷺ کی اونٹنی گم ہونے کا واقعہ

حجر سے جب آپ روانہ ہوئے کسی جگہ آپ کی اونٹنی کھو گئی، صحابہؓ اس کی تلاش میں نکلے، اس وقت آپ کے

صحابہ میں سے عمارہ بن حزم نامی ایک صحابہ آپ کے پاس موجود تھے۔ جو عقبی اور بدری تھے عمرو بن حزم کے چچا تھے عمارہ کے ساتھ ان کی قیام گاہ میں زید بن نصیب القینا قائی منافق بھی تھا، اور وہ خود رسول اللہؐ کے پاس تھے اپنے مقام پر کسی نے کہا محمدؐ کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہیں اور وہ تم سے آسمان کی خبریں بیان کرتے ہیں مگر خود اپنی اونٹنی کا پتہ ان کو معلوم نہیں، یہاں اس زید نے یہ بات کہی اور مقام پر رسول اللہؐ نے عمارہ سے جو آپ کے پاس تھے کہا دیکھو کسی شخص نے یہ بات کہی ہے کہ محمدؐ نبوت کے مدعی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ میں تم لوگوں کو آسمان کی اطلاعیں دیتا ہوں مگر خود اپنی اونٹنی کا ان کو پتہ نہیں، اے عمارہ بخدا میں صرف وہی جانتا ہوں جو اللہ مجھے بتا دیتا ہے اللہ نے مجھے اونٹنی کا پتہ بتا دیا ہے وہ فلاں گھاٹی کی وادی میں موجود ہے اس کی مہار ایک جھاڑی سے الجھ گئی ہے جس کی وجہ سے وہ قید ہوگئی ہے جاؤ اور اسے لے آؤ چنانچہ وہ اسی جگہ گئے اور اونٹنی کو لے آئے۔

اس کے بعد عمارہ اپنے مقام پر آئے اور انہوں نے کہا کہ آج یہ عجیب واقعہ ہوا کہ رسول اللہؐ نے یہ بات ابھی مجھ سے کہی کہ کسی شخص نے آپ کے متعلق ایسا برا گمان کیا اور اللہ نے اس سے آپ کو مطلع کر دیا اس ایک اور ایسے نے کہا جو عمارہ کی قیام گاہ میں تھا اور جو رسول اللہؐ کے اس خبر کو بیان کرتے وقت آپ کے پاس موجود نہ تھا بخدا اس سے پہلے کہ تم ہمارے پاس آؤ زید نے یہ بات رسول اللہ کی شان میں کہی تھی، عمارہ کو غصہ آ گیا انہوں نے بڑھ کر زید کی گردن پکڑی اور کہا اے اللہ کے بندو میری قیام گاہ میں یہ منافق موجود ہے اور مجھے اس کا علم نہ تھا اور زید سے کہا اے دشمن خدا میری قیام گاہ سے دور ہو اور اب ہرگز میرے ساتھ نہ رہو زید کے متعلق بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ بعد میں وہ تائب ہو گیا تھا دوسروں نے بیان کیا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی موت تک منافق ہی مشہور رہا۔

ابوذرؓ کے اونٹ گم ہونے پر آنحضورؐ کی پیشن گوئی

رسول اللہؐ اپنی راہ چلتے رہے، راستہ کے درمیان میں سے جب کوئی شخص آپ سے پیچھے رہ جاتا اور صحابہؓ اس کی اطلاع آپ دیتے آپ فرماتے جانے دو اگر ان کی شرکت ہمارے لئے فائدہ مند ہے تو اللہ بہت جلد اسے تم سے ملا دے گا اور اگر اس کے خلاف ہے تو اس کا ساتھ نہ آنا اچھا ہی ہوا کہ اس کی طرف سے اللہ نے تم کو مطمئن کر دیا ہوتے ہوتے ایک دن صحابہؓ نے عرض کیا کہ ابوذرؓ پیچھے رہ گئے اور واقعہ یہ تھا کہ ان کا اونٹ نکما ہو گیا تھا، رسول اللہؐ نے کہا جانے دو اگر ان کی شرکت فائدہ مند ہے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ان کو تم سے ملا دے گا اور اگر اس کے خلاف ہے تو اللہ نے ان کی طرف سے تم کو مطمئن کر دیا۔

ابوذرؓ کا اونٹ سفر سے تھک کر اڑ گیا اور جب وہ کسی طرح نہ چل سکا تو انہوں نے اپنا سامان اس پر سے اتار کر اسے اپنی پشت پر لادا اور پیدل رسول اللہؐ کے پیچھے چل کھڑے ہوئے، رسول اللہ کسی منزل میں اترے ہوئے ایک مسلمان کی نظر ابوذرؓ پر پڑی انہوں نے کہا کوئی شخص پیدل راستے پر آ رہا ہے رسول اللہؐ نے فرمایا ابوذرؓ ہوں گے مسلمانوں نے جب غور سے ان کو دیکھا تو پہچان لیا کہ وہ ابوذرؓ ہیں انہوں نے رسول اللہؐ سے کہا کہ ابوذرؓ آ رہے ہیں رسول اللہؐ نے فرمایا اللہ ابوذرؓ پر رحم کرے وہ تنہا پیدل آ رہے ہیں، حالت تنہائی میں ان کو موت آئے گی اور تنہا قبر سے اٹھائے جائیں گے۔

ابوذرؓ کا انتقال حضورؐ کی پیشن گوئی کے مطابق

عثمانؓ نے جب ابوذرؓ کو جلا وطن کر دیا تو انہوں نے ربذہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی، جب ان کا وقت آیا

اس وقت ان کے پاس سوائے ان کی بیوی اور غلام کے اور کوئی نہ تھا، ابوذرؓ مرتے وقت ان دونوں کو وصیت کی کہ مجھے غسل دے کر کفن پہنا کر شارع عام رکھ دینا جو پہلا قافلہ وہاں آئے اس سے کہنا کہ یہ ابوذرؓ صحابی رسول کا جنازہ ہے آپ لوگ ان کے دفن کرنے میں ہماری اعانت کریں، چنانچہ ان کا انتقال ہو گیا ان کی بیوی اور غلام نے ان کو غسل دے کر کفن پہنایا اور پھر شارع عام پر لا کران کو رکھ دیا، اسی وقت عبداللہؓ بن مسعود اور اہل عراق کی ایک جماعت جو عمرہ کرنے مکے جا رہے تھے وہاں آئے اور انہوں نے اچانک ایک جنازہ راستے میں رکھا ہوا پایا قریب تھا کہ اونٹ اسے کچل دیتے، غلام نے قافلے کے پاس جا کر ان سے کہا کہ یہ ابوذرؓ صحابی رسول اللہؐ کی نعش ہے آپ ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کریں، یہ سنتے ہی عبداللہؓ بن مسعود رونے لگے اور انہوں نے لا الہ الا اللہ کہا اور پھر کہا کہ رسول اللہ کا قول ابوذرؓ کے متعلق بالکل سچا ہوگا آپ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا اکیلے چل رہے ہوا کیلے مرو گے اور اکیلے قبر سے اٹھائے جاؤ گے، پھر وہ اور ان کے ساتھی اونٹوں سے اترے انہوں نے ابوذرؓ کو دفن کر دیا پھر عبداللہؓ بن مسعود نے سب سے ابوذرؓ کا واقعہ بیان کیا اور اس پر رسول اللہؐ نے سفر تبوک کے اثناء میں ان کے لئے جو کچھ کہا تھا بیان کیا۔

منافقین کی کذب بیانی اور قرآن کا نزول

منافقین کی ایک جماعت جس میں عمرو بن عوف کا ودیعہ بن ثابت اور اشجع کا ایک شخص مخشی بن حمیر بنی سلمہ کا حلیف بھی تھا اس سفر میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھے ان میں سے کسی نے دوسرے مسلمانوں کو خوف دلانے اور دل توڑنے کے لئے کہا کیا تم رومیوں سے لڑنا دوسروں کے مقابلے کی طرح سہل سمجھتے ہو بخدا میں یقین کامل رکھتا ہوں کہ کل تم کو قید کر کے رسی سے باندھا جائیگا، اس پر مخشی بن حمیر نے کہا کاش مجھے موقع ملتا تو میں ضرور حکم دیتا کہ ہم میں سے ہر ایک کے سو درے مارے جائیں اور مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ تمھارے اس قول کی وجہ سے اللہ تعالی ہمارے متعلق قرآن نازل کرے گا، ایک طرف منافقوں نے یہ بات چیت کی ادھر رسول اللہ کو بذریعہ وحی اس کی خبر ہو گئی آپ نے عمار بن یاسر سے کہا کہ تم فلاں لوگوں کے پاس جاؤ انہوں نے جھوٹ بولا ہے تم ان سے پوچھو کہ انہوں نے کیا کہا۔ اگر وہ بیان کرنے سے انکار کر دیں تم خود کہنا کہ تم لوگوں نے یہ بات کہی ہے۔

عمار اس جماعت کے پاس آئے اور ان سے وہ بات کہہ دی، اس پر وہ سب کے سب رسول اللہ کی خدمت میں معذرت خواہی کے لئے آئے ودیعہ بن ثابت پر جو اونٹنی پر کھڑے ہوئے تھے نے آپ کے اونٹ کی خرجی پکڑ کر آپ سے کہا یا رسول اللہؐ ہم صرف مذاق کر رہے تھے انہیں لوگوں کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب (اگر تم ان سے اصل بات دریافت کرو گے تو وہ کہہ دیں گے کہ ہم صرف مذاق کر رہے تھے) مخشی بن حمیر نے کہا یا رسول اللہؐ یہ میرے اور میرے باپ کے نام کو نحوست ہے جس نے مجھے روکا۔ چنانچہ اس آیت میں ان کی معافی ہوئی اور اس کے بعد سے ان کا نام عبدالرحمن ہوا انہوں نے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوں اور کسی کو ان کا پتہ نہ لگے چنانچہ یہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کی لاش کہیں دستیاب نہ ہوئی۔

بعض قبیلوں سے معاہدے اور اکیدر کی گرفتاری

رسول اللہؐ تبوک پہنچے ایلہ کا رئیس یحنہ بن روبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے جزیہ دے کر آپ سے صلح کر لی۔ اہل جرباء اور اذرح بھی آپ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے جزیہ دے کر آپ سے صلح کر لی، اور اس

کے لئے آپ نے باقاعدہ معاہدہ لکھ دیا جواب تک ان کے پاس ہے۔

رسول اللہؐ نے خالد بن ولید کو بلا کران کو دومہ کے اکیدر کے مقابلے پر روانہ کیا اس کا اصل نام اکیدر بن عبدالملک ہے یہ بنی کندہ کا عرب دومہ کا رئیس تھا اور مذہباً نصرانی تھا رسول اللہؐ نے خالد بن ولید سے یہ بھی کہا کہ تم اسے نیل گائے کے شکار میں مصروف پاؤ گے خالدؓ اس کے قلعے کی طرف چلے اور اس کے بالکل سامنے آ گئے گرمی کی چاندنی رات تھی وہ اپنی بیوی کے ساتھ چاندنی پر تھا اتنے میں ایک نیل گائے نے قلعے کے پھاٹک پر سینگ مارے اس کی بیوی نے کہا یہ تو عجیب تماشہ ہے کہا تم نے اس سے عجیب تر بات دیکھی ہے۔ اس نے کہا نہیں، اس کی بیوی نے کہا تو ایسا موقع کون ہاتھ سے جانے دے گا اس نے کہا کوئی نہیں چنانچہ اس گائے کے شکار کے ارادے سے اکیدر چاندنی سے نیچے آیا اس نے اپنا گھوڑا منگوایا اس پر زین کسی گئی اب اس کے دیگر اعزاء بھی اس کے ساتھ جن میں اس کا بھائی حسان بھی تھا، شکار کے لئے گھوڑوں پر سوار ہو کر قلعے سے برآمد ہوئے جب یہ جماعت قلعے سے باہر آ گئی رسول اللہؐ کے لشکر سے ان کا مقابلہ ہو گیا، جس نے اکیدر کو پکڑ لیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا، اکیدر اس وقت دیبا کی ایک زرتار قبا پہنے تھا۔ خالدؓ نے اسے اتار کر اپنے آنے سے پہلے رسول اللہ کی خدمت میں بھیج دیا۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ جب اکیدر کی قبا رسول اللہ کی خدمت میں آئی میں نے اسے دیکھا تمام صحابہؓ اسے ہاتھ لگا لگا کر بڑے تعجب سے دیکھنے لگے رسول اللہؐ نے فرمایا کیا اتنی سی شے پر متعجب ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہو وہ مندیلیں جو اس وقت سعدؓ بن معاذ جنت میں پہنے ہوئے ہیں اس قبا سے کہیں زیادہ اعلیٰ اور خوشنما ہے۔

اس کے بعد خالدؓ خود اکیدر کو رسول اللہ کی خدمت میں لائے آپ نے اس کی جاں بخشی اور جزیے کی ادائیگی پر صلح کر کے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنے قصبے کی طرف چلا گیا۔

مدینہ واپسی پر آنحضورﷺ کا معجزہ

رسول اللہؐ بارہ تیرہ دن تبوک ٹھہرے رہے آگے نہیں بڑھے اس کے بعد آپ مدینے واپس روانہ ہوئے، راستہ میں وادی مشقق میں پانی کا ایک چشمہ پڑتا تھا جس میں تھوڑا پانی بہہ کر جمع ہوتا تھا اور اس سے ایک وقت میں ایک دو یا تین اونٹ سوار سیراب ہو سکتے تھے رسول اللہؐ نے مسلمانوں سے کہا کہ جو لوگ ہم سے پہلے اس چشمے پر پہنچیں وہ ہمارے آنے تک اس میں سے پانی نہ لیں، چند منافق آپ سے پہلے اس چشمے پر آ گئے اور انہوں نے جس قدر پانی اس میں تھا اسے خرچ کر لیا۔ جب رسول اللہؐ اس مقام پر آئے اور چشمے پر ٹھہرے آپ نے دیکھا کہ ذرا سا بھی پانی اس میں نہیں ہے، آپ نے پوچھا ہم سے پہلے یہاں کون آیا صحابہؓ نے بتایا فلاں فلاں شخص آئے تھے آپ نے فرمایا کیا میں نے اس بات کی ان کو ممانعت نہیں کر دی تھی کہ جب تک میں خود یہاں نہ آؤں کوئی اس چشمے سے سیراب نہ ہو، پھر آپ نے لعنت بھیجی ان لوگوں پر جنہوں نے آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی اور ان کے لئے بددعا کی پھر آپ خود اس چشمے میں اترے اور آپ نے بہنے والی جگہ پر اپنا ہاتھ رکھا پانی تھوڑا تھوڑا ٹپکنا شروع ہوا پھر آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے کرید اور بہت دیر تک بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائی اس کے بعد نہایت زور و شور سے پانی ابل پڑا۔ سننے والوں کا بیان ہے کہ پانی کی روانی میں بجلی کا شور سنائی دیتا تھا تمام لوگ نے خوب دل کھول کر اسے پیا اور استعمال کیا۔ رسولؐ نے صحابہ سے فرمایا جو تم میں باقی رہے گا وہ ضرور سن لے گا کہ یہ وادی جہاں میں کھڑا ہوں میرے سامنے اور پیچھے دور تک شاداب ہو گئی

ہے۔

مسجد قبا گرانے کا واقعہ

اس واپسی کے سفر میں رسولؐ نے ذی اوراوان میں قیام کیا۔ یہ شہر مدینے سے ایک گھنٹے کے فاصلے پر ہے جب آپ تبوک جانے کی تیاری کر رہے تھے مسجد ضرار کے بانی آپ کی خدمت میں آئے اور انھوں نے کہا یا رسولؐ ہم نے بیماروں، کمزوروں، برسات اور سردی کے لیے اپنے یہاں ایک مسجد بنائی ہے ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمارے یہاں آکر اس مسجد میں ہم کو نماز پڑھائیں آپ نے فرمایا اسوقت تو میں سفر کی تیاری میں مصروف ہوں اس لیے نہیں آسکتا البتہ اگر اللہ نے چاہا واپسی پر تمھارے یہاں آؤنگا اور اس مسجد میں نماز پڑھونگا۔ چنانچہ جب آپ ذی اوان آئے آپ کو مسجد کی تعمیر کی اطلاع ملی آپ نے بنو سالم بن عوف کے مالک بن الاختم اور بنی العجلان کے معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ تم دونوں اس مسجد کی طرف جاؤ جس کے بانی ظالم ہیں اور اسے فوراً گرادو اور جلا ڈالو۔ یہ دونوں تیزی سے مسافت طے کرتے ہوئے اس کام پر چلے اور مالک بن الاخشم کے قبیلہ بنی سالم بن عوف کے پاس آئے مالک نے معن سے کہا تم ٹھہرو میں گھر سے آگ لے آؤں، مالک اپنے گھر میں آئے اور وہاں سے وہ کھجور کی ایک خشک شاخ لے کر آئے جسے انھوں نے آگ لگا کر روشن کر لیا اور پھر دونوں دوڑتے ہوئے مسجد کے اندر آئے۔ اس وقت مسجد کے بانی وہاں موجود تھے۔ ان دونوں نے مسجد میں آگ لگادی اور اس کو جلا دیا اور گرادیا۔ اہل مسجد وہاں سے چلے گئے انھیں کے متعلق قران کی یہ پوری آیت نازل ہوئی **والذین اتخذوا مسجد اضرار او کفرا او تفریقاً بین المؤمنین** (اور جن لوگوں نے مسجد بنائی فساد کے لیے، کفر کے لیے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے) اس کے بانی بارہ شخص تھے جو حسب ذیل ہیں

بنی عبید بن زید متعلقہ بنی عمرو بن عوف کے خدان بن خالد کے گھر سے یہ مسجد شروع کی گئی تھی۔ بنی عبید کے خاندان امیہ بن زید کا ثعلبہ بن حاطب، بنی ضبیعہ بن زید کا مصب بن قشیہ بنی عمرو بن عوف کا عبداد بن حنیف سہل بن حنیب کا بھائی۔ جاریہ بن عامر اسکے دونوں بیٹے مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ، بنی ضبیعہ کا نبتل بن الحارث، بنی ضبیعہ کا بحزج بنی ضبیعہ کا بجاد بن عثمان، ابولبابہ بن عبدالمنذر کے قبیلہ بنی امیہ کا ودیعہ بن ثابت

منافقین کی معذرت اور صحابہ کی توبہ کا واقعہ

رسولؐ مدینے واپس آگئے، منافقوں کی ایک جماعت آپ کا ساتھ چھوڑ کر واپس آگئی تھی خود مسلمانوں میں سے بعض لوگ کسی نفاق اور اسلام میں شک کے بغیر پیچھے رہ گئے تھے وہ یہ تین صاحب کعب بن مالک، مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ تھے، رسولؐ نے صحابہ سے کہا کہ ان تینوں سے کوئی کلام نہ کرے۔ جو منافق آپ کے ساتھ نہیں گئے تھے اب وہ آپ کے پاس اۓ اور قسمیں کھانے لگے اور معذرت کرنے لگے آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اللہ اور اسکے رسولؐ نے ان کی معذرت قبول نہیں کی۔ اور تمام مسلمانوں نے اس وقت تک ان سے کلام نہیں کیا جب تک کہ مذکورہ بالا تینوں مسلمانوں کو اللہ نے بذریعہ وحی معافی نہیں دے دی۔ ان کے متعلق اللہ نے یہ آیت **لقد تاب اللہ عن النبی والمهاجرین والانصار** سوائے اس کے **وکونوا مع الصادقین** فتاب اللہ علیھم تک نازل فرمائی۔

رسولؐ رمضان میں تبوک سے مدینے واپس آئے اس سال میں آپ کی خدمت میں ثقیف کا وہ وفد حاضر ہوا

جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

عدی بن حاتم کا قبول اسلام

اس ۹ ہجری کے ماہ ربیع الاول میں رسولؐ نے علی بن ابی طالب کو ایک مہم کے ساتھ طے کے علاقے میں بھیجا۔ علیؓ نے ان پر غارتگری کی۔ ان کے قیدی حاصل کئے۔ دو تلواریں جو ایک بت خانے میں تھیں ان کو ملیں ان میں ایک کا نام رسوب اور دوسری کا نام مخذم تھا۔ مشہور تھا کہ یہ تلواریں حارث بن ابی شمر نے بطور نذر اس بت خانے میں چڑھائی تھیں۔ انھیں قیدیوں میں عدی بن حاتم کی بہن بھی قید ہوئی تھی۔ مگر اس عدی بن حاتم کے جو واقعات ہم تک اس مذکورہ بالا واقدی کے بیان کے پہنچے ہیں وہ اس سے بالکل مختلف ہیں ان سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ علیؓ نے عدی بن حاتم کی بہن کو قید کیا تھا۔ خود عدی بن حاتم سے مذکور ہے کہ رسول ﷺ کے لشکر نے ہمارے علاقے میں آ کر میری پھوپھی اور دوسرے لوگوں کو گرفتار کیا اور وہ ان کو رسول ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ یہ سب قیدی ایک صف میں آپ کے سامنے کھڑے کئے گئے۔ میری پھوپھی نے کہا یا رسول ﷺ میرا فدیہ دینے والا دور چلا گیا ہے، اولاد سے میں علیحدہ ہوگئی ہوں، بہت ہی بڑھیا ہوں، مجھ میں خدمت کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے، آپ مجھ پر احسان کریں، اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ رسول ﷺ نے پوچھا تمھارا فدیہ دینے والا کون ہے۔ اس نے کہا عدی بن حاتم، رسول ﷺ نے فرمایا وہ جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے فرار ہوگیا ہے۔ میری پھوپھی نے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے مجھ پر احسان کر کے آزاد کر دیا۔

آپ کے پہلو میں ایک صاحب اور تھے جو علیؓ معلوم ہوتے تھے انھوں نے مجھ سے کہا کہ تم رسول ﷺ سے درخواست کرو کہ وہ سواری بھی دیں۔ چنانچہ میں نے سواری کی درخواست کی آپ نے اسے منظور فرمایا۔ عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ پھر میری پھوپھی میرے پاس آئیں اور مجھ سے کہا کہ تم نے ایسی حرکت کی جو تمھارے باپ کے عمل کے خلاف ہے تم رسول ﷺ کے پاس جاؤ چاہے خوشی سے اور چاہے ڈرتے ہوئے دیکھو فلاں آپ کے پاس آیا اور آپ سے فائدہ حاصل کیا، فلاں شخص آیا اور وہ بھی آپ سے مستفید ہوا میں رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ کے پاس ایک عورت اور کچھ بچے یا ایک بچہ موجود تھے، آپ نے ان سے اپنی قرابت کا ذکر کیا اس سے مجھے اطمینان ہوا کہ یہ کسریٰ اور قیصر کے بادشاہی نہیں ہے۔ رسول ﷺ نے مجھ سے کہا عدی بن حاتم تم کیوں اس کے قائل ہونے سے بھاگے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کیا اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہے اور تم کیوں اس کے قائل ہونے سے بھاگے کہ اللہ سب سے بڑا ہے کیا کوئی اور شے اللہ سے بڑی ہے۔ اس پر میں اسلام لے آیا اور میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے پر میرے اسلام لانے سے خوشی کے آثار نمایاں ہیں۔

عدی بن حاتم کی بہن کی گرفتاری ورہائی

اسلام لانے سے پیشتر عدی بن حاتم کہا کرتے تھے کہ جب میں نے رسول ﷺ کا تذکرہ سنا تو عربوں میں مجھ سے زیادہ کوئی ان کو برا نہ جانتا ہوگا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ میں ایک شریف شخص تھا، نصرانی تھا اپنی قوم میں نہایت معزز تھا، اپنا ایک خاص مسلک رکھتا تھا اور جو عزت اور تکریم میری قوم میری کرتی تھی اس سے میں ان کا رئیس تھا۔ اس وجہ سے جب میں نے رسول ﷺ کا تذکرہ سنا تو میں نے ان سے نفرت کی میں نے اپنے عرب غلام سے جو میرے اونٹ چراتا تھا، کہا کہ میرے لیے سواری کے سدھائے ہوئے موٹے اونٹ انتخاب کر کے ان کو میرے قریب لا کر باندھو اور جب تم

سنو کہ محمد ﷺ کی فوجوں نے ہمارے علاقے پر حملہ کر دیا ہے اور وہ اس میں داخل ہوگئی ہیں تم مجھے آ کر اطلاع کرو۔ میرے غلام نے حکم کے مطابق کیا ایک دن اس نے مجھ سے آ کر کہا اے عدی محمد ﷺ کے لشکر کے حملے پر تم کیا کرنے والے تھے میں نے ان کے لشکروں کے پرچم بڑھتے ہوئے دیکھے اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ محمد ﷺ کی جماعت ہے اب جو کرنا ہے کرو، میں نے اس سے کہا میرے اونٹ لے آ وہ لے آیا۔ میں نے ان پر اپنے اہل وعیال کو سوار کیا اور دل میں تہیہ کیا کہ اپنے ہم مذہب لوگوں کے پاس شام چلوں میں حوشیہ کے راستے روانہ ہوگیا۔ حاتم کی بیٹی کو میں آبادی میں چھوڑ آیا شام آ کر میں نے سکونت اختیار کر لی۔

میری روانگی کے بعد رسول ﷺ کے لشکر نے ہماری بستی پر حملہ کیا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ حاتم کی بیٹی بھی ان کے ہاتھ میں اسیر ہوگئی اور طے کے سب قیدیوں کے ساتھ وہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ رسول ﷺ کو میرے شام بھاگ جانے کی اطلاع ہو چکی تھی۔ مسجد نبوی کے پہلو میں ایک احاطہ تھا جہاں قیدی محبوس رکھے جاتے تھے، حاتم کی بیٹی بھی سب قیدیوں کے ساتھ اس احاطے میں قید کر دی گئی۔ رسول ﷺ وہاں سے گزرے حاتم کی بیٹی جو نڈر عورت تھی، نے بڑھ کر آپ سے کہا یا رسول ﷺ میرا باپ مر چکا ہے، میرا فدیہ دینے والا دور چلا گیا ہے، آپ مجھ پر احسان کر کے رہا کر دیں اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ رسول ﷺ نے اس سے پوچھا تمہارا فدیہ دینے والا کون ہے اس نے کہا عدی بن حاتم آپ نے فرمایا وہی اللہ اور رسول ﷺ سے بھاگنے والا۔ میری پھوپھی نے بیان کیا کہ یہ بات کہہ کر اس روز تو آپ اپنی راہ چلے گئے اور مجھے اسی احاطہ میں چھوڑ گئے۔ دوسرے دن پھر آپ میرے قریب سے گذرے، میں اب آپ کی طرف سے مایوس ہو چکی تھی مگر ایک شخص جو آپ کے پیچھے تھے اشارے سے مجھ سے کہا کہ میں پھر آپ سے رہائی کی درخواست کروں۔ میں نے آپ کے پاس جا کر عرض کیا کہ میرا باپ مر چکا ہے، میرا فدیہ دینے والا دور چلا گیا ہے، آپ احسان رکھ کر مجھے رہا کر دیں اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ آپ نے فرمایا اچھا میں تمہاری درخواست قبول کی مگر ابھی جلدی مت کرو اور جب تک تم کو تمہاری قوم کا کوئی ایسا شخص دستیاب نہ ہو جس پر تم کو بھروسہ ہو تم یہیں رہو اور جب کوئی ایسا آدمی مل جائے مجھے اطلاع کرو، جس شخص نے مجھ سے اشارے سے کہا تھا کہ میں رسول ﷺ سے اپنی رہائی کی درخواست کروں۔ میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ علیؓ بن ابی طالب ہیں۔ میں مدینے میں مقیم رہی یہاں تک کہ بلی یا قضاعہ کا قافلہ مدینے آیا۔ میں اپنے بھائی کے پاس جانا چاہتی تھی۔ میں رسول ﷺ کے پاس آئی اور میں نے کہا اب میری قوم کی ایک، با اعتماد اور مقصود کو پہنچا دینے والی جماعت آ گئی ہے آپ اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ نے مجھے کپڑے دیئے، سواری دی اور زادِ راہ دے کر رخصت کر دیا میں شام آ گئی۔

عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ میں اپنے گھر میں تھا میں نے دیکھا کہ ایک زنانی سواری ہماری طرف آ رہی ہے میں نے کہا کہ یہ ضرور بنت حاتم ہے۔ وہی تھی جب وہ میرے پاس آ کر ٹھہری اس نے اپنی تلوار سی زبان میرے اوپر کھول دی اور کہا اے بے مروت ظالم اپنی بیوی بچوں کو تو لے کر چلا آیا اور حاتم کی بیٹی اور اس کی عزت کو تو نے رسوا ہونے کے لیے پیچھے چھوڑ دیا۔ میں نے کہا بہن مہربانی فرما کر معاف کرو اور مجھے لعن طعن نہ کرو۔ بے شک مجھ سے قصور ہوا آپ سچ کہتی ہیں۔ بہرحال وہ اونٹ سے اتر آئیں اور میرے پاس ٹھہر گئیں۔ چونکہ وہ بہت ہی سمجھدار بی بی تھیں ایک دن میں نے ان سے کہا فرمائیے ان صاحب ﷺ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ میری بہن نے کہا میری رائے یہ ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے تم ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ کیونکہ اگر وہ نبی ﷺ سچے ہیں تو ان کے پاس پہلے پہنچنے کی سعادت اور فضیلت ہے اور اگر وہ دنیاوی بادشاہ ہیں تو بھی تم کو ان کے پاس جانے میں اپنی ذلت نہ سمجھنا چاہیئے تم تم ہی

ہو۔ میں نے کہا بے شک آپ کی رائے درست ہے۔ میں شام سے مدینے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ مسجد میں تھے میں نے سامنے جا کر سلام کیا۔ آپ نے پوچھا کون ہو؟ میں نے کہا عدی بن حاتم آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے چلے۔ رستے کے درمیان ایک نہایت ہی سن رسیدہ عورت آپ کو ملی اس نے آپ کو ٹھہرایا اور آپ بلا تکلف بہت دیر تک کھڑے ہوئے اس کی باتوں کو سنتے رہے میں نے اپنے دل میں کہا بخدا یہ دینوی بادشاہ نہیں ہیں۔ پھر آپ اپنے گھر آئے۔ آپ نے چمڑے کا ایک گدا اٹھا کر مجھے دیا اور کہا کہ اس پر بیٹھ جاؤ میں نے کہا آپ اس پر تشریف رکھیں۔ مگر آپ نے یہی اصرار کیا کہ میں اسپر بیٹھوں۔ چنانچہ میں اس گدے پر بیٹھ گیا اور خود رسول ﷺ زمین پر بیٹھ گئے میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ ہرگز بادشاہی شان نہیں ہے۔ پھر آپ نے کہا اے عدی بن حاتم کیا تم ناپاک نہ تھے میں نے کہا بے شک تھا۔ آپ نے فرمایا کیا اسی حالت میں تم بازاروں میں اپنی قوم میں چل پھر نہیں رہے تھے میں نے کہا بے شک یہ واقعہ ہے آپ نے فرمایا تو یہ بات تمھارے دین میں حلال نہیں ہے میں نے بے شک آپ سچ کہتے ہیں اور اب میں نے اپنے دل میں کہا کہ آپ واقعی نبی ﷺ مرسل ہیں۔ آپ غیب کی باتوں سے واقف ہیں۔ پھر آپ نے کہا عدی شاید تم اس وجہ سے ہمارے دین میں شامل نہیں ہوتے کہ مسلمان غریب ہیں بخدا بہت جلد وہ اس قدر مالا مال ہو جائیں گے کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا۔ اور شاید تم اس وجہ سے اس دین میں داخل نہیں ہوتے کہ مسلمانوں کی تعداد کم ہے اور ان کے دشمن بہت ہیں۔ بخدا عنقریب تم سنو گے کہ ایک عورت بلا خوف وخطر تنہا اپنے اونٹ پر قادسیہ سے بیت اللہ کی زیارت کو آتی ہے اور واپس جاتی ہے، اور شاید تم اس وجہ سے اس دین میں شامل نہیں ہوتے کہ حکومت اور شوکت اس وقت مسلمانوں کے علاوہ دوسروں کو حاصل ہے، خدا کی قسم ہے عنقریب تم سنو گے کہ بابل کے سفید محل مسلمان فتح کر لیں گے۔

حضور ﷺ کی پیشن گوئی کا پورا ہونا

آپ کی اس گفتگو کے بعد میں مسلمان ہو گیا۔ بعد میں یہ عدی بن حاتم کہا کرتے تھے کہ رسول ﷺ کی ان مذکورہ بالا تین پیشن گوئیوں میں سے دو تو پوری ہو چکیں تیسری البتہ باقی ہے۔ مگر اللہ کی قسم وہ بھی پوری ہوگی میں نے بابل کے سفید محل فتح ہوتے دیکھ لیے۔ میں نے دیکھا کہ ایک عورت تنہا بلا کسی خوف وخطر کے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کے حج کے لیے آتی ہے۔ خدا کی قسم ہے تیسری بات بھی ضرور ہوگی کہ مسلمان اس قدر دولتمند ہو جائیں گے کہ ان میں کوئی محتاج مال کا طلبگار نہ ملے گا۔

بنو تمیم کے وفد کی آمد اور ان کے خطیب کی تقریر

واقدی کا کہنا ہے کہ اس سال بنی تمیم کا وفد رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس التیمی بن تمیم کے دوسرے اشراف کے ساتھ ایک بہت بڑے وفد کی صورت میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں الاقرع بن الس، بنی سعد کا زبرقان بن درا تیمی، عمرو بن الاہتم حتات بن فلاں، نعیم بن زید، اور بنی سعد کا قیس بن عاصم تھے۔ ان میں سے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن مکے کی فتح اور طائف کے محاصرہ میں رسول ﷺ کے ساتھ رہ چکے تھے مگر اس وقت یہ بھی بنی تمیم کے ساتھ آئے تھے۔ یہ وفد مسجد نبوی میں آیا اور انھوں نے رسول ﷺ کو حجروں کے پیچھے سے آواز دی کہ اے محمد ﷺ ہمارے پاس باہر آؤ، یہ بات آپ کو ناگوار گزری مگر آپ باہر آ گئے، انھوں نے آپ سے کہا کہ اے محمد ﷺ ہم آئے ہیں تا کہ تمھارے مقابلے

میں اپنے فخر کا اظہار کریں تم ہمارے شاعر اور خطیب کو تقریر کرنے کی اجازت دو آپ نے فرمایا اچھی بات ہے میں نے تمھارے خطاب کو اجازت دی کہ وہ تقریر کرے، عطارد بن حاجب نے کھڑے ہو کر کہا''

اس خدا کا شکر ہے جس نے ہم پر اپنا فضل کیا جس کا وہ اہل ہے اس نے ہمیں فرمانروا بنیاء اور ہمیں بے شمار دولت دی جسے ہم صحیح مصرف میں خرچ کرتے ہیں۔ تمام اہل مشرق میں اس نے ہم کو سب سے زیادہ معزز بنایا ہماری تعداد میں اضافہ فرمایا اور ہر قسم کا ساز و سامان عطا فرمایا۔ تمام عالم میں کون ہمارا ہمسر ہے کیا ہم سب سے اعلیٰ اور افضل نہیں ہیں۔ اور جو ہمارے سامنے اپنی بڑائی کا دعویٰ کرے اسے چاہیئے کہ وہ خوبیاں گنوائے جو ہم نے بیان کی ہیں اور اگر ہم چاہیں تو اور بہت کچھ کہہ سکتے ہیں مگر ہم اس بات کو اچھا نہیں سمجھتے کہ اپنی خوبیوں کے اظہار کو طول دیں، اتنا ہی کافی ہے جواب میں نے کہا اب تم کو چاہیئے کہ تم اس کا جواب دو، اور اپنی کوئی ایسی خوبی بیان کرو جو ہماری فضیلت سے افضل ہو''۔

بنو تمیم کے خطیب کا جواب

اتنا کہہ کر وہ بیٹھ گیا رسول ﷺ نے بنی الحارث بن خزرج کے ثابتؓ بن قیس بن شماس سے کہا کہ کھڑے ہو اور اس شخص کی تقریر کا جواب دو۔ ثابتؓ نے کھڑے ہو کر کہا۔

''تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس کا وہ مستحق ہے اور جس نے آسمان و زمین پیدا کیے ان میں اپنا قانون نافذ کیا، اس کا علم اس کے مقام پر حاوی ہے۔ اس لیے ہر شے کو عدم سے اپنے فضل سے پیدا کیا اس نے اپنی قدرت سے ہم کو فرمانروا بنایا، اپنے بہترین بندے کو اس نے اپنا رسول ﷺ بنایا، جو اپنے نسب اور حسب کے اعتبار سے سب سے افضل اور عزت والے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر سچے ہیں۔ اللہ نے ان پر اپنی کتاب نازل کی ان کو اپنی مخلوق کا امین مقرر کیا اور اللہ نے اپنی تمام مخلوق میں سے اس کام کے لیے بہترین آدمی کا انتخاب کیا۔ پھر رسول ﷺ نے تمام لوگوں کو ایمان کی دعوت دی سب سے پہلے ان کی قوم کے مہاجرین نے اور اعزاء نے جو اپنی نسبی شرافت نسبی ذاتی وجاہت اور نیک کرداری کے اعتبار سے دنیا کے بہترین انسان ہیں، ان کی دعوت قبول کی اور وہ رسول ﷺ پر ایمان لائے اس طرح ہم اللہ کے انصار اور اس کے رسول ﷺ کے وزیر ہیں اب ہم لوگوں سے اس لیے جنگ کر رہے ہیں کہ وہ بھی اللہ پر ایمان لے آئیں جو اللہ اور اسکے رسول ﷺ پر ایمان لے آئے گا اس کی جان محفوظ ہے اور جو انکار کرے گا ہم ہمیشہ کے لیے اللہ کے لیے اس سے لڑتے رہیں گے اور کافر کا قتل کرنا ہمارے لیے بالکل سہل ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں اور تمام مومنوں اور مومنات کے لیے اللہ سے معافی کا خواہاں ہوں والسلام علیکم''۔

بنو تمیم کے شاعر کی قصیدہ گوئی

اس کے بعد بنی تمیم کے وفد نے کہا اب ہمارے شاعر کو اجازت ہو وہ نظم سنائے۔ آپ نے فرمایا اچھا، زبرقان بن بدر نے یہ قصیدہ پڑھا۔

نحن الكرام فلاحي يعادلنا
منا الملوك وفينا تنصب البيع
وكم قسرنا من الاحياء كلهم
عبدالنهاب وفضل العزيتبع

ونحن نطعم عند القحط مطعمنا
من اشواء اذالم یونس القرع
ثم تری الناس تینا سراتهم
من کل ارض هوا تاثم نصطنع
فمنهم لکوم غبطافی ارومتنا
للنازلین ازاما انزلو اشعبوا
فلا ترانا الی حیی تفاخر هم
الا استقادو او کاد الراس یقطع
انا ابینا ولم یابی لنا احد
انا کذلک عند الفخر ترتفع
فمن یقادر نافی ذاک یعرفنا
فیرجع القول والاحبار تستمع

ترجمہ: ہم شرفاء ہیں کوئی قبیلہ ہماری ہمسری نہیں کرسکتا۔ ہمیں میں سے روساء ہوتے ہیں اور ہمارے یہاں بیعت کی جاتی ہے۔ ہم نے جنگ میں تمام قبائل کو زیر کیا ہے اور جو سب سے زیادہ معزز ہوتا ہے اس کی اتباع کی جاتی ہے۔ ایسے قحط میں کہ جب کہیں چولہا ہی نہیں جلتا ہم بھنے ہوئے گوشت سے اپنے سائل کی ضیافت کرتے ہیں۔ ہم اپنی عزت کی بقاء کے لیے اپنے یہاں آنے والوں کے لیے موٹے اونٹ ذبح کرتے ہیں تاکہ جب وہی وہ ہمارے مہمان ہوں تو شکم سیر ہو کر کھائیں۔ ہر جگہ اور ہر قبیلے کے حاجت مند سردار ہمارے یہاں آتے ہیں اور ہم ان کے ساتھ سلوک کرتے ہیں۔ اسی لیے ہم جس قبیلے کے مقابلے پر اظہار فخر کرتے ہیں ان کے سر اس طرح ہمارے سامنے جھک جاتے ہیں کہ گویا وہ گرے پڑتے ہیں۔ ہم لوگوں کے مطالبات کا انکار کرتے ہیں مگر کوئی ہمارے مطالبے کا انکار نہیں کرسکتا اور یہی بات ہے کہ اظہار فخر کے موقع پر ہم سربلند ہیں۔ لہٰذا جو شراف وعزت میں ہم سے بڑھ کر ہو وہ ہمیں بتائے اور اسکا جواب دائے اور سب کو معلوم ہی ہو جائے گا۔

بنوتمیم کے شاعر کے جواب میں حسان بن ثابت کے اشعار

حسان بن ثابت اسوقت رسولؐ کے پاس نہ تھے آپ نے ان کو بلانے کے لیے آدمی بھیجا۔ حسن سے مروی ہے کہ جب رسول کا قاصد میری طلبی میں آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ اپ نے مجھے بنوتمیم کے شاعر کا جواب دینے کے لیے

بلایا ہے میں آپ کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوا اور یہ شعر کہہ رہا تھا

منعنا رسول الله اذحل بيننا
على كل باغ من معدور اغم
منعناه لماحل بين بيوتنا
باسيا فنامن كل عاد وظالم
ببيت حريد عزه وثراوه
بجابية الجولان وسطاً الاعاجم
هل المجد الاسود السود والندى
وجاه الملوك واحتمل العظائم

ترجمہ: جب رسولؐ ہمارے یہاں آئے ہم نے عرب اور غیر عرب کے ہر سرکش کے مقابلے میں آپ کی حمایت وحفاظت کی۔ جب آپ ہمارے یہاں مقیم ہوئے ہم نے اپنی تلواروں سے ہر دشمن اور ظالم سے آپ کی حفاظت کی۔ سیادت نسبی، سخاوت، شوکت اور بڑے کاموں کا کرنا یہی اصلی بزرگی اور فضیلت ہے۔ ایسے شریف خاندان کے ساتھ جس کی عزت اور قدامت شہرہ آفاق ہے۔

حسان بن ثابت سے مروی ہیکہ جب میں رسولؐ کے پاس آیا بنی تمیم کے شاعر نے کھڑے ہوکر اپنے فخریہ اشعار پڑھے میں نے اس کے قصیدے کے جواب میں اسی طرز قصیدہ تیار کرلیا۔ جب زبرقان بن بدر اپنا قصیدہ پڑھ چکا رسولؐ نے مجھ سے کہا حسان اب تم کھڑے ہوجاؤ اور اس کا جواب دو، حسان نے یہ قصیدہ سنایا:

ان الذوائب من فهر واخوتهم
قدبينوا اسنة للناس تتبع
يرضى بها كل من كنت سريوته
تقوى الاله وكل الخير يصطنح
قوم اذاحاربوا اضر واعدوهم
اوحادوا النفع فى اشياعهم نفعوا
سجيه تلك منهم غير محدثه
ان الخلائق فاعلم شرها البدع
ان كان فى الناس سباقون بعدهم
فكل سبق لادنى سبقهم تبع
لايرقع الناس ما اوحت اكفسهم
عندالدفاع ولا يوهون مارقعوا
ان سبقوا الناس يوما فازسبقتهم

اوو ازنو اهل مجد بالذى متعوا
اعفة ذكرت فى الوحى عفتهم
لايطيعون ولايرديهم طمع
لاينجلون على جار بفضلهم
ولا يمسهم من مطمع طبع
اذا نصبنا لحى لم ندب لهم
كما يدب السى الوحشة الذرع
سمعو الحرب فالقنا محالبها
اذا الزعانف من اظفارها حشعوا
لافخران هم اصابو من عدوهم
وان اصيبو افلا خور ولا هلع
كانهم فى الدغى والموت مكتنع
اسد بحليه فى ارساغهافدع
خذمنهم ماالتو اعفو اذا غضبوا
ولا يكن حمك الامر الذى منعوا
فان فى حبهم فاترك علما والهم
شرايخاص عليه السم والسع
اركم بقوم رسول الله قيعتهم
اذا تفرقت الا هوا والشيع
اهدى لمم مدحتى قلب يوازره
فيما احب لسان حائك صنع
فانهم افضل الاحياء كلهم
انجد بانلاس جداالقول وشمعو

ترجمہ: شرفاء اور امراء بنی فہر اور ان کے دوسرے قبائل سے ہوتے ہیں انھوں نے دوسروں کے لیے ایک دستور بنا دیا ہے جس کا اتباع کیا جاتا ہے۔ اس دستور کو ہر وہ شخص جو اللہ سے ڈرتا ہے پسند کرتا ہے اور قاعدہ ہے کہ ہر نیک بات پر عمل کیا جاتا ہے۔ وہ ایسی قوم ہے کہ جب وہ اپنے دشمن سے لڑتی ہے اسے تباہ کر دیتی ہے اور جب وہ اپنوں کو نفع پہنچانا چاہتی ہے تو ان کو نفع پہنچاتی ہے۔ ان کی یہ عادت قدیم ہے جدید نہیں۔ اور جو عادات جدید ہوتی ہیں وہ ایسی نہیں ہوتیں۔ ان کے بعد دیگر دوسروں میں کوئی بڑھنے والے ہوں تو ان کی یہ سبقت ان کی ادنی سبقت

سے بھی کم ہوگی۔ جنگ میں جو نقصان یہ پہنچادیں پھر اس کی کوئی تلافی
نہیں کرسکتا اور جس رخنے کو یہ دور کریں پھر اسے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔
اگر وہ کسی سے مسابقت کرتے ہیں تو سب سے بڑھ جاتے ہیں اور جب
اہل سخاوت میں ان کا موازنہ کیا جاتا ہے تو انھیں کا وزن بھاری ہوتا
ہے۔ وہ ایسے پاکدامن ہیں کہ کلام اللہ میں اس کا ذکر آیا ہے کہ نہ وہ اپنے
نفس کے تابع ہیں اور نہ طمع کرتے ہیں۔ نہ وہ اپنے ہمسائے کو نفع
پہنچانے میں بخل کرتے ہیں اور نہ ان کو کسی قسم کا لالچ لبھاتا ہے۔ جب ہم
کسی سے لڑتے ہیں تو چوروں کی طرح چپ چاپ اس کے مقابلے پر
نہیں جاتے جس طرح کی شکاری اپنی کمین گاہ سے وحشی جانور کے لیے
پاؤں دبا کر دوڑتا ہے بلکہ ہوشیار کر کے علی الاعلان سامنے جاتے
ہیں۔ ترجمہ: جنگ میں ہم بخوشی آگے بڑھتے ہیں حالانکہ دوسرے نکے
اس سے ڈر جاتے ہیں۔ وہ جنگ میں جبکہ موت پر تو ے کھڑی ہوتی ہے
اس قدر مطمئن ہوتے ہیں جس طرح کہ وہ شیر جس کے پاؤں میں کوئی
تکلیف ہو اوہ اپنی جھاڑی میں اطمینان سے آہستہ آہستہ چلتا ہے۔ جب
وہ جوش میں ہوں تو جو وہ دین اسے عنایت سمجھ کر لے لو مگر جس کو وہ نہ دینا
چاہیں اس کے لینے کا کبھی ارادہ ہی مت کرو۔
ان کی دشمنی سے باز آ کیونکہ ان کی لڑائی میں سم قاتل ملا ہوا ہے۔
ترجمہ: اس قوم کی عزت کا کیا کہنا جس کے اتحاد میں رسول اللہ شریک
ہیں جبکہ اور قوموں میں کوئی اتحاد اور اتفاق رائے نہیں ہے۔
میرے قلب نے ایک قادر الکلام زبان کی مدد سے اس مداح کا ہدیہ ان
کے لیے تیار کر کے بھیجا ہے۔ یہ لوگ تمام قبائل سے ہر طرح افضل ہیں
چاہے لوگ غور سے اس بات کا اندازہ کریں یا معمولی طور پر۔

بنو تمیم کا قبول اسلام اور حضورؐ کا عطیہ

حسان بن ثابت جب اپنے اشعار پڑھ چکے اقرع بن حابس نے کہا قسم اے میرے باپ کی یہ شخص بے شک نبی برحق ہیں جن کے پاس وحی آتی ہے، ان کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر، ان کا شاعر ہمارے شاعر سے بہتر ہے، ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے بلند تر ہیں۔ اس گفتگو کے بعد یہ سب اسلام لے آئے رسول ﷺ نے ان کو بہت کچھ مال صلہ کے طور پر دیا۔

عمرو بن الہیثمہ کو یہ لوگ اپنی قیامگاہ میں سواریوں کی خبر گیری کے لیے چھوڑ آئے تھے۔ قیس بن عصم اس سے عداوت رکھتا تھا۔ قیس نے عمرو کو ذلیل کرنے کے لیے رسولؐ سے کہا ہمارا ایک اور نوعمر لڑکا ہمارے ساتھ ہے اسے ہم اپنی قیامگاہ میں چھوڑ آئے ہیں اس کا حصہ بھی عطا فرمائیے۔ چنانچہ آپ نے دوسروں کے بقدر اسے بھی صلہ دیا۔ جب

عمرو کو قیس بن عاصم کے اس قول کی اطلاع ملی وہ غضبناک ہوا اور اس نے قیس بن عاصم کی ہجو لکھی، اسی وفد کے متعلق اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی" إن اللذین ینادونک من وراء الحجرات (احجرک من بني تمیم) اکثرھم لایعقلون (بنو تمیم حجروں کے عقب سے تم کو پکارتے ہیں ان میں بیشتر ناسمجھ ہیں) یہ پہلی قرأت تھی۔

عبداللہ بن ابی کا انتقال

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبداللہ بن ابی بن سلول نے انتقال کیا۔ یہ آخر شوال میں بیمار ہوا اور ذیقعدہ میں مرا۔ بیس راتیں یہ بیمار رہا۔

حمیر کے رئیس کا قبول اسلام اور بذریعہ حضورؐ کو اطلاع

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ جب رسول تبوک سے مدینے واپس آئے آپ کو شاہان حمیر حارث بن کلال نعیم بن کلال اور ذی رگلین، ہمدان اور معاقر کے رئیس نعمان کا ان کے قاصد کے ذریعے وہ خط موصول ہوا جس میں انھوں نے اپنے اسلام لانے کا اقرار اور اعلان کیا تھا۔ زرعہ بن ذی یزن نے مال بن مرہ الرہادی کے ذریعے رسولؐ کو ان رئیسوں اور خود اپنے خاندان کے مسلمان ہونے اور شرک کو ترک کرنے کی اطلاع کی تھی۔ آپ نے اس کے جواب میں ان کو یہ خط لکھا۔

حضور ﷺ کا جوابی خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یہ خط محمد النبی اللہ کے رسول کی جانب سے ملوک حمیر حارث بن کلال، نعیم بن کلال اور ذی رعین، ہمدان اور معافر کے رئیس نعمان کے نام لکھا جاتا ہے۔ امابعد میں تمھارے سامنے اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ اور اسکے بعد اطلاع دیتا ہوں کہ میرے رومی علاقے سے واپسی کے بعد تمھارا قاصد مدینے میں مجھ سے آ کر ملا اس نے تمھارا پیام پہنچایا۔ تمھاری حالت بیان کی تمھارے اسلام لانے اور مشرکین کو قتل کرنے کی اطلاع دی۔ اللہ نے تم کو اپنی ہدایت دی بشرطیکہ تم اللہ اور اسکے رسولؐ کی اطاعت کرتے رہو، نماز پڑھو، زکوۃ دو، مال غنیمت میں سے اللہ اور اسکے رسولؐ کا پانچواں حصہ نکال کر ادا کرو۔ اسکے علاوہ زمین کا لگان دو، جو زمین چشمے یا بارش سے سیراب ہو اس میں سے عشر دیا جائے اور جو ڈول سے سیراب کی جائے اس میں سے نصف عشر دو، چالیس اونٹوں پر ایک جوان اونٹنی اور تیس اونٹوں میں ایک جوان اونٹ دیا جائے، ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری اور دس میں دو بکریاں دی جائیں ہر چالیس بیلوں میں ایک جوان گائے اور ہر تیس گائے بیلوں میں ایک بچھڑا یا نر یا ہر چالیس بھیڑ بکریوں ایک جوان بکری زکوۃ کا یہ نصب اللہ نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے جو اس سے زیادہ دے وہ اس کے لیے بہتر ہے مگر جو صرف مقررہ ادا کرے، اپنے اسلام کا اعلان کرے اور مشرکین

کے مقابلے میں مومنوں کی تمام ذمہ داریاں اس پر عائد ہونگی۔ اور اس وعدے کے لیے میں اللہ اور اسکے رسول کی ضمانت دیتا ہوں۔ جو یہودی یا نصرانی اسلام لائے اس کے ساتھ بھی یہی عمل ہوگا اور جو شخص یہودی یا عیسائی مذہب پر قائم رہنا چاہے وہ رہے اس کو تبدیل مذہب کے لیے کسی طرح بھی مجبور نہیں کیا جائے گا البتہ اس سے جزیہ لیا جائے گا جس کی مقدار ہر بالغ شخص پر چاہے مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام ایک دینار ہے یا اس کی قیمت اسکے سکے میں یا اتنی قیمت کا کپڑا جو شخص یہ رقم اللہ کے رسول کو دیدے گا اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ اور اسکے رسولؐ پر ہے اور جو شخص جزیہ دے گا وہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن سمجھا جائے گا۔

حضورؐ کا زرعہ کے نام خط

اس کے بعد حضورؐ نے زرعہ ذی یزن کو خط لکھا جس میں آپ نے فرمایا کہ جب تمھارے پاس میرے قاصد معاذ بن جبل عبداللہ بن زید، مالک بن عبادہ، عقبہ بن نمر، مالک بن مرہ اور انکے ساتھی آئیں تو تم تپاک سے ان کا خیر مقدم کرنا اور اپنی رعایا سے زکوۃ اور جزیہ وصول کر کے ان کے حوالے کرنا۔ یہ تم سے خوش ہو کر واپس آئیں۔ میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور میں اس کا بندہ اور رسول ہوں۔ مالک بن مرہ الرہاوی نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ قوم حمیر میں سب سے پہلے تم نے اسلام قبول کیا ہے۔ اور مشرکوں کو قتل کیا ہے اس پر میں تم کو خیر کی بشارت دیتا ہوں اور اپنی قوم کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہوں تم نہ خیانت کرنا اور نہ ان کی حمایت ترک کرنا، رسولؐ تمھارے غنی اور فقیر سب کے یکساں مولی ہیں اور صدقہ نہ ان کے لیے جائز ہے اور نہ ان کی اولاد کے لیے وہ صرف زکوۃ ہے جو طہارت مال کے لیے لی مومن فقراء اور مسافروں کے لیے جاتی ہے۔ مالک نے تمھارا پیغام بخوبی پہنچا دیا۔ میں تم کو اس کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں جن لوگوں کو میں نے تمھارے پاس بھیجا ہے وہ باعتبار اپنے علم و عمل کے میرے اچھے پیرو ہیں اسلیے تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہیں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مختلف فود کی آمد اور نجاشی کا انتقال

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال بہرا کا وفد جس میں تیرہ آدمی تھے رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا یہ لوگ مقداد بن عمر کے مقیم ہوئے۔

اس سال بنی بکا کا وفد آیا۔ اس سال بنی فزارہ کا وفد بھی مدینہ منورہ آیا۔ اس میں دس سے زیادہ آدمی تھے جن میں خارجہ بن حصن بھی آیا تھا۔ اس سال رسولؐ نے نجاشی کی خبر مرگ کا مسلمانوں میں اعلان کیا۔ رجب ۹ ہجری میں انتقال ہوا تھا۔

ابوبکر صدیقؓ کی امامت میں ادائیگی حج اور علیؓ کا اعلان برات سنانا

اس سال ابوبکرؓ کی امارت میں حج ہوا۔ ابوبکرؓ مدینے سے تین سو حاجیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ رسولؐ نے بیس جانور قربانی کے ساتھ کیے تھے خود ابوبکرؓ پانچ جانور لے گئے تھے۔ اس سال عبدالرحمن بن عوف نے بھی حج کیا اور ہدی لے گئے۔ ابوبکرؓ کے بعد رسولؐ نے علی بن ابی طالب کو ان کے پیچھے روانہ کیا۔ علیؓ عرج میں ابوبکرؓ سے مل گئے۔ علیؓ نے قربانی کے دن عقبہ میں ابوبکرؓ کو سورۃ براۃ پڑھ کر سنائی۔

سدی سے مروی ہے کہ جب سورۃ براۃ کی تقریباً چالیس آیتیں نازل ہوئیں رسولؐ نے ان کو ابوبکرؓ کے ذریعے حج میں سنانے کے لیے بھیجا اور ان کو اس سال امیر حج مقرر کیا۔ مدینے سے روانہ ہو کر ابوبکرؓ ذی الحلیفہ کے قریب تھے کہ رسولؐ نے علیؓ کو ان کے پیچھے روانہ کیا۔ علیؓ نے وہ آیات ابوبکرؓ سے لے لیں۔ ابوبکرؓ رسولؐ کے پاس واپس چلے آئے اور پوچھا یا رسولؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میرے متعلق کوئی بات وحی میں نازل ہوئی ہے آپ نے فرمایا نہیں مگر میں نے چاہتا کہ اس پیام کو صرف میں پہناؤں یا میرا کوئی اپنا۔ ابوبکرؓ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تم غار میں میرے ساتھ رہے اور تم حوض کوثر پر میرے ساتھی ہو گے۔ ابوبکرؓ نے کہا یا رسولؐ بیشک میں اس سے خوش ہوں، اس کے بعد ابوبکرؓ حاجیوں کے امیر کی حیثیت سے مکے روانہ ہوئے اور علیؓ سورۃ براۃ کی اطلاع دینے کے لیے مکے آئے قربانی کے دن انھوں نے اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد الحرام کے پاس نہ رہے اور کوئی شخص ننگی حالت میں بیت اللہ کا طواف نہ کرے نیز جس کے ساتھ رسولؐ نے معاہدہ کیا ہے صرف اس کی مدت تک وہ معاہدہ جائز سمجھا جائے گا۔ اس کے بعد منسوخ سمجا جائے۔ اور یہ زمانہ کھانے اور پینے کا ہے اور اللہ تعالیٰ جنت میں مسلمان کے علاوہ کسی کو داخل نہیں کرے گا۔ علیؓ کی اس تقریر پر مشرکوں نے کہا کہ ہم خود تمھارے اور تمھارے چچازاد بھائی کے عہد سے اپنی برات کرتے ہیں اور اس کا جواب نیزے اور تلوار سے دیں گے۔ کہنے کے تو یہ کہ آئے مگر وہاں سے واپس آ کر مشرکین نے ایک دوسرے کو ملامت کی کہ تم نے یہ کیا کیا تمام قریش مسلمان ہو چکے ہیں اب تم کیا کر سکتے ہو؟ تم بھی اسلام لے آؤ۔

مذکورہ واقعہ سے متعلق دوسری روایت

محمد بن کعب القرظی وغیرہ سے مروی ہے کہ ۹ ہجری میں رسولؐ نے ابوبکرؓ کو امیر الحج مقرر کر کے مکہ بھیجا اور علیؓ کو سورۃ براۃ کی تیس یا چالیس آیات دے کر مکے بھیجا۔ علیؓ نے ان کو لوگوں کے سامنے پڑھ دیا جن میں چار ماہ کی مہلت مشرکین کو دی گئی تھی کہ اس مدت میں وہ اور حرم میں رہ سکتے ہیں۔ علیؓ نے عرفے کے دن یہ آیات لوگوں کو سنائیں اور بیس دن ذی الحجہ کے محرم، صفر، ربیع الاول اور دس دن ربیع الثانی کے ان کو مہلت دی، اس کے علاوہ خود لوگوں کے گھروں میں اس حکم کو سنا دیا گیا کہ اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرے اور نہ کوئی شخص بیت اللہ کا ننگی حالت میں طواف کرے۔

آیت صدقہ کا نزول

اس سال صدقات فرض کیئے گئے اور ان کے وصول کرنے کے لیے رسولؐ نے اپنے عمال مختلف مقامات کو بھیجے۔ اس فرض کے متعلق کلام اللہ کی یہ آیت **خذ من اموالهم صدقة تطهرهم** (ان کے اموال میں سے صدقہ لو تاکہ وہ پاک ہو جائیں) یہ آیت ثعلبہ بن حاطب کے واقعے کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

حضرت ام کلثوم کا انتقال

اس سال شعبان میں رسولؐ کی صاحبزادی ام کلثوم کا انتقال ہوا۔ اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت عبدالمطلب نے ان کو غسل دیا۔ بیان کیا گیا کہ چند انصاری عورتوں نے جن میں ایک ام عطیہ بھی تھیں، ان کو غسل دیا تھا۔ ابوطلحہ نے ان کی قبر میں اترے تھے۔

ضمام بن ثعلبہ اور اسکی قوم کا قبول اسلام

اس سال ثعلبہ بن منقذ اور سعد ہذیم کے وفد رسولؐ کی خدمت میں آئے۔ عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ بنی سعد بن بکر نے ضمام بن ثعلبہ کو رسولؐ کے پاس بھیجا، وہ مدینے آیا اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا اس کے پاؤں باندھے اور مسجد کے اندر آیا۔ رسولؐ صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ یہ ضمام بن ثعلبہ بڑا وجیہ اور طاقتور آدمی تھا۔ اس کے سر پر گھنے بال تھے اور دو کاکلیں ہر دو جانب تھیں۔ اس نے آپ کے قریب آ کر پوچھا تم میں ابن عبدالمطلب کون ہے؟ رسولؐ نے خود فرمایا میں ہوں۔ اس نے کہا محمدؐ؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ ضمام بن ثعلبہ نے کہا اے ابن عبدالمطلب دیکھو میں تم سے چند سوالات کرونگا اور ان میں سختی ہوگی اس سے تم ناراض نہ ہونا آپ نے فرمایا نہیں بلا تکلف جو چاہو سوال کرو۔

اس نے کہا میں تم کو تمھارے اگلوں اور تمھارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو نبی بنا کر ہمارے پاس بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا بے شک۔ ضمام بن ثعلبہ نے کہا میں تم کو تمھارے اگلوں اور تمھارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم ہم کو حکم دو کہ ہم صرف اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں اور ان تمام اوتاروں سے قطع تعلق کر لیں جن کی پرستش خدا کے ماسوا ہمارے آباؤ اجداد کرتے چلے آئے۔ آپ نے فرمایا بالکل صحیح ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا میں تم کو تمھارے، تمھارے پیشرو اور تمھارے بعد والوں کے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعی اللہ نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہم کو حکم دو کہ ہم نماز پنجگانہ پڑھیں۔ آپ نے فرمایا بے شک۔ اس کے بعد اس نے اسی طرح کا واسطہ دے کر تمام فرائض اسلام جیسے زکوۃ، روزے، حج اور دوسرے قوانین اسلام کے متعلق آپ سے سوالات کئے اور پھر اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ وحدہ لاشریک کے اور کوئی خدا نہیں اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور اقرار کرتا ہوں کہ ان فرائض کو بجالاؤں گا اور جن باتوں کے کرنے سے آپ نے ممانعت فرمائی ہے ان سے اجتناب کرونگا۔ اس کے بعد نہ اس پر زیادتی کرونگا اور نہ کمی'۔ یہ کہہ کر وہ اپنے اونٹ کے پاس چلا گیا۔ اسکے جانے کے بعد رسولؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اگر یہ کاکلوں والا اپنے اقرار میں سچا ہے وہ بے شک جنت میں جائے گا۔

ضمام اپنے اونٹ کے پاس آیا۔ اس نے اس کے پاؤں کھولے اور پھر سوار ہو کر مدینے سے اپنی قوم کے پاس آیا وہ سب اس کے پاس جمع ہوئے سب سے پہلے اس کے منہ سے یہ جملہ نکلا لات اور عزیٰ کا برا ہو۔ لوگوں نے کہا ضمام زبان بند کرو ورنہ برص جذام یا جنون تجھ کو ہو جائے گا۔ اس نے کہا افسوس ہے تم پر کیا کہتے ہو بخدا یہ دونوں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع اللہ نے ایک رسول مبعوث کیا ہے اس پر اس نے اپنی کتاب نازل کی ہے جو تم کو تمھاری اس گمراہی سے نجات دے گی۔ اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ وحدہ لاشریک کے اور کوئی خدا نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسولؐ ہیں۔ انھوں نے اوامر اور نواہی کے متعلق جو احکام مجھے دیئے ہیں وہ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ چنانچہ ان کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ رات ہونے سے قبل وہ تمام آبادی مرد و عورت مسلمان ہوگئی۔ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ ضمام بن ثعلبہ سے افضل ہم نے کسی اور قوم کے وکیل کا حال نہیں سنا۔

آغاز ۱۰ ہجری

بنوالحارث کا قبول اسلام

اس سال ربیع الاول، ربیع الثانی یا جمادی الاولی میں رسولؐ نے خالد بن ولید کو چار سو مسلمانوں کے ساتھ بنی الحارث بن کعب کے مقابلے پر بھیجا۔

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ ۱۰ ہجری کے ربیع الثانی یا جمادی الاولی میں رسولؐ نے خالد بن ولید کو بنی الحارث بن کعب کے پاس نجران بھیجا اور حکم دیا کہ لڑنے سے قبل ان کو اسلام کی دعوت دینا اور اسکے لیے تین دن کی مہلت دینا۔ اگر وہ اسلام لے آئیں تو ان کے اسلام کو قبول کر لینا ان میں ٹھہرے رہنا۔ ان کو کتاب اللہ، اس کے نبی کی سنت اور ارکان اسلام کی تعلیم دینا اگر وہ اسلام نہ لائیں تو پھر ان سے جنگ کرنا۔ خالد مدینے سے چل کر نجران آئے اور انھوں نے ہر سمت اونٹ سوار دعوت اسلام کے لیے روانہ کیے جو کہتے تھے کہ لوگوں اسلام لے آؤ محفوظ رہو گے۔ چنانچہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ خالد وہاں ٹھہر گئے اور ان کو اسلام کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت کی تسلیم دینے لگے۔

بنوالحارث سے متعلق حضرت خالد بن ولید کا حضور ﷺ کو خط

اس کے متعلق خالد نے حسب ذیل خط رسولؐ کو لکھا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،

یہ خط محمدؐ کی طرف خالد بن ولید کی جانب سے لکھا جاتا ہے۔ اے اللہ کے رسولؐ تم پر اللہ کی سلامتی اور اس کی رحمت اور برکات نازل ہوں۔ میں آپ کے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں تعریف کرتا ہوں اما بعد۔ یا رسول ﷺ السلام علیکم، آپ نے مجھے بنی الحارث بن کعب کے پاس بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ یہاں پہنچ کر میں تین دن تک ان سے نہ لڑوں اور اس مدت میں ان کو اسلام کی دعوت دوں اگر وہ اسلام لے آئیں میں اسے قبول کر کے ان کو ارکان اسلام کتاب اللہ اور اس کے نبیؐ کی سنت کی تعلیم دوں اور اگر وہ اسلام نہ لائیں تو ان سے جنگ کروں۔ میں ان کے پاس آیا۔ یا رسولؐ میں نے آپ کے حکم کے مطابق تین دن تک ان کو اسلام کی دعوت دی اور اونٹ سواروں کے ذریعے سے یہ پیغام پہنچایا کہ اے بنی الحارث اسلام لے آؤ بچ جاؤ گے، وہ اسلام لائے اور انھوں نے جنگ نہیں کی اب میں رسول آپ کے حکم کے آنے تک ان لوگوں کے ساتھ ٹھہرا ہوا ہوں۔ اور ان کو ارکان اسلام کتاب اللہ اور سنت رسول کی تعلیم دے رہا ہوں۔ آئندہ جیسا ارشاد ہو۔ السلام علیکم یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضور ﷺ کا جواب

رسولؐ نے اس کے جواب میں لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط محمد ﷺ کی جانب سے خالد بن ولید کو لکھا جاتا ہے تم پر سلامتی ہو، میں تمھارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے تعریف کرتا ہوں۔ اما بعد۔ تمھارا خط تمھارے قاصد کے ذریعے مجھے ملا جس میں تم نے بنی الحارث کے جنگ سے قبل ہی اسلام لانے کی اطلاع دی ہے اور مجھے معلوم ہوا کہ تم نے اسلام کی جو دعوت ان کو دی اسے انھوں نے قبول کیا اور اس بات کی شہادت دی ہے کہ سوائے وحدہ لاشریک کے کوئی اور خدا نہیں اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور رسولؐ ہیں اور اللہ نے ان کو اپنی ہدایت کے قبول کرنے کی توفیق دی۔ تم ان کو جنت کی بشارت دو، دوزخ سے ڈراؤ اور پھر واپس آ جاؤ اور اپنے ساتھ ان کا وفد بھی لاؤ۔

والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بنوالحارث کا وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں

اس حکم کے موصول ہوتے ہی خالد بن ولید رسولؐ کے پاس آ گئے ان کے ہمراہ بنی الحارث بن کعب کا ایک وفد بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اس میں قیس بن الحصین بن زید بن قنان ذی الغصہ، یزید بن عبدالمدان، یزید بن المحجل، عبداللہ بن اللہ بن قریضہ الزیادی، شداد بن عبداللہ الشقتانی اور عمرو بن عبداللہ القبانی تھے۔ ان کو دیکھ کر آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ یہ تو ہندوستانی معلوم ہوتے ہیں آپ سے کہا گیا کہ یہی بنی الحارث بن کعب ہیں۔ جب یہ آپ کے قریب آ کر ٹھہرے انھوں نے آپ کو سلام کیا اور کہا کہ ہم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں اور سوائے اللہ کے اور کوئی خدا نہیں۔ رسولؐ نے فرمایا اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ اور کوئی خدا نہیں اور میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے ان سے کہا تم ہی وہ لوگ ہو کہ جب تم ہنکائے جاتے ہو تو آگے بڑھتے ہو، وہ سب خاموش رہے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔ آپ نے یہ بات دو تین مرتبہ کہی کسی نے جواب نہیں دیا۔

جب چوتھی مرتبہ کہا تو یزید بن عبدالمدان نے کہا یا رسول اللہ بے شک ہم ہی وہ لوگ ہیں کہ جب ہانکے جاتے ہیں تو آگے بڑھتے ہیں۔ اس نے بھی یہ بات چار مرتبہ کہی، اسکے بعد رسولؐ نے فرمایا کہ اگر خالد بن ولید نے مجھے یہ نہ لکھا ہوتا کہ تم اسلام لے آئے ہو اور تم نے جنگ نہیں کی تو میں اسی وقت تم سب کو قتل کرا دیتا۔ یزید بن عبدالمدان نے کہا اللہ کی قسم یا رسولؐ ہم آپ کے یا خالد کے شکر گذار نہیں ہیں۔ آپ نے پوچھا پھر کس کے شکر گذار ہو؟ انھوں نے کہا ہم اس اللہ کے شکر گذار ہیں جس نے آپ کی وجہ سے ہماری ہدایت کی۔ آپ نے فرمایا تم بالکل سچ کہتے ہو، اچھا یہ بتاؤ کہ عہد جاہلیت میں تم اپنے دشمنوں پر کس طرح غلبہ حاصل کرتے تھے۔ انھوں نے کہا ہم تو کسی پر غلبہ نہیں پاتے تھے آپ نے فرمایا بے شک تم اپنے مقابل پر غلبہ پاتے تھے۔ اس کی وجہ بتاؤ انھوں نے کہا چونکہ ہم غلام زادے ہیں اس وجہ سے جو کوئی ہم سے لڑتا تھا ہم سب ملکر اس کا مقابلہ کرتے تھے اور متفرق نہیں ہوتے تھے اور ہم خود کبھی کسی پر ظلم میں ابتداء

نہیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو، پھر رسولؐ نے قیس بن الحصین کو بنی الحارث بن کعب کا امیر مقرر کیا۔ یہ وفد اپنی قوم کے پاس بقیہ شوال یا شروع ذیقعدہ میں چلا آیا۔ ان کی واپسی کے چار ماہ بعد ہی رسولؐ نے وفات پائی۔

حضور ﷺ کا عمرو بن حزم کو بنو الحارث کا والی بنانا اور شرعی احکام کے متعلق فرمان جاری کرنا

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ بنی الحارث بن کعب کے وفد کی واپسی کے بعد رسولؐ نے بنی النجار کے عمرو بن حزم الانصاری کو ان کا والی مقرر کیا تا کہ یہ ان کو دین اسلام کی تعلیم دیں۔ سنت رسولؐ بتائیں، ارکان اسلام سے آگاہ کریں اور ان سے صدقات وصول کریں۔ اس کے متعلق آپ نے عمرو بن حزم کو ان کا فرمان تقرر لکھ کر دیا اور اس میں آپ نے اپنی جانب سے احکام دیئے۔ وہ فرمان یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ بیان اللہ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے لکھا جاتا ہے۔ اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو، یہ عہد محمدؐ النبی کی جانب سے عمرو بن حزم کے لیے ان کو یمن بھیجتے وقت لکھا جاتا ہے۔ میں نے ان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے ہر معاملے میں اس سے ڈرتے رہیں، اس لیے کہ اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اللہ سے ڈریں اور جو نیک کردار ہیں۔ جس نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق اللہ کے حق کو وصول کریں۔ لوگوں کو خیر کی بشارت دیں اور خیر کا حکم دیں، لوگوں کو قران کی تعلیم دیں اور دین کے ارکان سمجھائیں، لوگوں کو برائیوں سے روکیں اور صرف وہ شخص جو پاک ہو قرآن کو ہاتھ لگائے، لوگوں کو ان کے حقوق اور فرائض سے آگاہ کریں، نیکی میں لوگوں کے ساتھ نرمی کریں اور جب وہ ظلم کے مرتکب ہوں ان پر سختی کریں اللہ تعالیٰ ظلم کو برا سمجھتا ہے اور اس سے منع کیا ہے اسی کے لیے وہ کہتا ہے ”خبردار ہو جاؤ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے“

لوگوں کو جنت کی بشارت دیں اور اسکے اعمال سے آگاہ کریں، دوزخ سے ڈرائیں اور اس کے اعمال سے تنبیہ کردیں۔ لوگوں کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آئیں تا کہ وہ اراکین دین کو اچھی طرح سمجھ لیں، لوگوں کو حج کے ارکان بتائیں اور اسکے فرائض اور سنتوں کی تشریح کریں اور حج اکبر اور حج اصغر یعنی عمرے کے متعلق اللہ نے جو احکام دیئے ہیں ان سے لوگوں کو واقف کریں وہ لوگوں کو صرف ایک چھوٹے سے کپڑے میں نماز پڑھنے سے روک دیں البتہ اگر وہ ایک کپڑا اتنا بڑا ہو کہ کندھوں پر ڈالا جا سکے تو کوئی حرج نہیں۔ لوگوں کو ایک کپڑے میں گات باندھ کر اس طرح بیٹھنے سے منع کردیں کہ جس سے ان کی شرمگاہ کھل جائے۔ لوگوں کو اس بات کی بھی ممانعت کردیں کہ اگر کسی کے سر کی گدی میں بال ہوں تو وہ جوڑا نہ باندھے۔ اور اس بات کی ممانعت کردیں کہ جنگ میں لوگ قبائل اور خاندان کا واسطہ دے کر حمایت کے لیے آواز نہ دیں بلکہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لیے ایک دوسرے کی حمایت کریں۔ اور جو اللہ کی حمایت کے لیے دعوت نہ دے بلکہ محض قبیلے اور خاندان کی حمایت کے لیے دعوت دے اسے تلوار سے ختم کردینا چاہیئے تا کہ صرف اللہ وحدہ لاشریک کی دعوت قائم ہو۔

لوگوں کو وضو کا حکم دیں اس طرح کہ وہ اپنا منہ دھوئیں، کہنیوں تک ہاتھ دھوئیں اور ٹخنوں تک پاؤں دھوئیں اور اللہ کے حکم کے مطابق سر کا مسح کریں۔ اور میں نے ان کو اوقات مقررہ پر نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ رکوع کو پوری طرح ادا کریں نماز میں رقتِ قلب ظاہر کریں، صبح کی نماز طلوع فجر کے بعد پڑھیں، دوپہر کی نماز دوپہر کو زوال شمس کے بعد پڑھیں، عصر کی نماز اس وقت پڑھیں جبکہ آفتاب کا سایہ زمین پر ٹیڑھا ہو جائے اور مغرب کی نماز

رات شروع ہونے پر ادا کریں۔ اس میں ستاروں کے آسمان پر نمودار ہونے کا انتظار نہ کریں، رات کے اول حصے میں عشاء کی نماز پڑھیں۔ جمعے کی نماز کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ جب اذان ہو تو فوراً تیزی کیساتھ نماز کے لیے جائیں، نماز کو جاتے وقت غسل کریں۔

میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ مال غنیمت میں سے اللہ کے لیے خمس وصول کریں اور ایمان والوں سے ان کی زمینوں میں بقدر عشر لگان وصول کریں۔ لگان کی یہ مقدار ان زمینوں کے متعلق ہے جو بارش یا چشمے سے سیراب ہوتی ہوں۔ اور جو ڈول سے سیراب ہوں ان سے نصف عشر لیا جائے، دس اونٹوں میں دو بکریاں لی جائیں، بیس اونٹوں میں چار بکریاں، چالیس گایوں میں ایک گائے، تیس گایوں میں سے ایک بچھڑا یا نر یا چالیس بکریوں میں ایک بکری یہ مقدار اللہ کی جانب سے مسلمانوں پر زکوۃ کے لیے فرض کی گئی ہے، جو اس سے زیادہ دے اس میں اس کا فائدہ ہی ہے۔ جو یہودی یا نصرانی اپنی خوشی سے خلوص دل سے مسلمان ہو جائے اور اللہ کے دین کو قبول کرے وہ مومن ہے اس کے حقوق اور فرائض وہی ہونگے جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں اور جو شخص اپنے مذہب پر یہودی یا نصرانی قائم رہے اسے ہرگز ترک مذہب کے لیے کسی طرح بھی مجبور نہ کیا جائے۔ البتہ ان کے ہر بالغ مرد وعورت پر وہ آزاد ہو یا غلام ایک دینار کامل جزیہ عائد کیا جائے جو سالانہ نقد یا جنس کی شکل میں وصول کیا جائے۔ نقد نہ وصول ہو تو اس کی قیمت کا کپڑا لیا جائے اور جو اس رقم کے دینے سے انکار کرے وہ اللہ اس کے رسولؐ اور تمام مسلمانوں کا دشمن سمجھا جائے۔

واقدی کے بیان کے مطابق رسولؐ نے جب وفات پائی ہے عمرو بن حزم نجران پر آپ کے عامل تھے۔

دیگر وفود کی آمد

اس سال شوال میں سلامان کا وفد جس میں سات آدمی تھے، حبیب السلامی کی صدارت میں رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس سال رمضان میں غسان کا وفد آیا۔ نیز اس سال رمضان میں غامد کا وفد آیا۔

اس سال بنی ازد کا وفد جس میں بارہ تیرہ اشخاص تھے، صرد بن عبداللہ کی سرکردگی میں رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے متعلق عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ صرد بن عبداللہ الازدی بنی ازد کے ایک وفد کے ساتھ رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اسلام لائے اور بڑے مخلص مسلمان ہو گئے۔ رسولؐ نے ان کو ان لوگوں کا جو ان کی قوم میں سے اسلام لائے امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنے کبنے کے مسلمانوں کے ساتھ قبائل یمن کے مشرکوں سے جہاد کریں۔

اہل جرش کے ساتھ مقابلہ کے لیے صرد بن عبداللہ کی روانگی

صرد بن عبداللہ اس حکم کے مطابق فوج لے کر یمن چلے، جرش آئے اس زمانے میں وہ ایک قلعہ شہر تھا جس میں یمن کے کئی قبیلے رہ رہے تھے۔ بنی خشعم بھی ان کے پاس آ گئے تھے، چنانچہ جب ان کو مسلمانوں کی پیش قدمی کا علم ہوا یہ سب کے سب شہر کے اندر آ کر قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے ایک مہینے کے قریب ان کا محاصرہ کیا مگر شہر والوں نے مسلمانوں کا کامیابی سے مقابلہ کیا اور ان کو اندر آنے نہ دیا۔ مجبور ہو کر صرد بن عبداللہ واپس ہوئے، واپسی میں وہ کشر نام ایک پہاڑ میں تھے کہ اہل جرش کو یہ خیال ہوا کہ مسلمان ہمارے مقابلے سے شکست کھا کر بھاگے ہیں ان کا تعاقب کیا جائے وہ مسلمانوں کے تعاقب کے لیے شہر سے باہر نکلے اور جب مسلمانوں کے قریب آ گئے صرد بن عبداللہ نے پلٹ کر ان پر سخت حملہ کیا اور کثیر تعداد کو تہ تیغ کر دیا۔

اس سے قبل اہل جرش نے حالات معلوم کرنے کے لیے اپنے دو آدمی مدینے رسولؐ کی خدمت میں بھیجے تھے وہ دونوں واقعات کی دریافت اور حالات کے دیکھنے کے لیے ابھی مدینے میں مقیم تھے۔ ایک دن عصر کے بعد شام کو وہ دونوں رسولؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے پوچھا یہ شکر کہاں ہے؟ ان دونوں نے کہا یا رسولؐ ہمارے علاقے میں البتہ ایک پہاڑ کشر نام موجود ہے اور اہل جرش اسے اسی نام سے پکارتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا نام کشر نہیں بلکہ شکر ہے۔ ان دونوں جرشیوں نے پوچھا یا رسولؐ اس کے ذکر کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس وقت کفار وہاں ذبح کیے جا رہے ہیں۔ وہ آپ کے مطلب کو اچھی طرح سمجھ نہ سکے بلکہ ابوبکر یا عثمان کے پاس جا بیٹھے ان میں سے کسی صاحب نے ان دونوں سے کہا تم لوگ ناسمجھ ہو تمھاری حالت پر افسوس ہے کہ رسولؐ نے اس وقت تمھاری قوم کے قتل کی تم دونوں کو اطلاع دی ہے۔ تم رسولؐ کے پاس جاؤ اور درخواست کرو کہ وہ اللہ سے دعا کریں کہ تمھاری قوم سے یہ مصیبت اٹھائی جائے۔ وہ رسولؐ کے پاس آئے اور یہ درخواست آپ سے کی آپ نے اللہ سے ان کے لیے دعا کی کہ اے خداوندا اس مصیبت کو تو ان پر سے اٹھا لے۔ اس کے بعد وہ دونوں آپ سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس آئے یہاں آ کر ان کو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت اور اسی دن جیسا کہ رسولؐ نے مدینے میں ان سے کہا تھا ان کی قوم صرد بن عبداللہ کے ہاتھوں بری طرح قتل ہوئی۔

اہل جرش کا دوسرا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں

اب دوبارہ جرش کا ایک وفد رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ سب اسلام لے آئے، رسولؐ نے ان کے دیہات کے گرد مشہور اور متعارف حدود کے اندر گھوڑوں، اونٹوں اور زراعت کے مویشیوں کے لیے ایک چراگاہ مقرر فرما دی اس کے علاوہ اگر کوئی اور اس میں اپنے جانور چرائے تو وہ ناجائز ہے۔

حضرت علیؓ کی یمن کی طرف روانگی

رمضان میں اس سال رسولؐ نے علیؓ بن ابی طالب کو ایک جماعت کے ساتھ یمن بھیجا۔ اس کے متعلق براء بن عازب سے مروی ہے کہ رسولؐ نے خالد بن ولید کو دعوت اسلام دینے کے لیے اہل یمن کے پاس بھیجا تھا ان کے ساتھ جو لوگ گئے تھے۔ ان میں میں بھی تھا۔ خالد بن ولید چھ ماہ تک وہاں مقیم رہے مگر کسی نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا تب آپ نے علی بن ابی طالب کو یمن بھیجا اور حکم دیا کہ خالد بن ولید واپس آ جائیں۔ البتہ ان کے ساتھیوں میں سے جو نہ آنا چاہے وہ یمن میں رہنے دیا جائے۔ چنانچہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو علی کے ساتھ یمن میں رہ گئے۔ ابھی ہم یمن کی سرحد میں داخل ہوئے تھے کہ ہماری اطلاع سب کو ہو گئی وہ سب علی کے پاس آ گئے انھوں نے صبح کی نماز ہمیں پڑھائی۔ نماز کے بعد انھوں نے ہم سب کو ایک صف میں کھڑا کیا اور سامنے بڑھ کر اللہ کی حمد و ثناء کے بعد رسولؐ کا خط پڑھ کر سنایا۔ ایک دن میں تمام قبیلہ ہمدان اسلام لے آیا۔ علیؓ نے اس کی اطلاع رسولؐ کو بھیجی خط پڑھ کر آپ نے سجدہ شکر ادا کیا اور پھر بیٹھ گئے اور فرمایا ہمدان پر سلامتی ہو، ہمدان پر سلامتی ہو، اس کے بعد تمام اہل یمن یکے بعد دیگرے اسلام لے آئے۔

عمرو بن معدیکرب کا قبول اسلام اور ارتداد

اس سال زبید کا وفد رسولؐ کی خدمت میں آیا۔ عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ عمرو بن معدیکرب بن زبید

کے چند آدمیوں کے ساتھ رسولؐ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ آنے سے پہلے جب عمر بن معدیکرب کو رسولؐ کی بعثت کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے قیس بن مکشُوح المرادی سے کہا تھا کہ تم اپنی قوم کے رئیس ہو ہمیں معلوم ہوا کہ حجاز میں قریش کے ایک شخص محمدؐ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تم ہمیں لے کر ان کے پاس چلو تاکہ معلوم کریں کہ اس کی کیا اصلیت ہے؟ اگر وہ واقعی نبی ہیں جیسا کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں تو یہ بات ملاقات سے معلوم ہو جائے گی ہم ان کی اتباع کریں گے اور اگر اس کے خلاف ثابت ہوا تو بھی معلوم ہو جائے گا۔ مگر قیس نے اس کی تجویز مسترد کر دی اور ان کو بیوقوف قرار دیا۔ عمرو بن معدیکرب رسولؐ کے پاس آیا، آپ کی تصدیق کی اور اسلام لے آیا۔ یہ بات قیس کو معلوم ہوئی وہ بہت بگڑا اور اس نے عمرو کو دھمکی دی اور اس سے سخت ناراض ہو گیا۔ اور اس نے کہا کہ عمرو نے میری مخالفت کی اور میری بات نہیں مانی۔ عمرو نے اس کے جواب میں اشعار کہہ کر اپنے دل کا بخار نکالا۔ عمرو بن معدی کرب اپنی قوم بنی زبید میں مقیم ہو گیا۔ یہ المراد بنی زبید کا رئیس تھا۔ رسولؐ کی وفات کے بعد عمرو بن معدی کرب مرتد ہو گیا۔

قبیلہ مراد اور ہمدان کی لڑائی

اس سال ۱۰ ہجری میں عمرو بن معدی کرب سے پہلے فروۃ بن مسیک المرادی شاہانِ کندہ سے قطع تعلق کر کے رسولؐ کے پاس آ گیا تھا۔ عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ فروہ بن مسیک المرادی شاہان کندہ سے قطع تعلق کر کے اور ان کا دشمن ہو کر رسولؐ کی خدمت میں آیا۔ اسلام سے کچھ ہی عرصے پہلے مراد اور ہمدان میں ایک لڑائی ہوئی تھی جس میں ہمدان نے مرادیوں کو بہت ہی بری طرح قتل کر کے بدنام کر دیا تھا۔ اس لڑائی کو "رزم" کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر اجدع بن مالک مراد کے مقابلے میں ہمدان کا قائد تھا اور اس نے بنی مراد کی بری طرح گت بنائی تھی۔ اس واقعے کے متعلق فروہ نے کچھ شعر بھی کہے اور جب وہ شاہن کندہ سے قطع تعلق کر کے رسولؐ کی خدمت میں آیا تو اس نے اس کے متعلق بھی اشعار کہے۔

فروہ جب رسولؐ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس سے کہا کہو تو فروہ جنگ رزم میں تمھاری قوم کو جو مصیبت آئی اس سے تم کو رنج پہنچا ہوگا؟ اس نے کہا یا رسولؐ وہ کون ہوگا اس کی قوم کو وہ مصیبت پہنچی ہو جو میری قوم کو ہوئی ہے اور پھر اسے اس کا رنج نہ ہو۔ آپ نے فرمایا مگر اس سے اسلام کے بارے میں تمھاری قوم کو فائدہ ہی پہنچا ہے۔ آپ نے اسے مراد زبیدہ اور مذحب کا عامل مقرر فرمایا اور خالد بن سعید بن العاص کو عامل صدقات مقرر کر کے اس کے ہمراہ کر دیا یہ رسولؐ کی وفات تک اس خدمت میں فروہ کے ساتھ رہے۔

فروہ مسیک سے مروی ہے کہ رسولؐ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا ہمدان سے تمھاری جو لڑائی ہوئی تھی اس سے تم کو رنج ہوا میں نے کہا بے شک بخدا اس لڑائی نے میرے خاندان اور گھر کو تباہ کر دیا آپ نے فرمایا مگر یہ واقعہ باقی بچنے والوں کے لیے مفید ہوا۔

جارود نامی نصرانی کا قبول اسلام

اس سال ایک نصرانی شخص عبدالقیس کا جارود بن عمرو بن حنش بن المعلی عبدالقیس کے وفد کے ساتھ رسولؐ کی خدمت میں آیا۔ حسن سے مروی ہے کہ جارود رسولؐ کے پاس پہنچا آپ نے اس سے گفتگو کی، اسلام پیش کیا اور اسلام کی دعوت دی اور اسے قبول رکنے کی ترغیب دی۔ جارود نے کہا اے محمدؐ میں خود ایک مذہب کا پیرو تھا اور اب اپنے دین کو تمھارے دین کے لے چھوڑتا ہوں تم اس بات کی ضمانت دو کہ میرا یہ جدید مذہب حق ہے۔ اپ نے فرمایا ہاں میں

تمھارے لیے اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ اللہ نے تم کو ایسے دین کی طرف ہدایت کی ہے جو تمھارے پہلے دین سے بہتر ہے۔ اب وہ بھی اسلام لے آیا اور اسکے تمام ساتھی مسلمان ہو گئے۔ اسکے بعد انھوں نے رسولؐ سے سواری کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے کہ میں تم کو دوں۔ انھوں نے کہا یا رسولؐ یہاں سے لے کر ہمارے علاقے تک لوگوں کے متعدد گمشدہ جانور دستیاب ہونگے۔ کیا ہم ان پر سوار ہو کر چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا ہر گز ایسا نہ کرنا ورنہ یاد رکھو کہ اس کا عذاب دوزخ کی آگ ہے۔

ارتداد کے زمانہ میں جارود کی اسلام پر پختگی

جارود آپ سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس واپس چلے گئے۔ یہ ایک پکے مسلمان تھے اور آخر تک تک اپنے مذہب پر خلوص نیت سے قائم رہے۔ انھوں نے ارتداد کا واقعہ بھی دیکھا تھا چنانچہ جب ان کی قوم کے دوسرے مسلمان اسلام سے منحرف ہو کر منذب دین النعمان بن منذر کے ہمراہ اپنے سابقہ مذہب کی طرف لوٹ کر گئے یہ جارود بدستور اسلام پر قائم رہے اور سب کی دعوت بھی دی انھوں نے کہا اے لوگو! میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور محمد اسکے بندے اور رسولؐ ہیں۔ اور جو یہاں نہیں ہیں ان کو بھی اس کی اطلاع دیتا ہوں۔

فتح مکہ سے پہلے رسولؐ نے علاء بن الحضرمی کو منذر بن ساوی العبدی کے پاس بھیجا تھا، وہ اسلام لے آئے اور بہت مخلص مسلمان ہو گئے تھے۔ رسول کی وفات کے بعد اور اہل بحرین کے مرتد ہونے سے قبل ان کا انتقال ہو گیا۔ علاء رسول کی جانب سے بحرین کے امیر کی حیثیت سے ان کے پاس تھے۔

قبیلہ بنو حنیفہ کی سیمہ کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضری

اس سال بنی حنیفہ کا وفد رسولؐ کے پاس آیا ان میں مسلیمہ بن حبیب الکذاب بھی تھا۔ یہ بنی الحارث کی ایک انصاری عورت کے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے، جو حارث کی اولاد تھی ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے بعض علماء نے یہ بات بیان کی ہے وہ بنی حنیفہ مسلیمہ کو برقع پہنائے ہوئے رسولؐ کی خدمت میں لے آئے، آپ اس وقت صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک شاخ تھی جس کے سرے پر پتے تھے جب بنی حنیفہ مسلیمہ کو برقع اڑھائے ہوئے آپ کے پاس پہنچے اس نے آپ ﷺ سے باتیں کیں۔ رسولؐ نے فرمایا کہ اگر تم مجھ سے اس شاخ کو بھی جو میرے ہاتھ میں ہے، مانگو میں اسے نہ دونگا۔

دوسری روایت

اہل یمامہ کے بنی حنیفہ کے ایک بزرگ کی جو روایت مسلیمہ کے سابقہ واقعے کے متعلق ابن اسحٰق نے بیان کی ہے وہ اس سابقہ بیان کے خلاف ہے وہ یہ ہے کہ بنی حنیفہ کا وفد رسولؐ کی خدمت میں آیا وہ مسلیمہ کو اپنی قیامگاہ میں چھوڑ آئے تھے ساتھ نہ لائے تھے اسلام لے آنے کے بعد انھوں نے رسولؐ سے سیلمہ کا ذکر کیا کہ ہمارا ایک ساتھی اور ہے جسے ہم اپنے سامان اور سواریوں کی حفاظت کے لیے اپنی قیام گاہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ رسولؐ نے اس کے لیے بھی اسی صلے کا حکم دیا جو وہ اور اہل وفد کو دے کر چلے تھے اور فرمایا چونکہ وہ اپنے ساتھیوں کے سامان کی نگرانی کر رہا ہے لہذ وہ تم سے کچھ برا نہیں ہے۔

مسیلمہ کا ارتداد اور دعویٰ نبوت

یہ لوگ رسولؐ کے پاس سے چلے گئے اور مسیلمہ کے پاس آئے اور جو کچھ رسولؐ نے دیا اسے دیا تھا وہ اسے لا کر دے دیا۔ یمامہ آ کر دشمن خدا مسیلمہ مرتد ہو گیا، اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور ان کے سامنے یہ جھوٹ بولا کہ میں بھی محمدؐ کے ساتھ نبوت میں شریک کر دیا گیا ہوں۔ اس کے لیے اس نے ان لوگوں سے جو وفد میں رسولؐ کے پاس گئے تھے کہا کیا تم سے رسولؐ نے جب تم نے میرا ذکر کیا یہ نہیں کہا تھا وہ تم سے اپنے مرتبے میں برابر نہیں۔ یہ بات انھوں نے اسی لیے کہی تھی کہ وہ جانتے تھے کہ مجھے نبوت میں ان کا شریک کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اس نے مجھے کہنے شروع کیے اور ان سجھوں میں ایسے جملے کہنے لگا جو قرآن سے مشابہ تھے جیسے

لقد انعم الله علی الحبلی . اخرج منا نسمته یسعی: من بین صفائی و حشی

ترجمہ: اللہ نے حاملہ عورت پر یہ انعام کیا کہ اس میں سے انسان کو پیدا کیا جو دوڑتا ہے اور اس کے کولھوں اور انتڑیوں کے درمیان سے الگ۔ اپنے پیروں کو اس نے نماز معاف کر دی، شراب حلال کر دی، زنا کو جائز قرار دیا اور اسی قسم کی اور باتیں کیں مگر اسی کے ساتھ اس بات کی بھی شہادت دی کہ محمد بھی اللہ کے نبی ہیں۔ اس کی ان باتوں سے بنی حنیفہ بہت خوش ہوئے اور انھوں نے تالیاں بجائیں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اصل حقیت کیا ہے۔

کندہ کا وفد حضورؐ کی خدمت میں

اس سال اشعث بن قیس الکندی کی امارت میں کندہ کا وفد رسولؐ کے پاس آیا۔ ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ اشعث بن قیس کندہ کے ساتھ اونٹ سواروں کے ساتھ رسولؐ کے پاس آیا۔ یہ اپنے بالوں میں کنگھی کر کے اور چمٹ کے جبے جن کے گریبان اور کفوں پر ریشم لگا تھا پہن کر رسولؐ کے پاس آئے۔ آپ نے پوچھا کیا ابھی اسلام نہیں لائے ہو انھوں نے کہا ہم مسلمان ہو چکے ہیں آپ نے فرمایا تو یہ ریشم اپنے گلوں میں کیوں لگایا ہے۔ آپ کے اس قول پر ان سب نے ریشم کو پھاڑ کر پھینک دیا اور پھر اشعث نے کہا یا رسولؐ ہم آکل المرار کے بیٹے ہیں اور آپ بھی آکل المرار کے فرزند ہیں۔ اس پر رسولؐ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن الحارث کے سامنے اپنا یہ نسب بیان کرو۔

واقعہ یہ تھا کہ ربیعہ اور عباس تاجر تھے جب کسی علاقہ عرب میں جاتے اور لوگ ان کو دریافت کرتے کہ وہ کون ہیں وہ اپنے اعزاز میں کہتے کہ ہم آکل المرار کی اولاد ہیں کیونکہ کندہ بادشاہ تھے۔ آپ نے فرمایا ہم تو نضر بن کنانہ کی اولاد میں ہیں اپنی ماں سے واقف نہیں ہیں اور اپنے باپ سے انکار نہیں کرتے اس پر اشعث بن قیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے جماعت کندہ تم نے سنا بخدا اب اگر آئندہ کوئی شخص یہ بات کہے گا تو میں اس کے اسی کوڑے لگواؤں گا۔

دیگر وفود کی آمد

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال محارب کا وفد رسولؐ کی خدمت میں آیا۔ اس سال رہاویین کا وفد رسولؐ کے پاس آیا۔ اس سال نجران سے عاقب اور سید کا وفد آیا۔ رسولؐ نے ان کے لیے معاہدہ صلح لکھا۔ اس سال بنی عبس کا وفد آیا۔ اس سال حلاف کا وفد آیا اور وہ آپ سے حجۃ الوداع میں جا کر ملے۔ اس سال شعبان میں عدی بن حاتم رسولؐ کے پاس آیا۔

اس سال ابو عامر الراہبؒ کا ہرقل کے پاس انتقال ہوگیا، کنانہ بن عبد یالیل اور علقمہ بن علاثہ نے ان کی وراثت کے متعلق جھگڑا کیا۔ رسولؐ نے کنانہ بن عبد یالیل کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا وہ دونوں کاشتکار ہیں اور علقمہ سے کہا تم چرواہے ہو۔

اس سال خولان کا وفد جس میں دس آدمی تھے رسول کی خدمت میں آیا۔ یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے کہ صلح حدیبیہ کے دوران واقعہ خیبر سے پہلے رفاعہ بن زید الجذامی رسول کی خدمت میں آیا اس نے ایک غلام آپ کو ہدیہ کیا۔ اسلام لایا اور بہت ہی مخلص مسلمان ہوگیا۔ رسولؐ نے ان کے لیے ان کی قوم کے نام ایک خط لکھ کر دیا جس میں آپ نے لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

یہ خط محمدؐ کی جانب سے رفاعہ بن زید کے لیے لکھا جاتا ہے۔ میں نے ان کو
ان کی تمام قوم کے پاس اور ان لوگوں کے پاس جو اب ان کی قوم میں
شامل ہوں بھیجا ہے۔ تا کہ یہ ان کو اللہ اور اسکے رسولؐ کے لیے دعوت دین
جو قبول کرے وہ اللہ اور اسکے رسول کی جماعت میں داخل ہوگیا اور جو
اس سے انکار کرے اسے دو ماہ کی امان دی جائے

اس خط کو لے کر جب رفاعہ اپنی قوم کے پاس آئے ان کی قوم نے رفاعہ کی دعوت کو قبول کیا اور سب مسلمان ہوگئے اور پھر وہ حلاء آ کر وہاں آباد ہوگئے۔

رفاعہ بن زید کی قوم کا قبول اسلام

بنی جذام کے بعض سچ بولنے والے ساتھیوں سے جو اس واقعے سے واقف تھے مروی ہے کہ رفاعہ بن زید رسول ﷺ سے آپ کا خط لے کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انھوں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کرلیا۔

دحیہ بن کلبی پر غارتگری کا واقعہ

اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد دحیہ بن خلیفۃ الکلبی قیصر شاہ روم کے پاس سے جہاں ان کو رسولؐ نے بھیجا تھا اپنا کچھ مال تجارت لیے ہوئے۔ ان کی قوم کے علاقے میں آئے جب وہ اس کی شنار نام ایک وادی میں مقیم تھے بنی جذام کے خاندان ضلیع کے ہنید بن عوص اور اسکے بیٹے عوص بن ہنید نے دحیہؓ پر غارتگری کر کے ان کی ہر چیز پر قبضہ کرلیا اس واقعے کی خبر رفاعہ کی قوم بنی النضیب کے ان لوگوں کو پہنچی جو اسلام لا چکے تھے یہ ہنید اور اسکے بیٹے عوص کے تعاقب میں دوڑے ان کا تعاقب کرنے والوں میں بنی النضیب کا نعمان بن ابی بھی تھا۔ اس جماعت نے ان دونوں کو جا ملایا اور لڑائی ہونے لگی۔ اس جنگ میں قرۃ ابن اشقر الضفاری الضلیعی نے اپنی نسبت فخریہ کہا کہ میں لبنی کا بیٹا ہوں۔ اس نے نعمان بن ابی جعال کے ایک تیر مارا جو ان کے گھٹنے میں جا کر لگا اس پر قرۃ نے پھر فخریہ کہا یہ تیر سنبھال میں لبنی کا بیٹا ہوں۔ لبنی اس کی کوئی ماں یا دادی کا نام تھا۔

حسان بن ملۃ الضیبی اس واقعے سے قبل دحیہ بن خلیفہ الکلبی کی صحبت میں رہا تھا اور ان سے سورۃ فاتحہ پڑھی تھی اس تعاقب کرنے والی جماعت نے ہنید اور اس کے بیٹے عوص کے ہاتھ سے دحیہؓ کا تمام مال چھین کر اسے دحیہؓ کے حوالے کر دیا۔ دحیہؓ وہاں سے رسولؐ کے پاس آئے اور اپنی یہ سرگزشت بیان کی اور آپ سے ہنید اور اس کے بیٹے عوص

کے خون کا مطالبہ کیا۔ آپ نے زید بن حارثہ کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ اسی بناء پر جذام سے زید کی لڑائی ہوئی۔ رسولؐ نے زید کے ہمراہ ایک بڑی فوج بھیجی اس سے پہلے جب رفاعہ بن زید رسول کا خط لے کر آئے غطفان نے جذام وائل سلامان اور سعد بن ہذیم کو اپنے علاقے سے بھیج دیا تھا اور یہ سب کے سب حرہ الرجلا میں ٹھہرے ہوئے تھے رفاعہ بن زید کراع ربہ میں مقیم تھے اور ان کا پورا قبیلہ حرہ کی سمت میں اس وادی پر اترا ہوا تھا جو مشرق کی طرف بہتی ہے۔

زید بن حارثہ کا لشکر کے ساتھ حملہ

زید بن حارثہ کا لشکر اولاج کی طرف سے بڑھا اور انھوں نے حرہ کے سامنے مقام قضافض پر چھاپہ مارا جس قدر مال اور اشخاص وہاں تھا ان سب پر قبضہ کر لیا۔ نیز انھوں نے ہنید اس کے بیٹے بنی لاحنف کے دو آدمیوں اور بنی حصیب کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ اس واقعے کی اطلاع بنی الضبیب کو اس وقت ہوئی جبکہ زید بن حارثہ کا لشکر فیضاء مدان میں تھا۔ حسان بن ملہ، سوید بن زید کے گھوڑے عجاجہ پر انیف بن ملہ، ملہ کے گھوڑے رخال پر اور ابو زید بن عمرو اپنے گھوڑے شمر پر سوار ہو کر زید بن حارثہ کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوئے۔ اور جب ان کی قیام گاہ کے قریب آ گئے ابو زید نے انیف بن ملہ سے کہا کہ تم ذرا پیچھے رہ جاؤ اور ہمارے ساتھ نہ آؤ کیونکہ ہمیں تمھاری زبان سے اندیشہ ہے انیف واپس جا کر ان سے ہٹ کر ٹھہر گیا وہ دونوں زیادہ دور نہیں جانے پائے تھے کہ انیف کے گھوڑے نے زمین پر پاؤں مارنے شروع کیے اور کلیلیں کرنے لگا انیف نے کہا خود میں ان دونوں کے پاس جانے کے لیے اس سے زیادہ پریشان ہوں جتنا تو ان دونوں گھوڑوں کے پاس جانے کے لیے بیتاب ہو رہا ہے۔ اچھا چلو انیف نے اس کی باگ ڈھیلی کی اور اپنے رفیقوں کے پاس جا پہنچا انھوں نے اس سے کہا کہ آنے کو تو آ گئے مگر مہربانی کر کے اپنی زبان کو قابو پر رکھنا اور آج ہمیں رسوا نہ کرنا اور سب نے اس پر اتفاق کیا کہ سوائے حسان بن ملہ کے اور کوئی گفتگو نہ کرے گا۔

عہد جاہلیت میں تمام عربوں میں ایک لفظ متداول اور متعارف چلا آتا تھا جو اس وقت بولا جاتا تھا جبکہ کوئی شخص اپنی تلوار سے وار کرنا چاہتا یہ لفظ ''ثوری'' تھا۔ یہ تینوں جب زید بن حارثہ کے لشکر کے سامنے آئے ان کے مقابلے کے لیے اس لشکر میں سے ایک جماعت جھپٹی مگر حسان نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں۔ سب سے پہلے جو شخص ان کے پاس پہنچا تھا وہ ایک مشکی گھوڑے پر سوار تھا نیزہ اس کے ہاتھ میں اس طرح تنا ہوا تھا کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ گویا وہ گھوڑے کے اگلے نشانے میں مضبوطی سے گڑا ہوا ہے۔ اس شخص نے ان تینوں پر گھوڑا اڈالا انیف نے کہا ''ثوری''۔ مگر حسان نے اس سے کہا چپ رہو بہر حال جب یہ زید بن حارثہ کے پاس پہنچے حسان نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں۔ زید نے کہا اچھا سورۃ فاتحہ پڑھ کر سناؤ۔ حسان نے پڑھ دی۔ تب زید نے حکم دیا کہ تمام فوج میں منادی کر دی جائے کہ اللہ نے وہ تمام علاقہ جس سے ہم آئے ہیں ہمارے لیے حرام کر دیا ہے۔ سوائے اس شخص کے جو دھوکا دے گا۔

قیدیوں میں حسان بن ملہ کی بھی شریک تھی جو ابی بر بن عدی بن امیہ بن الضبیب کی بیوی تھی۔ زید نے حسان سے کہا کہ اپنی بہن کو لے لو وہ اسی قید کی حالت میں قیدیوں سے علیحدہ کر لی گئی۔ ام الفرز الفصلیعہ نے کہا کیا خوب اپنی بیٹیوں کو لیے جاتے ہو اور ماؤں کو چھوڑے جاتے ہو۔ اس پر بنی خصیب کے کسی شخص نے کہا کیوں نہ ہو وہ بنی الضبیب ہے تمام دن وہ قیدی اسی جملے کو دہراتے رہے ایک سپاہی نے اسے سنا اور زید بن حارثہ کو جا کر خبر کر دی۔ زید نے حسن کی بہن کو ڈوری کھلوا دی۔ جس سے اس کے ہاتھ پشت پر بندھے تھے مگر اسے یہ حکم دیا کہ تم بھی اپنی رشتہ داروں میں جا کر بیٹھو اور پھر جو اللہ تمھارے بارے میں حکم دے گا اس پر عمل ہوگا۔ وہ اپنے گھروں کو چلے گئے۔ زید نے اپنی فوج کو ممانعت

کردی کہ اب کوئی اس وادی میں نہ جاؤ جہاں سے وہ آئے تھے۔ چنانچہ رات تمام قیدیوں نے اپنے گھروں میں بسر کی۔ سوید بن زید کا گلہ رات کو چرکر واپس آیا اور جب وہ رات کا پانی پی چکے، ابوزید بن عمرو، ابوشماس بن عمر، سوید بن زید، برذع بن زید، ثعلبہ بن عمرو، مخربہ بن عدی، انیف بن ملہ اور حسان بن مہہ اسی شب میں اونٹوں پر سوار ہوکر رفاعہ بن زید سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے۔ رات بھر سفر کر کے صبح سویرے رفاعہ کے پاس پہنچے جو حرہ کی پشت پر حرہ لیلی میں ایک کنویں پر کراع ربہ میں مقیم تھا۔ حسان بن ملہ نے اس سے کہا کہ تم یہاں مزے سے بکریوں کا دودھ دوھ رہے ہو اور دوسری طرف جذام کی عورتوں کو زنجیروں سے کھینچا جا رہا ہے۔ ان کو تمھارے اس خط نے دھوکا دیا ہے جو تم ان کے پاس لے کر آئے تھے۔

رفاعہ بن زید نے اسی وقت اپنا اونٹ طلب کیا یہ اس پر اپنا کجادہ باندھتا جا رہا تھا اور اپنے آپ سے کہہ رہا تھا کہ اب تک زندہ ہے اور لوگ تجھے زندہ سمجھ کر پکارتے ہیں۔ کجادہ کس کر وہ اسی وقت ان سب کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ دوسرے دن صبح سویرے وہ امیہ بن ضفارہ کے پاس جو اسی شخص کا بھائی تھا جو قتل کیا گیا تھا حرہ کی پشت سے آئے اور اب یہ پھر سب تین رات کا سفر کر کے مدینے آئے۔ مسجد نبوی کے پاس آئے کسی شخص کی نظر ان پر پڑی اس نے ان سے کہا اپنے اونٹوں کو ابھی نہ بٹھاؤ ورنہ ان کے ہاتھ کٹ جائیں گے۔ چنانچہ یہ جماعت اونٹوں سے اتر پڑی اور وہ کھڑے رہے۔

رفاعہ کی قوم حضورؐ کی خدمت میں

اب یہ رسولؐ کے پاس پہنچے انہیں دیکھ کر آپ نے ہاتھ کے اشارے سے ان سے کہا کہ وگوں کے پیچھے سے آ جاؤ۔ جب رفاعہ بن زید نے اپنی پٹی کھولی کسی نے کہا اے اللہ ک نبیؐ یہ لوگ جادوگر ہیں اس جملے کو اس نے دو مرتبہ کہا اس پر رفاعہ نے کہا اللہ اس پر رحم کرے جو آج ہمارے ساتھ بھلائی نہ کرے۔ اس کے بعد رفاعہ نے رسول کو آپ کا وہ خط جو آپ نے اسے لکھ کر دیا تھا حوالے کیا اور کہا یہ لیجئے۔ یا رسولؐ آپ کا یہ خط پرانا ہے مگر آپ کی بدعہدی جدید ہے۔ رسولؐ نے فرمایا اے غلام اس کو سب کے سامنے پڑھو اس نے آپ کا خط پڑھا آپ نے پوچھا پھر کیا ہوا۔ انھوں نے سارا واقعہ سنایا رسولؐ نے فرمایا مگر اب میں مقتولین کے ساتھ جو قتل ہو چکے کیا کرسکتا ہوں۔ رفاعہ نے کہا آپ بہتر جانتے ہیں یا رسولؐ ہم نے آپ کے حکم کے خلاف نہ کسی حرام کو حلال کیا ہے اور نہ کسی حلال کو حرام۔ اس پر ابوزید بن عمرو نے کہا یا رسولؐ جو لوگ زندہ ہیں ان کو تو آپ ہماری خاطر آزاد فرما دیئے اور جو مقتول ہو چکے وہ ہو چکے ان کی فکر نہ کیجئے۔ رسولؐ نے فرمایا ابوزید نے سچی بات کہی ہے۔ اچھا علیؓ تم ان کے ساتھ چلے جاؤ علیؓ نے کہا یا رسولؐ زید میری بات نہ مانیں گے آپ نے فرمایا میری تلوار لو علیؓ نے آپ کی تلوار لے لی پھر علیؓ نے کہا یا رسولؐ میرے پاس سواری نہیں ہے۔ رسولؐ نے ثعلبہ بن عمرو کا اونٹ مکحال ان کی سواری کے لیے دے دیا۔ علیؓ روانہ ہوگئے راستے میں ان کو زید بن حارثہ کا قاصد جو ابی وبر کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی شمر نام پر سوار چلا آ رہا تھا، ملا رفاعہ بن زید وغیرہ نے اسے اونٹنی پر سے اتار لیا اس نے علی سے اس کی شکایت کی انھوں نے کہا انھوں نے ٹھیک کیا ہے ان کا مال تھا انہوں نے پہچان لیا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ وہاں سے چل کر یہ سب زید بن حارثہ کے لشکر کے پاس جو فیفاء الفحلتین میں فروکش تھا، اور اس لشکر کے پاس جس قدر لوٹ کا مال و متاع تھا وہ سب ان سے چھین لیا۔ یہاں تک کہ اونٹوں پر عورتوں کے لیے جو گدے اور نمدے بچھائے گئے تھے وہ بھی چھین لیے۔

وفد بنی عامر بن صعصعہ

حضور ﷺ کے قتل کرنے کی ناکام سازش

عمرہ بن قتادہ سے مروی ہے کہ بنی عامر کا ایک وفد رسولؐ کے پاس آیا جس میں عامر بن الطفیل، اربد بن قیس بن مالک بن جعفر اور جنار بن سلمیا بن جعفر ان کے سرغنہ اور شیاطین تھے، عامر بن الطفیل رسولؐ کے پاس آیا وہ آپ کو دھوکے سے شہید کرنا چاہتا تھا۔ اس سے قبل اس کی قوم نے اس سے کہا اے عامر سب لوگ اسلام لا چکے ہیں اب تم بھی مسلمان ہو جاؤ اس نے کہا بخدا میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تمام عرب میری اتباع نہ کریں میں کسی حد پر نہیں رکوں گا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اس قریشی کی اتباع کروں۔ اس کے بعد اس نے اربد سے کہا کہ جب میں ان کے پاس پہنچوں گا اور ان کو اپنی طرف باتوں میں متوجہ کرونگا اس وقت تم تلوار سے ان پر حملہ کرنا یہ رسولؐ کے پاس آئے۔ عامر بن الطفیل نے رسولؐ سے کہا اے محمدؐ میں آپ سے علیحدہ میں باتیں کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا جب تک تم اللہ وحدہ پر ایمان نہ لے آؤ میں تمھاری خواہش منظور نہیں کرتا مگر اس نے پھر کہا اے محمد میں تم سے تنہائی میں باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جملہ وہ کہتا جاتا تھا اور منتظر تھا کہ اربد اس کی ہدایت پر عمل کرے مگر اربد خاموش بیٹھا رہا جب عامر نے اربد کی یہ کیفیت دیکھی اس نے پھر رسولؐ سے کہا کہ میں آپ سے علیحدگی چاہتا ہوں۔ آپ نے صاف انکار کر دیا اور فرمایا جب تک تم اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان نہ لے آؤ میں ہرگز تمھاری خواہش منظور نہیں کرونگا اس پر اس نے کہا اچھا تو اب میں تمھارے مقابلے کے لیے سرخ گھوڑے سوار اور پیدل کی ایسی زبردست فوج لے کر آؤنگا کہ تمام مدینہ ان سے بھر جائے گا۔ اس کے اٹھ جانے کے بعد رسولؐ نے فرمایا اے اللہ تو عامر بن الطفیل کی خبر لے۔

رسولؐ کے پاس سے چلے آنے کے بعد عامر نے اربد سے پوچھا میں نے تم کو جو ہدایت دی تھی اس پر تم نے کیوں عمل نہیں کیا بخدا روئے زمین پر میرے نزدیک تم سے زیادہ ڈرپوک کوئی اور نہ ہوگا اب میں کبھی تم سے مطلقاً خوف نہیں کرونگا۔ اربد نے کہا ذرا جلدی نہ کرو میری بات بھی سن لو، بخدا جب میں نے تمھاری ہدایت پر عمل کرنا چاہا تم میرے اور ان کے درمیان حائل نظر آئے سوائے تمھارے مجھے اور کوئی نظر نہیں آتا تھا تو کیا میں تم پر وار کرتا۔

عامر بن طفیل اور اربد کا انجام بد

یہ مدینے سے اپنے علاقے واپس جانے لگے راستے میں اللہ عزوجل نے عامر بن الطفیل کو طاعون میں مبتلا کر دیا اس کی گردن میں گلٹی نکل آئی جس سے وہ بنی سلول کی ایک عورت کے گھر میں مر گیا۔ اس کے دوسرے ساتھی اسے دفن کر کے اپنی قوم بنی عامر کے پاس آئے انھوں نے اربد سے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا کچھ نہیں بخدا محمد نے ہمیں ایسی شے کی عبادت کے لیے دعوت دی کہ اگر وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو اپنے اس تیر سے میں اسے ہلاک کر دوں۔ اس بات کے کہنے کے ایک یا دو روز کے بعد وہ اپنے اونٹ کو بیچنے کے لیے روانہ ہوا راستے میں اللہ نے بجلی سے اسے اور اس کے اونٹ کو جلا کر راکھ کر دیا۔ یہ اربد بن قیس لبید بن ربیعہ کا اخیافی بھائی تھا۔

بنی طے کا وفد

بنی طے کے سردار کی فضیلت حضورؐ کی زبانی سے

بنی طے کا وفد اپنے سردار زید الخیل کے ساتھ رسول ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی وہ اسلام لے آئے اور مخلص ہوگئے۔ اور رسولؐ نے فرمایا کہ جس جس عرب کی فضیلت کا ذکر مجھ سے کیا گیا ہے اور وہ میرے پاس آیا میں نے اسے اس سے کمتر پایا جیسا کہ اس کی تعریف کی گئی۔ سوائے زید الخیل کے کہ ان کے متعلق جو کچھ کہا گیا تھا، ملاقات کے وقت وہ اس سے کہیں بہتر ثابت ہوئے۔ اسی وجہ سے آپ نے ان کا نام اب زید الخیر رکھا۔ جاگیر دی اور دو زمین کے چھوٹے ٹکڑے دیئے اور اس کے لیے باقاعدہ سند لکھ دی۔ یہ آپ سے رخصت ہوکر اپنی قوم کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوئے آپ نے فرمایا اگر زید مدینے کے فلاں بخار سے بچ گئے تو بھی وہ نہ بچے۔ چنانچہ جب وہ نجد کے علاقے میں پہنچے وہاں کے ایک فردہ نامی چشمہ پر آئے ان کو بخار آیا اور اسی سے وہ مر گئے ان کے مرنے کے بعد ان کی بیوی نے رسولؐ کے وہ فرمان جو آپ نے جاگیر کے لیے زید الخیر کو لکھ کر دیئے تھے تلاش کر لیے اور ان کو آگ میں جلایا۔

حضور ﷺ کے نام مسلیمہ کا خط اور آپ کا ردعمل

اس سال مسلیمہ نے رسول کو لکھا کہ میں آپ کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔ عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ مسلیمہ بن حبیب الکذاب نے رسول کو لکھا۔ یہ خط مسلیمہ رسول کی طرف سے محمدؐ کو لکھا جاتا ہے سلام علیک۔ مجھے آپ کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہے ہمارے لیے آدھی سرزمین اور قریش کے لیے آدھی مگر قریش حد سے بڑھنے والی قوم ہے۔ دو شخص اس خط کو لے کر آپ کے پاس آئے۔ نعیم سے مروی ہے کہ خط کو پڑھ کر رسولؐ نے ان دونوں قاصدوں سے پوچھا تم کیا کہتے ہو انھوں نے کہا ہمارا بھی وہی خیال ہے جو مسلیمہ نے لکھا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر قاصدوں کا قتل جائز ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کر دیتا۔ پھر آپ نے مسلیمہ کو اسے خط کے جواب میں لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

> یہ خط محمدؐ کی طرف سے مسلیمہ الکذاب کے نام لکھا جاتا ہے۔ سلام ہو اس پر جس نے راہ راست کی اتباع کی اما بعد۔ فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ و العاقبۃ للمتقین (ترجمہ: زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جسے وہ چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور بے شک آخرت اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ہے) یہ آخر ۱۰ ہجری کا واقعہ ہے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ مسلیمہ الکذاب اور دوسرے مدعیان نبوت نے رسول کی حجۃ الوداع سے واپسی اور مرض الموت میں علیل ہونے کے بعد اپنی نبوت کا اعلان اور دعویٰ کیا تھا۔

دیگر مدعیان نبوت

رسولؐ کے آزاد کردہ غلام ابومویہبۃ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع کے بعد جب رسولؐ مدینے واپس آئے اور مسافروں کے ذریعے تمام عرب میں آپ کی بیماری کی خبر مشہو ہوگئی تو اسود نے یمن میں اور مسلمہ نے یمامہ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ان دونوں کی اطلاع آپ کو مل گئی، آپ کے مرض سے افاقے کے بعد طلحہ نے بنی اسد کے علاقے میں اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اس کے بعد آپ محرم میں پھر اس مرض میں بیمار پڑ گئے جس سے آپ کی وفات ہوئی۔

مختلف علاقوں میں عاملین صدقہ کی روانگی

اس سال رسولؐ نے ان تمام علاقوں میں جہاں اسلام پھیل گیا تھا اپنے عاملین مقرر کر کے بھیج دیئے۔عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ تمام ان شہروں جو اسلام کے زیر نگین آ گئے تھے، رسولؐ نے اپنے امیر اور عامل صدقات مقرر کئے۔مہاجر بن ابی امیہ بن المغیرہ کو آپ نے صنعناء بھیجا۔وہاں پر موجود اسود عنسی نے مہاجر کے خلاف خروج کیا۔ آپ نے بنی بیاضہ کے زیاد بن لبید الانصاری کو حضرموت کے صدقات کا عامل مقرر کیا۔عدی بن حاتم کو طے اور اسد کے صدقات کا عامل مقرر فرمایا۔ مالک بن نویرہ کو بنی حنظلہ کا عامل صدقات مقرر فرمایا بنی سعد کے صدقات کی وصولیابی انھیں کے دشمنوں کے تفویض کی۔ غلام بن الحضرمی کو آپ نے بحرین کا عامل مقرر کر کے بھیجا اور علی بن ابی طالب کو بحران بھیجا تا کہ یہ وہاں کے صدقات اور جزیے کو وصول کریں۔

حجۃ الوداع کی تیاری

اس سال کے ماہ ذیقعدہ کے شروع ہوتے ہی رسولؐ کی تیاری شروع کی اور تمام صحابہ کو آپ نے سفر کی تیاری کا حکم دیا۔عائشہ ام المومنین سے مروی ہے کہ ذیقعدہ کے ختم ہونے کی پانچ راتیں باقی تھیں کہ رسولؐ حج کے لیے روانہ ہوئے اس وقت خود آپ اور تمام صحابہ کی زبان پر صرف حج کا ذکر تھا یہاں تک کہ آپ صرف کے مقام پر پہنچے۔آپ نے اپنے ہمراہ حج کے لیے ہدی بھی لی تھی اور دوسرے شرفاء کے ساتھ بھی ہدی تھی۔آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ سوائے ان لوگوں کو جو ہدی ساتھ لائے ہیں اور لوگ عمرہ کر سکتے ہیں انھوں نے پوچھا کیا ہوا شاید حائضہ ہوگئی۔علیؓ میرے پاس آئے میں رو رہی تھی انھوں نے پوچھا کیا ہوا شاید تم کو حیض آیا ہے میں نے کہا ہاں اور اچھا ہوتا کہ اس سال میں تم سب کے ساتھ حج کے لیے جاتی۔انھوں نے کہا یہ خیال نہ کرو بلکہ یہ بات زبان سے بھی مت کہو طواف کے علاوہ تم اور تمام وہی مناسک حج ادا کر سکتی ہو جو دوسرے حاجی کرتے ہیں۔

رسولؐ مکے میں داخل ہوئے تو سوائے ان حضرات کے جو اپنے ساتھ ہدی لائے تھے دوسروں نے عمرہ ادا کیا آپ کی اور بیویوں نے بھی عمرہ کیا۔قربانی کے دن گائے کا گوشت مجھے بھیجا گیا میں نے کہا یہ کیا ہے مجھ سے کہا گیا کہ رسولﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔حصبہ (کنکریاں مارنے کے دن) کے دن رسولؐ نے مجھے میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے ساتھ بھیجا تا کہ میں تنعیم آ کر وہاں سے اس عمرے کے عوض میں جو میں نہیں کر سکی تھی عمرہ کر لوں۔

حضرت علیؓ کا ادائیگی حج کے لیے مکہ آنا

ابن ابی سے مروی ہے کہ رسولؐ نے علی بن ابی طالب کو نجران بھیجا تھا وہ مکے میں آپ سے آ کر ملے اور احرام باندھ چکے تھے علیؓ فاطمہؓ بنت رسولؐ کے پاس آئے اور انہوں نے دیکھا کہ فاطمہؓ نے احرام باندھ کر عمرے کی تیاری کی ہے۔ علیؓ نے ان سے پوچھا اے رسولؐ کی صاحبزادی کیا کر رہی ہو؟ انھوں نے کہا رسولؐ نے ہمیں عمرے کی اجازت دی ہے اور اس کے لیے ہم نے احرام باندھا ہے فاطمہؓ سے مل کر علیؓ رسولؐ کے پاس آئے اپنے واقعات سفر کو سنانے کے بعد رسولؐ نے ان سے کہا جاؤ جا کر پہلے بیت اللہ کا طواف کرو اور پھر اپنے دوسرے لوگوں کی طرح احرام کھولو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسولؐ میں نے تو آپ کی طرح حج کی نیت کی ہے رسولؐ نے فرمایا کیا ہوا جاؤ اور عمرہ کر کے قیام کرو۔

علیؓ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یا رسولؐ حج کی نیت کرتے وقت میں نے اللہ سے کہا تھا کہ خداوندا میں بھی اسی طرح حج کی نیت کرتا ہوں جس طرح کہ تیرے بندے اور رسولؐ نے کی ہے۔ آپ نے پوچھا تمھارے پاس ہدی ہے میں نے کہا نہیں۔ تب آپ نے ان کو بھی اپنی ہدی میں شامل کر لیا اور وہ بدستور احرام سابق باندھے رہے اور جب رسولؐ اور علیؓ دونوں حج سے فارغ ہو گئے تب رسولؐ نے اپنے دونوں کی طرف سے ہدی کی قربانی کی۔

حضرت علیؓ سے متعلق بعض لوگوں کی بدگمانی اور اس کا ازالہ

یزید بن طلحہ بن یزید بن اکانہ سے مروی ہے کہ رسولؐ سے ملنے کے لیے جب علیؓ یمن سے مکے آئے انھوں نے رسولؐ سے ملاقات کے لیے بڑی جلدی کی وہ اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو اپنی فوج میں اپنا نائب بنا کر چلے آئے۔ اس شخص نے یہ کیا کہ جو اعلیٰ درجے کے کپڑے جزیے میں وصول ہوئے تھے اور ساتھ تھے ان سب کو توشہ خانے سے نکلوا کر اپنی فوج کو پہنا دیے۔ جب یہ فوج مکے کے قریب آئی تو حضرت علیؓ ان کو دیکھنے آئے یہاں آ کر انھوں نے دیکھا کہ تمام فوج حلے پہنی ہوئی ہے۔ علیؓ نے اپنے نائب سے اس کے متعلق جواب طلب کیا اس نے کہا کہ میں نے یہ حلے اس لیے ان کو پہنا دیے ہیں کہ جب یہ سب کے سامنے سے گذریں تو بھلے معلوم ہوں۔ علیؓ نے فرمایا یہ کوئی بات نہیں اس سے پہلے کہ تم اس حالت میں رسولؐ کے پاس پہنچو ان حلوں کو اتار دو۔ چنانچہ اس نے وہ تمام حلے فوج سے لے کر پھر توشہ خانے میں رکھوا دیے۔ یہ بات فوج کو ناگوار ہوئی۔ اور انھوں نے اس طرز عمل کا شکوہ کیا۔

ابوسعید الخذری سے مروی ہے کہ لوگوں نے علی کی شکایت کی اس کے متعلق رسول تقریر کرنے کھڑے ہوئے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "اے لوگو! تم مجھ سے علی کی شکایت نہ کرو بخدا وہ بے شک اللہ کے لیے یا آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں بہت سخت ہے"

حجۃ الوداع کا لرزہ خیز خطبہ

عبداللہ بن ابی سے مروی ہے کہ رسولؐ حج کرنے تشریف لے گئے آپ نے سب کو حج کا طریقہ اور اس کی سنتیں بتا دیں پھر آپ نے سب کے سامنے اپنا وہ مشہور خطبہ دیا جس میں آپ نے اپنے مقصد کو صاف صاف لوگوں پر واضح کیا آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا

اے لوگو میری بات غور سے سن لو کیونکہ شاید اس سال کے بعد اس مقام پر

پھر کبھی میری تم سے ملاقات نہ ہو۔ اے لوگو قیامت تک کے لیے تمھارا خون اور تمھارا مال اسی طرح تم پر حرام ہے جس طرح کہ آج کے دن اور اس مہینے کی حرمت ہے۔ تم اپنے رب سے ملو گے اور وہ تمھارے اعمال کی تم سے باز پرس کرے گا۔ میں نے اس کا پیام پہنچا دیا ہے۔ جس کے پاس کوئی امانت ہو اسے چاہئے کہ وہ امانت رکھونے والے کو واپس کردے۔ ہر قسم کا سود ساقط ہے۔ البتہ اصل رقم تمھاری ہے وہ تم کو ملنا چاہیے تاکہ نہ تم پر ظلم ہو اور نہ تم دوسروں پر ظلم کرو۔ اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ سود قطعی ساقط ہے۔ عباس بن عبدالمطلب کا تمام سود قطعی ساقط ہے۔ اسی طرح جاہلیت میں جتنے خون ہوئے ہیں وہ سب ساقط ہیں ان کا ہرگز انتقام نہ لیا جائے اور سب سے پہلے میں ابن ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کا خون معاف کرتا ہوں اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک شیر خوار بچہ بنی لیث کے یہاں پرورش پا رہا تھا بنو ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ اس لیے سب سے پہلے جاہلیت کے خونوں میں سے اس بچے کے خون کی معافی سے ابتدا کرتا ہوں کہ وہ ساقط کیا جاتا ہے۔

اے لوگو! اب شیطان اس بات سے تو ہمیشہ کے لیے مایوس ہو چکا ہے کہ اس تمھاری سرزمین میں خدائے واحد کے سوا کسی اور کی پرستش کی جائے البتہ اس کے سوا تمھارے جو اور اعمال ہیں جن کو تم معمولی درجے کا سمجھتے ہو ان کے متعلق وہ اس بات سے مطمئن ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے گی اس لیے اپنے دین کی حفاظت کے لیے شیطان سے ڈرتے رہو۔ اے لوگو! مہینوں کی ترتیب میں تبدیلی کرنا کفر میں ایک اور اضافہ ہے اس سے صرف کافر گمراہ ہوتے ہیں ایک سال اسے حلال کر لیتے ہیں اور دوسرے سال اسے حرام کر لیے ہیں تاکہ اللہ نے جو زمانہ حرام قرار دیا ہے اس کی خلاف ورزی کی جائے اس لیے جو زمانہ اللہ نے حرام کر لئے ہے اسے وہ حلال کرتے ہیں اور جو زمانہ جنگ کے لیے جائز قرار دیا ہے اسے حرام قرار دیں۔ جس روز کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اسی دن اس نے اپنی کتاب میں بارہ مہینے مقرر کیے ہیں ان میں چار حرام ہیں تین تو مسلسل اور چوتھا رجب مضر جو جمادی اور شعبان کے درمیان آتا ہے۔ اما بعد اے لوگو تمھاری بیویوں پر تمھارا حق ہے اور تم پر ان کا حق ہے ان پر تمھارا یہ حق ہے کہ تمھاری مرضی کے خلاف تمھارے گھر کوئی غیر نہ آئے اور ان پر یہ فرض ہے کہ وہ حقیقی بدکاری نہ کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو اللہ نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم ان کو ان کی خوابگاہوں میں چھوڑ دو اور ان سے کوئی واسطہ نہ رکھو اور معمولی مار مارو اگر اس سزا سے وہ باز آجائیں تو تم فراخ دلی کے ساتھ ان کو نان و نفقہ دو اور ہمیشہ ایک دوسرے کو عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کرتے رہو وہ تمھاری دست نگر ہیں خود اپنا کچھ نہیں رکھتیں اور تم نے ان کو اللہ کی امانت کے ساتھ اپنے نکاح میں لیا ہے اور اللہ کے کلمے کے ساتھ ان کی شرم گاہوں کو حلال کیا ہے۔

اے لوگو! اچھی طرح میری باتوں کو سمجھ لو اور غور سے سن لو، میں نے اللہ کا پیام پہنچا دیا ہے اور تم میں وہ چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر اس پر عمل کرتے رہو گے تو کبھی سیدھے راستے سے نہ بھٹکو گے اور وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے۔ اے لوگو میری بات کو اچھی طرح سن لو میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر مسلمان

مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی شخص کے لیے اپنے اوپر ظلم نہ کرنا۔ اے اللہ کیا میں نے تیرا پیغام پوری طرح پہنچا دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے اس قول پر تمام مسلمانوں نے کہا بے شک آپ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔ رسولؐ نے فرمایا اے اللہ آپ گواہ ہو جائیں۔

خطبہ عرفہ میں ربیعہ کی ترجمانی

عباد سے مروی ہے کہ جب رسولؐ عرفہ پر کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے ربیعہ بن امیہ بن خلف آپ کے جملوں کو بلند آواز سے سب کو سنانے کے لیے دہراتے جاتے تھے۔ رسولؐ ربیعہ سے کہتے کہ کہہ دو کہ اے لوگو رسولؐ اللہ پوچھتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کونسا مہینہ ہے۔ تمام حاضرین کہتے یہ ماہ مقدس ہے۔ رسولؐ ربیعہؓ سے کہتے کہہ دو کہ اللہ نے قیامت تک کے لیے تم پر تمھاری جان اور مال اسی طرح حرام کر دیا جس طرح کہ یہ مہینہ حرام ہے۔ پھر آپ نے ربیعہ سے کہا کہہ دو کہ رسولؐ کہتے ہیں اے لوگو جانتے ہو کہ یہ کونسا شہر مقدس (بلد الحرام) ہے رسولؐ ربیعہؓ سے کہتے کہہ دو کہ اللہ نے تم پر تمھاری جان اور مال کی قیامت تک کے لیے اسی طرح حرام کر دیا ہے جس طرح کہ یہ شہر حرام ہے پھر آپ نے ربیعہؓ سے فرمایا کہو کہ اے لوگو جانتے ہو کہ آج کیا دن ہے سب نے کہا آج حج اکبر کا دن ہے۔ آپ نے ربیعہؓ سے فرمایا کہہ دو کہ اللہ نے تمھاری جان اور مال کو قیامت تک کے لیے تم پر اسی طرح حرام کر دیا ہے جس طرح کہ آج کا دن متبرک اور حرام ہے۔

حج سے متعلق بعض احکام کا بیان

عبداللہ بن ابی سے مروی ہے کہ عرفہ میں ٹھہر کر رسولؐ نے فرمایا یہ مقام اس پہاڑ کا جس پر یہ واقع ہے موقف ہے اور تمام عرفہ موقف ہے۔ اسی طرح آپ نے مزدلفہ کی صبح کو قزح پر قیام کر کے فرمایا یہ موقف ہے اور تمام مزدلفہ موقف ہے اسی طرح جب آپ نے قربان گاہ میں قربانی کی فرمایا یہ قربانی کی جگہ ہے اور تمام قربانی کرنے کی جگہ ہے۔ آپ نے حج پورا کیا تمام مسلمانوں کو سب مناسک حج بتا دیئے اور حج کے موقع پر مواقف رمی جمار اور بیت اللہ کے طواف میں جو فرائض ہیں وہ بتائے نیز حج میں جن باتوں کو حلال کیا گیا ہے اور جن باتوں کو حرام کیا گیا ہے وہ بتا دیں اس طرح یہ حج نہ صرف آخری حج ہوا بلکہ تعلیمی حج بھی تھا کیونکہ اس کے بعد رسول کو حج کا موقع نہیں مل سکا۔

رسولؐ کے غزوات

غزوات کی تعداد

ابوجعفر کہتے ہیں کہ رسولؐ نے چھبیس غزوات میں خود شرکت فرمائی ہے بعض صحابہ سے مروی ہے کہ آپ نے ستائیس غزوات میں خود شرکت کی ہے۔ جن لوگوں نے آپ کے غزوات کی تعداد چھبیس بیان کی ہے انھوں نے غزوہ خیبر اور وہاں سے جو آپ مدینے واپس آئے بغیر غزوہ وادی القریٰ کے لیے گئے تھے کو ایک غزوہ قرار دیا ہے کیونکہ وہ ایک ہی سفر میں ہوئے کیونکہ آپ اپنے مقام پر واپس آئے بغیر خیبر ہی سے وادی القریٰ چلے گئے تھے اور جو لوگ آپ کے غزوات کی تعداد ستائیس کہتے ہیں وہ ان دونوں واقعوں کو علیحدہ علیحدہ غزوہ قرار دیتے ہیں۔

غزوات کی ترتیب زمانی

عبداللہ بن ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ کل چھبیس غزوات ایسے ہیں جن میں رسول ﷺ نے بذات خود شرکت فرمائی ہے پہلا غزوہ جس میں آپ نے شرکت کی وہ غزوہ ودان ہے اور یہی غزوہ الابواء ہے اسکے بعد غزوہ بواط ہے جو کوہ رضوی کی سمت میں پیش آیا۔ پھر غزوہ العشیر ہ ہے جو ینبوع کے درمیان میں وقوع پذیر ہوا۔ اس کے بعد بدر کا پہلا غزوہ ہے۔ جس میں آپ کرز بن جابر کے تعاقب میں گئے تھا اسکے بعد بدر کا وہ غزوہ ہوا جس میں قریش کے سردار اور اشراف مارے گئے اور قید کیے گئے۔ اسکے بعد بنی سلیم کا غزوہ ہوا جس میں آپ الکدر تک پہنچے تھے جو بنی سلیم کا ایک چشمہ ہے۔ اس کے بعد غزوہ السویق ہوا جس میں آپ ابوسفیان کے تعاقب میں قرقرہ الکدر تک پہنچے تھے۔ اس کے بعد غزوہ غطفان ہوا جس میں آپ نے نجد کی طرف حملہ کیا تھا اور اسی کو غزوہ ذی امر بھی کہتے ہیں۔ اسکے بعد غزوہ بحران ہے یہ فرع کے اوپر حجاز میں ایک کان ہے۔ اسکے بعد احد کا غزوہ ہوا۔ اسکے بعد حمراء الاسد کا غزوہ ہوا۔ اس کے بعد بنی النضیر کا غزوہ ہوا۔ اسکے بعد نخلستان میں ذات الرقاع کا غزوہ ہوا۔ اسکے بعد بدر کا دوسرا غزوہ ہوا۔ اسکے بعد غزوہ دومۃ الجندل ہوا۔ اسکے بعد غزوہ خندق ہوا۔ اس کے بعد بنی ریظہ کا غزوہ ہوا۔ اسکے بعد خزاعہ کے بنی المصطلق سے غزوہ ہوا۔ اس کے بعد غزوہ حدیبیہ ہوا اس میں آپ کا ارادہ لڑائی کا نہ تھا اور مشرکین نے آپ کو مکے جانے سے روکدیا۔ اسکے بعد غزوہ خیبر ہوا۔ اسکے بعد آپ عمرہ کی قضا کے لیے مکہ گئے۔ اس کے بعد فتح مکہ کا غزوہ ہوا اس کے بعد غزوہ حنین اس کے بعد غزوہ طائف اس کے بعد غزوہ تبوک ہوا۔ ان غزوات میں سے یہ غزوات بدر، احد، خندق، قریظہ، مططق، خیبر، فتح، حنین اور طائف ایسے ہوے کہ ان میں خود رسولؐ نے لڑائی میں حصہ لیا۔

محمد بن عمر کو ابوجمہ سے جو روایت پہنچی ہے وہ مذکورہ بالا بیان کے مطابق ہے، مگر خود وہ کہتے ہیں کہ رسولؐ کے مغازی باتفاق معروف ہیں ان میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ ان کی تعداد ستائیس ہے صرف وقت کی تقدیم و تاخیر میں اختلاف ہے۔

عبداللہ بن عمر کی شرکت غزوات میں

عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا گیا کہ رسولؐ نے کتنی مرتبہ غزوات میں شرکت فرمائی انھوں نے کہا ستائیس مرتبہ۔ اسکے بعد ان سے پوچھا گیا کہ تم نے کتنی مرتبہ رسولؐ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی؟ انھوں نے کہا اکیس غزوات میں۔ سب سے پہلے میں غزوہ خندق میں شریک ہوا۔ چھ غزوات مجھ سے چھوٹ گئے اگر چہ میں خود دل سے شرکت کا متمنی تھا اور ہر مرتبہ رسولؐ سے شرکت کی اجازت مانگتا تھا مگر آپ نہ مانتے تھے البتہ غزوہ خندق میں آپ نے مجھے شرکت کی اجازت دی۔

کتنے غزوات میں حضور ﷺ خود لڑے

واقدی کہتے ہیں کہ رسول گیارہ غزوات میں خود لڑے ان میں سے نو انھوں نے وہی بیان کیے ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں ان کے علاوہ انھوں نے غزوہ وادی القریٰ کو شمار کیا ہے جس میں آپ خود لڑے اور آپ کے غلام مدعم کو تیر لگا۔ اسی طرح غابہ کے واقعے میں بھی آپ خود لڑے اور آپ نے کئی مشرکوں کو قتل کیا اور اسی واقعے میں محرز بن نضلہ قتل ہوئے۔

رسولؐ کی مہمات

مہمات کی تعداد اور انکی اجمالی وضاحت

ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ مدینے میں تشریف لانے کے بعد سے اپنی وفات تک رسولؐ نے پینتس مہمات جہاد کے لیے روانہ فرمائیں۔ آپ نے عبیدہ بن الحارث کی قیادت میں ایک مہم ثنیۃ المرہ کے احیاء کو بھیجی جو حجاز میں ایک چشمہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک مہم حمزہؓ بن عبدالمطلب کی امارت میں عیص کی سمت سے ساحل سمندر کی طرف بھیجی۔ بعض لوگ حمزہ کی مہم کو عبیدہ کی مہم پر مقدم کرتے ہیں۔ اس کے بعد سعد بن ابی وقاص کی مہم حجاز کے مقام حرار کی طرف گئی۔ عبداللہ بن جحش کی مہم نخلہ کی طرف گئی۔ زید بن حارثہ کی مہم قردۃ کی طرف گئی جو نجد کا ایک چشمہ ہے۔ مرثد بن ابی مرثد الغنوی کی مہم رجیع کی طرف گئی۔ منذر بن عمرو کی مہم بئر معونہ گئی۔ ابوعبیدہ بن الجراح کی مہم ذی القصہ کی طرف گئی جو عراق کے راستے پر ہے۔ عمر بن الخطاب کی مہم بنی عامر کے مقام تربہ کی طرف گی۔ علی بن ابی طالب کی مہم یمن گئی۔ لیث کے خاندان کلب کے غالب بن عبداللہ الکلبی کی مہم کدید گئی جہاں انھوں نے بنی الملوح کو قتل کیا۔

علی بن ابی طالب کی مہم اہل فدک کے بنی عبداللہ بن سعد کے مقابلے پر گئی۔ ابن ابی العوجاء السلمی کی مہم بنی سلیم کے علاقے میں گئی جہاں وہ اور ان کے تمام ساتھی شہید کر دیے گئے۔ عکاشہ بن محصن کی مہم غمرہ گئی، ابوسلمہ بن عبدالاسد کی مہم قطن گئی جو نجد کے نواح میں بنی اسد کا ایک چشمہ تھا اس غزوے میں سعود بن عردہ مارے گئے۔ بنی الحارث کے محمد بن مسلمہ کی مہم ہوازن کے مقام قرطاء کو گئی۔ بشیر بن سعد کی مہم فدک بنی مرہ کے مقابلے پر گئی۔ نیز بشیر سعد کی مہم یمن اور جناب کی طرف گئی۔ خیبر کا علاقہ تھا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یمن اور جبار خیبر کا علاقہ تھا۔ زید بن حارثہ کی مہم بنی سلیم کے مقام جموم کی طرف گئی۔ نیز زید بن حارثہ کی مہم حسمی کے علاقے میں جذام کے مقابلے پر گئی۔ جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔ نیز زید بن حارثہ کی مہم وادی القریٰ گئی اور بنی فزارہ سے ان کا مقابلہ ہوا۔ عبداللہ بن رواحہ کی قیادت میں دو مرتبہ خیبر کو مہم گئی۔

یسیر بن رازم کے قتل کا واقعہ

ایک مرتبہ میں یسیر بن رزام قتل کیا گیا اس کا واقعہ یہ ہے کہ یسری رزام یہودی خیبر میں تھا۔ یہ غطفان کو رسولؐ سے لڑنے کے لیے جمع کر رہا تھا۔ رسولؐ نے عبداللہ بن رواحہ کو اپنے چند صحابہؓ کے ساتھ جن میں بنی سلمہ کے حلیف عبداللہ بن انیس بھی تھے خیبر بھیجا یہ لوگ یسیر ن ازم کے پاس آئے اس سے گفتگو کی اسے ترغیب دی اور کہا کہ اگر تم رسولؐ کے پاس چلو تو وہ تم کو عامل مقرر کر دیں گے اور تمھاری عزت افزائی کریں گے یہ لوگ اس کو برابر سمجھاتے رہے یہاں تک کہ وہ ان کے ساتھ آنے کو تیار ہو گیا اور چند یہودیوں کو ساتھ لے کر مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ عبداللہ بن انیس نے اسے اپنے اونٹ پر بٹھا لیا اور خود اس کے پیچھے بیٹھے مگر جب یہ لوگ قرقرہ آئے جو خیبر سے چھ میل ہے یسیر بن ازم کا خیال پلٹ گیا اور وہ رسولؐ کے پاس جانے پر نادم ہوا۔ اس نے تلوار لینا چاہی۔ عبداللہ بن قیس اس کے ارادے سے واقف ہو گئے اور اس پر چڑھ بیٹھے پھر تلوار ماری جس سے اس کا پاؤں کٹ گیا۔ یسیر نے اونٹ کی لکڑی سے جس کے سرے پر تیز کیل لگی ہوئی تھی اور جو اس کے ہاتھ میں تھی، عبداللہ بن انیس پر وار کیا مگر اتنے میں خود یسیر کا کام

تمام ہو گیا اور اس واقعہ سے صحابہؓ رسولؐ نے اپنے ہر یہودی ساتھی پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا صرف ایک یہودی اپنی سواری پر بھاگ کر بچ گیا۔ عبداللہ بن انیس جب رسولؐ کے پاس آئے آپ نے اپنا تھوک ان کے زخم پر لگا دیا جس سے ان کی تکلیف اور کچا پن جاتا رہا۔

پھر عبداللہ بن عتیک کا غزوہ خیبر ہے جس میں انھوں نے ابو رافع کو قتل کر دیا۔

واقعہ بدر اور احد کے درمیان رسولؐ نے محمد بن مسلم کو کعب بن الاشرف کے لیے بھیجا جسے انھوں نے قتل کر دیا۔

خالد بن سفیان کا قتل

رسولؐ نے عبداللہ بن انیس کو خالد بن سفیان بن الہذلی کے مقابلے کے لیے بھیجا جو نخلہ یا عرنہ میں رسولؐ سے لڑنے کے لیے فوج جمع کر رہا تھا۔ اور عبداللہ بن انیس نے اسے قتل کر دیا۔ اس کے متعلق خود عبداللہ بن انیس سے مروی ہے کہ مجھے رسولؐ نے بلوایا اور فرمایا مجھے اطلاع ملی ہے کہ خالد بن سفیان بن الہذلی مجھ سے لڑنے کے لیے فوج جمع کر رہا ہے۔ وہ اس وقت نخلہ یا عرنہ میں ہے تم اس کو جا کر قتل کر دو۔ میں نے کہا یا رسول آپ اسکا حلیہ مجھ سے بیان کر دیں تا کہ میں اسے شناخت کر سکوں۔ آپ نے فرمایا اسے دیکھتے ہی تم کو شیطان یاد آ جائے گا اور جب تم اسے دیکھو گے وہ لرزہ براندام ہوگا اس سے تم اسے شناخت کر لینا۔ اب میں اپنی تلوار بغلو میں دبائے ہوئے اس کے لیے نکلا اور جب اس کے قریب پہنچا تو چونکہ اب عصر کا وقت آ گیا تھا وہ اپنی بیویوں کے ساتھ ان کے قیام کے لیے کسی عمدہ مقام کی تلاش کر رہا تھا میری نظر اس پر پڑی اور رسولؐ نے جو کیفیت اس کی بیان کی تھ کہ وہ لرزہ براندام ہوگا، یہی حالت میں نے اس کی دیکھی جس سے میں نے اسے شناخت کر لیا۔ میں اس کی جانب بڑھا اور اس ڈر سے کہ اگر میرا اس کا باقاعدہ مقابلہ ہوا اور اس میں تیروں کا تبادلہ ہوتا رہا تو دیر لگ جائے گی اور نماز قضا ہو جائے گی، اس لیے میں اس کی طرف چلتا رہا اور نماز کی نیت کر کے سر کے اشاروں سے نماز پڑھتا گیا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا اس نے للکارا کون ہو؟ میں نے کہا عرب ہوں۔ میں نے سنا کہ تم محمد کے مقابلے کے لیے فوج جمع کر رہے ہو تو میں بھی اسلیے تمھارے پاس آیا ہوں۔ اس نے کہا ہاں یہ صحیح ہے اب میں اس کے ہمراہ چلتا رہا تھوڑی دور چلنے کے بعد جب مجھے موقع ملا میں نے تلوار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ اور وہاں سے پلٹا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی بیویاں ماتم کے لیے اس پر جھکی ہوئی ہے۔

حضور ﷺ کا عبداللہ بن انیس کو عصا دینا

میں رسولؐ کے پاس آیا میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے فرمایا سرخرو آئے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ آپ اٹھ کر اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور ایک چھڑی لا کر مجھے دی اور فرمایا عبداللہ بن انیس یہ چھڑی لو اور اسے حفاظت سے رکھنا۔ میں اسے لے کر سب کے سامنے آیا۔ لوگوں نے پوچھا یہ عصا کہاں سے ملا؟ میں نے کہا یہ مجھے رسولؐ نے عطا فرمایا ہے۔ اور ہدایت کی ہے کہ میں اسے حفاظت سے اپنے پاس رکھوں۔ لوگوں نے کہا واپس جا کر دریافت تو کرو کہ آپ نے یہ بات کیوں ارشاد فرمائی ہے۔ میں نے آپ سے آ کر پوچھا یا رسول آپ نے یہ عصا مجھے کیوں عطا فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں تم کو اس سے شناخت کر سکوں کیونکہ اس روز بہت ہی کم لوگوں کے پاس عصا ہوگا۔ چنانچہ عبداللہ بن انیس نے اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ باندھ لیا اور وہ مرتے دم تک اسی طرح ان کے پاس رہا۔ مرنے کے بعد ان کی وصیت کے مطابق اسے ان کے

کفن میں رکھدیا گیا اور وہ ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔

موتہ اور ذات اطلاع کی مہم

اسکے بعد ایک مہم علاقہ شام میں مقام موتہ کو زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کے ساتھ گئی۔ اس کے بعد شام کے علاقے میں مقام گات الطاع کو ایک مہم کعب بن عمیر الغفاری کی قیادت میں گئی اور وہاں وہ اور ان کے ساتھی شہید کر دیئے گئے۔

عینیہ بن حصن کی مہم

بنی تمیم کے بنی عنبر کے مقابلے پر عینیہ بن حصن کی مہم گئی۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ رسول ﷺ نے عینیہ بن حصن کو بنی عنبر کے مقابلے پر بھیجا عینیہ نے ان پر غارتگری کر کے چند آدمیوں کو قتل کر دیا اور چند قیدی گرفتار کئے۔ اس سلسلے میں عاصم بن عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ عائشہؓ نے رسولؐ سے کہا تھا کہ میں نے بنی اسمٰعیل میں سے ایک غلام کو آزاد کرنے کا عہد کیا تھا وہ اب تک میرے ذمہ ہے۔ رسولؐ نے فرمایا بنی العنبر کے قیدی ابھی آنے والے ہیں ان میں سے ایک میں تم کو دیدونگا۔ تم آزاد کر دینا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ جب یہ قیدی آپ کے پاس آئے بنی تمیم کا ایک وفد جس میں ربیعہ بن رفیع، سبرہ بن عمرو، قعقاع بن سعید، وردان بن محرز، قیس بن عاصم، مالک بن عمرو، الاقرع بن حابس، حنظلہ بن دارم اور فراس بن حابس تھے ان قیدیوں کی رہائی کے لیے آپ کی خدمت میں آیا۔ اس واقعے میں بنی تمیم کی عورتوں میں سے اسماء بنت مالک کاس بنت آری، نجوۃ بنت نہد، جمیعہ بنت قیس اور عمرہ بنت مطر گرفتار ہوکر آئی تھیں۔

بنی مرہ کے خلاف مہم

کلب لیث کے غالب بن عبداللہ الکلبی بنی مرہ پر مہم لے کر گئے اور اسی واقعے میں اسامہ بن زید اور ایک دوسرے انصاری نے بنی مرہ کے حلیف مرداس بن کو جو جہینہ کے خاندان حرقہ سے تھا قتل کر دیا اور اسی واقعے کے متعلق رسولؐ نے اسامہ سے کہا تھا کہ لا الہ الا اللہ کے اعلان کے باوجود تم نے مرداس کو قتل کر دیا اب کون تمھارا کفیل ہوسکتا ہے۔

دیگر مہمات

عمرو بن العاص کی مہم ذات السلاسل گئی۔ ابن ابی حدود اور ان کے ساتھیوں کی مہم بطن خم گئی پھر ابن ابی حدرد الاسلمی کی مہم غابہ گئی۔ عبدالرحمٰن بن عوف کی مہم گئی۔ رسولؐ نے ابوعبیدہ بن الجراح کی قیادت میں ایک مہم ساحل سمندر کو بھیجی اور یہی غزوۃ الخبط ہے۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ رسولؐ کی مہمات اڑتالیس ہے۔ واقدی کہتے ہیں کہ اس سال رمضان میں جریر بن عبداللہ البجلی مسلمان ہوکر رسولؐ خدمت میں آئے آپ نے ان کو ذی الخصلہ نامی بت گرانے کے لیے بھیجا۔ حضرت جریر وہاں تشریف لے گئے اور اس بت کو گرا دیا۔

اس سال مربر بن یحنس یمن کی انباء کی جماعت کے پاس ان کو اسلام کی دعوت دینے آئے، یہ نعمان بن بزرج کی لڑکیوں کے پاس مہمان ہوئے وہ اسلام لے آئیں۔ پھر بربر نے فیروز الدیلمی کو اسلام کی دعوت بھیجی اور وہ

اسلام لے ائے۔ نیز انھوں نے مرکبودا اوران کے بیٹے عطا کو اسلام کی دعوت دی اور وہب بن منبہ کو دعوت دی سب سے پہلے مستعار بن عطاء بن مرکبودا اور وہب بن منبہ نے قرآن جمع کیا۔ اسی سال باذان اسلام لائے اور انھوں نے اس کی اطلاع رسولؐ کو بھیجی۔

غزوات کی تعداد سے متعلق مختلف روایات

ابوجعفر کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا تعداد عبداللہ بن ابی بکر اور دوسرے ان لوگوں کے بیان کے مطابق ہے جو کہتے ہیں رسولؐ کے غزوات کی تعداد چھبیس ہے مگر ابن اسحٰق زید بن رقم سے سن کر راوی ہیں کہ رسولؐ نے انیس جہاد کیے اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج یعنی حجۃ الوداع کیا۔ ابن اسحٰق نے آپ کے اس حج کا بھی ذکر کیا ہے جو آپ نے مکے کے قیام میں ادا کیا تھا۔

ابواسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا کہ تم نے کتنی مرتبہ رسولؐ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی انھوں کہا نے سترہ مرتبہ

دوسرے سلسلے میں ابواسحٰق سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن زید انصاری نماز استسقاء کے لیے باہر گئے انھوں نے دو رکعت نماز پڑھائی اور پھر نزول بارش کی دعا کی۔ اس روز زید بن ارقم سے میری ملاقات ہوئی میں نے ان سے پوچھا کہ رسولؐ نے کتنی مرتبہ جہاد کیا؟ انھوں نے کہا انیس مرتبہ۔ میں نے پوچھا اور تم نے کتنی مرتبہ آپ کے ساتھ غزوات میں شرکت کی؟ انھوں نے کہا سترہ مرتبہ۔ میں نے پوچھا سب سے پہلے تم کس غزوے میں شریک ہوئے؟ انھوں نے کہا ذات العسیر یا عشیر ہیں۔ مگر واقدی کا دعوی ہے کہ یہ بیان ارباب سیر کے نزدیک غلط ہے۔

ایک اور سلسلے سے ابواسحٰق الہمدانی سے مروی ہے کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا کہ تم نے کتنے غزوات میں رسولؐ کے ہمراہ شرکت کی انھوں نے کہا سترہ مرتبہ۔ میں ے پوچھا اور خود رسولؐ کے غزوات کتنے ہوئے انھوں نے کہا انیس۔ واقدی سے مروی ہے کہ میں نے اس حدیث کو عبداللہ بن جعفر سے بیان کیا انھوں نے کہا کہ ہاں۔ اہل عراق کی سندیں ہیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ سب سے پہلے زید بن ارقم غزوۃ المریسیع میں شرکت کی۔ جب کہ وہ بالکل کمسن لڑکے تھے۔ اس کے بدوہ موتہ میں عبداللہ بن رواحہ کے ردیف کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ البتہ رسولؐ کے ساتھ انھوں نے کل تین یا چار غزوات میں شرکت کی ہے۔

مکحول سے مروی ہے کہ رسولؐ کے غزوات کل اٹھارہ ہیں ان میں سے صرف آٹھ غزوات میں آپ خود لڑے ہیں۔ ان میں اول یہ ہیں۔ بدر، احد، احزاب، اور قریظہ واقدی کہتے ہیں کہ یہ دونوں روایتیں زید بن ارقم اور مکحول کی بالکل غلط ہیں۔

رسولؐ کے حج کا بیان

حضور ﷺ کے حج اور عمروں سے متعلق مختلف روایات

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسولؐ نے تین حج کیے، دو ہجرت سے قبل اور ایک ہجرت کے بعد جس کے ساتھ آپ نے عمرہ بھی کیا۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عمر نے یہ بات بیان کی کہ حج سے پہلے رسولؐ نے دو عمرے کئے ہیں۔ اس قول کی

اطلاع عائشہؓ کو ہوئی انھوں نے کہا رسولؐ نے چار عمرے کیے ہیں ان میں ایک عمرہ حج کے ساتھ ہوا۔ عبداللہ بن عمر اس سے بخوبی واقف ہیں۔

دوسرے سلسلے سے مجاہد سے مروی ہے کہ میں نے ابن عمر کو یہ کہتے سنا کہ رسولؐ نے تین عمرے کیے۔ یہ بات عائشہؓ کو معلوم ہوئی انھوں نے کہا کہ ابن عمر کو معلوم ہے کہ رسولؐ نے چار عمرے کیے تھے ان میں ایک عمرہ وہ تھا جو آپ نے حج کے ساتھ کیا ہے۔

دوسرے سلسلے سے مجاہد سے مروی ہے کہ میں اور عروہ بن الزبیر مسجد نبوی میں آئے۔ ابن عمر عائشہ کے حجرے کے پاس بیٹھے تھے ہم نے ان سے پوچھا کہ رسولؐ نے کتنی مرتبہ عمرہ کیا انھوں نے کہا چار مرتبہ ان میں ایک عمرہ آپ نے رجب میں کیا تھا۔ ہم نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ ان کی تکذیب و تردید کریں۔ ہم نے عائشہؓ کے مسواک کرنے کی آواز سنی۔ عروہ بن الزبیر نے کہا اماجان اور ام المومنین آپ نے ابوعبدالرحمٰن کا قول سنا۔ عائشہؓ نے پوچھا وہ کیا کہتے ہیں؟ عروہ نے کہا وہ کہہ رہے ہیں کہ رسولؐ نے چار عمرے کیے ہیں ان میں ایک آپ نے رجب میں کیا تھا۔ عائشہؓ نے فرمایا، اللہ ابوعبدالرحمٰن پر رحم کرے نبیؐ نے کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں وہ شریک نہ رہتے ہوں اور نبیؐ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

رسولؐ کی ازواج مطہرات

ازواج مطہرات کی تعداد

ان میں سے بعض رسولؐ کے بعد زندہ رہیں۔ بعض کو آپ نے علیحدہ کر دیا تھا اور بعض آپ کی حیات میں انتقال کر گئیں۔

ہشام بن محمد اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ نے پندرہ عورتوں سے نکاح کیا۔ تیرہ کے ساتھ آپ نے مباشرت کی۔ ایک وقت میں گیارہ موجود رہیں اور نو کو چھوڑ کر آپ کی وفات ہوئی۔

حضرت خدیجہؓ سے نکاح کی تفصیل

اسلام سے قبل جب آپ کی عمر بیس سال سے زائد تھی کہ آپ نے خدیجہ بنت خویلد بن اساد بن عبدالعزی سے نکاح کیا۔ سب سے پہلے آپ نے انھیں سے نکاح کیا آپ سے قبل یہ عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی بیوی تھیں۔ ان کی ماں فاطمہ بنت زائدہ بن الاضم بن رواحہ بن حجر بن معیص بن لوی تھیں۔ عتیق کے صلب اور خدیجہ کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اس کے بعد عتیق کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد ابوہالہ بن زفرارہ بن بناش بن زرارہ بن حبیب بن سلامہ غذی بن جروہ بن اسید بن عمرو بن تمیم نے جو بنی عبدالدار بن قصی سے تھا۔ خدیجہؓ سے شادی کی اس کے صلب اور خدیجہؓ کے بطن سے ہند بن ابی ہالہ پیدا ہوئے۔ ابوہالہ مر گیا اس کے بعد رسولؐ نے خدیجہؓ سے نکاح کیا۔ اس وقت ہند بن ابی ہالہ خدیجہؓ کے آغوش تربیت میں تھے۔ خدیجہؓ کے بطن سے رسولؐ کے آٹھ بچے قاسم، طیب، طاہر، عبداللہ، زینبؓ، رقیہ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ پیدا ہوئے۔

حضرت خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلا نکاح

خدیجہؓ کی حیات میں رسولؐ نے کوئی اور نکاح نہیں کیا ان کے مرنے کے بعد سب سے پہلے آپ نے کس بیوی سے نکاح کیا اسمیں اختلاف ہے بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے آپ نے عائشہؓ بن ابوبکرؓ سے نکاح کیا اور بعض کہتے ہیں کہ خدیجہؓ کے بعد آپ نے سب سے پہلے سودۃ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدفو بن نصر سے نکاح کیا ہے۔ جس وقت رسولؐ نے عائشہؓ سے نکاح کیا وہ کمسن تھیں۔ مباشرت کے قابل نہ تھیں البتہ سودہؓ بیوہ تھیں۔ رسولؐ سے قبل وہ سکران بن عمرو بن عبد شمس کے نکاح میں تھیں۔ وہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا تھا وہاں عیسائی ہو گیا اور وہیں اس کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد رسولؐ نے اپنے مکے کے قیام کے زمانے میں سودہؓ سے نکاح کیا۔ تمام علمائے سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ رسولؐ نے سودہؓ کے ساتھ عائشہؓ سے پہلے مباشرت فرمائی۔

رسولؐ کی عائشہؓ اور سودہؓ سے منگنی

حضرت عائشہؓ کے لیے حضور ﷺ کا پیغام نکاح

عائشہؓ سے مروی ہے کہ خدیجہؓ کے انتقال کے بعد مکے ہی میں عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم بن امیہ بن الاقص نے رسولؐ سے کہا کہ یا رسولؐ آپ شادی کیوں نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کس سے کروں۔ خولہ نے کہا آپ چاہیں تو کنواری لڑکی بتاؤں۔ خولہ نے کہا کہ آپ اپنے محبوب ترین دوست حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی عائشہ سے کیجئے۔ آپ نے فرمایا اور بیوہ کون۔ خولہ نے کہا سودہؓ بنت زمعہ بن قیس موجود ہیں وہ آپ پر ایمان لا چکی ہیں اور آپ کے مذہب میں داخل ہو چکی ہیں۔ آپ نے فرمایا ھاں تم جا کر ان دونوں سے میرا پیام دو۔ خولہ ہمارے گھر آئیں اور انھوں نے میری ماں ام رومان سے کہا دیکھو اللہ نے کیا خیر و برکت تم پر نازل فرمائی ہے۔ ام رومان نے پوچھا خیر ہے؟ خولہ نے کہا رسولؐ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں ابوبکرؓ سے عائشہؓ کو ان کے لیے مانگوں۔ ام رومان نے کہا وہ وہ ابھی آتے ہونگے ان کا انتظار کرو۔ ابوبکرؓ گھر آئے خولہ نے ان سے کہا اے ابوبکرؓ دیکھو اللہ نے کیا خیر و برکت تم پر نازل فرمائی ہے۔ رسولؐ نے مجھے تمھارے پاس عائشہؓ کی ان سے نسبت کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ عائشہؓ ان کی بھتیجی ہے کیا وہ ان کے نکاح میں آسکتی ہے۔

خولہ نے رسولؐ سے آکر یہ بات کہی۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے جا کر کہدو کہ بے شک بحیثیت مسلمان ہونے کے ہم تم بھائی بھائی ہیں مگر تمھاری لڑکی میرے نکاح میں آسکتی ہے۔ خولہ نے آکر ابوبکرؓ سے آپ کا یہ ارشاد نقل کیا۔ ابوبکرؓ نے کہا اچھا ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ ام رومان نے کہا واقعہ یہ ہے کہ مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لیے عائشہؓ کو مانگا تھا اور ابوبکرؓ نے آج تک خلاف ورزی نہیں کی ہے۔ ابوبکرؓ مطعم کے پاس گئے ان کی وہ بیوی بھی موجود تھی جس کے بیٹے کے لیے عائشہؓ کو مانگا گیا تھا۔ اس بڑھیا نے ابوبکرؓ سے کہا کہ ار ہم اپنے بیٹے کی شادی تمھاری لڑکی سے کردیں تو غالباً تم اسے صابی بنالوگے اور جس مذہب کو تم نے اختیار کیا ہے اس میں اسے بھی شامل کرلوگے۔ ابوبکرؓ نے مطعم سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہی ہے؟ اس نے کہا جو کچھ کہہ رہی وہ ٹھیک ہے بیشک ہمیں یہ اندیشہ ہے۔

نکاح

یہ سن کر ابوبکرؓ ان کے یہاں سے نکل آئے اور اس طرح اللہ نے ابوبکرؓ کو ان کے وعدے کے پورا کرنے سے بری الذمہ کر دیا جو انھوں نے اپنی لڑکی کے متعلق مطعم سے کیا تھا اور گھر آ کر انھوں نے خولہ سے کہا کہ جاؤ رسولؐ کو بلالاؤ ۔خولہ رسولؐ کو بلالائیں۔ابوبکرؓ نے اسی دن میرا نکاح رسولؐ سے کر دیا اور اس وقت میری عمر چھ سال کی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت سودہ سے نکاح

خولہ نے کہا میں ابوبکرؓ کے یہاں سے سودہؓ کے پاس گئی اور میں نے ان سے کہا سودہ دیکھو اللہ نے کیا خیر و برکت تم کو عطا کی ہے انھوں نے پوچھا کیا ہے؟ میں نے کہا رسولؐ نے مجھے تمھارے پاس بھیجا ہے کہ میں ان کا پیغام دوں۔سودہ نے کہا مناسب ہو کہ تم میر باپ سے جا کر اس کا ذکر کرو۔وہ چونکہ بہت ضعیف تھا حج میں شریک نہیں ہوا تھا میں اس کے پاس گئی اور میں نے جاہلیت کی رسم کے مطابق اسے سلام کیا۔اور پھر کہا کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے مجھے بھیجا ہے تا کہ سودہ کے لیے ان کا پیام دوں۔اس نے کہا ہاں کیا مضائقہ ہے۔وہ شریف کفو ہیں مگر خود سودہ کیا کہتی ہے؟ میں نے کہا وہ اس نسبت کو پسند کرتی ہیں اس نے کہا اچھا اسے بلالاؤ۔میں سودہ کو بلالائی۔ان کے باپ نے ان سے کہا کہ یہ عورت تمھارے لیے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب کا پیام لائی ہے اور شریف کفو ہیں۔کیا تم اس نسبت کو پسند کرتی ہو؟ سودہ نے کہا ہاں۔انکے باپ نے مجھ سے کہا کہ محمد کو بلالاؤ۔میں رسولؐ کو لے گئی۔سودہؓ کے باپ نے رسولؐ کا نکاح کر دیا۔جب سودہ کا بھائی عبد بن زمعہ حج سے فارغ ہو کر گھر آیا اور اسے اس واقعے کی خبر ہوئی اس نے اظہار افسوس میں اپنے سر پر خاک ڈال دی۔اسلام لانے کے بعد یہ ہمیشہ اپنی اس حرکت پر اظہار ندامت کیا کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کی رخصتی

عائشہؓ کہتی ہیں کہ نکاح کے بعد ہم مدینے آئے ابوبکرؓ سخ میں خزرج کے خاندان بنی الحارث کے یہاں ٹھہرے۔ایک دن رسولؐ ہمارے گھر آئے کچھ انصار اور ان کی عورتیں آپ کے پاس آ گئیں۔میری ماں میرے پاس آئیں میں اس وقت جھولا جھول رہی تھی۔انھوں نے مجھے جھولے سے اتارا بالوں میں کنگھی کی میرا منہ دھلایا اور پھر مجھے اپنے ساتھ لے چلیں اور کمرے کے دروازے پر پہنچ کر وہ ٹھہر گئیں۔میں ڈری، میری ماں نے مجھے اندر کر دیا۔رسولؐ کمرے میں پلنگ پر تشریف فرما تھے۔میری ماں نے مجھے آپ کی گود میں بٹھا دیا اور کہا یہ تمھارے شوہر ہیں۔اللہ تم کو ان کے لیے اور ان کو تمھارے لیے موجب خیر و برکت کرے۔اس کے بعد تمام لوگ گھر سے چلے گئے۔رسولؐ نے میرے گھر میں میرے ساتھ خلوت فرمائی مگر اس خوشی میں نہ قربانیاں کی گئیں اور نہ بکری میرے لیے ذبح کی گئی۔اس وقت میری عمر نو سال کی تھی پھر سعد بن عادہ کے یہاں سے حسب معمول رسولؐ کے لیے کھانا آیا۔

نکاح اور رخصتی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر

عروہ نے خدیجہ بنت خولید کی تاریخ وفات وغیرہ کے متعلق عبدالملک کو اس کے استفسار کے جواب میں لکھا تھا کہ مکے سے ہجرت کے تقریباً تین سال قبل خدیجہ کا انتقال ہوا ان کے انتقال کے بعد رسولؐ نے عائشہ سے نکاح کیا۔

آپ نے دو مرتبہ خواب میں عائشہ کو دیکھا تھا کہ آپ سے کہا گیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔ نکاح کے وقت عائشہ کی عمر چھ سال کی تھی مدینے آ کر آپ نے ان سے مباشرت کی اور اس وقت عائشہ کی عمر نو سال تھی۔

ہشام بن محمد کے سلسلہ بیان کے مطابق خدیجہؓ کے بعد رسولؐ نے عائشہؓ بنت ابوبکر سے نکاح کیا۔ ابوبکر کا نام عتیق بن ابی قحافہ ہے اور ابی قحافہ کا نام عثمان ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابوقحافہ کا نام عبدالرحمٰن بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے۔ ہجرت سے تین سال پہلے رسولؐ نے عائشہ سے مباشرت کی اس وقت ان کی عمر نو سال کی تھی۔ رسول کی وفات کے وقت عائشہ کی عمر اٹھارہ سال تھی، سوائے ان کے رسولؐ نے کسی اور کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا۔

حضرت حفصہ سے حضور ﷺ کا نکاح

اس کے بعد آپ نے حفصہ بنت عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرا بن کعب سے نکاح کیا۔ آپ سے قبل وہ خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم کی بیوی تھیں۔ وہ مسلمان اور صحابی تھے۔ بدر میں رسولؐ کے ساتھ شریک ہو کر شہید ہو گئے تھے، ان کے صلب سے حفصہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ بنی سہم میں سے ان کے علاوہ اور کوئی شخص جنگ بدر میں شریک نہیں ہوا تھا۔

حضرت ام سلمہؓ سے نکاح

اس کے بعد رسولؐ نے ام سلمہؓ سے نکاح فرمایا جن کا نام ہند بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔ آپ سے قبل یہ ابوسلمہ عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کی بیوی تھیں۔ یہ بدر میں رسولؐ کے ساتھ شریک ہوئے تھے اور اس روز یہی مسلمانوں کے بہادر ترین شہسوار تھے۔ جنگ احد میں زخمی ہوئے اور جانبر نہ ہو سکے، ام سلمہ بیوہ ہو گئیں ابوسلمہؓ رسولؐ کے پھوپھی زاد بھائی نیز دودھ شریک بھائی بھی تھے ان کی ماں برہ بنت عبدالمطلب ہے۔ ام سلمہ کے بطن سے ابوسلمہ کے بیٹے عمر اور سلمہ اور بیٹیاں زینب اور درہ پیدا ہوئی تھیں جب ان کا انتقال ہوا رسولؐ نے ان کی نماز جنازہ میں نو تکبیریں کہیں۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کو سہو ہوا تھا آپ نے فرمایا نہیں میں نے عمداً نو تکبیریں کہی ہیں نہ میں بھولا اور نہ مجھے سہو ہوا۔ اللہ کی قسم اگر میں ابوسلمہ پر ایک ہزار تکبیریں کہتا تو وہ اس کے بھی مستحق تھے۔ پھر آپ نے ان کے بیوی بچوں کی کفالت کے لیے سب کو دعوت دی اور پھر خود ہی ام سلمہ سے جنگ احزاب سے تین سال قبل نکاح کیا۔ نیز آپ نے سلمہ بن ابی سلمہ کی شادی حمزہ بنت عبدالمطلب سے کر دی۔

حضرت جویریہؓ سے نکاح

اس کے بعد آپ نے مریسیع کے واقعے کے سال میں جویریہ بنت الحارث بن ابی ضرار بن حبیب بن مالک سے (اور یہی مصطلق بن سعد بن عمر ہے) ۵ ہجری میں نکاح کیا، اس سے قبل یہ مالک بن صفوان ذی الشفر بن ابی سرح بن مالک بن المصطلق کی بیوی تھیں، مگر ان کے بطن سے ان کا کوئی بچہ نہیں ہوا تھا۔ واقعہ مریسیع میں یہ رسولؐ کے لیے ان کے حصے میں مخصوص کی گئیں آپ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا۔ انھوں نے رسولؐ سے اپنی قوم کے تمام قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی جسے آپ نے قبول فرمایا اور سب کو رہا کر دیا۔

حضرت ام حبیبہ سے نکاح

اسکے بعد آپ نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب سے نکاح کیا۔ یہ عبید اللہ بن جحش بن رناب بن یعمر بن حمرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد کی بیوی تھیں۔ عبید اللہ ہجرت کر کے حبشہ چلا گیا تھا وہاں نصرانی ہوگیا اس نے اپنی بیوی کو بھی مذہب تبدیل کرنے کی دعوت دی مگر انھوں نے نہ مانا اور بدستور اسلام پر قائم رہی۔ ان کے شوہر کا اسی حالت نصرانیت میں انتقال ہوگیا۔ رسولؐ نے ان کے بارے میں نجاشی کو لکھا'' نجاشی نے اپنے یہاں کے مسلمانوں کو بلا کر پوچھا کہ تم میں ان کا قریب تر رشتہ دار کون ہے؟ لوگوں نے خالد بن سعید بن العاص کو بتایا۔ نجاشی نے ان سے کہا کہ تم اپنے نبیؐ سے ام حبیبہ کی شادی کردو۔ خالد نے نکاح کردیا۔ نجاشی نے چار سو دینار رسولؐ کی طرف سے ان کو مہر دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ نجاشی کو لکھنے سے پہلے رسولؐ نے عثمان بن عفان سے ان کو مانگا اور جب عثمان نے ام حبیبہ کو رسولؐ اللہ کے نکاح میں دیدیا تب آپ نے ان کے متعلق نجاشی کو لکھا اور اس نے ان کو آپ کے پاس بھیج دیا۔

حضرت زینب بنت جحش کا نکاح

اس کے بعد آپ نے زینب بنت جحش بنت رناب بن یعمر بن صبرہ سے نکاح کیا۔ اس سے پہلے یہ زید بن حارثہ بن شراحیل رسولؐ کے آزاد کردہ غلام کی بیوی تھیں مگر ان سے زینب کی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ جب اللہ عزوجل نے ان کے متعلق یہ آیت "واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک (آخر آیت تک) ترجمہ: اور جب تم نے اس شخص سے جس پر اللہ نے اور تم نے احسان کیا تھا کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رہنے دو اس طرح اللہ نے ان کی شادی رسولؐ سے کی اور اس کے لیے حضرت جبرئیل کو آپ کے پاس بھیجا۔ اسی لیے زینب دوسری ازواج نبیؐ کے مقابلے میں فخر کرتی تھیں۔ اور کہتی تھی کہ میں تم سب سے اپنی ولی اور پیام دینے والے کے اعتبار سے سب سے معزز ہوں۔

حضرت صفیہ سے نکاح

اس کے بعد آپ نے صفیہ بنی حیی بن اخطب بن سعیہ بن ثعلبہ بن عبید بن کعب بن الخزرج بن ابی حبیب بن النضیر سے نکاح کیا اس سے پہلے یہ سلام بن مشکم بن الحکم بن حارثہ بن الخزرج بن کعب بن الخزرج کی بیوی تھیں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق نے ان سے نکاح کیا۔ کنانہ کو محمد بن مسلمہ نے رسولؐ کے حکم سے قتل کردیا۔ جنگ خیبر میں جب آپ نے تمام قیدیوں کا جائزہ لیا تو اپنی چادر صفیہ پر ڈال دی اس طرح یہ خیبر کے قیدیوں میں سے رسولؐ کی ذات کے لیے مخصوص ہوئیں۔ اس کے بعد آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کیا۔ آپ نے ان کو آزاد کر کے نکاح کرلیا۔ یہ ۶ ہجری کا واقعہ ہے۔

حضرت میمونہ سے نکاح

اس کے بعد آپ نے میمونہ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال سے نکاح کیا۔ اس سے پہلے یہ بنی عقدہ بن غیرہ بن عوف بن قسی (ثقیف) کے عمیر بن عمرو کی بیوی تھیں۔ ان کے خاوند سے کوئی

اولاد نہیں ہوئی تھی۔ یہ عباس بن عبدالمطلب کی بیوی ام الفضل کی بہن تھیں عمرہ قضا کے وقت مقام سرف میں رسولؐ اللہ نے ان سے نکاح کیا۔ عباس بن عبدالمطلب نے ان کو آپ کے نکاح میں دیا تھا۔ خدیجہ بنت خویلد کے علاوہ باقی تمام بیویاں وہ ہیں جن سے آپ نے نکاح کیا اور وہ آپ کی وفات کے بعد موجود رہیں۔

رخصتی سے قبل فوت ہونے والی ایک عورت

اس کے بعد آپ نے بنی کلاب بن ربیعہ کی جو بنی قریظہ کے خاندان بنی رفاعہ کے حلیف تھے، ایک عورت جس کا نام نشاۃ بنت رفاعہ تھا، سے نکاح کیا۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے سناء کہا ہے اور ان کو سناء بنت اسماء بن صلت السلمیہ بتایا ہے۔ بعضوں نے ان کا نام سبا بنت اسماء بن صلت (جو بنی سلیم کے خاندان بنی حرام سے تھا) بتایا ہے اور یہ کہا ہے کہ قبل اس کے کہ رسول ﷺ ان کے پاس جائیں اس بیوی کا انتقال ہو گیا۔ بعض راویوں نے ان کا نام سناء بنت الصلت بن حبیب بن حارثہ بن ہلال بن حرام بن سمال بن عوف السلمی بتایا۔

رخصتی سے قبل طلاق دی جانے والی ایک عورت

اس کے بعد آپ نے شنباء بنت عمر الغفاریہ سے نکاح کیا۔ یہ قبیلہ بھی بنی قریظہ کا حلیف تھا۔ بعض ارباب سیر نے کہا ہے کہ یہ عورت خود قریظہ کی تھی۔ بنی قریظہ کی ہلاکت کی وجہ سے اس کا نسب معلوم نہ ہو سکا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ کنانیہ تھی۔ جب رسولؐ اس کے پاس گئے وہ حائضہ ہو گئی انھیں ایام میں پاک ہونے سے پہلے حضورؐ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہو گیا۔ اس نے کہا کہ اگر محمدؐ نبی برحق ہوتے تو ان کا محبوب ترین فرزند نہ مرجاتا۔ یہ سن کر آپ نے اسے اپنے یہاں سے نکال دیا۔

وہ عورت جس کو پیغام بھیجا گیا، مگر نکاح نہیں ہوا

اس کے بعد رسول اللہؐ نے غزیہ بنت جابر متعلقہ بنی ابی بکر بن کلاب سے نکاح کیا۔ آپ ﷺ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ خوبصورت اور وجیہہ ہے۔ آپ نے ابواسید الانصاری الساعدی کو پیام کے لیے بھیجا۔ انھوں نے رسولؐ اللہ کے لیے اس کو پیام دیا۔ وہ رسولؐ کے پاس آئی چونکہ کفر سے اسلام لا کر اسے بہت ہی تھوڑا زمانہ گذرا تھا اس نے کہا کہ میں نے ابھی اپنے دل سے مشورہ نہیں کیا ہے۔ اور میں آپ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ اللہ رسولؐ نے فرمایا جس نے اللہ کی پناہ لی وہ محفوظ ہے آپ نے اسے اس کے گھر واپس بھیج دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بنی کندہ سے تھی۔

حضرت اسماء سے نکاح اور طلاق

اس کے بعد آپ نے اسماء بنت النعمان بن الاسود بن شراجیل بن الجون بن حجر بن معاویۃ الکندی سے نکاح کیا جب آپ اس کے پاس گئے آپ نے دیکھا کہ وہ برص کی بیماری میں مبتلا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے اس سے مقاربت نہیں کی اور مہر دے کر سامان سفر مہیا کر دیا اور اسے اس کے گھر واپس بھیج دیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود نعمان نے اسے رسولؐ اللہ کے پاس بھیجا تھا جب وہ آپ کے پاس آئی اور آپ اس کے پاس گئے اس نے بھی آپ سے اللہ کی پناہ مانگی آپ نے اس کے باپ کو بلایا اور اس سے پوچھا کیا وہ تمھاری بیٹی نہیں ہے۔ اس نے کہا بے شک وہ میری بیٹی ہے۔ آپ نے اس عورت سے پوچھا کیا تم نعمان کی بیٹی کی نہیں ہو اس نے کہا میں ہوں۔ نعمان نے اس کی بہت زیادہ تعریف کرنے کے بعد کہا یا رسولؐ آپ اسے اپنے تصرف میں لائیں اس کو کبھی پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوا ہے

۔مگر رسول اللہ نے اس بھی وہی عمل کیا جو آپ نے عامریہ کے ساتھ کیا تھا یہ معلوم نہیں کہ آیا اس کے قول سے آپ نے اسے چھوڑ دیا یا اس کے باپ کے اس قول کی بنا پر کہ اس نے کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا ہے آپ نے اسے جدا کر دیا۔

باندیوں کا ذکر

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے بنی قریظہ کی ریحانہ بنت زید رسول ﷺ کو غنیمت میں عطا فرمائی۔اس کے علاوہ مقوقس اسکندریہ کے بادشاہ نے ماریہ قبطیہ کو ہدیۃً رسول کو بھیجا جن کے بطن سے آپ کے صاحبزادے ابراہیم بن رسولؐ پیدا ہوئے۔

یہ مذکورہ بالا رسول ﷺ کی ازواج ہیں انمیں چھ قریشی تھیں۔

زینب بنت خزیمہ سے نکاح

مذکورہ بالا بیان ہشام کا ہے ان کے علاوہ جو روایت منقول ہوئی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ازواج کے علاوہ رسولؐ نے زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا۔یہی ام المساکین ہیں جو بنی عامر بن صعصعہ سے تھیں۔ان کا پورا نام زینب بنت خزیمہ بن الحارث بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہے۔آپ سے قبل یہ عبیدہ بن الحارث کے بھائی طفیل بن الحارث بن المطلب کی بیوی تھیں۔رسولؐ کے پاس مدینے یں ان کا انتقال ہوا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی زندگی میں ان کے اور خدیجہؓ کے علاوہ اور کسی آپ کی بیوی کا انتقال نہیں ہوا۔

دیگر چند عورتوں سے نکاح وطلاق

ان کے علاوہ آپ ﷺ نے عالیہ بنت ظبیان سے نکاح کیا۔ابن شہاب سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے بنی بکر بن کلاب کی عالیہ سے نکاح کیا آپ ﷺ نے اس سے تمتع کر کے پھر اسے علیحدہ کر دیا۔

اسکے علاوہ آپ ﷺ نے اشعث بن قیس کی بہن قتیلہ بنت قیس بن معدی کرب سے نکاح کیا مگر اس سے پہلے کہ آپ اس کے پاس جاتے آپ کا وصال ہو گیا بعد میں وہ اپنے بھائی کے ساتھ اسلام سے مرتد ہو گئی۔

اسکے علاوہ آپ ﷺ نے فاطمہ بنت شریح سے نکاح کیا۔ابن الکلبی سے مروی ہے کہ اس کا اصل نام غزیہ بنت جابر ہے یہی ام شریک ہیں رسول اللہؐ سے قبل ان کا ایک اور شوہر تھا اس کے بعد رسول اللہ نے ان سے نکاح کیا تھا۔پہلے شوہر سے ان کا ایک بیٹا بھی شریک تھا جس سے ان کی کنیت ام شریک تھی، جب آپ ان کے پاس گئے تو آپ نے ان کو بہت ضعیف العمر پایا اس وجہ سے آپ نے ان کو طلاق دے دی۔یہ اسلام لے آئی تھیں اور قریش کی عورتوں کے پاس دعوت اسلام کے لیے جایا کرتی تھیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہؐ نے خولہ بنت الہذیل بن ہبیرہ بن قبیصہ بن الحارث سے نکاح کیا۔یہ بات ابن الکلبی نے ابو صالح کے واسطے سے ابن عباس سے روایت کی ہے اور اسی سلسلے سے یہ مروی ہے کہ لیلیٰ بنت الخطیم بن عدی بن عمو بن اسواد بن ظفر بن الحارث بن الخزرج خود رسول اللہؐ کے پاس آئی۔آپ اس وقت آفتاب کی طرف پشت کیے بیٹھے تھے اس نے آپ کے شانے پر ہاتھ مارا آپ ﷺ نے پوچھا کون اس نے کہا میں اس شخص کی اولاد ہوں جو ہوا سے مقابلہ کرتا تھا میں لیلیٰ بنت الخطیم ہوں۔اس لیے آئی ہوں کہ اپنے کو آپ کے لیے پیش کروں آپ مجھے اپنی بیوی بنائیں۔رسولؐ نے فرمایا اچھا میں نے تم سے نکاح کیا، اس نے اپنی قوم سے آکر بیان کیا کہ رسول اللہ نے مجھ

سے نکاح کرلیا ہے انھوں نے کہا تم نے یہ بری بات کی تو بہت غیور واقع ہوئی ہو اور رسولؐ اللہ کی متعدد بیویاں پہلے سے موجود ہیں۔ تم نباہ نہیں کرسکتیں جاؤ اور آپ سے معافی مانگ لو اس نے رسولؐ اللہ سے آ کر کہا کہ آپ مجھے اس سے معاف کردیں آپ نے فرمایا اچھا میں نے معاف کردیا۔

اس سلسلہ اسناد کے علاوہ دوسرے ذریعے سے مروی ہے کہ رسولؐ نے بنی رواس بن کلاب کی عمرۃ بنت یزید سے نکاح کیا۔

ان عورتوں کا ذکر جن کو آپ نے نکاح کا پیغام دیا

جن عورتوں سے آپ نے نکاح نہیں کیا ان عورتوں میں سے ام ہانی بنت ابی طالب ہیں ان کا نام ہند ہے مگر آپ نے ان سے پھر اس وجہ سے نکاح نہیں کیا کہ آپ سے بیان کیا گیا کہ وہ صاحب اولاد ہیں۔

ان کے علاوہ آپ نے ضباعہ بنت عامر بن قرط بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کے لیے ان کے بیٹے سلمہ بن ہشام بن المغیرہ کو پیام دیا انھوں نے کہا کہ میں اپنی ماں سے پوچھ کر اس کا جواب دونگا اور پھر اپنی ماں سے آ کر بیان کیا کہ رسولؐ اللہ نے آپ کے لیے پیام دیا ہے، انھوں نے پوچھا پھر تم نے اس کے جواب میں آپ سے کیا کہا انھوں نے کہا کہ میں نے رسولؐ سے کہا ہے کہ میں اپنی ماں سے دریافت کرکے جواب دونگا۔ ضباعہ نے کہا کیا نبیؐ کے متعلق بھی کسی مشورے کی ضرورت ہے ابھی جاؤ اور مجھے ان کے نکاح میں دیدو۔ سلمہ رسولؐ کے پاس آئے مگر آپ نے اس معاملے کے متعلق بالکل سکوت اختیار کیا کیونکہ آپ کو بذریعہ وحی معلوم ہوگیا تھا کہ ضباعہ بہت بوڑھی ہوچکی ہے۔

ان کے علاوہ آپ نے صفیہ بنت بشامہ اعور العنبری کو نکاح کا پیغام جو جنگ میں اسیر ہوکر آئی تھی، دیا مگر اس اختیار کے ساتھ کہ چاہے وہ آپ کو پسند کرے اور چاہے اپنے خاوند کو، اس نے کہا میں اپنے شوہر کے پاس جانا چاہتی ہوں آپ نے اسے اس کے گھر بھیج دیا۔

اس کے علاوہ آپ نے ام حبیب بنت العباس بن عبدالمطلب کو نکاح کا پیام دیا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ آپ اور عباسؓ دودھ شریک بھائی بھی ہیں کیونکہ دونوں نے ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔

اسکے علاوہ آپ نے جمرہ بنت الحارث بن ابی حارثہ کو نکاح کا پیام دیا اسکے باپ نے ٹالنے کے لیے کہا کہ اس میں خرابی ہے حالانکہ اسے کچھ نہ تھا مگر جب وہ گھر آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی لڑکی اسی وقت برص میں مبتلا ہوگئی۔

رسولؐ کے آزاد کردہ غلام

زید بن حارثہ

زید بن حارثہ اور ان کے بیٹے اسامہ بن زید، ان کا ذکر گذر چکا ہے

ثوبان

ثوبان رسولؐ اللہ کے غلام تھے ان کو آپ نے آزاد کردیا تھا مگر وہ آپ کی وفات تک آپ کے پاس رہے۔ بعد میں حمص چلے گئے تھے۔ وہاں ان کا مکان بھی ہے جو وقف ہے، بیان کیا گیا ہے کہ معاویہؓ کی خلافت میں ۵۴ ہجری

میں ان کا انتقال ہوا بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ انھوں نے رملہ میں سکونت اختیار کی تھی ان کی نسل نہیں ہے۔

شقران

شقران یہ حبشہ کے باشندے تھے صالح بن عدی ان کا نام تھا ان کے حالات میں اختلاف ہے عبداللہ بن داؤدالخریبی سے مذکور ہے کہ شقران رسول اللہ کو اپنے باپ کے ورثے میں ملے تھے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ یہ ایرانی تھے وران کا نسب یہ ہے۔ صالح بن حول بن مہر بوفہ اس آخرالذکر بیان کے مطابق ان کا پورا نسب یہ ہے۔ صالح بن حول بن مہر بوذ، بن آذر جشنس، بن مہریان بن فران بن رستم بن فیروز بن مائی بن بہرام بن رشتہری۔ ان کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ رے کے زمیندار تھے۔

مصعب الزبیری سے منقول ہے کہ شقران عبدالرحمٰن بن عوف کے غلام تھے جن کو انھوں نے رسولؐ کو دے دیا تھا انھوں نے اولاد چھوڑی تھی ان کا آخری شخص موبا نامی مدینے میں تھا اور اسکی بصرے میں اولاد میں باقی تھی۔

رویفع

رویفع اور یہی ابورافع مولی رسولؐ اللہ ہیں یعنی بعض روایات میں ابورافع مولی رسولؐ اللہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے یہی حضرت رویفع مراد ہوتے ہیں ان کا نام اسلم تھا، بعض نے ابراہیم بیان کیا ہے ان کے حالات میں اختلاف ہے بعض حضرات کا بیان ہے کہ یہ عباس بن عبدالمطلب کے غلام تھے جن کو انھوں نے رسولؐ اللہ کو دے دیا تھا آپ نے ان کو آزاد کر دیا۔ بعض دوسرے حضرات کا بیان ہے کہ ابواحیحہ سعید بن الاعص الاکبر کے غلام تھے جو اس کے بیٹوں کو ورثے میں ملے۔ ان میں سے تین نے اپنے حصے کی حد تک ان کو آزاد کرایا۔ وہ سب کے سب جنگ بدر میں مارے گئے۔ ابورافع بھی ان کے ساتھ بدر میں شریک تھے۔ خالد بن سعید نے ان میں اپنے حصے کو رسول کو دے دیا۔ آپ نے ان کو آزاد کر دیا نیز رسولؐ اللہ نے ان کے بیٹے رافع اور اس کے بھائی عبیداللہ بن ابی رافع کو بھی آزاد کر دیا۔ یہ آخرالذکر حضرت علیؓ کے کاتب تھے۔ جب عمرو بن سعید مدینے کا والی مقرر ہوا اس نے بھی بلا کر کے پوچھا کہ تمھارے آقا کون ہیں اس نے کہا رسولؐ۔ اس پر عمرو بن سعید نے اس کے سو کوڑے لگوائے اور پھر پوچھا تم کس کے آزاد کردہ غلام ہو اس نے کہا رسول ﷺ۔ اس پر عمرو بن سعید نے پھر سو کوڑے اس کے لگوائے اور پھر وہی سوال کیا اور اس نے بھی وہی جواب دیا جو پہلے دے چکا تھا اس طرح ایک وقت میں پانسو کوڑے لگے۔ اور پھر اس نے وہی سوال کیا تو اس مرتبہ کہا کہ میں آپ کا مولی ہوں اور اب اس کا چھنکارا ہوا۔ عبدالملک نے جب عمرو بن سعید کو قتل کر دیا تو اس پر ابن ابی رافع نے دو شعر کہے۔

سلمان فارسی

سلمان الفارسی، ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے یہ اصبہان کے ایک گاؤں کے باشندے تھے۔ انہی کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قریہ رام ہرمز کے باشندے تھے۔ یہ کسی طرح بنی کلب کے ہاتھ میں اسیر ہوئے وادی القریٰ کی سمت میں کسی یہودی نے ان کو خرید لیا اور ان سے رقم معینہ کی ادائیگی پر آزادی کا معاہدہ کر لیا۔ رسول اللہ اور مسلمانوں نے اس رقم کی ادائیگی میں ان کی اعانت کی اور اس طرح وہ آزاد ہو گئے۔ نسابان ایران میں سے ایک صاحب نے ان کا نسب یہ بیان کیا ہے۔ سلمان سابور کے پرگنے کے باشندے تھے ان کا نام مابہ بن بوذخشاں بن دہ دیرہ ہے۔

سفینہ

سفینہ جو کہ ام سلمہ کے غلام تھے انھوں نے ان کو اس شرط پر آزاد کر دیا تھا کہ زندگی بھر وہ رسولؐ اللہ کی خدمت کریں گے، بیان کیا گیا ہے کہ وہ حبشی تھے۔ان کے اصل نام میں بھی اختلاف ہے۔بعضوں نے مہران بیان کیا ہے، دوسروں نے رباح بیان کیا ہے، بعض ارباب سیر نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ایرانی عجمی تھے اور ان کا اصل نام سبیہ بن مارقیہ ہے۔

انسہ

ان کی کنیت ابومسرح تھی۔ابوسرح بھی بیان کی گئی ہے۔یہ سراۃ کے مولدین میں سے تھے جب رسول مجلس میں بیٹھتے تو یہ لوگوں کو آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔یہ بدر احد اور تمام ان غزوات میں جن میں رسولؐ نے شرکت فرمائی آپ کے ساتھ شریک ہوئے ہیں۔بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ایرانی تھے ان کی ماں حبشی اور باپ فارسی تھے۔جن کا فارسی میں نام کردی بن اشر یندہ بن ادوہر بن مہر اور بن کنکان ہے جو مجور بن یوماست کی اولاد میں تھا۔

ابوکبشہ

ان کا نام سلیم ہے بیان کیا گیا ہے کہ یہ مکے میں پیدا ہوئے تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دوس کے علاقے میں پیدا ہوئے تھے۔رسولؐ نے ان کو خریدا اور پھر آزاد کر دیا۔یہ رسولؐ کے ہمراہ بدر احد اور تمام غزوات میں شریک ہوئے اور عمر بن الخطاب کی خلافت کے پہلے دن ۱۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

ابوموہبہ

بیان کیا گیا ہے کہ یہ مزینہ کے مولدین میں سے تھے۔رسولؐ نے ان کو خرید ا تھا اور پھر آزاد کر دیا۔

رباح الاسود

یہ لوگوں کو رسولؐ کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔

فضالہ

بیان کیا گیا ہے انھوں نے بعد میں شام میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

مدغم

یہ رفاعہ زید انجدامی کے غلام تھے۔جن کو انھوں نے رسولؐ کے نذر کر دیا تھا۔یہ وادی القریٰ میں بے نشانہ تیر سے اسی روز مارے گئے جس روز رسولؐ وہاں آ کر کفار کے مقابل ٹھیرے تھے۔

ابوضمیرہ

بعض ایرانی نسابوں نے کہا ہے کہ یہ بادشاہ گشتاسپ کی اولاد میں سے تھے اور ان کا نام واح بن شیرز بن بیرو یس بن تاریشمہ بن ماہوش بن باکمہیر ہے۔بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ کسی غزوے میں رسولؐ کے حصے میں

آ ئے تھے پھر آپ نے ان کو آزاد کردیا اور ان کے لیے وصیت لکھی۔ یہ ابی حسین ن عدا ا بن ضمیرہ بن ابی ضمیرہ کے دادا تھے۔ یہ مرقوم وصیت ان کی اولاد اور خاندان والوں کی پاس تھی۔ یہ حسین بن عبداللہ مہدی کے پاس آیا اس کے ساتھ رسول کا وہ صیت نامہ بھی تھا۔ مہدی نے اسے اپنی آنکھوں سے لگایا اور تین سو دینار بطور صلہ اسے دیئے۔

یسار

یہ نوبہ کے باشندے تھے، کسی غزدے میں یہ رسولؐ کے حصے میں آئے۔ آپ نے ان کو آزاد کردیا۔ عرینیوں نے رسولؐ کے اونٹوں پر غارتگری کی تھی اسی موقع پر یہ شہید ہوکر دیئے گئے۔

مہران

انھوں نے رسولؐ سے حدیث روایت کی ہے۔

مابور

ان کے علاوہ مابور نامی ایک خصی بھی آپ کے پاس تھا جن کو مقوقس نے ان دو باندیوں کے کے ساتھ آپ کی طرف ہدیۃً بھیجا جن میں ایک کا نام ماریہ جو آپ کے تصرف میں تھیں اور دوسری کا نام سیرین تھا جن کو آپ نے صفوان بن المعطل کی بے جا حرکت کی وجہ سے حسان بن ثابت کو دیدیا تھا اور جن کے بطن سے حسان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حسان پیدا ہوئے۔ مقوقس نے اس خصی غلام کو انھیں دونوں باندیوں کے ساتھ بحفاظت رسول تک پہنچادینے کے لیے مصر سے بھیجا تھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان کو ماریہ سے بدنام کیا گیا رسولؐ نے حضرت علیؓ کو دیکھا اور ان کو معلوم ہوا کہ وہ مجھے قتل کرنے آئے ہیں مابور نے اپنا ستر کھول دیا تو حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ وہ محض ناکارہ ہیں ان کا آلہ مردمی ہی نہیں ہے۔ اس لیے حضرت علیؓ نے ان کو قتل نہیں کیا۔

طائف کے چار غلام

جب رسولؐ نے اہل طائف کا محاصرہ کررکھا تھا ان کے چار غلام طائف سے نکل کر آپ کے پاس آ گئے آپ نے ان کو آزاد کردیا۔ ان میں ایک ابوبکرؓ ہیں۔

رسولؐ کے کاتب

بیان کیا گیا ہے کہ کبھی عثمان بن عفان اور کبھی علی بن ابی طالب، خلد بن سعید، بان بن سعید اور علاء بن الحضری آپ کے لیے کتابت کی خدمت انجام دیتے تھے۔ یہ بھی مذکور ہے کہ سب سے پہلے اُبی بن کعب نے یہ خدمت انجام دی ہے جب وہ نہ ہوتے تو زید بن ثابت یہ خدمت انجام دیتے۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے بھی یہ خدمت انجام دی ہے۔ پھر یہ اسلام سے مرتد ہوگئے اور پھر دوبارہ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ ان کے علاوہ معاویہ بن ابی سفیان اور حنظلہ الاسیدی نے بھی یہ خدمت انجام دی۔

رسول ﷺ کے گھوڑوں کے نام

سب سے پہلے آپ ﷺ نے مدینہ میں بنی خزارہ کے ایک اعرابی سے گھوڑا دس اوقیہ چاندی میں خریدا۔ اس

اعرابی نے اس کا نام خرش رکھا تھا۔ آپ نے اس کا نام سکب رکھا۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے احد میں اس پر سواری کی اس روز سوائے اس گھوڑے اور ابو بردہ بن نیار کے گھوڑے ملاوح کے اور کوئی گھوڑا مسلمانوں کے پاس نہ تھا۔

مرتجز سے راوی ہے کہ اسی گھوڑے کے خریدنے میں خزیمہ بن ثابت گواہ تھے اور جس اعرابی سے آپ نے یہ گھوڑا خریدا تھا، وہ بنی مرہ سے تھا۔

لزاز، ظرب، لخیف

ابی بن عباس بن سہل اپنے دادا کی روایت بیان کرتا ہے کہ رسول اللہؐ کے تین گھوڑے تھے۔ لزاز، ظرب اور لخیف۔ لزاز آپ کو مقوقس نے بھیجا تھا۔ لخیف کو ربیعہ بن ابی البراء نے آپ کی طرف بھیجا تھا۔ مگر اس کے عوض میں رسولؐ نے بنی کلاب کے اونٹوں میں سے کچھ حصے ربیعہ کو دیئے۔ ظرب آپ کو فردہ بن عمرہ الجذامی نے بھیجا تھا۔ تمیم الماری نے ورد نامی ایک گھوڑا بھیجا۔ رسولؐ نے وہ عمر کو دے دیا۔ عمر نے اسے جہاد کے لیے کسی کو دیا مگر بعد میں عمر نے دیکھا کہ وہ بک رہا ہے۔

یعسوب

بعض ارباب سیر کا بیان ہے کہ مذکورہ بالا گھوڑوں کے علاوہ ایک گھوڑا یعسوب نام بھی آپ کے پاس تھا۔

رسولؐ کے خچروں کے نام

دلدل

رسولؐ کی مادہ خچر دلدل کو مقوقس نے ایک اور گدھے عفیر کے ساتھ آپ کو ہدیۃً بھیجا تھا۔ اسلام میں سب سے پہلے خچر یہی دیکھی گئی، یہ آپ کے بعد ایک عرصے تک زندہ رہی یہاں تک کہ حضرت معاویہ کے عہد حکومت تک زندہ تھی۔

اس کے متعلق زہری سے مروی ہے کہ اس خچر کو فردہ بن اعمر الذامی نے آپ کے لیے بھیجا تھا۔

فضہ اور یعفور

زائل بن عمرو سے مروی ہے کہ فردہ بن عمرو نے فضہ نامی ایک مادہ خچر رسولؐ کو بھیجی وہ آپ نے حضرت ابو بکر کو دے دی۔ اور ایک گدھا یعفور نامی بھیجا تھا۔ یہ آپ کی حجۃ الوداع سے واپسی پر راستے کے درمیان مر گیا۔

رسولؐ کے اونٹوں کے نام

رسولؐ کی اونٹنی قصوا ربنی الحریش کے اونٹوں میں سے تھی، اسے اور اسکے ساتھ ایک دوسری اونٹنی کو ابو بکرؓ نے سو درہم میں خریدا تھا۔ رسولؐ نے چار سو درہم میں قصوہ کو ابو بکرؓ سے خرید لیا۔ یہ مرنے تک آپ ہی کے پاس رہی، اسی پر سوار ہو کر آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی جب آپ مدینے آئے یہ چار سال کی تھی۔ قصواء وجدعا اور عضباء اس کے نام تھے۔ ابن المسیب سے مروی ہے کہ اس اونٹنی کا نام عضباء تھا اور اس کے کان کا کنارہ کٹا ہوا تھا۔

رسول ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنیاں

آپ ﷺ کے پاس بیس دودھ والی اونٹنیاں تھیں جن پر آپ ﷺ کے گھر والے بسر اوقات کرتے تھے انھیں پر غابہ کے واقعے میں کفار نے غارتگری کی تھی۔ روزانہ شام کو دو بڑے قرابوں میں ان کا دودھ دوہا جاتا تھا ان میں جو زیادہ دودھ دینے والیں تھیں۔ ان ے ام حنا، سمراء، عریس، سعدیہ، بغوم، یسیرہ اور ریا تھے۔ ام سلمہ کے غلام بنہان سے مروی ہے کہ میں نے ام سلمہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول ؐ کی حیات میں صرف دودھ پر ہماری بسر اوقات تھی یا ام سلمہ نے کہا زیادہ تر دودھ ہی ہماری خوارک تھی۔ غابہ میں رسول ؐ کی اونٹنیاں رہا کرتی تھیں اور وہ آپ نے اپنی بیویوں میں تقسیم کر دی تھیں، ان میں ایک اونٹنی کا نام عریس تھا۔ ہم کو حسب ضرورت اسی کا دودھ ملتا تھا۔ عائشہؓ کی اونٹنی کا نام سمراء تھا جو بہت دودھ دیتی تھی وہ میری اونٹنی جیسی نہ تھی۔ جوانیہ کی سمت کی چراگاہ میں چرواہا ان کو چرانے لے جاتا تھا۔ یہ شام کو چر کر ہمارے گھر آتی تھیں اور ان کا دودھ دوہا جاتا تھا خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ہم دونوں کی اونٹنیوں سے بہت زیادہ دودھ دیتی تھی کہ اس ایک کا دودھ ہماری اونٹنیوں کے دودھ کے برابر ہوتا تھا یا زیادہ ہوتا تھا۔

عبدالسلام بن جبیرؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی اونٹنیاں تھیں جو ذی الجدر اور جماء میں چرا کرتی تھیں ان کا دودھ مدینے آتا تھا آپ کی ایک اونٹنی کا نام مہرہ تھا جو بنی عقیل کے اونٹوں میں سے سعدؓ بن عبادہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجی تھی یہ بہت دودھ دینے والی تھی۔ اس کے علاوہ ریا اور شقراء دو اونٹنیاں اور تھیں جو آپ نے بنی عامر سے نبط کے ہاٹ میں خریدی تھیں۔ نیز بردہ، سمراء، عریس، یسیرہ اور حنا اونٹنیاں تھیں ہر شام اُن کا دودھ آپ کے پاس لایا جاتا تھا اُن کے چرانے کے لئے آپ رسول ﷺ کا غلام یسار متعین تھا جسے کفار نے قتل کر دیا۔

رسول ﷺ کی بکریاں

عجوہ، زمزم، سُقیا، برکہ، ورسہ، اطلال اور اطراف آپ ﷺ کی سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں جن کو اُمّ ایمن چراتیں تھے۔

رسول ﷺ کی تلواریں

مروان بن ابی سعید ابن المعلّی سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی قینقاع کے اسلحہ میں سے تین تلواریں قُلَعَیا۔ بتار اور حتف غنیمت میں ملی تھیں۔ اس کے بعد فلسِ سے آپ کو مخذم اور رسوب دو تلواریں اور ملیں بیان کیا گیا ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینے آئے تو آپ کے پاس دو تلواریں تھیں اُن میں ایک کا نام عضب تھا جس سے آپ بدر میں لڑے اور آپ ﷺ کی تلوار ذوالفقار یہ عنبہ بن الحجاج کی تھی جو آپ کو بدر میں غنیمت میں ملی۔

رسول ﷺ کی کمانیں اور نیزے

مروان بن ابی سعید ابن المعلّی سے مروی ہے کے قینقاع کے اسلحہ میں سے تین نیزے اور تین کمانیں آپ ﷺ کو ملی تھیں۔ ایک کا نام روحاء تھا۔ ایک صنوبر کی تھی جس کا نام بیضاء تھا اور ایک بانس کی تھی جس کا نام صفراء تھا اور یہ زرد رنگ کی تھی۔

رسول کی زرہیں

مروان بن ابی سعید ابن المعلّی سے مروی ہے کہ بنی قینقاع کے اسلحہ میں سے رسول ﷺ کو دو زرہیں سعدیہ اور فِضّہ ملی تھیں۔ محمد بن مسلمہؓ مروی ہے کہ جنگ اُحد میں میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر دو زرہیں ذات الفضول اور فضہ دیکھیں اور خیبر میں آپ پر میں نے ذات الفضول اور سعدیہ نامی دو زرہیں دیکھیں۔

رسول ﷺ کی ڈھال

مکحول بیان کرتے تھے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ڈھال تھی جس میں مینڈھے کے سر کی تصویر تھی آپ کو یہ تصویر ناگوار ہوئی ایک دن آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے شکل کو مٹا دیا ہے۔

رسول ﷺ کے اسمائے گرامی

ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے اپنے کئی نام ہم سے بیان کیے ان میں سے جو یاد ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔ محمدؐ، احمدؐ، مقفی، حاشر، نبی، توبہ اور ملحمہ۔

رسول ﷺ کا حلیہ

حلیہ مبارک سے متعلق مختلف روایات

جبیرؓ بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے قد کے اور نہ چھوٹے قد کے بلکہ درمیانے تھے اور نہ سر اور چہرہ بڑا تھا، ہاتھ اور پاؤں کی اُنگلیاں بڑی بڑی تھیں۔ پنڈلیاں موٹی تھیں، سُرخ رنگ تھا بڑے قدم تھے، آہستہ آہستہ چلتے تھے معلوم ہوتا کہ اُتار سے اُتر رہے ہیں۔ آپ ﷺ سے پہلے یا بعد اس شان کو کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

حضرت علیؓ کوفے کی مسجد میں اپنی تلوار کے پرتلے سے گھات باندھے بیٹھے تھے۔ انصاریوں میں سے ایک شخص نے علیؓ سے کہا کہ آپ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیہ مجھ سے بیان کیجئے، انھوں نے کہا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ گورا تھا جس میں سُرخی نمایاں تھی، نہایت سیاہ آنکھیں تھیں، بال نرم تھے قدم جوڑ کر چلتے تھے، نرم رُخسار تھے، داڑھی بہت ہی گھنی تھی، گردن چاندی کی صُراحی معلوم ہوتی تھی، ہنسلی سے لے کر ناف تک بال بال تھے، چال اس قدر عمدہ تھی جیسے بانس کا درخت ہوا سے جھومتا ہے، بغل یا سینے پر اور بال نہ تھے، ہاتھ پاؤں کی اُنگلیاں بڑی بڑی تھیں، جب آپ چلتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ اُتار پر سے اُتر رہے ہیں اور چال میں ایسی استقامت تھی کہ گویا چٹان چلی آ رہی ہے جب آپ مڑتے تھے تو سارے جسم سے مڑ جاتے تھے، نہ آپ کوتاہ قامت تھے اور نہ دراز قامت، نہ نکمّے تھے اور نہ تنگ ظرف، آپ کے چہرے پر پسینے کے قطرات مُوتی معلوم ہوتے تھے، اور آپ کے پسینے میں مشک سے بہتر خوشبو تھی۔ آپ سے پہلے یا بعد میں نے کسی کو آپ جیسا نہیں دیکھا۔

انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر ہونے پر آپ ﷺ نبی مبعوث ہوئے، دس سال مکّے میں اور دس سال مدینے میں آپ نے قیام فرمایا، ساٹھ سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے، آپ نہ بہت دراز قامت تھے اور نہ بالکل کوتاہ قامت نہ آپ ﷺ بالکل گورے تھے اور نہ سیاہ نہ آپ کے بال بہت گھونگروالے تھے اور نہ چھدرے۔

جُریری سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں ابوالطفیل کے ساتھ کعبے کا طواف کر رہا تھا انھوں نے کہا اب میرے سوا اور کوئی شخص زندہ نہیں ہے، جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو، میں نے پوچھا کیا آپ ﷺ نے اُن کو خود دیکھا ہے، اُنھوں نے کہا ہاں میں کہا فرمایئے آپ کا حُلیہ کیا تھا اُنھوں نے کہا کہ آپ میانہ قامت، ملاحت کے ساتھ گورے تھے۔

مُہرِ نبوت

حضرت ابوؓزید سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا ابوزید میرے قریب آؤ اور میری پیٹھ پر ہاتھ لگاؤ اور پھر آپ نے اپنی پیٹھ کھول دی میں نے اُسے چھوا اور اپنی انگلیوں سے مُہر نبوت کو دبا کر دیکھا، ابوزیدؓ سے پوچھا گیا کہ مُہر نبوت کیا تھی اُنھوں نے کہا کہ بالوں کا وہ گچھا جو آپ کے دونوں شانوں پر تھا۔

ابونضرۃ سے مروی ہے کہ میں نے ابوسعید الخذری سے مُہرِ نبوت کو دریافت کیا اُنھوں نے کہا کہ وہ چند اُبھرے ہوئے بال تھے۔

رسول ﷺ کی شجاعت اور سخاوت

اَنسؓ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے ایک مرتبہ دشمن کے خطرے کی مدینے میں شہرت ہوئی سب لوگ آواز کی طرف لپکے مگر اُنھوں نے دیکھا کہ سب سے پہلے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تلوار لے کر ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر مقابلے کے لئے موجود ہیں اور سب سے پہلے آپ ﷺ اکیلے اُس آواز پر آئے ہیں، سب کے جمع ہونے کے بعد آپ نے دو مرتبہ فرمایا اے لوگو مت ڈرو مت ڈرو، اور گھوڑے کی تعریف میں ابوطلحہ سے کہا کہ ہم نے سرعت میں اس گھوڑے کو سمندر کی موج کی طرح پایا۔ اس سے پہلے یہ گھوڑا بہت دھیما تھا آپ ﷺ کے فرمانے کے بعد اس قدر تیز رفتار ہوا کہ کوئی گھوڑا اُس سے آگے نہ نکل سکتا تھا۔

دوسری روایت میں حضرت اَنسؓ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ بہادر اور سب سے بڑھ کر سخی تھے، ایک مرتبہ مدینے میں دشمن کے خطرے کی منادی دی گئی تمام لوگ مقابلے کے لئے نکلے مگر سب سے پہلے خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تلوار گلے میں لٹکائے مقابلے کے لئے پہنچ گئے۔ اور گھوڑے کے متعلق آپ نے فرمایا کہ ہم نے اسے سرعت میں دریا پایا۔

رسول ﷺ کے بالوں کا بیان

کیا آپ خضاب لگاتے تھے؟

حضرت عبدُاللہ بن بسر سے پوچھا گیا کہ آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کیا آپ کے بال سفید ہوگئے تھے، اُنھوں نے اپنا ہاتھ اپنے ریش بچے پر رکھ کر بتایا کہ صرف اس قدر بال سفید ہوئے تھے۔

حضرت ابوجُحیفہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ریش بچے کو سفید دیکھا تھا، ان سے سوال کیا گیا کیا ایسا سفید جیسا کہ اس وقت آپ کا ریش بچہ ہے اُنھوں نے کہا کہ میرے بال کھچڑی ہیں۔

انسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگاتے تھے انھوں نے کہا کہ آپ کے بال اس قدر سفید ہی نہ ہونے پائے تھے کہ اس کی ضرورت ہوتی البتہ حضرت ابوبکرؓ نے مہندی اور مازو کا اور عمرؓ نے مہندی کا خضاب لگایا ہے انھوں نے کہا کہ آپ ﷺ کی داڑھی کے سرے میں صرف انیس بیس بال سفید ہوں گے اور بالوں کی سفیدی کا عیب ہی آپ کو نہیں ہوا، حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا بالوں کا سفید ہونا کوئی عیب ہے انھوں نے کہا تم سب ہی اُسے ناپسند کرتے ہو۔ البتہ حضرت ابوبکرؓ نے مہندی اور مازو کا اور حضرت عمرؓ نے مہندی کا خضاب لگایا ہے۔

دوسرے سلسلے سے حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

جابرؓ بن سمرہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف چند بال مانگ میں سفید ہوئے تھے اور وہ بھی ایسے تھے کہ جب آپ تیل لگاتے تو وہ معلوم نہ ہوتے۔

عثمان بن عبداللہ بن یوہب سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی آئیں اور انھوں نے آپ کے چند بال ہمیں لاکر دکھائے، اور مازو کا خضاب تھا۔

ابورمثہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مہندی اور مازو کا خضاب لگاتے تھے اور اور آپ کے سر کے بال اس قدر لمبے تھے کہ مونڈھوں تک آتے تھے۔

اُمّ ہانی سے مروی ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کی چار زلفیں تھیں۔

رسول ﷺ کی علالت

اس علالت میں آپ کی وفات ہوئی اور خود آپ ﷺ نے اپنی وفات کی اطلاع دیدی تھی ابوجعفر کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد نازل ہوا۔ اذا جاء نَصرُ اللہِ والفَتحُ ورائیت الناسَ یَدخُلونَ فی دین اللہِ افواجاً فسبّح بحمد ربک واستغفره انه کان توابا۔ (جب اللہ کی نصرت اور فتح پہنچی اور دیکھ لیا تم نے کہ لوگ اللہ کے دین میں جوق درجوق داخل ہورہے ہیں۔ تب تم اللہ کی حمد کرو اور اُس سے طلب مغفرت کرو کیونکہ وہ سب سے بڑھ کر توبہ کا قبول کرنے والا ہے۔

ہم اس تعلیم کو پہلے بیان کر چکے ہیں جو حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو دی، اس حج کو حجۃ الوداع حجۃ التمام اور حجۃ البلاغ بھی کہتے ہیں اس موقع پر آپ نے تمام مناسک حج مسلمانوں کو بتائے اور جو خطبہ آپ نے اس موقع پر دیا اُس میں وصیت کی ابھی ذی الحجہ کا مہینہ باقی تھا کہ اس حج سے فارغ ہوکر آپ ﷺ مدینے آ گئے اور بقیہ ذی الحجہ، محرم اور صفر آپ مدینے میں مقیم رہے۔

۱۱ہجری آغاز
اس سال کے واقعات

اسامہ بن زید کے لشکر کی تیاری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض الموت

اس ۱۱ہجری کے محرم میں آپ نے شام جانے کے لئے مسلمانوں کو حکم دیا اور اس مہم پر اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارث کے بیٹے اُسامہ بن زید کو امیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ اُن کا لشکر فلسطین کے تخوم البلقاء اور داروم پر حملہ کرے، مسلمانوں نے اس مہم کے لئے تیاری شروع کی اور اسامہ کے ساتھ جانے کے لئے مہاجرین اولین میں سے بہت سے صحابہؓ تیار ہوئے، یہ تیاری ہو رہی تھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم صفر کی آخری یا ربیع الاوّل کی ابتدائی تاریخوں میں اُس مرض میں مبتلا ہوئے جس سے آپ کی وفات ہوئی۔

رسول ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابو مریہبہؓ سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینے آئے اور آپ کے مدینے آ جانے کی وجہ سے اب سب لوگوں کو اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت مل گئی اور وہ چلے گئے آپ ﷺ نے مسلمانوں کو ایک مہم کی تیاری کا حکم دیا وار اسامہ بن زید کو اس مہم کا امیر مقرر کیا وار حکم دیا کہ اہل ازیت سے جو شام کے راستوں میں سے ایک راستے پر واقع ہے بڑھ کر علاقہ اردن پر حملہ کریں اس تقرر پر منافقوں نے چہ میگوئیاں کیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اعتراض کی تردید کی اور فرمایا کہ اُسامہ اس امارت کے اہل ہیں اور اگر تم نے ان کے متعلق یہ کہا ہے تو کیا ہوا اس سے پہلے ان کے باپ کے متعلق بھی تم اسی قسم کی باتیں کہہ چکے ہو حالانکہ وہ بھی امارت کے اہل تھے جیسا کہ ثابت ہوا۔

اپنے گھروں کو واپس جانے کی اجازت کی وجہ سے دُور دُور رسول ﷺ کی بیماری کی خبر مشہور ہو گئی اس وجہ سے اسود نے یمن اور مسیلمہ نے یمامہ میں شورش برپا کر دی ان دونوں کی بغاوت کی اطلاع آپ کو ملی اس کے بعد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب افاقہ ہو گیا تھا طلیحہ نے بنی اسد کے علاقے میں بغاوت کر دی اس کے بعد آپ ﷺ پھر محرم میں اُس مرض میں بیمار پڑے جس سے آپ کی وفات ہوئی۔

عروہؓ سے مروی ہے کہ آپ اپنے مرض الموت میں محرّم کی آخری تاریخوں میں بیمار پڑے تھے۔

جھوٹے مدعیان نبوت کا وجود

واقدی کا بیان ہے کہ صفر کے اختتام سے دو روز قبل کہ آپ ﷺ مرض الموت میں مبتلا ہوئے ضحاک بن فیروز ابن الدیلمی اپنے باپ سے مروی ہے کہ فتنۂ ارتداد سب سے پہلے یمن میں خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں شروع ہوا، اس کا بانی ذوالخمار عبہلہ بن کعب تھا جو اسود مشہور ہے حجۃ الوداع کے بعد اس نے خروج کیا تھا اور مذحج کے اکثر افراد اس کے ساتھ ہو گئے تھے۔

اسود عنسی

یہ اسود ایک کاہن شعبدہ باز تھا جو عجیب وغریب شعبدے دکھاتا تھا اور اپنی سحر بیانی سے دلوں کو مسخر کر لیتا تھا۔ سب سے پہلے اس نے اپنے مرز بوم کہف خُبّان سے خروج کیا۔ قبیلۂ مذحج نے اُس سے معاہدہ کر کے بخران میں ملنے کا وعدہ کیا اور پھر بخران آ کر اس پر اچانک حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور اب ان کے مکان میں اسود کو اُتارا۔ اسی طرح قیس بن عبد یغوث نے غروہ بن مسیک پر جو مراد کے عامل تھے اچانک حملہ کر کے ان کو وہاں سے بے دخل کر دیا اور خود ان کے مکان میں ٹھہر گیا عبلہ نے بخران میں زیادہ قیام نہیں کیا اور چند ہی روز میں وہ بخران سے صنعاء چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس تمام واقعے کی اطلاع جو رسول ﷺ کو پہنچی وہ فروہ بن مسیک کی جانب سے تھی مذحج کے جو لوگ اسلام پر قائم رہے وہ فروہ کے پاس احسیہ میں چلے آئے چونکہ اب اسود بلا کسی مزاحم کے پورے یمن کا مالک ہو گیا تھا خود اس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی واسطہ نہیں رکھا۔

جھوٹے مدعیان نبوت سے متعلق حضور ﷺ کا خواب

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کی مہم کی تیاری کا حکم دیا مگر وہ آپ کی علالت اور اسود اور مسیلمہ کے ارتداد کی وجہ سے وہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکی، منافقوں نے اسامہ کی امارت پر اعتراض کیا اس کی اطلاع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی ان چہ میگوئیوں اور ایک خواب کی وجہ سے جو آپ نے عائشہؓ کے گھر میں دیکھا تھا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پریشان ہو کر سر کے درد کی وجہ سے سر پر پٹی باندھے ہوئے برآمد ہوئے اور فرمایا کہ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ میرے بازو پر سونے کے دو کنگن ہیں میں نے کراہت کی وجہ سے اُن کو پھونک دیا اور وہ اُڑ گئے اس کی تعبیر میں نے یہی لی ہے کہ اس کا اشارہ ان دونوں جھوٹے مدعیوں یمن اور یمامہ والوں کی طرف ہے۔

مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض لوگ اسامہ کی امارت سے ناراض ہیں بخدا اگر آج اس کے متعلق ان کو اعتراض ہے تو کیا یہ نئی بات ہے اس سے پہلے وہ اس کے باپ کی امارت کے بارے میں ایسا ہی کر چکے ہیں حالانکہ اس کا باپ اس امارت کا قطعی اہل تھا اور یہ بھی اس امارت کے اسی طرح اہل لہٰذا میں حکم دیتا ہوں کہ اسامہ کی مہم میں جو لوگ شریک ہیں وہ ان کے ساتھ جائیں، اسی موقع پر آپ نے یہ فرمایا اولوگوں پر جنھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا ہے اللہ نے لعنت کی ہے۔

اسامہ مدینے سے چلکر جُرف آئے، یہاں چھاؤنی میں لوگوں نے باتیں بنائیں، اب طلیحہ نے بھی سر اُٹھایا اس کی وجہ سے یہ لوگ تردد میں پڑ گئے خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کی شدت ہوئی جس کی وجہ سے یہ کام پورا نہ ہو سکا لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اسی لیت ولعل میں اللہ عزوجل نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے اُٹھا لیا۔

طلیحہ کا دعویٰ نبوت

حضرمی بن عامر الاسدی سے مروی ہے کہ ہمیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی اطلاع ہوئی، اسی کے بعد معلوم ہوا کہ مسیلمہ نے یمامہ پر اور اسود نے یمن پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ہی یہ خبر معلوم ہوئی کہ طلیحہ نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اس نے سمیراء میں اپنا مستقر بنایا ہے بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اس کی بات بڑھ گئی ہے۔ اس کے اپنے بھتیجے حبال کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا کہ میں ذی النون ہوں آپ نے فرمایا وہ تو فرشتے کا نام ہے تب اس نے کہا میں حبال ابن خویلد ہوں آپ نے فرمایا اللہ تجھے ہلاک کرے اور شہادت سے محروم کر دے۔

فتنوں کے خلاف رسول ﷺ کا ردِّ عمل

خریث بن المعلی سے مروی ہے کہ سب سے پہلے سنان بن ابی سنان بنی مالک کے عامل نے طلیحہ کے خروج کی اطلاع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تھی۔ اور اس وقت قضاعی بن عمرو بنی الحارث کے عامل تھے۔ عروہؓ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج بھیجنے کے بجائے ان فتنوں کے مقابلے کے لئے اپنے قاصد مختلف اشخاص کے پاس بھیجے چنانچہ آپ نے ابناء کے بعض لوگوں کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور ان کو لکھا کہ وہ بنی تمیم اور قیس کے فلاں فلاں اشخاص کی اس فتنے کے مقابلے میں امداد کریں اور دوسری طرف آپ نے بنی تمیم اور قیس کے اپنے لوگوں کو لکھا کہ وہ اس معاملے میں ابناء کی مدد کریں۔ ان لوگوں نے آپ کی تحریر پر عمل کیا اس طرح مرتدین کے تمام راستے منقطع ہوئے، ان کو ہر طرح کا نقصان اٹھانا پڑا، ان کو بند کر دیا گیا اور اب خود ان کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے، اسود، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں آپ کی وفات سے ایک دن یا ایک رات پہلے مارا گیا، طلیحہ، مسیمہ اور ان جیسے دوسرے فتنہ پرداز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصدوں کی کارروائیوں کی مدافعت میں الجھ گئے۔

باوجود علالت کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے کام اور اس کے دین کی مدافعت سے غافل نہیں رہے آپ نے وبر بن یحنس کو فیروز جشیش الدیلمی اور دادویہ الاصطخری کے پاس بھیجا، جریر بن عبداللہ کو ذی الکلاع اور ذی ظلیم کے پاس بھیجا، اشرع بن عبداللہ الحمیری کو ذی زود اور ذی مران کے پاس بھیجا۔ فرات بن حیان العجلی کو ثمامہ بن اثال کے پاس بھیجا۔ زیاد بن حنظلہ التمیمی العمری کو قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر کے پاس بھیجا۔ صلصل بن شرجیل کو سبرۃ العنبری، کیع الدارمی، عمرو بن الازور الاسدی کو بنی الصیداء کے عوف الزرقانی اسنان الاسدی الغنمی اور قضاعی الدیلمی کے پاس بھیجا اور نعیم بن مسعود الاشجعی کو ابن ذی اللحیہ اور ابن مشیمصۃ الجبیری کے پاس بھیجا۔

فقہاء اہل حجاز سے مروی ہے کہ صفر کی آخری تاریخوں میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش کے مکان میں اپنے مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔

اہل بقیع کیلئے دعائے مغفرت اور فتنوں کی اطلاع

ابو مویہبہ سے مروی ہے کہ آدھی رات کے وقت آپ نے مجھے بلایا اور کہا ابو مویہبہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کروں تم میرے ساتھ چلو، میں آپ کے ساتھ ہوا آپ نے بقیع کے وسط میں کھڑے ہو کر فرمایا اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو، جس حالت میں تم اب ہو یہ تم کو مبارک ہو کیونکہ جواب زندہ ہیں ان سے تم اس وجہ سے اچھے رہے کہ فتنوں کا زمانہ آ گیا اور وہ اس تیزی سے آ رہے ہیں جس طرح رات کی تاریکی بڑھتی ہے اور وہ مسلسل ہیں اور دوسرا پہلے سے زیادہ بڑا ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ابو مویہبہ مجھے تمام دنیا کے خزانوں کی کنجیاں زندگی جاوید اور جنت پیش کی گئی اور دوسری طرف اپنے رب کی ملاقات اور جنت کو اختیار کیا میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر نثار آپ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں اس میں زندگی جاوید اور پھر جنت کو کیوں اختیار نہیں فرماتے۔ رسول ﷺ نے فرمایا ابو مویہبہ یہ ہرگز نہیں ہوگا میں نے تو اب رب کی ملاقات اور جنت کو اختیار کر لیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اہل بقیع کے لئے دعائے مغفرت کی اور گھر واپس آ گئے۔ اُسی کے بعد آپ اپنے مرض المت میں بیمار پڑ گئے۔

رسول ﷺ حضرت عائشہؓ کے گھر میں

عائشہؓ سے مروی ہے کہ بقیع سے آپ سیدھے میرے پاس آئے میرے سر میں درد تھا میں اُس سے کراہ رہی تھی آپ نے فرمایا عائشہ تم نہیں بلکہ تمھارے بجائے میں کہتا ہوں کہ سر پھٹا جاتا ہے پھر آپ نے کہا اچھا اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ اور میں تمھارے کفن دفن کا انتظام کروں تمھاری نماز جنازہ پڑھوں اور پھر تم کو دفن کر دوں تمھارا کیا بگڑے گا۔ میں نے کہا میں خوب جانتی ہوں کہ جب آپ مجھے دفن کر کے میرے گھر آئیں گے تو اپنی کسی بیوی کے ساتھ وہیں شب باشی اختیار کریں گے اس پر آپ مسکرائے مگر آپ کی تکلیف بڑھتی گئی اور اُسی حالت میں آپ اپنی بیویوں کے پاس گئے آپ میمونہؓ کے گھر میں تھے کہ آپ صاحب فراش ہو گئے آپ نے اپنی سب بیویوں کو بلایا اور ان سے اجازت لی کہ آپ کی تیمارداری میرے گھر ہو انھوں نے اس کی اجازت دی آپ وہاں سے اپنے خاندان کے دو شخصوں کے سہارے جن میں فضل بن العباس اور دوسرے ایک اور شخص تھے اس طرح آئے کہ صرف آپ کا قدم زمین پر پڑتا تھا اور سر پر پٹی بندھی تھی اسی طرح آپ میرے گھر میں آ گئے۔

عبید اللہ سے مروی ہے کہ میں نے عائشہؓ کی یہ حدیث عبد اللہ بن عباس سے بیان کی اور پوچھا کہ یہ دوسرے شخص کون تھے، اُنھوں نے کہا وہ علیؓ بن ابی طالب تھے، عائشہؓ کا یہ دستور قابلہ غور تھا کہ جہاں تک ہوسکتا وہ علیؓ کا ذکر خیر سے نہ کرتیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ اس کے بعد آپ پر غشی طاری ہو گئی اور آپ کے مرض نے اور شدت اختیار کی آپ نے فرمایا مختلف کنوؤں سے بھر کر سات مشکیں میرے سر پر ڈالی جائیں تاکہ میں باہر آ کر مسلمانوں سے کچھ کہوں، ہم نے آپ کو حفصہ بنت عمر کے غسل خانے میں بٹھایا اور آپ کے سر پر پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا اب بس کرو۔

صحابہ کرام سے معافی تلافی

فضل بن العباس سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے میں گھر سے نکل کر آپ کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ آپ کے سر میں سخت درد ہے اور اس کی وجہ سے آپ نے سر پر پٹی باندھ رکھی ہے مجھ سے کہا فضل میرا ہاتھ تھامو میں نے آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور آپ کو سہارا دیتا ہوا چلا آپ ممبر پر آ کر بیٹھے پھر مجھ سے کہا کہ سب کو بلاؤ سب جمع ہو گئے آپ نے فرمایا۔ اے لوگو میں تمھارے سامنے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں تعریف کرتا ہوں۔ تم لوگوں کے میرے ذمے بہت سے حقوق ہوں گے لہذا جس کی پیٹھ پر میں نے کوڑے مارے ہوں اُس کے لئے میری پیٹھ حاضر ہے وہ اپنا بدلہ لے لے اور جس کسی کو میں نے بُرا کہا ہو میں موجود ہوں وہ مجھے برا کہہ لے، کینہ پروری نہ میری سرشت ہے اور نہ میری عادت میں تم میں اُس شخص کو سب سے زیادہ پسند کروں گا جو اپنا حق مجھ سے اب لے لے یا معاف کر دے تاکہ میں اپنے رب سے بالکل پاک نفس ہو کر ملوں۔ اگرچہ میں اس بات کو جانتا ہوں کہ میرے اس کہنے کا جب تک میں متعدد مرتبہ تم سے نہ کہوں کوئی اثر نہ ہوگا۔

اتنا کہہ کر آپ منبر سے اُتر آئے نماز ظہر پڑھی اور پھر ممبر پر جا بیٹھے اور تقریر کے سلسلے کو جاری کرتے ہوئے دشمنی اور کینہ پروری کے متعلق کلام کو جاری رکھا اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر فرمایا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ پر میرے تین درہم قرض ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا فضل یہ ان کو دے دو میں نے اُس کی ادائیگی کے لئے

کہہ دیا وار وہ شخص اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا اے لوگو جس کے پاس ہمارا کچھ ہو وہ دیدے اور اس کو دنیا کی رسوائی نہ سمجھے کیونکہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت معمولی بات ہے، اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ آپ کے تین درہم میرے ذمے ہیں میں نے وہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کیے آپ نے پوچھا کیوں نہیں کیے اس نے کہا مجھے اُن کی ضرورت تھی آپ نے مجھ سے فرمایا فضل یہ رقم ان سے لے لو پھر آپ نے فرمایا اے لوگو تم میں جس کو اپنے متعلق کسی بداعمالی کی وجہ سے اندیشہ ہو وہ کھڑا ہو کر بیان کردے تاکہ میں اُس کے لیے دعا کر دوں۔ اس پر ایک شخص نے کہا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کذاب ہوں، بدکار ہوں اور ہر وقت سوتا رہتا ہوں۔ آپ نے اُس کے لیے دعا کی اے باری تعالیٰ اسے صدق اور ایمان عطا کر اور جب یہ چاہے اس کی نیند دور ہو جایا کرے، اس کے بعد ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر کہا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کذاب ہوں میں منافق ہوں اور کوئی ایسی برائی نہیں ہے جس کا ارتکاب میں نے نہ کیا ہو یہ سنکر عمر بن الخطاب نے کہا اے شخص تو نے اپنی رسوائی کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابنؓ الخطاب اس دنیا کی ذلت آخرت کی ذلت سے اچھی ہے۔ اللہ تو اس شخص کو صدق اور ایمان عطا فرما اور اسے نیک کردار بنادے۔ عمرؓ نے اُس شخص سے کہا کہ اب تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرو اس جملے پر آپ ہنس پڑے اور پھر فرمایا عمرؓ میرے ساتھ ہیں اور میں عمرؓ کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق اُسی طرف ہوگا جدھر عمر ہوں گے۔

رسول ﷺ دنیا و آخرت میں کسی ایک کا اختیار اور صدیق اکبر کی فراست

ایوب بن بشیر سے مروی ہے کہ رسول ﷺ سر پر پٹی باندھے ہوئے برآمد ہوئے ممبر پر جلوہ افروز ہوئے سب سے پہلے جو بات آپ نے کی وہ یہ کیا کہ اصحاب اُحد کے لیے دعا کی اُن کے لیے مغفرت طلب کی اور بہت دیر تک ان کو دعا دیتے رہے پھر آپ نے فرمایا اللہ نے اپنے ایک بندے کو حق دیا کہ وہ اس دنیا وار اپنے پاس کی نعمتوں میں سے ایک کو اختیار کرے اور اُس بندے نے اللہ کے پاس کی نعمتوں کو پسند کیا۔ ابوبکرؓ آپ کے اس جملے کا مفہوم سمجھ گئے کہ اس سے نور آپ مراد ہیں وہ رونے لگے اور عرض کیا کہ آپ کے بدلے میں ہم اپنی اور اپنی اولاد کی جانوں کو فدیہ دیتے ہیں آپ نے فرمایا ابوبکرؓ خاموش رہو گلی کوچوں کے ان ناکوں کو دیکھو جو مسجد میں آتے ہیں ان سب کو بند کردینا البتہ ابوبکرؓ کے گھر کا راستہ بند نہ کیا جائے کیونکہ صحابہؓ میں سے کسی کے اس قدر احسانات مجھ پر نہیں ہیں جتنے ابوبکرؓ کے ہیں۔

اسی سلسلہ کلام میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر میں اللہ کے بندو میں سے کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن جب تک کہ اللہ ہمیں دونوں کو پھر یکجا کرے وہ میرے ساتھی اور دینی بھائی ہیں۔

ابوسعیدؓ الخدری سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ اُس بندے نے جسے اللہ نے یہ حق دیا تھا کہ وہ تمام دنیاوی نعمتوں اور اللہ کے یہاں کی نعمتوں کو اختیار کیا اس پر ابوبکرؓ رونے لگے اور اُنھوں نے کہا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ پر اپنے ماں باپ قربان کیے دیتے ہیں ابوبکر کی اس بات سے ہم سب کو تعجب ہوا لوگوں نے کہا کہ اس شیخ کو ذرا دیکھو یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کا پتہ بتا رہے ہیں جنہیں اختیار دیا گیا اور کہتے ہیں کہ ہم اپنے والدین آپ کے معاوضے میں فدیہ دیتے ہیں مگر حقیقت وہی تھی جو ابوبکرؓ سمجھے کہ یہ اختیار خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگوں میں اپنی رفاقت اور مال کے

خرچ کرنے میں سب سے زیادہ ابوبکرؓ میرے محسن ہیں اگر میں کسی دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اب اخوت اسلام ہے۔ ابوبکرؓ کے دروازے کے سوا اب کسی کا دروازہ مسجد میں نہ رہے سب بند کر دیئے جائیں۔

حضرت عائشہؓ کے گھر میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ کرام کو ہدایات

عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ ہمارے نبی اور ہمارے حبیب نے اپنے مرنے سے ایک مہینہ قبل ہی اپنے وصال کی ہمیں اطلاع دے دی تھی جب آپ سے مفارقت کا وقت قریب آیا ہم سب اپنی ماں عائشہ کے گھر میں جمع ہوئے آپ نے ہمیں دیکھا اور پھر غور سے دیکھا آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا خوش آمدید اللہ تم پر رحم کرے تمھاری مدد کرے تمھاری حفاظت کرے تمھارے مرتبے بڑھائے تم کو فائدہ پہنچائے تم کو توفیق دے تمھاری اعانت کرے تم کو سلامت رکھے تم پر رحمت کرے تم کو قبول کرے میں تم کو اللہ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور تمھارے لئے اللہ کو وصیت کرتا ہوں اور اللہ ہی کو تم پر چھوڑے جاتا ہوں اور تم کو اس کے سپرد کرتا ہوں میں تم کو متنبہ کرتا ہوں اور بشارت دیتا ہوں کہ تم اللہ کے بندوں اور اُس کے ملک میں اُس کے حکم سے بال برابر تجاوز نہ کرنا اور ظلم نہ کرنا اللہ نے مجھ سے اور تم سے کہا ہے **تلک الدار الآخرۃ نجعلها للذین لایُریدونَ عُلوّاً فی الارض و لا فسادا والعاقبه اللمتقین** (یہ آخرت کا گھر اُن لوگوں کو ہم دیں گے جو زمین میں نہ بلندی اور اقتدار چاہتے ہیں اور نہ فساد اور انجام کی بھلائی اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **الیس فی جهنم مثویٰ للمتکبّرین** (کیا متکبروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں ہے؟) ہم نے پوچھا آپ کا وقت کب ہے آپ نے فرمایا فراق اب قریب ہے اور میں اللہ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جانے والا ہوں ہم نے پوچھا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو غسل کون دے۔ آپ نے فرمایا جو میرے سب سے زیادہ قریب کے عزیز ہیں ہم نے پوچھا کہ آپ کو کفن کے کپڑے کون پہنائیں آپ نے فرمایا اگر چاہو تو میرے انہیں کپڑوں میں اور چاہو تو مصر کا سفید جامہ یا حلّہ یمانیہ کا کفن پہنانا ہم نے پوچھا کہ آپ کی نماز جنازہ کون پڑھے آپ نے فرمایا خاموش رہو اللہ تمھاری مغفرت کرے اور تم کو اپنے نبی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جزائے خیر دے ہم سب رو پڑے خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی روئے اور فرمایا کہ جب تم مجھے غسل دے دو اور کفن پہنا دو تو مجھے تم اسی گھر میں اپنے پلنگ پر قبر کے کنارے لٹا دینا اور تھوڑی دیر کے لئے باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے میرے ہم نشین اور دوست جبرئیلؑ میری نماز جنازہ پڑھیں گے ان کے بعد میکائیلؑ اور پھر ملک الموت تمام ملائکہ کے ایک بہت بڑے مجمع کے ساتھ میری نماز جنازہ پڑھیں گے اس کے بعد پھر تم سب علیحدہ علیحدہ جماعت کر کے میری نماز جنازہ پڑھنا اور درود اور سلام پڑھنا اور آہ و بکا اور نوحہ وزاری کر کے مجھے ایذا نہ دینا سب سے پہلے میرے خاندان والے میری نماز پڑھیں پھر اُن کی عورتیں اس کے بعد تم سب میں تم سب پر سلامتی بھیجتا ہوں اور تم کو اس بات پر شاہد بناتا ہوں کہ جن تمام لوگوں پر جنھوں نے میرے دین پر میری بیعت کی ہے آج سے لیکر آخرت کے دن تک میں سلامتی بھیجتا ہوں۔ ہم نے پوچھا آپ کی قبر میں کون اُترے آپ نے فرمایا میرے گھر والے اور اُن کے ساتھ بہت سے ملائکہ ہوں گے جو تم کو دیکھیں گے مگر تم اُن کو نہ دیکھ پاؤ گے۔

واقعہ قرطاس

ابن عباسؓ نے کہا ایک دن جمعرات کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مرض کی شدت ہوئی آپ نے فرمایا لاؤ میں تمھارے لئے ایک تحریر لکھ دوں تا کہ بعد میں تم گمراہ نہ ہو اس پر صحابہؓ میں باہمی تنازع سا ہوا حالانکہ اللہ کے نبی رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی قسم کا تنازع نہ ہونا چاہیے تھا اسی میں بعض لوگوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہے اور آپ پر سرسامی کیفیت طاری ہے پہلے دریافت کر لو کہ اس سے آپ کا کیا منشاء ہے صحابہؓ نے اس کا مطلب دریافت کیا آپ نے فرمایا مجھے میرے حال پر چھوڑ دو جس حال میں میں ہوں وہ اُس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو پھر آپ نے تین باتوں کی وصیت کی ایک یہ کہ مشرکوں کو تمام جزیرۃ عرب سے نکال دیا جائے دوسرے یہ کہ جو وفد آئے اُسے وہی صلہ دیا جائے جو میں دیا کرتا تھا تیسری بات آپ نے عمداً بیان نہیں دیا خود مجھے اب یاد نہیں رہی کہ وہ کیا تھی۔

تھوڑی سی الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یہ حدیث دوسرے سلسلے سے بھی ابنؓ عباس سے منقول ہے اور ایک اور سلسلے سے یہی حدیث ابنؓ عباسؓ سے مروی ہے کہ جمعرات کے واقعے کو دریافت کیا جاتا ہے وہ یہ تھا کہ ایک دن جمعرات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت زیادہ ناساز ہوئی یہ کہہ کر وہ رونے لگے اور اُن کے آنسو موتی کی لڑی کی طرح رخساروں پر سے جاری ہو گئے پھر کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس تختی اور دوات لے آؤ یا آپ نے فرمایا ایک کپڑا اور دوات لے آؤ میں ایک تحریر لکھ دوں تا کہ پھر تم راہ راست سے نہ بھٹک سکو اس پر لوگوں نے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہذیان ہو گیا ہے۔

حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کی باہمی گفتگو

ابنؓ عباسؓ نے یہ بات بیان کی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی علالت کے دوران میں ایک روز علیؓ ابی طالب آپ کے پاس سے اُٹھ کر باہر گئے لوگوں نے اُن سے پوچھا ابوالحسنؓ آج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں اُنھوں نے کہا آج آپ کی طبیعت ماشاءاللہ اچھی ہے عباسؓ بن عبدالمطلب نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر کہا کیا کر رہے ہو کیا نہیں سمجھتے کہ تین دن کے بعد تم ڈنڈے کے محکوم بن جاؤ گے میں سمجھتا ہوں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسی مرض سے وفات پا جائیں گے کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ عبدالمطلب کی اولاد کے چہرے مرتے وقت کیسے ہو جاتے ہیں وہی کیفیت اب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی ہے لہٰذا تم اُن کے پاس جاؤ اور پوچھ لو کہ آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہو گا تا کہ اگر امامت ہم کو ملتی ہے تو ہم کو ابھی معلوم ہو جائے اور اگر وہ کسی اور کو کرنا چاہتے ہیں تو بتا دیں تا کہ اطمینان ہو جائے اور اُس کی بجا آوری کی جائے علیؓ نے کہا اللہ کی قسم میں ہرگز یہ بات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہیں کروں گا کیونکہ اگر اُنھوں نے خود ہم کو اس سے محروم کر دیا تو پھر عمر بھر لوگ ہم کو امامت نہ دیں گے۔

دوسرے سلسلے سے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک دن علیؓ بن ابی طالب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر باہر آئے اس کے بعد تمام سابقہ بیان نقل ہے اس روایت میں اس قدر اضافہ ہے کہ عباسؓ نے کہا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ موت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر نمایاں ہے کیونکہ تمام بنی عبدالمطلب کے آخری وقت کے چہروں سے میں بخوبی واقف ہوں۔ لہٰذا اب تم ہمیں رسول ﷺ کے پاس لے چلو تا کہ اگر یہ حکومت ہم کو ملنے والی ہے تو معلوم ہو جائے اور اگر کسی اور کو وہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں حکم دے جائیں اور ہمارے متعلق لوگوں کو حسن سلوک کی وصیت کر دیں۔ مگر اسی دن جب خوب دوپہر ہو گئی آپ نے وفات پائی۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ اسی علالت کے دوران ایک دن رسول ﷺ نے فرمایا کہ سات مختلف کنوؤں سے پانی بھر کر سات مشکیں میرے سر پر ڈالو تا کہ مجھے کچھ افاقہ ہو اور میں باہر آ کر کچھ بیان کروں۔ ہم نے آپ کے ارشاد کی

بجا آوری کی اور اسے سے آپ کو افاقہ ہوا۔ آپ باہر تشریف لائے پہلے آپ نے نماز پڑھائی پھر صحابہ کو مخاطب کر کے تقریر کی۔ پہلے اصحاب احد کے لیے دعائے مغفرت کی پھر انصار کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی اور کہا اے مہاجرین تم میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور ہوگا اور انصار کی وہی حالت رہے گی جس پر وہ آج ہیں انصار میری جائے پناہ ہیں۔ لہٰذا ان کے نیکوں کی عزت کرنا اور ان کے بدوں سے تجاوز کرنا۔ اسکے بعد آپ نے فرمایا اللہ کے ایک بندے کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی قربت اور دنیا میں سے ایک کو اختیار کر لے اس نے اللہ کی قربت اختیار کر لی۔ ابوبکرؓ کے سوا کوئی آپ کے مطلب کو نہ سمجھ سکا وہ سمجھ گئے کہ اس سے خود آپ کی ذات مراد ہے وہ رو پڑے رسول ﷺ نے فرمایا ابوبکرؓ صبر کرو، دیکھو ابوبکرؓ کے دروازے کے علاوہ یہ جس قدر راستے لوگوں کے مکانات سے مسجد میں نکلتے ہیں بند کر دیئے جائیں اور ابوبکرؓ کا بند نہ کیا جائے کیونکہ اپنی رفاقت میں ابوبکرؓ سے زیادہ کسی شخص کا مجھ پر احسان نہیں ہے۔

حضور ﷺ کو دوائی پلانے کا واقعہ

عائشہ سے مروی ہے کہ آپ کی بیماری میں ہم نے آپ کو دوا پلائی آپ نے منع کیا مگر ہم نے اس خیال سے کہ مریض دوا کو پسند نہیں کرتے نہ مانا جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ سوائے عباسؓ کے جو اس رائے میں شریک تھے تم سب کو دوا پلائی جائے گی۔

دوسرے سلسلے سے عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب آپ بیمار پڑ کر اپنے گھر میں صاحب فراموش ہو گئے آپ پر غشی طاری ہوئی اس وقت آپ کے پاس آپ کی بیویوں میں سے ام سلمہ اور میمونہ اور دوسرے مسلمانوں کی بیویوں میں سے اسما بنت عمیس اور آپ کے چچا عباسؓ موجود تھے، سب کی رائے ہوئی کہ دوا دینی چاہیئے۔ عباسؓ نے کہا میں ان کو دوا پلاؤں گا چنانچہ دوا دی گئی اور جب آپ کو افاقہ ہوا آپ نے پوچھا یہ کس نے کیا سب نے کہا کہ آپ کے چچا عباس نے۔ آپ نے ملک حبشہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا کہ یہ وہاں کی دوا ہے جو عورتیں کرتی ہیں۔ پھر آپ نے پوچھا ایسا کیوں کیا گیا۔ عباسؓ نے کہا یا رسول ﷺ ہمیں یہ اندیشہ تھا کہ آپ کو ذات الجنب ہے۔ آپ نے فرمایا یہ وہ مرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی مجھے اس کی تکلیف سے دوچار نہ کرے گا۔ میرے چچا کے علاوہ یہاں جس قدر لوگ ہیں ان سب کو زبردستی دوا پلائی جائے گی۔ چنانچہ آپ کی اسی بددعا کی وجہ سے میمونہ کو روزے کی حالت میں دوا پلائی گئی۔

عروہ کہتے ہیں کہ عائشہؓ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب ہم نے رسول ﷺ سے کہا کہ ہمیں اندیشہ تھا کہ آپ کو ذات الجنب ہو گیا ہے آپ نے فرمایا یہ شیطانی مرض ہے، اور اللہ ہرگز اس مرض میں مجھے مبتلا نہیں کرے گا۔

فقہائے اہل حجاز سے مروی ہے کہ اپنے مرض الموت میں ایک دن رسول ﷺ کی حالت خراب ہوئی آپ پر غشی طاری ہو گئی آپ کی بیویاں، صاحبزادی، خاندان والے عباسؓ بن عبدالمطلب، علیؓ بن ابی طالب اور سب ہی آپ کے پاس جمع ہوئے، اسما بنت عمیس نے کہا کہ ہو نہ ہو آپ کو ذات الجنب ہے آپ کو دوا دینا چاہیئے۔ دوا پلائی گئی، افاقے کے بعد آپ نے پوچھا کس نے مجھے دوا پلائی، آپ سے کہا گیا کہ اسما بنت عمیس نے اس خیال سے کہ آپ کو ذات الجنب ہے دوا پلائی ہے۔ آپ نے فرمایا میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے ذات الجنب میں مبتلا کرے اور وہ مجھے ہرگز اس مرض کی تکلیف نہ دے گا۔

اسامہ بن زید سے مروی ہے کہ جب آپ کی حالت خراب ہوئی میں اور میرے تمام ساتھی اپنی چھاؤنی سے مدینے آ گئے اور رسول ﷺ کے پاس آئے۔ آپ اس وقت خاموش تھے بات نہیں کی جاتی تھی آپ نے اپنا ہاتھ آسمان

کی طرف اٹھایا اور پھر مجھ پر رکھا اس سے میں سمجھا کہ آپ میرے لیے دعا کر رہے ہیں۔

عائشہؓ سے مروی ہے کہ میں اکثر رسول ﷺ کی زبان سے سنا کرتی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل نے بغیر اختیار دیئے کسی نبی کی روح کو قبض نہیں فرمایا۔

ارقم بن شراحیل سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس سے پوچھا کیا کسی کے لیے رسول ﷺ نے وصیت کی تھی انھوں نے کہا نہیں۔ میں نے کہا پھر کس طرح یہ بات مشہور ہوئی کہ انھوں نے کہا واقعہ یہ ہوا کہ آپ نے فرمایا علیؓ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اس پر عائشہؓ نے کہا آپ نے ابوبکر کو بلوایا، حفصہؓ نے کہا عمرؓ کو بلوایئے اس طرح سب آ گئے آپ نے فرمایا اب جاؤ اگر آئندہ ضرورت ہوگی تو بلوا لونگا۔

صدیق اکبر کی امامت

رسول ﷺ نے پوچھا کیا نماز کا وقت آ گیا ہے، کہا گیا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اچھا ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز میں امامت کریں۔ عائشہ نے کہا کہ ابوبکرؓ کمزور دل والے ہیں آپ اس کے لیے عمرؓ کو حکم دیں رسول ﷺ نے فرمایا اچھا عمرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں مگر خود عمرؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ کی موجودگی میں، میں آگے نہیں بڑھتا۔ اب ابوبکرؓ ہی امامت کے لیے آگے بڑھے۔ اسی دوران رسول ﷺ کی تکلیف ذرا کم ہوگئی۔ آپ خود نماز کے لیے برآمد ہوئے، ابوبکرؓ نے آپ کی آہٹ سن لی وہ اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ آئے۔ مگر رسول ﷺ نے ان کا دامن کھینچ کر ان کو پھر امام کی جگہ کھڑا کر دیا اور آپ ان کے پہلو میں بیٹھ گئے اور جہاں سے کلام اللہ کی قرات ابوبکرؓ نے چھوڑی تھی اس مقام سے آگے آپ نے شروع کی۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ جب مرض الموت میں بیمار پڑے آپ سے نماز کے لیے اجازت مانگی گئی۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں میں نے کہا وہ بہت کمزور دل والے ہیں جب آپ کی جگہ امامت کے لیے کھڑے ہونگے تو ان سے کھڑا نہ ہوا جائے گا۔ مگر دوبارہ آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائیں میں نے پھر ان کے متعلق یہی کہا اس پر آپ برہم ہوگئے اور فرمایا تم تو یوسف والیاں ہوں اور پھر یہی حکم دیا کہ ابوبکرؓ نماز پڑھائیں۔ اس کے بعد خود آپ ہی نماز کے لیے آہستہ آہستہ اور لڑکھڑاتے ہوئے مسجد میں گئے۔ ابوبکرؓ کے قریب پہنچے ابوبکرؓ پیچھے ہٹنے لگے مگر آپ نے اشارے سے ان کو اپنی جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا اور خود آپ نے ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اسی طرح ابوبکرؓ نے رسول ﷺ کی اقتدا کی اور لوگوں نے نماز میں ابوبکرؓ کی اقتدا کی۔

واقدی کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی سبرہ سے پوچھا کہ ابوبکرؓ نے کتنی نمازیں پڑھائیں۔ انھوں نے ایک صحابیؓ کے حوالے سے بیان کیا کہ ابوبکر نے سترہ نمازیں پڑھائی تھیں۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ابوبکر نے تین دن ہمیں نماز پڑھائی۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ کی موت کا وقت جب قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کے پاس پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ رکھا ہے آپ اپنا ہاتھ اس میں ڈبوتے ہیں اور پھر چہرے پر مسح کرتے ہیں اور فرماتے ہیں اے اللہ موت کی تکلیف میں تو میری مدد کر۔ ایک دوسرے سلسلے بھی یہ بات عائشہ سے مروی ہے۔

وصال کے روز کے واقعات

انس بن مالک سے مروی ہے کہ شنبے کے دن جس روز رسول ﷺ کی وفات ہوئی آپ صبح کے وقت مسجد

میں تشریف لائے۔ لوگ نماز پڑھ رہے تھے آپ نے اپنے ہاتھ سے پردہ ہٹایا دروازہ کھولا اور عائشہ کے گھر کے دروازے کے باہر آ کر کھڑے ہوئے آپ کے اس طرح چاک و چوبند حالت میں باہر آنے سے مسلمانوں کا خوشی کی وجہ سے یہ حال ہوا کہ قریب تھا کہ وہ نماز چھوڑ دیں۔ مگر آپ نے اشارے سے حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہیں اور مسلمانوں کو نماز میں اس قدر منہمک اور متوجہ دیکھ کر آپ فرحت سے مسکرانے لگے۔ میں نے رسول کو اس وقت سے زیادہ حسین کبھی نہیں دیکھا تھا مگر آپ پھر اندر چلے گئے اور تمام لوگ اپنی اپنی جگہ پلٹ آئے اور چونکہ اب سب کو یقین تھا کہ آپ بالکل اچھے ہیں ابوبکرؓ بھی اپنے اہل وعیال کے پاس سنخ چلے گئے۔

ابوبکرؓ عبداللہ بن ابی ملکیہؓ سے مروی ہے کہ دوشنبے کے دن صبح کو رسولؐ کے سر پر پٹی باندھے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ ابوبکر نماز صبح پڑھا رہے تھے۔ آپ کے برآمد ہونے سے سب لوگ بہت خوش ہوئے۔ ابوبکر سمجھ گئے کہ یہ مسرت رسولؐ کے آنے کی وجہ سے ہے وہ اپنی جگہ سے ہٹنے لگے مگر آپ نے ان کی پشت پر ہاتھ مارا اور کہا کہ تم ہی نماز پڑھاؤ اور خود آپ ابوبکرؓ کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے اس قدر بلند آواز سے کہا کہ وہ بیرون مسجد تک سنائی دیتی تھی۔ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے لوگو دوزخ کی آگ روشن کر دی گئی ہے اور رات کی تاریکی کی طرف فتنے چلے آرہے ہیں۔ بخدا میں نہیں چاہتا کہ تم کسی بات کی ذمہ داری مجھ پر عائد کرو کیونکہ میں نے تمھارے لیے وہی حلال کیا ہے جو قرآن نے حلال کیا ہے اور وہی حرام کیا ہے جو قران نے حرام کیا ہے۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے آپ سے کہا یا رسول ﷺ! آج تو آپ کی طبیعت اللہ کے فضل وکرم سے بہت اچھی معلوم ہوتی ہے جو ہمارے دل کی آرزو ہے۔ آج میرا خارجہ کی بیٹی کے یہاں جانے کا دن ہے میں اس کے پاس جاتا ہوں۔ اسکے بعد رسول ﷺ اندر چلے گئے اور ابوبکر اپنی بیوی کے پاس سنخ چلے گئے۔

حضور ﷺ کے وصال کا دن

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ مسجد سے آپ گھر میں آئے اور میری گود میں لیٹ گئے اسی وقت ابوبکرؓ کے ایک قریبی عزیز میرے پاس آئے ان کے ہاتھ میں ایک سبز مسواک تھی۔ رسول ﷺ نے ان کے ہاتھ کی طرف غور سے دیکھا میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک لینا چاہتے ہیں۔ میں نے اسے ان کے ہاتھ سے لے کر پہلے چبا کر نرم کیا اور پھر اسے رسول ﷺ کو دیا۔ آپ نے اس سے بہت دیر تک خوب اپنے منہ کو صاف کیا اور پھر رکھ دیا۔ اب میں نے دیکھا کہ میری گود میں آپ بوجھل ہو رہے ہیں میں نے آپ کے چہرے کو غور سے دیکھا تو آپ کا رنگ متغیر ہو چکا تھا اور آپ فرما رہے تھے بل الرفیق الاعلی فی الجنۃ (ترجمہ: میں اپنے اعلیٰ رفیق کے پاس جنت میں جاتا ہوں) میں نے کہا آپ کو اللہ نے اختیار دیا تھا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حقیقت میں نبی مبعوث فرمایا ہے آپ نے اللہ کو اختیار کیا اب آپ کی روح قبض کر لی گئی۔ آپ نے صبح کو میری گود میں میرے گھر میں وفات پائی۔ اس معاملے میں کسی کا حق میں نہیں لیا بلکہ محض میری نادانی اور کم عمری کی وجہ سے آپ نے میرے حجرے کو پسند کیا اور میرے حجرے میں آپ کی وفات ہوئی۔ روح کے قبض ہو جانے کے بعد میں نے آپ کا سر تکیے پر رکھ دیا اور پھر اٹھا کر اور عورتوں کے ساتھ رونے لگی اور اپنا سر پیٹنے لگی۔

آپ ﷺ کی وفات کا دن اور آپ کی عمر

ابوجعفر کا قول ہے کہ علمائے تاریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ رسول ﷺ کی وفات ربیع الاول میں پیر کو ہوئی۔ مگر

یہ کہ اس ماہ کے کس پیر میں ہوئی اس میں البتہ لوگوں کے بیانات میں اختلاف ہے۔ اس کے متعلق بعض ارباب سیر نے فقہائے حجاز کے حوالے سے یہ بات بیان کی ہے کہ ربیع الاول کی دوسری تاریخ پیر کے روز دوپہر سے قبل رسولؐ نے وفات پائی اور اسی دن ابوبکرؓ کی بیعت کی گئی۔

واقدی کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن وفات پائی اور اس کے دوسرے دن منگل کو ٹھیک زوالِ آفتاب کے بعد آپ دفن کیے گئے۔

ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ رسول ﷺ کی وفات کے وقت ابوبکرؓ سنح میں تھے اور عمر مدینے میں موجود تھے۔

وصال نبویا کے وقت حضرت عمرؓ کی حالت

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ کی وفات کے بعد عمرؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ بعض منافق کہتے ہیں کہ رسول ﷺ کا انتقال ہو گیا، حالانکہ آپ مرے نہیں ہیں بلکہ اپنے رب کے پاس گئے ہیں جس طرح کہ موسیٰ بن عمران چالیس راتوں کے لیے اپنی قوم سے غائب ہو کر اللہ کے پاس چلے گئے تھے اور پھر چلے آئے۔ حالانکہ ان کے متعلق بھی ان کی قوم والوں نے یہی کہا تھا کہ وہ فوت ہو گئے۔ اللہ کی قسم رسولؐ ضرور واپس آئیں گے اور جو لوگ اب آپ کے مرنے کی خبر مشہور کر رہے ہیں ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے۔

وصال نبویؐ پر صدیق اکبرؓ کا عمل

حضرت ابوبکرؓ کو جب آپ کی وفات کی اطلاع ملی تو وہ مدینے آئے اور مسجد کے دروازے پر اونٹ سے اترے اس وقت عمر لوگوں کے سامنے یہی تقریر کر رہے تھے، ابوبکرؓ کسی اور طرف متوجہ ہوئے بغیر سیدھے عائشہؓ کے حجرے میں رسولؐ کے پاس آئے جو اس حجرے کی ایک سمت میں چت لیٹے ہوئے تھے اور ایک چادر آپ پر پڑی ہوئی تھی۔ ابوبکرؓ نے پاس آکر آپ کا منہ کھولا اور پھر آپ کو بوسہ دیا اور کہا میرے ماں باپ آپ پر نثار، وہ موت جو اللہ نے آپ کے لیے مقدر کی تھی وہ آپ کو آگئی اب اس کے بعد آپ کبھی نہ مریں گے۔ اسکے بعد ابوبکرؓ نے پھر آپ کا چہرہ ڈھانپ دیا اور حجرے سے نکل کر مسجد میں آئے۔ عمرؓ اس وقت تک تقریر کر رہے تھے، ابوبکرؓ نے ان سے کہا عمر اب تم خاموش رہو مگر انھوں نے نہ مانا اور برابر تقریر کرتے رہے۔ ابوبکرؓ نے جب دیکھا کہ وہ چپ نہیں ہوتے ان کی خاموشی کا انتظار کیے بغیر وہ خود سب کے سامنے آگئے ان کو دیکھ کر اب تمام لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور عمر کا رخ چھوڑ دیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی حمد وثناء کے بعد انھوں نے کہا اے لوگو خبردار ہو جاؤ کہ جو لوگ محمد کی عبادت کرتے تھے وہ سن لیں کہ محمد فوت ہو گئے۔ اور جو اللہ کی عبادت کرتے تھے ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ زندہ جاوید ہے جو کبھی نہیں مرے گا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے یہ پوری آیت تلاوت کی **وما محمد الا رسول قدخلت من قبلہ الرسل** (ترجمہ: محمد بھی ایک رسولؐ ہیں بے شک ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں) اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ گویا وہ اس آیت کے نزول سے آج ابوبکر کے تلاوت کرنے سے قبل تک واقف ہی نہ تھے اور اسی دن سے لوگوں نے اس آیت کو ابوبکرؓ سے سن کر یاد کر لیا۔ خود عمرؓ نے بیان کیا کہ ابوبکر کے تلاوت کرنے سے قبل میں اس آیت سے واقف نہ تھا مگر اس کو سن کر میری جان نکل گئی۔ میں گر پڑا مجھ سے اٹھا نہیں گیا اور اب مجھے معلوم ہوا کہ واقعی رسول ﷺ کی وفات ہو گئی۔

ابراہیم سے مروی ہے کہ رسول ﷺ کی وفات کے وقت ابوبکرؓ مدینے میں نہ تھے آپ کی وفات کے تین دن

کے بعد آئے ان کی عدم موجودگی میں اور کسی کو آپ کا منہ کھولنے کی جرات نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ کے پیٹ کا رنگ متغیر ہوگیا تھا۔ جب ابوبکرؓ آئے انھوں نے آپ کا منہ کھولا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپ پاک جیئے اور پاک مرے۔ اور پھر باہر آ کر سب کے سامنے تقریر کی اس میں حمد وثناء کے بعد کہا جو اللہ کی پرستش کرتے تھے ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ زندہ جاوید ہے، جسے کبھی موت نہیں، اور جو محمد کی پرستش کرتے تھے ان کو معلوم جاننا چاہیے کہ محمد مر گئے۔ پھر ابوبکر نے یہ آیت تلاوت کی **وما محمدالارسول قدخلت من قبله الرسل ۔ افان مات اوقتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شئیا وسیجزی الله الشاکرین** (ترجمہ: اور محمد بھی ایک رسول ﷺ ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گذر چکے، کیا اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تم اپنا منہ موڑ کر چلے جاؤ گے اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اللہ ضرور شکر گذاروں کو جزائے خیر دے گا۔

حضرت ابوبکرؓ کی بیعت

حضرت ابوبکرؓ کے آنے سے پہلے عمرؓ کہہ رہے تھے کہ رسول ﷺ نہیں مرے اور جو ایسا کہے گا اسے قتل کر دونگا۔ اس دوران میں انصار بنی ساعدہ کی مجلس میں جمع ہوئے تاکہ سعد بن عبادہ کی بیعت کریں اس کی اطلاع ابوبکرؓ کو ہوئی۔ ابوبکرؓ جن کے ساتھ عمر اور ابوعبیدہ تھے، انصار کے پاس آئے اور ان سے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ انصار نے کہا اچھا ہم میں سے ایک امیر ہو اور ایک تم میں سے۔ ابوبکرؓ نے کہا نہیں بلکہ ہم امیر ہوں اور تم وزیر رہو۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ اور ابوعبیدہؓ میں جس کو چاہو امیر بنا لو میں اس پر خوش ہوں کیونکہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کچھ لوگ رسول ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے درخواست کی کہ آپ ایک امین ہمارے ساتھ کر دیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا مناسب ہے میں تمھارے ساتھ ایک ایسے امین کو بھیجتا ہوں جو واقعی امین ہے اور آپ نے ابوعبیدہؓ کو ان کے ساتھ کر دیا۔ اس لیے میں ابوعبیدہ کی امارت کو تم سب کے لیے پسند کرتا ہوں۔ اس پر عمرؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ تم میں سے کون شخص اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ اس شخص کو مؤخر جسے رسولؐ نے مقدم کیا ہے۔ یہ کہہ کر عمرؓ نے ابوبکرؓ کی بیعت کی اور سب لوگوں نے ان کی بیعت کر لی مگر اس وقت تمام انصار نے یا ان میں سے بعض نے یہ کہا کہ ہم تو صرف علیؓ کی بیعت کریں گے۔

زیاد بن کلیب سے مروی ہے کہ وہاں سے عمر بن الخطابؓ علیؓ کے مکان آئے وہاں طلحہؓ، زبیرؓ اور بعض دوسرے مہاجر موجود تھے، عمر نے کہا چل کر بیعت کرو ورنہ میں اس گھر میں آگ لگا کر تم سب کو جلا دونگا۔ زبیر تلوار نکال کر عمر پر بڑھے مگر فرش میں پاؤں الجھ جانے کی وجہ سے گرے اور تلوار ہاتھ سے چھوٹ گئی تب اور لوگوں نے فوراً زبیر پر حملہ کر کے ان کو قابو میں کر لیا۔

دیگر روایات

حمید بن عبدالرحمن الحمیری سے مروی ہے کہ رسول ﷺ کی وفات کے وقت ابوبکرؓ مدینے کی کسی بستی میں تھے، مدینے آ کر انھوں نے رسول ﷺ کا منہ کھولا بوسہ دیا اور کہا میرے والدین آپ پر نثار ہوں۔ آپ کی زندگی اور موت دونوں کس قدر پاک ہوئیں رب کعبہ کی قسم محمد مر گئے، پھر وہ مسجد میں منبر پر آئے انھوں نے دیکھا کہ عمر لوگوں کو دھمکا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول ﷺ زندہ ہیں ہرگز نہیں مرے اور وہ بہت جلد واپس آئیں گے اور آپ کی موت کی خبر بیان کرنے والوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے۔۔ ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی عمرؓ نے کہا چپ رہو مگر انھوں نے نہ مانا۔ ابوبکرؓ نے اپنی تقریر میں لوگوں سے کہا کہ اللہ نے خود اپنے نبی سے کہا ہے کہ **انک میت وانھم میتون ثم**

انکم یوم القیامة عندربکم تختصمون (ترجمہ: بے شک تم مرو گے اور وہ سب مریں گے، پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے) اور اس کے بعد ابوبکرؓ نے یہ پوری آیت وما محمد الا رسول. قدخلت من قبله الرسل، افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم پڑھی اور کہا جو محمدؐ کے پرستار تھے ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان کا معبود مر گیا اور جو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے والے ہیں ان کو اطمینان رکھنا چاہیئے کہ وہ زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں۔

بعض صحابہؓ نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب تک ابوبکرؓ نے ان دونوں آیتوں کو اس موقع پر تلاوت نہیں کیا تھا ہمیں ان کے نازل ہونے کا ہی علم نہ تھا۔ اسی تقریر کے دوران ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے کہا کہ دیکھو انصار بنی ساعدہ کی مجلس میں جمع ہو کر اپنے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کر رہے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک امیر ہو اور مہاجرین میں سے ایک امیر ہو، اس اطلاع پر ابوبکرؓ اور عمرؓ تیزی سے وہاں پہنچے۔ عمر نے چاہا کہ وہ تقریر کریں مگر ابوبکرؓ نے ان کو روک دیا عمرؓ نے کہا بہتر ہے میں نہیں چاہتا کہ خلیفہ رسولؐ کی ایک دن میں دو مرتبہ نافرمانی کروں۔ ابوبکرؓ نے انصار کو خطاب کیا اور جو جوان کے فضائل قرآن سے اور رسولؐ کی زبانی معلوم تھے سب بیان کیے اور کہا تم کو معلوم ہے کہ رسول ﷺ نے یہاں تک تمھارے متعلق کہا ہے کہ اگر تمام دوسے لوگ ایک راہ اختیار کریں اور انصار دوسری، میں انصار کی راہ اختیار کرونگا۔ اے سعد تم خود جانتے ہو کہ تم موجود تھے اور تمھارے سامنے رسولؐ نے یہ فرمایا تھا کہ خلافت کے وارث قریش ہیں نیک نیکوں کی اقتدا کریں گے اور بدکار بروں کی اقتدا کریں گے۔ سعد نے کہا بے شک آپ سچے ہیں لہذا اب ہونا یہ چاہیئے کہ ہم وزیر رہیں اور آپ لوگ امیر ہوں۔

عمرؓ نے کہا ابوبکرؓ ہاتھ لاؤ میں تمھاری بیعت کروں ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ میں نہیں بلکہ تم ہاتھ لاؤ کیونکہ تم میں اس منصب کے اٹھانے کی مجھ سے زیادہ قوت ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں عمرؓ بہت قوی تھے۔ مگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا تھا۔ اور اس کے لیے وہ زبردستی ایک دوسرے کا ہاتھ کھول رہے تھے آخر کار عمر نے ابوبکرؓ کا ہاتھ کھول لیا اور کہا کہ قبول کرو میری قوت بھی تمھاری قوت کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد سب لوگوں نے بیعت کی اور ان سب کو بیعت کے لیے ٹھہرالیا گیا۔ علیؓ اور زبیرؓ بیعت کرنے نہیں آئے۔ زبیر نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور کہا جب تک علیؓ کی بیعت نہ کی جائے میں تلوار نیام میں نہیں رکھونگا۔ اس کی اطلاع ابوبکرؓ اور عمرؓ کو ہوئی۔ عمرؓ نے کہا زبیر سے تلوار چھین کر پتھر پردے مارو۔ اور پھر عمرؓ ان کے پاس گئے اور ان کو زبردستی لے کر آئے اور کہا کہ بیعت کرنا پڑے گی چاہے خوشی سے کرو یا بادل ناخواستہ تب ان دونوں نے بیعت کی۔

واقعہ سقیفہ

ابن عباس سے مروی ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو قرآن سناتا تھا۔ عمرؓ نے حج کیا ہم نے بھی ان کے ساتھ حج کیا میں منیٰ میں مقیم تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ میرے پاس آئے اور کہا کہ آج میں امیر المومنین کے پاس تھا، ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے فلاں شخص کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر امیر المومنین مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کرونگا۔ اس پر امیر المومنین نے فرمایا کہ آج شام میں لوگوں کے سامنے تقریر کرونگا۔ اور اس میں اس جماعت سے جو حکومت مسلمانوں سے غصب کرنا چاہتی ہے سب کو خبردار کرونگا مگر میں نے امیر المومنین سے کہا کہ حج میں تمام عوام اور غیر ذمہ دار اشخاص جمع ہوتے ہیں اور آپ کی مجلس میں انھیں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ آج آپ جو تقریر کریں

گے اسے وہ اچھی طرح ذہن نشین کر کے یاد نہ رکھیں گے اور اس کے اصلی مفہوم کو نقل نہ کر سکیں گے اور اس سے طرح طرح کی باتیں پیدا کر کے ان کو شائع کریں گے۔ مناسب یہ ہے کہ مدینے پہنچنے تک آپ اس ارادے کو ملتوی کر دیں۔ البتہ آپ مدینہ منورہ چلے جائیں کیونکہ وہ دارالہجرت اور دارالسنت ہے اور جہاں صحابہ رسولؐ میں سے مہاجرین اور انصار موجود ہیں اور وہاں پہنچ کر پورے اطمینان کے ساتھ جو کہنا چاہتے ہیں کہیں اور بے شک وہ لوگ آپ کی بات کو پوری طرح ذہن نشین کر کے اسے اصلی مفہوم میں بیان کریں گے۔ امیر المومنین نے کہا اچھا مدینے پہنچ کر سب سے پہلی تقریر میں اسی موضوع پر کرونگا۔

ابن عباس کہتے ہیں ہم مدینے آئے جمعہ کا دن آیا عبدالرحمٰن کے اس بیان کی وجہ سے میں امیر المومنین کی تقریر سننے کے لیے دوپہر ہوتے ہی مسجد میں پہنچا۔ سعید بن زید مجھ سے بھی پہلے آ چکے تھے۔ میں منبر کے قریب ہی ان کے پہلو میں زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گیا۔ زوال آفتاب کے بعد عمرؓ نماز کے لیے آئے جب وہ سامنے آئے میں نے سعید سے کہا آج اس منبر پر امیر المومنین ایسی بات بیان کریں گے جو اس سے پہلے انھوں نے کبھی نہیں بیان کی۔ سعید نے برہم ہو کر کہا وہ کونسی نئی بات ہے جو اب تک انھوں نے نہیں کہی۔ عمرؓ منبر پر بیٹھ گئے مؤذن نے اذاں دی۔ اذاں کے بعد عمر کھڑے ہوئے۔ حمد وثناء کے بعد انھوں نے کہا کہ میں ایسی بات بیان کرنا چاہتا ہوں جس کا بیان کرنا میرے لیے مقدر تھا۔ جو اسے پوری طرح سمجھ کر یاد کرے اسے چاہیے کہ جہاں جہاں وہ جائے اسے بیان کر دے اور جو اسے پوری طرح ذہن نشین نہ کر سکے تو ایسے اشخاص کو میں ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ وہ غلط بات میری طرف منسب کر کے بیان کریں۔

سنو! اللہ عزوجل نے محمدؐ کو رسول برحق مبعوث فرمایا اس نے ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی۔ رسول ﷺ نے لوگوں کو سنگسار کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی سنگسار کیا مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ کہیں گے اللہ کی قسم سنگسار کرنے کے حکم کی آیت ہمیں قرآن میں نہیں ملتی اس طرح وہ اللہ کے نازل کردہ فریضے کے ترک کی وجہ سے گمراہی میں پڑ جائیں گے۔ ہم کہا کرتے تھے کہ اے لوگو اپنے باپوں سے انکار نہ کرو کیونکہ ایسا انکار کفر ہے مجھے اطلاع ملی ہے کہ کسی شخص نے یہ بات کہی ہے کہ اگر امیر المومنین مرجائیں تو میں فلاں کی بیعت کرونگا کوئی شخص اس دھوکے میں نہ رہے کہ وہ یہ کہے کہ ابوبکرؓ کی بیعت بے سوچے سمجھے فوری کاروائی تھی مگر اللہ نے اس کے برے نتائج سے مسلمانوں کو بچایا۔ ایسا نہیں ہے جو عزت ابوبکرؓ کی تھی وہ تم میں سے کسی ایک کو آج حاصل نہیں۔ رسول کی وفات کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ علیؓ اور زبیر اور ان کے بعض اور ساتھی فاطمہؓ کے گھر میں جمع ہیں وہ بیعت کے وقت ہمارے پاس نہیں آئے تھے، اسی طرح تمام انصار نے ہم سے علیحدگی اختیار کی تھی۔ مہاجرین ابوبکرؓ کے پاس جمع تھے۔

میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ تم ہم کو ہمارے ان انصار بھائیوں کے پاس لے کر چلو، ہم اُن کے ارادے سے چلے ، راستے میں ہم کو دو اچھے آدمی ملے جو بدر میں شریک ہو چکے تھے اور انھوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو، ہم نے کہا کہ ہم اپنے بھائی ان انصاریوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا پلٹ جاؤ اور اپنے معاملے کا اپنے درمیان فیصلہ کر لو ہم نے کہا ہم تو ضرور ان سے جا کر ملیں گے ہم انصار کے پاس آئے وہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع تھے اور ان کے بیچ میں ایک شخص چادر اوڑھے بیٹھے۔ تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ انصار نے کہا کہ یہ سعد بن عباہ ہیں۔ میں نے پوچھا انھوں نے چادر کیوں اوڑھ رکھی ہے؟ انصار نے کہا یہ بیمار ہیں۔

اب ان میں سے ایک صاحب نے کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد وثنا کے بعد کہا ہم انصار ہیں۔ ہم اللہ کی فوج

ہیں اور اے گروہ مہاجرین تم ہمارے نبی کے قوم والے ہو اور تمہاری فوج ہم پر بڑھی چلی آ رہی ہے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ ہم سے علیحدہ ہو کر حکومت کو ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اپنے دل میں اس موقع کے لیے ایک تقریر سوچ رکھی تھی تاکہ ابوبکر سے پہلے میں اسے کہہ دوں۔ کیونکہ ایک حد تک میں ان کی عزت کرتا تھا اور وہ مجھ سے زیادہ باوقار اور متین بھی تھے میں نے چاہا کہ تقریر شروع کروں۔ ابوبکرؓ نے مجھے روک دیا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ ان کی خواہش کو رد کر دوں اس لیے خاموش رہا۔ اب ابوبکرؓ نے کھڑے ہو کر تقریر شروع کی حمد و ثنا کے بعد انھوں نے اپنی تقریر میں کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جو کہ اس موقع کے لیے اپنے دل میں میں نے سوچی تھی بلکہ انھوں نے اس سے زیادہ خوبی کے ساتھ کہیں زیادہ باتیں کہیں جو میں کہتا۔

انھوں نے کہا اے گروہ انصاری ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جو فضیلت تم بیان کرو گے اس کے تم اہل ہو مگر حکومت کا معاملہ ایسا ہے کہ سوائے قریش کے اور کسی کی حکومت کو عرب ہرگز گوارا نہیں کریں گے۔ کیونکہ قریش اپنے خاندان اور نسب کے اعتبار سے عرب میں شریف ترین ہیں اس کے لیے میں ان دو شخصوں میں سے کسی ایک کو اس منصب کے لیے تم سب کے لیے پسند کرتا ہوں ان میں سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کر لو میں راضی ہوں۔ ابوبکرؓ نے بیعت کے لیے میرا اور ابوعبیدہ کا ہاتھ پکڑا۔ ابوبکرؓ اس ساری تقریر میں ان کا یہ آخری حصہ مجھے ناگوار گذرا۔ کیونکہ بخدا میں ہرگز نہیں چاہتا تھا کہ اس منصب کے لیے آگے آؤں اور پھر میری گردن ماری جائے علاوہ اس کے کہ میں اس بات کو گناہ سمجھتا تھا کہ ایسی قوم کا جس میں ابوبکرؓ ہوں امیر بنوں۔ ابوبکرؓ کی تقریر کے بعد انصار میں سے یک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے معشر قریش لو میں اس کا بہت اچھا فیصلہ کیے دیتا ہوں ہم میں سے ایک شخص امیر ہو اور ایک شخص تم میں سے امیر ہو۔ اس تجویز پر ایک شور غوغا بلند ہوا جتنے منہ اتنی باتیں۔ مجھے قوم میں اختلاف کا اندیشہ ہوا میں نے ابوبکرؓ سے کہا ہاتھ لاؤ میں تمھاری بیعت کروں۔ ابوبکرؓ نے ہاتھ بڑھایا میں نے بیعت کی اور پھر تمام مہاجرین اور انصار نے بیعت کی اس کے بعد ہم سعد پر چڑھ بیٹھے کسی نے کہا تم نے سعد کو مار ڈالا میں نے کہا اللہ سعد کو ہلاک کرے۔ بخدا وہ وقت ایسا تھا کہ ابوبکرؓ کی بیعت کا معاملہ سب سے زیادہ اہم تھا کیونکہ اگر ہم ابوبکرؓ کی بیعت نہ کر لیتے اور انصار کو چھوڑ دیتے تو وہ ہماری عدم موجودگی میں کسی دوسرے کی بیعت کر لیتے اور پھر یا تو ہمیں اپنی مرضی کے خلاف متابعت کرنا پڑتی اور یا اختلاف کرنا پڑتا جس سے سخت فساد ہو جاتا۔

عروہ بن الذبیر سے مروی ہے کہ جو دو انصاری، مہاجرین کو سقیفہ جاتے ہوئے راستے میں ملے تھے ان میں سے ایک عویم بن ساعدہ اور دوسرے بنی العجلان کے معن بن عدی تھے، عویم وہ ہیں جن کے متعلق ہمیں معلوم ہوا ہے کہ رسول ﷺ سے پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فیه رجال یحبون ان یتطهروا واللہ یحب المتطهرین** (ترجمہ: ان میں ایسے لوگ ہیں جو دل سے چاہتے ہیں کہ پاک ہوں اور اللہ پاک بننے والوں کو پسند کرتا ہے) رسول ﷺ نے فرمایا وہ کیسے اچھے لوگ ہیں جن کی یہ شان ہے اور ان میں عویم بن ساعدہ ہیں۔ معن بن عدی کے متعلق ہمیں یہ اطلاع ملی ہے کہ جب رسول ﷺ کی وفات پر لوگوں نے رونا دھونا شروع کیا وہ کہنے لگے کہ کاش ہم آپ سے پہلے مر جاتے تاکہ آپ کے بعد فتنوں میں مبتلا نہ ہوتے۔ معن بن عدی نے کہا اللہ کی قسم میں ہرگز اسے پسند نہیں کرتا کہ آپ سے پہلے مر جاؤں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ کی حیات میں میں نے آپ کی تصدیق کی ہے اسی طرح آپ کے مرنے کے بعد آپ کی تصدیق کروں، یہ ابوبکرؓ کی خلافت میں مسیلمہ الکذاب کے مقابلے پر یمامہ کی لڑائی میں اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔

زہری سے مروی ہے کہ عمرہ بن حریث نے سعید بن زید سے پوچھا کہ کیا تم رسول ﷺ کی وفات کے وقت مدینے میں موجود تھے انھوں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا ابوبکرؓ کی بیعت کب ہوئی۔ سعید نے کہا اسی دن جس روز کہ آپ ﷺ کا انتقال ہوا۔ کیونکہ صحابہ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ وہ ایک دو دن ہی بغیر جماعت کے رہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس بیعت میں کسی نے ابوبکرؓ کی مخالفت کی تھی، سعید نے کہا سوائے ان چند لوگوں کے جو مرتد ہو چکے تھے یا ہونے والے تھے کسی نے نہیں کی۔ البتہ اللہ نے انصار کے قضیے سے مسلمانوں کو بچالیا۔ اس نے پوچھا کیا مہاجرین میں سے کوئی ایسا تھا جس نے ابوبکرؓ کی بیعت فوراً کی ہو؟ سعید نے کہا نہیں تمام مہاجرین نے اسی وقت بغیر بلائے خود آکر ابوبکرؓ کی بیعت کرلی۔

حضرت علیؓ کا صدیق اکبر کی بیعت کرنا

حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ علیؓ اپنے گھر میں تھے کسی نے آکر کہا کہ ابوبکرؓ بیعت کے لیے مسجد میں بیٹھے ہیں وہ فوراً محض قمیض پہنے بغیر چادر اور ازار کے ساتھ اس خوف سے گھر سے مسجد آئے کہ ان کی بیعت کرنے میں دیر نہ ہو جائے، بیعت کی اور پھر ابوبکرؓ کے پاس بیٹھ گئے اور اب کسی کو بھیج کر انھوں نے اپنے گھر سے کپڑے منگوا کر پہنے اور پھر وہیں بیٹھے رہے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ فاطمہؓ اور عباسؓ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور انھوں نے رسول کی میراث کا مطالبہ کیا اور کہا کہ فدک اور خیبر میں رسول ﷺ کا جو حصہ ہے وہ ہمیں دیا جائے۔ ابوبکرؓ نے کہا اگر میں نے رسول ﷺ سے یہ بات نہ سنی ہوتی کہ ہمارے املاک میں ورثہ نہیں جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے تو ضرور یہ املاک آل محمد کو مل جاتیں ہاں اس کی آمدنی میں سے آپ کو بھی ملے گا۔ اللہ کی قسم میں ہر اس بات پر عمل کرونگا جس پر رسول ﷺ نے عمل کیا ہے۔ عروہ نے بیان کیا ہے کہ اس واقعے کی وجہ سے فاطمہؓ نے پھر مرنے تک اس معاملے کے متعلق ابوبکرؓ سے ایک بات نہیں کی اور قطع تعلق کرلیا۔ فاطمہؓ کا انتقال ہوا۔ علیؓ نے رات میں ان کو دفن کردیا۔ ابوبکرؓ کو نہ ان کے مرنے کی اطلاع کی اور نہ دفن میں شرکت کی دعوت دی۔ فاطمہؓ کی وفات کے بعد اب لوگوں کا خیال علیؓ کی طرف سے پلٹ گیا۔ رسول ﷺ کے بعد چھ ماہ فاطمہؓ زندہ رہیں اور پھر انھوں نے وفات پائی۔

معمر نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے زہری سے پوچھا کہ کیا علیؓ نے چھ مہینے تک ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی۔ انھوں نے کہا نہیں کی اور جب تک انھوں نے نہیں کی کسی بنی ہاشم نے نہیں کی۔ مگر فاطمہؓ کی وفات کے بعد جب علیؓ نے دیکھا کہ اب لوگوں میں ان کا وہ خیال باقی نہیں رہا جو فاطمہؓ کی زندگی میں تھا وہ ابوبکر سے مصالحت کے لیے جھکے اور انھوں نے ابوبکرؓ سے کہلا کر بھیجا کہ آپ مجھ سے آکر ملیں۔ مگر تنہا آئیں کوئی اور ساتھ نہ ہو، چونکہ عمرؓ بھی سخت طبیعت کے آدمی تھے، علیؓ کو یہ بات گوارا نہ تھی کہ وہ بھی ابوبکرؓ کے ساتھ آئیں۔ عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ تنہا بنی ہاشم کے پاس نہ جائیں ابوبکرؓ نے کہا نہیں میں تنہا جاؤں گا مجھے اس کی توقع نہیں کہ میرے ساتھ کوئی بدسلوکی کی جائے گی۔

ابوبکرؓ علیؓ کے پاس آئے تمام بنی ہاشم جمع تھے، علیؓ نے کھڑے ہو کر تقریر کی اس میں حمد وثناء کے بعد کہا

اے ابوبکر آج تک ہم نے تمھارے ہاتھ پر جو بیعت نہیں کی اس کی وجہ
تمھاری کسی فضیلت سے انکار یا اللہ نے جو بھلائیاں تم کو دی ہیں اس پر
رشک نہ تھا بلکہ ہم اس خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے۔ مگر تم نے زبردستی اسے

ہم سے لے لیا۔

اس کے بعد علیؓ نے رسول ﷺ سے اپنی قرابت اور اپنے حق کو بیان کیا۔ علیؓ نے ان باتوں کو تفصیل سے بیان کیا۔ یہاں تک کہ ابوبکرؓ رو پڑے۔ علیؓ جب خاموش ہوئے ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی۔ کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ کے شایان شان حمد وثناء کے بعد انھوں نے کہا اللہ کی قسم رسول ﷺ کے اقرباء مجھے اپنے رشتہ داروں کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہیں۔ میں نے ان املاک کے متعلق جن کی وجہ سے میرے اور ان کے درمیان جھگڑا تھا صرف وہ کام کیا ہے جو واجب تھا۔ نیز میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہمارے مال میں وراثت نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ ہاں اس کی آمدنی میں سے آل محمد کو ملتا رہے گا اور میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ کسی بات کا ذکر جو رسول ﷺ نے کی ہو اور خود اس پر عمل نہ کروں۔ علیؓ نے کہا اچھا آج شام ہم تمھاری بیعت کریں گے۔ ظہر کی نماز کے بعد ابوبکرؓ نے سب کے سامنے منبر پر تقریر کی اور بعض باتوں کی علیؓ سے معذرت کی پھر علیؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے ابوبکرؓ کے حق کی عظمت ان کی فضیلت اور اسلام میں پہلے شرکت کا اظہار اور اعتراف کیا اور پھر ابوبکرؓ کے پاس جا کر ان کی بیعت کی۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ بیعت کے بعد سب نے علیؓ سے کہا کہ تم نے بہت اچھا کیا اور اب ابوبکرؓ کی بیعت کے بعد پھر لوگوں کے دلوں میں علیؓ کی جگہ ہو گئی۔

ابوسفیان کی فتنہ انگیزی

ابن جبیر سے مروی ہے کہ ابوسفیان نے علیؓ سے کہا یہ کیا ہوا کہ حکومت قریش کے سب سے کم تعداد قبیلے میں چلی گئی اللہ کی قسم اگر تم چاہو تو میں ایک زبردست فوج سے اس حکومت کو ابوبکر سے چھین لوں۔ علیؓ نے کہا اے ابوسفیان تم ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن رہے ہو مگر تمھاری دشمنی سے اسلام کو کوئی نقصان نہیں ہوا ہم نے ابوبکرؓ کو حکومت کا اہل سمجھ کر ان کی بیعت کی ہے۔

ثابت سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے ابوسفیان نے کہا ہمیں ان سے کیا سروکار یہ تو بنی عبد مناف کا حق ہے۔ کسی نے جب ان سے کہا ابوبکر نے تمھارے بیٹے کو ولایت دی ہے انھوں نے کہا ہاں انھوں نے اس معاملے میں قرابت کا لحاظ کیا۔

عوانہ سے مروی ہے کہ جب سب لوگ ابوبکرؓ کی بیعت کے لیے تیار ہوئے۔ ابوسفیان سب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے یقین ہے کہ اس کارروائی سے ایک ہنگامہ برپا ہو جائے گا جس میں خونریزی ہو کر رہے گی۔ اے آل عبد مناف، ابوبکرؓ کو تمھارے معاملات میں مداخلت کرنے کا کیا حق ہے۔ وہ دونوں نکمے یعنی علیؓ اور عباسؓ کہاں ہیں جن کو کمزور اور حقیر سمجھا گیا ہے۔ اے ابوحسن تم ہاتھ کھولو میں تمھاری بیعت کرتا ہوں۔ مگر علیؓ نے اس کی بات نہ مانی ابوسفیان نے اس وقت کی مثال تلاش کر کے یہ شعر پڑھے

ولن یقیم علی خسف یُرادبہ
الا الأذلانِ عیر الحی والوتد
ھذا علی الخسف معکوس برمتہ
وذا یشج فلا یبکی لہ احد

ترجمہ: سوائے ان دو ذلیلوں، قبیلے کے گدھے اور خیمے کی میخ کے اور کوئی

ظلم کو آسانی سے برداشت نہیں کرتا۔ میخ پر جب ضرب لگائی جاتی ہے
اس کا سر دبتا چلا جاتا ہے اور گدھا اپنے بار کی وجہ سے کراہتا ہے مگر کوئی
اس پر رحم نہیں کرتا۔

علیؓ نے ابوسفیان کو ڈانٹا اور کہا کہ اس تجویز سے تیرا مقصد صرف فتنہ وفساد برپا کرنے کا ہے تو نے ہمیشہ اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے ہمیں تیری اس نصیحت کی ضرورت نہیں۔

ابومحمد القرشی نے بیان کیا کہ ابوبکرؓ کی بیعت کے بعد ابوسفیان نے علیؓ اور عباسؓ سے کہا کہ تم دونوں ذلیل ہو کر اس موقع پر خاموش ہو رہے اور یہ شعر اس موقع کی مثال میں پڑھے

ان الهوان حمار الاهل يعرفه
والحر ينكره والرسلة الاجد
ولا يقيم على ضيم يراد به
الاالاذلان عير الحي والوتد
هذا على الخسف معكوس برمته
واذ ايشج فلا يبكي له احد

ترجمہ: صرف شہری گدھا ذلت کو برداشت کر لیتا ہے مگر شریف اور جوانمرد اسے برداشت نہیں کرتے۔ اور سوائے بستی کے گدھے اور میخ کے کوئی ظلم کو آسانی سے برداشت نہیں کرتا۔ میخ پر جب ضرب پڑتی ہے اس کا سر دب جاتا ہے اور گدھا اپنے بار کی وجہ سے کراہتا ہے مگر کوئی اس پر رحم نہیں کرتا۔

صدیق اکبر کی بیعت عمومی اور انکا خطاب

انس بن مالک سے مروی ہے کہ سقیفہ میں ابوبکرؓ کی بیعت ہوگئی اس کے دوسرے دن وہ مسجد میں منبر پر بیٹھے ابوبکر نے ابھی تقریر شروع نہیں کی تھی کہ عمرؓ نے کھڑے ہو کر تقریر کی۔ حمد وثنا کے بعد انھوں نے کہا اے لوگو۔ کل میں نے جو کچھ تم سے کہا تھا وہ محض میرا ذاتی خیال تھا، نہ اس کے متعلق کلام اللہ میں کوئی حکم ہے اور نہ رسولؐ نے مجھے کوئی ہدایت کی تھی میرا اپنا خیال تھا کہ ہمارے آخری وقت تک رسول ﷺ ہمارے معاملات کو سرانجام دیتے رہیں گے۔ مگر اب بھی اللہ نے اپنی اس کتاب کو جس کے ذریعے اس نے رسول ﷺ کی ہدایت فرمائی تم میں باقی رکھا ہے۔ لہٰذا اگر تم اس پر عمل کرو گے اللہ تم کو بھی اسی طرح ہدایت عطا فرمائے گا جس طرح اس نے رسول ﷺ کی ہدایت فرمائی۔ اب اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ تم میں جو سب سے بہتر شخص ہیں جو رسول ﷺ کے مصاحب اور یار غار ہیں وہ امیر ہوں۔ لہٰذا تم سب اب ان کی بیعت کرو۔

بیعت عمومی کے بعد صدیق اکبر کا خطاب

چنانچہ اب تمام لوگوں نے سقیفے کی بیعت کے بعد ابوبکرؓ کی بیعت عام طور پر کی اس کے بعد ابوبکرؓ نے تقریر کی اور حمد وثنا کے بعد کہا

اے لوگو مجھے تمھارا حاکم بنایا گیا ہے حالانکہ میں تمھارا بہترین فرد نہیں ہوں۔ اگر میں نیکی کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر میں برائی کروں تو تم مجھے سیدھا کر دینا۔ صداقت امانت ہے اور کذب خیانت ہے۔ تم میں جو ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے تاکہ میں اس کا حق اسے دلواؤں انشاءاللہ اور تم میں جو قوی ہے وہ میرے نزدیک ضعیف ہے تاکہ میں اس سے حق کو ادا کراؤں۔ انشاءاللہ تم میں سے کوئی اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک نہ کرے۔ کیونکہ جو قوم جہاد کو ترک کرتی ہے اللہ اسے ذلیل کر دیتا ہے اور جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے اللہ اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جب تک میں اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرنا اور اگر میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی کروں تم پر میری اطاعت ضروری نہیں اچھا اب نماز کے لیے کھڑے ہو اللہ تم پر رحم کرے۔

حضور ﷺ کے وصال سے متعلق حضرت عمرؓ کی غلط فہمی کی وجہ

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اپنے عہد خلافت میں عمرؓ اپنی کسی ضرورت سے جا رہے تھے میں بھی ان کے ساتھ تھا ان کے ہاتھ میں درہ تھا اور اس وقت ان کے ساتھ میرے سوا کوئی دوسرا نہ تھا وہ اپنے دل میں کچھ باتیں کرتے جاتے تھے اور درے سے اپنے پاؤں کو مارتے جاتے تھے۔ یکا یک وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور انھوں نے کہا اے ابن عباسؓ جانتے ہو کہ میں نے رسول ﷺ کی وفات کے وقت کیوں وہ بات کہی تھی کہ آپ ﷺ نہیں مرے زندہ ہیں۔ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ امیر المومنین بہتر جانتے ہیں۔ عمرؓ نے کہا بخدا صرف اس آیت کی وجہ سے " **وكذلك جعلنا كم امة وسطاً لتكونو اشهدا على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا** " (ترجمہ: اور اسی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت بنایا ہے تاکہ تم تمام لوگوں کے نگراں رہو اور رسول ﷺ تمھارے نگراں رہیں) اس آیت سے میں سمجھتا تھا کہ رسول ﷺ اپنی امت کے آخری اعمال دیکھنے تک کے لیے زندہ رہیں گے اسی وجہ سے میں نے رسول ﷺ کے متعلق وہ بات کہی تھی۔

حضور ﷺ کی تجہیز وتکفین

ابوبکرؓ کی بیعت کے بعد لوگ رسول ﷺ کے دفن کے انتظام کی طرف متوجہ ہوئے اس کے متعلق بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات کے دوسرے دن منگل کو آپ کی تجہیز عمل میں آئی اور بعضوں نے یہ بیان کیا ہے کہ آپ کی وفات کے تین دن بعد تجہیز ہوئی۔ اس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ علی بن ابی طالب، عباس بن عبدالمطلب، فضل بن العباس، قثم بن العباس، اسامہ بن زید اور رسول ﷺ کے آزاد کردہ غلام شقران نے رسول ﷺ کو غسل دیا۔ بنی عوف بن الخزرج کے اوس بن خولی نے علیؓ بن ابی طالب سے کہا کہ ہمیں بھی رسول ﷺ کے غسل کا شرف حاصل ہو۔ یہ بدری تھے علیؓ نے ان سے کہا کہ اچھا تم بھی آؤ۔ چنانچہ یہ غسل میں شریک ہوئے۔ غسل کے لیے علیؓ بن ابی طالب نے رسول ﷺ کو اپنے سینے سے لگا کر بٹھایا۔ عباس، فضل، اور قثم آپ کی کروٹ بدلتے تھے اور اسامہ بن زید اور شقران دونوں آپ کے آزاد کردہ غلام آپ پر پانی ڈالتے تھے اور علیؓ آپ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے۔ قمیص رسول ﷺ کے جسم پر تھی

اس طرح علی بن ابی طالب آپ کے جسم کو قمیض کے اوپر سے مل رہے تھے ان کا ہاتھ آپ کے جسم کو مس نہیں کرتا تھا۔ غسل دیتے وقت علی بن ابی طالب کہتے جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کس قدر پاک وصاف ہیں۔ نیز عام طور پر میت کے جو آثار ہوا کرتے ہیں ان میں سے کوئی بات آپ کے جسم سے نمایاں نہیں ہوئی۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب لوگوں نے رسول ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا اس باب میں اختلاف رائے ہوا کہ آیا کپڑے اتار کر آپ کو غسل دیا جائے جیسا کہ دوسری میتوں کے ساتھ کیا جاتا ہے یا کپڑوں کے ساتھ آپ کو غسل دیا جائے۔ اس معاملے میں جب اختلاف ہوا تو سب پر نیم غشی کی سی حالت طاری کر دی گئی اور سب کے سر سینے تک جھک گئے پھر ایک غیر معلوم شخص نے حجرے کے کونے سے کہا کہ رسول ﷺ کو کپڑوں کے ساتھ غسل دو۔ اس غیبی آواز پر سب ہوشیار ہوئے اور انھوں نے کپڑوں کے ساتھ رسول ﷺ کو غسل دیا۔ قمیض آپ کے جسم پر تھی اس پر پانی ڈالا جاتا تھا اور اسکے اوپر ہی سے آپ کے جسم کو ملتے تھے۔

عائشہؓ کہا کرتی تھیں کہ اگر اس وقت میں چاہتی جس بات کو میں نے نہیں چاہا تو رسول ﷺ کو صرف آپ کی بیویاں غسل دیتیں۔

علی بن الحسینؓ سے مروی ہے کہ غسل کے بعد رسول ﷺ کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا ان میں دو صحاری تھے اور ایک منقش چادر تھی جس میں آپ کو کئی مرتبہ لپیٹا گیا۔

حضور ﷺ کی تدفین

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ قبر کے متعلق یہ ہوا کہ ابوعبیدہ بن الجراح مکے کے رواج کے مطابق قبر کھودا کرتے تھے اور ابوطلحہ زید بن سہل اہل مدینے کے رواج کے مطابق قبر کھودتے تھے اور اس میں لحد بناتے تھے۔ عباس نے دو شخصوں کو بلایا ایک سے کہا کہ ابوعبیدہ کے پاس جاؤ اور دوسرے سے کہا کہ ابوزید کے پاس جاؤ اور یہ دعا مانگی کہ اے خداوندا تو ہی اپنے رسول ﷺ کے لیے قبر کھودنے والے کو اختیار کر لے چنانچہ جو شخص ابوطلحہ کو بلانے گئے تھے ان کو ابوطلحہ مل گئے اور ان کو ساتھ لے آئے۔ ابوطلحہ نے آپ کی قبر کھودی اور اس میں لحد رکھی، اسی طرح منگل کے دن جب آپ کا جنازہ تیار ہو گیا اس بارے میں اختلاف ہوا کہ کہاں آپ کو دفن کیا جائے۔ کسی نے کہا ہم آپ کو مسجد میں دفن کریں، کسی نے کہا مناسب ہو جہاں آپ کے اور صحابہؓ دفن ہیں وہیں آپ کو دفن کیا جائے، ابوبکرؓ نے کہا میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ ہر نبی جہاں اسے موت آئی وہیں دفن کیا گیا ہے چنانچہ اب آپ کا وہ بستر جس پر آپ نے وفات پائی تھی، اٹھالیا گیا اور وہیں آپ کے لیے قبر کھودی گئی۔ اب تمام لوگوں نے باری باری رسول ﷺ کی نماز پڑھی، مردوں کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی ان کے بعد بچوں نے اور پھر غلاموں نے نماز پڑھی۔ ان نمازوں میں کسی نے امامت نہیں کی، اس کے بعد بدھ کی شب میں آدھی رات کو آپ ﷺ سپرد خاک کر دیے گئے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ بدھ کی شب آدھی رات کو ہمیں کدالوں کی آواز سے معلوم ہوا کہ اب رسول ﷺ دفن کیے گئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالبؓ، فضل بن العباسؓ، قثم بن العباس اور آپ کے آزاد کردہ غلام شقران قبر میں اترے، اوس بن خولی نے علی بن ابی طالب سے درخواست کی کہ رسول ﷺ کی خدمت گزاری کا ہمیں بھی حق ملنا

چاہیئے۔ علیؓ نے ان سے کہا اچھا تم بھی اتر و، وہ بھی قبر میں اترے جب آپ کو قبر میں رکھ دیا گیا اور اسے پاٹنے لگے۔ شقران قبر میں موجود تھے ان کے ساتھ مخمل کی چادر بھی تھی جسے رسول ﷺ اوڑھا کرتے تھے اور بچھا لیا کرتے تھے۔ شقران نے یہ کہہ کر آپ کے ساتھ دفن کر دی کہ اب آپ کے بعد کوئی اسے استعمال نہ کر سکے۔ میں اسے بھی آپ کے ساتھ دفن کیے دیتا ہوں۔

حضرت عائشہؓ کے عشق کا عجیب واقعہ

مغیرہ بن شعبہ مدعی تھے کہ سب سے آخر میں وہ رسول ﷺ سے جدا ہوئے، وہ کہتے تھے کہ میں نے جان بوجھ کر اس خیال سے کہ میں رسول ﷺ کے جسم کو مس کرلوں اپنی انگوٹھی اتار کر اسے قبر میں پھینک دیا اور پھر میں نے صحابہؓ سے کہا کہ میری انگوٹھی قبر میں گر پڑی ہے اور میں قبر میں اتر کر اسے نکال لایا اس طرح سب سے آخر میں یہ رسول ﷺ سے جدا ہوئے۔

مذکورہ واقعہ سے متعلق دوسری روایت

عبداللہ بن الحارث سے مروی ہے کہ عمرؓ یا عثمانؓ کے عہد خلافت میں، میں نے علیؓ کے ساتھ عمرہ کیا وہ اپنی بہن ہانیؓ بنت ابی طالب کے پاس ٹھہرے۔ عمرہ کر کے وہ گھر آئے میں نے ان کے غسل کے لیے پانی تیار کیا۔ جب وہ نہا چکے چند عراقی ان سے ملنے آئے اور انھوں نے کہا اے ابوالحسنؓ ہم آپ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتے ہیں وہ آپ ہمیں بتائیں۔ علیؓ نے کہا شاید مغیرہ تم سے کہتے ہونگے کہ سب سے آخر میں وہ رسول ﷺ سے جدا ہوئے، انھوں نے کہا جی ہاں یہی بات ہے جس کو ہم آپ سے دریافت کرنے آئے ہیں۔ علیؓ نے کہا وہ جھوٹ کہتے ہیں قثم بن العباس سب سے آخر میں رسول ﷺ سے علیحدہ ہوئے۔

حضور ﷺ کی آخری وصیت

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ مرض کی شدت میں رسول ﷺ ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے کبھی اس سے اپنا منہ ڈھانک لیتے تھے اور کبھی اسے منہ پر سے ہٹا دیتے تھے۔ اسی حالت میں آپ نے کہا اس قوم کو اللہ ہلاک کردے جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔ آپ کو خود اپنی امت سے اس بات کا ڈر تھا۔

دوسری روایت حضرت عائشہؓ سے یہ مروی ہے کہ سب سے آخر میں رسول ﷺ نے جو بات کہی وہ یہ تھی کہ آپ نے فرمایا جزیرۃ العرب میں دو دین نہ رہیں۔ ۱۲ ربیع الاول ٹھیک اس روز جس روز کہ آپ مدینے میں ہجرت کر کے آئے تھے، آپ نے وفات پائی اس طرح آپ نے پورے دس سال ہجرت میں زندگی بسر کی۔

وفات کے روز رسول ﷺ کی عمر

عمر نبوی سے متعلق مختلف روایات

بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ آپ کی عمر ۶۳ سال ہوئی۔ اس کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دس سال تک مکے میں رسول ﷺ پر وحی آتی رہی اور دس سال تک مدینے میں اور تریسٹھ سال کی عمر میں

آپ نے وفات پائی۔

ابی حمزہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ تریسٹھ سال زندہ رہے۔

سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ تینتالیس سال کی عمر میں آپ پر وحی آنا شروع ہوئی، دس سال آپ مکے میں رہے، دس سال آپ مدینے میں رہے تریسٹھ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیکہ چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبوت عطا ہوئی۔ تیرہ سال آپ نے مکے میں بسر کیے اور دس سال مدینے میں اور تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ رسول ﷺ کی عمر پینسٹھ سال ہوئی۔ اس کے متعلق ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابن حنظلہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

جبکہ بعض دیگر لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس کے متعلق عروہ بن الزبیر سے مروی ہے کہ چالیس سال کی عمر میں رسول ﷺ نبی مبعوث ہوئے اور ساٹھ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ دس سال تک آپ پر مکے میں وحی آتی رہی اور دس سال تک مدینے میں وحی آتی رہی۔

حضور ﷺ کی وفات کا دن اور مہینہ

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ۹ ہجری میں رسول ﷺ نے ابوبکرؓ کو حج کا امیر مقرر کر کے بھیجا۔ ابوبکرؓ نے تمام مسلمانوں کو حج کے احکام بتائے۔ دوسرے سال ۱۰ ہجری میں خود رسول ﷺ نے حجۃ الوداع کیا، مدینے میں واپس آ گئے اور ربیع الاول میں آپ نے وفات پائی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے، پیر کے روز آپ کو نبوت ملی، پیر کے دن آپ نے حجر اسود اٹھایا، پیر کے دن آپ نے ہجرت کی، پیر کے روز آپ مدینے پہنچے اور پیر کے دن آپ نے وفات پائی۔

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ہے کہ ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن رسول ﷺ نے وفات پائی اور بدھ کے دن آپ دفن کیے گئے۔ اس سلسلے میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ بدھ کی رات آپ کو دفن کیا گیا۔ اور ہمیں کدالوں کی آواز کے ذریعے یہ بات معلوم ہوئی کہ اب آپ کو دفن کیا جا رہا ہے۔

تاریخِ طبری

جلد دوم، حصہ دوم

۱۱ھ تا ۱۶ھ کے واقعات

جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت ابتداء تا انتہاء اور خلافتِ فاروقی کا آغاز بیان کیا گیا ہے۔ خلافتِ صدیقی میں مرتدین کی سرکوبی اور اطرافِ عالم کی طرف اسلامی افواج کی لشکرکشی کا بیان ہے۔ خلافتِ فاروقی میں فتوحاتِ شام وعراق کا بیان ہے۔

تالیف: علامہ ابوجعفر محمد ابن جریر الطبری (المتوفی ۳۱۰ھ)

ترجمہ: سید محمد ابراہیم ایم اے ندوی۔ مولانا محمد اصغر مغل فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

عہد خلافت راشدہ

واقعہ سقیفہ

امارت کے متعلق مہاجرین اور انصار کا اختلاف

عبداللہ بن عبدالرحمان بن ابی عمرۃ الانصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور سب نے کہا کہ آپ کے بعد ہمیں سعدؓ بن عبادہ کو امیر بنالینا چاہیے۔ سعدؓ بیمار تھے انصار ان کو باہر لے آئے۔ جب سب جمع ہو گئے سعدؓ نے اپنے بیٹے یا کسی بھتیجے سے کہا کہ علالت کی وجہ سے مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں سب سے مخاطب ہو سکوں۔ لہذا جو میں کہوں، تم اسے بخوبی یاد کر کے دوسروں کو سنا دینا۔ چنانچہ سعدؓ جو کہتے تھے اسے وہ شخص یاد کر لیتا تھا اور پھر بلند آواز میں تمام حاضرین کو سنا دیتا تھا۔

حضرت سعدؓ کا خطبہ

سعدؓ نے حمد وثنا کے بعد کہا:

اے گروہِ انصار! دین میں تم کو وہ برتری حاصل ہے اور اسلام میں تم کو وہ فضیلت حاصل ہے جو عرب کے کسی دوسرے قبیلے کو حاصل نہیں۔ محمد ﷺ کئی سال تک اپنی قوم کو اللہ جل جلالہٗ کی عبادت کی دعوت دیتے رہے۔ اور بتوں کی عبادت سے روکتے رہے، مگر سوائے چند آدمیوں کے ان کی قوم ان پر ایمان نہیں لائی۔ جو ایمان لائے وہ اس قدر کم تھے کہ وہ ان مظالم کے مقابلے میں جو ان کی قوم نے ان پر کر رکھے تھے، اپنی مدافعت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ لہذا جب اللہ نے چاہا کہ وہ تم کو شرافت، عزت اور سعادت کی نعمت سے مخصوص کرے، اس نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ پر ایمان لانے کی نعمت سے تم کو سرفراز کر دیا۔ تا کہ تم ان کی، ان کے صحابہؓ کی مدد کرو۔ اور ان کے اور ان کے دین کے اعزاز کے لیے اس کے دشمنوں سے جہاد کرو۔

چنانچہ تم نے اپنے طرزِ عمل سے کر دکھایا کہ ان کے دشمن کے مقابلے میں نہایت سخت ثابت ہوئے۔ اور اس کے لیے دوسروں کے مقابلے میں بھاری پڑ گئے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام عرب نے اللہ کے حکم کے سامنے خوشی سے یا بادل نخواستہ گردنیں جھکا دیں۔ اور دور دراز کے لوگوں نے سر اطاعت خم کر دیا۔ اللہ عزوجل نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے لیے تمہارے ذریعے زمین کو زیر نگیں کر دیا اور تمہاری تلواروں سے عرب نے ان کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا۔ اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو اپنے پاس بلا لیا، اس حال میں کہ وہ تم سے بہت ہی خوش اور

راضی تھے۔ لہذا اب سب کے مقابلے میں تم کو یہ حکومت اپنے قبضے میں کر لینی چاہیئے۔ کیونکہ یہ صرف تمہارا حق ہے، کسی اور کا نہیں۔

حاضرین کا حضرت سعدؓ کے خطاب پر بحث کرنا

سعدؓ کی اس تقریر پر تمام حاضرین نے پسندیدگی کا اظہار کیا اور تمہاری رائے بالکل درست ہے۔ اور ہم اس سے تجاوز نہیں کریں گے۔ ہم تم کو امیر بناتے ہیں، کیونکہ تم ہمارے مسلمہ سردار ہو۔ اور تمام نیک مسلمانوں کی نگاہ میں مقبول ہو۔ پھر اس تجویز پر بحث ہونے لگی کہ آیا یہ کامیاب ہوگی؟ یا اس کی مخالفت کی جائیگی؟ بعضوں نے کہا: اچھا اگر مہاجرین اس سے اختلاف کریں اور یہ کہیں کہ ہم مہاجرین رسول ﷺ کے ابتدائی صحابہ ہیں۔ ہم ان کے قبیلے والے ہیں اور رشتہ دار ہیں سو اب آپ ﷺ کے بعد تم کو اس امارت کے متعلق ہم سے تنازع کرنے کا کیا حق ہے؟ تو تب تم کیا جواب دو گے؟

انصار و مہاجرین دونوں میں سے ایک ایک امیر ہو، کی تجویز!

ایک جماعتِ انصار نے کہا اس وقت ہم یہ تجویز پیش کریں گے کہ ہم میں سے ایک امیر ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو۔ اس کے علاوہ ہم کسی بات پر راضی نہ ہونگے۔

اس تجویز کو سن کر سعدؓ نے کہا کہ یہ تجویز کمزوری کی پہلی دلیل ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کو اس جلسے کی اطلاع ہوئی وہ رسول اللہ ﷺ کے مکان پر تشریف لائے۔ اور ابوبکرؓ کو جو اندر تھے، بلوایا۔

حضرت علیؓ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے جنازے کی تیاری میں مصروف تھے۔ عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہلا کر بھیجا کہ ذرا میرے پاس باہر تشریف لائیں۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں اس وقت مصروف ہوں۔ عمرؓ نے پھر کہلا کر بھیجا کہ ایک خاص بات پیش آ گئی ہے، اس کے لیے آپ کی موجودگی نہایت ضروری ہے۔

ابوبکرؓ باہر آئے عمرؓ نے ان سے کہا کیا تم کو معلوم نہیں؟ کہ انصار بنی ساعدہ کے سقیفہ میں جمع ہو کر سعدؓ بن عبادہ کو امیر بنانا چاہتے ہیں اور سب سے کم ضرر رساں جو تجویز ان کے کسی شخص نے پیش کی ہے، وہ یہ ہے کہ انصار میں سے ایک امیر ہو اور مہاجرین میں سے ایک امیر ہو۔

ابوبکرؓ اور عمرؓ کو انصار کے مجمع میں جانے سے بعض لوگوں کی ممانعت

یہ سن کر دونوں سرعت کے ساتھ انصار کے پاس چلے۔ راستے میں ابوعبیدہؓ مل گئے وہ بھی ساتھ ہو لیے۔ پھر آگے بڑھے تو عاصمؓ بن عدی اور حویمؓ بن ساعدہ ملے، عاصمؓ بن عدی اور حویمؓ بن ساعدہ نے ان سے کہا: کہ واپس جاؤ تم اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ مگر آپ حضرات نے نہ مانا اور انصار کے مجمع میں پہنچ گئے۔

عمرؓ سے مروی ہے کہ ہم انصار کے پاس پہنچے۔ دورانِ سفر اس موقع کے لیے میں نے اپنے دل میں ایک تقریر کا مضمون سوچ لیا تھا، کہ انصار کے سامنے اسے بیان کرونگا۔ وہاں پہنچتے ہی میں نے چاہا کہ تقریر کروں، مگر ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا: ذرا صبر کرو، پہلے میں کچھ کہہ لوں۔ اسکے بعد جو تمہارا جی چاہے بیان کرنا۔ مگر جو تقریر ابوبکرؓ نے کی وہ ایسی تھی کہ جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا، اس سے بھی زیادہ ابوبکرؓ نے کہہ دیا۔

حضرت ابوبکرؓ کی تقریر

عبداللہ بن عبدالرحمانؒ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے حمد وثنا کے بعد کہا:

''اللہ نے اپنی مخلوقات کے پاس محمد ﷺ کو اپنا اور اپنی امت کا نگراں مقرر کر کے مبعوث فرمایا تا کہ صرف اسی کی پرستش ہو اسی کی وحدانیت تسلیم ہو حالانکہ اس سے پہلے وہ اللہ کے سوا مختلف معبودوں کی عبادت کرتے تھے اور مدعی تھے کہ یہ معبود اللہ کے یہاں ان کے سفارش کرنے والے اور نفع پہنچانے والے ہیں حالانکہ وہ پتھر سے تراشے اور لکڑی سے بنائے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلاء شفعاء نا عند اللہ وقالوا ما نعبدھم الالیقربونا الی اللہ زلفی

(ترجمہ: اور وہ اللہ کے سوا ایسوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ ان کو نفع پہنچاتے ہیں اور نہ نقصان اور وہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے معبود اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی صرف اس لیے پوجا کرتے ہیں کہ یہ اللہ تک رسائی کے لیے ہمارا ذریعہ بنیں)

رسول اللہ ﷺ کا یہ پیام عربوں کو نا گوار ہوا اور وہ اپنے آبائی دین کے ترک کرنے پر آمادہ نہ ہوئے اللہ نے آپ کی تصدیق کے لیے مہاجرین اولین کو مخصوص فرمایا وہ آپ پر ایمان لائے انھوں نے آپ کے ساتھ ہر حال میں رہنے کیلئے بیعت/ وعدہ کیا اور باوجود اپنی قوم کی ایذا رسانی اور تکذیب کے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا حالانکہ تمام لوگ ان کے مخالف تھے اور ان پر ظلم کرتے تھے مگر وہ باوجود تمام لوگوں کے ظلم اور ان کے خلاف سازش کے اپنی کم تعداد سے کبھی متاثر اور خائف نہیں ہوئے، اس طرح وہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے اس زمین میں اللہ کی عبادت کی اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ پر ایمان لائے وہ رسول اللہ ﷺ کے ولی اور خاندان والے ہیں اور ان کے بعد اس منصب امارت کے سب کے مقابلے میں وہی زیادہ مستحق ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس حق میں سوائے ظالم کے اور کوئی ان سے تنازع نہیں کرے گا۔ اب رہے تم انصار! کوئی شخص دین میں تمہاری فضیلت اور ابتدائی شرکت اور خدمت کا منکر نہ ہوگا۔ اللہ نے اپنے دین اور اپنے رسولا کی حمایت کے لیے تم کو اختیار کیا اور اسی لیے وہ تمہارے پاس ہجرت کر کے آئے۔ اس وقت بھی ان کی اکثر ازواج اور اصحاب تمہارے یہاں رہتے ہیں بے شک مہاجرین کے بعد تمہارے مقابلے میں ہماری نظر میں کسی اور کی منزلت نہیں ہے لہٰذا مناسب ہوگا کہ امیر ہم ہوں اور تم وزیر، ہر معاملے میں تم سے مشورہ کیا جائے گا اور بغیر تمہارے اتفاق رائے کے ہم کوئی کام نہیں کریں گے۔

حباب بن المنذر کا انصار کو ورغلانا اور حضرت عمرؓ کا انکو جواب دینا:۔

اس کے جواب میں حباب بن المنذر نے کہا کہ اے گروہ انصار! تم اس معاملے میں کسی کی بات نہ سنو خود عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لو، تمام لوگ تمہارے زیرِ سایہ ہیں کسی کو تمہاری مخالفت کی جرات نہ ہوگی اور کوئی شخص تمہاری رائے سے سرتابی نہ کرے گا تم عزت والے، دولت والے، طاقت اور شوکت والے تجربہ کار، دلیر اور بہادر ہو۔ لوگوں کی نظریں تمہاری طرف اٹھی ہوئی ہیں تم اس بارے میں اب اختلاف نہ کرو، ورنہ معاملہ خراب ہو جائے گا اور بات بگڑ جائے گی۔

تم نے دیکھا کہ ہم نے جو تجویز پیش کی تھی کہ ایک امیر ہمارا ہو اور ایک امیر تمہارا ہو، اسے بھی انھوں نے نہیں مانا۔

عمرؓ کا حباب کو جواب

عمرؓ نے کہا یہ ناممکن ہے دو تلواریں ایک نیام میں جمع نہیں ہوسکتیں بخدا عرب ہرگز اس بات کو نہیں مانیں گے کہ تم ان پر حکومت کرو جبکہ ان کے نبی تمہارے علاوہ دوسرے قبیلے کے ہوں۔ ہاں البتہ عربوں کو اس قبیلہ کی حکومت تسلیم کرنے میں تامل نہ ہوگا جس میں نبوت تھی اور اسی میں سے ان کے امیر ہونے چاہئیں اور اس شکل میں اگر عربوں میں سے کوئی اس کی امارت ماننے سے انکار کرے گا تو اس کے مقابلے میں ہمارے پاس کھلی ہوئی دلیل اور کھلا ہوا حق ہوگا۔ محمد ﷺ کی حکومت اور امارت میں کون ہم سے تنازعہ کرسکتا ہے، اسے سب ہی نے تسلیم کیا ان کے بعد اب ہم ان کے ولی اور خاندان والے اس کے مستحق ہیں۔ جو گمراہ ہوگا، گنہگار ہوگا یا قعرِ ہلاکت میں پڑا ہوگا وہی اس تجویز کی مخالفت کرے گا اور کوئی نہیں کرسکتا۔

حباب کی مکرر ہرزہ سرائی

حباب بن المنذر نے کہا اے گروہِ انصار! تم اس معاملے کا خود تصفیہ کرلو اور ہرگز اس شخص کی اور اس کے ہمراہیوں کی بات نہ مانو، یہ تمہارا حصہ بھی ہضم کرنا چاہتے ہیں اور اگر یہ لوگ ہماری تجویز نہ مانیں تو ان سب کو اپنے ان علاقوں سے نکال دو، اور تمام امور کی باگ ڈور زبردستی اپنے ہاتھ میں لے لو کیونکہ بخدا اس امارت کے سب سے زیادہ تم ہی مستحق اور اہل ہو، تمہاری تلواروں نے ان تمام لوگوں کو اس دین کا مطیع بنایا ہے جو کبھی مطیع ہونے والے نہ تھے۔ میں اس تمام کاروائی کے تصفیے کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہوں کیونکہ میں اس کا پورا تجربہ رکھتا ہوں اور اس کا اہل ہوں، بخدا اگر تم چاہو تو میں ابھی کاٹ چھانٹ کر اس کا فیصلہ کردیتا ہوں۔

عمرؓ نے کہا اگر ایسا کرو گے اللہ تم کو ہلاک کردے گا۔

حباب نے کہا بلکہ تم مارے جاؤ گے۔

ابوعبیدہ اور بشیر بن سعد کا مبنی بر انصاف کلام

ابوعبیدہ نے کہا اے گروہ انصار! تم وہ لوگ ہو، جنھوں نے سب سے پہلے دین کی حمایت اور نصرت کی ہے اب یہ نہ ہونا چاہیے کہ سب سے اوّل تم ہی اس میں تغیر اور تبدّل کرو اور اسلام کی بات بگاڑو۔

بشیر بن سعد ابوالنعمان بن بشیر نے کہا اے گروہ انصار! مشرکین سے جہاد اور دین اسلام کی ابتدا میں خدمت کی جو سعادت ہمیں حاصل ہوئی اس سے ہمارا مقصد صرف اپنے پروردگار کی رضامندی اور اپنے نبی کی اطاعت تھی ہم اس سے دنیاوی فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے تھے۔ اللہ کا ہم پر ہر طرح کا فضل اور احسان ہے۔ سن لو بے شک محمد ﷺ قریش سے تھے۔ لہٰذا ان کی قوم اس امارت کی زیادہ مستحق اور اہل ہے اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان سے اس معاملے میں کبھی تنازع نہیں کرونگا۔ اللہ سے ڈرو، ان کی مخالفت نہ کرو اور نہ اس معاملے میں ان سے تنازع کرو۔

بشیر بن سعد کا حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی سبقت کرنا:۔

ابوبکرؓ نے کہا یہ عمر اور ابوعبیدہ موجود ہیں ان میں سے جسے چاہو، امیر بنالو۔ مگر ان دونوں نے کہا کہ تمہاری موجودگی

میں ہم ہرگز اس منصب کو قبول نہیں کریں گے کیونکہ تم مہاجرین میں سب سے بزرگ ہو۔ غار میں رسول اللہ ﷺ کے رفیق رہے ہو اور نماز کی امامت کے لیے رسول اللہ ﷺ کے جانشین بن چکے ہو اور نماز ہمارے دین کا سب سے بڑا رکن ہے۔ اس لیے تمہارے ہوتے ہوئے کس کو یہ بات زیبا ہے کہ وہ اس کے لیے آگے بڑھے اور امارت قبول کرے۔ تم اپنا ہاتھ بیعت کے لیے لاؤ۔

چنانچہ جب عمرؓ اور ابوعبیدہؓ ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے چلے تو بشیر بن سعدؓ نے ان سے سبقت کی اور سب سے پہلے انھوں نے ابوبکرؓ کی بیعت کی۔

حباب بن المنذر نے للکارا! اے بشیر بن سعد تم نے اپنی جماعت کی مخالفت میں یہ حرکت کیوں کی؟ کیا تم کو اپنے عزیز سعدؓ کی امارت پر حسد ہوا؟

بشیر نے کہا بخدا ہرگز یہ بات نہیں ہے بلکہ میں نے اس بات کو گوارا نہیں کیا کہ میں ان لوگوں سے اس معاملے میں تنازع کروں جس کا اللہ نے ان کو ہر طرح سے مستحق بنایا ہے۔

قبیلہ اوس کا ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنا

جب قبیلہ اوس نے دیکھا کہ بشیر بن سعدؓ نے ابوبکرؓ کی بیعت کرلی اور وہ قریش کے اس معاملے میں حامی ہیں اور خزرج سعدؓ بن عبادہ کو امیر بنانا چاہتے ہیں تو انھوں نے ایک دوسرے سے کہا جن میں اسید بن حضیر ان کے ایک سردار بھی تھے کہ اگر ایک مرتبہ کے لیے بھی خزرج کو امارت مل گئی تو اس وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے تم سے مرتبے میں بڑھ جائیں گے اور پھر کبھی وہ حکومت میں تم کو کوئی حصہ نہ دیں گے لہٰذا ہمارے لیے بہتر یہ ہے کہ ہم سب ابوبکرؓ کی بیعت کرلیں

چنانچہ ان سب نے کھڑے ہو کر ابوبکرؓ کی بیعت کرلی اس سے سعدؓ بن عبادہ اور خزرج کے تمام منصوبے جو حکومت حاصل کرنے کے تھے خاک میں مل گئے اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔

بنی اسلم کا حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنا

ابوبکرؓ بن محمد الخزاعی سے مروی ہے کہ اس کے بعد تمام بنی اسلم اپنی جماعت کے ساتھ کہ جس کی کثرت کیوجہ سے راستے بھر گئے تھے، وہاں آئے اور انھوں نے ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ جب میں نے بنی اسلم کو آتا ہوا دیکھا تو مجھے کامیابی کا یقین ہو گیا۔

سعد کا خطرے میں گھرنا

سابقہ روایت کے سلسلے سے عبداللہ بن عبدالرحمان سے مروی ہے کہ اب ہر طرف سے لوگ آ آ کر ابوبکرؓ کی بیعت کرنے لگے قریب تھا کہ وہ سعدؓ کو روند ڈالتے اس پر سعد کے کسی آدمی نے کہا کہ سعد کو بچاؤ ان کو نہ روند ڈالنا۔ عمرؓ نے کہا اللہ اسے ہلاک کرے اس کو قتل کردو اور پھر خود ان کے سرہانے آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا میں چاہتا ہوں کہ تم کو روند کر ہلاک کردوں۔ سعد نے عمرؓ کی داڑھی پکڑ لی، عمرؓ نے کہا چھوڑ و اگر اس کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو تمہارے منہ میں ایک دانت نہ رہے گا۔ ابوبکرؓ نے کہا عمر! خاموش رہو اس موقع پر نرمی برتنا زیادہ سودمند ہے عمر نے سعدؓ کا پیچھا چھوڑ دیا۔

سعد نے کہا کہ اگر مجھ میں اٹھنے کی بھی طاقت ہوتی تو میں تمام مدینے کی گلی کوچوں کو اپنے حامیوں سے بھر دیتا کہ تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے ہوش وحواس جاتے رہتے اور بخدا اس وقت میں تم کو ایسی قوم کے حوالے کر دیتا جو

میری بات نہ مانتے بلکہ میں انکی اتباع کرتا، اچھا اب مجھے یہاں سے لے چلو۔ان کے آدمیوں نے ان کو اٹھا کر ان کے گھر میں پہنچا دیا۔

حضرت سعد سے بیعت کا مطالبہ اور انکا انکار

چند روز ان سے تعرض نہیں کیا گیا اس کے بعد ان سے کہلا کر بھیجا گیا کہ چونکہ تمام لوگوں نے اور خود تمہاری قوم نے بھی بیعت کر لی ہے تم بھی آ کر بیعت کر لو۔ سعد نے کہا یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں تمہارے مقابلے میں اپنا ترکش خالی نہ کر دوں، اپنے نیزے کو تمہارے خون سے رنگین نہ کر لوں اور اپنی تلوار سے جس پر میرا بس چلے وار نہ کر لوں اور اپنے خاندان اور قوم کے ان افراد کے ساتھ جو میرا ساتھ دیں تم سے لڑ نہ لوں ہرگز بیعت نہیں کرونگا۔ خدا کی قسم! اگر انسانوں کے ساتھ جن بھی تمہارے ساتھ ہو جائیں تب بھی جب تک کہ میں اپنے معاملے کو اپنے رب کے سامنے پیش نہ کر لوں بیعت نہ کرونگا۔

ابوبکرؓ کا سعد بن عبادہ سے متعلق بشیرؓ بن سعد کی رائے کو قبول کرنا

ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع ملی۔ عمرؓ نے ان سے کہا بیعت لیے بغیر ان کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔ مگر بشیر بن سعدؓ نے کہا چونکہ ان کو اپنے انکار پر اصرار ہے اس لیے جب تک کہ وہ قتل نہ ہو جائیں گے ہرگز تمہاری بیعت نہیں کریں گے اور جب تک ان کی اولاد، ان کے خاندان والے اور ان کے قبیلے کے کچھ لوگ بھی ان کے ساتھ کام نہ آ جائیں وہ تنہا قتل نہ ہونگے۔ اس لیے مناسب ہے کہ ان کو چھوڑ دو۔ وہ تنہا ہیں ان کے چھوڑ دینے سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

ابوبکرؓ اور دیگر حضرات نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا اور بشیر بن سعدؓ کے مشورے کو قبول کر لیا۔ اور چونکہ بیعت کے معاملے میں ان کا طرز عمل معلوم ہو چکا تھا اس لئے ان کی اس رائے کو خلوص پر مبنی سمجھا۔

سعد کا تنفر

اس کے بعد سے سعد ابوبکرؓ کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے اور نہ ہی جماعت میں شریک ہوتے تھے۔ حج میں بھی مناسک حج کو ان کے ساتھ ادا نہ کرتے۔ ابوبکرؓ کے انتقال تک ان کی یہی روش رہی۔

ضحاک بن خلیفہ سے مروی ہے کہ امارت کے انتخاب کے موقع پر حباب بن المنذر نے کھڑے ہو کر تلوار نکال لی اور کہا کہ میں ابھی اس کا فیصلہ کرتا ہوں۔ میں شیر ہوں اور شیر کی کھوہ میں ہوں اور شیر کا بیٹا ہوں۔ عمر نے اسپر حملہ کیا اس کے ہاتھ پر وار کیا، تلوار گر پڑی، عمر نے اسے اٹھا لیا اور پھر سعد پر جھپٹے اور لوگ بھی سعد پر جھپٹے

پھر سب نے باری باری آ کر ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ سعد نے بھی بیعت کی۔ اس وقت عہد جاہلیت کا سا منظر پیش آیا اور تو تو میں میں ہونے لگی ابوبکرؓ اس سے دور رہے۔ جس وقت سعدؓ پر لوگ چڑھ گئے کسی نے کہا کہ تم لوگوں نے سعد کو مار ڈالا، عمر نے کہا اللہ اسے ہلاک کرے وہ منافق ہے۔ عمرؓ کی تلور کے سامنے ایک پتھر آ گیا اور ان کی ضرب سے ٹوٹ گیا۔

جابرؓ سے مروی ہے کہ اس روز سعد بن عبادہ نے ابوبکرؓ سے کہا اے مہاجرین کے گروہ! تم نے میری امارت پر حسد کیا اور تم نے اور میری قوم نے مجھے بیعت پر مجبور کر دیا۔ مہاجرین نے جواب دیا کہ اگر ہم نے تم کو جماعت سے علحیدگی پر مجبور کیا ہوتا اور اس کے بعد تم جماعت میں شامل ہوتے تو اس وقت تمہارے لیے اس شکایت کا موقع تھا مگر اب تو ہم

نے تم کو جماعت میں شریک رہنے پر مجبور نہیں کیا ہے اس میں تمہاری کیا شکایت ہوسکتی ہے؟ لیکن اب اگر تم نے اطاعت اور جماعت سے علیحدگی اختیار کی تو ہم تم کو قتل کر دیں گے۔

حضرت ابوبکرؓ کی تقریر

عاصم بن عدیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دوسرے روز ابوبکرؓ نے اعلان کرایا کہ اسامہؓ کی مہم پایہ تکمیل کو پہنچے اور ان کی فوج کے جس قدر افراد مدینہ میں ہوں وہ سب جرف میں ان کے پڑاؤ تک پہنچ جائیں۔ نیز آپؓ نے تمام مسلمانوں کے سامنے تقریر فرمائی اس میں حمد وثناء کے بعد فرمایا:

اے لوگو! میں بھی تمہارے جیسا ایک مسلمان ہوں، میں نہیں جانتا کہ کیا تم مجھ سے اسی باتوں کی توقع رکھتے ہو جس کو رسول اللہ ﷺ آسانی سے پورا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ اللہ نے محمد ﷺ کا تمام اہلِ عالم کے لیے انتخاب کیا تھا، اسی لیے اس نے آپ ﷺ کو آفات سے محفوظ رکھا۔ میں صرف پیروکار ہوں، ہادی نہیں۔ اگر میں رہِ راست پر گامزن رہوں تو تم میری اتباع کرنا اگر بھٹک جاؤں تو مجھے سیدھا کر دینا۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اس امت میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کا ذرا سا بھی حق ان کے ذمے باقی ہو سن لو کہ میرا شیطان مجھے اغوا کرتا ہے ایسی صورت میں اگر میں اس کے اغوا میں آؤں تم مجھ سے علیحدہ ہو جانا اس وقت میرا تم پر کوئی حق نہ رہے گا، تم ہر وقت موت کے سائے میں چلتے پھرتے ہو مگر اس کا وقت تم کو معلوم نہیں۔

بہتر یہ ہے کہ مقررہ مدت پر مشتمل یہ زندگی نیک کاموں میں بسر ہو مگر یہ بات توفیق الٰہی کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا تمھیں یہ کوشش کرنا چاہیے کہ اس سے پہلے کہ موت عمل کے مواقع کو ختم کر دے تم نیک اعمال کر لو، بعض قوموں نے اپنی زندگی میں کچھ نہیں کیا اور وہ دوسری قوموں کو عملِ صالح کا موقع دے گئیں تم ان جیسے نہ ہو جانا عملِ صالح کے لیے پوری کوشش کرو، موت سے ڈرو، اور نجات کے طالب بنو، موت تمہارے پیچھے پڑی ہوئی ہے اور معلوم نہیں کہ وہ اچانک کب آ جائے اس سے ڈرتے رہو، اپنے بزرگوں، اولاد اور بھائیوں کی موت سے عبرت حاصل کرو، زندوں کی حرص مت کرو بلکہ مرنے والوں سے عبرت حاصل کرو۔

ابوبکرؓ کی عبرت انگیز دوسری تقریر

اپنی ایک اور تقریر میں ابوبکرؓ نے حمد وثناء کے بعد فرمایا:

اللہ پاک صرف ان اعمال کو قبول فرماتے ہیں جو صرف اسکے لیے کیے جائیں۔ لہٰذا تم صرف اللہ کے لیے عمل کرو اور سمجھ لو کہ جو کام تم محض اللہ کے لیے کرو گے وہ اس کی حقیقی طاعت ہوگی۔ وہ حقیقی کامیابی کی طرف قدم ہوگا اور وہی اصلی سامان ہوگا جو اس دنیائے فانی میں تم دائمی آخرت کے لیے مہیا کرو گے اور وہ تمہاری ضرورت کے وقت کام آئے گا۔ اے اللہ کے بندو! تم میں سے جو مر گئے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو اور جو تم سے پہلے تھے ان پر غور کرو کہ وہ کہاں تھے؟ اور آج کہاں ہیں؟ کہاں ہیں وہ جابر، فرمانرواں؟ کہاں ہیں وہ سورما جن کی شجاعت اور فتحمندی کی داستانیں مشہور ہیں؟ جن سے عالم میں ایک تہلکہ پڑ گیا تھا۔ آج وہ خاک ہو چکے اور ان کے متعلق صرف باتیں ہی باتیں رہ چکی ہیں اور ظاہر ہے کہ رہتی دنیا میں بروں کی برائیوں ہی کا چرچا ہوتا ہے، وہ بادشاہ کہاں گئے جنھوں نے دھرتی کے سینے کو چاک کیا اور اس کو خوب آباد کیا آہ! وہ چل بسے اور آج کوئی ان کا نام تک نہیں لیتا۔ یوں گویا کہ وہ کبھی تھے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بداعمالیوں کی سزا میں ان کو برباد کر دیا اور ان کی

تمام لذتیں ختم ہو گئیں۔ وہ چل بسے، ان کی برائیاں باقی رہ گئیں اور ان کی دنیا دوسروں کے قبضے میں چلی گئی۔
اب ہم ان کے جانشیں ہوئے ہیں اگر ہم نے ان کی حالت سے عبرت حاصل کی تو ہم نجات حاصل کر لیں گے اور اگر ہم ان کی دنیاوی عیش و عشرت کی زندگی سے دھوکے میں آ گئے، ہمارا بھی وہی انجام ہوگا جو ان کا ہوا۔ وہ حسین چہرے والے آج کہاں ہیں جو اپنی جوانی پر فخر کرتے تھے؟ وہ سب مٹی میں مل کر مٹی ہو چکے اور صرف ان کی بداعمالیوں کی حسرت ان کے پاس رہ گئی ہے۔ وہ لوگ کہاں گئے جنھوں نے شہر بسائے اور ان کے گرد فصیلیں بنائیں اور دنیا کے عجائبات ان شہروں میں جمع کیے وہ ان سب کو اپنے بعد والوں کے لیے چھوڑ مرے آج ان کے محل برباد ہیں اور وہ قبر کی تاریکی میں بے نام و نشان پڑے سڑ رہے ہیں۔ خود تمہاری اولاد اور تمہارے دوست اور اعزّہ کہاں ہیں جن کو موت آ گئی اور اب ان کو اپنے اعمال کا جواب دینا پڑ رہا ہوگا۔
سن لو اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے وہ اپنی مخلوقات کے ساتھ بلا کسی غرض کے بھلائی کرتا ہے اور اس کی اطاعت اور حکم کی اتباع کے بغیر کوئی ضرر و نقصان مخلوق سے دور نہیں ہوتا۔ اور سمجھ لو کہ تم مقروض غلام ہو اور اس کی اطاعت کے بغیر تم آزادی حاصل نہیں کر سکتے، کوئی بھلائی بھلائی نہیں جس کا نتیجہ دوزخ ہو اور کوئی برائی برائی نہیں جس کا نتیجہ جنت ہو۔

لشکرِ اسامہؓ کے بھیجنے کا فیصلہ اور صحابہ کا تأمل

ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ جب ابوبکرؓ کی بیعت ہو گئی اور خود انصار نے بھی اختلاف کے بعد ان کی بیعت کر لی تو ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اسامہ کی مہم پوری ہونا چاہیے۔
اس وقت یہ حالت ہو چکی تھی کہ تمام عرب کے قبائل یا تو سب کے سب مرتد ہو چکے تھے یا ان میں سے کچھ لوگ مرتد ہو چکے تھے۔ بہر حال کوئی پورا قبیلہ مسلمان نہیں رہا تھا، ہر طرف نفاق پھیل رہا تھا اور اب یہود و نصاریٰ بھی للچائی ہوئی نظروں سے مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے اور خود مسلمانوں کی حالت نبی ﷺ کی وفات، اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کی وجہ سے ان بھیڑ بکریوں کی سی ہو گئی تھی جو موسم سرما کی برساتی رات میں حیران و پریشان ہو گئی ہوں۔
صحابہؓ نے ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ صرف یہی مسلمان ہیں جو آپ کے سامنے ہیں۔ عربوں کے ارتداد کی جو حالت ہے وہ آپ پر واضح ہے اس لیے اب یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ مسلمانوں کی اس دگرگوں جماعت کو اپنے سے جدا کریں۔

حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ابوبکرؓ کا جذبہ

ابوبکرؓ نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میرے پاس ایک شخص بھی نہ رہے اور مجھے یہ اندیشہ ہو کہ درندے مجھے اٹھا لے جائیں گے تب بھی میں اسامہ کی مہم کو اسی طرح روانہ کروں گا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے اور اگر تمام بستیوں میں میرے سوا اور کوئی نہ رہے تو صرف میں تنہا آپ ﷺ کے ارشاد کی تعمیل کروں گا۔

حدیبیہ کے غیر حاضرین کا مہم سے اخراج

علیؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے مدینے کے آس پاس کے ان قبائل کو جمع کیا جو صلح حدیبیہ کے موقع پر اجازت لے کر اپنے گھروں کو چلے گئے تھے وہ حاضر ہوئے اور پھر اہل مدینہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی مہم میں روانہ ہوئے

ابوبکرؓ نے ان قبائل میں سے جن کو گھر جانے کی اجازت ملی تھی اور جن کی تعداد بہت تھوڑی تھی خود اپنے قبائل کی چوکیداری پر متعین کر دیا۔ (درحقیقت چونکہ یہ لوگ حدیبیہ کے موقع پر جی چرا گئے تھے اس لئے ابوبکرؓ نے اس عزیمت کی موقع پر ان کی شرکت کو مناسب نہ جانا ورنہ ابوبکرؓ نے اپنی حفاظت کی غرض سے ان کو نہ روکا تھا۔ اص)

انصارؓ کا اسامہ کی سربراہی پر راضی نہ ہونا

حسن بن ابی الحسن بصری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے اہل مدینہ اور مدینہ کے اردگرد سے ایک مہم تشکیل دی تھی۔ اس میں عمرؓ بن الخطاب بھی تھے، اور اسامہ بن زیدؓ کو اس فوج کا امیر مقرر کیا یہ مہم پوری طرح خندق کو پار نہ کر سکی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ سب کے ساتھ ٹھہر گئے اور انھوں نے عمرؓ سے عرض کیا کہ آپ جائیں اور خلیفہ رسول ﷺ سے میری واپسی کی اجازت لے آئیں کیونکہ تمام اکابر اور بہادر مسلمان میرے ساتھ ہیں اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ اور آپ کے اور تمام مسلمانوں کے متعلقین کی جانوں کا خطرہ ہے کہ کہیں مشرک اچانک سب کو قتل نہ کر دیں۔ اس مہم میں موجود انصاریوں نے عمرؓ سے کہا کہ اگر خلیفہ رسول اللہ ﷺ واپسی کی اجازت نہ دیں اور جانے پر اصرار کریں تو تم ان سے ہماری طرف سے کہنا کہ وہ ہمارا امیر ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اسامہ سے زیادہ ہو۔

ابوبکرؓ کا غضب

اسامہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے عمرؓ مدینہ آئے اور ابوبکرؓ سے آکر اپنے آنے کی غرض بیان کی اور اسامہ رضی اللہ عنہؓ کی درخواست سنائی ابوبکرؓ نے کہا کہ اگر کتے اور بھیڑیے تنہائی کی وجہ سے مجھے کھالیں تب بھی میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کو رد نہیں کروں گا۔ عمرؓ نے عرض کیا انصارؓ نے آپ سے یہ درخواست کی ہے کہ آپ ان کا امیر کسی اور ایسے شخص کو مقرر کریں جو عمر میں اسامہ رضی اللہ عنہؓ سے بڑا ہو۔

یہ بات سننے سے پہلے ابوبکرؓ بیٹھے ہوئے تھے، غصے سے اچھل پڑے اور بڑھ کر انھوں نے عمرؓ کی داڑھی پکڑ کر کہا اے ابن الخطاب! اللہ تیری ماں کا ناس کرے، تجھے کھو بیٹھے! بھلا جس شخص کو رسول اللہ ﷺ نے اس منصب پر مقرر فرمایا ہے تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں اسے علیحدہ کر دوں۔

لشکر اسامہ کی روانگی

حضرت عمرؓ اپنی فوج میں آئے۔ انھوں نے پوچھا کیا کر آئے؟ عمر نے کہا اللہ تمہاری ماؤں کو تمہارا سوگوار بنائے، آگے بڑھو۔ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کے یہاں تمہاری درخواست مقبول نہیں ہوئی۔ اس کے بعد خود ابوبکرؓ مدینہ سے اس مہم کے پڑاؤ میں آئے اور اسے روانہ کیا اور خود پیادہ اس کے ساتھ چلتے رہے۔ اسامہ رضی اللہ عنہؓ اونٹ پر سوار تھے اور عبدالرحمانؓ بن عوف ابوبکرؓ کے گھوڑے کو آگے سے لگام پکڑے لا رہے تھے، اسامہؓ نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ یا تو آپ بھی سوار ہو جائیں ورنہ میں اتر جاتا ہوں ابوبکرؓ نے کہا یہ دونوں باتیں نہیں ہو سکتیں نہ تم اتر سکتے ہو اور نہ میں سوار ہونگا۔ میں اس وقت اس لئے پیدل چل رہا ہوں کہ اللہ کی راہ میں کچھ دیر تک پیدل چل کر اپنے قدم خاک آلود کرلوں کیونکہ مجاہد کے ہر قدم کے عوض میں سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں سات سو درجے بڑھائے جاتے ہیں اور اس کی سات سو خطائیں معاف کی جاتی ہیں۔ چلتے چلتے جب وہ ٹھہرے تو انھوں نے اسامہ سے کہا بہتر ہوتا کہ عمرؓ کو آپ میرے

پاس چھوڑ جاتے اسامہؓ نے کہا بہتر ہے آپ ان کو لے جایئے۔

لشکر اسامہؓ سے ابوبکرؓ کا خطاب

پھر ابوبکرؓ نے ساری فوج سے کہا ذرا ٹھہر جاؤ تاکہ میں دس باتوں کی تم کو نصیحت کر دوں۔ ان کو اچھی طرح یاد رکھو، خیانت نہ کرنا، نفاق نہ برتنا، بدعہدی نہ کرنا، دشمن کی شکل نہ بگاڑنا، کبھی چھوٹے بچے، بوڑھے شخص اور عورت کو قتل نہ کرنا، کسی کھجور کے درخت کو کاٹنا اور نہ ہی جلانا اور کسی پھلدار درخت کو نہ کاٹنا، کھانے کی ضرورت کے علاوہ کسی بکری، گائے اور اونٹ کو ذبح نہ کرنا، تم کو ایسے لوگ بھی ملیں گے جو دنیا چھوڑ کر خانقاہوں میں بیٹھ گئے ہیں ان سے کوئی تعارض نہ کرنا، بعض لوگ تمہارے لیے کھانوں کے خوان لائیں گے اور تم اس میں سے کچھ کھانا چاہو تو اللہ کا نام لے کر کھانا، ایسے لوگوں سے تمہارا اسامنا ہوگا جن کے سر کی چندیا صاف ہوگی اور اسکے گرد بالوں کی لٹیں جمی ہونگی ایسے لوگوں کی خبر تلوار سے لینا۔

اچھا اب اللہ کا نام لے کر جاؤ اللہ تمہیں نیزے کی ضرب اور طاعون سے حفاظت میں رکھے۔

عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اس موقع پر ابوبکرؓ جرف تک تشریف لائے اور انھوں نے اسامہؓ اور ان کے لشکر کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر اسامہؓ سے کہا کہ عمرؓ کو میرے پاس چھوڑ دو، اسامہؓ نے ابوبکرؓ کی یہ خواہش مان لی۔

ابوبکرؓ نے اسامہؓ سے فرمایا کہ اپنی اس مہم میں تم نبی ﷺ کی ہدایت کی پوری تعمیل کرنا۔ سب سے پہلے قضاعہ کے علاقے سے مہم شروع کرنا، پھر آبل جانا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کی تعمیل میں ذرا سی کوتاہی نہ کرنا۔ لیکن آپ ﷺ کی وفات کی وجہ سے جو تاخیر ہوگئی اس کی وجہ سے جلدی نہ کرنا۔

لشکر اسامہؓ کی کاروائیاں

اسامہؓ تیزی سے سفر کر کے ذی المروہ اور وادی پہنچے اور یہاں سے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے احکام کے مطابق قضاعہ کی طرف اپنے آدمی دوڑائے اور آبل پر چھاپہ مارا۔ اس کاروائی میں اسامہؓ کو کوئی جانی نقصان نہیں اٹھانا پڑا۔ مال غنیمت بھی ہاتھ لگا۔ اس کاروائی میں آمد و رفت کے علاوہ چالیس دن خرچ ہوئے۔ مذکورہ واقعے کے متعلق عطاء الخراسانی سے بھی اسی کے مثل بیان منقول ہوا ہے۔

جھوٹے مدعی نبوت، اسود عنسی کا واقعہ

یمن میں باذامؓ کی امارت

جب باذامؓ اور تمام یمن اسلام لے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے پورے یمن کی امارت پر باذامؓ کو مقرر کر دیا اور یمن کی تمام رعایا کا ان کو حاکم مقرر کر دیا۔ آپ ﷺ کی تمام زندگی میں باذام اس خدمت پر قائم رہے، نہ آپ ﷺ نے ان کو علیحدہ کیا اور نہ ان کے اقتدار میں کچھ کمی کی اور نہ کسی اور کو ان کا شریک بنایا۔ جب باذامؓ کا انتقال ہو گیا اسکے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے فرائض کو کئی شخصوں میں تقسیم کر دیا۔

باذامؓ کے بعد مختلف حضرات کا تقرر

عبید بن مجز بن لوذان الانصاری السلمی ان صحابہ کرامؓ میں تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے باذامؓ کی وفات کے بعد حجۃ الوداع سے فارغ ہو کر ۱۰ ہجری میں یمن کے عاملوں کے ساتھ یمن بھیجا تھا۔ صحابہ کرامؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باذامؓ کے بعد ان کی امارت کو شہر بن باذام، عامر بن شہر الہمدانی، عبداللہ بن قیس ابو موسی الاشعری، خالد بن سعید بن العاص، طاہر بن ابی ہالہ، یعلی بن امیہ اور عمرو بن حزم کے درمیان تقسیم کر دیا تھا۔ آپ نے حضر موت پر زیاد بن لبید البیاضی کو عامل مقرر کیا۔ قبائل سکاسک سکون اور معاویہ بن کندہ پر عکاشہ بن ثور بن اصغر الغوثی کو عامل مقرر کیا اور معاذ بن جبل کو یمن اور حضر موت دونوں علاقوں میں تعلیم دینے پر مقرر فرمایا۔

قرص اللیثی سے مروی ہے کہ حج سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ مدینہ روانہ ہوئے آپ ﷺ نے یمن کی امارت کا انتظام فرمایا اور اسے کئی اشخاص میں تقسیم کر دیا اور ہر شخص کو یمن کے خاص خاص علاقوں پر جداگانہ عامل مقرر کیا۔ عمرو بن حزم کو نجران کا والی مقرر کیا۔ خالد بن سعید بن العاص کو نجران، رمع اور زبید کے مابین علاقے کا والی مقرر کیا۔ عامر بن شہر کو ہمدان کا والی مقرر کیا۔ خاص صنعاء پر ابن باذام کو والی مقرر کیا۔ طاہر بن ابی ہالہ کو عک اور اشعریین کا، مارب پر ابو موسیٰ الاشعری کو اور جند پر یعلی بن امیہ کو والی مقرر کیا، معاذ بن جبل یمن اور حضر موت کے ان تمام علاقوں کے معلم تھے، لہٰذا وہ ان سب مقامات کا دورہ کرتے رہتے تھے، اسی طرح حضر موت پر آپ ﷺ نے مختلف عامل مقرر کیے۔ سکاسک اور سکون پر عکاشہ بن ثور کو عامل مقرر کیا اور بنی معاویہ بن کندہ پر عبداللہ یا مہاجر کو عامل مقرر کیا۔ مگر اس وقت یہ اپنی بیماری کی وجہ سے نہ جا سکے اور پھر ابو بکرؓ نے ان کو اس خدمت پر بھیجا۔ حضرت موت پر رسول اللہ ﷺ نے زیاد بن لبید البیاضی کو عامل مقرر فرمایا۔ یہ زیاد مہاجر کا کام بھی کرتے تھے، جس وقت رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت یہی لوگ آپ ﷺ کی طرف سے یمن اور حضر موت کے عامل تھے۔ سوائے ان لوگوں کے جو اسود کے مقابلے میں شہید ہو گئے یا خود مر گئے۔ جیسے باذام کہ ان کی موت کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کے کام کو کئی صحابہ میں تقسیم کر دیا یا جیسے باذام کے بیٹے شہر، کہ ان کو اسود نے حملہ کر کے شہید کر دیا۔ یہی روایت دوسرے سلسلے سے بھی مروی ہے۔

اسود عنسی سے مقابلہ

ابن عباس سے مروی ہے کہ سب سے پہلے اسود کے مقابلے میں عامر بن شہر الہمدانی نے اپنی طرف سے فوج کے ساتھ پیش قدمی کی پھر فیروز اور دازویہ نے اپنی سمتوں سے پیشقدمی کی اس کے بعد ہی ان تمام امراء نے جن کو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے لکھا تھا آپ کے حکم کی تعمیل میں اسود کے مقابلے کی تیاری کی۔

عبید بن صخر سے مروی ہے کہ ہم جند میں تھے ہم نے وہاں کے باشندوں کا نہایت مناسب انتظام کر لیا تھا اور اسکے لیے ان سے معاہدے لکھوائے تھے اتنے میں اسود کا خط ہمارے پاس آیا جس میں لکھا تھا کہ اے لوگو! جو ہمارے ملک میں گھر آئے ہو، ہمارے اس علاقے کو جس پر تم نے قبضہ کر لیا ہے ہمارے حوالے کر دو اور جو کچھ تم نے جمع کیا ہے وہ ہمیں دے جاؤ کیونکہ ہم اس کے حقدار ہیں اور تم کو اس پر کوئی حق نہیں ہے ہم نے اسکے قاصد سے پوچھا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے کہا کہف خبان سے، اس کے بعد اسود نے نجران کا رخ کیا اور خروج کے دس دن بعد اس نے اس پر قبضہ کر لیا۔ مذحج کے عوام اس کے ساتھ ہو گئے۔

مسلمانوں کی کھلی شکست

ہم ابھی اپنی حالت پر غور کر رہے تھے اور اپنی جماعت کو جمع کر رہے تھے کہ ہمیں اطلاع ملی کہ اسود شعوب میں آ گیا ہے۔ شہر بن باذام اس کے مقابلے پر نکل چکے تھے۔ یہ اسود کے خروج سے بیس راتوں کے بعد کا واقعہ ہے۔ ہم ان دونوں کے مقابلے کے نتیجے کی انتظار میں تھے کہ دیکھیں کہ شکست ہوتی ہے یا فتح؟ کہ ہمیں خبر ملی کہ اسود نے شہر کو قتل کر ڈالا اور ابناء کو شکست ہوئی اور اس نے اپنے خروج سے پچیس راتوں کے بعد صنعاء پر قبضہ کر لیا۔ معاذ وہاں سے بھاگ نکلے اور ابو موسی کے پاس آئے جو مآرب میں تھے، اور دونوں یمن چھوڑ کر حضر موت میں داخل ہو گئے معاذ قبیلہ سکون میں ٹھہر گئے اور ابو موسی سکاسک کے پاس مفور اور مفازہ جوان کے اور مارب کے درمیان تھے آ کر ٹھیر گئے۔ عمرؓ اور خالدؓ کے علاوہ اور بقیہ تمام امرائے یمن طاہر کے پاس چلے آئے البتہ یہ دونوں حضرات مدینہ پلٹ گئے۔ طاہر اس وقت صنعاء کے گرد وسطی علاقے میں مقیم تھے،

اسود عنسی کا تسلط

اس وقت تک حضر موت کے صحراء صہیبہ سے لے کر طائف کے علاقے سے عدن کی جانب بحرین تک کا علاقہ اسود عنسی کے قبضے میں آ چکا تھا۔ تمام یمن اس کے ساتھ ہو گیا تھا البتہ قبائل عک تہامہ میں اس کے مخالف تھے اس کی کیفیت ایک ایسی آگ کی سی تھی جو ہر طرف پھیلنے والی ہو۔ کہ جدھر اس نے رخ کیا سب کچھ جلا دیا۔ شہر سے مقابلے کے وقت اس کے ساتھ اونٹ سواروں کے علاوہ سات سو شہ سوار تھے۔ فوج میں اس کے سرداران قیس بن عبد یغوث المرادی، معاویہ بن قیس الجنبی، یزید بن محرم، یزید بن حصین الحارثی اور یزید بن افکل الازدی نامی سردار تھے، اس کی حکومت قائم ہو گئی اور اس کی عزت بہت بڑھ گئی تھی سواحل میں سے حاز عثر، شرجہ، حروہ، غلافقہ، عدن اور جند پر اس کا قبضہ ہو گیا تھا۔

ان ممالک میں صنعاء سے لے کر طائف کی جانب احسیہ اور علیب تک کا علاقہ اس کے قبضے میں تھا۔ مسلمانوں نے اس سے رحم کی درخواست کر کے امان حاصل کی اور مرتدین نے اس سے کفر اختیار کرنے اور اسلام سے لوٹ جانے کے وعدے پر معاملہ کر لیا۔

اسود کا اپنے پیروکاروں سے غدر

مذحج میں اس کا نائب عمرو بن معدی کرب تھا، اسی طرح اس نے اپنے اوامر سلطنت کو کئی آدمیوں کے سپرد کیا تھا چنانچہ اس کی فوج کا سپہ سالار قیس بن عبد یغوث تھا اور ابناء کی سرداری فیروز اور داذویہ کے سپرد تھی مگر جب اسود کی حکومت اچھی طرح جم گئی اس نے قیس، فیروز اور داذویہ کی اہانت کی اور وہ اس طرح کہ اس نے فیروز کے چچا کی بیٹی اور شہر کی بیوی سے شادی کر لی۔

مسلمانوں کی حالتِ زار

ہم اسی پریشانی میں حضر موت میں مقیم تھے اور ہمیں یہ بھی اندیشہ تھا کہ اسود یا خود ہم پر پیش قدمی کرے گا یا ہمارے مقابلے پر فوج بھیجے گا یا خود حضر موت میں کوئی شخص اسود کی طرح نبوت کا دعوی کرنے کے لیے خروج کر دے گا۔

ہم پریشان اور حیران تھے کہ معاذ نے خاندان سکون میں سے بنی بکرہ کی ایک عورت سے نکاح کیا تھا بنی ملبیل اس عورت کے ننھیالی تھے۔ اس کمر بندی رشتے کی وجہ سے ان لوگوں نے ہم پر شفقت کی اور ہمیں اپنے ہاں ٹھہرا لیا۔

معاذ اس عورت پر فریفتہ تھے یہاں تک کہ بعض مرتبہ اللہ سے دعا مانگتے تھے کہ خداوندا تو قیامت کے دن مجھے قبیلہ سکون کے ساتھ اٹھانا۔ کبھی ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے تھے، اسی اثناء میں نبی ﷺ کے لشکر ہمیں ملے جن میں ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ فلاں فلاں اشخاص کو ہم اسود کے مقابلے کے لئے تدبیر سے کام نکالنے کے لیے تیار کریں اور ہر شخص کو جس سے کسی بھلائی کی توقع تھی، رسول اللہ ﷺ کا یہ پیام پہنچا دیں۔ معاذ فوراً اس حکم کی تعمیل کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اس کام کو اس خوبی سے انجام دیا کہ اب ہمیں پھر اپنی قوت کا احساس اور کامیابی کا یقین ہو چلا۔

لشکر صحابہ اور اسود کے سپہ سالار کی باہمی گفتگو

جشیش بن الدیلمی سے مروی ہے کہ دبر بن تحنیس رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر ہمارے پاس آئے اس خط میں آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم اپنے دین پر قائم رہیں اور لڑائی یا حیلے سے اسود کے خلاف جنگی کارروائی کریں اور ہم آپ کا پیغام ان لوگوں تک بھی پہنچائیں جو اس وقت اسلام پر راسخ اور دین کی حمایت کے لیے آمادہ ہوں۔ ہم نے حکم کے مطابق عمل کیا مگر تجربے سے معلوم ہوا کہ اسود کے خلاف کامیاب ہونا بہت مشکل ہے مگر اسی زمانے میں ہمیں خبر ملی کہ اسود اپنے سپہ سالار قیس بن عبد یغوث سے مشتبہ ہو گیا ہے۔ ہم نے سوچا کہ اس صورت میں اب قیس کو خود اپنی جان کا خوف ہو گا لہٰذا اگر ہم اسے دعوت دیں تو وہ فوراً منظور کرے گا ہم نے اسے دعوت دی اور پوری کیفیت سنائی اور رسول اللہ ﷺ کا پیغام اسے پہنچایا وہ اس بات سے اس قدر خوش ہوا کہ گویا وہ اس کے دل کی بات تھی جو آسمان سے نازل ہوئی۔ وہ اسود کے برتاؤ سے بہت ہی ناراض اور کبیدہ خاطر تھا اس نے فوراً ہماری بات منظور کر لی۔ دبر بن تحنیس بھی ہمارے پاس آ گئے۔ ہم نے اور لوگوں کو بھی خط لکھے اور دعوت دی۔

شیطان نے راز کھول دیا

شیطان نے اس کارروائی کی اطلاع اسود کو پہنچائی۔ اس نے قیس کو طلب کر کے کہا سنتے ہو یہ فرشتہ کیا کہہ رہا ہے؟ قیس نے پوچھا وہ کیا؟ اسود نے کہا یہ کہتا ہے کہ تو نے قیس کی عزت کی اس کا درجہ بڑھایا اور جب اس نے تمہارے مزاج میں پورا اثر و رسوخ حاصل کر لیا اور تمہاری طرح وہ بھی معزز اور متمکن ہو گیا تو وہ تمہارے دشمن سے جا ملا، تمہاری حکومت کے درپے اور بدعہدی پر کمر بستہ ہو گیا۔ اے اسود! تم فوراً اس کا سر قلم کر کے اس کا لباس اتار لو ورنہ وہ خود تمہارا سر قلم کر کے تمہارا لباس اتار لے گا۔

قیس نے اس کے جواب میں قسم کھا کر کہا یہ شیطان بالکل دروغ بیانی کر رہا ہے میرے دل میں آپ کی اس قدر عظمت اور وقعت ہے کہ میں آپ کے متعلق اپنے دل سے بھی کوئی بات نہیں کرتا۔ اسود نے کہا تم بھی کس قدر برے ہو کہ فرشتے کو جھٹلاتے ہو بے شک فرشتے نے جو بات مجھ سے کہی ہے وہی سچ ہے مگر اب مجھے معلوم ہوا کہ تم اپنے کیے پر نادم اور تائب ہو کیونکہ تمہاری سازش کا راز آشکارا ہو گیا ہے۔

قیس کی اسود کے دربار سے واپسی

قیس وہاں سے نکل کر ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا اے جشیش، اے فیروز، اے دازویہ اسود نے یہ بات

کہی اور میں نے اس کا یہ جواب دیا۔ اب بتاؤ کیا کریں؟ ہم نے کہا ہمیں بہت زیادہ محتاط رہنا چاہیئے اور کوئی بات زبان سے نہیں نکالنا چاہیئے۔ ہم اسی خوف و ہراس کی حالت میں تھے کہ اسود نے ہمیں طلب کیا اور کہا کہ کیا میں نے تم لوگوں کو تمہاری قوم پر عزت نہیں بخشی اور اب مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ میرے خلاف سازش کر رہے ہو۔ ہم نے کہا اس مرتبہ آپ ہمیں معاف کر دیں۔ اسود نے کہا اچھا اب دوبارہ کوئی شکایت مجھ تک نہ آنے پائے ورنہ میں معاف نہیں کرونگا۔ اس طرح ہماری جان بچی حالانکہ ہم ہلاکت کے قریب پہنچ چکے تھے مگر اب بھی وہ ہماری اور قیس کی طرف سے شبہ میں تھا اور خود ہم اس کی طرف سے خائف تھے۔ اتنے میں ہمیں معلوم ہوا کہ عامر بن شہر، ذی زود، ذی مران، ذی الکلاع اور ذی ظلیم اسود کے مقابلے پر ظاہر ہوئے ہیں۔ انھوں نے ہمیں خط لکھا اور مدد کا وعدہ کیا ہم نے اس کا جواب لکھا اور خواہش ظاہر کی کہ جب تک ہم آخری فیصلہ کر کے اطلاع نہ دیں وہ اپنی اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے خط کے موصول ہونے کی وجہ سے اب ان کو اسود کے خلاف کاروائی کرنا ضروری ہو گیا تھا۔

قیس اسود کی بیوی کے پاس

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے نجران کے تمام باشندوں کو جن میں عرب اور غیر عرب سب ہی تھے اسود کے معاملے کے متعلق لکھا، وہ اس کے ساتھ شریک نہ ہوئے اپنے دین پر قائم رہے اور ایک جگہ سب اکٹھا ہو گئے۔ اس کا اسود پر بڑا اثر ہوا اور اسے اپنی موت نظر آنے لگی۔ مجھے ایک بات سوجھی، میں اس کی بیوی آزاد کے پاس گیا اور اس سے کہا اے بہن تم جانتی ہو کہ اس شخص کی وجہ سے تمہاری قوم کو کیا مصیبت اٹھانا پڑی ہے۔ اس نے تمہارے شوہر کو قتل کر دیا، تمہاری قوم والوں کو قتل و غارت کیا، جو باقی بچے ان کی اہانت کی اور تمہاری عورتوں کی رسوائی کی بتاؤ کہ کیا تم اس کے خلاف ہمارا ساتھ دے سکتی ہو؟ اس نے کہا ہاں کس بات میں؟ میں نے کہا اسکے نکالنے میں۔ آزاد نے کہا یا اس کے قتل میں؟ میں نے کہا اچھا قتل میں سہی۔ اس نے کہا ہاں میں اس کے لیے آمادہ ہوں بخدا اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ میں اسے برا سمجھتی ہوں۔ یہ اللہ کے کسی حق کا احترام کرتا ہے اور نہ کسی اللہ کی حرام کردہ شے سے اجتناب کرتا ہے جب تمہارا ارادہ ہو مجھے مطلع کر دینا میں اس معاملہ کی تکمیل کی تدبیر کرونگی۔

دوبارہ قیس کے دربار میں

میں اس سے ملکر باہر آیا فیروز اور داذویہ میرے منتظر تھے، اتنے میں قیس بھی آ گیا ہم اس کے لیے اٹھنا چاہتے تھے اور وہ ابھی ہمارے پاس آ کر بیٹھنے بھی نہ پایا تھا کہ کسی خدمتگار نے اس سے کہا کہ بادشاہ بلاتے ہیں وہ سیدھا مذحج اور ہمدان کے دس آدمیوں کے ساتھ اسود کے پاس چلا گیا اس جماعت کی وجہ سے اسود اس وقت اسے قتل نہ کر سکا۔ اسود نے قیس سے کہا اے عبہلہ بن کعب بن غوث یا کہا اے عبہلہ بن کعب بن غوث کیا اپنے ان ساتھیوں کی وجہ سے تم مجھ سے بچ سکتے ہو؟ تمہاری بدعہدی کے متعلق جو کچھ میں نے کہا تھا وہ بالکل سچ تھا اور تم نے جو جواب دیا وہ محض جھوٹ تھا، فرشتہ مجھے کہہ رہا ہے قیس کے ہاتھ کاٹ دو ورنہ دیکھو وہ اس طرح تمہارا سر کاٹ ڈالے گا۔ قیس نے کہا میرے لیے یہ بات ہرگز جائز نہیں ہے کہ میں آپ کو قتل کروں جبکہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ جو چاہیں میرے متعلق حکم دیں۔ آپ کو میرے متعلق جو شبہ ہو گیا ہے اس سے مجھے سخت بے اطمینانی ہے اس سے تو اس معاملے کا فیصلہ کر دینا بہتر ہے اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو موت کے ذریعے اس خوف سے نجات حاصل ہو جائے گی اور ایک وقت کی موت روزانہ کی موتوں سے جن میں میں مبتلا ہوں، بہتر ہے۔

قیس کی اس تقریر سے اسود کو اس پر رحم آ گیا اور اس نے کہا جاؤ۔ قیس ہمارے پاس آیا اپنی سرگزشت سنائی اور رازداری کی نصیحت کی اور کہا کہ اب اپنے منصوبے پر عمل کرو۔

اسود کا متعدد جانوروں کو ذبح کرنا

اس کے بعد اسود بہت سے لوگوں کے ساتھ ہمارے سامنے ظاہر ہوا ہم سب اس کی تعظیم کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، آستانے پر سو گائے، بیل اور اونٹ ذبح کے لیے موجود تھے۔ اس نے ان کے سامنے ایک لکیر کھینچ دی اور ان جانوروں کو اس لکیر کے پار کھڑا کر دیا اور خود وہ اس لکیر کے اس پار کھڑا ہوا اور پھر ان جانوروں کو قابو میں رکھے یا ان کے ہاتھ پاؤں باندھے بغیر اس نے ایک سرے سے ان سب کو ذبح کر دیا کہ کسی نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں کی۔ البتہ جب وہ ذبح کر چکا اس نے ان کا پیچھا چھوڑا اور اب وہ ہاتھ پاؤں مار کر ٹھنڈے ہوئے۔ اس سے زیادہ ہولناک منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ ایسا دہشت والا دن مجھ پر گذرا تھا، اس کے بعد اسود نے چھرا سنبھال کر فیروز سے کہا کہو جو اطلاع مجھے تمہارے متعلق ملی ہے وہ سچ ہے میں چاہتا ہوں کہ تم کو بھی ذبح کر کے ان جانوروں کے ساتھ کر دوں۔

فیروز نے کہا جناب والا نے ہمارے یہاں شادی کی اور ابناء میں ہماری عزت افزائی کی۔ اگر ہم آپ کو نبی نہ مانتے تو کیوں آپ کا ساتھ دیتے اور اب تو ہمارا دین و دنیا دونوں آپ کے ساتھ وابستہ ہیں ایسی حالت میں بھلا ہم کیسے آپ کے خلاف کوئی سازش کر سکتے ہیں، ہمارے متعلق اس قسم کی غلط اطلاعات کو آپ ہرگز قبول نہ کریں ہم حسب سابق بدستور آپ کے وفادار اور جاں نثار ہیں اسود نے کہا اچھا ان جانوروں کو یہاں کے تمام لوگوں میں تقسیم کر دو، چونکہ تم سب سے واقف ہو اس لیے یہ کام تم کرو۔

تمام اہل صنعاء میرے پاس جمع ہو گئے میں نے قبیلوں میں اونٹ اور خاندانوں میں بیل تقسیم کئے اور بڑی برادریوں والوں کو کئی کئی جانور دیئے اس طرح ہر سمت محلے کے لوگوں نے اپنا حصہ پا لیا اور لوگوں کے گھر پہنچنے سے پہلے جانور ان کے گھروں میں پہنچا دیے گئے۔ اس اثناء میں اسود اپنے ایک پاؤں پر کھڑا ہوا۔ جبکہ فیروز کو لوگ بھگاتے ہوئے اس کے پاس لا رہے تھے۔ اسود نے فیروز کو سنانے کے لیے جسے اس نے سن بھی لیا کہا کہ کل صبح میں اسے اور اس کی جماعت کو قتل کر دوں گا کل اسے میرے پاس پیش کیا جائے اب جو اس نے مڑ کر دیکھا تو فیروز اس کے بالکل قریب آ چکا تھا اسود نے فیروز کو اطلاع دی اور کہا کہ تم نے خوب کیا پھر اندر جاتے ہوئے فیروز کے گھوڑے پر ضرب لگائی اور وہ اندر چلا گیا فیروز نے باہر آ کر ہمیں سارا واقعہ بیان کیا۔

یہود کے قتل کی سازش

ہم نے قیس کو بلا بھیجا وہ آ گیا اب ہماری اس تمام جماعت کی یہ رائے ہوئی کہ میں پھر اس کی بیوی کے پاس جاؤں اپنے منصوبے سے اسے آگاہ کروں تاکہ پھر جو اس کا خیال ہو وہ ہمیں بتائے۔ میں اس عورت کے پاس آیا میں نے پوچھا بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ اسود بہت ہی چوکنا ہے اس نے اپنی حفاظت کا پورا انتظام کر رکھا ہے۔ محل کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جہاں پہرہ نہ ہو۔ البتہ صرف یہ گھر ایسا ہے کہ اس کا پچھلا حصہ شارع عام کے فلاں مقام پر ہوتا ہے۔ لہذا جب رات ہو تم اس گھر کی دیوار میں نقب لگا کر اندر آ جاؤ کیونکہ یہاں پہرے دار نہ ہوں گے اور اس کے قتل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو گی، چراغ اور اسلحہ پہلے یہاں موجود رہیں گے۔

میں اس عورت کے پاس سے نکلا تو اسود سے ملاقات ہو گئی جب کہ وہ اپنے کسی مکان سے نکل رہا تھا اس نے

ڈانٹ کر مجھ سے پوچھا کہ تم یہاں کیسے آئے؟ پھر اس نے میرے سر پر تھپڑ مارا چونکہ وہ نہایت قوی بازو تھا اس کی ضرب سے میں گر پڑا مگر اس وقت اس کی عورت نے چیخ ماری جس سے وہ گھبرایا اور اس نے میرا پیچھا چھوڑا، ورنہ وہ مجھے ختم کر دیتا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ یہ شخص میرا چچیرا بھائی ہے۔ مجھے ملنے آیا تھا تم نے اس کے ساتھ یہ بدسلوکی کر کے میری توہین اور دل آزاری کی ہے۔ اسود نے کہا اچھا ناخوش نہ ہو تمہاری خاطر میں نے اسے معاف کر دیا۔ اس طرح اس کی بیوی نے مجھے اس کے پنجے سے چھڑایا۔ میں اپنے دوستوں کے پاس آیا میں نے کہا بس بھاگ کر جان بچاؤ یہ واقعہ ہوا ہے، ہم ابھی اسی ادھیڑ بن میں پریشان تھے کہ اس کی بیوی کا آدمی میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ ہرگز نہ جانا اور اس کا پیچھا نہ چھوڑنا۔ تمہارے چلے آنے کے بعد میں نے جب تک اسود سے اطمینان حاصل نہ کر لیا اس کا پیچھا نہ چھوڑا اب وہ بالکل مطمئن ہو گیا ہے لہٰذا اپنا کام کرو۔ ہم نے فیروز سے کہا کہ اب تم اس کی عورت کے پاس جاؤ اور اسے اچھی طرح اس کام کے لیے پکا کر لو۔ میں اب اسود کی ممانعت کے بعد دوبارہ محل میں جا نہیں سکتا، فیروز اس کام کے لئے گئے وہ مجھ سے کہیں زیادہ سمجھدار بھی تھے، اسود کی بیوی نے ان کو اس کے قتل کی راہ بتائی انھوں نے کہا مگر باہر سے پختہ دیواروں میں ہم کیسے نقب زنی کر سکتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ اندر سے نقب کے مقام کو دیوار کھود کر تیار کر لیں تا کہ پھر آسانی سے باہر سے نقب زنی کی جا سکے، چنانچہ وہ دونوں حجرے کے اندر گئے اور انھوں نے دیوار کو اندر سے کھودا اور پھر اس کوٹھڑی کو بند کر دیا۔

اب فیروز نے اس کی بیوی کو اہانت آمیز پیرائے میں غیرت دلائی کہ تم ایک غیر محرم کی ساتھ بیٹھی ہوئی ہو اس نے کہا کہ اپنی قرابت اور دودھ میں شرکت کی وجہ سے میرے محرم ہیں اسود نے فیروز کو ڈانٹا کہ نکل جا۔

اسود کا قتل

انھوں نے ہم سے آ کر ساری سرگزشت بیان کی، رات ہوئی ہم نے اس معاملے کے متعلق ہمدانیوں اور حمیریوں سے بھی مراسلت کا انتظار نہیں کیا اور اس کے گھر میں رات کو باہر سے نقب لگائی اور اندر پہنچے وہاں ڈھکن کے نیچے چراغ روشن تھا فیروز چونکہ ہم سب میں زیادہ بہادر اور قوی تھے ہم نے ان کو آگے رکھا اور خود ان کے پیچھے ہوئے اور کہا کہ اب جو تمہاری سمجھ میں آئے ویسا کرو، وہ آگے چلے، اسود شہ نشین میں تھا اب ہم اس کے اور پہرے والوں کے درمیان ہو گئے، جب فیروز اس شہ نشین کے دروازے پر آئے انھوں نے سنا کہ اسود بہت زوروں سے بک رہا ہے اور بڑبڑا رہا ہے اور اس کی بیوی وہاں بیٹھی ہوئی تھی، فیروز جب دروازے پر جا کر کھڑے ہوئے، شیطان بولنے لگا وہ بیٹھے وہ بیٹھے، بڑبڑانے لگا اور یہ بھی کہا کہ فیروز تم یہاں کیسے؟۔ اس اندیشے سے کہ اگر وہ پلٹ گئے تو خود بھی مارے جائیں گے اور وہ عورت بھی ماری جائے گی وہ خود فوراً اس سے مقابلہ پر آ گئے، اسکا قد اونٹ کی طرح لمبا تھا فیروز نے اس کا سر پکڑ کر اسے قتل کر دیا اس کی گردن کو کچل دیا اور پھر اپنا گھٹنا اس کی پشت پر رکھ کر اسے بھی اس طرح کچلا کہ وہ تڑپ نہ سکے۔ اس سے فارغ ہو کر وہ باہر آنے کے لیے اٹھے اس کی بیوی نے چونکہ وہ اب تک اسی خیال میں تھی کہ فیروز نے اسود کو قتل نہیں کیا ہے ان کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہو، فیروز نے کہا میں جاتا ہوں تا کہ اپنے رفیقوں کو اس کے قتل کی اطلاع دیدوں، فیروز ہمارے پاس آئے ہم بھی ان کے ساتھ اندر گئے، ہم اس کا سر اتارنے لگے مگر شیطان نے اسے حرکت دیدی اور وہ اس شدت سے تڑپا کہ کوئی اسے قابو میں نہ رکھ سکا، میں نے کہا کہ سب اس کے سینے پر بیٹھ جاؤ، دو شخص اس کے سینے پر بیٹھ گئے اس کی بیوی نے اس کے سر کے بال پکڑ لئے۔ اس کے حلقوم سے

خرخراہٹ کی آواز آئی میں نے اس کے منہ پر تو بڑا چڑھا دیا اور چھری سے اس کا گلا کاٹ دیا۔ اس کے حلقوم سے اس طرح شدید خرخراہٹ کی آواز آئی جیسے کہ کسی زبردست بیل کو ذبح کرنے کے بعد اس کے حلقوم سے آتی ہے میں نے ایسے زور کی خرخراہٹ کبھی اس سے پہلے نہ سنی تھی۔ اس آواز پر وہ سپاہی جو شہ نشین کے گرد پہرہ دے رہے تھے دوڑ کر آئے مگر اس کی بیوی نے ان کو یہ کہہ کر خاموش کر دیا کہ نبی صاحب پر اس وقت وحی آ رہی ہے، یہ اسی کی آواز ہے، اسود ٹھنڈا ہو گیا۔

قلعہ سے باہر نکلنے کا معاملہ

ساری رات ہم نے وہیں جاگ کر اور باتیں کرتے ہوئے گزار دی اور اب یہ سوچنے لگے کہ یہاں ہمارے (فیروز، داذویہ اور قیس) کے سوا چوتھا آدمی نہیں ہے اپنے آدمیوں کو اس واقعہ کی اطلاع کس طرح دی جائے؟ طے پایا کہ ہم اپنا وہ شعار بلند کریں جو ہمارے اور ان کے درمیان طے پا چکا ہے اور نماز صبح کی اذان دیں۔

اس قرارداد کے مطابق طلوع صبح کے ساتھ داذویہ نے مقرر کردہ شعار کو بلند آواز میں پکارا جس کو سن کر مسلمان اور کافر سب ہی پریشان ہو گئے محل میں جسقدر پہرے دار تھے ان سب نے جمع ہو کر ہم کو گھیر لیا، اب میں نے صبح کی اذان دی، مسلمانوں کے شہ سوار محل کے پہرے داروں کے مقابلے پر آ پہونچے میں نے اُن سے بلند آواز میں کہا میں اعلان کرتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول اللہ ﷺ ہیں اور عبہلہ کذاب تھا، پھر میں نے اس کا سر سب کے سامنے ڈال دیا۔ دبرؓ نے نماز جماعت سے پڑھائی دشمن نے صنعاء پر غارتگری کی، میں نے اعلان کر دیا کہ اے اہل صنعاء! جو اجنبی تمہارے پاس آئے اُسے اپنے پاس روک لو یا دشمن کا جو شخص کسی کے پاس پہلے سے موجود ہو وہ اسے اپنے پاس روک لے۔ باشندوں نے ہمارے اس اعلان پر عمل کیا اسی طرح ہم نے تمام مسافروں میں بھی اعلان کر دیا تھا کہ جس پر قابو پا سکو اسے پکڑ لو، دشمن نے حملہ کیا اور بہت سے بچوں کو اُٹھا لے گئے اور بہت سے مال و متاع کو لوٹ کر لے گئے اور شہر کی فصیل سے باہر نکل آئے، باہر آ کر انھوں نے اپنا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ ان کے ستر شہ سوار اور شتر سوار غائب ہیں، اہل شہر ان لوگوں کو گرفتار کر کے ہمارے حوالے کر چکے تھے، ہمارے اپنے سات سو بچے غائب تھے۔ قیدیوں کے تبادلے کے متعلق باہمی مراسلت سے یہ طے پایا کہ ہمارے جو لوگ اُن کے پاس قید ہیں وہ انہیں رہا کریں اور جو قیدی ہمارے پاس ہیں ہم اُن کو رہا کر دیں۔ اس تبادلے کی کاروائی کے بعد وہ ہمارے مقابلے میں کسی قسم کا فائدہ حاصل کئے بغیر اپنی راہ پر چلے گئے اور پھر صنعاء اور نجران کے درمیان آوارہ گردی اور لوٹ مار کرنے لگے اور پھر صنعاء اور جند بلا کسی خدشے کے ہمارے قبضے میں آ گئے۔

حضور ﷺ کو اسود کے قتل کی اطلاع

اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کی عزت رکھ لی اور خود ہم میں امارت کے متعلق رقابت پیدا ہوئی اور ہر شخص نے امارت کی خواہش کی۔ اس اثنا میں رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ عمال اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف آنے لگے، آخر کار ہم سب نے معاذ بن جبل پر اتفاق رائے کیا اب وہی امامت کرنے لگے، ہم نے اس فتح کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو لکھ بھیجی آپ اس وقت زندہ تھے یہ خبر تو آپ کو اس رات ہی میں مل چکی تھی جس کی صبح کو آپ کی وفات ہوئی البتہ ہمارے قاصد آپ کی وفات کے دوسرے دن مدینے پہنچے اور ابوبکرؓ نے ہمیں جواب دیا۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ جس رات اسود قتل ہوا، اسی وقت اس کے قتل کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ وحی مل

گئی آپ ﷺ نے صبح ہم سب کو بشارت دی کہ کل رات اسود قتل کر دیا گیا اسے ایک مبارک آدمی جو ایک مبارک خاندان کا فرد ہے، نے قتل کیا ہے، ہم نے پوچھا وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا ”فیروز، فیروز کامیاب ہوئے“

فیروز سے مروی ہے کہ ہم نے اسود کو قتل کر دیا اور اب پھر حکومت ہمارے ہاتھ میں آ گئی۔ صرف اتنا اور ہوا کہ ہم نے معاذؓ کو بلا لیا اور ان پر سب نے اتفاق کیا اور وہ صنعاء میں سب مسلمانوں کو نماز پڑھانے لگے صرف تین دن انھوں نے نماز پڑھائی ہوگی۔ ہم اب بالکل مطمئن تھے کہ سب شورشوں کو ہم نے مٹا دیا ہے البتہ ہمارے دشمنوں کی جو ایک جماعت ہمارے اور نجران کے درمیانی علاقے میں موجود تھی اس کے انتظام کی ایک فکر رہ گئی تھی کہ اتنے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی اور اس واقعے نے بالکل انقلاب ہی برپا کر دیا اور اب ہر طرف فتنہ وفساد برپا ہو گیا۔

اسود کے قتل سے متعلق دوسری روایت

فیروز سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دبر بن الازدی کو اپنے قاصد کی حیثیت سے اہل یمن کے پاس بھیجا تھا وہ داذویہ الفارسی کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ اسود ایک کاہن تھا شیطان اس کے ساتھ تھا اور اس کا ایک تابع بھی تھا۔ اس نے یمن میں خروج کیا، اس کے حکمراں پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا۔ ان کی بیوی سے شادی کر لی اور پورے یمن پر قابض ہو گیا۔ باذامؓ اس سے پہلے انتقال کر چکے تھے ان کے بیٹے ان کے جانشین تھے اسود نے ان کو قتل کر کے ان کی بیوی سے شادی کر لی۔ داذویہ اور قیس بن مکشوح المرادی رسول اللہ ﷺ کے قاصد دبر بن یحنّس کے پاس جمع ہوئے تاکہ اسود کے قتل کے لیے مشورہ کریں۔ اسود نے تمام لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا، وہ صنعاء کے میدان میں جمع ہوئے۔ اس کے بعد وہ اپنے محل سے سب کے درمیان میں آ کر کھڑا ہوا، اس کے ساتھ شاہی بھالا تھا اب اس نے شاہی گھوڑا طلب کر کے اسے بھالے سے زخمی کر کے چھوڑ دیا اس گھوڑے نے ایسی حالت میں جان دی کہ خون اسکے جسم سے بہہ رہا تھا اور وہ سارے شہر میں بھاگتا رہا۔ پھر اسود میدان کے بیچ میں آ کر کھڑا ہوا اس نے ذبح کرنے کے لیے جانور طلب کیے اور ان کو ایک خط کے ادھر کھڑا کروایا، اور ان جانوروں کی گردنیں اور سر اس خط پر تھے اور کوئی اس سے آگے نہ بڑھا۔ اسود اپنا بھالا لے کر انکو ذبح کے لیے بڑھا اس نے سب کو کھڑے کھڑے ذبح کر دیا اور وہ جانور خط کی اس سمت میں جدھر وہ کھڑے تھے گر پڑے اس طرح اس نے سب جانوروں کو ذبح کر دیا اور پھر بھالا ہاتھ میں لیے ہوئے وہ زمین پر سر جھکا کر کھڑا ہو گیا، پھر سر اٹھا کر اس نے کہا کہ یہ فرشتہ (یعنی اس کا تابع شیطان) کہہ رہا ہے کہ ابن المکشوح مخالفوں میں سے ہے اے اسود! تم اس کا سر تن سے جدا کر دو، دوسری مرتبہ اس نے پھر سر جھکایا اور پھر سر اٹھا کر اس نے کہا فرشتہ کہہ رہا ہے کہ ابن الدیلمی تمہارا مخالف ہے اے اسود! تم اس کا داہنا ہاتھ اور داہنا پاؤں کاٹ ڈالو، جب میں نے اس کی زبان سے یہ بات سنی، تو مجھے اندیشہ ہوا کہ اب میری جان کی خیر نہیں، یہ مجھے بھی ان جانوروں کی طرح اپنے بھالے سے قتل کر ڈالے گا، اس اندیشے سے اب میں اور لوگوں کے پیچھے چھپنے لگا تاکہ وہ مجھے نہ دیکھ پائے اسی طرح الٹے پاؤں میں وہاں سے نکل آیا خوف کی وجہ سے میرے قدم ڈگمگا رہے تھے، گھر کے قریب پہنچا تھا کہ اسود کے ایک آدمی نے پیچھے سے آ کر میری گردن پر مکا مارا اور کہا کہ چلو بادشاہ بلاتے ہیں، تو لومڑی کی طرح چھپتا پھرتا ہے واپس چلو، اس واقعے سے تو میں سمجھا کہ مارا جاؤں گا۔

فیروز کا قتل

اس زمانے میں ہماری یہ حالت کہ ہم سب لوگ ہر وقت خنجر اپنے پاس رکھتے تھے میں نے چپکے سے اپنے موزے میں ہاتھ ڈال کر اپنا خنجر نکال لیا اور یہ ارادہ کر کے کہ اسود کے پاس پہنچتے ہی خود میں اس پر جارحانہ حملہ کر کے اس کا اور اس کے ساتھیوں کا کام تمام کر دونگا۔ میں آگے بڑھا، جب میں اس سے قریب آیا اس نے میرے چہرے کے تیور برے دیکھے تو وہ سمجھ گیا کہ میں شر پر آمادہ ہوں۔ اسود نے مجھ سے کہا کہ اپنی جگہ ٹھہر جاؤ میں ٹھہر گیا، اس نے کہا کہ تم یہاں کے سب سے بڑے آدمی ہو اور یہاں کے اشراف سے سب سے زیادہ باخبر ہو۔ لہذا تم ان ذبح شدہ جانوروں کو اہل صنعاء میں تقسیم کر دو۔ میں اس کام میں مصروف ہو گیا اور اسود اونٹ پر سوار ہو کر وہاں سے رخصت ہو گیا۔ میں ان جانوروں کا گوشت اہل صنعاء میں تقسیم کر رہا تھا کہ اسود کا وہ قاصد جس نے میری گردن پر ضرب لگائی تھی، میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اس میں سے مجھے بھی دیجئے میں نے کہا کہ ایک ٹکڑا نہیں مل سکتا تو نے ہی میری گردن میں مکا مارا تھا۔ اس جواب پر وہ ناراض ہو کر چلا گیا اور اسود سے جا کر میری شکایت کی، گوشت تقسیم کر کے میں خود اسود کے پاس آیا قریب پہنچا تھا کہ میں نے اس شخص کو سنا کہ وہ اسود سے میری شکایت کر رہا ہے۔ اسود نے اس سے کہا ذرا ٹھہرو میں اسے بھی ذبح کیے دیتا ہوں۔ میں نے اسود سے کہا کہ آپ کے ارشاد کے مطابق میں نے تمام گوشت لوگوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اس نے کہا اچھا۔ وہ اپنی راہ پر چل پڑا۔ اور میں اپنے گھر چلا آیا۔

فیروز اور جھوٹے نبی کی بیوی کی تدبیر

ہم نے بادشاہ کی بیوی کو اطلاع دی کہ ہم اسے قتل کرنا چاہتے ہیں آپ کوئی تدبیر بتلائیں۔ اس نے جواب میں خود مجھے طلب کیا۔ میں اس کے پاس گیا اس نے پہلے سے محل کے دروازے پر اپنی نوکرانی متعین کر رکھی تھی تا کہ وہ مجھے اندر لے جائے۔ میں اندر گیا اور پھر میں اور ملکہ ایک دوسرے حجرے کے اندر گئے اور اس میں ہم نے نقب کھودی اس سے فارغ ہو کر ہم پھر بڑے دالان میں آ گئے اور اس حجرے کے دروازے پر پردہ لٹکوا دیا۔ میں نے ملکہ سے کہا کہ بس آج رات میں اس کا خاتمہ کر دونگا اس نے کہا ضرور آیئے گا۔

اتنے میں اچانک طور پر اسود اس گھر کو پہنچا۔ مجھے دیکھ کر اسے سخت غیرت آئی اور غصہ آ گیا اس نے میری گردن کو پکڑ کر دھکے دینا شروع کیے۔ میں کسی نہ کسی طرح اس سے اپنے آپ کو بچا کر محل سے باہر آیا۔ اپنے دوستوں سے ملا اور ان سے سارا ماجرا بیان کیا۔ اب مجھے یقین آ گیا تھا کہ بات بگڑ گئی ہے۔ لہذا اب کچھ نہیں ہو سکتا مگر اس اثناء میں ملکہ کا آدمی میرے پاس آیا اور اس نے ملکہ کا یہ پیغام پہنچایا کہ اسود کی اس حرکت کی وجہ سے تم ہرگز بددل ہو کر اپنے ارادے کو نہ چھوڑنا۔ تمہارے جانے کے بعد میں نے اسود سے خوب بحث کی ہے اور اسے قائل کر لیا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تم تو شرافت کا دعویٰ کرتے ہو، اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا تو پھر میرا بھائی میرے سلام اور اپنی نیازمندی کے اظہار کے لیے میرے پاس آیا تھا اور تم نے اس کے بدلے میں اس کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ اس کی گردن میں ہاتھ دے کر ذلت سے محل سے نکال دیا۔ میں نے اس معاملے میں اس کی ایسی خبر لی کہ آخر وہ خود شرمندہ ہو کر اپنی بے ہودگی پر شرمندہ ہوا اور اس نے کہا کیا واقعی وہ تمہارے بھائی تھے، میں نے کہا جی ہاں اس نے کہا مجھے بالکل معلوم نہ تھا۔ لہذا اب آج رات تم سب اپنے ارادے کی تکمیل کے لیے ضرور آؤ۔

فیروز کا اسود کو ٹھکانے لگانا

اس پیغام سے ہم مطمئن ہو گئے اور ہمارے کام کے پورا ہونے کی صورت پیدا ہو گئی۔ رات ہوئی میں دازویہ اور قیس محل میں اپنی تیار کردہ نقب سے داخل ہوئے۔ میں نے قیس سے کہا کہ تم عرب کے مشہور بہادر ہو اندر جاؤ اور اسود کو قتل کر دو، قیس نے کہا میری یہ کیفیت ہے کہ ایسے خطرناک مواقع میں کانپنے لگتا ہوں اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اس پر وار کروں اور وہ کارگر نہ ہو، بہتر یہ ہے کہ فیروز تم جاؤ تم اگر چہ ہم سب سے عمر میں کم ہو لیکن تمہارے بازوؤں میں طاقت سب سے زیادہ ہے۔ میں نے تلوار اپنے آدمیوں کے پاس رکھی اور اندر چلا گیا تا کہ پہلے معلوم ہو جائے کہ اس کا سر کہاں ہے۔ وہاں چراغ روشن تھا، وہ تخت پر سو رہا تھا اور اس کا جسم لحاف سے اس طرح ڈھکا ہوا تھا کہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ سر کہاں ہے اور پاؤں کہاں ہیں۔ اس کی بیوی پاس بیٹھی سو رہی تھی۔ اس سے پہلے بیا سے انار کھلا رہی تھی اسی حالت میں وہ سو گیا تھا۔ میں نے اشارے سے اس کا سر دریافت کیا اس نے اشارے ہی سے مجھے بتا دیا۔ میں آگے بڑھ کر اس کے سر کی جانب پہنچا اور اس کو غور سے دیکھنے لگا۔ مجھے معلوم نہیں کہ آیا میں نے اس کا سر دیکھا یا نہیں، مگر اب میری نظر اس کی دونوں آنکھوں پر پڑی جن کو اس نے کھول لیا تھا اور اس نے مجھے دیکھ لیا۔

میں نے دل میں کہا کہ اگر تم تلوار لینے کے لیے پلٹے تو یہ موقع نکل جائے گا اور اتنی دیر میں وہ سنبھل کر ہتھیار لے لے گا اور ان سے اپنی مدافعت کرے گا، معلوم ہوتا ہے کہ اس کے شیطان نے میری اسے اطلاع دے دی ہے اور اسے بیدار کر دیا ہے، اس کے بعد شیطان اس کی زبان سے مجھ سے بولنے لگا۔ اسود دیکھتا جاتا تھا اور بڑبڑا رہا تھا کہ میں نے جھپٹ کر ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور دوسرے سے اس کی داڑھی پکڑی اور پھر گردن مروڑ کر اسے توڑ ڈالا۔ اب میں اپنے ساتھیوں کے پاس آنے لگا۔ اس کی بیوی نے میرا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میں تمہاری مخلص بہن ہوں مجھے چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا پریشان نہ ہو میں نے اس کا کام تمام کر کے ہمیشہ کے لیے اس کی جانب سے تم کو مطمئن کر دیا ہے۔

اسود کے سر کی نمائش

اب میں اپنے دوستوں سے آ کر ملا، انہیں سارا واقعہ سنایا۔ انھوں نے کہا پھر جاؤ اور اس کا سر کاٹ کر ہمارے پاس لے آؤ۔ میں پھر اسود کی خوابگاہ میں آیا وہ بڑبڑایا میں نے اس کے منہ پر لگام لگا دی اور سر کاٹ لیا۔ اور اسے اپنے دوستوں کے پاس لے آیا۔ اب ہم وہاں سے نکل کر اپنے گھر آئے، دبر بن الازدی ہمارے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہم صنعاء کے قلعوں میں سے سب سے بلند قلعہ پر چڑھ گئے، دبرؓ نے اذان دی پھر ہم سب نے اعلان کیا کہ اللہ عزوجل نے جھوٹے نبوت کے مدعی کو ہلاک کر دیا۔

اسود کی قوم ایمان کی طرف لوٹ آئی

سب لوگ ہمارے پاس آئے ہم نے اس کا سر ان کے سامنے ڈال دیا۔ جب اسود کے ساتھیوں نے یہ رنگ دیکھا وہ اپنے گھوڑوں پر زین رکھ کر بھاگنے کے لیے تیار ہو گئے اور شرارت کی وجہ سے انہی شرفاء کے بچے اٹھا کر لے گئے جن کے ہاں مقیم تھے۔ میں نے رات کی تاریکی میں دیکھا کہ وہ لوگ بچوں کو اپنے سامنے بٹھا کر بھاگے جا رہے ہیں۔ میں نے فوراً اپنے بھائی سے جو مجھ سے نیچے شاہراہ میں اور لوگوں کے ساتھ تھے کہا دیکھو ان میں سے جس جس پر قابو پاؤ

فوراً روک لو جانے نہ دو۔ کیونکہ یہ ہمارے بچوں کو اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ میری اس نصیحت پر عمل ہوا اور ہم نے ان کے ستر آدمی روک لیے اور وہ ہمارے صرف تیس لڑکوں کو لے جا سکے۔ شہر سے دور جا کر جب انھوں نے اپنا جائزہ لیا تو ستر آدمی کم پائے۔ وہ پھر ہمارے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے آدمی چھوڑ دیجئے ہم نے کہا تم ہمارے بچوں کو چھوڑ دو چنانچہ انھوں نے ہمارے بچے واپس بھیجدیے اور ہم نے انکے ساتھی ان کے حوالے کر دیئے۔

اسود کے قتل کی اطلاع حضور کو بذریعہ وحی

اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو بشارت دی کہ اللہ نے اسود کذاب العنسی کو ہلاک کر دیا اسے تمہارے ایک سچے دیندار بھائی نے قتل کیا ہے۔ اسود کے قتل کے بعد اب ہم پھر امن وامان سے زندگی گزارنے لگے اور اسلام کو غلبہ ہوا اور وہی حالت لوٹ آئی جو اسود کے یمن میں آنے سے پہلے تھی۔ تمام امیر ایمان لائے انھوں نے اسلام کی طرف رجوع کیا اور تمام لوگوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا کیونکہ ان کو اسلام لائے ہوئے بہت تھوڑا زمانہ گذرا تھا۔

اسود کے خروج اور قتل کی درمیانی مدت

ابن صحر سے مروی ہے کہ اسود کے خروج سے اس کے قتل تک تین ماہ کی مدت گذری۔ ضحاک بن فیروز سے مروی ہے کہ کہف خبان میں اس خروج سے قتل ہونے تک چار ماہ گذرے تھے پہلے اس نے اپنی تحریک کو چھپائے رکھا بعد میں اسے ظاہر کیا۔

ابوبکرؓ نے ربیع الاوّل کے آخری حصہ میں اسامہ کا لشکر روانہ کیا اور اسی زمانے میں ان کو اسود کے قتل کی اطلاع ملی۔ اسامہؓ کے جانے کے بعد یہ پہلی فتح کی بشارت تھی جو ابوبکرؓ کو مدینہ میں ملی۔

اس سال کے دیگر اہم واقعات

آخری وفد کی آمد

واقدی کہتے ہیں کہ اس ۱۱ ہجری کے نصف محرم میں نخع کا وفد زراہ بن عمرو کی قیادت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ آخری وفد تھا جس نے وفد ہونے کی حیثیت سے آپ کی صحبت حاصل کی۔

حضرت فاطمہؓ کا انتقال

اس سال ۳ رمضان منگل کی رات میں فاطمہؓ کا تقریباً انتیس سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ یہ روایت ابان بن صالح کی ہے، ابوجعفر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے تین ماہ بعد فاطمہؓ کا انتقال ہوا۔ عروہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ ماہ بعد فاطمہؓ کا انتقال ہوا۔ واقدی کہتے ہیں کہ یہ آخری بیان ہم سب کے نزدیک صحیح ہے۔

حضرت علیؓ اور اسماءؓ بنت عمیس نے ان کو غسل دیا، عمرہ بنت عبدالرحمان سے مروی ہے کہ عباسؓ بن عبدالمطلب نے فاطمہؓ کی نماز جنازہ پڑھائی، ابومحشر سے مروی ہے کہ عباسؓ، علیؓ اور فضلؓ بن العباس ان کی قبر میں اترے تھے۔

ابو قحافہؓ کا انتقال اور دو اہم واقعے

اس سال عبداللہ بن ابی بکرؓ بن ابی قحافہ کا انتقال ہوا۔ طائف کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انہیں ابوالحسن کا چلایا ہوا ایک تیر لگا تھا پہلے تو زخم بھر گیا تھا۔ مگر پھر وہ ہرا ہو گیا اور اسی کی وجہ سے انھوں نے شوال میں وفات پائی۔

اسی سال اہل فارس نے یزدجرد کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ اسی سال ابو بکرؓ کا خارجہ بن حصن الفزاری سے مقابلہ ہوا۔

لشکر اسامہ کی واپسی

علی بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اسامہ کی مہم کو رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق شام کے اس علاقے کی طرف جہاں اسامہ کے باپ زید بن حارثہ شہید ہوئے تھے، روانہ کر کے ابوبکرؓ مدینہ میں مقیم رہے اس کے علاوہ اور کوئی کام انھوں نے نہیں کیا۔ اس کے بعد ہی عربوں کے وفد دین اسلام سے مرتد ہو کر ابوبکرؓ کے پاس آئے یہ وہ لوگ تھے جو نماز کے قائل اور زکوٰۃ کے منکر تھے مگر ابوبکرؓ نے ان کی بات نہیں مانی اور ان کو رد کر دیا۔ اس کے بعد اسامہ بن زید بن حارثہ کی واپسی تک جو مدینہ سے ان کی روانگی کے چالیس دن بعد عمل میں آئی، ابوبکرؓ خاموش رہے اسامہ کی واپسی کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ستر دن کے بعد مدینے آئے۔ بہر حال ان کی واپسی کے بعد ابوبکرؓ نے ان کو یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے سنان الضمری کو مدینے پر اپنا نائب مقرر کیا اور خود وہاں سے باہر آ گئے، اور جمادی الاولیٰ یا جمادی الثانی میں مدینے سے چل کر ذی القصہ میں اترے۔

اسود سے ہونے والی مختلف لڑائیوں کا ذکر

اس سے قبل نوفل بن معاویہ الدیلمی کو رسول اللہ ﷺ نے صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا، شربہ میں خارجہ بن حصن نے زبردستی اس مال کو نوفل سے چھین کر اسے بنی فزارہ کو واپس کر دیا۔ نوفل، اسامہؓ کے مہم پر جانے سے پہلے مدینے میں ابوبکرؓ کے پاس آ گئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اسود عنسی کے مرتدین سے پہلی لڑائی یمن میں ہوئی اس کے بعد یہ لڑائی خارجہ بن حصن اور منظور بن زمانی بن سیار سے غطفان میں ابوبکرؓ کی ہوئی اس موقع پر پہلے مسلمانوں کو پسپائی ہوئی۔ ابوبکر ایک گھنے جنگل میں داخل ہو کر چھپ گئے مگر پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی۔

وصال نبوی کے بعد قبائل عرب کی عمومی حالت

مجالد بن سعد سے مروی ہے کہ اسامہؓ کے مدینے سے روانہ ہو جانے کے بعد تمام عرب کافر اور سرکش ہو گئے، قریش اور ثقیف کے علاوہ کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا کہ وہ کل یا اسکے کچھ لوگ مرتد نہ ہو گئے ہوں۔

عروہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات اور اسامہؓ کی روانگی کے بعد عام اور خاص مرتد ہو گئے۔ مسیلمہ اور طلیحہ کی طاقت بہت بڑھ چکی تھی، قبیلہ طے اور اسد طلیحہ کے ساتھ ہو گئے۔ اسی طرح اشجع اور غطفان کے بعض خاندانوں کے خاص لوگوں کے علاوہ تمام غطفان مرتد ہو گیا اور انھوں نے طلیحہ کی بیعت کر لی، ہوازن تردد میں تھے انھوں نے بھی زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا۔ البتہ ثقیف اور ان کے توابع اسلام پر قائم رہے اور ان کی

اقتدا میں جدیلہ اور اعجاز بھی عام طور پر اسلام پر قائم رہے البتہ بنی سلیم کے خواص مرتد ہو گئے اور یہ ہی حال تمام قبائل عرب کا تھا۔ یمن، یمامہ اور بنی اسد کے علاقوں سے رسول اللہ ﷺ کے قاصد اور ان اشخاص کے نمائندے جن کو رسول اللہ ﷺ نے اسود، مسیلمہ اور طلیحہ سے مدافعت اور مقابلے کا حکم بھیجا تھا، ابوبکرؓ کے پاس مدینہ میں واقعات اور خطوط کے ساتھ آئے۔ یہ سب خط انھوں نے ابوبکرؓ کو دیدیے اور زبانی تمام حالات بیان کیے، ابوبکرؓ نے فرمایا ابھی ٹھہرو اور دیکھو کہ تمہارے امراء اور دوسرے سرداروں کے قاصد ان خبروں سے بھی زیادہ پریشان کن حالات کی اطلاع لے کر یہاں آتے ہوں گے اور واقعہ بھی یہ ہوا کہ تھوڑی ہی مدت میں رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ امراء کے علاوہ تمام امراء نے اپنے اپنے مقام سے یہ اطلاع دی کہ ہر جگہ فتنہ ارتداد برپا ہو گیا ہے کوئی قبیلہ ایسا نہیں جو کہ کل یا اس کے کچھ لوگ مرتد ہو کر باغی نہ ہو گئے ہوں اور مسلمانوں پر ہر طرح کی مصیبت اور پریشانی چھائی ہوئی ہے۔

ابوبکرؓ کا حالات سے مقابلہ

ابوبکرؓ نے انھیں ذرائع سے ان سب کا مقابلہ شروع کیا جو رسول اللہ ﷺ استعمال کر چکے تھے کہ خط و کتابت شروع کی اور جو قاصد اب آئے تھے ان کو تو ابوبکرؓ نے اپنے حکم سے واپس بھیج دیا مگر ان کے پیچھے اپنے دوسرے قاصد اس غرض کے لیے روانہ کیے اور منتظر رہے کہ اسامہ واپس آئیں تو پھر خود ان باغیوں کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوں۔ مگر اسامہ کی واپسی سے پہلے ہی عبس اور زبیان نے ابوبکرؓ سے لڑائی شروع کر دی۔

قبیلہ کلب اور قضاء پر حملہ

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اس وقت کلب اور قضاعہ پر بنی عبداللہ کے امرء القیس بن اصبغ الکلبی آپ کے عامل تھے، متین پر عمرو بن الحکمؓ تھے اور سعدؓ ہذیم پر معاویہ بن علان الوائلیؓ عامل تھے (سری کہتے ہیں کہ یہ شخص وائلی نہیں بلکہ والبی تھے) ودیعہ الکلبی اپنے قبیلہ کلب کے متبعین کے ساتھ مرتد ہو گیا امرء القیس اپنے دین اسلام پر قائم رہے اسی طرح زمیل بن قطبۃ القینی۔ اپنے قبیلے بنی قین کے متبعین کے ساتھ مرتد ہو گیا اور عمرو اپنے دین پر قائم رہے۔ معاویہ سعدؓ ہذیم کے اپنے متبعین کے ساتھ مرتد ہو گیا۔ ابوبکرؓ نے سکینہ بنت حسین کے نانا امرؤ القیس کو لکھا کہ تم اس کا انتظام کرو وہ ودیعہ کے پاس گئے نیز ابوبکرؓ نے عمرؓ کو لکھا وہ زمیل اور معاویہ العذری کے انتظام کے لیے کھڑے ہوئے۔

اسامہ نے قضاعہ کے علاقے کے درمیان میں پہنچ کر اپنے مجاہدین ساتھی ان میں پھیلا دیے اور حکم دیا کہ جو لوگ اسلام پر قائم ہوں ان کو مرتدین کے مقابلے کے لیے آمادہ کر کے باہر لائیں مگر تمام قضاعہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور پھر دومہ میں منتقل ہو کر ودیعہ کے پاس جمع ہو گئے۔ اسامہ کے ساتھی مقصد حاصل کیے بغیر واپس آئے۔ اسامہ اپنی فوج کے ساتھ بڑھے اور انھوں نے حمقتین پر غارتگری کر کے جذام کے بنی الضبیب میں اور لخم کے بنی خلیل میں اور ان کے توابع پر حملہ کیا ان کے اونٹوں پر قبضہ کر لیا اور پھر مال غنیمت لے کر صحیح و سالم اپنے مقام پر چلے آئے۔

طلیحہ کے قبائل سے جنگ

قاسم بن محمدؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خاص لوگوں کے علاوہ تمام قبائلِ اسد، غطفان اور طے (جھوٹے مدعیٔ نبوت) طلیحہ کے ساتھ ہو گئے۔ بنی اسد سمیرا میں جمع ہوئے، بنی فزارہ اور ان کے قریب

کے غطفانی طیبہ کے جنوب میں جمع ہوئے۔ بنی طے اپنے علاقوں کی سرحد پر جمع ہوئے۔ ثعلبہ بن سعدؓ اور ان کے قریب والے قبائل مرہ اور عبس ربذہ کے مقام ابرق میں جمع ہوئے۔ بنی کنانہ کے کچھ لوگ بھی ان کے ساتھ آ ملے تھے مگر وہ علاقے ان کا بوجھ برداشت نہ کر سکے اسلئے وہ جماعتوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک ابرق میں مقیم رہی اور دوسری ذی القصہ چلی گئی۔ طلیحہ نے حبال کو ان کی مدد کے لیے بھیج دیا اس طرح حبال کی مہمانداری بھی اہل ذی القصہ کے حصے میں آئی جس سے وہاں کے باشندے بنی اسد اور اس موقع پر ان کی حمایت کے لیے آنے والے قبائل لیث، دیل اور مدلج شامل تھے، ابرق جو بنی مرہ تھے عوف بن فلان بن سنان ان کا سردار تھا اور حارث بن فلان بنی سبیع والا ثعلبہ اور عبس کا سردار تھا، ان قبائل نے اپنے وفد مدینے بھیجے تھے۔

بعض وفود کی مدینہ آمد

یہ مدینے آ کر مدینے کے سرداروں کے ہاں آ کر ٹھہرے۔ عباسؓ کے علاوہ اور سب نے ان کو اپنے ہاں مہمان بنالیا اور ان کو ابوبکرؓ کی خدمت میں اس شرط کے ساتھ لے آئے کہ وہ نماز تو پڑھتے رہیں مگر زکوۃ نہ دیں۔ اللہ نے ابوبکرؓ کے حق پر راسخ کر دیا انھوں نے کہا کہ اگر یہ زکوۃ کی اونٹ باندھنے کی رسی بھی نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کروںگا۔ اس وقت (زکوۃ کے جانوروں کی رسیاں بھی زکوۃ ادا کرنے والوں پر عائد تھیں) ابوبکرؓ نے ان کی بات نہ مانی، مدینے کے قریب والے مرتدین کا وفد ان کے پاس واپس آ گیا اور انھوں نے اپنے قبائل سے کہا کہ اس وقت مدینے میں بہت کم آدمی ہیں حملہ کرنے کا اچھا موقع ہے۔

بعض مرتدین کا مدینہ پر حملہ

ابوبکرؓ بھی غافل نہ تھے انھوں نے اس وفد کے اخراج کے بعد مدینے کے تمام ناکوں پر باقاعدہ پہرے متعین کر دیے۔ علیؓ، زبیرؓ، طلحہ اور عبداللہ بن مسعود اس کام پر مقرر کیے گئے۔ اس کے علاوہ ابوبکرؓ نے تمام اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ مسجد میں جمع ہوں اور پھر ان سے کہا کہ تمام ملک کافر ہو گیا ہے۔ اور انہوں نے تعداد کی کمی کو دیکھ لیا ہے وہ ضرور دن یا رات میں (کسی بھی وقت) تم پر حملہ آور ہونگے۔ دشمن کی سب سے قریب جماعت یہاں سے صرف ایک ڈاک کے فاصلے پر ہے۔ وہ چاہتے تھے کہ ہم ان کے شرائط قبول کر کے ان سے سمجھوتہ کرلیں مگر ہم نے ان کی بات نہ مانی اور ان کی شرائط کو مسترد کر دیا۔ لہذا اب مقابلے کے لیے بالکل تیار ہو جاؤ۔

ابوبکرؓ کی اس تقریر کے بعد صرف تین راتیں گذری تھیں کہ مرتدین نے رات ہوتے ہی مدینے پر دھاوا بول دیا۔ اپنے ساتھیوں میں سے ایک جماعت کو وہ ذی حسی میں چھوڑتا کہ وہ بوقت ضرورت کمک کا کام دیں یہ حملہ آور رات کے وقت مدینے کے ناکوں پر پہنچے وہاں پہلے سے فوج متعین تھی ان کے عقب میں کچھ لوگ تھے جو بلندی پر چڑھ رہے تھے، پہرے داروں نے ان لوگوں کو دشمن کے حملے سے آگاہ کیا اور ابوبکرؓ کو دشمن کی پیشقدمی کی اطلاع دینے کے لیے آدمی دوڑائے۔ ابوبکرؓ نے جواب میں یہ ہدایت کی کہ سب اپنی اپنی جگہ جمے رہیں آپ کے اس حکم پر تمام فوج نے عمل کیا۔

مرتدین کی شکست

اس کے ساتھ ہی خود ابوبکرؓ نے مسجد میں موجود تمام مسلمانوں کو لے کر اونٹوں پر سوار ہو کر مدافعت کے لیے

چلے دشمن پسپا ہو گیا۔ مسلمانوں نے انھیں اونٹوں پر ان کا تعاقب کیا اور بڑھتے ہوئے ذی حسی پہنچے وہاں مرتدین کی جماعت جو وقت ضرورت کمک کے لیے وہاں ٹھہر گئی تھی چمڑے کے کپوں میں ہوا بھر کر اور ان میں رسیاں باندھ کر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے نکلی اور انھوں نے ان کپوں کو اپنے پیروں سے ضرب لگا کر اونٹوں کے سامنے فٹبال کی طرح لڑھکا دیا اور چونکہ اونٹ ان سب سے زیادہ بدکتا ہے اس لیے مسلمانوں کے تمام اونٹ ان کپوں سے اس طرح بدک کر فرار ہوئے کہ وہ مسلمانوں سے جوان پر سوار تھے کسی طرح بھی سنبھل نہ سکے اور مدینے سے پہلے انھوں نے دم نہیں لیا۔ مسلمان اس طرح بغیر کسی طرح جانی یا مالی نقصان اٹھائے مدینہ چلے آئے۔ حطیہ بن اس کے بھائی خطیل بن اوس اور عبداللہ اللیثی نے جو اپنے قبیلے بنی عبد مناۃ کے ساتھ جو بنی ذبیان سے تھے مرتد تھا اس واقعے کے متعلق چند شعر بھی کہے۔

مرتدین سے دوبارہ مقابلہ اور ان کی عبرت ناک شکست

مسلمانوں کی اس پسپائی کی وجہ سے دشمنوں نے سوچا کہ مسلمان کمزور ہیں ان میں مقابلے کی طاقت نہیں۔ اس خام خیالی میں انھوں نے اپنے ان ساتھیوں کو جو ذی القصہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اس واقعے کی اطلاع دی وہ اس خبر پر بھروسہ کر کے اس جماعت کے پاس آ گئے مگر ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ اللہ نے ان کے متعلق کچھ اور ہی فیصلہ کیا ہے جس کو وہ بہر حال نافذ کر کے چھوڑتا ہے۔ رات بھر ابو بکرؓ اپنی فوج کی تیاری میں مصروف رہے اور سب کو تیار کر کے رات کے پچھلے پہر پوری فوجی ترتیب کے ساتھ مدینے سے دشمن پر حملہ کرنے کے لیے چلے وہ خود پیدل تھے، نعمان بن مقرن ان کے میمنے پر عبداللہ بن مقرن میسرے پر اور سوید بن مقرن ساقہ فوج میں جن کے ساتھ شتر سوار بھی تھے متعین تھے، ابھی صبح نمودار نہیں ہوئی تھی کہ مسلمان اور مرتدین ایک ہی میدان میں روبرو آ گئے۔ یہ تمام پیشقدمی اس قدر خاموشی اور احتیاط سے ہوئی کہ مرتدین کو مسلمانوں کی کوئی آہٹ اور بھنک بھی نہ مل سکی کہ مسلمانوں نے ان کو تلوار کے گھاٹ اتارنا شروع کر دیا۔ صرف رات کے پچھلے پہر میں لڑائی ہوئی۔ آفتاب کی کرن افق سے منور نہیں ہوئی تھی کہ مرتدین نے شکست کھا کر راہِ فرار اختیار کی مسلمانوں نے ان کے تمام جانوروں پر قبضہ کر لیا اس واقعے میں جال بری طرح مارے گئے۔ ابو بکرؓ نے ان کا تعاقب کیا اور ذی القصہ پہنچ کر ٹھہرے۔

مرتدین کے بعض مسلمانوں پر مظالم

فتنہ ارتداد کے بعد یہ پہلی فتح تھی جو اللہ نے مسلمانوں کو دی۔ ابو بکرؓ نے نعمان بن مقرنؓ کو کچھ لوگوں کے ساتھ وہیں متعین کر دیا اور خود مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ اس شکست نے مشرکین ذلیل ہو گئے اور اب انھوں نے ظلم پر کمر باندھی۔ بنی ذبیان اور بنی عبس نے اپنے علاقہ کے مسلمانوں پر اچانک حملہ کر کے ان کو نہایت بے دردی سے طرح طرح کے عذاب دے کر شہید کر ڈالا ان کی پیروی کرتے ہوئے دوسرے قبائل نے بھی مسلمانوں کے ساتھ یہی کیا۔ البتہ ابو بکرؓ کی اس فتح سے مسلمانوں کی عزت قائم ہوئی ان کے حوصلے بلند ہوئے۔ ان مظالم کی اطلاع پر ابو بکرؓ نے قسم کھا کر عہد کیا کہ جن جن قبائل نے مسلمانوں پر یہ مظالم کیے ہیں وہ ان سب کو اسی بے دردی سے قتل کریں گے جیسا کہ انھوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا ہے۔ اور جس قدر مسلمان قتل کیے گئے ان سے زیادہ وہ ان کے انتقام میں مشرکوں کو قتل کریں گے۔

بعض قبائل کا مسلمانوں کی حمایت کے لیے آنا

اس کے بعد اس سلسلے میں کوئی مزید کاروائی نہیں کی گئی البتہ جب ہر قبیلے میں مسلمان زیادہ خلوص اور استقامت سے اپنے دین پر جم گئے اور اس کے برخلاف ہر قبیلے میں مشرک اپنے کام سے پھرنے لگے اور مدینے میں صفوانؓ، زبرقانؓ اور پھر عدیؓ آئے۔ صفوان ابتدائی رات میں مدینے آئے۔ زرقان وسط شب میں اور عدی آخر شب میں مدینے پہنچے۔ صفوان کے آنے کی خوشخبری سعدؓ بن ابی وقاص نے دی۔ زبرقان کی بشارت عبدالرحمان بن عوف نے اور عدی کی بشارت عبداللہ بن مسعود نے دی۔ ایک روایت یہ ہے کہ عدی کی بشارت ابوقتادہ نے دی تھی جب یہ سردار مدینے میں نمودار ہوئے تو ہر جماعت کے نمودار ہونے کے موقع پر لوگوں نے کہا کہ یہ دشمن معلوم ہوتے ہیں مگر ابوبکرؓ نے ہر موقع پر یہی فرمایا کہ نہیں یہ دوست ہیں حمایت کے لیے آئے ہیں نقصان کے لیے نہیں۔ چنانچہ جب باقاعدہ طور پر یہ معلوم ہوا کہ یہ جماعتیں کسی اسلام کی حمایت کے لیے آئی ہیں تو مسلمانوں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ بڑے مبارک آدمی ہیں آپ ہمیشہ سے بشارت دیتے چلے آئے ہیں یہ وہ وقت تھا کہ جبکہ اسامہ کی مہم کو روانہ ہوئے ساٹھ دن پورے ہو چکے تھے اس کے کچھ ہی دن کے بعد خود اسامہ اپنی مہم سے مدینے چلے آئے۔

بعض مرتدین سے مقابلہ کے لیے خود ابوبکرؓ کا جانا

ان کے آنے کے بعد ابوبکرؓ نے ان کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کیا اور ان سے اور ان کی فوج سے کہا کہ فی الحال تم بھی آرام کرلو اور اپنی سواری کے جانوروں کو بھی دم لینے دو۔ اب خود ابوبکرؓ مدینے سے ان لوگوں کے ساتھ جو اسامہ کی مہم میں گئے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ جو مدینے کے ناکوں پر متعین تھے اسامہ کی مہم والی سواریوں پر سوار ہو کر ذی القصہ روانہ ہوئے مگر مسلمانوں نے ان کو اس ارادے سے روکا اور کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ہم آپ سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتے ہیں کہ آپ خود اس مہم پر نہ جائیں کیونکہ خدانخواستہ اگر آپ شہید ہو گئے تو سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا اس سے آپ کا مدینے میں قیام کرنا دشمن کے حق میں مضر ہے آپ کسی اور کو اس کام کے لیے بھیج دیں تاکہ اگر وہ شہید ہو جائے آپ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر کر سکیں۔ ابوبکر نے کہا کہ میں اس بات کو ہرگز نہیں مانتا میں خود اپنی ذات سے اس فتنے کے انسداد میں تمہاری شرکت کرونگا۔

ابوبکرؓ سب انتظام کر کے ذی حسی اور ذی القصہ چلے نعمان، عبداللہ اور سوید اپنی اپنی جگہ تھے اسی ترتیب کے ساتھ ابوبکرؓ نے ابرق میں اہل الربذہ کو جا لیا۔ شدید جنگ ہوئی اللہ تعالیٰ نے حارث اور غوف کو شکست دی اور حطیہ زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ اس واقعے سے عبس اور بنی بکر فرار ہو گئے، ابوبکرؓ نے چند روز ابرق میں قیام کیا۔

مفتوحہ علاقوں میں چراگاہ کا قیام

اس سے قبل بنی ذبیان اس علاقے پر قابض ہو چکے تھے۔ حرام نے بنی ذبیان سے کہا کہ تم اس تمام علاقے پر قبضہ کر لو کیونکہ اللہ نے یہ ہمیں غنیمت میں دیا ہے انھوں نے اس پر قبضہ کر کے وہاں کے قدیمی شہریوں کو شہر سے نکال دیا تھا۔ اب اس وقت جب مرتدین مغلوب ہوئے اور ان کا فتنہ خود ان کے لیے تباہ کن ثابت ہوا اور امن وامان قائم ہوا تو اس علاقے کے قدیم باشندے اس جگہ پر بسنے کے لیے وہاں آئے مگر ان کو قابضوں نے اس ارادے میں کامیاب نہ ہونے دیا وہ ابوبکرؓ کے پاس مدینے آئے اور پوچھا کہ ہم کو کیوں اپنی زمینوں میں آباد ہونے سے روکا گیا۔ ابوبکرؓ نے کہا

تم جھوٹے ہو اس علاقے پر تمہاری ملکیت باقی نہیں رہی یہ علاقہ اب صرف میری ملک اور زیر تصرف ہے۔ ابوبکرؓ نے ان کی درخواست قبول نہ فرمائی اور بنی ثعلبہ کے خلاف انھوں نے ابرق کے مسلمانوں کے گھوڑوں کی چراگاہ بنا دیا اسکے بعد پھر اس تمام علاقے کو اسی جنگ کی وجہ سے جو منکرین زکوۃ اور مسلمانوں میں ہوئی ابوبکرؓ نے زکوۃ کے جانوروں کی چراگاہ بنا دیا اور ان چراگاہوں کو دیگر لوگوں کے لیے ممنوع قرار دے دیا۔

اس جنگ میں شکست کھا کر بنی عبس اور بنی ذبیان طلیحہ سے جا ملے جو سمیر سے چل کر اس وقت بزاخہ پہنچ کر وہاں ٹھہرا ہوا تھا۔

فتنہ ارتداد کے انسداد کے متعلق دیگر روایات

عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ اسامہ کی واپسی کے بعد ابوبکرؓ مدینے پر ان کو اپنا نائب مقرر کر کے مرتدین کے مقابلے کے لیے چلے ربذہ آئے۔ یہاں بنی عبس، ذبیان اور بنی عبد مناۃ بن کنانہ کی ایک جماعت سے ان کا ابرق پر مقابلہ ہوا۔ جنگ ہوئی اللہ نے مرتدین کو مکمل شکست دی وہ بھاگ گئے۔ ابوبکرؓ مدینے چلے آئے۔ اس اثنا میں اسامہ کی فوج بھی آرام کر کے تازہ دم ہوئی اور مدینے کے گرد و نواح کے اور لوگ بھی آ گئے۔ ابوبکرؓ ذی القصہ روانہ ہوئے اور وہاں سب کے ساتھ ٹھہر گئے یہ مقام مدینے سے ایک ڈاک کے فاصلے پر نجید کی سمت واقع تھا۔ یہاں انھوں نے اپنی فوج کو گیارہ دستوں میں تقسیم کیا۔ گیارہ نشان باندھے، ہر دستہ ایک امیر کی قیادت میں دیا اور سب کو حکم دیا کہ جہاں جہاں سے گذریں وہاں کے طاقتور مسلمانوں کو اپنے ساتھ لیں اور بعض کو وہیں اپنے اپنے علاقوں کی حفاظت کے لیے مقرر کر کے چھوڑ دیں۔

اسلامی افواج کی تشکیل

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ جب اسامہ اور ان کی فوج نے اپنی سواریوں کو آرام دے لیا وہ تازہ دم ہو گئیں اور اسی زمانے میں اس قدر صدقات دینے میں موصول ہوئے جو مسلمانوں کی ضرورت سے بچ گئے تو ابوبکرؓ نے مہماتی فوجیں تیار کیں اور گیارہ جماعتیں مقرر کر کے ان کو گیارہ امیروں کی قیادت میں گیارہ نشانوں کے ساتھ مرتدین کے مقابلے کے لیے روانہ کیا۔ ایک نشان خالدؓ بن ولید کو دیا اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ پہلے طلیحہ بن خویلد کے مقابلے پر جائیں اس سے فارغ ہو کر بطاح میں مالک بن نویرہ سے، اگر وہ اس وقت تک ان کے مقابلے پر جما ہو لڑیں۔ ایک نشان عکرمہ بن ابی جہل کو دیا گیا اور ان کو مسیلمہ کے مقابلے کا حکم دیا گیا۔ ایک نشان مہاجر بن ابی امیہ کو دیا گیا۔ اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ عنسی کی فوجوں کا مقابلہ کریں۔ نیز قیس بن مکشوح اور ان دوسرے اہل یمن کے مقابلے میں جو ابناء سے برسرِ پیکار تھے ابناء کی امداد کریں اور اس سے فارغ ہو کر کندہ کے مقابلے کے لیے حضرموت چلے جائیں۔ ایک نشان سعید بن العاص کو دیا گیا جو اسی زمانے میں یمن سے اپنی خدمت چھوڑ کر آئے تھے اور ان کو حمقتین بھیجا جو شام کی سرحد پر ہے۔ ایک نشان عمروؓ بن العاص کو دیا اور ان کو قضاعہ، ودیعہ اور ارث کی جماعتوں کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا۔ ایک نشان حذیفہ بن محصن الغلفانی کو دیا اور ان کو دیا کے لوگوں سے مقابلے پر بھیجا۔ ایک نشان عرفجہ بن ہرثمہ کو دیا اور ان کو مہرہ جانے کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ یہ دونوں مہرہ میں ایک جگہ جمع ہو جائیں مگر جو جو علاقے ان کے سپرد کیے گئے ہیں ان میں وہ ایک دوسرے پر امیر رہیں گے۔

ابوبکرؓ نے شرحبیل بن حسنہ کو عکرمہ بن ابی جہل کے پیچھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ یمامہ سے فارغ ہو کر تم قضاعہ کے مقابلے پر جانا اور مرتدین سے جنگ کے موقع پر تم ہی اپنے لشکر کے آزاد امیر رہو گے۔ایک نشان طریفہ بن حاجز کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ بنی سلیم اور ان کے ساتھی ہوازن کا مقابلہ کریں۔ایک نشان سوید بن مقرن کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ یمن کے علاقہ تہامہ کی طرف جائیں۔ ایک نشان سوید بن مقرن کو دیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ یمن کے علاقہ تہامہ جائیں۔ایک نشان علاء بن الحضرمی کو دیکر ان کو بحرین جانے کا حکم دینا۔ یہ امراء ذی القصہ سے اپنی اپنی سمت روانہ ہو گئے۔ ہر سردار کی فوج اس سے جاملی۔

مرتدین کے نام صدیق اکبر کا پیغام

ابوبکرؓ نے تمام مرتدین کے نام ایک پیغام بھی بھیجا جو کہ خط کی صورت میں تھا۔عبدالرحمان بن کعب بن مالک سے، جن کو ابوبکرؓ نے اس خط کی تحریر میں قحذم کے ساتھ شریک کیا تھا، مروی ہے کہ تمام مرتدین کے نام ایک ہی خط تھا جو ابوبکرؓ نے لکھا تھا وہ حسب ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط ابوبکر خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ان تمام عام اور خاص لوگوں کے نام ہے جن کو یہ موصول ہو، چاہے وہ اسلام پر قائم ہوں یا اس سے مرتد ہو گئے ہوں۔سلامتی ہو ان پر جنھوں نے راہِ راست کی اتباع کی اور ہدایت کے بعد ضلالت اور گمراہی اختیار نہیں کی۔ میں تمہارے سامنے اس معبودِ حقیقی کی جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے تعریف کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ اللہ واحد لاشریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔اللہ کا پیغام وہ ہمارے لیے لائے ہم اس کا اقرار کرتے ہیں اور جو اس سے انکار کرے ہم اسے کافر سمجھتے ہیں، ہم اس سے جہاد کریں گے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو واقعی اپنی جانب سے اپنی مخلوق کیلئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی جانب سے اسکے حکم سے دعوت دینے والا اور ایک شمع روشن بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ وہ زندہ دل لوگوں کو اللہ کا خوف دلائیں اور اس طرح منکرین کے برخلاف بات پکی ہو جائے۔جس نے ان کی بات مانی اللہ نے اسے راہِ راست دکھا دیا اور جس نے ان سے انکار کیا، رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اسے اچھی طرح سزا دی یہاں تک کہ وہ خوشی سے یا بادلِ ناخواستہ اسلام لے آیا۔ پھر اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو اپنے پاس بلا لیا مگر وہ اللہ کے حکم کو پوری طرح نافذ کر چکے تھے اور اس کی امت کے ساتھ مخلصانہ خیر خواہی کر چکے تھے۔

اللہ نے ان کی موت کی صاف اطلاع خود رسول اللہ ﷺ کو اور تمام مسلمانوں کو اپنی نازل کردہ کتاب میں پہلے سے دیدی تھی اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"إنک میت وانھم میتون" (بے شک تم مرنے والے ہو اور وہ سب بھی مرنے والے ہیں) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد أفإن مات فھم الخالدون (ہم نے تم سے پہلے کسی انسان کو ہمیشہ کے لیے زندہ نہیں رکھا تو کیا اگر تم مر گئے تو وہ ہمیشہ جیتے رہیں گے) پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے فرماتا ہے" وما محمد الا رسول

قد خلت من قبله الرسل أفإن مات او قتل انقلبتم علی أعقابکم و من ینقلب علی عقبیہ فلن یضر الله شیئا و سیجزی الله الشاکرین (محمد ﷺ بھی ایک رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں کیا اگر وہ مرجائیں یا مارے جائیں تو تم اپنے پچھلوں پیروں پلٹ جاؤ گے اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کو ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اللہ ضرور اپنے شکر گذار بندوں کو جزائے خیر دے گا) اس لیے جو لوگ محمد ﷺ کی عبادت کرتے تھے ان کو آگاہ ہو جانا چاہیئے کہ محمد ﷺ مر گئے اور جو اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرتے تھے ان کو اطمینان رکھنا چاہیئے کہ اللہ ان کا نگران ہے وہ زندہ جاوید ہے نہ اسے موت ہے نہ اسے اونگھ اور نیند آتی ہے۔ وہ اپنی بات کا محافظ ہے اپنے دشمن سے پورا پورا انتقام لینے والا ہے۔

میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اس طرح اپنا حصہ اس سے حاصل کرو اور تمہارے نبی جو اللہ کا پیغام تمہارے پاس لائے ہیں اس سے بہرہ ور ہو۔ اور اللہ کی ہدایت پر گامزن رہو۔ اللہ کے دین پر مضبوطی سے قائم رہو جسے اللہ ہدایت نہ دے وہ گمراہ ہے اور جسے اللہ معاف نہ کرے وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ جس کی اللہ مدد نہ کرے وہ ذلیل اور ناکام ہے۔ جس کی ہدایت اللہ نے کی وہ واقعی راہِ راست پر گامزن ہوا اور جسے اللہ نے گمراہ کر دیا وہ بالکل گمراہ ہوا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں " من یھد الله فھو المھتد، و من یضلل الله فلن تجد له ولیا مرشدا (جسے اللہ نے ہدایت دی وہ واقعی کامیاب ہوا اور جسے اللہ نے گمراہ کر دیا تو اس کے بعد پھر ہرگز اسے کوئی صحیح اور خیر خواہ رہبر نہیں مل سکتا) اور جب تک کوئی انسان دین الٰہی کا اقرار نہ کرے دنیا میں اس کا کوئی عمل مقبول ہوگا اور نہ آخرت میں اسے کوئی بدلہ یا معاوضہ دیا جائے گا۔

مجھے معلوم ہوا کہ بہت سے لوگ اسلام لانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے بعد اس سے مرتد ہو گئے ہیں ان کو یہ ہمت اس لیے ہوئی کہ انھوں نے اللہ کے متعلق غلط اندازہ قائم کیا ہے اور اس کے طریقہ کار سے وہ واقف نہیں اور انھوں نے شیطان کے گمراہ کرنے کو قبول کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واذ قلنا للملائکة اسجدوا لادم فسجدوا إلا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربه افتتخذونه و ذریته اولیاء من دونی وھم لکم عدو بئس للظالمین بدلا" (اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو انھوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کہ وہ جن تھا اس لیے اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی تو اب کیا تم اسے اور اس کی جماعت کو میرے سوا اپنا مالک بناتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں راہ راست سے ہٹنے والوں کو یہ بہت برا معاوضہ ملا)۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا إنما یدعوا حزبه لیکونوا من اصحاب السعیر (بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو۔ اس کی جماعت تم کو اس لیے اغوا کرتی ہے کہ تم دوزخ میں جاؤ)

میں نے فلاں شخص کو مہاجرین، انصار اور پہلے تابعین کی جماعت کے ساتھ تمہارے پاس بھیجا ہے اور ان کو حکم دیا ہے کہ جب تک وہ اللہ کا پیغام تم تک نہ پہنچا دیں نہ کسی سے جنگ

کریں اور نہ کسی کو قتل کریں۔ لہذا جو اس دعوت کو قبول کر کے اس کا اقرار کرلے اپنے موجودہ طرز عمل سے باز آجائے اور عمل صالح کرنے لگے اس کے اقرار اور عمل کو قبول کر کے اسپر بقاء اور قیام کے لیے اس شخص کی اعانت کی جائے اور جو اس پیام کو رد کردے اسکے متعلق میں نے حکم دیا ہے کہ محض انکار کی وجہ سے اس سے جنگ کی جائے اور پھر جس پر قابو چلے اس کے ساتھ ذرا بھی رحم نہ کیا جائے ان کو جلا دیا جائے اور بری طرح قتل کردیا جائے ان کے اہل وعیال کو لونڈی اور غلام بنالیا جائے اسلام کے علاوہ کسی بات کو ان سے قبول نہ کیا جائے جو اسلام کی اتباع کرے وہ اس کے لیے بہتر ہے۔ اور جو اس سے انکار کرے اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ اللہ سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتا۔ میں نے اپنے قاصد کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس خط کو ہر مجمع میں پڑھ کر سنادیں اور ہمارا شعار اذان ہے لہذا جب مسلمان اذان دیں اور مرتدین بھی اذان دیں تو خاموشی اختیار کی جائے اور اگر وہ اذان نہ دیں فوراً ان کی خبر لی جائے اور اذان دینے کے بعد بھی ان سے دریافت کیا جائے کہ وہ لوگ کس مسلک پر ہیں اگر وہ اسلام سے انکار کریں فوراً ان سے جنگ شروع کردی جائے اور اگر وہ اسلام کا اقرار کرلیں ان کی بات کو قبول کر کے ان پر اسلام کے احکام عائد کیے جائیں۔

لشکروں کے امراء کے نام صدیق اکبرؓ کا پیغام

فوجوں سے پہلے ابوبکرؓ کے قاصد اس خط کو لے کر اپنی اپنی سمت روانہ ہوئے ان کے بعد لشکروں کے امراء ابوبکرؓ کے حسب ذیل فرمان کے ساتھ اپنی اپنی سمتوں کی طرف روانہ ہوگئے:

''یہ فرمان ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فلاں شخص کے لیے لکھا گیا ہے جب انھوں نے اسے مسلمانوں کی فوج کے ساتھ مرتدین سے لڑنے کے لیے روانہ کیا ہم نے ان امراء کو اس شرط پر منصب دیا ہے کہ وہ دل میں اور علانیہ جہاں تک ہوسکے گا اللہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہیں گے اور مرتدین کے مقابلے میں خلوص نیت کے ساتھ پوری کوشش کریں گے اور ان سے اللہ کے لیے لڑیں گے ہاں مگر اس سے پہلے وہ ان کو اپنی اصلاح کا موقع دیں گے اور اسلام کی دعوت دیں گے تاکہ اگر وہ اسے قبول کرلیں تو ان سے کوئی تعارض نہ کیا جائے اور اگر انکار کریں تو فوراً ان پر حملہ کردیا جائے یہاں تک کہ وہ پھر اسلام لے آئیں تب ان کو ان کے حقوق اور فرائض بتائے جائیں جو ان پر واجب الادا ہو وہ وصول کیا جائے اور جس کے وہ مستحق ہوں وہ ان کو دیا جائے۔ اس معاملے میں ان کو ہرگز مہلت نہ دی جائے اور جب تک یہ مقاصد حاصل نہ ہو جائیں مسلمانوں کو جہاد سے واپس نہ بلایا جائے۔ جو شخص اللہ عزوجل کی بات تسلیم کر کے اس کا اقرار کرلے اس کے ایمان کو قبول کر کے دین کے احیاء کے لیے اس کی مدد کی جائے۔

ان لوگوں سے بھی جہاد کیا جائے جو ایک طرف اللہ کے پیغام کا اقرار کرتے ہیں اور پھر اللہ کے حکم سے انکار کرتے ہیں البتہ اگر وہ ہماری دعوت کو قبول کرلیں تو ان سے کوئی تعارض نہ

کیا جائے ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ آخرت میں ان سے حساب لے لے گا۔ اگر انھوں نے نفاق سے کام لیا ہوگا البتہ جو علانیہ طور پر اللہ کی دعوت کو رد کردے اسے جہاں اور جس طرح ہوسکے ذلت سے قتل کردیا جائے اور اسلام لانے کے علاوہ ان کی کوئی دوسری شرط قبول نہ کی جائے جو اسلام کا اقرار کرے اسے مسلمان سمجھا جائے اور اس سے مسلمانوں جیسا سلوک کیا جائے اور جو اسلام لانے سے انکار کرے اس سے جنگ کی جائے۔ اللہ فتح دے۔ مرتدین کو تلوار اور آگ سے بری طرح ہلاک کردیا جائے اور جو مال غنیمت دستیاب ہو اس میں سے پانچواں حصہ علیحدہ کر کے باقی کو شرکائے جہاد میں تقسیم کردیا جائے اور پانچوں حصہ ہمیں بھیجدیا جائے امیر پر لازم ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو جلد بازی اور فساد سے روکے اور جب تک کسی دوسرے آدمی کی صلاحیت کا پورا علم نہ ہوجائے شامل نہ ہونے دے۔ ہوسکتا ہے وہ دشمن کا جاسوس ہو اور اس طرح بے خبری میں مسلمانوں پر کوئی حملہ ہوجائے۔ سفر اور قیام میں مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور میانہ روی اختیار کرے ان کی خبر گیری کرتا رہے اور ایسا نہ ہو کہ ایک جماعت کو دوسری سے پہلے دشمن کے مقابلے پر لڑادے اور مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ اور گفتار میں ہمیشہ خوش اخلاقی اور نرم لہجہ اختیار کرے۔''

طلیحہ اور غطفان کے دیگر واقعات

قاسم بن محمد، بدر بن الخلیل اور ہشام بن عروہ سے مذکور ہے کہ جب عبس، ذبیان اور ان کے ساتھی بزاخہ میں جمع ہوگئے طلیحہ نے بنی جدیلہ اور غوث کو کہلا کر بھیجا کہ تم فوراً میرے پاس آجاؤ، ان قبائل کے کچھ لوگ تو فوراً ہی اس کے پاس پہنچ گئے اور دوسرے اپنی قوم والوں کو انھوں نے ہدایت کی کہ وہ بھی ان سے آملیں اور وہ بھی طلیحہ کے پاس آگئے۔

خالدؓ بن ولید کی ذی القصہ اور دیگر مقامات کی طرف روانگی

اس سے پہلے کہ ابوبکرؓ خالدؓ بن ولید کو ذی القصہ سے روانہ کریں انھوں نے عدی سے کہا کہ تم فوراً اپنی قوم کے پاس جاؤ ایسا نہ ہو کہ اس ہنگامے میں وہ برباد ہوجائیں عدی اپنی قوم کے پاس آئے اور ذروہ اور غارب میں انھوں نے ان کو روک لیا۔ ان کے بعد خالدؓ روانہ ہوئے اور ان کو حکم دیا تھا کہ پہلے اکناف کے مقام پر قبیلہ طے سے مقابلہ شروع کریں۔ اور پھر بزاخہ کریں اور وہاں سے آخر میں بطاح جائیں اور جب وہ دشمن سے فارغ ہوجائیں تو جب تک ان کو جدید احکام نہ ملیں وہ کوئی اور ارادہ نہ کریں۔ ابوبکرؓ نے یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ خیبر جارہے ہیں اور پھر وہاں سے مڑ کر وہ خالدؓ سے سلمی کے اکناف پر آملیں گے۔ خالدؓ روانہ ہوگئے بزاخہ سے انھوں نے کنائی کاٹ کا اجا کا رخ کیا اور یہ ظاہر کیا کہ اب تو وہ خیبر آرہے ہیں پھر وہاں سے ان کے مقابلے پر پلٹیں گے اس خیال سے طے اپنی جگہ بیٹھے رہے طلیحہ کے پاس نہیں گئے۔ عدی بھی طے کے پاس آئے اور اسلام کی دعوت دی۔ انھوں نے کہا کہ ہم ابوالفضل [illegible] بیعت نہیں کریں گے۔ عدی نے کہا کہ تمہارے مقابلے پر ایسی فوج آرہی ہے کہ تمہارے گھر [illegible] وقت تم ابوبکر کو ابوالفحل الاکبر کی کنیت سے یاد کروگے۔ میری بات نہیں مانتے تو تم جانو [illegible] طے نے کہا اچھا تم اس حملہ آور جوف سے جاکر ملو اور اسے ہم پر حملہ کرنے سے روکو تاکہ اس دوران ہم اپنے ان ہم قوم لوگوں کو

بلائیں جو بزاخہ میں ہیں اور یہ بات اس لیے ضروری ہے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر اب ہم طلیحہ کی مخالفت کا اعلان کر دیں جبکہ ہمارے لوگ ان کے قبضے میں آ گئیں۔ تو وہ یا تو ان سب کو قتل کر دے گا اور یا ان کو یرغمال کی حیثیت سے قیدی رکھے گا۔

عدی کا خالدؓ بن ولید کے پاس قوم کی سفارش لے کر آنا۔

عدی خالدؓ کے پاس آئے جواب بیخ آ چکے تھے۔ عدی نے خالدؓ سے کہا کہ مہربانی فرما کر آپ مجھے تین دن کی مہلت دیں اور میری قوم کے خلاف کوئی کارروائی شروع نہ کریں۔ پانچ سو جنگجو تمہارے ساتھ ہو جائیں گے جن کے ساتھ تم دشمن کا مقابلہ کرنا اور یہ بات اس سے بہتر ہے کہ تم ابھی ان سے جنگ کرو اور ان کو جہنم واصل کرو۔ خالدؓ نے ان کی تجویز مان لی عدی اپنی قوم کے پاس آئے اس سے پہلے وہ بزاخہ سے اپنی قوم والوں کو واپس بلانے کے لیے اپنے آدمی بھیج چکے تھے۔ چنانچہ اب وہ دیکھنے کے لیے بطور کمک اپنی قوم کے پاس آ گئے۔ اگر یہ ترکیب نہ کی جاتی تو ان کی واپسی نہ ہو سکتی اور مرتدین ان کو واپس نہ جانے دیتے، ان کو مسلمان بنا کر عدی نے خالدؓ سے آ کر ان کے اسلام لے آنے کی اطلاع دی اب خالدؓ نے یہاں سے جدیلہ کے مقابلے کے خیال سے النسر کی طرف سفر شروع کیا۔ عدی نے ان سے کہا کہ طے کی مثال ایک پرندہ کی ہے جدیلہ طے کے دو بازوؤں میں سے بمنزلہ ایک بازو کے ہیں آپ مجھے چند روز کی مہلت دیں شاید اللہ ان کو بھی راہ راست پر لے آئے جس طرح اس نے غوث کو گمراہی سے نکال لیا۔ خالدؓ نے ان کی بات مان لی۔ عدی جدیلہ کے پاس آئے اور جب تک انھوں نے عدی کی بیعت نہیں کی عدی نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا۔ ان کے اسلام لے آنے کی بشارت عدی نے خالدؓ کو آ کر دی۔ اور اس قبیلے کے ایک ہزار اونٹ سوار جان دینے کے لیے مسلمانوں کے پاس آ گئے۔ اس طرح عدی سے زیادہ بابرکت اور موجب سعادت شخص طے میں کوئی دوسرا پیدا نہیں ہوا۔

مذکورہ واقعہ سے متعلق دوسری روایت

اس سلسلے میں ہشام بن الکلبی کہتے ہیں کہ جب اسامہ اور ان کی تمام فوج واپس آ گئی ابوبکر نے مرتدین کے خلاف تیز تر کوششیں شروع کر دیں۔ وہ سب کے ساتھ مدینے سے چل کر ذی القصہ جو نجد کی سمت مدینے سے ایک منزل ڈاک کی مسافت پر ہے، آئے۔ یہاں انھوں نے اپنی فوجوں کو مرتب کیا اور پھر خالدؓ بن ولید کو سب کا سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا۔ ثابت بن قیس کو انصار کا امیر مقرر کر کے خالدؓ کے ماتحت کیا اور خالدؓ کو حکم دیا کہ وہ طلیحہ اور عیینہ بن حصن کے مقابلے پر جائیں جو بنی اسد کے پانی کے ایک چشمہ پر ٹھہرے ہوئے تھے اس موقع پر ابوبکرؓ نے یہ چال بھی چلی کہ ظاہر یہ کیا کہ خود میں بھی اپنی تمام فوج کے ساتھ بہت جلد خیبر ہوتا ہوا تم سے آ ملوں گا حالانکہ تقریباً تمام فوج وہ خالدؓ کے ساتھ کر چکے تھے مگر اسباب کو انھوں نے اس لیے ظاہر کیا تا کہ دشمن کو یہ خبر پہنچے اور وہ مرعوب رہے۔ اس انتظام کے بعد ابوبکرؓ مدینے چلے آئے۔ خالدؓ اپنی راہ پر چل پڑے۔

ثابت اور عکاشہ کی شہادت

جب دشمن قریب آ گیا تو انھوں نے عکاشہ بن محصن اور بنی العجلان کے ثابت بن اقرم انصار کے حلیف کو دشمن کی خبر گیری کے لیے روانہ کیا۔ جب یہ دشمن کے قریب پہنچے طلیحہ اور اس کا بھائی سلمہ دیکھنے کے لیے اور دریافت حال

کے لیے باہر ہوئے۔ سلمہ نے تو آتے ہی ثابت کو شہید کر ڈالا اور طلیحہ نے جب دیکھا کہ اس کا بھائی اپنے مقابل سے فارغ ہو چکا ہے تو اس نے سے اپنے مقابل میں مدد کے لیے پکارا کہ آؤ میری مدد کرو ورنہ یہ شخص مجھے کھا جائے گا۔ چنانچہ اب ان دونوں نے عکاشہ کو شہید کر ڈالا اور اپنی قیام گاہ پلٹ گئے۔ اب خالدؓ اپنی فوج کے ساتھ اس مقام پر آئے جہاں ثابت مقتول پڑے تھے کسی کو ان کی خبر نہ تھی کہ اچانک کسی اونٹ کا پاؤں ان کے جسم پر پڑ گیا اور ان کو مقتول دیکھ کر مسلمان مرعوب ہو گئے اب پھر جو غور سے دیکھا کہ عکاشہ بن محصن بھی مقتول پڑے ہوئے ملے اس سے وہ اور بھی مرعوب ہوئے اور کہنے لگے کہ مسلمانوں کے دو بڑے سردار اور بہادر امیر مارے گئے یہ حالت دیکھ کر اس وقت خالدؓ طے کے پاس پلٹ آئے۔

ہشام کہتے ہیں کہ خود عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ میں نے خالدؓ بن ولید کو حکم بھیجا کہ تم میرے پاس آ کر چند روز قیام کرو میں طے کے تمام قبائل کے پاس آدمی بھیجتا ہوں اور جو مسلمان اس وقت تمہارے ساتھ ہیں ان سے کہیں زیادہ فوج تمہارے پاس جمع کیے دیتا ہوں اور پھر میں خود تمہارے دشمن کے مقابلے میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔

خالدؓ بن ولید لشکر سمیت قبیلہ طے میں

ایک انصاری سے مروی ہے کہ ثابت اور عکاشہ کے شہید ہونے کے بعد جب خالدؓ نے دیکھا کہ ان کی فوج والوں پر اس واقعے کا بہت برا اثر پڑا ہے انھوں نے کہا اگر تم چاہو تو میں تم کو عرب کے ایک ایسے بڑے قبیلے کے پاس لیے چلتا ہوں جن کی تعداد اور شوکت بہت زیادہ ہے اور جن کا ایک شخص بھی مرتد نہیں ہوا ہے، مسلمانوں نے خالدؓ سے پوچھا اس سے کونسا قبیلہ مراد ہے اگر ایسا ہے تو اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ خالدؓ نے کہا طے، مسلمانوں نے کہا بے شک آپ صحیح فرماتے ہیں اور آپ کی رائے مناسب ہے چنانچہ خالدؓ سب مسلمانوں کو لے کر طے میں ٹھہر گئے۔

مروی ہے کہ خالدؓ سلمی کے قصبہ ارک میں ٹھہرے ہوئے تھے مگر دوسری روایت یہ ہے کہ وہ آجا نامی پہاڑی پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ یہاں سے انھوں نے طلیحہ کے مقابلے کے لیے اپنی فوج کو مرتب کیا اور بزاخہ پر دونوں کا مقابلہ ہوا۔ اس اثناء میں تمام بنی عامر اپنے امراء اور عوام کے ساتھ اس جھگڑے سے علیحدہ مگر قریب ہی اس انتظار میں بیٹھے تھے کہ دیکھیں کس کو شکست ہوتی ہے تب کسی فریق میں شرکت کا فیصلہ کریں۔

بنو اسد اور بنو فزارہ سے مقابلہ

سعدؓ بن مجاہد نے اپنی قوم کے بزرگوں سے یہ بات سنی کہ ہم نے خالدؓ سے کہا ہم قیس سے نمٹ لیتے ہیں بنی اسد ہمارے حلیف ہیں ان کے مقابلے سے ہم کو معاف کر دیا جائے۔ خالدؓ نے کہا کہ قیس بھی کچھ طاقتور نہیں ہیں لہٰذا دونوں قبیلوں میں سے جس کے مقابلے پر جانا چاہو جاؤ۔ اس پر عدی نے کہا کہ اگر اسلام میری قوم میں سے میرے قریب تر سے قریب خاندان نے چھوڑا ہوتا تو میں ان سے جہاد کرتا محض اس وجہ سے کہ بنی اسد ہمارے حلیف ہیں ہم ان سے نہ لڑیں میں اس کے لیے تیار نہیں ہوں خالدؓ نے کہا دونوں فریقوں سے جہاد کرنا جہاد فی سبیل اللہ ہے لہٰذا اس معاملے میں تم اپنے ساتھیوں کی مخالفت نہ کرو کسی ایک کے مقابلے پر جاؤ بہتر یہ ہے کہ اس فریق کے مقابلے پر جاؤ جس سے لڑنے کے لیے وہ زیادہ شوق رکھتے ہوں۔

عبدالسلام بن سوید سے مروی ہے کہ خالدؓ کے آنے سے پہلے بنی اسد اور بنی فزارہ کے لشکر طے کے مقابلے میں آتے اور محض آمنا سامنا ہونے کے بعد بغیر لڑے واپس ہو جاتے اور کہتے کہ ہم ہرگز کبھی ابوالفضل (ابوبکر) کی

بیعت نہیں کریں گے اس کے جواب میں طے کے سوار کہتے ہیں کہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ابوبکر تمہاری اس طرح خبر لیں گے کہ پھر تم ان کو ابوالفحل الاکبر کہو گے۔

لڑائی کا آغاز

اب لڑائی شروع ہوئی۔ عینیہ نے بنی فزارہ کے سات سو افراد کے ساتھ طلیحہ کی جماعت میں خوب بہادری سے مقابلہ کیا اس وقت طلیحہ اپنے اونی خیمے کے صحن میں چادر اوڑھے نبی بنا ہوا بیٹھا تھا اور باہر میدان میں نہایت خونریز جنگ ہو رہی تھی۔ جب عینیہ کو لڑائی میں تکلیف اٹھانا پڑی اور اس کا شدید نقصان ہوا وہ میدان کارزار سے پلٹ کر طلیحہ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کیا جبرئیل تمہارے پاس آئے۔ اس نے کہا اب تک نہیں آئے عینیہ معرکے میں آ کر پھر لڑائی میں مصروف ہو گیا اور جب اس کو دوبارہ جنگ کی شدت نے پریشان کر دیا وہ پھر طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ بتاؤ کہ اب بھی جبرئیل نہیں آئے۔ اس نے کہا نہیں۔ عینیہ نے کہا اب کب آئیں گے ہمارا تو کام تمام ہوا۔ جگر وہ پھر میدان جنگ میں پلٹ کر لڑنے لگا اور اب جب پھر اسے ناکامی ہوئی تو طلیحہ کے پاس آیا اور پوچھا اب بھی جبرئیل کے آئے اس نے کہا ہاں۔ عینیہ نے پوچھا انھوں نے کیا بات بتائی۔ طلیحہ نے کہا انھوں نے مجھ سے کہا ہے کہ یہ لڑائی تمہارے لیے اسی طرح چکی کا پاٹ ثابت ہو گی جیسے عینیہ کے لیے اور یہ ایک ایسا واقعہ ہو گا جو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔

عینیہ نے اپنے دل میں کہا واقعی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ ایک ناقبل فراموش واقعہ بابت ہو گی۔ اے بنی فزارہ ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اب یہاں سے بھاگو، بخدا طلیحہ کذاب ہے تمام بنی فزارہ اپنے امیر کے حکم پر لڑائی سے کنارہ کش ہو گئے ان کے جاتے ہی لڑائی کا رنگ بدل گیا تمام مرتدین بھاگے طلیحہ کے پاس آئے اور پوچھنے لگے کیا حکم ہے؟ اس سے پہلے ہی اس نے اپنے اور اپنی بیوی نوار کے لیے دو گھوڑے سفر کے لیے ساز و سامان کے ساتھ تیار رکھے تھے جب اس کی مفرور فوج نے اسے آ کر گھیرا اور پوچھا کہ اب کیا حکم ہوتا ہے وہ لپک کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا دوسرے پر اس نے اپنی بیوی کو سوار کیا اور اسے لے کر بھاگا اپنے ساتھیوں سے بھی اس نے کہا کہ جو میری طرح بھاگ کر جان بچا سکتا ہے وہ بھاگ جائے طلیحہ نے حوشیہ کی راہ اختیار کی اور دہاں سے شام چلا گیا اس کی جماعت بالکل پراگندہ ہو گئی بہت سے مارے گئے۔ بنی عامر اپنے خاص و عام افراد کے ساتھ یہاں اس کے قریب بیٹھے ہوئے جنگ کے نتیجے کا انتظار کر رہے تھے اور ان قبائل سلیم اور ہوازن کا بھی یہی حال تھا کہ اللہ نے بنی فزارہ اور طلیحہ کو بری طرح شکست دی اور برباد کر دیا تو پھر دوسرے قبائل خود آئے اور کہنے لگے کہ جس دین کو ہم نے چھوڑا تھا ہم پھر اس میں داخل ہوتے ہیں۔ ہم اللہ اور اسکے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے مال اور جان کے متعلق اللہ اور اسکے رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں۔

غطفان اور طے کے ارتداد سے متعلق دیگر روایات

ابوجعفر کہتے ہیں کہ عینیہ، غطفان اور بنی طے میں سے جو لوگ مرتد ہوئے ان کے ارتداد کا واقعہ عمارہ بن فلاں الاسدی کی روایت سے جو ہم تک منقول ہوا ہے۔ یہ ہے کہ طلیحہ نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں مرتد ہو کر نبوت کا دعویٰ کیا تھا آپ نے ضرار بن الازور کو اس فتنے کے ختم کرنے کے لیے ہدایات دے کر اپنے بنی اسد کے عاملوں کے پاس روانہ فرمایا تھا اور ان کو حکم دیا تھا کہ وہ ہر مرتد کے مقابلے پر باقاعدہ کاروائی کریں اس میں سستی نہ کریں انھوں

نے طلیحہ کو پریشان اور خوف زدہ کر دیا۔ مسلمان واردات جس ٹھہرے اور مشرک سمیرا میں میں آ کر ٹھہرے۔ مسلمانوں کی جماعت میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا۔ جبکہ مشرک گھٹنے لگے یہاں تک کہ ضرار نے خود طلیحہ پر پیشقدمی کی اور قریب تھا کہ وہ طلیحہ کو زندہ گرفتار کر لیتے مگر ایک وار کی وجہ سے جو انھوں نے کسی تیز آلے سے اس پر وار کیا اور اس کا کوئی اثر اس پر نہ ہوا اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔ یہ بات تمام مسلمانوں میں مشہور ہوگئی کہ کسی ہتھیار کا طلیحہ پر اثر نہیں ہوتا۔ اسی اثناء میں مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی، اس وار کے متعلق جو اصرار نے طلیحہ پر کیا تھا بعض لوگوں نے کہا کہ اس پر کسی ہتھیار کا اثر نہیں ہوتا اس بات کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسی دن کی شام نہ ہونے پائی تھی کہ بہت سے لوگ مسلمانوں کا ساتھ چھوڑ کر طلیحہ سے جا ملے۔ اس کی بات خوب بن آئی اور دور دور اس کی شہرت پھیل گئی۔ ذوالحمار بن عوف جذامی ہمارے سامنے آ کر ٹھہرا ہوا تھا ثمامہ بن اوس بن طلام الطائی نے اس سے کہلا بھیجا کہ میرے ساتھ جدیلہ کے پانچ سو جوانمرد ہیں اگر تم کو کوئی ضرورت پیش آ جائے تو ہم ریگستان کے قریب دودھا اور انسرہ میں مقیم ہیں آپ ہمیں بلا لیجیے گا۔ اسی طرح مہلل بن زید نے اس سے کہلا بھیجا کہ میرے ساتھ غوث کی ایک زبردست جماعت موجود ہے اگر تم کو کوئی تکلیف پیش آئے تو ہم فید کے قریب اکناف میں ٹھہرے ہوئے ہیں تم بلا لینا۔ طے ذی الخمار بن عوف کی طرف اس لیے جھک پڑے کہ عہد جاہلیت میں اسد، غطفان اور طے کے درمیان ایک معاہدہ دوستی تھا رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے کچھ قبل غطفان اور اسد نے طے کے خلاف ایک سمجھوتہ کر کے ان کے قبائل غوث اور جدیلہ کو ان کے وطن سے نکال دیا تھا۔ یہ بات عوف کو ناگوار گذری اس نے غطفان سے اپنے تعلقات قطع کر لیے کہ غوث اور جدیلہ جلا وطن ہو گئے مگر عوف نے ان دونوں سے تعلقات جوڑ کر ان سے دوبارہ معاہدہ کر لیا اور اب وہ ان کی مدد کے لیے کھڑا ہو گیا اس کی مدد سے یہ قبیلے پھر اپنے گھروں کو واپس آباد ہو گئے مگر یہ بات غطفان کو بہت شاق ہوئی۔

عینیہ بن حصن کی ارتدادگری کی مہم

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد عینیہ بن حصن نے غطفان کے سامنے تقریر کی اور ان سے کہا کہ جب سے ہمارے اور بنی اسد کے تعلقات منقطع ہوئے ہیں اس وقت سے میں نے غطفان کی حدود نہیں دیکھیں۔ میں تو اب پھر ان سے اس معاہدے کی تجدید کرنا چاہتا ہوں جو بہت پرانے زمانے سے ہمارے اور ان کے درمیان قائم تھا اور طلیحہ کا ساتھ دینا چاہتا ہوں اگر ہم اپنے حلیفوں میں کسی نبی کی اتباع کر لیں تو یہ بات اس سے بہتر ہے کہ ہم قریش کے نبی کی اتباع کریں اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ محمد ﷺ کا انتقال ہو چکا ہے اور طلیحہ زندہ ہے۔

غطفان نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اس نے طلیحہ کی اتباع کر لی ان سب نے بھی اس کی اتباع کی، جب تمام غطفان طلیحہ کے ساتھ ہو گیا ضرار، قضاعی، سنان اور دوسرے وہ لوگ جو بنی اسد میں فتنہ ارتداد کے انسداد میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے کام کر رہے تھے، وہاں سے بھاگے جتنے ان کے ساتھی تھے وہ سب کے سب منتشر ہو گئے، پھر انھوں نے ابوبکرؓ سے آ کر سارا واقعہ سنایا اور ان کو باخبر رہنے اور حفاظت کے لیے تدابیر اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔

اس سلسلے میں ضرار بن الازور سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ شاید ہی کسی شخص کو جنگ کی ایسی پریشان کن حالت سے مقابلہ کرنا پڑا ہو جیسا کہ ابوبکرؓ کو کرنا پڑا مگر اس کے باوجود ان کی مستقل مزاجی میں ذرا کمی نہ تھی۔ چنانچہ جب ہم نے ان کو تمام واقعات سنائے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ سب واقعات ان کے موافق پیش آئے ہیں۔

مرتدین کے ابوبکرؓ سے ناکام مذاکرات

بنی اسد، غطفان، ہوازن اور طے کے وفد ابوبکر کے پاس آئے۔ قضاعہ کے وفد سے اسامہ بن زیدؓ کی ملاقات ہوگئی اسامہؓ ان کو بھی ابوبکرؓ کے پاس لے آئے یہ تمام وفد مدینے میں جمع ہوئے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے دسویں دن یہ تمام وفد مدینے آئے اور مسلمانوں کے سرداروں کے ہاں مہمان ہوئے انھوں نے یہ شرط لگائی کہ ہم نماز پڑھنے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ زکوۃ معاف کردی جائے۔ جن لوگوں کے پاس یہ وفد ٹھہرے ہوئے تھے وہ سب ان کی اس شرط کو ماننے پر تیار ہوگئے تھے اور قریب تھا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں۔ عباسؓ کے سوا مسلمان عمائد میں کوئی اور ایسا نہ تھا جس کے یہاں کوئی وفد مقیم نہ ہوا۔ اپنی اپنی جگہ اس بات کو طے کر کے یہ سب ابوبکرؓ کے پاس آئے اور اس سمجھوتے کی اطلاع دی مگر ابوبکرؓ نے ان کی شرط کو تسلیم نہ فرمایا اور کہا کہ میں وہی زکوۃ برابر وصول کرونگا جو رسول اللہ ﷺ وصول کرتے تھے، اسے ان لوگوں نے نہ مانا وہ لوگ مقصد حاصل کئے بغیر واپس ہوگئے۔ ابوبکرؓ نے ایک دن رات کی ان کو مہلت دی وہ بہت تیزی سے اپنے قبائل کو روانہ ہوگئے۔

شاہِ بحرین کا آخری وقت

عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ حجۃ الوداع سے واپسی میں رسول اللہ ﷺ نے عمروؓ بن العاص کو جیفر کے پاس بھیجا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی عمرو اس وقت عمان میں تھے یہ مدینے آرہے تھے جب بحرین آئے انھوں نے منذر بن ساوی کو زندگی کے آخر وقت میں پایا، منذر نے عمروؓ سے کہا مجھے اپنے مال کے متعلق مشورہ دو کہ میں اسے کس کام میں خرچ کروں جس سے مجھے نفع ہو نقصان نہ ہو؟ عمروؓ نے کہا اسے وقف کردو تاکہ تمہارے بعد یہ صدقہ جاریہ رہے۔ منذر نے ان کے مشورے پر عمل کیا۔

بنی عامر کا فیصلہ

عمرو وہاں سے روانہ ہوکر بنی تمیم میں آئے وہاں سے چل کر بنی عامر کے علاقے میں آئے اور قرۃ بن ہبیرہ کے پاس فروکش ہوئے، قرۃ کی یہ حالت تھی کہ وہ مذبذب تھا کہ کس کا ساتھ دے؟۔ خاص خاص اشخاص کے علاوہ تمام بنی عامر اسی شش وپنج میں تھے، یہاں سے چل کر عمروؓ مدینے آئے قریش نے ان کو گھیر لیا اور واقعات دریافت کیے انھوں نے بیان کیا کہ دبا سے لیکر مدینے تک فوجیں چھاؤنی ڈالے پڑی ہیں۔ یہ سن کر قریش متفرق ہوگئے اور مشورے کے لیے مختلف حلقوں میں تقسیم ہوگئے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملنے آرہے تھے کہ ان کو کچھ لوگ نظر پڑے، جو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ واقعات پر تبادلہ خیال کررہے تھے اس حلقے میں عثمانؓ علیؓ طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمانؓ اور سعدؓ تھے جب ان کے قریب آئے وہ خاموش ہوگئے۔ عمرؓ نے پوچھا کیا گفتگو تھی؟ انھوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ عمرؓ نے کہا جو بات تم لوگوں نے مجھ سے چھپانا چاہی وہ مجھے معلوم ہے۔ طلحہ بگڑ گئے اور کہنے لگے اے ابن الخطاب! اب آپ ہمیں غیب کی باتیں بتاتے ہو۔ عمرؓ نے کہا کہ غیب کا علم تو صرف اللہ کو ہے مگر میرا خیال ہے کہ آپ حضرات یہی کہتے ہونگے کہ ہمیں عربوں سے قریش کے لیے سخت اندیشہ ہے پھر عمرؓ نے قسم دے کر ان سب سے پوچھا کیا یہ بات نہ تھی؟ انھوں نے اس کا اقرار کیا اور کہا کہ آپ سچ کہتے ہیں عمرؓ نے کہا آپ لوگوں کو اس حال سے ہرگز خوف

زدہ ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ مجھے تو عربوں کے لیے آپ کی جانب سے اس سے زیادہ اندیشہ ہے جتنا کہ آپ کو ان کی جانب سے ہے۔ اللہ کی قسم اگر قریش کے قبائل کسی تنگ و تاریک غار میں جائیں تو بھی تمام عرب ان کی اتباع میں وہاں چلے جائیں گے۔ اللہ سے ان کے معاملے میں اس قدر بدگمانی نہ کرو۔ یہ کہہ کر عمرؓ، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملنے چلے گئے اور ان سے مل کر ابوبکرؓ کے پاس چلے آئے۔

عمروؓ سے قرۃ کے مذاکرات

عروہ اپنے باپ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب عمروؓ بن العاص عمان سے مدینے آنے لگے وہ قرۃ بن ہبیرہ بن سلمہ بن قشیر کے پاس مہمان ٹھیرے۔ بنی عامر کے تمام خاندانوں کا ایک زبردست لشکر اس کے گرد ٹھہرا ہوا تھا۔ قرۃ نے عمروؓ کے لیے جانور ذبح کیے اور ان کی خوب خاطر مدارت کی جب وہ سفر کے لیے تیار ہوئے، قرۃ نے ان سے تنہائی میں گفتگو کی اور کہا کہ عرب اس بات کو کبھی بھی گوارا نہیں کریں گے کہ وہ اپنی آمدنی میں سے تم کو لگان دیں البتہ اگر تم رقم کے مطالبہ سے ان کو معاف کر دو تو وہ تمہاری بات سن لیں گے اور اسے مانیں گے اگر تم اس کے لیے آمادہ نہیں ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ تمہاری اتباع اور حمایت کریں عمروؓ نے اس سے کہا: قرۃ! کیا تم کافر ہو چکے ہو؟ چونکہ تمام بنی عامر اس کے گرد موجود تھے اس لیے اس نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ ان کی متابعت کی وجہ سے اپنی دلی خواہش کو ظاہر کر دے کیونکہ وہ سب کے سب اس کی اتباع میں کافر ہو جائیں گے اور اس طرح وہ بہت بڑے شر کا باعث بن جائے گا۔ اس لیے بات کو ٹالنے کے لیے اس نے کہا اور یہ بتانے کے لیے کہ وہ اسلام پر قائم ہے کہا: اچھا ہم آپ کو لگان دیدیں گے۔ اس کے لئے ایک وقت مقرر کر لیا جائے جب ہم سب جمع ہو کر اس کا فیصلہ کریں، عمروؓ نے کہا تم عربوں سے ہم کو ڈراتے ہو اور اسی لیے تم مجلس منعقد کرنا چاہتے ہو اس خیال کو اپنے دل سے نکال دو بخدا اس موقع پر ہم ایک زبردست لشکر سے تم پر حملہ کریں گے۔ یہ کہہ کر عمروؓ بن العاص مسلمانوں اور ابوبکرؓ کے پاس چلے آئے اور ان سے تمام واقعات بیان کیے۔

عینیہ اور قرۃ کی گرفتاری اور رہائی

خالدؓ نے بنی عامر کے معاملے کا فیصلہ کر کے جب ان سے بیعت لے لی انھوں نے عینیہ بن حصن اور قرۃ بن ہبیرہ کو قید کر کے ابوبکرؓ کے پاس بھیج دیا۔ یہ ابوبکر کے سامنے آئے قرۃ نے کہا اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ! میں مسلمان ہوں عمروؓ بن العاص میرے اسلام کے گواہ ہیں سفر کے دوران جب وہ میرے پاس آئے تو میں نے ان کو اپنا مہمان بنایا ان کی تعظیم و تکریم کی اور ان کی حفاظت کی۔ ابوبکرؓ نے عمروؓ بن العاص کو بلا کر اس کی تصدیق چاہی عمروؓ نے تمام واقعہ بیان کیا اور جو کچھ قرۃ نے کہا تھا وہ سارا کہا، بیان کرتے کرتے جب وہ زکوۃ کے متعلق اس کی گفتگو کو بیان کرنے لگے تو قرۃ نے کہا اب بس کیجئے آگے بیان نہ کیجئے آپ پر اللہ کی رحمت ہو۔ عمروؓ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا میں پوری بات ابوبکرؓ سے بیان کروں گا چنانچہ انھوں نے تمام گفتگو بیان کر دی۔ ابوبکرؓ نے اسے معاف کر کے اس کی جان بخشی کر دی۔

عینیہ بن حصن اس حالت میں کہ اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن پر بندھے تھے، مدینے آیا۔ مدینے کے لڑکے کھجور کی شاخوں سے اسے کھینچ رہے تھے اور کہتے تھے اے اللہ کے دشمن ایمان لانے کے بعد تو کافر ہو گیا اس نے جواب دیا کہ میں آج تک اللہ پر ایمان ہی نہیں لایا تھا۔ ابوبکرؓ نے اسے بھی معاف کر کے اس کی جان بخشی کر دی۔

طلیحہ کی وحی

مسلمانوں نے بنی اسد کے ایک شخص کو گرفتار کر کے عمر بن خالدؓ کے سامنے پیش کیا۔ یہ طلیحہ کے حالات اور نبوت کے واقعات سے باخبر تھا خالدؓ نے اس سے کہا کہ اس کی اور اسکی وحی کی کیفیت بیان کرو چنانچہ اس نے یہ الہام سنایا۔ **والحمام والیمام. والصرو الصوم . قدضمن .قبلکم هوام. لیبلغن ملکنا العراق و الشام .**

طلیحہ کا خطاب قوم سے

ابو یعقوب سعید بن عبید سے مروی ہے کہ جب اہل الغمر بزاخہ میں جمع ہوئے۔ طلیحہ نے سب کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کی اور کہا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ ایک چکی تیار کرو جس میں رسیاں بندھی ہوں۔ اللہ اس سے جسے چاہے گا مارے گا اور جسے چاہے گا اس پر لا ڈالے گا۔ اس کے بعد اس نے اپنی فوجوں کو مرتب کیا اور کہا کہ بنی نصر بن قعین کے دشوشہ سوار دو سیاہ گھوڑوں پر روانہ کرو، وہ ایک جاسوس کو پکڑ کر تمہارے پاس لائیں گے۔ اس کے پیروؤں نے بنی قعین کے دوشہ سوار اس کام کیلئے بھیجدئے اور پھر خود وہ اور سلمہ دیکھ بھال کے لیے باہر آئے۔

طلیحہ کا قبول اسلام

ایک انصاری سے جو بزاخہ کے واقعہ میں شریک تھے مروی ہے کہ اس واقعہ میں خالدؓ کو کسی ایک شخص کے بیوی بچے بھی ہاتھ نہ آسکے کیونکہ بنی اسد کے تمام اہل وعیال محفوظ مقامات میں رکھے گئے تھے، اس کے متعلق ابو یعقوب سے مروی ہے کہ بنی اسد کے بیوی بچے مثقب اور فلیج کے درمیان محفوظ تھے اور قیس کے اہل وعیال فلیج اور واسطہ کے درمیان محفوظ تھے، خالدؓ کے بڑھتے ہی انھوں نے شکست کھائی اور اپنے بچوں کی ہلاکت کے خوف سے سب اسلام لے آئے اور خالدؓ سے ان کے لیے امن کی درخواست کی اور ان کو پیچھا کرنے سے باز رکھا۔

طلیحہ میدان جنگ سے بھاگ کر نقع میں بنی کلب کے پاس فروکش ہو گیا اور اسلام لے آیا۔ یہ ابوبکرؓ کی وفات تک وہیں مقیم رہا اس کے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ جب سے اطلاع ملی کہ تمام اسد، غطفان اور عامر مسلمان ہو چکے ہیں وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ ابوبکرؓ کی امارت ہی میں وہ عمرہ کرنے مکے روانہ ہوا، مدینے کے قریب سے گذرا۔ ابوبکرؓ سے کہا گیا کہ طلیحہ موجود ہے انھوں نے کہا کہ اب میں اس کے ساتھ کیا کروں جانے دو اللہ نے اسے اسلام کی ہدایت دیدی، طلیحہ نے مکے آکر عمرہ ادا کیا اور پھر عمرؓ کے خلیفہ ہونے کے بعد ان کی بیعت کرنے آیا۔ عمرؓ نے اس سے کہا تم عکاشہ اور ثابت کے قاتل ہو بخدا میں کبھی تم کو پسند نہیں کر سکتا۔ طلیحہ نے کہا امیر المؤمنین آپ ان دو شخصوں کا کیا غم کرتے ہیں جن کو اللہ نے میرے ہاتھوں شہادت کی کرامت عطا فرمائی اور مجھے ان کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا۔ عمرؓ نے اس سے بیعت لے لی اور کہا اے مکار! اب بھی کچھ کہانت کی قوت باقی ہے؟ اس نے کہا اب میں بوڑھا ہو گیا اب کچھ قوت باقی نہیں رہی۔ ان کے پاس سے وہ اپنی قوم کی قیام گاہ کی طرف آیا اور پھر وہاں عراق جانے تک مقیم رہا۔

ھوازن، سلیم اور عامر کا ارتداد

سہل اور عبداللہ سے مروی ہے کہ بنی عامر اس سوچ میں تھے کہ اس فتنہ ارتداد میں کیا طریقہ اختیار کریں اور اس انتظار میں کہ اسد اور غطفان کیا کرتے ہیں؟ جب ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا تو اس وقت بنی عامر اپنے عام

اور خواص کے ساتھ علیحدہ ہو کر یہ تماشہ دیکھ رہے تھے، قرۃ بن ہبیرہ بنی کعب اور ان کے متعلقین کے ساتھ اور علقمہ بن علاثہ بنی کلاب اور ان کے متعلقین کے ساتھ مورچہ زن تھے، علقمہؓ کا واقعہ یہ ہوا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہی میں اسلام لا کر مرتد ہو گیا تھا اور طائف کے فتح ہو جانے کے بعد شام چلا گیا تھا رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہ بہت تیزی سے عرب واپس آیا اور بنی کعب میں اس نے مقابلے کے لیے چھاؤنی قائم کی مگر اب تک وہ مذبذب تھا کہ کیا کرے، اس کی اطلاع ابوبکرؓ کو ملی انھوں نے قعقاع بن عمرو کی امارت میں ایک لشکر اس کے مقابلے پر روانہ کیا اور قعقاع سے کہا کہ تم جا کر علقمہ بن علاثہ پر اچانک حملہ کر دو تم اسکو زندہ گرفتار کر کے میرے پاس لانا یا قتل کر دینا آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر کپڑا پھٹ جائے تو اس کی اصلاح یہ ہے کہ اسے اچھی طرح سی دیا جائے لہذا اس مہم کو کامیاب بنانے میں جو تم سے ہو سکے وہ کرنا۔

علقمہ کا قبول اسلام

قعقاع اپنی مہم کے ساتھ چلے اور انھوں نے علقمہ پر اچانک حملہ کر دیا جبکہ وہ پانی کے ایک چشمے پر مقیم تھا۔ علقمہ کے احتیاط کی یہ حالت تھی کہ وہ ہر وقت ایک پاؤں پر کھڑا رہتا تھا اس لیے حملہ ہوتے ہی وہ اپنے گھوڑے کی طرف لپکا، حملہ آور بھی اسی کے پیچھے دوڑے مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آ سکا اس کے اہل و عیال نے اطاعت قبول کر لی، اس کی بیوی، بیٹیاں دوسری عورتیں اور وہ مرد جو وہیں رہ گئے تھے، بالکل بدل گئے اور انھوں نے قعقاع سے اسلام کی وجہ سے اپنے آپ کو بچا لیا۔ قعقاع ان کو ابوبکرؓ کے پاس لے آئے اس کے بیٹے اور بیوی نے کہا کہ ہم نے علقمہ کو نہیں بلایا ہم تو اپنے وطن میں مقیم تھے اور ہم نے اسے کوئی اطلاع بھی نہیں بھیجی اس نے جو کچھ کیا ہم اس کے کسی بھی طرح ذمہ دار نہیں ہیں۔ ابوبکرؓ نے ان کو چھوڑ دیا۔ پھر خود علقمہ بھی اسلام لے آیا اور ابوبکرؓ نے اس کے اسلام کو تسلیم کر لیا۔

اہل بزاخہ کا دوبارہ اسلام میں داخل ہونا

اہل بزاخہ کے بعد عامر نے کہا کہ ہم پھر اس دین میں داخل ہو جاتے ہیں جس کو ہم نے چھوڑ دیا تھا۔ خالدؓ نے ان سے بھی انھیں شرائط پر بیعت لی جو انھوں نے اہل بزاخہ سے جس میں اسد، غطفان اور طے شامل تھے بیعت لی تھی۔ اور ان سب نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر اطاعت قبول کر لی۔ خالدؓ نے اسد، غطفان، ہوازن، سلیم اور طے سب پر یہ شرط لازم کی کہ وہ ان تمام لوگوں کو جنھوں نے ارتداد کے زمانے میں اپنے علاقے کے مسلمانوں کو جلایا تھا اور ان کے جسموں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا تھا اور مظالم کیے تھے ان کے حوالے کر دیں اس معاملے میں انھوں نے کسی عذر کو نہیں مانا، ان قبائل نے اپنے ان تمام لوگوں کو خالدؓ کے حوالے کر دیا۔

مسلمانوں پر مظالم ڈھانے والوں سے بدلہ

خالدؓ نے ان قبائل کے اسلام کو قبول کر کے ان کو چھوڑ دیا البتہ انھوں نے قرۃ بن ہبیرہ اور اس کے چند ساتھیوں کو قید کر لیا۔ اور جن لوگوں نے مسلمانوں پر مظالم کیے تھے ان کے اعضا قطع کروائے ان کو جلایا، سنگسار کیا اور بعض کو پہاڑوں پر سے گرا دیا، اور بعض کو کنوؤں میں ڈال کر تیروں سے چھلنی کر دیا۔ قرۃ اور دوسرے قیدیوں کو خالدؓ نے ابوبکرؓ کے پاس روانہ کیا اور کہا کہ بنی عامر اسلام سے روگردانی اور انتظار کے بعد پھر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں جن قبائل سے میری جنگ ہوئی یا جن سے جنگ کے بغیر مصالحت ہوئی میں نے ان سب پر یہ شرط لازم کی ہے کہ جب تک وہ

ان تمام لوگوں کو میرے حوالے نہ کر دیں جنہوں نے مسلمانوں پر ظلم کیے تھے، اس وقت تک میں ان سے صلح نہیں کروں گا۔ انھوں نے میری شرط مان لی اور ایسے تمام مجرموں کو میرے حوالے کر دیا، میں نے ان کو مختلف قسم کا عذاب دے کر قتل کر ڈالا۔ البتہ قرۃ اور اس کے ساتھیوں کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔

نافع سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے اس خط کے جواب میں خالدؓ کو لکھا جو کچھ تم نے کیا اور جو کامیابی تم کو حاصل ہوئی اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے تم اپنے ہر کام میں اللہ سے ڈرتے رہو فان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون (اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے اور نیکی کرتے ہیں) تم اللہ کے اس کام میں پوری جدوجہد کرو سستی نہ کرنا اور جس کسی ایسے شخص پر جس نے مسلمانوں کو قتل کیا ہو تمھارا قابو چل جائے اسے تم بے دریغ قتل کر کے دوسرے کے لیے باعث عبرت بنانا، اور جس شخص نے اللہ کی مخالفت کی ہو اور تم اس کو قتل کر دینے میں اسلام کی بھلائی سمجھتے ہو تو بے دریغ اسے بھی قتل کر دینا۔

خالدؓ کا کفار کو سزا دینا

خالدؓ ایک مہینہ تک بزاخہ میں ٹھہرے رہے اور اس قسم کے لوگوں کی تلاش میں ہر طرف چھاپے مار کر ان کو گرفتار کرتے رہے، ان میں سے بعض کو انھوں نے جلا دیا، بعض کو ہاتھ پاؤں باندھ کر کنوؤں میں ڈال دیا، بعض کو سنگسار کر دیا اور بعض کو پہاڑوں پر سے گرا کر مار ڈالا قرۃ اور اسکے ساتھی گرفتار کر کے لائے گئے۔ مگر ان کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا گیا جو عیینہ اور اسکے ساتھیوں کے ساتھ کیا گیا کیونکہ ان کی حالت ان سے مختلف تھی اور نہ انھوں نے وہ حرکتیں کی تھیں جو عیینہ نے کی تھیں۔

ام رمل سلمی کافرہ سے جنگ

سہل اور ابو یعقوب سے مروی ہے کہ غطفان کے شکست خوردہ اور مفرور لوگ ظفر آئے۔ یہاں ام رمل سلمی، مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیٹی رہتی تھی جو کہ شکل میں اپنی ماں ام قرفہ بنت ربیعہ بن خلان بن بدر سے بالکل ملتی جلتی تھی، ام قرفہ مالک بن حذیفہ کی بیوی تھی اور اس کے بطن سے مالک کی اولاد قرفہ، حکمہ، جُراشہ، زمل، حصین، شریک عبد، زفر، معاویہ، حملہ، قیس اور لایا پیدا ہوئے ان میں سے حکمہ کو رسول اللہ نے اُس روز قتل کرنے کا حکم دیا تھا جس روز عُیینہ بن حِصن نے مدینے کے مویشیوں پر غارتگری کی تھی۔ لہٰذا ابوقتادہ نے حکمہ کو قتل کر دیا۔ غرضیکہ یہ تمام مفرور سلمیٰ کے پاس جو عزت میں اپنی ماں جیسی تھی جمع ہو گئے اس کے پاس اُم قرفہ کا اونٹ بھی تھا، یہ سب لوگ اس کے یہاں ٹھہرے اس نے ان لوگوں کو ان کی شکست پر غیرت دلائی اور جنگ کا حکم دیا اور پھر خود بھی قبائل میں گھوم گھوم کر ان کو خالدؓ کے مقابلے کے لیے اکسایا اس طرح ایک بڑی جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی اور اب وہ پھر جنگ کے لیے تیار ہوئے، ہر جانب سے بھٹکے ہوئے لوگ اُس کے پاس آ گئے، اس سے قبل ام قرفہ کی زندگی میں یہ قید ہو کر عائشہؓ کے حصہ میں آئی تھی آپؐ نے اسے آزاد کر دیا تھا یہ اُن کے پاس عرصے تک رہی پھر اپنی قوم میں چلی آئی۔

ایک مرتبہ رسول ﷺ عائشہؓ کے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ تم میں سے ایک حوب کے کتوں کو بھونکائے گی، سلمیٰ نے مرتد ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی اس بات کو پورا کیا اور اپنے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے آمادہ ہوئی اس کے لیے لوگوں کو جمع کرنے کے لیے اس نے ظفر سے دواب تک کے علاقے میں کئی بار چکر لگائے اور ان قبائل غطفان،

ہوازن، سلیم، اسد اور طے کے وہ تمام لوگ جو جنگ سے بھاگ کر بے یار و مددگار مصیبت کے دن بسر کر رہے تھے اس کے پاس ایک اور کوشش کے لیے جمع ہو گئے۔

دشمن کو شکست

خالدؓ کو اس کی اطلاع ہوئی وہ اس وقت مجرموں کی گرفتاری، زکوۃ کی وصولی، دعوت اسلام اور لوگوں کی تسکین میں منہمک تھے، اس عورت کے مقابلے پر بڑھے اب تک اس کی شوکت اور طاقت بہت بڑھ چکی تھی اور اس کا مقابلہ اب آسان کام نہیں رہا تھا۔ خالدؓ اس کی جماعتوں سے مقابلہ کرنے کے لیے فروکش ہو گئے، نہایت شدید اور خونریز جنگ ہوئی وہ جنگ کے وقت اپنی ماں کی شان کی طرح اس کے اونٹ پر سوار اپنی فوج کو لڑا رہی تھی اس روز بنی غنم کے خاص خاندان اور ہاریہ اور غنم کے خاندان کے خاندان صاف ہو گئے اور مارے گئے۔ کاہل کے کئی آدمی کام آئے۔ یہ بھی بہت زیادہ جانبازی سے جنگ میں لڑے تھے، آخر کار خالدؓ کے شہ سواروں نے اس اونٹ پر حملہ کر کے اسے ذبح کیا اور سلمیٰ کو قتل کر ڈالا، اس کے اونٹ کے گرد تقریباً سو آدمی مارے گئے، دشمن کو مکمل طور پر شکست ہوئی، خالدؓ نے ابوبکرؓ کو اس فتح کی خوشخبری بھیجی جو مدینے میں قرۃ کے آنے کے بیس راتوں کے بعد موصول ہوئی۔

فجاۃ کے قتل کا واقعہ

سہل اور ابو یعقوب سے مروی ہے کہ جواء اور ناعر کا واقعہ یہ ہوا کہ فجاۃ ایاس بن عبد یالیل ایک دن ابوبکر کے پاس آیا اور ان سے درخواست کی کہ آپ اسلحہ سے میری مدد کریں اور پھر مرتدین کی جس جماعت کے مقابلے پر چاہیں بھیجدیں۔ ابوبکر نے اسے اسلحہ دے دیا اور ہدایات بھی دیں مگر اس نے ان کے حکم سے سرتابی کی اور مسلمانوں کے خلاف ہو گیا۔ اپنے مقام سے چل کر حملہ کرنے جو آیا یہاں سے اس نے بنی الشرید کے بن ابی المیثاء کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ سلیم، عامر اور ہوازن کے ہر مسلمان پر غارتگری کرنے لگا، ابوبکر کو اس کی اطلاع ہوئی۔ انھوں نے طریفہ بن حاجز کو حکم دیا کہ تم تیار ہو کر اس کے مقابلے پر جاؤ۔ نیز انھوں نے عبداللہ بن قیس الجاسی کو طریفہ کی مدد کے لیے روانہ کیا، یہ دونوں کے مقابلے کے لیے چلے اور تلاش کر کے اس کے قریب پہنچے اس نے ان دونوں سے کنائی کاٹنا شروع کی اور بچنا چاہا مگر انھوں نے جواء پر اسے لڑنے کے لیے مجبور ہی کر دیا۔ جنگ ہوئی نجبہ مارا گیا، فجاۃ بھاگا مگر طریفہ نے لپک کر اسے زندہ گرفتار کر لیا اور ابوبکر کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ ابوبکر کے پاس پہنچا انھوں نے اس کے لیے مدینے کی عیدگاہ میں آگ کا بہت بڑا الاؤ روشن کیا اور ہاتھ پاؤں باندھ کر اس میں زندہ جھونک ڈال دیا۔

فجاہ کے قتل سے متعلق دوسری روایت

فجاۃ کے متعلق عبداللہ بن ابی بکر سے جو روایت منقول ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ بنی سلیم کا ایک شخص فجاۃ ایاس بن عبداللہ بن عبد یالیل بن عمیرہ بن خفاف ابوبکر کے پاس آیا اور اس نے کہا، کہ میں مسلمان ہوں میں مرتدوں سے جہاد کرنا چاہتا ہوں آپ سواری اور اسلحہ سے میری مدد کیجئے۔ ابوبکر نے اس کی درخواست مان لی اسے سواری اور اسلحہ دیا۔ یہ وہاں سے چل کر اب مفصلات میں پہنچا وہاں جو مسلم یا مرتد اس کے سامنے آیا اس نے اس سے مال وصول کرنا شروع کیا جس نے انکار کیا اسے قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ بنی الشرید کا نجبہ بن ابی المیثاء بھی تھا ابوبکر کو اس کی اطلاع ملی انھوں نے طریفہ بن حاجز کو لکھا کہ دشمن خدا فجاۃ نے مجھے آ کر دھوکہ دیا کہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مجھ سے درخواست کی

کہ مرتدین سے جہاد کے لیے اس کی مدد کروں میں نے اسے سواری دی اور سلحہ دیا۔ مجھے یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ یہ اللہ کا دشمن مسلمانوں اور مرتدین سے مال وصول کر رہا ہے او جو اس کی مخالفت کرتا ہے اسے قتل کر دیتا ہے۔ لہذا اپنے ساتھ مسلمانوں کو ساتھ لے کر جاؤ اور اسے قتل کر دو یا زندہ گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو۔ طریقہ بن حاجز ان کے مقابلے پر گئے مقابلہ ہوا مگر پہلے صرف تیروں سے مقابلہ ہوا۔ ایک تیر بخبہ کے لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ فجاۃ نے جب مسلمانوں کی شجاعت اور ثابت قدمی دیکھی تو وہ ڈر گیا اس نے طریقہ سے کہا کہ اس کام کے تم مجھ سے زیادہ حقدار نہیں ہو تم بھی ابوبکر کے مقرر کردہ امیر ہو اور میں بھی اس کا امیر ہوں۔ طریقہ نے کہا اگر سچے ہو تو ہتھیار رکھ دو اور میرے ساتھ ابوبکر کے پاس چلو۔ فجاء طریقہ کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا جب دونوں ابوبکر کے پاس آئے ابوبکر نے طریقہ بن حاجز کو حکم دیا کہ اسے بقیع میں لے جا کر آگ سے جلا ڈالو۔ طریقہ اسے عیدگاہ لائے آگ جلائی اور اس میں اسے زندہ جلا دیا۔

ابوشجرہ عمرؓ فاروقؓ کے دربار میں

عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ قبیلہ سلیم بن منصور کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے بعض مرتد ہو گئے تھے اور بعض اپنے امیر بنی حارثہ کے معن بن حاجز کے ساتھ جن کو ابوبکر نے مقرر کیا تھا اسلام پر قائم تھے، جب خالدؓ بن ولید طلیحہ کے مقابلے پر گئے، ابوبکر نے معن کو لکھا کہ بنی سلیم میں سے جو لوگ اب تک اسلام پر قائم ہوں تم ان کو لے کر خالدؓ کے ساتھ جاؤ، معن اپنے مقام پر اپنے بھائی طریقہ بن حاجز کو مقرر کر کے خالدؓ کے ساتھ چلے تھے۔ بنی سلیم میں سے ابوشجرہ بن عبدالعزی خنساء کا بھائی بھی مرتد ہو گیا تھا جس کا اس نے اپنے اشعار میں بھی فخریہ اظہار کیا ہے مگر پھر یہ اسلام لے آیا اور سب کے ساتھ اس نے بھی اونٹنی بنی قریظہ کے فراز میں بٹھائی پھر وہ عمر کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ اس وقت مساکین کو صدقہ دے رہے تھے اور اسے عرب کے فقراء میں تقسیم کر رہے تھے اس نے کہا امیر المؤمنین مجھے عطا کیجئے کیونکہ میں حاجت مند ہوں۔ عمر نے پوچھا تم کون؟ اس نے کہا میں ابوشجرہ بن عبدالعزی سلمی ہوں۔ عمر نے اسے دشمن خدا کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا ہے

فرویت من كتيبة خالد

وانى لارجو بعدها ان اعمرا

ترجمہ: میں نے اپنے نیزے کو خالدؓ کے دستے سے سیراب کیا اور اب
میں توقع رکھتا ہوں کہ عمر کی خبر لونگا۔

یہ کہہ کر عمرؓ اس کے سر پر درہ مارنے بڑھے مگر وہ بھاگ گیا اور اپنی اونٹنی کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور پھر وہ حرہ شوران کے راستے سے بنی سلیم کے پاس پہنچا اور بعد میں اپنے اشعار میں عمر کے اس طرز عمل کی شکایت کی اور ان کی ہجو لکھی۔

بنی تمیم اور سجاح بنت الحارث بن سوید کا واقعہ

بنی تمیم کا واقعہ یہ ہوا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو اس سے پہلے آپ اپنے عاملوں کو بنی تمیم میں مقرر کر کے بھیج چکے تھے، زبرقان بن بدر، رباب عوف اور ابناء کے عامل تھے، قیس بن عاصم مقاعس اور ان کے متعلقہ خاندانوں کے عامل تھے، صفوان بن صفوان اور سبرہ بنی عمرو، عمرہ کے عامل تھے، یہ بھدیٰ پر تھے اور خضم پر تھے یہ دونوں بنی تمیم کے قبیلے ہیں۔ وکیعؓ بن مالک اور مالکؓ بن نویرہ بنی حنظلہ کے عامل تھے، ایک بنی مالک اور دوسرا یربوع کا عامل تھا۔ صفوان کو جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی وہ بنی عمرو اپنے علاقے اور سبرہ کے علاقے کے صدقات کا مال لے کر ابوبکر کے پاس چلے آئے۔ سبرہ اپنی قوم میں رباب کے ہنگامے کی وجہ سے ٹھہرے ہوئے تھے۔ قیس خاموش بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے کہ زبرقان کیا کرتے ہیں؟ کیونکہ وہ قیس سے ناراض تھے جب کبھی قیس نے ان سے خوشگوار تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی زبرقان نے ان کی کوششوں کو ناکام کر دیا ان کو کامیاب نہ ہونے دیا اس لیے اس موقع پر قیس انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں زبرقان کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں تاکہ وہ ان کی مخالفت کریں، اب جب انھوں نے دیکھا کہ زبرقان نے اب تک اپنا عندیہ ظاہر نہیں کیا ہے تو قیس نے کہا ابن العکلیہ کا برا ہو انھوں نے میرے منصوبے کو خاک میں ملا دیا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں اگر میں ابوبکر کی اتباع کرتا ہوں اور ان کو صدقات کا مال لے جا کر دوں وہ اسے بنی سعدؓ میں خرچ کر ڈالیں گے اور پھر زبرقان ان قبائل میں مجھے رسوا کریں گے اور اگر خود میں ان صدقات کو بنی سعدؓ میں خرچ کر دوں تو وہ ابوبکر کے پاس مجھے رسوا کر دیں گے۔

آخر کار بہت سوچ بچار کر کے قیس نے یہی فیصلہ کیا کہ ان صدقات کو وہ مقاعس اور ان کے دوسرے متعلقہ خاندانوں میں تقسیم کر دیں۔ انھوں نے اس پر عمل کیا مگر زبرقان نے وفاداری اختیار کی اور وہ صفوان کے پیچھے ہی رباب ،عوف اور ابناء کے صدقات کا مال لے کر مدینہ آ گئے اور ایک شعر میں انھوں نے قیس کے طرز عمل پر اعتراض کیا ان کے جانے کے بعد قبائل کا انتظام درہم برہم ہو گیا، ہر طرف کفر وارتداد پھیل گیا اور ہر شخص کو اپنی فکر ہونے لگی مگر اس کے بعد قیس اپنے فعل پر نادم ہوئے اور جب علاء بن الحضرمیؓ ان کے قریب آئے وہ اپنے علاقے کے صدقات کا مال وصول کر کے اسے ان کے پاس خود لے کر آ گئے اور خود بھی پھر ان کے ساتھ جہاد کے لیے چلے گئے۔

اس ہنگامے میں عوف اور ابناء بطون سے الجھے رہے اور رباب مقاعس سے دست و گریباں رہے۔ اسی طرح خضم مالک کے ساتھ اور بھدی یربوع کے ساتھ لڑتے رہے اس وقت خضم پر سبرہ بن عمرو صفوان کے جانے کے بعد عامل تھے، حصین بن یار بھدی اور ابناء کے عامل تھے، عبداللہ بن صفوان ضبہ کے، عصیماء بن ابیرہ، عبد مناۃ کے بنی غنم کے عوف بن البلاد بن خالدؓ الجشی عوف اور ابناء کے عامل تھے، بطون پر سعر بن خفاف تھے، ثمامہ بن اثال بنی تمیم سے ان کی امداد کے لیے آیا کرتے تھے مگر جب یہ فتنہ ظاہر ہوا یہ سب کے سب اپنے اپنے خاندانوں کو چلے گئے اس سے ثمامہ بن اثال کو سخت نقصان پہنچا البتہ جب عکرمہ ان کے پاس آئے تو انھوں نے ثمامہ کو جنگ پر ابھارا مگر پھر بھی وہ کچھ نہ کر سکے۔

تمام بنی تمیم کے علاقے کا یہی حال تھا کہ ہر ایک کو اپنی پڑی ہوئی تھی وہ باہمی دگر دست و گریبان تھے ان میں جو مسلمان تھے ان کا واسطہ ان لوگوں سے تھا جو اب تک تذبذب میں تھے کہ کس کا ساتھ دیں اسی حالت میں سجاح بنت الحارث جزیرے سے ان کے پاس پہنچی، یہ اور اس کا خاندن بنی تغلب میں تھا، ربیعہ کے بعض خاندانوں پر اس کی سیادت تھی، اس کے ہمراہ ہذیل بن عمران بنی تغلب کے ساتھ، عقہ بن ہلال نمر کے ساتھ زیاد بن خلان ایاد کے ساتھ اور سلیل بن قیس شیبان کے ساتھ تھے۔ ایک طرف تو پہلے سے خود ہی ان قبائل میں خلفشار اور بدنظمی پھیلی ہوئی تھی دوسری طرف سے سجاح اور اس کے ساتھی سردار کی جماعت کے ساتھ ان پر چڑھ آئے یہ واقعی بڑی پریشانی کی بات تھی جس میں یہ سب مبتلا ہو چکے تھے۔

سجاح کا دعوی نبوت اور بعض قبائل سے مصالحت

سجاح بنت الحارث بن سوید بن عقفان اور اس کے دادا اعقفان کی اولاد بنی تغلب میں سے تھے اس نے قبیلہ بنو تغلب میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جزیرہ میں اپنی نبوت کا دعوی کیا۔ ہذیل نصرانیت کو چھوڑ کر سجاح کا مرید ہو گیا۔ یہ سردار اس کے ساتھ مل کر ابوبکر سے لڑنے کے لیے آئے۔ جب وہ حزن پہنچی تو اس نے مالک بن نویرہ کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور اسے صلح کی دعوت دی ہے اس نے قبول کر لیا اور اس درخواست کی وجہ سے مالک بن نویرہ اس کے مقابلے اور لڑائی سے باز رہا اور اس نے سجاح کو بنی تمیم کے قبیلوں سے لڑنے پر ابھارا۔ سجاح نے کہا کہ ہاں یہ تجویز مناسب ہے۔ لہذا خود تم اس پر عمل کرو میں خود بنی یربوع کی ایک عورت ہوں اگر حکومت مل گئی تو یہ انھیں کی ہوگی۔ اس کے بعد اس نے بنی مالک بن حنظلہ سے خط و کتابت شروع کی اور ان کو صلح کرنے اور اپنی حمایت کرنے کی دعوت دی۔ عطارد بن حاجب اور بنی مالک کے تمام سردار اپنے علاقے کو چھوڑ کر بھاگے اور اسی حالت میں وہ بنی العنبر میں آ کر سبرہ بن عمرو کے یہاں ٹھہرے۔ اس معاملے میں وکیع نے جو طرز عمل اختیار کیا تھا وہ اس کو پسند نہیں کرتے تھے اسی طرح بنی یربوع کے سردار مالک کے طرز عمل سے بیزار ہو کر اپنے علاقے کو چھوڑ کر بنی مازن میں حصین بنی تیار کے پاس چلے آئے۔

سجاح اور اسکے حامیوں کی حملے کی تیاریاں

سجاح کے قاصد مصالحت اور مشارکت کی دعوت دینے بنی مالک کے پاس آئے وکیع نے اس دعوت کو قبول کر لیا اس طرح اب وکیع، مالک اور سجاح تینوں کی رائے ایک ہو گئی۔ اور انھوں نے اب آپس میں مصالحت اور معاہدہ کر کے سب سے لڑنے کی ٹھان لی اور اب اس پر گفتگو شروع ہوئی کہ خصم بھدی، عوف، ابناء اور رباب میں سے کس قبیلے سے جنگ کی ابتداء کی جائے۔ البتہ قیس کو انھوں نے اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ وہ اب تک تذبذب میں تھے اور اس لیے ان کو اس بات کی توقع تھی کہ قیس ان سے مل جائیں گے اس موقع پر سجاح نے الہامی پیرایہ میں یہ جملے کہے:

سواریاں تیار رکھو، غارتگری کے لیے تیار ہو جاؤ، پھر رباب پر غارتگری کر دو کیونکہ ان کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔

ضبہ اور عبد مناۃ کا سجاح سے مقابلہ

سجاح اپنے مقام سے بڑھ کر انقار آ کر ٹھہری گئی اور اس نے بنی تمیم کے متعلق کہا کہ یہ حجاز کا میدان ہے، اور رباب میں اگر کوئی آفت آ جائے تو وہ ضرور دجانی اور دہانی جا کر پناہ گزیں ہونگے۔ اس لیے مناسب ہے کہ تم میں سے

کوئی جا کر پہلے سے ان مقامات پر قبضہ کر لے۔ چنانچہ مالک بن نویرہ نے بڑھ کر دجانی پر قبضہ کر لیا۔ رباب کو اس کا پتہ چلا تو ان کے تمام قبائل ضبہ اور عبد مناۃ سجاح کے مقابلے کے لیے جمع ہو گئے۔ وکیع اور بشر کا بنی ضبہ کے بنی بکر سے مقابلہ ہوا۔ قبیلہ ثعلبہ بن سعدؓ بن ضبہ سے عقہ اور عبد مناۃ سے ھذیل کا مقابلہ ہوا۔ وکیع اور بشر کی بنی ضبہ کے بنی بکر سے جنگ ہوئی جس میں ان دونوں کو شکست فاش ہوئی۔ سماعہ، وکیع اور قعقاع گرفتار کر لیے گئے اور ان کے بے شمار آدمی مارے گئے، اس موقع پر قیس بن عاصم کو اپنے تردد پر افسوس ہوا۔ اور ان کو محسوس ہوا کہ ان کا طرز عمل مناسب نہ تھا اپنے بعض شعروں میں انھوں نے اپنی ندامت کا اعتراف کیا۔

سجاح اور وکیع کے مابین معاہدہ کالعدم

اس کے بعد سجاح، ہذیل اور عقہ بنی بکر اس معاہدے سے پلٹ گئے جو سجاح اور وکیع کے مابین ہوا تھا۔ عقہ بشر کا ماموں تھا۔ سجاح نے کہا کہ رباب کے پاس جاؤ وہ تم سے صلح کر لیں گے۔ میرے قیدیوں کو رہا کر دیں گے، بس تم ان کے مقتولوں کی دیت ادا کر دینا اور ان کے اس طرز عمل کا خوشگوار اثر دوسروں پر بھی پڑے گا۔ چنانچہ ضبہ نے ان کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور اپنے مقتولین کی دیت لے لی۔ حملہ آور ضبہ کے علاقے سے چلے گئے۔ اس واقعے کے متعلق قیس نے چند شعر کہے جس میں ضبہ کے اس طرح دب کر صلح کر لینے پر ان کی مذمت کی اور ان کو غیرت دلائی اور اپنے عندیہ کا اظہار کر دیا کوئی عمری، سعدی یا ربی سجاح کی دعوت میں شریک نہیں ہوا تھا اور نہ خود ان لوگوں نے کبھی یہ امید کی کہ ان قبائل میں سے کوئی ان کا ساتھ دے گا البتہ قیس کے متعلق ان کو امید تھی کہ وہ ہمارا ساتھ دے گا مگر جب اس نے اپنے عندیہ کا اظہار اس موقع پر ضبہ کو غیرت دلا کر کر دیا اور اپنی روش پر ندامت کا اظہار کر دیا تو وہ اس کی طرف سے بھی مایوس ہو گئے۔ حنظلہ میں سے صرف وکیع اور مالک نے سجاح کی موافقت اختیار کی تھی اس معاہدے کے ساتھ کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور آپس میں آمدورفت رکھیں گے اسی بات کا اظہار اصم التیمی نے فخریہ طور پر اپنے چند شعروں میں کیا ہے۔

سجاح ''نبیج'' کے مقام پر

جزیرے کے لشکر کے ساتھ سجاح اپنے مقام سے بڑھ کر نباج پہنچی، اوس بن خزیمۃ الہجیمی نے بنی عمرو کے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کی حمایت میں لڑنے آ گئے ان سب پر غارتگری کی۔ ہذیل گرفتار کر لیا گیا، بنی مازن کے قبیلہ بنی دیر کے ناشرہ نے اس کو گرفتار کیا، عقہ کو عبدۃ نے گرفتار کر لیا۔ پھر دونوں فریق جنگ سے اس شرط پر باز آ گئے کہ قیدیوں کو واپس کر دیں۔ سجاح وغیرہ ان کے ہاں سے چلی جائیں اور ان کے علاقے سے نہ گذریں، اس شرط کو سجاح نے مان لیا۔ حملہ آوروں نے ان کے قیدی رہا کر دیئے مگر ان لوگوں نے سجاح اور اس کے ساتھیوں سے شرائط صلح کو پورا کرنے کے لیے ضمانت لے لی تھی۔ جسے انھوں نے پورا کر دیا۔ مگر ہذیل کے دل میں اس مازنی کے خلاف دشمنی کی گرہ لگ گئی جس نے اس کو گرفتار کیا تھا۔ چنانچہ عثمان بن عفان کے قتل کے بعد اس نے جماعت کو اکٹھا کر کے سفار پر جہاں بنی مازن مقیم تھے، غارتگری کی، بنی مازن نے اس کو قتل کر دیا اور سفار کے مقام پر پھینک دیا۔

سجاح کا مسیلمہ کی طرف رخ

جب ہذیل اور عقہ دشمن کے پنجے سے رہائی پا کر سجاح کے پاس واپس آئے اور اہل جزیرہ کے دوسرے سردار

بھی جمع ہوئے انھوں نے سجاح سے کہا کہ مالک اور وکیع نے اپنی قوم سے صلح کر لی ہے اب وہ ہماری مدد نہیں کر سکتے اور اب وہ اس بات کو گوارا نہیں کرتے کہ ہم ان کے علاقے سے گذر سکیں اسی طرح ان قبائل نے بھی ہم سے شرط کی ہے کہ ہم ان کے علاقے سے نہ گذریں لہذا اب آپ ہمیں کیا حکم دیتی ہیں؟ اس نے کہا یمامہ چلو اہل یمامہ کی شوکت بھی زیادہ ہے اور مسیلمہ کی بات بڑھ چکی ہے۔ اس کے بعد اس نے الہامی لہجے میں کہا:

''یمامہ چلو، کبوتر کی طرح اڑتے ہوئے۔ یہ لڑائی فیصلہ کن ہوگی اس کے بعد تم پر کوئی ملامت نہیں رہے گی''

سجاح اور مسیلمہ کی باہمی صلح

سجاح اور اس کی جماعت بنی حنیفہ کی طرف چلی۔ مسیلمہ کو اس کی اطلاع ہوئی، اس سے وہ پریشان ہو گیا اور ڈرا کہ اگر وہ اس وقت سجاح سے الجھ جائے گا تو ثمامہ حجر پر ات زیر کر لے گا یا شرحبیل بن حسنہ یا گرد کے دوسرے قبائل اسے زیر کر لیں گے اس خوف سے خود اس نے سجاح کو تحائف بھیجے اور درخواست کی کہ آپ مجھے امن دیں تا کہ میں پھر خود آپ کے پاس آؤں، سجاح کی فوجیں مختلف چشموں پر ٹھہر گئیں اس نے مسیلمہ کو اپنے پاس بلایا اور اسے امان دی۔ مسیلمہ، بنی حنیفہ کے چالیس آدمیوں کے ساتھ سجاح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سجاح ایک راسخ العقیدہ عیسائی تھی اور بنی تغلب کے مشرب نصرانیت سے واقف تھی۔

دو کاذب نبیوں کی ہرزہ سرائی

مسیلمہ نے اس سے کہا کہ اگر زمین برابر تقسیم کی جائے تو آدھی زمین ہماری اور آدھی قریش کی ہوتی۔ لہذا اب قریش کا حصہ بھی اللہ نے تم کو دیدیا ہے تم اسے بخوشی قبول کر لو، سجاح نے کہا یہ آدھی زمین صرف ان کا حق ہے جو اللہ کے مطیع ہیں تم اس نصف کو ان سواروں کو دیدو جو تمہارے سامنے صف بستہ ہیں اور وہ خون کے پیاسے ہیں۔ مسیلمہ نے کہا اللہ نے جس کی بات چاہی سنی، اور جس نے خیر طلب کی اللہ نے اسے خیر عطا کی اور اس کی بات حسب مراد بڑھتی چلی گئی۔ تمہارے رب نے تم کو دیکھا، تم پر سلامتی بھیجی اور وحشت کو تم سے دور کر دیا، اور آخرت کے دن وہ تم کو دوزخ کی آگ سے بچا کر ہمیشہ کی زندگی عطا فرمائے گا۔ نیک لوگوں کی دعائیں ہمارے لیے ہیں جو نہ بدبخت ہیں، نہ بدکار، جو تمام رات اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ اور یہ سب تمہارے بزرگ رب کے لیے ہے جو بادلوں اور بارشوں کا مالک ہے۔

اسنے یہ بھی کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ ان کے چہرے خوبصورت ہو گئے ہیں اور ان کے بشرے نورانی ہو گئے ہیں اور ان کے ہاتھ نماز کے لیے بندھ گئے ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ تم عورتوں سے مباشرت نہ کرو، شراب نہ پیو، بلکہ اے نیک گروہ! تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن کھانا کھاؤ، سبحان اللہ جب حیات جاودانی ملے گی تب تم جس طرح پیاسا زندگی بسر کرنا اور اللہ کی طرف جانا، اگر رائی کا دانہ بھی ہوا تو اس پر بھی کوئی گواہ ہوگا، وہ دلوں کے بھید سے واقف ہے اور بہت سے لوگ اس میں برباد ہو جائیں گے۔

کاذب نبی کی اولاد سے متعلق منصوبہ بندی کا قانون

مسیلمہ نے اپنی جماعت کے لیے یہ قانون بنایا تھا کہ جس کے کوئی ایک لڑکا ہوا جو اس کا وارث ہو سکے تو اسے لڑکے کے مرتے تک اپنی عورت سے مباشرت نہ کرنا چاہیے، البتہ اگر وہ مر جائے تو پھر اولاد کے خیال سے

مباشرت کر سکتا ہے اور اور پھر بیٹا ہو جائے تو علیحدگی اختیار کر لے۔ اس طرح اس نے ہر ایسے شخص کے لیے جس کا لڑکا ہو عورت سے مباشرت کو حرام کر دیا تھا۔

سجاح اور مسیلمہ ایک خیمہ میں

اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ جب سجاح مسیلمہ کے مقابل آئی اس نے مدافعت کے لیے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا، سجاح نے اس سے کہا کہ تم مجھ سے آ کر ملو، مسیلمہ نے کہا اس شرط پر کہ اپنے ساتھیوں کو ہٹا دو۔ سجاح نے خواہش کے مطابق عمل کیا۔ مسیلمہ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا ملاقات کے لیے ایک خیمہ نصب کرو پھر اس میں عود اور لوبان کی خوب دھونی دو تا کہ اس کی خواہش جماع میں تحریک پیدا ہو جب سجاح اس خیمے میں آ گئی مسیلمہ قلعے سے اتر آیا اور اس نے حکم دیا کہ دس آدمی یہاں پہرہ دیں اور دس اس طرف پہرہ پر کھڑے رہیں۔

مسیلمہ اور سجاح کی خلوت نشینی گفتگو

اسکے بعد مسیلمہ نے سجاح سے ملاقات کی اور اس کے ساتھ لیٹ گیا اور اس نے کہا بتاؤ تمہیں کیا الہام ہوا ہے؟ سجاح نے کہا بھلا عورتیں بھی ابتداء کرتی ہیں؟ ہاں تم کو جو الہام ہوا ہے، اس کے مطابق عمل کرو۔ مسیلمہ نے کہا'' کیا تم نے اپنے رب کو نہیں دیکھا کہ اس نے حاملہ عورت کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ اس کی پسلیوں اور آنتوں کے درمیان سے ایک جاندار بچہ پیدا کیا'' سجاح نے کہا اچھا پھر کیا مسیلمہ نے کہا مجھے الہام ہوا ہے اللہ نے عورت کو فرج بتایا ہے اور مردوں کو ان کا شوہر۔ ہم ان میں جس طرح چاہیں دخول کریں اور جب چاہیں نکال لیں تا کہ وہ ہمارے لیے اولاد جنیں۔ سجاح نے کہا میں اعلان کرتی ہوں کہ تم نبی ہو۔ مسیلمہ نے کہا تو پھر شادی کے لیے تیار ہو جا تا کہ میں اپنی اور تمہاری قوم کے ساتھ تمام عرب پر قبضہ کر لوں۔ سجاح نے کہا ہاں میں تیار ہوں۔ مسیلمہ نے چند فحش شعر پڑھے سجاح نے کہا میں ہر طرح تیار ہوں۔ مسیلمہ نے کہا ہاں مجھے بھی اُس کے متعلق الہام ہو چکا ہے۔ تین دن سجاح اس کے پاس رہی پھر اپنی قوم کے پاس آ گئی۔

سجاح کا کفریہ مہر

سجاح کی قوم نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا وہ حق پر ہیں اس لیے میں نے ان کی اتباع کی اور مسیلمہ سے شادی کر لی۔ انھوں نے پوچھا مسیلمہ نے تم کو کچھ مہر بھی دیا؟ اس نے کہا نہیں۔ انھوں نے کہا تم دوبارہ مسیلمہ کے پاس جاؤ، تمہاری جیسی عورت کے لیے یہ زیبا نہیں کہ بغیر مہر لیے لوٹ آئے۔ سجاح پھر مسیلمہ کے پاس آئی، جب مسیلمہ نے اسے آتا ہوا دیکھا اپنا قلعہ بند کر لیا اور پوچھا کیوں آئی ہے؟ اس نے کہا مجھے مہر تو دو۔ مسیلمہ نے پوچھا تمہارا موذن کون ہے؟ اس نے کہا شبث بن ربعی۔ اس نے کہا اسے میرے پاس بھیجو۔ شبث آیا۔ مسیلمہ نے اس سے کہا کہ اپنے ساتھیوں میں اعلان کر دو کہ مسیلمہ بن حبیب رسول اللہ (نعوذ باللہ) نے تمہارے لیے ان نمازوں میں سے جن کا محمد ﷺ نے حکم دیا ہے، دو نمازیں عشاء اور صبح کی معاف کر دیں۔ زبرقان بن بدر، عطارد بن حاجب اور ان جیسے اور لوگ سجاح کے ساتھیوں میں تھے۔

کلبی نے بیان کیا ہے کہ بنی تمیم کے مشائخ نے یہ بات بیان کی ہے کہ صحراء کے اکثر بنی تمیم ان دو وقتوں کی نماز نہیں پڑھتے۔

یہ مہر حاصل کر کے سجاح اپنے مصاحبین زبرقان، عطارد بن حاجب، عمرو بن الاہتم، غیلان بن خرشہ اور شبث بن ربعی وغیرہ کے ساتھ وہاں سے چلی گئی۔ عطارد نے اپنے ایک شعر میں فخریہ اس بات کو لکھا ہے کہ اور تمام لوگوں کے نبی مرد ہوئے مگر ہماری نبی عورت ہے۔

سمجھوتہ کی شرائط

مسیلمہ نے اس شرط پر سمجھوتہ کر لیا کہ وہ یمامہ کے محاصل میں سے نصف اسے دے گا، سجاح نے کہا مگر اس سال کی رقم تو میں اسی وقت لونگی۔ مسیلمہ نے یہ بات مان لی اور کہا کہ اس کام کیلئے اپنا کوئی آدمی چھوڑ جاؤ۔ البتہ آدھی رقم میں ابھی تم کو دیئے دیتا ہوں اور بقیہ رقم بعد میں بھیج دونگا۔ یہ کہہ کر وہ قلعے کے اندر آ گیا آدھی رقم اس نے سجاح کو بھجوا دی جسے لے کر وہ جزیرہ چلی آئی اور بقیہ نصف کی وصولی کے لیے اس نے ہذیل، عقہ اور زیاد کو مسیلمہ کے پاس چھوڑ دیا۔ یہ لوگ اطمینان سے مقیم تھے کہ اچانک خالدؓ بن ولید ان کے قریب پہنچے اور یہ لوگ وہاں سے منتشر ہو گئے۔

سجاح کا قبول اسلام

عرصے تک سجاح قبیلہ بنی تغلب میں مقیم رہی یہاں تک کہ امیر معاویہؓ کا عہد آیا اور جب تمام اسلامی ممالک میں بلا شرکت ان کی حکومت قائم ہو گئی تو انھوں نے بنی تغلب کو جزیرے سے منتقل کر دیا۔ حضرت علیؓ کے بعد جب عراق نے بھی معاویہؓ کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ معاویہؓ نے یہ عمل اختیار کیا کہ کوفہ میں علیؓ کے جو غالی شیعہ تھے، ان کو ان کے مکانات سے بے دخل کر کے ان کی جگہ اپنے شام، بصری اور جزیرہ کے غالی طرفداروں کو آباد کر دیا۔ انھیں لوگوں کو شہروں میں نواقل کہا جاتا ہے۔

اسی سلسلے میں معاویہؓ نے قعقاع بن عمرو بن مالک کو کوفہ سے فلسطین کے ایلیاء میں منتقل کیا۔ اس نے یہ درخواست کی کہ ان کے خاندانی مکانات میں ہی بنی عقفان کو ٹھہرایا جائے اور ان کو بنی تمیم کے ساتھ کر دیا جائے۔ معاویہ نے بنی تمیم کو جزیرے سے کوفے میں منتقل کر دیا و ران کو قعقاع اور اس کے آبائی مکانات میں سکونت پذیر کر دایا۔ سجاح بھی ان لوگوں کے ساتھ کوفہ گئی اور راسخ العقیدہ مسلمان ہو گئی۔

ابوبکرؓ کا بحرین کے لوگوں سے معاملہ

زبرقان اور اقرع ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ بحرین کا خراج آپ ہمیں لکھ دیں اور ہم اس بات کی ضمانت دیتے ہیں کہ ہماری قوم میں سے ایک بھی اسلام کو ترک نہیں کرے گا۔ ابوبکرؓ نے ان کی درخواست مان لی اور اس کے لیے ایک تحریر بھی لکھ دی۔ طلحہ بن عبید اللہ نے اس معاملے کے لیے طرفین میں سفارت کی تھی۔ اس فیصلہ پر کئی شخص گواہ بھی بنائے گئے۔ ان میں عمرؓ بھی تھے مگر جب با قاعدہ تحریر لکھی گئی اور گواہی کے لیے وہ عمرؓ کو دی گئی عمرؓ نے اس کی شرائط دیکھ کر اس پر گواہی ثبت نہیں کی اور کہا کہ میں ہرگز اس پر شاہد نہیں بنوں گا اور پھر انہوں نے تحریر کے پرزے پرزے کر دیے اور اس کو مٹا دیا۔ طلحہؓ کو اس پر غصہ آیا وہ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ امیر ہیں یا عمر؟، ابوبکرؓ نے کہا امیر تو عمرؓ ہی ہیں البتہ بیعت میری ہوئی ہے۔ اس جواب سے طلحہؓ خاموش ہو گئے۔ زبرقان اور اقرع خالدؓ کے ساتھ ان کی تمام لڑائیوں میں شریک ہوئے۔ یمامہ کی مشہور لڑائی میں بھی موجود تھے اس کے بعد اقرع جن کے ہمراہ شرحبیل بھی تھے، دومہ چلے گئے۔

بطاح کا واقعہ

مالک بن نویرہ کی پریشانی

جب سجاح جزیرہ واپس چلی گئی تو مالک بن نویرہ کو اپنی غلطی پر ندامت ہوئی وہ حیران تھا کہ اب کیا کرے؟ وکیع اور سماعہ کو بھی اپنے طرز عمل کی برائی کا احساس ہوا اور اب وہ پھر خلوصِ نیت کے ساتھ دائرہ اسلام میں واپس آ گئے۔ انھوں نے کوئی سرکشی نہیں کی زکوۃ کی رقم اپنے علاقے سے وصول کر کے اسے خالدؓ کے پاس لے کر آئے۔ خالدؓ نے پوچھا کہ تم نے ان مرتدین سے کیوں تعلقات قائم کئے۔ انھوں نے کہا کہ بنی ضبہ نے ہمارے ایک شخص کو مار ڈالا تھا اس کے خون کا بدلہ لینے کیلئے اس ہنگامے کو ہم نے مناسب خیال کیا تھا اب بنی حنظلہ کے علاقے میں کوئی اور بات تو پریشان کن رہی نہ تھی۔ البتہ مالک بن نویرہ اور جو لوگ بطاح میں اس کے پاس جمع ہو گئے تھے وہ باقی تھے کیونکہ مالک اب تک اپنے معاملے میں سخت متردد اور حیران تھا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔

خالدؓ کی بطاح روانگی

انصار و مہاجرین میں اختلاف

قاسم اور عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ خالدؓ نے کوچ کا ارادہ کیا وہ ظفر سے چلے، اسد، غطفان طے اور ہوازن کو وہ درست کر چکے تھے، اب وہ بطاح کے ارادے سے جو حزن سے ادھر واقع ہے، اور جہاں مالک بن نویرہ مقیم تھا، روانہ ہوئے۔ مالک کی یہ کیفیت تھی کہ وہ اپنے معاملے میں سخت تردد کا شکار تھا۔ مگر اس موقع پر انصار نے بھی خالدؓ کے ساتھ پیشقدمی کرنے میں تردد کا اظہار کیا اور ان کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ گئے اور انھوں نے عذر میں یہ کہا کہ خلیفہ نے ہمیں اس کا حکم نہیں دیا تھا انھوں نے یہ ہدایت کی تھی کہ جب ہم بزاخہ سے فارغ ہو جائیں اور دشمن کے علاقوں کو تابع کر لیں تو ان کے دوسرے حکم تک وہیں قیام کریں۔ مگر خالدؓ نے یہ کہا ممکن ہے کہ تم کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہو مگر خلیفہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں آگے بڑھوں۔ تمام خبریں مجھے موصول ہوتی ہیں مجھے اس کے خلاف اب تک کوئی حکم نہیں موصول ہوا اور میں امیر ہوں جب تک مجھے ان کا کوئی واضح حکم اس کے خلاف نہ ملے اور میں دشمن کے زیر کرنے کا کوئی موقع پاؤں تو کیا اس کے لیے میں ان کو اطلاع دے کر حکم حاصل کروں؟ اور اس طرح وہ موقع ہاتھ سے جاتا رہے؟ میں تو ہرگز ایسا نہیں کرونگا، بلکہ جو موقع ملے گا اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ اسی طرح اگر ہم کسی مصیبت میں پھنس جائیں جس کے متعلق انھوں نے اپنے فرمان میں کوئی وضاحت نہیں کی ہو تو اس موقع پر ہم کیا کریں گے، ہم جو بہتر صورت دیکھیں گے اس پر فوراً عمل کریں گے۔ اب مالک بن نویرہ ہمارے قریب موجود ہے میں تو بہرحال خود اور اپنے مہاجرین اور دوسرے مسلمان ساتھیوں کے ساتھ اس کے مقابلے میں بڑھتا ہوں اور تم کو ساتھ آنے پر مجبور نہیں کرتا۔

یہ کہہ کر خالدؓ آگے بڑھے ان کے جانے کے بعد انصار کو اپنی مخالفت پر افسوس ہوا اور اسکے متعلق وہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے اور اپنے آپ کو برا کہنے لگے انھوں نے کہا دیکھو اگر خالدؓ کو کامیابی ہوئی اور اس میں بھلائی ہوئی تو

ہم اس سے محروم ہو جائیں گے اور اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو گئے تو سب مسلمانوں میں ہماری رسوائی ہو جائے گی اور ہم سے اجتناب کرنے لگیں گے۔ ان اندیشوں کی وجہ سے اب تمام انصار بھی خالدؓ کی معیت کے لیے بالکل آمادہ ہو گئے انھوں نے اپنے ایک قاصد کو خالدؓ کے پاس دوڑایا تاکہ وہ ان کو روکے۔ خالدؓ انصار کے لیے رک گئے اور جب وہ آ گئے تو اب وہ سب کو لے کر بطاح آئے مگر یہاں انھوں نے کسی کو نہیں پایا۔

مالک بن نویرہ کا قوم کو مفید مشورہ

خالدؓ جب بطاح آئے انھوں نے وہاں کسی کو بھی نہیں پایا، البتہ انھوں نے دیکھا کہ مالک کو جب اپنے معاملے میں تردد ہوا تو اپنے تمام پیروؤں کو ان کی جائیدادوں کی دیکھ بھال کے لیے بھیج دیا اور جمع ہونے کی ممانعت کر دی۔ اس موقع پر اس نے اپنی جماعت سے کہا:

> اے بنی یربوع! جب ہمارے امراء نے ہمیں اسلام کی دعوت دی تو ہم نے ان کی بات نہ مانی اور دوسرے لوگوں کو بھی اسلام میں شرکت سے باز رکھا مگر اس فعل کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوا میں نے اس معاملے پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس کام کو بغیر سمجھے بغیر سوچے اختیار کیا گیا ہے اور نہ اس کی رہبری کے لیے لوگ ہیں۔ ایسی حالت میں اس شورش (ارتداد) سے علیحدگی اختیار کر لو، اپنے علاقوں کو چلے جاؤ اور اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

مالک کے اس مشورے کی وجہ سے اس کے تمام ساتھی اپنی اپنی کھیتوں کی خبر گیری کے لیے چلے گئے خود وہ اپنی قیام گاہ سے اپنے گھر چلا آیا۔

بطاح پر حملے سے متعلق صدیق اکبرؓ کی ہدایات

جب خالدؓ بطاح آئے تو انھوں نے باغیوں کی تلاش کے لیے مختلف فوجی دستے مفصلات میں روانہ کیے اور ان کو ہدایت کی کہ جہاں پہنچیں وہاں پہلے شعار اسلام کی منادی کر دیں جو اس کا جواب نہ دے اسے گرفتار کر لائیں اور جو مقابلہ کرے اسے قتل کر دیں۔

ابوبکرؓ نے ان کو حکم دیا تھا کہ جب وہ کسی مقام پر پہنچیں اذان دیں اور اقامت کہیں اگر مقام کے باشندے بھی اذان اور اقامت کہیں تو ان سے کوئی تعرض نہ کریں اور اگر وہ لوگ ایسا نہ کریں تو ان پر فوراً حملہ کر کے سب کو جس طرح چاہیں بے دریغ قتل کر ڈالیں جلا دیں اور جو چاہے کریں۔ اور اگر وہ شعار اسلام کا جواب دے دیں تو پھر ان سے زکوۃ کا اقرار لیا جائے۔ اگر وہ مان لیں تو بہتر ہے ورنہ ہوشیار کیے بغیر اچانک ان پر حملہ کر کے ان کو غارت کر دیا جائے۔

ایک دستہ کی گرفتاری اور قتل

انھیں دستوں میں سے ایک دستہ مالک بن نویرہ کا تھا جس کے ساتھ بنی ثعلبہ بن یربوع کے چند اور آدمی عاصم، عبید، عرین اور جعفر تھے۔ گرفتار کر کے خالدؓ کے پاس لایا گیا۔ اس دستہ کے لوگوں میں جن میں ابوقتادہ بھی تھے ان اسیروں کے متعلق اختلاف ہو گیا اور ابوقتادہ وغیرہ نے اس بات کی شہادت دی کہ انھوں نے اذان دی، اقامت کہی اور نماز پڑھی ہے۔ گواہی کے اس اختلاف کی وجہ سے خالدؓ نے ان کو صرف قید کر لیا۔ اس رات اس قدر شدید سردی اور ہوا تھی کہ کوئی شے اس کی تاب نہیں لاتی تھی جب سردی اور بڑھنے لگی خالدؓ نے منادی کو حکم دیا اس نے بلند آواز سے چلا کر کہا

کہ " اد فئوا أ سرا کم "(اپنے قیدیوں کو گرم کرو) بنی کنانہ کے محاورے میں جب ادفہ کہیں تو قتل کے معنے سمجھے جاتے ہیں۔ سپاہیوں نے اس لفظ کا مفہوم مقامی محاورے کے اعتبار سے یہ سمجھا کہ ان قیدیوں کے قتل کا حکم دیا گیا ہے انھوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا، ضرار بن ازور نے مالک کو قتل کیا۔

قتل کا واقعہ غلط فہمی میں ہوا

خالدؓ کو جو شور وغل سنائی دیا وہ اپنے خیمے سے باہر آئے مگر اس وقت تک سپاہی ان سب کا کام تمام کر چکے تھے اب کیا ہو سکتا تھا۔ خالدؓ نے کہا اللہ جس کام کو کرنا چاہتا ہے وہ بہر حال ہوتا ہے اس سے پہلے بھی لوگوں کا ان کے بارے میں اختلاف تھا ابوقتادہؓ نے کہا یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے۔ خالدؓ نے ابوقتادہ کو ڈانٹ دیا۔ وہ ناراض ہو کر ابوبکرؓ کے پاس مدینے آ گئے ابوبکرؓ ان پر ناراض ہوئے کہ امیر کی اجازت کے بغیر کیوں آئے۔ عمرؓ نے ان کی سفارش کی مگر ابوبکرؓ نے کہا کہ جب تک یہ پھر اپنے امیر کے پاس واپس نہ جائیں میں معاف نہیں کرونگا۔ ابوقتادہ خالدؓ کے پاس چلے آئے اور پھر خالدؓ کے ساتھ مدینے آئے۔ اسی زمانے میں خالدؓ نے ام تمیم منہال کی پوتی سے نکاح کیا تھا اور زمانہ طہر کو ختم کرنے کے لیے چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ عرب جنگ کے اثناء میں عورتوں سے مباشرت کو برا سمجھتے تھے اور جو ایسا کرتا اسے طعنہ دیتے تھے۔

عمرؓ کی خالدؓ سے ناراضگی اور صدیق اکبرؓ کا معاف کر دینا

عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ خالدؓ ایک مسلمان کے خون کے ذمہ دار ہیں اور اگر یہ بات ثابت نہ ہو سکے تب بھی اس قدر تو ثابت ہے جس سے کہ ان کو قید کر دیا جائے اس معاملے میں عمرؓ نے بہت اصرار کیا مگر چونکہ ابوبکرؓ اپنے عمال اور آدمیوں کو کبھی قید نہیں کیا کرتے تھے انھوں نے عمرؓ سے کہا کہ عمرؓ اب اس معاملے میں خاموشی اختیار کرو۔ خالدؓ سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے تم ان کے بارے میں اب ہرگز کچھ مت کہو، البتہ مالک کا خون بہا ادا کر دو، ابوبکر نے خالدؓ کو بلا بھیجا وہ آئے اور انھوں نے اس واقعے کی پوری تفصیل بیان کی اور معذرت چاہی ابوبکرؓ نے ان کی معذرت قبول کی البتہ جنگ کے اثناء میں ان کے نکاح کو برا سمجھا اور ان کو اس بات پر ڈانٹا کیونکہ عرب اس فعل کو مذموم سمجھتے تھے۔

مسلمانوں کے قتل سے متعلق دوسری روایات

عروہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اس موقع پر مہم کے بعض لوگوں نے تو شہادت دی کہ جب ہم نے اذان دی، اقامت کہی اور نماز پڑھی ان لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا مگر دوسروں نے کہا کہ نہیں ایسا کچھ نہیں ہوا اس وجہ سے وہ سب قتل کر دیے گئے۔

متمم بن نویرہ کا اپنے بھائی کا قصاص طلب کرنا

مالک کا بھائی متمم بن نویرہ ابوبکرؓ کے پاس اپنے بھائی کا قصاص لینے آیا اور اس نے یہ درخواست بھی کی کہ اس کی قیدی قوم کو رہا کر دیا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کی درخواست قبول کر لی اور حکم لکھ دیا۔ عمرؓ نے خالدؓ کے متعلق ابوبکرؓ سے سخت اصرار کیا کہ ان کو برطرف کر دیا جائے اور کہا کہ ان کی تلوار میں بے گناہ مسلمان کا خون ہے مگر ابوبکرؓ نے کہا عمر! یہ نہیں ہو سکتا، میں اس تلوار کو جسے اللہ نے کفار کے لیے نیام سے برآمد کیا ہے پھر نیام میں نہیں رکھوں گا۔

مالک بن نویرہ کی سرگزشت

سوید سے مروی ہے کہ مالک بن نویرہ کے بہت ہی گھنے بال تھے، سپاہیوں نے ان کے سروں کو جوز کران پر دیگیں رکھ دیں تھیں۔ مالک بن نویرہ اور جس قدر مقتول تھے آگ نے ان کے چہروں کو جھلس دیا تھا البتہ بالوں کی کثرت کی وجہ سے مالک کا چہرہ جھلنے سے محفوظ رہا۔ متمم نے ابوبکرؓ کو خدا کا واسطہ دیا اور کہا کہ وہ بالکل بھوکے تھے۔ عمرؓ نے ان کو اس وقت دیکھا تھا جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے تھے انھوں نے متمم سے پوچھا کیا جو کچھ میں نے بیان کیا ہے ایسا ہی واقعہ ہوا۔ انھوں نے کہا بے شک جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ایسا ہی ہوا۔

صدیقی ہدایات

عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر الصدیقؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنی فوجوں کو یہ ہدایات دی تھیں کہ جب تم کسی بستی میں جاؤ اور وہاں نماز کے لیے اذان سنو تو خاموش رہنا اور پھر ان سے معلوم کرنا کہ انھوں نے کیوں سرکشی اختیار کی ہے؟ اور اگر اذان سنائی نہ دے تو فوراً غارتگری کر کے وہاں کے باشندوں کو قتل کر دینا اور جلا دینا۔

ابوقتادہ کے خالدؓ کے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہونے کا عہد

بنی سلمہ کے ابوقتادہ حارث بن ربعی نے مالک کے مسلمان ہونے کی شہادت دی تھی اور ان کے قتل کے بعد انھوں نے عہد کیا کہ اب وہ آئندہ کبھی خالدؓ کے ہمراہ کسی جنگ میں شریک نہ ہوں گے اور وہ بیان کرتے تھے کہ جب خالدؓ کی فوج نے مالک کے قبیلے پر حملہ کیا تو رات کی وجہ سے وہ حملہ آوروں سے خائف ہوئے اور انھوں نے اسلحہ سنبھالا ہم نے ان سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں انھوں نے کہا کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ ہم نے پوچھا پھر ان ہتھیاروں کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا اور تمہارے ہتھیاروں کا کیا مطلب ہے؟ ہم نے کہا اچھا اگر جیسا تم کہتے ہو (کہ ہم مسلمان ہیں اگر حقیقت) یہی ہے تو ہتھیار رکھ دو۔ انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ ہم نے نماز پڑھی انہوں نے نماز پڑھی۔ خالدؓ مالک کے قتل کے متعلق یہ عذر پیش کرتے تھے کہ اس نے بار بار یہ بات کہی ''میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے ساتھی (ابوبکرؓ) نے یہ کہا ہوگا'' خالدؓ نے کہا کیا تم ان کو اپنا ساتھی نہیں سمجھتے اور پھر آگے بڑھ کر ان کو اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

عمرؓ کا خالدؓ کے ساتھ سخت رویہ

عمرؓ کو اس واقعے کی اطلاع ہوئی انہوں نے ابوبکرؓ سے ان کی شکایت کی اور مسلسل اصرار سے کہا کہ دیکھیے دشمن خدا خالدؓ نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا اور پھر اس کی بیوی پر کود پڑا۔ خالدؓ اس مہم سے پلٹ کر مدینہ آئے۔ اور پھر مسجد نبوی میں آئے وہ ایک زنگ آلود قبا پہنے ہوئے تھے اور عمامہ باندھے تھے، جس میں متعدد تیر چبھے ہوئے تھے۔ جب وہ مسجد میں آئے عمرؓ نے بڑھ کر تیروں کو ان کے سر سے کھینچ کر ان کو توڑ ڈالا اور کہا کہ محض دکھانے کے لیے اس ہیئت سے آئے ہو۔ تم نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا اور پھر اس کی بیوی پر قبضہ کر لیا، اللہ کی قسم میں تم کو سنگسار کروں گا۔ خالدؓ نے اس وقت ایک لفظ زبان سے نہیں کہا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ابوبکرؓ کا بھی یہ ہی خیال ہے، وہ ابوبکرؓ کے پاس سیدھے چلے آئے اور سارا واقعہ سنایا اور معذرت چاہی۔ اس اعتراف پر ابوبکرؓ نے ان کو معاف کر دیا۔ خالدؓ ان کو خوشنودی حاصل کر کے وہاں سے اٹھ آئے۔ عمرؓ مسجد میں بیٹھے تھے خالدؓ نے کہا اے ام شملہ کے بیٹے! آؤ، اب آؤ، کیا کہتے ہو؟ عمرؓ جان گئے

کہ ابوبکرؓ ان سے راضی ہو گئے ہیں وہ چپکے سے اٹھ کر اپنے گھر چلے گئے اور خالدؓ کو کوئی جواب نہیں دیا۔ عبد بن ازور الاسدی نے مالک کو قتل کیا تھا مگر کلبی کہتے ہیں ضرار بن الازور نے ان کو قتل کیا تھا۔

مسیلمۃ الکذاب اور اس کی قوم اہل یمامہ کے بقیہ واقعات

عکرمہ اور شرحبیل کی مسیلمہ کی طرف روانگی

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے عکرمہؓ بن ابی جہل کو مسیلمہ کے مقابلے پر بھیجا ان کے پیچھے شرحبیل کو روانہ کیا عکرمہ شرحبیلؓ سے پہلے مسیلمہ کے مقابلے پر جا پہنچے تا کہ کامیابی کا سہرا ان کے سر پر آئے۔ انھوں نے جاتے ہی مسیلمہ سے جنگ کی مگر اس نے ان کو شکست دی۔ اس واقعہ کی اطلاع جب شرحبیل کو ملی تو راستہ کے درمیان میں ٹھہر گئے۔

عکرمہؓ کی عمان روانگی

عکرمہؓ نے اپنی سرگذشت ابوبکرؓ کو لکھی۔ ابوبکرؓ نے ان کو ڈانٹ کر لکھا کہ نہ تم مجھے اس حالت میں اپنی صورت دکھاؤ اور نہ مدینہ واپس آؤ، جس سے لوگوں میں بددلی پیدا ہو۔ تم سیدھے حذیفہؓ اور عرفجہؓ کے پاس چلے جاؤ۔ اور ان کے ساتھ مل کر اہلِ عمان اور مہرہ سے لڑو اور اگر تمہارے پہنچنے سے پہلے وہ دونوں جنگ میں مصروف ہو گئے ہوں تو تم اپنی فوج کے ہمراہ بڑھتے چلے جانا۔ راستہ کے درمیان میں جہاں سے تمہارا گذر ہو وہاں کے باشندوں کو اسلام کے لیے ٹھیک کرتے جانا یہاں تک کہ تم اور مہاجرؓ بن ابی امیہ سے یمن اور حضر موت میں مل جاؤ۔ ابوبکرؓ نے شرحبیلؓ کو لکھا کہ تم میرے دوسرے حکم تک اپنی جگہ ٹھہرے رہو، پھر انھوں نے خالدؓ کو یمامہ روانہ کرنے سے کچھ ہی دن پہلے شرحبیلؓ کو لکھا جب خالدؓ تمہارے پاس آئیں اور تم دونوں اللہ کے حکم سے اپنے کام سے فارغ ہو جاؤ تو تم قضاعہ کے مقابلے پر جانا تا کہ وہاں تم اور عمرؓ بن العاص منکرین اور مخالفین کی سرکوبی کے لیے یکجا اور تیار ہو جاؤ۔

خالدؓ مسیلمہ کے مقابلے میں

خالدؓ جب بطاح سے ابوبکرؓ کے پاس آئے اور ان کے حالِ بیان اور معذرت خواہی کے بعد وہ ان سے راضی ہو گئے تو ابوبکرؓ نے ان کو مسیلمہ کے مقابلے پر بھیجا۔ ایک بڑی جماعت ان کے ساتھ کی۔ اس فوج میں جو انصار تھے ثابت بن قیس اور براء بن فلاں ان کے سردار تھے۔ ابوحذیفہ اور زید مہاجرین کے سردار تھے اسی طرح جتنے قبائل تھے ان میں ہر قبیلے کا علیحدہ علیحدہ سردار تھا۔ خالدؓ اس فوج سے پہلے مدینے سے چل کر بطاح میں اپنی سابقہ جمعیت کے پاس چلے آئے اور یہاں امدادی مہم کا انتظار کرنے لگے جب وہ آ گئی تو اس کے ساتھ یمامہ آئے ان کے مقابلے پر بنی حنیفہ کی تعداد اس روز بہت زیادہ تھی۔

بنی حنیفہ اور مسلمانوں کی جنگ

ایک روایت یہ ہے کہ بنی حنیفہ میں اس وقت چالیس ہزار صرف جنگجو تھے، خالدؓ بڑھتے ہوئے ان کے قریب پہنچے انھوں نے اپنے لشکر کو عقہ، ہذیل اور زیاد کے مقابلے پر بھیجا۔ جو اس زیر خراج کی وجہ سے وہاں مقیم تھے جسے مسیلمہ نے سجاح کے لیے وصول کر کے ان کو دیا تھا۔ تا کہ اسے سجاح کے پاس پہنچا دیں۔

خالد نے تمیم کے بعض قبائل کو ان کے بارے میں لکھا انھوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کو جزیرۃ العرب سے باہر کر دیا۔ اس موقع پر شرحبیلؓ نے بھی وہی جلدی کی جو عکرمہؓ کر چکے تھے اور خالدؓ کے آنے سے پہلے وہ مسیلمہ سے لڑ پڑے اور شکست کھائی اور پیچھے ہٹ آئے۔ جب خالدؓ ان کے پاس آئے انھوں نے شرحبیلؓ کو ڈانٹا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ خالدؓ نے اس اندیشے سے کہ چونکہ وہ اب یمامہ کی سرحد میں داخل ہو چکے ہیں اس لشکر کے دستوں کے متعلق یہ اعتماد کیا تھا کہ وہ ان کے عقب سے دشمن کو ان پر حملہ نہ کرنے دیں گے، مگر انھوں نے خود لڑائی کی ابتداء کر کے نقصان اٹھایا۔

بدری صحابہ کے متعلق اختلاف

خالدؓ کے لیے کمک کی روانگی

جابر بن فلاں سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے سلیطؓ کو خالدؓ کے لیے بطور کمک کے روانہ کیا تا کہ وہ ان کے عقب کی حفاظت کریں۔ یہ مدینے سے چل کر جب خالدؓ کے قریب پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ لشکر کے جو دستے مختلف اوقات میں ان علاقوں میں گشت کے لیے بھیجے گئے تھے وہ منتشر اور فرار ہو چکے ہیں۔ حالانکہ یہ کمک ان کے قریب ہی تھی مگر لاعلمی میں ایسا ہوا۔

ابوبکرؓ کہا کرتے تھے کہ میں نہیں چاہتا کہ اہل بدر میں سے کسی سے سرکاری کام لوں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ وہ اطمینان سے اللہ کی عبادت میں مصروف ہوں اور اس طرح اپنے بہترین اعمال لے کر اس کی جناب میں باریاب ہوں کیونکہ ان جیسے مقدس اور قوموں کے دوسرے نیک افراد کی برکت سے اللہ تعالیٰ بہت سے مصائب سے محفوظ رکھتا ہے اور نعمتیں نازل فرماتا ہے۔ بجائے اس کے کہ ان لوگوں سے عملی مدد لی جائے۔ مگر عمرؓ کا خیال اس سے برعکس تھا اور وہ کہتے تھے کہ میں ان لوگوں کو ضرور امور سلطنت میں شریک کرونگا اور ان کو میرا ہاتھ باعث برکت ہوگا۔

نہار الرحال کے ارتداد کا برا اثر

اثال الحنفی سے جو ثمامہ بن اثال کے ساتھ ان معرکوں میں موجود تھا مروی ہے کہ مسیلمہ کی یہ کوشش تھی کہ وہ ہر شخص کو خوشامد اور دلداری سے اپنا بنا لے اس کو کچھ اس کی پروانہ تھی کہ لوگ اس کی برائیوں سے واقف ہو جائیں۔ اس کے ہمراہ نہار الرحال بن عنفوہ بھی تھا۔ یہ مہاجرین میں سے تھا اس نے کلام پاک پڑھا اور امور شرعیہ میں دستگاہ حاصل کی تھی، رسول ﷺ نے اسے اہل یمامہ کا معلم مقرر فرمایا تھا کہ یہ مسیلمہ کے دعوے کی تردید کرے اور اس لیے مسلمانوں کے لیے باعث تقویت ہو۔ مگر یہ مرتد ہو کر مسیلمہ کے ساتھ ہو گیا۔ بنی حنیفہ پر اس کے ارتداد کا مسیلمہ کے دعویٰ نبوت سے کہیں زیادہ برا اثر پڑا۔ اس نے مسیلمہ کے لیے اس بات کی شہادت دی کہ میں نے محمد ﷺ کو بیان کرتے سنا ہے کہ مسیلمہ کو میرے ساتھ نبوت میں شریک کر دیا گیا ہے۔

اس کی اس شہادت کو سب نے تسلیم کیا اس کی اطاعت قبول کی اور اس سے کہا کہ تم نبی (ﷺ) کو خط لکھو، اگر وہ تمہاری بات نہ مانیں تو ہم پھر ان کے مقابلے پر تمہاری مدد کریں گے۔

اس نہار الحال بن عنفوہ کا ان پر اس قدر اثر تھا کہ جو بات وہ کہتا بنی حنیفہ اسے مان لیتے اور اس کی اتباع کرتے اور ہر تصفیہ طلب بات فیصلے کے لیے اس کے پاس پیش کرتے۔

نہار کی شرانگیزی

یہ ظاہری طور پر اذان میں رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت دیتا تھا اوران کا نام پکارا جاتا تھا۔ عبدالرحمٰن بن النواحہ اس کا مؤذن تھا اور مجیر بن عمیر نماز کی اقامت کیا کرتا تھا اور مسیلمہ کی نبوت کی شہادت دیتا تھا جب شہادت کے الفاظ کے ادا کرنے کا موقع آتا تو مسیلمہ مجیر کو حکم دیتا کہ بلند آواز سے اعلان کرو، وہ زیادہ بلند آواز سے مسیلمہ اور نہار کی تصدیق میں کلمات شہادت کہتا اور مسلمانوں کو گمراہ بتاتا، اس طرح رفتہ رفتہ نہار کا اثر بنی حنیفہ میں بہت زیادہ ہو گیا۔

اس نے یمامہ میں حرم بھی متعین کیا اور اس حرم کی بے حرمتی سے لوگوں کو روک دیا۔ اور اپنے حرم کا احترام کرنے پر مجبور کیا اس طرح وہ حرم قرار پایا۔ اس حرم میں احالیف کے چند دیہات آ گئے جو بنی اسید کی شاخ تھے اور جن کا وطن یمامہ تھا اور یہ بھی حرم میں داخل ہو گئے۔ احالیف میں قبائل مازہ، نمر، حارث اور بنی جردہ تھے اب انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب ان کے علاقے میں خشک سالی ہوتی وہ اہل یمامہ کی پیداوار کو لوٹ کر حرم میں آ کر چھپ جاتے اور اگر اہل یمامہ کو ان کی غارتگری کی پہلے سے اطلاع مل جاتی اور وہ ان کا کامیاب مقابلہ کر کے ان کا تعاقب کرتے تو یہ لوگ حرم میں چلے آتے اور ان کا تعاقب کرنے والے حرم کی حرمت کی وجہ سے اس کی سرحد کے اندر قدم نہ رکھتے اور اگر یہ لوگ بے خبری میں ان پر غارتگری کرتے اور ان کی پیداوار لوٹ لے جاتے تو یہ انکی کامیابی ہوتی۔

مسیلمہ کے مسخرانہ الہامات و معکوس کرامات

اس قسم کی حرکتیں جب کثرت سے ہوئیں اہل یمامہ نے ان کے خلاف باقاعدہ چارہ جوئی کی۔ مسیلمہ نے کہا اچھا میں تمہارے اور ان کے بارے میں آسمان سے وحی کے آنے کا انتظار کرتا ہوں اس کے بعد فیصلہ کرونگا پھر اس نے الہامی انداز میں ان سے کہا

"قسم ہے اچانک پھیل جانے والی رات کی، سیاہ بھیڑیے اور سر بریدہ کھجور کے درخت کی! اسید نے قانون حرم کی خلاف ورزی نہیں کی"

احالیف نے کہا جناب والا کیا حرم میں غارتگری کرنا اور زراعت کو برباد کر دینا حرام نہیں ہے؟

اس فیصلے کے بعد اسید نے پھر غارت گری کی اور احالیف دوبارہ فریاد کے لیے آئے۔ مسیلمہ نے کہا میں وحی کا منتظر ہوں اور پھر اس نے کہا قسم ہے:

"سیاہ رات اور نڈر بھیڑیے کی! اسید نے تر اور خشک زراعت کو برباد نہیں کیا۔"

احالیف نے کہا جناب والا کیا نخلستان بار آور نہ تھے جن کو انھوں نے قطع کیا ہے اور کھیتیاں تیار نہ تھیں جن کو انھوں نے برباد کر دیا؟ مسیلمہ نے کہا خاموش، واپس جاؤ تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔

اسی طرح مسیلمہ اپنے پیروؤں کے سامنے بنی تمیم کے متعلق یہ الہام پڑھا کرتا تھا:

"بنی تمیم پاک جوانمرد ہیں، ان میں کوئی برائی یا سستی نہیں ہے۔ ہم اپنی زندگی بھر ان کی لغزشوں کو احسان کر کے درگذر کرتے رہیں گے۔ ہر شخص کے مقابلے میں ان کی حفاظت کریں گے اور جب ہم مر جائیں تو پھر ان کا معاملہ اللہ رحمان سے ہے"

اسی طرح وہ یہ الہام پڑھا کرتا تھا:

''قسم ہے بکری اور اس کے رنگوں کی اور سب سے تعجب انگیز اس کا سیاہ رنگ اور اس کا دودھ ہے۔ سیاہ بکری سفید دودھ، کس قدر عجیب بات ہے؟ دودھ میں پانی ملانا حرام کر دیا گیا ہے پھر کیوں تم کو شرم نہیں آتی''

ایک اور الہام یہ ہے:

''اے مینڈکی مینڈک کی بیٹی! تو کس قدر صاف پاک ہے تیرا بالائی حصہ پانی میں رہتا ہے اور زیریں حصہ مٹی کیچڑ میں، تو نہ پانی پینے والے کو روکتی ہے اور نہ پانی کو گدلا کرتی ہے''۔

ایک دوسرا الہام ہے:

قسم ہے کھیت میں بیج ڈالنے والوں کی، فصل کاٹنے والوں کی، دانہ نکالنے والوں کی، پھر چکی میں آٹا پیسنے والوں کی، روٹی پکانے والوں کی، ان کو چور کر ملیدہ بنانے والوں اور پھر لقمے بنا کر کھانے والوں کی جو چربی اور مکھن سے کھاتے ہیں، اے گاؤں کے رہنے والو! تم کو فضیلت دی گئی ہے اور شہری تم سے کسی بات میں آگے نہیں ہیں، اپنے علاقے کی مدافعت کرو غریب کو پناہ دو اور بدمعاش کو اپنے یہاں سے نکال دو۔

مسیلمہ کی الٹی کرامات

ایک مرتبہ بنی حنیفہ کی ایک عورت ام الہیثم مسیلمہ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ ہمارے نخلستانوں میں اب پھل نہیں آتے اور ہمارے کنویں میں بہت کم پانی رہ گیا ہے۔ تم ہمارے نخلستانوں اور کنوؤں کی شادابی کے لیے دعا کرو جس طرح محمد (ﷺ) نے اہل ہزمان کے لیے دعا کی تھی۔

حضور ﷺ کا سچا معجزہ

مسیلمہ نے نہار سے پوچھا اس کا کیا واقعہ ہے؟ نہار نے کہا کہ ایک مرتبہ اہل ہزمان نے محمد (ﷺ) سے آ کر شکایت کی کہ ہمارے کنوؤں میں پانی بہت کم رہ گیا ہے اور باغ پر پھل نہیں آتا۔ محمد (ﷺ) نے ان کے لیے دعا کی ان کے کنوؤں میں اس قدر پانی آیا کہ وہ ابل پڑے اور باغ اس قدر بار آور ہوئے کہ پھل کے بوجھ سے ان کی شاخیں اس طرح زمین سے لگ گئیں کہ پھر وہ خود درخت کی جڑیں ہو گئیں اور ان کو قطع کرنا پڑا پھر وہ نہایت بلند سیدھی اور سرسبز ہو گئیں۔ مسیلمہ نے اس سے پوچھا کہ کنوؤں کے ساتھ انھوں نے کیا ترکیب کی تھی؟ نہار نے کہا کہ محمد (ﷺ) نے پانی کا ایک ڈول منگوایا، پھر اہل ہزمان کے لیے دعا کی اس کے بعد اس میں سے تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر غرارہ کیا اور پھر اس کی کلی اس ڈول میں کر دی، اسے لے کر وہ لوگ اپنے کنوؤں کے پاس آئے اور اس ڈول میں سے پانی لے کر سب کنوؤں میں ڈال دیا پھر انھوں نے ان کنوؤں سے اپنے باغوں کو پانی دیا جس کا اثر وہ ہوا جو میں بیان کر چکا ہوں، اور پھر بھی کنوؤں کا پانی ذرا سا بھی کم نہیں ہوا۔

مسیلمہ کا نقالی و ناکام معجزہ

مسیلمہ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا، دعا مانگی اس سے ایک چلو پانی منہ میں لے کر اس ڈول میں کلی کر دی، اس پانی کو ان لوگوں نے لے جا کر اپنے کنوؤں میں ڈال دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کنوؤں کا پانی پہلے سے بھی جاتا رہا اور ان

کے نخلستان خشک و ویران ہو گئے مگر یہ بات مسیلمہ کے قتل کے بعد ان پر ظاہر ہوئی۔

مسیلمہ کی مسیحائی

ایک مرتبہ نہار نے اس سے کہا کہ تم بنی حنیفہ کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو برکت دیا کرو، اس نے پوچھا یہ کسطرح کیا جائے؟ نہار نے کہا اہل حجاز کا یہ دستور تھا کہ جب ان کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تھا وہ اسے برکت کی دعا کے لیے محمد (ﷺ) کے پاس لاتے تھے وہ اس کی ٹھوڑی اور سر پر ہاتھ پھیرتے تھے۔

چنانچہ پھر مسیلمہ کے پاس جو بچہ لایا جاتا وہ اس کے ساتھ یہی عمل کرتا مگر جس بچے کی ٹھوڑی یا سر پر اس نے ہاتھ پھیرا اس کی شکل ہی بگڑ گئی اور اس کی زباں میں لکنت پیدا ہو گئی۔ یہ بات بھی اس کے پیروؤں کو اس کے قتل کے بعد معلوم ہوئی۔

مسیلمہ کے معجزہ کی وجہ سے باغ کا ناس ہونا

مسیلمہ کے ساتھیوں نے اس سے کہا، کہ محمد (ﷺ) کی طرح تم بھی اپنے پیروؤں کے باغوں میں چلو اور نماز پڑھو، مسیلمہ یمامہ کے ایک باغ میں آیا اس نے وضو کیا۔ نہار نے باغبان سے کہا تم اس بزرگ رحمٰن کے وضوء کا پانی اپنے باغ میں کیوں نہیں ڈالتے؟ تمہارا باغ سیراب اور شاداب ہو جائے گا جیسا کہ اس سے پہلے بنی حنیفہ کے بنی مہرہ کر چکے ہیں۔

حضور ﷺ کا معجزہ

اس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ بنی مہرہ کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے وضو کا پانی وہ اپنے ساتھ یمامہ لے کر آیا اور اس پانی کو اس نے اپنے کنویں ڈال دیا، اس کی برکت سے اس کنویں کا پانی بڑھ گیا اور اس کی زمین جو پانی کی کمی کی وجہ سے خشک ہوتی جا رہی تھی اب اس پانی کی وجہ سے شاداب اور زرخیز ہو گئی اور ہر زمانے میں اس کی زمین زراعت سے سرسبز اور آباد پائی گئی۔

مسیلمہ کا معجزہ

نہار کے کہنے سے باغ والے نے مسیلمہ کے وضوء کے پانی سے اپنے باغ کو سیراب کیا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ زمین بالکل خشک اور بنجر ہو گئی حتیٰ کہ اب اس میں گھاس پھوس بھی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

مسیلمہ کا ایک اور معجزہ

ایک شخص مسیلمہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میری زمین شور ہو گئی ہے۔ آپ اس کے لیے دعا کیجئے جیسا کہ محمد (ﷺ) نے سلمی کی زمین کے لیے دعا کی تھی۔ مسیلمہ نے کہا نہار یہ کیا کہہ رہا ہے اور یہ کیا واقعہ ہوا تھا؟ اس نے کہا ایک مرتبہ ایک سلمی جس کی زمین شور ہو گئی تھی محمد (ﷺ) کے پاس آیا محمد (ﷺ) نے اس کے لیے دعا کی اور پانی کے ایک ڈول میں کلی کر کے وہ اسے دے دیا اس نے ڈول کو اپنے کنویں میں ڈال کر اسے نکال لیا اس سے وہ زمین پھر سرسبز اور کاشت کے قابل ہو گئی۔ یہ واقعہ سن کر مسیلمہ نے بھی اس کی نقالی کی اور جو شخص اس کے پاس دعا کے لیے آیا تھا اس نے وہ ڈول لے جا کر اپنے کنویں میں ڈالا مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی زمین میں تری اور زیادہ ہو گئی جس کی وجہ سے نہ وہ

خشک ہو سکی اور نہ مفید رہی۔

ایک مرتبہ ایک عورت مسیلمہ کے پاس آئی اور اسے دعا کے لیے اپنے باغ میں لے گئی۔ مسیلمہ نے اس کے لیے دعا کی۔ جنگ عقربا کے دن اس کے نخلستان کے تمام خوشے خشک ہو کر جھڑ گئے۔ یہ بات اگرچہ اس کے پیروؤں پر ظاہر ہو چکی تھی مگر بدبختی نے ان پر ایسا غلبہ کیا تھا کہ پھر بھی وہ راہ راست پر نہ آئے۔

یمامہ کے ایک صاحب کا عجیب تعصب

عمیر بن طلحہ النمری اپنے باپ کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ وہ یمامہ آیا، اس نے پوچھا مسیلمہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا زبان بند کرو، رسول اللہ کہو۔ اس نے کہا جب تک میں اس سے ملاقات نہ کرلوں میں اسے رسول اللہ نہیں کہہ سکتا اب وہ اس کے پاس آیا۔ اور پوچھا تم مسیلمہ ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ میرے باپ نے پوچھا: تمہارے پاس کون آتا ہے؟ کہا رحمٰن۔ پوچھا: وہ روشنی میں آتا ہے یا ظلمت میں؟ کہا ظلمت میں۔ میرے باپ نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ تم جھوٹے اور محمد ﷺ صادق ہیں مگر ربیعہ کے کذاب کو میں مضر کے صادق پر ترجیح دیتا ہوں، یہ مسیلمہ کے ساتھ عقربا کی جنگ میں مارا گیا۔

مسیلمہ کی خالدؓ سے جنگ کیلئے تیاری

جب مسیلمہ کو معلوم ہوا کہ خالدؓ قریب آگئے ہیں اس نے عقربا میں اپنا پڑاؤ ڈالا اپنے تمام لوگوں کو مدد کے لیے بلایا اور لوگ آنے لگے، اسی دوران مجاعہ بن مرارہ ایک جمعیت کے ساتھ باہر ہوا تاکہ بنی عامر اور بنی تمیم سے اپنا انتقام لے جس کے فوت ہو جانے کا اسے ڈر تھا اور اب ان لوگوں کے اس ہنگامے میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کو انتقام کی ترغیب پیدا ہوئی۔ خولہ بنت جعفر کو بنی عامر نے اپنے یہاں روک لیا تھا۔ مجاعہ نے اسے ان کے ہاتھ سے زبردستی چھڑا لیا اور بنی تمیم نے اس کے کچھ اونٹ پکڑ لیے تھے۔

یمامہ سے قبل مسلمان قبیلے کا خطاً قتل ہو جانا

خالدؓ شرحبیلؓ بن حسنہ کے سامنے آئے اور انھوں نے شرحبیلؓ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ خالدؓ نے اپنے مقدمۃ الجیش پر خالدؓ بن فلان المخزومی کو امیر مقرر کیا اور اپنے میمنہ اور میسرہ پر زید اور ابوحذیفہ کو امیر مقرر کیا۔ مسیلمہ نے اپنے میمنہ اور میسرہ پر محکم اور رحال کو امیر مقرر کیا۔ خالدؓ بڑھے شرحبیلؓ ان کے ساتھ تھے، جب یہ مسیلمہ کے پڑاؤ سے ایک رات کے فاصلے پر رہ گئے۔ حبیلہ پر رات کے وقت ایک جماعت جس کی تعداد کم از کم چالیس اور زیادہ سے زیادہ ساٹھ بیان کی گئی ہے رات گزارنے کے لیے آئی۔ یہ مجاعہ اور اس کے ساتھی تھے جو بنی عامر کے علاقے پر غارتگری کر کے اور خولہ بنت جعفر کو ان کے ہاتھ سے چھڑا کر ساتھ لیے ہوئے واپس آئے تھے اور یہاں نیند کے غلبے سے مجبور ہو کر یمامہ کے اصل درے سے دور شب باش تھے خالدؓ کی فوج نے ان کو سوتے ہوئے جالیا۔ گھوڑوں کی باگیں ان کے ہاتھوں میں تھیں جن کو انھوں نے اپنے گالوں کے نیچے رکھ کر چھوڑا تھا۔ ان کو اس فوج کے قریب آجانے کا علم نہ ہو سکا تھا خالدؓ کی فوج نے ان کو بیدار کیا اور پوچھا کون ہو؟ انھوں نے کہا یہ مجاعہ ہے اور یہ خنیفہ ہے پھر انھوں نے پوچھا اللہ تمہارا بھلا نہ کرے تم بتاؤ تم کون ہو؟ اس کا خالدؓ کی فوج نے کچھ جواب نہیں دیا اور ان کو حراست میں لے لیا اور خالدؓ کے وہاں

آنے تک ان کو روکے رکھا۔ جب خالدؓ آئے ان کی فوج والوں نے اس جماعت کو ان کے سامنے پیش کیا۔

خالدؓ نے پہلے تو خیال کیا کہ یہ لوگ ان کے استقبال کے لیے آئے ہیں تاکہ ان کی گرفت سے بچ جائیں اس خیال سے انھوں نے پوچھا کہ تم کو ہماری خبر کب ہوئی۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں آپ کی تو کوئی اطلاع نہ تھی ہم تو یہ اپنے پاس والے بنی عامر اور بنی تمیم سے اپنا انتقام لینے آئے تھے، یہ جواب لاعلمی میں وہ دے گئے، اگر خالدؓ کے سوال کو سمجھ جاتے تو ایسا نہ کہتے بلکہ کہتے کہ آپ کی خبر سن کر ہم خود آپ کے استقبال کے لیے آئے ہیں۔ خالدؓ نے ان کے جواب کی وجہ سے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ مجاعہ بن مرارہ کے علاوہ اور سب نے قتل ہونے پر آمادگی ظاہر کی البتہ مجاعہ کے متعلق اس کے ساتھیوں نے خالدؓ سے کہا کہ تم کل جو بھلائی یا برائی کا سلوک اہل یمامہ کے ساتھ کرنا چاہتے ہو اپنے مفاد کی خاطر مجاعہ کو زندہ چھوڑ دو، خالدؓ نے اور سب کو قتل کر دیا اور مجاعہ کو یرغمال کے طور پر اپنے پاس قید کر لیا۔

رحال نامی شخص کا تعارف

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے رحال کو بلایا۔ وہ ان کے پاس آیا ابوبکرؓ نے اسے ہدایات دے کر اہل یمامہ کے پاس بھیج دیا چونکہ ابوبکرؓ کی دعوت پر وہ ان کے پاس چلا آیا تھا اس لیے وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ سچا مومن ہے، حالانکہ ایک دفعہ کا یہ واقعہ ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ جس میں رحال بن عنفوہ بھی تھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں ایک ایسا شخص ہے کہ جس کا دانت جو احد سے بڑا ہے دوزخ میں جل رہا ہے۔ اس مجلس کے اور سب تو مر گئے تھے میں اور رحال زندہ تھے میں رسول اللہ ﷺ کی اس وعید سے خائف تھا کہ رحال نے مسیلمہ کے ساتھ خروج کیا اور اس کی نبوت کی شہادت دی ہے۔ اب اسلام کے لیے مسیلمہ سے بڑھ کر رحال کے مرتد ہونے سے نقصان کا اندیشہ تھا۔

خالدؓ سے خطأ قتل سرزد ہونے کی ایک اور روایت

ابوبکرؓ نے خالدؓ کو ان کے مقابلے پر بھیجا، یہ جب یمامہ کی گھاٹی پر پہنچے، مجاعہ بن مرارہ بنی حنیفہ کے سردار سے آمنا سامنا ہو گیا جو اپنی قوم کی ایک چھوٹی سی جماعت کیساتھ جن کی تعداد تیئیس بیان کی جاتی ہے جس میں شہ سوار اور شتر سوار دونوں تھے، اور یہ بنی عامر سے اپنے ایک خون کا بدلہ لینے اس ہنگامے میں نکلا تھا۔ یہ ایک مقام پر شب باش تھے وہیں خالدؓ نے ان کو آ لیا اور پوچھا کہ ہمارے آنے کی خبر تم کو کب ہوئی انھوں نے کہا کہ ہمیں آپ کی آمد کی تو اطلاع نہیں تھی ہم تو بنی عامر سے اپنا بدلہ لینے نکلے تھے، اس جواب پر خالدؓ نے ان کے قتل کا حکم دے دیا اور ان کو قتل کر دیا گیا۔ البتہ مجاعہ کو خالدؓ نے زندہ چھوڑ دیا۔

خالدؓ کی یمامہ روانگی

یہاں سے خالدؓ یمامہ چلے، ان کے آنے کی خبر پا کر مسیلمہ اور بنی حنیفہ بھی مقابلے کے لیے نکلے اور عقرباء بن آ کر ٹھہرے اسی مقام پر جو یمامہ کی سرحد پر یمامہ کے کھیتوں اور سرسبز علاقے کے سامنے واقع تھا خالدؓ نے ان پر یورش کی شرحبیل بن مسیلمہ نے بنی حنیفہ سے کہا کہ بس آج ہی کا دن حمیت دکھانے کا ہے اگر آج تم نے شکست کھائی تو تمہاری عورتیں لونڈیاں بنالی جائیں گی اور بغیر نکاح کے ان سے تمتع کیا جائے گا لہذا آج تم اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے پوری جوانمردی دکھاؤ اور اپنی عورتوں کی مدافعت کرو اب عقرباء میں جنگ شروع ہوئی۔

مسیلمہ کا قتل اور اس کے لشکر کی شکست

مہاجرین صحابہؓ کے سردار اس جنگ میں سالمؓ مولی ابی حذیفہؓ تھے۔ مہاجرین نے ان سے کہا ہمیں آپ کی جانب سے اپنے لیے خطرہ معلوم ہوتا ہے انھوں نے کہا کہ اگر میں بزدلی دکھاؤں تو میں قرآن کا برا حامل ہوں گا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے، انصار کے سردار ثابت بن قیس بن شماس تھے۔ دوسرے قبائل عرب اپنے اپنے سرداروں کے ماتحت تھے، مجاعہ ام تمیم کے ساتھ اس کی قناۃ میں قید کی حالت میں موجود تھا۔ جب جنگ شروع ہوئی مسلمان اور بنی حنیفہ کے بعض لوگ ام تمیم کے خیمے میں درآئے، چاہتے تھے کہ اسے قتل کردیں مگر مجاعہ نے اسے بچایا اور حملہ آوروں سے کہا کہ میں ان کا ہمسایہ ہوں اور یہ ایک شریف بی بی ہے اس طرح اس نے حملہ آوروں کو پلٹ دیا۔ اب مسلمانوں نے معرکے میں پلٹ کر دشمن پر ایسا شدید جوابی حملہ کیا کہ بنی حنیفہ کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ ہزیمت اٹھا کر بھاگے۔ مُحکم بن الطفیل نے ان کو آواز دی کہ اے بنی حنیفہ اس باغ میں چلے جاؤ، میں تمہاری حفاظت کرتا ہوں۔ وہ ان کی حفاظت کے لیے تھوڑی دیر مسلمانوں سے لڑتا رہا پھر اللہ نے اسے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے ہاتھوں قتل کروایا۔ کفار باغ میں گھس گئے۔ وحشی نے مسیلمہ کو قتل کردیا انصار کے ایک صاحب نے بھی اس پر وحشی کے ساتھ ہی وار کیا تھا اس لیے وہ بھی اس کے قتل کرنے والوں میں شریک تھے۔

رحّال مرتد کی حملہ آوری

محمد بن اسحٰق سے جو روایت اس واقعے کے متعلق مذکور ہوئی ہے وہ قریب قریب یہی ہے البتہ اس روایت میں یہ مذکور ہے کہ صبح کو خالدؓ نے مجاعہ اور اسکے دوسرے گرفتار شدہ ساتھیوں کو طلب کیا اور پوچھا اے بنی حنیفہ اس مختلف معاملہ میں کیا رائے رکھتے ہو؟ انھوں نے کہا اس کا فیصلہ اس طرح ممکن ہے کہ ایک نبی ہم میں سے ہو اور ایک نبی تم میں سے، اس جواب پر خالدؓ نے ان سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا اس جماعت میں سے دو شخص ساریہ بن عامر اور مجاعہ بن مرارہ ابھی زندہ تھے کہ ساریہ نے خالد سے کہا اگر تم کل اس بستی کے ساتھ بھلائی یا برائی جو کچھ کرنا چاہتے ہو تو اس شخص یعنی مجاعہ کو زندہ رکھو۔ خالدؓ کے حکم سے اسے بیڑیاں پہنا دی گئیں اور انھوں نے اسے اپنی بیوی ام تمیم کے حوالے کردیا اور کہا کہ اس کا خیال رکھنا اس کے بعد خالدؓ یمامہ آئے اور ایک ریت کے بڑے ٹیلے پر جہاں سے یمامہ نظر آتا تھا انھوں نے پڑاؤ ڈالا۔ اہل یمامہ مسیلمہ کی سرکردگی میں مقابلے کے لیے برآمد ہوئے اس سے قبل ہی مسیلمہ نے رحّال کو اپنے مقدمہ الجیش کے ساتھ روانہ کردیا تھا۔ اس کا پورا نام رحّال بن عنفوہ بن نہشل ہے یہ بنی حنیفہ کا ایک شخص اسلام لے آیا تھا۔ اور سورۃ بقرہ اس نے پڑھی تھی، یہ جب یمامہ آیا تو اس نے مسیلمہ کے حق میں یہ گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کو بھی نبوت میں شریک کرلیا ہے خود مسیلمہ کے دعوئ نبوت سے زیادہ رحّال کے اس بیان سے اہل یمامہ فتنۂ ارتداد میں مبتلا ہوگئے۔ عام مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ رحّال کے طرزِ عمل کو دریافت کرتے تھے کہ اس کا کیا خیال ہے؟ کیونکہ ان کی توقع تھی کہ چونکہ وہ مسلمان ہے اس لیے وہ یمامہ کے اس رخنے کو جو ارتداد کی شکل میں نمودار ہوا ہے مسدود کردے گا مگر اب معاملہ برعکس ہوگیا یہی سب سے پہلے ایک دستہ فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے پر حملہ آور ہوا۔

خالدؓ بن ولید نے جواپنی مسند پر بیٹھے تھے اور سردار اور اشراف ان کے پاس تھے اور فوجیں میدان صاف میں مقابل تھیں۔ خالدؓ بنی حنیفہ کی سمت میں ایک روشنی دیکھی اور کہا مسلمانو! تم کو بشارت ہو اللہ نے خود ہی تمہارے دشمن کو سمجھ لیا اور ان کی بگاڑ دی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں اللہ نے پھوٹ ڈال دی ہے۔ مجاعہ اس وقت بیڑیوں میں جکڑا ہوا خالدؓ

بن ولید کے عقب میں موجود تھا اس نے روشنی کو دیکھ کر کہا کہ جو بات آپ سمجھے ہیں یہ نہیں بلکہ یہ چمک بنی حنیفہ کی ہندی تلواروں کی ہے جن کے لڑائی میں نکمہ ہو جانے کے خوف سے انھوں نے ان کو نرم کرنے کے لیے دھوپ دکھائی ہے اور واقعہ بھی یہ تھا، اب جنگ کے لیے مسلمان بڑھے سب سے پہلا شخص جوان کے مقابلے پر آیا رحال بن عنفوہ تھا اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔

رحال مرتد سے متعلق آپ ﷺ کی پیشین گوئی

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں اور رحال بن عنفوہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ایک شخص کی ڈاڑھ جو احد سے بڑی ہوگی قیامت کے دن دوزخ میں ہوگی۔ ان لوگوں میں سے اور سب لوگ تو اپنی اپنی راہ سدھار گئے، صرف میں اور رحال بن عنفوہ زندہ رہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے برابر خوفزدہ تھا کہ اتنے میں میں نے رحال کے خروج کی خبر سنی تو مجھے اپنے متعلق اطمینان ہوا اور اسی کے ساتھ مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا تھا وہ بالکل بجا اور درست ہے۔

مرتدین و مسلمانوں کی جنگ کا آغاز

جنگ شروع ہوئی اور عربوں کے مقابلے میں مسلمانوں کو کسی دوسری جنگ میں اس قدر شدید جنگ اور مقابلہ سے واسطہ نہیں پڑا تھا جس قدر اس جنگ میں پڑا نہایت شدید جنگ ہوئی اور ابتداءً مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ بنی حنیفہ بڑھتے ہوئے مجاعہ اور خالدؓ تک جا پہنچے کہ انھوں نے خالد کو اپنی قیام گاہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا، یہ لوگ ان قناتوں میں در آئے جہاں مجاعہ ام تمیم کے پاس محبوس تھا، یک شخص نے ام تمیم پر تلوار اٹھائی، مجاعہ نے کہا دور رہ! میں ان کا محافظ ہوں، یہ نہایت شریف بی بی ہیں تم مردوں سے لڑو، تب بھی انھوں نے قناتوں کو تلواروں سے پارہ پارہ کر دیا۔ مگر اس کے بعد ہی مسلمانوں نے ایک دوسرے کو للکارا کہ کہاں جاتے ہو؟ جم کر لڑو۔

ثابت وزید کی شجاعت وشہادت

ثابتؓ بن قیس نے کہا اے مسلمانو! تم نے اپنی بہت بری عادت بنالی ہے۔ یا اللہ میں اپنے کو تیرے سامنے اہل یمامہ کے دین سے بری قرار دیتا ہوں اور جو کچھ ان مسلمانوں نے کیا ہے اس سے بھی اپنی براءت ظاہر کرتا ہوں، یہ کہہ کر وہ نہایت بہادری سے تلور سے لڑ کے اور شہید ہو گئے۔

جب مسلمان اپنی قیام گاہ چھوڑ کر پسپا ہوئے۔ زید بن الخطاب نے کہا اس کے بعد اب کہاں مقام ہو سکتا ہے پھر وہ لڑے اور شہید ہو گئے۔

براء ابن مالک کا عجیب ترین واقعہ

اس کے بعد انس بن مالک کے بھائی براء بن مالک تھے، ان کی یہ عادت تھی کہ جب جنگ میں شریک ہوتے تو فرط جوش سے کانپنے لگتے۔ پھر کچھ لوگ ان پر بیٹھ جاتے تب ان کی کپکپی کم ہوتی اور وہ پائجامے ہی میں پیشاب کر دیتے، اس کے بعد وہ شیر کی طرح حملہ آور ہوتے جب انھوں نے دیکھا کہ مسلمانوں نے ہزیمت کھائی ہے تو ان پر یہی کیفیت طاری ہوگئی، کچھ لوگ ان پر بیٹھ گئے اور جب ان کو پیشاب آ گیا وہ شیر کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے مسلمانو! میں براء

بن مالک ہوں میرے پاس آ ؤ، مسلمانوں کی ایک جماعت واپس گئی اس نے دشمن کا مقابلہ کیا اور ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا اور یہ بڑھتے ہوئے محکم بن الطفیل محکم الیمامہ تک پہنچے۔

مسیلمہ کا وحشی کے ہاتھوں قتل

جب لڑائی اس کے سر پر آ پہنچی اس نے اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہا اے بنی حنیفہ! اب وقت آ گیا ہے کہ شریف زادیاں زبردستی لونڈیاں بنائی جائیں گی اور ان سے ادنیٰ تر لوگ تمتع کریں گے لہذا اگر تم میں کچھ بھی غیرت اور حمیت ہے تو اب دکھاؤ اس کے بعد وہ خود نہایت بہادری سے مسلمانوں سے لڑا۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق نے اس کے ایک تیر مارا جو اس کے گلے میں جا کر پیوست ہوا اور اس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے اس پر ہر طرف سے ایسا حملہ کیا کہ ان کو ایک محصورہ باغ میں پناہ گزین ہونے پر مجبور ہونا پڑا جو ان سب کے لیے ہلاکت کا مقام ثابت ہوا، اسی میں دشمن خدا مسیلمۃ الکذاب بھی تھا، براء نے کہا اے مسلمانو تم مجھے دیوار پر چڑھا کر اندر اتار دو، مسلمانوں نے کہا براء ہم ایسا نہیں کر سکتے مگر انھوں نے نہ مانا اور اصرار کیا کہ آپ لوگ مجھے کسی بھی طرح اس باغ کے اندر ڈال دیں چنانچہ مسلمانوں نے ان کو کندھے پر اٹھا کر باغ کی دیوار پر چڑھایا اور وہاں سے وہ دشمن میں کود پڑے اور باغ کے دروازے سے ان کو مار بھگایا اور پھر مسلمانوں کے لیے اس دروازے کو کھول دیا۔ اب کیا تھا تمام مسلمان ایک دم باغ میں در آئے۔ مرتدین نے ان کا بہت سخت مقابلہ کیا یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دشمن مسیلمہ کو ہلاک کر ڈالا، جبیر بن مطعم کے مولیٰ وحشی اور ایک انصاری نے مشترکہ طور پر اسے قتل کیا تھا۔ وحشی نے اپنا بھالا اس پر پھینکا اور انصاری نے اپنی تلوار سے اس پر وار کیا چونکہ دونوں نے ایک ہی وقت میں وار کیا تھا اسلئے بعد میں وحشی کہا کرتے تھے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ہم میں سے کس کے وار نے اس کا کام تمام کیا ہے؟

عبداللہؓ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ اس روز میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مسیلمہ کو حبشی غلام نے قتل کیا ہے۔

رحال مرتد کا قتل اور مسلمانوں کی عارضی پسپائی

عبید بن عمیر سے مذکور ہے کہ اس جنگ میں رحال، زیدؓ بن الخطاب کے مقابل موجود تھا جب لڑائی شروع ہوئی تو دونوں نے صف بندی کی۔ زید نے کہا رحال! اللہ سے ڈرو، اللہ کی قسم تم نے مذہب کو ترک کر دیا ہے اور اب میں جس بات کی تم کو دعوت دینا چاہتا ہوں اس میں تمہارے لیے دین و دنیا کی بھلائی ہے، مگر رحال نہ مانا دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار سے حملہ کیا رحال مارا گیا۔ نیز بنی حنیفہ کے اور بہت سے ذی اثر سردار مارے گئے اس پر ان لوگوں نے آخر دم تک مقابلے کے لیے باہم معاہدہ کیا اور ہر جماعت نے اپنی جانب میں حملہ کیا۔ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور پسپا ہوتے ہوئے اپنی قیام گاہ تک پسپا ہوئے اور پھر اسے بھی دشمن کے لیے چھوڑ کر اور پیچھے ہٹے۔ اہل یمامہ نے خیموں کی طنابیں کاٹ ڈالیں، ان کو منہدم کر دیا اور اب مسلمانوں کی قیام گاہ کی لوٹ کھسوٹ میں منہمک ہو گئے مجاعہ کی انھوں نے خیر خبر لی اور چاہتے تھے کہ ام تمیم کو قتل کر دیں مگر مجاعہ نے ان کو بچا لیا اور حملہ آوروں سے کہا کہ یہ بڑی نیک اور شریف بی بی ہیں ان سے تعارض نہ کرو۔

مسلمانوں کا بازی پلٹنا اور زیدؓ کا شہید ہونا

اب زیدؓ، خالدؓ اور ابوحذیفہؓ نے بھی آخر دم تک دشمن کے مقابلے میں جان دینے کا معاہدہ کیا اور اپنے اور ساتھیوں سے بھی اس کے لیے گفتگو کی اس روز جنوب کی سمت سے آندھی چل رہی تھی جس سے غبار چھایا ہوا تھا۔ زید نے کہا کہ میں تو اب کسی سے کوئی بات نہیں کرتا جب تک میں دشمن کو مار نہ بھگاؤں یا اس کوشش میں شہید ہو کر اللہ کے پاس نہ پہنچ جاؤں اور اس سے اپنا واقعہ نہ بیان کردوں، اے لوگو! دانت پیس کر دشمن پر پل پڑو اور بڑھتے چلے جاؤ۔ چنانچہ سب نے یہی کیا اور دشمن کو پھر ان کے مقام تک دھکیل دیا بلکہ اس سے بھی پیچھے جنگل تک جہاں انھوں نے اپنی چھاؤنی قائم کی تھی ان کو بھگا دیا اور اس معرکے میں زیدؓ شہید ہو گئے۔

ثابت کی دادِ مردانگی اور ابوحذیفہ کی شہادت

ثابت نے مسلمانوں سے کہا تم اللہ والے ہو اور وہ شیطان کے پیرو، غلبہ صرف اللہ اسکے رسول اللہ ﷺ اور اللہ والوں کے لیے ہے۔ لہٰذا اب میرے سامنے ایسی ہی دادِ مردانگی دو جیسی میں تمہارے دیتا ہوں یہ کہہ کر وہ تلوار لے کر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اسے سامنے سے مار بھگایا۔

ابوحذیفہ نے کہا اے قرآن والو، اپنے عمل سے قرآن کو زینت دو اور پھر انھوں نے حملہ کر کے اپنے مقابل کے دشمنوں کو سامنے سے ہٹا دیا اور ان کی صفوں کو چیرتے ہوئے گذر گئے اور شہید ہو گئے۔

اس کے بعد خالدؓ بن ولید نے حملہ کیا اور اپنے حامیوں سے کہا کہ آپ لوگ میرے عقب سے دشمن کو مجھ پر یورش نہ کرنے دیں یہ دشمن کا صفایا کرتے ہوئے خود مسیلمہ کے مقابل جا پہنچے اور اس پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے۔

حافظِ قرآن جنگ میں علم بردار

مروی ہے کہ جب مسلمانوں نے اپنا جھنڈا سالم بن عبداللہ کو دیا، انھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ مجھے کیوں دیا گیا ہے۔ غالباً آپ لوگ یہ کہیں گے چونکہ آپ حافظ قرآن ہیں اور اس لئے آپ بھی دوسرے صاحب کی طرح آخر دم تک دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہیں گے۔ مسلمانوں نے کہا بے شک یہی وجہ ہے اب آپ جانیے، سالم نے کہا اگر میں دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم نہ رہا تو میں برا حامل قرآن بنوں گا۔ ان سے پہلے مسلمانوں کا جھنڈا عبداللہ بن حفص بن غانم کے پاس تھا۔

منقول ہے کہ جب مجاعہ نے بنی حنیفہ سے کہا کہ تم کو عورتوں سے کیا چاہیے بلکہ مردوں سے لڑو، اس وقت مسلمانوں کی ایک جماعت نے آخر دم تک لڑنے کا باہم معاہدہ کیا۔ مجاعہ کی اس بات کو سن کر بنی حنیفہ مسلمانوں کی قیام گاہ سے بھی آگے نکل گئے اور مسلمان سب کے سب اپنی فرودگاہ چھوڑ کر نکل گئے۔ اس حالت پر صحابہ رسول اللہ ﷺ میں سے کچھ لوگوں نے گفتگو کی۔ زید بن الخطاب نے کہا کہ میں تو اب کچھ نہیں کہونگا اب یا میں فتح حاصل کروں گا یا شہادت اور آپ سب وہی کریں جو میں کروں۔ پھر انھوں نے اور ان کے ساتھیوں نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ ثابت بن قیس نے کہا اے مسلمانو! تم نے اپنے آپ کو بری بات کا عادی بنا لیا ہے میں اب کچھ کر کے تم کو بتاتا ہوں۔

زید بن الخطاب اس معرکے میں شہید ہو گئے۔

عمرؓ کا اپنے فرزند سے شہادت نہ پانے پر اظہارِ ناراضگی

سالم سے مروی ہے کہ جب عبداللہؓ بن عمرؓ اس واقعے سے واپس آئے عمرؓ نے ان سے کہا زید سے پہلے تم نے اپنی جان کیوں نہیں دیدی وہ مر جائیں اور تم زندہ رہو؟ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں خود تو شہادت کا درجہ حاصل کرنا چاہتا تھا مگر میرے نفس نے تامل کیا اور اللہ نے ان کو شہادت سے سرفراز فرما دیا۔

سہل سے مروی ہے کہ عمرؓ نے عبداللہؓ بن عمرؓ سے زیدؓ کی شہادت کے بعد کہا تم میرے سامنے کیسے آئے تم کہیں روپوش کیوں نہ ہو گئے۔ عبداللہؓ بن عمرؓ نے کہا کہ انھوں نے اللہ سے شہادت طلب کی، اللہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور میں نے خود کوشش کی کہ مجھے شہادت نصیب ہو مگر اللہ نے نہ مانا۔

اہلِ شہر اور ساکنانِ بادیہ کے اپنے اپنے جوہر

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ اس واقعہ میں مہاجرین اور انصار اور دیہات والوں نے علیحدہ علیحدہ صفیں بنائی تھیں اور بعضوں نے یہ کہا کہ ہم ایسا اس لیے کر رہے ہیں کہ باہم امتیاز رہے اور میدان معرکہ سے فرار ہونے میں غیرت اور شرم آئے اور معلوم ہو سکے کہ کس کی جانب سے دشمن کا حملہ ہوتا ہے؟ اس تجویز پر عمل ہوا۔ بستی والوں نے دیہات والوں سے کہا کہ ہم آپ لوگوں کے مقابلے میں شہر والوں سے جنگ کرنے میں زیادہ ماہر ہیں۔ اہل بادیہ نے ان سے کہا شہروں کے باشندے اچھے لڑنے والے نہیں ہوا کرتے ان کو معلوم ہی نہیں کہ جنگ کیا ہوا کرتی ہے۔ جب ہم آپ علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہوں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ دشمن کا حملہ اور غلبہ کس سمت سے ہوتا ہے؟۔

اس طرح صف بندی کے بعد اب لڑائی شروع ہوئی اور جس قدر ہلاکت آفریں اور خونریز جنگ ہوئی اس کی نظیر پہلے دیکھنے میں نہیں آئی اور دونوں فریقین اہل بادیہ اور شہر والوں نے ایسی شجاعت اور ثابت قدمی دکھائی کہ پہلے نہ دیکھی گئی۔ کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دی جا سکتی تھی البتہ مہاجرین اور انصار کو اہل بادیہ کے مقابلے میں زیادہ نقصان اٹھانا پڑا اور اب تک جو باقی تھے وہ بھی سخت مصیبت میں تھے، عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکرؓ نے محکم کو جو مرتدین کے سامنے تقریر کر رہا تھا اپنے ایک بے خطا تیر سے ہلاک کر دیا اور زید بن الخطاب نے رحال بن عنفوہ کو قتل کر دیا۔

بنی تمیم کے ایک شخص سے جو اس معرکے میں خالدؓ بن ولید کے ساتھ شریک تھا، مروی ہے کہ جب لڑائی نے بہت زیادہ شدت اختیار کی اور اب نوبت یہ آ گئی کہ کبھی مسلمان مغلوب ہوتے ہوئے نظر آتے تھے اور کبھی مرتدین۔ تب خالدؓ نے یہ تجویز پیش کی کہ تمام مسلمان علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہو کر لڑیں تاکہ ہر قبیلے کی جوانمردی اور کارگزاری نمایاں ہو اور معلوم ہو کہ کس کی سمت سے مسلمانوں پر سخت حملہ ہوتا ہے؟ اس تجویز کے مطابق اہل بادیہ اور شہری مسلمان ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے اور ان میں بھی پھر ہر قبیلہ علیحدہ علیحدہ صف بستہ ہوا اور وہ اپنے اپنے سرداروں کے پرچموں کے تحت معرکۂ کارزار میں جم گئے اور اب سب نے دشمن کا مقابلہ شروع کیا۔ دیہات والوں نے کہا کہ آج ان شہریوں کو لڑائی کا مزہ معلوم ہوگا، چنانچہ اسی جماعت کو سب سے زیادہ جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ مسیلمہ اپنی جگہ جما رہا اور دشمن کے حملے نے مسلمانوں کے چھکے چھڑا دیئے۔

خدا کی تلوار خالدؓ کا حرکت میں آنا

خالدؓ نے محسوس کیا کہ جب تک مسیلمہ قتل نہ ہوگا یہ طوفان ٹھنڈا نہ ہوگا۔ بنی حنیفہ اپنے مقتولین کے قتل سے ذرا بھی متاثر نہ

ہوئے بلکہ اسی شجاعت کے ساتھ جیسے کہ وہ پہلے لڑ رہے تھے برابر لڑتے رہے، اس کے بعد خود خالدؓ صف سے برآمد ہو کر دشمن کے سامنے کھڑے ہو گئے اور انھوں نے مبازرت طلب کی اور کہا کہ میں ابن ولید العود ہوں میں عامر اور زید کا فرزند ہوں، پھر تمام مسلمانوں نے اپنا شعار یا محمداہ! یا محمداہ! بلند کیا۔ اس واقعے میں ان کا یہی شعار تھا، اس کے بعد خالدؓ کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ جو شخص ان کے مقابلے پر آیا انھوں نے اسے قتل کر دیا اس وقت وہ یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

انا ابن اشياخ وسيفي الشخت

اعظم شيء حين يأتيك النفت

ترجمہ: میں سرداروں کا فرزند ہوں اور میری تلوار نہایت خوں فشاں ہے، جب وہ تجھ پر پڑے۔

الغرض جو سامنے آیا خدا کی تلوار نے اسے فناء کے گھاٹ اتار دیا حتیٰ کہ اب مسلمانوں کا پلہ بھاری ہو گیا اور انھوں نے دشمن کو بری طرح کچل دیا۔ اس کے بعد مسیلمہ کے قریب پہنچ کر خالدؓ نے اسے للکارا، اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک شیطان مسیلمہ کے تابع ہے جب وہ اس کے پاس آتا ہے تو اس کے منہ سے اس قدر کف (جھاگ) جاری ہوتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے اسکے دونوں جبڑوں میں ناسور ہے اور جس بھی بات کے کرنے کا مسیلمہ ارادہ کرتا ہے وہ شیطان اسے اس کے کرنے سے روک دیتا ہے لہٰذا اگر کبھی تم کو اس کے خلاف موقع مل جائے تو ہرگز اس کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔

رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے خالدؓ اس کے قریب پہنچ کر اس پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے۔ خالدؓ نے دیکھا کہ وہ اپنی جگہ جما ہوا ہے حالانکہ اب جنگ میں مسلمانوں کا پلہ وزنی ہو چکا تھا اور وہ مرتدین کو بے دریغ قتل کر رہے تھے

خالدؓ کی کامیاب تدبیر

مگر تاہم خالدؓ نے اندازہ لگایا کہ جب تک مسیلمہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے اس کے ساتھی میدان سے بھاگنے والے نہیں۔ انھوں نے موقع کی تلاش میں مسیلمہ کو آواز دی اس نے جواب دیا، خالدؓ نے چند باتیں ایسی پیش کیں جو وہ چاہتا تھا اور کہا کہ اچھا بتایئے اگر ہم نصف پر راضی ہو جائیں تو کون سا نصف حصہ آپ ہمیں دیں گے؟ اس کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی جواب دینا چاہتا تو اپنا منہ شیطان سے مشورہ کرنے کے لیے پھیر لیتا اور وہ منع کر دیتا چنانچہ اس گفتگو کے دوران میں اس نے ایک مرتبہ مشورے کیلئے اپنا منہ ذرا پھیرا تھا کہ خالدؓ موقع ملتے ہی اس پر پل پڑے اور وہ ڈر کر بھاگا اس کے ہٹتے ہی اس کے تمام ماننے والے میدان سے فرار ہو گئے، خالدؓ نے مسلمانوں کو للکارا کہ خبردار! اب کوتاہی نہ کرو، آگے بڑھو اور کسی کو بچ کر نہ جانے دو۔ مسلمان سب کے سب ان پر پل پڑے اور مرتدین کو کامل شکست ہوئی۔

مرتدین کی کھلی شکست

جب تمام لوگ مسیلمہ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے اور وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھا تو کسی نے اس سے کہا کہ آپ کے وہ وعدے جو آپ اپنی فتح کے ہم سے کیا کرتے تھے کیا ہوئے؟ اس نے کہا بہرحال اب اس وقت تو تم اپنی عزت کی حمایت میں لڑو۔

محکم نے بنی حنیفہ کو للکارا! کہ باغ میں چل کر پناہ لو اتنے میں وحشی نے مسیلمہ پر، جو ایک دوسرے شخص کے

سہارے کھڑا تھا اور فرطِ غضب سے اس کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی، حملہ کیا اور اپنے بھالے کو پھینک کر اس کا کام تمام کر دیا۔ اب تمام مسلمان چاروں طرف سے دیوانہ وار دروازں کو پھاند کر اس باغ میں مرتدین پر ٹوٹ پڑے اور ان سب کا صفایا کر دیا، اس لڑائی اور پھر اس باغ میں جو بعد میں حدیقۃ الموت کے نام سے مشہور ہوا اس روز دس ہزار زور آزما کام آئے۔

مروی ہے کہ جب مسلمانوں نے ثابت قدمی اور دلیری سے لڑنے کے لیے اپنے اپنے قبائل اور خاندانوں کی حیثیت سے اپنی جداگانہ ترتیب قائم کی اور انھوں نے مرتدین کا جم کر مقابلہ کیا اور بنی حنیفہ کو شکست ہوئی تو مسلمانوں نے اس کا تعاقب کر کے ان کو تلواروں پر رکھ لیا اور مارتے مارتے حدیقۃ الموت تک اس کے تعاقب میں چلے آئے۔ اب یہاں مسیلمہ کے قتل میں اختلاف ہے کہ وہ کب اور کہاں قتل ہوا، بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ اسی باغ میں مارا گیا۔

بنی حنیفہ نے باغ میں داخل ہو کر تمام دروازے بند کر لیے، مسلمانوں نے ہر طرف سے ان کو گھیر لیا براء بن مالک نے مسلمانوں سے کہا کہ آپ مجھے اس دیوار پر چڑھا کر اندر اتار دیں، انھوں نے براء کو دیوار پر چڑھا دیا مگر وہ دشمن کو دیکھ کر لرزہ براندام ہو گئے اور کہا مجھے اتارو اس کے بعد پھر انھوں نے کہا کہ مجھے دیوار پر چڑھاؤ ایسا کئی بار ہوا کہ چڑھے اترے، چڑھے اترے۔ آخر کار ایک مرتبہ کہنے لگے کہ اس خوف اور ہراس کا برا ہو ایک مرتبہ آپ لوگ مجھے اور چڑھا دیں۔ مسلمانوں نے ان کو دیوار پر چڑھا دیا اس پر چڑھتے ہی وہ دشمن کے بیچ میں کود پڑے اور دروازے پر مار کر اسے مسلمانوں نے کے لیے کھول دیا۔ مسلمانوں نے اس باغ میں داخل ہو کر اب خود اس کے دراوزے کو دشمن کے لیے بند کر دیا۔ اور اس کی کنجی باہر پھینک دی، اس کے بعد ایسی شدید جنگ ہوئی جس کی نظیر نہ تھی جتنے مُرتد اُس باغ میں پناہ گزیں تھے، قتل کر ڈالے گئے۔ مسیلمہ کو اللہ نے اِس سے پہلے ہی قتل کر دیا تھا شکست کھانے پر بنی حنیفہ نے اُس سے کہا تھا وہ تمہارے تمام وعدے کیا ہوئے؟ اس نے کہا اب ان کا ذکر مت کرو اس وقت تو اپنی عزت بچانے کی خاطر جوانمردی دکھاؤ۔

مروی ہے کہ کسی نے اعلان کیا کہ غلام حبشی نے مسیلمہ کو قتل کر دیا ہے، خالدؓ مجاعہ کو لے کر جو زنجیروں میں بندھا ہوا تھا مسیلمہ اور اُن کے دوسرے سرداروں کو دکھانے جنگ کے میدان میں آئے، جب وہ رحال کی لاش پر آئے مجاعہ نے خالدؓ سے کہا کہ یہ رحال ہے۔

خالدؓ مسیلمہ کی لاش پر

ایک روایت یہ ہے کہ مسیلمہ سے فارغ ہو کر تمام مسلمان خالدؓ کے پاس آئے اور ان کو اس کی اطلاع دی وہ مجاعہ کو جو بیڑیاں پہنے ہوئے تھا ساتھ لے کر میدان میں آئے تا کہ وہ ان کو مسیلمہ کی لاش بتائے، ایک ایک مقتول کا چہرہ اس کی شناخت کے لیے کھولا جاتا تھا اسی طرح گزرتے ہوئے خالدؓ محکم بن الطفیل کے لاشے پر آئے یہ ایک نہایت قدآور، وجیہ اور شاندار آدمی تھا خالدؓ نے اس کی صورت دیکھ کر مجاعہ سے کہا کہ یہ تمہارا سردار ہوگا، مجاعہ نے کہا ہر گز نہیں یہ اُس سے کہیں بہتر، اور معزز آدمی تھا، یہ یمامہ کا محکم ہے اور آگے چلے۔ خالدؓ مقتولین کے چہروں کو پہچاننے کے لیے اسے دکھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ وہاں کے مقتولوں کو دیکھنا شروع کیا ان میں ایک پستہ قامت زرد رنگ مادہ رُو شخص کی لاش نظر آئی مجاعہ نے کہا کہ یہ ہی مسیلمہ ہے جس کے قتل سے تم کو فراغت ہو گئی، خالدؓ نے کہا کہ اسی نکمے بدشکل نے تم کو اس طرح نچایا، مجاعہ نے کہا ہاں بات تو یہ ہی ہے مگر اللہ کی قسم خالدؓ یاد رکھو! کہ یہ لوگ جو تمہارے مقابلے پر آئے تھے

بہت ہی گھٹیا جلد باز تھے اور اصل میں جو ذی مرتبہ اور صاحب وقار ہیں وہ تو سب قلعوں میں چھپے ہوئے ہیں، خالدؓ نے کہا یہ کیا بکتے ہو؟ مجاعہ نے کہا جو کہہ رہا ہوں بالکل حق ہے میری مانو، آؤ میں اپنی قوم کی طرف سے تم سے صلح کر لیتا ہوں۔

اغلب اور ابوبصیرہ کا عجیب واقعہ

بنی عامر بن حنیفہ کا ایک شخص اغلب بن عامر بن حنیفہ تھا اس کی گردن نہایت زبردست اور موٹی تھی جب مشرکین کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے اُن کو گھیر لیا وہ مردہ بن کر پڑ گیا، مسلمان مقتولین کی شناخت کرنے لگے، ابو بصیرہ انصاری چند اشخاص کے ساتھ اغلب کے پاس پہنچے، جب انھوں نے اُسے مقتولین میں پڑا ہوا دیکھا۔ یہ ہی سمجھے کہ اس کا کام تمام ہو چکا ہے، لوگوں نے ابوبصیرہ سے کہا کہ تم اِس بات کا دعویٰ کرتے ہو کہ تمہاری تلوار نہایت درجہ کاٹنے والی ہے؟ (یہ ہمیشہ اس کے مدعی تھے) تو اب ذرا اس اغلب کی گردن پر جو مرا پڑا ہے وار کر کے اپنی تلوار کی کاٹ دکھاؤ اگر اس میں تم کامیاب ہو گئے تو ہم جو کچھ تمہاری تلوار کے متعلق اب تک سنتے آئے ہیں اس پر یقین کر لیں گے۔

ابوبصیرہ تلوار نیام سے نکال کر اغلب کی طرف بڑھے، کسی کو بھی اس کے مردہ ہونے پر کوئی شک نہ تھا مگر ان کے قریب پہنچتے ہی وہ ایک دم اُٹھ کر بھاگا۔ ابوبصیرہ نے اس کا تعاقب کیا اور کہنے لگے کہ میں ابوبصیرہ انصاری ہوں مگر اغلب نے اس تیزی سے بھاگنا شروع کیا کہ وہ ان کی گرفت سے دور ہی ہوتا گیا، جب ابوبصیرہ کہتے کہ میں ابوبصیرہ انصاری ہوں۔ اغلب جواب دیتا کہ آپ نے اپنے کافر بھائی کی ڈور بھی دیکھی اسی طرح وہ ان کی گرفت سے نکل کر بھاگ گیا۔

قلعہ والوں سے صلح اور مجاعہ کی دھوکہ بازی

مرتدین کے باقی ماندہ لوگوں کا صفایا

جب خالدؓ اور ان کا لشکر مسیلمہ کے معاملے سے فارغ ہو گیا عبداللہؓ بن عمرؓ اور عبدالرحمانؓ بن ابی بکرؓ نے ان سے کہا کہ آپ ہم سب کو لے کر بڑھیے اور ان تمام قلعوں کا محاصرہ کر لیجئے خالدؓ نے کہا مگر پہلے میں چاہتا ہوں کہ لشکر کے مختلف دستے اطراف میں پھیلا دوں اور ان مرتدین کا پہلے صفایا کر دوں جو اب تک قلعہ گزیں نہیں ہو سکے ہیں اس کے بعد دیکھوں گا کہ اب کیا کرنا چاہیے چنانچہ انھوں نے اپنے لشکر کو دشمن کی تلاش میں روانہ کیا اور ان دستوں نے مال، عورتیں اور بچے جن پر ان کا قابو چلا ان کو گرفتار کیا اور اُن کو لشکر میں لے آئے، اب خالدؓ نے کوچ کا اعلان کیا تا کہ قلعوں کا محاصرہ کریں۔

مجاعہ مرتد کی کامیاب سازش

مجاعہ نے ان سے کہا کہ آپ کے مقابلے میں یہ جلد باز ناتجربہ کار لڑنے آئے تھے، تمام قلعے نبرد آزماؤں سے بھرے ہوئے ہیں، آؤ! میں تم سے ان کے لیے صلح کر لوں۔ خالدؓ نے اُس سے اِس شرط پر صلح کر لی کہ صرف جانیں معاف کر دی جائیں گی، اس کے علاوہ ہر شے پر وہ قبضہ کر لیں گے مجاعہ نے کہا میں قلعہ والوں کے پاس جاتا ہوں اور ان سے مل کر اس سمجھوتے پر مشورہ کر کے پھر آتا ہوں۔

مجاعہ قلعوں میں آیا یہاں سوائے عورتوں، بچوں، بہت بوڑھوں اور کمزوروں کے اور کون تھا! مگر اس نے یہ کیا کہ عورتوں کو زرہیں پہنائیں اور ان سے کہا کہ میری واپسی تک تم قلعے کی فصیل پر نمودار ہو کر اپنا جنگ کا شعار برابر بلند کرتی رہو، یہ انتظام کر کے وہ خالدؓ کے پاس آیا اور کہا کہ جس شرط پر میں نے تم سے صلح کی تھی قلعے والے اُسے نہیں مانتے اور یہ دیکھو ان میں سے بعض اپنے انکار کے اظہار کے لیے فصیلوں پر نمودار ہوئے ہیں اور میں ان کی ذمہ داری نہیں لے سکتا۔ وہ میرے قابو سے باہر ہیں۔ خالدؓ نے قلعوں کی طرف دیکھا وہ سیاہ ہو رہے تھے اس شدید لڑائی نے خود مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچایا تھا وہ تھک گئے تھے، اپنے اہل و عیال سے ملے ہوئے ان کو ایک عرصہ گذر چکا تھا وہ چاہتے تھے کہ اسی فتح پر اکتفا کر کے وطن واپس جائیں اور نیز یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر ان قلعوں میں لڑنے والے ہوئے تو معلوم نہیں کہ جنگ کا نتیجہ کیا ہو کیونکہ پہلے ہی اس جنگ میں صرف مدینے کے مہاجرین اور انصار میں سے تین سو ساٹھ صحابہ شہید ہو چکے تھے۔

نیز اہل مدینہ کے علاوہ دوسرے مہاجرین اور تابعین میں سے چھ سو یا زیادہ اصحاب شہید ہوئے تین سو مہاجرین میں سے اور تین سو تابعین میں سے، ثابت بن قیس بھی شہید ہوئے، ان کو ایک مشرک نے قتل کیا، ان کا ایک پاؤں کٹ کر الگ ہو گیا تھا۔ ثابت نے اسی کو اپنے قاتل پر پھینک مارا جس سے وہ ہلاک ہو گیا، دوسری طرف بنی حنیفہ کے اقرباء کے میدان میں سات ہزار آدمی کام آئے تھے، موت والے باغ میں سات ہزار اور تعاقب و تلاش میں بھی تقریباً اتنی ہی تعداد میں لوگ مارے گئے تھے۔

منقول ہے کہ جب مجاعہ نے مصالحت کے متعلق خالدؓ سے گفتگو کی تو چونکہ حضرت خالدؓ کو خود لڑائی سے کافی نقصان پہنچ چکا تھا اور مسلمانوں کے اشراف میں سے بہت بڑی تعداد شہید ہو چکی تھی اس وجہ سے خالدؓ نرم پڑ گئے۔ اور انھوں نے صلح کر لی اور ان شرائط کو پسند کر لیا۔ اور مصالحت پر آمادگی ظاہر کر دی، مجاعہ سے اس شرط پر صلح کی کہ تمام سونا، چاندی، مویشی اور آدھے لونڈی غلام، خالدؓ کے قبضے میں دیدیے جائیں گے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اچھا اب میں اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں تاکہ یہ شرائط ان کے سامنے پیش کروں۔

مجاعہ نے قلعوں میں آ کر عورتوں سے کہا کہ اسلحہ لگا کر قلعے کی فصیلوں پر نمودار ہو جاؤ، انھوں نے اس ہدایت کی تعمیل کی۔ اب مجاعہ پھر خالدؓ کے پاس آیا۔ خالدؓ پہلے ہی قلعے پر یہ مظاہرہ دیکھ چکے تھے کہ نبرد آزماؤں کی ایک بڑی مسلح جماعت اب تک قلعہ بند ہے۔ مجاعہ نے خالدؓ سے آ کر کہا کہ قلعے والے ان شرائط کو نہیں مانتے البتہ اگر آپ میری ایک اور بات مان لیں تو پھر میں ان کے پاس گفتگو کے لیے جاؤں، خالدؓ نے پوچھا کیا؟ مجاعہ نے کہا کہ اگر آپ صرف چوتھائی لونڈی غلام لیں اور بقیہ چھوڑ دیں۔ خالدؓ نے کہا میں نے اسے بھی منظور کیا مجاعہ نے کہا تو اچھا اب میں نے آپ سے قطعی مصالحت کر لی۔ جب وہ دونوں صلح کر کے فارغ ہو گئے، قلعے کھول دیئے گئے۔ وہاں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ صرف عورتیں اور بچے ہیں کوئی مرد نہیں ہے۔ خالدؓ نے مجاعہ سے کہ کہ تم نے مجھے دھوکا دیا۔ مجاعہ نے کہا کہ میں مجبور تھا چونکہ یہ میری قوم کا معاملہ تھا اس وجہ سے سوائے اس کارروائی کے اور میں کیا کر سکتا تھا۔

یہ بھی مروی ہے کہ اس روز دوسری مرتبہ مجاعہ نے خالدؓ سے کہا کہ اگر آپ پسند کریں تو نصف لونڈی غلام، تمام نقدی، تمام مویشی اور علاقے پر صلح ہو جائے اور میں اس کے لیے باقاعدہ معاہدۂ صلح لکھ دوں۔ خالدؓ نے ان شرائط کو منظور کر لیا۔ مجاعہ نے ان شرائط پر کہ تمام نقدی، مویشی، زمین، نصف لونڈی غلام اور ہر گاؤں میں سے ایک باغ جسے خالدؓ پسند کریں اور ایک کھیت جسے وہ پسند کریں، صلح کر لی، انعقاد صلح کے بعد خالدؓ نے مجاعہ کو قلعے والوں کے پاس شرائط صلح

کی تکمیل کے لیے بھیجا اور کہا کہ کہہ دو کہ میں صرف تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس اثناء ان تمام شرائط کی عملی تکمیل ہو جائے ورنہ میں پھر حملہ کردوں گا اور پھر سب کو تہ تیغ کر دینے کے علاوہ کوئی درخواست قبول نہیں کروں گا۔ مجاعہ نے قلعے والوں سے آ کر کہا کہ بہتر یہی ہے کہ ان شرائط کو قبول کر کے صلح کر لو، اس پر سلمہ بن عمیر الحنفی نے کہا کہ ان شرائط کو ہم ہرگز نہیں مانیں گے۔ ہم دیہات والوں اور غلاموں کی جماعت کو دعوت دیتے ہیں اور دشمن سے پھر مقابلہ کریں گے۔ ہم خالدؓ سے معاملہ نہیں کرتے، ہمارے قلعے سنگین ہیں، خوراک بہت زیادہ اور جاڑا اب قریب آ رہا ہے۔ مجاعہ نے اس سے کہا تو بہت ہی بدبخت اور منحوس ہے اس بات سے دھوکا ہوا کہ میں نے حریف کو دھوکا دے کر ان شرائط کو منوایا ہے تو ہرگز اپنی رائے میں کامیاب نہیں ہو سکتا کیا اب تم میں کوئی ایسا شخص ہے جس میں ذرا بھی کوئی خوبی یا محل شناسی باقی رہی ہو؟ اور اس صلح سے میں نے تم کو اس مصیبت سے بچالیا جس کی پیشین گوئی شرحبیلؓ بن مسیلمہ نے کی تھی۔

خالدؓ اور مجاعہ کے مابین صلح نامہ

اس گفتگو کے بعد مجاعہ سات آدمیوں کے ساتھ خالدؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ بہت مشکل سے میری قوم والوں نے یہ صلح قبول کی ہے۔ لہٰذا اب اس کے لیے باقاعدہ صلح نامہ لکھ دیجیے۔ خالدؓ نے لکھا

''یہ وہ معاہدہ ہے جس پر خالدؓ بن ولید نے مجاعہ بن مرارہ، سلمہ بن عمیر اور فلاں فلاں اشخاص سے صلح کی ہے، جس قدر سونا، چاندی بنی حنیفہ کے پاس ہے وہ سب خالدؓ کو دیا جائے گا۔ آدھے لونڈی غلام کے ان کے حوالے کر دیئے جائیں گے، تمام مویشی اور علاقہ ان کے قبضے میں دیا جائے گا۔ ہر گاؤں میں صرف ایک باغ، اور ایک کھیت ان کو واپس دیا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ اسلام لے آئیں۔ اس کے بعد ان کو امان اور آزادی ہے۔ ان شرائط کے ایفاء کے لیے خالدؓ بن ولید اور خلیفہ رسول اللہ ﷺ ابوبکرؓ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری کا اقرار کیا جاتا ہے۔

ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ خالدؓ نے مجاعہ سے ان شرائط پر صلح کی ''تمام سونا، چاندی، مویشی اور ہر سمت میں ایک باغ جس کو پسند کیا جائے اور آدھے لونڈی غلام خالدؓ کے حوالے کر دیئے جائیں'' مگر بنی حنیفہ نے ان شرائط کو ماننے سے انکار کر دیا۔ خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ میں تم کو تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس میں آخری فیصلہ کر لو، سلمہ بن عمیر نے بنی حنیفہ سے کہا تم اپنی عزت و آبرو کی خاطر آخر دم تک لڑو اور کوئی شرط نہ مانو کیونکہ ہمارا قلعہ نہایت سنگین ہے، ہمارے پاس خوراک وافر ہے، اور اب سردی بھی شروع ہوگئی ہے۔ مجاعہ نے کہا اے بنی حنیفہ میری بات مانو اور سلمہ کی بات ہرگز نہ مانو یہ شخص بہت ہی منحوس ہے اور اس سے قبل کہ شرحبیلؓ بن مسیلمہ کا کہا ہوا قول تم پر صادق آئے تم اس صلح کو قبول کرو۔ چنانچہ بنی حنیفہ نے اس بات کو مان کر اس کے فیصلہ کو قبول کر لیا اور مسیلمہ کی بات کو رد کر دیا۔

اسی زمانے میں حضرت ابوبکرؓ نے سلمہ بن سلامہ بن وقش کے ہاتھ ایک خط خالدؓ کو بھیجا تھا جس میں ان کو حکم دیا تھا کہ اگر اللہ عزوجل، تم کو فتح دے تو تم بنی حنیفہ کے ان تمام مردوں کو جن کی داڑھی نکل آئی ہے، قتل کر دیں، مگر جب سلمہ خط لے کر خالدؓ کے پاس پہنچے تو اس سے پہلے ہی خالدؓ بنی حنیفہ سے صلح کر چکے تھے سلمہ نے بھی اس صلح کو توثیق کر دی۔

سلمۃ بن عمیر کا قتل

بنی حنیفہ بیعت اور اپنے سابقہ کردار سے برات کے لیے خالدؓ کے پاس ان کے پڑاؤ میں جمع ہوئے۔ سلمۃ بن عمیر نے مجاعہ سے کہا مجھے خالد کے پاس لے چلو میں ان سے خود ان کی بھلائی کی ایک بات کہنا چاہتا ہوں

حالانکہ اس کا یہ ارادہ تھا کہ وہ اچانک خالدؓ پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دے۔ مجاعہ نے اس کی باریابی کے لیے خالدؓ سے اجازت مانگی۔ خالدؓ نے اجازت دیدی۔ مسلمہ بن عمیر خالدؓ کو قتل کے ارادہ سے تلوار بغل میں چھپائے اندر آیا۔ خالدؓ نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجاعہ نے کہا یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق میں نے آپ سے گفتگو کی تھی اور آپ نے اسے باریابی کی اجازت دی ہے۔ خالدؓ نے کہا اسے یہاں سے نکال دو، لوگوں نے اسے باہر نکالدیا اور جب اس کی جامہ تلاشی لی گئی تو اسکے پاس سے تلوار برآمد ہوئی۔

سلمۃ بن عمیر کو اپنی قوم کی طرف سے ذلت کا سامنا

لوگوں نے اس کو بہت لعنت ملامت کی۔ قید کرلیا اور کہا کہ تو نے اپنی حرکت سے اپنی پوری قوم کو برباد کرنا چاہا تھا اور تیری نیت صرف یہ تھی کہ پورا بنی حنیفہ برباد ہو جائے۔ ان کی آل واولاد اور عورتیں لونڈی غلام بنالی جائیں اگر خالدؓ کو یہ معلوم ہو جاتا کہ تو ہتھیار لے کر آیا ہے تو وہ تجھے قتل کر دیتے اور اب بھی ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ اگر انھیں تیری اس حرکت کی اطلاع ملی تو وہ تمام مردوں کو قتل کر دیں گے اور عورتوں کو لونڈی بنالیں گے۔ نیز وہ یہ گمان کریں گے کہ یہ ایک شخص کی حرکت نہیں ہے بلکہ ہماری ایک جماعت اس سازش میں شریک ہے۔ لوگوں نے اسے قید کر کے قلعہ میں بند کر دیا۔

تمام بنی حنیفہ اپنے سابقہ کردار سے برات اور تجدید اسلام کے لیے جمع ہوئے، سلمہ نے ان سے کہا میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف نہیں کرونگا۔ تم مجھے معاف کر دو مگر بنی حنیفہ نے اس کی درخواست کو رد کر دیا اور اسکی حماقت کی وجہ سے وہ اس کے کسی عہد کو بھی قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوئے۔ چنانچہ ایک روز رات کو وہ قلعے سے چپکے سے نکل کر خالدؓ کی قیام گاہ کی طرف چلا۔ مگر پہرے والوں نے اسے شناخت کرلیا اور وہ چلائے، بنی حنیفہ بیدار ہوئے اس کے تعاقب میں دوڑے اور قلعے کی کسی فصیل میں اس کو جالیا اس نے ان پر تلوار سے حملہ کیا، انھوں نے پتھروں سے مار مار کر اسے ایک کونے میں پناہ لینے کے لیے مجبور کر دیا اس وقت اس کی اپنی تلوار اس کے حلقوم پر تھی اس نے اپنی شہ رگیں کاٹ دیں اور ایک کنویں میں گرا اور مر گیا۔

مروی ہے کہ خالدؓ نے تمام بنی حنیفہ سے صلح کر لی تھی، سوائے ان لوگوں کے جو عرض میں اور قریہ میں تھے کیونکہ وہ اس وقت گرفتار کیے گئے جب مختلف مقامات پر لشکر بھیجے گئے۔ صرف عرض اور قریہ میں جو لونڈی غلام بنی حنیفہ، قیس بن ثعلبہ اور یشکر کے خالدؓ کو ملے ان کی تعداد پانچ سو تھی اور یہ ابوبکرؓ کے پاس بھیجدیے گئے۔

حضرت خالدؓ کا مجاعہ کی بیٹی سے نکاح

محمد بن اسحق سے مروی ہے کہ پھر خالدؓ نے مجاعہ سے کہا کہ تم اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دو مجاعہ نے کہا ذرا ابھی صبر کرو ورنہ امیر المؤمنین مجھ سے اور تم سے سخت ناراض ہو جائیں گے خالدؓ نے کہا تم ابھی اپنی بیٹی کو میرے نکاح میں دیدو۔ اس نے نکاح کر دیا اس کی اطلاع ابوبکرؓ کو پہنچی انھوں نے خالدؓ کو ایک بہت ہی ناراضگی پر مبنی خط لکھا کہ اے خالدؓ! بڑے افسوس کی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ اب تم کو کوئی کام ہی نہیں رہا کہ تم عورتوں سے نکاح کے رہ گئے ہو۔ حالانکہ بارہ سو مسلمانوں کا خون تمہارے صحن میں اب تک تازہ ہے جو خشک نہیں ہوا۔ خالدؓ خط کو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ اعیسر یعنی عمر بن الخطاب کی حرکت ہے جو یہ خط امیر المومنین نے مجھے لکھا ہے۔

بنو حنیفہ کا وفد صدیق اکبر کے دربار میں

اس سے پہلے خالدؓ بن ولید نے بنی حنیفہ کا ایک وفد ابوبکرؓ کے پاس بھیجدیا تھا جب یہ وفد ان کے پاس پہنچا تو ابوبکرؓ نے ان سے کہا کہ تم لوگوں نے یہ کیا حرکت کی کہ اسلام سے بغاوت کی انھوں نے کہا اے خلیفہ رسول ہم سے جو لغزش ہوئی وہ ایک ایسے منحوس آدمی کی وجہ سے ہوئی ہے کہ جسے نہ اللہ نے اس معاملے میں برکت دی نہ اسکے خاندان کو ابوبکرؓ نے کہا اچھا پھر بھی یہ تو بتاؤ کہ وہ تم کو کس بات کی دعوت دیتا تھا انھوں نے کہا کہ وہ ہم سے بطور الہام یہ جملے کہا کرتا تھا

''اے مینڈک تو پاک ہے صاف ہے نہ کسی پانی پینے والے کو روکتا ہے نہ پانی کو گدلا کرتا ہے۔
آدھی زمین ہماری آدھی قریش کی، مگر قریش تو ایسی قوم ہے جو اپنی حد سے تجاوز کر جاتی ہے''

ابوبکرؓ نے کہا سبحان اللہ! تم پر بہت افسوس ہے یہ تو اس قسم کا کلام ہے جسے آج تک نہ خدا نے کہا نہ پیمبر ﷺ نے، وہ تمھیں کہاں بہکا لے گیا تھا۔؟۔

خالدؓ بن ولید جب یمامہ کے معاملہ سے فارغ ہو گئے جہاں وہ اس کی ایک وادی ریاض نامی میں ٹھہرے ہوئے تھے اور وہیں ان کی بنی حنیفہ سے جنگ ہوئی تھی اب وہ اس سے منتقل ہو کر یمامہ کی ایک اور وادی دبر نام میں جا ٹھہر گئے۔

اہلِ بحرین کا ارتداد اور دیگر واقعات

جارود اور اسکی قوم کا قبول اسلام

سیف سے مروی ہے کہ علاء بن الحضرمی بحرین روانہ ہوئے۔ بحرین کا قصہ یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور منذر بن ساوی ایک ہی مہینے میں بیمار ہوئے منذر کا رسول اللہ ﷺ کے بعد ہی انتقال ہو گیا ان کے بعد اہل بحرین مرتد ہو گئے ان میں سے عبدالقیس پھر اسلام لے آئے البتہ بکر مرتد ہی رہے جس شخص کی کوشش سے عبدالقیس دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے وہ جارود تھے۔

حسن ابن الحسن سے مروی ہے کہ جارود بن المعلی تلاشِ حق میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا جارود! اسلام لے آؤ، انھوں نے کہا کہ میں خود اپنا دین رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تمہارا دین کوئی حقیقت نہیں رکھتا وہ مہمل ہے۔ جارود نے آپ سے کہا کہ اگر میں اسلام لے آؤں تو اسلام میں جو خرابی بعد میں ہو اس کی ذمہ داری آپ پر؟ آپ نے فرمایا چلو اچھا۔ جارود اسلام لے آئے اور مدینے میں مقیم رہے جب وہ مسائل دین سے اچھی طرف واقف ہو گئے تو اب انھوں نے گھر جانے کا ارادہ کیا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ سفر کے لیے کوئی سواری ہو تو دے دیجئے۔ آپ نے فرمایا اس وقت تو کوئی بھی سواری نہیں ہے جارود نے کہا اگر راستے میں کوئی بھٹکا ہوا جانور مل جائے، میں اسے لے لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہرگز ایسا نہ کرنا۔ یہ اپنی قوم کے پاس آئے، ان کو اسلام کی دعوت دی جسے انھوں نے قبول کیا ان کی پوری قوم مسلمان ہو گئی۔

جارود کی قوم کا ارتداد اور دوبارہ اسلام کیطرف لوٹ آنا

اسے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی ان کے قبیلے عبدالقیس نے کہا اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو وہ کبھی نہ مرتے اور سب مرتد ہو گئے اس کی اطلاع جارود کو ہوئی انھوں نے ان سب کو جمع کا تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور کہا اے گروہ عبدالقیس! میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں اگر تم اسے جانتے ہو تو بتانا اور اگر نہ جانتے ہو تو نہ بتانا۔ انھوں نے کہا جو چاہو سوال کرو۔ جارود نے کہا جانتے ہو کہ گذشتہ زمانے میں اللہ کے نبی دنیا میں آ چکے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ جارود نے کہا تم ان کو صرف جانتے ہو یا تم نے دیکھا بھی ہے۔ انھوں نے کہا کہ نہیں ہم نے ان کو دیکھا تو نہیں لیکن ہم ان کو جانتے ہیں جارود نے کہا پھر کیا ہوا؟ انھوں نے کہا وہ مر گئے۔ جارود نے کہا تو اسی طرح محمد ﷺ بھی انتقال فرما گئے۔ جس طرح سابقہ انبیاء دنیا سے اٹھ گئے اور میں اعلان کرتا ہوں **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ان کی قوم نے کہا کہ ہم بھی شہادت دیتے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی حقیقی معبود نہیں ہے اور بے شک محمد اسکے بندے اور رسول ہیں اور ہم تم کو اپنا برگزیدہ اور اپنا سردار تسلیم کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اسلام پر ثابت قدم رہے ارتداد کی وبا ان تک نہ پہنچی۔

پھر انھوں نے تمام بنی ربیعہ، منذر اور مسلمانوں کو آپس میں نمٹنے کے لیے چھوڑ دیا چنانچہ منذر اپنی زندگی بھر ان سے الجھے رہے ان کے مرنے کے بعد ان کی جماعت مکاثنین میں محصور ہو گئی یہاں تک کہ ان کو علاء نے محاصرے سے آزاد کرایا۔

منذر بن ساوی کا انتقال

مروی ہے کہ جب خالدؓ بن ولید یمامہ کے معاملے سے فارغ ہوئے تو ابوبکرؓ نے علاء بن الحضرمی کو بحرین بھیجا۔ یہ علاء وہی شخص ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے منذر بن ساوی العبدی کے پاس اسلام کی دعوت دینے بھیجا تھا۔ منذر اسلام لے آئے اور علاء بحرین میں رسول اللہ ﷺ کے امیر کی حیثیت سے مقیم رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی فات کے تھوڑے ہی دنوں کے بعد منذر بن ساوی کا بحرین میں انتقال ہو گا۔

عمروؓ بن العاص عمان میں متعین تھے یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت بھی وہیں تھے، یہ مدینے روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ منذر بن ساوی کے پاس آئے جو اس وقت مرض الموت میں مبتلا تھے، عمرو ان سے ملنے گئے منذر نے ان سے پوچھا کہ ایک مسلمان کی وفات کے وقت اس کے مال میں سے رسول اللہ ﷺ کتنا حق خود اس مرنے والے کو دلواتے ہیں۔ عمروؓ نے ان سے کہا کہ تیسرا حصہ۔ منذر نے ان سے پوچھا کہ میں اپنے اس ثلث مال کو کس طرح خرچ کروں؟ عمروؓ نے ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اسے اپنے عزیزوں میں تقسیم کر دیجئے اور اس طرح ایک نیکی

---

[1] بحیرہ: عہد جاہلیت میں جو اونٹنی پانچ بچے جنم دے لیتی تھی، اسے بتوں کے نام پر آزاد کر دیا جاتا تھا۔ اور وہ بالکل معطل ہو جاتی تھی۔

[2] سائبہ: بتوں پر منت کی آزاد کردہ اونٹنی۔

[3] وصیلہ: وہ بکری جو ایک جنم میں نر و مادہ دو بچے دے۔ اس کو بھی آزاد کر دیا جاتا تھا۔

[4] حامی: وہ اونٹ جس کو جفتی کیلئے دس مرتبہ استعمال کر کے آزاد کر دیا جاتا تھا۔

کا اجر پائیں اور اگر آپ چاہیں تو اپنے اس مال کو صدقہ کر دیجئے اور اس طرح یہ صدقہ ایک محترم شے ہوگا جو آپ کے بعد لوگوں کے لئے نفع بخش اور آپ کیلئے صدقہ جاریہ رہے گا۔ منذر نے کہا میں نہیں چاہتا کہ اپنے مال کو بحیرہ[۱]، سائبہ[۲]، وصیلہ[۳] اور حامی[۴] کی طرح حرام کر جاؤں، بجائے اس کے میں اپنے مال کو ابھی تقسیم کیے جاتا ہوں اور جن لوگوں کے لیے میں نے وصیت کی ہے ان کو دیئے دیتا ہوں تا کہ اسے وہ جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ عمروؓ ہمیشہ ان کے اس قول پر تعجب کیا کرتے تھے کہ انھوں نے کیا عمدہ بات کہی۔

جارودؓ بن عمرو بن حنش بن معلّٰی کے علاوہ بنی ربیعہ کے تمام لوگ دیگر عربوں کے ساتھ مل کر بحرین میں مرتد ہو گئے۔ البتہ جارود اور ان کے قبیلے والے بدستور اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی وفات اور عربوں کے مرتد ہو جانے کی اطلاع ملی انھوں نے کہا میں اعلان کرتا ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور اعلان کرتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں ان تمام لوگوں کو جو اس کا اقرار نہیں کرتے کافر قرار دیتا ہوں۔

بنی ربیعہ بحرین میں جمع ہوئے اور مرتد ہو گئے، انھوں نے اس علاقے کی حکومت پھر منذر کے خاندان کو دینے کا خیال کیا چنانچہ انھوں نے منذر بن النعمان بن المنذر کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ اسے فریب کہا جاتا تھا مگر جب وہ اور تمام دوسرے لوگ تلوار کے زور سے دوبارہ اسلام لائے تو خود وہ کہا کرتا تھا کہ میں فریب نہیں ہوں بلکہ فریب خوردہ ہوں۔

عمیر بن فلان العبدی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بنی قیس بن ثعلبہ کے حطم بن ضبیعہ نے بکر بن وائل کے مرتدین اور دوسرے ان لوگوں کے ساتھ جو ہمیشہ سے کافر تھے، مرتد ہو کر خروج کر کے قطیف اور ہجر میں اپنا مستقر قائم کیا اور تمام خطے کو اس میں جس قدر زط اور سیابجہ آباد تھے، ان سب کو گمراہ کر دیا، اس نے ایک مہم دارین بھیجی جو اس کے ساتھ ہو گئے تا کہ وہ عبدالقیس کو اپنے اور ان کے درمیان گھیر لے کیونکہ وہ ان کے مخالف تھے اور منذر اور مسلمانوں کی مدد کرتے تھے اس نے غرور بن سوید نعمان بن المنذر کے بھائی کو بلا بھیجا اور اسے جواثا بھیجا اور اس نے کہا کہ تم اپنی جگہ پر ثابت قدم رہنا۔ اگر مجھے فتح ہوئی تو میں تمھیں بحرین کا بادشاہ بنا دوں گا اور تم نعمان شاہِ حیرہ کے برابر ہو جاؤ گے، اس نے جواثا آ کر وہاں کے باشندوں کا کامل محاصرہ کر لیا محصورین کو محاصرے سے بڑی تکلیف ہوئی ان مسلمان محصورین میں مسلمانوں کے ایک بڑے بزرگ بنی ابی بکر بن کلاب کے عبداللہ بن حذف بھی تھے ان کو اور تمام محصورین کو بھوک کی ایسی تکلیف ہوئی کہ قریب تھا کہ سب ہلاک ہو جاتے اس موقع پر انھوں نے چند شعر بھی کہے ہیں۔ جس میں اپنی دردناک حالت ابو بکرؓ اور اہل مدینہ کو مخاطب کر کے بیان کی ہے۔

علاءؓ بن الحضرمی اہل بحرین کے مقابلہ پر

منجاب بن راشدہ سے مروی ہے کہ ابو بکرؓ نے علاءؓ بن الحضرمی کو بحرین کے مرتدین سے لڑنے کے لیے بھیجا بحرین آتے ہوئے جب وہ یمامہ کے قریب پہنچے تو ثمامہ بن اثال بنی حنیفہ کے بنی تمیم کے مسلمانوں اور دوسرے بنی حنیفہ کے دیہاتیوں کے ساتھ ان سے ملے یہ اب تک جنگ سے کنارہ کیے ہوئے اپنے طرزِ عمل پر غور کر رہے تھے کہ کس کا ساتھ دیں۔

علاءؓ نے عکرمہؓ کو پہلے عمان بھیجا اور پھر مہرہ اور شرحبیلؓ کو حکم دیا کہ تم امیر المومنین حضرت ابو بکرؓ صدیق کا حکم آنے تک جہاں ہو وہیں ٹھہرے رہو۔

علاءؓ دومہ آئے یہاں وہ اور عمروؓ بن العاص بنی قضاعہ کے مرتدین پر چھاپے مارنے لگے۔ عمروؓ بن العاص

رضی اللہ عنہ سعدؓ اور بلی پر غارت گری کرتے تھے، اور علاء نے بنی کلب اور ان کے متبعین سے کاروائی شروع کی۔

راوی کہتا ہے کہ جب وہ ہمارے قریب آئے تو ہم اس علاقے کی بلند سطح پر تھے بنی رباب اور بنی عمرہ بن تمیم میں سے جس جس کے پاس گھوڑا تھا وہ اس پر سوار ہو کر علاء کے استقبال کے لیے آ گیا۔ بنی حنظلہ بھی تردد میں تھے کہ کیا اس ہنگامے میں شرکت کریں یا نہ کریں۔ مالک بن نویرہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ بطاح میں تھا وہ کبھی ہم پر حملہ کرتا اور کبھی ہم اس پر، وکیع بن مالک ایک بڑی جماعت کے ساتھ قرعاء میں تھا وہ عمروؓ پر حملہ کرتا تھا اور عمروؓ اس پر حملہ کرتے تھے، قبیلہ سعد بن زید منات میں دو جماعتیں ہو گئی تھیں۔ عوف اور ابناء نے زبرقان بن بدر کی بات مانی وہ اسلام پر قائم رہے اور انھوں نے زبرقان کے مرتدین کے مقابلے میں مدافعت کی البتہ مقاعس اور ذیلی قبائل نے زبرقان کی بات نہ مانی اور بغاوت کا اعلان کر دیا قیس بن عاصم نے اس زکوۃ کے مال کو جو ان کے پاس جمع ہو گیا تھا۔ مقاعس اور ان کے ذیلی قبائل میں تقسیم کر دیا حالانکہ زبرقان نے عوف اور ابناء کے زکوۃ کے مال کو حکومت کے لیے وصول کیا۔ اس طرح عوف اور ابناء مقاعس اور ان کے ذیلی قبائل سے جنگ و جدال میں مصروف ہو گئے۔ مگر جب قیس بن عاصم کو معلوم ہوا کہ رباب اور عمرو بن تمیم سب علاء سے مل گئے ہیں وہ اپنے کیے پر نادم ہوئے اور زکوۃ کا جو مال انھوں نے اپنے اختیار سے تقسیم کر دیا تھا اتنا ہی مال علاء کے پاس لا کر ان کے حوالے کر دیا اور اپنی بغاوت کے ارادے سے باز آ کر وہ خود اہل بحرین سے لڑنے کیلئے ان کے ساتھ ہو گئے۔ اس موقع پر انھوں نے بہت سے شعر بھی کہے۔ جس طرح کہ زبرقان نے زکوۃ کے مال کو ابوبکرؓ کے پاس بھیجتے ہوئے کہے تھے۔

ریگستان میں توشہ و سواریوں کا غائب ہونا

قیس جب زکوۃ کا مال لے کر علاء کے پاس آئے علاء نے ان کی تعظیم و تکریم کی۔ علاء کے ساتھ جہاد کے لیے قبیلہ عمرو، سعدؓ اور رباب میں سے اتنے ہی آدمی اور شامل ہو گئے جتنے کہ پہلے سے ان کی اصلی فوج میں تھے۔ علاء ہم کو راستے سے لے چلے جب ہم اس کے درمیان میں پہنچے جہاں سے منافات اور عزافات ان کے دائیں اور بائیں جانب تھے، اور اللہ نے چاہا کہ ہمیں اپنا ایک معجزہ دکھائے۔ علاء ایک جگہ پر ٹھہر گئے اور سب لوگوں کو قیام کا حکم دیدیا۔ جب رات اچھی طرح چھا گئی تمام اونٹ بے قابو ہو کر بھاگ گئے نہ ہم میں سے کسی کے پاس کوئی اونٹ رہا نہ توشہ نہ توشہ دان، نہ خیمہ۔ سب کا سب اونٹوں پر ریگستان میں غائب ہو گیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جبکہ لوگ سواریوں سے اتر چکے تھے مگر ابھی وہ اپنا سامان نہ اتار سکے تھے اس وقت جو رنج و غم طاری ہوا مجھے معلوم نہیں کہ کسی اور جماعت پر کبھی طاری ہوا ہو ہم نے اپنی زندگی سے مایوس ہو کر ایک دوسرے کو آخری پیام دیئے۔ اتنے میں علاء کے منادی نے سب کو اجتماع کا حکم دیا ہم سب علاء کے پاس جمع ہوئے انہوں نے کہا میں آپ لوگوں میں یہ پریشانی اور اضطراب کیوں دیکھ رہا ہوں اور آپ لوگ کیوں اس قدر فکر مند ہیں لوگوں نے کہا: پریشانی کی بات ہے، ہماری یہ حالت ہے کہ اگر اسی طرح صبح ہو گئی تو ابھی آفتاب اچھی طرح طلوع بھی نہیں ہونے پائے گا کہ ہم سب ہلاک ہو چکے ہونگے۔

علاء نے کہا آپ لوگو ہرگز خوفزدہ نہوں کیا آپ مسلمان نہیں ہیں کیا آپ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے نہیں آئے۔ کیا آپ اللہ کے مددگار نہیں ہیں سب نے کہا بیشک ہم ہیں علاء نے کہا آپ لوگوں کو بشارت ہو کیونکہ اللہ ہرگز ہم لوگوں کو اس حال میں بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔

علاء کے لشکر کے ساتھ اللہ کی مدد و نصرت

طلوعِ فجر کے ساتھ صبح کی اذان ہوئی علاءؓ نے ہمیں نماز پڑھائی بعض لوگوں نے ہم میں سے تیمم کر کے نماز پڑھی اور بعض کا اب تک سابقہ وضو باقی تھا۔ نماز کے بعد وہ اپنے دونوں گھٹنوں پر دعا کے لیے بیٹھ گئے اور سب لوگ بھی اسی طرح دوزانو دعا کے لیے بیٹھ گئے۔ جب سورج کی روشنی افق مشرق میں ذرا نمودار ہوئی تو وہ صف کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کوئی ہے ایسا کہ جا کر خبر لائے کہ یہ روشنی کیسی ہے؟ ایک شخص اس کا معلوم کرنے کیلئے گیا اور اس نے واپس آ کر کہا کہ یہ روشنی محض سراب ہے علاء پھر دعا میں مصروف ہو گئے۔ دوسری مرتبہ پھر وہ روشنی نظر آئی دریافت سے معلوم ہوا کہ سراب ہے۔ تیسری مرتبہ پھر روشنی نمودار ہوئی اس مرتبہ خبر دینے والے نے آ کر کہا کہ پانی ہے۔ علاء کھڑے ہو گئے اور سب لوگ کھڑے ہو گئے اور پانی کی طرف چل کر وہاں پہنچے ہم نے پانی پیا۔ منہ ہاتھ دھوئے، غسل کیا ابھی دن نہیں چڑھا تھا کہ ہمارے اونٹ ہر سمت سے دوڑے ہوئے ہمارے پاس آتے ہوئے نظر آئے وہ ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے ہر شخص نے اپنی سواری کے پاس جا کر اسے پکڑ لیا۔ ہماری کوئی چیز بھی ضائع نہیں ہوئی ہم نے ان کو اس وقت پانی پلایا پھر دوسری مرتبہ خوب سیر ہو کر پلایا اور اپنے ساتھ بھی پانی کا ذخیرہ لے لیا اور پھر خوب آرام کیا اس وقت ابو ہریرہ میرے رفیق تھے جب ہم اس مقام سے ذرا دور نکل گئے انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ اس پانی کے مقام سے واقف ہو؟ میں نے کہا میں تمام عربوں کے مقابلے میں اس علاقے کے چپے چپے سے بہت زیادہ واقف ہوں۔ ابو ہریرہؓ نے کہا تم مجھے پھر اسی جگہ لے چلو میں نے اونٹ کو موڑا اور ٹھیک اسی پانی والے مقام پر ان کو لے کر آیا وہاں آ کر دیکھا کہ نہ کوئی پانی کا حوض ہے نہ پانی کا کوئی نشان۔ میں نے ابو ہریرہؓ سے کہا اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہاں مجھے کوئی حوض نظر نہیں آیا تب بھی میں ضرور یہی کہتا کہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے ہم نے پانی لیا ہے مگر آج سے پہلے کبھی میں نے اس مقام میں صاف اور شیریں پانی نہیں دیکھا تھا حالانکہ اس وقت بھی پانی سے برتن بھرے ہوئے تھے۔ ابو ہریرہؓ نے فرمایا اے ابو سہم! اللہ کی قسم، یہی وہ مقام ہے اسی لیے میں یہاں آیا ہوں اور تم کو لے کر آیا ہوں میں نے اپنے برتن پانی سے بھرے تھے اور ان کو اس حوض کے کنارے رکھ دیا تھا میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کا معجزہ اور اللہ کی طرف سے نازل شدہ رحمت ہے تو میں مان لوں گا اور اگر یہ محض بارش کا پانی ہے تو اسے بھی معلوم کر لوں گا۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ اللہ کا ایک معجزہ تھا جو اس نے ہمارے بچانے کے لیے ظاہر کیا تھا اس پر ابو ہریرہؓ نے اللہ کی حمد بیان کی وہاں سے پلٹ کر پھر ہم اپنے راستے پر چلے اور ہجر آ کر ہم نے پڑاؤ کیا۔

حطم کا قتل

علاء نے جارود اور ایک دوسرے صاحب کو حکم بھیجا کہ تم دونوں عبدالقیس کو لے کر حطم کے مقابے کیلئے اس علاقے میں جا کر ٹھہرو جو تم سے ملا ہوا ہے۔

خود علاء اپنی فوج کے ساتھ حطم کے مقابلے پر اس علاقے میں آئے جو ہجر سے ملا ہوا تھا۔ اہل دارین کے علاوہ تمام مشرکین حطم کے پاس جمع ہو گئے اسی طرح تمام مسلمان علاء بن الحضرمی کے جھنڈے تلے جمع ہوئے دونوں حریفوں نے اپنے اپنے آگے خندق کھود لی۔ اب وہ روزانہ اپنی اپنی خندق سے باہر آ کر ایک دوسرے سے لڑتے تھے اور پھر اپنی خندق میں واپس ہو جاتے تھے ایک مہینے تک جنگ کی یہی کیفیت رہی۔ اسی اثناء میں ایک رات مسلمانوں کو مشرکین کے پڑاؤ سے بڑا زبردست شور و غوغا سنائی دیا وہ شور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسا کہ شکست خوردہ فوج میں ہوتا ہے۔ علاءؓ نے کہا کوئی ہے جو دشمن کی اصل حالت کی خبر لائے۔ عبداللہ بن حذف نے کہا میں اس کام کے لیے جاتا ہوں ان کی

ماں قبیلہ عجل کی تھیں یہ اپنی قیام سے نکل کر جب دشمن کی خندق کے قریب پہنچے انھوں نے ان کو پکڑ لیا پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا میں عجلی ہوں اور وہ پکارنے لگے اے ابجر میری مدد کرو، ابجر بن جبیر ان کے پاس آیا ان کو پہچانا اور پوچھا کہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا میں لہزموں کے ہاتھ سے نہیں مرنا چاہتا اور میں کیوں قتل کیا جاؤں جبکہ میرے گرد عجل تیم اللات قیس اور عنزہ کی فوجیں کھڑی ہیں حطم اور دوسرے دور والے قبائل تمہارے ہوتے ہوئے مجھے کھلونا بنائیں یا ٹھکرائیں۔ ابجر نے اُن کو سپاہیوں سے چھڑا لیا مگر کہا بخدا میں سمجھتا ہوں کہ آج رات تم اپنے ماموں کے لیے بہت بُرے بھانجے ہو۔

عبداللہ بن حذف نے کہا کہ اس بات کو چھوڑو مجھے کچھ کھلاؤ میں بھوک سے مر رہا ہوں ابجر اُن کے لیے کھانا لایا عبداللہ نے کھانا کھایا اور پھر کہا مجھے زادِ راہ دو۔ سواری دو۔ اور کچھ نقد دو تا کہ میں اپنے ننھیال چلا جاؤں۔ ابجر نے اس کے لیے ایک شخص کو حکم دیا جو شراب کے نشے میں چور تھا اُس نے ان کو سواری کے لیے ایک اونٹ دیا۔ توشہ دیا۔ اور کچھ نقد دیا۔ عبداللہ بن حذف وہاں سے چل کر مسلمانوں کی قیام گاہ میں آ گئے اور انھوں نے آ کر یہ اطلاع دی کہ ہمارا حریف نشہ میں ہے۔ مسلمانوں نے دشمنوں پر حملہ کر دیا اور خود اس کے پڑاؤ میں گھس کر اُن کو بے دریغ تلوار کے گھاٹ اُتارنا شروع کیا وہ بے تحاشہ اپنی خندق کی طرف بھاگے بہت سے اُس میں گر کر ہلاک ہو گئے دوسرے یہاں قتل کردائیے گئے یا گرفتار کر لیے گئے، مسلمانوں نے ان کی پڑاؤ کی ہر چیز پر قبضہ کر لیا جو شخص بچ کر بھاگ سکا وہ صرف اس چیز کو لے جا سکا جو اس کے جسم پر تھی۔ البتہ ابجر جان بچا کر بھاگ گیا، حطم کی خوف ودہشت سے یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ گویا اس کے جان ہی نہیں۔ وہ اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا جبکہ تمام مسلمان مشرکین کے وسط میں آ چکے تھے۔ اپنی بدحواسی میں حطم خود مسلمانوں میں سے ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کے لیے جانے لگا۔ جیسے ہی اس نے رکاب میں پاؤں رکھا رکاب ٹوٹ گئی۔

بنی عمرو بن تمیم کے عفیف بن المنذر کا اس کے پاس سے گذر ہوا وہ اس وقت پکار رہا تھا کہ کیا بنی قیس بن ثعلبہ کا کوئی شخص ہے جو مجھے رکاب کے لیے ڈوری دیدے۔ اس نے یہ بات ایسی بلند آواز سے کہی کہ عفیف نے اسے شناخت کر لیا اور آواز دی ابوضبیعہ حطم نے کہا کہ ہاں۔ عفیف نے کہا کہ پاؤں دو میں اس میں ڈوری باندھ دیتا ہوں۔ حطم نے اس کے لیے اپنا پاؤں آگے کر دیا عفیفہ نے تلوار کے ایک وار سے ران پر سے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا، اور اس کی اسی حالت میں چھوڑ دیا۔ حطم نے کہا اب کیا ہے تم میرا کام ہی تمام کر دو۔ عفیف نے کہا میں نہیں چاہتا کہ جب تک میں تیری ہڈیاں نہ چبالوں تجھے موت آئے کیونکہ اس روز رات کو عنیف کے کئی بھائی جوان کے ساتھ تھے اس لڑائی میں شہید ہو چکے تھے۔ حطم کے پاس سے اس شب میں جو مسلمان گذرتا وہ اس سے کہتا کہ کیا تم حطم کو قتل کرنا چاہتے ہو یہ بات اس نے اب تک جان کر مسلمانوں سے کہی تھی جو اسے پہچانتے نہ تھے اتنے میں قیس بن عاصم کے پاس سے گذرے۔ حطم نے ان سے بھی یہی کہا قیس ان مسلمانوں سے ہی تھی جو اسے پہچانتے نہ تھے اتنے میں قیس بن عاصم اس کے پاس سے گذرے، حطم نے ان سے بھی یہی کہا قیس بن عاصم نے اسی وقت پلٹ کر اس کا کام تمام کر دیا۔ مگر جب انھوں نے دیکھا کا اسکی ران سے اس کا پاؤں کٹا ہوا الگ ہے کہنے لگے کہ یہ تو میں نے برا کیا اگر یہ بات مجھے معلوم ہوتی تو میں اسے ہاتھ ہی نہ لگاتا یوں ہی تڑپ تڑپ کے مرنے کے لیے چھوڑ دیتا۔

ابجر کا تعاقب

مشرکین کی قیام گاہ کی ہر چیز پر قبضہ کرنے کے بعد مسلمان ان کی خندق سے باہر آ کر ان کے تعاقب میں چلے، قیس بن عاصم ابجر کے قریب پہنچ گئے مگر ابجر کا گھوڑا قیس کے گھوڑے سے زیادہ طاقتور تھا ان کو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ کہیں میری گرفت سے نکل نہ جائے انھوں نے ابجر کے گھوڑے کی پیٹھ پر نیزہ مارا جس نے گھوڑے کے سرین کے پٹھے کو تو قطع کر دیا مگر رگ کو وہ قطع نہیں کر سکا اور گھوڑا کانپنے لگا۔

غرور کی گرفتاری اور رہائی

عفیف بن المنذر نے غرور بن سوید کو گرفتار کر لیا رباب نے علاءؓ سے اس کی سفارش کی اس کا باپ تیم کا بھانجا تھا اس لیے رباب نے علاء سے اس کی سفارش کی علاء نے کہا میں نے اسے معاف کیا۔ یہ کون ہے اس نے کہا میرا نام غرور ہے۔ علاء نے کہا اچھا آپ ہی ہیں جس نے ان سب کو فریب دیا ہے۔ غرور نے کہا اے مالک میں فریب نہیں ہوں بلکہ فریب خوردہ ہوں علاء نے کہا اسلام لے آ ؤ وہ مسلمان ہو گیا اور ہجر ہی میں ٹھہر گیا اس کا اصل نام ہی غرور تھا یہ اس کا لقب نہ تھا۔

مرتدین سے مقابلہ کے لیے علاء کی ہدایات

عفیف نے منذر بن السوید بن المنذر کو قتل کر دیا، صبح کو علاء نے مال غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دیا، اور ان لوگوں کو جنھوں نے خاص طور پر سے جنگ میں بہادری دکھائی تھی۔ کپڑے دیے ان میں عفیف بن المنذر قیس بن عاصم اور ثمامہ بن اثال تھے ثمامہ کو جو کپڑے دیئے تھے ان میں ایک کالے رنگ کا چوغا تھا جس پر نشان بنے ہوئے تھے۔ حطم اس کو پہن کر بہت اتراتا تھا۔ اس کے علاوہ علاء نے اور کپڑوں کو فروخت کر دیا۔ شکست خوردہ مشرکین کا بڑا حصہ کشتیوں میں بیٹھ کر دارین چلا گیا اور دوسرے لوگ اپنے اپنے قبائل کے علاقوں میں پلٹ گئے، علاء بن الحضرمی نے قبیلہ بکر بن وائل کے ان لوگوں کو جو اسلام پر قائم تھے ان کے متعلق حکم لکھا کہ ان کا مقابلہ کریں نیز عتیبہ بن النہاس اور عامر بن عبدالاسود کو حکم بھیجا کہ تم بدستوار اسلام پر قائم رہو، اور ہر راستے پر مرتدین کے مقابلے کے لیے پہرے بیٹھا دو نیز انھوں نے مسمع کو حکم دیا کہ وہ خود آگے بڑھ کر مقابلہ کریں اور انھوں نے خصفہ التیمی اور مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی کو حکم بھیجا کہ وہ بھی ان مرتدین کا مقابلہ کریں، چنانچہ وہ ان کے روکنے کے لیے راستوں کے ناکوں پر کھڑے ہوئے۔ اور مرتدین میں سے بعض نے توبہ کی اور اسلام لے آئے جسے تسلیم کیا گیا اور ان کو علاء کی فوج میں شامل کر دیا گیا اور بعض نے توبہ کرنے سے انکار کیا۔ اور اپنے ارتداد پر اصرار کیا ان کو انہیں کے علاقوں میں جانے سے روک دیا گیا۔ اس لیے وہ پھر اسی راستے واپس لوٹے وہاں سے وہ آئے تھے یہاں تک وہ بھی کشتیوں کے ذریعے دارین پہنچ گئے اس طرح اللہ نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ بنی صبیعہ بن عجل کے ایک شخص وہب نے بکر بن وائل کے مرتدین کے متعلق دو شعر بھی کہے جس میں ان کی اس حرکت پر نصرت کا اظہار کیا گیا ہے۔

سمندر پر چلنے کا عجیب واقعہ

علاء بدستور مشرکین کی اسی قیام گاہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ ان کو بکر بن وائل کے ان لوگوں کے جن کو انھوں نے خط لکھے تھے، خط جواب موصول ہوئے اور ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ اللہ کے حکم پر عمل کریں گے اور عمل کرائیں گے۔ اور اپنے دین کی حمایت کریں گے، جسے علاء چاہتے تھے اور اب ان کو یقین ہو گیا کہ ان کے عقب سے

کوئی بات ایسی رونما نہیں ہوگی جو ان کے مخالف ہو یا جس کا برا اثر اہلِ بحرین میں سے کسی کو ہوا نھوں نے اب تمام مسلمانوں کو دارین پر پیشقدمی کی دعوت دی۔ ان کو جمع کر کے ان کے سامنے تقریر کی جس میں کہا اللہ نے شیاطین کے گروہوں اور جنگ سے شکست کھا کر گھوڑوں کو تمہارے ہاتھوں تباہ کرنے کے لیے اس سمندر میں جمع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خشکی میں تم کو اپنی ایسی نشانیاں دکھا چکا ہے کہ جس سے تم سمندر میں اس کی ذات پر بھروسا کر سکو۔ لہٰذا اپنے دشمن پر بڑھو اور سمندر پھاڑ کر ان تک پہنچ جاؤ کیونکہ اللہ نے ان سب کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا ہے۔ یہ ان کو تباہ کرنے کا بہترین موقع ہے، تما مسلمانوں نے کہا ہم اس کے لیے بخوشی تیار ہیں اور اللہ کی قسم جب تک ہم زندہ ہیں وادی دہناء کے واقعے کے بعد اب کسی خطرے سے نہیں ڈرتے۔

علاء اور تمام مسلمان اس قیام گاہ سے چل کر سمندر کے کنارے آئے اور سب کے سب گھوڑوں، اونٹوں، خچر اور گدھوں پر سوار اور سادے سوار ہو کر سمندر میں گھس پڑے۔ علاء نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی مسلمانوں نے بھی دعا کی اس وقت وہ یہ دعا مانگ رہے تھے اے ارحم الرحمین، اے کریم، اے حلیم، اے احد، اے صمد، اے حی، اے محی الموتیٰ، اے حی، اے قیوم، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اے ہمارے رب تمام مسلمانوں نے اللہ کے حکم سے اس خلیج کو بغیر کسی نقصان کے عبور کر لیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسی نرم ریت پر چل رہے ہیں جس پر پانی چھڑکا گیا ہو، یہاں تک کہ اونٹوں کے پاؤں تک نہ ڈوبے۔ حالانکہ بعض موقعوں پر ساحل سے دراین تک کا سفر کشتیوں کے ذریعے یک دن اور ایک رات میں طے ہوتا تھا اب وہاں مسلمانوں کا اور مرتدین کا مقابلہ ہوا۔ نہایت ہی خونریز جنگ ہوئی جس میں وہ سب مارے گئے کہ کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا۔ مسلمانوں نے انکے اہل و عیال کو لونڈی و غلام بنالیا۔ اور ان کی املاک پر قبضہ کر لیا۔ ہر ایک شہسوار کو چھ ہزار اور ہر پیادے کو دو ہزار درہم غنیمت میں ملے۔

مسلمانوں کو سمندر کے ساحل سے ان تک پہنچنے اور ان کے مقابلے میں پورا دن صرف ہوا، ان سے فارغ ہو کر پھر وہ جس راستے سے گئے تھے، اسی راستے واپس آئے اور سمندر طے کر کے پھر کنارے پہنچ گئے۔ اس واقعے کو عفیف بن المنذر نے اپنے دو شعروں میں بیان کیا ہے۔

بحرین میں اسلام کی شان وشوکت

جب علاء، بحرین سے واپس آ گئے انھوں نے اطراف میں اسلام کی عظمت قائم کر دی، مسلمانوں اور اسلام کی عزت کو برقرار کر دیا۔ اور شرک اور مشرکین کو ذلیل کر دیا، بعض منافقوں نے بے بنیاد بری بری خبریں مشہور کیں، بعض لوگوں نے کہا یہ دیکھو مفروض اپنے خاندان شیبان تغلب اور نمرد کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے آمادہ ہیں۔ بعض مسلمانوں نے ان کو اس کا یہ جواب دیا کہ اگر ایسا ہے تو ہونے دو خوف کس بات کا ہے ہماری طرف سے ہازم ان سے نمٹ لیں گے کیونکہ تمام لہازم اس وقت علاء کی امداد کا فیصلہ کر چکے تھے اور وہ اپنے اس خیال سے پورے اترے عبدا للہ بن حذف نے اس واقعے کا ذکر اپنے بعض شعروں میں کیا ہے۔

حطم کے قتل کرنے کے الزام میں ثمامہ کا قتل کیا جانا

علاء بن الحضرمی تمام لوگوں کو واپس لے آئے اور سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے وہیں قیام کرنے کو پسند کیا۔ سب لوگ واپس آ گئے ثمامہ بن اثال بھی واپس آ گئے۔ ہم جب بنی قیس بن ثعلبہ کے پانی کے ایک چشمہ پر مقیم تھے تو لوگوں کی نظر ثمامہ پر پڑی، اور انھوں نے حطم کا چوغا اس کے جسم پر دیکھا ایک شخص کو دریافت کے لیے بھیجا اور اس

سے کہا کہ جا کر ثمامہ سے دریافت کرو کہ یہ چوغا تمھیں کہاں سے ملا۔ اور حطم کے متعلق دریافت کرو کہ کیا تمھیں نے اسے قتل کیا ہے یا کسی اور نے اس شخص نے آ کر ثمامہ سے چوغے کے بارے میں پوچھا انھوں نے کہا کہ یہ مجھے مال غنیمت میں ملا ہے۔ اس شخص نے کہا کیا تم نے حطم کو قتل کیا ہے۔؟ ثمامہ نے کہا کہ نہیں اگر چہ میری تمنا تھی کہ میں اس کو قتل کرتا۔ اس شخص نے کہا کہ یہ چوغا تمہارے پاس پھر کہاں سے آیا۔ ثمامہ نے کہا کہ اس کا جواب تمھیں میں پہلے ہی دے چکا ہوں۔ اس شخص نے اپنے دوستوں سے آ کر اس گفتگو کی اطلاع کی وہ سب کے سب ثمامہ کے پاس آنے کے لیے جمع ہوئے اور ان کو آ کر گھیر لیا انھوں نے کہا کیوں کیا ہے ان سب نے کہا کہ تمھیں حطم کے قاتل ہو، ثمامہ نے کہا تم جھوٹے ہو۔ انھوں نے کہا کہ حصہ تو صرف قاتل ہی کو ملتا ہے۔ ثمامہ نے کہا یہ چوغا اس کے جسم پر نہیں تھا بلکہ اس کی قیام گاہ سے برآمد ہوا ہے لوگوں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو اور پھر ان کو قتل کر دیا۔

ہجری راہب کا قبول اسلام

ہجر میں مسلمانوں کے ساتھ ایک راہب بھی تھے جو اس روز اسلام لے آئے لوگوں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے اسلام لانے کی وجہ کیا ہوئی؟ انھوں نے کہا کہ تین چیزیں جن کے واقع ہونے کے بعد میں ڈرا کہ اب بھی اگر میں اسلام نہ لایا تو کہیں اللہ نے مجھے مسخ نہ کر دے ریگستان میں چشمے کا جاری ہونا، سمندر کے پہنائی کا سمٹ جانا اور وہ دعا جس کی گونج میں نے صبح کے وقت ان کی قیام گاہ سے آتی ہوئی فضا میں سنی۔ لوگوں نے پوچھا وہ دعا کیا تھی راہب نے کہا کہ وہ دعا یہ ہے

''اے اللہ تو رحمن تو رحیم ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ابتداء سے ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہ تھی، تو ہر وقت ہے، تجھ پر غفلت کبھی طاری نہیں ہوتی، تو ہی وہ زندہ ہے کہ جسے موت نہیں، تو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، چاہے وہ نظر آتی ہو یا نہ آتی ہو، ہر روز تو ایک نئی شان میں جلوہ افروز ہے، تو ہر چیز کو جانتا ہے، بغیر اس کے کہ تو نے اسے سیکھا ہو۔

اس دعا سے مجھے معلوم ہوا کہ اگر یہ لوگ اللہ کے حکم پر عمل پیرا نہ ہوتے اور اسکے دین پر نہ ہوتے تو فرشتے ان کی امداد کے لیے نہ بھیجے جاتے۔ اس زمانے کے بعد صحابہ اس واقعے کو ان ہجری راہب کی زبانی سنا کرتے تھے۔

علاء کی طرف سے ابوبکرؓ کے نام اور صدیق اکبر کا جواب

علاء نے ابوبکرؓ کو درج ذیل خط لکھا ''امابعد'' اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے وادی دہنا میں ایک پانی کا چشمہ جاری کر دیا ہے، حالانکہ وہاں چشمے کے کوئی آثار نہ تھے۔ اور سخت تکلیف اور پریشانی کے بعد ہم کو اپنا ایک معجزہ دکھایا جو ہم سب کے لیے عبرت کا باعث ہے، اور یہ اس لیے ہے کہ ہم اس کی حمد وثناء کریں۔ لہذا اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگیے اور اس کے دین کے مددگاروں کے لیے نصرت طلب کیجیے۔

ابوبکرؓ نے اللہ کی حمد بیان کی اور دعا مانگی اور کہا کہ عرب ہمیشہ سے وادی دہنا کے متعلق یہ بات بیان کرتے آئے ہیں کہ لقمان سے جب اس وادی کے لیے پوچھا گیا کہ آیا پانی کے لیے اسے کھودا جائے یا نہیں۔ انھوں نے اس کے کھودنے کی ممانعت کی اور کہا کہ یہاں کبھی پانی نہیں نکلے گا تو اس وجہ سے اس وقت اس وادی میں سے چشمے کا جاری ہو جانا اللہ کی قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ جس کا حال ہم نے پہلے کسی قوم میں نہیں سنا تھا۔ اے اللہ تو محمد ﷺ کے بجائے ہم میں ان کی نیابت کر۔

پھر علاء نے ابوبکرؓ کو خندق والوں کی شکست اور حطم کے قتل کی جس کو زید اور مسمع نے قتل کیا تھا، اپنے حسب ذیل

خط سے اطلاع دی ''اما بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے دشمن کی عقلوں کو اور ان کی بات اس شراب سے بگاڑ دیا جس کو انھوں نے دن کے وقت سے پی لیا تھا۔ ہم ان کی خندق کو طے کر کے اچانک ان پر ٹوٹ پڑے ہم نے ان سب کو نشے میں بے ہوش کیا چند ایک کے سوا سب کو تہ تیغ کر دیا۔ اللہ نے حطم کو بھی ختم کر دیا۔

ابو بکرؓ نے علاء کو لکھا ''اما بعد بنی شیبان بن ثعلبہ کے متعلق تم کو جو اطلاع ملی ہے، اگر اس کی توثیق ہو جائے اور اگر بری خبریں شائع کرنے والے اس سے غلط فائدہ اٹھائیں تو فوراً ان کے مقابلے پر ایک فوج روانہ کر و جو ان کا خاتمہ کر دے جس سے دوسروں کو بھی عبرت ہو جائے۔''

اس حکم سے نہ وہ لوگ مخالفت کے لیے جمع ہوئے اور نہ ان کی بری خبریں شائع کرنے کا کوئی برا نتیجہ ظاہر ہوا۔

اہل عمان مہرہ اور یمن کے باشندوں کا ارتداد

ان لوگوں سے مسلمانوں کی جنگ کی تاریخ میں اختلاف ہے محمد بن اسحٰق کی روایت کے مطابق یمامہ، عمان اور مہرہ کی فتح اور شام کی طرف مسلمان فوجوں کا جانا یہ ۱۲ ہجری کا واقعہ ہے۔ لیکن ابوزید کے ذریعے علمائے اہل شام عراق کی جو روایت ہم تک پہنچی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے مرتدین کے مقابلے میں جتنی فتوحات خالدؓ بن ولید اور دوسروں کو حاصل ہوئیں وہ سب ۱۱ ہجری میں ہوئی ہیں۔ البتہ ربیع بن بجیر تغلبی کا واقعہ ۱۳ ہجری میں ہوا ہے۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ خالدؓ بن ولید مسیخ اور حصید میں مقیم تھے کہ اس ربیعہ نے مرتدین کی جماعت کے ساتھ علم بغاوت بر پا کیا۔ خالدؓ نے اس سے لڑ کر ان کو تباہ کر دیا، اس کے لشکر کو لوٹ کر بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور بہت سے لونڈی غلام بنا لیے اس میں ربیعہ بن بجیر کی ایک لڑکی بھی گرفتار ہوئی۔ خالدؓ نے اسے بھی لونڈی بنا لیا، اور ان لونڈی غلاموں کو ابو بکرؓ کی خدمت میں بھیج دیا پھر یہ ربیعہ کی لڑکی علی بن ابی طالب کو مل گئی۔

عمان کا واقعہ

ذوالتاج کا دعویٰ نبوت اور اس کے لیے صدیق اکبر کا لشکر روانہ کرنا۔

ذوالتاج لقیط بن مالک الازدی نے جو زمانہ جاہلیت میں جلندی کی برابری کرتا تھا عمان میں نبوت کا دعویٰ کر کے اس پر غاصبانہ قبضہ کر لیا اور مرتد ہو گیا۔ اس نے جیفر اور عباد کو پہاڑوں اور سمندر میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ جیفر نے اس کی اطلاع ابو بکرؓ کو دی۔ اور ان سے درخواست کی کہ وہ لقیط پر فوج کشی کریں ابو بکرؓ نے قبیلہ حمیر کے حذیفہ بن محصین الغلفانی کو اور عمان ارازد کے عرفجہ البارقی کو مرتدین سے لڑنے کے لیے بھیجا۔ ابو بکرؓ نے ان دونوں کو ہدایت کی کہ جب وہ دونوں کی رائے متفق ہو جائے تو مشترکہ طور پر لقیط سے لڑیں اور جنگ کی کارروائی عمان سے شروع کی جائے۔

حذیفہ اپنے عمل میں عرفجہ پر امیر ہو نگے اور عرفجہ اپنے عمل میں حذیفہ پر امیر ہو نگے۔

یہ دونوں ساتھ روانہ ہوئے، ابو بکرؓ نے دونوں کو ہدایت کی اور وہ بہت تیزی سے سفر طے کر کے عمان پہنچیں۔ جب یہ عمان کے قریب پہنچے تو انھوں نے جیفر اور عباد کو خط لکھے اور اپنی رائے پر عمل شروع کیا اور جس کا ان کو حکم دیا گیا تھا، اس کی تعمیل کی۔

عکرمہؓ کی غلطی اور صدیق اکبرؓ کی تنبیہ وہدایات

ابوبکرؓ نے عکرمہؓ کو مسیلمہ سے لڑنے کے لیے یمامہ بھیجا تھا اور ان کے پیچھے شرحبیلؓ بن حسنہ کو بھی یمامہ بھیجا اور ان دونوں کو بھی وہی ہدایت کی جو وہ حذیفہ اور عرفجہ کو کر چکے تھے، مگر عکرمہؓ شرحبیلؓ سے جلدی کر کے آگے بڑھ چکے تھے، تا کہ فتح کا سہرا انھیں کے سر بندھے مسیلمہ نے ان کو ایسی دھمکی دی کہ وہ اس کے مقابلے سے ہٹ گئے اور انھوں نے اس کی اطلاع ابوبکرؓ کو پہنچائی۔

شرحبیلؓ کو جب اس واقعے کی اطلاع ملی تو وہ جہاں تھے وہیں ٹھر گئے ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ تم میری اجازت سے یمامہ میں مقیم رہو یہاں تک کہ تم کو میرا دوسرا حکم موصول ہو اور جس شخص کے مقابلے کے لیے تم کو بھیجا ہے فی الحال اس کا مقابلہ نہ کرو دوسری طرف ابوبکرؓ نے عکرمہؓ کو خط لکھا۔ جس میں ان کی جلد بازی پر ان کو تنبیہ کی اور لکھا کہ اب جب تک تم مرتدین کے مقابلے میں کوئی کارنمایاں نہ کرلو نہ میں تمہاری صورت دیکھوں گا اور نہ میں تمہاری کوئی بات سننا چاہوں گا۔ تم عمان جاؤ اور اہل عمان سے لڑو حذیفہ اور عرفجہ کی مدد کرو۔ تم میں سے ہر ایک شخص اپنے اپنے لشکر کا سردار رہے گا۔ البتہ جب تک تم حذیفہ کے پاس ان کی عملی قلم رو میں رہو گے تو وہ تم سب کے افسر اعلیٰ رہیں گے۔ عمان کے معاملے سے فارغ ہو کر تم مہرہ جانا اور وہاں سے یمن جا کر یمن اور حضرموت کی کاروائیوں میں مہاجر بن ابی امیہ کے ساتھ رہنا اور اثنائے راہ میں عمان اور یمن کے درمیان جو مرتد ہوں ان کی سرکوبی کرنا، میں چاہتا ہوں کہ تم اس مہم میں ایسی نمایاں کارگزاری دکھاؤ جو میری خوشنودی کا باعث ہو۔

مختلف اسلامی لشکروں کا اجتماع

اس حکم کے مطابق عکرمہؓ اپنی فوج کے ساتھ عرفجہ اور حذیفہ کی طرف روانہ ہوئے اور ان کے عمان پہنچنے سے قبل ان سے جا ملے اور اس سے قبل ابوبکرؓ نے ان دونوں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ عمان سے فارغ ہونے کے بعد وہ عکرمہؓ کی رائے پر عمل کریں۔ چاہے وہ ان کو اپنے ساتھ لے لیں یا عمان میں ٹھہرنے کا حکم دیں۔ یہ تینوں امیر عمان کے قریب ایک مقام رجام میں باہم جا ملے۔ اور انھوں نے جیفر اور عباد کے پاس اپنے پیغام بھیج دیے دوسری طرف لقیط کو بھی اس فوج کے آنے کی اطلاع پہنچی۔ اس نے اپنی جماعتوں کو اکٹھا کیا اور دربا میں آ کر پڑاؤ ڈالا۔ جیفر اور عباد بھی اپنی اپنی قیام گاہوں سے باہر آئے اور انھوں نے صحار میں آ کر پڑاؤ کیا اور حذیفہ عرفجہ عکرمہؓ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ آپ سب ہمارے پاس آ جائیں۔ چنانچہ وہ سب ان دونوں کے پاس صحار میں ایک جگہ جمع ہوئے اور اپنے متصلہ علاقے کو مرتدین سے پاک کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیگر مرتدین بھی اپنی بغاوت سے باز آ گئے۔ نیز ان امراء نے لقیط کے ساتھی سرداروں کو خطوط لکھے اور اس کی ابتداء انھوں نے بنی جدید کے رئیس سے کی ان کے جواب میں ان سرداروں نے بھی مسلمان امراء کو خطوط لکھے اس خط و کتابت کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ سردار لقیط سے علیحدہ ہو گئے۔

مسلمانوں کی شاندار فتح

مسلمانوں نے لقیط کی جانب پیشقدمی کی اور مقام دبا پر دونوں حریف اکٹھے ہوئے۔ لقیط نے اپنے تمام اہل و عیال کو جمع کر کے ان کو صفوں کے پیچھے ٹھہرا دیا تھا تا کہ وہ اپنے نبرد آزماؤں کو جنگ میں داد شجاعت دینے پر ابھاریں۔ نیز خود لڑنے والے بھی اپنے ناموس کی حفاظت کے لیے جم کر لڑیں۔ یہ مقام مصر کے علاقے میں ایک بڑی منڈی ہے۔ جنگ شروع ہوئی اور نہایت خونریز اور شدید ہوئی قریب تھا کہ لقیط کو مسلمانوں پر فتح حاصل ہو جائے اس حالت میں جبکہ مرتدوں کا پلہ بھاری ہو چکا تھا اور مسلمانوں کی حالت کمزور ہو چکی تھی۔ مسلمانوں کی حمایت کے لیے زبردست امدادی

فوجیں آ گئیں۔ بنی ناجیہ حریب بن راشد کی قیادت میں اور عبدالقیس، سیحان بن صوحان کی قیادت میں آ گئے، نیز ان دونوں قبیلوں کے جو متفرق خاندان عمان میں ٹھہرے ہوئے تھے وہ ایک بڑی تعداد میں مدد کے لیے آ گئے۔ اس کمک سے اللہ نے مسلمانوں کو قوی اور مشرکین کو کمزور کر دیا۔ مشرک شکست کھا کر میدان سے بھاگے۔ مسلمانوں نے دس ہزار مشرکوں کو جنگ کے دوران ہی قتل کر دیا اور پھر ان کا تعاقب کر کے خوب بے دریغ قتل کیا۔ بہت سے لونڈی غلام اور مال غنیمت حاصل کیا، مال غنیمت کو امرائے اسلام نے مسلمان مجاہدین میں تقسیم کر دیا۔ اور اس کا خمس (پانچواں حصہ) عرفجہ کے ساتھ ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دیا۔

اس معرکے کے بعد عکرمہؓ اور حذیفہ نے یہ مناسب خیال کیا کہ حذیفہ عمان میں ٹھہر کر حکومت کا انتظام سنبھالیں اور شورش کو دور کریں۔ جو خمس ابوبکرؓ کو بھیجا گیا تھا اس میں آٹھ سو لونڈی غلام تھے، نیز مسلمانوں نے دبا کی پوری منڈی پر بطور غنیمت قبضہ کر لیا۔ عرفجہ خمس کو لے کر ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اسمیں بہت سی باندیاں، غلام اور دوسرا مال متاع تھا۔ حذیفہ عمان میں لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے ٹھہر گئے انھوں نے عمان کے اصلی قبائل اور دوسرے ان مختلف قبائل کے خاندانوں جو اپنے وطن سے رہائش ترک کر کے اس علاقے میں آباد ہو گئے تھے دعوت دی کہ اللہ نے جو فتح مسلمانوں کو دی ہے اب اس سے مستفید ہونے کے لیے وہ انتظام حکومت میں ان کی مدد کریں۔ عکرمہؓ مسلمانوں کی بڑی فوج کے ساتھ دوسرے مشرکین کی سرکوبی کے لیے آگے بڑھ گئے۔ انھوں نے مہرہ سے اپنی جنگی کاروائی کی ابتداء کی۔ اسی واقعے کا عباذ الناجی نے اپنے اشعار میں ذکر کیا ہے۔

مہرہ واقع نجد کا واقعہ

عکرمہؓ کا مہرہ کے علاقے پر حملہ

جب عکرمہؓ، عرفجہ اور حذیفہ عمان کے مرتدین سے فارغ ہو گئے، عکرمہؓ اپنی فوج کے ساتھ مہرہ کی طرف چلے۔ انھوں نے اہل عمان اور عمان کے قریب بسنے والے لوگوں سے اپنی اس مہم کے لیے مدد لی۔ یہ اپنے سابقہ مقام سے چل کر مہرہ کے قریب پہنچے۔ بنی ناجیہ، ازد، عبدالقیس، راسب اور بنی تمیم کے بعد کی ایک بڑی جماعت عکرمہ کی امدد کے لیے عمان سے ان کے ساتھ ہو گئی تھی۔ اس فوج کے ساتھ عکرمہؓ نے مہرہ کے علاقے پر حملہ کیا۔ ان کے مقابلے کے لیے مشرکین کے وہاں دو گروہ تھے ایک مہرہ کے مقام جیروت میں بنی شخراہ کے یک شخص شخراۃ کی سرکردگی میں مورچہ زن تھا۔ ان کی جماعتیں اس تمام علاقے میں جبروت سے لے کر نضد ون تک جو دونوں مہرہ کے دو صحرا ہیں پھیلی ہوئی تھیں، دوسرا گروہ نجد میں بنی محارب کے مصبح کی سرکردگی میں جنگ کے لیے تیار تھا، اور دراصل تمام مہرہ اسی جماعت کے سردار کے قبضے میں تھا اور سوائے شخریت اور اس کی سب جماعت اسی کے ماتحت تھے۔ مگر یہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف تھے اور ہر ایک دوسرے کو اپنی اطاعت کی دعوت دیتا تھا نیز ان دونوں فوجوں میں ہر ایک یہ چاہتا تھا کہ کامیابی عزت سے حاصل ہو، مشرکین کی اس باہمی عداوت کی وجہ سے اللہ نے مسلمانوں کی بات کو قوی و مشرکین کی بات کو کمزور کر دیا۔

شخریت کا قبول اسلام

جب عکرمہؓ نے دیکھا کہ شخریت کے ہمراہ بہت کم جماعت ہے انھوں نے اسے ارتداد سے توبہ کر کے دوبارہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور محض اس ابتدائی تحریک ہی پر شخریت نے ان کی دعوت قبول کر لی۔ اس واقعے سے مصبح

کے حوصلے پست ہو گئے۔

مصبح سے عکرمہؓ کا مقابلہ اور شاندار فتح

شحریت کے بعد اب عکرمہؓ نے مصبح کو کفر سے توبہ کر کے پھر اسلام لانے کی دعوت دی مگر اس نے اپنی کثرت تعداد سے دھوکہ کھایا اور چونکہ اب شحریت مسلمانوں کے ساتھ ہو گیا تھا اس سے حسد کی وجہ سے مصبح کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں سے اور بڑھ گئی۔ نجد میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا یہاں دبا سے بھی زیادہ شدید اور خونریز جنگ ہوئی مگر اللہ نے مرتدوں کو شکست دی ان کا سردار مارا گیا وہ بھاگے مسلمان ان پر چڑھ دوڑے اور انھوں نے کفار کو بے دریغ جس طرح چاہا موت کے گھاٹ اتارا اور جس قدر مال و متاع چاہا اس پر بطور غنیمت قبضہ کر لیا۔ مال غنیمت میں دو ہزار تیز رفتار اونٹنیاں بھی ملیں۔ عکرمہؓ نے مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا اور پانچواں حصہ شحریت کے ساتھ ابو بکرؓ کے پاس روانہ کر دیا۔ باقی چار حصوں کو انھوں نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اس فتح اور کثرت سے مال غنیمت مل جانے سے عکرمہ اور ان کی فوج کی امدادی طاقت اور ساز و سامان بہت بڑھ گیا اور انھوں نے وہیں قیام کر کے اپنی خواہش کے مطابق اس علاقے کے تمام باشندوں کو پھر مسلمانوں میں داخل کر لیا۔ انھوں نے بخدا، ریاضۃ الروضہ، ساحل، جزائر، مر، لبان، جیروت، ظہور الشحر، صبرات، ینعب اور ذات الخیم کے باشندوں کو توبہ کے بعد اسلام میں شریک کر لیا۔ اس کامیابی کی خوشخبری عکرمہ نے اس فتح کی خوشخبری قبیلہ مخزوم کے بنی عابد کے سائب کے ذریعے ابو بکر تک پہنچائی فتح کی بشارت لے کر یہ پہلے ابو بکرؓ کے پاس پہنچے ان کے بعد شحریت خمس لے کر مدینے آئے۔

یمن کے مرتدوں کا واقعہ

حضور ﷺ کے وصال کے وقت مختلف عمال اور انکے علاقے

عکرمہؓ اور قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا اس وقت عتاب بن اسید اور طاہر بن ابی ہالہ مکہ مکرمہ اور اسکے علاقے کے عامل تھے۔ عتاب بنی کنانہ پر عامل تھے جبکہ طاہر عک مقام پر عامل تھے اور اس تقرر کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ عکرمہ کی امارت ان کے دادا معد بن عدنان کی اولاد کو ملنا چاہیے۔ طاءف اور اسکے علاقے پر عثمان بن ابی العاص اور مالک بن عوف النصری عامل تھے۔ عثمان شہری آبادی کے عامل تھے اور مالک دیہاتی آبادی کے زیادہ تر قبیلہ ہوازن سے تعلق رکھتی تھی۔ نجران اور اسکے علاقے پر عمرو بن حزم اور ابوسفیان بن حرب عامل تھے۔ عمرو بن حزم نماز میں امامت کرتے تھے اور ابوسفیان بن حرب مالگذاری وصول کرتے تھے، زمع اور زبید سے لے کر نجران کی حد تک کے علاقے پر خالدؓ بن سعید بن العاص عامل تھے، تمام ہمدان پر عامر بن شہر عامل تھے، صنعا کے عامل فیروز الدیلمی تھے۔ داذویہ اور قیس بن المکشوح ان کے مددگار تھے۔ یعلی بن امیہ جند کے عامل تھے، مارب کے عامل ابوموسیٰ الاشعری تھے۔ عک کے ساتھ جو اشعری تھی ان کے عامل بھی طاہر بن ابی ہالہ تھے، معاذ بن جبل اس تمام علاقے کے معلم تھے۔ لہٰذا وہ ان تمام عاملوں کے علاقے کا دورہ کرتے تھے اور اسلام کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

اسود کی عمال کے خلاف بغاوت

خود رسول اللہ ﷺ کی حیات میں اسود نے ان عمال کے خلاف بغاوت کردی، رسول اللہ ﷺ نے اپنے

قاصدوں اور خطوط کے ذریعے اسود سے جہاد شروع کیا۔ یہاں تک کہ اسود مارا گیا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات سے ایک رات قبل اس تمام علاقے پر حسب سابق رسول اللہ ﷺ کا تسلط اور تصرف دوبارہ قائم ہو گیا تھا۔ اگرچہ ان باغیوں کی بغاوت کا عام عربوں پر اب تک کچھ زیادہ اثر نہیں ہو سکا تھا اور وہ سب اس کے مقابلے کی تیاری کر رہے تھے، مگر جب دیگر عربوں کو حضور ﷺ کے انتقال کا علم ہوا تو یمن اور دوسرے تمام علاقوں میں ایک عام بغاوت برپا ہو گئی اس سے قبل عنسی کے سوار، نجران سے صنعاء تک کے تمام علاقے میں گرد واری کر رہے تھے اور انھوں نے بے قاعدہ جنگ سے یہاں اودھم مچا رکھا تھا نہ وہ کسی امیر کے مقابلے کے لیے جاتے تھے اور نہ کوئی امیران کے مقابل جاتا تھا۔ عمرو بن معدی کرب، فردہ بن مسیک کے مقابل تھا اور معاویہ بن انس عنسی کی مفرور فوج کے ساتھ ادھر سے ادھر سرگرداں تھا۔

عمال کا اپنے علاقے چھوڑنا

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے عاملوں میں سے صرف عمرو بن خرم اور خالدؓ بن سعید واپس آئے دوسرے عاملوں نے اپنے اپنے علاقے چھوڑ کر مسلمانوں کے ہاں پناہ لے لی تھی، عمرو بن معدی کرب نے خالد بن سعید کو راستے میں روکا اور ان کی تلوار صمصامہ چھین لی، البتہ رسول اللہ ﷺ کے قاصد دوسرے خبر لانے والوں کے ساتھ مدینے آئے جریر بن عبداللہ کی طرح تمام مرتدوں سے اپنے قاصدوں اور تحریروں سے جہاد شروع کیا۔ یہاں تک کہ اسامہ بن زید شام سے واپس آئے اس کاروائی میں تین مہینے گزر گئے اس مدت میں البتہ صرف ذی حسیٰ اور ذی القصہ کے باشندوں کے واقعات ہوئے۔

ابوبکرؓ کا بنفس نفیس مرتدین سے مقابلہ

اسامہ کی واپس کے بعد سب سے پہلے خود ابوبکرؓ جہاد کے لیے تیار ہوئے اور مدینے سے ابرق آئے ابوبکرؓ نے اب یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس قبیلے کو جا کر وہ شکست دیتے ان میں سے ان مسلمانوں کو جو مرتد نہیں ہوئے تھے حکم دیتے کہ وہ اپنے سے ملحقہ قبیلے کے مقابلے کے لیے ان کا ساتھ دیں۔ چنانچہ اس طرح وہ مہاجرین انصار اور دوسرے غیر مرتد مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ایک کے بعد دوسرے اس سے متصل قبیلے سے لڑے اسی طرح انھوں نے اس پوری مہم کو کامیابی سے ختم کیا اور کسی مرتد سے مرتدین کے مقابلے میں مدد نہیں لی۔

عتاب کے علاقہ سے ارتداد کا خاتمہ

سب سے پہلے عتاب بن اسید اور عثمان بن ابی العاصؓ نے ابوبکرؓ کو لکھا کہ ہمارے علاقے میں مرتدین نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا ہے، عتاب نے اس کے مقابلے میں یہ کاروائی کی کہ خالدؓ بن اسید کو اہل تہامہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ یہاں مدلیج کی ایک بڑی جماعت اور خزاعہ اور کنانہ کی متفرق ٹولیاں، بنی مدلج کے خاندان بنی شنوق کے جندب بن سلمیٰ کی سرکردگی میں مرتد ہو کر مقابلے کے لیے جمع تھیں۔ عتاب کے علاقے میں صرف یہی ایک جماعت ان سے مقابلہ کر رہی تھی۔ آبارق میں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ خالدؓ بن اسید نے ان کو شکست دے کر پراگندہ کر دیا اور بہت سوں کو قتل کر دیا اس میں بھی بنی شنوق سب سے زیادہ مارے گئے۔ اسی واقعے کے بعد ان کی تعداد اس قدر کم ہو گئی کہ وہ ہمیشہ کے لیے ایک ناقابل توجہ جماعت کی حیثیت بن گئے اس واقعے نے عتاب کے تابع علاقے کو فتنہ ارتداد سے پاک صاف کر دیا اور جندب بھاگ گیا۔

طائف میں مرتدین کی شکست

عثمان بن ابی العاص نے اہل طائف کی ایک فوج عثمان بن ربیعہ کی امارت میں شنوۃ روانہ کی جہاں ازد، بجیلہ اور خثعم کی جماعتیں حمیضہ بن النعمان کی سرکردگی میں مرتد ہوکر حکومت سے لڑنے کے لیے جمع تھی اس مقام پر حریفوں کا مقابلہ ہوا عثمان نے ان سب جماعتوں کو ذلت ناک شکست دی وہ حمیضہ کا ساتھ چھوڑ کر بھاگیں۔ حمیضہ بھی کسی غیر معلوم علاقے میں بھاگ گیا۔

قبیلہ عک کے اخابث کا واقعہ

رسول ﷺ کے وصال کے بعد تہامہ میں سب سے پہلے عک اور اشعروں نے حکومت سے بغاوت کی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی تو ان کا قبیلہ طخازیر بغاوت کے لیے جمع ہوا۔ اشعرین اور خصم بند کے جو طخاریر تھے وہ بھی اس اصل جماعت سے آملے، انھوں نے سمندر کے ساحل پر مقام اعلاب میں اپنا پڑاؤ ڈالا، ان کے ساتھ کچھ چھٹی پر گئے وہاں وہ سپاہی بھی جن کا کوئی سردار نہ تھا، آملے۔ طاہر بن ابی ہالہ نے ان کے اجتماع کی ابوبکرؓ کو اطلاع دی اور وہ خود ان کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے۔ اس غرض سے اپنی روانگی کی بھی اطلاع انھوں نے ابوبکرؓ کو لکھ بھیجی، طاہر کے ساتھ مسروق العلی بھی تھے، انھوں نے آکر ان باغیوں کا مقابلہ کیا شدید جنگ کے بعد اللہ نے باغیوں کو شکست دی۔ مسلمانوں نے ان کو ایسا بے دریغ قتل کیا کہ شاید ان میں سے کوئی بچ نہ سکا۔ ان تمام راستوں میں ان کے مقتولین کی بدبو پھیل گئی۔ اللہ نے ان باغیوں کو ہلاک کر کے مسلمانوں کو ایک شاندار فتح عطا فرمائی۔ اس سے پہلے کہ ابوبکرؓ کے پاس طاہر کی فتح کی بشارت پر مبنی خط پہنچے انھوں نے طاہر کے سابقہ خط کے جواب میں ان کو لکھا'' مجھے تمہارا خط ملا جس میں تم نے اعلاب میں اخابث کے مقابلے پر اپنے جانے اور مسروق اور ان کی قوم کو اپنی مدد کے لیے ساتھ لے جانے کی اطلاع دی ہے، تمہاری یہ کاروائی مناسب ہے۔ اس واقع پر ان باغیوں کو بغیر کسی رحم کے ایسی سزا دو جو دوسروں کے لیے باعث عبرت ہو۔ ان کا صفایا کر کے تم میرے آئندہ حکم کے آنے تک اعلاب ہی میں ٹھہرے رہنا تا کہ ان خبیثوں کے راستوں سے مسافروں کو امن حاصل ہو جائے۔

ابوبکرؓ کے ان باغیوں کو اخابث لکھنے کا یہ اثر ہے کہ اب تک عک کی یہ جماعت اور دوسرے قبائل والے جو بغاوت میں ان کے شریک ہو گئے تھے، اخابث کے نام سے موسوم اور یہ راستے جہاں انھوں نے جنگ کی تھی اخابث کے راستوں کے نام سے مشہور ہیں۔

لڑائی کے بعد ابوبکرؓ کے حکم کے مطابق طاہر بن ابی ہالہ جن کے ساتھ مسروق قبیلہ عک کے ساتھ تھے اخابث کے راستے پر ابوبکرؓ کے دوسرے حکم کے انتظار میں ٹھہرے رہے۔

اہل نجران کا واقعہ

تجدید معاہدہ

جب اہل نجران کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی انہیں اس وقت بنی لافعی کے وہ چالیس ہزار جنگجو بھی شامل تھے، جو بنی الحارث سے قبل وہاں پر ٹھہرے ہوئے تھے انھوں نے تجدید معاہدہ کے لیے اپنا ایک وفد ابوبکر کے

پاس بھیجا یہ وفد ابو بکرؓ کے پاس آیا۔ انھوں نے حسب ذیل فرمان ان کو لکھ دیا۔

''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' یہ فرمان عبداللہ ابی بکر خلیفہ رسول ﷺ کی طرف سے اہل نجران کے لیے لکھا جاتا ہے۔ میں نے ان کو اپنی اور اپنی فوج کی طرف سے پناہ دی اور جو فرمان رسول اللہ ﷺ نے ان سے کیا تھا میں بھی اسے تسلیم کرتا ہوں اور اس کی توثیق کرتا ہوں سوائے ان باتوں کے جن سے خود رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے ان کے بارے میں رجوع کیا ہے وہ یہ ہے کہ نہ صرف ان کے علاقے میں بلکہ تمام عرب میں دو مذہب کی اتباع کرنے والے نہیں رہ سکتی۔ اس کے علاوہ وہ ان کو ان کی جان، مذہب، املاک، حاشیہ۔ متعلقین چاہے وہ اس وقت نجران میں ہوں یا باہر ہوں اس کے پادری، راہب اور گرجا جہاں وہ بنے ہوئے ہیں اور تھوڑی یا زیادہ جس قدر ان کی املاک ہیں ان سب کو ان کے حق میں رہنے دیتے ہیں۔ بشرطیکہ جو سرکاری لگان مقرر ہے وہ ادا ہوتا رہے اور جب وہ اپنے واجبات ادا کریں پھر ان کو شہر سے نکالا جائے گا۔ نہ ان کو شہر سے نکالا جائے نہ کسی پادری کو اس کے حلقے سے بدلا جائے اور نہ کسی راہب کو اس کی خانقاہ سے نکالا جائے جو کچھ اس تحریر میں لکھا گیا ہے اس کے پورا کرنے کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ کی ضمانت اور تمام مسلمانوں کی نگہبانی دی جاتی ہے اس کے ساتھ اہل نجران کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ مسلمانوں کے خیر خواہ اور وفادار ہیں''۔ شعر ابن عمرو اور عمرو مولی ابو بکرؓ نے اس تحریر پر اپنی گواہی ثبت کی۔

دیر بن عبداللہ کے نام ابو بکرؓ کا پیغام

ابو بکرؓ نے جریر بن عبداللہ کو حکم دیا کہ تم اپنے کام پر واپس جاؤ اور اپنے ان ہم قوم لوگوں کو دین کی مدد کرنے کی دعوت دو جو اسلام پر ثابت قدم ہوں اور جوان میں سے تندرست اور صاحب استطاعت ہوں ان کو جہاد کے لیے تیار کرو اور ان کے ساتھ مرتدوں سے جہاد کرو، پہلے خثعم پر دھاوا کرنا جو ذی الخلصہ کی حمایت کے لیے ظاہر ہوئے ہوں ان سے لڑنا نیز ان کا مقابلہ کرنا جو تمہارا مقابلہ کریں ان کا بالکل صفایا کر دینا نیز ان کے شرکاء کا بھی خاتمہ کرنا اس سے فارغ ہو کر تم نجران جانا اور وہاں میرے دوسرے حکم کے آنے تک ٹھہرے رہنا۔

جریر اپنی خدمت پر روانہ ہوئے، جو احکام ابو بکرؓ نے ان کو دیے تھے اس کی انھوں نے پوری پوری تعمیل کی ایک چھوٹی سی جماعت کے علاوہ کسی نے ان کا مقابلہ نہیں کیا اس جماعت نے مقابلہ کیا مگر وہ بری طرح قتل کر دیئے گئے اور تعاقب کے بعد بہت سوں کو گرفتار کر لیا گیا اس معاملے سے فارغ ہو کر وہ نجران پہنچ گئے اور وہاں ابو بکرؓ کے دوسرے حکم کے انتظار میں ٹھہر گئے۔

عثمان بن ابی العاص اور عتاب کے نام صدیق اکبرؓ کا حکم

ابو بکرؓ نے عثمان بن ابی العاص کو حکم بھیجا کہ تم اہل طائف میں سے جبریہ طور پر جہاد کے لیے ایک مہم بھرتی کرو، ہر محلے میں سے اس کی استطاعت کے مطابق سپاہی لیے جائیں اور ان پر اپنے ایک بااعتماد شخص کو امیر مقرر کرو۔

چنانچہ عثمان نے ہر محلے میں سے بیس سپائیوں کو بھرتی کر کے ان پر اپنے بھائی کو امیر مقرر کیا۔

ابو بکرؓ نے عتاب بن اسید کو لکھا کہ تم اہل مکہ اور اپنے ماتحت علاقے سے پانچ سو سپاہیوں کو بھرتی کر کے ان پر اپنے بااعتماد کو امیر مقرر کرو، عتاب نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس جماعت پر خالدؓ بن اسید کو امیر مقرر کیا۔ اب ہر فوج اور اس کا امیر جہاد پر جانے کے لیے تیار ہو گئے کہ ابو بکرؓ کا ان کو حکم ملے اور مہاجر ان کے پاس آئیں تو وہ جہاد کے لیے روانہ ہو جائیں۔

اہلِ یمن کا دوسری مرتبہ ارتداد

یمن کے والیوں کے نام صدیق اکبرؓ کے خطوط

جن لوگوں نے دوسری مرتبہ ارتداد کیا ان میں قیس بن عبد یغوث بن کمشوح تھا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب اہلِ یمن کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی تو قیس نے مرتد ہو کر فیروز، دارویہ اور جشیش کے قتل کی کوشش کی۔ ابوبکرؓ نے مران کے رئیس سعید کو کلاع کے رئیس سمیفع کو، ظلیم کے رئیس حوشب کو اور ذی نیاق کے رئیس شہر کو خط لکھے جس میں ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے دین پر قائم رہیں اللہ کی حکومت کو قائم رکھیں اور لوگوں کا انتظام کرتے رہیں اور یہ کہ میں تمہاری مدد کے لیے فوج بھی بھیجوں گا۔ ان سب سرداروں کے نام ان کے خط کا مضمون یہ تھا کہ تم ابناء کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کر کے مرتدوں کو گھیر لو، میں نے فیروزہ کو یمن کا والی مقرر کیا ہے تم ان کے حکم کی تعمیل کرو اور ان کا ساتھ دو۔

عروہ بن غزینہ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے انھوں نے فیروز کو یمن کا امیر مقرر کیا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ دارویہ، جشیش اور قیس اس فتنے سے الگ تھلگ تھے۔ نیز یمن کے دوسرے سرادروں کو لکھا کہ وہ ارتداد کرنے میں ان کی مدد کریں۔ قیس کو جب اس کی اطلاع ہوئی اس کو ختم ذی الکاح اور اس کے ساتھیوں کو لکھا کہ اس وقت جماعت ابناء تمہارے علاقوں میں منتشر حالت میں ہے وہ تم میں گھوم پھر رہے ہیں اگر اسوقت ان کو چھوڑ دیا جائے گا وہ ہمیشہ تمہارے سر پر سوار رہیں گے۔ میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے سرداروں کو قتل کر دوں اور ان کو اپنے علاقے سے نکال دوں مگر ذی الکاع نے اس کی تجویز کو منظور نہیں کیا اور نہ اس نے ابناء کی حمایت کی بلکہ وہ فریقین سے علیحدہ ہو گئے اور انھوں نے صاف کہہ دیا کہ اس معاملے میں ہمارے مقاصد ایک جیسے نہیں ہیں ہم کوئی دخل نہیں دیتے تم ان کے دشمن اور وہ تمہارے، تم آپس میں نمٹ لو۔

قیس کی کامیاب سازش اور دازویہ

اس جواب پر اب خود قیس نے ابناء کے قتل کی ٹھان لی۔ ان کے سرداروں کے قتل اور ان کے اخراج کی سازش میں منہمک ہو گیا۔ اس نے ان مفرور اور شکست خوردہ لحجی جماعت سے ساز باز کی جو گوریلے کی طرح اس تمام علاقے میں پھرتی تھی اور صرف انھیں کا مقابلہ کرتی تھی جو خود اس کے سر پر آ کر حملہ کرتے تھے ورنہ جم کر مقابلے سے کنائی کاٹ جایا کرتی تھی۔ انہیں خط لکھا کہ تم جلد سے جلد میرے پاس آ جاؤ تا کہ ہم تم ایک مقصد مشترکہ لے لئے کاروائی کریں اور وہ یہ کہ یمن سے ابنای ء کو ہمیشہ کے لیے نکال دیں۔ اس جماعت کے سرداروں نے قیس کو لکھا کہ ہمیں تمہاری تجویز سے اتفاق ہے اور ہم بہت جلد اس غرض کے لیے تمہارے پاس آتے ہیں۔ چنانچہ اہلِ صفاء کو ان کی کسی پیشقدمی کی اطلاع نہ ہو سکی کہ خبر ملی کہ وہ شہر کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ قیس بظاہر اس خبر وحشت اثر کو سن کر متاثر منہ بنائے فیروز اور دازویہ کے پاس آیا۔ تا کہ ان کو اس کی نیت پر شبہ نہ ہو اور وہ اس سازش میں اسے ملوث نہ سمجھیں ان سے آوارہ گرد شورش کرنے والوں کی روک تھام کے لیے مشورہ کرنے لگا، وہ لوگ بھی قیس کی نیک نیتی پر بھروسا کر کے سوچنے لگے کہ اس فتنے کو کیونکر روکا جائے۔

اس کے بعد قیس نے ان سرداروں کو دعوت دی کہ کل صبح کا کھانا آپ میرے ساتھ کھائیں۔ پہلے اس نے

داز و یہ کو دعوت دی، پھر فیروز کو اور پھر جشیش کو۔ داز و یہ اپنے گھر سے چل کر قیس کے یہاں آئے ان کے اندر آتے ہی قیس نے ان کو قتل کر دیا۔

فیروز اور جشیش کا زندہ بچ نکلنا

اب فیروز اپنے گھر سے اس کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوئے اس کے گھر کے قریب پہنچے تھے کہ انھوں نے سنا کہ دو عورتیں دو کوٹھوں پر کھڑی ہوئی کچھ باتیں کر رہی ہیں اس نے کہا افسوس ہے یہ بھی داز و یہ کی طرح مارے گئے۔ فیروز نے ان کی گفتگو سن لی اور وہ الٹے پاؤں اس بہانے سے پلٹ گئے تاکہ دیکھیں کہ جو لوگ دشمن کی نگرانی کے لیے متعین کیے گئے ہیں وہ اپنی جگہوں پر موجود ہیں یا نہیں۔ قیس کو اطلاع دی گئی کہ فیروز واپس چلے گئے۔ وہ اپنی فوج کو لے کر ان کی گرفت کے لیے دوڑا۔ فیروز نے بھی اپنے گھوڑے کو ایڑ دی۔ جشیش مل گئے اور اب وہ بھی ان کے ساتھ ہو کر جبل خولان کی طرف چلے جہاں فیروز کے ننھیالی رشتہ دار رہتے تھے، یہ دونوں تعاقب کرنے والے دشمن کے لشکر سے آگے بڑھ کر پہلے پہاڑ پہنچ گئے وہاں گھوڑوں سے اتر کر پہاڑ پر چڑھ گئے اس وقت وہ دونوں سادے جوتے پہنتے تھے جن کی وجہ سے پہاڑ پر چڑھتے چڑھتے اور فیروز اپنے ننھیال میں محفوظ ہو گئے۔ انھوں نے اس موقع پر قسم کھائی کہ اب آئندہ وہ کبھی معمولی سادہ جوتا استعمال نہیں کریں گے۔ ان کے تعاقب میں جو سوار آئے تھے وہ مقصد حاصل کیے بغیر قیس کے پاس چلے آئے۔

صنعاء پر قیس کا اثر و رسوخ

قیس نے صنعاء میں بغاوت برپا کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور نیز اس نے اطراف و جواب کے علاقے سے ٹیکس وصول کیا مگر اب وہی وہ تذبذب کی حالت میں تھا کہ ابوبکرؓ کا ساتھ دے یا اسود کا اسی اثناء میں اسود کے سوار بھی اس کے پاس آ چکے تھے۔

جب فیروز بنی خولان اپنے ماموں کی حفاظت میں محفوظ ہو گئے اور کچھ اور لوگ بھی ان کے پاس جمع ہوئے تو انھوں نے ابوبکرؓ کو اپنی پوری سرگذشت لکھی۔ دوسری طرف قیس نے طنزاً فیروز کے متعلق کہا کہ خولان کی، فیروز کی اور قرار کی جوان کی اعانت کے لیے اس کے پاس آ گئے ہیں میں کیا حقیقت سمجھتا ہوں۔

ابوبکرؓ نے جن جن قبائل کے سرداروں کو خط لکھے تھے ان کے عوام اکثر و بیشتر قیس کے پاس آ گئے۔ البتہ ان کے سردار اب تک اس شورش سے علیحدہ تھے۔

اب قیس نے ابناء کا رخ کیا ان کے تین ٹکڑے کیے۔ ایک وہ جو صنعاء میں ٹھہرے رہے۔ قیس نے ان کو اور ان کے بیوی بچوں کو وہیں رہنے دیا۔ دوسرے وہ جو بھاگ کر فیروز سے جا ملے تھے ان کے بیوی بچوں کو بھی اس نے دو حصوں میں تقسیم کیا ایک کو اپنے آدمیوں کی نگرانی میں جلاوطن کرنے کے لیے عدن بھیجا تھا کہ یہ وہاں سے سمندر کے ذریعے اپنے اصلی وطن بھیج دیئے جنھیں۔ دوسری جماعت کو اس نے خشکی کے راستہ سے جلاوطن کیا اس طرح دیلمی کے اہل و عیال خشکی کے راستے سے اور داز و یہ کے سمندر کے راستے سے جلاوطن کیے گئے۔

جب فیروز کو معلوم ہوا کہ عام اہل یمن قیس کے ساتھ ہو گئے ہیں اور اس نے ابناء کے اہل و عیال کو سفر میں لوٹے جانے کے لیے پرخطر راستوں سے جلاوطن کر دیا ہے نیز اس نے ان کے ماموں اور ابناء کی توہین کی ہے اور وہ ان کو بہت ہی حقیر سمجھتا ہے، انھوں نے کئی شعروں میں اپنے سابقہ کارہائے نمایاں کو فخریہ بیان کیا ہے اور موجودہ حالات

پر اپنے غم و غصے کا اظہار کیا ہے۔

قبیلہ عک کا کامیاب حملہ

اب فیروز نے تنہا قیس کے مقابلے کی ٹھان لی۔ انھوں نے بنی عُقیل بن ربیعہ، بن عامر بن صعصعہ کے پاس اپنا قاصد واپس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ میں اپنے آپ کو آپ لوگوں کی پناہ میں دیتا ہوں اور آپ سے مدد مانگتا ہوں۔ آپ میری اس موجود مصیبت میں دستگیری کریں اور لوگ ابناء کے اہل وعیال کو جلا وطن کرنے لے جا رہے ہیں ان سے ان کو رہائی دلائیں۔ نیز فیروز نے عک کے پاس بھی اسی درخواست کے ساتھ اپنا قاصد بھیجا۔ اس درخواست پر بنی عُقیل احلاف کے ایک شخص معاویہ کی قیادت میں باہر آئے انھوں نے قیس کے ان سواروں کو جو ابناء کے اہل وعیال کو لے جا رہے تھے راستہ کے درمیان میں روکا نیز انھوں نے ان کی گرفت سے ابناء کے اہل وعیال کو چھڑا لیا اور ان کے لے جانے والوں کو قتل کر دیا۔ اور فیروز کے صنعاء واپس آنے تک ان کو وہیں دیہات میں ٹھہرا دیا۔ اسی طرح قبیلہ عک نے مسروق کی قیادت میں حملہ کر کے ابناء کے اور اہل وعیال کو ان کے جلا وطن کرنے والوں کے ہاتھ سے چھڑا لیا اور ان کو فیروز کے صنعاء واپس آنے تک دیہات میں مقیم کرا دیا۔

قیس کی شکست:۔

بنی عُقیل اور عک نے فیروز کی مدد کے لیے فوجی بھیجے، جب یہ امدادی جماعتیں دوسرے لوگوں کے ساتھ ان کے پاس پہنچ گئیں وہ ان سب کو لے کر قیس کے مقابلے کے لیے بڑھے، صنعاء کے سامنے دونوں میں شدید لڑائی ہوئی اللہ نے قیس اور اس کی قوم اور دوسرے ساتھیوں کو شکست دی اور وہ سب کے ساتھ فرار ہو کر پھر اس مقام پر آ گیا جہاں وہ ان سب آوارہ گرد جماعتوں کے ساتھ اس غدارانہ شورش سے پہلے عنسی کے قتل کے بعد حیران اور سرگردان رہا کرتا تھا، یہ جماعتیں پھر صنعاء اور نجران کے درمیان میں پھرنے لگیں۔ اس سے پہلے عمرو بن معدی کرب جو عنسی کا حامی تھا، فروہ بن مُسیک کے مقابل بن گیا۔

فروہ بن مُسیک کا واقعہ:۔

فروہ بن مُسیک کا واقعہ یہ ہے کہ یہ اسلام لا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس کے متعلق اس نے شعر بھی کہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے جو باتیں اس سے کیں ان میں یہ بھی کہا تھا کہ فروہ جنگ رزم میں جو ہلاکت کی مصیبت تمہاری قوم کو برداشت کرنا پڑی اس سے تم خوش ہوئے یا رنجیدہ فروہ نے کہا جس شخص کو اپنی قوم کو ایسی تباہی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوگا جیسا مجھے یوم الرزم میں مجھے اپنی قوم کو ہلاک ہوتے دیکھنا پڑا وہ ضرور اس سے متاثر اور غمگین ہو گا۔ یہ لڑائی فروہ کے قبیلے اور ہمدان کے درمیان یغوث نام ایک بت کے متعلق ہوئی تھی جو ایک مدت میں ایک قبیلے کے پاس رہتا تھا اور دوسری میں دوسرے قبیلے کے پاس چنانچہ جب قبیلہ مراد بکری کو انھوں نے چاہا کہ اُسے ہمیشہ کے لیے اپنے پاس رکھ لیں اس پر بنی ہمدان نے لڑ کر ان کو بالکل تباہ کر دیا۔ اس موقع پر الاجدع ابو مسروق ان کا رئیس تھا۔

اس جواب پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا خیر اس سے کیا ہوتا ہے۔ اسلام لانے سے ان کی عزت بڑھ ہی گئی، فروہ نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ بات میرے لیے باعث خوشی ہے، رسول اللہ نے اُسے بنی مراد کے صدقات کا عامل مقرر کر دیا نیز ان لوگوں کا بھی عامل بنایا جو بنی مراد اور ان کے اپنے علاقے میں مقیم ہوں۔

عمرو بن معدی کرب کا واقعہ:۔

عمرو بن معدی کرب کا واقعہ یہ ہے کہ یہ اپنی قوم سعدؓ العشیرہ سے الگ ہو کر بنی زبید اور ان کے حلیفوں میں ٹھہر گیا تھا انھیں کے ساتھ یہ بھی اسلام لے آیا اور وہیں مقیم تھا جب عنسی مرتد ہوا اور قبیلۂ مذحج کے اکثر افراد اس کے ساتھ ہو گئے تو فروہ تو چند اُن لوگوں کے ساتھ جو اسلام پر بدستور قائم تھے اس شورش سے الگ تھلگ ہو گئے البتہ عمرو بھی دوسروں کے ساتھ مرتد ہو گیا۔ عنسی نے اُسے اپنا نائب بنا کر پیچھے چھوڑا تا کہ وہ فروہ کے مقابل رہے، یہ فروہ کے سامنے تھا مگر دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابلے سے اس تعلق کی وجہ سے بچتے رہتے تھے جو ان کی براح سے تھا البتہ اشعار کی جنگ ہوتی رہتی تھی جس میں ایک دوسرے پر طنز و تعریض کرتا رہتا۔ اسی حالت میں اطلاع ملی کہ عکرمہؓ بن پر پہنچ گئے ہیں۔

عکرمہؓ ابین میں:۔

عکرمہؓ مہرہ سے چل کر یمن کے علاقے میں ابین پہنچے ان کے ساتھ ایک بڑی زبردست جمعیت بھی تھی جس میں مہرہ کے بہت سے لوگ تھے نیز سعدؓ بن زید، ازد، ناجیہ، عبدالقیس بنی مالک بن کنانہ کے حدبان اور عتبہ کے عمرو بن جندب تھے، عکرمہؓ نے قبیلۂ نخع کے بھگوڑوں کو سزا دینے کے بعد اکٹھا کیا اور پوچھا تمہارا طرزِ عمل اس شورش میں کیسا رہا۔ انھوں نے کہا ایامِ جاہلیت میں بھی ہم ایک ایسے دین پر قائم تھے کہ ہم پر وہ پھبتیاں نہیں کسی گئیں جو عرب ایک دوسرے پر کہا کرتے تھے اور اب تو ہم اس دین پر قائم ہیں جس کی خوبی سے ہم خوب واقف ہو چکے ہیں اور جس کی محبت ہمارے دلوں میں جاگزین ہو چکی ہے۔

عکرمہؓ نے جب اور لوگوں سے ان کے طرزِ عمل کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ ان کا بیان صحیح ہے ان کے عوام بدستور اسلام پر ثابت قدم رہے تھے البتہ ان کوے خواص میں سے جو مرتد ہوئے وہ بھاگ گئے تھے، اس طرح نخع اور حمیر کو انھوں نے ارتداد کے الزام سے بری قرار دیا اور اب وہ ان کو جمع کرنے کے لیے وہیں ٹھہر گئے قیس بن عبد یغوث نے عمرو بن معدی کرب پر یہ الزام لگایا کہ تمہاری غفلت سے عکرمہؓ یمن در آئے۔ اس وجہ سے دونوں میں جھگڑا ہو گیا اور انھوں نے ایک دوسرے پر لعن طعن شروع کیا، عمرو نے قیس پر یہ الزام لگایا کہ تم نے ابناء کے ساتھ بدعہدی کی اور دازویہ کو دھوکے سے بلا کر قتل کر دیا اور فیروز کے مقابلے سے دم دبا کر بھاگے۔ ان عیب اور الزامات کو اُس نے اپنے شعروں میں بیان کیا۔ قیس نے بھی ترکی بترکی اس کا جواب اسی انداز میں شعروں میں دیا۔

فیروز کی مدد کے لیے طاہر کی روانگی:۔

ابوبکرؓ نے طاہر ابن ابی ہالہ اور مسروق کو خط لکھا تم صنعاء جاؤ اور ابناء کی مدد کرو یہ دونوں امیر اپنے اپنے مقام سے چل کر صنعاء پہنچے۔ نیز ابوبکرؓ نے عبداللہ بن ثور بن اصغر کو لکھا کہ تم عربوں اور اہلِ تہامہ کے دوسرے ان لوگوں کو جمع کرو جو تمہاری دعوت قبول کریں اور پھر اپنی جگہ میرے دوسرے حکم کے ملنے تک جنگ کے لیے تیار ہو کر ٹھہرے رہو۔

عمرو بن معدی کرب اور خالدؓ بن سعید کا باہمی مقابلہ:۔

عمرو بن معدی کرب کے پہلے مرتد ہونے کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ وہ خالدؓ بن سعید کے ساتھ تھا، عمرو ان کے

خلاف ہو کر اسود سے جا ملا۔ خالدؓ بن سعید اس کے مقابلے پر بڑھے اور پاس پہنچ گئے، دونوں میں مقابلہ ہوا ایک نے دوسرے پر تلوار کا وار کیا، خالدؓ کا وار اس کے کاندھے پر پڑا جس سے تلوار کا پرتلہ کٹ گیا، تلوار گر پڑی اور وار کاندھے تک سرایت کر گیا۔ عمرو نے بھی ان پر وار کیا مگر وہ کامیاب نہ ہوا۔ خالدؓ بن سعید چاہتے تھے کہ دوسرا وار کریں مگر عمرو فوراً گھوڑے سے کود کر پہاڑ پر بھاگ کر چڑھ گیا خالدؓ نے اس کے تمام سامان، گھوڑے اور صمصامہ نامی تلوار پر قبضہ کر لیا، اوروں کے ساتھ عمرو بھی اب روپوش ہو گیا۔ سعید بن العاص الاکبر کی تمام اَملاک سعید بن العاص الاصغر کو وراثت میں ملیں اور جب یہ کوفے کے والی مقرر ہوئے عمرو بن معدی کرب نے اپنی لڑکی ان کو پیش کی مگر انھوں نے اُسے قبول نہیں کیا بلکہ سعید خود عمرو کے مکان اس سے ملنے گئے اور یمن میں جو جو تلواریں خالدؓ کو ملی تھیں وہ ساتھ لے گئے اور اس سے کہا کہ ان میں تمہاری تلوار صمصامہ کون سی ہے عمرو نے کہا یہ ہے سعید نے کہا اٹھا لو میں نے تم کو دے دی، عمرو نے اُسے اٹھا لیا، اپنے خچر کی باگ ہاتھ میں لی اور اس کی زین پر تلوار کا ہاتھ مارا تلوار زین اور نمدے کو کاٹتی ہوئی خچر کے جسم میں سرایت کر گئی۔ اس کے بعد عمرو نے اُسے پھر سعید کو دیا اور کہا کہ اگر یہ میری ملک ہوتی اور آپ میرے گھر مجھ سے ملنے آئے ہوتے میں خود آپ کو دے دیتا اور اب جبکہ وہ دے کر چکی ہے میں اُسے نہیں لیتا۔

مرتدین کی آخری سرزنش:۔

مرتدین کی سرزنش کے لیے امیر سب سے آخر میں ابو بکرؓ کے پاس سے گئے وہ مہاجر بن اُمیہ تھے، انھوں نے مکے کی راہ اختیار کی، مکے آئے وہاں سے خالدؓ بن اسید ان کے ساتھ ہو گئے، طائف آئے یہاں سے عبدالرحمان بن ابی العاص ان کے ساتھ ہوئے، آگے بڑھے جریر بن عبداللہ کے مقابل آئے ان کو ساتھ لیا جب عبداللہ بن ثور کے پاس آئے وہ خود ان کے ساتھ ہو گئے نجران پہنچے فردہ بن سیک ان کے ساتھ ہوئے اب عمرو بن معدی کرب سے قیس کا ساتھ چھوڑا اور وہ خود بغیر امان حاصل کیے مہاجر کی خدمت میں حاضر ہوا مہاجروں نے اُسے اور قیس دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ پھر ان کے متعلق ابو بکرؓ کو لکھا بلکہ خود ان دونوں کو ان کی خدمت میں بھیج دیا۔

جب نجران سے مفرور اور روپوش باغی جماعتوں کی تلاش اور سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے اور سواروں نے ان کو ہر طرف سے آ لیا تو انھوں نے امان کی درخواست کی مگر مہاجر نے ان کی درخواست نہ مانی اس پر ان کی دو جماعتیں ہو گئیں ایک سے انھوں نے عجیب پر مقابلہ کیا اور سب کا صفایا کر دیا دوسری کو ان کے لشکر نے جو عبداللہ کی قیادت میں تھا طریق اخابث میں جا لیا اور اس کا قلع قمع کر دیا۔ متفرق بھٹکے اور بھاگے ہوئے لوگ ہر راہ اور ہر سمت قتل کیے گئے۔

قیس اور عمرہ بن معدی کرب ابو بکرؓ کے پاس لائے گئے ابو بکرؓ نے قیس سے کہا اے قیس تم نے اللہ کے بندوں پر حملہ کر کے ان کو قتل کیا ہے، اور تم مومنین کو چھوڑ کر مشرکوں اور مرتدین میں شریک ہو گئے۔ ابو بکرؓ کا منشا تھا کہ اگر کوئی اس کا کھلا ہوا جرم مل جائے تو اُسے قتل کر دیں۔ مگر قیس نے داذویہ کے قتل کی سازش اور اس میں شرکت سے صاف انکار کر دیا اور بات یہ بھی کہ یہ حرکت بہت ہی خفیہ طور پر سرانجام دی گئی تھی۔ قیس کے خلاف کوئی صاف شہادت نہ مل سکتی تھی اس وجہ سے ابو بکرؓ اس کے قتل سے باز رہے۔

عمرو بن معدی کرب سے انھوں نے کہا کیا تم کو اس بات سے شرم نہیں آتی کہ کل تم کو شکست ہوئی تم نے راہ فرار اختیار کی اور آج تم کو قید کر کے یہاں لایا گیا۔ کاش تم اسلام کی خدمت کرتے اللہ تعالیٰ تمہیں بڑی عزت دیتا۔ اتنا کہہ کر اُسے بھی رہا کر دیا اور ان دونوں کو اجازت دے دی کہ اپنے گھر چلے جائیں، عمرو نے کہا اب تو امیر المومنین کی

نصیحت کو ضرور قبول کروں گا اور اب کبھی سابقہ کردار کو نہیں دہراؤں گا۔

صنعاء میں بچے کچھے مرتدین کا خاتمہ

مہاجر عجیب سے چل کر صنعاء آئے انھوں نے حکم دیا کہ بھاگنے والے تمام لوگوں کی تلاش اور تعاقب کر کے سرکوبی کی جائے چنانچہ مسلمانوں نے جس پر قابو پایا انھوں نے اسے بے دریغ بری طرح قتل کر دیا، کبھی سرکش کو معاف نہیں کیا گیا البتہ سرکشوں کے علاوہ جن لوگوں نے توبہ کی اور ان کے حالات دریافت کرنے کے سے معلوم ہوا کہ ان کے جرم کی نوعیت شدید نہیں ہے اور ان کی اصلاح کی امید کی جاسکتی ہے ان کو معاف کیا گیا۔ صنعاء پہنچ کر مہاجر نے اپنے صنعاء پہنچے اور راستہ کے درمیان ساری سرگذشت کی اطلاع ابوبکرؓ کو لکھ بھیجی۔

حضر موت کے ارتداد کا واقعہ

مہاجر سے حضور ﷺ کی ناراضگی اور پھر معاف کرنے کا واقعہ

رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد تو حضر موت کے علاقوں پر اپ کے عامل خاص حضر موت پر زیاد بن لبید تھے، اسکاسک اور سکون پر عکاشہ بن محصن تھے، اور کندہ کے عامل مہاجر مقرر کئے گئے تھے مگر وہ ابھی اپنی خدمت پر جانہ سکے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی وصال ہو گیا۔ اس لیے ابوبکرؓ نے اب ان کو حکم دیا کہ پہلے وہ یمن کے مرتدین سے جا کر لڑیں ان کا قلع قمع کرنے کے بعد اپنی خدمت پر جائیں۔

ام سلمہ اور مہاجر بن امیہ سے مروی ہے کہ مہاجر غزوہ تبوک سے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر چلے آئے تھے جب رسول اللہ ﷺ اس غزوہ سے واپس آئے تو آپ ان سے ناراض تھے اسی زمانے میں ایک روز ام سلمہ آپ کا سر دھلا رہی تھیں انھوں نے عرض کیا کہ مجھے اس خدمت کا کیا نفع جب آپ میرے بھائی سے نارض ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کی اس بات سے متاثر ہو گئے۔ انھوں نے اپنے خادم کو اشارہ کیا وہ مہاجر کو بلا لیا مہاجر مسلسل اپنا عذر بیان کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی خطا معاف فرما دی ان کے عذر کو قبول کر لیا اور ان کو کندہ کا عمل مقرر فرمایا، مگر وہ بیمار ہو گئے اپنی خدمت پر نا جاسکے اس لیے انھوں نے زیاد کو لکھا کہ آپ میری خدمت کو بھی انجا دیں۔ اس کے بعد وہ شفایاب ہوئے اور ابوبکرؓ نے ان کے تقرر کو بحال رکھا اور حکم دیا کہ پہلے تم یمن جاؤ اور وہاں نجران سے لے کر یمن کی آخری حدود تک جو باغی ہوں ان کا خاتمہ کرو اور پھر جا کر اپنی خدمت کا جائزہ لینا اس کے انتظار کی وجہ سے زیادہ اور عکاشہ نے اب تک کندہ کے مقابلے میں کوئی کاروائی نہیں کی گئی۔

عکرمہؓ اور مہاجرؓ یمن میں

اسود العنسی کی دعوت کو قبول کرنے کی وجہ سے کندہ مرتد ہو گئے اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کے چاروں رئیسوں پر لعنت بھیجی، ارتداد سے پہلے یہ واقعہ ہوا تھا کہ جب وہ اور حضر موت کا دوسرا علاقہ اسلام لے آیا ان کے صدقات کے انتظام کے متعلق رسول ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ حضر موت کے بعض لوگوں کا صدقہ کندہ میں جمع کیا جائے اور بعض اہل کندہ کا صدقہ حضر موت میں جمع ہو اسی طرح حضر موت کے بعض لوگوں کا صدقہ سکون میں جمع اور سکون کے بعض لوگوں کا صدقہ حضر موت میں جمع ہوا کرے اس پر بنی دلیمہ کے بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس

اونٹ نہیں ہیں اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو آپ ان کو حکم دیں کہ وہ صدقے کا مال ہمارے پاس لے آیا کریں۔ رسول ﷺ نے ان لوگوں سے کہا اگر ایسا کر سکتے ہو تو کر نا ان لوگوں نے کہا ہم اس پر غور کریں گے اگر بنی ولیعہ کے پاس جانور نہ ہونگے۔ تو ہم صدقے کا مال خود پہنچا دیا کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جب صدقات کی وصول کرنے کا وقت آیا۔ زیاد نے لوگوں کو اپنے پاس بلایا وہ آئے۔ بنی ولیعہ نے حضرمیوں سے کہا کہ تم نے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا تھا صدقات کو ہمارے پاس پہنچا دو۔ انھوں نے کہا کہ تمہارے پاس بر برادری موجود ہے اپنے جانور لے آؤ اور صدقات لے جاؤ انھوں نے بنی ولعیہ کو برا بھلا کہا۔ انھوں نے زیاد کو برا بھلا کہا اور حضرمیوں کی جنبہ داری کا الزام لگایا۔ حضرمیوں نے خود صدقات پہنچانے سے انکا کر دیا اور کندی اپنے مطالبے پر مصر رہے۔ یہ لوگ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے اور اب ان کا طرز عمل تذبذب کا شکار ہو گیا ایک قدم آگے بڑھاتے تھے اور دوسرا پیچھے ہٹاتے تھے، زیاد نے اس وقت تو مہاجر کے انتظار میں ان کے خلاف کاروائی نہیں کی۔ جب مہاجر صنعاء آ گئے اور یہاں سے انھوں نے ابو بکرؓ کو اپنی پوری کاروائی کی اطلاع لکھ کر بھیجی وہ ان کے دوسرے حکم کے آنے تک صنعاء میں مقیم ہو گئے۔ پھر ابو بکرؓ نے ان کو اور عکرمہ کو حکم بھیجا کہ تم دونوں حضرموت جاؤ۔ زیاد کو ان کی خدمت پر بحال رکھا جائے۔ مکے سے لے کر یمن تک کے درمیانی علاقے کے جو لوگ تمہارے ساتھ ہیں ان کو اپنے گھروں میں واپس جانے کی اجازت دے دینا البتہ جو خود اپنی خوشی سے جہاد میں شریک ہونا چاہے اسے ساتھ لے لینا۔ نیز زیاد کی مدد کے لیے عبیدہ بن سعد کو بھی بھیج دیا جائے۔ مہاجر نے امیر المومنین کے حکم کی بجا آوری کی۔ وہ خود صنعاء سے اور عکرمہؓ ابین سے حضرموت روانہ ہوئے۔ مارب پر دونوں ملے اور پھر وہاں سے چل کر حضرموت آئے ایک نے اسود کے مقابل پڑاؤ کیا اور دوسرے نے وائل کے مقابلہ میں۔

صدقہ کی اونٹنی زیاد اور اہل کندہ کا اختلاف

جب کندی زیاد سے ناراض ہو کر چلے گئے اور انھوں نے اپنی بات پر اصرر کیا اور حضرمیوں نے اپنی بات پر تو بنی عمرو بن معاویہ کے صدقات کی وصولی خود زیاد نے اپنے ذمہ لی اور ان کے پاس وہ لوگ آئے جو ریاض میں مقیم تھے، سب سے پہلے ان ک ایک لڑکا شیطان بن حجر نظر آیا۔ زیاد نے اس کے گلے سے صدقہ حاصل کیا اس میں ایک جوان اونٹنی انہیں پسند آئی جس کا ابھی تک بچہ پیدا نہیں ہوا تھا، انھوں نے آگ منگوائی اور اس پر زکوۃ کا نشان داغ دیا۔ یہ اونٹنی شیطان کے بھائی عداء بن حجر کی تھی جس پر صدقہ واجب نہ تھا اور خود اس کے بھائی کو اسے برآمد کرتے وقت شبہ گذرا تھا کہ مگر پھر اس نے یہ خیال کر کے یہ وہ نہیں ہے اسے حوالے کر دیا۔ عدا نے کہا یہ تو میری اونٹنی شذرہ ہے اور اسی نام سے اسے آواز دی۔ شیطان نے کہا میرا بھائی سچ کہہ رہا ہے یہ انھیں کی اونٹنی ہے۔ میں نے شذرہ کو صدقہ میں نہیں دیا میں سمجھتا تھا کہ یہ کوئی دوسری اونٹنی ہے۔ آپ اسے چھوڑ دیں اور اس کے عوض میں دوسری لے لیں۔ یہ میری ملک نہیں ہے۔ زیاد نے خیال کیا کہ یہ لڑکا جھوٹا بہانہ بنا رہا ہے انھوں نے اس سے کہا تو اسلام سے برگشتہ ہو کر کافر ہو گیا ہے۔ اس بات سے ایک فتنہ برپا ہو گیا اور دونوں کو غصہ آ گیا۔ زیاد نے کہا چونکہ اب اس پر زکوۃ کا نشان داغ دیا گیا ہے۔ لہذا اب یہ کسی طرح تم کو واپس نہیں مل سکتی۔ یہ اللہ کے حق میں وصول کی گئی ہے اس کی واپسی کی کوئی صورت ممکن نہیں اس کی واپسی کے مطالبے سے باز آؤ۔ کہیں یہ تمہارے لیے اسی طرح منحوس بات نہ ہو جیسے بسوس اونٹنی اپنے قبیلے والوں کے لیے ثابت ہوئی۔ اس پر عدا نے ریاض میں عمرو کے لوگوں کو اپنی حمایت اور مدد کے لیے پکارا اور کہا وہ تمہاری موجودگی

میں مجھ پر یہ ظلم اور زیادتی ہو وہ قبیلہ ذلیل ہے جس کے گھر میں ایسا ظلم کیا جائے، اے ابو السمیط میری مدد کرو۔

اس آواز پر ابو السمیط حارثہ بن سراقہ بن معدی کرب اپنے گھر سے نکل کر زیاد بن لبید کے پاس آیا جو کھڑے ہوئے تھے۔ اس نے زید سے کہا کہ آپ اس شخص کی اونٹنی چھوڑ دیں اور اس کے عوض میں جوان اونٹ لے لیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اونٹ کے عوض میں اونٹ دیا جائے مگر زیاد نے نہ مانا اور کہا کہ اب یہ نہیں ہوسکتا۔ ابو السمیط نے کہا اگر تم یہودی ہو تو بے شک یہ نہیں ہوسکتا مگر اب تو ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد اس نے اونٹنی کی طرف پلٹ کر اس کی ڈوری کاٹ ڈالی اور وہ اس کے پہلو پر ضرب لگائی جس سے دک کر وہ کھڑی ہوگئی، ابو السمیط اسے بچانے کے لیے اس کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ زیاد نے حضر موت اور سکون کے نوجوانوں کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لو۔ انھوں نے ابو السمیط کو جھٹکا دے کر پٹک دیا اور اس کی اسکے ساتھیوں کی مشکیں باندھ دیں اور بطور یرغمال ان کو نظر بند کرلیا۔ اور اسی اونٹنی کو پھر پکڑ کر حسب سابق اسکے گلے میں ڈوری باندھ دی۔

اہل کندہ کی گرفتاری اور رہائی

اب اہل ریاض نے ایک شور غوغا برپا کیا انھوں نے ایک دوسرے کو مدد کے لیے پکارا۔ معاویہ کے بیٹے اربہ کی مدد کے لیئے آمادہ ہوئے اور اب انھوں نے اپنی خواہش کا اظہار کر دیا اسی طرح سکون اور حضر موت زیاد کی حمایت پر تیار ہوگئے دونوں حریفوں کے دو زبردست لشکر ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوئے مگر نہ بنو معاویہ نے اپنے ان ہم قوم لوگوں کی وجہ سے جو زیاد کے پاس قید تھے جنگ کی ابتدا کی اور نہ زیاد کی فوج کو ان کے خلاف کسی کاروائی کے شروع کرنے کا موقع ملا۔ تعطل کی اس حالت کو مٹانے کے لیے زیاد نے اپنے دشمنوں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ہتھیار رکھ دو ورنہ جنگ کے لیے آمادہ ہو جاؤ اس کا جواب انھوں نے یہ دیا کہ ہرگز اس وقت تک ہتھیار نہیں رکھیں گے جب تک کہ تم ہمارے آدمیوں کو رہا نہ کر دو۔ اس کا جواب زیاد نے یہ دیا کہ ان قیدیوں کو ہرگز رہا نہیں کیا جائے گا جب تک کہ تم متفرق نہ ہو جاؤ۔ اور تم نہایت ہی ادنی درجے کے ذلیل اور خبیث لوگ ہو تم حضر موت کے باشندے اور سکون کے ہمسایہ ہو تمہارے لیے یہ ہرگز زیبا نہ تھا کہ تم حضر موت کے علاقے میں اور اپنے مولی کے سامنے نافرمانی کا رویہ اختیار کرتے۔

سکون نے زیاد سے کہا کہ یہ لوگ یوں تو باز آنے والے نہیں تم خود ان پر پیشقدمی کر کے حملہ کر دو، چنانچہ ایک رات زیاد نے خود ان پر یورش کر کے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور وہ بہت ہی سراسیمگی میں ہر طرف بھاگ نکلے۔ ان کے فرار کے بعد زیاد نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور وہ اپنے اصلی مقام ظفر میں واپس آ گئے۔

جب یہ قیدی رہا ہو کر اپنے لوگوں میں آئے انھوں نے حکومت سے لڑنے کی ٹھان لی اور ایک دوسرے سے اس کے لیے عہد کیا اور کہا کہ اس علاقے کی حالت ہمارے یا ہمارے حریفوں کے لیے اس وقت تک خوش آئند نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس پر کسی ایک کا بلا شرکت غیرے پورا تصرف نہ ہو، اب سب جمع ہو کر ایک جگہ ٹھہر گئے اور سب میں منادی کر دی کہ کوئی زکوۃ نہ دے۔ زیاد نے وقتی طور پر ان کا پیچھا چھوڑ دیا۔ نہ زیاد ان پر بڑھے اور نہ وہ زیاد پر۔ البتہ زیاد نے حصین بن نمیر کو قاصد کی حیثیت سے ان سے گفتگو کرنے بھیجا۔ حصین کے ایک طرف اہل ریاض اور دوسری طرف زیاد، سکون اور حضر موت کے درمیان کئی بار آنے جانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ دونوں فریق ایک دوسرے کی طرف سے مطمئن ہوگئے۔

یہ اہل ریاض کی دوسری یورش تھی اس کے بعد وہ چند روز خاموش رہے پھر عمرو بن معاویہ کے بیٹے اپنی مختلف

گڑھیوں اور محصور علاقوں میں جا کر مقابلے کے لیے قیام پذیر ہوئے۔ جمد، مخصوص، مشرح، الضبعہ، اور ان کی بہن عمروہ ایک ایک گڑھی میں جا کر ٹھہرے۔ یہ لوگ یعنی عمرو بن معاویہ کے بیٹے اس علاقے کے رؤسا تھے۔ اسی طرح حارث بن معاویہ کے بیٹے اپنی اپنی گڑھیوں میں جا کر ٹھہر گئے۔ اشعث بن قیس اور سمط بن الاسود بھی ایک ایک گڑھی میں مقیم ہو گئے۔

شرحبیلؓ اور سمط بدستور اسلام پر قائم

اس طرح معاویہ کی تمام اولاد نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ زکوٰۃ نہ دی جائے اور اسلام سے مرتد ہو جائیں البتہ شرحبیلؓ بن السمط وران کے بیٹے نے بنی معاویہ کے درمیان کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اللہ کی قسم شریف قوموں کے لیے مذہب چھوڑنا بہت برا ہے۔ اعلیٰ درجے کے شرفاء کا تو یہ شیوہ ہوتا ہے کہ اگر ان کو اپنے مسلک کے متعلق شبہ بھی پیدا ہو تب بھی وہ بدنامی کے خوف سے اس مسلک کو ترک کر کے اس سے زیادہ صاف مسلک کو اختیار کرنے میں پس و پیش کرتے ہیں چہ جائیکہ ایک نہایت عمدہ مذہب اور حق کو چھوڑ کر باطل اور برے کی طرف لوٹا جائے۔ اے خداوندا! ہم دونوں اس معاملے میں اپنی قوم سے موافقت نہیں کرتے اور آج تک انھوں نے اس بارے میں اونٹنی والے دن اور دوسرے موقع پر حکومت کے خلاف جو اجتماع کیا ہے اس پر اظہار ندامت کرتے ہیں۔

اس کے بعد شرحبیلؓ بن سمط اور ان کے بیٹے سمط دونوں زیاد بن لبید کے پاس چلے آئے اور ان کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ ابن صالح اور امرؤالقیس بن عابس بھی زیاد کے پاس آئے اور انھوں نے زیاد سے کہا کہ آپ دشمن پر رات کے وقت حملہ کریں کیونکہ سکاسک، سکون اور حضر موت کے بعض لوگ اپنی جماعتوں سے بھاگے ہوئے اشخاص ان باغیوں کی جماعت میں جا کر مل گئے ہیں تاکہ جب ہم ان پر حملہ کریں تو ان کی وجہ سے خود ہماری جماعت میں پھوٹ پڑ جائے اگر آپ ہماری رائے پر عمل پیرا نہ ہونگے تو ہمیں یہ بھی اندیشہ ہے کہ آہستہ آہستہ خود ہماری جماعت کے لوگ ہمیں چھوڑ کر ان کی جماعت میں جا کر شامل ہو جائیں گے۔ انھیں لوگوں کے ان میں مل جانے کی وجہ سے ہمارے دشمن کے حوصلے بڑھ گئے ہیں وہ میدان میں جولانی کر رہا ہے اور امید باندھے ہوئے ہے کہ ہماری جماعت کے اور لوگ بھی ہمارا ساتھ چھوڑ کر اس کے ساتھ مل جائیں گے۔

بنو زیاد کی تیسری شورش

زیاد نے کہا اچھی بات ہے اسی مشورے پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے اپنی فوج کو جمع کر کے دشمن پر رات کے وقت ان کی گڑھیوں پر حملہ کر دیا اور دیکھا کہ وہ آگ کے الاؤ کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں ان میں مسلمانوں نے ان لوگوں کو جن کی نیت سے وہ آئے تھے، شناخت کر لیا اور بنی عمرو بن معاویہ پر جو دشمن کے قوت بازو تھے، پل پڑے انھوں نے مشرح، مخوص، جمد، الضبعہ، اور ان کی بہن عمروہ کو قتل کر دیا اور اس طرح اللہ کی لعنت ان پر پڑ گئی۔ نیز مسلمانوں نے ان کے اور بہت سے پیروکاروں کو قتل کیا۔ جو بھاگ سکے وہ بھاگ گئے مگر اس واقعے سے بنی عمرو بن معاویہ کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے بعد پھر وہ کبھی کوئی نمایاں کام نہ کر سکے۔ زیاد قیدیوں اور مال غنیمت کو لے کر پلٹے اور ایسے راستے سے چلے جوان کو اشعث اور بنی الحارث بن معاویہ کے پڑاؤ پر پہنچاتا تھا۔ یہ جب ان کے قریب آئے، بنی عمرو بن معاویہ کی گرفتار شدہ عورتوں نے بنی الحارث کو آواز دی اور پکارا اشعث! اشعث! ہم تمہاری خالائیں ہیں جو اس طرح قیدی کر کے لے جائی جا رہی ہیں۔ اشعث بنی الحارث کے ساتھ مل کر اس آواز پر کود پڑا اور انکو مسلمانوں کے

ہاتھ سے چھڑا لیا۔ یہ ان کی تیسری شورش تھی۔

کندہ پر حملہ

مگر اب اشعث نے محسوس کیا کہ جب زیاد اور اس کی فوج کو اس واقعے کا علم ہوگا تو وہ بنی الحارث بن معاویہ اور بنی عمرو بن معاویہ کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے اس لیے اس نے ان دونوں خاندانوں کو اور اطراف کے قبائل سکاسک اور خصائص میں سے جو لوگ اس کے ہمنوا ہو سکے ان کو اپنے ساتھ ملا لیا اس واقعہ کی وجہ سے حضرموت کے قبائل علانیہ الگ ہو گئے۔ مگر زیاد کے ساتھ انکی اطاعت پر ثابت قدم رہے اور کندہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی تو زیاد اور دوسرے لوگوں نے مہاجر کو خطوط لکھ کر واقعات سے مطلع کیا مہاجر کو یہ خطوط اس وقت ملے جب وہ صحرائے صہید کو طے کر رہے تھے جو مآرب اور حضرموت کے درمیان واقع ہے۔ انھوں نے عکرمہؓ کو لشکر پر اپنا نائب بنایا اور خود تیز رفتار لوگوں کو ساتھ لے کر ممکنہ جلدی کے ساتھ زیاد کے پاس پہنچے اور کندہ پر حملہ آور ہوئے۔ اشعث ان کا امیر تھا زرقان کی گڑھی پر معرکہ آرائی ہوئی کندہ کو شکست ہوئی ان کے بہت سے آدمی مارے گئے اور انھوں نے بھاگ کر بخیر میں پناہ لی وہ اس قلعے کو تعمیر و ترمیم کر کے پہلے ہی سے مستحکم کر چکے تھے۔ مہاجر نے بڑھ کر بخیر کا محاصرہ کیا اس قلعے میں کندہ کے ساتھ سکاسک، سکون اور حضرموت کے کچھ باغی افراد بھی تھے۔ بخیر کو تین راستے جاتے تھے ان میں سے ایک کو زیاد نے دوسرے کو مہاجر نے روک لیا تیسرے سے دشمن کی آمد و رفت جاری تھی مگر جب عکرمہ آ گئے تو ان کو تیسرے راستے پر مقرر کر دیا گیا۔ جب دشمن کے لیے تمام راستے بند ہو گئے تو مہاجر نے اپنے لشکروں کو کندہ کی آبادیوں پر حملہ کرنے اور ان کو پامال کرنے کا حکم دیا ان میں سے ایک دستے کے افسر یزید بن قنان تھے انھوں نے بنی ہند سے لے کر برہوت تک تمام بستیوں میں قتل کا بازار گرم کر دیا۔ اسی طرح مہاجر نے ساحل کی طرف خالد مخزومی اور ربیعہ حضرمی کو بھیجا انھوں نے اہل محا اور دوسرے قبائل کو قتل کیا۔ کندہ کو جو اس وقت قلعے میں محصور تھے، اپنی بستیوں کی بربادی کی اطلاع ملی وہ کہنے لگے اس ذلت اور بے بسی کی زندگی سے موت بہتر ہے اٹھو اپنی پیشانی کے بال کاٹو اپنی جانیں خدا کے سپرد کر دو یہاں تک کہ خدا کے فضل سے تم کامیاب ہو جاؤ۔ امید ہے کہ خدا تمھیں ان ظالموں پر فتح دے گا۔ چنانچہ سب نے پیشانیوں کے بال کاٹ ڈالے اور ایک ایک نے جان لڑا دینے اور ایکدوسرے کی امداد سے گریز نہ کرنے کا عہد کیا۔ صبح ہوئی تو یہ لوگ قلعے سے نکل کر بخیر کے میدان میں اسلامی لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ بڑے زور کی لڑائی ہوئی، مقتولین کی لاشوں سے تینوں راستے اور ان کے کنارے بھر گئے کندہ کو اس طرح شکست ہوئی اور ان کے بیشمار آدمی مارے گئے۔

عکرمہ کی آمد کب ہوئی؟

ایک قول یہ ہے کہ عکرمہؓ مہاجر کی امداد کے لیے اس وقت پہنچے جبکہ مہاجر دشمن کا خاتمہ کر چکے تھے اسلئے زیاد اور مہاجر نے اپنے رفقاء کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ تمہارے یہ بھائی تمہاری امداد کے لیے آ گئے ہیں اگر چہ تم پہلے ہی کامیاب ہو چکے ہو مگر مناسب یہ ہے کہ مال غنیمت میں ان کو بھی شریک کرو، یہ رائے سب نے منظور کی اپنی فوج کے ساتھ ان کو بھی حصہ دیا۔ مہاجر نے خمس اور قیدی دربار خلافت کو روانہ کر دیے ایک شخص فتح کی بشارت دینے کے لیے روانہ ہوا۔ جو قیدیوں اور مال غنیمت سے آگے نکل گیا، یہ لوگ راستے سے جہاں سے گذرتے وہاں مسلمانوں کو اس فتح کی خوشخبری اور تمام واقعات سناتے جاتے۔

ابوبکرؓ کا مہاجر کے نام حکم

حضرت ابوبکرؓ نے مغیرہ بن شعبہ کے ذریعے مہاجر کو یہ حکم بھیجا تھا کہ جب تم کو میرا خط ملے اور تم کو اس وقت تک فتح نہ ہوئی ہو تو جب تمھیں دشمن پر فتح حاصل ہو تو اگر وہ بزور شمشیر مغلوب کیئے گئے ہوں تو تم ان کے جنگجو مردوں کو قتل کر دینا اور ان کے اہل وعیال کو قید کر لینا، یا اگر وہ میرے فیصلے پر ہتھیار رکھ دیں تو اس کی اجازت دے دو۔ اور اگر اس خط کے پہنچنے سے قبل مصالحت ہو چکی ہے تو اب انہیں جلاوطن کر دیا جائے کیونکہ ان کی اس بغاوت اور شورش کے بعد میں اس بات کو برا سمجھتا ہوں کہ انکو انکے مکانوں میں رہنے دیا جائے۔ ان کو اپنی بدکرداری کا کچھ نہ کچھ خمیازہ بھگتنا چاہیئے اور ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جو حرکت انھوں نے کی ہے وہ بہت نامناسب تھی۔

کندہ کے بعض محصورین کے لیے امان

ادھر جب بخیر کے محصورین نے دیکھا کہ مسلمانوں کو برابر امداد پہنچ رہی ہے اور وہ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے تو ان پر دہشت طاری ہوگئی ان کو اور ان کے سرداروں کو اپنی موت نظر آنے لگی اس لیے انھوں نے تیسری صورت یہ اختیار کی کہ مغیرہ کی آمد تک صبر کریں اور ان کے آنے کے بعد جلاوطنی قبول کر کے صلح کر لیں۔ اس وجہ سے اشعث فوراً عکرمہؓ کے پاس پہنچا اور ان سے امان طلب کی، ان کے سوا کسی اور سے امان ملنے کی اس کو توقع بھی نہ تھی۔ وجہ یہ تھی کہ اسماء بنت نعمان، عکرمہؓ کے نکاح میں تھی جس زمانے میں عکرمہ جند میں مہاجر کی آمد کے منتظر تھے انھوں نے اس سے نکاح کا پیام دیا تھا اور اس فتنے سے قبل ہی اسماء کے باپ نے اس کو عکرمہؓ کے پاس پہنچا دیا تھا۔ عکرمہؓ اشعث کو لے کر مہاجر کے پاس آئے اور درخواست کی کہ اس کو اور اس کے علاوہ ان کے متعلقین میں سے نو افراد کو اس شرط پر امان عطا کی جائے کہ یہ قلعے کا دروازہ کھول دیں۔ مہاجر نے یہ درخواست قبول کی اور اشعث کو حکم دیا کہ جا کر امان کا وثیقہ لکھ لائے اور ہماری مہر ثبت کرالے۔

اشعث کا خود اپنا نام لکھنے سے بھول جانا۔

ایک روایت یہ ہے کہ اشعث نے مہاجر کے پاس حاضر ہو کر اپنی جان و مال اپنے متعلقین اور دوسرے قریبی عزیزوں کے لئے اس شرط پر امان کی درخواست کی کہ وہ قلعے کا دروازہ کھول کر اپنی قوم کو مسلمانوں کے حوالے کر دے گا۔ مہاجر نے حکم دیا کہ جاؤ اور اپنی اپنی خواہش کے مطابق فہرست لکھ کر پیش کرو۔ اشعث نے اپنے اہل وعیال اور چچا کی اولاد اور ان کے متعلقین کے نام تو لکھ دیے مگر دہشت اور گھبراہٹ کی وجہ سے خود اپنا نام لکھنا بھول گیا اور مہاجر کے پاس آ کر اس پر مہر ثبت کرائی اور چلا آیا اس طرح جن لوگوں کے نام امان نامے میں درج تھے وہ سب چھوڑ دیئے گئے۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب اشعث سب کے نام لکھ کر آخر میں اپنا نام لکھنے لگا تو جحدم چھری لے کر اس پر جھپٹا اور اس نے کہا کہ میرا نام لکھو ورنہ میں ابھی تمہارا کام تمام کرتا ہوں۔ مجبوراً اس نے جحدم کا نام لکھ دیا اور خود کو چھوڑ دیا۔

قلعہ کی فتح

قلعے کا دروازہ کھلتے ہی مسلمانوں نے دشمن کو بے بس کر کے ایک ایک کی گردن ماردی اور جنگجو لوگوں میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑا، بخیر اور اس کی خندق میں جو عورتیں گرفتار ہوئیں ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ مال غنیمت اور قیدیوں پر

حفاظتی نگراں مقرر کر دیئے گئے جو اس کام کی انجام دہی میں کثیر بھی شریک تھے

اشعث کے ساتھ قدرت کا کھیل

اس فتح کے بعد مہاجر نے اشعث اور دوسرے امان پانے والوں کو طلب کیا جن لوگوں کے نام امان نامے میں درج تھے ان کو معافی دی مگر اس میں اشعث کا نام درج نہ تھا۔ یہ دیکھ کر مہاجر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ اے اشعث! اے دشمن خدا! شکر ہے کہ تیرا مقدر تجھ سے برگشتہ ہو گیا، میری تمنا تھی کہ خدا تجھ کو ذلیل کرے یہ کہہ کر مہاجر نے اس کی مشکیں کسوا دیں اور قتل کا ارادہ کیا۔ مگر عکرمہؓ نے کہا ذرا ٹھہریئے اس کو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیجئے اس کے معاملے میں وہی کوئی فیصلہ فرما سکتے ہیں کیونکہ مصالحت کا معاملہ خود اس کے ذریعے سے طے ہوا ہے۔ اگر اس فہرست میں یہ اپنا نام لکھنا بھول گیا ہے تو اس سے امان باطل نہیں ہو سکتی۔ مہاجر نے کہا اگرچہ اس کا معاملہ بالکل ظاہر ہے مگر میں تمھارے مشورے پر عمل کرنے کو ترجیح دیتا ہوں اس لیے مہاجر نے اس وقت اسے قتل نہیں کیا۔ بلکہ اور قیدیوں کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ راستے بھر مسلمان اور خود اس کی قوم کے قیدی اس کو لعنت ملامت کرتے رہے اور اس کی قوم کی عورتیں اس کو دوزخ کا کندہ اور غدار غدار کہتی تھیں۔

مہاجر کے پاس جب مغیرہؓ پہنچے تو منشائے الٰہی کا یہ تماشہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دشمنوں کی لاشیں خون میں لتھڑی پڑی ہیں۔ قیدی گرفتار ہو چکے ہیں اور جانوروں پر سوار کر کے ان کو مدینے روانہ کیا جا چکا ہے۔

اشعث ابوبکرؓ کے دربار میں

حضرت ابوبکرؓ کو فتح کی اطلاع ملی، اسیران جنگ خدمت میں پیش ہوئے، آپ نے اشعث کو طلب کیا اور فرمایا تو بنو ولیعہ کے فریب میں آ گیا مگر وہ تیرے فریب میں نہیں آئے کیونکہ جانتے تھے کہ تو اس کام کا اہل نہیں ہے وہ خود ہلاک ہوئے اور تجھے بھی تباہ کیا۔ تجھے اس کا بھی خوف نہ ہوا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی دعوت کچھ نہ کچھ تجھے پہنچی ہوتی تب بھی میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا؟ اشعث نے کہا مجھے کیا معلوم آپ اپنی رائے کو خود جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ مسلمانوں سے اپنے دس آدمیوں کی جاں بخشی کا فیصلہ خود میں نے کرایا ہے میرا قتل کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا انتخاب کا حق تم کو دیا گیا تھا اس نے کہا جی ہاں، آپ نے کہا جب تم تحریر لکھ کر لائے تو کیا اسلامی لشکر کے سپہ سالار نے اس پر مہر ثبت کر دی تھی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ تحریر پر جب مہر ہو گئی تو وہ انھیں لوگوں کے لیے سند ہو سکتی ہے جن کے نام اس میں درج ہیں اور تیری مصالحت کنندہ کی حیثیت اس سے پہلے تک تھی۔

اشعث کی جان بخشی:۔

اشعث کو جب خوف ہوا کہ اب جان گئی اس نے عرض کی: کیا آپ مجھ سے آیندہ کسی بھلائی کی توقع کر سکتے ہیں تو براہ کرم ان قیدیوں کو آزاد کر دیجئے میرا قصور معاف فرمایئے اور میرا اسلام قبول کیجئے اور میرے ساتھ وہی سلوک روا رکھیے جو مجھ جیسوں کے ساتھ آپ کیا کرتے ہیں اور میری زوجہ کو میرے حوالے فرمایئے۔ اس واقعے سے قبل اشعث رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو اس نے ام فروہ بنت ابی قحافہ کو پیام نکاح دیا تھا ابو قحافہ نے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں دے دی تھی اور رخصتی کو اشعث کی دوبارہ آمد پر انتظار میں رکھا تھا۔ اس عرصے میں رسول اللہ ﷺ وفات

فرما گئے اور اشعث کو اپنے اعمال کی وجہ سے اندیشہ ہوا کہ اس کی بیوی اس کے حوالے نہ کی جائے گی۔ اس لیے اس نے عرض کیا کہ آپ دیکھیں گے کہ میں اپنے علاقے والوں میں اسلام کا بہترین خادم ثابت ہوں گا، یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے اسے معاف فرمادیا اور اس کا اسلام قبول کیا اور اس کی بیوی اس کے حوالے کردی، اور فرمایا جاؤ آئندہ مجھے تمہارے متعلق بہتر اطلاعات ملنی چاہئیں آپ نے تمام قیدیوں کو بھی آزاد فرمادیا اور وہ سب اپنے اپنے ٹھکانوں کو چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے خمس مال غنیمت لوگوں کو تقسیم فرمادیا اور بقیہ چار خمس فوج نے آپس میں تقسیم کر لیے۔

ایک بیان یہ ہے کہ جب اشعث حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر کیا گیا اور آپ نے اس کی بدکرداریوں پر اس کو متنبہ فرما کر پوچھا کہ بتاؤ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کروں تو اس نے عرض کیا مجھ پر کرم کیجئے میری زنجیریں کھولدیجئے اور اپنی بہن سے میری شادی کردیجئے کیونکہ میں توبہ کرتا ہوں اور اسلام لاتا ہوں، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اچھا منظور، اور ام فروہ بنت ابی قحافہ کو اس کے نکاح میں دے دیا، اس کے بعد اشعث فتح عراق تک مدینے میں قیام پذیر رہا۔

دورِ فاروقی میں عربوں کے لیے غلامی سے نجات کا فیصلہ:۔

جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ بڑی نازیبا بات ہے کے عرب عرب کی غلامی میں قید رہیں حالانکہ خدا نے اپنے فضل سے اسلامی حکومت کو کافی وسیع اور عجمیوں کو ہمارے تابع کر دیا ہے۔ آپ نے دورِ جاہلیت اور دورِ اسلام کے تمام عرب قیدیوں کے لیے سب کے مشورے سے چھے اونٹ اور سات اونٹ کا فدیہ مقرر فرمایا مگر ام ولد کو فدیہ سے معاف رکھا نیز قبیلہ حنیفہ اور کندہ کے لیے قدرے تخفیف فرمادی کیونکہ ان کے اکثر مرد قتل ہو چکے تھے، اہل دبا اور دوسرے غریب لوگوں کو بھی آپ نے فدیے سے مستثنیٰ فرمادیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اپنی اپنی عورتوں کو گھر گھر تلاش کرنے کے لئے پھرنے لگے، اس طرح اشعث کو بنونہد اور بنوغطیف میں دو عورتیں ملیں، جس کا واقعہ یہ ہے کہ اشعث ان قبائل میں پہنچ کر پوچھنے لگا، کوے اور گدھ کہاں ہیں؟ کسی نے پوچھا اس سے تیرا کیا مطلب ہے اس نے کہا نجیر کی جنگ میں گدھ، کوے، بھیڑیے اور کتے ہماری عورتوں کو اچک لے گئے تھے، بنوغطیف نے کہا کوا تو یہ ہے، اشعث نے کہا اس کو تمہارے یہاں کیا حیثیت حاصل ہے؟ بنوغطیف نے کہا وہ ہماری حفاظت میں ہے اشعث نے کہا بہت اچھا اور چلا گیا۔

نعمان بن جون کی بیٹی کا واقعہ:۔

جب حضرت عمرؓ کی رائے پر مسلمانوں کا اجماع ہو گیا اور آپ نے اعلان فرمادیا کہ آج سے کوئی عربی کسی کے ملک میں نہ رہے، تو مہاجر نے اس عورت کے معاملے میں غور کیا جس کا باپ نعمان بن جون تھا اس عورت کا واقعہ یہ ہے کہ اس کے باپ نے اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا تھا اور اس کی خوبی بتلائی تھی کہ آج تک یہ بیمار نہیں ہوئی پہلے تو آپ نے اس کو اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دے دی تھی مگر یہ بات سن کر فرمایا کہ اس کو یہاں سے ہٹاؤ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے اگر اس میں خدا کے نزدیک کوئی بھلائی ہوتی تو ضرور یہ کبھی بیمار ہوتی۔

بنت نعمان کے متعلق ابوبکرؓ کی رائے اور آپ کا جواب

مہاجر نے عکرمہؓ سے پوچھا تم نے اس سے کب شادی کی تھی عکرمہؓ نے کہا یہ میرے پاس جند لائی گئی تھی

مآرب کے سفر میں میرے ساتھ تھی پھر میں اس کو چھاؤنی میں لے آیا۔ بعض نے عکرمہؓ کو مشورہ دیا کہ اس کو چھوڑ دو یہ رغبت کے قابل نہیں ہے، اور بعض نے کہا مت چھوڑ دو۔ مہاجر نے اس کے بارے میں حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں لکھ کر پوچھا تو آپ نے جواب میں یہ واقعہ لکھا کہ اس کا باپ نعمان بن جون اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا تھا اور اس کو آپ کے لیے آراستہ کیا تھا آپ نے فرمایا اسے یہاں لاؤ، جب وہ لے کر آیا تو اس نے کہا اس میں مزید خوبی یہ ہے کہ آج تک اسے کسی قسم کا مرض نہیں ہوا، آپ نے فرمایا اگر اس میں خدا کے نزدیک کوئی خیر ہوتی تو ضرور کبھی بیمار ہوتی چونکہ آپ نے اس عورت کو پسند نہیں کیا لہذا تم لوگ بھی اسے پسند نہ کرو اور چھوڑ دو۔

عمرؓ کا عرب قیدیوں سے زرِ فدیہ لینا

عمرؓ نے جب تمام عرب قیدیوں سے فدیہ لے کر رہا کر دیا تو ان عورتوں میں سے جو قریش میں رہ گئیں چند کے نام یہ ہیں بشریٰ بنت قیس جو سعدؓ بن مالک کے پاس تھی اس سے ان کا لڑکا عمر پیدا ہوا، زرعہ بنت شرح جو عبداللہ بن عباس کے پاس تھی اس سے ان کا لڑکا علی پیدا ہوا۔

یمن میں مہاجر کی حکومت:۔

حضرت ابو بکرؓ نے مہاجر کو لکھا کہ تم یمن اور حضر موت میں سے کسی ایک ملک کی حکومت پسند کر سکتے ہو انھوں نے یمن کو پسند کیا اس طرح یمن پر دو حاکم مقرر ہوئے فیروز اور مہاجر، اور حضر موت پر دو مقرر ہوئے عبیدۃ بن سعدؓ کندہ اور سکاسک پر اور زیاد بن لبید حضر موت پر۔ جس علاقے میں ارتداد ہوا تھا اُس کے حکام کے نام حضرت ابو بکرؓ نے یہ حکم نافذ کیا تھا کہ میں چاہتا ہوں کے آپ لوگ حکومت میں صرف انھیں لوگوں کو شریک کریں جن کا دامن ارتداد کے داغ سے پاک رہا ہو آپ سب اسی پر عمل کریں اور اسی کو دوسروں کے لیے مثل بنائیں۔ فوج میں جو لوگ واپسی کے خواہاں ہوں اس کو واپسی کی اجازت دی جائے اور دشمن سے جہاد کرنے میں کسی مرتد سے ہرگز مدد نہ لی جائے۔

شاتمِ رسول عورت کا واقعہ

مہاجر کے سامنے دو گانے والی عورتوں کے مقدمات پیش ہوئے ایک نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گالیوں کے اشعار گائے تھے، مہاجر نے اس کی سزا میں اس کا ایک ہاتھ کٹوا دیا اور سامنے کے دو دانت تڑوا دیے۔ حضرت ابو بکرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے مہاجر کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گالیوں کے اشعار گانے بجانے والی عورت کو جو سزا تم نے دی ہے مجھے اس کا حال معلوم ہوا، اگر مجھے پہلے علم ہوتا تو میں تمھیں اس کو قتل کرنے کا حکم دیتا کیونکہ حدِ انبیاء عام لوگوں کے حدود کے مثل نہیں ہے پس اگر کسی مسلمان سے یہ گستاخی سرزد ہو تو وہ مرتد ہے اور ذمی اس کا ارتکاب کرے تو وہ باغی محارب ہے اور جس عورت نے مسلمانوں کی ہجو میں اشعار گائے تھے اس کے متعلق امیر المؤمنین نے مہاجر کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے اس کو ہاتھ کاٹنے اور دو دانت توڑنے کی سزا دی ہے، اگر وہ عورت اسلام کا دعویٰ کرتی تھی اس کو تنبیہ کرنا کافی تھا، نہ کہ اس کے اعضا کاٹنا اور اگر ذمی تھی تو اللہ کی قسم اس کے جرم سے تم نے اب تک درگزر کیا حالانکہ وہ اس سزا سے کہیں زیادہ بڑا تھا۔ اگر میں اس قسم کی باتوں پر تمہاری گرفت کروں تو ممکن ہے کوئی ناگوار صورت پیش آجائے، لہذا بہتر یہ ہے کہ ایسا طرزِ عمل اختیار کرو جس میں امن رہے کبھی کسی کو اعضاء کاٹنے کی سزا نہ دو کیونکہ یہ گناہ ہے اور اس سے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے البتہ قصاص کی صورت میں اور بات ہے۔

۱۱ھ ہجری

۱۱ ہجری میں مزید یہ واقعات پیش آئے کہ حضرت معاذ بن جبل یمن سے واپس آئے، اور حضرت ابوبکرؓ نے عمرؓ کو قاضی مقرر کیا جس منصب پر وہ ابوبکرؓ کی آخر عمر تک برقرار رہے۔ معتبر روایت یہ ہے کہ اس سال حضرت ابوبکرؓ نے عتاب بن اسید کو امیر حج مقرر کیا تھا مگر دوسرا قول یہ ہے کہ عبدالرحمان بن عوف نے بحیثیت امیر کے خلیفہ وقت کے حکم سے کو لوگوں کو حج کرایا۔

۱۲ ہجری کے واقعات

خالدؓ کی عراق روانگی

خالدؓ یمامہ کی مہم سے فارغ ہو کر ابھی وہیں ٹھہرے ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ عراق کی طرف روانہ ہو جاؤ اور اس میں داخل ہو جاؤ، اور ہندی سرحد سے جو ابلہ کے نام سے مشہور ہے، آغاز کرو۔ اور فارس کے لوگوں اور وہاں کی دوسری اقوام کی تالیف قلوب کرو بعض لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خالدؓ کو کوفے کی طرف جانے کا حکم دیا تھا جہاں کے حاکم مثنی بن حارثہ تھے اور خالدؓ محرم ۱۲ ہجری میں بصرے سے ہوتے ہوئے کوفہ پہنچے، یہاں کے رئیس قطبہ سدوسی تھے۔ مگر واقدی کہتے ہیں کہ خالدؓ کے اس سفر کے متعلق مختلف اقوال ہیں کوئی کہتا ہے کہ وہ یمامہ سے سیدھے عراق چلے گئے اور کوئی کہتا ہے کہ پہلے یمامہ سے مدینے واپس آئے اور پھر کوفے کے راستے سے عراق کا سفر کر کے حیرہ پہنچے۔

اہل عراق سے صلح

صالح بن کیسان کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے خالدؓ کو عراق جانے کا حکم بھیجا، خالدؓ عراق روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر سواد کی بستیوں بانقیا، باروسما اور الیس میں اترے، یہاں کے باشندوں نے خالدؓ سے صلح کر لی۔ آپ سے یہ مصالحت ابن صلوبا نے کی تھی۔ یہ ۱۲ ہجری کا واقعہ ہے۔ خالدؓ نے ان لوگوں سے جزیہ لینا قبول کر لیا۔ اور انہیں درج ذیل تحریر لکھ کر دی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

> یہ وثیقہ خالد بن ولید کی طرف سے ابن صلوبا سوادی باشندۂ ساحل فرات کے حق میں لکھا جاتا ہے۔ چونکہ تم نے جزیہ دے کر جان بچائی ہے اس لیے تم کو اللہ تعالیٰ کی امان دی جاتی ہے تم نے جزیے کی یہ رقم ایک ہزار درہم اپنی طرف سے اور اپنے خراج دہندوں اور جزیرے اور بانقیا، باروسما کے باشندوں کی طرف سے ادا کی ہے۔ میں اس کو قبول کرتا ہوں، میرے ساتھ کے تمام مسلمان اس فیصلے پر تم سے خوش ہیں۔ آج سے تم کو اللہ، اللہ کے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی حفاظت میں لیا جاتا ہے۔

ہشام بن ولید نے اس عہد نامے پر اپنی گواہی کے دستخط کیے۔

حیرہ والوں سے صلح

یہاں سے فارغ ہو کر خالدؓ اپنی افواج کو لے کر حیرہ پہنچے وہاں کے شرفاء قبیصہ بن ایاس کی سرکردگی میں آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ کسریٰ نے نعمان بن منذر کے بعد قبیصہ کو حیرہ کا امیر مقرر کر دیا تھا۔ خالدؓ نے اس کو اور اس کے رفقاء کو مخاطب کر کے کہا ''میں تم کو اللہ کی طرف اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اگر تم اسلام قبول کرتے ہو تو تم مسلمانوں میں داخل ہو جاؤ گے، نفع نقصان میں تم اور وہ برابر ہو نگے اگر اسلام قبول نہیں کرنا چاہتے تو جزیہ دینا قبول کرو، اگر جزیے سے بھی انکار ہے تو تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تمہارے سر پر ایسی قوم کو چڑھا کر لایا ہوں جو زندگی سے زیادہ موت کو پسند کرتی ہے۔ ہم تمہارے ساتھ جہاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ خدا ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی فیصلہ کر دے۔

یہ سن کر قبیصہ بن ایاس نے کہا کہ ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے بلکہ اپنے مذہب پر قائم رہ کر جزیہ دینا قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ خالدؓ نے ان لوگوں سے نوے ہزار درہم پر مصالحت کر لی۔ یہ رقم اور ابن صلوبا کی بستیوں کی رقم عراق کا سب سے پہلا جزیہ ہے۔

حضرت خالدؓ اور مثنیٰ کے لشکروں کا ملنا

ہشام ابن الکلبی کی روایت یہ ہے کہ جس وقت خالدؓ یمامہ میں ٹھہرے ہوئے تھے حضرت ابو بکرؓ نے ان کو لکھا کہ تم شام چلے جاؤ اور عراق سے گذرتے ہوئے اپنے سفر کا آغاز کرو، چنانچہ خالدؓ یمامہ سے روانہ ہو کر بناج میں ٹھہر گئے۔

ایک روای کا بیان ہے کہ حارثہ شیبانی حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں پہنچے اور درخواست کی کہ مجھے میری قوم کا امیر مقرر کر دیجیے میں اپنے پڑوس کے اہل فارس سے جہاد کرونگا اور آپ کی طرف سے اکیلا ان سے نمٹ لونگا۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان کی یہ درخواست منظور کر لی، مثنیٰ بن حارثہ نے اپنے وطن واپس آ کر اپنی قوم کو جمع کر کے ایک فوج تیار کی اور اس کو لے کر وہ کبھی کسکر پر اور کبھی زیرین فرات پر حملے کرتے رہے۔

مثنیٰ کو خالد کی ماتحتی کا پروانہ

خالدؓ بناج آئے تو اس وقت مثنیٰ بن حارثہ خفان میں اپنی فوج کے ساتھ مقیم تھے۔ خالدؓ نے ان کو اپنے پاس بلایا اور حضرت ابو بکرؓ کا خط بھی دیا جس میں آپؓ نے مثنیٰ کو حکم دیا تھا کہ خالدؓ کی اطاعت کرو، یہ حکم ملتے ہی مثنیٰ فوراً خالدؓ سے جا ملے۔

مگر بنو عجل کا یہ خیال ہے کہ مثنیٰ کے ساتھ ہمارے خاندان کا ایک شخص جہاد کے لیے نکلا تھا اس کا نام مذعور بن عدی تھا، مذعور اور مثنیٰ میں کسی بات پر بگڑ گئی، دونوں نے ابو بکرؓ کو خطوط لکھ کر واقعات کی اطلاع دی۔ ابو بکرؓ نے عجلی کو حکم دیا کہ خالدؓ کے ساتھ شام کو چلے جاؤ اور مثنیٰ کو اپنی جگہ برقرار رکھا۔ اس کے بعد عجلی مصر چلے گئے جہاں انھوں نے بڑے مناصب اور اعزازات حاصل کیے، ان کا محل آج تک مصر میں مشہور ہے۔

اہل الیس سے صلح

خالدؓ آگے بڑھے الیس کا رئیس جابان آپ کے مقابلے میں آیا۔ آپ نے مثنیٰ بن حارثہ کو اس کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ مثنیٰ اس سے لڑے اور اس کو شکست دی، جابان کے بڑے بڑے سردار ندی کے کنارے مارے گئے، اسی واقعے

کی وجہ سے وہ ندی خون کی ندی کے نام سے مشہور ہوگئی۔ اس کے بعد الیس کے لوگوں نے حضرت خالدؓ سے صلح کر لی۔

خالدؓ آگے چل کر حیرہ کے قریب آئے۔ آزاذبہ کی فوجیں مقابلے کے لیے آئیں۔ آزاذبہ کسریٰ کی ان تمام فوجی چوکیوں کا افسرِ اعلیٰ تھا جو کسریٰ کے دارالحکومت سے لے کر عرب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ ندیوں کے سنگم پر طرفین کی فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ مثنیٰ نے بڑھ کر دشمن پر حملہ کیا خدا نے دشمن کو شکست دی۔

یہ دیکھ کر اہلِ حیرہ خالدؓ کے استقبال کے لیے نکلے ان کے ساتھ عبدالمسیح بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ بھی تھے، خالدؓ نے عبدالمسیح سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا اپنے باپ کی پشت سے۔ خالدؓ نے پوچھا کہ تم کہاں سے نکلے ہو، اس نے جواب دیا اپنی ماں کے پیٹ سے۔ خالدؓ نے فرمایا تم پر افسوس ہے یہ بتاؤ کہ تم کس چیز پر ہو؟ اس نے کہا ہم زمین پر ہیں۔ خالدؓ نے کہا ارے میاں! تم کس شے میں ہو؟ اس نے کہا میں اپنے کپڑوں میں ہوں۔ خالدؓ نے کہا تم کچھ عقل سے بھی کام لیتے ہو؟ عبدالمسیح نے کہا ہاں عقل سے بھی کام لیتا ہوں اور قید سے بھی۔ خالدؓ نے کہا میں تم سے سوال کر رہا ہوں۔ اس نے کہا اور میں آپ کو جواب دے رہا ہوں۔ خالدؓ نے پوچھا تم صلح کے خواہاں ہو یا جنگ کے؟ اس نے کہا ہم صلح چاہتے ہیں۔ آپ نے کہا تو پھر یہ قلعے کس لیے بنائے گئے ہیں؟ اس نے کہا یہ قلعے ہم نے اس لیے بنائے ہیں کہ کوئی بیوقوف آئے تو ہم اسے قید کر لیں اور کوئی سمجھدار آئے تو وہ ان سے بچ کر چلا جائے۔

حیرہ کی دوسری بستی والوں سے صلح

خالدؓ نے اس کے بعد ان لوگوں سے کہا کہ میں تم کو خدا کی اس کی عبادت کی اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر یہ قبول ہے تو ہمارے اور تمہارے حقوق برابر ہیں۔ اگر اس سے انکار ہے تو جزیہ دو۔ یہ بھی نہیں تو یاد رکھو کہ میں تم پر ایسی قوم کو لے کر آیا ہوں جو موت کو اتنا ہی محبوب رکھتی ہے جتنا کہ تم شراب نوشی کو۔ انھوں نے کہا ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے۔ خالدؓ نے ان سے ایک لاکھ نوے ہزار درہم پر صلح کر لی۔ یہ سب سے پہلا جزیہ تھا جو عراق سے مدینے کو روانہ کیا گیا اس کے بعد خالد بانقیا پہنچے وہاں بصیری بن صلوبا نے آپ سے ایک ہزار درہم اور عبا بطور جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی۔ خالدؓ نے ان لوگوں کو ایک تحریر لکھ دی۔

اہلِ حیرہ سے خالدؓ نے اس شرط پر صلح کی تھی کہ یہ لوگ خالدؓ کے لیے جاسوسی کی خدمت انجام دیں گے جس کو انھوں نے قبول کر لیا۔

اہلِ مدائن کے نام خالدؓ کی تحریر

شعبی کی روایت ہے کہ بنو بقیلہ نے مجھ کو وہ تحریر دکھلائی ہے جو خالدؓ نے اہلِ مدائن کے نام لکھی تھی جو حسب ذیل ہے۔

> خالدؓ بن ولید کی طرف سے سردارانِ فارس کے نام سلام ہے، ان پر جو ہدایت اختیار کرتے ہیں۔
>
> اما بعد! شکر ہے اس خدا کا جس نے تمہاری شوکت کا خاتمہ کر دیا۔ تمہارا ملک چھین لیا، تمہارے فریب کو ناکام کر دیا، جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے، ہمارے قبلے کی طرف رخ کرے، اور ہمارے ہاتھ کا ذبیحہ کھائے وہی مسلمان ہے۔ اس کے حقوق اور ہمارے حقوق برابر ہیں۔ اس خط کے پہنچتے ہی قید کیے گئے لوگ میرے پاس بھیجو۔ اور میری طرف سے اپنی حفاظت کی ذمہ داری کا اطمینان حاصل کر لو۔ ورنہ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ میں تمہارے مقابلے میں ایک ایسی قوم کو بھیجوں گا جو موت کی ایسی ہی عاشق ہے جتنا کہ تم زندگی

کے۔

خالدؓ کا یہ خط پڑھ کر اہل فارس کو بہت تعجب ہوا، یہ ۱۲ ہجری کا واقعہ ہے۔

خالدؓ اور عیاضؓ کے نام صدیق اکبرؓ کا پیغام

شعبی کی دوسری روایت یہ ہے کہ جب خالدؓ یمامہ کی مہم سے فارغ ہو گئے تو حضرت ابو بکرؓ نے ان کو لکھا کہ خدا تعالیٰ نے تم کو فتح عنایت فرمائی ہے، اب عراق میں گھس جاؤ اور عیاض سے جا ملو اور عیاض بن غنم کو جو اس وقت بناج اور حجاز کے درمیان کسی جگہ تھے یہ لکھا کہ تم وہاں سے روانہ ہو کر مصیخ پہنچو اور مصیخ سے شروع کر کے بالائے عراق سے عراق میں داخل ہو جاؤ اور خالدؓ سے جا ملو اس کے بعد جو لوگ واپسی چاہتے ہوں ان کو اس کی اجازت دو۔ بجبر کسی کو فتوحات میں شریک نہ کرو۔

مرتدین کی سزا عدم شمولیتِ جہاد

خالدؓ اور عیاض کے پاس خلیفہ کا یہ حکم پہنچا اس کی تعمیل میں انھوں نے لوگوں کو واپسی کی اجازت دیدی مدینے اور اس کے اطراف کے سب لوگ واپس ہو گئے اور خالدؓ اور عیاض کو تنہا چھوڑ گئے اس لیے ان دونوں نے ابو بکرؓ سے امداد طلب کی آپ نے خالدؓ کی امداد کے لیے قعقاع بن عمرو تمیمی کو بھیجدیا، اس پر کسی نے کہا جس شخص کو اس کی فوج چھوڑ آئی ہے آپ اس کی مدد صرف ایک شخص سے کرتے ہیں، حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا جس فوج میں ایسا بہادر موجود ہو گا وہ کبھی شکست نہیں پا سکتی۔ آپ نے عیاض کی مدد کے لیے عبد بن عوف کو بھیجا، اور دونوں سرداروں کو لکھا کہ اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی جہاد میں لے لو جو مرتدین سے لڑ چکے ہیں اور جو رسول اللہ ﷺ کے بعد اسلام پر ثابت قدم رہے ہوں۔ مگر مرتدین میں سے کوئی شخص جہاد میں تمہارے ساتھ اس وقت تک شریک نہ ہو جب تک کہ میں اس کے متعلق حکم نہ دوں۔ اس لیے ان لڑائیوں میں کوئی مرتد شریک نہ ہو سکا۔

سرزمینِ ہند و سند میں اسلامی افواج

جب خالدؓ کے نام عراق کی امارات کا حکم پہنچا تو انھوں نے حرملہ، سُلمیٰ، مثنیٰ اور مذعور کو حکم بھیجا کہ مجھ سے آ کر ملو اور اپنی فوجوں کو ابلہ پہنچنے کا حکم دو، اس کی وجہ یہ تھی کہ ابو بکرؓ نے خالدؓ کو لکھا تھا کہ عراق پہنچ کر ہند و سندھ کی نو آباد چھاؤنی سے ابتداء کرنا، اور وہ مقام اس وقت ابلہ ہی تھا جو کسی واقعے کی یادگار میں اس نام سے موسوم ہوا تھا۔

خالدؓ نے اپنے جائے قیام سے لے کر عراق تک ربیعہ اور مضر کے قبائل میں سے کوئی آٹھ ہزار کا لشکر جمع کیا۔ دو ہزار سپاہی ان کے پاس پہلے سے تھے یہ سب مل کر دس ہزار ہو گئے ان کے علاوہ آٹھ ہزار اُن امرائے عرب مثنیٰ مذعور سلمیٰ اور حرملہ کی فوجیں تھیں، اس طرح خالدؓ نے ہرمز کے مقابلے کے لیے یہ اٹھارہ ہزار کا لشکر تیار کیا۔

بعض راویوں کا بیان یہ ہے کہ ابو بکرؓ نے خالدؓ کو عراق کی لڑائی کا امیر بناتے ہوئے لکھا تھا کہ تم زیریں جانب سے عراق میں داخل ہونا، اور عیاض کو امیر بناتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ تم بالائی جانب سے عراق میں داخل ہونا اس کے بعد تم دونوں حیرہ پر حملہ کرنا جو تم میں سے حیرہ پہلے پہنچ جائے وہی اپنے ساتھی کا افسر قرار پائے گا نیز یہ بھی لکھا تھا کہ تم دونوں حیرہ پہنچ جاؤ اور اہل فارس کی چوکیوں کا خاتمہ کر لو اور یہ اطمینان ہو جائے کہ مسلمانوں پر پیچھے سے کوئی حملہ نہ ہو گا تو تم میں سے ایک مجاہدین کی امداد کے لیے محفوظ دستے کی حیثیت سے حیرہ میں ٹھیرے اور دوسرا اپنے اور خدا کے دشمن اہل فارس پر اور اُن کے دارالحکومت، ان کی عزت کے مرکز یعنی مدائن پر حملہ کر دے۔

سرحدی افواج کے اعلیٰ افسر کے نام خالدؓ کا خط

خالدؓ نے اس وقت سرحدی افواج کے افسر اعلیٰ کو خط لکھا اور یہ خط آزاذ بہ ابی الزیادہ کے ساتھ اُن کے مقابلے کے لیے یمامہ سے روانہ ہونے سے پہلے لکھا۔ خط یہ ہے:

اما بعد اسلام قبول کرو سلامت رہو گے یا اپنی قوم کے لیے حفاظت کی ضمانت حاصل کرلو اور جزیہ دینے کا اقرار کرو، ورنہ اس کے بعد جو نتائج ہوں گے ان کے لیے تم بجز اپنے کسی اور کو ملامت نہیں کر سکتے، کیونکہ میں تمہارے مقابلے کے لیے ایسی قوم کو لایا ہوں جو موت کو ایسا ہی پسند کرتی ہے، جیسا کہ تم زندگی کو۔

مغیرہ بن عتبہ قاضی کوفہ کا بیان ہے کہ خالدؓ نے یمامہ سے عراق کی طرف جاتے وقت اپنی فوج کو تین حصوں میں تقسیم کردیا تھا اور سب کو ایک ساتھ آگے نہیں بڑھایا تھا بلکہ مثنیٰ کو اپنے سے دو روز پہلے روانہ کیا ان کے رہنما ظفر تھے ان کے بعد عدی بن حاتم اور عاصم بن عمرو کو ایک ایک دن کے فاصلے سے روانہ کیا ان کے رہنما مالک بن عباد اور سالم بن نصر تھے سب کے بعد خالدؓ خود روانہ ہوئے ان کے رہنما رافع تھے۔ ان سب سے حفیر پر ملنے اور جمع ہونے کا وعدہ کیا تا کہ وہاں سے ایک دم اپنے دشمن سے ٹکرائیں یہ فرج الہند اہل فارس کی بڑی زبردست اور معرکے کی چھاؤنی تھی۔ یہاں کا سپہ سالار ایک طرف خشکی میں عربوں سے نبرد آزما ہوتا تھا اور دوسری طرف سمندر میں اہل ہند سے، اس وقت خالدؓ کے ساتھ مہلب بن عقبہ اور عبدالرحمان بن سیاہ الاحمری بھی تھے الحمراء انھی کی طرف منسوب ہو کر حمرائے سیاہ کہلاتا ہے۔

حضرت خالدؓ کا ہرمز سے مقابلہ:۔

جب خالدؓ کا خط ہرمز کے پاس پہنچا اس نے شیریٰ بن کرکسریٰ اور اردشیر بن شیریٰ کو اس کی اطلاع دی اور اپنی فوجیں جمع کیں اور ایک تیز رفتار دستے کو لے کر فوراً خالدؓ کے مقابلے کے لیے کوظم پہنچا اور اپنی فوج کو آگے بڑھایا، مگر یہاں آکر اس کو معلوم ہوا کہ خالدؓ کا راستہ اس طرف سے نہیں ہے اور یہ اطلاع ملی کہ مسلمانوں کا لشکر حفیر پر جمع ہو رہا ہے اس لیے پلٹ کر حفیر کی طرف جھپٹا وہاں پہنچتے ہی اپنی افواج کی صف آرائی کی، محفوظ فوج کے لیے ان دو شہزادوں کو مقرر کیا جن کا سلسلہ نسب اردشیر اور شیریٰ کے واسطوں سے اردشیر اکبر تک پہنچتا تھا ان میں سے ایک کا نام قباذ اور دوسرے کا انوشجان تھا،

جنگ سلاسل اور لوگوں میں چہ میگوئیاں

اس لڑائی میں جنگ کے اندر جم کر لڑنے کے جذبے سے ایرانیوں نے اپنے آپ کو زنجیروں سے جکڑ لیا تھا، اس پر لوگوں میں چہ میگویاں ہونے لگیں کہ تم لوگ دشمن کے لیے خود ہی اپنے کو زنجیروں میں باندھتے ہو، ایسا نہ کرو، یہ بدفالی ہے اس کا انھوں نے یہ جواب دیا کہ تمہارے متعلق تو ہم کو یہ اطلاع ملی ہے کہ تم بھاگنے کا ارادہ کر رہے ہو۔

جب خالدؓ کو ہرمز کے حفیر پہنچنے کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنی افواج کو کاظمہ کی طرف پلٹایا، ہرمز کو اس کا پتہ چل گیا وہ فوراً کاظمہ پہنچ کر ایک کھلے میدان میں ٹھہرا اس سرحد کے امرا میں ہرمز عربوں کا بدترین پڑوسی تھا، تمام عرب اس سے جلے ہوئے تھے خباثت میں اس کو ضرب المثل بنا رکھا تھا ان کا قول تھا کہ فلاں شخص ہرمز سے بڑھ کر خبیث ہے

اور ہرمز سے زیادہ کافر ہے۔

ہرمزیوں کی شکست

ایرانیوں نے اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑ لیا تھا پانی پر ان کا قبضہ تھا۔ خالدؓ آئے تو ان کو ایسے مقام پر اترنا پڑا جہاں پانی نہ تھا، لوگوں نے آپ سے اس کی شکایت کی آپ نے اپنے نقیب سے اس حکم کا اعلان کرایا کہ سب لوگ اتر پڑیں اور سامان نیچے اتارلیں، اور دشمن سے پانی چھین لینے کی کوشش کریں کیونکہ بخدا پانی پر ایسی جماعت کا قبضہ ہوجائے گا جو لڑائی میں زیادہ صابر رہے گا اور شرافت کا ثبوت دے گی۔ یہ سنتے ہی سامان اتار لیا گیا سوار فوج اپنی جگہ کھڑی رہی پیدل فوج نے پیشقدمی کی اور دشمن پر حملہ آور ہوئی دونوں طرف کے آدمی مارے جانے لگے، اتنے میں خدا نے ایک بدلی بھیجی جس نے برس کر مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے پانی کے ڈبرے بھر دیے مسلمانوں کو اس تائید غیبی سے بڑی تقویت پہنچی اور دن ابھی پوری طرح بھی نہ چڑھا تھا کہ ہرمز خاک وخون میں لتھڑا ہوا پڑا تھا۔

ہرمز کا خالد پر دھوکے سے حملہ

مقطع الہیثم کی روایت سے مذکورۂ بالا بیان کی تائید ہوتی ہے مگر بعض راویوں کا بیان یہ ہے کہ ہرمز نے پہلے چند لوگوں کو خالدؓ پر دھوکے سے حملہ کرنے کے لیے تیار کر کے بھیجا۔ اس سازش کے بعد ہرمز میدان میں نکلا، اس موقع پر کبھی ایک شخص اور کبھی دوسرا للکارتا'' کہاں ہیں خالدؓ، ہرمز اپنے سرداروں سے بات طے کر ہی چکا تھا۔ خالدؓ گھوڑے پر سے اتر پڑے ہرمز بھی اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور خالدؓ کو مقابلے کی دعوت دی۔ خالدؓ چل کر آگے آئے دونوں کا مقابلہ ہوا دونوں طرف سے وار ہونے لگے خالدؓ نے ہرمز کو پچھاڑ دیا۔ ہرمز کے حامی چھپتے اور اصول جنگ کے خلاف خالدؓ پر حملہ کرنے لگے۔ مگر خالدؓ نے اس کے باوجود ہرمز کا کام تمام کر دیا۔ قعقاع بن عمرو ہرمز کے حامیوں پر حملہ آور ہوئے اور خالدؓ کے ساتھ مل کر ان سب کو سلا دیا۔ ایرانیوں کو شکست ہوئی۔ مسلمان رات تک ان کا تعاقب کر کے ان کو مارتے رہے۔ خالدؓ نے مالِ غنیمت جمع کرایا اس میں اونٹ کے ایک وزن کے برابر زنجیریں بھی ہاتھ آئیں ان کا وزن ایک ہزار رطل تھا۔ اسی لیے یہ لڑائی ذات السلاسل (زنجیروں والی) کے نام سے موسوم ہے۔ اس لڑائی میں قباذ اور انوشجان جان بچا کر بھاگ گئے تھے۔

ہرمز کی ٹوپی خالدؓ کے پاس

شعبی کا بیان ہے کہ اہلِ فارس کی ٹوپیاں اس خاندانی اعزاز کے مطابق ہوتی تھیں۔ جو ان کو اپنے خاندان میں حاصل ہوتا تھا۔ جس کا اعزاز بدرجہ کمال پہنچ جاتا تھا اس کی ٹوپی ایک لاکھ کی ہوتی تھی اور ہرمز بھی اس اعزاز میں اعلیٰ درجہ حاصل کر چکا تھا اور اس کی ٹوپی بھی ایک لاکھ کی تھی اور جواہرات سے مرصع تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ ٹوپی خالدؓ کو دے دی۔ اور اہلِ فارس میں کمال شرف یہ سمجھا جاتا تھا کہ کوئی شخص ان کے چوٹی کے ساتھ مشہور خاندانوں میں سے ہو۔

فتح کی خوشخبری عجیب انداز میں

حنظلہ بن زیاد کی روایت ہے کہ جب دشمن کا تعاقب کرنے والی فوجیں واپس آگئیں اور یہ معلوم ہوگیا کہ قباذ اور نوشجان بھاگ گئے ہیں تو خالدؓ نے اپنی فوجوں کو وہاں سے چلنے کا حکم دیا اور خود بھی ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو کہ

بسرے میں اس مقام پر منزل کی جہاں اب بڑا ایل ہے۔ خالدؓ نے فتح کی خوشخبری بقیہ مال غنیمت اور ایک ہاتھی مدینے کی روانہ کر دیا اور سب طرف اسلامی لشکر کی فتح کا اعلان کرا دیا۔

مدینہ والوں کے لئے ایک نئے جانور کی نمائش

جب زر بن کلیب مال غنیمت اور ہاتھی کو لے کر مدینے پہنچے تو لوگوں کو دکھانے کے لیے اس کو سارے شہر میں پھرایا گیا۔ بوڑھی بوڑھی عورتیں اس ہاتھی کو دیکھ کر بہت تعجب کرنے لگیں اور کہنے لگیں کہ کیا یہ واقعی خدا کی کوئی نئی مخلوق ہے۔ وہ سمجھیں کہ یہ کوئی بناوٹی چیز ہے۔ اس ہاتھی کو ابو بکرؓ نے زر کے ساتھ خالدؓ کے پاس واپس بھیج دیا۔

ابلہ کی فتح

بصرہ سے میں اس مقام پر پہنچ کر جہاں اب بڑا ایل واقع ہے۔ خالدؓ نے مثنی بن حارثہ کو دشمن کے تعاقب میں روانہ کیا اور معقل بن مقرن مزنی کو ابلہ بھیجا کہ وہاں پہنچ کر مال غنیمت جمع کر لیں اور قیدیوں کو گرفتار کر لیں۔ چنانچہ معقل وہاں سے روانہ ہو کر ابلہ پہنچے اور مال غنیمت اور قیدی جمع کر لیے۔

ابو جعفر کا بیان ہے کہ ابلہ کی فتح کا یہ قصہ عام اہل سیر اور صحیح تاریخی کتب کی روایت کے خلاف ہے۔ کیونکہ ابلہ کی فتح عمرؓ کے عہد میں ۱۴ ہجری میں عتبہ بن غزوان کے ہاتھ سے عمل میں آئی ہے۔ ہم انشاء اللہ اسی سنہ کے واقعات میں ابلہ کے حالات اور اس کی فتح کا قصہ بیان کریں گے۔

مثنی کا عورت پر حملہ کرنا

مثنی روانہ ہو کر عورت کی نہر پر پہنچے اور اس قلعے کے پاس آئے جس میں وہ عورت مقیم تھی۔ مثنی نے اس جگہ معنی بن حارثہ کو چھوڑا۔ انھوں نے اس عورت کو اس کے محل میں محصور کر لیا اور خود مثنی نے آگے بڑھ کر اس کے شوہر کو گھیر لیا اور اس سے اور اس کی فوج سے جبراً ہتھیار لے لیے اور سب کو قتل کر دیا۔ اور ان کے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔ اس کی اطلاع اس عورت کو ملی تو اس نے مثنی سے صلح کر لی اور اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد مثنی نے اس سے نکاح کر لیا۔

مجاہدین کو مال غنیمت کی تقسیم

خالدؓ اور ان کے تمام افسروں نے ان فتوحات کے دوران میں کاشتکار طبقے سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ کیونکہ ابو بکرؓ کی طرف سے ان کو ایسی ہی ہدایات دی گئی تھیں البتہ ان جنگجو لوگوں کی اولاد کو گرفتار کر لیا۔ قومی خدمت انجام دیتے تھے، کاشتکاروں میں سے جو مقابلے پر نہیں آئے ان کو بحالہ رہنے دیا اور ان کو ذمی بنا لیا۔ جنگ ذات السلاسل اور مثنی میں سوار ایک درہم کا حصہ دیا گیا اور پیدل کو اس کا ثلث

مذار کا واقعہ

اہل مذار کی مقابلے کے لیے تیاری

واقعہ صفر ۱۲ ہجری میں پیش آیا تھا اس روز لوگوں کی زبان پر یہ فقرہ تھا صفر کا مہینہ آ گیا ہے اس میں ہر ظالم

سرکش قتل ہوگا۔ جہاں دریاؤں کا سنگم ہے۔ سیف کہتے ہیں کہ مختلف راویوں کا بیان ہے کہ ہرمز نے اردشیر اور شیری کو خالدؓ کے خط اور ان کے یمامہ میں آنے کی اطلاع دی تو اس نے قارن کو ہرمز کی امداد کے لیے بھیجا مگر جب قارن ہرمز کی مدد کے لیے مدائن سے مذار پہنچا تو اس کو ہرمز کی شکست کی اطلاع ملی اور شکست خوردہ لوگ اس سے آ کر ملے۔ یہاں ان لوگوں نے فارس اور اہواز کے بھاگنے والوں نے ساود اور جبل کے بھاگنے والوں سے کہا اگر آج تم متفرق ہو گئے تو پھر کبھی جمع نہیں ہو سکتے اس لیے یکدم واپسی کے لیے اکٹھے ہو جاؤ اس میں اپنے بادشاہ کی مدد ہے۔ اور یہ قارن ہمارے ساتھ ہے۔ ممکن ہے خدا ہماری قسمت کو بدل دے۔ دشمن پر قابو حاصل ہو جائے اور ہم اپنے نقصانات کی تلافی کر لیں چنانچہ یہ سب لوگ جمع ہو گئے۔ مذار میں ایک لشکر تیار ہو گیا۔ قارن نے محفوظ دستے پر قباذ اور انوشجای کو مقرر کیا، دشمن کی اس تیاری کی اطلاع مثنیٰ اور معنی نے خالدؓ کو بھیجی۔ خالدؓ نے قارن کی اطلاع پاتے ہی مال غنیمت انھیں مجاہدوں پر تقسیم کر دیا۔ جن کو خدا نے دیا تھا اور خمس میں سے مزید انعامات عطا کیے اور باقی مال غنیمت اور فتح کی خوشخبری ولید بن عقبہ کے ذریعے سے ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دی۔ اور اس بات سے بھی مطلع کیا کہ دشمنوں کی افواج مغیث اور مغاث ندیوں پر جمع ہو رہی ہیں، عرب ہر نہر کو مثنیٰ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

اہل مذار کی شکست

خالدؓ روانہ ہو کر مذار میں قارن کی فوجوں کے مقابلے پر آئے۔ اپنی افواج کی صف آرائی کی۔ دونوں طرف سے مقابلہ ہوا، دونوں حریف نہایت غیظ و غضب سے ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو گئے، قارن مبارزت کے لیے میدان میں نکلا۔ ادھر سے خالدؓ اور ابیض رکبان یعنی معقل بن الاعشیٰ مقابلے کے لیے بڑھے دونوں قارن کی طرف لپکے مگر معقل نے خالدؓ سے پہلے قارن کو جا لیا اور قتل کر دیا۔ اور عاصم نے انوشجان کو اور عدی نے قباذ کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ قارن اپنے شرف و اعزاز میں کمال تک پہنچ چکا تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے کسی ایسے ذی مرتبہ ایرانی سردار کو قتل نہیں کیا جس کا اعزاز بدرجہ کمال پہنچ چکا ہو۔ اس جنگ میں اہل فارس بہت بڑی تعداد میں مارے گئے اور جو لوگ پسپا ہوئے وہ اپنی کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگے مسلمان مرتدیوں کی وجہ سے ان کا تعاقب نہ کر سکے۔ خالدؓ نے مذار میں قیام کیا اور ہر مقتول کا سامان خواہ وہ کسی قیمت کا ہو، اسی مجاہد کو عطا کیا جس نے اس کو قتل کیا تھا۔ اور مال غنیمت کے خمس میں سے ان لوگوں کو انعامات دیئے جنھوں نے نمایاں کارنامے انجام دیئے تھے۔ باقی مال غنیمت ایک وفد کے ساتھ بنی عدی بن کعب کے سعید بن نعمان کی سرکردگی میں مدینے روانہ کر دیا۔

ابن عثمان کا بیان ہے کہ مذار کی رات کو تیس ہزار ایرانی قتل ہوئے یہ ان کے علاوہ ہیں جو دریا میں غرق ہوئے اور اگر یہ دریا مانع نہ ہوتے تو ان میں سے ایک بھی نہ بچتا پھر بھی جو لوگ بچ کر بھاگے ہیں وہ بہت پراگندہ حال اور اپنا سب چھوڑ کر بھاگے۔

عراق میں خالد کا سب سے پہلے مقابلہ

شعبی کا بیان ہے کہ عراق کی مہم میں خالدؓ کا سب سے پہلا مقابلہ ہرمز سے کواظم میں ہوا تھا اس کے بعد خالدؓ دوبارہ فرات میں دجلے کے کنارے فروکش ہوئے وہاں کوئی تکلیف وہ بات پیش نہیں آئی۔ اور ان کو ہر طرح کا آرام ملا دجلے کے کنارے سے وہ مثنیٰ پہنچے۔ ہرمز کے مقابلے کے بعد جتنے واقعات پیش آتے گئے وہ پہلے واقعات سے زیادہ شدید ثابت ہوئے ان سب کے بعد خالدؓ دومۃ الجندل میں آئے۔ واقعہ ذات السلاسل کے مقابلے میں مثنیٰ کے معرکے

میں سوار کا حصہ اور بڑھ گیا۔ ثنی میں قیام کر کے خالدؓ نے جنگجو لوگوں کی اولاد اور ان کے ساتھ تعاون کرنے والوں کو گرفتار کیا۔ کاشتکاروں سے اور جن لوگوں نے دعوت اسلام کے بعد خراج دینا قبول کیا ان سے کوئی تعارض نہیں کیا ان سب پر بجبر قابو پایا گیا تھا لیکن جب ان سے جزیے کا مطالبہ کیا گیا تو انھوں نے جزیہ دینا منظور کر لیا۔ اور وہ سب ذمی بنا لیے گئے۔ ان کی زمین ان کے قبضے میں رہنے دی گئی لیکن یہ معاملہ اس وقت تک کے لیے رکھا گیا جب تک کہ زمین تقسیم نہ ہو۔ اس کے بعد یہ عمل باقی نہ رہے گا۔ قیدیوں میں یہ لوگ بھی تھے حبیب ابوالحسن یعنی حسن بصری کے باپ نصرانی تھے۔ عثمان کے غلام مافنہ اور مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابوزیا بھی تھے۔ خالدؓ نے فوج کا افسر سعید بن نعمان ان کو اور جزیے کا افسر سوید بن مقرن مزنی کو مقرر کیا تھا اور مزنی کو حکم دیا تھا کہ تم حفیر جاؤ اور اپنے عہدہ دار مقرر کرو اور لگان وصول کرو اور خود خالدؓ دشمن کے مقابلے کے لیے ٹھہر گئے۔ اور اس کی نقل و حرکت کی جستجو کرنے لگے

دلجہ کا واقعہ

اردشیر مسلمانوں سے مقابلہ کی تیاری

اس کے بعد صفر ۱۲ ہجری میں دلجہ کا واقعہ پیش آیا۔ دلجہ کسکر کے قریب خشکی کا علاقہ ہے۔ جب خالدؓ ثنی کی لڑائی سے فراغت حاصل کر چکے اور اس کی اطلاع اردشیر کو ملی تو اس سے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے اندرزغر کو بھیجا یہ شخص فارسی تھا اور سواد میں پیدا ہوا تھا۔

اور دوسرے راویوں کا بیان یہ ہے کہ جب اردشیر کو قارن اور اہل مذار کے قتل کی خبر ہوئی تو اس نے اندرزغر کو روانہ کیا۔ اندرزغر فارسی تھا اور سواد میں پیدا ہوا تھا اگرچہ یہ شخص نہ تو مدائن میں پیدا ہوا اور نہ وہاں تربیت پائی مگر رتبے میں اہل فارس کا برابر تھا۔ اس کے پیچھے اردشیر نے بہمن جاذویہ کو ایک فوج دے کر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ اندرزغر کے راستے سے کترا کر جانا۔ اس سے قبل اندرزغر خراسان کی سرحدی چھاؤنی پر مقرر تھا۔ اندرزغر مدائن سے چل کر کسکر آیا اور وہاں سے دلجہ کی طرف بڑھا۔ اس کے پیچھے بہمن جاذویہ چلا۔ اس نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور وسط سواد میں سے گذرا۔ اندرزغر کے ساتھ حیرہ اور کسکر کے درمیانی علاقے کے عرب اور دوسرے ایرانی زمیندار مل گئے۔ انھوں نے دلجہ میں اس کے پڑاؤ کے پہلو میں اپنا پڑاؤ ڈالا۔ اندرزغر اپنی خواہش کے مطابق اتنی فوجیں جمع ہو جانے سے خوشی کی وجہ سے پھولے نہ سمایا اس نے خالدؓ کی طرف بڑھنے کا پکا ارادہ کر لیا۔

اہل دلجہ کی شکست

خالدؓ اس وقت ثنی میں مقیم تھے۔ جب ان کو اندرزغر کی تیاریوں اور دلجہ میں آنے کی اطلاع ملی انھوں نے اپنی افواج کو روانگی کا حکم دے دیا۔ سوید بن مقرن کو اپنے پیچھے چھوڑا اور تاکید کی کہ حفیر سے نہ ہٹیں۔ پھر ان لوگوں کے پاس پہنچے جن کو زیریں دجلہ پر پیچھے چھوڑ آئے تھے ان کو حکم دیا کہ دشمن سے ہر وقت ہوشیار رہیں۔ غفلت اور فریب میں مبتلا نہ ہوں۔ اس کے بعد اپنی فوج کو لے کر دلجہ کی طرف پیشقدمی کی اور اندرزغر، اس کے لشکر اور اس کی معاون جماعتوں کے مقابلے آ کر اترے بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ یہ معرکہ ثنی کے معرکے سے کہیں بڑھ کر تھا۔

دجلہ میں زغر سے خالد کا مقابلہ

ابوعثمان راوی ہیں کہ اندرزغر سے خالدؓ کا مقابلہ ولجہ میں صفر کے مہینے میں ہوا تھا۔ بڑی سخت لڑائی ہوئی ہر دو فریق کے ہاتھ سے صبر کا دامن چھوٹ گیا۔ خالدؓ اپنے گھات میں متعین دستوں کے آگے آنے میں تاخیر محسوس کرنے لگے۔ کیونکہ آپ نے اپنی فوج کے دونوں طرف کمین کے دستے مقرر کئے تھے جن میں ایک کے افسر بسر بن ابی رہم اور دوسرے کے افسر سعیدہ بن مرۃ حسم العجلی تھے۔ آخر کار کمین کے دونوں دستے دونوں طرف سے دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ عجمیوں کی فوجیں شکست کھا کر بھاگیں۔ مگر خالدؓ نے سامنے سے اور کمین کے دستوں نے پیچھے سے ان کو ایسا گھیرا کہ ایک کو ایک کے قتل کی خبر نہ رہی۔ اندرزغر شکست کھا کر بھاگا اور پیاس کی تکلیف کی وجہ سے مر گیا۔

فتح کے بعد خالدؓ کی تقریر

اس فتح کے بعد خالدؓ نے کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں مسلمانوں کو عجمی ممالک کے فتح کرنے کی ترغیب دی اور کہا کہ عرب کے ملک میں کیا رکھا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہاں مٹی کے تودوں کی طرح کھانے کی چیزوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم اگر جہاد اور خدا کے نام کی تبلیغ ہم پر فرض بھی نہ ہوتی، بلکہ صرف طلب معاش کی ہم کو ضرورت ہوتی تب بھی میں تم کو مشورہ دیتا کہ ان شاداب علاقوں کے لیے لڑو اور ان کے مالک بن جاؤ اور بھوک اور قلت غذا کا تحفہ ان سست لوگوں کے لیے چھوڑ دو جو تمہاری جدوجہد میں شریک ہونے سے جان چراتے ہیں۔

حضرت خالد کا حسن سلوک

کاشتکاروں کے ساتھ خالدؓ نے وہی سلوک کیا جو ان کا اصول تھا ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا صرف جنگجو لوگوں کی اولاد اور ان کے معاونین کو گرفتار کیا اور ملک کے عام باشندگان کو جزیہ دینے اور ذمی بن جانے کی دعوت دی جس کو ان لوگوں نے منظور کر لیا۔

شعبی بیان کرتے ہیں کہ دلجہ کی لڑائی میں خالدؓ نے ایک ایسے ایرانی کو مقابلے کے لیے دعوت دی تھی جو قوت میں ایک ہزار آدمیوں کے برابر تھا اور جب خالدؓ اس کو قتل کر کے فارغ ہو گئے تو اس کا تکیہ بنا کر بیٹھ گئے اور وہیں اپنا کھانا منگوایا۔ اس جنگ میں بکر بن وائل کے اور لوگوں کے علاوہ ایک لڑکا جابر بن بجیر کا اور ایک لڑکا عبدالاسود کا بھی قتل ہوا۔

الیس کے واقعات

جابان کی الیس آمد

مغیرہ بن عتیبہ کی روایت ہے کہ جب خالدؓ نے بکر بن وائل کے ان نصرانیوں کو قتل کر دیا جنھوں نے اہل فارس کی امداد کی تھی تو ان کے ہم قوم نصرانی بدلہ لینے پر بالکل تیار ہو گئے۔ انھوں نے عجمیوں کو اور عجمیوں نے ان کو خطوط لکھے اور الیس کے مقام پر سب جمع ہو گئے ان کا امیر عبدالاسود العجلی مقرر ہوا۔ بنو عجل کے مسلمان عتیبہ بن نہاس، سعید بن مرہ، فرات بن حیان، مثنیٰ بن لاحق ارمزعور بن عدی ان نصرانیوں کے سخت ترین دشمن تھے۔

بہمن اور جابان کی جنگی تیاریاں

اس وقت بہمن جاذویہ قیسا ثا میں مقیم تھا۔ اہل فارس کے ہاں ہر مہینہ تیس دن کا ہوتا تھا اور دربار شاہی کے لیے ہر دن کا ایک جدا ایڈی کانگ مقرر تھا۔ بہمن کے دن کا ایڈی کانگ بہمن جاذویہ تھا۔ اردشیر نے بہمن جاذویہ کو حکم دیا

کہ تم اپنے لشکر کو لے کر الیس پہنچو اور وہاں فارس وار نصاری عرب کی جماعتوں سے جا ملو، بہمن جاذویہ نے اپنے آگے جابان کو روانہ کیا اور اس کو حکم دیا کہ لوگوں کے دلوں میں جنگ کا جذبہ پیدا کرو۔ مگر میرے آنے تک دشمن سے لڑائی شروع نہ کرنا ہاں اگر وہ خود پہل کرے تو تم بھی لڑائی شروع کر دو، جابان الیس کی طرف روانہ ہوا اور بہمن جاذویہ اردشیر کے پاس گیا تا کہ اس سے مشورہ کرے اور مزید ہدایات حاصل کرے مگر یہاں آ کر دیکھا کہ اردشیر بیمار پڑا ہے۔ اس لیے بہمن جاذویہ تو اس کی تیمارداری میں لگ گیا اور جابان تنہا محاذ جنگ کی طرف روانہ ہو کر ماہ صفر میں الیس پہنچا۔

نصرانیوں کا الیس میں جابان سے سامنا

جابان الیس آیا تو اسکے پاس ان چوکیوں کی فوجیں جو عرب کے مقابلے میں متعین تھی، بنو عجل کے نصرانی عربوں میں سے عبدالاسود، تیم الاب، ضبیعہ اور حیرہ کے خالص عرب یہ سب جمع ہو گئے اور ایک نصرانی جابر بن بجیر عبدالاسود سے مل گیا۔

خالدؓ کو عبدالاسود، جابر، زہیر اور ان کے ساتھ اور گروہوں کے اکٹھا ہونے کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کے مقابلے کی تیاری کی۔ آپ کو معلوم نہ تھا کہ جابان بھی قریب آ گیا ہے خالدؓ صرف ان عربوں اور نصرانیوں سے لڑنے کے ارادے سے آئے تھے مگر الیس میں جابان سے سامنا ہو گیا۔

دشمن پر کھانے کے دوران خالدؓ کا حملہ

اس موقع پر عجمیوں نے جابان سے پوچھا آپ کی کیا رائے ہے کیا پہلے ہم ان کی خبر لیں یا لوگوں کو کھانا کھلا دیں۔ ہمارا خیال تو یہی ہے کہ کھانے سے فارغ ہو جائیں اور پھر دشمن کا خاتمہ کریں۔ جابان نے کہا کہ اگر سستی دشمن کی طرف سے ہو اور وہ تم سے کوئی تعرض نہ کریں تو تم بھی خاموش رہو مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ تم پر جلد حملہ کریں گے اور تم کو کھانا کھانے کا موقع نہ دیں گے ان لوگوں نے جابان کی بات نہ مانی۔ دسترخوان بچھائے، کھانا چنا گیا اور سب کو بلا کر کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔

خالدؓ دشمن کے مقابل پہنچ کر ٹھہر گئے۔ سامان اتارنے کا حکم دیا اس کام سے فارغ ہو کر دشمنوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ خالد نے خود اپنی پشت کی حفاظت کے لیے محافظ دستے مقرر کیے اور دشمن کی صف کی طرف بڑھے اور للکارے ابجر کہاں ہے، عبدالاسود کہاں ہے، مالک بن قیس کہاں ہے، یہ شخص جذرہ میں سے تھا اور سب تو خاموش رہے مگر مالک میدان میں نکلا۔ خالدؓ نے اس سے کہا اے بدکار عورت کے بیٹے اور سب دب گئے تجھ کو میرے مقابل آنے کی کیسے جرات ہوئی؟ تجھ میں کیا رکھا ہے یہ کہہ کر آپ نے اسے ایک وار میں ختم کر دیا اور عجمیوں کو کھانا کھانے سے پہلے ان کے دسترخوان سے اٹھا دیا۔ جابان نے اپنے لوگوں سے کہا میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ کھانا شروع نہ کرو۔ بخدا مجھے کسی سپہ سالار سے ایسی دہشت نہیں ہوئی ہے جیسی کہ آج اس لڑائی میں ہو رہی ہے۔ وہ لوگ اگرچہ کھانا کھا نہیں سکتے تھے مگر اپنی بہادری جتانے کے لیے کہنے لگے اچھا کھانا ملتوی رکھو ان سے فارغ ہو کر کھا لیں گے جابان نے کہا مگر میرا گمان یہ ہے کہ تم نے یہ کھانا دشمن کے لیے رکھ چھوڑا ہے۔ تم نہیں سمجھتے اب میری بات مانو اس میں زہر ملا دو اگر تم کامیاب ہوئے تو یہ کوئی بڑا نقصان نہیں ہے۔ اور ناکامیاب ہوئے تو تم کچھ کام کر چکے ہو گے جس سے دشمن مصیبت میں مبتلا ہو گا مگر ان لوگوں نے اپنی طاقت پر گھمنڈ کر کے کہا نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔

دشمن کے خون سے نہر بہائی گئی

جابان نے میمنے اور میسرے پر عبدالاسود اور ابجر کو مقرر کیا۔ خالدؓ نے اپنی افواج کی صف آرائی اسی اصول کے مطابق کی جیسا کہ اس سے قبل کی لڑائیوں میں کر چکے تھے۔ بڑے زور وشور سے لڑائی ہونے لگی۔ مشرکین کو جاذویہ کے آنے کی توقع بندھی ہوئی تھی اس لیے خوب جم کر بڑی شدت سے لڑے۔ مسلمانوں کو صرف اس بات کی امید تھی کہ اللہ تعالی کے علم میں ہمارے لیے ضرور کوئی بھلائی ہے وہ لڑے اور خوب لڑے۔ خالدؓ نے کہا اے اللہ اگر تو نے ہم کو ان پر فتح عنایت فرمائی تو میں تیرے نام کی یہ نذر مانتا ہوں کہ ان میں سے جس کسی پر ہم کو قابو حاصل ہوگا اس کو زندہ نہ رکھونگا اور ان کے خون سے ایک نہر جاری کردونگا۔

خدا تعالی نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور ان کے دشمن کو مغلوب کردیا۔ خالدؓ نے اعلان کردیا قید کردو قید کرو۔ بجز اس کے جو تمہارا مزاحم ہو کسی کو قتل نہ کرو اسلامی فوجیں قیدیوں کو گرفتار کر کر کے ہانکتی ہوئی لانے لگیں اور خالدؓ نے کچھ لوگوں کو متعین کردیا کہ ان کی گردنیں اڑا کر ان کا خوان نہر میں بہادیں۔ یہ عمل ایک رات اور ایک دن تک ہوتا رہا اگلے اور اسکے بعد دوسرے روز تک نہرین تک اور الیس کے چاروں طرف اتنے ہی فاصلے سے دشمنوں کو پکڑ پکڑ کر لاتے گئے اور قتل کرتے گئے۔ قعقاع اور ان جیسے اور لوگوں نے خالدؓ سے کہا اگر روئے زمین کے تمام انسانوں کو بھی آپ قتل کردیں گے تو ان کا خون نہیں بہے گا کیونکہ خون میں زیادہ رقت نہیں ہوتی اسی لیے ان کا سلان رک جاتا ہے اور نہ زمین اس کو چوستی ہے، بہتر یہ ہے کہ آپ اس پر پانی بہادیں آپ کی قسم پوری ہوجائے گی۔ خالدؓ نے نہر کا پانی روک دیا تھا جب آپ نے نہر میں دوبارہ پانی جاری کرایا تو خالص سرخ خون بہتا ہوا نظر آنے لگا۔ اس واقعے کی وجہ سے یہ نہر آج تک خون کی نہر کے نام سے مشہور ہے۔

دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ زمین جب حضرت آدم کے بیٹے کا خون چوس چکی تو اس کو اور خون چوسنے کی اللہ کی جانب سے ممانعت کردی گئی اور خون کو بھی بہنے سے روک دیا گیا مگر اس قدر کہ جب تک ٹھنڈا نہ ہو۔

جب دشمن کھا چکا اور اس کی فوج پراگندہ ہوگئی اور مسلمان ان کے تعاقب سے فارغ ہوکر واپس آئے اور دشمن کے پڑاؤ میں داخل ہوئے اور خالدؓ کھانے کے پاس آ کر کھڑے ہوئے تو کہا یہ میں تم کو عطا کرتا ہوں یہ تمہارا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ جس کسی تیار کھانے پر قبضہ فرماتے تھے تو اس کو اپنی فوج کو عطا فرمادیتے تھے۔ چنانچہ مسلمان رات کا کھانا کھانے کے لیے اسی دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ جن لوگوں نے وہ شاداب علاقے اور وہ سفید روٹیاں نہیں دیکھی تھیں وہ پوچھنے لگے یہ سفید کپڑے کے ٹکڑے کیسے ہیں؟ جو جانتے تھے انھوں نے مذاق میں کہا تم رفیق العیش کو جانتے ہو انھوں نے کہا ہاں جانتے ہیں انھوں نے کہا یہ وہی ہے اسی واقعہ کی وجہ سے روٹیوں کو رقاق کہنے لگے حالانکہ اس سے پہلے عرب ان کو قری کہتے تھے۔

خالدؓ سے روایت ہے کہ خیبر کی جنگ میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو روٹیاں، شوربا اور بھنا ہوا گوشت اور جو کچھ وہ کھائے تھے بخش دیا تھا سوائے اس کہ کہ جو کسی نہ رکھ لیا تھا۔

مغیرہ کا بیان ہے کہ اس نہر پر پن چکیاں لگی ہوئی وہ سرخ پانی سے چل رہی تھیں ان میں تین روز تک اٹھارہ ہزار یا اس سے زیادہ آدمیوں کے لیے اٹا پستا رہا۔

فتح کی خبر مدینے میں

اس فتح کی اطلاع خالدؓ نے بنی عجل کے ایک شخص جندل نامی کے ذریعے روانہ کی تھی یہ بہت پختہ کار اور مضبوط آدمی تھے انھوں نے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں پہنچ کر الیس کی فتح کی خوشخبری مالِ غنیمت کی مقدار، قیداوں کی تعداد، خمس میں جو جو چیزیں حاصل ہوئی تھیں اور جن جن لوگوں نے کارنامے نمایاں انجام دیے تھے ان سب کی تفصیل بہت عمدگی سے بیان کی۔ حضرت ابوبکرؓ وان کی پختہ کاری اور فتح کی خبر سنانے کا یہ انداز بہت پسند آیا۔ آپ نے ان سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ انھوں نے عرض کیا میرا نام جندل ہے۔ آپ نے فرمایا واہ رے بلندال (بلندی عرب میں پتھر کو کہتے ہیں) آپ نے ان کو اس مالِ غنیمت میں سے ایک لونڈی بطور انعام عطا فرمائی جس سے ان کے ہاں اولاد پیدا ہوئی۔

الیس کی جنگ میں دشمنوں کے ستر ہزار آدمی کام آئے جو سب کے سب امیغیشا کے تھے۔ عبید اللہ بن سعدؓ کے چچا کا بیان ہے کہ میں نے حیرہ بن امغیشیا کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے کہا وہ منیشیا ہے میں نے سیف سے دریافت کیا انھوں نے کہا اس کے دونوں نام ہیں۔

امیغیشا کے واقعات

اللہ تعالیٰ نے امیغیشا کو صفر کے مہینے میں جنگ کے بغیر ہی فتح کرادیا تھا۔ ابوعثمان اور مغیرہ کا بیان ہے کہ جب خالدؓ الیس کی فتح سے فارغ ہوگئے تو امغیشیا آئے مگر آپ کے آنے سے قبل ہی وہاں کے باشندے بستی چھوڑ کر بھاگ گئے اور اسواد میں منتشر ہوگئے۔ اس روز سے سکرات سواد کے علاقے میں شامل ہوگیا۔ خالدؓ نے امیغیشا اور اس کے قرب و جوار کے تمام مکانات گروادیے۔ امیغشیا حریہ کے برابر شہر تھا۔ فرات بادقلی اس کے پاس سے گذرتا تھا۔ الیس اسی مقام کی فوجی چوکی تھی۔ اس میں مسلمانوں کو اس قدر مالِ غنیمت ہاتھ آیا کہ اس سے قبل کبھی ہاتھ نہ آیا تمام فرات العجلی کہتے ہیں کہ ذات السلاسل سے لے کر امغیشیا کے واقعے تک مسلمانوں کو اس قدر مالِ غنیمت کہیں حاصل نہیں ہوا تھا جتنا کہ امغیشیا میں حاصل ہوا۔ علاوہ ان انعامات کے جو کارہائے نمایاں انجام دینے والوں کو عطا ہوئے اس جنگ میں سوا دکو پندرہ سو درہم کا حصہ دیا گیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے مسلمانوں کو اس فتح کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا تھا ''اے گروہ قریش تمہارے شیر نے ایک شیر پر حملہ کیا اور اس . کی گودی میں گھس کر اس کو مغلوب کردیا۔ عورتیں خالدؓ جیسا بہادر پیدا نہیں کرسکتیں''۔

جنگ مقر اور فرات بادقلی کے دہانے کے واقعات

مغیرہ سے مروی ہے کہ آزاذ بہ کا خاندان کسریٰ کے عہد سے آج تک حیرہ کی امارت پر فائز تھا۔ یہ امراء بادشاہ کی بلا اجازت ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے تھے۔ آزاذ بہ کا اعزاز نصف درجے تک پہنچ چکا تھا۔ اس کی ٹوپی کی قیمت پچاس ہزار تھی۔ جب خالدؓ نے امیغیشا کو تباہ کردیا اور اس کے باشندے وہاں سکرات میں آگئے جو دیہات کے میند اروں کی ملک تھا تو آزاذ بہ نے محسوس کیا کہ اب میری خیر نہیں ہے۔ اس لیے اس نے خالدؓ کے مقابلے کی تیاریاں کردیں اور اپنے بیٹے کو آگے روانہ کیا اور خود اس کے پیچھے چلا اور حیرہ کے باہر اپنے لشکر کو ٹھہرایا

آزاذ بہ کی کامیاب چال

اس نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ فرات کا پانی روک دو۔ جب خالدؓ امغیشیا سے روانہ ہوئے اور سامان اور مالِ غنیمت کے

ساتھ فوج کشتیوں میں سوار کرادی گئی تو یہ دیکھ کر خالدؓ کو بڑی پریشانی ہوئی کہ کشتیاں جم گئی ہیں اس کی وجہ سے سب پر خوف طاری ہو گیا۔

ملاحوں نے کہا کہ اہل فارس نے نہروں کو کھول دیا ہے تمام پانی دوسرے راستوں سے بہا جا رہا ہے۔ جب تک نہریں بند نہ ہونگی، ہمارے پاس پانی نہیں آ سکتا۔ یہ سنتے ہی خالدؓ فوراً سواروں کا ایک دستہ لے کر آزاذبہ کے لڑکے کی طرف بڑھے۔ فم عتیق پر اسکے ایک لشکر سے اچانک مڈبھیڑ ہوگئی وہ لوگ اس وقت خالدؓ کے حملہ سے بالکل غافل تھے۔ طرفین میں لڑائی ہوئی اور خالدؓ نے ان سب مقربین کا خاتمہ کر دیا اور اس سے پہلے کہ آزاذبہ کے بیٹے کو مقر کے حالات کا علم ہو خالدؓ نے فرات بادقلی کے دہانے پر بڑھ کر اس کے لشکر پر حملہ کیا اور ان سب کو قتل کر دیا اسکے بعد آپ نے نہروں کو بند کر دیا جس سے فرات میں حسب دستور پانی جاری ہو گیا۔

خالدؓ فرات بادقلی کے دہانے پر ابن آزاذبہ کا کام تمام کر چکے تو انھوں نے اپنے تمام سرداروں کو طلب کیا اور حیرہ کا قصد کیا۔ ان کا ارادہ تھا کہ خورنق اور نجف کے درمیان کہیں پڑاؤ ڈالیں۔ خالدؓ خورنق پہنچے مگر آزاذبہ بغیر لڑے فرات کو عبور کر کے بھاگ گیا۔ اس کے بھاگنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ اردشیر مر گیا ہے اور خود اس کا لڑکا جنگ میں مارا جا چکا ہے۔ اس وقت آزاذبہ کا لشکر غریین اور قصر ابیض کے درمیان مقیم تھا۔

اہلِ حیرہ سے کا سخت محاصرہ

خورنق میں خالد کے تمام افسران آ کر مل گئے تو آپ نے اپنے لشکر سے نکل کر غریین اور قصر ابیض کے درمیان اس جگہ پڑاؤ کیا جہاں آزاذبہ کی فوج مقیم تھی۔ اہل حیرہ قلعہ بند تھے۔ خالدؓ نے اپنی فوج کے ایک لشکر کو حیرہ میں داخل کر دیا اور ہر محل پر اپنا ایک ایک افسر متعین کر دیا کہ محل والوں کا محاصرہ کرلو اور ان سے لڑو۔ چنانچہ ضرار بن ازور نے قصر ابیض کا محاصرہ کیا اس میں ایاس بن قبیصہ طائی تھا، اور ضرار بن الخطاب نے قصر عدیسین کا محاصرہ کیا اس میں عدی بن عدی المقتول تھا اور ضرار بن مقرن المزنی نے جو اپنے دس بھائیوں میں سے ایک تھے، قصر بنی مازن کا محاصرہ کیا اسمیں ابن اکال تھا اور مثنیٰ نے قصر ابن بقیلہ کا محاصرہ کیا اس میں عمرو بن عبد المسیح تھا۔

قبولِ اسلام کیلئے ایک یوم کی مہلت

ان سرداروں نے ان سب لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور ایک روز کی مہلت دی مگر اہل حیرہ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی بات پر اڑے رہے، اس پر مسلمانوں نے ان سے لڑائی شروع کر دی۔

بنو کنانہ کے ایک شخص کی روایت یہ ہے کہ خالدؓ نے اپنے افسروں کو حکم دیا تھا کہ اسلام کی دعوت دینے سے آغاز کرو۔ اگر وہ لوگ اس کو قبول کرلیں تو بہت بہتر، ورنہ ان کو ایک روز کی مہلت دو مگر ان کے حیلوں پر کان نہ دھرنا ورنہ اندیشہ ہے کہ تمھیں نقصان پہنچانے کی ترکیبیں نکال لیں گے۔ بلکہ ان سے لڑو اور مسلمانوں کو دشمنوں کے ساتھ لڑنے میں تردد میں نہ ڈالو۔

ضرار بن ازور کی جنگی ابتداء

ان افسروں میں سے پہلے شخص جنہوں نے ایک روز کی مہلت دیکر دشمن پر حملہ کیا ضرار بن ازور تھے وہ قصر ابیض والوں سے لڑنے کے لیے متعین تھے۔ جب صبح ہوئی اور انھوں نے اہل قصر کو اوپر سے جھانکتے ہوئے دیکھا تو

ان کو ان تین چیزوں میں سے کسی ایک کے قبول کرنے کی دعوت دی۔ اسلام، جزیہ اور مقابلہ۔ انھوں نے مقابلے کا انتخاب کیا اور اوپر سے چلائے اب تم پر ڈھیلے برستے ہیں۔ ضرار نے اپنے لوگوں سے کہا تم ان کی زد سے ذرا ہٹ جاؤ، دیکھیں ان کی بکواس کی کیا حقیقت ہے۔ ضرار نے یہ کہا ہی تھا کہ اتنے میں قصر کی چوٹی آدمیوں سے بھر گئی ان سب کے ہاتھوں میں غلیلیں تھیں وہ مسلمانوں پر مٹی کے ڈھیلے برسانے لگے۔ ضرار نے کہا تم ان پر تیر برساؤ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر تیر برسائے جس سے تمام دیواروں کی چوٹیاں خالی ہو گئیں۔ اس کے بعد ہر ایک نے اپنے پاس کے دشمنوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اس صبح کو ہر ایک افسر نے اپنے اپنے دشمنوں کے ساتھ یہی سلوک کیا اور تمام مکانات اور کنیسے فتح کر لیے گئے۔ اور بے شمار آدمی مارے گئے۔

مصالحت کیلئے چیخ وپکار

تمام پادری اور راہب چلا اٹھے کہ اے محلات والو ہمارے قتل کا باعث تم ہو، محلات والے چلائے کہ اے اہل عرب! ہم ان تینوں میں سے ایک کو قبول کرتے ہیں۔ ہمیں چھوڑ دو اور ہمارے قتل سے باز جاؤ۔ اور ہم کو خالدؓ کے پاس پہنچا دو۔

اس کے لیے ایاس بن قبیصہ اور اسکا بھائی ضرار بن ازور کے پاس آئے اور عدی بن عدی اور زید بن عدی، ضرار بن خطاب کے پاس آئے یہ عدی الاوسط وہ ہے جو جنگ ذی قار میں مارا گیا تھا اور اس کی ماں نے اس کا مرثیہ کہا تھا۔ اور عمرو بن عبدالمسیح، ضرار بن مقرن کے پاس اور ابن اکال مثنی بن حارثہ کے پاس آئے تھے۔ ان افسروں نے ان لوگوں کو خالدؓ کے پاس روانہ کر دیا اور خود اپنے اپنے مقاموں پر جمے رہے۔

مصالحت میں پہل کرنے والا

مغیرہ کا بیان ہے کہ صلح کی خواہش سے پہلے عمرو بن عبدالمسیح بن قیس بن الحارث نے کی تھی یہ حارث بقیلہ کے نام سے مشہور تھا بقیلہ کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ وہ لوگوں کے سامنے دو سبز چادریں پہن کر آیا لوگوں نے کہا حارث تم تو بقیلہ خضراء یعنی سبز رنگ کے معلوم ہوتے ہو! عمر بن عبدالمسیح کے بعد اور لوگ بھی صلح کرنے پر تیار ہو گئے۔ اسلامی فوج کے افسروں نے ان لوگوں کے وفود کو اپنے ایک معتمد علیہ شخص کے ساتھ خالد کی خدمت میں بھیجد یا تاکہ آپ ان سے صلح کے معاملے میں گفتگو کر لیں۔

خالدؓ نے ہر محل والے سے الگ الگ ملاقات کی۔ سب سے پہلے آپ عدی کے وفد سے ملے اور ان سے کہا تم لوگ کون ہو، اگر تم عرب ہو تو عربوں سے کیوں دشمنی رکھتے ہو؟ اور اگر عجمی ہو تو عدل وانصاف سے تمھیں کیوں دشمنی ہے۔ عدی نے جواب دیا کہ ہم عرب عاربہ ہیں اور دوسرے لوگ متعرب یعنی بنے ہوئے ہیں۔ خالدؓ نے کہا کہ اگر تمہارا قول درست ہے تو تم ہم سے کیوں لڑتے ہو اور ہماری حکومت کو کیوں ناپسند کرتے ہوں، عدی نے کہا کہ ہماری بات کے صحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ ہم عربی زبان کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں بولتے، خالدؓ نے کہا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔ اس کے بعد خالدؓ نے کہا تین چیزوں میں سے تم ایک کو اختیار کرو یا تمہارے دین میں داخل ہو جاؤ اس صورت میں ہمارے تمہارے حقوق ایک ہو جائیں گے پھر خواہ تم یہاں سے کہیں ہجرت کر جاؤ یا اپنے وطن میں مقیم رہو، یا جزیہ دینا قبول کر و یا مقابلہ اور لڑائی کر و۔ کیونکہ خدا کی قسم میں تمہارے مقابلے کے لیے ایسی قوم کو لایا ہوں جو موت کی اس سے زیادہ فریفتہ ہے جتنا کہ تم زندگی کے۔

ان لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کو جزیہ ادا کرتے ہیں۔ خالدؓ نے کہا کم بختو تم پر افسوس ہے۔ کفر گمراہی کا ایک

مدیان ہے احمق ترین عرب وہ ہے جو اس میدان میں بھٹکتا پھرتا ہو۔ اس کو دو رہنما ملیں ایک عربی مگر وہ اس کو چھوڑ دے دوسرا عجمی اور اس سے رہنمائی چاہے۔

ان لوگوں نے خالدؓ سے ایک لاکھ نوے ہزار پر صلح کر لی۔ اور دوسرے وفود نے بھی ان کی پیروی کی اور خالدؓ کی خدمت میں تحائف بھیجے۔ خالدؓ نے ہذیل کاہلی کے ذریعے سے فتح کی خوشخبری اور وہ تحائف حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجد یئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو جزیے میں شمار کر کے قبول کر لیا۔ اور خالدؓ کو لکھا کہ یہ تحائف اگر جزیے میں شامل ہیں تو خیر ورنہ تم ان کو جزیے میں شامل کر کے بقیہ رقم وصول کر کے اپنی فوج کی تقویت کے لیے کام میں لاؤ۔

بعض راویوں کا بیان ہے کہ یہ لوگ اپنے معاملات کے طے کرانے میں عمرو بن عبدالمسیح کو آگے آگے رکھتے ہیں۔ خالدؓ نے اس سے پوچھا تمہاری عمر کیا ہے عمرو بن عبدالمسیح نے کہا سیکڑوں سال، خالدؓ نے پوچھا اس مدت میں تو نے عجیب ترین بات کیا دیکھی۔ اس نے کہا میں نے دمشق سے حیرہ تک مسلسل آبادیاں دیکھیں اور دیکھا کہ ایک عورت حیرہ سے سفر کرتی ہے اور روٹی کے سوا اس کو کوئی اور توشہ نہیں دیا جاتا۔ خالدؓ مسکرائے اور فرمایا۔ اے عمرو بڑھاپے سے تیری عقل ٹھکانے نہیں رہی۔ اللہ کی قسم تو بہک گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اہل حیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ بڑے خبیث، دھوکے باز اور مکار ہو پھر کیا بات ہے کہ تم اپنے معاملات کو ایک ایسے دماغ چلے بڈھے کے ذریعے طے کراتے ہو جسے یہ تک معلوم نہیں کہ کہاں سے آیا ہے۔ عمرو نے تجاہل کرتے ہوئے چاہا کہ کوئی ایسی بات دکھائے جس سے ان کو اس کی عقل اور اسکے قول کی سچائی کا ثبوت مل جائے اس نے کہا اے امیر آپ کے حق کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ میں کہاں سے آیا ہوں آپ نے پوچھا ہاں بتاؤ کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا قریب کی جگہ بتاؤں یا دور کی آپ نے کہا جو تمہارا دل چاہے اس نے کہا اپنی ماں کے پیٹ سے آپ نے پوچھا کہاں جانا چاہتے ہو، اس نے کہا اپنے سامنے، آپ نے پوچھا اپنے سامنے کا کیا مطلب اس نے کہا آخرت، آپ نے پوچھا تیرا آغاز کہاں سے ہے، اس نے کہا باپ کی پیٹھ سے آپ نے پوچھا تو کس چیز میں ہے اس نے کہا اپنے کپڑوں میں ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ تو کچھ عقل سے بھی کام لیتا ہے اس نے کہا ہاں بخدا اور گرفت بھی کرتا ہوں۔

اس کی یہ باتیں سن کر خالدؓ کو معلوم ہوا کہ واقعی یہ بڈھا بڑا کٹ کھنا ہے۔ اور اس کے ہم وطن تو اس کو پہلے ہی جانتے تھے، خالدؓ نے کہا زمین اس شخص کو قتل کرتی ہے جو اس سے ناواقف ہے اور وہ شخص زمین کو قتل کرتا ہے جو اس سے بخوبی واقف ہے۔ اور ہم اس سرزمین سے اچھی طرح واقف ہیں اس پر عمرو نے کہا اے امیر چیونٹی اپنے گھر کے حال سے واقف ہوتی ہے نہ کہ اونٹ۔

خالدؓ کے زہر کھانے کا واقعہ

ابن بقیلہ کے ساتھ اس کا خادم بھی تھا اس کی کمر میں ایک تھیلی لٹکی ہوئی تھی۔ خالدؓ نے وہ تھیلی لے لی اور اس میں جو کچھ تھا اس کو اپنی ہتھیلی پر الٹا کر پوچھا اے عمرو یہ کیا ہے؟ اس نے کہا خدا کی امانت کی قسم یہ زہر قاتل ہے۔ آپ نے پوچھا یہ ساتھ لیے کیوں پھرتے ہو اس نے کہا مجھے خطرہ تھا کہ شاید تم لوگ ہمارے ساتھ کوئی توہین آمیز سلوک کرو میں تو مرنے کے قریب ہوں۔ مگر اپنی قوم اور اہل وطن کی توہین کے مقابلے میں موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ خالدؓ نے کہا کہ کوئی انسان اپنی موت سے پہلے نہیں مر سکتا اور یہ دعا پڑھی۔ اس اللہ کے نام سے جس کے نام بہترین ہیں۔ جو زمین و

آسمان کا رب ہے جس کے نام کی برکت سے ہم کو کوئی بیماری نقصان نہیں پہنچا سکتی، جو رحمن ہے اور رحیم ہے، یہ دیکھ کر لوگ جھپٹے کہ آپ کو روکیں مگر آپ نے جلدی سے وہ زہر منہ میں ڈال لیا اور نگل گئے۔ عمرو یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا اور کہا اے عربو! بخدا تم جس چیز کو چاہو اسکے مالک بن سکتے ہو۔

عمرو اہل حیرہ کے پاس پہنچا ان سے کہا کہ اقبال کی کھلی نشانی جیسی میں نے آج دیکھی ہے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھی تھی۔

اہل حیرہ سے لکھا گیا معاہدہ

خالدؓ نے صلح کی قرارداد کیلیے اہل حیرہ سے یہ شرط لگائی کہ کرامہ بنت عبدالمسیح شویل کے حوالے کر دی جائے۔ یہ مطالبہ ان کو سخت گراں گذار مگر کرامہ نے کہا تم گھبراؤ نہیں مجھے حوالے کر دو میں فدیہ دے کر آ جاؤں گی۔ وہ لوگ مان گئے۔ خالدؓ نے اہل حیرہ کو حسب ذیل معاودہ لکھ دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ معادہ خالدؓ بن الولید نے عدی کے دونوں بیٹوں عدی اور عمر سے اور عمرو بن عبدالمسیح سے اور ایاس بن قبیصہ سے اور حیری بن اکال سے کیا ہے۔ یہ لوگ اہل حیرہ کے نقیب ہیں۔ انھوں نے ان لوگوں کو اس معاہدے کی تکمیل کے لیے اجازت دی ہے اور وہ اس معاہدے پر راضی ہیں۔ معاہدہ اس بات کا ہے کہ اہل حیرہ سے اور ان کے پادریوں اور راہبوں سے سالانہ ایک لاکھ نوے ہزار درہم جزیہ وصول کیا جائے گا۔ مگر جو قدرت نہ رکھتے ہوں اس سے مستثنی ہوں گے اس کے معاوضے مین ہم ان کے جان و مال کی حفاظت کریں گے۔ اور جب تک ہم حفاظت نہ کریں جزیہ نہ لیا جائے گا۔ اگر ان لوگوں نے اپنے کسی قول یا فعل سے اس کی خلاف ورزی کی تو یہ معاہدہ فسخ ہو جائے گا اور ہم انکی حفاظت کی ذمہ داری سے بری ہو جائیں گے۔ (المرقوم ماہ ربیع الاول ۱۲ ہجری)

یہ تحریر اہل حیرہ کے حوالے کر دی گئی تھی مگر جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد اہل سواد مرتد ہو گئے تو ان لوگوں نے اس معاہدے کی توہین کی اور اس معاہدہ کو چاک کر ڈالا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ یہ بھی مرتد ہو گئے اس کے بعد ان لوگوں پر اہل فارس کا تسلط ہو گیا۔

حیرہ کی دوبارہ فتح اور نیا معاہدہ

جب مثنی نے حیرہ کو دوبارہ فتح کیا تو ان لوگوں نے اسی معاہدے پر فیصلہ کرنا چاہا مگر مثنی نے اس کو منظور نہیں کیا اور ان پر دوسری شرط عائد کی۔ اسکے بعد جب مثنی بعض مقامات پر مغلوب ہو گئے تو ان لوگوں نے پھر وہی حرکت کی کہ دیگر لوگوں کے ساتھ مرتد ہو گئے، باغیوں کی مدد اور معاہدے کی توہین کی اور اس کو چاک کر دیا۔ پھر جب اس کو سعدؓ نے فتح کیا تو ان لوگوں نے پھر سابقہ معاہدوں پر فیصلہ چاہا۔ سعدؓ نے کہا ان دونوں میں سے کوئی ایک معاہدہ پیش کرو، مگر وہ لوگ پیش کرنے سے عاجز رہے۔ اس لیے سعدؓ نے ان پر خراج عائد کیا اور ان کی مالی حیثیت کی تحقیقات کرنے کے بعد موتیوں کے علاوہ چار لاکھ کا خراج عائد کیا۔

جریر بن عبداللہ ان لوگوں میں سے تھے جو خالدؓ بن سعید بن العاصی کے ساتھ شام گئے تھے، وہاں انھوں نے خالدؓ سے ابوبکرؓ کے پاس جانے اور ان سے اپنی قوم کے متعلق گفتگو کرنے کی اجازت چاہی، تا کہ اپنی قوم کے ان افراد کو آزاد کرا کر جمع کریں تو ادھر ادھر عرب میں منتشر اور غلام بنے ہوئے تھے اور خود ان کے امیر بن جائیں۔ خالدؓ نے ان کو

جانے کی اجازت دے دی۔ یہ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو نبی کریم ﷺ کا وعدہ یاد دلایا اور اس کے متعلق شہادت پیش کی اور درخواست کی کہ وہ وعدہ پورا کیا جائے۔ ان کے اس مطالبے پر ابوبکرؓ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ تم ہماری مصروفیت اور حالت دیکھ رہے ہو کہ ہم ان مسلمانوں کی مدد کرنے میں مشغول ہیں جو روم وفارس جیسے دو شیروں سے مقابلہ کر رہے ہیں مگر تم چاہتے ہو کہ ہم ایسے کام میں لگ جائیں جو اس سے زیادہ خدا اور رسول کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے۔ مجھے چھوڑو اور خالدؓ بن ولید کے پاس چلے جاؤ تاکہ میں دیکھوں خدا ان دونوں لڑائیوں کا کیا انجام دکھاتا ہے۔ چنانچہ جزید خالدؓ کے پاس چلے گئے اس وقت خالدؓ حیرہ میں تھے اس وجہ سے اس سے پہلے جزید خالدؓ کے ساتھ عراق اور فتنہ ارتداد کی کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے البتہ حیرہ کے بعد کی تمام لڑائیوں میں انھوں نے حصہ لیا ہے۔

حیرہ کے بعد کے واقعات

جمیل طائی کے والد کا بیان ہے کہ جب کرامہ بن عبدالمسیح شویل کے حوالے کر دی گئی تو میں نے عدی بن حاتم سے وہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ شویل نے اس بڑھاپے میں کرامہ بنت عبدالمسیح کو طلب کیا ہے۔ عدی نے کہا وہ مدت سے اس پر فریفتہ تھے اور کہتے تھے کہ جب میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ان شہروں کا تذکرہ فرماتے ہیں جو آپ کے سامنے پیش کیے گئے ہیں اور آپ نے ان میں حیرہ کا بھی ذکر فرمایا کیونکہ اس کے محلات کے کنگرے کتے کے دانتوں کی شکل کے ہیں تو میں سمجھ گیا کہ وہ اس لیے دکھایا گیا ہے کہ وہ عنقریب فتح ہو جائے گا اس وجہ سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے کرامہ کی درخواست کی تھی۔

شعیل صحابی کا اسی سالہ کرامہ سے نکاح کرنے کا ارادہ

شعبی روایت کرتے ہیں کہ شویل خالدؓ کے پاس آئے اور کہا کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو حیرہ کی فتح کی پیشین گوئی فرماتے ہوئے سنا تھا تو میں نے آپ سے کرامہ کی درخواست کی تھی آپ نے فرمایا کہ جب حیرہ جبراً فتح ہوگی تو وہ تمہارا ہے اور اس پر شویل نے گواہی بھی پیش کی چنانچہ خالدؓ نے اہل حیرہ سے اسی شرط پر مصالحت کی اور کرامہ شویل کو دے دی یہ بات کرامہ کے خاندان اور اہل وطن کو سخت گراں گزری اور اس میں اس کے لیے ان کو بڑا خطرہ محسوس ہوا، کرامہ نے کہا خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔ تم صبر سے کام لو۔ جس عورت کی عمر اسی سال کی ہو چکی ہے اس کے متعلق تمھیں کیا خوف ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص احمق ہے اس نے مجھے جوانی میں دیکھا ہوگا اور سمجھتا ہے کہ جوانی ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے کرامہ کو خالدؓ کے پاس بھیج دیا اور خالدؓ نے اس کو شویل کے حوالے فدیہ لے لو شویل نے کہا مگر رقم متعین کرنے کا اختیار مجھے ہوگا کرامہ نے کہا ہاں تمھیں اختیار ہے تم جتنی چاہو مقرر کرو۔ شویل نے کہا میں اپنی ماں کی اولاد نہ ہوں اگر تم مجھ سے ایک ہزار درہم سے کم لوں۔ کرامہ نے شویل کو دھوکا دینے کے لیے کہا او ہو یہ تو بہت ہے اس کے بعد وہ رقم لا کر شویل کو دے دی اور اپنے گھر واپس چلی گئی۔

لوگوں کو معلوم ہوا تو سب شویل کو برا بھلا کہنے لگے انھوں نے کہا کہ میں سمجھتا تھا کہ ہزار سے اوپر کوئی عدد نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں تم جا کر ان سے جھگڑو شویل خالدؓ کے پاس آئے اور کہا میری مراد انتہائی عدد سے تھی مگر لوگ کہتے ہیں کہ عدد ہزار سے اوپر بھی ہوتا ہے۔ خالدؓ نے کہا تم کچھ چاہتے تھے اور اللہ نے کچھ چاہا، ہم اس پر عمل کریں گے جو ظاہر ہے وہ جانو تمہاری نیت جانے خواہ سچے ہو یا جھوٹے ہو یا ہم اس فیصلے میں اب کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے۔

حیرہ کی فتح پر خالدؓ کی نمازِ شکرانہ

حیرہ فتح ہو گیا تو خالدؓ نے نمازِ فتح پڑھی جس میں آٹھ رکعت ایک سلام سے ادا کیں۔ اس سے فارغ ہو کر آئے تو فرمایا کہ جب میں جنگ موتہ میں شریک ہوا تھا تو اس وقت میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹی تھی۔ میں نے اہل فارس سے زیادہ بہادر کوئی قوم نہیں دیکھی اور ان میں بھی اہل لیس کو سب سے بڑھ کر پایا۔ ایک دوسری روایت میں یہی واقعہ مذکور ہے مگر اس میں رکعات کی تعداد کا ذکر نہیں ہے۔

قیس بن ابی حازم جریر کے ساتھ خالدؓ کے پاس آئے تھے ان کا بیان ہے کہ ہم خالدؓ کے پاس حیرہ پہنچے اس وقت خالدؓ ایک چادر اوڑھے ہوئے تنہا نماز پڑھ رہے تھے اور اس چادر کو انھوں نے اپنی گردن میں باندھ رکھا تھا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے جنگ موتہ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹی تھیں مگر ان کے بعد ایک یمنی تلوار میرے ہاتھ ایسی چڑھی کہ آج تک کام دے رہی ہے۔

اہل حیرہ سے مصالحت اور معاہدہ

بعض راویوں کا بیان ہے کہ جب اہل حیرہ کی خالدؓ سے صلح ہو گئی اس وقت صلوبا بن نصطونا جو دیرناطف کے غیب تھا، خالدؓ کے پاس ان کے لشکر میں حاضر ہوا اور آپ سے بانقیا اور باسما کے قصبات کے متعلق مصالحت کر لی، اور وہ ان دنوں قصبوں اور ان کی ان تمام زمینوں کے لگان کا ذمہ دار ہو گیا جو دریائے فرات کے کنارے پر واقع تھیں۔ اس نے اپنی ذات اپنے خاندان اور اپنی قوم کی طرف سے دس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اور کسری موتی اس رقم کے علاوہ تھے، یہ جزیہ فی کس چار درہم کے حساب سے عائد کیا گیا تھا اس معاہدے کی باضابطہ تحریر لکھی گئی اور اس پر طرفین کے دستخط ثبت ہو گئے اور یہ جتا دیا گیا کہ اگر کبھی اہل فارس نے بغاوت کی تو اس کے بعد یہ معاہدہ کالعدم ہو گا اس معاہدے کی تحریر میں مجالد میں شریک تھے۔ وہ معاہدہ حسب ذیل ہے۔

معاہدہ کے مندرجات

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ معاہدہ خالدؓ بن ولید کی طرف سے صلوبا بن نسطونا اور اس کی قوم کے لیے لکھا جاتا ہے۔ میں تم سے جزیہ قبول کرتا ہوں اور اس کے بدلے میں تمہاری دونوں وبستیوں بانقیا اور باسما کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں۔ اس جزیے کی رقم دس ہزار دینار ہے موتی اس کے علاوہ ہیں یہ رقم ہر مالدار اور کمائی کرنے والے شخص کسے اس کی حیثیت کے مطابق سالانہ وصول کی جائے گی۔ اور تم کو اپنی قوم کا نقیب مقرر کیا جاتا ہے۔ جس کو تمہاری قوم قبول کرتی ہے میں اور میرے ساتھ کے سب مسلمان اس معاہدے پر راضی ہیں اور اس کو قبول کرتے ہیں اسی طرح تمہاری قوم بھی رضامند ہے۔ آج سے تم ہماری ذمہ داری اور حفاظت میں داخل ہو، ہم تمہاری حفاظت کریں گے تو جزیے کے حقدار ہوں گے ورنہ نہیں۔ اس معاہدے پر ہشام بن ولید قعقاع بن عمرو، جریر بن عبداللہ حمیری، حنظلہ بن ربیع نے گواہی کے دستخط کیے اور یہ معاہدہ صفر ۱۲ ہجری میں لکھا گیا۔

حیرہ کے اطراف والوں سے مصالحت

مغیرہ کہتے ہیں کہ حیرہ کے اطراف کے زمیندار اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں کہ اہل حیرہ خالدؓ کے ساتھ کیا

معاملہ کرتے ہیں چنانچہ جب اہلِ حیرہ اور خالدؓ کے درمیان معاہدات طے پا گئے اور وہ خالدؓ کے تابع ہوئے تو ملطاطین کے زمیندار بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان آنے والوں میں ایک تو زاذ بن بہیش سریا کی ندی کا ذمیندار تھا اور دوسرا صلوبا بن نسطونا بن بصری تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ صلوبا بن بصبہری تھا اور نسطونا تیسرا زمیندار تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے خالدؓ سے غلالیج سے لے کر ہرمزجرد تک کے علاقے کے لیے بیس لاکھ کی رقم پر صلح کر لی اور عبیداللہ کی روایت میں دس لاکھ رقم مذکور ہے۔ اور قرار پایا کہ آل کسریٰ کی تمام املاک مسلمانوں کی ملکیت میں ہے اور جو لوگ اپنا وطن چھوڑ کر ان کے ساتھ چل دیئے ہیں وہ اس مصالحت سے خارج ہیں خالدؓ نے اپنے پڑاؤ میں اپنا خیمہ نصب کرایا۔ اور ان لوگوں کے لیے یہ معاہدہ لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ یہ تحریر خالدؓ بن ولید کی طرف سے زاذ بن بہیش اور صلوبا بن نسطونا کے لیے لکھی جاتی ہے ہم تمہاری جان و مال کی حفاظت کے ذمہ وار ہیں اور تم پر جزیہ عائد کیا جاتا ہے۔ تم بھقبا ذالاسفل اور اوسط کے باشندوں کے نقیب اور ان کے ضامن ہو اور عبیداللہ کی روایت میں ہے کہ تم ان لوگوں کی جنگ کے ذمہ دار ہو۔ جن کے تم نقیب قرار دیے گئے ہو اس جزیے کی مقدار بیس لاکھ ہے جو تم میں قدرت رکھنے والے لوگوں سے سالانہ وصول کی جائے گی۔ مگر بانقیا اور باسما کا حاصل اس رقم سے الگ ہے میں نے تمام مسلمانوں نے اور تم نے تیز بھقیا ذالسقل اور بھقابذ اوسط کے باشندوں نے ان شرائط کو تسلیم کیا ہے مگر آل کسریٰ اور جو لوگ ان کے ساتھ چلے گئیں ان کی املاک کا اس معاہدے سے کوئی تعلق نہیں ہے اس پر گواہی کے دستخط ہشام بن ولید، قعقاع بن عمرو، جریر بن عبداللہ الحمیری، بشیر بن عبیداللہ بن الخصاصیہ اور حنظلہ بن الربیع نے کئے تھے اور یہ معاہدہ صفر ۱۲ ہجری میں لکھا گیا۔

مختلف علاقوں میں حضرت خالدؓ کا والی مقرر کرنا

اس کے بعد خالدؓ نے صوبہ داروں اور فوجی چوکیوں کے افسروں کا تقرر کیا۔ چنانچہ فلالیج کے بالائی علاقے پر عبداللہ بن وثیمہ النصری کو بھیجا تا کہ وہ وہاں کے باشندوں کی حفاظت کریں اور جزیہ وصول کرتے رہیں، اور بانقیا اور باسما پر جریر بن عبداللہ کو مقرر کیا۔ اور نہرین پر بشیر بن الخصاصیہ کو مامور کیا انھوں نے بانبورا میں کویفہ کو اپنا مستقر بنایا۔ اور بستر کی طرف سوید بن مقرن کو بھیجا انھوں نے مقام عقر میں قیام کیا جو آج تک عقر سوید کے نام سے مشہور ہے مگر سوید منقی دوسری جگہ سے وہ ان کے نام سے موسوم نہیں ہے۔ اور رروذمستان کی طرف اط بن ابی اط کو بھیجا انھوں نے نہر کو اپنا مستقر بنایا۔ آج تک یہ نہر، نہر اط کہلاتی ہے۔ یہ اط بی سعدؓ بن زید منات میں سے ایک شخص تھے، یہ مذکورہ بالا اصحاب خالدؓ کے زمانے میں عہدہ داران خراج تھے، اور سرحدی چوکیوں پہرہ جو اس وقت سب کے مقام پر تھیں، صرار بن الازور، ضرار بن الطاب، مثنی بن حارثہ، ضرار بن مقرن، قعقاع بن عمرو، بسر بن ابی رہم اور عتیبہ بن النہاس کو متعین کیا تھا یہ لوگ سیب کے مقام پر پہنچ کر اپنی مملکت کے عرض میں قیام پذیر ہو گئے یہ سب خالدؓ کی طرف سے فوجی چوکیوں کے عہدہ دار تھے خالدؓ نے ان کو حکم دیا تھا کہ دشمن پر حملے کرتے رہو اور اس کو چین نہ لینے دو یہی وجہ تھی کہ ان لوگوں نے اپنی سرحد سے آگے دجلہ کے کنارے تک تمام علاقہ دشمنوں سے چھین لیا تھا۔

اہلِ فارس کے نام خالدؓ کا خط

جب خالدؓ سواد کا ایک حصہ فتح کر چکے تو آپ نے اہلِ حیرہ میں سے ایک شخص کو بلا کر اس کے ہاتھ اہلِ فارس کے پاس ایک خط بھیجا وہ لوگ اس وقت مدائن میں تھے اور اردشیر کے انتقال کی وجہ سے ان میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور

جنگ کے معاملے کو ایک دوسرے پر ٹال رہے تھے، انھوں نے صرف اتنا کیا تھا کہ بہمن جاذویہ کو بھرسیر بھیجد یا تھا وہ گویا ان کا مقدمۃ الجیش تھا، بہمن جاذویہ کے ساتھ آزاذبہ اور اس جیسے اور چند سردار تھے نیز خالدؓ نے ایک اور شخص کو صلوبا کے پاس سے بلایا تھا ان میں سے ایک حیری اور دوسرا انبطی تھا۔ خالدؓ نے ان دونوں کو ایک ایک خط دیا ان میں سے ایک خط خواص کے نام اور دوسرا عوام کے نام تھا۔ خالدؓ نے اہل حیرہ کے قاصد سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ اس نے کہا مرہ آپ نے کہا یہ خط لو اور اس کو اہل فارس کے پاس پہنچاؤ خدا سے امید ہے کہ یا تو یہ خط ان کے عیش کو ختم کر دے گا یا وہ لوگ اسلام قبول کر لیں گے یا ہم سے مصالحت کر لیں گے اور صلوبا کے قاصد سے پوچھا تھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا میرا نام ہزقیل ہے۔ خالدؓ نے کہا یہ خط لو اور کہا الٰہی ان دشمنوں کو زہق یعنی ضیق میں مبتلا کر دے۔ ان خطوط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: خالدؓ بن ولید کی طرف سے فارس کے بادشاہوں کے نام اما بعد شکر ہے اس خدا کا جس نے تمہارا انظام ابتر کر دیا۔ جس نے تمہاری مکاری ناکام کر دی جس نے تم میں اختلافات پیدا کر دیے، اور اگر خدا ایسا نہ کرتا تو اس میں تمہارا نقصان تھا لہٰذا تم ہماری حکومت کو قبول کر لو ہم تمھیں اور تمہاری سرزمین کو چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے ورنہ تمہارے علی الرغم تم ایسی قوم کے ہاتھوں مغلوب ہو گئے جو موت کو اس سے زیادہ پسند کرتی ہے جتنا کہ تم زندگی کو پسند کرتے ہو۔

اور دوسرا خط حسب ذیل تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ل خالدؓ بن ولید کی طرف سے فارس کے سرداروں کے نام۔ اما بعد تم لوگ اسلام قبول کرلو سلامت رہو گے یا جزیہ ادا کرو اور ہمارے ذمی بن جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ میں تم پر ایسی قوم کو چڑھا کر لایا ہوں جو موت کی اتنی ہی فریفتہ ہے جتنا کہ تم شراب نوشی کے۔

جزیہ کی وصولی

یہ خراج پچاس دن میں خالدؓ کے پاس لا کر داخل کر دیا گیا تھا اس عرصے میں وہ لوگ جو اس خراج کے ضامن تھے اور بازاروں کے چودہری خالدؓ کے پاس بطور یرغمال رکے رہے یہ رقم خالدؓ نے مسلمانوں کو دے دی جس کو انھوں نے اپنی ضروریات میں خرچ کیا۔ اس زمانے میں اردشیر کے مرنے کی وجہ سے اہل فارس میں اختلاف پیدا ہو رہا تھا اگر چہ خالدؓ سے لڑنے کے متعلق سب متفق تھے لیکن لڑائی کو ایک دوسرے پر ٹال رہے تھے ایک سال تک ان کی تو یہ کیفیت رہی اور مسلمان دجلہ تک ملک پر قبضہ کرتے چلے گئے اور حیرہ سے لے کر دجلہ تک اہل فارس کا بالکل اثر نہ رہا اور نہ اس علاقے کے لوگ ذمی بنے صرف وہ لوگ ذمی بنے جنھوں نے خالدؓ سے نامہ و پیام کر کے تحریریں لکھالی تھیں۔ باقی اہل سواد میں سے کچھ تو جلاوطن تھے اور کچھ قلعہ بند تھے اور کچھ حرب و پیکار میں مصروف تھے۔ عمال خراج سے بھی تحریریں حاصل کی گئی تھیں انھوں نے سب کے لیے ایک ہی مضمون کی رسید لکھ دی جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ فلاں فلاں لوگوں کے لیے جزیہ کی رسید ہے جس کا فیصلہ ان سے ہمارے سپہ سالار خالدؓ نے کیا ہے۔ میں نے طے شدہ رقم تم سے وصول کر لی ہے۔ خالدؓ اور مسلمان تمہارے حقوق کی حفاظت کے لیے اس شخص سے جنگ کریں گے جو اس صلح کے خلاف عمل کرے گا مگر یہ حفاظت اس وقت تک کی جائے گی جب تک کہ تم جزیہ ادا کرتے رہو گے اور معاہدے کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گے۔ ایمان اور صلح کا برقرار رکھنا تمہارے ہاتھ ہے ہم وہی

سلوک کریں گے جیسا کہ تمہارا طرزِ عمل ہوگا اس پر انھیں صحابیوں نے دستخط کیے جن کو خالدؓ نے گواہ بنایا تھا جو حسب ذیل ہیں۔ ہشام، قعقاع، جابر بن طارق، جریر، بشیر، حنظلہ، ازداذ، حجاج بن ذی العنق، مالک بن زید۔

عبد خیر کی روایت یہ ہے کہ جب خالدؓ حیرہ سے روانہ ہوئے تو ان لوگوں نے آپ کو یہ تحریر لکھ کر دی تھی۔

ہم نے جس جزیے پر معاہدہ کیا ہے اس کی رقم خدا کے نیک بندے خالدؓ اور خدا کے نیک بندوں مسلمانوں کو اس معاوضے میں ادا کی ہے کہ یہ لوگ اور ان کا امیر ہمیں مسلمانوں کی اور دوسرے لوگوں کی ظلم و زیادتی سے بچائے گا۔

ایک دوسری روایت میں روانہ ہونے کے بجائے فارغ ہوئے کہ الفاظ ہیں اور باقی بیان اسی طرح ہے۔

خالدؓ نے اپنے ان دونوں قاصدوں کو جن کا اس سے قبل ذکر آ چکا ہے یہ حکم دیا تھا کہ میرے پاس ان خطوں کا جواب لے کر آؤ۔ اس عرصے میں خالدؓ شام کو جانے سے قبل ایک سال تک حیرہ میں مقیم رہے اور اس کے بالائی اور اطراف کے علاقوں میں دورے کرتے رہے اور اہل فارس نے بھر سیر پر مدافعت کرنے اور وہاں اور بادشاہ بنانے او رمعزول کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کیا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ شیری بن کسریٰ نے کسریٰ بن قباذ کے خاندان کے ہر شخص کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا تھا، شیری اور اس کے بیٹے اردشیر کے بعد اہل فارس اٹھے اور انھوں نے کسریٰ بن قباذ سے لے کر بہرام گور تک کی تمام اولاد کو قتل کر دیا۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ انھیں کوئی ایسا شخص نہیں ملتا تھا کہ جس کو بالاتفاق بادشاہ بنا سکیں۔

علاقائی انتظامات

شعبی کا بیان ہے کہ حیرہ کی فتح کے بعد سے شام کو جانے تک ایک سال سے زیادہ عرصے تک خالدؓ ان علاقوں کے انتظامات میں مصروف رہے جو عیاض کے نام تھے۔ خالدؓ نے مسلمانوں سے کہا کہ اگر خلیفہ نے مجھ کو حکم نہ دیا ہوتا تو میں عیاض کے کاموں میں مصروف نہ ہوتا۔ دومہ میں عیاض کا سر زخمی ہو گیا تھا۔ فتح فارس سے پہلے کا سارا سال عورتوں کے سال کی طرح بالکل بیکار گذرا اور خلیفہ نے یہ حکم دیا تھا کہ دشمن کی منظم افواج کو اپنے پیچھے چھوڑ کر ان کے ملک میں نہ گھسنا اور اہل فارس کا ایک لشکر العین میں تھا دوسرا انبار میں تھا تیسرا افراض میں تھا۔

جب خالدؓ کا خط اہل مدائن کے پاس پہنچا تو آل کسریٰ کی عورتوں نے مشورہ کر کے جب تک آل کسریٰ کسی ایک شخص کو بالاتفاق بادشاہ تسلیم کریں فرخ زاد کو نگران کار سلطنت مقرر کر دیا۔

ابوبکرؓ کا خالدؓ کے نام احکامات بھیجنا

مغیرہ اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے خالدؓ کو حکم دیا تھا کہ تم زیرین عراق سے عراق میں داخل ہونا اور عیاض کو حکم دیا تھا کہ تم بالائی عراق سے عراق میں داخل ہونا تم میں سے جو حیرہ پہلے پہنچ جائے گا وہ حیرہ کا حاکم ہوگا اور جب تم دونوں خدا کے حکم سے حیرہ میں اکٹھے ہو جاؤ اور عرب اور فارس کے درمیان کی چوکیوں کو توڑ ڈالو اور تمھیں اطمینان ہو جائے کہ مسلمانوں پر پیچھے سے کوئی حملہ نہ ہوگا تو اس وقت تم میں ایک حیرہ میں ٹھہر جائے اور دوسرا دشمن کے علاقے میں گھس کر اس کے ملک پر بزور شمشیر قبضہ کرتا چلا جائے اللہ سے ہر وقت مدد چاہتے رہو، اس سے ڈرتے رہو، آخرت کے معاملے کو دنیا پر ترجیح دو۔ تمھیں دونوں مل جائیں گی۔ دنیا کو کبھی ترجیح نہ دینا ورنہ دونوں ہاتھ سے جاتی رہیں گی جن چیزوں سے خدا نے ڈرایا ان سے ڈرتے رہو گناہوں سے بچتے رہنا، گناہوں پر اصرار نہ کرنا اور توبہ میں تاخیر نہ کرنا۔

خالدؓ کا مختلف علاقوں کا انتظامی دورہ

چنانچہ خالدؓ اس حکم کے مطابق حیرہ پہنچ گئے اور فلالیج سے لے کر سواد اسفل تک کا تمام علاقہ ان کے زیر حکومت آ گیا اس لیے انھوں نے اسی روز سواد حیرہ کو جریر بن عبداللہ الحمیری اور بشیر بن الخصاصیہ اور خالدؓ بن ابوالشمسہ اور ابن ذی العقیق اور اط اور سوید اور ضرار میں تقسیم کر دیا اور سواد الابلہ کو سوید بن مقرن اور حسلکہ الحنظلی اور حصین بن ابی الحر اور ربیعہ بن عسل میں تقسیم کر دیا۔ اور سرحدات پر فوجی چوکیاں قائم کیں اور حیرہ پر قعقاع کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود خالدؓ عیاض کی امداد اور ان کے اور اپنے درمیان کے حصے فتح کرنے کے لیے عیاض کے علاقے کی طرف گئے چنانچہ پہلے فلوجہ پہنچے وہاں سے آ کر کربلا گئے۔ اس کی چوکی پر عاصم بن عمرو مقرر تھے اور خالدؓ کے مقدمے پر خالدؓ الافرع بن حابس تھے۔ کیونکہ مثنیٰ اس وقت مدائن کی کسی چھاؤنی پر متعین تھے۔

عبداللہ کی شکایت خالدؓ سے

اس طرح یہ لوگ خالدؓ کی حیرہ سے روانگی سے قبل اور اس کے بعد جب وہ عیاض کی مدد کے لیے گئے اہل فارس سے لڑتے رہتے اور دجلہ کے کنارے کی طرف بڑھتے جاتے تھے۔ کربلا میں خالدؓ کا چند روز قیام ہوا اس وقت عبداللہ بن وثیمہ نے ان سے مکھیوں کی شکایت کی۔ خالدؓ نے کہا ذرا صبر کرو میں چاہتا ہوں کہ وہ تمام چوکیاں جن کے متعلق عیاض کو حکم دیا گیا تھا دشمنوں سے خالی کرا لوں تاکہ ہم ان میں عربوں کو متعین کر سکیں اور مسلمانوں کے لشکر کو دشمن کے پیچھے سے حملہ آور ہونے کا خطرہ نہ رہے اور عربوں کی آمد و رفت ہم تک اطمینان کے ساتھ ہو سکے۔ خلیفہ نے ہم کو یہی حکم دیا ہے اور ان کی رائے امت کی فلاح و بہبود کے لیے ہوتی ہے۔

انبار یعنی ذات العیون اور کلواذی کے واقعات

جنگ ذات العیون

خالدؓ کا لشکر حیرہ سے سابقہ ترتیب کے ساتھ نکلا، مقدمۃ الجیش پر اقرع بن حابس متعین تھے جب اقرع اس منزل پر ٹھہرے جس کے بعد انبار پہنچ جاتے، وہاں لوگوں کی اونٹنیوں کے بچے پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے ان کو آگے بڑھنا مشکل معلوم ہوا کیونکہ اونٹنیوں کے بچے ان کے ساتھ تھے مگر جب روانگی کا اعلان ہوا تو انھوں نے یہ ترتیب بنائی کہ جن بچوں کو جن میں چلنے کی قوت نہ تھی انہیں اونٹوں پر لاد دیا اور انکی ماؤں کو ہانک کر چلایا اسی طرح ان کو لادے لادے انبار پہنچے اہل انبار قلعہ بند ہو گئے تھے اور انھوں نے قلعے کے اطراف خندق کھود لی تھی اور اپنے قلعے میں سے جھانک جھانک کر دیکھ رہے تھے۔

سپہ سالار ساباط کا رئیس شیر زاذ

ان کے لشکر کا سپہ سالار ساباط کا رئیس شیر زاذ تھا وہ اپنے زمانے میں بڑا عقلمند، معزز اور عرب و عجم میں ہر دلعزیز بھی تھا، انبار کے عربوں نے فصیل پر سے چلا کر کہا آج کی صبح انبار کے حق میں بہت بری ہے اونٹوں پر اونٹوں کے بچے لدے ہوئے ہیں جن کو اونٹنیاں دودھ پلاتی ہیں، شیر زاد نے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں لوگوں نے اس کو ان کی بات کا مطلب سمجھایا۔ شیر زاذ نے کہا کہ یہ لوگ جان کی بازی لگا کر آئے ہیں اور جو لوگ اس طرح آتے ہیں ان پر

اپنا عہد کا پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر خالدؓ یہاں سے کسی اور طرف نہ گئے تو میں ان سے صلح کر لونگا۔

اتنے میں خالدؓ اپنے مقدمۃ الجیش کو لیے ہوئے یہاں پہنچ گئے آپ نے خندق کے اردگرد ایک چکر لگایا اور جنگ شروع کر دی ان کی عادت تھی کہ جہاں کہیں کوئی جنگ کا موقع ان کو نظر آتا یہ ان پاتے تو ان سے ضبط نہ ہوتا تھا خالدؓ اپنے تیز اندازوں کے پاس گئے اور انہیں ہدایات دیں اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ جنگ اصولوں سے بالکل ناواقف ہیں تم لوگ صرف ان کی آنکھوں کو اپنے تیروں کا نشانہ بناؤ اور اس کے سوا کہیں اور نہ مارو چنانچہ ان لوگوں نے ایک ساتھ تیر چلائے اور اس کے بعد اور کئی باڑھیں چلائیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس روز ایک ہزار آنکھیں پھوٹ گئیں اسی لیے یہ جنگ ذات العیون کے نام سے موسوم ہوگئی دشمنوں میں شور مچ گیا کہ اہل انبار کی آنکھیں جاتی رہیں۔
شیرزاذ نے اس کا مطلب پوچھا جب اس کو مطلب سمجھایا گیا تو اس نے کہا بس کرو بس کرو اور خالدؓ سے صلح کی بات چیت شروع کر دی مگر شرائط ایسی پیش کیں جن کو خالدؓ نے منظور نہیں کیا اور اس کے قاصدوں کو واپس کر دیا۔

اہل انبار سے صلح

اسکے بعد خالدؓ اپنی فوج کے کچھ جانور لے کر خندق پر ایسے مقام پر آئے جہاں وہ بہت تنگ تھی اور ان کو ذبح کر کر کے اس میں ڈال دیا جس سے وہ پھر گئی اور ان مذبوحہ جانوروں سے ایک پل بن گیا اب مسلمان اور مشرکین خندق میں اکٹھے ہو گئے۔ آخر کار دشمنوں کو قلعے کی طرف پیچھے ہٹنا پڑا۔ اشیرزاذ نے پھر خالدؓ سے صلح کے لیے رابطہ اور درخواست کی کہ مجھ کو سواروں کے ایک دستے کے ساتھ جن کے ساتھ سامان وغیرہ کچھ نہ ہوگا، یہاں س نکلنے اور اپنے ٹھکانے پر پہنچنے کی اجازت دی جائے۔ خالدؓ نے اس کو منظور کیا۔ چنانچہ جب شیرزاذ یہاں سے جان سلامت لے کر بہمن جاذویہ کے پاس پہنچا اور اس کو واقعات سے مطلع کیا تو اس نے شیرزاذ کو بہت سختی سے کہا۔ شیرزاذ نے کہا کہ میں وہاں ایسے لوگوں میں تھا جو عقل سے خالی تھے اور جو عربوں کی نسل سے تھے میں نے سنا کہ مسلمان ہماری طرف پختہ ارادے سے آرہے ہیں اور ان کی عادت یہ ہے کہ جب ایک دفعہ ارادہ کر لیتے ہیں تو اس کے پورا کرنے کو اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ چنانچہ جب ان سے ہماری فوج کا مقابلہ ہوا تو قلعے کی فصیل پر رکے اور نیچے کے آدمیوں کی ایک ہزار آنکھیں پھوٹ گئیں اس سے مجھے معلوم ہوا کہ صلح کرنا ہی بہتر ہے۔
جب خالدؓ کو اور سب مسلمانوں کو انبار میں اطمینان حاصل ہو گیا اور اہل انبار بھی بے خوف ہو کر باہر آ گئے تو خالدؓ نے دیکھا کہ وہ لوگ عربی زبان لکھتے پڑھتے ہیں اور عربی ہی سیکھتے ہیں۔ خالدؓ نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہم عرب ہیں اور ہم یہاں ان عربوں کے پاس آکر اترے تھے جو ہم سے پہلے یہاں آباد تھے اور وہ پہلے عرب ہیں، جو بخت نصر کے دور میں یہاں آباد ہوئے تھے، جب اس نے عربوں کو شکست دی تھی اور پھر وہیں رہ گئے۔ خالدؓ نے پوچھا تم نے لکھنا کس سے سیکھا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہم نے لکھنا ایاد سے سیکھا ہے۔

انبار کے اطراف والوں سے صلح

اس کے بعد انبار کے اطراف کے لوگوں نے خالدؓ سے صلح کر لی جس کی ابتداء اہل بوازیج نے کی۔ اور اہل کلوذی نے خالدؓ کے پاس قاصد بھیجا تا کہ آپ ان کے لیے صلح نامہ لکھ دیں۔ چنانچہ خالدؓ نے ان کو ایک تحریر لکھدی اس وقت سے وہ لوگ دجلہ کے اس پار خالدؓ کے پشت پناہ بن گئے۔ مگر بعد میں اہل انبار اور اسکے اطراف کے لوگوں نے مسلمانوں

سے کیے ہوئے معاہدات توڑ دیئے البتہ اہل بانقیا اور ان کی طرح اہل بوازیج اپنے معاہدات پر ثابت قدم رہے۔

اہلِ سواد سے صلح

حبیب بن ثابت کا بیان ہے کہ واقعہ عیون سے قبل اہل سواد میں سے بنی صلوبا جو اہل حیرہ ہیں اور کلوذی اور فرات کی چند بستیوں کے سوا کسی سے مسلمانوں کی صلح نہیں ہوئی تھی پھر جب یہ لوگ باغی ہو گئے تو ان کو زیر کر کے ذمی بنالیا گیا۔

محمد بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے شعبی سے پوچھا کیا سواد جبراً فتح ہوا تھا انھوں نے کہا ہاں۔ چند قلعوں اور گڑھیوں کے علاوہ تمام ملک جبراً فتح ہوا تھا۔ ان قلعہ والوں میں بعض نے خالدؓ سے مصالحت کر لی تھی اور بعض بجبر زیر کیے گئے۔ پھر میں نے پوچھا کیا بھاگنے سے پہلے اہل سواد خود کو ذمی سمجھتے تھے شعبی نے کہا نہیں بلکہ بعد میں ان کو دعوت دی گئی اور وہ خراج دینے پر راضی ہو گئے تب وہ ذمی بنے۔

عین التمر کے واقعات

خالدؓ اور عقہ کے لشکر کا مقابلہ

جب خالدؓ انبار سے فراغت پا چکے اور وہ مکمل طور پر ان کے قبضے میں آ گیا تو اس پر انھوں نے زرقان بن مدر کو اپنی طرف سے نائب مقرر کیا اور خود عین التمر کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ عین التمر میں اس وقت مہران بن بہرام چوبین عجمیوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا۔ نیز عقہ بن ابی عقہ بھی وہاں تھا اور اس کے ساتھ نمر، تغلب، ایاد وغیرہ قبائل عرب کی بہت بڑی جماعت تھی۔ جب ان لوگوں کو خالدؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو عقہ نے مہران سے کہا عربوں سے لڑنے کا ڈھنگ عرب خوب جانتے ہیں تم کچھ نہ کرو۔ خالدؓ سے ہم نبٹ لیں گے۔ مہران نے کہا بخدا تم ٹھیک کہتے ہو، عربوں کے ساتھ لڑنے میں تم ایسے ہی ماہر ہو جیسا کہ ہم عجمیوں کے ساتھ لڑنے میں ماہر ہیں، یہ کہہ کر مہران نے عقہ کو دھوکا دیا اور خود کو جنگ کی مصیبت سے بچالیا اور کہا جاؤ تم ان سے لڑو اگر ضرورت ہوئی تو ہم تمہاری مدد کے لیے حاضر ہیں۔

مہران کا ارادہ اور ان میں ان کا فائدہ

جب عقہ خالدؓ کے مقابلے کے لیے چلا گیا تو عجمیوں نے مہران سے کہا کہ تم نے اس کتے سے یہ بات کیوں کہی، مہران نے کہا تم میری بات میں دخل نہ دو میں نے جو ارادہ کیا ہے اس میں تمہارا فائدہ ہے اور ان کا نقصان ہے، کیونکہ اس وقت تمہارے مقابلے کے لیے ایک ایسا شخص آ رہا ہے جس نے تمہارے بادشاہوں کو قتل کر دیا اور تمہاری شوکت وسطوت کا خاتمہ کر دیا اگر یہ عرب خالدؓ کے مقابلے میں کامیاب ہو گئے تو اس میں تمہارا نفع ہے اور اگر دوسری بات پیش آئی تو دشمن تمہارے مقابلے میں اپنی طاقت کھو کر آئے گا ہم اس وقت طاقتور ہوں گے اور وہ کمزور ہوگا۔

عقہ کا خالدؓ کا راستہ روکنا

عقہ نے خالدؓ کا راستہ جا روکا تھا اس کے میمنے پر بنی عبید بن سعدؓ بن زہیر کا ایک شخص بجیر بن فلاں تھا اور میسرے پر ہذیل بن عمران تھا عقہ اور مہران کے درمیان ایک دن کی مسافت تھی، اور عقہ کرخ کے راستے پر بطور بدرقے کے ٹھہرا ہوا تھا، جب خالدؓ آئے تو عقہ اپنی فوج کی صف آرائی کر رہا تھا۔ خالدؓ نے آتے ہی اپنی فوج کو مرتب کیا اور اپنے

باڑوں سے کہا میں حملہ کرتا ہوں تم دشمن کو ہماری طرف نہ آنے دینا اور اپنے پیچھے چند محافظ متعین کیے اور حملہ کر دیا عقہ ابھی اپنی فوج کی صفیں ہی درست کر رہا تھا کہ خالدؓ نے اس کو جالیا اور قید کر لیا، اس کے صفیں لڑائی کے بغیر ہی پسپا ہو گئیں جس کی وجہ سے وہ لوگ بہت زیادہ تعداد میں قید ہوئے۔ اور بجیر اور ہذیل بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔

مہران کے قلعے پر قبضہ:۔

مہران کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ لشکر کو لے کر قلعے سے فرار ہو گیا اور جب عقہ کے ساتھ کے عربی اور عجمی لوگ بھاگ کر قلعے کی طرف آئے تو وہ لوگ اُس میں گھس گھس کر جان بچانے لگے خالدؓ اپنی افواج کو لے کر قلعے کے پاس ٹھہرے ان کے ساتھ عقہ اور عمرو بن صعق قید میں تھے یہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ خالدؓ اور عرب لٹیروں کی طرح ہو گئے مگر جب یہ دیکھا کہ وہ ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے تو انہوں نے امان طلب کی خالدؓ نے کہا نہیں تم کو ہمارے فیصلے پر ہتھیار ڈالنے ہوں گے چار و نا چار اُن کو ماننا پڑا جب ان لوگوں نے قلعے کا دروازہ کھول دیا تو خالدؓ نے اُن کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا چنانچہ وہ سب گرفتار ہو گئے۔

اہل قلعہ کا قتل اور گرفتاری

اب خالدؓ نے عقہ کے متعلق جو دشمنوں کا بدرقہ تھا قتل کا حکم صادر کیا تاکہ تمام قیدی زندگی سے مایوس ہو جائیں۔ چنانچہ اُس کی گردن اُڑا دی گئی۔ جب قیدیوں نے اس کی لاش پل پر پڑی ہوئی دیکھی تو سب اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اس کے بعد خالدؓ نے عمرو بن صعق کو طلب کیا اور اس کی گردن اُڑا دی اس کے بعد تمام قلعے والوں کی گردنیں ماری گئیں اور ان سب لوگوں کو جو قلعے کو گھیرے ہوئے تھے خالدؓ نے گرفتار کر کے لونڈی غلام بنا لیا اور قلعے کے تمام مال پر قبضہ کر لیا۔

کنیسہ کے چالیس لڑکوں کا انجیل کی تعلیم حاصل کرنا

اس قلعے میں خالدؓ نے ایک کنیسہ دیکھا اس میں چالیس لڑکے انجیل کی تعلیم حاصل کرتے تھے کنیسہ کا دروازہ بند تھا آپ نے دروازے کو توڑ دیا اور ان سے پوچھا تم کون ہو انھوں نے کہا ہم کنیسہ کے لیے وقف ہیں خالدؓ نے ان سب کو ان مجاہدوں میں تقسیم کر دیا جنھوں نے کارہائے نمایاں انجام دیے تھے ان لڑکوں میں بعض لوگ حسب ذیل ہیں ابوعمرہ جو عبداللہ بن عبدالاعلیٰ شاعر کے دادا ہیں، سیرین ابومحمد بن سیرین، حریث، علاثہ ابوعمرہ شرجیل بن حسنہ کو دیے گئے۔ حریث بنی عباد کے ایک شخص کو دیے گئے علاثہ معنّی کو دیے گئے۔ حُمران عثمانؓ کو دیے گئے، انھی لوگوں میں سے عمیر اور قیس ہیں شام کے قدیم غلاموں میں صرف وہی ایسے ہیں جو اپنے اصلی نسب پر قائم رہے، اور نصیر بنی یشکر کی طرف ابوعمرہ بنی مُرّہ کی طرف منسوب ہوتے تھے اور ان میں کے ایک صاحب ابن اخت النمر تھے۔

خالد کے فرستادے ولید بن عقبہ

خالدؓ کے قاصد ولید بن عقبہ مال غنیمت لے کر حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ولید کو عیاض کی مدد کے لیے اُنکے پاس بھیجدیا۔ جب ولید عیاض کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ عیاض نے دشمن کو گھیر رکھا ہے اور دشمن نے عیاض کو گھیر رکھا ہے اور عیاض کا راستہ بھی بند کر دیا ہے۔ ولید نے عیاض سے کہا کہ بعض اوقات فوج کی

کثرت تعداد کے مقابلے میں ایک عقل کی بات زیادہ کارگر ہوتی ہے میری رائے یہ ہے کہ آپ خالدؓ کے پاس قاصد بھیجیں اوران سے مدد طلب کریں عیاض نے ایسا ہی کیا جب ان کا قاصد امداد طلب کرنے کے لیے خالدؓ کے پاس پہنچا تو اس وقت عین التمر فتح ہو چکا تھا۔ خالدؓ نے عیاض کو فوراً جواب لکھا کہ میں ابھی تمہارے پاس آتا ہوں۔

لَبِّث قليلاً تا الجلائب. يحملن اسادا عليها القاشب. كتائبٌ تبيعا كتائب ۔ ذرا ٹھہرو تمہارے پاس ابھی اونٹنیاں آنے والی ہیں کہ جن پر کالے اور زہریلے ناگ سوار ہیں فوج کے دستے ہیں جن کے پیچھے اور دستے ہیں۔

دومۃ الجندل کا واقعہ

اہل دومہ کی طرف روانگی

خالدؓ نے عین التمر سے فارغ ہو کر اس پر عویم بن الکاہل کو مقرر کیا اور خود اپنی فوج کو اس ترتیب کے ساتھ لے کر روانہ ہوئے جو عین میں تھی۔ اہل دومہ کو خالدؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو انھوں نے بہراء کلب، غسان، تنوخ اور ضحیاعم کے قبیلوں سے جماعتیں طلب کیں۔ سب سے پہلے ان کے پاس ودیعہ کلب اور بہراء کے لوگوں کو لے کر آیا اس کا معاون بن وبرہ بن رومانس تھا اور ابن الحدرجن حجاعم کو لایا، ابن الایہم خان اور تنوخ کی جماعتوں کو لایا، یہ سب مل کر عیاض کو اور عیاض ان کو پریشان کرتے رہے ان لوگوں کی فوج کے دو سردار تھے۔

اکیدر کا قتل

ایک اکیدر بن عبدالملک اور دوسرا جودی بن ربیعہ جب ان کو خالدؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اکیدر نے کہا کہ میں خالدؓ کو خوب جانتا ہوں اس سے بڑھ کر کوئی شخص خوش بخت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس سے زیادہ کوئی جنگ میں تیز ہے۔ جو قوم خالدؓ سے مقابلہ کرتی ہے خواہ وہ تعداد میں کتنی کیوں نہ ہو ضرور شکست پاتی ہے تم لوگ میرے مشورے پر عمل کرو اور مسلمانوں سے صلح کر لو مگر ان لوگوں نے اکیدر کی بات نہیں مانی۔ اکیدر نے کہا تم جانو تمہارا کام جانے میں خالدؓ کے ساتھ لڑنے میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دیا اس کی اطلاع خالدؓ کو ہو گئی۔ انھوں نے اس کا راستہ روکنے کے لیے عاصم بن عمرو کو بھیجا عاصم نے اکیدر کو جا پکڑا اس نے کہا تم مجھے اپنے امیر کے پاس لے چلو جب وہ خالدؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اس کی گردن مروادی۔ اور اس کے تمام سامان پر قبضہ کر لیا۔

اہل دومہ سے جنگ

خالدؓ آگے بڑھ کر دومہ پہنچے۔ اہل دومہ کے سردار حسب ذیل لوگ تھے جودی بن ربیعہ، ودیعۃ الکلبی ابن رومانس الکلبی، ابن الایہم۔ اور ابن الحدرجان، خالدؓ نے دومہ کو اپنی اور عیاض کی فوج کے بیچ میں لے لیا۔ نصرانی عرب جو اہل دومہ کی امداد کے لیے آئے تھے وہ قلعے کی اطراف پڑے ہوئے تھے کیونکہ قلعے میں انکی گنجائش نہیں تھی جب خالدؓ نے اطمینان کے ساتھ صف آرائی کر چکے تو جودی قلعے سے نکل کر ودیعہ سے آملا دونوں نے مل کر خالدؓ پر حملہ کیا۔ اور ابن الحدرجان اور ابن الایہم عیاض پر حملہ آور ہوئے طرفین میں سخت جنگ ہوئی مگر آخر میں خدا نے جودی اور ودیعہ کو خالدؓ

کے ہاتھوں شکست دی اور عیاض نے اپنے مقابل والوں کو شکست دی۔ اب مسلمان دشمنوں پر چڑھ دوڑے۔ خالدؓ نے جودی کو اور قارع بن حابس نے ودیعہ کو گرفتار کر لیا۔ باقی لوگ قلعے کی طرف پسپا ہوئے۔ مگر قلعے میں کافی گنجائش نہیں تھی جب قلعہ بھر گیا تو اندر والوں نے بہت سے لوگوں کو باہر چھوڑ کر قلعے کا دروازہ بند کر لیا جس کی وجہ سے باہر کے لوگ حیران پریشان پھرنے لگے۔ عاصم بن عمرو نے کہا اے بنو تمیم اپنے حلیف کلب کی مدد کرو اور ان کو پناہ دو کیونکہ تمھیں ان کی امداد کا ایسا موقع پھر کبھی نہیں ملے گا یہ سن کر بنی تمیم نے ان کی مدد کی اس روز صرف اس اشارہ کی وجہ سے عاصم کے کلب والوں کی جان بچ گئی۔

خالدؓ نے قلعے کی طرف پسپا ہونے والوں کا پیچھا کیا اور اتنے آدمی قتل کیے کہ ان کی لاشوں سے قلعے کا دروازہ مسدود ہو گیا۔ پھر جودی کو بلا کر اس کی گردن ماری اور تمام قیدیوں کو قتل کر دیا صرف کلب کے قیدی بچ گئے کیونکہ عاصم اور اقرع اور بنی تمیم نے کہہ دیا تھا کہ ہم نے ان کو امان دی ہے۔ خالدؓ نے ان سے کہا تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جاہلیت کے کاموں کی حفاظت کرتے ہو اور اسلام کے کاموں کو ضائع کرتے ہو۔ عاصم نے جواب دیا کہ آپ ان لوگوں کی عافیت پر حسد نہ کریں شیطان ان کو نہیں ورغلائے گا۔

پھر خالدؓ قلعے کے دروازے پر پہنچے اور اسکے ایسے پیچھے پڑے کہ اس کو توڑ کر دم لیا۔ مسلمان قلعے میں گھس گئے لڑنے والوں کو قتل کیا گیا اور نوعمروں کو لونڈی غلام بنا کر نیلام کیا گیا۔ جودی کی لڑکی کو جو بہت حسین وجمیل تھی، خالدؓ نے خریدا۔ خالدؓ خود دومہ میں ٹھہر گئے اور اقرع کو انبار واپس بھیج دیا۔

حیرہ دومہ سے صرف ایک رات کے فاصلے پر تھا۔ جب خالدؓ دومہ سے حیرہ واپس آئے تو اقرع نے اہل حیرہ کو خالدؓ کے استقبال کے لیے باجے بجانے کا حکم دیا۔ چنانچہ یہ لوگ خالدؓ کو باجے بجاتے ہوئے آبادی میں لائے اس موقع پر یہ لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہاں سے جلدی نکلو یہ شر کی جگہ ہے۔

خالد کے خلاف عجمیوں کی سازشیں

جس وقت خالدؓ دومہ میں مقیم تھے اس وقت عجمی ان کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ عقہ کے انتقام کے جوش میں جزیرہ کے عربوں نے ان عجمیوں سے خط وکتابت اور سازباز کر لی تھی۔ بغداد سے زرمہر اور اس کے ساتھ روزبہ انبار کی طرف روانہ ہوئے۔ اور دونوں نے حصید اور خنافس پر ملنے کا وعدہ کیا۔ زبرقان نے جو انبار پر تھے اس کی اطلاع قعقاع کو دی۔ قعقاع اس وقت حیرہ پر خالدؓ کے نائب تھے۔ قعقاع نے اعبد بن ودکی سعدی کو روانہ کیا اور ان کو حصید پہنچنے کا حکم دیا اور عروہ بن الجور کو خنافس بھیجا اور دونوں کو ہدایت کی کہ اگر تمھیں آگے بڑھنے کا موقع ملے تو آگے بڑھ جانا۔

حصید اور خنافس کا ریف سے تعلق ختم کرنا

یہ دونوں سردار وہاں پہنچ کر درمیان میں ایسے مقام پر ٹھہرے کہ حصید اور خنافس کا ریف سے تعلق ٹوٹ گیا اور ان کے راستے بند ہو گئے۔ زرمہر اور روزبہ مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کے لیے ربیعہ کے ان لوگوں کا انتظار کر رہے تھے جن سے ان کے نامہ و پیام اور وعدے وعید ہو چکے تھے۔ ادھر خالدؓ دومہ سے حیرہ واپس آئے۔ خالدؓ مدائن پر چڑھائی کرنے کا عزم کر چکے تھے مگر یہاں پہنچ کر جب ان کو ان واقعات کا علم ہوا تو انھوں نے ابوبکرؓ کی ہدایت کے خلاف کام کرنا اور خود کو مورد الزام بنانا مناسب نہ سمجھا۔ اور فوراً قعقاع بن عمرو اور ابن ابی لیلی کو روزبہ اور زرمہر کے مقابلے کے لیے

بھیجا یا۔ قعقاع اور ابن ابی لیلیٰ خالدؓ سے پہلے عین پہنچ گئے۔ خالدؓ کے پاس امراء القیس الکلبی کا خط آیا کہ ابن الہذیل بن عمران نے مصیخ میں اور ربیعہ بن بجیر نے ثنی اور بشر میں فوجیں جمع کی ہیں یہ لوگ عقہ کے انتقام کے جوش میں روز بروز زرمہر کے پاس جا رہے ہیں۔

خالد کا حیرہ پر عیاض بن غنم کو اپنا نائب مقرر کرنا

یہ جانتے ہی خالدؓ نے حیرہ پر عیاض بن غنم کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود وہاں سے روانہ ہوئے خالدؓ کے مقدمۃ الجیش کے افسر اقرع بن حابس تھے۔ خالدؓ نے خنافس جانے کے لیے وہی راستہ اختیار کیا جس سے قعقاع اور ابی لیلیٰ گئے تھے عین میں آ کر خالدؓ ان دونوں سے مل گئے۔ یہاں آ کر خالدؓ نے قعقاع کو امیر فوج بنایا اور ان کو حصید روانہ کیا اور ابولیلیٰ کو خنافس بھیجا اور حکم دیا کہ دشمنوں اور ان کے بھڑ کانے والوں کو گھیر کر ایک جگہ جمع کر و اور اگر وہ جمع نہ ہوں تو اسی حالت میں ان پر حملہ کر دو مگر وہاں پہنچ کر انھوں نے توقف سے کام لیا۔

حصید کا واقعہ

قعقاع نے جب دیکھا کہ زرمہر روزبہ کچھ حرکت نہیں کرتے تو حصید کی طرف بڑھے اس طرف کو عربی اور عجمی فوجوں کا سردار روزبہ تھا۔ جب روزبہ نے دیکھا کہ قعقاع اس کے قصد سے آ رہے ہیں تو اس نے زرمہر سے امداد طلب کی۔ زرمہر نے اپنی فوج پر مہوذان کو اپنا نائب مقرر کیا اور بذات خود روزبہ کی مدد کے لیے آیا۔ حصید پر طرفین کا مقابلہ ہوا بڑی شدت کی جنگ ہوئی۔ اللہ نے عجمیوں کی بہت بڑی تعداد کو قتل کرایا۔ قعقاع نے زرمہر کو قتل کیا، روزبہ بھی مارا گیا۔ اس کو عصمہ بن عبداللہ نے قتل کیا جو ضبہ میں سے حارث بن طریف کی اولاد میں سے تھے۔ عصمہ برہ میں سے تھے، جس قبیلے کے تمام افراد نے ہجرت کی تھی وہ براہ کہلاتا تھا اور جس قبیلے کے ایک حصے نے ہجرت کی تھی وہ خیرہ کہلاتا تھا اس طرح مسلمان مہاجرین بعض خیرہ تھے اور بعض بررہ۔ اس جنگ میں بہت سارا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ حصید کے بھاگے ہوئے لوگ خنافس میں جا کر جمع ہوئے۔

خنافس

ابولیلیٰ بن فدا کی اپنی مزید کمک کی فوجوں کو لے کر خنافس کی طرف گئے۔ حصید کے بھاگے ہوئے لوگ مہوذان کے پاس پہنچے تھے، مہوذان کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ خنافس چھوڑ کر سب کے ساتھ مصیخ بھاگ گیا۔ وہاں کا افسر ہذیل بن عمران تھا۔ خنافس کی فتح کے لیے ابولیلیٰ کو کچھ دشواری پیش نہیں آئی۔ ان تمام فتوحات کی اطلاع خالدؓ کی خدمت میں بھیج دی گئی۔

مصیخ بن البرشاء

مصیخ پر حملہ

خالدؓ کو حصید کی فتح اور اہل خنافس کے بھاگنے کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے ایک خط لکھا جس میں قعقاع، عبد اور عروہ سے ایک رات اور ایک وقت مقرر کر کے مصیخ پر ملنے کا وعدہ کیا۔ مصیخ حوران اور قلت کے درمیان ہے۔ خالد عین سے مصیخ روانہ ہوئے انھوں نے گھوڑوں کو ساتھ لیا اور اونٹ پر خود سوار ہوئے۔ جناب اور بروان میں منزلیں طے کرتے

ہوئے حنی پہنچے اور مقررہ رات کو طے شدہ وقت آتے ہی خالدؓ اور ان کے افسروں نے مصیخ پر ایک سے حملہ کر دیا۔ اور ہذیل اس کی فوج اور تمام پناہ گزینوں پر جو سب پڑے سو رہے تھے تین طرف سے حملہ کیا۔ ہذیل چند لوگوں کے ساتھ جان بچا کر بھاگ گیا مگر اور تمام لوگ قتل ہو گئے لاشوں سے میدان اس طرح پٹ گیا کہ گویا بکریاں ذبح کی ہوئی پڑی ہیں۔

حرقوص بن نعمان کا مخلصانہ مشورہ دینا

حرقوص بن نعمان نے ان لوگوں سے دانشمندانہ بات کہی تھی اور ان کو مخلصانہ مشورہ دے کر مسلمانوں سے ڈرایا تھا۔ مگر انھوں نے اس کا کہنا نہ مانا، اس حملہ سے قبل حرقوص نے چند اشعار کہے تھے جن کا ایک مصرعہ یہ ہے" الا سقیانی قبل خیل ابی بکر "(ترجمہ: مجھے ابوبکرؓ کے سواروں کی آمد سے پہلے شراب سے سیراب کر دو) اس رات کو حرقوص بنی ہلال کی ایک عورت ام تغلب سے شادی رچانے میں مشغول تھا۔ اس شب خون میں وہ عورت اور عبادہ بن بشر اور امراء القیس بن بشر اور قیس بن بشر مارے گئے۔ یہ سب بنی ہلال سے ثوریہ کی اولاد تھے۔

غلطی سے ایک مسلمان کا قتل

مصیخ کی لڑائی میں جریر بن عبداللہ کے ہاتھ سے قبلہ نمر کا ایک شخص عبدالعزیٰ بن ابی رہم بن قرواش بھی مارا گیا وہ اوس مناب تمری کا بھائی تھا۔ اس کے اور لبید بن جریری کے پاس ان کے اسلام لانے کے متعلق حضرت ابوبکرؓ کا عطا کیا ہوا ایک صداقت نامہ موجود تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کا نام عبدالعزیٰ بدل کر عبداللہ رکھا تھا۔ ابوبکرؓ کے پس حملے کی رات کا اس کا یہ قول بھی پہنچا تھا۔ **سبحانک اللھم رب محمد** (ترجمہ: اے خدا اے محمد کے رب تیری ذات پاک ہے اسی لیے آپ نے جریری اور بلید کا خون بہا دکھایا۔ یہ دونوں جنگ میں قتل ہوئے تھے۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ لوگ اہل حرب کے ٹھہرے ہوئے تھے لہٰذا ہم پر ان کے قتل کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ان کی اولاد کی پرورش کا آپ نے مناسب انتظام کر دیا تھا۔ مالک بن نویرہ اور ان دونوں کے قتل کی وجہ سے عمرؓ خالدؓ پر الزام لگاتے تھے لیکن ابوبکرؓ انس کے جواب میں یہ کہتے تھے کہ جو مسلمان دشمنوں کے ملک میں ان کے ساتھ سکونت پذیر ہوں گے ان کے لیے یہ صورت پیش آنا ممکن ہے۔

حرقوس کا قتل

عدی بن حاتم کا بیان ہے کہ جس رات کو ہم نے اہل مصیخ پر حملہ کیا تھا ایک شخص حرقوص بن نعمان نامی قبیلہ نمر کا تھا اس کی بیوی اور لڑکے لڑکیاں وہاں اس کے گرد جمع تھے درمیان میں شراب کا ایک کونڈا رکھا تھا وہ سب اس پر جھکے ہوئے تھے اور کہتے تھے اس وقت رات کی اب پچھلی گھڑیوں میں شراب کون پیئے، حرقوس نے کہا ارے پی لو، یہ آخری پینا ہے، مجھے امید نہیں کہ پھر کبھی تم شراب پی سکو گے دیکھو خالدؓ العین میں ہے اور اس کی فوج حصید میں اس کو ہمارا یہاں جمع ہونا معلوم ہو گیا ہے۔ اب وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

الا فاشربوا من قبلی قاصمة الظھر
لبید انتفاغ القوم بالعکر الاثر
وقبل منایا المصیبة بالقدر

لحین لعمر لایزید ولا یجری

ترجمہ: پی لو اس سے پہلے کہ ہماری موت کی وہ گھڑی آئے جو خدا کی قسم
ٹل نہیں سکتی، اور اس سے پہلے کہ ہماری قوم کے لاشے پھولے ہوئے،
کمر کی ہڈیاں وٹے ہوئے اور مٹی میں ملے ہوئے زمین پر پڑے ہوں،
حرقوص اسی حالت میں تھا کہ ایک سوار نے بڑھ کر اس کا سر قلم کر دیا۔
اتفاق کی بات کہ اس کا سر اسی شراب کے کونڈے میں گرا۔ اس کے لڑکے
لڑکے قتل کر دیئے گئے اور لڑکیاں گرفتار کر لی گئیں۔

الثنی اور البریل کا واقعہ

الثنی پر اسلامی لشکر کا حملہ اور فتح

عقہ کے انتقام کے جوش میں ربیعہ بن بجیر اپنی فوج کو لے کر الثنی اور البشر میں اترا اس نے روز بہ زرمہر اور ہذیل سے بھی آ ملنے کا وعدہ لے لیا تھا ادھر خالدؓ نے مصیخ کی جنگ فتح کر کے قعقاع اور ابولیلی کو اپنے آگے روانہ کر دیا اور رات مقرر کر کے طے کیا کہ ہم سب مصیخ کی طرح یہاں بھی تین مختلف سمتوں سے دشمن پر حملہ کریں گے اس کے بعد خالدؓ مصیخ سے چل کر حوران پھر انق پھر الحماۃ پہنچے۔ یہ مقام آج کل قبیلہ کلب کی ایک شاخ بنی جنادہ بن زہیر کی قبضے میں ہے۔ الحماۃ سے بڑھ کر الزمیل آئے اس جگہ کا نام البشر بھی ہے اور الثنی اسی سے ملا ہوا۔ یہ دونوں مقام آج کل رصافہ کا شرقی حصہ ہیں۔ الثنی سے خالدؓ نے اپنی مہم کا آغاز کیا یہاں ان کے دونوں ساتھی بھی ان سے مل گئے ان تینوں نے رات کے وقت تین طرف سے ربیعہ کی فوج پر اور ان لوگوں پر جو بڑی شان سے لڑنے کے لیے جمع ہوئے تھے۔ شب خون مارا اور تلواریں سونت کر ان کا ایسا صفایا کیا کہ کوئی بھاگ کر کہیں خبر بھی نہ دے سکا ان کی عورتیں گرفتار کر لی گئیں۔ بیت المال کا خمس نعمان بن عوف بن نعمان شیبانی کے ذریعے ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیا گیا اور باقی مال غنیمت اور عورتیں مجاہدین میں تقسیم کر دی گئیں۔ ان میں سے بنت ربیعہ بن بجیر تغلبی کو حضرت علیؓ نے خرید یا تھا جن سے آپ کے یہاں عمر اور رقیہ پیدا ہوئیں۔

الزمیل کی فتح

ہذیل نے بھاگ کر الزمیل میں عتاب بن فلان کے پاس پناہ لی عتاب ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بشر میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ اس تک ربیعہ کے خاتمے کی خبر پہنچے خالدؓ نے اس پر بھی تین طرف سے شب خون مارا۔ اس معرکے میں اس کثرت سے آدمی قتل ہوئے کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوئے تھے اور بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ خالدؓ نے ایک قسم کھائی تھی کہ ان کے گھر میں گھس کر اچانک ختم کروں گا۔ یہ قسم اس وقت پوری ہوگئی خالدؓ نے مال غنیمت مسلمانوں میں بھیج تقسیم کر دیا اور خمس صباح بن فلان المزنی کے ذریعے ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجدیا۔ اس خمس میں درج ذیل عورتیں بھی تھیں۔ موذن النمری کی لڑکی، لیلی بنت خالدؓ، ریحانہ بنت الہذیل بن ہبیرہ۔

خالدؓ البشر سے الرضاب کی طرف مڑے وہاں کا افسر بلال بن عقہ تھا۔ اس کی فوج کو جب خالدؓ کے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ اس سے پھر گئی۔ مجبوراً بلال وہاں سے کھسک گیا الرضاب کو لینے میں مسلمانوں کو کوئی مشکل پیش

نہیں آئی۔

الفراض کا واقعہ

تغلب کو اچانک ختم کر کے اور رضاب پر قبضہ کر کے خالدؓ الفراض پہنچے الفراض پر شام، عراق اور جزیرے کے راستے آ کر ملتے تھے۔ یہاں خالدؓ رمضان کے روزے نہیں رکھ سکے، اس سفر میں خالدؓ کو بہت سی لڑائیاں پے در پے پیش آئیں۔ شعرانے جس قدر رجزیہ نظمیں ان لڑائیوں کے متعلق کہیں ان سے قبل کی کسی لڑائی کے متعلق نہیں کہی تھیں۔

مسلمانوں کے اجتماع کو دیکھ کر اہل روم کی رگِ حمیت کا جوش میں آنا

فراض میں مسلمانوں کے اجتماع کو دیکھ کر اہل روجم کی مردہ رگ جوش میں آ گئی اور وہ بہت غصے ہوئے۔ انھوں نے اپنے قریب کی اہل فارس کی فوجی چوکیوں سے نیز قبائل تغلب، ایاد اور نمر سے امداد مانگی۔ ان سب نے رومیوں کی مدد کی اس کے بعد یہ لوگ خالدؓ سے لڑنے کے لیے آگے بڑھے جب دریائے فرات بیچ میں رہ گیا تو انھوں نے خالدؓ سے کہا کہ دریا کو عبور کر کے یا تو تم اس طرف آ و یا ہم تمہاری طرف آتے ہیں، خالدؓ نے کہا تم ہی عبور کر کے اس پار آ جاؤ۔ انھوں نے کہا اچھا تم سامنے سے ہٹ جاؤ ہم عبور کر کے آتے ہیں۔ خالدؓ نے کہا یہ نہیں ہوسکتا۔ البتہ یہاں سے ذرا نیچے جا کر پار ہو سکتے ہو۔

یہ واقعہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۲ ہجری کا ہے۔

رومیوں اور فارسیوں کا آپس میں اختلاف ہونا

رمیوں اور فارسیوں میں اس پر اختلاف ہوا ان میں سے بعض کی رائے یہ تھی کہ ہم کو اپنے ہی ملک میں رہ کر لڑنا چاہئے کیونکہ یہ شخص اپنے دین کی حمایت کے لیے لڑ رہا ہے وہ بڑا سمجھدار اور صاحب علم ہے۔ بخدا وہ کامیاب ہوگا اور ہم لوگ ناکام ہو کر ذلت اٹھائیں گے۔ مگر اس رائے پر ان لوگوں نے عمل نہیں کیا اور خالدؓ کی فوج سے نیچے جا کر دریا کو عبور کیا جب سب لوگ پار ہو گئے تو اہل روم نے اہل فارس سے کہا کہ اب الگ الگ ہو جاؤ تا کہ معلوم ہو جائے کہ اچھا یا برا نتیجہ کس کے سر ہے۔ چنانچہ یہ لوگ الگ الگ ہو گئے۔ اس کے بد معرکہ شروع ہوا۔ بہت دیر تک شدید خونریزی ہوتی رہی بالآخر اللہ نے ان کو شکست دی۔ خالدؓ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان کا پیچھا کرو اور ان کو دم نہ لینے دو چنانچہ ایک ایک جماعت اپنے دستے کے تیروں سے دشمن کے بڑے بڑے گروہ کو گھیرتا تھا اور اس کے بعد تلوار کے گھاٹ اتارتا تھا۔ فراض کی لڑائی میں عین میدان جنگ میں اور پھر تعاقب میں ایک لاکھ آدمی مارے گئے۔

اس جنگ سے فارغ ہو کر خالدؓ نے فراض میں دس دن قیام کیا اور ۲۵ ذیقعدہ ۱۲ ہجری کو اپنی فوج کو عاصم بن عمرو کی سرکردگی میں حیرہ واپس جانے کی اجازت دی اور ساقہ کے دستے پر شجرہ بن الاغر کو متعین کیا اور خود بظاہر ساقہ میں شریک ہوئے۔

خالدؓ کا حج کرنا

۲۵ ذیقعدہ کو خالدؓ چپکے سے حج کرنے کے لیے روانہ ہوئے ان کے ساتھ اور بھی چند لوگ تھے۔ خالدؓ شہر دن اور بستیوں کو چھوڑتے ہوئے سیدھے مکی کی طرف چل کر پہنچے یہ راستہ اہل جزیرہ کے راستوں میں سے ایک تھا اس قدر

عجیب اور دشوار گذار راستہ پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ اسی طرح فوج سے انکی غیر حاضری بہت تھوڑے عرصے رہی ابھی فوج کا آخری حصہ حیرہ میں نہ پہنچا تھا کہ خالدؓ حج سے فارغ ہو کر اپنے بنائے ہوئے ساقہ سے آملے اور اسکے ساتھ حیرہ میں داخل ہو گئے خالدؓ اور ان کے رفیق سر منڈائے ہوئے تھے، ساقہ کے ان چند لوگوں کے سوا جو خالدؓ کے ساتھ تھے اور کسی کو خالدؓ کے حج کی بالکل خبر نہیں ہوئی۔ ابو بکرؓ کو بھی بعد میں اس کی اطلاع ہوئی آپ نے خالدؓ کو اس کی یہ سزا دی کہ ان کو شام بھیج دیا۔

مختلف علاقوں کی فتوحات

خالدؓ کا یہ سفر حج تمام شہروں کو چھوڑتے ہوئے سیدھے مکے کی سمت کو ہوا تھا یہ راستہ اس طرح گیا ہے کہ فراض سے ماء العنبر ی کو پھر ثقب کو پھر ذات عرق کو اور وہاں سے مشرق کی طرف مڑ کر عرفات پہنچا دیتا ہے۔ یہ راستہ الصد کے نام سے موسوم ہے۔

حج سے فارغ ہو کر خالدؓ حیرہ جا رہے تھے کہ ان کو راستے میں ابو بکرؓ کا حکم ملا کہ حیرہ سے دور اور شام سے قریب ہوتے چلے آؤ۔ ابو بکرؓ نے اپنے خط میں خالدؓ کو حکم دیا تھا کہ تم یہاں سے روانہ ہو کر یرموک میں مسلمانوں کی جماعت سے مل جاؤ کیونکہ وہاں وہ دشمن کے نرغے میں گھر گئے ہیں۔ اور یہ حرکت جو تم نے اب کی ہے آئندہ کبھی تم سے سرزد نہ ہو۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تمہارے سامنے دشمن کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں اور تم مسلمانوں کو دشمن کے نرغے سے صاف بچا لاتے ہو، اے ابو سلیمان میں تم کو تمہارے خلوص اور خوش قسمتی پر مبارک باد دیتا ہوں۔ اس مہم کو پایہ تکمیل کو پہنچاؤ اللہ تمہاری مدد فرمائے اور تمہارے دل میں فخر پیدا نہ ہونا چاہیئے کیونکہ فخر کا انجام خسارہ اور رسوائی ہے۔ اور نہ اپنے کسی فعل پر نازاں ہونا کیونکہ فضل و کرم کرنے والا صرف خدا ہے۔ اور وہی اعمال کا صلہ دیتا ہے۔ ہیثم البکائی راوی ہیں کہ کوفے کے وہ لوگ جو یہ جنگیں لڑ چکے تھے جب معاویہ کو اپنے ساتھ کوئی زیادتی کرتے دیکھتے تو کہا کرتے تھے کہ معاویہ کیا چاہتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم ذات السلاسل کے شہسوار ہیں۔ وہ لوگ ذات السلاسل سے لے کر فراض تک کی جنگوں کو اس شان سے بیان کرتے تھے کہ گویا ان سے قبل اور بعد کی لڑائیاں بالکل ہیچ تھیں۔

اہل انباء کی جلا وطنی اور خالدؓ سے صلح کرنا

علی بن محمد ﷺ کی روایت میں یہ مذکور ہے کہ خالدؓ انبار پہنچے اہل انبار نے جلا وطنی پر خالدؓ سے صلح کر لی مگر بعد میں ان لوگوں نے کچھ رقم پیش کی جس کو خالدؓ نے قبول کر لیا اور ان کو ان کے وطن میں برقرار رکھا۔ اس کے بعد خالدؓ نے بغداد کے بازار پر العال کی منڈی کی طرف سے چڑھائی کی اور اس کے لیے مثنیٰ کو بھیجا۔ مثنیٰ نے اس بازار پر حملہ کیا اس میں قضاعہ اور ابو بکر کے لوگ جمع تھے اس بازار کا تمام مال مال غنیمت میں شامل کر لیا گیا۔ اس کے بعد خالدؓ عین التمر پہنچے اور اس کو بجبر فتح کیا جنگجوؤں کو قتل کیا اور باقی افراد کو لونڈی غلام بنایا اور ان کو ابو بکرؓ کی خدمت میں بھیجدیا۔ یہ سب سے پہلے لونڈی غلام تھے جو عجم سے مدینے آئے۔ پھر خالدؓ دومۃ الجندل گئے وہاں اکیدر کو قتل کیا اور اس کی لڑکی جودی کو لونڈی بنایا اس کے بعد واپس آکر حیرہ میں قیام کیا۔

۱۲ ہجری کے دیگر واقعات

اسی سنہ میں عمرؓ نے عاتکہ بن زید سے نکاح کیا۔ اسی سنہ میں ابومرثد الغنوی فوت ہوئے۔ اسی سنہ میں ماہ ذی الحجہ میں ابوالعاصی بن الربیع فوت ہوئے اور انھوں نے زبیر کو وصیت کی اور حضرت علیؓ نے ان کی لڑکی سے نکاح کیا۔ اسی سنہ میں حضرت عمرؓ نے اپنے غلام اسلم کو خریدا۔

غلام سے قصاص لینے کا واقعہ

اس باب میں تاریخ دانوں کے درمیان اختلاف ہے کہ اس سال امیر حج کون تھے۔ بعض کا قول ہے کہ اس سال کے امیر حج ابوبکرؓ تھے، اس کی تائید بن ماجدہ اسہمی کے اس بیان سے ہوئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے ۱۲ ہجری میں حج کیا تھا اور میں اپنے گھر کے ایک غلام سے سختی سے پیش آیا تھا اس نے اپنے دانتوں سے میرا کان پکڑ لیا اور اس میں کاٹ کھایا اور اس کے برعکس واقعہ پیش آیا۔ غرضیکہ ہمارا معاملہ ابوبکرؓ کی خدمت میں پیش ہوا آپ نے فرمایا ان دونوں کو عمرؓ کے پاس لے جاؤ وہ تحقیق کریں کہ اگر اور زخم ہڈی تک پہنچ گیا ہے تو قصاص لیں، جب ہم عمرؓ کے سامنے پیش کئے گئے تو انھوں نے دیکھ کر کہا خدا کی قسم یہ زخم تو ہڈی تک پہنچ گیا ہے۔ بلاؤ حجام کو اور حجام کا نام لیتے ہی حضرت عمرؓ نے یہ حدیث روایت کی کہ میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے اپنی خالہ کو ایک غلام دیا ہے خدا سے امید ہے کہ وہ ان کے لیے باعث برکت ثابت ہوگا مگر میں نے ان کو اساب سے روک دیا ہے کہ وہ اس کو حجام اقصاب یا سنار بنائیں۔ چنانچہ عمرؓ نے اس غلام سے قصاص لیا۔

حضرت ابوبکرؓ کے حج سے متعلق مختلف روایات

ابوحزہ یزید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ نے ۱۲ ہجری میں حج کیا تھا اور عثمان بن عفان کو اپنے بجائے مدینے پر نائب مقرر کیا تھا۔

بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ ۱۲ ہجری میں امیر حج عمرؓ تھے۔ اس کی تائید ابن اسحاق کی روایت سے ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے زمانہ خلاف میں کوئی حج نہیں کیا بلکہ ۱۲ ہجری کے حج کے لیے آپ نے عمرؓ یا عبدالرحمٰن بن عوف کو امیر حج مقرر کیا تھا۔

۱۳ ہجری کا آغاز
اس سال کے واقعات کا تذکرہ

شام کی طرف فوجوں کی روانگی

اس سال ابوبکرؓ نے مکے سے مدینے واپس آ کر شام کو فوجیں روانہ کی تھیں، ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ۱۲ ہجری کے حج سے واپس آ کر ابوبکرؓ نے شام کی طرف فوجیں بھیجنے کا انتظام کیا۔ چنانچہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو

فلسطین کی جانب روانہ کیا انھوں نے معرقہ کا راستہ اختیا کیا جو ایلہ پر سے گزرتا ہے۔ اور یزید بن سفیان، ابوعبیدہ بن الجراح اور شرحبیلؓ کو جن میں سے آخر الذکر ایک امدادی دستے کے افسر تھے، یہ حکم دیا کہ تم شام کے بالائی علاقہ بلقا پر سے گزرتے ہوئے تبوکیہ چلے جاؤ۔ اور علی بن محمدﷺ کی روایت اس طرح سے ہے کہ اس کے بعد ابتدائے ۱۳ ہجری میں ابوبکرؓ نے شام کو فوجیں روانہ کیں۔ سب سے پہلے شخص جن کو آپ نے جھنڈا دیکر امیر بنایا۔ خالد بن سعید ہیں مگر اس سے پہلے کہ وہ روانہ ہوں ان کو معزول کر کے یزید بن سفیان کو امیر بنادیا، شام کو روانہ ہونے والے امراء میں یزید سب سے پلے امیر ہیں، یہ لوگ سات ہزار مجاہدین کو لے کر شام گئے تھے۔

خالدؓ بن سعید کی معزولی

ابوبکرؓ نے خالدؓ بن سعید کو اس لیے معزول کیا تھا کہ رسول اللہﷺ کی وفات کے بعد جب خالدؓ بن سعید یمن سے واپس آئے تو انھوں نے وہ دو ماہ تک ابوبکرؓ سے بیعت نہیں کی تھی وہ کہتے تھے کہ مجھ کو رسول اللہﷺ نے امیر بنایا تھا اور اپنی وفات تک مجھے اس عہدے سے آپ نے معزول نہیں فرمایا یہ خالدؓ علیؓ بن ابی طالب اور عثمان بن عفان کے پاس گئے اور ان سے کہا اے بنی عبد مناف حکومت پر غیروں نے قبضہ کرلیا اور تم چین سے بیٹھے رہے ابوبکرؓ نے تو خالدؓ کی ان باتوں کی کوئی پروا نہیں کی مگر عمرؓ کے دل میں ان کی طرف سے کھٹک پیدا ہوگئی۔ جب ابوبکرؓ نے شام کی مہم کے لیے لشکر تیار کیا تو اس سے پہلے اس کے ایک چوتھائی حصے پر خالد بن سعید کو امیر مقرر کیا مگر عمرؓ نے اس کو ناپسند کیا اور ابوبکرؓ کو بار بار ٹوکتے رہے آخر کار ابوبکرؓ نے خالدؓ بن سعید کو معزول کر کے یزید بن ابی سفیان کو امیر مقرر کر دیا۔

عمرؓ کا سعید کے لباس پر اعتراض

خالدؓ بن سعید یمن سے رسول اللہﷺ کی وفات کے ایک ماہ بعد مدینے واپس آئے وہ اس وقت دیباج کا جبہ پہنے ہوئے تھے اسی لباس میں خالدؓ بن سعید عمرؓ اور علیؓ ابی طالب سے ملے عمرؓ نے خالدؓ سے کہا خدا تیرا منہ توڑ دے جھوٹے تیرے دماغ میں ایسی ہی باتیں سماتی رہیں گی، مگر یاد رکھ کہ اس کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔

عمرؓ نے اس تمام گفتگو کا تذکرہ ابوبکرؓ سے کیا۔ ابوبکرؓ نے جب مرتدین کے خاتمے کے لیے فوج افسران منتخب کیئے اور ان کو جھنڈے دیے تو ان میں سے ایک خالد بن سعید بھی تھے، مگر عمرؓ نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ تو ناکارہ اور کم عقل ہے۔ اس نے ایسی بے تکی باتیں زبان سے نکالی ہیں کہ جن سے ہمیشہ فتنے برپا رہیں گے اور اس کو اپنی ان باتوں پر گھمنڈ اور اصرار بھی آپ اس سے کوئی کام نہ لیں۔ مگر ابوبکرؓ عمرؓ کی رائے سے ذرا متاثر نہ ہوئے اور خالدؓ کو تیما میں امدادی دستے پر متعین فرمادیا۔ عمرؓ کے مشورے پر آپ کبھی عمل کرتے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔

ابوبکرؓ نے خالدؓ بن سعید کو تیما جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، اطراف کے لوگوں کو اپنے سے ملنے کی دعوت دینا اور صرف ان لوگوں کو بھرتی کرنا جو مرتد نہ ہوئے ہوں بلکہ اسلام پر ثابت قدم رہے ہوں اور جب تک میرے احکام نہ ملیں جنگ کا آغاز نہ کرنا۔

رومیوں کی شکست

خالدؓ بن سعید تیما پہنچ کر وہاں ٹھہر گئے، اطراف کی بہت سی جماعتیں ان سے آملیں، رومیوں کو مسلمانوں کے اس عظیم الشان لشکر کی خبر ہوئی تو انھوں نے اپنے زیر اثر عربوں سے شام کی جنگ کے لیے فوجیں طلب کیں چنانچہ بہراء،

کلب، سلیح، تنوخ لخم، جذام اور غسان کے قبیلوں کی فوجیں زیزا، کے قریب مقام ثلث جمع ہو گئیں۔ خالدؓ نے رومیوں کی تیاری اور عرب قبائل کی آمد کے متعلق ابوبکرؓ کو اطلاع دی۔ ابوبکرؓ نے جواب میں لکھا کہ تم پیشقدمی کرو ذرا مت گھبراؤ اور اللہ سے مدد طلب کر دخالدؓ یہ جواب ملتے ہی دشمن کی طرف بڑھے مگر جب قریب پہنچے تو دشمن پر کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ سب اپنی جگہ چھوڑ کر ادھرادھر منتشر ہو گئے اور بھاگ گئے خالدؓ دشمن کے مقام پر قابض ہو گئے اکثر لوگ جو خالدؓ کے پاس جمع ہو گئے تھے مسلمان ہو گئے۔ اس کامیابی کی اطلاع خالدؓ نے ابوبکرؓ کو دی ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ تم آگے بڑھو مگر اتنا آگے نہ نکل جانا کہ پیچھے سے دشمن کو حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔ خالدؓ اپنی فوج اور تیماء کے ملے ہوئے لوگوں کو لے کر اس مقام پر ٹھہرے جو آبل، زیرا، اور تسطل کے درمیان واقع ہے یہاں ان کے مقابلے پر ایک رومی پادری باہان نامی آیا۔ خالدؓ نے اس کو شکست دی اور اس کی فوج کو تہ تیغ کر دیا اور اس کی اطلاع ابوبکرؓ کو دے کر آپ سے مزید مدد طلب کی۔

خالدؓ کے لشکر کے لیے نئی کمک

اس وقت ابوبکرؓ کے پاس یمن اور مکے اور یمن کے درمیان کے ذوالکلاع وغیرہ قبائل کے رضا کار آئے ہوئے تھے، نیز عکرمہ بھی ان کے ساتھ تہامہ، عمان، بحرین اور السرو کے لوگ تھے، جو جنگ میں کامیاب ہو کر واپس آئے تھے، ان سب کے متعلق ابوبکرؓ نے صدقات کے امراء کو لکھا تھا کہ تمہارے پاس موجود لوگوں میں سے جو تبدیلی کے خواہاں ہوں۔ ان کو بدل دو اور ان کے بجائے ان تازہ دم سپاہیوں کو متعین کر دو۔ چنانچہ وہاں کے سب لوگ تبدیل ہو گئے اسی لیے اس فوج کا نام جیش البدال پڑ گیا۔ یہ فوجیں خالدؓ بن سعید کی مدد کے لیے ان کے پاس پہنچیں، اس کے بعد بھی ابوبکرؓ لوگوں کو شام کی جنگ کے لیے ابھارنے لگے اور اس کے لیے آپ نے سخت مشقت برداشت کی۔

عمرو بن العاصی کے عمان جانے سے پہلے ان کو رسول اللہ ﷺ نے سعدؓ ہذیم، عذرہ اور اسکے ملحقات جذام اور عدس وغیرہ قبائل کے صدقات کی وصولی کے لیے کیا تھا جب عمرو عمان کی طرف روانہ ہوئے تو اس وقت بھی حضور ﷺ نے ان سے وعدہ فرمایا کہ عمان سے واپس آؤ گے تو اس عہدے پر تمھیں بھیجا جائے گا۔ چنانچہ ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے وعدے کو پورا کیا اور ان کو عامل بنا کر بھیجدیا۔

عمرو اور ولیدؓ کے نام صدیق اکبرؓ کے خطوط اور ہدایات

جب جنگ شام چھڑی اور ابوبکرؓ لوگوں کو اس میں شرکت کی ترغیب دینے لگے تو عمرو، بن العاصی کو آپ نے ایک خط لکھا جس میں یہ مضمون تحریر لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو جس عہدے پر مامور فرمایا تھا اور تمہارے عمان جانے سے قبل تم سے اس کا دوبارہ وعدہ فرمایا تھا میں نے حضور ﷺ کے وعدے کی تکمیل کے لیے تم کو اس عہدے پر بھیج دیا۔ اس طرح تمہارا تقرر دو مرتبہ عمل میں آیا ہے۔ اے ابوعبداللہ میں تم کو ایک ایسے کام میں مصروف کرنا چاہتا ہوں جو تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کے لیے بہترین ہے ہاں اگر تمھیں یہی کام پسند ہو جو اب انجام دے رہے ہو تو تمہاری مرضی۔

عمرو بن العاص کا جواب

اس کے جواب میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ابوبکرؓ کو یہ لکھا کہ میں اسلام کے تیروں میں سے ایک تیر ہوں اور اللہ کے بعد آپ ہی ایسے شخص ہیں جو ان تیروں کو چلانے اور جمع کرتے ہیں پس آپ ان میں سے ایسا تیر

انتخاب کیجئے جو نہایت سخت زیادہ خوفناک اور بہترین ہو اور اسکو اس طرف چلا دیجئے جس طرف آپ کو کوئی دقت پیش آ رہی ہو۔

اسی مضمون کا خط ابوبکرؓ نے ولید بن عقبہ کو لکھا تھا کہ مگر انھوں نے اس کے جواب میں اپنی خدمات جہاد کے لیے پیش کر دیں۔ قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے عمرو اور ولید بن عقبہ کو لکھا تھا۔ ولید قضاعہ کے نصف حصے کے صدقات کو وصول کرنے کے لیے مقرر کیے گئے تھے۔ جب ان دونوں کو آپ نے ان عہدوں پر مقرر کر کے روانہ کیا تھا تو ان کے ساتھ چلنے کے لیے کچھ دور تشریف لے گئے تھے اور دونوں کو ایک ساتھ یہ نصیحت فرمائی تھی۔

''ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ **من یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزق من یث لایحتسب ومن یتق اللہ یکفر عنہ سیاتہ ویعظم لہ اجراً** (ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس کے لیے اللہ رہائی کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اسکو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جہاں سے ملنے کا اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کو بڑا اجر دیتا ہے۔ تقوی ان چیزوں میں بہترین شے ہے جس کی وصیت بندگان خدا ایک دوسرے کو کرتے ہیں۔ تم خدا کے راستوں میں سے ایک راستے پر جا رہے ہو، لہذ جو امر تمہارے دین کی قوت اور تمہاری حکومت کی حفاظت کا موجب ہو اس میں تمہارا غفلت، کوتاہی اور فراموشی اختیار کرنا نا قابل عفو جرم ہے پس تمہاری طرف سے سستی اور آرام پسندی ہرگز نہ ہونی چاہئے''

ابوبکرؓ نے ان دونوں کو تحریری حکم بھیجا تھا کہ تم اپنے علاقوں میں اپنی طرف سے عاملین کا تقرر کرو اور اپنے اطراف کے لوگوں کو دعوت جہاد دو۔ چنانچہ عمرو نے بالائی قضاعہ پر عمرو بن فلان العذری کو تحصیلدار مقرر کیا تھا اور ولید نے مضافات قضاعہ پر جودومہ سے متصل ہے امرءالقیس کو حصیلدار مقرر کیا تھا۔ نیز عمرو اور ولید نے لوگوں کو جہاد میں شرکت کی ترغیب دی جس کی وجہ سے بیشمار آدمی ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ اس کے بعد یہ دونوں ابوبکرؓ کے احکام کا انتظار کرنے لگے۔

ابوبکرؓ نے لوگوں کو مجمع میں کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں حمد و ثنا اور صلوۃ سلام کے بعد یہ کہا کہ اے لوگو۔ ہر چیز کا ایک بلند معیار ہے جو شخص اس معیار کو حاصل کر لیتا ہے پس وہ اس کے لیے کافی ہوتا ہے۔ جو شخص صرف اس کے لیے عمل کرتا ہے اللہ اس کے ہر کام کو پورا کرتا ہے کوشش اور ارادہ کرنا تمہارا فرض ہے۔ ارادہ موثر ترین حربہ ہے۔ یاد رکھو جس کے دل میں ایمان نہیں اس کے پاس دین بھی نہیں، قرآن کریم میں جہاد فی سبیل اللہ کا بڑا ثواب آیا ہے، مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو جہاد کے لیے وقف کر دے یہ وہ تجارت ہے کہ جس کی طرف اللہ نے خاص توجہ دلائی ہے اور اس کو رسوائی سے بچنے اور دارین کی سعادت حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔

اس طرح جو رضا کار مجاہدین جمع ہوئے ان میں سے بعض کو آپ نے عمرو کے ماتحت کر دیا۔ اور عمرو کو فلسطین کا امیر مقرر کر کے ایک خاص راستے سے جانے کی ہدایت کی۔ اور بعض کو ولید کی ماتحتی میں دیا اور ان کو اردن جانے کے لیے لکھا ان کے علاوہ اور رضا کاروں کے ایک بہت بڑے لشکر پر یزید بن سفیان کو امیر بنایا ان کے لشکر میں مکے کے لوگوں میں سے سہیل بن عمرو اور ان جیسے اور ذی مرتبہ لوگ بھی شریک تھے۔ اور ایک اور جماعت کا امیر ابوعبیدہ بن الجرح

کو بنایا اوران کو حمص پر متعین کیا۔ جب یہ فوج روانہ ہوئی تو یزید بن ابی سفیان اور عبیدہ لوگوں کے بیچ میں پیدل چل رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ ان کے ساتھ چل رہے تھے اور ان کو ضروری ہدایات دیتے جاتے تھے۔

خالدؓ بن سعید کا قبل از وقت حملہ

جب ولید محاذ جنگ پر پہنچے تو خالدؓ بن سعید کو ان کی بروقت آمد سے امداد ملی نیز مسلمانوں کی وہ فوج بھی آ گئی جس کو ابوبکرؓ نے خالدؓ بن سعید کی مدد کے لیے بھیجا تھا اور وہ جیش البدال کے نام سے موسوم ہوئی تھی۔ خالدؓ کو ان لوگوں کی آمد سے اطمینان ہو گیا اور ان کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امراء بھی فوجیں لے کر یہاں پہنچنا چاہتے ہیں۔ اس لیے خالدؓ بن سعید نے اس امید پر کہ اس جنگ کی کامیابی کا سہرا میرے سر بندھے دوسرے امراء کے آنے سے پہلے ہی رومیوں پر حملہ کر دیا اور اپنی پشت خالی چھوڑ دی۔ باہان اپنے دستے کے ساتھ انکے سامنے سے ہٹ کر دمشق کی طرف پسپا ہو گیا۔ خالدؓ دشمن کی فوج میں آگے تک گھستے ہوئے مرج الصفر تک جو واقوصہ اور دمشق کے درمیان واقع ہے، پہنچ گئے۔ اس وقت ان کے ہمراہ ذوالکلاع، عکرمہؓ اور ولید بھی تھے۔

باہان کی فوجی چوکیوں کا ایک ساتھ مل کر محاصرہ کرنا

خالدؓ کے مرج الصفر میں پہنچتے ہی باہان کی فوجی چوکیوں نے ایک ساتھ مل کر ان کو گھیر لیا اور ان کے راستے روک لیے۔ خالدؓ کو اس کی خبر تک نہ ہوئی اس کے بعد باہان نے پیشقدمی کی ایک جگہ خالدؓ کے لڑکے سعید بن خالدؓ کو کچھ لوگوں کے ساتھ پانی کی تلاش میں گھومتے ہوئے پالیا باہان نے ان سب کو ختم کر دیا۔

خالدؓ کو اس کی خبر ہوئی، تو سواروں کے ایک دستے کے ساتھ وہاں سے بھاگے ان کے ساتھ کے جن لوگوں کو بھی موقع ہاتھ آیا گھوڑوں اور اونٹوں پر فرار ہو کر اپنے لشکر سے منقطع ہو گئے۔ اس شکست نے ذی المرۃ تک خالدؓ کا پیچھا نہ چھوڑا مگر عکرمہؓ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے بلکہ مسلمانوں کی مدد کرتے رہے۔ انھوں نے باہان اور اس کی فوج کو خالدؓ کا تعاقب کرنے سے باز رکھا، اس وقت عکرمہؓ کا قیام شام کے متصل کسی مقام پر تھا۔

مختلف اسلامی لشکروں کا جمع ہونا اور انکے لیے صدیقی ہدایات

اسی دوران میں شرحبیلؓ خالدؓ بن ولید کی طرف سے قاصد بن کر ابوبکرؓ کی خدمت میں آئے تھے انھوں نے لوگوں کو اپنے ساتھ جہاد پر جانے کی ترغیب دی۔ ابوبکرؓ نے ان کو ولید کی جگہ مقرر کر دیا اور مدینے کے باہر تک ان کو نصیحتیں کرتے ہوئے اور سمجھاتے تشریف لائے۔ شرحبیلؓ خالدؓ بن سعید کے پاس پہنچے تو ان کی فوج کا بیشتر حصہ شرحبیلؓ کے ساتھ ہو گیا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ کے پاس اور لوگ جمع ہو گئے آپ نے معاویہ کو ان کا امیر بنایا اور ان کو یزید سے مل جانے کا حکم دیا۔ معاویہؓ روانہ ہو کر یزید سے جا ملے جب معاویہ کا گذر خالدؓ کے پاس سے ہوا تو ان کی فوج کا بقیہ حصہ بھی معاویہؓ کے ساتھ ہو گیا۔

شام کی جنگ کے لئے عمرو کا معرقہ کے راستے سے جانا

عروہ نقل کرتے ہیں کہ عمرؓ ابوبکرؓ سے خالدؓ بن ولیدؓ اور خالدؓ بن سعیدؓ کے بارے میں کہتے رہتے تھے مگر آپ

نے خالدؓ بن ولید کے متعلق ان کی رائے نہیں مانی اور کہا کہ وہ ایک تلوار ہے جس کو خدا نے کفار کے سروں پر کھینچا ہے میں اسکو نیام میں نہیں رکھوں گا۔ اور خالدؓ بن سعیدؓ کے متعلق جب کہ ان سے یہ غلطی سرزد ہوئی عمرؓ کی بات مان گئے۔ شام کی جنگ کے لیے عمرو تو معرقہ کے راستے سے گئے تھے اور ابوعبیدہؓ اپنے مقررہ راستے سے اسی طرح یزید تبوکیہ کی طرف سے اور شرحبیلؓ اپنے مقررہ راستے سے معرقہ تھے۔ ابوبکرؓ نے ان سب امراء کے لیے شام کے الگ الگ شہر مخصوص کر دیئے تھے اور اس خیال سے کہ رومی ان کو جنگ میں بہت جلد مشغول کر لیں گے یہ حکم دینا مناسب سمجھا کہ جو لوگ بالائی علاقے پر متعین کیے گئے ہیں وہ اطراف سے جائیں اور جو اطراف پر متعین کئے گئے ہیں وہ بالائی علاقے سے گذریں اور جنگ میں اپنی اپنی آزاد رائے پر عمل کریں تاکہ ان میں خوداعتمادی پیدا ہو اور معاملات کو ایک دوسرے کے بھروسے پر نہ چھوڑ بیٹھیں چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

ابوبکرؓ کو خالد بن سعید کے شکست کھانے کی اطلاع

ابوبکرؓ کو خالدؓ بن سعید کے شکست کھانے اور ذی المرہ میں آنے کی اطلاع ہوئی تو آپ نے خالدؓ کو لکھا کہ تم اب وہیں رہو۔ خالدؓ کی قسم تمھیں مہمات میں آگے بڑھنا آتا ہے مگر بڑے بزدل اور معرکوں سے جان بچا کر بھاگنے والے ہو تم کو مہمات کو پایہ تکمیل کو پہنچانا اور مشکلات میں صبر وضبط سے کام لینا نہیں آتا۔ بعد میں جب خالدؓ کو مدینے میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی تو انھوں نے ابوبکرؓ سے معافی طلب کی اس وقت، اخطل نے کہا تم میدان جنگ میں بڑے بزدل ہو، جب خالدؓ ابوبکرؓ کے پاس سے اٹھ کر گئے تو آپ نے کہا کہ خالدؓ بن سعید کو عمرؓ اور علیؓ خوب جانتے تھے اگر میں ان کا کہنا مانتا تو خالدؓ سے ڈرتا اور ان سے بچ کر رہتا۔

ہرقل کا رومیوں کے لئے ایک بڑا لشکر تیار کرنا

اسلامی لشکر کے امراء اپنی فوجوں کو لے کر شام پہنچے۔ عکرمہؓ ان کے پشت پناہ بنے، رومیوں کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے ہرقل کو لکھا ہرقل خود چل کر حمص آیا اور رومیوں کے لیے بڑا لشکر تیار کیا اور اس کی صف آرائی کی، چونکہ اس کے پاس فوج کافی زیادہ تھی اس لیے اس نے مسلمان امراء کے مقابلے کے لیے الگ الگ امیر مقرر کیے عمرو کے مقابلے پر اپنے حقیقی بھائی تذارق کو بھیجا اس کے ساتھ نوے ہزار فوج تھی اور اس کے پیچھے ایک افسر کو ساقہ متعین کیا اُس کو بالائی فلسطین میں ثنیہ جلق پر متعین کیا، اور یزید بن ابی سفیان کے مقابلے پر جرجہ بن توزرا کو صف آرا کیا اور شرحبیلؓ بن حسنہ کے مقابلے پر تو ذراقص کو بھیجا اور فیقار بن نسطور کو ساٹھ ہزار فوج دے کر ابوعبیدہ کے مقابلے پر بھیجا۔

دشمن کی کثرتِ تعداد پر مسلمانوں کی گھبراہٹ اور تدبیر:۔

دشمن کی یہ عظیم الشان تیاری دیکھ کر مسلمانوں پر ہیبت طاری ہوگئی کیونکہ ان کی پوری فوج عکرمہؓ کے چھ ہزار چھوڑ کر صرف اکیس ہزار تھی سب نے گھبرا کر عمرو کے پاس خطوط اور قاصد دوڑائے اور پوچھا کہ بتلایئے اب کیا کرنا چاہیے عمرو نے ان سب کو قاصدوں کے ذریعے یہ کہلا بھیجا کہ اب بہترین صورت یہ ہے کہ تم سب ایک جگہ جمع ہو جاؤ کیونکہ جمع ہونے کے قلت تعداد کے باوجود تمہارا مغلوب کرنا کھیل نہیں ہے مگر تم متفرق رہے تو یاد رکھو کہ تم میں سے ایک انسان ایسا باقی نہ رہے گا جو کسی آگے والے کے کام آ سکے۔ کیونکہ ہم میں سے ہر ایک پر بڑی بڑی فوجیں مسلط کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ طے یہ ہوا کہ یرموک پر سب جمع ہو جائیں۔

عمروؓ کا دشمن کے خلاف مشورہ دینا

جو مضمون عمرو کے پاس لکھ کر بھیجا گیا تھا وہی ابوبکرؓ کے پاس بھی بھیجا گیا تھا۔ ابوبکرؓ کے پاس سے بھی ان لوگوں کو وہی ہدایت آئی جس کا مشورہ عمرو نے دیا تھا کہ جمع ہو کر ایک لشکر بن جاؤ اور اپنی فوجوں کو مشرکین کی فوجوں سے بھڑا دو تم اللہ کے ساتھی ہو اللہ اس کا مددگار ہے جو اللہ کا مددگار ہے اس کو ذلیل کرتا ہے جو اس کا انکار کرتا ہے۔ تم جیسے لوگ قلت تعداد کی وجہ سے کبھی مغلوب نہیں ہو سکتے دس ہزار بلکہ اس سے کہیں زیادہ اگر گناہوں کے طرفدار بن کر اٹھیں گے تو وہ دس ہزار سے ضرور مغلوب ہو جائیں گے۔ لہٰذا تم گناہوں سے محترز رہو اور یرموک میں مل کر کام کرنے کے لیے جمع ہو جاؤ تم میں سے ہر امیر اپنی فوج کے ساتھ نماز ادا کرے۔

ہرقل کی رومیوں کو ہدایات

ہرقل کو مسلمانوں کے یرموک پر جمع ہونے کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے پادریوں کو لکھا کہ تم میں رومیوں کے پاس جمع ہو جاؤ اور ان کو ایسے مقام پر ٹھہراؤ جس میں کافی گنجائش اور وسعت ہو اور بھاگنے والوں کے لیے راستہ تنگ ہو۔ تمہاری فوج کا سپہ سالار تذارق کو مقرر کیا جاتا ہے مقدمے پر جرجہ اور میمنے اور میسرے پر باہان اور دراقص متعین کیے جائیں اور امیر حرب فیقار کو بنایا جائے میں تمہیں یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ باہان تمہارے پیچھے تمہاری مدد کے لیے موجود ہے۔ چنانچہ پادریوں نے ہرقل کے حکم کی تعمیل کی واقوصہ میں اپنی فوجوں کو فروکش کیا واقوصہ یرموک کے کنارے پر واقع ہے، اس وادی نے ان کو خندق کا کام دیا جس کی وجہ سے وہ ایک ناقابل تسخیر گھاٹی بن گیا۔ باہان کی اور اس کے رفیقوں کی خواہش یہ تھی کہ رومیوں کے دل سے مسلمانوں کی دہشت نکل جائے اور وہ ان کو ہوا سمجھنا چھوڑ دیں۔

رومیوں کا محاصرہ

مسلمان اپنی جائے اجتماع سے اٹھ کر رومیوں کے بالکل سامنے ان کے راستے پر ٹھہر گئے۔ رومیوں کے لیے اس کے سوا اور کوئی راستہ نہ تھا۔ یہ دیکھ کر عمرو بول اٹھے مسلمانوں مبارک ہو اللہ کی قسم رومی محصور ہو گئے اب ان سے کچھ بننا مشکل ہے۔ مسلمان رومیوں کے سامنے ان کا راستہ روکے ہوئے صفر ۱۳ ہجری سے ربیع الاول، ربیع الثانی تک پڑے رہے اور ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور نہ خود ان تک پہنچ سکے کیونکہ رومیوں کے پیچھے واقوصہ کی گھاٹی تھی اور سامنے خندق تھی۔ مسلمان جب کبھی ان پر بڑھتے پسپا کر دیے جاتے۔ ربیع الاول یوں ہی ختم ہو گیا ماہ صفر میں مسلمانوں نے یہاں کے واقعات کی اطلاع ابوبکرؓ کو دے دی تھی اور ان سے کمک طلب کی تھی، ابوبکرؓ نے خالدؓ بن ولید کو لکھا کہ تم امداد کے لیے پہنچو اور عراق پر مثنیٰ کو اپنا نائب مقرر کر جاؤ چنانچہ خالدؓ ربیع الاخر میں اسلامی لشکر سے جا ملے۔

رومیوں کو شکست

سیف کا بیان ہے کہ جب مسلمان یرموک پہنچے تو انھوں نے ابوبکرؓ کو امداد کے لیے لکھا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اس مہم کے لیے خالدؓ کی ضرورت ہے۔ خالدؓ اس وقت عراق کے گورنر تھے۔ ابوبکرؓ نے خالدؓ کو تاکیداً لکھا کہ شام روانہ ہو جاؤ اور جلد پہنچنے کا حکم دیا۔ خالدؓ اسی وقت شام پہنچے ادھر باہان رومیوں کی مدد کے لیے آیا اس نے اپنی فوج کے آگے آگے آفتاب پرستوں، راہبوں اور پادریوں کو متعین کیا تھا کہ یہ لوگ فوج کو جنگ کے لیے بھڑکائیں۔ اور ان کے دلوں میں

جوش پیدا کریں۔ اتفاق سے خالدؓ اور باہان کی آمد بیک وقت ہوئی باہان جنگ کے لیے اس انداز سے بڑھا ویا میدان اس کا ہے۔ خالدؓ باہان سے لڑنے لگے اور دوسرے امراء اپنے مقابلے کے رومیوں سے لڑنے لگے۔ باہان نے شکست کھائی اور اس کے بعد اور رومیوں نے بھی یکے بعد دیگرے شکست کھائی اور اپنی خندق میں گھس گئے۔ رومیوں نے تو باہان کی آمد کو فال نیک تصور کیا تھا اور مسلمانوں کو خالدؓ کے آنے سے خوشی ہوئی تھی مسلمان خوب جوش سے لڑے اور مشرکین بھی زور شور سے لڑے۔

مشرکین کی تعداد دو لاکھ چالیس ہزار تھی۔ ان میں سے اسی ہزار کے پاؤں میں بیڑیں پڑی ہوئی تھیں اور چالیس ہزار زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے تاکہ جان دینے کے سوا بھاگنے کا خیال بھی ان کے دل میں نہ آئے اور چالیس ہزار نے خود کو اپنی پگڑیوں سے باندھ لیا تھا۔ اسی ہزار سوار اور اسی ہزار پیدل تھے۔ اور مسلمان ستائیس ہزار تو پہلے سے موجود تھے اور نو ہزار خالدؓ کے ساتھ آئے تھے جس سے ان کی مجموعی تعداد چھتیس ہزار ہوگئی تھی۔ جمادی الاول میں ابوبکرؓ بیمار ہوگئے اور جمادی الاخر کے درمیان میں اس فتح سے دس روز انتقال کر گئے۔

یرموک کا واقعہ

ابوبکرؓ نے شام کے امیروں کے لے الگ الگ شہر نامزد کیے تھے۔ ابوعبیدہ بن عبداللہ بن الجراح کے لیے حمص، یزید بن ابی سفیان کے لیے دمشق، شرحبیلؓ بن حسنہ کے لیے اردن اور عمرو بن العاص اور علقمہ بن مجزر کے لیے فلسطین کا تعین کیا تھا مگر علقمہ اس جنگ سے فارغ ہونے کے بعد مصر چلے گئے تھے۔ جب مسلمان شام کے قریب پہنچے تو دشمنوں کا ٹڈی دل دیکھ کر ان کے ہوش اڑ گئے اس لیے سب کی رائے ہوئی کہ ایک جگہ جمع ہو جائیں اور مسلمانوں کی پوری فوج کو دشمن کی پوری فوج سے ٹکرا دیا جائے۔ خالدؓ نے یہ دیکھ کر مسلمان امراء الگ الگ آزاد رائے سے اپنی فوجوں کو لڑا رہے ہیں ان سے کہا کہ اے سردارو کیا آپ ایسا مشورہ ماننے کے لیے تیار ہو جس سے امید ہے کہ خدا دین کو سربلند کرے گا اور آپ کے مراتب میں کوئی کمی نہ آئے گی۔

خالدؓ اور عبادہ کا بیان ہے کہ شام میں ان چاروں امراء کے ساتھ ستائیس ہزار کا لشکر پہنچا۔ تین ہزار سپاہی خالدؓ بن سعید کے پاس کے بھاگے ہوئے تھے جن کا امیر ابوبکرؓ نے معاویہ وار شرحبیلؓ کو بنایا تھا اور دس ہزار عراق کی کمک کے تھے جو خالد بن ولید کے ساتھ آئے تھے۔ علاوہ ازیں چھ ہزار وہ تھے جو خالدؓ بن سعید کے بعد عکرمہؓ کے ساتھ جمے اور پشت پناہ بنے رہے تھے اس طرح مسلمانوں کا پورا لشکر چھیالیس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔

خالدؓ کے آنے تک یہ سب امراء اپنی فوجوں کے لڑانے میں کسی ایک امیر کے تابع نہیں تھے یرموک میں ابوعبیدہ کا لشکر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے لشکر کے پڑوس میں تھا اور شرحبیلؓ کا لشکر یزید بن ابی سفیان کے لشکر کے پڑوس میں ٹھہرا ہوا تھا۔ کبھی کبھی ابوعبید عمرو کے ساتھ اور شرحبیلؓ یزید کے ساتھ نماز پڑھ لیتے تھے مگر عمرو اور یزید ابوعبیدہ اور شرحبیلؓ کے ساتھ کبھی نہیں پڑھتے تھے۔ خالدؓ نے آ کر یہ حالت دیکھی تو انھوں نے اپنے لشکر کو علیحدہ ٹھہرایا اور اہل عراق کے ساتھ نماز پڑھی۔

رومیوں کی شکست

اس وقت مسلمان رومیوں کی کمک دیکھ کر پریشان ہو رہے تھے اور رومی باہان اور اس کی فوجوں کے آنے سے خوش تھے۔ اب طرفین میں لڑائی ہوئی۔ رومیوں کو خدا نے شکست دی وہ ان کی امدادی فوج مجبوراً پسپا ہو کر خندقوں تک

ہٹ گئی۔ واقوصہ ان خندقوں کی آخری حد تھی۔ ایک مہینے تک یہ لوگ اپنی خندق میں گھسے رہے راہب پادری اور سورج کے پجاری ان کو ابھارتے اور کہتے کہ اگر آج تم نہ بڑھے تو نصرانیت کا خاتمہ ہے۔ اس سے رومیوں میں ایسا جوش پیدا ہوا اور وہ اس شدید لڑائی کے لیے میدان کی طرف بڑھے جس کی نظیر بعد کی لڑائیوں میں نہیں ملتی۔

مسلمانوں کو رومیوں کے میدان کے طرف آنے کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے آزادنہ لڑانے کا ارادہ کیا۔ مگر خالدؓ نے سب امراء کو جمع کیا اور حمد و ثناء کے بعد حسب ذیل تقریر کی۔

> ''آج کا دن خدا کے اہم ترین دنوں میں سے ہے آج کسی کو فخر اور تکبر نہ کرنی چاہیے۔ خلوص نیت سے جہاد کرو عمل صرف خدا کے لیے کرو۔ آج کی کامیابی ہمیشہ کی کامیابی ہے ایک مرتب اور منظم لشکر سے تمہارا آزادی اور انتشار کے ساتھ لڑنا کسی طرح جائز اور مناسب نہیں اگر ان کو جو تم سے دور ہیں یہاں کی کیفیت کا ایسا ہی علم ہو جیسا کہ تم کو حاصل ہے تو وہ بھی تم کو اس طرح لڑنے کی ہرگز اجازت نہ دیں گے۔ جس امر میں تمھیں کوئی خاص حکم نہیں ملا ہے اس کو ایک ایسی رائے کے ساتھ انجام دو گویا وہ تمہارے والی اور اس کے خیرہ خواہوں کا حکم ہے''

خالدؓ کی اسلام لشکر کے لیے ہدایات

یہ سن کر ان لوگوں نے کہا بتلائیے آپ کی کیا رائے ہے۔ خالدؓ نے کہا ابوبکرؓ نے ہم لوگوں کو اس خیال سے بھیجا تھا کہ ہم اس مہم کو باآسانی سر کرلیں گے۔ اگر ان کا خیال کے واقعات اور حالات کا علم ہوتا تو وہ تم کو الگ الگ رکھنے کے بجائے اکٹھا رکھتے۔ مسلمانوں کے لیے یہ موقع اس سے پہلے کے مواقع کی بہ نسبت بہت سخت ہے اور مشرکین کو چونکہ کافی مدد مل گئی ہے اس لیے ان کے حق میں سازگار ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ دنیا نے تم کو متفرق کر دیا ہے اللہ اکبر تم میں سے ہر ایک شخص الگ الگ شہر کے لیے نامزد کر دیا گیا ہے۔ اگر ان سرداروں میں سے کسی ایک کے مطیع ہو جاؤ تو اس سے نہ تمہارے مراتب میں فرق آئے گا اور نہ اس کو کوئی بڑائی حاصل ہوگی کسی ایک کو اپنا امیر تسلیم کر لینے سے خدا اور خلیفہ رسول کے نزدیک تمہارا درجہ کم نہ ہوگا۔ دیکھو دشمن کی تیاری کتنی عظیم الشان ہے اگر آج ہم نے ان کو خندق میں دھکیل دیا تو پھر ہمیشہ دھکیلتے رہیں گے اور اس کے برعکس اگر آج انھوں نے ہمیں شکست دے دی تو آئندہ ہمارے پنپنے کا کوئی مکان نہیں۔ ہونا یہ چاہیئے کہ امارت کے عہدے کو باری باری کر دیا جائے آج ہم میں سے ایک شخص امیر ہو کل دوسرا اور پرسوں تیسرا یہاں تک کہ آپ سب کو امیر بننے کا موقع مل جائے۔ اور آج کا امیر مجھے بنا دو۔

خالدؓ کو امیر تسلیم کرنا

چنانچہ سب نے خالدؓ کو امیر تسلیم کر لیا۔ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ رومیوں کی آج کی یورش بھی اور دنوں کی طرح کی ہے اور ابھی یہ چپقلش اور طول کھینچے گی۔ مگر اب کی دفعہ رومیوں کی صف آرائی ایسی باضابطہ تھی کہ اس کی مثال اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آئی تھی اس کے مقابلے میں خالدؓ نے اپنے لشکر کو جس طریقے سے مرتب کیا وہ عربوں کے لیے بالکل نیا تھا۔

خالدؓ کا اپنی فوج کو بہت سے دستوں میں تقسیم کرنا

خالدؓ نے اپنی فوج کو بہت سے دستوں میں تقسیم کر دیا جن کی تعداد چھتیس تا چالیس بیان کیا جاتی ہے۔ خالدؓ نے کہا تمہارے دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ اپنی کثرت پر اترایا ہوا ہے۔ ایسی ترتیب جس کی وجہ سے ہمارا لشکر دشمن کو بظاہر زیادہ نظر آئے صرف یہ ہے کہ اس کے بہت سے دستے بنا دیے جائیں۔ چنانچہ خالدؓ نے قلب کے متعدد دستے بنائے اور ان پر ابوعبیدہ کو متعین کیا۔ اور میمنے کے متعدد دستے بنا کر ان پر شرحبیلؓ کو متعین کیا۔ میسرے کے کئی دستے بنائے اور ان پر یزید بن ابی سفیان کو متعین کیا۔ عراق کی فوجوں کے ایک دستے پر قعقاع بن عمرو تھے۔ ایک دستے پر مذعور بن عدی، اور ایک دستے پر عیاض بن غنم ایک دستے پر ہاشم بن عتبہ، ایک دستے پر زیاد بن حنظلہ، اور خالدؓ بن سعید ایک دستے میں تھے اور خالد بن سعید کے بھاگے ہوئے لوگوں کے ایک دستے پر وحیہ بن خلیفہ، اور ایک دستے پر امراؤ القیس، ایک دستے پر یزید بن، ایک دستے پر ابوعبیدہ ایک دستے پر عکرمہؓ، ایک دستے پر سہیل، ایک دستے پر عبدالرحمٰن بن خالدؓ، ان کی عمر اس وقت اٹھارہ سال تھی، ایک دستے پر حبیب بن مسلمہ، ایک دستے پر صفوان بن امیہ، ایک دستے پر سعید بن خالدؓ، ایک دستے پر ابوالاعوز بن سفیان، ایک دستے پر ابن ذی الخمار اور میمنے کے ایک دستے پر عمارہ بن مخشی بن خویلد، ایک دستے پر شرحبیلؓ ان کے ساتھ خالدؓ بن سعید بھی تھے، ایک دستے پر عبداللہ بن قیس، ایک دستے پر عمرو بن عبسہ، ایک دستے پر سمط الاسود، یک دستے پر ذوالکلاع، ایک اور پر معاویہ بن خدیج، ایک دستے پر جندب بن عمرو بن حمہ، ایک دستے پر عمرو بن فلان، ایک دستے پر لقیط بن عبدالقیس بن بجرہ جو بنی فزارہ میں کے بنی ظفر کے حلیف تھے اور میسرے میں ایک دستے پر یزید بن ابی سفیان اور ایک دستے پر زبیر، ایک دستے پر خوشب ذوظلیم ایک دستے پر قیس بن عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن مازن ن صعصعہ جو قبیلہ جوازن سے تھے اور بنی نجار کے حلیف تھے، ایک دستے پر عصمہ بن عبداللہ جو بنی نجار کے حلیف اور بنی اسد میں سے تھی، ایک دستے پر ضرار بن الازور، ایک دستے پر مسروق بن فلان، ایک دستے پر عتبہ بن ربیعہ بن بہز جو بنی عصمہ کے حلیف تھے، ایک دستے پر جاریہ بن عبداللہ الاشجعی جو بنی سلمہ کے حلیف تھے، ایک دستے پر قباث تھے، اور لشکر کے قاضی ابوالدرداء تھے اور قصہ گو ابوسفیان بن حرب تھے اور بدرقے کے افسر قباث بن اشیم، اور سامان کے افسر عبداللہ بن مسعود تھے۔

نیز ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس لشکر کے قاری مقداد تھے، بدر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ سنت جاری فرمادی تھی کہ مقابلے کے وقت جہاد کی سورۃ یعنی سورۃ الانفال تلاوت کی جائے بعد میں مسلمانوں نے اس پر ہمیشہ عمل کیا۔

ایک سو صحابہ کو شرکت بدر کی سعادت حاصل ہونا

عبادہ اور خالد کا بیان ہے کہ یرموک کی جنگ میں ایک ہزار صحابہ رسول اللہ ﷺ شریک تھے اور ان میں ایک سو وہ صحابہ تھے جن کو بدر میں شریک ہونے کی سعادت حاصل ہو چکی تھی، ابوسفین کچھ دور چلتے پھر دستوں کے سامنے ٹھہر جاتے اور یہ کہتے اللہ اللہ تم حامیان عرب اور انصار سلام ہو اور وہ حامیان روم اور انصار شرک ہیں الٰہی یہ جنگ صرف تیرے نام کے لیے ہے اے خدا اپنے ان بندوں پر اپنی مدد نازل فرما۔

جنگ کا آغاز

ایک شخص نے خالدؓ سے کہا ادھو رومی کتنے زیادہ ہیں اور مسلمان کتنے کم ہیں۔ خالدؓ نے کہا ادھو رومی کتنے کم اور مسلمان کتنے زیادہ ہیں۔ اس کے بعد آپ نے کہا فوجیں سے کثیر اور ناکامی سے قلیل ہوتی ہیں نہ کہ آدمیوں کی تعداد

رہے۔اے کاش میرے گھوڑے کا پاؤں اچھا ہوتا پھر چاہے دشمن تعداد میں دو گنے ہوتے۔خالدؓ کے گھوڑے کا پاؤں چلتے چلتے زخمی ہوگیا تھا۔

رجزیہ اشعار پڑھ کر جنگ کو شروع کرنا

تمام انتظامات سے فارغ ہو کر خالدؓ نے عکرمہؓ اور قعقاع کو جو قلب کے دونوں بازوؤں پر متعین تھے جنگ کے شروع کرنے کا حکم دیا۔چنانچہ ان دونوں صاحبوں نے رجزیہ اشعار پڑھ کر جنگ کو شروع کر دیا۔جنگ کی آگ بھڑک گئی۔لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے اور سواروں پر سوار حملے کرنے لگے۔یہاں یہ ہو ہی رہا تھا کہ اتنے میں مدینے سے ڈاک والا آ گیا۔سواروں نے اس کو گھیر لیا اور پوچھا کہو کیا خبر ہے اس نے کہا کچھ نہیں خیریت ہے۔تمہاری امداد کے لیے فوجیں آ رہی ہیں۔مگر اصل واقعہ یہ تھا کہ وہ ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع اور ابوعبیدہ کی امارت کا حکم لایا تھا۔لوگوں نے برید کو خالدؓ کے پاس پہنچایا۔اس نے خالدؓ کو چپکے سے ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع دی۔اور فوج کے لوگوں سے جو کچھ کہا تھا اس سے بھی خالدؓ کو باخبر کر دیا۔خالدؓ نے کہا تم نے بہت اچھا کیا۔تم ٹھہرو۔اور اس کے ہاتھ سے خط لے کر اپنے ترکش میں ڈال لیا۔کیونکہ خالدؓ کو اندیشہ ہوا کہ اگر یہ خبر لشکر کو معلوم ہوگئی تو ان میں ابتری پھیل جائے گی۔محمیہ بن زنیم خالدؓ کے پاس کھڑے ہوگئے، مدینے کے قاصد یہی تھے۔

خالدؓ اور جرجہ کے باہمی مذاکرات

جرجہ اپنی فوج سے نکل کر دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہو گیا اور آواز دی۔خالدؓ اپنی فوج سے نکل کر میرے پاس آئیں، خالدؓ بڑھ کر اس کے پاس پہنچے اور اپنی جگہ ابوعبیدہ کو کھڑا کر گئے۔جرجہ نے خالدؓ کو دونوں صفوں کے درمیان ٹھہرا لیا، دونوں اتنے قریب ہوگئے کہ ان کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں مل گئیں کیونکہ دونوں نے ایک دوسرے کو امان دیدی تھی۔

جرجہ نے کہا اے خالدؓ سچ کہنا، جھوٹ نہ بولنا، شریف جھوٹا نہیں ہوتا، اور نہ مجھے دھوکا دینا کیونکہ کریم النفس انسان ایسے شخص کو دھوکا نہیں دیتا جو خدا کا واسطہ دے کر آتا ہے۔کیا اللہ نے تمہارے نبی پر آسمان سے کوئی تلوار اتاری ہے اور انھوں نے وہ تلوار تم کو دے دی ہے کہ تم جس قوم پر اس تلوار کو کھینچتے ہو وہ شکست ہی پاتی ہے۔الدؓ نے کہا ایسا تو نہیں ہے جرجہ نے پوچھا پھر تمہارا نام سیف اللہ کیوں ہے؟

مشرکوں کے لئے سب سے زیادہ سخت مسلمان

خالدؓ نے کہا اللہ نے ہم میں اپنے ایک نبی کو مبعوث کیا اس نے ہم کو دعوت دی پہلے تو ہم میں سے کسی نے اس کی بات نہ مانی بلکہ اس سے الگ الگ رہے مگر کچھ عرصے کے بعد بعض لوگوں نے اس کی تصدیق کی اور اس کے پیرو ہوگئے اور بعض اس سے دور رہے اور اس کو جھٹلایا۔میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے اس کو جھٹلایا اس سے دور رہے اور اس سے لڑے۔مگر پھر اللہ نے ہمارے دلوں اور پیشانیوں کو پکڑ لیا اور ہم کو ہدایت دی ہم نے اس کی پیروی کی، پھر اس پیغمبر خدا نے مجھ کو فرمایا کہ تم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہو جس کو اللہ نے مشرکین پر کھینچا ہے۔آپ نے میرے لیے مدد کی دعا فرمائی ہے۔یہی وجہ ہے کہ میں سیف اللہ مشہور ہوں اور مشرکوں کے لیے سب سے زیادہ سخت مسلمان ہوں، جرجہ نے کہا بیشک تم مجھ سے سچ کہہ رہے ہو۔

جرجہ کے سوالات

جرجہ نے پھر کہا اے خالدؓ بتلاؤ تم مجھے کن باتوں کی طرف دعوت دیتے ہو۔ خالدؓ نے کہا میں تم کو اس امر کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ تم شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور اقرار کرو کہ محمد ﷺ جو کچھ لائے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہے، جرجہ نے کہا اور جو شخص تمہاری اس بات بات کو نہ مانے۔ خالدؓ نے کہا وہ جزیہ ادا کرے ہم اس کے جان مال کی حفاظت کریں گے۔ جرجہ نے کہا اگر کوئی جزیہ بھی نہ دے۔ خالدؓ نے کہا ہم اس کے ساتھ اعلان جنگ دیں گے اور اس کے بعد اس سے لڑیں گے، جرجہ نے کہا اچھا جو شخص تمہاری اس دعوت کو آج قبول کرے اس کا درجہ کیا ہوگا؟ خالدؓ نے کہا خدا تعالیٰ ﷻ نے ہم پر جو فرائض عائد کیے ہیں ان کے لحاظ سے اعلیٰ، ادنیٰ اور اول، آخر سب برابر اور ہم رتبہ ہیں۔

جرجہ کا قبول اسلام

جرجہ نے کہا اے خالدؓ جو شخص آج تمہارے مذہب میں داخل ہوتا ہے کیا اس کو وہ اجر وثواب ملے گا جو تم کو ملے گا۔ خالدؓ نے کہا ہاں بلکہ ہم سے زیادہ۔ اس نے کہا وہ تمہارے برابر کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ تم اس سے پہلے اسلام قبول کر چکے ہو۔ خالدؓ نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ اسلام میں اس وقت داخل ہوئے تھے اور اپنے نبی ﷺ سے ہم نے اس وقت بیعت کی تھی جبکہ وہ ہم میں زندہ تھے۔ آسمان پر سے آپ پر خبریں آتی تھیں آپ ہم کو کتابوں کی خبریں سناتے تھے اور اللہ کی نشانیاں دکھاتے تھے۔ ہماری طرح جس شخص نے یہ چیزیں دیکھی اور سنی ہیں اس کا تو فرض تھا کہ وہ اسلام قبول کر کے آپ سے بیعت کرلے مگر تم نے وہ عجیب باتیں اور وہ خدائی نشانیاں کہاں دیکھی یا سنی ہیں جن کا ہم کو موقع ملا ہے۔ اس لیے تم میں سے جو شخص صداقت اور خلوص نیت سے اس دین میں داخل ہوگا وہ ہم سے افضل ہوگا۔

جرجہ کا خالدؓ کی صداقت تسلیم کرنا

جرجہ نے کہا خالد قسم سے کہو کہ تم نے مجھ سے یہ باتیں سچ کہی ہیں تم نے مجھے دھوکا تو نہیں دیا اور نہ میرا دل خوش کرنا چاہا۔ خالدؓ نے کہا اللہ کی قسم میں نے تم سے سچ کہا ہے، مجھے تمہاری یا تم میں سے کسی کا ذرا خوف نہیں ہے۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے تمہارے سوالات کا جواب ٹھیک ٹھیک دیا ہے، جرجہ نے کہا کہ میں آپ کی صداقت کو تسلیم کرتا ہوں۔ پھر اس نے اپنی ڈھال کو پلٹ دیا اور خالدؓ کے ساتھ چلا آیا اور ان سے درخواست کی کہ آپ مجھے اسلام کی تعلیم دیجیے خالدؓ جرجہ کو اپنے ساتھ اپنے خیمے میں لائے، اس کے اوپر مشکیزہ انڈیل کر آپ نے اس کو غسل کرایا اس کے بعد جرجہ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

جرجہ کی شہادت

جرجہ کو خالدؓ کے ساتھ پلٹے دیکھ کر رومیوں نے حملہ کر دیا وہ سمجھے کہ جرجہ حملہ کرتا ہوا جا رہا ہے رومیوں نے اس حملے سے مسلمانوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا مگر مددگار دستے جن کے افسر عکرمہؓ اور حارث بن ہشیم تھے، اپنی جگہ جمے رہے۔ اس کے بعد خالدؓ اور ان کے ساتھ جرجہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر واپس آئے اس وقت رومی مسلمانوں کی فوج میں گھسے ہوئے تھے، خالدؓ نے مسلمانوں کو للکارا جس سے ان کے قدم جم گئے اور رومی اپنی جگہوں کو واپس ہو گئے۔ خالدؓ

رومیوں پر چھڑ دوڑے تلواروں پر تلواریں چلنے لگیں یہاں تک کہ دن چڑھتے سے لے کر غروب آفتاب تک خالدؓ اور جرجہ دشمنوں کی گردنیں اڑاتے رہے۔ آخر کار جرجہ شہید ہو گئے۔ جرجہ نے ان دو رکعت کے علاوہ جو انھوں نے اسلام لانے وقت پڑھی تھیں، اور کوئی نماز سجدے کے ساتھ ادا نہیں کی۔ ظہر اور عصر کی نمازیں سب نے اشاروں سے ادا کی تھیں۔

رومیوں کو شکست

رومیوں کے پاؤں اکھڑ گئے خالدؓ ان کے قلب میں سواروں اور پیدلوں کے بیچ میں گھس گئے۔ دشمنوں کا یہ میدان لڑنے کے لیے تو کافی وسیع تھا مگر بھاگنے کے لیے اس کا راستہ تنگ تھا خالدؓ آگے بڑھ آئے تو دشمن کے سواروں کو بھاگنے کا راستہ مل گیا اور وہ بھاگ گئے اور اپنی پیدل فوج کو میدان جنگ میں چھوڑ گئے ان بھاگنے والوں کو ان کے گھوڑے جنگل میں ادھر ادھر بھگائے لیئے پھرنے لگے۔ اس وقت مسلمانوں نے نماز میں دیر کردی چنانچہ فتح حاصل ہونے کے بعد نماز ادا کی۔

خالدؓ کا پیدل مسلمانوں کی طرف متوجہ ہونا

مسلمانوں نے یہ دیکھ کر رومی سوار بھاگنا چاہتے ہیں ان کو راستہ دیدیا اور مزاحمت نہیں کی۔ یہ لوگ بھاگ کر مختلف شہروں میں منتشر ہو گئے۔ پھر خالدؓ اور مسلمانوں پیدلوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو کاٹ کاٹ کر یہ حالت کردی گویا کہ ایک عظیم الشان دیوار تھی جو گرادی گئی، رومی اپنی خندق میں گھس گئے خالدؓ وہاں بھی پہنچے وہاں سے جان بچا کر رومیوں نے واقوصہ کی گھاٹی کی طرف رخ کیا جن لوگوں کے پاؤں میں بیڑیاں اور زنجیریں پڑی ہوئی تھیں وہ اس گھاٹی میں ادھر ادھر گرنے لگے بلکہ ان میں سے جو لڑنے کے لیے جم کر کھڑے رہنا چاہتے ان کو وہ لے مرتا جس کے دل پر دہشت طاری ہوتی تھی۔ ایک ایک کے گرنے سے دس دس کی جان پر آ بنتی تھی۔ ذرا دو آدمی جھکتے اور ان کے ساتھی کے باقی لوگ بے بس ہو جاتے، ایک لاکھ بیس ہزار رومی واقوصہ کی گھاٹی کی نذر ہوئے ان میں سے اسی ہزار پابجولاں تھے اور چالیس ہزار کھلے ہوئے یہ تعداد ان سواروں اور پیدلوں کے علاوہ ہے جو جنگ میں قتل ہوئے۔ اس جنگ کے مال غنیمت میں سے ہر سوار کو پندرہ سو کا حصہ دیا گیا تھا۔

فقہ اور معزز سرداروں کا شرم وغیرت سے اپنی ٹوپیوں سے منہ چھپانا

فیقاء اور بعض دوسرے معزز رومی سرداروں نے شرم اور غیرت کے مارے اپنی ٹوپیوں سے اپنے منہ چھپائے اور بیٹھ گئے اور کہا آج اگر ہم نصرانیت کی حمایت کرنے اور یوم مسرت دیکھنے کے قابل نہیں ہیں تو ہم اس ذلت اور بدبختی کے دن کو بھی دیکھنا نہیں چاہتے چنانچہ ان لوگوں کو اسی حالت میں قتل کر دیا گیا۔

خالدؓ خندق میں داخل ہونے کے بعد تذارق کے خیمے میں جا ٹھہرے اور صبح تک اسی میں قیام کیا آپ کے سوار اس خیمے کو گھیرے رہے اور لوگ صبح تک قتل وغارت میں مصروف رہے۔

حضرت عکرمہؓ کی شجاعت

اسی روز عکرمہؓ بن ابی جہل نے جوش میں آ کر کہا میں وہ شخص ہوں جس نے ہر میدان میں رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی ہے۔ کیا آج کی لڑائی میں تم سے ڈر کر بھاگ جاؤں گا۔ اس کے بعد عکرمہؓ نے بلند آواز سے کہا آؤ موت کے

لیے کون بیعت کرتا ہے، یہ سنتے ہی حارث بن ہشام ارضرار اور بن الازور اور ان کے علاوہ چار سو ذی مرتبت مسلمانوں اور شہ سواروں نے عکرمہؓ کے ہاتھ پر موت کے لیے بیعت کی انھوں نے خالدؓ کے خیمے کے سامنے قتل کا بازار گرم کر دیا جب لڑتے لڑتے یہ لوگ زخموں سے چور ہو گئے تو میدان سے اٹھا کر لائے گئے ان میں سے اکثر مجاہد شہید ہو گئے کچھ لوگ تندرست ہوئے جن میں سے ایک ضرار بن الازور ہیں۔

جب صبح ہوئی تو لوگ عکرمہ کو زخمی حالت میں خالدؓ کے پاس لائے۔ خالدؓ نے ان کا سر اپنی ران پر رکھا اس کے بعد اسی حالت میں عکرمہؓ کے بیٹے عمرو کو لائے۔ خالدؓ نے ان کا سر اپنی پنڈلی پر رکھا۔ خالدؓ ان دونوں جانباز باپ بیٹے کے منہ سے خون پونچھتے جاتے اور ان کے حلق میں پانی کے قطرے ٹپکاتے جاتے اور کہتے جاتے تھے کہ ان الخنہ نے غلط کہا تھا کہ ہم لوگ حصول شہادت سے گریز کریں گے۔

عورتوں کی شجاعت

ابوامامہ اور عبادہ بن الصامت جنگ یرموک میں شریک تھے۔ ابوامامہ کا بیان ہے کہ یرموک کے معرکے میں مسلمان عورتیں بھی لڑی تھیں چنانچہ ابوسفیان کی بیٹی جویریہ بھی ایک جماعت کے ساتھ نکل کر لڑی تھیں۔ یہ اپنے شوہر کے ساتھ تھیں ایک شدید لڑائی کے بعد شہید ہو گئیں۔ اسی روز ابوسفیان کی آنکھ میں ایک تیر آ کر لگا تھا جس کو ابوحثمہ نے ان کی آنکھ سے نکالا تھا۔

اشتر کی بہادری

ارطاۃ بن جہیش کی روایت ہے کہ یرموک کی لڑائی میں اشتر موجود تھے یہ جنگ قادسیہ میں شریک نہیں ہوئے تھے اس روز رومیوں کی صف میں سے ایک شخص نکل کر آیا اور اس نے للکارا کون مقابلے پر آتا ہے یہ سن کر اشتر اس کے مقابلے کیلیے نکلے دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیے، اشتر نے کہا یہ لے۔ اور میں ایادی تو جوان ہوں، رومی نے کہا کہ خدا نے تجھ جیسے میری قوم میں بکثرت پیدا کیے ہیں۔ اگر تو میری قوم سے نہ ہوتا تو میں رومیوں کے لیے تجھ سے ختم کر دیتا مگر اب میں ان کی مدد نہیں کرتا۔

شہداء کی تعداد

جنگ یرموک میں تین ہزار مسلمان زخمی اور شہید ہوئے تھے ان میں یہ لوگ بھی تھے عکرمہؓ، عمرو بن عکرمہؓ، سلمہ بن ہشام، عمرو بن سعید، ابان بن سعید، خالدؓ بن سعید اور طفیل بن عمرو، اور ضرار بن الازور یہ تندرست ہو کر زندہ رہے۔ اور طلیب بن عمیر بن وہب جو بنی عبد بن قصی سے تھے اور ہبار بن سفیان اور ہشام بن العاصی۔

جنگ یرموک سے متعلق دیگر روایات

عمرو بن میمون اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب خالدؓ شام کو اہل یرموک کی امداد کے لیے جارہے تھے تو ان کو رومی علاقے کا ایک عرب ملا، اس نے کہا اے خالد رومیوں کی تعداد دو لاکھ یا اس سے بھی زیادہ ہے اس لیے اگر تم اپنے مددگاروں میں واپس چلے جاؤ تو بہتر ہے، خالدؓ نے کہا کیا تو مجھے رومیوں سے ڈراتا ہے، خدا کی قسم میری آرزو تو یہ ہے کہ میرے گھوڑے کا پاؤں تندرست ہو اور رومی اپنی تعداد سے دوچند ہوں۔ چنانچہ خدا نے رومیوں کو باوجود

کثرت تعداد کے خالدؓ کے ہاتھوں شکست دی۔

ارطاۃ بن جہیش کہتے ہیں کہ اس روز خالدؓ نے یہ کہا، تعریف اس خدا کے لیے زیبا ہے جس نے ابوبکرؓ پر موت کا حکم جاری کر دیا۔ وہ مجھے عمرؓ سے زیادہ محبوب تھے اور عریف اس خدا کے لیے زیبا ہے جس نے عمر کو حاکم بنادیا وہ مجھے ابوبکرؓ کے مقابلے میں ناپسند تھے۔ مگر پھر مجھ سے جبراً ان کی محبت کرائی۔

ہرقل کا حج کے لئے جانا

خالدؓ بن سعید کی شکست یابی سے پہلے ہرقل حج کے لیے بیت المقدس گیا ہوا تھا، ابھی وہ وہاں مقیم تھا کہ اس کو مسلمانوں کے لشکر کے قریب آنے کی اطلاع ملی، اس نے رومی سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ میری رائے میں ان لوگوں سے جنگ نہ کرو بلکہ مصالحت کرلو، کیونکہ خدا کی قسم اگر شام کی نصف آمدنی کو اُن کو دیدو اور نصف تم رکھو اور اس کے معاوضے میں روم کے تمام پہاڑ تمہارے قبضے میں رہ جائیں تو یہ اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہ لوگ روم کے پہاڑوں میں تمہارے حصہ دار بن جائیں ہرقل کی بات سن کر اس کے بھائی اور داماد نے بہت ناک چڑھائی اور دوسرے حاضرین نے بھی اس کی رائے کو پسند نہیں کیا۔

ہرقل کا اپنے بھائی کو جنگ کے لئے روانہ کرنا

ہرقل نے یہ دیکھ کر کہ یہ لوگ اس کے مشورے کے مخالف اور اس پر اعتراض کر رہے ہیں اپنے بھائی کو مقابلے کے لیے بھیجا اور افسران فوج کا تعین کیا اور مسلمانوں کے ہر لشکر کے مقابلے کے لیے الگ لشکر روانہ کیا، اور جب مسلمانوں کے لشکر سب ایک جگہ جمع ہوگئے تو اس نے بھی فوجوں کو حکم دیا کہ سب ایک وسیع اور مستحکم مقام پر پڑاؤ ڈالیں، اس لیے وہ لوگ واقوصہ میں ٹھہرے اور خود ہرقل بیت المقدس سے حمص میں آ گیا، یہاں آ کر جب اس کو اطلاع ملی کہ خالدؓ نے سُوئی پر پہنچ کر پہلے اس کے خاندان اور املاک کا خاتمہ کر دیا ہے پھر بُصریٰ جا کر اس کو بھی فتح کرلیا ہے اور عذراء کی بھی اینٹ سے اینٹ بجادی ہے تو اس نے اپنے اہل دربار سے کہا دیکھا، میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم ان لوگوں سے نہ لڑو تم میں سے اس قوم سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے، اُن کا دین ایک نیا دین ہے جو اُن کے صبر و ثبات کو تقویت پہنچاتا رہتا ہے ان کے مقابلے میں گویا موت کے منہ میں جانا ہے۔

اہل دربار نے ہرقل کی یہ گفتگو سن کر کہا کہ آپ کو چاہیئے کہ اپنے دین کی حفاظت کے لیے جنگ کریں، لوگوں کو بزدل نہ بنائیں اور جو آپ کا فریضہ ہے اس کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کریں، ہرقل نے کہا، میری خواہش اور کیا ہوسکتی ہے میں بھی تو تمہارے مذہب کی ترقی کا خواہش مند ہوں۔

جب اسلامی فوجیں یرموک پہنچیں تو مسلمانوں نے رومیوں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے سپہ سالار سے ملنا اور گفتگو کرنا چاہتے ہیں لہذا ہمیں اس کا موقع دو اس کی اطلاع رومی سپہ سالار کو کی گئی، اس نے مسلمانوں کے وفد کو آنے کی اجازت دی، اس وفد کے ارکان درج ذیل حضرات تھے، ابوعبیدہ، یزید بن ابی سفیان، حارثہ بن ہشام، ضرار الازور اور ابوجندل بن سہیل، اس روز بادشاہ کے بھائی کے لشکر کے بیچ میں تیس ریشمی خیمے نصب کیے گئے تھے اور اُن پر تیس دیبا کے پردے آویزاں کیے گئے تھے، جب مسلمانوں کا وفد اُن آراستہ خیموں کے پاس پہنچا تو انھوں نے اُس کے اندر قدم رکھنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہمارے مذہب میں ریشم کا استعمال حرام ہے تمہارے سپہ سالار کو چاہیئے کہ ہم سے ملنے باہر آئے، مجبوراً اس کو باہر کے فرش پر آنا پڑا، اس واقعے کی اطلاع ہرقل کو ہوئی، تو اس نے

کہا گیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا، یہ پہلی ذلت ہے، مگر شام، اے کاش شام برباد نہ ہو افسوس رومی منحوس بچے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے، رومیوں اور مسلمانوں کی مصالحت کی گفتگو ناکام رہی ابوعبیدہ اوراُن کے رفقاء واپس آ گئے اور رومیوں کو دھمکی دے کر آئے چنانچہ لڑائی ہوئی اور مسلمان فتح یاب ہوئے۔

مسلمانوں کا گھاٹی چٹانوں پر چڑھ دوڑنا

شام کے لوگوں اور بوڑھوں کا بیان ہے کہ جس روز خالد لشکر کے امیر بنے اسی رات کو اللہ نے رومیوں کو شکست دی، مسلمان گھاٹی کی چٹانوں پر چڑھ دوڑے اور لشکر کے مال پر قابض ہو گئے اس جنگ میں رومیوں کے بڑے مرتبے والے لوگ بڑے بڑے سردار اور شہ سوار قتل ہوئے ہرقل کا بھائی تذارق بھی گرفتار اور قتل ہوا، اس ہزیمت کی اطلاع ہرقل کو ہوئی وہ اس وقت حمص سے اس طرف مقیم تھا، فوراً وہاں سے چل دیا اور حمص کو اپنے اور اپنی فوج کے درمیان کرلیا اور دمشق کی طرح یہاں بھی ایک شخص کو امیر بنا کر حمص میں چھوڑ گیا، شکست دینے کے بعد مسلمان سواروں کے دستوں نے رومیوں کا دور تک تعاقب کیا، جب امارات کا مصنف ابوعبیدہ کو ملا تو انھوں نے کوچ کا حکم دیدیا مسلمان رومیوں کا پیچھا کرتے ہوئے سفر کرتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے مرج الصفر میں اپنی فوجوں کو ٹھہرایا۔

ابوامامہ کا درختوں کے درمیان پھر کر حالات معلوم کرنا

ابوامامہ کہتے ہیں کہ مرج الصفر پہنچ کر مجھ کو طلایہ گردی کے لیے روانہ کیا گیا میرے ساتھ دو سوار اور تھے میں غوطہ پہنچا اور اس کے مکانوں اور درختوں کے درمیان پھر کر حالات معلوم کرتا رہا، میرے ایک رفیق نے کہا، جہاں تک کا تم کو حکم دیا گیا تھا، وہاں تک پہنچ چکے ہو اب واپس چلو اور ہماری جانیں نہ گنواؤ، میں نے اس سے کہا اچھا تم صبح تک یا میری واپسی تک یہیں ٹھہرو اور میں آگے چلا یہاں تک کہ شہر پناہ کے دروازے تک پہنچ گیا وہاں مجھے ایک شخص بھی باہر پھرتا ہوا نظر نہیں آیا، میں نے اپنے گھوڑے کی لگام نکالی اور توبرا اس کے منہ میں لٹکا دیا اور اپنے نیزے کو زمین میں گاڑ دیا اس کے بعد اپنا سر رکھ کر سو گیا جب دروازہ کھولنے کے لیے کنجی کو حرکت دی گئی اس وقت میں بیدار ہوا، میں اٹھا، صبح کی نماز ادا کی، پھر گھوڑے پر سوار ہوا، اس کے بعد دربان پر نیزے سے حملہ کر کے اس کا کام تمام کیا اور وہاں سے جلدی سے واپس ہو گیا، اندر کے لوگ مجھے پکڑنے کے لیے نکلے مگر اس ڈر سے کہ شاید میرا کوئی ساتھی کمین میں بیٹھا ہو، مجھ سے الگ الگ رہے، اتنی دیر میں میں اپنے اس رفیق کے پاس پہنچ گیا جس کو وہاں کھڑا کر آیا تھا، جب ان لوگوں نے اس کو دیکھا تو کہا ہاں اس کا کمین وہ ہے، اب وہ اپنے کمین کے پاس پہنچ گیا، پھر وہ لوگ واپس ہو گئے۔ اس کے بعد میں اور میرا ساتھی چلکر اپنے پہلے ساتھی کے پاس پہنچے اور وہاں سے روانہ ہو کر ہم مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہو گئے۔

ابوعبیدہ نے ارادہ کرلیا تھا کہ عمرؓ کی رائے اور ان کا حکم آنے تک یہاں سے نہیں ہلوں گا چنانچہ جب حکم آ گیا تو وہاں سے انھوں نے کوچ کیا اور دمشق پر اترے اور یرموک میں بشیر بن کعب بن ابی الحمیری کو فوج کا ایک دستہ دیکر چھوڑ آئے۔

قباث کا عجیب واقعہ

قُباث کہتے ہیں کہ فتح یرموک کی اطلاع لے جانے والے وفد میں جو مدینے جا رہا تھا، میں بھی اس میں شریک تھا اس جنگ میں ہم لوگوں کو بہت کافی مال غنیمت ملا تھا، اس سفر میں ہمارا رہبر ہمیں ایک ایسے شخص کے چشمے

پر لے گیا جس کا میں زمانۂ جاہلیت میں شاگرد تھا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب میں بڑا ہو گیا اور مجھ کو یہ احساس ہوا کہ اپنے لیے کچھ کمانا چاہیے تو بعض لوگوں نے مجھے اس شخص کا پتا دیا، میں اس کے پاس پہنچا اور اپنا ارادہ ظاہر کیا اس نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ میرے پاس چلے آئے، میں نے اس شخص کو دیکھا تو وہ عرب کے شیروں میں سے ایک شیر تھا اس کے کھانے کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دن میں اونٹ کا پٹھہ مع کھال کے چٹ کر جاتا تھا اور پٹھے کے علاوہ اتنا ہی اور گوشت کھا جاتا تھا صرف اتنا ہے باقی چھوڑتا کہ جس سے میرا پیٹ بھر جائے۔ جب وہ کسی قبیلے پر غارتگری کے لیے جاتا تو مجھ کو قریب میں چھوڑ دیتا تھا، اور کہتا کہ جب کوئی شخص تمہارے پاس سے یہ رجز گاتا ہوا گذرے تو تم سمجھ جانا کہ وہ میں ہوں اور میرے ساتھ مل جانا، اس طرح ایک عرصے تک میں اس کے ساتھ رہا اس نے میرے لیے کافی جمع کر دیا، وہ مال لے کر میں اپنے گھر آیا، وہ میری پہلی کمائی تھی، اس کے بعد میں اپنی قوم کا سردار ہو گیا اور عرب کے بڑے لوگوں میں میں شمار ہونے لگا۔

جب ہمارا رہبر ہم کو اُس چشمے پر لایا تو میں نے اس جگہ کو پہچان لیا، میں نے لوگوں سے اس شخص کا مکان دریافت کیا انھوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں مگر یہ معلوم ہے کہ وہ زندہ ہے اس کے بعد مجھے اس کا پتا مل گیا میں اس کے لڑکوں کے پاس پہنچا جو میرے بعد پیدا ہوئے ہوں گے اُن سے میں نے اپنا واقعہ بیان کیا لڑکوں نے کہا کہ آپ کل صبح کو آیئے کیونکہ صبح کے وقت اس کی حالت ذرا اس قابل ہوتی ہے کہ آپ اُس سے مل سکیں، چنانچہ میں صبح کو اُس کے پاس گیا اس کے لڑکوں نے اُس کی کھوہ سے باہر نکالا اور مجھ سے ملاقات کرانے کے لیے اس کو بٹھایا، دیر تک میں اس کو پچھلے واقعات یاد دلاتا رہا، آخر اس کو یاد آ گیا اور شوق سے سننے لگا اور سن سن کر مزے لے لے کر جھومنے لگا اور مجھ سے کہتا رہا اور سناؤ ہم دونوں دیر تک بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہے تھے یہاں تک کہ اس کے لڑکوں کو اب ہمارا بیٹھنا گراں گزرنے لگا اس لئے انھوں نے اس کو کسی ایسی چیز سے جس سے وہ ڈرنے لگا تھا ڈرایا تاکہ وہ اپنے غار میں گھس جائے یہ بات اس کی عقل میں آ گئی اور مجھ سے کہا کہ اُس زمانے میں میں کسی چیز سے نہیں ڈرتا تھا میں نے کہا بیشک اس کے بعد میں نے اس کو اس کے سب گھر والوں کو کچھ دے کر ان کے ساتھ کچھ حسنِ سلوک کیا اور پھر چلا آیا۔

مروان کا قباث سے سوال کرنا

مروان بن الحکم نے قباث سے سوال کیا کہ تم بڑے ہو یا رسول ﷺ؟ قُباث نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں مگر میں آپ سے پہلے پیدا ہوا ہوں۔ مروان نے پوچھا تمھیں سب سے زیادہ پرانی کیا بات یاد ہے؟ قباث نے کہا کہ ہاتھی کی لینڈیاں ایک سال تک، پھر پوچھا تم نے عجیب ترین چیز کیا دیکھی ہے؟ قباث نے کہا کہ قبیلہ قضاعہ کا ایک شخص دیکھا ہے جب میں جوان ہو گیا اور کچھ کمانے کا خیال ہوا تو مجھ کو ایسے شخص کی تلاش ہوئی جس کے ساتھ رہ کر میں بھی لوٹ مار کر کرا کروں مجھے لوگوں نے اس کا پتا دیا اور وہی قصہ مروان کو سنایا جو اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

خالدؓ بن سعید کی شہادت

صالح بن کیسان کی روایت ہے کہ جب اسلامی فوج روانہ ہوئی اسوقت ابوبکرؓ یزید بن ابی سفیان کو نصیحتیں کرتے ہوئے مدینے سے باہر تک آئے تھے۔ یزید گھوڑے پر سوار تھے اور آپ پیدل چل رہے تھے نصیحتوں سے فارغ ہو کر آپ نے یزید سے کہا السلام علیکم، اب میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں، یہ کہہ کر ابوبکرؓ واپس ہو گئے اور یزید روان ہو کر تبوکیہ پہنچے۔ ان کے پیچھے شرحبیلؓ بن حسنہ گئے اور ان دونوں کی امداد کے لیے چوتھائی فوج کے افسران ابوبکر ابوعبیدہ

بن الجراح روانہ ہوئے ان تینوں نے ایک ہی راستہ اختیار کیا تھا۔ ان کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے وہ غمر العربات میں جا کر اترے ان کے مقابلے پر رومیوں کی ستر ہزار فوج فلسطین کے بالائی علاقے میں ثنیہ جلق میں آ کر ٹھہری اس کا سپہ سالار ہرقل کا حقیقی بھائی ذارق تھا۔ عمرو بن العاص نے فوراً ابوبکرؓ کو رومیوں کی عظیم الشان تیاری سے مطلع کیا اور امداد طلب کی۔ اسی اثناء میں یہ واقعہ پیش آیا کہ خالدؓ بن سعید بن الاعصی جو اس وقت علاقہ شام میں جرم الصفر میں تھے، پانی کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے کہ رومی دیہاتیوں نے ان کو گھیر کر قتل کر دیا۔

مگر علی بن محمد کی روایت میں یہ ہے کہ یزید بن ابی سفیان کی شام کو روانگی کے کئی روز بعد ابوبکرؓ نے شرحبیلؓ بن حسنہ کو روانہ کیا تھا۔ اور وہ شرحبیلؓ بن عبداللہ ابن المطاع بن عمرو قبیلہ کندہ یا بقول بعض ازد سے تھے۔ وہ ساتھ ہزار فوج لے کر گئے تھے۔ ان کے بعد ابوعبیدہ بن الجراح سات ہزار فوج لے کر گئے۔ یزید نے بلقاء میں قیام کیا اور شرحبیلؓ نے اردن میں اور بعض کا قول ہے کہ بصریٰ میں۔ اور ابوعبیدہ جابیہ میں ٹھہرے۔ پھر ان سب کی امداد کے لیے ابوبکرؓ نے عمرو بن الاعصی کو بھیجا اور وہ غمر العربات میں جا کر مقیم ہوئے۔ ابوبکرؓ لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے لگے۔ لوگ مدینے میں آتے تھے اور آپ ان کو شام کی طرف بھیجتے رہتے تھے ان میں سے بعض لوگ ابوعبیدہ کی فوج میں شریک ہو جاتے اور بعض یزید کی فوج میں، اس کا ان کو اختیار تھا۔

علاقہ شام کی سب سے پہلی صلح

سب سے پہلی صلح جو علاقہ شام میں ہوئی وہ مآب کی تھی۔ مآب کوئی شہر نہیں تھا بلکہ ایک خیموں کی بستی تھی بلقاء سے اس کا تعلق تھا اس پر سے ابوعبیدہ کا گزر ہوا تھا۔ پہلے تو وہاں کے لوگوں نے ابوعبیدہ سے جنگ کی مگر پھر صلح کی درخواستگار ہوئے چنانچہ ابوعبیدہ نے ان سے صلح کر لی۔

رومی فلسطین کے علاقے میں عربہ پر بہت بڑی تعداد میں جمع ہوئے، یزید نے ان کے مقابلے پر ابوامامہ الباہلی کو بھیجا۔ انھوں نے رومیوں کی اس جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ کہتے ہیں کہ سریہ اسامہ کے بعد شام میں پہلی جنگ عربہ پر ہوتی تھی۔ اس کے بعد رومی الدشنہ پہنچے اس کو الداثن بھی کہتے ہیں، ابوامامہ الباہلی نے وہاں ان کو شکست دی اور ان کے ایک پادری کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد مرج الصفر کا واقعہ پیش آیا جس میں اونجار چار ہزار دیہاتیوں کو لے کر خالدؓ پر حملہ آور ہوا جس سے خالدؓ اور کچھ مسلمان شہید ہو گئے۔ ایک روایت سے یہ پتا چلتا ہے کہ اس لڑائی میں خالدؓ کے ایک لڑکے شہید ہوئے تھے اور خالدؓ یہ خبر سن کر میدان جنگ سے ہٹ گئے تھے۔

خالدؓ کا مختلف جگہوں سے فتح یاب ہونا

اس کے بعد ابوبکرؓ نے شام کے جملہ امراء پر خالدؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ خالدؓ حیرہ سے ربیع الآخر ۱۳ ہجری میں آٹھ سو یا بقول بعض پانچ سو کا لشکر لے کر روانہ ہوئے اور حیرہ پر اپنے بجائے مثنی بن الحارثہ کو چھوڑ گئے۔ صندواء میں خالدؓ کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ خالدؓ ان پر فتحیاب ہوئے وہاں آپ نے ابن حرام الصاری کو چھوڑا اس کے بعد مصیخ اور حصید پر ایک جماعت سے مقابلہ ہوا اس کا سردار ربیعہ بن بجیر تغلبی تھا۔ خالدؓ نے ان کو بھی شکست دی اور لونڈی غلام بنائے اور مال غنیمت حاصل کیا پھر قراقر ہوتے ہوئے سوئی پہنچے اور اہل سوئی پر چھاپہ مار کر ان کا مال لوٹ لیا اور حرقوص بن النعمان البہرانی کو قتل کر دیا۔ پھر آپ ارک آئے یہاں کے لوگوں نے آپ سے صلح کر لی اسکے بعد تدمر آئے یہاں کے لوگ قلعہ بند ہو گئے۔ بعد میں انھوں نے صلح کر لی۔ پھر آپ القریتین پہنچے وہاں والوں سے لڑائی ہوئی۔ خالدؓ کو فتح نصیب

ہوئی اور مال غنیمت حاصل کیا اسکے بعد آپ حوارین آئے وہاں والوں سے بھی جنگ ہوئی جس میں آپ نے ان کو شکست دی لوگوں کو قتل کیا اور عورتوں کو لونڈی غلام بنایا پھر آپ تصم آئے وہاں کے بنوشمع نے آپ سے صلح کر لی۔ وہاں سے چل کر آپ مرج راہط آئے اور قبیلہ غسان پر ٹھیک ان کی فصح کی عید (ایسٹر) کے دن ان پر چھاپہ مارا ان کو مردوں کو قتل کیا اور عورتوں کو لونڈی بنایا۔ پھر آپ نے بسر بن ارطاۃ اور حبیب بن سلمہ کو غوطہ کی طرف بھیجا یہ دونوں ایک کنیہ پر پہنچے اور اس کے سب مرد عورت گرفتار کر لیے اور بچوں کو خالدؓ کے پاس بھیجدیا۔

اسی اثناء میں خالدؓ کے پاس جب وہ حج کر کے حیرہ کو واپس ہو رہے تھے ابو بکرؓ کا خط پہنچا کہ تم یہاں سے یرموک جا کر مسلمانوں کی فوجوں کے پاس پہنچو کیونکہ اب تک وہ دشمنوں کو اور دشمن ان کو تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ اور یہ حرکت جو تم نے اب کی ہے آئندہ نہ ہونی چاہیئے۔ یہ محض خدا کا فضل ہے کہ تمہاری طرح دشمن پر کوئی اور شخص قابو نہیں پاتا اور نہ تمہاری طرح کوئی شخص دشمن کے نرغےسے صحیح سلامت نکلتا ہے۔ میں تم کو تمہاری حسن نیت اور کامیابی پر مبارکباد دیتا ہوں۔ تم اس مہم کو پایہ تکمیل کو پہنچاؤ اللہ تمہاری مدد فرمائے گا۔ مگر تمہارے دل میں خود پسندی پیدا نہ ہونی چاہیئے یہ نقصان اور رسوائی کا باعث ہوتی ہے اور نہ تمھیں اپنے کسی عمل پر نازاں ہونا چاہیئے کیونکہ لطف وعنایت وہ کرتا ہے اور اسی کے ہاتھ میں اعمال کی جزا ہے۔

ہیثم البکائی کا بیان ہے کہ آل کوفہ میں سے جو لوگ ان لڑائیوں میں کام کر چکے تھے جب ان کو معاویہ کی طرف سے کوئی شکایت پیدا ہوتی تو وہ معاویہ کو ڈراتے تھے اور کہتے تھے کہ معاویہ کیا چاہتے ہیں؟ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم ذات السلاسل والے ہیں۔ یہ لوگ ذات السلاسل سے لے کر الراض تک کی لڑائیوں کے مقابلے میں بعد کی لڑائیوں کا تذکرہ بہت حقارت سے کرتے تھے۔

جب ابو بکرؓ نے خالدؓ بن ولید کو عراق بھیجا تھا اسی وقت خالدؓ بن سعید بن العاصی کو شام روانہ کیا تھا اور دونوں کو ایک طرح کی ہدایت دی تھیں۔ خالدؓ بن سعید شام پہنچے وہاں انھوں نے دشمن پر حملہ نہیں کیا بلکہ بہت سے لوگوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرتے رہے۔ یہ دیکھ کر رومیوں کے دل میں خالدؓ کی ہیبت پیدا ہوگئی اور ان کے مقابلے سے ہٹ گئے اس موقع پر خالدؓ نے ابو بکرؓ کی ہدایت کے مطابق صبر سے کام نہیں لیا بلکہ دشمن کی طرف بڑھ گئے۔ رومیوں نے سامنے سے ہو کر خالدؓ کو راستہ دیتے دیتے صفر میں پہنچا دیا اور جب خالدؓ وہاں پہنچ کر بے فکر ہوئے تو رومی ان کی طرف بڑھے اتفاق سے ان کو خالدؓ کے ایک لڑکے مل گئے جو بارش سے بچ کر کہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ رومیوں نے ان کو اور ان کے چند دوستوں کو قتل کر دیا۔ اس کی اطلاع خالدؓ کو ہوئی۔ خالدؓ وہاں سے نکل کر بھاگے تاکہ صحرا میں کہیں ٹھیریں۔ اس کے بعد رومی یرموک کی طرف گئے اور وہاں قیام کیا۔ رومیوں نے کہا خدا کی قسم ہم ابو بکرؓ کو ایسا پریشان کریں گے کہ وہ ہمارے ملک میں اپنے سواروں کو بھیجنا بھول جائیں گے۔ خالدؓ بن سعید نے ان واقعات سے ابو بکرؓ کو مطلع کیا۔

ابو بکرؓ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لکھا وہ اس وقت قضاعہ میں تھے کہ تم یرموک چلے جاؤ۔ انھوں نے اس کی تعمیل کی نیز ابو بکرؓ نے ابو عبیدہ بن الجراح اور یزید بن ابی سفیان کو بھی روانہ کیا۔ ان دونوں کو آپ نے حملہ کرنے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ جب تک عقب محفوظ نہ ہو دشمن کے علاقے میں آگے نہ بڑھنا۔ شرحبیلؓ بن حسنہ خالدؓ کے پاس سے کسی فتح کی خوشخبری لے کر آئے تھے۔ ابو بکرؓ نے ان کو بھی ایک فوج دے کر شام کو روانہ کر دیا۔ ان فوجوں کے ہر امیر کے لیے ابو بکرؓ نے الگ الگ علاقے نامزد کر دیے تھے جب یہ لوگ یرموک پہنچے اور رومیوں نے ان کا اجتماع دیکھا تو اپنی کرتوت پر بہت نادم ہوئے اور ابو بکرؓ کو دھمکیاں دینا بھول گئے۔ کچھ عرصے تک رومی اور مسلمان ایک دوسرے کو پریشان

اور تنگ کرتے رہے مگر بعد میں رومی واقوصہ کی گھاٹی میں جا ٹھہرے۔

ابوبکرؓ نے کہا میں خالدؓ بن ولید کے ہاتھوں رومیوں کے دماغ سے شیطانی وسوسے نکال دونگا۔ اور آپ نے خالدؓ کو وہ خط لکھا جو اس کے قبل مذکور میں ہو چکا ہے۔ اور یہ حکم دیا کہ عراق پر مثنی بن الحارثہ کو نصف فوجیں دے کر اپنا نائب بنا جاؤ اور جب خدا تعالیٰ شام کو مسلمانوں کے لیے فتح کردا ئے تم عراق کی حکومت پر واپس آ جانا۔

خالدؓ نے ان مجاہدوں کو جنھوں نے نمایاں کارنامے انجام دیے تھے انعامات دینے کے بعد باقی خمس عمر بن سعیدؓ انصاری کے ذریعے ابوبکرؓ کے پاس روانہ کر دیا اور اپنے شام کو روانہ ہونے کی اطلاع بھی دیدی۔ اور رہبروں کو ساتھ لے کر حیرہ سے رومہ کی طرف چلے۔ پھر صحرا میں قرار قر تک گئے۔ اس کے بعد کہا یہاں سے مجھ کو ایسا راستہ ملنا چاہیئے۔ جس سے میں رومیوں کے عقب میں پہنچو۔ کیونکہ اگر میں ان کے سامنے سے گیا تو وہ مجھ کو روک لیں گے اور مسلمانوں کی امداد نہ کرنے دیں گے۔ رہبروں نے کہا ایسا راستہ صرف ایک ہے مگر وہ فوجوں کے گزرنے کے قابل نہیں ہے۔ البتہ تنہا ایک سوار جا سکتا ہے۔ آپ ہم کو مصیبت میں مبتلا نہ کریں۔ مگر خالدؓ نے اسی راستے سے جانے پر اڑ گئے کوئی رہبری پر آمادہ نہ ہوتا تھا آخر کار رافع بن عمیر ڈرتے ڈرتے رہنمائی پر تیار ہوئے۔

خالدؓ کا مجمع میں کھڑے ہو کر تقریر کرنا

خالدؓ لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہو کر کہا تمہارے اندر اختلاف اور ضعف ایمان پیدا نہیں ہونا چاہیئے یاد رکھو خدا کی طرف سے جنت کے بقدر مدد آتی ہے اور اجر بقدر خلوص ملتا ہے۔ مسلمان کی شان سے یہ بات، بہت دور ہے کہ وہ کسی دشواری میں گرفتار ہو کر پریشان ہو جائے۔ کیونکہ اس کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔ اس کے جواب میں لوگوں نے کہا کہ تم ایسے آدمی ہو کہ اللہ نے کامیابی اور بہتری تمہارے لیے جمع کر دی ہے۔ لہذا تم جو چاہتے ہو کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ سب نے اپنے دلوں میں وہی نیت، خلوص اور جذبہ پیدا کر لیا جو خالدؓ کے دل میں موجزن تھا۔

وہ لوگ خالدؓ کے حکم سے پانچ دن کے لیے سیراب ہو گئے۔ آپ نے ہر سوار کو حکم دیا کہ اپنے گھوڑے کو جتنا پانی پیئے پلا دو نیز ہر قائد نے یہ کیا کہ بقدر ضرورت بڑی بڑی اونٹنیوں کو پہلے پیاسا کیا اور پھر ان کو خوب پانی پلایا۔

اسکے بعد ان کے کان خوب مضبوطی سے باندھ کر بند کر دیے اور ان کی دمیں کھول دیں پھر یہ لوگ سوار ہو کر قراقر سے سوی کا دوسری طرف کا علاقہ شام سے متصل تھا ایک دن سفر کرنے کے بعد گھوڑوں کی تمام تعداد کے لیے دس اونٹنیوں کے پیٹ چاک کیئے اور ان کے معدوں میں سے جو کچھ دودھ پانی نکلا اس سب کو ملا کر گھوڑوں کو پلا دیا اور اپنے ہونٹ بھی پانی سے تر کر لیے۔ چار دن تک اسی ترکیب سے سفر کیا، محرز بن حریش المحاربی نے خالدؓ سے کہا آپ صبح کے تارے کو اپنی دائیں ابرو کی سیدھ میں رکھ کر چلتے رہیں وہ آپ کو سوئی پہنچا دے گا چنانچہ یہ ترکیب سب سے بہتر رہنما ثابت ہوئی۔

مسلمانوں کا پانی پی کر تازہ دم ہونا اور دشمنون پر چھاپہ مارنا

سوی پہنچ کر خالدؓ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گرمی کی شدت سے مسلمانوں کے حوصلے پست نہ ہو جائیں آپ نے کہا اے رافع اب تمہارے پاس کیا خبر ہے۔ رافع نے کہا اچھی خبر ہے آپ نے سیرابی کو پالیا اب آپ پانی پر ہیں یہ کہہ کر رافع نہ لوگوں کی ہمت بڑھائی حالانکہ وہ خود متحیر تھے اور ان کی آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔ رافع نے کہا لوگوں دیکھو یہاں کہیں وہ پستان نما ٹیلے تلاش کرو۔ لوگوں نے وہ ٹیلے تلاش کیے اور کہا وہ ٹیلے تو یہ ہیں۔ رافع ان کے پاس آ کر ٹھہرے

ہوئے اور کہا دائیں طرف اور بائیں طرف ایک جھاڑی تلاش کرو جو آدمی کے سرین کی مانند ہے۔ لوگوں نے ڈھونڈا تو اس کی جڑ ملی، انھوں نے کہا یہاں جڑ تو موجود ہے مگر جھاڑی کا کہیں پتا نہیں۔ رافع نے کہا یہاں جس جگہ تم چاہو کھدا کھودو انھوں نے کھدوا ایک جگہ سے پانی رس رس کو نکلنے لگا۔ رافع نے کہا اے امیر میں اس پانی پر تیس سال کے بعد آیا ہوں بچپن میں صرف ایک مرتبہ یہاں اپنے والد کے ساتھ آیا تھا۔ جب مسلمان پانی پی کر تازہ دم ہو گئے تو انھوں نے دشمنوں پر چھاپہ مارا ان لوگوں کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ کوئی فوج ان تک رسائی پا سکے گی۔

مصیخ بستی پر حملہ

ظفر بن دہی کہتے ہیں کہ خالدؓ نے ہم لوگوں کو ساتھ لے کر سوی سے روانہ ہو کر قبیلہ بہراء کی بستی مصیخ پر چھاپہ مارا تھا یہ مقام قصانی کے علاقے میں ایک چشمہ ہے۔ جب صبح کے وقت خالدؓ نے مصیخ اور النمر پر چھاپہ مارا اس وقت وہ لوگ بالکل بے خبر تھے۔ ایک جگہ ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی شراب کا دور چل رہا تھا اور ساقی یہ راگ الاپ رہا تھا الاصبحانی قبل جیش ابی بکر (ترجمہ: دوسو مجھ کو ابو بکرؓ کی فوج کی آمد سے پہلے صبح کی شراب پلا کر مست کردو) ظفر کہتے ہیں کہ میں نے اس ساقی کی گردن اڑا دی اور اس کا خون اس کی شراب میں مل گیا۔

قبیلہ غسان کو خالدؓ کی سوی پر چڑھائی اور اس کی بربادی نیز مصیخ بہراء پر حملہ اور اس کی تباہی کا علم ہوا تو وہ لوگ مرج راہط میں جمع ہو گئے، خالدؓ کو اس کا پتا چل گیا۔ ادھر خالدؓ رومیوں کی ان سرحدی چوکیوں اور فوجوں کو جو عراق سے ملحق تھیں پیچھے چھوڑ کر ان کے اور یرموک کے درمیانی علاقے میں آ گئے تھے۔ اس لیے آپ نے ان پر چڑھائی کر دی۔ آپ بہراء کے لونڈی غلاموں کو لے کر سوی واپس آ گئے تھے۔ اب وہاں سے چل کر راستے میں رمانتین علمین میں اترے اس کے بعد الکثب میں اترے وہاں سے دمشق کی طرف چل کر مرج الصفر میں پہنچے یہاں غسانیوں سے ان کی مڈبھیڑ ان کا سردار حارث بن ایہم تھا خالدؓ نے ان کے لشکر اور اہل وعیال کا خاتمہ کر دیا مرج میں آپ نے کئی روز قیام کیا یہاں سے مال غنیمت کا خمس بلال بن الحارث المزنی کے ذریعے ابو بکرؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔ مرج سے روانہ ہو کر خالدؓ قناۃ بصریٰ پہنچے۔ مرج علاقہ شام کا پہلا شہر تھا جو خالدؓ اور ان کی عراقی فوجوں کے ہاتھوں سے فتح ہوا تھا۔ اس کے بعد آپ واقوصہ میں اپنی نو ہزار کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کی فوجوں میں جا ملے۔

سیف سے مروی ہے کہ جب خالدؓ حج سے واپس آئے ان کو حضرت ابو بکرؓ کا خط ملا جس میں آپ نے لکھا تھا کہ نصف فوج تم لے کر چلے جاؤ اور باقی نصف پر مثنیٰ بن الحارثہ کو اپنا جانشین بنا کر چھوڑ جاؤ اور جہاں جہاں فتح حاصل کرتے جاؤ وہاں اپنے دستے متعین کرتے جاؤ اور جب خدا شام کو فتح کرا دے تو تم ان لوگوں کو اپنے ساتھ عراق واپس لے جانا اور وہاں اپنی سابقہ حکومت کا جائزہ لے لینا۔

یہ حکم پاتے ہی خالدؓ نے ان لوگوں کو منتخب کیا جن کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل تھا اور غیر صحبت یافتہ لوگوں کو مثنیٰ کے لیے چھوڑ دیا اس کے بعد ان لوگوں نے چن لیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وفد یا غیر وفد کی صورت میں حاضر ہوئے تھے اور جو اس شرف سے بھی محروم تھے ان کو مثنیٰ کے لیے چھوڑ دیا۔ ان لوگوں کو اپنے حصے میں لگا کر پوری فوج کو نصف نصف تقسیم کر لیا، مگر مثنیٰ نے اس تقسیم کو ناپسند کیا اور کہا کہ تقسیم اسی طرح ہونی چاہیے جس طرح امیر المومنین نے حکم دیا ہے تا کہ صحابہ کی نصف یا اس سے کچھ کم تعداد میرے حصے میں بھی آ سکے۔ اللہ کی قسم صحابہ کے بغیر مجھے دشمن پر کامیاب ہونے کی امید نہیں ہے۔ آپ مجھے ان حضرات سے کیوں محروم کرتے ہیں؟ جب خالدؓ نے ان کو معترض

پایا تو ان کو اتنے صحابہ دے کر اور لوگ معاوضے میں لے لیے جس پر مثنیٰ راضی ہو گئے۔ جن صحابہ کو خالدؓ نے عوض میں دیا تھا ان میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں۔ فرات بن حیان العجلی، بشیر بن الخصاصیہ، حارث بن حسان الذہلیان، معبد بن معبد الاسلمی، عبداللہ بن ابی اوفی الاسلمی، حارث بن بلال المزنی، عاصم بن عمرو التیمی، جب مثنیٰ کا مقصد پورا ہو گیا اور وہ خوش ہو گئے تو خالدؓ نے اپنے سفر شروع کر دیا مثنیٰ ان کے ساتھ چلنے کے لیے قراقر تک آئے تھے اور خالدؒ کو وہاں تک پہنچا کر محرم میں حریہ واپس آ گئے۔ اور اپنی حکومت کے انتظامات میں مصروف ہو گئے۔

مثنیٰ نے اپنی چوکی پر جو سیب میں واقع تھی، اپنے بھائی کو متعین کیا اور ضرار بن الخطاب کی جگہ عتیبہ بن النہاس کو اور ضرار بن الازور کی جگہ اپنے دوسرے بھائی مسعود کو متعین کیا۔ اسی طرح ان سب عہداروں کی جگہ جو خالدؓ کے ساتھ چلے گئے تھے، انھیں جیسے تجرہ کار لوگوں کو متعین کر دیا ان میں ایک مقام پر مذعور بن عدی کو مقرر کیا تھا۔

اہل فارس اور مثنیٰ کا آمنا سامنا

خالدؒ کو حیرہ میں آمد سے لیکر انکی روانگی سے کچھ قبل تک تقریباً ایک سال ۱۳ ہجری میں اہل فارس پر شہر براز بن اور شیر بن شہریار کی حکومت رہی۔ شہر براز خاندان کسریٰ سے تعلق رکھتا تھا اس کے بعد سابور حکمراں ہوا اس نے مثنیٰ کے مقابلے پر ہرمز جاذویہ کی سرکردگی میں دس ہزار کا عظیم الشان لشکر بھیجا اس کے ساتھ ایک ہاتھی بھی تھا۔ سرحدی عہدیداروں نے ہرمز کی آمد کی اطلاع مثنیٰ کو دی۔ مثنیٰ اس کے مقابلے کے لیے حریہ سے چلے انھوں نے اپنی چوکیوں کی فوجیں بھی ساتھ لے لیں۔ دونوں بازوؤں پر حارثہ کے بیٹوں معنی اور مسعود کو متعین کیا اور بابل میں دشمن کے انتظار میں ٹھہر گئے۔ ہرمز جاذویہ بھی آگے آیا اسکی فوج کے دونوں بازوؤں پر کوکبد ارخو کبذ تھے۔ شہر براز نے مثنیٰ کو اس مضمون کا ایک خط لکھا۔

یہ خط شہر براز کی طرف سے مثنیٰ کی طرف لکھا جاتا ہے تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں تمہارے مقابلے کے لیے اہل فارس کے اراذل وانفار کی فوج بھیج رہا ہوں یہ لوگ مرغیاں اور خنزیر پالنے والے ہیں میں تمھیں انھی لوگوں کے ہاتھوں سے قتل کراؤں گا۔

مثنیٰ کی طرف سے شہر براز کو خط

مثنیٰ نے اس خط کا یہ جواب دیا۔ یہ خط مثنیٰ کی طرف سے شہر براز کے نام لکھا جاتا ہے۔ تم دو حال سے خالی نہیں یا جو تم نے لکھا ہے وہی تمہارا اصلی منشاء ہے تو اس میں تمہارے لیے برائی ور ہمارے لئے بھلائی ہے۔ یا جھوٹے ہو مگر یاد رکھو کہ اگر بادشاہ جھوٹا ہوتا ہے تو وہ سزا کا سب سے زیادہ مستحق اور خدا اور اس کے بندوں کی نظر میں سب سے زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔ تمہارے خط کے مفہوم سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تم ان کمینوں اور نصروں سے کام لینے پر مجبور ہو گئے ہو۔ لہذا ہم اس میں خدا کا شکر ادا کتے ہیں جس نے تمہارے مکروفریب کو مرغیاں اور بکریاں پالنے والوں تک پہنچا دیا۔ مثنیٰ کا یہ جواب پڑھ کر اہل فارس گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ شہر براز ایک منحوس اور ذلیل مقام کی پیداوار ہے۔ (وہ میسان میں رہا کرتا تھا، بعض مقامات کا قیام آپ نے باشندوں کے لیے ذلت کا باعث ہوتا ہے) انھوں نے کہا کہ آپ نے اپنی تحریر سے دشمن کو ہم پر بہادر بنا دیا ہے آئندہ جب بھی آپ کسی کو خط لکھیں تو اس کے متعلق ہم سے مشورہ کر لیا کریں۔

مثنیٰ کی فتح

بابل پر طرفین کا مقابلہ ہوا پہلے راستے کے قریبی کنڈ کے پاس شدت کی لڑائی ہوئی مثنیٰ اور ان کے ساتھ چند اور لوگوں نے ہاتھی پر حملہ کیا۔ ہاتھی مسلمانوں کی صفوں اور دستوں میں گھس کر انتشار پیدا کر رہا تھا۔ وہ لوگ اس کے مارنے میں کامیاب ہو گئے۔ اہل فارس نے شکست کھائی۔ مسلمان ان کا تعاقب کرتے اور مارتے مارتے ان کی فوجی چوکیوں سے بھی آگے بڑھ گئے اور پھر انھی چوکیوں میں آ کر مقیم ہو گئے۔ تعاقب کرنے والے دستے دشمنوں کا تعاقب کرتے کرتے مدائن تک پہنچ گیا۔

یہاں تو ہرمزجاذویہ کو شکست ہوئی اور ادھر شہر براز کا انتقال ہو گیا جس سے اہل فارس میں اختلاف پیدا ہو گیا سواد کا وہ تمام علاقہ جو دجلہ اور برنس سے اس طرف واقع تھا مثنیٰ اور مسلمانوں کے قبضے میں رہ گیا۔

فرخ زاد کا قتل

اس کے بعد اہل فارس نے اتفاق کر کے شہر باز کے بعد کسریٰ کی لڑکی دخت زنان کو بادشاہ بنا دیا مگر اس سے انتظام سلطنت نہ سنبھل سکا اس لیے اس کو معزول کر کے سابور بن شہر براز کو بادشاہ بنایا۔ اس کا مدار المہام فرخ زاد بن بندوان بنا اور اس نے سابور سے کہا کہ کسریٰ کی بیٹی آزرمیدخت کو میرے نکاح میں دیدو سابر نے فرخ زاد کی درخواست کو منظور کر لیا اور آزرمیدخست کا نکاح فرخ زاد سے کر دیا۔ اس پر آزرمیدخت بہت غضبناک ہوئی اور کہا اے میرے چچازاد بھائی کیا تم میرا نکاح میرے غلام سے کرتے ہو؟ اس نے کہا تمھیں ایسی بات کہنے سے شرمانا چاہیے۔ آئندہ کبھی نہ کہنا۔ وہ تمہارا شوہر ہے۔ آزرمیدخت نے سیادخش کو بلایا وہ بڑا قاتل عجمی تھا اور اس سے اپنے معاملے کی خطرناک صورت بیان کی۔ اس نے کہا اگر آپ کو یہ بات ناپسند ہے تو اب اپنی ناراضی کا اظہار نہ کیجئے اور اس کو اپنے پاس رہنے کے لیے بلائیے میں اس سے نمٹ لوں گا۔ چنانچہ آزرمیدخت نے ایسا ہی کیا اور سابور نے فرخ زاد کو بلا بھیجا ادھر سیادخش تیار ہو گیا۔ جب شب عروسی آئی اور فرخ زاد اندر داخل ہوا سیادخش نے بڑھ کر اس کو قتل کر دیا اور اسکے ساتھ والوں کو بھی قتل کر دیا۔ اس سے فارغ ہو کر آزرمیدخت کو سابور کے پاس لے گیا وہ سابور کے پاس اندر پہنچی تو یہ لوگ بھی گھس گئے اور انھوں نے سابور کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد آزرمیدخت تخت پر بٹھائی گئی۔

مثنیٰ کی مدینہ روانگی

اہل فارس ان داخلی امور میں مصروف رہے اور مسلمانوں کے پاس ابوبکرؓ کے پاس سے اطلاعات وصول ہونے میں تاخیر ہو رہی تھیں اس لیے مثنیٰ نے فوج پر بشیر بن الخصاصیہ کو اپنا نائب بنایا اور ان کی چوکی پر سعید بن المرۃ اعلیٰ کو مقرر کیا اور خود ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوئے تاکہ محاذ جنگ اور مسلمانوں اور کافروں کے حالات سے ان کو باخبر کر دیں۔ اور مزید مدد حاصل کے لیے ان سے یہ درخواست کریں کہ مرتد ہونے والے لوگوں میں سے جن کی ندمت اور توبہ پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور وہ جنگی خدمات ادا کرنے کے خواہش مند ہیں، ان کو جہاد میں شریک ہونے کی اجازت عطا فرمائی جائے۔ نیز اس سے بھی ان کو مطلع کر دیں کہ مہاجرین کی امداد اور اہل فارس سے جنگ کرنے کے لیے وہ لوگ سب سے زیادہ جوش میں بھرے ہوئے ہیں۔

مثنیٰ مدینے پہنچے تو ابوبکرؓ کو بیمار پایا۔ ابوبکرؓ کی بیماری اسی وقت سے شروع ہو چکی تھی جس وقت کہ خالدؓ شام کو

روانہ ہوئے اسی علالت میں چند ماہ بعد ابوبکرؓ انتقال فرما گئے تھے۔ جب مثنیٰ مدینے پہنچے تو اس وقت ان کا مزاج ذرا سنبھل گیا تھا اور انھوں نے عمرؓ کو اپنے بعد جانشین مقرر کر دیا تھا۔ مثنیٰ نے آپ کو واقعات سے مطلع کیا۔

صدیق اکبرؓ کی عمرؓ کو جہاد سے متعلق ہدایات

آپ نے کہا عمرؓ کو بلاؤ۔ عمرؓ آپ کے پاس آئے آپ نے ان سے کہا اے عمرؓ میں جو کچھ کہتا ہوں اسے غور سے سنو پھر اس پر عمل کرنا۔ آج پیر کا دن ہے۔ میں توقع کرتا ہوں کہ میں آج ہی انتقال کر جاؤں گا اگر میں انتقال کر جاؤں تو شام ہونے سے قبل لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے کر مثنیٰ کے ساتھ کر دینا۔ اور اگر مجھے رات تک دیر لگے تو صبح سے پہلے مسلمانوں کو جمع کر کے مثنیٰ کے ساتھ کر دینا۔ میری موت کی مصیبت خواہ کتنی ہی عظیم ہو تم کو دین کے احکام اور خداوندی کی تعمیل سے ہرگز باز نہ رہنے دے، تم نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے موقع پر میں نے کیا کیا تھا حالانکہ لوگوں کے لیے وہ عظیم ترین حادثہ تھا اللہ کی قسم اگر میں اُس وقت خدا اور رسول ﷺ کے احکام کی تعمیل میں ذرا تاخیر جائز رکھتا تو خدا ہم کو ذلیل کر دیتا ہم کو سزا دیتا اور مدینے میں آگ کے شعلے بھڑک اُٹھتے، جب خدا شام کو وہاں کے امراء کے لیے فتح کرا دے تو خالدؓ کی فوجوں کو عراق واپس کر دینا کیونکہ وہ لوگ عراق کے لیے اہل اور کامیاب عہدہ دار ہیں اور وہاں کے طریق سیاست سے بخوبی آشنا اور بڑے جری ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کی نماز جنازہ

رات آتے ہی ابوبکرؓ کا انتقال ہو گیا، عمرؓ نے رات کو ہی اُن کو دفن کر دیا اور مسجد میں آپ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی ابوبکرؓ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوتے ہی عمرؓ نے مثنیٰ کے لیے فوج بھرتی کی، عمرؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ جانتے تھے کہ میں عراق کی جنگ کے لیے خالدؓ کی امارات کو ناپسند کروں گا اس لیے انھوں نے ان کی فوج کی واپسی کا حکم دیا مگر خود ان کا ذکر چھوڑ دیا۔

آزرمیدخت کو ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع

آزرمیدخت کو ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع ہوگئی سواد کا آدھا حصہ ابوبکرؓ کی قلمرو میں آچکا تھا اس کے بعد آپ کا انتقال ہوا تھا اور اہل فارس اپنے داخلی امور میں ایسے مصروف تھے کہ ابوبکرؓ کے زمانہ حکومت سے لے کر عمرؓ کے برسرِ حکومت آنے اور مثنیٰ کے ابوعبیدہ کی معیت میں عراق کو واپس ہونے تک مسلمانوں کو علاقہ، سواد سے بے دخل کرنے کا اُن کو بالکل موقع نہ ملا، اس زمانے میں عراقی فوجوں کا مستقل ٹھکانہ حیرہ تھا۔ اور فوجی چوکیاں سیب میں تھیں اُن کی لوٹ مار دجلہ کے کنارے تک پہنچ رہی تھی دریائے دجلہ عرب و عجم کے درمیان حائل تھا، ابوبکرؓ کے دورِ حکومت کے حالات از ابتدا تا انتہا بیان کئے جا چکے ہیں۔

حضرت خالدؓ کے نام ابوبکرؓ کا پیغام اور اس پر عمل (دوسری روایات)

ابواسحاق کی روایت میں مذکورہ بالا واقعات کا ذکر اس طرح ہے کہ خالدؓ حیرہ میں تھے ابوبکرؓ نے ان کو لکھا کہ تمہارے پاس جو جنگ کی قوت رکھنے والے لوگ موجود ہوں ان کو لے کر اہل شام کی امداد کے لیے چلے جاؤ اور ضعیف و کمزور افراد پر انھیں میں سے کسی کو افسر بنا کر چھوڑ جاؤ، جب خالدؓ کو یہ خط ملا تو انھوں نے کہا کہ یہ اعیسر بن ام شملہ یعنی عمرؓ

کا کام ہے عراق کو میرے ہاتھوں فتح ہوتا ہوا دیکھ کر ان کو حسد ہوا۔ چنانچہ خالدؓ طاقتور لوگوں کو اپنے ساتھ لے گئے اور کمزوروں اور عورتوں کو مدینے یعنی مدینہ، رسول اللہ ﷺ بھیج دیا اور عمیر بن سعدؓ انصاری کو ان کا افسر بنا دیا اور ربیعہ اور عراق کے دوسرے نومسلموں پر مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی کو اپنا نائب مقرر کیا۔ خالدؓ نے یہاں سے روانہ ہو کر عین التمر والوں پر چھاپہ مارا جس میں ان کو اپنا نائب مقرر کیا۔ خالدؓ نے یہاں سے روانہ ہو کر عین التمر والوں پر چھاپہ مارا جس میں ان کو بہت سا مال غنیمت حاصل ہوا اس کے بعد آپ نے اس کے ایک قلعے کو جس میں کسریٰ نے جنگجو لوگوں کو متعین کر رکھا تھا محصور کر لیا۔ جب انھوں نے ہتھیار ڈال دیے تو ان کو قتل کر دیا عین التمر میں اور اس قلعے میں بہت سے لونڈی غلام ہاتھ آئے۔ خالدؓ نے ان سب کو ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیا ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ ابوعمرہ شبان کے غلام انھی کا نام ابوعبدالاعلیٰ بن ابی عمرہ ہے، اور ابوعبیدہ معلی کے غلام جو بنی زریق کے انصاری ہیں اور وہ عبداللہ زہرہ کے غلام اور خیر ابوداؤد انصاری کے غلام جو بنی مازن بن نجار سے تھے، اور یسار، محمد بن اسحاق کے دادا، وہ قیس بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف کے غلام تھے اور افلح ابو ایوب انصاری کے غلام جو بنی مالک بن نجار میں سے ایک تھے، اور عمران بن ابان، حضرت عثمان بن عفان کے غلام۔

خالدؓ کا بلال بن عقہ بشیر النمری کو قتل کرنا

خالدؓ نے عین التمر میں بلال بن عقہ بن بشیر النمری کو قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا وہاں سے روانہ ہو کر ان کا ارادہ تھا کہ قراقر سے ہوتے ہوئے قبیلہ کلب کے چشمہ سوی پہنچیں یہ قبیلہ بہراء کا چشمہ تھا۔ یہ پانچ رات کی مسافت تھی۔ مگر خالدؓ راستہ نہ پا سکے۔ آپ نے رہبر کو طلب کیا لوگوں نے رافع بن عمرہ طائی کا نام لیا۔ خالدؓ نے ان سے کہا تم فوج کو لے چلو رافع نے کہا کہ آپ اتنی فوج اور ساز و سامان کے ساتھ اس راستے سے نہیں گزر سکتے وہ راستہ تو ایسا ہے کہ اکیلا سوار بھی اس سے ڈرتے ہوئے جان سے ہاتھ دھو کر گزرتا ہے۔ پوری پانچ رات کا سفر ہے۔ راستہ بھٹک جانے کے خوف کے سوا پانی کا کہیں نام نہیں۔ خالدؓ نے کہا ان باتوں کو چھوڑو مجھے یہی کرنا ہے خلیفہ نے اشد ضروری کا حکم دیا ہے لہٰذا تم اپنی کہو رافع نے کہا تو پھر آپ حکم دے دیجیے کہ لوگ بہت سا پانی ساتھ لے لیں اور جس جس سے ہو سکے وہ اپنی اونٹنی کو پانی پلا کر اس کا کان باندھ دے۔ کیونکہ یہ سفر خطرات سے پر ہے ہاں خدا مدد فرمائے تو کوئی بات نہیں۔ نیز مجھے آپ بیس اونٹنیں بڑی بڑی موٹی تازی اور عمر رسیدہ دیجیے خالدؓ نے رافع کو ان کی خواہش کے مطابق اونٹنیاں دے دیں۔ رافع نے پہلے ان کو خوب پیاسا کیا یہاں تک کہ وہ پیاس کی شدت سے نڈھال ہو گئیں اس کے بعد ان کو خوب پانی پلایا جب اونٹنیوں نے اچھی طرح پانی سے پیٹ پُر کر لیے تو ان کے ہونٹ کاٹ کر باندھ دیے تاکہ جگالی نہ کر سکیں۔ اس کے بعد رافع نے ان کی دمیں کھول دیں۔ اور خالدؓ سے کہا چلیے۔ خالدؓ اپنے لشکر اور سامان کو ساتھ لیے ہوئے اس کے ساتھ تیزی سے روانہ ہوئے۔ جہاں کہیں منزل کرتے ان میں سے چار اونٹنیوں کے پیٹ چاک کرتے اور جو کچھ ان کے معدے میں سے نکلتا وہ گھوڑوں کو پلا دیتے تھے اور اپنے ساتھ کے پانی سے لوگ اپنی پیاس دور کرتے۔

جب اس صحرائے لق و دق کے سفر کا آخری دن آیا تو خالدؓ نے کہا اے رافع اب تمہارے پاس کیا خبر ہے۔ رافع کی آنکھیں چوندھیائی ہوئی تھیں۔ رافع نے کہا آپ گھبرائیے نہیں اب آپ ان شاء اللہ پانی پر پہنچ جاتے ہیں۔ جب دو ٹیلوں کے پاس پہنچے رافع نے لوگوں سے کہا دیکھو یہاں کوئی جھاڑی آدمی کے سرین کی مانند نظر آتی ہے۔ انھوں نے کہا یہاں ہم کو کوئی جھاڑی نظر نہیں آتی۔ رافع نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون، افسوس اب میں بھی ہلاک ہوا اور تم بھی برباد

ہوئے۔ جس طرح ہو سکے اس کو ڈھونڈ نکالو، لوگوں نے پھر تلاش کیا اس دفعہ وہ مل گئی مگر کسی نے اس کو کاٹ دیا تھا صرف اس کا تنا باقی رہ گیا تھا جب وہ جھاڑی مل گئی تو مسلمانوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور رافع نے بھی تکبیر کہی۔ رافع نے کہا اس کی جڑ میں سے مٹی کھود دو، لوگوں نے مٹی کھودی اور اس میں سے ایک چشمہ نکال لیا۔ جس سے سب نے سیر ہو کر پانی پیا اس کے بعد خالدؓ قریب قریب منزلیں کرتے ہوئے چلے گئے۔ رافع نے کہا خدا کی قسم میں اس چشمے پر عمر بھر میں صرف ایک دفعہ اپنے والد کے ساتھ بچپن میں آیا تھا۔

صبح ہونے سے قبل شب خون مارنا

جب خالدؓ سوی پہنچ گئے تو وہاں جاتے ہی صبح ہونے سے تھوڑی دیر پہلے اس کے باشندوں پر شب خون مارا یہ لوگ قبیلہ بہراء کے تھے، ان میں سے ایک جماعت شراب نوشی کا لطف اٹھا رہی تھی درمیان میں شراب کا کونڈا رکھا تھا اور مطرب یہ اشعار گا رہا تھا۔

الا علّلانی قبل جیش ابی بکر
لعل منایانا قریب وماندری
الا علّلانی بالزجاج وکررا
علی کمیت اللون صافیہ تجری
الا علّلانی من سلافہ قہوہ
تسلی ہموم النفس من جید الخمر
اظن خیول المسلمین و خالداً
ستطرقکم قبل الصباح من البشر
فہل لکم فی السیر قبل قتالکم
وقبل خروج المعصرات من الخدر

ترجمہ: دوستو مجھے ابوبکرؓ کی فوج کے آنے سے پہلے پلا دو، شاید ہماری موت قریب آ گئی ہے۔ جس سے ہم بے خبر ہیں تم مجھے بطور کے جام میں شراب ارغوانی پلا دو اور پھر پلا دو، ہاں ایسی نفیس شراب پلا دو جس سے سارے رنج و غم دور ہو جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صبح نہ ہونے پائے گی کہ بشر کی طرف سے خالدؓ اور اس کی فوج تم پر چھاپہ مارے گی۔ لہٰذا اگر قتل و غارت سے پہلے اور کنواریوں کے بے پردہ ہونے سے پہلے تم یہاں سے بھاگنا چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ وہ مطرب اس حملے میں قتل ہو گیا اور اس کا خون اس شراب کے کونڈے میں مل گیا۔

سوی سے روانہ ہو کر خالدؓ نے مرج راہط میں غسان پر چھاپہ مارا۔ وہاں سے بڑھ کر قناۃ بصریٰ پہنچے۔ وہاں ابوعبیدہ بن الجراح، شرحبیلؓ بن حسنہ، اور یزید بن ابی سفیان پہلے سے موجود تھے ان سب نے مل کر قناۃ بصریٰ کو محصور کر لیا۔ مجبوراً بصریٰ والوں نے جزیہ پر صلح کر لی اور اللہ تعالیٰ نے بصریٰ پر مسلمانوں کو فتح عنایت فرما دی۔ شام کے علاقے کا یہ

پہلا شہر ہے جو ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں فتح ہوا۔اس کے بعد یہ سب امراء عمرو بن العاصی کی امداد کے لیے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے۔عمرو اس وقت فلسطین کے نشیبی علاقے میں عربا میں مقیم تھے۔رومیوں کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ جلق چھوڑ کر اجنادین میں پہنچے ان کا سپہ سالار ہرقل کا حقیقی بھائی تذارق تھا۔

اجنادین فلسطین کے علاقے میں رملہ اور بہت جبرین کے درمیان ایک شہر ہے،عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو جب ابوعبیدہ بن الجراح،شرحبیلؓ حسنہ اور یزید بن ابی سفیان کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ ان کے ساتھ مل گئے اور سب نے اجنادین پر جمع ہو کر رومیوں کے سامنے صفیں باندھ لیں۔

عمرو بن زبیر کی روایت یہ ہے کہ رومیوں کا سپہ سالار انہی میں سے ایک قبقلار نامی شخص تھا ہرقل قسطنطنیہ جاتے وقت اس کو شام کے امراء پر اپنا نائب مقرر کر گیا تھا اور تذارق اپنے ساتھ کی رومی فوجوں کو لے کر اس کے پاس آ گیا تھا مگر شام کے علمائے کا خیال یہ ہے کہ رومیوں کا سپہ سالار تذارق تھا" واللہ اعلم"

قبلاء نامی شخص کے اسلامی فوج کے بارے میں تاثرات

جب طرفین کے لشکر قریب ہو گئے قبقلار نے ایک عربی شخص کو بلایا جس کے متعلق سنا گیا ہے کہ وہ قبیلہ قضا کے تزید بن حیدان کے خاندان سے تھا جس کا نام ابن ہزارف تھا۔قبقلار نے اس سے کہا تم ان لوگوں میں جا کر ایک دن رات ٹھہرو اس کے بعد آ کر مجھے ان کے حالات کی اطلاع دو۔وہ شخص عربوں کی فوج میں داخل ہو گیا عربی وضع قطع ہونے کی وجہ سے کسی نے اس کو اجنبی نہ سمجھا۔وہ ایک رات اور ایک دن وہاں مقیم رہا۔پھر قبقلاء کے پاس واپس آیا اس نے پوچھا کہو کیا خبر لائے ہو؟ اس نے کہا وہ لوگ رات کو راہب ہیں اور دن کو شہ سوار ہیں۔ان کے انصاف کا یہ حال ہے کہ اگر ان کے بادشاہ کا فرزند بھی چوری کرے تو وہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں اور اگر زنا کا مرتکب ہو تو وہ اس کو سنگسار کرتے ہیں۔

قبقلار نے یہ سن کر کہا کہ اگر تم یہ باتیں سچ کہہ رہے ہو تو سطح زمین پر ان سے مقابلہ کرنے کے بجائے میں یہ بہتر سمجھتا ہوں زمین کے اندر سما جاؤں،اے کاش خدا مجھ پر اتنا کرم فرمائے کہ مجھے ان سے چھٹکارا دلا دے نہ میں ان پر فتح پاؤں اور نہ وہ مجھ پر۔

اس کے بعد لڑائی شروع ہو گئی لوگ ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے اور قتل کا بازار گرم ہو گیا۔مسلمانوں کی لڑائی کا حال دیکھ کر قبقلاء پریشان ہو گیا اس نے رومیوں سے کہا تم میری آنکھوں پر پٹی باندھ دو انھوں نے پوچھا کیوں۔اس نے کہا آج کا دن بڑا منحوس ہے۔میں اس کو دیکھنا نہیں چاہتا۔میں نے دنیا میں آج تک ایسا سخت دن نہیں دیکھا ہے۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے اس کا سر قلم کیا تو وہ کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔اجنادین کی جنگ ۱۷ جمادی الاولی ۱۳ ہجری کو واقع ہوئی تھی۔

اس لڑائی میں مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت قتل ہوئی تھی ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔مسلمہ بن ہشام بن مغیرہ ہبار بن الاسود بن عبدالاسود،نعیم بن عبداللہ النحام،ہشام بن العاصی بن وائل،ان کے علاوہ قریش کے اور لوگ بھی قتل ہوئے تھے مگر ان میں کسی انصاری کا نام نہیں لیا جاتا۔

مسلمانوں کی فتح اور دشمنوں کی شکست

اسی سال ابوبکرؓ نے ۲۲ یا ۲۳ جمادی الآخر کو وفات پائی۔شام کی جنگ کے متعلق علی بن محمد کی روایت یہ ہے کہ

خالدؓ دمشق آئے ان کے مقابلے کے لیے بصریٰ کے سرداروں نے جو فوجیں جمع کیں۔ خالدؓ اور ابوعبیدہ اس کی طرف پہنچے۔ اور نجار سے مقابلہ ہوا مسلمان کو فتح ہوئی اور دشمنوں نے شکست کھائی اور وہ اپنے قلعے میں گھس گئے۔ اس کے بعد صلح کی خواہش ظاہر کی۔ خالدؓ نے اس شرط پر صلح کی کہ فی کس سالانہ ایک دینار اور ایک جریب گیہوں ادا کیا جائے۔ اس کے بعد دشمن پھر مسلمانوں سے جنگ کے لیے تیار ہوئے۔ اجنادین پر ۲۸ جمادی الاولی ۱۳ ہجری شنبہ کے دن طرفین کا مقابلہ ہوا۔ مسلمان کامیاب ہوئے اور دشمنوں کو خدا نے شکست دی ہرقل کا نائب بھی مارا گیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں میں سے کچھ بہادر شہید ہوئے پھر ہرقل خود مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آیا اور واقوہ پر مقابلہ ہوا۔ میدان میں شدت کی جنگ ہو رہی تھی طرفین کے آدمی مارے جا رہے تھے کہ اسی دوران ابوبکرؓ کی دفات کی اطلاع اور ابوعبیدہ کی امارت کا حکم پہنچا۔ یہ رجب کا واقعہ ہے۔

صدیق اکبرؓ کے انتقال کا سبب

مگر ایک بیان یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے ۲۲ جمادی الاخر بروز دوشنبہ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔ آپ کی وفات کا سبب یہ بتلایا جاتا ہے کہ آپ کو یہودیوں نے چاولوں میں یا دلیے میں زہر دیدیا تھا۔ آپ کے ساتھ کھانے میں حارث بن کلدہ بھی شریک تھے انھوں نے لقمہ لیا مگر پھر رک گئے اور ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ نے زہر ملا ہوا کھانا کھالیا ہے۔ اس زہر کا اثر ایک سال سے ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ ایک سال کے بعد انتقال فرما گئے۔ آپ پندرہ روز تک بیمار رہے کسی نے آپ سے کہا آپ طبیب کو بلا لیتے تو اچھا ہوتا آپ نے فرمایا وہ مجھے دیکھ چکا ہے لوگوں نے پوچھا کہ اس نے آپ سے کیا کہا ہے آپ نے کہا اس نے یہ کہا ہے کہ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اسی روز مکہ مکرمہ میں عتاب بن اسید فوت ہوئے ان دونوں کو ایک ساتھ زہر دیا گیا تھا۔

لیکن دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکرؓ کی بیماری کا باعث یہ ہوا ہے۔ ۷ جمادی الاخر دوشنبہ کے دن آپ نے غسل کا اس روز خوب سردی تھی اس وجہ سے آپ کو بخار ہوگیا اور پندرہ روز تک رہا یہاں تک کہ آپ نماز کے لے باہر آنے کے قابل نہ رہے۔ آپ نے حکم دے دیا تھا کہ عمرؓ نماز پڑھاتے رہیں۔ لوگ آپ کی عیادت کے لیے آتے تھے مگر روز بروز آپ کی طبیعت خراب ہوتی گئی۔ اس زمانے میں ابوبکرؓ اس مکان میں ٹھہرے ہوئے تھے جو ان کو رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمایا تھا اور جو اب عثمان بن عفان کے مکان کے سامنے واقع ہے۔ علالت کے زمانے میں زیادہ تر آپ کی تیمارداری عثمانؓ کرتے رہے۔ ابوبکرؓ نے منگل کی شام کو بتاریخ ۲۳ جمادی الاخر ۱۳ ہجری انتقال فرمایا آپ کا عہد خلافت دو سال تین مہینے دس روز رہا۔

صدیق اکبرؓ کی عمر اور انکے عہد خلافت کی مدت

ابومعشر کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ کا زمانہ خلافت دو سال چار مہینے مگر چار دن کم رہا لیکن اس پر سب راویوں کا اتفاق ہے کہ آپ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور رسول اللہ ﷺ کی عمر تک پہنچ گئے تھے۔ ابوبکرؓ واقعہ فیل کے تین سال بعد پیدا ہوئے تھے۔

سعید بن المسیب کہتے تھے کہ ابوبکرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اپنی عمر رسول اللہ ﷺ کی عمر کے برابر کرلی چنانچہ آپ کی وفات رسول اللہ ﷺ کی عمر تک پہنچ کر ہوئی ہے۔

چار صحابیوں کا تریسٹھ سال کی عمر میں انتقال

جریر کہتے ہیں کہ میں معاویہ کے پاس بیٹھا تھا کہ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی، آپ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے۔ ابوبکرؓ نے وفات پائی وہ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے۔ عمرؓ قتل کیے گئے وہ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے۔ اور جریر کی دوسری روایت یہ کہ معاویہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس جہاں سے اٹھائے گئے اس وقت آپ تریسٹھ سال کے تھے، عمرؓ قتل کیے گئے وہ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے اور ابوبکرؓ نے وفات پائی وہ اس وقت تریسٹھ سال کے تھے۔

علی بن محمد کی روایت میں یہ ہے کہ ابوبکرؓ کا عہد خلافت دو سال تین مہینے بیس روز اور بقول بعض دس روز تھا۔

ابوبکرؓ کی تجہیز و تکفین

نماز جنازہ

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے مغرب اور عشاء کے درمیان انتقال فرمایا۔ اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے مجھ سے کہا تھا کہ مجھ کو غسل دینا میں نے کہا کہ یہ کام میں کیسے کر سکوں گی تو آپ نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر پانی ڈال کر تمہاری مدد کریں گے۔

قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کو انکی بیوی اسماء غسل دیں اور ان سے کام نہ چل سکے تو میرے لڑکے محمد ان کی مدد کریں۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ محمد ابوبکرؓ کی وفات کے وقت صرف تین سال کے تھے۔

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے مجھ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا میں نے کہا کہ تین کپڑوں میں آپ نے کہا کہ تم لوگ میرے یہ دونوں کپڑے دھولو۔ وہ دونوں کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور ایک کپڑا میرے لیے خرید لو۔ میں نے کہا ابا جان ہم لوگ تو خوشحال ہیں۔ آپ نے کہا اے بیٹی مردہ شخص کے مقابلہ میں زندہ آدمی نئے کپڑے کا زیادہ مستحق ہے اور یہ دونوں کپڑے پرانے اور بوسیدہ ہونے والوں کے لیے مناسب ہیں۔

عبدالرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے غروب آفتاب کے بعد عشاء کے وقت منگل کی رات کو وفات پائی اور وہ رات ہی کے وقت دفن کر دیے گئے۔

حضرت ابوبکرؓ کی تجہیز و تکفین

ابوبکرؓ اسی پلنگ پر اٹھائے گئے تھے جس پر رسول اللہ ﷺ کو اٹھایا گیا تھا آپ کے جنازے کی نماز عمرؓ نے مسجد نبوی میں پڑھائی تھی اور قبر میں عمرؓ، عثمانؓ، طلحہ اور عبدالرحمان بن ابی بکرؓ اترے تھے۔ عبداللہ نے بھی اترنا چاہا مگر عمرؓ نے ان سے کہا اب تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ ابوبکرؓ نے عائشہؓ کو وصیت کی تھی کہ مجھ کو رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ چنانچہ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو آپ کے لیے قبر کھودی گئی اور ابوبکرؓ کا سر رسول اللہ ﷺ کے شانہ مبارک کے قریب اور انکی لحد کو رسول ﷺ کی لحد سے بالکل قریب بنایا گیا۔ پھر اس میں دفن کیے گئے۔

صدیق اکبرؓ کی قبر مبارک کی کیفیت

عبداللہ بن زبیر کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ کا سر رسول اللہ ﷺ کے شانوں کے برابر اور عمرؓ کا سر ابوبکرؓ کی کوکھ کے برابر رکھا گیا تھا۔

قاسم بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے عائشہؓ سے عرض کیا اماں جان ذرا ہمیں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں رفیقوں کی قبریں کھول کر دکھایئے۔ چنانچہ آپ نے میرے لیے حجرہ کھولا اس میں تین قبریں تھیں نہ بہت اٹھی ہوئی نہ زمین سے ملی ہوئی ان پر سرخ میدان کی ریت پڑی ہوئی تھی میں نے دیکھا کہ ان میں سے رسول اللہ ﷺ کی قبر پہلے ہے اور ابوبکرؓ کی قبر حضور ﷺ کے سر مبارک کے پاس ہے اور عمرؓ کی قبر ابوبکرؓ کے سر کے پاس ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ ابوبکرؓ کی قبر رسول اللہ ﷺ کی قبر کی طرح مسطح بنائی گئی اور اس میں پانی چھڑکا گیا تھا اور عائشہؓ نے اس پر نوحہ کرنے والیوں کو بٹھایا ہوا تھا۔

عائشہ کا نوحہ کرنے والیوں کو بٹھانا

سعید بن المسیب کی روایت ہے کہ جب ابوبکرؓ کا انتقال ہوا تو عائشہ نے ان پر نوحہ کرنے والیوں کو بٹھایا۔ اتنے میں عمرؓ آگئے اور ان کے دروازے کے پاس آکر کھڑے ہوگئے آپ نے ان کو ابوبکرؓ پر نوحہ اور بین کرنے سے روکا مگر ان عورتوں نے باز آنے سے انکار کر دیا۔ عمرؓ نے ہشام بن ولید کو حکم دیا کہ تم اندر جا کر ابوقحافہ کی بیٹی ابوبکرؓ کی بہن کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ جب عائشہؓ نے عمرؓ کو ہشام کو یہ حکم دیتے ہوئے سنا تو بولیں ہشام کو میں اپنے مکان میں آنے سے روکتی ہوں۔ عمرؓ نے ہشام سے کہا اندر جاؤ میں تم کو اجازت دیتا ہوں۔ ہشام اندر گھس گئے اور ام فروہ ابوبکرؓ کی بہن کو عمرؓ کے پاس لائے۔ عمرؓ نے درہ اٹھا کر ان کے کئی بار رسید کیا۔ درے کی آواز سن کر نوحہ کرنے والیاں سب بھاگ گئیں۔ علی بن محمد کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے مرض الموت میں یہ اشعار پڑھے تھے۔

وكـــل ذي ابـــل مـــوروث
وكـــل ذي سـلـب مسلـوب
وكـــل ذي غيبة يـــؤوب
وغـــائـب الـمـوت لأيـوب

ترجمہ: ہر دولتمند کا مال میراث میں بٹ جائے گا اور ہر سامان والے سے
اس کا سامان چھن جائے گا، ہر غائب ہونے والا واپس آ جاتا ہے مگر مر کر
غائب ہونے والا کبھی واپس نہیں آتا۔

آپ کی زبان پر آخری الفاظ یہ تھے "رب توفني مسلماً والحقني بالصالحين" (ترجمہ: اے اللہ مجھ کو اسلام کی حالت میں موت دے اور مجھ کو صالحین کے پاس پہنچا دے)

صدیق اکبرؓ کے حسن سے متعلق روایات

عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ عائشہؓ اپنے کجاوے میں بیٹھی تھیں آپ نے سامنے سے ایک عرب کو گزرتے ہوئے دیکھا اور اس کو دیکھ کر فرمایا کہ میں نے اس شخص سے زیادہ کسی کو ابوبکرؓ کے مشابہ نہیں دیکھا۔ ہم نے

عرض کیا آپ ہم سے ابوبکرؓ کا حلیہ بیان کیجئے۔ عائشہؓ نے فرمایا ابوبکرؓ گورے، دبلے، کلے پچکے ہوئے اور جھکے ہوئے آدمی تھے۔ ان سے آزار نہیں سنبھلتی تھی بلکہ کمر پر سے سرک سرک جاتی تھی۔ چہرہ پر گوشت نہیں تھا، آنکھیں اندر دھنسی ہوئی پیشانی ابھی ہوئی اور بھنویں صاف تھیں۔

علی بن محمد کی روایت میں یہ ہے کہ ابوبکرؓ کا رنگ گورا زردی مائل تھا۔ آپ خوش قامت، نحیف اور جھکے ہوئے تھے، نازک مزاج اور فیاض، ناک ستواں، رخسار پتلے اور آنکھیں اندر کو تھیں اور آپ کی پنڈلیاں پتلی اور رانیں صاف تھیں۔ مہندی اور کسم کا خضاب کرتے تھے۔

جب ابوبکرؓ کا انتقال ہوا اس وقت آپ کے والد مکہ مکرمہ میں زندہ تھے جب ان کو ابوبکرؓ کے انتقال کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے کہا افسوس بہت بڑا سانحہ ہے۔

ابوبکرؓ کا نام، نسب اور عرفیت

اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ابوبکرؓ کا نام عبداللہ تھا اور عتیق ان کو ان کی سخاوت کی وجہ سے کہتے تھے۔ اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ یہ ان کو عتیق اس لیے کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے انکو فرمایا تھا" انت عتیق من النار" (ترجمہ: تم عذاب دوزخ سے آزاد ہو، اور عائشہ سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ ابوبکر عتیق کیوں کہلاتے تھے۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے انکی طرف دیکھا اور فرمایا" ھذا عتیق اللہ من النار" (ترجمہ: ان کو اللہ نے عذاب دوزخ سے آزاد فرمایا ہے۔) ابوبکرؓ کے والد کا نام عثمان اور ان کی کنیت ابوقحافہ تھی۔ ابوبکرؓ کا شجرہ نسب اس طرح تھا۔ ابوبکر عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعدؓ بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک۔ اور آپ کی والدہ کا شجرہ یہ ہے۔ ام الخیر بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعدؓ بن تیم بن مرہ۔

واقدی کا قول یہ ہے کہ ابوبکرؓ کا نام عبداللہ ابن ابی قحافہ اور ان کے والد کا نام عثمان بن عامر تھا اور آپ کی والدہ ام اہل خیر تھیں۔ اور ان کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعدؓ بن تیم بن مرہ تھا۔

ہشام کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ ابوبکرؓ کا نام عتیق بن عثمان بن عامر تھا اور عمار بن غزیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن قاسم سے ابوبکرؓ کا نام پوچھا کیا انھوں نے کہا عتیق۔ یہ تین بھائی ابوقحافہ کے بیٹے تھے عتیق، معتق، اور عتیق۔

ابوبکرؓ کی بیویوں کے نام

علی بن محمد کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں قتیلہ سے نکاح کیا تھا۔ واقدی اور کلبی بھی اس روایت سے متفق ہیں وہ کہتے ہیں کہ قتیلہ کا شجرہ یہ ہے قتیلہ بنت عبدالعزیٰ بن عبد بن اسعدؓ بن جابر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی۔ قتیلہ سے آپ کے یہاں عبداللہ اور اسماء پیدا ہوئیں۔ نیز زمانہ جاہلیت میں آپ نے ام رومان بنت عامر بن عمیرہ بن ذہل بن وہمان بن الحارث بن غنم بن مال بن کنانہ سے نکاح کیا۔ اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ وہ ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبدشمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن وہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ تھیں۔ ان کے پیٹ سے آپ کے یہاں عبدالرحمان اور عائشہ پیدا ہوئیں۔ آپ کی یہ چاروں اولادیں جوان دو بیویوں سے پیدا ہوئیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئی تھیں اور زمانہ اسلام میں آپ نے اسماء بنت عمیس سے نکاح کیا تھا۔ ابوبکرؓ سے پہلے وہ جعفر بن ابی طلب کے پاس تھیں۔ اسماء کا شجرہ یہ ہے۔ اسماء بنت عمیس

بن معد بن تیم بن الحارث بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن مالک بن نسر بن وہب اللہ بن شہران میں عفرس بن حلف بن افتل اور افتل ہی کا نام خثعم ہے۔ اسماء سے آپ کے یہاں محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے۔ نیز آپ نے زمانہ اسلام میں حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر سے جو بنی الحراث بن خزرج سے تھیں نکاح کیا تھا جب ابو بکرؓ

نے وفات پائی اس وقت حبیبہ حاملہ تھیں آپ کی وفات کے بعد ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی ان کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔

ابو بکرؓ کے قاضیوں منشیوں اور عمال صدقات کے نام

مسعر سے روایت ہے کہ جب ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے تو ابو عبیدہ نے کہا کہ میں آپ کی طرف سے محکمہ مال کی خدمات انجام دونگا اور عمرؓ نے کہا میں آپ کی طرف سے عدالت کی خدمت انجام دونگا۔ عمرؓ دو سال تک انتظار کرتے رہے اس عرصے میں کوئی دو آدمی بھی آپ کے پاس اپنا مقدمہ لے کر نہیں آئے اور بعض لوگوں کا بیان یہ ہے کہ ابو بکرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں عمر کو قاضی بنا دیا تھا۔ عمرؓ ایک سال منتظر رہے اس عرصے میں ایک شخص بھی آپ کے پاس اپنا مقدمہ لے کر نہیں آیا۔

ابو بکرؓ کے کاتب زید بن ثابت تھے اور خبریں عثمان بن عفان لکھتے تھے اور کبھی جو شخص موجود ہوتا اس سے لکھا لیتے تھے۔

ابو بکر صدیقؓ کے اہل مناصب

ابو بکرؓ کی طرف سے مکے کی عامل عتاب بن اسید تھے۔ طائف کے عامل عثمان بن ابی العاص تھے، صنعا کے عامل مہاجر بن ابی امیہ تھے۔ حضر موت کے عامل زیاد بن لبید تھے۔ خولان کیے عامل لیلی بن امیہ تھے۔ زبید اور رمع کے عامل ابو موسیٰ اشعری تھے جند کے عامل معاذ بن جبل تھے، بحرین کے عامل العلاء بن الحضرمی تھے۔ اور عبداللہ بن ثور کو بنی غوث کے ایک شخص تھے آپ نے جرش کی طرف بھیجا تھا اور عیاض بن غنم فہری کو آپ نے دومۃ الجندل کی طرف بھیجا تھا اور شام میں ابو عبیدہ، شرحبیلؓ بن حسنہ، یزید بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص مامور تھے یہ سب ایک ایک لشکر کے امیر تھے اور ان سب کے امیر خالدؓ بن ولید تھے۔

ابو بکرؓ سخی، نرم مزاج اور انساب عرب کے ماہر تھے۔ اور حیان صائغ کی روایت ہے کہ ابو بکرؓ کی مہر پر "نعم القادر اللہ" لکھا ہوا تھا، کہتے ہیں کہ ابو قحافہ ابو بکرؓ کی وفات کے بعد صرف چھ مہینے زندہ رہے انھوں نے ستانوے سال کی عمر میں محرم ۱۴ ہجری میں مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔

حضرت عمرؓ کی خلافت کے بارے صدیق اکبرؓ کا مشورہ

ابو بکرؓ نے اپنے مرض الموت کے زمانے میں عمرؓ کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ نے اس کا ارادہ کیا تھا اس وقت عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا تھا چنانچہ واقدی کی روایت ہے کہ ابو بکرؓ نے اپنی وفات کے وقت عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا اور ان سے کہا بتلاؤ عمرؓ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے عبدالرحمٰن نے کہا اے خلیفہ رسول وہ اوروں کی بہ نسبت آپ کی رائے سے بھی افضل ہیں۔ مگر ان کے مزاج میں ذرا شدت ہے۔ ابو بکرؓ نے کہا یہ شدت اس وجہ سے تھی کہ وہ مجھ کو نرم دیکھتے تھے جب خلافت خود ان کے حوالے کی جائے گی تو اس قسم کی اکثر باتیں چھوڑ دیں گے۔

اے ابومحمد میں نے ان کو بغور دیکھا ہے کہ جس وقت میں کسی شخص پر کسی معاملے میں غضبناک ہوتا تھا تو عمرؓ مجھ کو اسی پر راضی ہونے کا مشورہ دیتے تھے اور جب کبھی میں کسی پر نرم ہوتا تھا تو مجھ کو اس پر سخت کرنے کا مشورہ دیتے، اے ابومحمد یہ باتیں جو میں نے تم سے کہی ہیں تم ان کا کسی اور سے ذکر نہ کرنا عبدالرحمٰن نے کہا بہت اچھا۔

عمر کا باطن ان کے ظاہر سے بہتر ہے

اس کے بعد ابوبکرؓ نے عثمان بن عفان کو بلایا اور ان سے کہا اے ابوعبداللہ مجھے بتلاؤ کہ عمرؓ کیسے ہیں۔ عثمانؓ نے کہا آپ ان کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا ہاں اے ابوعبداللہ اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ پھر آپ نے کہا، اے اللہ میں عمر کے باطن کو ان کے ظاہر سے بہتر سمجھتا ہوں۔ ہم میں ان جیسا کوئی دوسرا شخص نہیں ہے۔ پھر ابوبکرؓ نے فرمایا اے ابوعبداللہ، اللہ تم پر رحم فرمائے ان باتوں کا تم کسی سے ذکر نہ کرنا عثمانؓ نے کہا بہت اچھا۔ اس کے بعد ابوبکرؓ نے کہا اگر میں نے عمر کو چھوڑ دیا تو تمھیں نہیں چھوڑونگا۔ مجھے معلوم نہیں۔ ممکن ہے عمرؓ اس کو قبول نہ کریں۔ ان کے لیے تو یہی بہتر ہے کہ وہ تمہاری حکومت کا بوجھ اپنے سر نہ لیں۔ میری خواہش تو یہ تھی کہ میں تم لوگوں کے اس معاملے سے بے تعلق رہتا اور اپنے پیشرو کے طریقے کو اختیار کرتا، اے ابوعبداللہ میں نے جس کام کے لیے تمھیں بلایا ہے اور عمر کے متعلق جو کچھ تم سے کہا ہے تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

خلافتِ فاروقی کا اعلان

ابوالسفر کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے اپنے گوشے سے جھانکا اسماء بنت عمیس جن کے ہاتھ گودے ہوئے تھے آپ کو پکڑے ہوئے تھیں آپ نے کہا لوگو میں جس شخص کو تم پر خلیفہ بناتا ہوں کیا تم اس کو پسند کرتے ہو، کیونکہ میں نے اس کے متعلق غور کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کیا اور نہ میں نے اپنے کسی قرابتدار کو انتخاب کیا ہے۔ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو تمہارا خلفیہ بنایا ہے تم ان کا حکم سنو اور ان کی اطاعت کرو۔ یہ سن کر سب نے کہا ہم بسر و چشم منظور کرتے ہیں اور ہم ان کی اطاعت کریں گے۔

قیس کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ عمرؓ بن الخطاب بیٹھے ہیں ان کے ہاتھ میں ایک چھڑی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ تم اپنے خلیفہ کا حکم سنو اور ان کی اطاعت کرو وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے تمہاری خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اس وقت عمرؓ کے پاس ابوبکرؓ کا غلام بیٹھا ہوا تھا جس کو لوگ شدید کہتے ہیں تھے اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا جس میں عمرؓ کی خلافت کا حکم درج تھا۔

ابوبکرؓ کا عثمان کو تخلیئے میں بلانا

محمد بن ابراہیم کا بیان ہے کہ ابوبکرؓ نے عثمانؓ کو علیحدہ میں بلایا اور ان سے کہا لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ عہد نامہ ابوبکرؓ بن ابی قحافہ نے مسلمانوں کے نام لکھا ہے اما بعد اسکے بعد ابوبکرؓ پر غشی طاری ہوگئی اور بے خبر ہوگئے۔ اس لیے عثمانؓ نے یہ لکھدیا اما بعد میں تم پر عمرؓ بن الخطاب کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں میں پوری طاقت کے بقدر تمہاری خیر خواہی میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی ہے۔ پھر ابوبکرؓ ہوش میں آگئے آپ نے عثمانؓ سے کہا سناؤ تم نے کیا لکھا ہے۔ عثمانؓ نے پڑھ کر سنایا۔ ابوبکرؓ نے تکبیر پڑھی اور کہا میں سمجھتا ہوں کہ شاید تمھیں اندیشہ ہوا کہ اگر اس غشی میں میری روح پرواز کرگئی تو

لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ عثمانؓ نے کہا ہاں میں نے یہی خیال کیا تھا۔ ابوبکرؓ نے کہا اللہ تم کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے اس کے بعد ابوبکرؓ نے اس مضمون کو وہیں تک برقرار رکھا۔

ابوبکرؓ کے مرض الموت کے زمانے میں ان کے پاس جانا

عبدالرحمٰن بن عوف (سے مروی ہے کہ وہ ابوبکرؓ کے مرض الموت کے زمانے میں ان کے پاس گئے اور ان کو کچھ غمگین سا پایا۔ عبدالرحمٰن نے آپ سے کہا خدا کا شکر ہے کہ آپ نے تندرستی کے ساتھ صبح کی ہے۔ ابوبکرؓ نے کہا کیا تم اس بات کو دیکھ رہے ہو؟ عبدالرحمٰن نے کہا ہاں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے تمہاری حکومت ایک ایسے شخص کے حوالے کی ہے جو میرے نزدیک تم سب سے بہتر ہے مگر اس سے تم سب کی ناکیں پھول گئیں۔ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ یہ منصب خود اس کو ملے اب تم لوگوں نے دنیا کو آتے دیکھ لیا ہے۔ دنیا جب آئے گی تو اس وقت تم ریشم کے پردے اور دیباج کے گدے استعمال کرو گے اور ازری ان پر لیٹنے ہوئے تمھیں ایسی تکلیف ہوگی جیسے کسی کو کانٹوں پر لیٹنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ دنیا داری میں گرفتار ہونے سے یہ کہیں بہتر ہے کہ حد شرعی کے بغیر تمہاری گردن اڑا دی جائے۔ تم ہی لوگوں کو سب سے پہلے گمراہ کرنے اور راہ راست سے ہٹانے والے ہو۔ اے سیدھی راہ دکھانے والے بلاشبہ وہ یا تو صبح کی روشنی کے مانند ہے یا ڈبونے والے سمندر کی مانند ہے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے کہا امیر المومنین اس قدر جوش میں نہ آیئے۔ اس سے آپ نڈھال ہوئے جاتے ہیں۔ لوگوں میں ہر شخص دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو اس کی رائے بھی وہی ہے جو آپ کی ہے تو وہ آپ کے ساتھ ہے یا آپ کی رائے کے خلاف کہنے والا ہے تو وہ آپ کو مشورہ دے رہا ہے مگر آپ کی پسند وار منشاء کے ساتھ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ صرف خیر خواہی چاہتے ہیں۔ آپ ہمیشہ صالح اور مصلح رہے ہیں اور آپ کے دل میں دنیا کی کسی چیز کی حسرت نہیں ہے۔

صدیق اکبر کا نو چیزوں کے بارے میں حسرت کا اظہار

ابوبکرؓ نے کہا کہ میرے دل میں دنیا کی کوئی حسرت نہیں ہے، مگر تین چیزیں ایسی ہیں جو میں نے کی ہیں لیکن اے کاش نہ کرتا اور تین چیزیں ایسی ہیں جو میں نے چھوڑ دی ہیں مگر کاش ان کو کرتا اور تین چیزیں ایسی ہیں کہ کاش میں رسول اللہ ﷺ سے ان کے متعلق دریافت کر لیتا۔ وہ تین چیزیں جن کو میں چھوڑ دیتا تو اچھا ہوتا یہ ہیں کہ کاش میں فاطمہؓ کا گھر نہ کھولتا اگرچہ وہ لوگ جنگ کے لیے اس کا دروازہ بند کرتے۔ اور کاش میں الفجاء سلمی کو نہ جلاتا بلکہ یا تو اس کو باندھ کر قتل کر دیتا یا آزاد چھوڑ دیتا۔ اور کاش بنی سقیفہ کے روز میں اس امارت کو دو میں سے کسی ایک شخص کے گلے میں ڈال دیتا، ابوبکرؓ کا اشارہ عمرؓ اور ابوعبیدہ کی طرف تھا۔ دونوں میں سے کوئی ایک امیر ہوتا اور میں وزیر ہوتا۔

اور جو چیزیں مجھ سے چھوٹ گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ کاش جب اشعث میرے سامنے اسیر کر کے لایا گیا تھا میں اس کی گردن مار دیتا کیونکہ بعد میں نے دیکھا کہ جو برا کام اس کو نظر آتا ہے وہ اس کا معاون بن جاتا ہے، اور کاش جب میں نے خالدؓ کو مرتدین کے مقابلے کے لیے روانہ کیا تھا اس وقت میں ذی القصہ میں جا کر قیام کرتا اگر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوتی تو خیر اور اگر شکست پاتے تو میں مقابلے کے درپے ہوتا یا مددگار بن جاتا، اور کاش جب میں نے خالدؓ بن ولید کو شام کی طرف بھیجا تھا اس وقت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو عراق کی طرف بھیج دیتا اور اس طرح خدا کی راہ میں اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیتا یہ کہہ کر ابوبکرؓ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیے۔

اور کاش میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیتا کہ یہ امارت کس کو ملنی چاہیئے تاکہ پھر کسی کو جھگڑا کرنے کا موقع نہ

رہتا۔ اور کاش میں آپ سے پوچھ لیتا کہ کیا انصار کے لیے اس حکومت میں کچھ حصہ ہے؟ اور کاش میں آپ سے بھتیجی اور پھوپی کی میراث کے متعلق دریافت کرلیتا، کیونکہ میرے دل میں اس کے متعلق کچھ بے اطمینانی ہے۔

خلافتِ صدیقی کے ابتدائی چھ ماہ

ابوبکرؓ امیر المومنین ہونے سے قبل تجارت کرتے تھے اور اس وقت ان کا مکان سخ میں تھا مگر پھر مدینے میں منتقل ہو گئے تھے۔ عائشہؓ کی روایت ہے کہ میرے والد سخ میں اپنی بیوی حبیبہ کے پاس رہتے تھے۔ حبیبہ کا شجرہ یہ ہے حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر جو بنی الحارث بن الخزرج سے تھے، ابوبکرؓ نے اس مکان پر کھجور کی شاخوں میں سے ایک حجرہ بنایا تھا۔ ابھی اس سے زیادہ اور کچھ نہیں بنا سکے تھے کہ مدینے میں اپنے مکان میں منتقل ہو گئے، بیعت خلافت کے بعد چھ مہینے تک آپ سخ ہی میں مقیم رہے۔ اور ہر روز صبح کو مدینے پیدل آتے رہے اور کبھی کبھی گھوڑے پر آتے تھے ان کے جسم پر ایک تہمد اور ایک پرانی چادر ہوتی تھی۔ آپ مدینے پہنچ کر لوگوں کو نماز پڑھاتے اور عشاء کی نماز پڑھا کر اپنے گھر سخ کو واپس چلے جاتے۔ جب آپ آتے تو خود نماز پڑھاتے اور جب نہ آتے تو عمرؓ نماز پڑھاتے اور جمعہ کے روز دن چڑھے تک اس میں رہتے سر اور ڈاڑھی کو خضاب لگاتے اور جمعہ کی نماز کے وقت آ کر لوگوں کو نماز جمعہ پڑھاتے تھے۔

ابوبکرؓ کی زندگی مبارک

ابوبکرؓ تجارت پیشہ آدمی تھے آپ ہر روز صبح کو بازار جاتے، خرید وفروخت میں مشغول رہتے تھے۔ ان کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ تھا کبھی آپ خود اس کو چرانے کے لیے لے جاتے اور کبھی آپ کا یہ کام کوئی اور شخص کر دیتا تھا۔ آپ قبیلے والوں کی بکریوں کا دودھ دوہ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب آپ خلیفہ ہوئے تو قبیلے کی ایک لڑکی نے کہا کہ اب ہماری بکریاں کوئی نہیں دوہے گا اس کی یہ بات ابوبکرؓ نے سن لی۔ آپ نے کہا ہاں بخدا میں تمہاری بکریاں ضرور دوہنگا۔ اور مجھے امید ہے کہ اس نصب سے میری پرانی عادات میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوگی۔ چنانچہ خلیفہ ہو کر بھی ابوبکرؓ قبیلے کی بکریوں کا دودھ نکالتے رہے اکثر ایسا ہوتا کہ آپ قبیلے کی لڑکی سے پوچھتے کہ اگر تم چاہتی ہو تو تمہاری بکریاں میں چرالاؤں یا تم کہو تو ان کو کھول کر چھوڑ دوں۔ لڑکی کبھی کہتی آپ ان کو چرالایئے اور کبھی کہتی ان کو چھوڑ دیجئے۔ چنانچہ جیسا وہ کہتی آپ اس کی مرضی کے مطابق کر دیا کرتے۔ سخ کے قیام کے زمانے میں چھ مہینے تک آپ کا یہی طرز عمل رہا۔ پھر آپ مدینے تشریف لے آئے اور وہیں قیام کرلیا۔ آپ نے فرائض خلافت اور اپنے مسئلہ معاش پر غور کیا اور کہا بخدا لوگوں کے معاملات کی نگرانی کے ساتھ تجارت نہیں ہو سکتی اس خدمت کے لیے فراغت اور پوری توجہ کی ضرورت ہے ادھر میرے اہل وعیال سے اپنی متعلقین کی ضروریات کے لیے روزانہ خرچ لینے لگے۔ لوگوں نے آپ کی ذاتی اخراجات کے لیے سالانہ چھ ہزار درہم کی رقم منظور کی تھی۔

مرض الموت کے وقت بیت المال سے لیا ہوا مال واپس کرنا

جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت ہوا تو انھوں نے کہا بیت المال کا جو کچھ سامان ہمارے پاس ہو سب واپس کر دو۔ کیونکہ ہمیں اس مال میں سے اپنے ذمے کچھ رکھنا نہیں چاہتا۔ میری وہ زمین جو فلاں مقام پر واقع ہے وہ اس رقم کے معاوضے میں دیدو جو آج تک میں نے بیت المال سے لی ہے۔ چنانچہ وہ زمین، ایک اونٹنی، ایک قلعی گھر غلام اور کچھ غلہ

جس کی قیمت پانچ درہم ہوگی یہ سب چیزیں عمرؓ کو دیدی گئیں۔ عمرؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ نے اپنے بعد والوں کو کس قدر مشکل میں بتلا کر دیا ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے لوگوں سے کہا کہ حساب لگاؤ کہ جب سے میں خلیفہ ہوا ہوں میں نے بیت المال کی کتنی رقم خرچ کی ہے جو میزان ہو اس کو میری جائیداد سے وصول کرلو چنانچہ حساب لگایا گیا تو پورے زمانہ خلافت کی رقم آٹھ ہزار درہم نکلی۔

خلافت کے بعد عمر فاروقؓ کا پہلا خطاب

اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ طلحہ بن عبیداللہ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا آپ نے عمرؓ کو لوگوں پر خلیفہ مقرر کیا ہے حالانکہ آپ کو معلم ہے کہ آپ کی موجودگی میں لوگوں کو ان سے کیا کیا تکلیفیں پہنچتی رہی ہیں جب سب کچھ ان کے ہاتھ میں ہوگا تو نہ جانے کیا کیفیت ہوگی۔ آپ خدا کے سامنے جارہے ہیں وہ آپ سے آپ کی رعایا کے حقوق کے متعلق سوال کرے گا۔ ابوبکرؓ لیٹے ہوئے تھے یہ سن کر آپ نے کہا مجھے بٹھادو، لوگوں نے آپ کو بٹھادیا آپ نے طلحہ سے کہا تم مجھے خدا سے ڈراتے ہو۔ تم مجھے خدا کا خوف دلاتے ہو یاد رکھو جب میں خدا کے سامنے جاؤں گا اور وہ مجھ سے باز پرس کرے گا تو میں کہونگا میں نے تیری مخلوق پر ان میں سے بہترین شخص کو خلیفہ بنایا ہے۔

شداد کی روایت اور عمرؓ کا پہلا خطاب

گزشتہ صفحات میں ہم ابوبکرؓ کے عمرؓ کو خلیفہ مقرر کرنے، ابوبکرؓ کی وفات پانے اور عمرؓ کے ان کی نماز جنازہ پڑھانے اور صبح ہونے سے قبل رات ہی کو ان کی تدفین عمل میں آنے کے واقعات بیان کرچکے ہیں اس رات کے ختم ہوتے ہی صبح کو عمرؓ نے جو سب سے پہلا کام کیا اس کے متعلق شداد کی روایت یہ ہے کہ خلیفہ ہونے کے بعد عمرؓ منبر پر چڑھے اور فرمایا میں چند کلمات کہنا چاہتا ہوں تم لوگ ان پر آمین کہو اسی طرح مری کا بیان ہے کہ خلیفہ ہونے کے بعد عمرؓ نے جو سب سے پہلی گفتگو کی وہ یہ تھی کہ عربوں کی مثال ایسی ہے جیسے نکیل میں بدھا ہوا اونٹ جو اپنے سردار کے پیچھے پیچھے چلتا رہتا ہے۔ لہٰذا قائد کا فرض ہے کہ سوچ سمجھ کر اس کی قیادت کرے اور اب کعبہ کی قسم ان کو سیدھے راستے پر لے کر چلوں گا۔

خلافت کے بعد پہلا خط

خلیفہ ہونے کے بعد عمرؓ نے سب سے پہلا خط ابوعبیدہ کو لکھا جس میں ان کو خالدؓ کے لشکر کا امیر مقرر کیا اور لکھا کہ میں تم کو اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو باقی رہنے والا ہے اور جس کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ جس نے ہم کو گمراہی سے نکال کر راہ راست دکھائی اور اندھیرے سے نکال کر نور میں داخل کیا۔ میں تم کو خالدؓ کے لشکر کا امیر مقرر کرتا ہوں تم مسلمانوں کے حقوق ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو اور تم غنیمت کی لالچ میں آ کر مسلمانوں کو ہلاکت میں بتلا نہ کرنا اور نہ کسی اجنبی مقام میں وہاں کے حالات اور نتائج سے بے خبر ہو کر ان کو ٹھہرانا، جب تم کسی جماعت کو جنگ کے لیے بھیجو تو معقول تعداد کے بغیر نہ بھیجنا، مسلمانوں کو ہلاکت میں ہرگز بتلا نہ کرنا۔ خدا نے تمہارا معاملہ میرے ہاتھ میں اور میرا معاملہ تمہارے ہاتھ میں دیا ہے۔ دنیا کی محبت سے اپنی آنکھیں بند کرلو اور اپنے دل کو اس سے بے نیاز کرلو۔ خبردار اگلے لوگوں کی طرح ہلاکت میں مت ڈالو۔ ان کے جدا ہونے کے میدان تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

خالدؓ بن ولید کی معزولی

جو لوگ شام میں ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع لے کر گئے تھے ان کے نام یہ ہیں۔ شداد بن اوس بن ثابت انصاری، محمیہ بن جزء اور یرفا، انھوں نے مسلمانوں کے کامیاب ہونے تک اس خبر کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا اس وقت مسلمان واقوصہ کی گھاٹی پر رومی دشمنوں سے برسرِ پیکار تھے یہ رجب کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے ابوعبیدہ کو ابوبکرؓ کی وفات پانے کی اطلاع دی اور بتلایا کہ عمرؓ نے آپ کو شام کی جنگ کا سپہ سالار مقرر کیا ہے اور تمام امراء کو آپ کا ماتحت بنایا ہے اور خالدؓ کو معزول کر دیا ہے۔

رومیوں کا بسیان پر پہنچ کر وہاں کے بند کو توڑنا

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ جب مسلمان اجنادین کے معرکے سے فارغ ہو گئے تو وہاں سے فحل کی طرف جو علاقہ اردن میں واقع ہے، چلے گئے۔ کیونکہ رومی بھاگ کر وہاں جمع ہو گئے تھے۔ مسلمان دستور اپنے امراء کے ماتحت تھے۔ خالدؓ مقدمۃ الجیش پر تھے۔ رومیوں نے بیسان پر پہنچ کر اس کی نہروں کے بند توڑ دیئے۔ وہاں کی زمین شور تھی جس سے تمام زمین دلدل بن گئی۔ بیسان فلسطین اور اردن کے درمیان واقع ہے، جب مسلمان وہاں پہنچے تو وہ رومیوں کے کرتوتوں سے ناواقف تھے ان کے گھوڑے دلدل میں پھنس گئے اور انھیں سخت مصیبت اٹھانی پڑی مگر خدا نے ان کو وہاں سے سلامتی سے نکال دیا۔ بیسان کا نام اس زحمت کی وجہ سے جو مسلمانوں کو وہاں اٹھانی پڑی، ذات الرونۃ (دلدل والی جگہ) پڑ گیا۔ اس کے بعد مسلمان رومیوں کے پاس پہنچے وہ اس وقت فحل میں تھے۔ طرفین میں جنگ ہوئی۔ رومیوں نے شکست کھائی۔ مسلمان فحل میں داخل ہو گئے اور بھاگے ہوئے رومی دمشق پہنچ گئے۔ فحل کا واقعہ عمرؓ کی خلافت کے چھ ماہ بعد ذیقعدہ ۱۳ ہجری میں پیش آیا تھا۔ اس سال کے امیر حج عبدالرحمٰن بن عوفؓ تھے۔

فحل کے بعد مسلمان دمشق کی طرف متوجہ ہوئے۔ مقدمۃ الجیش پر خالدؓ بن ولید تھے۔ رومی دمشق میں ایک شخص باہان نامی کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ عمرؓ نے خالدؓ بن ولید کو معزول کر کے ابوعبیدہ کو سپہ سالار مقرر کر دیا تھا۔ دمشق کے اطراف مسلمانوں اور رومیوں میں بڑی شدت کی جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں خدا نے رومیوں کو شکست دی اور مسلمانوں کو بہت سا مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ رومی دمشق میں گھس گئے وار اس کے دروازے بند کر لیے۔ مسلمانوں نے بڑھ کر دمشق کا محاصرہ کر لیا اور آخر کار اس کو فتح کر کے رہے۔ رومیوں نے جزیہ دینا قبول کیا۔

عمرؓ کی طرف سے ابوعبدہ کے نام ان کی امارت اور خالدؓ کی معزولی کا حکم پہنچا تو انھوں نے شرم کی وجہ سے وہ خط خالدؓ کو نہیں دکھلایا جب دمشق خالدؓ کے ہاتھوں فتح ہو گیا اور صلح نامہ انھیں کے نام سے لکھا جا چکا اب ابوعبیدہ نے خالدؓ کو اس خط کے مضمون سے مطلع کیا جب اہل دمشق نے صلح کر لی تو باہان جس نے مسلمانوں سے جنگ کی تھی، ہرقل کے پاس چلا گیا۔ دمشق رجب ۱۴ ہجری میں فتح ہوا تھا۔ اس کے بعد ابوعبیدہ نے اپنی امارت اور خالدؓ کی معزولی کو ظاہر کر دیا۔ مسلمانوں اور رومیوں کا مقابلہ پہلے ایک شہر عین فحل میں ہوا تھا۔ عین فحل فلسطین اور اردن کے درمیان واقع ہے۔ وہاں بڑے زور کی جنگ ہو رہی تھی اس کے بعد رومی دمشق میں پہنچے تھے۔

ڈاکیے کا مدینے سے ابوبکرؓ کی وفات کی خبر لانا

مگر خالدؓ اور عبادہ کی روایت میں یہ ہے کہ جب ڈاکیا مدینے سے ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع اور ابوعبیدہ کی

امارت کا حکم لے کر مسلمانوں کے پاس یرموک پہنچا اس وقت مسلمانوں اور رومیوں میں بڑی شدت کی جنگ ہو رہی تھی ۔ اسکے بعد راوی نے تمام واقعہ یرموک کا بیان کیا ہے اور دمشق کا واقعہ اس طرح بیان نہیں کیا جس طرح کہ ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے میں اس روایت کا کچھ حصہ بعد میں ذکر کروں گا۔

عمرؓ کا خالد بن سعید اور ولید بن عقبہ سے خوش ہونا

خلیفہ ہونے کے بعد عمرؓ خالد بن سعید اور ولید بن عقبہ سے خوش ہو گئے ان دونوں کو مدینے میں داخل ہونے کی اجازت دیدی، ابوبکرؓ نے جنگ سے بھاگنے کے جرم کی سزا میں ان دونوں کو مدینے میں داخل ہونے سے روک دیا اور ان کو شام واپس کر دیا تھا اور ان سے کہہ دیا تھا کہ اب میں تم کو اچھی طرح آزمانا چاہتا ہوں، جاؤ ہمارے جس امیر کے ساتھ تم چاہتے ہو مل جاؤ، چنانچہ یہ دونوں فوج میں آکر شریک ہو گئے تھے اور انھوں نے سخت معرکوں میں بڑے بڑے نمایاں کارنامے انجام دیے تھے۔

دمشق کا واقعہ سیف کی روایت کے مطابق

خالدؓ اور عبادہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یرموک کی فوجوں کو شکست دیدی اور واقوصہ کے لوگ تتر بتر ہو گئے اور مال غنیمت اور انعامات تقسیم ہو چکے اور خمس اور وفود بھیجے جا چکے، تب ابو عبیدہ نے اس خطرہ سے مبادا مرتدین یرموک پر حملہ کر کے قابض ہو جائیں اور ہماری رسد کے راستے بند کر دیں یرموک پر بشیر بن کر کعب بن ابی الحمیری کو اپنا نائب بنا کر چھوڑ دیا اور خود صُفّر کے ارادے سے آگے بڑھے ابو عبیدہ بھاگنے والوں کا تعاقب کرنا چاہتے تھے اُن کو معلوم نہیں تھا کہ رومی کہیں جمنا چاہتے تھے یا منتشر ہونا چاہتے تھے اتنے میں ان کے پاس اطلاع آئی کہ رومی فحل پر جمع ہو رہے ہیں اور یہ بھی اطلاع ملی کہ اہل دمشق کی مدد کے لیے حمص سے کمک آ رہی ہے اس وقت ابو عبیدہ کو تردد ہوا کہ آغاز دمشق سے کریں یا فحل سے جو علاقۂ اردن کا ایک شہر ہے اس لیے انھوں نے اس بارے میں عمرؓ کی خدمت میں لکھ کر ہدایت طلب کی اور جواب کے انتظار میں صُفّر میں ٹھہر گئے، عمرؓ نے یرموک کی فتح کی اطلاع کے بعد تمام اُمراء کو اُن کے عہدوں پر برقرار رکھا مگر خالدؓ کو ابو عبیدہ کے ماتحت کر دیا اور عمرو کو جنگ کے اثرات فلسطین پہنچنے تک مسلمانوں کی امداد کے لیے مقرر کر دیا اور لکھ دیا کہ جب جنگ فلسطین میں ہونے لگے تو عمرو وہاں کے سپہ سالار ہوں گے۔

لوگوں کا خیال ہے کہ عمرؓ نے خالدؓ کو اُن کی کسی گفتگو کی وجہ سے معزول کر دیا تھا ابوبکرؓ کے پورے زمانۂ خلافت میں عمرؓ خالدؓ سے ناراض رہے اور ان کے اعمال کو ناپسند کرتے رہے کیونکہ کہ انھوں نے ابن نویرا کو قتل کر دیا تھا اور نیز ان سے جنگ میں بعض بے ضابطہ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں، چنانچہ خلیفہ ہوتے ہی جو بات سب سے پہلے عمرؓ کی زبان سے نکلی وہ خالدؓ کے معزول کرنے کے متعلق تھی آپ نے کہا کہ میرے زمانے میں خالدؓ کبھی کسی ذمہ دار عہدے پر نہیں رہیں گے۔

عمرؓ نے ابو عبیدہ کو خط لکھا کہ اگر خالدؓ اپنے نفس کی تکذیب یعنی اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں تو وہ

بدستور سپہ سالار ہیں اور اگر وہ اس کے لیے تیار نہیں ہیں تو تم اُن کی جگہ سپہ سالار مقرر کیے جاتے ہو اس کے بعد تم ان کے سر سے اُن کی دستار اُتار لینا اور ان کا تمام مال اُن سے آدھوں آدھ سے تقسیم کرا لینا۔

جب ابوعبیدہ نے خالدؓ سے اس حکم کا ذکر کیا تو خالدؓ نے کہا مجھے ذرا مہلت دو میں اپنی بہن سے اس معاملے میں مشورہ کرتا ہوں، ابوعبیدہ نے اُن کو مہلت دیدی، خالدؓ اپنی بہن فاطمہ بنت الولید کے پاس گئے وہ حارث بن حشام کی بیوی تھیں، خالدؓ نے اُن سے اس معاملے کا ذکر کیا، فاطمہ نے کہا اللہ کی قسم عمرؓ تمھیں پسند نہیں کریں گے وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم اپنی غلطی کا اعتراف کرو اور پھر تمھیں معزول کردیں خالدؓ نے یہ رائے سن کر اپنی بہن کا سر چوم لیا اور کہا بیشک تم سچ کہتی ہو، چنانچہ خالدؓ نے معزول ہونا قبول کیا مگر اپنے نفس کی تکذیب پر تیار نہ ہوئے۔

ابوعبیدہ کا خالدؓ کا تمام مال تقسیم کرنا

ابوبکرؓ کے غلام بلال ابوعبیدہ کے پاس پہنچے اور کہا تم کو خالدؓ کے متعلق کیا حکم دیا گیا ہے ابوعبیدہ نے کہا مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ان کا عمامہ اُتار لوں اور ان کے مال کو آدھوں آدھ تقسیم کرلوں چنانچہ ابوعبیدہ نے خالدؓ کا تمام مال تقسیم کرلیا آخر میں اُن کی جوتی کا کوڑا رہ گیا ابوعبیدہ نے کہا یہ صرف ان ہی کے کام کا ہے، خالدؓ نے کہا ہاں مگر میں امیر المؤمنین کی نافرمانی نہیں کرسکتا تم کو جیسا حکم ملا ہے ویسا ہی کرو، اس پر ابوعبیدہ نے ایک جوتا لے لیا اور دوسرا خالدؓ کو دیدیا، معزول ہونے کے بعد خالدؓ عمرؓ کے پاس مدینے آگئے۔

خالدؓ بن ولیدؓ مدینہ منورہ میں

سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ جب عمرؓ خالدؓ کے پاس سے گذرتے تو ان سے کہا کرتے اے خالدؓ خدا کا مال جو تم دبائے بیٹھے ہو اس کو نکال لو، خالدؓ کہتے اللہ کی قسم میرے پاس کوئی مال نہیں ہے، اور جب عمرؓ نے ان کا زیادہ پیچھا کیا تو خالدؓ نے کہا اے امیر المؤمنین میں نے تمہاری سلطنت میں سے جو کچھ لیا ہے اس کی قیمت چالیس ہزار درہم بھی نہیں ہے، عمرؓ نے کہا میں تمہارا تمام اثاثہ چالیس ہزار درہم میں تم سے خریدتا ہوں خالدؓ نے کہا مجھے منظور ہے عمرؓ نے کہا میں نے تم سے لے لیا خالدؓ کے پاس سوائے گھر کے سامان اور چند غلاموں کے اور کچھ نہیں نکلا، اس کی قیمت کا حساب لگایا گیا تو اسی ہزار درہم ہوئی عمرؓ نے وہ سب مال اُن سے لے لیا اور ان کو چالیس ہزار درہم دیدیے، کسی نے عمرؓ سے کہا امیر المؤمنین اگر خالدؓ کا سامان ان کو واپس دیدیں تو مناسب ہے عمرؓ نے کہا اللہ کی قسم میں مسلمانوں کا تاجر ہوں ہرگز واپس نہیں کروں گا۔ مگر خالدؓ کے ساتھ یہ معاملہ کرنے کے بعد عمرؓ کا دل ان کی طرف سے صاف ہوگیا تھا۔

ابوعبیدہؓ کی قیادت میں سب سے پہلا حملہ (دمشق پر)

جب عمرؓ کے پاس ابوعبیدہ کا خط یہ دریافت کرنے کے لیے آیا کہ حملہ کس مقام پر پہلے کیا جائے تو عمرؓ نے اس کا یہ جواب دیا امابعد تم کو چاہیے کہ پہلے دمشق پر حملہ کرو کیونکہ دمشق شام کا قلعہ اور دشمنوں کا دارالحکومت ہے، اور فحل والوں کے مقابلے میں اپنا دستہ چھوڑ کر اُن کو الجھائے رکھو تاکہ وہ تمہاری طرف توجہ نہ کرسکیں، اسی طرح اہل فلسطین اور اہل حمص کو بھی مصروف کردو، اگر یہ مقامات دمشق سے پہلے فتح ہوگئے تو ہماری مراد پوری ہوجائی گی اور اگر خدا نے

دمشق کو ان سے پہلے فتح کرادیا تو اس کی حفاظت کے لیے ایک امیر کو چھوڑ دینا اور باقی اُمراء اور تم جا کر فحل پر حملہ کرنا جب فحل فتح ہو جائے تو تم اور خالد حمص کی طرف مڑ جانا اور شرحبیلؓ اور عمرو کو اُردن اور فلسطین میں چھوڑ دینا اور ہر شہر اور فوج کے امراء دوسرا حکم آنے تک اپنی اپنی خدمات پر برقرار رہیں گے۔

ابوعبیدہ نے فحل کی طرف دس قائد روانہ کیے ابوالاعور سُلمی، عباعمرو بن عامر الجرشی عامر بن حثمہ، عامر بن کلیب جو محصب کے قبیلے کے تھے، عمارہ بن الصعق بن کعب، صیفتی بن علبہ بن شامل، عمرو بن الحبیب بن عمرو مبدہ بن عامر بن خشعمہ، بشر بن عصمہ، عمارہ بن مخش یہ سب لوگ قائد تھے اور ان میں سے ہر ایک کے ماتحت پانچ پانچ قائد اور تھے، سرداری کے لیے جہاں تک ہوسکتا صحابہ ہی میں سے لوگ منتخب ہوتے تھے، یہ لوگ صُفّر سے روانہ ہو کر فحل کے قریب ٹھہر گئے، مگر جب رومیوں کو مسلمانوں کی فوجوں کے متعلق اطلاع ملی تو وہ ان کے ارادے سے آ رہی ہیں تو رومیوں نے فحل کے اطراف ندیوں کے بند توڑ دیے جس سے تمام زمین میں پانی پھیل گیا جا وہ دلدل بن گئی، اس کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت پریشانی ہوئی اور اسی ہزار شہ سوار اُن کے حملے سے محفوظ رہ گئے مسلمانوں نے شام کے قہروں میں سب سے پہلے فحل کا محاصرہ کیا اور اس کے بعد دمشق کا محاصرہ کیا۔

ابوعبیدہ کا ذوالکلاح کو دمشق کے درمیان متعین کرنا

ابوعبیدہ نے ذوالکلاع کو دمشق اور حمص کے درمیان مقرر کیا تا کہ وہاں پشت پناہی کا کام انجام دیں اور علقمہ بن حکیم اور مسروق کو دمشق اور فلسطین کے درمیان متعین کیا ان کے امیر زیدی تھے۔ یزید ابوعبیدہ کے ساتھ مرج سے روانہ ہوئے تھے۔ اور مقدمے پر خالدؓ بن ولید کو مامور کیا تھا۔ خالدؓ کے دونوں بازوؤں پر عمرو اور ابوعبیدہ تھے۔ سواروں کے افسر عیاض اور پیدل کے افسر شرحبیلؓ تھے۔ مسلمانوں نے دمشق کی طرف پیش قدمی کی۔ اہل دمش کا سردار نسطاس بن نسطوس تھا۔ مسلمانوں نے اہل دمشق کا محاصرہ کر لیا اور دمشق کے اطراف فروکش ہوئے۔ ایک طرف ابوعبیدہ تھے ایک طرف عمر تھے، ایک طرف یزید تھے۔ ہرقل اس زمانے میں حمص میں ٹھہرا ہوا تھا۔ حمص کا شہر اس کے اور مسلمانوں کے درمیان واقع تھا۔ مسلمانوں نے دمشق کا ستر دن تک سخت محاصرہ کیے رکھا جس میں حملوں تیراندازیوں اور منجنیقوں سے دشمن کو خوب پریشان کرتے رہے وہ لوگ شہر میں پناہ گزین تھے۔ اور امداد کی امید میں بیٹھے تھے۔ ہرقل ان سے قریب ہی تھا اس سے انھوں نے مدد طلب کی۔ مگر ذوالکلاح دمشق سے ایک رات کے فاصلے پر اسلامی لشکر اور حمص کے درمیان گویا حمص پر حملہ آور ہونے کے لیے مقیم تھے۔ جب ہرقل کی فوجیں اہل دمشق کی امداد کے لیے آئیں تو ذوالکلاح کے شہ سواروں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کو امداد سے روک دیا مجبوراً وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور ذوالکلاع کے مقابلے کے لیے ٹھہر گئے اور اہل دمشق اسی حالت میں گرفتار رہے۔

جب اہل دمشق کو یقین ہو گیا کہ ان کی امداد نہیں مل سکتی تو ان میں کمزوری اور بزدلی پیدا ہو گئی اور انھوں نے مزید جدوجہد چھوڑ دی اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کو زیر کرنے کا جذبہ بڑھ گیا۔ رومی سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کا یہ حملہ اس سے پہلے کی لوٹ مار کی طرح ہے۔ جب سردی زیادہ ہو جائے گی تو یہ لوگ خود ہی یہاں سے بھاگ جائیں گے۔ مگر سردی شروع ہو گئی تو بھی مسلمان واپس نہ ہوئے یہ دیکھ کر رومیوں کی امیدوں کا رشتہ ٹوٹ گیا اور دمشق میں پناہ گزین ہونے پر بہت نادم ہوئے۔

اہل دمشق کی فصیل پر چڑھ کر حملہ

اسی عرصے میں اہل دمشق کے پادری کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اس خوشی میں اس نے سب لوگوں کی دعوت کی رومیوں نے خوب کھایا اور پایا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ اپنی اپنی متعین جگہ کی نگرانی سے بالکل بے خبر ہو گئے۔ مسلمانوں میں خالدؓ کے سوا اور سب لوگ رومیوں کی اس حالت سے ناواقف تھے۔ خالدؓ کی کیفیت یہ تھی کہ نہ خود سوتے اور نہ کسی کو سونے دیتے تھے۔ ان کو رومیوں کی سب باتوں کا علم رہتا ان کی آنکھیں بہت تیز تھیں وہ اپنی سمت میں ہمیشہ مصروف رہتے۔ چنانچہ آپ نے کچھ رسیاں اور ڈوریاں سیڑھیوں اور کمندوں کی شکل میں تیار کیں۔ اور اس دعوت کے روز شام ہوتے ہی خالدؓ اور ان کے سپاہیوں نے پیش قدمی کی سب سے آگے خود خالدؓ اور قعقاع بن عمرو اور مذعور بن عدی اور ان جیسے اور چند اصحاب روانہ ہوئے اور اپنے لوگوں کو یہ ہدایت کر گئے کہ جب شہر پناہ سے تم لوگ ہماری تکبیروں کی آوازیں سنو تو فوراً ہماری طرف چڑھ آؤ اور دروازے پر حملہ کر دو۔

شہر پناہ کے کنگروں پر ڈوریاں پھینکنا

جب خالدؓ اور ان کے رفیق اپنے قریب کے دروازے کے پاس پہنچ گئے تو ان لوگوں نے وہ ڈوریاں شہر پناہ کے کنگروں پر پھینک دیں اس وقت ان کی کمروں پر وہ مشکیں بندھی ہوئی تھیں جن کے ذریعے سے انھوں نے خندق کو تیر کر پار کیا تھا۔ جب ڈوریاں ان کنگروں میں اچھی طرح اٹک گئیں تو قعقاع اور مذعور ان کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے اور ان دونوں نے باقی تمام رسیاں اور ڈوریاں اوپر کنگروں سے باندھ دیں۔

شہر پناہ کے جس حصے پر مسلمانوں نے حملہ کیا تھ وہ نہایت مستحکم اور ناقابل تسخیر تھا۔ خالدؓ کے تمام ساتھی کچھ اوپر چڑھ گئے اور کچھ دروازے پر پہنچ گئے۔ جب فصیل پر سب لگ باطمینان چڑھ گئے تو خالدؓ نے اسی مقام پر دوسرے چڑھنے والوں کی حفاظت کے لیے کچھ محافظ چھوڑ دیے اور خود اپنی جماعت کو لے کر نیچے اترے اور اوپر والوں کو تکبیر کہنے کا حکم دیا ان کی تکبیروں کی آوزیں سنتے ہی کچھ مسلمان دروازے کی طرف دوڑے اور کچھ ان رسیوں کی طرف جھپٹ پڑے اور چھلانگیں مارتے ہوئے اوپر چڑھ گئے۔ خالدؓ نے اپنے قریب کے دشمنوں پر حملہ کر دیا اور ان کو وہیں قتل کر دیا اس کے بعد دروازے پر پہنچ کر دربانوں کا خاتمہ کر دیا۔

اہل شہر اور دوسرے تمام لوگوں پر پریشانی اور بدحواسی کی کیفیت طاری ہوگئی وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر پہنچے ان کی کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ واقعہ کیا ہے۔ مسلمان ہر طرف اپنے اپنے پاس والوں کو قتل کر رہے تھے۔ خالدؓ اور ان کے رفیقوں نے دروازے کی زنجیروں کو تلواریں مار مار کر کاٹ دیا اور دروازے کو اسلامی لشکر کے لیے کھول دیا مسلمان اندر گھس گئے خالدؓ کے دروازے کے پاس ایک بھی جنگجو ایسا نہ رہا جس کو قتل نہ کر دیا گیا ہو۔

مسلمانوں کی زبردست فتح اور مصالحت

جب خالدؓ کو اس حملے میں خاطر خواہ کامیابی ہوگئی اور وہ اپنی طرف کے دروازے پر بہ جبر قابض ہو گئے تو اس طرف کے دشمن بھاگ بھاگ کر دوسرے دروازوں کی طرف پناہ لینے کے لیے دوڑے۔ ان دروازوں کی طرف کے دشمنوں کو مسلمانوں نے نصف نصف تقسیم پر مصالحت کی دعوت دی تھی مگر اس تجویز کو انھوں نے مسترد کر دیا تھا۔ اور دفاع پر اڑے رہے تھ۔ مگر جب خالدؓ نے ان پر اچانک حملہ کر دیا تو ان لوگوں نے فوراً اپنی طرف کے مسلمانوں سے صلح کی

خواہش ظاہر کی مسلمانوں نے اس کو منظور کر لیا چنانچہ رومیوں نے اندر سے دروازے کھول دیے اور مسلمانوں سے کہ جلد اندر آ ؤ اور ہم کو اس دروزاے کے حملہ آ وروں سے بچاؤ۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان تمام دروازوں کی طرف کے مسلمان صلح کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے اور خالدؓ اپنے دروزاے سے بہ جبر فتح کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ خالدؓ اور دوسرے اسلامی امراء اوسط شہر میں اس طرح ایک دوسرے سے ملے کہ ایک جماعت قتل اور غارتگری میں مصروف تھی اور دوسری جماعت صلح اور امن دہی کے ساتھ داخل ہو رہی تھی مگر جب صلح ہو گئی تو مسلمانوں نے خالدؓ کی طرف کے حصے کو بھی صلح کے حکم میں شامل کر دیا۔

مقتولین کا سامان مسلمانوں میں بانٹنا

دمشق کی مصالحت زر نقد اور زمینوں کی تقسیم پر اور فی کس سالانہ ایک دینار پر ہوئی تھی مقتولین کا سامان مسلمانوں نے آپس میں بانٹ لیا تھا۔ خالدؓ کے سپاہیوں کو بھی اتنا ہی ملا جتنا کہ دوسرے امراء کے سپاہیوں کو دیا گیا تھا۔ ملک کا باقی حصہ بھی اسی صلح میں شامل تھی۔ چنانچہ زمین پر فی جریب ایک جریب پیداوار کا محصل لگا گیا تھا۔ مگر شاہی خاندان اور اس کے ساتھ جانے والوں کا تمام مولکہ سامان مال غنیمت قرار دیا گیا۔ مال غنیمت میں سے ذوالکلاع اور ان کی فوج، ابوالعور اور ان کی فوج، شیر اور ان کی فوج کو بھی حصے دیے گئے تھے۔ اس فتح کی خوشخبری فوراً حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھیجی گئی۔

دوسرے علاقوں سے مصالحت

ابوعبیدہ کے پاس عمرؓ کا حکم آیا کہ عراق کی فوجوں کو عراق واپس بھیجدو اور ان کو حکم دو کہ وہ سعدؓ بن مالک سے جا کر مل جائیں۔ اس لیے ابوعبیدہ نے عراق کی فوج کا امیر ہاشم بن عتبہ کو مقرر کیا اس فوج کے مقدمے کے افسر قعقاع بن عمرو تھے۔ میمنے اور میسرے کے افسر عمرو بن مالک الزہری اور ربعی بن عامر تھے۔ دمشق کے بعد یہ لوگ سعدؓ کی طرف روانہ ہوئے۔ چنانچہ ہاشم عراق کی فوجوں کو لے کر عراق کی طرف گئے اور دوسرے قائدین فحل کی طرف روانہ ہوئے۔ ہاشم کے ساتھ دس ہزار سپاہیوں کا لشکر تھا ان میں سے جو لوگ شہید ہو گئے تھے ان کے بجائے اور لوگوں کو بھرتی کر لیا گیا تھا۔ ان ہی میں سے قیس اور اشتر ہیں۔ ایلیا کی طرف علقمہ اور مسروق گئے اور اس کے راستے پر فروکش ہوئے۔ یزید بن ابی سفیان یمن کے قائدین کے ساتھ دمشق میں ٹھہرے ان میں سے بعض لوگوں کے یہ نام ہیں عمرو بن شمر بن غزیہ، سہم بن المسافر بن ہزمہ، مشافع بن عبداللہ بن مشافع۔

دمشق کی فتح کے بعد یزید بن ابی سفیان نے وحیہ بن خلیفہ الکلبی کو سواروں کا ایک دستہ دے کر تدمر روانہ کیا اور ابوالزہیرا، القشیری کو بثنیہ اور حوران کی طرف روانہ کیا مگر ان مقامات کے لوگوں نے ان دونوں سرداروں سے دمشق کی صلح کی۔ شرائط پر صلح کر لی ان مفتوحہ علاقوں کے انتظامات ان ہی دونوں سرداروں کے سپرد کر دیے گئے۔

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ دمشق کی فتح رجب ۱۴ ہجری میں عمل میں آئی تھی اور فحل کا واقعہ دمشق سے پہلے پیش آیا تھا اور فحل کے بھاگے ہوئے لوگ دمشق کی طرف چلے گئے تھے اور مسلمانوں نے اسی طرف ان کا تعاقب کیا تھا۔ محمد بن اسحٰق کا خیال ہے کہ فحل کا واقعہ ذیقعدہ ۱۳ ہجری میں ہوا۔

مسلمانوں کا چھ ماہ تک محاصرہ کرنا

واقدی بھی ابن اسحٰق کے قول کے مطابق یہی رائے رکھتے ہیں کہ دمشق ۱۴ ہجری میں فتح ہوا تھا اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے چھ ماہ تک اس کا محاصرہ کیا تھا اور یرموک کا واقعہ ۱۵ ہجری میں پیش آیا تھا۔ یرموک کے بعد ہرقل ماہ شعبان میں انطاکیہ سے قسطنطنیہ کو چلا گیا تھا اور یرموک کے بعد پھر کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ مگر ہم سیف کی روایت اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ یرموک کا واقعہ ۱۳ ہجری میں ہوا تھا اور یرموک ہی میں مدینے کا قاصد مسلمانوں کے پاس حضرت ابوبکرؓ کی وفات کی اطلاع لے کر اس روز شام کے وقت پہنچا تھا جبکہ رومی شکست کھا چکے تھے اور یہ کہ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ تم لوگ یرموک سے فارغ ہو کر دمشق چلے جانا اور یہ کہ فحل کا واقعہ دمشق کے بعد ہوا تھا اور اس کے بعد کی لڑائیاں جو مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ہوئی ہیں وہ ہرقل کے قسطنطنیہ جانے سے قبل پیش آئی ہیں۔ ہم ان لڑائیوں کو انشاء اللہ ان کے موقعوں پر بیان کریں گے۔

اس سال یعنی ۱۳ ہجری میں عمرؓ نے ابوعبید ابن مسعود ثقفی کو عراق کی طرف روانہ کیا تھا اور وہ بقول واقدی اس سال شہید ہو گئے تھے۔ مگر ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ یوم الجسر جو جسر ابی عبید ثقفی کے نام سے مشہور ہے، ۱۴ ہجری میں ہوا تھا۔

فحل کے واقعات سیف کی روایت کے مطابق

اب ہم فحل کے واقعات بیان کرتے ہیں۔ اس روایت میں شام کی فوجوں کی فتوحات اور بعض اور امور کے متعلق نامناسب اختلافات موجود ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ واقعات ایک دوسرے سے قریب قریب زمانے میں واقع ہوئے ہیں۔ ابن اسحٰق کے بیان اور اس کی تفصیلات کو ہم گزشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں۔ مگر سری بہ روایت سیف یہ بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے دمشق کو فتح کر کے یزید بن ابی سفیان کو ان کی فوج کے دستے کے ساتھ دمشق میں چھوڑ دیا اور سب لوگ فحل کی طرف روانہ ہو گئے۔ مسلمانوں کے سپہ سالار شرحبیلؓ بن حسنہ تھے انھوں نے خالدؓ کو مقدمے پر ابوعبیدہؓ و عمروؓ کو بازوؤں پر ضرار بن الازور کو سواروں پر اور عیاض کو پیدلوں پر مامور کیا تھا۔ ان لوگوں نے ہرقل کی طرف بڑھنا نامناسب سمجھا۔ کیونکہ اسی ہزار رومی ان کے عقب میں موجود تھے اور یہ معلوم تھا کہ فحل کی فوجیں رومیوں کے لیے سپر کا کام دے رہی ہیں اور انھیں سے رومیوں کے توقعات وابستہ ہیں اگر یہ معرکہ سر ہو گیا تو سارا شام مسلمانوں کے زیر اقتدار آ جائے گا۔

جب مسلمان ابوالاعور کے پاس پہنچے تو انھوں نے ان کو طبریہ کی طرف آگے بڑھایا۔ طبریہ پہنچ کر مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور باقی تمام لشکر نے فحل پر جو علاقہ اردن میں واقع ہے پڑاؤ ڈالا، ابوالاعور فحل کی طرف آئے تو وہاں کے لوگ پسپا ہو کر بیسان چلے گئے۔ شرحبیلؓ اسلامی فوجوں کو لے کر فحل میں مقیم ہوئے۔ رومیوں نے بیسان میں قیام کیا۔ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان وہ پانی اور دلدلیں حائل تھیں جن کا اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

فحل کا معرکہ

مسلمانوں نے ماذ جنگ کی اطلاعات حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کیں۔ خلیفہ کے پاس سے جواب آنے تک ان لوگوں کا ارادہ ٹھہرے رہنے اور فحل پر حملہ نہ کرنے کا تھا۔ نیز اس وقت دشمن پر پیشقدمی کرنا ممکن بھی نہیں تھا۔ کیونکہ سامنے کیچڑ اور دلدلیں موجود تھیں۔ عرب اس جنگ کو فحل، ذات الردغہ اور بیسان کے ناموں سے موسوم کرتے تھے۔ یہاں کے قیام کے زمانے میں مسلمانوں کو علاقہ اردن کی نفیس ترین پیداوار سے مشرکین سے زیادہ مستفید ہونے

کا موقع ملا۔ ان کا سلسلہ رسد برابر قائم تھا اور بہت خوشحالی سے دن گذر رہے تھے۔ اس وجہ سے دشمنوں نے یہ خیال کیا کہ مسلمان بالکل بے خبر بنے ہوئے ہیں۔

رومیوں کا سپہ سالار سقلار بن مخراق

رومیوں کا سپہ سالار سقلاء بن مخراق تھا ان کو امید تھی کہ ہم لوگ مسلمانوں کو اچانک جالیں گے۔ چنانچہ رومیوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا مگر مسلمان بے خبر نہ تھے وہ ہر وقت ہوشیار اور چوکنے رہتے تھے۔ شرحبیلؓ رات دن صف آرائی میں مصروف رہتے تھے۔ جب مشرکوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو انھوں نے مشرکین کو ایک دم اپنی تلواروں اور نیزوں پر رکھلیا اور ان کو ذرا مہلت نہ لینے دی۔ فحل میں یہ معرکہ اس زور شور سے پیش آیا کہ اس سے پہلے اس شدت کی جنگ کبھی نہیں دیکھی تھی کہ رات بھر اور اگلے روز رات تک میدان کارزار گرم رہا۔ دشمنوں کی آنکھوں میں دنیا اندھیری ہوگئی۔ وہ سخت حیران و پریشان تھے انھوں نے فاش شکست کھائی اور ان کا سپہ سالار سقلار بن مخراق اور دوسرے بڑے بڑے سردار جن میں سے ایک نسطور بھی تھا قتل ہوئے مسلمانوں کو نہایت شاندار فتح نصیب ہوئی۔

مسلمانوں نے پسپا ہونے والوں کا تعاقب کیا وہ سمجھتے تھے کہ دشمن ابھی تک مدافعت کے لیے جمنا چاہتا ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ لوگ سخت حیران و پریشان اور اپنے ٹھکانے سے بالکل نا آشنا ہیں۔ شکست اور پریشانی نے ان کو دلدل اور کیچڑ میں دھکیل دیا۔ مسلمانوں کی فوج کے آگے کے دستوں نے جو دشمن سے قریب تھے ان کا تعاقب کیا رومی دلدل میں دھنس دھنس کر ان کی کیفیت ایسی ہوگئی کہ کوئی ان کو چھوتا تو وہ روک نہیں سکتے تھے مسلمانوں نے ان کو اپنے نیزوں سے کچوکے دیے دشمنوں کو شکست تو فحل میں ہوئی اور دلدل میں قتل ہوئے اس روز اسی ہزار رومی قتل ہوئے تھے بہت تھوڑے لوگ جان بچا کر بھاگ سکے تھے۔

مسلمانوں کا دلدل کو ناپسند کرنا

مسلمان اس دلدل کو بہت ناپسند کر رہے تھے مگر خدا نے اسی دلدل کو اپنی قدرت سے دشمنوں کے لیے مصیبت اور مسلمانوں کے حق میں کارآمد اور مفید بنا دیا تاکہ مسلمانوں کو بصیرت حاصل ہوئی اور ان کی جدوجہد میں ترقی ہوجائے۔ مال غنیمت تقسیم کردیا گیا۔ اس کے بعد ابوعبیدہ اور خالد فحل سے حمص کی طرف واپس ہوگئے اور سمیر بن کعب کو اپنے ساتھ لے کر ذوالکلاع اور ان کی فوج کے پاس پہنچے اور شرحبیلؓ اور ان کی فوج کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔

بیسان کا ذکر

جب شرحبیل فحل کی جنگ سے فراغت پا چکے وہ اپنی فوج اور عمرو کو لے کر اہل بیسان کی طرف بڑھے اور ان کا محاصرہ کرلیا اس وقت ابوالاعور اور چند اور سردار طبریہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اردن کے علاقوں میں دمشق کے واقعات اور فحل اور دلدلوں میں رومیوں اور سقلاء کے انجام کی کیفیت پھیل چکی تھی اور لوگوں کو معلوم ہوگیا تھا کہ شرحبیلؓ اور ان کے ساتھ عمرو بن العاص اور حارث بن ہشام اپنی افواج کو لیے ہوئے بیسان کے ارادے سے جا رہے ہیں اس لیے ہر جگہ لوگ قلعہ میں جمع ہوگئے۔ شرحبیلؓ نے بیسان پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا جو چند روز تک جاری رہا مگر بعد میں وہاں کے کچھ لوگ مقابلے کے لیے باہر نکلے مسلمان ان سے لڑے اور ان کا خاتمہ کردیا باقی لوگوں نے مصالحت کی درخواست کی جس کو مسلمانوں نے دمشق کی شرائط پر منظور کرلیا۔

اہلِ طبریہ

جب اہل طبریہ کو اطلاع پہنچی تو انھوں نے ابوالاعور سے اس شرط پر صلح کر لی کہ ان کو شرحبیلؓ کی خدمت میں پہنچا دیا جائے۔ ابوالاعور نے ان کی درخواست کو منظور کر لیا۔ چنانچہ اہل طبریہ اور اہل بسیان سے دمشق کی شرائط پر مصالحت ہوگئی اور یہ بھی طے ہوا کہ شہروں اور اس کے قریبی دیہاتوں کی آبادیوں کے تمام مکانات میں سے آدھے مسلمانوں کے لیے خالی کر دیئے جائیں اور باقی نصف میں خود رومی رہائش اختیار کریں اور فی کس سالانہ ایک دینار اور فی جریب زمین سے ایک جریب گیہوں یا جو یا جس چیز کی کاشت کریں ادا کی جائے۔ اس کے بعد مسلمان قائدین اور ان کی فوجیں آبادی میں مقیم ہوگئیں اور اردن کی صلح پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔ اور تمام امدادی دستے اردن کے علاقے میں مختلف مقامات میں سکونت پذیر ہوگئے اور فتح کی بشارت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کر دی گئی۔

مثنیٰ بن حارثہ اور ابوعبیدہ کے واقعات

محمد بن عبداللہ اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ جس رات کو ابوبکرؓ کی وفات ہوئی عمرؓ نے نماز فجر سے قبل سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ لوگوں کو مثنیٰ بن الحارثہ الشیبانی کے ساتھ اہل فارس کی لڑائی پر تیار کیا اور جب صبح ہوئی تو لوگوں سے بیعت لی اور پھر جنگ فارس کے لیے مدعو کیا۔ لوگ بیعت کے لیے لگاتار آتے رہے۔ تین روز میں بیعت سے فراغت ہوگئی آپ لوگوں کو ہر روز جنگ فارس کے لیے ابھارتے تھے مگر کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کیونکہ اہل فارس کے تسلط اور شوکت اور مختلف اقوام پر ان کی حکمرانی کی وجہ سے عربوں کے دلوں پر ان کا بہت زیادہ رعب چھایا ہوا تھا وہ ان کی طرف رخ کرتے ہوئے گھبراتے تھے، چوتھے روز پھر عمرؓ نے لوگوں کو جنگ عراق کی دعوت دی۔ چنانچہ سب سے پہلے جن لوگوں نے اس دعوت پر لبیک کہی وہ ابوعبید بن مسعود اور سعدؓ بن عبید انصاری بنی فزارہ کے حلیف تھے یہ جنگ جسر میں بھاگ گئے تھے اس لغزش کے بعد ان کے سامنے اور کئی مہمیں شرکت جہاد کے لیے پیش کی گئیں مگر انھوں نے عراق کے سوا اور کہیں جانا پسند نہیں کیا وہ کہتے تھے کہ عراق کی جنگ سے بھاگ کر خدا کی ناراضی میں گرفتار رہا ہوں اور مجھے اس کی ذات سے امید ہے کہ وہیں کی جنگ میں وہ مجھ سے اپنی ناراضگی کو دور فرمائے گا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے اس جنگ کے لیے اپنی خدمات مسلسل پیش کرنا شروع کر دیں۔

قاسم بن محمد راوی ہیں کہ اس موقع پر مثنیٰ بن حارثہ نے ایک تقریر کی جس میں انھوں نے کہا اے لوگو تم عراق کی جنگ کو کوئی بہت بڑا معرکہ نہ سمجھو کیونکہ ہم نے فارس کے شاداب علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے اور سواد کے بہترین نصف حصہ پر ہم غالب ہوگئے ہیں اور تقسیم کر کے ہم ان سے بہت کچھ حاصل کر چکے ہیں اور ہمارے پیشرو افراد کو ان پر جرات حاصل ہوگئی ہے خدا کی ذات سے امید ہے کہ آئندہ بھی ہم کو ایسی ہی کامیابی حاصل ہوگی۔

عمرؓ کا خطاب

عمرؓ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی:

مسلمانو! تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حجاز میں تمہاری بود و باش کی صرف یہی صورت ہے کہ تم چارے کی تلاش میں ادھر ادھر گھومتے رہو اس کے سوا یہاں کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ کہاں ہیں وعدہ الٰہی پر غربت (پردیس) اختیار کرنے والے اور وطن ترک کرنے والے؟ تم اس ملک میں جاؤ جس کے وارث بنانے کا خدا نے تم سے اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہے

کیونکہ وہ قرآن میں فرماتا ہے "لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ" (ترجمہ: تاکہ تمام مذاہب پر اسلام کو غالب کر دیا جائے) اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب اور اس کے مددگاروں کو عزت دینا چاہتا ہے اور ان کو دوسری قوموں کے ملک و دولت کا والی بنانا چاہتا ہے خدا کے نیک اور صالح بندے کہاں ہیں؟

اسلامی لشکر کی امارت

حضرت عمرؓ کی اس تقریر کو سن کر سب سے پہلے ابو عبید بن مسعود نے اپنی خدمات پیش کیں ان کے بعد سعدؓ بن عبید یا سلیط بن قیس نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ جب فوج جمع ہو گئی تو لوگوں نے خلیفہ کو مشورہ دیا کہ اس فوج پر مہاجرین یا انصاریین میں سے کسی ایسے شخص کو امیر بنایئے جو اسلام لانے میں سب سے سبقت کر چکا ہو۔ مگر آپ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کرونگا کیونکہ خدا تعالیٰ نے تم لوگوں کو جو فوقیت عطا فرمائی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ تم نے دشمن کے مقابلے میں سبقت اور تیزی دکھائی تھی، مگر جبکہ تم بزدل بن گئے ہو اور دشمن کا سامنا کرنے سے گھبراتے ہو تو امارت کے لیے وہی شخص زیادہ بہتر ہے جس نے تم سے پہلے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اور دعوت جنگ پر لبیک کہی ہے۔ میں ایسے ہی شخص کو اس فوج کا امیر بناؤں گا جس نے سب سے پہلے اپنا نام جہاد کے لیے پیش کیا ہے اس کے بعد آپ نے ابو عبیدؓ، سلیط اور سعید کو طلب کیا اور آخر الذکر دونوں حضرات سے فرمایا کہ اگر تم ابو عبیدہ پر سبقت کرتے تو میں تم کو امیر بناتا اور شرف قدامت کے ساتھ یہ منصب بھی تم کو حاصل ہوتا۔ چنانچہ آپ نے ابو عبیدؓ کو امیر بنا دیا اور ان کو ہدایت کی کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے مشوروں کو ماننا اور ہر معاملے میں ان کو شریک رکھنا جب تک کہ صورتحال بالکل آشکارا نہ ہو کبھی جلد بازی نہ کرنا۔ کیونکہ یہ جنگ ہے اور جنگ کے لیے وہی شخص موزوں ہوتا ہے جو جلد باز نہ ہو اور موقع اور محل کو خوب سمجھتا ہو۔

ایک انصاری شخص کا بیان ہے کہ عمرؓ نے ابو عبید سے فرمایا تھا کہ میں نے سلیط کو صرف اس لیے امیر نہیں بنایا ہے کہ ان کے مزاج میں جلد بازی ہے۔ جنگ کے معاملات میں جلد بازی واضح صورتحال کے سوا مضرت رساں ہوتی ہے اگر وہ جلد باز نہ ہوتے تو میں انھی کو امیر بناتا مگر جنگ کے لیے وہ شخص زیادہ بہتر ہوتا ہے جو تامل اور سوچ بچار کے بعد کام کرے۔

شعبی کی روایت ہے کہ مثنیٰ بن حارثہ ۱۳ ہجری میں ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے ابو بکرؓ نے ان کے ساتھ ایک فوج روانہ کی اس فوج کی بھرتی کے لیے آپ نے تین روز تک لوگوں کو دعوت دی مگر کوئی تیار نہ ہوا آخر میں ابو عبید اور ان کے بعد سعدؓ بن عبید تیار ہوئے۔ ابو عبید نے کہا کہ اس جنگ کے لئے میں حاضر ہوں۔ اور سعدؓ نے کہا کہ اس معرکے کے لیے میں حاضر ہوں۔ سعدؓ سے اس سے قبل ایک لغزش سرزد ہو گئی تھی اور اس کا کفارہ چاہتے تھے۔ سلیط کا بیان ہے کہ بعض لوگوں نے عمرؓ سے کہا کہ اس فوج پر اس شخص کو امیر بنایئے جس کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہو۔ عمرؓ نے فرمایا کہ صحابہ کو جو بزرگی حاصل ہے وہ اس لیے ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے کے لیے جلد تیار ہو جاتے ہیں اور جو لوگ جہاد سے کتراتے والوں کے مقابلے میں اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ چونکہ یہ حضرات اپنا کام کر چکے ہیں اور اب سست پڑ گئے۔ لہٰذا ان کے مقابلے میں وہ لوگ اولیٰ تر ہونگے جو بھاری ہوں یا ہلکے جہاد کے لیے دوڑے چلے جاتے ہیں۔ واللہ میں اسی شخص کو امیر مقرر کرونگا جو سب سے پہلے جہاد کے لیے تیار ہوا ہے۔ چنانچہ آپ نے ابو عبید کو امیر لشکر بنایا اور فوج کی قیادت کے متعلق ان کو مناسب ہدایات دیں۔

غیر مسلمین کی جلاء وطنی

سالم کی روایت ہے کہ عمرؓ نے سب سے پہلے جو فوج جنگ کے لیے روانہ کی وہ ابوعبید کی سرکردگی میں تھی ان کے بعد یعلی بن امیہ کو یمن کی طرف روانہ کیا اوران کو حکم دیا کہ اہل نجران کو جلاوطن کر دیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری کے زمانے میں اور ابوبکرؓ نے اپنی بیماری کے زمانے میں اس کی وصیت فرمائی تھی۔ عمرؓ نے یعلی بن امیہ سے فرمایا تھا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ ان کو ان کے دین کے بارے میں پریشان نہ کرو، بلکہ ان کو مہلت دو۔ ان میں سے جو لوگ اپنے مذہب پر قائم رہیں ان کو جلاوطن کر دو اور جو لوگ اسلام قبول کر لیں ان کو ان کے وطن میں مقیم رہنے دو اور جلاوطنی کے بعد اس سرزمین کو ان کے وجود سے بالکل صاف کر دو اور ان سے کہہ دو کہ تم کو دوسرے شہروں میں جانے کا اختیار ہے اور ان کو بتلا دو کہ ہم تمھیں اس لیے جلاوطن کر رہے ہیں کہ خدا اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ جزیرۃ العرب میں دو مذہب باقی نہ رکھے جائیں اس لیے جو شخص اپنے مذہب پر رہنا چاہتا ہے وہ یہاں سے نکل جائے چونکہ وہ لوگ ہمارے ذمی ہیں اور خدا اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق ہم پر ان کا حق واجب ہے اس لیے ہم زمین کے عوض ان کو زمین دیں گے۔

نمارق کا واقعہ

ایران میں رستم کے سردار بننے کا واقعہ

شعبی سے روایت ہے کہ ابوعبید کی روانگی کے وقت ان کے ساتھ سعدؓ بن عبید اور بنی عدی بن النجار کے سلیط بن قیس اور بنی شیبان کے خاندان بنی ہند کے ایک شخص مثنی بن حارثہ بھی تھے۔

بوران کسریٰ کی لڑکی تھی مدائن میں جب اختلافات ظاہر ہوئے تو جھگڑے کے ختم کرنے کے لیے بوران کو تخت نشین کر دیا گیا۔ جس وقت فرخ زاد بن البعند وان قتل ہوا اور رستم نے آ کر آزرمی دخت کو قتل کیا تو اس وقت سے یزدجرد کے تخت نشین کیے جانے تک بوران ہی حکمران رہی۔

ابوعبیدؓ کی آمد کے زمانے میں بوران ہی برسرِ حکومت تھی اور رستم وزیرِ جنگ تھا۔ بوران نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیے اور تحفے روانہ کیے تھے کیونکہ اس میں اور شیری میں باہمی مخالفت تھی مگر بعد میں بوران اس کی مطیع ہوگئی اور شیری رئیس اور بوران حاکم عدل قرار پائی۔

زیاد اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ سیاؤخش نے فرخ زاد بن البہند وان کو قتل کر دیا اور آزرمی دخت ملکہ بن بیٹھی تو اہل فارس میں اختلافات رونما ہوگئے اور مدینے سے مثنی کی واپسی تک وہ لوگ مسلمانوں کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ بوران نے رستم کو حالات سے مطلع کیا اور اس کو جلد آنے کے لیے کہا۔ رستم اس وقت خراسان کی چھاؤنی پر متعین تھا۔ وہ فوراً اپنی فوجوں کو لے کر مدائن روانہ ہوا راستے میں جہاں کہیں آزرمی دخت کی فوجیں ملتی رہیں ان کو شکست دیتا ہوا مدائن پہنچا۔ مدائن میں طرفین میں جنگ ہوئی سیاؤخش کو شکست ہوئی اور وہ اور آزرمی دخت محصور ہوگئی اور اسکو مغلوب کر لیا گیا۔ رستم نے سیاؤخش کو قتل کر دیا اور آزرمی دخت کی آنکھیں نکال دیں۔

فارس عورتوں کے زیرِ تسلط

اسکے بعد بوران ملکہ بن گئی اس نے رستم کو اہل فارس کے انتظام کیلئے دعوت دی اور اس سے شکایت کی کہ اہل فارس میں بہت کمزوری پیدا ہوگئی ہے انکی قوت میں زوال ظاہر ہو رہا ہے۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ تم دس سال تک تخت نشین رہو

اس کے بعد اگر آل کسریٰ میں سے کوئی لڑکا مل گیا تو وہ بادشاہ ہوگا ورنہ اس خاندان کی لڑکیاں تخت نشین ہوتی رہیں گی۔

رستم نے کہا میں آپ کا فرماں بردار اور مطیع ہوں اور اس کے صلے میں کسی معاوضے اور نعام کا طلبگار نہیں ہوں اگر آپ لوگ مجھے کوئی شرف و اعزاز عطا فرمانا چاہتے ہیں تو یہ آپ کے شایان شان ہے میں آپ کا تیر اور آپ کا تابع فرمان ہوں۔ بوران نے رستم سے کہا تم کل صبح میرے پاس آؤ۔ اگلے روز رستم بوران کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بوران نے ایرانی سرداروں کو طلب کیا اور رستم کے لیے اس مضمون کا ایک فرمان تحریر کیا کہ تم ہماری خواہش سے جنگ فارس کے سب سے بڑے امیر قرار دیے جاتے ہو۔ خدائے عزوجل کے سوا کوئی تم پر حاکم نہیں ہے ہم لوگ تمہارے احکام کو تسلیم کریں گے۔ تمہارا ہر وہ حکم جو ملک کی حفاظت اور اہل ایران کو باہمی اختلافات سے بچانے کی غرض سے ہوگا جائز ہوگا۔ اس کے بعد بوران نے رستم کے سر پر تاج رکھا اور اہل ایران کو حکم دیا کہ اس کی اطاعت اور اسکے حکم کی تعمیل کرو چنانچہ ابوعبید کی آمد کے وقت اہل ایران رستم کے زیر فرمان تھے۔

لشکر ابوعبید کی تیاری اور روانگی

سب سے پہلا کام جو عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد رات ہی کو انجام دیا وہ یہ تھا کہ مسلمانوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور ان کو جہاد پر جانے کی ترغیب دی مگر جنگ کے لیے آمادہ ہوئے بغیر سب لوگ منتشر ہوگئے۔ چوتھے روز پھر آپ نے لوگوں کو جہاد کی دعوت دی اس روز سب سے پہلے ابوعبید تیار ہوئے انکے بعد اور لوگ یکے بعد دیگرے آمادہ ہوئے اس فوج میں حضرت عمرؓ نے مدینے اور اس کے اطراف کے تقریباً ایک ہزار آدمی بھرتی کیے اور ان پر ابوعبید کو امیر بنایا۔ اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ صحابہ میں سے کسی کو امیر بنایئے۔ عمرؓ نے فرمایا کہ اے صحابہ رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم یہ کبھی نہیں ہوگا۔ میں تم کو جہاد کی دعوت دیتا ہوں مگر تم سست بن جاتے ہو اور دوسرے لوگ اس کو قبول کرتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں، میں تم کو ان پر امیر بناؤں؟ تم کو جو فضیلت حاصل تھی وہ اس لیے تھی کہ تم جہاد کے لیے سب سے پہلے پیش قدمی کرتے تھے مگر جب تم سست پڑ گئے تو اوروں کو تم پر فضیلت حاصل ہوگئی اس لیے میں تم پر اس شخص کو امیر بناؤں گا جو تم سے پہلے جہاد کی دعوت قبول کرے گا۔ مثنیٰ نے روانگی میں جلدی کی تو عمرؓ نے کہا ذرا ٹھہرو تاکہ تمہارے رفیق تمہارے ساتھ ہی روانہ ہوں۔

عمرؓ نے اپنی بیعت خلافت کے بعد سب سے پہلے ابوعبید کے لشکر کو روانہ کیا اور ان کے بعد اہل نجران کی فوج بھیجی اور پھر ان لوگوں کو جہاد کی دعوت دی جو فتنہ ارتداد میں مبتلا ہو گئے تھے وہ لوگ بڑی تیزی کے ساتھ ہر سمت سے آ کر جمع ہو گئے عمرؓ نے ان کو شام اور عراق کی جنگوں پر بھیج دیا۔

فتح یرموک کی اطلاع

حضرت عمرؓ نے اہل یرموک کو لکھا کہ تمہارے سپہ سالار ابوعبید مقرر کیے جاتے ہیں اور ابوعبید کو لکھا کہ تم فوج کے امیر مقرر کیے جاتے ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ تم کو اس مہم میں کامیاب کر دے تو اہل عراق کو عراق کی طرف واپس کر دینا اور دوسرے امدادی دستوں کے جو لوگ واپس ہونا چاہیں ان کو بھی واپس کر دینا۔ چنانچہ عمر کو سب سے پہلے جس فتح کی اطلاع ملی وہ یرموک کی فتح تھی یہ فتح ابوبکر کی وفات سے بیس روز بعد ہوئی تھی۔ جنگ یرموک کے امدادی دستوں میں عمرؓ کے عہد خلافت میں قیس بن ہبیرہ بھی تھے یہ اہل عراق کے ساتھ واپس آ گئے تھے یہ اہل عراق میں سے نہیں تھے اور جہاد میں اس وقت شریک ہوئے تھے جبکہ عمرؓ نے مرتدین کو شرکت جہاد کی اجازت دے دی تھی۔

ابو عبید و مثنیٰ کا حیرہ میں قیام

شہر براز کی موت کی وجہ سے اہل فارس مسلمانوں کی طرف زیادہ توجہ نہ کر سکے کچھ عرصے کے لیے شاہ زنان ملکہ بن گئی پھر سب نے بالا تفاق سابور بن شہر براز بن اردشیر بن شہر یار کو بادشاہ تسلیم کر لیا مگر آزرمی دخت نے بغاوت کر کے سابور اور فرخزاد کو قتل کر دیا اور خود ملکہ بن گئی۔ رستم بن فرخزاد اس وقت خراسان کی چھاؤنی پر متعین تھا بوران نے رستم کو تمام واقعات سے مطلع کیا۔ مثنیٰ مدینے روانہ ہو کر دس روز میں حیرہ پہنچ گئے اور ایک مہینے کے بعد ابو عبید بھی آ کر ان کے ساتھ ہو گئے مثنیٰ نے حیرہ میں پندرہ روز تک قیام کیا۔

رستم کا لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانا

رستم نے سواد کے کسانوں کو لکھا: تم لوگوں کہ مسلمانوں کے خلاف بھڑکاؤ۔ اس نے تمام منڈیوں میں وہاں کے باشندوں کو برانگیختہ کرنے کے لیے ایک ایک آدمی بھیجا۔ چنانچہ اس غرض کے لئے جابان کو بہقباذ الاسفل کی طرف بھیجا اور نرسی کو کسکر کی طرف روانہ کیا اور ان لوگوں سے ملنے کیلئے ایک دن مقرر کر دیا اور ایک لشکر مثنیٰ سے لڑنے کے لیے بھیجدیا۔ مثنیٰ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے اپنی چوکیوں کی فوجوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور خطرے کے لیے چوکنے ہو گئے۔

جابان نمارق میں

جابان تیزی سے بڑھا اور نمارق میں جا ٹھہرا۔ یہ لوگ حملے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ نرسی بڑھ کر زندورد میں اترا۔ اور منڈیوں کی آئی ہوئی فوجیں فرات کے بالائی حصے سے چل کر زیریں فرات آ گئیں۔ مثنیٰ اپنی ایک جماعت کو لے کر خفان میں اترنے کے ارادے سے نکلے تاکہ ان کے عقب میں دشمن کوئی ایسی کاروائی نہ کر سکے جو ان کے حق میں نقصان دہ ہو۔ اس عرصے میں ابو عبیدہ بھی ان کے پاس آ گئے فوج کے سپہ سالار ابو عبید تھے۔ ابو عبید نے اپنے ساتھیوں کے جمع ہونے تک خفان میں قیام کیا۔ ادھر جابان کے پاس بھی بے شمار لوگ جمع ہو گئے۔

نمارق کی جنگ اور اہل فارس کی شکست

جب ابو عبید کے پاس فوجیں اور سورایاں جمع ہو گئیں تو انھوں نے اپنے لشکر کی صف آرائی کی۔ مثنیٰ کو سواروں پر مامور کیا۔ اور میمنے پر والق بن جیدارہ کو اور میسرہ پر عمرو بن الہیثم بن صلت بن حبیب السلمی کو مامور کیا۔ جابان کے میمنے اور میسرے پر جشنس ماہ اور مردانشاہ تھے۔ اسلامی لشکر نے نمارق میں جابان پر حملہ کیا بڑی شدت کی جنگ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اہل فارس کو شکست دی۔ جابان گرفتار ہوا اس کو مطر بن فضہ التیمی نے گرفتار کیا تھا۔ اور مردانشاہ بھی گرفتار ہوا اس کو اکتل بن خسماخ العکلی نے گرفتار کیا تھا۔ اکتل نے تو مردانشاہ کی گردن ماردی مگر مطر بن فضہ کا قصہ یہ ہوا کہ جابان نے ان کو دھوکا دے دیا اور ان کو کچھ جل دے کر بھاگ گیا۔ مگر مسلمانوں نے اس کو پکڑ لیا ابو عبید کے سامنے پیش کر کے کہا کہ یہ شخص بادشاہ ہے۔ انھوں نے ابو عبید کو مشورہ دیا کہ اس کو قتل کر دو۔ مگر ابو عبید نے کہا کہ میں اس کو قتل کرتے ہوئے اللہ سے ڈرتا ہوں کیونکہ ایک مسلمان اس کو پناہ دے چکا ہے۔ اور تمام مسلمان محبت اور امداد میں ایک جسم کی مانند ہیں جو

بات ان میں سے کسی ایک پر واجب ہوتی ہے، وہ سب پر واجب ہوتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ بادشاہ ہے۔ ابوعبید نے کہا ہوا کرے میں بدعہدی ہرگز نہیں کرونگا چنانچہ اس کو چھوڑ دیا گیا۔

رستم سے متعلق دیگر روایات

ابوعمران جعفی کی روایت ہے کہ اہل فارس نے رستم کو دس سال کے لیے جنگ کا امیر اور بادشاہ مقرر کیا تھا وہ بڑا منجم اور ستارہ شناس تھا۔ کسی نے اس سے پوچھا کہ تم کو اس کام کے لیے کس چیز نے آمادہ کیا؟ حالانکہ حالات کی نزاکت سے تم بخوبی واقف ہو۔ رستم نے کہا کہ طمع اور حب جاہ نے۔ رستم نے اہل سواد سے خط وکتابت کی اور ان کے پاس سرداروں کو بھیجا۔ ان سرداروں نے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف خوب بھڑکایا۔ رستم نے ان لوگوں سے وعدہ کیا تھا کہ اس جنگ کے لیے جو سردار پہلے تیار ہوگا وہی سپہ سالار فوج ہوگا۔ چنانچہ جابان پہلا سردار تھا جو جنگ کے لیے آمادہ ہوا اور دوسرے لوگ اس کے بعد تیار ہوئے۔

جابان کا مسلمانوں کو فدیہ ادا کرنا

مسلمانوں کی جماعتیں حیرہ میں مثنیٰ سے جا ملیں اور مثنیٰ وہاں سے چل کر ابوعبید کی آمد تک خفان میں قیام پذیر رہے۔ ابوعبید مثنیٰ کے افسر تھے۔ جابان نمارق میں فروکش ہوا۔ ابوعبید جابان سے لڑنے کے لیے نمارق پہنچے وہاں طرفین کا مقابلہ ہوا۔ اللہ رب العزت نے اہل فارس کو شکست دی اور کثیر مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ ابی اور مطر بن فضہ نے جو اپنی ماں کی طرف منسوب ہوتے تھے ایک شخص کو زیورات زیب تن کیے ہوئے دیکھا۔ دونوں اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کو زندہ گرفتار کرلیا۔ مگر دیکھا تو وہ بالکل بوڑھا آدمی تھا۔ ابی کو تو اس کی طرف کچھ رغبت نہ رہی مگر مطر اس کے فدیے کے خواہاں تھے۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ اس کا اسلحہ ابی کا ہے اور قید کا فدیہ مطر کا ہے۔

جب جابان نے دیکھا کہ اب معاملہ تنہا مطر سے متعلق رہ گیا ہے تو اس نے مطر سے کہا کہ تم عرب لوگ بڑے وفاشعار ہوتے ہو کیا تم کو یہ بات پسند ہے کہ تم مجھے امن دیدو اور میں تم کو اسکے عوض میں دو نوعمر اور چست وچالاک اور ایسے ایسے لڑکے دیدوں۔ مطر نے کہا مجھے منظور ہے۔ جابان نے کہا کہ تم مجھے اپنے بادشاہ کے پاس لے چلو تا کہ اس کے سامنے یہ بات طے پائے۔ چنانچہ مطر جابان کو ابوعبید کے سامنے لے گئے اور ان کے سامنے ان دونوں کا معاملہ طے ہوگیا اور ابوعبید نے اس کو جائز قرار دیا۔ یہ دیکھ کر ابی اور قبیلہ ربیعہ کے چند لوگ اٹھے۔ ابی نے کہا کہ اس کو میں نے گرفتار کیا تھا اور اس کو ابھی امان نہیں دی گئی ہے۔ دوسرے لوگوں نے اس کو پہچان لیا اور کہا کہ یہ شاہ جابان ہے اس معرکے میں یہی ہمارا دشمن تھا۔ ابوعبید نے کہا کہ اے گروہ ربیعہ! تم لوگ مجھ سے کیا کرانا چاہتے ہو۔ کیا یہ مناسب ہے کہ تم میں سے ایک شخص اس کو امان دے اور میں اس کو قتل کردوں میں ایسا ہرگز نہیں کرسکتا اس کے بعد ابوعبید نے مال غنیمت تقسیم کردیا۔ اس غنیمت میں عطر بہت بڑی مقدار میں ہاتھ آیا تھا اور خمس غنیمت قاسم کے ذریعے سے مدینہ روانہ کردیا۔

کسکر کے نایاب باغ کا بیان

ایرانیوں کی کسکر روانگی

نمارق میں شکست کھانے کے بعد ایرانی کسکر کی طرف گئے تا کہ نرسی کے پاس پناہ لیں۔ نرسی کسریٰ کا خالہ

زاد بھائی تھا اور کسکر نرسی کی جاگیر تھی اور نرسیان اس کا خاص باغ تھا اس باغ کے پھل وغیرہ نرسی کے خاندان کے سوا اور کسی کو نہیں ملتے تھے نہ کسی کو وہاں کچھ بولنے کی اجازت تھی۔ شاہ فارس بھی ان کی مہربانی کی بدولت کبھی اس کا پھل کھا سکتا تھا اور اس بات کی عوام میں کافی شہرت تھی کہ اس باغ کا پھل بالکل محفوظ ہے۔

رستم اور بوران نے نرسی سے کہا کہ جاؤ اپنی جاگیر کو اپنے اور ہمارے دشمن سے بچاؤ اور مرد بنو۔ جب نمارق میں ایرانیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو وہاں کے بھاگے ہوئے لوگ نرسی کی طرف روانہ ہوئے۔ نرسی اس وقت اپنے لشکر میں مقیم تھیں۔ ابوعبید نے اپنی فوج کو وہاں سے چلنے کا حکم دیا اور سواروں سے کہا کہ تم لوگ دشمنوں کا تعاقب کرو اور یا تو ان کو نرسی کے لشکر میں گھسا دو یا نمارق سے لے کر بارق اور درتا تک ان کو ہلاک کرتے چلے جاؤ۔

اہل کسکر کا باہمی مقابلہ

ابوعبید نمارق مقام سے نرسی سے مقابلہ کرنے کے لیے کسکر کو روانہ ہوئے۔ نرسی کسکر کے زیریں حصے میں مقیم تھا۔ ابوعبید کی فوج کی ترتیب وہی تھی جو جابان سے مقابلہ کرنے کے وقت تھی۔ نرسی کے میمنے اور میسرے پر اس کے دو ماموں زاد بھائی ندویہ اور تیرویہ بسطام کے بیٹے تھے۔ یہ دونوں کسریٰ کے بھی ماموں زاد بھائی تھے۔ باشندگان بارو سما، نہر جوبر اور الزوابی بھی نرسی کی فوج میں موجود تھے۔ بوران اور رستم کو جابان کی ہزیمت کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے جالنوس کو نرسی کی امداد کے لیے جانے کا حکم دیا۔ نرسی اور بارو سما اور نہر جوبر اور الزوابی کو اس کی خبر ہوئی تو ان کو یہ امید ہوئی کہ جنگ سے پہلے جالنوس ان تک پہنچ جائے گا مگر ابوعبید نے اس کا موقع نہ آنے دیا اور تیزی سے بڑھ کر کسکر کے زیریں علاقے جو سقاطیہ کے نام سے مشہور تھا۔ میں جا کر دشمن پر حملہ کر دیا۔ ایک چٹیل میدان میں بڑی شدت کی جنگ ہوئی۔

کسکر میں مسلمانوں کی فتح

خدا نے اہل فارس کو شکست دی۔ نرسی بھاگ گیا اور اس کی فوج اور ملک پر مسلمانوں کو تسلط حاصل ہو گیا۔ ابوعبید نے دشمن کے پڑاؤ کے اطراف کسکر کا تمام علاقہ برباد کر دیا اور مال غنیمت جمع کر لیا۔ کھانے کے بیشمار ذخیرے ہاتھ آئے۔ ابوعبید نے اپنے قریب کے عربوں کو بلا لیا اور انھوں نے جتنا چاہا لے گئے۔ نرسی کے تمام خزانوں پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا مگر مسلمانوں کو سب سے خوشی نرسیان کا باغ ملنے کی وجہ سے ہوئی کیونکہ نرسی اس کی بڑی حفاظت کرتا تھا اور اس کے ذریعے سے سلاطینِ فارس کو اپنا دوست بناتا رہتا تھا۔ مسلمانوں نے اس باغ کو آپس میں تقسیم کر لیا اور اس کے پھل کاشت کاروں تک کو کھلائے اور اس کا خمس عمرؓ کی خدمت میں ارسال کیا اور آپ کو لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو وہ چیزیں کھانے کے لیے عطا فرمائی ہیں۔ جن کی سلاطین فارس حفاظت کراتے تھے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی ان چیزوں کو ملاحظہ فرمائیں اور ہم پر خدا کے فضل و انعام کو دیکھیں۔

دیگر قریبی علاقوں میں جنگ اور کفار کی شکست

ابوعبید نے وہیں قیام کیا اور مثنیٰ کو بارو سماء کی طرف، والق کو الزوابی کی طرف اور عاصم کو نہر جوبر کی طرف بھیجا ان سرداروں نے ان مقامات کی جمعیتوں کو شکست دی اور ان علاقوں کو برباد کیا اور بکثرت لونڈی غلام بنائے۔ چنانچہ مثنیٰ نے زندورد اور بسربسی کے باشندوں کو گرفتار اور بے خانماں کیا ابوزعبل زندورد کے قیدیوں میں سے تھے۔ عاصم نے نہر

جوبر میں اہل بثیق کو گرفتار کیا تھا اور والق نے جن لوگوں کو گرفتار کیا تھا ان میں سے ایک ابوصلت تھے۔

فروخ اور فروند اذ سے معاہدہ صلح

فروخ اور فروند اذ مثنی کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کی یہ خواہش تھی کہ جزیہ ادا کر کے ذمی بن جائیں اور اراضی پر انکا قبضہ باقی رہے۔ مثنی نے ان دونوں کو ابوعبید کی خدمت میں بھیج دیا ان دونوں میں سے ایک شخص باروسما کی طرف سے اور دوسرا نہر جوبر کی طرف سے آیا تھا۔ چنانچہ ان دونوں نے فی کس سالانہ چار دینار ادا کرنا منظور کیا۔ فروخ نے باروسما کی طرف سے اور فروند اذ نے نہر جوبر کی طرف سے معاہدہ کیا۔ الزوابی اور کسکر کے لیے بھی یہی شرح قرار پائی اور یہ دونوں شخص تولون کی طرف سے رقم ادا کرنے کے ضامن ہو گئے۔ چنانچہ سب نے جلد جلد رقمیں ادا کر کے صلح کو مکمل کر لیا۔

فارسیوں کا ابوعبید کی خدمت میں عمدہ عمدہ طعام لے جانا

فروخ اور فروند اذ ابوعبید کی خدمت میں بہت سے برتن لائے جن میں فارس کے قسم قسم کے لذیذ کھانے اور حلوے تھے اور عرض کیا کہ یہ دعوت ہم نے آپ کے اعزاز میں ترتیب دی ہے۔ ابوعبید نے پوچھا کہ کیا تم نے اسی طرح ہماری فوج کی دعوت بھی کی ہے انھوں نے کہا ابھی ہم اس کا انتظام نہیں کر سکے۔ مگر عنقریب ہم فوج کی دعوت بھی کریں گے۔ مگر واقعہ یہ تھا کہ وہ لوگ جالنوس کی کمک پہنچنے کی توقع کر رہے تھے۔ ابوعبید نے کہا کہ جو دعوت فوج کے لیے کافی نہیں ہے ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر ابوعبیدہ نے وہ کھانے واپس کر دیے۔ اور وہاں سے باروسما کے ارادے سے روانہ ہو گئے۔ اسکے بعد ابوعبید کو جالنوس کی روانگی کی اطلاع مل گئی۔

نضر بن السری الضبی کی روایت ہے کہ فروخ اور فروند اذ کی طرح اندرزغر بن الخوکبذ بھی ابوعبید کی خدمت میں کھانے اور حلوے تیار کر کے لایا تھا۔ ابوعبید نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے ہماری فوج کے اعزاز میں بھی ایسی ہی دعوت کی ہے تو اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ ابوعبید نے وہ دعوت مسترد کر دی اور کہا کہ ہم کو اس کی ضرورت نہیں۔ ابوعبید بہت برا شخص ہوگا اگر وہ ان لوگوں کو چھوڑ کر جو خون بہانے میں اس کے ساتھ ہیں کوئی خاص چیز اپنی ذات کے لیے حاصل کرے۔ واللہ ابوعبید ان چیزوں میں سے جو خدا نے مسلمانوں کو عطا کی ہیں وہی چیز کھا سکتا ہے جو سب مسلمان کھائیں گے۔

فارسی دہقانوں کی طرف سے اسلامی لشکر کی دعوت

ابن اسحٰق کی روایت میں بھی عمرؓ کا مثنی اور ابوعبید بن مسعود کو عراق بھیجنا اور ان کا کفار سے جنگ کرنا مذکور ہے مگر اس روایت میں یہ ہے کہ جب جالنوس کو شکست ہوگئی اور ابوعبید باروسما کے علاقے میں داخل ہو کر وہاں کی ایک بستی میں قیام پذیر ہو گئے اور وہاں کے سب لوگ ان کے تابع ہو گئے تو انھوں نے ابوعبید کے لیے کھانے تیار کیے اور ابوعبید کے پاس لے کر آئے۔ ابوعبید نے کہا کہ میں دوسرے مسلمانوں کو چھوڑ کر کوئی چیز نہ کھاؤں گا ان لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کھایئے کیونکہ آپ کی فوج کے ہر شخص کو اس کے قیام کی جگہ میں ایسا بلکہ اس سے بہتر کھانا پہنچا دیا جائے گا۔ چنانچہ ابوعبید نے وہ کھانا تناول فرمایا۔ اور جب فوج کے لوگ ابوعبید کے پاس واپس آئے تو ابوعبید نے ان سے کھانے کے متعلق دریافت کیا۔ چنانچہ انھوں نے اپنی دعوت کا ذکر کیا۔

جالنوس کا فرار

جابان اور نرسی نے بوران کو اپنی کمک کے لیے لکھا تو بوران نے ان کی امداد کے لیے جالنوس کو حکم دیا کہ تم جابان کی فوج میں شریک ہو جاؤ اور پہلے نرسی کے پاس پہنچو اس کے بعد ابوعبید سے لڑو مگر اس سے پہلے کہ جالنوس ایرانیوں کی مدد کے لیے پہنچے ابوعبید نے جلدی سے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا۔ اس لیے جالنوس مقام باقسیاثا میں جو باروسما کے علاقے میں تھا ٹھہر گیا۔ ابوعبید مسلمانوں کی فوج کو سابقہ ترتیب کے ساتھ لے کر اسکے مقابلے کے لیے بڑھے۔ باقسیاثا میں طرفین کا مقابلہ ہوا مسلمانوں نے دشمنوں کو شکست دی جالنوس بھاگ گیا اور وہاں کا تمام علاقہ ابوعبید کے قبضے میں آ گیا۔

دعوت برائے تحفظ

کہتے ہیں کہ اسی علاقے کے دیہاتی لوگ جو جالنوس کے آنے کی امید میں بیٹھے تھے جب انھوں نے اپنی جان و مال کو خطرے میں دیکھا تو ابوعبید اور ان کی ساری فوج کے لیے کھانے تیار کر کے لائے تھے۔

نضر اور مجالد کا بیان ہے کہ ابوعبید نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ کیا میں تم سے نہیں کہہ چکا ہوں کہ میں وہی چیز کھا سکتا ہوں جو میری تمام فوج کے لیے کافی ہوگی۔ دہقانوں نے کہا کہ آپ کی فوج کے ہر شخص کو یہ کھانا اس کی قیام گاہ میں اتنی مقدار میں بھیج دیا گیا جس سے وہ سیر ہو جائے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ جب دہقانی ابوعبید کے پاس سے چلے گئے تو ابوعبید نے اپنی فوج کے لوگوں سے اہل ملک کی دعوت کے متعلق پوچھا۔ انھوں نے ابوعبید کو اپنی دعوت کی اطلاع دی۔ ان دہقانیوں نے شروع میں اس لیے ناکافی انتظام کیا تھا کہ ایک تو ان کو اہل فارس کے کامیاب ہونے کی امید تھی دوسرے وہ ان سے ڈرتے تھے۔

محمد اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ جب ابوعبید کو معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے فوج کی بھی دعوت کی ہے تو ان کی دعوت کو قبول کر لیا اور ان لوگوں کو کھانا کھانے کے لیے بلایا جو اکثر ابوعبید کے ساتھ ہم طعام ہوتے تھے مگر چونکہ ان کے پاس اہل فارس کی دعوت کے لذیذ کھانے آ چکے تھے اور ان کو معلوم نہیں تھا کہ یہ چیزیں ابوعبید کے پاس بھی بھیجی گئی ہیں۔ اس لیے انھوں نے یہ سمجھا کہ ہم کو ابوعبید ہر روز کی طرح آج بھی اپنے موٹے جھوٹے کھانے پر بلا رہے ہیں ان کو گوارا نہ ہوا کہ ان لذیذ کھانوں کو چھوڑ کر ابوعبید کے دسترخوان پر جائیں اس لیے انھوں نے قاصد سے کہا کہ تم ہماری طرف سے امیر سے کہہ دو کہ دہقانوں کی لائی ہوئی مزیدار چیزوں کے ہوتے ہوئے اور کسی کھانے کی ہم کو رغبت نہیں ہے۔ ابوعبید نے پھر کہلایا کہ یہاں اہل عجم کے بہت سے کھانے موجود ہیں میں تم لوگوں کو اس لیے بلاتا ہوں تاکہ تم مقابلہ کر سکو کہ ان کھانوں میں اور تمہارے کھانوں میں کیا فرق ہے۔ ہمارے پاس بھنا گوشت، ترکاری اور پسندے ہیں۔

ابوعبید نے یہاں سے فارغ ہو کر کوچ کر دیا۔ مثنیٰ کو آگے روانہ کیا اور اپنے لشکر کو باقاعدہ ترتیب کے ساتھ لے کر حیرہ پہنچ گئے۔

ابوعبید کے نام عمرؓ کی قیمتی ہدایت

جس وقت عمرؓ نے ابوعبید کو رخصت کیا تھا تو ان سے یہ کہا تھا کہ تم مکر، فریب، خیانت اور ظلم کی سرزمین میں

جار ہے ہو اور تم ایسی قوم کے پاس جار ہے ہو جس میں بدی کرنے کی جسارت پیدا ہو گئی ہے اور وہ اس کو سیکھ چکی ہے اور بھلائی کو بھول بیٹھی اور اس سے قطعاً ناواقف ہو گئی ہے۔ اس لیے تم بہت ہوشیار رہنا اوا پنی زبان کو محفوظ رکھنا، اپنا راز ہرگز آشکار نہ کرنا۔ کیونکہ راز داری برتنے والا شخص جب راز کو محفوظ رکھتا ہے گویا وہ قلعے میں محفوظ ہے اس کو کوئی ناگوار صورت پیش نہیں آسکتی اور جب اس کو ضائع کر دیتا ہے تو وہ خطرے میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

جالنوس کی گردن مار دینا، رستم

اس کو واقعہ قس یعنی قُس الناطف اور جسر اور المروحہ بھی کہتے ہیں۔ جب جالنوس اور اس کی بھاگی ہوئی فوجیں رستم کے پاس پہنچیں تو رستم نے لوگوں سے پوچھا کہ عربوں کے لیے زیادہ سخت آدمی کون ہے؟ انھوں نے کہا بہمن جاذویہ۔ چنانچہ رستم نے بہمن اور اس کی فوج کو عربوں سے لڑنے کے لیے روانہ کیا اس کے ساتھ بہت سے دیو پیکر ہاتھی بھی تھے اور جالنوس کو بھی ساتھ روانہ کیا اور کہا کہ اس کو اپنے آگے رکھو اگر اس سے پھر وہی حرکت سرزد ہو جو پہلے ہوئی تھی تو اس کی گردن مار دینا۔

بہمن جاذویہ اپنے لشکر کو لے کر روانہ ہوا اور فش کا دیانی جو ایرانیوں کے نزدیک فتح کا نشان اور کسریٰ کا جھنڈا تھا وہ اس کے ساتھ تھا۔ یہ جھنڈا چیتے کی کھال کا بنا ہوا تھا آٹھ ہاتھ چوڑا اور بارہ ہاتھ لمبا تھا۔

بہمن جاذویہ کے ساتھ جنگ میں مسلمانوں کی ابتدائی شکست

ابوعبید آگے بڑھ کر مقام المروحہ میں ٹھہرے۔ یہ مقام البرج اور العاقول کی جگہ پر واقع تھا۔ بہمن جاذویہ نے ابوعبیدہ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ یا تو دریائے فرات کو عبور کر کے تم لوگ اس پار آ جاؤ یا ہم کو اپنی طرف عبور کر کے آنے کی اجازت دو۔ فوج کے سرداروں نے ابوعبید سے کہا کہ ہم اس پار جانے کے خلاف ہیں۔ لہٰذا تم ایرانیوں سے کہہ دو کہ وہ خود عبور کر کے اس طرف آ جائیں۔ اس رائے پر سلیط کو سب سے زیادہ اصرار تھا۔ مگر ابوعبید جوش میں آ گئے اور کسی کا مشورہ نہیں مانا اور کہا کہ وہ لوگ ہم سے زیادہ موت کے لیے جری نہیں ہو سکتے۔ ہم خود عبور کر کے ادھر پار جائیں گے۔ چنانچہ مسلمان ایرانیوں کی طرف پہنچ گئے مگر وہ لوگ جس جگہ مقیم تھے وہ بہت تنگ اور چاروں طرف سے گھری ہوئی تھی۔ تمام دن طرفین میں شدت کی جنگ ہوتی رہی اس وقت ابوعبید کے ساتھ صرف دس پانچ آدمی تھے جب شام ہو گئی اور بنی ثقیف کے ایک شخص کو فتح میں دیر ہوتی نظر آنے لگی تو اس نے چند لوگوں کو جمع کیا۔ انھوں نے تلواروں سے مصافحے کیے اور دشمن پر ٹوٹ پڑے۔

امیر ابوعبید کی شہادت

مثنیٰ، عاصم، الکلج اور مذعور کی ثابت قدمی

ابوعبید نے ہاتھی پر حملہ کیا مگر ہاتھی نے ابوعبید کو اپنے پاؤں سے روند ڈالا۔ مسلمانوں کی تلواریں بڑی پھرتی سے اہل فارس پر چل رہی تھیں۔ تقریباً چھ ہزار ایرانی موت کے گھاٹ اتر چکے تھے اور توقع تھی کہ اب ایرانی شکست کھانے والے ہیں۔ مگر جب ابوعبید ہاتھی کے پاؤں سے روندے گئے تو مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ انھوں نے منہ پھیرا اور بغیر پیچھے دیکھے بھاگتے چلے گئے اور ایرانی ان کو دباتے ہوئے بڑھنے لگے۔ مسلمانوں کی پسپائی کو دیکھ کر بنی

ثقیف کے ایک شخص نے پُل کی طرف دوڑ کر اس کی رسیاں کاٹ ڈالیں۔ مسلمان جن پر پیچھے سے دشمن کی تلواریں برس رہیں تھیں، پسپا ہوتے ہوئے جب فرات کے پاس پہنچے تو وہاں پل ہی نہ تھا۔ اکثر لوگ دریا میں گر کر ڈوبنے لگے۔ اس روز مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا کوئی چار ہزار آدمی مقتول اور غرق ہوئے۔ اس موقع پر مثنیٰ، عاصم، الکلج الضبی اور مذعور سیسہ پلائی دیوار کی طرح ایرانیوں کے مقابلے میں جم کر کھڑے ہوگئے اور ان کو روکے رکھا۔ یہاں تک کہ جب پل بندھ گیا اور باقی ماندہ فوج پار ہوگئی تب مثنیٰ اور ان کے رفیق عبور کر کے اس طرف آئے۔ اور المروحہ میں قیام کیا۔ مثنیٰ زخمی ہوگئے تھے مثنیٰ کے ساتھ الکلج، مذعور اور عاصم نے بھی لوگوں کی مدافعت کی تھی۔ اکثر لوگوں کا یہ حال ہوا کہ جدھر انکا منہ اٹھا بھاگ گئے وہ اپنی ناکامی اور رسوائی کی وجہ سے بہت زیادہ شرمندہ تھے۔

اس فوج کے بعض لوگ مدینے میں آ کر روپوش ہوگئے۔ عمرؓ کو اسکا علم ہوا تو آپ نے فرمایا اے خدا کے بندو، میری طرف سے ہر مسلمان آزاد ہے میں ہر مسلمان کا رفیق ہوں۔ خدا ابوعبید پر رحم فرمائے۔ کاش وہ خیف میں پناہ گزیں ہو جاتے یا جنگ نہ کرتے اور ہمارے آ جاتے تو ہم لوگ ان کے لیے رفیق ہوتے۔

اہلِ مدائن کا رستم سے کنارہ کشی کرنا

جس وقت اہل فارس مسلمانوں کے تعاقب میں دریا سے پار ہونے کا ارادہ کر رہے تھے تو ان کو یہ اطلاع ملی کہ مدائن میں لوگ رستم کے خلاف ہوگئے ہیں اور اس سے جو عہد و پیماں کیے تھے وہ توڑ دیے ہیں۔ ان میں دو فریق ہوگئے تھے ایک فہلوج حور رستم کے موافق تھے اور دوسرے اہل فارس وہ فیروزان کے طرفدار تھے۔

شکست خوردگی کی اطلاع عمرؓ کے کان میں

واقعہ یرموک اور جسر کے درمیان چالیس یوم کا فاصلہ تھا۔ مدینے میں یرموک کی اطلاع جریر بن عبداللہ الحمیری لائے تھے اور جسر کی اطلاع عبداللہ بن زید الانصاری لائے تھے یہ وہ عبداللہ نہیں ہیں جنہوں نے خواب دیکھا تھا۔ جب عبداللہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے تھے آپ نے پکار کر پوچھا عبداللہ کیا خبر ہے؟ عبداللہ نے کہا آپ کے پاس یقینی خبر آئی ہے۔ پھر عبداللہ منبر پر چڑھ گئے اور حضرت عمرؓ کے کان میں چپکے سے شکست کی خبر سنائی۔ یرموک کا واقعہ جمادی الثانی کی کسی تاریخ میں پیش آیا تھا اور جسر کا واقعہ شعبان کی کسی تاریخ میں پیش آیا تھا۔

ابوعبید کا واقعہ، سیف کی روایت

سیف کی روایت ہے کہ رستم نے ابوعبید کے مقابلے کے لیے بہمن جاذویہ کو مامور کیا تھا۔ یہ شخص دربار ایران کا ایک راجہ تھا۔ رستم نے جالنوس کو اسکے ہمراہ جنگ پر واپس بھیج دیا تھا بہمن کے ساتھ دیو پیکر ہاتھی تھے۔ ان میں ایک سفید ہاتھی تھا اس پر ایک کھجور کا درخت بندھا ہوا تھا۔ بہمن جاذویہ اپنی ٹڈی دل فوج کو لے کر آگے بڑھا۔ ابوعبید بابل تک اس کے سامنے بڑھے مگر بابل پہنچ کر مڑ گئے اور فرات کو اپنے اور دشمن کے درمیان کر لیا اور مروحہ میں پڑاؤ ڈالا۔

ایرانیوں نے مسلمانوں کے پاس کہلا بھیجا کہ یا تو تم لوگ دریا کو عبور کر کے ہمارے پاس آ جاؤ یا ہم عبور کر کے آتے ہیں۔ ابوعبید نے قسم کھا کر کہا کہ میں ہی فرات کو پار کر کے اس طرف جاؤں گا اور بہمن کے کرتوتوں کا پول کھولوں گا۔ مگر سلیط بن قیس اور دوسرے سرداروں نے ابوعبید کو قسم دے کر کہا کہ اس سے پہلے عربوں کا ایرانیوں کے

اتنے بڑے لشکر سے کبھی مقابلہ نہیں ہوا ہے۔ اس دفعہ ایرانیوں کا بچہ بچہ جمع ہو کر ہمارے مقابلے پر آ گیا ہے۔ تم جس مقام میں اب ٹھہرے ہوئے ہو اس میں ہمارے لیے نقل و حرکت اور جولانی کرنے اور دشمن پر حملہ آور ہونے اور پلٹنے کی کافی گنجائش ہے۔ ابو عبید نے کہا میں ایسا ہرگز نہیں کرونگا اللہ کی قسم سلیط تم لوگ بزدل ہو گئے ہو۔

ذوالحاجب یعنی بہمن اور ابو عبید کے درمیان پیام رسانی کرنے والا قاصد مردان شاہ الخصی تھا اس نے مسلمانوں سے کہا کہ اہل فارس کہتے ہیں کہ مسلمان بڑے ڈرپوک ہیں اس بات کو سن کر ابو عبید جوش میں آ گئے اور اہل رائے کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور سلیط کو بزدل قرار دیا۔ سلیط نے کہا میں واللہ تم سے زیادہ جری ہوں مگر ہم نے تم کو ایک عقل کی بات بتائی ہے تم نہیں مانتے ہو تو نتیجہ عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

اغر العجلی کا بیان ہے کہ ذوالحاجب فرات کے کنارے قس الناطف میں ٹھہرا ہوا تھا اور ابو عبید فرات کے دوسرے کنارے پر مروحہ میں ٹھہرے تھے ذوالحاجب نے یہ پیغام بھیجا کہ تم دریا پار کر کے ہماری طرف آ جاؤ یا ہم تمہاری طرف آ جائیں۔ ابو عبید نے کہا ہم عبور کر کے تمہاری طرف آتے ہیں۔ ابن صلوبا نے فریقین کے لیے ایک پل بنا دیا تھا۔

ابو عبید کی بیوی کا خواب

جنگ سے قبل ابو عبید کی زوجہ دومہ نے جو اس وقت مروحہ میں موجود تھیں۔ ایک خواب دیکھا تھا کہ ایک شخص آسمان سے ایک برتن میں شراب لے کر اترا ہے۔ جس کو ابو عبید اور جبر نے اور ان کے خاندان کے اور چند لوگوں نے پیا ہے۔ دومہ نے یہ خواب اپنے شوہر ابو عبید سے بیان کیا ابو عبیدہ نے کہا کہ اس کی تعبیر شہادت ہے، اس کے بعد ابو عبیدہ نے لوگوں کو وصیت کی کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو جبر سپہ سالار ہوں گے اور جبر قتل ہو جائیں تو فلاں شخص سپہ سالار ہونگے یہاں تک کہ جس جس شخص نے خواب میں اس برتن سے شراب پی تھی ان کو ابو عبیدہ نے ترتیب وار امیر مقرر کر دیا اور پھر کہا کہ اگر ابو القاسم بھی شہید ہو جائیں تو مثنیٰ تمہارے امیر ہونگے۔

جنگ کا آغاز

ابو عبیدہ اپنی فوجوں کو لے کر دریا کے اس پار چلے گئے مگر وہاں جگہ بہت تنگ تھی طرفین میں جنگ کی آگ بھڑک گئی۔ ایرانیوں کی فوج میں ہاتھیوں پر کھجور کے درخت بندھے ہوئے تھے گھوڑوں پر لانبی آہنی جھولیں پڑی ہوئی تھیں اور ان کے شہ سواروں کے جسموں پر بالوں کے کپڑے تھے یہ نامانوس کیفیت دیکھ کر عربی گھوڑے گھبرا گئے مسلمان دشمنوں پر حملہ آور ہوتے تھے مگر ان کے گھوڑے ادھر رخ نہیں کرتے تھے جب ایرانی ہاتھیوں اور ان کے گھنٹوں کی جھنکار کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے تو ان کی صفیں درہم برہم ہو جاتی تھیں۔ گھوڑے بھاگنے لگتے اور سواروں پر ایرانیوں کے تیر برسنے لگتے تھے۔ مسلمان بہت تکلیف محسوس کرنے لگے وہ بڑھ کر دشمنوں پر وار ہی نہ کر تے تھے۔ یہ دیکھ کر کہ ابو عبید اور دوسرے لوگ گھوڑوں پر سے کود کر پیدل حالت میں آگے بڑھ کر دشمنوں پر تلواریں برسانے لگے۔ مگر ہاتھیوں کی یہ کیفیت تھی کہ وہ جس جماعت پر حملہ کرتے اس کو پسپا ہونا پڑتا۔ ابو عبید نے چلا کر اپنے آدمیوں سے کہا کہ تم ہاتھیوں کو گھیر لو اور ان کے پیٹ چاک کر ڈالو اور سواروں کو الٹ دو۔ خود ابو عبید سفید ہاتھی پر جھپٹے اور اس کے پیٹ کی رسی کو پکڑ کر لٹک گئے اور اس کو کاٹ ڈالا جو لوگ ہاتھی پر سوار تھے وہ سب اوندھے ہو کر نیچے آ رہے۔ ابو عبید کے اور ساتھیوں نے دوسرے تمام ہاتھیوں کی رسیاں کاٹ کر ہودے الٹ دیئے۔ اور ان کے سواروں کو قتل کر دیا۔

ابو عبید اور ہاتھی کی جنگ اور ہاتھی کی فتح

سفید ہاتھی نے ابو عبید پر حملہ کیا ابو عبید نے اس کی سونڈ پر اچٹتا ہوا وار کیا مگر ہاتھی نے اس کو اپنے ہاتھ پر روک لیا۔ ابو عبید اس پر حملہ کرتے مگر ہاتھی نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو گرا دیا اور اپنے پاؤں میں روند ڈالا۔

سات علم برداروں کی ہاتھی سے شکست

لوگوں نے ابو عبید کو ہاتھی کے نیچے دیکھا تو انکے دلوں میں دہشت پیدا ہو گئی۔ اور جس شخص کو ابو عبید نے اپنے بعد نامزد کیا تھا اس نے اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے لیا اور اس نے ہاتھی پر حملہ کر کے اس کو ہٹا دیا اور ابو عبید کو کھینچ کر مسلمانوں کے پاس کر دیا۔ مسلمانوں نے ابو عبید کی لاش اٹھا لی اور امیر نے پھر ہاتھی پر حملہ کیا مگر ابو عبید کی طرح ان کے وار کو بھی ہاتھی نے اپنے ہاتھ پر لے لیا اور ان کو گرا کر اپنے پاؤں میں روند ڈالا۔ اس طرح سقیف کے ساتھ آدمی یکے بعد دیگرے جھنڈا پکڑے لڑتے رہے اور شہید ہوتے رہے۔

علم مثنی کے ہاتھ میں

ابن مرشد کی خطرناک غلطی

آخر میں علم مثنی نے اپنے ہاتھ میں لیا مگر اس وقت لوگوں میں بھگدڑ پڑ گئی تھی یہ دیکھ کر عبداللہ بن مرشد ثقفی نے دوڑ کر پل کی رسیاں کاٹ لیں اور کہا کہ اے لوگو تم بھی اپنے امیروں کی طرح لڑ کر جان دیدو یا فتح حاصل کرو۔ مشرکوں نے مسلمانوں کا پل تک تعاقب کیا۔ مسلمان خوفزدہ ہو کر فرات میں کود گئے جو لوگ جم نہ سکے وہ ڈوبے اور جو ہمت کر کے ٹھہر گئے ان پر دشمنوں نے تیزی سے حملہ کیا۔

مثنی اور چند شہ سوار مسلمانوں کو بچانے کیلئے سینہ سپر بن کر دشمن سے مدافعت کرنے لگے۔ مثنی نے لوگوں کو پکار کر کہا اے لوگو ہم تمہاری حفاظت کر رہے ہیں، گھبراؤ مت۔ اطمینان سے دریا کو عبور کرو۔ جب تک تم پار نہ کر لو گے ہم یہاں سے نہیں ہٹیں گے۔ تم ڈوب ڈوب کر اپنی جانیں ضائع نہ کرو۔ لوگوں نے دریا کے پاس آ کر دیکھا تو پل ٹوٹا ہوا تھا اور عبداللہ بن مرشد کھڑے ہوئے لوگوں کو پار ہونے سے منع کر رہے تھے۔ لوگ عبداللہ کو پکڑ کر مثنی کے پاس لے گئے مثنی نے ان کو مارا اور پوچھا کہ تم نے ایسا بے موقع کام کیوں کیا۔ عبداللہ نے کہا تا کہ لوگ لڑیں۔

جو لوگ پار ہو چکے تھے، مثنی نے ان کو پکار کر کہا کسی کو پل باندھنے کے لیے لاؤ وہ لوگ چند دیہاتیوں کو لائے انھوں نے کشتیوں کو باندھ کر پل کو درست کیا۔ اس کے بعد مسلمان دریا سے پار ہوئے سلیط بن قیس آخری شخص تھے جو پل کے پاس شہید ہوئے۔ سب کے بعد مثنی جو مدافعت کر رہے تھے دریا سے پار ہوئے۔ مگر مثنی کا لشکر تتر بتر ہو رہا تھا۔ ذوالحاجب ان کے ارادے سے آگے بڑھا لیکن وہ اس ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ پھر مثنی بھی عبور کر کے اس پار آ گئے۔

اہل مدینہ کا لشکر سے کنارہ

اہل مدینہ مثنی کا ساتھ چھوڑ کر مدینے کو چلے گئے اور بعض لوگ مدینے بھی نہیں گئے بلکہ صحرائی علاقوں میں چلے گئے اور مثنی کے ساتھ گنتی کے چند آدمی رہ گئے۔

ابو عثمان النہدی کا بیان ہے کہ جسر کی لڑائی میں تقریباً چار ہزار مسلمان قتل اور غرق ہوئے تھے اور دو ہزار بھاگ گئے تھے صرف تین ہزار باقی بچے تھے۔ اسی اثناء میں ذوالحاجب کو اطلاع ملی کہ دارالسلطنت ایران میں اختلاف ظاہر ہو چکا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ اپنی فوج کو لے کر واپس ہو گیا۔ ایرانیوں کی واپسی کا باعث یہی واقعہ ہوا تھا۔ اس جنگ میں مثنیٰ بہت زخمی ہو گئے تھے نیزے کے حملے سے زرہ کی کڑیاں ان کے جسم میں گھس گئی تھیں۔

جب اہل مدینہ مدینے پہنچ گئے اور انھوں نے وہاں جا کر اطلاع دی کہ شکست کے بعد بہت سے لوگ شرم کے مارے دوسرے حصوں میں چلے گئے ہیں تو اس بات سے حضرت عمرؓ کو بیحد دکھ ہوا اور آپ ان لوگوں پر ترس کھانے لگے۔ اور خدا سے دعا کی کہ الٰہی ہر مسلمان میری طرف سے آزاد ہے میں ہر مسلمان کا رفیق ہوں جو شخص دشمن کے مقابلے پر جائے اور وہاں اس کو کوئی ناگوار صورت پیش آئے تو میں اس کا رفیق ہوں۔

مثنیٰ نے اس لڑائی کے حالات عبداللہ بن زید کے ذریعے سے حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کر دیئے تھے اور یہ سب سے پہلے عمرؓ کی خدمت میں پہنچے تھے۔

سیف اور ابن اسحٰق کی روایت کا تقابل

محمد بن اسحٰق نے بھی ابوعبید اور ذوالحاجب کی جنگ کے واقعات کو اسی طرح بیان کیا جس طرح سیف کی مذکورہ بالا روایت میں ہے مگر انھوں نے کہا کہ مختار بن ابی عبید کی ماں دومہ نے خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک شخص اترا ہے اور اس کے ساتھ ایک برتن میں جنت کی شراب ہے اس شراب میں سے ابوعبید اور جبر بن ابی عبید اور ان کے گھر کے اور چند لوگوں نے شراب پی ہے۔

نیز اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جب ابوعبید نے ہاتھیوں کے حملوں کو دیکھا تو پوچھا کیا اس جانور کے قتل کرنے کی کوئی تدبیر ہے؟ بعض لوگوں نے کہا ہاں جب اسکی سونڈ کو کاٹ دیا جاتا ہے تو یہ جانور مر جاتا ہے۔ یہ سن کر ابوعبید نے ہاتھی پر حملہ کیا اور اسکی سونڈ کو کاٹ دیا مگر ہاتھی ابوعبید کے اوپر بیٹھ گیا اور ان کو مار ڈالا۔ اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایرانی واپس ہو گئے اور مثنیٰ نے الیس میں قیام کیا۔ لوگ ان کے پاس سے جدا ہو کر مدینے چلے گئے۔ چنانچہ عبداللہ بن زید بن الحصین پہلے شخص تھے جنھوں نے مدینے پہنچ کر وہاں اس لڑائی کے واقعات کی لوگوں کو اطلاع دی۔

عبداللہ کا عمرؓ کے پاس پہنچنا

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جس وقت عبداللہ بن زید مدینے میں آئے اور وہ مسجد میں داخل ہوئے اور میرے حجرے کے سامنے سے گزرے تو میں نے عمرؓ کو بلند آواز سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''اے عبداللہ بن زید تمہارے پاس کیا ہے! عبداللہ نے کہا ''امیرالمومنین آپ کے پاس خبر لایا ہوں۔ چنانچہ عبداللہ بن زید نے عمرؓ کے پاس پہنچ کر لڑائی کی خبر سنائی آپ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی شخص کو جس نے کسی جنگ کا مشاہدہ کیا ہو عبداللہ سے زیادہ بہتر طور پر واقعات کی تفصیل بیان کرتے نہیں سنا ہے؟؟

جب لڑائی سے بھاگے ہوئے لوگ مدینے میں آئے اور حضرت عمرؓ نے ان میں سے مہاجرین وانصار کو اپنے بھاگنے پر گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے کہا اے مسلمانو! تم گریہ وزاری مت کرو میں تمہارا رفیق ہوں تم تو میری طرف واپس آئے ہو۔

بنی جار کے قاری معاذ بھی اس جنگ میں شریک ہو کر فرار ہوئے تھے۔ معاذ جب کبھی اس آیت کو پڑھتے تھے

تو رو دیا کرتے تھے۔ "وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ" (ترجمہ: جو شخص اس روز دشمن کے مقابلے سے پیٹھ پھیرے گا بجز اس صورت کے کہ وہ لڑنے کے لیے پلٹنا چاہتا ہو یا اپنی جماعت کی طرف واپس ہونا چاہتا ہو، تو وہ غضب الٰہی میں گرفتا ہوگا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

حضرت عمرؓ ان سے فرمایا کرتے تھے کہ اے معاذ مت روؤ! میں تمہاری جماعت ہوں تم میری طرف واپس آئے ہو۔

الیس کے واقعات

جابان اور مردان شاہ کی گرفتاری

جابان اور مردان شاہ مل کر مسلمانوں کا راستہ روکنے کیلئے نکلے ان کا خیال تھا کہ مسلمان عنقریب منتشر ہو جائیں گے ان کو اہل فارس کے اس اختلاف کا حال معلوم نہ تھا جس کی ذوالحاجب کو اطلاع ملی تھی۔ چنانچہ اہل فارس منتشر ہو گئے اور ذوالحاجب بھی ان کے بعد چلا گیا۔ مگر مثنیٰ کو جابان اور مردان شاہ کی کارستانیوں کا حال معلوم ہو گیا تھا اس لیے مثنیٰ نے عاصم بن عمرو کو فوج پر اپنا نائب مقرر کیا اور اپنے ہمراہ سواروں کا ایک دستہ لے کر ان دونوں کے حالات معلوم کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ جابان اور مردان شاہ نے یہ خیال کیا کہ مثنیٰ بھاگ رہے ہیں اس لیے دونوں مثنیٰ کے مقابلے پر آ گئے مثنیٰ نے ان دونوں کو گرفتار کر لیا اور الیس کے باشندوں نے ان دونوں کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے مثنیٰ کے حوالے کر دیا۔ مثنیٰ نے اس کے بدلے میں ان سے معاہدہ صلح کر کے ان کو ذمی بنا لیا۔ اور جابان اور مردان شاہ کو سامنے طلب کر کے کہا کہ تم ہی نے ہمارے امیر کو دھوکا دیا تھا اور ان سے جھوٹ بولا تھا اور ان کو بھڑکایا تھا۔ یہ کہہ کر مثنیٰ نے ان دونوں کی اور تمام قیدیوں کی گردنیں ماردیں۔ اور اسکے بعد اپنے لشکر میں واپس آ گئے۔ ابو محجن الیس سے بھاگ گئے تھے اس لیے وہ مثنیٰ کے ہمراہ واپس نہیں آئے۔

جریرؓ کا سپہ سالار بن کر عراق جانا

مقام سوی سے جریر بن عبداللہ، حنظلہ بن الربیع اور چند اور لوگوں نے خالدؓ سے مدینے جانے کی اجازت طلب کی تھی خالدؓ نے ان کو اجازت دے دی تھی۔ یہ لوگ ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ جریر نے آپ سے اپنا مقصد بیان کیا تھا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا تھا کہ کیا اب جبکہ ہم اس پریشانی میں گرفتار ہیں؟ آپ نے جریر کی درخواست کو آئندہ پر اٹھا رکھا تھا۔ اسی لیے جب عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو انھوں نے جریر سے ثبوت طلب کیا جریر نے ثبوت پیش کر دیا اس پر عمرؓ نے تمام عرب میں اپنے عمال خراج کو لکھ بھیجا کہ جو شخص زمانہ جاہلیت میں بجیلہ کی طرف منسوب رہ چکا ہو اور عہد اسلام میں اسی نسبت پر قائم ہو اور عام لوگ اس بات کو جانتے ہوں تو ہر ایسے شخص کو جریر کے پاس بھیج دو، جریر نے ان لوگوں کو مکے اور عراق کے درمیان ایک مقام پر جمع ہو جانے کا حکم دیا تھا۔

جریر کو عمرؓ کی طرف سے عراق جانے کا حکم اور خصوصی رعایت

جب جریر کا مقصد پورا ہو گیا اور بجیلہ کے لوگ ان کے تحت کر دیئے گئے اور وہ سب لوگ جریر کے حکم کے

مطابق مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور عراق کے درمیان میں ایک مقام پر جمع ہو گئے تو حضرت عمر نے جریر کو حکم دیا کہ تم مثنیٰ کی امداد کے لیے عراق چلے جاؤ مگر جریر نے کہا کہ ہم شام جانا چاہتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں عراق جاؤ۔ کیونکہ شام کی فوجیں دشمنوں پر قابو پا چکی ہیں۔ مگر جریر نے پھر بھی انکار کیا۔ بالآخر حضرت عمرؓ نے ان کو مجبور کیا اور اہل بجیلہ جریر کی قیادت میں مقام معین کو روانہ کر دیے گئے تو حضرت عمرؓ نے تلافیٔ جبر اور جریر کی خیر خواہی کے لیے یہ حکم دیا کہ اس جہاد میں جو مال غنیمت تم لوگوں کو حاصل ہو اس کے خمس کا چوتھائی جریر اور ان کی فوج اور ان قبائل کا ہے جو بعد میں جریر کی طرف روانہ کیے جائیں گے۔

حضرت عمر نے جریر کو حکم دیا تھا کہ تم لوگ مدینے سے ہوتے ہوئے جانا۔ چنانچہ وہ لوگ پہلے مدینے آئے اس کے بعد مثنیٰ کی امداد کے لیے عراق کو روانہ ہوئے۔ ان کے علاوہ حضرت عمرؓ نے عصمہ بن عبداللہ کو جو بنی عبد بن الحارث الضبی سے تھے، قبیلہ ضبہ کے لوگوں کا امیر بنا کر مثنیٰ کی کمک کے لیے روانہ فرمایا۔ نیز آپ نے اہل ارتداد کو بھی فوجی خدمت کے لیے طلب فرمایا تھا۔ چنانچہ شعبان تک جو جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی گئیں۔ آپ ان کو فوراً مثنیٰ کی طرف روانہ کرتے رہے۔

جنگ بویب کے واقعات

مثنیٰؓ کا جریرؓ سے کمک طلب کرنا

واقعہ جسر کے بعد مثنیٰ نے عراق میں اپنے قرب و جوار کے بہت سے لوگوں کو اپنی فوج میں بھرتی کرنے کے لیے طلب کر لیا اس کی وجہ سے مثنیٰ کے پاس ایک عظیم الشان لشکر تیار ہو گیا۔ جاسوسوں کے ذریعے سے رستم اور فیروزان کو مثنیٰ کی تیاری اور مزید امداد کے انتظار کی خبر ہو گئی۔ ان دونوں نے اسی وقت اتفاق رائے سے مہران ہمدانی کو مثنیٰ کے مقابلے کے لیے جانے کا حکم دیا اور خود آئندہ کے واقعات پر غور کرنے لگے۔ مہران اپنے سواروں کو لے کر روانہ ہوا۔ رستم اور فیروزان نے اس کو حیرہ جانے کا حکم دیا تھا۔ اس وقت مثنیٰ اپنے تمام مددگار عرب قبائل کے ساتھ قادسیہ اور خفان کے درمیان مرج السباخ میں پڑاؤ ڈالے ہوئے پڑے تھے ان کو مہران کی آمد اور بشیر اور کرنانہ کے متعلق اطلاعات ملیں۔ بشیر ان دنوں حیرہ میں تھا اس لیے مثنیٰ فرات بادقلی میں گھس گئے۔ اور جریر اور ان کے ساتھیوں کو جو ان کی کمک کے لیے آ رہے تھے یہ پیغام بھیجا کہ اس وقت ہم کو ایسی مشکل کا سامنا ہے کہ ہم تمہارے بغیر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اس لیے جس قدر جلد ممکن ہو پہنچو، اور بویب میں آ کر ہم سے ملو۔

مسلمانوں کا لشکر کوفہ میں

عصمہ اور دوسرے قائد بھی جریر کی طرح مثنیٰ کی کمک کو آ رہے تھے جریر نے ان سب کو اسی قسم کا پیغام بھیجا۔ اور یہ کہا کہ جوف کے راستے سے آؤ۔ اس لیے وہ لوگ قادسیہ اور جوف کے راستے سے روانہ ہوئے اور مثنیٰ وسط سواد کے راستے سے چل کر النہرین پر اور پھر خورنق پر نمودار ہوئے، عصمہ اور ان کی راہ سے آنے والے لوگ نجف پر نمودار ہوئے اور جریر اور ان کی راہ سے آنے والے جوف پر نمودار ہوئے۔ اس طرح یہ سب لوگ مثنیٰ کے پاس بویب میں پہنچ گئے۔ اور مہران ان کے بالمقابل فرات کے دوسری طرف فروکش ہوا۔ مسلمانوں کا لشکر بویب میں اس مقام پر ٹھہرا تھا جہاں آج کل کوفہ ہے۔ مسلمانوں کے سپہ سالار مثنیٰ تھے اور ان کا مقابلہ مہران اور اس کے لشکر سے تھا۔

مثنی نے باشندگان سواد میں سے ایک شخص سے دریافت کیا کہ اس قطعہ زمین کا کیا نام ہے؟ جس میں مہران اور اس کی فوج ٹھہری ہوئی ہے۔ اس نے کہا بسوسیا مثنی نے کہا کہ ناکام ہوا مہران اور ہلاک ہوا۔ کیونکہ وہ ایسے مقام میں ٹھہرا ہے جس کا نام بسوس ہے۔

مہران نے مثنی کو لکھا کہ تم عبور کر کے اس طرف آ ؤ یا ہم عبور کر کے تمھاری طرف آتے ہیں۔ مثنی نے کہلا بھیجا کہ تم لوگ ہی عبور کر کے ادھر آ جاؤ۔ اس لیے مہران فرات کے کنارے مقام ملطاط میں آ کر فروکش ہو گیا۔ مثنی نے پھر اس سوادی شخص سے پوچھا کہ جہاں مہران اور اس کی فوج اتری ہے اس کا کیا نام ہے؟ اس نے کہا اس جگہ کو شومیا کہتے ہیں۔

اسلامی لشکر کا روزہ افطار کرنا

یہ زمانہ رمضان شریف کا تھا۔ مثنی نے فوج کو تیاری کا حکم دیا سب لوگ تیار ہو گئے۔ مثنی نے اپنی فوج کی صف آرائی اس طرح کی کہ میمنے اور میسرے پر مذعور اور النسیر کو مامور کیا اور سواروں پر عاصم کو اور پیشرو دستوں پر عصمہ کو مامور کیا۔ دونوں فریقین نے اپنی صفیں درست کر لیں۔ مثنی نے اپنی فوج میں کھڑے ہو کر ایک تقریر کی اور لوگوں سے کہا کہ تم لوگ روزے سے ہو چونکہ روزہ آدمی کو کمزور اور نڈھال کرتا ہے اس لیے میری رائے میں مناسب یہ ہے کہ تم لوگ روزہ افطار کر لو اور کھانا کھا کر دشمن سے لڑنے کے لئے مضبوط ہو جاؤ۔ سب نے کہا مناسب ہے۔ چنانچہ سب نے روزے افطار کر لیے۔

ایک مجاہد کا جوش وخروش

مثنی نے ایک شخص کو دیکھا جو صف میں سے آگے نکل کر جنگ کے لیے کودنا چاہتا تھا۔ مثنی نے دریافت کیا کہ اس شخص کو کیا ہو گیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جو جسر کی لڑائی میں بھاگ گئے تھے۔ یہ شخص اپنی جان دینا چاہتا ہے۔ مثنی نے اس کو نیزے سے دبایا اور کہا تم اپنی جگہ جمے رہو جب تمہارے پاس کوئی حریف آئے اس وقت اپنے رفیق کو اس کے حملے سے بچانا، بیکار اپنی جان نہ دو، اس شخص نے کہا میں اسی قابل ہوں۔ اس کے بعد وہ صف میں اپنی جگہ جم گیا۔

بنو بجیلہ کی عراق روانگی پر بمشکل آمادگی

شعبی کی روایت ہے کہ جب بجیلہ کے تمام لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ ہماری طرف سے ہو کر گزرنا چنانچہ بجیلہ کے سرداروں کا ایک وفد حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عوام کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے۔ آپ نے ان لوگوں سے پوچھا تم لوگ کس سمت کو زیادہ پسند کرتے ہو۔ انھوں نے عرض کیا شام کو۔ کیونکہ وہ ہمارے خاندانی بزرگوں کا ملک ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں، عراق۔ کیونکہ شام میں تمہاری ضرورت نہیں ہے وہاں کام چل رہا ہے حضرت عمران کو عراق جانے کیلئے فرماتے رہے اور وہ وہاں جانے سے انکار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ان کو مجبور کیا اور مال غنیمت میں سے ان کے حصے کے علاوہ خمس کا چوتھائی ان کے لیے مزید مقرر فرمایا۔

بنو بجیلہ پر امارت کا مسئلہ

قبیلہ بجیلہ کے جو لوگ جدیلہ میں مقیم تھے ان پر حضرت عمرؓ نے عرفجہ کو امیر مقرر کیا اور جریر بنی عامر وغیرہ کے امیر تھے۔

اس سے پہلے حضرت ابوبکرؓ نے عرفجہ کو اہلِ عمان سے لڑنے والی فوجوں کا امیر مقرر کیا تھا۔ مگر انھوں نے سمندر میں جہاد کیا اس لیے آپ نے ان کو واپس بلالیا۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بجیلہ کے بڑے حصے کا افسر مقرر کیا اور ان سے فرمایا کہ تم لوگ ان کی اطاعت کرو اور دوسرے لوگوں سے فرمایا کہ تم جریر کی اطاعت کرو۔

جریر نے بجیلہ سے کہا کیا تم لوگ اس بات کے لیے تیار ہو؟ حالانکہ ہم لوگ اس شخص کی وجہ سے ملامت کا نشانہ بن چکے ہیں۔ بجیلہ کے لوگ ایک عورت کے معاملے کی وجہ سے عرفجہ سے ناراض تھے۔

اسلامی لشکر کے امیر عرفجہ کیوں نہ بنے؟

بجیلہ کے لوگ جمع ہو کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں آئے اور آپ سے عرض کیا کہ عرفجہ کی قیادت سے ہمیں معاف رکھیے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہجرت کرنے اور اسلام لانے میں تم سے مقدم ہے اور آزمائش اور خلوص میں تم سے بالاتر ہے، میں اس کی قیادت سے تم کو معاف نہیں کر سکتا۔ انھوں نے کہا کہ آپ ہم میں سے کسی شخص کو ہمارا امیر بنا دیں، مگر جو شخص ہماری برادری سے خارج ہو گیا ہے اس کو ہم پر امیر نہ بنائیے۔ حضرت عمرؓ نے خیال کیا کہ یہ لوگ عرفجہ کے نسب سے انکار رکھتے ہیں اس لیے آپ نے فرمایا دیکھو تم کیا بات کہہ رہے ہو؟ انھوں نے کہا ہم وہی بات کہہ رہے ہیں جو آپ سن رہے ہیں۔

حضرت عمر نے عرفجہ کو بلایا اور ان سے کہا کہ یہ لوگ درخواست کر رہے ہیں کہ میں ان کو تمہاری قیادت سے معاف رکھوں اور کہتے ہیں کہ تم ان کی برادری سے نہیں ہو۔ بتاؤ، اسکے جواب میں کیا کہتے ہو؟ عرفجہ نے کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہیں مجھ کو اس بات سے کوئی خوشی نہیں ہوتی ہے کہ میں ان کی برادری سے ہوں۔ میں تو قبیلہ ازد کی شاخ بارق سے ہوں جو تعداد میں بیشمار ہے۔ اور جن کا نسب بے داغ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ازد بہت عمدہ قبیلہ ہے جو ہر اچھے اور برے کام میں حصہ دار ہے۔ عرفجہ نے کہا کہ میرا واقعہ یہ ہے کہ ہم لوگوں میں برائی زور پکڑ گئی۔ ہمارا ایک ہی گھر تھا ہم میں خون خرابے ہو گئے اور بعض لوگوں نے بعض کو قتل کر دیا میں نے خوف کی وجہ سے اپنے قبیلے کے لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لی اور ان لوگوں میں رہ کر قیادت اور سرداری کرنے لگا۔ مگر ایک واقعے کی وجہ سے جو میرے اور ان کے کسانوں کے درمیان پیش آیا تھا، یہ لوگ مجھ سے ناراض ہو گئے مجھ سے حسد کرنے لگے اور انھوں نے میرے احسانات کو یک دم فراموش کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جب یہ لوگ تم کو ناپسند کرتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ بہتر ہے کہ تم ان سے جدا ہو جاؤ۔ حضرت عمرؓ نے ان کے بجائے جریر کو ان کا امیر بنا دیا اور آپ نے جریر اور بجیلہ کو یہ یقین دلایا کہ آپ عرفجہ کو شام بھیج رہے ہیں۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ جریر نے عراق جانا پسند کیا۔

بجیلہ سمیت عساکر کا بویب میں اجتماع

جریر اپنی قوم کے لوگوں کو لے کر مثنیٰ کی کمک کے لیے روانہ ہوئے۔ اور ذا قار میں قیام کیا اور وہاں سے چل کر الجل پہنچے۔ مثنیٰ اس وقت مرج السباخ میں مقیم تھے ان کو بشیر نے جو حیرہ میں تھے یہ اطلاع دی کہ عجمیوں نے مہران کو آپ کے مقابلے کیلئے روانہ کیا ہے اور مہران حیرہ کے ارادے سے مدائن سے چل چکا ہے۔ یہ معلوم ہوتے ہی مثنیٰ نے جریر اور عصمہ کو جلد آنے کے لیے لکھا۔ حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو یہ ہدایت کی تھی کہ کسی دریا اور پل کو اس وقت تک عبور نہ کرنا جب تک تمھیں فتح حاصل نہ ہو جائے۔ بالآخر مسلمان بویب میں جمع ہو گئے اور دونوں لشکر بویب کے مشرقی ساحل پر اکٹھے ہوئے۔ بویب ایرانیوں کے عہد میں جبکہ سیلاب آتے تھے فرات کی ترائی تھا اور اس کا پانی الجوف میں گرتا تھا۔

مسلمان موضع دارالرزق میں اور مشرکین موضع السکون میں ٹھہرے تھے۔

مثنیٰ کی کمک کے لیے مختلف اسلامی لشکروں کی روانگی

مجالد اور عطیہ کی روایت ہے کہ کنانہ اور ازد کے تقریباً سات مجاہدین عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگوں کو کونسی سمت پسند ہے؟ انھوں نے کہا شام۔ کیونکہ شام ہمارے آباؤ اجداد کا مسکن ہے عمرؓ نے فرمایا کہ وہاں تمہاری ضرورت نہیں ہے، عراق جاؤ عراق۔ اس ملک کو چھوڑو جس کی تعداد اور شان و شوکت خدا نے کم کر دی ہے۔ اس قوم سے جہاد کرنے کے لیے بڑھو جس نے معیشت کے تمام دروازوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ خدا کی ذات سے امید ہے کہ وہ اس میں سے تم کو بھی حصہ دے گا دوسروں کی طرح تمھیں بھی وسائل معاش ملیں گے۔

غالب اور عرفجہ کی طاعت شعاری

غالب بن فلان اللیثی اور عرفجہ البارقی نے اپنی اپنی قوموں کو مخاطب کیا اور کھڑے ہو کر کہا کہ اے لوگو امیر المومنین کی رائے مناسب ہے تم ان کے منشا اور حکم پر چلو، اس بات پر حضرت عمرؓ نے ان کو دعا دی اور غالب بن عبداللہ کو کنانہ پر امیر مقرر کیا اور ان کو روانہ کر دیا اور ازد پر عرفجہ بن ہرثمہ کو امیر بنایا۔ چونکہ ان کے اکثر لوگ قبیلہ بارق کے تھے ان لوگوں کو اسی کی خوشی ہوئی کہ عرفجہ ان کے پاس واپس آ گئے۔ یہ دونوں سردار اپنی اپنی قوم کو لے کر مثنیٰ کے پاس پہنچ گئے۔

ہلال بن علفہ التیمی قبیلہ رباب کے ان لوگوں کو لے کر جو ان کے پاس جمع ہو گئے تھے۔ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ہلال کو ان کا امیر مقرر کر کے عراق کو روانہ کر دیا وہ مثنیٰ کے پاس پہنچ گئے۔ اسی طرح ابن المثنی الجشمی یعنی جشم سعد، عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان کو بنی سعد کا امیر مقرر کر کے مثنیٰ کے پاس بھیجدیا۔ عبداللہ بن ذی السہمین قبیلہ خثعم کے لوگوں کو لے کر عمرؓ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپؓ نے ان کو خثعم کا سردار مقرر کر کے مثنیٰ کی طرف روانہ کر دیا۔ ربعی بھی حنظلہ کے چند لوگوں کو لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے ان کو بھی ان لوگوں کا سردار بنا کر مثنیٰ کے پاس بھیجدیا۔ ربعی کے بعد ان کے بیٹے شبث بن ربعی سردار بنائے گئے۔ بنی عمرو کے کچھ لوگ حضرت عمرؓ کی خدمت میں آئے آپ نے ان پر ربعی بن عرم بن خالدؓ العود کو سردار بنایا اور مثنیٰ کے پاس بھیجدیا۔ بنی ضبہ کے بھی بہت سے لوگ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کے دو دستے بنائے۔ ایک پر ابن الہوبر کو اور دوسرے پر المنذر بن حسان کو امیر مقرر فرمایا اور قرط بن جماع، عبدالقیس کے لوگوں کو لے کر آئے آپ نے ان کو بھی اسی طرح امیر بنا کر روانہ کر دیا۔

فیروزان اور رستم کا اسلامی لشکر کے مقابلے کے لیے ترتیب بنانا

فیروزان اور رستم کی متفقہ رائے یہ ہوئی کہ مثنیٰ سے لڑنے کے لیے مہران کو روانہ کیا جائے۔ انھوں نے بوران سے اس کی اجازت مانگی۔ جب ان دونوں کو کوئی کام درپیش ہوتا تو بوران کے پردے کے پاس چلے آتے تھے اور اس سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے بوران کو مثنیٰ کے لشکر کی تعداد سے باخبر کیا اور اپنی رائے پیش کی۔ عربوں کی قوت کے بڑھنے سے پہلے اہل فارس ان کے مقابلے پر بڑی فوجیں نہیں بھیجتے تھے۔ بوران نے ان دونوں سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ اہل فارس پہلے کی طرح عربوں کے مقابلے پر نہیں جاتے؟ اور تم پہلے بادشاہوں کی طرح اب فوجیں کیوں نہیں بھیجتے؟ فیروزان اور رستم نے جواب دیا کہ پہلے ہمارے دشمن ہم سے مرعوب تھے اور اب ہم ان سے

مرعوب ہیں۔ بوران نے ان کے بیان کیے ہوئے حالات سن کر اس معاملے میں ان سے اتفاق رائے کیا

لڑائی کا آغاز

مہران اپنی فوجوں کو لے کر روانہ ہوا اور فرات سے ذرا ہٹ کر ٹھہرا۔ مثنی اور ان کی فوجیں فرات کے کنارے پر مقیم تھیں۔ دونوں فوجوں کے درمیان دریائے فرات حائل تھا۔ انس بن ہلال النمری قبیلہ نمر کے کچھ نصرانی لوگوں اور سواروں کو اپنے ساتھ لے کر مثنی کی مدد کے لیے آیا۔ اسی طرح ابن مہروی الفہر التغلبی بنی تغلب کے نصرانیوں کو لے کر اور عبداللہ بن کلیب ابن خالد کچھ سواروں کو لے کر مثنی کے پاس آیا۔ جب ان لوگوں نے عربوں کو عجمیوں پر حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ ہم اپنی قوم کی طرف سے لڑیں گے۔ مہران نے مسلمانوں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ یا تو تم عبور کر کے اس طرف آ ؤ یا ہم تمہاری طرف آتے ہیں۔ مسلمانوں نے کہا کہ تم ہی ہماری طرف آ جاؤ۔ اس لیے وہ لوگ بسوسیا سے روانہ ہو کر شومیا میں آ گئے۔ یہ وہ مقام تھا جہاں اب دارالرزق ہے۔

عجم کی صف بندی

محضر کا بیان ہے کہ جب عجمیوں کو عبور کرنے کی اجازت دے دی گئی تو وہ لوگ شومیا میں آ کر ٹھہرے۔ جہاں اب دارالرزق واقع ہے۔ اور انھوں نے وہاں اپنے لشکر کی صف آرائی کی اور تین صفیں بنا کر مسلمانوں کے مقابلے پر آئے۔ ہر صف کے ساتھ دیو پیکر ہاتھی تھے۔ ہاتھیوں کے آگے پیدل فوج تھی اس وقت ان کی فوج میں بہت شور وشغب مچا ہوا تھا۔ مثنی نے مسلمانوں سے کہا کہ یہ آوازیں جو تم سن رہے ہو بزدلی ظاہر کر رہی ہیں۔ تم لوگ بالکل چپ چاپ رہو اور مشورے بھی خفیف آواز میں کرو۔ ایرانی مسلمانوں کے قریب آ گئے۔ وہ لوگ بنی سلیم کیطرف سے جہاں آج کل موضع نہر بنی سلیم ہے آئے اور آتے ہی مسلمانوں سے لڑائی شروع کر دی۔ مسلمانوں کی صفیں اس مقام سے لے کر جہاں اب نہر بنی سلیم ہے اس کے پیچھے تک پھیلی ہوئی تھیں۔

عرب کی صف بندی

مثنی کے میمنے اور میسرے پر بشیر اور بسر بن ابی رہم تھے۔ اور سواروں پر معنّی اور امدادی دستوں پر مذعور تھے اور مہران کے میمنے اور میسرے پر حیرہ کا رئیس ابن آزاذ بہ اور مردان شاہ تھے۔ مثنی نے اپنی فوج کی صفوں میں گھوم کر لوگوں کو مناسب ہدایات دیں وہ اس وقت اپنے گھوڑے شموس پر سوار تھے۔ چونکہ وہ گھوڑا بہت عمدہ اور شریف نسل کا تھا اس لیے اس کو شموس کہتے تھے۔ مثنی اس پر سوار ہو کر لڑا کرتے تھے اور صرف لڑنے کے لیے اس پر سوار ہوتے تھے اس کے سوا کبھی اس کو کام میں نہ لاتے تھے۔ مثنی ایک ایک دستے کے جھنڈے کے سامنے جاتے اور اس دستے کو لڑائی کے لیے برانگیختہ کرتے اور احکام دیتے اور بہترین اسلوب سے ان کے دلوں میں جوش پیدا کرتے تھے اور ہر ایک سے کہتے تھے کہ مجھ کو امید ہے کہ تمہاری طرف سے آج عربوں پر کوئی مصیبت نہ آئے گی۔ بخدا جو بات مجھ کو اپنے لیے محبوب ہے وہی تم سب کے لیے محبوب ہے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ مثنی نے اپنے قول اور فعل سے اس دعوے کو سچ کر دکھایا تھا۔ وہ ہر خوشگوار یا ناگوار امر میں سب کے ساتھ شریک رہتے تھے۔ مثنی نے کبھی ایسا موقع نہیں آنے دیا کہ کوئی شخص ان کے قول اور فعل پر نکتہ چینی کر سکتا۔

مسلمانوں کی جنگی تکبیرات

اس کے بعد مثنی نے کہا کہ میں تین تکبیریں کہوں گا تم ان پر تیار ہو جانا اور چوتھی تکبیر سنتے ہی دشمن پر حملہ کر دینا۔ جب مثنی نے پہلی تکبیر کہی تو اہل فارس نے جلدی سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اس لیے مسلمانوں نے بھی جلدی کی اور پہلی تکبیر پر طرفین کے لوگ آپس میں ایک دوسرے پر حملہ آور ہو گئے۔ مثنی نے دیکھا کہ اس کی وجہ سے بعض صفوں میں خلل پیدا ہو گیا ہے اس لیے ان کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ ان سے کہو کہ امیر تم لوگوں کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم لوگ آج مسلمانوں کو رسوا نہ کرو۔ انھوں نے کہا بہت اچھا۔ اور سنبھل گئے۔ اس سے قبل ان لوگوں نے دیکھا تھا کہ مثنی ان کی حرکتوں کی وجہ سے ان کی طرف بار بار دیکھتے تھے مگر اب وہ اتنے مستعد اور باضابطہ بن گئے تھے کہ جو نمایاں کارنامے وہ انجام دے رہے تھے، وہ اور لوگوں سے انجام نہیں پاتے تھے اور اب وہ مثنی کو نگاہیں پھیر پھیر کر دیکھتے کہ مثنی خوشی سے ہنس رہے ہیں۔ یہ لوگ قبیلہ بنی عجل کے تھے۔

لڑائی زوروں پر

جب لڑائی طول پکڑ گئی اور بہت سخت ہو گئی تو مثنی نے انس بن ہلال کے پاس جا کر کہا کہ اے انس! اگر چہ تم ہمارے دین پر نہیں ہو مگر بہادر عرب ہو، جب مجھ کو مہران پر حملہ کرتے ہوئے دیکھو تو تم بھی میرے ساتھ حملہ کرنا اور یہی بات مثنی نے ابن مردی الفہری سے کہی ان دونوں نے اس بات کو منظور کر لیا۔ مثنی نے مہران پر حملہ کر کے اس کو سامنے سے ہٹا دیا اور اس کے میمنے میں گھس گئے اور ان کے ساتھی مشرکین کو لپٹ پڑے اور دونوں طرف کی قلب کی فوجیں ایک جگہ جمع ہو گئیں۔ آسمان پر غبار کا بادل چھا گیا بازوؤں کی فوجیں خونریزی میں مصروف تھیں نہ مشرکین اپنے امیر کی امداد کے لیے جا سکتے تھے نہ مسلمان۔ اس روز مسعود اور مسلمانوں کے دوسرے کئی قائد شہید ہو گئے۔ مسعود نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ اگر تم ہم کو شہید ہوتے ہوئے دیکھو تو تم اپنے کام سے دستبردار نہ ہونا کیونکہ لشکر ہٹتا ہے اور پھر واپس ہوتا ہے۔ اپنی صفوں میں ثابت قدم رہنا اور اپنے قریب والوں کے کام آتے رہنا۔ مسلمانوں کے قلب نے مشرکین کے قلب کے چھکے چھڑا دیے۔ ایک تغلبی نصرانی لڑکے نے مہران کو قتل کر دیا اور اس کے گھوڑے پر چڑھ بیٹھا۔ مثنی نے مہران کا اسلحہ اس لڑکے کے رسالے کے افسر کو دیدیا۔ اس وقت یہی طریقہ تھا کہ جب کوئی مشرک اسلامی فوج میں شریک ہو کر کسی کو قتل کرتا تو اس کے مقتول کا اسلحہ قاتل کے دستے کے قائد کو دیا جاتا تھا اور لڑکے کے دو قائد تھے، ایک جریر دوسرے ابن الہوبر چنانچہ مہران کا اسلحہ ان دونوں نے تقسیم کر لیا۔

ایک تغلبی جوان کی اسلامی لشکر میں شمولیت

محضر بن ثعلبہ کا بیان ہے کہ بنی تغلب چند نوجوان گھوڑیوں پر سوار ہو کر آئے اور جب مسلمانوں اور ایرانیوں میں جنگ شروع ہوئی تو انھوں نے کہا کہ ہم عربوں کے ساتھ مل کر عجمیوں سے لڑیں گے۔ ان میں سے ایک نوجوان نے مہران کو قتل کر دیا۔ مہران اس روز ایک کمیت گھوڑے پر سوار تھا، جس کے جسم پر زرہ نما جھول پڑی ہوئی تھی اور اس کی پیشانی اور دم پر پیتل کے زرد چاند لگے ہوئے تھے۔ وہ نوجوان اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور ان الفاظ میں اپنے نسبی فخر کا اظہار کرنے لگا۔ **انـا الغلام التغلبی انا قتلت المرزبان**۔ (ترجمہ: میں تغلبی جوان ہوں میں نے ایرانی رئیس (مہران) کو قتل کیا ہے) اس کے بعد جریر اور ابن الہوبر اپنی قوم کے لوگوں کو لے کر آئے اور تعظیم کے طور پر نوجوان کا

پاؤں پکڑا اور اس کو گھوڑے سے اتارا۔

سعید بن المرزبان کی روایت ہے کہ جریر اور منذر مہران کے سامان میں شریک تھے اس کے اسلحہ کے بارے میں دونوں میں اختلاف ہوا دونوں نے اپنے قضیے کو مثنیٰ کے پاس پیش کیا۔ مثنیٰ نے اسکا اسلحہ ان دونوں میں بانٹ دیا۔ نیز اس کا پٹکا اور کنگن بھی دونوں میں تقسیم کر دیا اس لڑائی میں مسلمانوں نے مشرکین کے قلب کو بالکل برباد کر دیا تھا۔

عبرت کا مقام

ابوروق کہتے ہیں کہ بخدا ہم بویب میں جاتے تھے تو موضع سکون اور بنی سلیم کے درمیان سفید ہڈیوں کے ڈھیر دیکھتے تھے جن میں لوگوں کی کھوپڑیاں اور جوڑ چمکتے ہوئے نظر آتے تھے ان کو دیکھنے سے ہم کو عبرت ہوتی تھی۔ ان کھوپڑیوں کا اندازہ ایک لاکھ کیا جاتا تھا اور وہ عرصے تک نمایاں رہیں۔ بالآخر ان کو حادثات زمانہ نے دفن کر دیا۔

مشرکین کی شکست

کہتے ہیں کہ جب غبار بلند ہوا تو مثنیٰ ٹھہر گئے مگر جب غبار دور ہوا تو لوگوں نے یہ دیکھا کہ مشرکین کا قلب فناء ہو گیا ہے۔ اور بازوؤں کے دستوں نے ایک دوسرے کو ہلا ڈالا ہے۔ مگر یہ دیکھ کر کہ مثنیٰ نے دشمن کے قلب کو پسپا کر کے اس کا خاتمہ کر دیا ہے۔ مسلمانوں کے میمنے اور میسرے کے دستے دشمنوں پر اور شیر دل ہو گئے اور انھوں نے عجمیوں کے منہ پھیر دیے۔ مثنیٰ اور قلب کے لوگ ان کے لیے نصرت کی دعائیں کرنے لگے۔ مثنیٰ نے ان کے پاس ایک جوش دلانے والے کو بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ مثنیٰ کہتے ہیں کہ ایسے نمایاں کارنامے تمہارے ہی جیسے انجام دیتے ہیں۔ تم اللہ کی مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ آخر کار ان لوگوں نے دشمنوں کو شکست دی۔ مثنیٰ فوراً پل کی طرف گئے اور ان کا راستہ روک لیا اس کی وجہ سے عجمی فرات کے بالائی اور زیریں کنارے پر پریشان ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کو اپنی تلواروں سے کاٹ کاٹ کر کشتوں کے پشتے لگا دیے۔ عرب و عجم کی کسی لڑائی کی بوسیدہ ہڈیاں اتنے عرصے تک باقی نہیں رہیں تھیں جیسی کہ اس جنگ کی باقی رہی ہیں۔

مسعود اور انس کی شہادت

مسعود بن حارثہ کی زخمی لاش میدان جنگ میں سے اٹھا کر لائی گئی وہ شکست سے پہلے ہی بچھڑ گئے تھے۔ اس وجہ سے ان کے لوگوں میں کمزوری پیدا ہونے لگی۔ یہ کمزوری دیکھ کر مسعود جو اس وقت زخموں سے چور تھے نے کہا اے بکر بن وائل کے بہادرو اپنے جھنڈے کو بلند کرو اللہ تم کو بلندی عطا کرے گا۔ میرے گر جانے سے تم کو ہراساں نہ ہونا چاہیئے۔ اس روز انس بن ہلال النمری نے بھی بڑے زور سے جنگ کی تھی یہاں تک کہ اپنی جان دے دی۔ مثنیٰ نے انس اور مسعود کی لاشیں ایک ساتھ رکھوائی تھیں۔ قرط بن جماع العبدی بھی بڑے زور شور سے لڑے تھے۔ متعدد نیزے اور تلواریں ان کے ہاتھ میں ٹوٹیں۔ انھوں نے شہر براز کو جو ایران کا بڑا رئیس تھا اور مہران کے سواروں کا افسر تھا، قتل کیا۔

جنگ کے بعد واقعات پر تبصرہ

جنگ ختم ہونے کے بعد مثنیٰ سب لوگوں کے ساتھ مل کر بیٹھے۔ مثنیٰ لوگوں سے اور لوگ مثنیٰ سے اپنے اپنے واقعات بیان کرنے لگے۔ جو شخص آتا مثنیٰ اس سے دریافت کرتے کہو تم کو کیا واقعات پیش آئے؟ قرط بن جماع نے

بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا، مجھے اس میں سے مشک کی خوشبو آئی میں نے خیال کیا کہ وہ مہران ہے اور میں چاہتا تھا کہ وہی ہو مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سواروں کا افسر اعلیٰ شہر براز ہے۔ یہ معلوم ہوتے ہی میرے دل میں اس کی کچھ حقیقت نہ رہی۔

اسلام سے قبل اور بعد عجم و عرب کا تقابل

مثنیٰ نے کہا کہ میں زمانہ جاہلیت او زمانہ اسلام میں عربوں اور عجمیوں سے لڑا ہوں اللہ کی قسم زمانہ جاہلیت میں میرے نزدیک سو عجمی ہزار عربوں پر بھاری تھے۔ اور اب یہ حالت ہے کہ سو عرب ہزار عجمیوں پر بھاری ہیں۔ خدا نے عجمیوں کی شجاعت ختم کر دی اور ان کی مکاریوں کے تار و پود بکھیر دیے تم کو ان کی شان و شوکت، کثرت تعداد، بڑی کمانوں اور لمبے تیروں سے مرعوب نہ ہونا چاہیے۔ جب ان پر یک لخت حملہ ہوتا ہے تو ان کو مویشیوں کی طرح ہر طرف ہانکا جا سکتا ہے۔

ربعی کا واقعہ

ربعی نے اپنا واقعہ مثنیٰ سے یوں بیان کیا کہ جنگ اور اس کی شدت کو ایک حالت پر قائم دیکھ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمن تم پر شدت کے ساتھ حملہ آور ہو رہے ہیں تم اپنی ڈھالوں پر ان کے وار کو روکو۔ اگر ان کے ایسے دو حملوں پر تم ثابت قدم رہے تو میرا ذمہ ہے کہ تیسرے میں تم کو فتح ہو جائے گی۔ ان لوگوں نے میرے مشورے پر عمل کیا اور خدا کی قسم اللہ نے مجھ کو اس ذمہ داری سے عہدہ برآ کر دیا۔

ابن ذی السہمین کا واقعہ

ابن ذی السہمین نے اپنا واقعہ اس طرح سنایا کہ میں انے اپنے رفیقوں سے کہا کہ میں نے اپنے سپہ سالار کو رعب کا ذکر کرتے ہوئے اور اس کی آیات پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ یہ ان کے نزدیک بہت بہتر چیز ہے تم اپنے جھنڈوں کو لے کر ان کی پیروی کرو تم میں جو پیدل ہیں سواروں کو ان کی حمایت کرنی چاہیے اس کے بعد تم حملہ کرو۔ خدا کا وعدہ غلط نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور وہی ہوا جس کی مجھے امید تھی۔

عرفجہ کا واقعہ

عرفجہ نے اپنا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ ہم لوگ دشمنوں کے لشکر میں فرات تک گھستے چلے گئے۔ اس وقت میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ خدا کرے یہ لوگ غرق ہو جائیں تا کہ جسر کی مصیبت کا بدلہ اتر جائے۔ مگر جب وہ لوگ دبتے دبتے بہت تنگ ہو گئے تو ہم پر پلٹ پڑے۔ ہم بہت زور شور سے لڑے یہاں تک کہ میرے بعض ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ خدارا تم اپنے جھنڈے کو ذرا پیچھے کر لو۔ میں نے کہا کہ میں تو اس کو آگے ہی بڑھاؤں گا۔ میں نے دشمن کے حامیوں پر حملہ کیا وہ فرات کی طرف واپس پلٹے مگر ایک بھی فرات تک زندہ نہ پہنچ سکا۔

بویب کو یوم الاعشار کہنے کی وجہ

ربعی بن عامر کہتے ہیں کہ بویب کی جنگ میں، میں اپنے والد کے ساتھ تھا۔ بویب کو یوم الاعشار (دہائیوں کا سال) بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ شمار کرنے سے سو آدمی ایسے نکلے جنھوں نے اس معرکے میں دس دس آدمی قتل کیے

تھے۔ عروہ بن زید شہ سوار نو والے تھے۔ بنی کنانہ کے غالب نو والے تھے۔ اور عرفجہ ازدی بھی نو والے تھے۔

جنگ کا اجمالی خاکہ

اس مقام سے لے کر جہاں آج کل السکون ہے، دریائے فرات کے کنارے بویب شرقیہ کے سرے تک مشرکین قتل ہوئے تھے۔ کیونکہ عین شکست کے وقت مثنیٰ جلدی سے پل کے پاس پہنچ گئے اور ان کے لیے پل کا راستہ روک دیا اس وجہ سے وہ لوگ دائیں بائیں بھاگنے لگے مسلمان رات تک اور پھر اگلے دن رات تک دشمنوں کا تعاقب کرتے رہے۔

مثنیٰ نے بعد میں پل کا راستہ روکنے پر ندامت کا اظہار کیا اور کہا کہ میں نے پل کی طرف بڑھ کر اور اس کو توڑ کر بے بس دشمنوں کو تنگ کر دیا تھا خدا نے ہم کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔ آئندہ ایسی حرکت کبھی نہیں کرونگا لوگوں تم بھی ایسا کبھی نہ کرنا اور میری تقلید نہ کرنا۔ جس جماعت میں مدافعت کی قوت موجود ہو اس کو کبھی تنگ نہیں کرنا چاہیئے۔

زخمی مسلمانوں کی شہادت

جو مسلمان اس جنگ میں زخمی ہوئے تھے ان میں سے بعض ذی رتبہ لوگ انتقال کر گئے۔ ان میں سے ایک خالدؓ بن ہلال اور دوسرے مسعود بن حارثہ تھے۔ مثنیٰ نے ان دونوں کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے جنازوں کو نیزوں اور تلواروں پر اٹھایا، مثنیٰ کو ان کی جدائی کا بیحد افسوس ہوا انھوں نے کہا کہ واللہ میرا غم اس خیال سے کم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بویب کے معرکے میں شریک ہوئے اور انھوں نے بڑے صبر و استقلال سے پیشقدمی کی، نہ گھبرائے نہ منہ موڑا اور شہادت سے ان کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو گیا۔

دشمن سے ملنے والی کھانے کی اشیاء

بویب کی فتح کے بعد مثنیٰ، عصمہ اور جریر کو مہران کی ضیافت کی بکریاں آٹا اور گائیں کافی مقدار میں ہاتھ آئیں۔ چنانچہ اس میں سے کچھ تو قوادس کو جہاں مدینے کے مجاہد اپنے اہل و عیال کو چھوڑ آئے تھے، بھیج دیا گیا۔ اور کچھ مال حیرہ کی طرف بھیج دیا گیا جہاں اس سے پہلے کی لڑائیوں کے مجاہدین کے خاندان قیام پذیر تھے، بھیج دیا۔ قوادس کو لیجانے والوں کا رہبر عمرو بن عبدالمسیح بن بقیلہ تھا جب یہ لوگ قریب پہنچے تو وہاں کی عورتیں ان سواروں کو دیکھ کر چلانے لگیں اور ان کو لٹیرے سمجھیں اور اپنے بچوں کو بچانے کے لیے پتھر اور ڈنڈے لے کر کھڑی ہو گئیں۔ یہ دیکھ کر عمرو نے کہا کہ اس لشکر کی عورتوں کو ایسا ہی ہونا چاہیئے ان کو فتح کی خوشخبری سناؤ۔ وہ سامان دینے کے بعد لوگوں نے ان سے کہا کہ یہ فتح کے ابتدائی ثمرات ہیں۔ سامان لانے والی فوج کے افسر نسیر تھے۔ قوادس پہنچ کر نسیر وہاں والوں کی حفاظت کے لیے وہیں ٹھر گئے اور عمرو بن عبدالمسیح حیرہ واپس آ گیا۔

جریر کی اپنے لشکر کی خوشخبری کا سنانا

مثنیٰ نے فتح کے روز پوچھا کہ سیب تک دشمنوں کا تعاقب کون کرتا ہے۔ جریر بن عبداللہ نے اپنی قوم میں کھڑے ہو کر کہا کہ اے بجیلہ کے لوگو! تم اور اس معرکے کے تمام مجاہدین سبقت، فضیلت اور آزمائش میں برابر ہیں مگر مال غنیمت کے خمس میں جو مزید حصہ تم کو ملنے والا ہے کسی اور کو نہیں ملے گا۔ امیر المومنین کے حکم سے خمس کا چوتھائی حصہ تمہارا ہے۔ لہذا اس کے جواب میں دشمن کا تعاقب کرنے میں کوئی اور تم پر سبقت نہ لے جائے اور نہ کوئی دشمن کے حق

میں تم سے زیادہ سخت ثابت ہو۔ کیونکہ تم کو دو بھلائیوں میں سے ایک کے حاصل ہونے کی توقع ہے شہادت اور جنت یا غنیمت اور جنت۔

شکست خوردہ لوگ جو جان دینے پر تلے ہوئے تھے ان کی طرف متوجہ ہو کر مثنیٰ نے کہا کہاں ہے وہ شخص اور اس کے ساتھی جو کل صفوں سے نکلے جا رہے تھے۔ بڑھو اور ان دشمنوں کا سیب تک تعاقب کرو اور ان سے اپنے غصے کی بھڑاس نکال لو "فهو خير لكم واعظم اجرا واستغفروا الله ان الله غفور الرحيم" (ترجمہ) تمہارے لیے یہی بہتر اور باعث اجر ہے۔ خدا سے مغفرت کی درخواست کرو۔ اللہ مغفرت کرنے والا اور مہربان ہے۔

مثنیٰ کے اعلان پر سب سے پہلے لبیک کہنے والا شخص وہ اور اسکے ساتھی تھے جو کل مسلمانوں کی صف سے نکل کر دشمنوں میں جا کر جان دینا چاہتا تھا۔ وہ مستعدی سے کودا اور جھپٹا۔ مثنیٰ نے ان لوگوں کے لیے پل بندھوا دیا اور ان کو دشمنوں کا پیچھا کرنے کے لیے روانہ کر دیا اور ان کے پیچھے بجیلہ اور دوسرے شہ سوار بھی جھپٹے۔ یہ لوگ دشمنوں کا تعاقب کرتے کرتے سیب تک پہنچ گئے۔ مثنیٰ کے لشکر میں جتنے جسری تھے، وہ سب گھوڑوں پر سوار ہو کر اس خدمت کے لیے نکل پڑے تھے۔ اس مہم میں ان کو ہر طرح کا بہت سا مال غنیمت، لونڈی غلام اور گائیں ہاتھ آئیں۔

بجیلہ کو خصوصی حصہ غنیمت

مثنیٰ نے اس کو ان لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ہر قبیلے کے ان بہادروں کو جنھوں نے نمایاں کارنامے انجام دیے تھے مزید انعامات دیے۔ اسی طرح خمس کا چوتھائی قبیلہ بجیلہ کو برابر برابر تقسیم کر دیا۔ اور باقی تین چوتھائی عکرمہؓ کے ساتھ خلیفہ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

اسلامی لشکر کے چند دستوں کی پیشقدمی

اہل فارس کے دلوں میں خدا نے مسلمانوں کا رعب ڈال دیا تھا۔ چنانچہ تعاقب میں جانے والی فوج کے قائدین اور عاصم، عکرمہؓ اور جریر نے مثنیٰ کو یہ لکھا کہ اللہ نے ہم کو سلامتی عطا فرمائی ہمارے کام کو پکا کر دیا اور جس مقصد کے لیے آپ نے ہم کو یہاں بھیجا تھا اس کو پورا کر دیا ہے۔ اگر آپ ہم کو پیشقدمی کی اجازت دیتے ہیں تو دشمنوں کو زیر کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ مثنیٰ نے ان کو پیشقدمی کی اجازت دے دی۔ اس لئے وہ لوگ غارت گری کرتے ہوئے ساباط تک پہنچ گئے۔ اہل ساباط قلعہ بند ہو گئے اس کے قرب و جوار کے دیہات مجاہدین نے لوٹ لیے۔ ساباط کے قلعہ بند لوگوں نے مسلمانوں پر تیر اندازی کی۔ قلعے میں سب سے پہلے تین قائد عصمہ، عاصم اور جریر داخل ہوئے ان کے پیچھے اور سب لوگ گھس گئے۔ ساباط کو فتح کر کے یہ مجاہدین مثنیٰ کے پاس واپس آ گئے۔

سواد کی فتح

عطیہ ابن الارث کی روایت ہے کہ جب مہران ہلاک ہو گیا تو مسلمانوں کو سواد کے تمام علاقے پر ان کی قیام گاہ سے لے کر دجلہ تک دست برد کرنے کا پورا موقع مل گیا اور انھوں نے بےخوف ہو کر لوٹ مچا دی۔ کیونکہ عجمیوں کی فوجی چوکیاں ٹوٹ گئی تھیں اور ان کی فوجیں بھاگ کر ساباط میں پناہ گزیں ہو گئی تھیں۔ انھوں نے یہی بہتر سمجھا کہ دجلہ کے اس پار تک کا علاقہ چھوڑ دیں۔

جنگ بویب کے اثرات

بویب کی لڑائی رمضان ۱۳ ہجری میں واقع ہوئی تھی اس میں مہران اور اس کی فوج قتل ہوئی۔ بویب کے اس سرے سے لے کر اس سرے تک تمام میدان ہڈیوں سے پٹ گیا تھا۔ یہ ہڈیاں مدتوں سامان عبرت بنی رہیں۔ یہاں تک کہ فتنوں کے دنوں میں مٹی میں ڈھک گئیں۔ ہاں کہیں کسی نے ذرا سی مٹی ہٹائی تو کوئی نہ کوئی ہڈی ضرور نظر آئی۔ سکون، مرہبہ اور بنی سلیم کے درمیان سب جگہ یہی کیفیت تھی۔ یہ علاقہ شاہان فارس کے زمانے میں دریائے فرات کی ترائی کا جنگل تھا۔ اور اس کا پانی جوف میں گرتا تھا۔

مذکورہ واقعات ابن اسحٰق کی روایت کے مطابق

مگر ابن اسحاق کی روایت میں جریر اور عرفجہ کا قصہ اور مثنیٰ کی جنگ کا حال سیف کی روایت سے مختلف ہے۔ ابن اسحٰق کا بیان یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو جسر کی شکست کا حال معلوم ہوا اور وہاں کے بھاگے ہوئے لوگ آپ کے پاس واپس آئے تو اس وقت جریر بن عبداللہ البجلی اور عرفجہ بن ہرثمہ یمن کے سواروں کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرفجہ جو قبیلہ ازد سے تھے ان دنوں بجیلہ کے حلیف اور ان کے سردار تھے۔ ان لوگوں سے حضرت عمرؓ نے گفتگو کی اور فرمایا کہ عراق میں جسر پر جو تمہارے بھائیوں کو مصیبت پیش آئی ہے اس کا حال تم کو معلوم ہے اس لیے تم لوگ ان کے پاس چلے جاؤ۔ میں تمہارے قبیلے کے ان سب لوگوں کو جو قبائل عرب میں منتشر ہیں، جمع کر کے تمہارے پاس بھیجدونگا۔ انھوں نے کہا اے امیر المومنین ہم حکم کی تعمیل کے لیے حاضر ہیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے قیس، کبعہ، تحمہ اور عرینہ کو جو قبائل بنی عامر بن صعصعہ میں تھے نکال کر جمع کیا اور ان پر عرفجہ بن ہرثمہ کو امیر مقرر کیا۔ یہ بات جریر بن عبداللہ البجلی کو ناگوار گزری انھوں نے بجیلہ کے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ اس کے متعلق امیر المومنین سے عرض کرو۔ انھوں نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ کیا آپ ہم پر ایسے شخص کو امیر مقرر فرماتے ہیں جو ہمارے قبیلے کا نہیں ہے۔ آپ نے عرفجہ کو بلا کر پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ عرفجہ نے کہا کہ امیر المومنین یہ لوگ درست کہتے ہیں۔ میں ان کے قبیلے کا نہیں ہوں۔ میں قبیلہ ازد کا ہوں۔ زمانہ جاہلیت میں ہم سے اپنی قوم میں قتل سرزد ہوگیا تھا اس لیے ہم بجیلہ میں مل گئے اور آپ کو معلوم ہے کہ ہم ان لوگوں میں سربراہ ہوگئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر یہ بات درست ہے تو تم اپنی جگہ پر رہو اور جس طرح یہ لوگ تم سے گریز کرتے ہیں تم بھی ان سے گریز کرو۔ عرفجہ نے کہا مجھ سے تو یہ نہیں ہوگا البتہ ان کے ساتھ نہیں جاؤنگا۔

مہران کا جریر کے ہاتھ قتل

حضرت عمرؓ نے بجیلہ پر جریر بن عبداللہ کو امیر مقرر کردیا عرفجہ کے بجائے جریر اُن کو لیکر کوفے کی طرف گئے بجیلہ کے سب لوگوں کو جو جریر کے ہم قوم تھے جریر کے ماتحت کردیا، جب جریر مثنیٰ کے قریب سے گزرے تو مثنیٰ نے ان کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ کیونکہ کہ تم میری کمک کے لیے بھیجے گئے ہو، جریر نے جواب دیا کہ جب تک امیر المومنین کا حکم نہ ہو میں ایسا نہیں کرسکتا تم بھی امیر ہو اور میں بھی امیر ہوں، اس کے بعد جریر جسر کی طرف گئے وہاں مہران بن باذان سے ان کا مقابلہ ہوا، مہران جو ایک بڑا ایرانی سردار تھا، پل نخیلہ کے قریب سے گزر کر جریر کی طرف آیا، طرفین میں بڑی شدت کی جنگ ہوئی، منذر بن حسان بن ضرار الضبی نے مہران پر شدید حملہ کیا اور اس کو نیزے سے زخمی کر کے گھوڑے

سے گرادیا اور جریر نے ایک دم بڑھ کر اس کا سر قلم کر دیا، اس کے اسلحہ کے متعلق ان دونوں میں اختلاف ہوا مگر بعد میں اس طرح صلح ہوگئی کہ جریر نے ہتھیار لے لئے اور منذر بن حسان نے کمر بند پٹکا لے لیا۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مہران کا جریر سے مقابلہ ہوا تو مہران نے ازراہ فخریہ شعر پڑھا۔

إن تسئلوا عنی فانی مهران

انا لمن وانکرنی ابن باذان

ترجمہ: اگر تم میرے متعلق دریافت کرتے ہو تو تم کو معلوم ہنا چاہیے کہ میں مہران ہوں۔ اور جو شخص میرا منکر ہے میں اس کو باخبر کرتا ہوں کہ میں باذان کا بیٹا ہوں۔

میں مہران کے اس دعوے کو غلط سمجھتا تھا مگر بعد میں ایک معتبر ذی علم شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ عربی نژاد تھا اس نے یمن میں اپنے باپ کے ساتھ رہ کر اس وقت تربیت پائی تھی جب وہ کسری کا عامل تھا۔ اس روایت کے معلوم ہونے کے بعد میں نے اس کے قول کو غلط نہیں سمجھا۔

مثنیٰ نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں جریر کی شکایت لکھی تھی آپ نے اس کے جواب میں مثنیٰ کو لکھا کہ میں تم کو ایک ایسے شخص پر جو محمد ﷺ کا صحابی ہے کیسے امیر مقرر کر سکتا ہوں۔

عمرؓ نے سعدؓ بن ابی وقاص کی سرکردگی میں چھ ہزار کا لشکر عراق کو روانہ کیا اور مثنیٰ اور جریر بن عبداللہ کو لکھا کہ تم دونوں سعدؓ کے ساتھ مل جاؤ۔ آپ نے سعدؓ کو ان دونوں پر امیر بنا دیا تھا۔ سعدؓ مدینے سے روانہ ہو کر شراف میں آ ٹھہرے اور مثنیٰ اور جریر بھی ان کے پاس پہنچ گئے۔ سعدؓ نے سردی کا زمانہ اسی جگہ بسر کیا اس عرصے میں ان کے پاس بہت لوگ جمع ہو گئے۔ اور مثنیٰ بن حارثہ کا انتقال ہو گیا ان پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

خنافس کے واقعات

مثنیٰ نے سواد کے علاقے میں لوٹ مچادی اور حیرہ میں بشیر بن الخصاصیہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ جریر کو میسان کی طرف اور ہلال بن علقمہ التیمی کو دشت میسان کی طرف روانہ کیا اور فوجی چوکیوں کو عصمہ بن فلان الضبی، الکلج الضبی، عرفجہ البارقی وغیرہ جیسے مسلمان قائدین کے ذریعے سے مضبوط کیا۔ اور اپنی مہم کو شروع کیا اور انبار کی بستیوں میں سے ایک بستی الیس میں اترے یہ غزوات "غزوات انبار آخرہ اور غزوات الیس آخرہ" کے ناموں سے موسوم کیے جاتے ہیں۔

خنافس پر حملہ کرنے کی وجہ

دو آدمیوں نے جن میں سے ایک حیری اور دوسرا انباری تھا، نے مثنیٰ پر بہت زور دیا کہ وہ منڈیوں پر حملہ کریں جری کی رائے بغداد پر اور انباری کی رائے خنافس پر حملہ کرنے کی تھی۔ مثنیٰ نے پوچھا کہ ان میں سے کونسی جگہ پہلے آتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ دونوں مقامات میں کئی روز کی مسافت ہے۔ مثنیٰ نے کہا کہ کونسی جگہ جلدی آتی ہے۔ انھوں نے کہا خنافس کی منڈی۔ اس منڈی میں بکثرت لوگ آتے ہیں اور ربیعہ اور قضاعہ کے لوگ ان کی حفاظت کے لیے پہرے دیتے ہیں۔ مثنیٰ نے اسی منڈی کی تیاری کر دی اور جب انھوں نے اندازہ لگایا کہ اب ٹھیک بازار کے دن وہاں پہنچ جائیں گے تو سوار ہو کر خنافس پہنچے اور اس کو لوٹ لیا۔ وہاں سواروں کے دو دستے تھے۔ ایک ربیعہ کا دوسرا قضاعہ کا۔ قضاعہ کا سردار روماںس بن دبرو تھا اور ربیعہ کا سردار السلیل بن قیس تھا یہ لوگ وہاں کے محافظ تھے۔ مثنیٰ نے بازار کو لوٹ لیا اور محافظوں کو زیر کر لیا۔

اسلامی لشکر کا انبار پہنچانا

اسی روز صبح سویرے انبار کے کسانوں کے پاس پہنچے وہ لوگ قلعہ میں بند ہو گئے۔ مگر جب انھوں نے مثنیٰ کو پہچانا تو ان کے پاس آئے اور ان کے لیے توشہ اور ان کے گھوڑوں کے لیے چارہ وغیرہ مہیا کیا اور بغداد جانے کے لیے رہنما بھی ساتھ کیے۔ مثنیٰ نے بغداد کا رخ کیا اور ٹھیک صبح کے وقت وہاں پہنچ کر چھاپہ مارا۔

جب مثنیٰ انبار میں تھے اس وقت مسلمان مجاہدین سواد کے کل علاقے میں فوج کشی اور غارتگری کر رہے تھے ان کی ترک تازیاں زیریں کسکر سے لے کر زیریں فرات تک اور جسور ثقب سے لے کر عین التمر تک اور اس کے قریب کی زمینوں الفلالیج اور العال تک جاری تھیں۔

مذکور بالا واقعے کے متعلق دوسری روایت یہ ہے کہ حیرہ کے ایک شخص نے مثنیٰ سے کہا کہ آپ کو ایک ایسی بستی کا پتا دیتے ہیں جہاں مدائن کسریٰ اور سواد کے تاجر جمع ہوتے ہیں وہ لوگ وہاں سال میں ایک مرتبہ جمع ہوتے ہیں وہ لوگ وہاں سال میں ایک مرتبہ جمع ہوتے ہیں ان کے پاس اس قدر مال ہوتا ہے کہ گویا وہ جگہ بیت المال ہے۔ اگلی دنوں میں ان کا بازار لگتا ہے۔ اگر آپ بے خبری کے عالم میں ان پر چھاپہ مار سکتے ہیں تو اس قدر مال ہاتھ آئے گا کہ مسلمان دولتمند ہو جائیں گے اور آپ ہمیشہ کے لیے دشمنوں سے زیادہ قوی ہو جائیں گے۔

مثنیٰ نے دریافت کیا کہ اس مقام اور مدائن کسریٰ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ پورا ایک دن یا اسے بھی کم۔ مثنیٰ نے کہا کہ میں وہاں کس طرح جاؤں؟ انھوں نے کہا اگر آپ وہاں جانا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ آپ صحارا کے راستے سے خنافس پہنچ ائیں کیونکہ انبار کے لوک وہاں جانے والے ہیں اگر انھوں نے خنافس کے لوگوں کو آپ کی اطلاع کر دی تو وہ اپنے بچاؤ کا انتظام کر لیں گے۔ وہاں سے آپ انبار کی طرف مڑ جائیں اور وہاں کے کسانوں کو رہنما بنا کر راتوں رات یلغار کرتے ہوئے وہاں پہنچ جایئے اور صبح کے وقت غارتگری کیجیے۔

مثنیٰ الیس سے روانہ ہوئے اور خنافس پہنچے وہاں سے مڑ کر انبار کی طف لوٹے وہاں کے رئیس کو خطرہ محسوس ہوا تو وہ قلعہ میں بند ہو گیا رات کا وقت ہونے کی وجہ سے اس کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کون شخص ہے مگر جب اس ن ے مثنیٰ کو پہچانا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مثنیٰ نے اس کو کچھ لالچ دیا اور کچھ ڈرایا تا کہ وہ راز داری برتے اور اس سے کہا کہ میں غارتگری کرنا چاہتا ہوں تم میرے ساتھ ایسے رہبر دو جو مجھ کو بغداد کی طرف لے چلیں وہاں سے میں مدائن پر حملہ کرونگا۔ اس نے کہا میں آپ کے ساتھ آتا ہوں۔ مثنیٰ نے کہا کہ تمہاری ضرورت نہیں ہے تم میرے ساتھ ایسے آدمی کر دو جو تم سے بہتر طور پر رہبری کر سکیں۔ انبار کے رئیس نے مثنیٰ کے لیے کھانوں کا توشہ اور گھوڑوں کے لیے چارہ مہیا کر دیا اور چند رہنما ساتھ کر دیے۔

مثنیٰ روانہ ہوئے اور جب آدھا راستہ طے کر چکے تو مثنیٰ نے پوچھا کہ اب وہ بستی کتنی دور ہے؟ رہنماؤں نے کہا کہ چار پانچ فرسخ دور ہے۔ مثنیٰ نے اپنے لوگوں سے کہا تم میں سے حفاظت کے لیے کون تیار ہے؟ بعض لوگوں نے اپنے آپ کو حفاظت کے لیے پیش کیا۔ مثنیٰ نے ان سے کہا کہ تم لوگ بہت ہوشیاری سے پہرا دو اور خود وہیں قیام کیا۔ اور لوگوں سے کہا کہ تم لوگ ٹھہر و کھانا کھاؤ وضوء کرو اور تیار رہو اور طلایہ گرد جماعتوں کو اطراف میں بھیج دیا۔ انھوں نے ہر طرف سے لوگوں کو روک دیا تا کہ کسی قسم کی خبریں نہ جانے پائیں۔ جب سب کاموں سے فارغ ہو گئے تو آخر شب میں مثنیٰ روانہ ہو گئے اور صبح ہوتے ہی ان کی منڈی میں پہنچ گئے اور تیغ زنی شروع کر دی بہت لوگ قتل ہوئے اور جس قدر مال

لے سکے لیا۔ مثنیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ صرف سونا اور چاندی لو۔ اور ہر شخص اتنا سامان لے جتنا کہ وہ اپنی سواری پر لاد سکتا ہو۔ بازار کے سب لوگ بھاگ گئے۔ بکثرت سونا، چاندی اور نفیس ترین سامان مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

اس کے بعد مثنیٰ نہر السلحسین کی طرف جو انبار میں واقع ہے، پلٹے۔ وہاں پہنچ کر انھوں نے قیام کیا اور لوگوں میں ایک تقریر کی جس میں انھوں نے کہا لوگو یہاں ٹھر جاؤ۔ اپنی ضروریات پوری کرلو اور سفر کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اللہ کی حمد و ثنا کرو اس سے عافیت کی درخواست کرو اور اسکے بعد یہاں سے تیزی سے نکل چلو۔

سب نے اس حکم کی تعمیل کی۔ مثنیٰ نے بعض لوگوں کو یہ سرگوشی کرتے ہوئے سنا کہ ایسی کیا جلدی ہے ابھی تو دشمن ہمارے تعاقب میں نہیں نکلا ہے۔ یہ سن کر مثنیٰ نے ان سے کہا "تناجوا بالبرو التقوی و لا تتنا جوا بالاثم والعدوان" (ترجمہ) نیکی اور پرہیزگاری کی باتوں کی سرگوشیاں کرو گناہ اور زیادتی کی سرگوشیاں مت کرو۔ پہلے معاملات کو غور سے دیکھو ان کا اندازہ کرو اور پھر کوئی بات کرو۔ تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ابھی کوئی مخبر دشمنوں کے شہر میں نہیں پہنچا ہے۔ اور اگر کوئی پہنچ گیا ہے تو ان پر ہمارا ایسا رعب طاری ہوا ہوگا کہ وہ ہمارے تعاقب کی جرات نہیں کر سکتے۔ غارتگری کی دہشتیں صبح سے شام تک پھیل جاتی ہیں۔ اگر ان کے حمایتیوں نے تمہارا تعاقب کیا بھی تو وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ ہم نفیس ترین گھوڑوں پر سوار ہیں کہ دم کہ دم میں اپنے لشکر اور اپنی جماعت میں پہنچ سکتے ہیں اور اگر انھوں نے ہم کو آ لیا تو میں ان سے دو چیزوں کے لیے لڑوں گا۔ طلب اجر اور امید کامیابی۔ تم اللہ پر بھروسا رکھو اور اس سے حسن ظن رکھو اس نے تم کو اکثر موقعوں پر نصرت عطا کی ہے۔ حالانکہ تمہارے دشمن تم سے زیادہ تیار تھے میں اپنے طرز عمل اور واپسی کے متعلق اصل وجہ سے تم کو مطلع کرتا ہوں۔ خلیفہ رسول ﷺ ابوبکرؓ نے ہم کو وصیت کی ہے کہ جلد فارغ ہو کر جلد واپس ہوں۔

انباریوں کا مثنیٰ کا استقبال کرنا

مثنیٰ اپنی فوجوں کو لے کر رہبروں کی معیت میں صحرا اور نہروں کو قطع کرتے ہوئے انبار پہنچے۔ انبار کے کسانوں نے مثنیٰ کا بڑے اعزاز سے استقبال کیا اور سلامتی کے ساتھ واپس آنے پر مبارکباد دی۔ مثنیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ اگر ہم کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی تو ہم تمہارے ساتھ خواہش کے مطابق حسن سلوک کریں گے۔

مثنیٰ نے بغداد سے انبار واپس آ کر المضارب العجلی اور زید کو الکباث روانہ کیا۔ الکباث کا رئیس فارس العتاب العجلی تھا ان کے پیچھے خود مثنیٰ نکلے۔ دونوں سردار الکباث پہنچ گئے۔ الکباث کے باشندے آبادی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہاں کے تمام باشندے بنی تلب سے تھے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور پچھلے لوگوں کو جا پکڑا۔ فارس العتاب ان کی حمایت کر رہا تھا کچھ دیر تو اس نے ان کی حفاظت و حمایت کی مگر پھر بھاگ گیا۔ ان میں سے بکثرت لوگ قتل ہوئے۔ وہاں سے مثنیٰ اپنے لشکر میں انبار واپس آ گئے۔

اہلِ صفین پر غارت

مثنیٰ کی عدم موجودگی میں ان کے نائب فرات بن حیان تھے۔ مثنیٰ نے انبار واپس آ کر فرات بن حیان اور عتیبہ ابن النہاس کو روانہ کیا اور ان کو صفین میں بنی تغلب اور النمر پر غارتگری کرنے کا حکم دیا اور اپنے لشکر پر عمرو بن ابی سلمی الہجیمی کو اپنا نائب بنا کر ان دونوں کے پیچھے گئے۔ صفین کے قریب پہنچ کر مثنیٰ، فرات اور عتیبہ الگ الگ ہو گئے۔ صفین کے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور فرات کو پار کر کے جزیرے کی طرف چلے گئے اور وہیں جا کر قلعہ بند ہو گئے۔

فاقہ کشی کی انتہاء

اس مہم میں مثنیٰ اور ان کے رفیقوں کے پاس رسد کا سامان ختم ہو گیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ چند ضروری جانوروں کو چھوڑ کر باقی تمام سواری کے جانور کاٹ کاٹ کر کھا گئے اور ان کے سم ہڈیاں اور کھالیں بھی کھا گئے۔ پھر ان کو اہل وبا اور حوران کا ایک قافلہ مل گیا دیہاتیوں کو مسلمانوں نے قتل کر دیا اور ان کے سواری کے زائد جانور جو تھے لے لیے

بنی تغلب کے ایک خاندان پر غارت

اس لوٹ میں بنی تغلب کے تین چوکیدار بھی ہاتھ آئے تھے۔ مثنیٰ نے ان سے کہا کہ تم میری رہبری کرو۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر مجھ کو جان و مال کی امان دیتے ہو تو میں تم کو بنی تغلب کے ایک خاندان تک پہنچا دیتا ہوں۔ جن کے پاس سے میں آج ہی صبح کو آ رہا ہوں۔ مثنیٰ نے اس کو امان دے دی اور اس کے ساتھ روانہ ہوئے دن بھر چلنے کے بعد رات ہو گئی تو اچانک ان لوگوں کے سروں پر پہنچ گئے۔ چوپائے پانی پی پی کر واپس ہو رہے تھے لوگ اپنے گھوڑوں کے صحنوں میں بے فکر بیٹھے تھے کہ مثنیٰ نے غارتگری کر دی۔ جنگجو لوگوں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنایا اور جو کچھ سامان ہاتھ آیا لاد کر لے آئے۔

ربیعہ کی فضیلت

بعد میں پتا چلا کہ یہ لوگ ذی الرویحلہ تھے فوج میں جتنے مسلمان قبیلہ ربیعہ کے تھے انھوں نے اپنے مال غنیمت سے لونڈی غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی جبکہ عربوں میں لونڈی غلام بننے کا رواج تھا، ربیعہ کے لوگ کسی کو لونڈی غلام نہیں بناتے تھے۔

تکریت کی جنگ

مثنیٰ کو خبر ملی کہ دشمنوں کے بیشتر لوگ چارے کی خاطر دجلہ کے کنارے پر موجود ہیں۔ اس لیے مثنیٰ ان کی طرف روانہ ہوئے۔ بویب کے بعد کی ان تمام جنگوں میں مثنیٰ کے مقدمے کے افسر حذیفہ بن محصن الغلفانی تھے اور میمنے اور میسرے پر نعمان بن عوف بن نعمان الشیبانی اور مطر الشیبانی تھے۔ مثنیٰ نے دشمنوں کے پیچھے حذیفہ کو بھیجا اور ان کے پیچھے خود چلے۔ تکریت کے قریب دشمنوں کو جا لیا اور پانی میں گھس گھس کر ان کو پکڑا۔ مسلمانوں کو بہت سامال ملا ایک ایک آدمی کے حصے میں پانچ پانچ چوپائے اور لونڈی غلام آئے۔ مال غنیمت کے پانچ حصے کرنے کے بعد مثنیٰ انبار کی طرف آئے اور فرات اور عتیبہ دشمنوں کے مقابلے میں آگے تک نکل گئے اور صفین پر چھاپہ مارا۔ صفین میں النمر اور تغلب کے لوگ تھے جو ایک دوسرے کے معاون تھے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور انمیں سے کچھ لوگوں کو پانی کی طرف دھکیل دیا۔

جلاؤ کا بدلہ ڈباؤ

انھوں نے بہت کچھ قسمیں دیں مگر کسی نے ایک نہ سنی بلکہ ان کو پکار پکار کر کہا کہ ڈبو، ڈبو، فرات اور عتیبہ کے لوگوں کو اکسایا اور ڈوبنے والوں کو پکار کر کہا تغریق تحریق جلنے کا بدلا ڈوبانا ہے۔ اس فقرے سے زمانہ جاہلیت کے اس واقعے کی طرف اشارہ تھا جبکہ ان لوگوں نے بکر بن وائل کے کچھ لوگوں کو ایک جنگل میں پھونک ڈالا تھا۔ دشمنوں کو غرق کرنے کے

بعد مسلمان مثنیٰ کے پاس واپس آ گئے جب تمام فوجیں اور دستے مثنیٰ کے پاس انبار میں واپس آ گئے تو مثنیٰ اپنے تمام لشکر کو لے کر جزیرے میں جا ٹھہرے۔

جنگی حالات معلوم کرنے کے لیے عمرؓ کا طریقہ کار

حضرت عمرؓ کا طریقہ تھا کہ تمام فوجوں میں خفیہ خبر رساں متعین رکھتے تھے۔ چنانچہ ان لڑائیوں کے حالات ان کی خدمت میں پہنچ گئے اور ان کو فرات اور عتیبہ کی زبان سے نکلے ہوئے ان الفاظ کی بھی اطلاع ملی جو انھوں نے بنی تغلب کی لڑائی کے دن جبکہ وہ پانی میں ڈوب رہے تھے، کہے تھے۔ آپ نے ان دونوں سرداروں کو اپنے پاس بلایا اور ان سے پوچھا کہ ان الفاظ سے تمہاری کیا مراد تھی۔ انھوں نے یہ جواب دیا کہ ہم نے یہ کلمات کہاوت کے کہے تھے دور جاہلیت کا انتقام مقصود نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان کو قسم دی انھوں نے قسم کھا کر کہا کہ اس سے ہماری مراد صرف اور صرف کہاوت اور اعزاز اسلام تھا آپ نے ان کے بیان کو سچ قرار دیا اور ان کو مثنیٰ کے پاس واپس بھیج دیا۔

جنگ قادسیہ کے اسباب

رستم اور فیروزان کو اہل فارس کی دھمکی

رستم اور فیروزان سے جو اس وقت برسرِ حکومت تھے، ان سے اہل فارس نے یہ کہا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ تمہارے اختلافات ختم نہیں ہوتے تم نے ہمیں کمزور کر دیا ہے۔ اور تم دشمنوں کے کہنے میں آ گئے ہو تمہاری وجہ سے ہم کو جن خطرات کا سامنا ہے اب وہ نا قابل برداشت ہو گئے ہیں۔ ہلاکت اور تباہی سر پر منڈلا رہی ہے۔ بغداد، ساباط اور تکریت کے بعد صرف مدائن رہ گیا ہے۔ خدا کی قسم یا تو تم دونوں متفق ہو کر کام کرو، ورنہ اس سے پہلے کہ دشمن ہماری تباہی پر خوشیاں منائیں ہم تمہارا کام تمام کر دیں گے۔

محفر کا بیان ہے کہ جب مسلمان سواد کے علاقوں میں ترک تازی کر رہے تھے اس وقت اہل فارس نے رستم سے کہا کہ خدا کی قسم تم اس بات کا انتظار کر رہے ہو کہ ہم پر مصیبت نازل ہو اور ہم سب ہلاک ہو جائیں۔ خدا کی قسم صرف تمہاری وجہ سے ہمارے اندر یہ کمزوری پیدا ہوئی ہے۔ اے سردارو! تم نے اہل فارس میں اختلاف کا بیج بویا ہے، اور دشمنوں پر حملہ کرنے سے ان کو روکا ہے۔ بخدا اگر تمہارے قتل سے ہم کو اپنی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ابھی تم کو قتل کر دیتے۔ اگر اب بھی تم باز نہ آئے تو پہلے ہم تمہارا خاتمہ کر کے دل ٹھنڈا کریں گے پھر خود برباد ہو جائیں گے۔

یزدجرد کا بادشاہ بننا

رستم اور فیروزان نے کسریٰ کی بیٹی بوران سے کہا کہ آپ ہمیں کسریٰ کی بیویوں اور لونڈیوں کی اور آل کسریٰ کی عورتوں اور ان کی لونڈیوں کی فہرست لکھ کر دو۔ بوران نے ایک فہرست تیار کر کے ان کو دیدی۔ انھوں نے اس فہرست کے مطابق تمام عورتوں کو بلایا اور ان کو سخت تکلیفیں دیکر یہ مطالبہ کیا کہ کسریٰ کی اولاد میں سے کسی فرزند کا پتا دو۔ مگر کوئی پتا نہ چلا۔ آخر میں ان عورتوں میں سے کسی ایک عورت نے کہا کہ اور تو کوئی نہیں صرف ایک لڑکا یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ باقی ہے۔ اسکی ماں "بادوریا" والوں میں سے ہے۔ چنانچہ اس عورت کو اور اس کے لڑکے کو بلوایا گیا۔ جس زمانے میں شیری نے سب عورتوں کو قصر ابیض میں جمع کیا تھا اور کسریٰ کی تمام اولاد ذکور کو قتل کر دیا تھا اس دور میں اس

عورت نے اپنے اس لڑکے کو وہاں سے نکال کر ایک جھولی میں ڈالا تھا۔ اور اس کے ماموں سے حفاظت کا وعدہ لے کر ان کے حوالے کر دیا تھا۔ رستم اور فیروزان نے اس عورت کو پکڑ کر اس سے اس لڑکے کا پتا پوچھا۔ اس نے ان کو لڑکے کا پتہ بتلا دیا۔ انھوں نے فوراً آدمی بھیج کر لڑکے یعنی یزدجرد کو بلا لیا اور اس کو بادشاہ ایران بنا دیا۔ اس وقت وہ اکیس سال کا تھا اس کی بادشاہت پر تمام ایرانی سردار متفق اور مطمئن ہو گئے اور سب اس کے مطیع ہو گئے بلکہ اطاعت اور اعانت کے اظہار کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے لگے۔ یزدجرد نے کسریٰ کے زمانے کی تمام چوکیوں اور چھاؤنیوں پر فوجیں متعین کیں اور حیرہ، انبار، ابلہ اور ان کے علاوہ اور چوکیوں کے لیے فوجیں نامزد کیں۔

نئے حالات میں مسلمانوں کی تدبیر

مثنیٰ اور دیگر مسلمانوں کو اہل فارس کی حالت اور ان کے مل کر یزدجرد کو بادشاہ بنانے کی کیفیت معلوم ہوئی مسلمانوں نے ان واقعات اور بغاوت کے اندیشہ کی اطلاع حضرت عمرؓ کو لکھ بھیجی۔ ابھی حضرت عمرؓ کے پاس خط نہ پہنچا تھا کہ سواد کے اکثر لوگ خواہ ان سے صلح ہوئی تھی یا نہیں ہوئی تھی مسلمانوں سے برگشتہ ہو گئے۔

مثنیٰ اپنی محافظ فوج کو لے کر ذی قار میں آ گئے۔ اور لوگوں کا پورا لشکر الطف میں مقیم رہا۔ اتنے میں حضرت عمرؓ کا حکم پہنچا کہ تم عجمیوں کے حلقوں میں سے نکل آؤ اور اپنے حدود سلطنت میں جہاں جہاں تمہاری اور دشمن کی سرحدات ملتی ہوں پانی کے چشموں پر پھیل جاؤ اور قبائل ربیعہ اور مضر اور ان کے حلیفوں میں جس قدر صاحب شجاعت اور شہسوار لوگ موجود ہوں ان کی اپنی فوج میں بھرتی کر لو اگر ان میں سے کوئی شخص بھی بخوشی اس خدمت کے لیے تیار نہ ہو تو اسکا خاتمہ کر دو اور عجمیوں کی طرح تم بھی عربوں کو جہاد کے لیے ابھارو اور اپنے مجاہدین کو ان کے مجاہدین سے لڑا دو۔

یہ حکم پا کر مثنیٰ ذی قار میں ٹھہرے اور فوج کے باقی دستے الجل، شراف اور غضی میں ٹھہرے۔ غضی بصرے کے سامنے تھا۔ جریر بن عبداللہ غضی میں اور سیر ابن عمرو العنبری اور ان کی طرف کے اور لوگ سلمان تک ٹھہرے اس طرح عراق کے تمام چشموں پر شروع سے آخر تک فوجی چوکیاں قائم ہو گئیں جو ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی امداد کے لیے ہر وقت منتظر اور تیار تھیں۔ یہ واقعہ ذیقعدہ ۱۳ ہجری کا ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ ایرانیوں نے یزدجرد کو بادشاہ بنا دیا ہے تو آپ نے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ عرب کے وہ عاملین جو قبائل اور بستیوں پر مامور تھے، کو یہ حکم بھیجا کہ ہر اس شخص کو جو بہادر، شہسوار، ذی رائے اور ہتھیار بند ہو چن لو اور میرے پاس بھیج دو اس حکم کی تعمیل جلدی ہونی چاہیئے۔

حج کو روانگی کے وقت قاصد آپ کا حکم لے کر ہلال کے پاس روانہ ہو گئے جو قبائل مکے اور مدینے کے راستوں پر آباد تھے ان کے لوگ تو خلیفہ کے پاس فوراً پہنچ گئے اور جو مدینے کے لوگ مدینے اور عراق کے وسط میں تھے وہ آپ کے پاس حج سے واپس آنے کے بعد پہنچے۔ اور اس سے زیریں علاقے کے لوگ براہ راست مثنیٰ سے جا ملے۔ حضرت عمرؓ کے پاس آنے والوں نے آپ کو مطلع کیا کہ ہماری بستیوں کے اور لوگوں میں جہاد میں شریک ہونے کا جوش پیدا ہو گیا ہے۔

۱۳ھ میں امیرِ حج کون تھا؟

ایک روایت یہ ہے کہ ۱۳ ہجری کے امیر حج عبدالرحمان بن عوف تھے۔ ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ جس سال حضرت عمرؓ خلیفہ مقرر ہوئے اس سال آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو امیر حج مقرر کیا تھا اور اس کے بعد ہر سال خود

امیر حج رہے۔

حضرت عمرؓ کے عمال

اس سال حضرت عمرؓ کے عمال درج ذیل تھے۔ مکے پر عتاب بن اسید، طائف پر عثمان بن ابی العاصی، یمن پر یعلی بن امیہ، عمان اور یمامہ پر حذیفہ بن محصن، بحرین پر العلاء بن الحضرمی، شام پر ابوعبیدہ بن الجراح اور کوفے کی چھاؤنی اور اس سے ملحقہ علاقے پر مثنیٰ بن حارثہ تھے اور عہدہ قضا پر ایک روایت یہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب تھے اور دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں عہدہ قضا پر کوئی شخص نہیں تھا۔

۱۴ ہجری کا آغاز

ایرانیوں سے جنگ کے لیے حضرت عمرؓ کا مشورہ لینا

یکم محرم ۱۴ ہجری کو حضرت عمرؓ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور ایک چشمے پر ٹھہرے جو صرار کے نام سے مشہور تھا۔ اور وہاں اپنے لشکر کو جمع کیا۔ لوگ ان کے ارادے سے ناواقف تھے کہ کیا آپ یہاں سے چلنا چاہتے ہیں یا ٹھہرنا چاہتے ہیں۔ جب لوگوں کو آپ سے کوئی بات پوچھنا ہوتی تو براہ راست نہیں پوچھتے تھے۔ بلکہ حضرت عثمانؓ یا عبدالرحمٰن بن عوف کے واسطے سے دریافت کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت عثمانؓ ردیف کہلاتے تھے۔ عربی زبان میں ردیف سے وہ شخص مراد ہوتا تھا جس کے متعلق توقع ہوتی تھی کہ امیر کے بعد وہ امیر ہوگا۔ اور جب ان دونوں کے ذریعے سے کام نہ چلتا تو ان کے ساتھ حضرت عباسؓ کو بھی ملا دیتے تھے۔

حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے؟ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو نماز کے لیے جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے ان کو واقعات کی اطلاع دی اور اس کے بعد دیکھنے لگے کہ لوگ کیا کہتے ہیں عام لوگوں نے کہا کہ ضرور چلیے مگر اپنے ساتھ ہم کو لے چلیے۔ حضرت عمرؓ نے ان کی رائے مان لی اور جب تک مشکلات دور نہ ہوں ان کو چھوڑ دینا آپ نے مناسب نہ سمجھا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم لوگ مستعد اور تیار ہو جاؤ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ مگر یہ کہ کوئی اس سے بہتر مشورہ پیش ہو۔

حضرت عمرؓ نے صحابہ رسول اللہ ﷺ اور معززین اہل رائے حضرات کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ میں جہاد کے لیے جا رہا ہوں۔ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔ سب نے متفق ہو کر یہ مشورہ دیا کہ آپ فوج کی قیادت کے لیے کسی صحابی رسول اللہ ﷺ کو بھیج دیں اور آپ خود یہاں ٹھہریں اور فوجیں بھیج کر ان کو کمک دیتے رہیں اگر فتح حاصل ہو تو یہ ہمارا اور آپ کا عین مقصد ہے ورنہ ان کو واپس بلا کر کسی دوسرے کی سرکردگی میں فوج روانہ فرمائیے۔ اس طریقے سے دشمن کے دل میں جلن پیدا ہوگی اور مسلمانوں کی جنگ سے واقفیت میں اضافہ ہوگا اور خدا کا وعدہ پورا ہوگا یعنی مسلمانوں کو فتح اور کامیابی نصیب ہوگی۔

حضرت عمرؓ کا اسلامی لشکر سے خطاب

حضرت عمرؓ نے لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور حضرت علیؓ جن کو مدینے میں اپنا نائب مقرر کر آئے تھے ان کو بھی بلا لیا اور طلحہ کو بھی جن کو مقدمہ فوج پر مامور کر کے آگے روانہ کر دیا تھا واپس بلا لیا۔ اس فوج کے میمنے اور میسرے پر

زبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔ حضرت عمرؓ نے مجمع میں کھڑے ہو کر یہ تقریر کی

کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مذہب اسلام پر جمع کیا ہے۔ ان کے دلوں میں محبت پیدا کی ہے اور ایک دوسرے کو بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ مسلمان آپس میں گویا ایک جسم ہیں۔ اگر اس جسم کے ایک حصے کو کوئی تکلیف ہوگئی ہے تو اس کا دوسرا حصہ بھی اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کے کام ذی رائے اصحاب کے مشوروں سے انجام پذیر ہوں۔ عام لوگ اس شخص کے تابع ہیں، جس کو انھوں نے حکمران قرار دیا ہے اور اس کو پسند کرتے ہیں۔ اور جو والی حکومت ہے وہ ذی رائے اصحاب کے تابع ہے۔ معاملات جنگ میں جو چال ان کی رائے میں موزوں ہوگی سب کو اس کی پیروی کرنی ہوگی۔ اے لوگو میں بھی تمھیں میں سے ایک فرد ہوں میں تمہارا ہم خیال تھا مگر تم میں سے جو لوگ عقل و رائے کے مالک ہیں انھوں نے مجھ کو نکلنے کے ارادے سے روک دیا ہے۔ اس لیے میں بھی قیام کو مناسب سمجھتا ہوں اور اپنے بجائے کسی اور شخص کو روانہ کرتا ہوں۔ اس معاملے میں مشورہ حاصل کرنے کیلئے میں نے آگے اور پیچھے کے لوگوں کو جمع کر لیا ہے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ اور جن کو آپ مدینے میں اپنا قائم مقام بنا آئے تھے اور طلحہ کو جو مقدمے پر متعین تھے اور اعوص میں ٹھہرے ہوئے تھے مشورہ لینے کے لیے بلا لیا تھا۔

عبدالرحمٰن بن عوف کا عمر فاروقؓ کو مشورہ

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو ابوعبید بن مسعود کی شہادت کی اطلاع ملی اور معلوم ہوا کہ اہل فارس نے آل کسریٰ میں کے ایک شخص کو تلاش کر کے اپنا بادشاہ بنایا ہے تو آپ نے مہاجرین اور انصار کو دعوت جہاد دی اور مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر مقام صرار میں قیام کیا اور طلحہ ابن عبیداللہ کو آگے روانہ کیا تا کہ وہ اعوص میں پہنچ جائیں آپ نے میمنے پر عبدالرحمٰن بن عوف کو اور میسرے پر زبیر بن العوام کو مقرر فرمایا تھا اور حضرت علیؓ کو مدینے میں اپنا قائم مقام مقرر کر آئے تھے۔ آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا سب نے آپ کو فارس جانے کا مشورہ دیا۔ صرار آنے تک حضرت عمرؓ نے کسی سے مشورہ نہیں کیا تھا۔

طلحہ واپس آئے وہ بھی اور لوگوں کے تابع اور ہم خیال تھے مگر عبدالرحمٰن ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے آپ کو جانے سے روکا تھا۔ عبدالرحمٰن نے یہ کہا کہ آج سے پہلے میں نے نبی کریم ﷺ کے سوا کسی پر اپنے ماں باپ کو قربان نہیں کیا ہے اور نہ اس کے بعد کبھی ایسا کرونگا مگر آج میں کہتا ہوں کہ اے وہ خلیفہ جس پر میرے ماں باپ فدا ہوں اس معاملے کا آخری فیصلہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ آپ وہاں رک جائیں اور ایک بہت بڑے لشکر کو روانہ فرما دیں۔ شروع سے لے کر اب تک آپ دیکھ چکے ہیں کہ آپ کے لشکروں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کیا فیصلہ رہا ہے اگر آپ کی فوج نے شکست کھائی تو وہ آپ کی شکست کے مانند نہ ہوگی۔ اگر ابتداء میں آپ قتل ہو گئے یا شکست کھا گئے تو مجھے اندیشہ ہے کہ پھر کبھی مسلمان نہ تکبیر پڑھ سکیں گے اور نہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دے سکیں گے۔

حضرت سعدؓ کا سپہ سالار بننا اور ان کو فاروقی ہدایات

اس وقت حضرت عمرؓ کسی شخص کی تلاش میں تھے اسی دوران ان کی خدمت میں حضرت سعدؓ کا خط آیا۔ سعد اس

وقت نجد کے صدقات پر مامور تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے کوئی آدمی بتلاؤ عبدالرحمٰن نے کہا کہ آدمی تو آپ کو مل گیا ہے آپ نے پوچھا وہ کون ہے؟ عبدالرحمٰن نے کہ کہا کچھار کا شیر سعدؓ بن مالک۔ سعدؓ کا نام سن کر دوسرے صاحب مشورہ حضرات نے عبدالرحمٰن کی تائید کی۔

زفر کا بیان ہے کہ مثنیٰ نے حضرت عمرؓ کو اس بات کی اطلاع دی کہ اہل فارس نے بالاتفاق یزدجرد کو اپنا بادشاہ بنایا ہے۔ اور اہل ذمہ کی یہ حالت مشتبہ ہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو لکھا کہ تم خشک علاقے کی طرف ہٹ جاؤ۔ اپنے قریب کے لوگوں کو جہاد کی دعوت دو اور اپنے اور دشمنوں کی سلطنت کی حدود میں قیام کرو اور میرے احکام کا انتظار کرو۔

عجمیوں نے بہت جلدی کی۔ ان کی فوجیں مسلسل جمع ہوتی رہیں اور ذمی بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ مثنیٰ اپنی فوجوں کو لے کر عراق میں اترے اور تمام سرحدی خطے پر اول سے آخر تک اپنے دستے میں متعین کر دیے۔ غضی سے لے کر قطقطانہ تک تمام فوجی چوکیوں پر اسلامی فوجیں مقیم ہو گئیں۔ کسریٰ کی چوکیاں اور چھاؤنیاں ایرانیوں کے قبضے میں آ گئیں اور ان کو پورا تسلط حاصل ہو گیا۔ مگر ان کے دلوں پر ہیبت طاری تھی مسلمان دشمنوں پر لپک لپک کر بڑھنا چاہتے تھے گویا شیر اپنے شکار پر جھپٹ رہا ہے اور پلٹ کر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ مگر ان کے سردار حضرت عمرؓ کے خط اور کمک کے انتظار کی وجہ سے ان کو روک رہے تھے۔

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے سعدؓ کو نجد میں ہوازن کے صدقات پر عامل مقرر کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے ان کو اس عہدے پر برقرار رکھا اور جب جنگ کے لیے آپ نے لوگوں کو دعوت دی تو دوسرے عمال کی طرح سعدؓ کو بھی لکھا کہ ہر اس شخص کو ہمارے پاس بھیج دو جو بہادر، شہسوار، صاحب عقل ورائے ہو۔

اسی دوران عمرؓ کے پاس سعدؓ کا خط پہنچا جو ان لوگوں کے ذریعے بھیجا گیا تھا جو سعدؓ کے علاقے سے جہاد کی غرض سے آئے تھے۔ چونکہ اس سے قبل وہ اس مہم کی قیادت کے لیے مشورہ کر چکے تھے سعدؓ کا ذکر آتے ہی سب نے سعدؓ کے متعلق حضرت عمرؓ کو مشورہ دیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ سعدؓ بن ابی وقاص ہوازن کے صدقات پر متعین تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو لکھا کہ ایسے لوگوں کا انتخاب کر کے بھیجو جو شریف دانشمند، بہادر اور شہسوار ہوں۔ سعدؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ میں نے آپ کے لیے ایک ہزار آدمی ایسے انتخاب کیے ہیں جن میں سے ہر ایک نہایت شریف۔ عقلمند، عزتِ قومی کا محافظ ہے ان کا حسب ونسب اور ان کی دانشمندی کمال تک پہنچی ہوئی ہے آپ ان لوگوں سے کام لیجئے۔

سعدؓ کا یہ خط اس وقت پہنچا جب کہ عمرؓ لوگوں سے مشورہ کر رہے تھے۔ سب نے کہا کہ آپ کو وہ شخص مل گیا ہے آپ نے پوچھا وہ کون؟ انھوں نے کہا عادی اسد آپ نے پوچھا کون؟ انھوں نے کہا سعدؓ۔

یہ بات حضرت عمرؓ کی سمجھ میں آ گئی۔ آپ نے سعدؓ کو بلا بھیجا۔ سعدؓ آپ کی خدمت میں آئے۔ عمرؓ نے ان کو عراق کی جنگ کا سپہ سالار مقرر کیا اور ان کو یہ نصیحت فرمائی۔ اے سعدؓ سعد بنی وہیب تم کو خدا کے معاملے میں اس کا غرور نہ ہونا چاہیے کہ تم کو رسول اللہ ﷺ کا ماموں اور رسول اللہ ﷺ کا صحابی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ خدائے عزوجل برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو نیکی سے مٹاتا ہے۔ خدا اور بندے کے درمیان اطاعت کے سوا اور کوئی رشتہ نہیں ہے۔ تمام انسان خواہ شریف ہوں خواہ کمینے خدا کے نزدیک برابر ہیں۔ خدا ان کا پالنے والا ہے۔ وہ اس کے بندے ہیں عبادت کے ذریعے سے کم وبیش درجات حاصل کرتے ہیں اور اطاعت کے ذریعے سے اس کی بارگاہ سے سب کچھ پا لیتے ہیں۔ پس تم اسی طریق کا اختیار کرو جس کو تم نے رسول اللہ ﷺ کو ابتداء سے لے کر وقت وصال تک کرتے ہوئے دیکھا

ہے۔ اسی طریقے کو مضبوطی سے پکڑو وہی طریقہ سب سے بہتر ہے۔ میں تم کو یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اگر تم نے اس کو چھوڑ دیا اور اس سے روگردانی کی تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ اور تم خسارہ اٹھاؤ گے۔

آخری ہدایات

جب عمرؓ نے سعدؓ کو روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو ان کو اپنے پاس بلایا اور یہ کہا کہ میں تم کو عراق کی جنگ کا امیر مقرر کرتا ہوں۔ میری نصیحت کو یاد رکھنا۔ کیونکہ تم کو ایک نہایت شدید اور ناگوار صورتحال سے مقابلہ کرنا ہے۔ حق پرستی کے علاوہ کسی اور طریقے سے چھٹکارا ملنا مشکل ہے۔ تم خود کو اور اپنے ساتھ والوں کو نیکی کا خوگر کرو اور اسی سے آغاز کرو۔ یاد رکھو ہر عادت کی ایک بنیاد ہے نیکی کی بنیاد صبر ہے۔ تم کو جب کوئی مصیبت یا مشکل پیش آئے اس پر صبر کرنا۔ اس سے تم کو خشیت الٰہی حاصل ہوگی۔ یاد رکھو خشیت الٰہی دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے ایک تو خدا کی اطاعت سے اور دوسرے گناہوں سے بچنے سے۔ جو شخص اس کی اطاعت کرتا ہے تو وہ دنیا کے بغض اور آخرت کی محبت کے جذبے کی وجہ سے اس کی اطاعت کرتا ہے۔ اور جو شخص اس کی نافرمانی کرتا ہے وہ حب دنیا اور بغض آخرت کی وجہ سے اس کی نافرمانی کرتا ہے قلوب حقائق کے مخزن ہیں۔ حقائق کو اللہ پیدا کرتا ہے ان میں سے بعض پوشیدہ ہیں اور بعض آشکارہ۔ حقائق جب آشکارا ہوتے ہیں تو حق کے بارے میں انسان کی مدح اور ذم کرنے والے مساوی ہوتے ہیں اور جب پوشیدہ ہوتے ہیں تو اس کے دل سے حکمت کی باتیں زبان کے ذریعے سے ظاہر ہوتی ہیں اور لوگ اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ مخلوق کے محبوب بننے سے روگردانی نہ کرو۔ کیونکہ انبیائے کرام نے بھی اس کی تمنا کی ہے۔ جب خدا کسی بندے کو محبوب بناتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور جب کسی سے بغض کرتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کا بغض پیدا کرتا ہے تم خدا کے نزدیک اپنا وہی مقام سمجھو جو تم کو ان لوگوں میں حاصل ہے جو تمہارے شریک کار ہیں۔

حضرت سعدؓ کے لشکر کی عراق روانگی

اس کے بعد عمرؓ نے سعدؓ کو ان مسلمان مجاہدین کے ساتھ روانہ کر دیا جو مدینے میں جمع ہو گئے تھے اور سعدؓ بن ابی وقاص مدینے سے چار ہزار کا لشکر لے کر عراق کو روانہ ہوئے۔ ان میں سے تین ہزار وہ تھے جو یمن اور سرات سے آئے تھے۔ اہل سرات کے افسر حمیضہ بن نعمان بن حمیضہ البارقی تھے یہ لوگ بارق، المع غامد اور ان کے تمام رشتہ دار ملکر سات سو تھے یہ سرات کے رہنے والے تھے اور اہل یمن دو ہزار تین سو تھے انھی میں سے نخع بن عمرو تھے۔ یہ تمام جنگجو اور ان کے بیوی بچے ملکر چار ہزار کی تعداد میں تھے۔ حضرت عمرؓ ان کے لشکر میں تشریف لے گئے اور ان کو عراق بھیجنا چاہا مگر انھوں نے عراق کے بجائے شام جانے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں۔ عراق ہی جانا ہوگا اس لشکر کی آدھی جماعت عراق جانے کیلئے آمادہ ہوگئی۔ آپ نے ان کو عراق بھیجدیا اور دوسری نصف جماعت کو شام بھیجدیا گیا۔

نخع کو عمرؓ کا عراق جانے کا حکم

ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ ان کے لشکر میں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ اے نخع کی جماعت تم عزت و شرف کے مالک ہو۔ تم سعدؓ کے ساتھ چلے جاؤ۔ مگر انھوں نے شام جانا چاہا۔ آپ نے کہا نہیں عراق جاؤ۔ انھوں نے عراق جانے سے انکار کیا اور شام ہی جانے کی خواہش کی۔ حضرت عمرؓ نے ان میں سے آدھے لشکر کو شام بھیج دیا اور باقی نصف کو عراق بھیجدیا۔

لشکریوں کی تعداد و تفصیل

محمد اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ان لوگوں میں حضر موت اور صدف کے چھ سو آدمی تھے ان کے افسر شداد بن ضمج تھے۔ اور مذحج کے ایک ہزار تین سو آدمی تھے جن پر تین افسر تھے۔ عمرو بن معدی کرب بنی منبہ کے افسر تھے۔ ابو سبرہ بن ذویب قبیلہ جعفی اور اسکے حلیفوں جزء، زبید، انس اللہ وغیرہ پر افسر تھے اور یزید بن الحارث الصادئی قبیلہ صداء، جنب اور مسیلہ کے تین سو افراد کے افسر تھے۔ یہ لوگ قبیلہ مذحج کے تھے اور یہ بھی سعدؓ کی روانگی کے وقت مدینے سے روانہ ہوئے تھے اور ان کے ساتھ قیس عیلان کے ایک ہزار افراد نکلے تھے۔ ان کے افسر بشر بن عبداللہ الہلالی تھے۔

ابراہیم کا بیان ہے کہ قادسیہ کے معرکے کے لیے مدینے سے چار ہزار کا لشکر روانہ ہوا تھا ان میں سے تین ہزار یمن کے لوگ تھے اور ایک ہزار دوسرے لوگ تھے۔

مقام اعوض پر عمرؓ کا اسلام لشکر سے خطاب

حضرت عمرؓ صرار سے لے کر اعوص تک اس لشکر کے ساتھ چلے۔ پھر ان میں کھڑے ہو کر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا:

> کہ اللہ تعالی نے تم کو ضرب المثل بنایا ہے اور تمہاری باتیں بیان کی ہیں تاکہ ان کے ذریعے سے دلوں کو زندہ کرے۔ دل سینوں میں مردہ ہوتے ہیں اللہ تعالی ان کو زندہ کرتا ہے جو شخص کچھ جانتا ہے اس سے اس کو نفع اٹھانا چاہیے۔ عدل کی چند نشانیاں اور بشارتیں ہیں اس کی نشانیاں ہیں حیاء، سخاوت، وقار اور نرمی اور اس کی بشارت رحمت ہے۔ اللہ نے ہر چیز کا ایک دروازہ بنایا ہے اور ہر دروازے کی ایک کنجی قرار دی ہے۔ عدل کا دروازہ عبرت ہے اور اسکی کنجی زہد ہے۔ عبرت یہ ہے کہ دوسروں کی موت کو یاد کر کے اپنی موت کا خیال کرنا اور اچھے اعمال پیش کر کے اس کی یاد کرنا اور زہد یہ ہے کہ دوسروں سے اپنا حق لینا اور ہر صاحب حق کا حق اس کو پہنچا دینا۔ اور اس کے لیے کوئی لین دین نہ کرنا جو کچھ بقدر کفایت میسر ہو اس پر قناعت کرو جو شخص بقدر کفایت پر قناعت نہیں کرتا وہ کسی چیز سے سیر نہیں ہوتا میں اللہ تعالی کے اور تمہارے بیچ میں واسطہ ہوں۔ میرے اور اس کے بیچ میں کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے تمہارے معاملات کو میرے حوالے کیا ہے۔ تم اپنی شکایات میرے سامنے پیش کرو یا ان لوگوں کے سامنے پیش کرو جو مجھے پہنچا دیں میں کسی تردد کے بغیر حقدار کو اس کا حق دلاؤں گا۔

اسکے بعد عمرؓ نے سعدؓ کو روانہ ہونے کا حکم دیا اور ان سے کہا کہ جب تم زرود پہنچ جاؤ تو وہاں قیام کرو اور اسکے مضافات

میں پھیل جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو دعوت دو اور ایسے لوگوں کا انتخاب کرو جو بہادر، شہسوار اور قوی اور بڑے خاندان والے ہوں۔

بساط کے لوگوں کے بارے میں فاروق اعظمؓ کے تاثرات

عمرؓ کے ملہم ہونے کے شواہد

محمد بن سوقہ کی روایت ہے کہ سکون اور اول کندہ کے چار سو آدمی حصین بن نمیر السکونی اور معاویہ بن حدیج کے ساتھ مدینے سے گزرے۔ عمرؓ ان کے پاس تشریف لائے ان میں سے کچھ لوگ معاویہ بن حدیج کے ساتھ ولم سباط کے تھے۔ آپ نے ان لوگوں سے بے رخی کا اظہار فرمایا اور کئی بار یہی کیا۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے کہا کیا بات ہے آپ ان لوگوں سے بے رخی کیوں اختیار کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے ان کے بارے میں تردد ہے۔ میرے دل میں کسی عرب جماعت سے ایسی ناگواری پیدا نہیں ہوئی جیسی کہ ان لوگوں سے پیدا ہوئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان کو روانہ کر دیا مگر پھر بھی آپ ان کو اکثر نفرت سے یاد فرماتے رہے۔ حضرت عمر کی اس رائے پر لوگوں کو بہت تعجب ہوتا تھا۔ ان میں سے ایک شخص سودان بن حمران نامی تھا جس نے بعد میں حضرت عثمانؓ کو قتل کیا۔ اور ایک شخص ان کا حلیف تھا جس کو خالدؓ بن ملجم کہتے تھے اس نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو قتل کیا تھا اور ان ہی میں سے ایک معاویہ بن حدیب تھے جنھوں نے قاتلان عثمانؓ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کیا تھا اور انہی میں کچھ وہ لوگ تھے جو قاتلان عثمانؓ کی مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔

مسجد کے لشکر کی کیفیت

سعدؓ کی روانگی کے بعد ان کی کمک کے لیے حضرت عمرؓ نے دو ہزار یمنی اور دو ہزار نجدی جو غطفان اور قیس کے قبیلے سے تھے روانہ کیے۔ سعدؓ سردی کے شروع میں زردہ پہنچے اور وہاں مقیم ہو گئے اور ان کی فوجیں زرود کے اطراف بنی تمیم اور بنی اسد کے چشموں پر ٹھہر گئیں۔ اس دوران سعدؓ لوگوں کے جمع ہونے اور عمرؓ کے حکم آنے کا انتظار کرنے لگے۔ انھوں نے بنی تمیم اور رباب میں سے چار ہزار آدمیوں کو منتخب فرمایا ان میں سے تین ہزار تمیمی تھے اور ایک ہزار ربی تھے۔ اور بنی اسد میں سے تین ہزار منتخب کیے اور ان کو حکم دیا کہ اپنے علاقے کی سرحد پر حزن اور بسیط کے درمیان ٹھہریں۔ چنانچہ وہ لوگ اسی مقام پر سعدؓ بن ابی وقاص اور مثنیٰ بن حراثہ کے درمیان ٹھہر گئے۔

اسلامی افواج

مثنیٰ کے پاس آٹھ ہزار فوج قبیلہ ربیعہ کی تھی چھ ہزار فوج بکر بن وائل کی تھی اور دو ہزار ربیعہ کے اور لوگ تھے ان میں سے چار ہزار کو خالدؓ کے جانے کے بعد منتخب کیا تھا اور چار ہزار وہ تھے جو جسر کے بعد مثنیٰ کے ساتھ باقی رہ گئے تھے اور یمن کے لوگوں میں سے دو ہزار بجیلہ کے لوگ اور دو ہزار قضاعہ اور طے کے لوگ تھے جو پہلے سے منتخب ہو چکے تھے۔ طی کے افسر عدی بن حاتم تھے اور قضاعہ کے افسر عمرو بن وبرہ تھے اور بجیلہ کے افسر جریر بن عبداللہ تھے۔ یہ اسلامی فوج کی تفصیل ہے:

مثنیٰ کا اپنا نائب مقرر کرنا

سعدؓ کو یہ امید تھی کہ مثنیٰ ان کے پاس آئیں گے اور مثنیٰ کو یہ خیال تھا کہ سعدؓ ان کے پاس آئیں گے۔ مگر مثنیٰ جسر کی جنگ میں لگنے والے زخم کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ مثنیٰ نے اپنی فوج پر بشیر بن الخصاصیہ کو اپنا جانشین بنایا۔ اس روز سعدؓ زرود میں مقیم تھے اس روز بشیر کے پاس عراق کے بڑے بڑے لوگ موجود تھے اور سعدؓ کے پاس عراق کے وہ وفود موجود تھے جو عمرؓ کے پاس حاضر ہوئے تھے انھیں میں سے فرات ابن حیان العجلی اور عتیبہ بھی تھے حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو سعدؓ کے ہمراہ واپس کر دیا تھا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ قادسیہ کی فوج کے متعلق راویوں کا بیان مختلف ہے۔ جس کا بیان یہ ہے کہ چار ہزار فوج تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ سعدؓ کے ساتھ مدینے سے اتنی فوج روانہ ہوئی تھی اور جس کا بیان یہ ہے کہ آٹھ ہزار فوج تھی وہ اس وجہ سے کہتا ہے کہ زرود میں اتنے لوگ جمع ہو گئے تھے اور جو نو ہزار کہتا ہے وہ قسیسین کے آدمیوں کے مل جانے کی وجہ سے کہتا ہے اور جو بارہ ہزار کہتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ بنی اسد کے تین ہزار لوگ فروع خرن سے آ کر مل گئے تھے۔

سعدؓ کو پیش قدمی کا حکم

حضرت عمرؓ نے سعدؓ کو پیش قدمی کا حکم دیا۔ سعدؓ بڑھ کر عراق کی طرف چلے۔ عام لشکر شراف میں تھا جب سعدؓ شراف پہنچے تو ان کے ساتھ اشعث بن قیس بھی ایک ہزار سات سو اہل یمن کو لے کر آ گئے۔ اس طرح قادسیہ کی کل فوج تیس ہزار سے کچھ زیادہ تھی اور وہ کل لوگ جن کو جنگ قادسیہ کا مال غنیمت تقسیم ہوا تقریباً تیس ہزار تھے۔

جریر کا بیان ہے کہ اہلِ یمن شام کی طرف جانا چاہتے تھے اور مضر عراق کی طرف۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تمہاری ارحمی تعلق ہمارے رحمی تعلق کی بہ نسبت زیادہ قوی ہے۔ مضر کو کیا ہوا کہ اپنے اسلاف یعنی اہل شام کو یاد نہیں کرتے۔

قبیلہ ربیعہ

محمد بن حذیفہ بن الیمان کا بیان ہے کہ اہل فارس پر عربوں میں سب سے زیادہ ربیعہ کے لوگ بہادر تھے۔ مسلمان ان کو ربیعۃ الاسد الی ربیعۃ الفرس کہتے تھے۔ اور جاہلیت کے زمانے میں عرب فارس کو اسد اور روم کو اسد کہا کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ میں عجم کے بادشاہوں کو عرب کے بادشاہوں سے ٹکراؤں گا۔ چنانچہ آپ نے عرب کے کسی رئیس اور کسی عقلمند کسی معزز کسی صاحب شوکت کسی خطیب اور کسی شاعر کو نہ چھوڑا اور سب کو محاذ جنگ پر بھیج دیا۔

سعد کا مغیرہ کو عمرؓ کی خدمت میں بھیجنا

حضرت عمرؓ نے سعدؓ کو اسوقت یہ خط لکھا جبکہ وہ زرود سے جا رہے تھے کہ فرج الہند کے سامنے کسی ایسے شخص کو بھیجدو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ تاکہ وہ آڑ بن جائے اور اسطرف سے کوئی حملہ ہو تو اس کو روک سکے۔ سعدؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو پانچ سو کے لشکر کے ساتھ روانہ کر دیا۔ مغیرہ کے مقام پر متعین تھے۔ یہ مقام عرب میں واقع تھا۔ اس حکم کے بعد وہ

غضی میں آئے۔ اور جریر کے پاس ٹھہر گئے جو اس وقت وہاں موجود تھے۔

جب سعدؓ شراف پہنچے انھوں نے عمرؓ کی خدمت میں اپنی قیام گاہ اور دوسرے امراء کو قیام گاہ کے متعلق جو غضی سے لیر الجبابیہ تک مقیم تھے، اطلاع بھیجی۔

صف بندی سے متعلق عمرؓ کی ہدایات

حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ میرا یہ خط جب تمہارے پاس پہنچے تو لوگوں کو دہائیوں میں تقسیم کر دینا اور ان پر عریف اور امیر مقرر کر دینا اور لشکر کی صف بندی کرنا اور مسلمانوں کے سرداروں کو حاضر ہونے کا حکم دینا اور ان کی موجودگی میں ان کی تعداد معلوم کرنا اس کے بعد ان کو ان کی فوجوں کے پاس بھیج دینا انکے اور قادسیہ کے مقام پر ایک ساتھ پہنچنے کا وقت متعین کر دینا۔ اور مغیرہ بن شعبہ کو مع ان کے سواروں کے اپنے ساتھ ملا لینا اور ان تمام انتظامات کی تکمیل کے بعد مجھ کو اطلاع دینا۔ سعدؓ نے مغیرہ کے پاس قاصد بھیج کر ان کو اپنے پاس بلا لیا اور انکے قبائل کے سرداروں کو بھی طلب کیا وہ لوگ سعدؓ کے پاس آ گئے۔ اس کے بعد سعدؓ نے لوگوں کو شمار کیا اور شراف میں ان کی صف بندی کی۔ فوج کے امیر اور عریف مقرر کیے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے مطابق ہر دس پر ایک آدمی کو عریف مقرر کیا۔ عمرؓ کے زمانے میں بھی یہ دستور جاری رہا۔ مگر بعد میں انھوں نے تنخواہیں مقرر کر دیں۔ سعدؓ نے علمبرداری کے لیے ان لوگوں کو منتخب کیا جو اسلام میں سبقت رکھتے تھے لوگوں کو دہائیوں پر تقسیم کیا اور دہائیوں پر ایسے لوگوں کو مامور کیا اور جن کو اسلام میں بڑے بڑے مرتبے حاصل تھے اور جنگ کے لیے عہدہ دار مقرر کیا ہر فوج کے مقدمے، میمنے، میسرے، پیدل، سوار اور طلیعے مقرر کیے۔ سعدؓ ہر نقل و حرکت پوری صف بندی کے ساتھ اور حضرت عمرؓ کی تحریر اور اجازت کے مطابق کرتے تھے۔

اسلامی افواج کے سربراہان

سعدؓ نے فوج کی صف بندی میں درج ذیل امراء کو متعین کیا تھا۔ زہرہ بن عبداللہ بن قتادہ بن الحویہ بن مرثد بن معاویہ بن معن بن مالک بن ارثم بن جشم بن الحارث الاعرج کو مقدمے پر متعین کیا تھا۔ شاہ ہجر نے زمانہ جاہلیت میں ان کو سردار مقرر کیا تھا اور وفد بنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ سعدؓ نے ان کو مقدمے پر متعین کیا تھا۔ اور وہ اجازت ملنے پر شراف سے عذیب پہنچ گئے تھے۔ اور میمنے پر عبداللہ بن المعتم کو متعین کیا تھا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اور ان نو افراد میں سے ایک تھے جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور طلحہ بن عبداللہ کے آنے کی وجہ سے ان کی تعداد دس ہو گئی تھی۔ اور وہ سب عریف تھے۔ میسرے پر شرحبیل بن السمط بن شرحبیل الکندی کو مقرر کیا یہ نوجوان آدمی تھے انھوں نے مرتدین سے جنگ کی تھی اور اس میں نمایاں کامیابی اور شہرت حاصل کی تھی۔ مدینے سے لے کر کوفہ تک کے علاقے میں ان کو اشعث سے زیادہ معزز و ممتاز مانا جاتا تھا ان کے والد ان لوگوں میں سے تھے جو ابوعبیدہ بن الجراح کے ساتھ شام کی طرف سب سے پہلے پہنچے تھے۔ سعدؓ نے خالد بن عرفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا اور عاصم بن عمرو التیمی ثم العمری کو ساقہ پر مامور کیا تھا۔ سواد بن مالک التیمی کو طلایہ (نگرانی کے دستوں) پر متعین کیا تھا سلمان بن ربیعۃ الباہلی کو سوار دستوں پر اور حمال ب مالک الاسدی کو پیدل دستوں پر مقرر کیا اور شتر سواروں پر عبداللہ بن ذی السہمین الخثعمی کو مقرر کیا۔

امرائے فوج براہ راست سپہ سالار کے ماتحت تھے اور دہائیوں کے افسر امراء کے ماتحت تھے اور جھنڈا اٹھانے والے لوگ دہائیوں کے افسوں کے ماتحت تھے اور سرداران قبائل علمبرداروں اور قائدوں کے ماتحت تھے۔

سابقہ مرتدین کے ساتھ معاملہ

تمام راویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ابوبکرؓ مرتدین اور عجمیوں کی جنگ میں فتنۂ ارتداد کے کسی شخص سے مدد نہیں لیتے تھے مگر عمرؓ نے ان کی فوج میں بھرتی کیا اور جنھوں نے اپنی خدمات پیش کیں ان کو قبول کر لیا۔

عمرؓ نے فوج میں طبیب مقرر کیے تھے اور لوگوں کے قضیوں کے فیصلوں کے لیے عبدالرحمٰن بن ربیعۃ الباہلی ذوالنور کو مقرر کیا تھا اور مال غنیمت کی جمع اور تقسیم کی خدمت بھی انھیں کے سپرد کی تھی۔ سلمان فارسی کو داعی اور فوج کے قیام کا منتظم بنایا تھا۔ الہلال الہجری کو ترجمان اور زیاد بن ابی سفیان کو کاتب مقرر کیا تھا۔

قابوس کا خاتمہ

جب سعدؓ فوج کی صف آرائی اور تمام ضروری انتظامات سے فارغ ہو گئے تو عمرؓ کو اس کی اطلاع دی۔ اس دوران میں مثنی کے بھائی معنی بن حارثہ سلمی بنت خصفہ التیمہ تم الات کو اور مثنی کی وصیت کو لے کر سعدؓ کے پاس آئے۔ مثنی نے سلمی کے متعلق سعدؓ کو وصیت کی تھی اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ان کو بہت جلد سعدؓ کے پاس زرود میں پہنچا دیں مگر ان کو اس کی فرصت نہ ملی کیونکہ قابوس بن قابوس بن المنذر نے ان کو مصروف کر لیا تھا۔ آزادمرد بن آزاذبہ نے قابوس کو قادسیہ کی طرف روانہ کر کے حکم دیا تھا کہ تم عربوں کو اپنی طرف دعوت دو جو لوگ تمہاری دعوت قبول کریں گے تم ان کے سردار بنائے جاتے ہو اس طرح تم کو وہی اعزاز حاصل ہو جائے گا جو تمہارے آبا و اجداد کو حاصل تھا۔ اس لیے قابوس قادسیہ میں آیا اور یہاں اس نے اسی طرح جس طرح نعمان کیا کرتا تھا بکر بن وائل کو تہدیدی اور ترغیبی فرمان بھیجے۔ جب معنی کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ راتوں رات ذی قار سے نکل کر سعدؓ کے پاس آئے۔

سعدؓ اس وقت شراف میں مقیم تھے۔ مثنی نے سعدؓ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ اگر دشمنان اسلام کی فوجیں پوری تیاری سے جنگ کے لیے تیار ہوں تو آپ ان کے ملک میں گھس کر ان سے جنگ نہ کریں بلکہ ایسے مقام پر جنگ کریں جو ان کی حدود پر ہو۔ اور ملک عرب سے قریب رہو تاکہ اگر مسلمان فتح یاب ہوں تو اس سے آگے کا علاقہ بھی ان کے پاس قبضہ اور استعمال میں آ جائے ورنہ بصورت دیگر مسلمان اپنی جماعت کی طرف واپس آ جائیں اور اپنی سرزمین میں رہ کر بکمال جرات جو کچھ مقتضائے مصلحت ہوگا اس پر کاربند ہوں۔ خدا کی ذات سے قوی امید ہے کہ مسلمانوں کا دوسرا حملہ ضرور کامیاب ہوگا سعدؓ نے مثنی کی رائے اور وصیت سن کر ان کے حق میں دعائے خیر کی اور معنی کو ان کی جگہ پر مقرر کیا اور مثنی کے اہل و عیال کے راحت و آرام کا انتظام کیا اور سلمی سے نکاح کر کے انہیں اپنی زوجیت میں لے لیا۔

ارباب اعشار (دہائیوں) میں ستر سے زیادہ بدری اور تین سو سے زیادہ وہ لوگ تھے جن کو آغاز اسلام سے لے کر بیعت رضوان تک شرف صحبت حاصل ہو چکا تھا اور سات سو صحابہ کے صاحبزادے شریک تھے۔

مثنی کے لشکر کے نام عمرؓ کی ہدایات

شراف میں قیام کے زمانے میں سعدؓ کے پاس عمرؓ کا فرمان پہنچا جس میں وہی ہدایت دی گئی تھیں جس کا مثنی نے ان کو مشورہ دیا تھا۔ عمرؓ نے ایک ساتھ دو خط لکھے تھے ایک خط ابوعبیدہ کے نام لکھا تھا اس میں ان کو حکم دیا تھا کہ اہل عراق کو جو تعداد میں چھ ہزار تھے اور ان کے ساتھ والوں کو واپس کر دو اور سعدؓ کے خط میں لکھا تھا کہ تم شراف سے روانہ ہو جاؤ اور مسلمانوں کو لے کر فارس کی طرف بڑھو۔ اللہ پر بھروسا رکھنا تمام کاموں میں اسی سے مدد مانگنا۔ تمھیں معلوم ہونا

جائیے کہ تم ایسی قوم سے لڑنے والے ہو جو تعداد میں کثیر ہے جس کے پاس ساز و سامان وافر ہے دنیا پر اس کا رعب داب چھایا ہوا ہے اور تم ایسی مملکت پر حملہ کر رہے ہو جو بہت مضبوط ہے۔ ظاہر میں یہ ملک وسیع میدانوں، ترائیوں اور نہروں کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا کہ اس سے گذرنا آسان ہوگا۔ بعض مقامات پر تمہیں ترائیوں کے جنگل بھی ملیں گے۔ جب تم دشمن قوم یا اس کے کسی فرد سے ملو تو سختی اور قتل سے پیش آؤ ایسا نہ ہو کہ تم ان کی فوجوں کا تماشہ دیکھنے میں لگ جاؤ تم ان کے فریب میں مبتلا نہ ہونا وہ لوگ بیحد فریبی اور مکار ہیں ان کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا ان کی چال بازیوں کا توڑ ضرور کرنا۔ قادسیہ زمانہ جاہلیت سے فارس کا دروازہ ہے ان لوگوں کی تمام مادی ضروریات اسی دروازے سے فراہم ہوتی ہیں۔ قادسیہ نہایت دلچسپ شاداب اور مستحکم مقام ہے اس تک پہنچنے کے لیے پلوں اور نہروں کو عبور کرنا پڑتا ہے جب تم قادسیہ پہنچ جاؤ تو اپنی فوجی چوکیاں اس کی گھاٹیوں میں قائم کرنا تمہاری فوجوں کا قیام پہاڑوں اور نرم زمینوں کے درمیان پانی کے چشموں پر ہونا چاہیے۔ ٹھہرنے کے بعد اپنی جگہ سے مت ہٹنا جیسے ہی دشمنوں کو تمہاری آمد کا علم ہوگا ان میں ہلچل مچ جائے گی اور وہ اپنی قوت سے تم پر حملہ آور ہوگا۔ اگر تم استقامت اور پامردی سے جمے رہے تو مجھے امید ہے کہ تم ان پر فتحیاب ہوگے۔ اور پھر کبھی وہ لوگ تمہارے مقابلے کے لیے جمع نہ ہو سکیں گے اگر جمع ہوئے بھی تو ان کے دل ٹھکانے نہ ہونگے۔ بالفرض اگر تم کو ناکامی ہوئی تو پہاڑ تمہارے عقب میں ہوگا تم دشمن کی سرزمین سے ہٹ کر اور پہاڑ کی طرف پلٹ کر اپنے ملک میں پناہ لے سکو گے۔ وہاں پہنچ کر تم جرات اور واقفیت کیساتھ لڑو گے اور دشمن بزدلی اور ناواقفیت کے ساتھ لڑے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فتح و کامرانی کو بھیجے گا اور تمہارے دشمن کو مغلوب کریگا۔

سعدؓ کے نام عمرؓ کا خط

جس دن سعدؓ شراف سے روانہ ہو رہے تھے اس روز عمرؓ نے ان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ جب فلاں دن جائے تو تم اپنی فوجوں کو لے کر روانہ ہو جانا ارعذیب الہجانات اور عذیب القوادس کے درمیان پہنچ جانا۔ وہاں سے مشرق اور مغرب کی طرف چلے جانا۔

ایک اور خط اس مضمون کا آیا تھا کہ تم اپنے دلوں کو مضبوط رکھنا۔ اپنے لشکر کو نصیحتیں اور حسن نیت اور خلوص کی تلقین کرتے رہو جو شخص اس سے غافل ہو جائے اس کو پھر متنبہ کرو صبر و استقلال سے کام لو۔ خدا کی طرف سے نیت کے بقدر مدد آتی ہے اور ثواب بقدر خلوص عطا ہوتا ہے۔ اپنے ماتحت لوگوں اور اپنے سپرد کے کاموں کے متعلق احتیاط برتو۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت کے طلبگار رہو اور لاحول ولاقوۃ کا اکثر ورد کرتے رہو۔ مجھے اس کی اطلاع دو کہ دشمن کی فوجیں تم سے کتنی دور آ گئی ہیں اور ان کا سپہ سالار کون ہے۔ کیونکہ موقع محل اور دشمن کے حالات سے لاعلمی کے باعث میں بہت سی باتیں جو لکھنا چاہتا ہوں نہیں لکھ سکتا اس لیے تم اسلامی فوجوں کے مورچوں اور اپنے اور مدائن کے درمیان کے شہروں کے حالات تفصیل اور وضاحت سے لکھو کہ گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ تم اللہ سے ڈرتے رہو اسی سے امیدیں وابستہ رکھو۔ کسی چیز پر ناز اں نہ ہو۔ یاد رکھو کہ تم سے اللہ نے وعدہ کیا ہے اس پر بھروسا کرو وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا ایسا نہ ہو کہ تم اس کو ناراض کر دو اور وہ تمہارے بجائے کسی اور قوم سے اپنا کام لے

سعدؓ کا جواب

سعدؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ قادسیہ خندق اور نہر عتیق کے درمیان ایک شہر ہے اس کی بائیں جانب بحر اخضر ہے جس کا پھیلاؤ حیرہ تک دو راستوں کے درمیان سے ظاہر ہے۔ ان میں سے ایک راستہ بلندی کی طرف جاتا

ہے اور دوسرا ایک نہر کے کنارے کنارے جاتا ہے۔ جس کو الحضوض کہتے ہیں۔ اس راستے سے گزرنے والا آدمی خورنق ار حیرہ کے درمیان میں پہنچتا ہے اور قادسیہ کے دائیں جانب وہاں کے دریاؤں کی ایک رائی ہے۔ سواد کے جن باشندوں نے مجھ سے پہلے مسلمانوں سے مصالحت کی تھی اگرچہ بظاہر وہ لوگ اہل فارس کے حمایت کرنے والے ہیں مگر ہماری امداد کے لیے تیار ہیں۔ ایرانیوں نے ہمارے مقابلے پر رستم کے جوان میں خاص امتیازی درجہ رکھتا ہے بھیجا ہے۔ دشمن ہم پر حملہ آور ہو کر ہم کو زیر کرنا چاہتا ہے اور ہم دشمن پر حملہ آور ہو کر اس کو زیر کرنے پر تلے ہوئے ہیں نتیجہ خدا کے ہاتھ ہے ہماری یہ دعا ہے کہ تقدیر کا فیصلہ ہمارے موافق ہو اور ہماری عافیت کا سبب ہو۔

حضرت عمرؓ کی جوابی ہدایت اور دعائیں

عمرؓ نے اس کے جواب میں سعدؓ کو لکھا کہ تمہارا خط موصول ہوا۔ جب تک دشمنوں میں کوئی حرکت نہ ہو تم اپنی جگہ پر جمے رہو۔ یاد رکھو کہ اس موقع پر آئندہ کی کامیابیاں موقوف ہیں۔ اگر خدا نے تمہارے ہاتھوں دشمن کو مغلوب کر دیا تو تم ان کو دباتے دباتے مدائن میں گھس جانا انشاءاللہ مدائن برباد ہوگا۔ عمرؓ سعدؓ کی کامیابی کے لیے بطور خاص دعا کیا کرتے تھے۔ ان کے ساتھ اور لوگ بھی سعدؓ کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔

سعدؓ نے زہرہ کو آگے روانہ کیا تاکہ عذیب الہجانات میں پڑاؤ کریں اور ان کے پیچھے سعدؓ خود عذیب الہجانات پہنچے۔ سعدؓ نے زہرہ کو پھر آگے روانہ کیا تاکہ وہ قادسیہ میں نہر عتیق اور خندق کے درمیان پل کے سامنے مقیم ہوں۔ قدیس اس زمانے میں قادسیہ سے ایک میل نیچے تھا۔

عمرؓ نے سعدؓ کو ایک خط میں یہ لکھا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ جب تم دشمن سے لڑو گے تو اس کو شکست دیدو گے۔ لہٰذا تم اپنے دل سے شکوک و شبہات نکال دو۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اگر تم میں سے کوئی شخص بطور کھیل کے بھی کسی عجمی کو امان دے یا ایسا اشارہ کرے یا ایسے الفاظ کہے جن کو عجمی سمجھتے نہ ہوں مگر وہ اس کو امان جانیں تو تم اس امان کو برقرار رکھو۔ ہنسی و مذاق سے اعتراض کرو۔ وعدہ لو تو اس کو پورا کرو کیونکہ اگر غلطی سے بھی وعدہ پورا ہو جائے تو اس کا نتیجہ اچھا ہے مگر غداری غلطی سے بھی ہوگی تو اس کا انجام ہلاکت ہے اس سے تمہاری کمزوری اور دشمن کی قوت ظاہر ہوتی ہے۔ نیز تمہاری ہوا خیزی ہوتی ہے اور دشمن کی ہوا بندھتی ہے۔ یاد رکھو کہ میں تم کو اس سے ڈراتا ہوں کہ تم مسلمانوں کی توہین اور ذلت کا باعث بنو۔

ایک ایرانی کا اسلامی فوجوں کو دھوکہ دینا

کرب بن ابی کرب قادسیہ کی لڑائیوں میں مقدمے کے دستوں میں شریک تھے ان کا بیان ہے کہ سعدؓ نے ہم کو شراف سے آگے روانہ کیا۔ ہم عذیب الجنات میں جا کر ٹھہرے پھر سعدؓ خود روانہ ہوئے اور جب عذیب الہجانات میں ہمارے پاس پہنچے اور یہ صبح سویرے کا وقت تھا تو اسوقت زہرہ بن الحویہ مقدمے کے دستوں کو لے کر آگے بڑھے عذیب الہجانات ہمارے سامنے نمودار ہوا اور یہ مقام ان کی فوجی چوکی تھا تو ہم نے اس کے برجوں پر کچھ آدمیوں کو جو یا کنگرے پر نظر ڈالتے تھے اس پر ہم کو ایک آدمی نظر آتا تھا ہمارا دستہ تیز اور سب سے آگے نکلا ہوا تھا یہاں تک کہ ہماری فوج ہمارے ساتھ آ ملی۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ عذیب الہجانات میں کوئی لشکر

موجود ہے ہم آگے بڑھے جب ہم عذیب کے قریب پہنچے تو وہاں سے ایک آدمی گھوڑا دوڑاتا ہوا قادسیہ کی طرف کو نکلا۔ ہم عذیب میں داخل ہو گئے مگر وہاں دیکھا تو کوئی بھی موجود نہ تھا اور وہ وہی آدمی تھا جو ہم کو برجوں اور کنگوں پر دھوکا دے دے کر نظر آ رہا تھا اور اب ہماری آمد کی خبر دینے کے لیے جا رہا تھا۔ ہم نے اس کا تعاقب کیا مگر اس نے ہمیں کامیاب نہ ہونے دیا۔ زہرہ کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ ہمارے پیچھے آئے اور ہم تک پہنچ کر ہم سے آگے نکل گئے اور اس شخص کا پیچھا کیا۔ زہرہ نے کہا کہ اگر یہ ربی بھاگ نکلا تو دشمنوں کو خبر کر دیگا۔ زہرہ نے اس کو خندق میں جالیا اور نیزے سے زخمی کر کے پچھاڑ دیا۔

قادسیہ کے لوگ اس شخص کی بہادری اور حربی معلومات پر عش عش کرتے تھے اس سے زیادہ دلیر اور جوشیلا ایرانی جاسوس کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ اگر اس کو دور جانا ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ زہرہ اس کو پکڑ سکتے۔

ایرانیوں کی بارات پر حملہ

عذیب میں بہت سے تیر اور نیزے اور مچھلی کی کھال کے برتن مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ مسلمانوں نے ان سے کام لیا اسکے بعد شب خون مارنے والے دستے مقرر کئے تھے اور ان کو حکم دیا گیا کہ حیرہ پر چھاپے مارو۔ بکیر بن عبداللہ اللیثی کو ان کا امیر مقرر کیا گیا ان میں شماخ القیسی شاعر کے علاوہ تیس اور مشہور و معزز اور بہادر افراد تھے یہ لوگ چل کر سلیمین کے پاس پہنچے اور اسکے پل کو توڑ دیا ان کا ارادہ حیرہ جانے کا تھا مگر وہاں انھوں نے کچھ شور وغل کی آوازیں سنیں اس لیے آگے جانے سے رک گئے اور چھپ کر گھات میں بیٹھ گئے اور انکے سامنے آنے کا انتظار کرنے لگے۔ جب وہ لوگ ان کے سامنے سے گزرے تو معلوم ہوا کہ اس شور وغل سے آگے آگے ایک لشکر ہے مسلمانوں نے اس لشکر کو گزرنے دیا دستہ حنین کی طرف بڑھ گیا۔ ان لوگوں کو مسلمانوں کی بالکل خبر نہ ہوئی۔ وہ اپنے جاسوس کے منتظر تھے اس وقت نہ تو وہ مسلمانوں کے ارادے سے آئے تھے اور نہ انھوں نے اس کی تیاری کی تھی بلکہ وہ حنین کا ارادہ رکھتے تھے۔

یہ جلوس برات کا تھا آزاد مردہ بن آزاذ بہ رئیس حیرہ کی بہن دلہن بنا کر رئیس حنین کے پاس بھیجی جا رہی تھی۔ حنین کا رئیس عجم کے شرفاء میں سے تھا۔ خطرات کے اندیشے کی وجہ سے دلہن کو پہنچانے کے لیے ایک فوجی رسالہ ساتھ کر دیا گیا تھا۔ فوجی رسالہ براتیوں سے آگے نکل گیا مسلمان نخلستان میں گھات لگائے بیٹھے تھے۔ جب ساز و سامان سامنے سے گزرا تو بکیر نے شیرزاذ بن آزاذ بہ پر جو رسالے اور برات کے درمیان تھا، حملہ کر دیا اور اس کی پیٹھ توڑ دی۔ گھوڑے سوار جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے تمام سامان پر قبضہ کر لیا اور آزاذ بہ کی لڑکی اور اسکے علاقہ کی تیس کسان عورتیں گرفتار کیں اور سو کے قریب خدمتگار اور خاص لوگ وغیرہ ہاتھ لگے۔ اور اس قدر زر و جواہر حاصل ہوئے کہ ان کی قیمت کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

بکیر تمام ساز و سامان اور لونڈی غلاموں کو لے کر واپس ہوئے اور صبح کے وقت عذیب الہجانات میں سعدؓ کے پاس پہنچے مسلمانوں نے فلک شگاف نعرہائے تکبیر بلند کئے۔ سعدؓ نے کہا بخدا تم نے ان لوگوں کی طرح تکبیر کی آواز بلند کی ہے ان کو میں معزز سمجھتا ہوں سعدؓ نے مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور خمس نمایاں کارگزاروں کو انعام کے طور پر دیدیا اور باقی جو بچا وہ مجاہدوں کو عطا کر دیا یہ مال مسلمانوں کے لیے بہت مفید ثابت ہوا۔

حالات کی اطلاع امیر المومنین کے دربار میں

سعدؓ نے عذیب میں ایک محافظ فوجی دستہ متعین کر دیا اور دوسرے محافظ دستوں کو بھی اسکے ساتھ ملا دیا۔ اور

غالب بن عبداللہ اللیثی کو ان کا امیر مقرر کیا۔

سعدؓ قادسیہ میں اترے اس کے بعد قدیس میں اترے اور زہرہ قنطرۃ العتیق کے سامنے اس مقام پر ٹھہرے جہاں اب قادسیہ واقع ہے۔ سعدؓ نے بکیر کی فوجی مہم اور اپنے قدیس میں ٹھہرنے کی اطلاع دربار خلافت کو بھیجی اور ایک مہینے تک قدیس میں مقیم رہے پھر حضرت عمرؓ کو لکھا کہ اب تک دشمنوں نے ہماری طرف رخ نہیں کیا ہے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے کہ جنگ کی مہمات کسی کے سپرد نہیں کی ہیں۔ جب ہمکو اس کی اطلاع ملے گی فوراً آپ کی خدمت میں لکھ بھیجیں گے۔ آپ خدا سے مدد و نصرت کی دعا فرمایئے کیونکہ ہم اس وقت وسیع دنیا کے کنارے پر کھڑے ہیں مگر اس سے پہلے نہایت مشکلات موجود ہیں۔ جن کا خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے " ستدعون الی قوم اولی بأس شدید "(ترجمہ) عنقریب تم کو ایک نہایت سخت اور شدید قوم کی طرف بلایا جائے گا۔

اسلامی لشکر کے لیے نصرت الٰہی کا عجیب واقعہ

اسی جگہ سے سعدؓ نے عاصم بن عمرو کو زیریں فرات کی طرف روانہ کیا تھا۔ عاصم روانہ ہو کر یہاں پہنچے ان کو کچھ بکریوں اور گاؤں کی ضرورت پڑی مگر کہیں دستیاب نہ ہوئیں وہاں کے باشندے اطراف کی گڑھیوں اور قلعلوں میں گھس گئے۔ عاصم بھی ان کے پیچھے چھپتے ایک شخص گڑھی کی دیوار پر چڑھتا ہوا ہاتھ آ گیا۔ عاصم نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ بکریاں اور گائیں کہاں ہیں؟ اس نے قسم اٹھائی اور کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ مگر دراصل وہ اس جگہ کے مویشیوں کا چرواہا تھا۔ ایک بیل چلا کر بولا خدا کی قسم یہ چرواہا جھوٹا ہے دیکھو ہم یہاں موجود ہیں۔ عاصم اندر گھس گئے اور بیلوں کو ہانک لائے اور اپنے لشکر میں لے گئے۔ سعدؓ نے ان کو لوگوں میں تقسیم کر دیا جس کی وجہ سے چند روز کھانے پینے کی کافی مقدار موجود رہی۔

اس واقعے کو حجاج نے اپنے زمانے میں سنا تو اس نے ان لوگوں کو بلایا جو اس واقعے کے وقت وہاں موجود تھے۔ ان میں سے ایک نذیر بن عمرو تھے دوسرے ولید بن عبد شمس اور تیسرے زہرا تھے۔ حجان نے ان لوگوں سے پوچھا کیا انھوں نے کہا ہاں یہ واقعہ صحیح ہے۔ ہم نے سنا ہے اور دیکھا ہے اور ہم بیلوں کو ہانک کر لائے ہیں۔ حجاج نے کہا تم لوگ جھوٹے ہو۔ انھوں ے کہا کہ اگر تم اس واقعے کے وقت موجود ہوتے اور ہم نہ ہوتے تو ہم تمھیں جھوٹے سمجھتے۔ حجاج نے کہا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ بتاؤ کہ تمھارے دشمن اس کے متعلق کیا کہتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ دشمن یہ کہتے تھے کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ خدا ہمارے دشمنوں سے خوش ہے اور ان کو ہم پر فتح ہوگی۔ حجاج نے کہا کہ یہ بات جب ہی بنتی ہے جبکہ جماعت کے لوگ متقی اور نیک ہوں۔ انھوں نے کہا کہ یہ تو خدا کو معلوم ہے کہ ان لوگوں کے دلوں کی کیفیت کیا تھی مگر ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ ان سے زیادہ زاہد تارک دینا بلکہ دنیا سے نفرت کرنے والا ہم نے کسی کو نہیں دیکھا ہے ان لوگوں پر ان تین باتوں کا الزام نہیں لگایا گیا بزدلی، غداری اور خیانت۔ جس روز یہ واقعہ پیش آیا وہ یوم الاباقر کے نام سے مشہور ہو گیا۔

کسکر اور انبار کے درمیان بہت سے شب خون مارے گئے جن میں کافی مال غنیمت اور کھانے کی چیزیں ہاتھ آئیں اور مدتوں کام دیتی رہیں۔

حیرہ کی طرف اسلامی جاسوسوں کی روانگی

سعد نے اہل حیرہ اور صلوبا کی طرف اپنے جاسوس بھیجے تا کہ ان سے اہل فارس کی خبریں معلوم ہوں۔ وہ لوگ

یہ خبر لائے، کہ شاہ فارس نے رستم بن فرخ زاد ارمنی کو امیر حرب مقرر کیا ہے اور اس کو لشکر آراستہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ سعدؓ نے اس کی اطلاع عمرؓ کی خدمت میں لکھی بھیجی۔ حضرت عمرؓ نے اس کے جواب میں لکھا کہ ایرانیوں کے طرف سے جو کچھ تم سنو یا تم کو پیش آئے تم اس کو برا نہ سمجھنا۔ اللہ سے مدد مانگو اسی پر بھروسہ کرنا۔ رستم کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لیے تم ایسے لوگوں کو بھیجو جو وجیہ، عقلمند اور بہادر ہوں۔ خدا اس دعوت کو ان کی توہین اور ہماری کامیابی کا ذریعہ بنائے گا۔ تم روزانہ مجھے خط لکھتے رہو۔ چنانچہ جب رستم نے ساباط میں پڑاؤ ڈالا تو حضرت عمرؓ کو اسکی اطلاع دی گئی۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ جب سعدؓ کو معلوم ہوا کہ رستم ساباط کی طرف روانہ ہوا ہے تو انھوں نے لوگوں کے جمع ہونے کے لیے اپنے لشکر میں قیام کیا۔

اسمٰعیل کی یہ روایت ہے کہ سعدؓ نے عمرؓ کی طرف یہ لکھا کہ رستم نے مدائن کے قریب ساباط میں اپنا لشکر ترتیب دیا ہے اور ہم سے لڑنے کے لیے بڑھ رہا ہے۔

سعدؓ کا عمرؓ کے نام خط اور شاہ ایران کے پاس سفیروں کو بھیجنا

ابوضمرہ کی یہ روایت ہے کہ سعدؓ نے عمرؓ کو لکھا کہ رستم نے ساباط میں لشکر آراستہ کیا ہے۔ اور ایران کے گھوڑوں، ہاتھیوں اور اس کی شان وشوکت کے ساتھ لے کر ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے مگر میرے نزدیک یہ سب بے حقیقت چیزیں ہیں اور میں بھی آپ کی خواہش کا خیال کرتے ہوئے اس کا تذکرہ نہیں کرتا۔ ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ میں نے فلاں فلاں اشخاص کو جو آپ کی لکھی ہوئی صفات سے متصف ہیں رستم کے پاس بھیجا ہے۔

سعدؓ نے حضرت عمرؓ کا حکم ملتے ہی ایسے لوگ منتخب کیے جو بڑے ذی حسب ونسب، عقلمند، بہادر اور خوبصورت تھے۔ نعمان بن مقرن، بسر بن ابی رہم، حملہ بن جویۃ الکنانی، حنظلہ ابن ربیعہ التمیمی، فرات بن حیان العجلی، عدی بن سہیل اور مغیرہ بن زرارہ ابن النباش، ابن حبیب عقل وتدبیر اور سیاست دانی میں لاجواب تھے۔ اور عطارد بن اجب، اشعث بن قیس، الحارث ابن حسان، عاصم بن عمر، عمرو بن معدی کرب، مغیرہ بن شعبہ اور معنی بن حارثہ ایسے لوگ تھے جو قد وقامت اور ظاہری رعب داب میں نمایاں درجہ رکھتے تھے ان سب کو شاہ ایران کے پاس سفیر بنا کر بھیجا گیا تھا۔

ابووائل کا بیان ہے کہ جب سعدؓ اپنی فوجوں کو لے کر قادسیہ پہنچے تو اس وقت شاید ہم لوگ سات ہزار سے زیادہ نہ ہونگے۔ اور مشرک تیس ہزار کے لگ بھگ ہونگے۔ مشرکوں نے ہم سے کہا کہ تم لوگ نہایت کمزور ہو۔ تمہارے پاس جنگ کے آلات ٹھیک نہیں ہیں تم ہمارے مقابلے پر کیوں آئے۔ جاؤ واپس چلے جاؤ۔ ہم لوگوں نے جواب دیا کہ ہم واپس نہیں جاتے اور نہ ہم واپس ہونے کے لیے آئے ہیں وہ لوگ ہمارے تیروں کو دیکھ کر ہنستے تھے اور کہتے تھے تکلے ہیں تکلے۔

شاہ ایران سے مغیرہ کی گفتگو

جب ہم نے واپس جانے سے انکار کیا تو انھوں نے کہا کہ تم ہمارے پاس اپنے میں سے کسی عقلمند آدمی کو بھیجو تاکہ وہ تمہاری آمد کا مقصد ہم پر واضح کرے۔ مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ اس کام کے لیے میں جاتا ہوں۔ چنانچہ مغیرہ ندی پار کر کے ان کی طرف گئے اور مسند پر رستم کے پاس جا بیٹھے۔ ایرانی سرداوں کو یہ جرات ناگوار گزری اور اس پر چلائے۔ مغیرہ نے کہا کہ اس سے میرا مرتبہ بڑھ نہیں گیا اور تمہارے سپہ سالار کے مرتبے میں کمی نہیں آگئی۔ رستم نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو تم یہ بتلاؤ کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو؟ مغیرہ نے کہا کہ ہماری قوم گمراہی میں گرفتار تھی۔ خدا نے ہم میں ایک

پیغمبر مبعوث کیا۔ خدا نے ہم کو اس کے ذریعے سے ہدایت کی اور اس کے ہاتھوں سے ہم کو رزق عطا فرمایا۔ جو رزق اس نے ہم کو عطا کیا ہے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کا دانہ اس سرزمین میں پیدا ہوتا ہے۔ جب ہم نے اور ہمارے اہل وعیال نے اس ملک کا غلہ کھایا تو انھوں نے کہا کہ ہم اس کے بغیر نہیں رہ سکتے تم ہمیں اسی ملک میں ٹھہرا دو تا کہ یہاں کا غلہ کھائیں۔ رستم نے کہا کہ ہم تمھیں قتل کریں گے۔ مغیرہ نے کہا کہ اگر تم نے ہمیں قتل کیا تو ہم جنت میں داخل ہونگے۔ اور اگر ہم نے تمھیں قتل کیا تو تم لوگ دوزخ میں جاؤ گے ایک یہ صورت ہے کہ تم جزیہ قبول کرلو۔ جب مغیرہ نے جزیہ دینے کا نام لیا تو وہ لوگ برہم ہوگئے اور چلا کر بولے کہ ہم میں اور تم میں صلح ناممکن ہے۔ مغیرہ نے کہا تم پار ہو کر ہماری طرف آ دیا چاہتے ہو تو ہم تمہاری طرف آئیں۔ رستم نے کہا کہ ہم تمہاری طرف نہیں آئیں گے۔ مسلمانوں نے کچھ دیر ٹھہرے جب پار ہونے والے ایرانی اس طرف آ گئے تو مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور ان کو شکست دی۔

اسلامی لشکر کا ایک عجیب واقعہ

عبید بن جحش اسلمی کا بیان ہے کہ اس جنگ میں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ ہم لوگ آدمیوں کی پیٹھوں کو روندتے ہوئے عجمیوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ہمارے ہتھیار ان کو چھوتے تک نہ گئے تھے بلکہ انھوں نے آپس ہی میں ایک دوسرے کو قتل کر دیا تھا ہم کو کافور کی ایک تھیلی ملی جس کو ہم نے نمک خیال کیا۔ ہم نے گوشت پکایا اور اس کو ہانڈی میں ڈالا مگر اس میں کوئی ذائقہ پیدا نہ ہوا۔ ایک عبادی شخص ہمارے پاس سے گذرا اس کے پاس ایک قمیض تھی اس نے ہم سے کہا کہ اے عربو تم اپنا کھانا خراب نہ کرو کیونکہ یہاں کا نمک کسی کام کا نہیں ہے۔ اگر تم چاہتے ہو تو اسکے عوض میں یہ قمیض لے سکتے ہو۔ ہم نے اس سے قمیض لے لیا اور اس کو کافور کی تھیلی دے دی۔ اور قمیض اپنے میں سے کسی شخص کو پہنا دی ہم اس کو ساتھ لے کر گھومتے اور اس پر اکڑتے تھے مگر جب ہم کو کپڑوں کی قدر قیمت کا پتا چلا تو معلوم ہوا کہ وہ قمیض صرف دو درہم کی تھی۔

عبید کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس پہنچا جس کے جسم پر ہتھیار تھے اور اسکے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے۔ میں نے اس سے بات نہیں کی بلکہ اس کی گردن ماردی۔ ایرانی شکست کھا کر صرات پہنچے ہم نے ان کا تعاقب کیا۔ انھوں نے وہاں بھی شکست کھائی اور مدائن تک پسپا ہو گئے۔ مسلمان کوفے تک پہنچ گئے۔ مشرکوں کی ایک فوجی چوکی دیر سلاخ میں تھی۔ مسلمان وہیں پہنچے اور لڑ کر ان کو شکست دی۔ مشرکین شکست کھا کر دجلہ کے کنارے جا ٹھہرے ان میں سے بعض لوگ کلواذی کے پاس سے پار ہوئے اور بعض مدائن سے نیچے جا کر پار ہوئے۔ مسلمانوں نے مشرکین کو گرفتار کرلیا انکے پاس کھانے کو کچھ نہ رہا اور کتے بلیاں کھانے لگے۔ رات کو موقع پا کر باہر نکلے اور جلولا میں داخل ہوگئے۔ مسلمانوں نے وہاں بھی ان کو پکڑ لیا۔ سعدؓ کے مقدمے کے افسر ہاشم بن عتبہ تھے اور وہ مقام جہاں مسلمان دشمنوں کے پاس پہنچ گئے تھے، فرید تھا۔

ابووائل کا بیان ہے کہ عمر نے اہل کوفہ پر حذیفہ بن الیمان کو امیر مقرر کیا تھا اور اہل بصرہ پر مجاشع بن مسعود کو امیر مقرر کیا تھا۔

مسلمانوں کا وفد یزدجد کے دربار میں

مغیرہ کا بیان ہے کہ مسلمانوں کا وفد رستم کو چھوڑ کر سیدھا یزدجرد کے ایوان پر پہنچا تھا کہ یزرجرد کو دعوت اسلام دیجائے اور اس پر حجت قائم کردی جائے۔ مسلمانوں کے گھوڑوں کی پیٹھیں ننگی تھیں اور تیزی اور چستی کا یہ عالم تھا کہ

سب گھوڑے ہنہناتے اور ٹاپیں مارتے تھے۔ مسلمانوں نے یزدجرد کے پاس پہنچنے کی اجازت مانگی مگر ان کو روک دیا گیا یزدجرد نے اپنے وزراء اور اعیان مملکت کو بلایا تاکہ ان سے طریقہ کار اور مسلمانوں سے گفتگو کرنے کے متعلق مشورہ کرے۔

جب لوگوں کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ہوئی تو ان کے دیکھنے کے لیے جوق در جوق آنے لگے مسلمانوں کی ظاہرہ ہیبت یہ تھی کہ ان کے جبے پھٹے ہوئے کاندھوں پر چادریں پڑی ہوئیں ہاتھیوں میں باریک باریک کوڑے اور پاؤں پر موزے چڑھائے ہوئے تھے۔

مشورہ ہونے کے بعد مسلمانوں کو دربار میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔ چنانچہ مسلمان اندر داخل ہوئے قادسیہ کے ایک قیدی جو بعد میں بہت پکے مسلمان ہو گئے تھے وہ مسلمانوں کے وفد کی آمد کے وقت وہاں موجود تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو جب مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو بکثرت آ آ کر ان کو دیکھنے لگے۔ میں نے ایسے رعب داب کے دس آدمی کبھی نہیں دیکھے تھے کہ ان کی ہیبت ہزاروں پر چھا جائے۔ ان کے گھوڑے ٹاپیں مار رہے تھے اور ایک دوسرے کو دھمکا رہے تھے۔ اور اہل فارس ان کی اس حالت اور ان کے گھوڑوں کی حالت کو دیکھ کر ان سے نفرت کر رہے تھے۔

جب عربوں کا وفد یزدجرد کے دربار میں داخل ہوا تو یزدجرد نے ان کو بیٹھنے کا حکم دیا وہ بہت بدتہذیب تھا چنانچہ ترجمان کے ذریعے سے پہلی بات چیت جو اس کے اور عربوں کے درمیان ہوئی وہ یہ تھی۔ اس نے ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھو تم ان چادروں کو کیا کہتے ہو؟ اس نے نعمان سے پوچھا کہ تم اپنی چادر کو کیا کہتے ہو؟ نعمان امیر وفد تھے۔ نعمان نے کہا ہم اس کو برد کہتے ہیں۔ اس سے یزدجرز نے فال لی اور فارسی محاورے کے مطابق کہا جہاں برد، ایرانیوں کے چہروں کی رنگت بدل گئی اور ان کو یزدجرد کی یہ حرکت نہایت ناگوار ہوئی۔ پھر اس نے عربوں کے جوتوں کو پوچھا کہ تم ان کو کیا کہتے ہو؟ انھوں نے کہا ہم ان کو نعال کہتے ہیں۔ یزدجرد نے کہا ہمارے ملک میں نالہ نالہ۔ پھر پوچھا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ نعمان نے کہا کہ اس کو سوط کہتے ہیں اس نے سمجھا سوخت اور کہا سوحت فارسی میں جلنے کو کہتے ہیں ان لوگوں نے فارس کو جلا دیا۔ خدا ان کو جلائے۔ یزدجرد کا اشارہ اہل فارس کی طرف تھا۔ اہل فارس اس کی باتوں پر بہت ناراض ہو رہے تھے۔

اسکے بعد یزدجرد نے پوچھا کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو اور ہم سے جنگ کرنے اور ہمارے ملک میں گھسنے کا کیا باعث ہے۔ کیا اس لیے کہ ہم نے تم کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ رکھا ہے اور تمہاری طرف توجہ نہیں کی ہے تم کو ہمارے مقابلے پر آنے کی جرات ہوئی ہے۔ نعمان بن مقرن نے اپنے ارکان کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اگر آپ لوگوں کی رائے ہو تو اس کا جواب میں دوں اور اگر کوئی اور صاحب بات کرنا چاہتے ہیں تو میں ان کو اجازت دیتا ہوں۔ سب نے کہا آپ ہی بولیں اور بادشاہ سے کہا کہ اس شخص کا کہنا ہمارا کہنا ہے۔

یزدجرد کے دربار میں نعمانؓ کا خطاب

نعمان نے اپنی گفتگو اس طرح شروع کی۔ اللہ نے ہم پر اپنا فضل کیا ہے ہمارے پاس ایک رسول اللہ ﷺ کو بھیجا ہے انھوں نے ہم کو نیکی کا راستہ دکھایا اور اس پر چلنے کا حکم دیا ہے انھوں نے ہم کو شر سے آگاہ کیا اور اس سے باز رہنے کا حکم دیا۔ انھوں نے ہم سے وعدہ کیا کہ اگر تم میرا کہنا مانو گے تو تم کو اچھی دنیا اور اچھی آخرت نصیب ہوگی۔ عرب

قبائل میں سے جس کسی کو ہمارے رسول نے دعوت دی ان میں دو جماعتیں ہوگئیں ایک جماعت نے ان کا ساتھ دیا اور دوسری ان سے الگ ہوگئی۔ ان کے دین میں گنتی کے چند ہی لوگ داخل ہوئے۔ کچھ عرصے تک یہی حالت رہی پھر ان کو خدا نے حکم دیا کہ تم مخالفت کرنے والے عربوں سے لڑو۔ چنانچہ آپ نے ان سے جنگ کی نتیجہ یہ ہوا سب لوگ ان کے دین میں داخل ہوگئے۔ بعض تو بادل ناخواستہ اور بعض اپنی خوشی سے اس کے بعد ہم سب کو معلوم ہوا کہ ان کا لیا ہوا مذہب ہماری عداوت اور تنگ خیالی کی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔ ہمارے رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ اپنے قریب کی قوموں کو دعوت اسلام دیں۔ چنانچہ ہم سب کو انصاف کی طرف دعوت دیتے ہیں اور تم کو اپنے دن کی طرف بلاتے ہیں۔ ہمارا دین ایسا دین ہے جس نے نیکی اور بدی میں پرا امتیاز کر دیا ہے اگر تم انکار کرتے ہو تو اس کا نتیجہ تمہارے حق میں برا ہوگا مگر ایک صورت یہ بھی ہے کہ جزیہ دینا منظور کرو ورنہ تلوار سے مقابلہ ہے۔

اگر تم نے ہماری مذہب قبول کرلیا تو ہم تم کو کتاب اللہ دے جائیں گے اور تم کو اس شرط پر برقرار رکھیں گے کہ تم اس کے احکام کے مطابق حکومت کرو اس صورت میں ہم تم سے اور تمہاری حکومت سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ اور اگر تم نے جزیہ دیکر جان بچائی تو ہم اس کو قبول کریں گے اور تمہاری حفاظت کریں گے ورنہ ہم تم سے لڑیں گے۔ یہ تقریر سن کر یزدجرد نے کہا میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ دنیا میں سے تم سے زیادہ بدبخت قلیل التعداد اور خستہ حال کوئی قوم نہیں تھی ہم تمہاری خبر لینے کے لیے سرحد کے زمینداروں کو مقرر کر دیتے تھے۔ ہماری بجائے وہ تم سے نمٹ لیا کرتے تھے۔ فارس نے تم پر کبھی چڑھائی نہیں کی ہے تم کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ تم ان کے سامنے ٹھہر سکو گے۔ اگر تمہاری تعداد میں اضافہ ہوگیا ہے تو اس بات پر تم کو اکڑنا نہیں چاہیئے۔ اگر قحط سالی اور افلاس نے تم کو یہاں آنے پر مجبور کیا ہے تو ہم تمہاری غذا کا اس وقت تک کے لی انتظام کئے دیتے ہیں جب تک کہ تمہارے یہاں کچھ پیدا ہو۔ ہم تمہارے سرداروں کی عزت کریں گے تم کو کپڑے پہنائیں گے اور تم پر ایسے شخص کو بادشاہ مقرر کریں گے جو تمہارے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آئے۔

مغیرہ بن زرارہ کا خطاب

یزدجرد کی یہ باتیں سن کر مسلمان امراء نے خاموشی اختیار کی مگر مغیرہ بن زرارہ سے ضبط نہ ہوسکا۔ انھوں نے کھڑے ہوکر کہا اے بادشاہ یہ لوگ سرداران عرب اور وہاں کے معززین ہیں، اشراف ہیں اور اشراف سے شرماتے ہیں اور اشراف کی عزت اشراف کیا کرتے ہیں۔ اشراف کے حقوق کی پاسداری اشراف کرتے ہیں۔ اور اشراف کی عظمت کا لحاظ اشرف کرتے ہیں۔ انھوں نے آپ سے ساری باتیں نہیں کہی ہیں اور نہ تمہاری سب باتوں کا جواب دیا ہے انھوں نے ٹھیک کیا ان کے شایان شان یہی تھا۔ تم مجھ سے گفتگو کرتا کہ میں صاف صاف جواب دوں اور یہ لوگ اس کی شہادت دیں۔

تم نے ہمارے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے اس سے تم پورے طور پر واقف نہیں ہو۔ تم نے ہماری خستہ حالی کا ذکر کیا ہے بیشک ہم سے زیادہ خستہ حال کون ہوگا؟ تم نے ہماری فاقہ مستی کا ذکر کیا ہے بیشک اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ ہم کیڑے مکوڑے سانپ بچھو تک کھا جاتے تھے اور ان کو اپنی غذا سمجھتے تھے۔ ہمارے مکانات بس زمین کی سطح تھی۔ ہم اونٹوں اور بکریوں کے بالوں کو بن بن کر پہن لیتے تھے وہ ہمارا لباس تھا۔ ہمارا مذہب یہ تھا کہ ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے۔ اور ایک دوسرے کو لوٹتے تھے مگر یہ سب باتیں اب پرانی ہوچکی ہیں۔ خدا نے ہم میں ایک بہترین شخص کو پیدا کیا ہے ہم اسکے حسب ونسب سے اچھی طرح واقف ہیں اس کا وطن بہترین وطن ہے اس کا حسب ہم سب سے

اچھا ہے اس کا گھرانا ہم سب کے گھرانوں سے بالاتر ہے۔اس کا قبیلہ ہم سب کے قبیلوں سے معزز ہے وہ بذات خود بہترین خصائل کا مالک تھا سب سے زیادہ صادق القول سب سے زیادہ بردبار اور اس نے ہم کو ایک چیز کی دعوت دی۔ اس کے یار غار کے علاوہ جو اسکے بد خلیفہ ہوئے ہم میں سے اور کسی نے اس کی بات نہیں مانی۔

وہ بولتا ہم بھی بولتے، وہ سچ کہتا ہم جھوٹ کہتے۔وہ جس کام کو زیادہ کرتا ہم اس کو کم کرتے مگر وہ کچھ نہ کہتا۔ بالآخر خدا نے ہمارے دلوں میں اس کی تصدیق اور اسکی پیروی کرنے کا خیال پیدا کر دیا وہ ہمارے اور رب العالمین کے درمیان واسطہ بن گیا وہ ہم سے جو کچھ کہتا وہ خدا کا کہنا ہوتا تھا اور جس کام کا حکم دیتا وہ خدا کا حکم ہوتا تھا۔اس نے ہم سے کہا ہاں تمہارا رب کہتا ہے کہ میں ہی تنہا اللہ ہوں، میرا کوئی شریک نہیں ہے میں تھا جب کہ کوئی چیز نہ تھی۔میری ذات کے علاوہ ہر چیز فنا ہو جائے گی۔میں نے تمام چیزوں کو پیدا کیا ہے اور ہر چیز میری طرف واپس ہوگی، میری رحمت نے تم کو گھیرا ہوا ہے، میں نے اس شخص کو تمہاری طرف بھیجا ہے، تا کہ تم کو راہ راست پر چلاؤں تا کہ تم کو مرنے کے بعد عذاب سے نجات ملے اور اپنے گھر اور السلام کو تم پر حلال کر دوں۔

لہذ ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ پیغمبر جو کچھ لایا ہے حق ہے حق کے پاس سے لایا ہے اس نے ہم سے کہا ہے کہ اس چیز میں جو کوئی تمہاری اتباع کرے گا اس کو وہی فائدے حاصل ہونگے جو تم کو حاصل ہیں اور اس پر وہی احکام واجب ہونگے جو تم پر واجب ہیں۔جو شخص اسکے قبول کرنے سے انکار کرے اس کے سامنے جزیہ پیش کرو اگر قبول کرے تو جس طرح تم اپنی حفاظت کرتے ہو اس کی بھی حفاظت کرو اور جو اس سے بھی انکار کرے اس سے جنگ کرو میں تمہارے درمیان حَکم ہوں۔تم میں سے جو لوگ قتل ہونگے میں ان کو اپنی جنت میں داخل کرونگا اور جو باقی رہ جائیں گے ان کو دشمنوں پر نصرت عطا کرونگا۔

جاؤ تم اپنے سردار کے پاس واپس چلے جاؤ یاد رکھو کہ میں تمہاری سرکوبی کے لیے رستم کو بھیج رہا ہوں تا کہ وہ تم کو اور تمہارے سردار کو قادسیہ کی خندق کے عذاب میں مبتلا کر کے موت کے گھاٹ اتار دے۔پھر میں اس کو تمہارے ملک میں بھیج کر اس سے زیادہ مزا چکھاؤں گا جتنا کہ سابور نے تم کو چکھایا تھا۔اس کے بعد اس نے پوچھا کہ سب سے زیادہ باعزت کون ہے؟ سب لوگ خاموش رہے۔عاصم مٹی لینے کے لیے جھپٹے اور کہا کہ میں ان سب کا سردار ہوں یہ مٹی میرے سر پر لادو۔یزدجرد نے کہا کیا ایسا ہی ہے عرب سرداروں نے کہا ہاں درست ہے۔چنانچہ مٹی عاصم کے سر پر لاد دی گئی۔عاصم اس کو لیے لیے دربار اور شاہی محل سے باہر اپنے گھوڑے کے پاس پہنچے اور اس کے اوپر لاد دی اور تیزی سے روانہ ہوئے اور سعدؓ کے پاس لے گئے۔عاصم سب سے آگے نکل گئے۔قدیس کے پاس پہنچ کر اندر محل میں داخل ہو گئے اور کہا کہ اپنے امیر کو فتح کی بشارت دو۔انشاءاللہ ہمیں ضرور فتح حاصل ہوگی۔عاصم نے مٹی کو اپنی گود میں لیا اور سعدؓ کے پاس آئے۔ان کو واقعات کی اطلاع دی اور کہا مبارک ہو خدا نے ہم کو ان کے ملک کی کنجیاں عطا کیں ہیں۔

ایرانیوں کی پریشانی اور غم وغصہ

یزدجرد کے درباریوں کو اس کا یہ فعل اور مسلمانوں کی یہ حرکت نہایت ناگوار گزری۔رستم ساباط سے بادشاہ کے پاس آیا تا کہ اس سے واقعات معلوم کرے اور یہ کہ اس نے مسلمانوں کو کیسا پایا۔بادشاہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ عربوں میں ایسے لوگو موجود ہیں جیسے کہ میں نے اب دیکھے ہیں وہ میرے پاس آئے ہیں میرا خیال ہے کہ تم لوگ ان سے زیادہ عقلمند اور حاضر جواب نہیں ہو۔یزدجرد نے رستم کو عربوں کے نمائندے کی گفتگو سنائی۔یزدجرد نے کہا کہ ان

لوگوں نے مجھ سے سچ کہا ہے یا تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہونگے یا اس کے لیے جان دیدیں گے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ ان کا سردار نہایت احمق آدمی تھا کیونکہ جب اس نے جزیے کا ذکر کیا تو میں نے اس کو مٹی دیدی جس کو اس نے اپنے سر پر اٹھالایا اس کو لے کر چلا گیا۔ اگر وہ چاہتا تو کسی اور پر ٹال دیتا معلوم نہیں اس میں کیا راز تھا۔ رستم نے کہا اے بادشاہ وہ شخص سب سے زیادہ دانشمند تھا اس نے اس چیز سے فال لی ہے اس بات کو اس کے سوا اس کا کوئی اور ساتھی نہیں سمجھ سکا ہے۔

یوم الحتیان کا معرکہ

اس وفد کے مسلمان یزدجرد کے پاس روانہ ہونے سے لے کر صیاد بن واپس آنے تک غارتگریاں کرتے اور مچھلیوں کا شکار کرتے تھے۔ سواد بن مالک نجاف کی طرف گئے۔ فراض بھی اس کے نزدیک تھا۔ تین سو مویشی یعنی خچر، گدھے اور بیل وغیرہ پکڑ کر لائے اور ان پر مچھلیاں لادیں اور ہانکتے ہانکتے صبح تک اپنے لشکر میں آ گئے۔ سعدؓ نے مویشی اور مچھلیاں لوگوں میں تقسیم کردیں اور مجاہدین کو دینے کے بعد خمس میں سے جو کچھ بچا وہ انعامات کے طور پر تقسیم کردیا اور لونڈی غلاموں کو بھی حصوں میں لگادیا۔ اس معرکے کا نام یوم الحتیان ہے۔ آزادذ مردن ازاذبہ ان لوگوں کی تلاش میں نکلا تھا مگر سواد اور ان کے سوار اس پر پلٹ پڑے۔ سیلحین کے پرل پر لڑائی ہوئی یہاں تک کہ جب ان کو معلوم ہوگیا کہ مال غنیمت دشمن کی زد سے نکل گیا ہے وہ خود بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے آئے اور غنیمت کو مسلمانوں کے پاس پہنچادیا۔

ایک اور سریہ مالک بن ربعیہ بن الدکی سرکردگی میں بھیجا گیا ان کے ساتھ مسادر بن نعمان التیمی بھی تھے ان دونوں نے افیوم پر چھاپہ مارا اور بنی تغلب اربنی نمر کے اونٹ پکڑ لیے اور ان کو ہانکتے ہوئے اگلے روز سعدؓ کے پاس لے آئے۔ اونٹ لوگوں کے لیے ذبح کردیے گئے جس کی وجہ سے گوشت کی بہت سی مقدار حاصل ہوگئی۔ عمرو بن الحارث نے نہرین پر چھاپہ مارا وہاں ان کو باب ثوراء پر بکثرت مویشی ملے وہاں سے ارض شیلی کی طرف جو آج کل نہر زیاد کہلاتی ہے، آئے اور وہاں سے لشکر میں آ گئے۔ عمرو کا بیان ہے کہ اس وقت وہاں صرف دو نہریں تھیں۔

خادم کے عراق جانے اور سعدؓ کے قادسیہ آنے میں دو سال اور چند دن کا وقفہ ہے۔ سعدؓ وہاں دو ماہ سے کچھ زیادہ دن مقیم رہے تھے بلاخر انہیں فتح حاصل ہوئی۔

واقعہ بویب کے بعد پیش آنے والا ایک اہم واقعہ

واقعہ ابویب کے بعد عربوں اور ایرانیوں کے درمیان ایک یہ واقعہ بھی پیش آیا تھا کہ انوشجان بن الہبذ سواد بصرہ سے نکل کر باشندگان غضی پر حملہ کرنے کے ارادے سے چلا مگر قبیلہ تمیم کے خاندانوں کے سرداوں نے جوان کے سامنے ہی تھے آباد تھے اس کو روک لیا۔ ان میں سے ایک المستو ردرباب کے سردار تھے۔ اور عبداللہ بن زید ان کے دست راست تھے۔ دوسرے جزاء بن معادیہ سعدؓ کے سردار تھے اور انب النابغہ ان کے معوان تھے۔ تیسرے الحسن بن نیاء عمرو کے سردار تھے اور اعور بن بشامہ ان کے معاون تھے۔ چوتھے حصین بن معبد حنظلہ کے سردار تھے اور الشبہ ان کی مدد کرتے تھے۔ اس سے پہلے کہ وشجان اہل غضی تک پہنچے ان سرداروں نے مل کر اس کو قتل کردیا جب سعدؓ سپہ سالار ہو کر آئے تو یہ سردار اہل غضی اور وہاں کی تمام جماعتیں سعدؓ کے ساتھ آ کر مل گئیں

رستم کی قیادت طلبی کے لیے یزدگرد کا پیغام

سری نے مجھے شعیب اور سیف کے واسطے سے لکھا، وہ محمد، طلحہ اور عمرو سے روایت کرتے ہیں۔ یہ تینوں اپنی اسناد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اہل عراق کے باشندوں نے یزدگرد بن شہریار کے پاس پیغام بھیجا کہ اہل عرب جنگ کی سی حالت میں قادسیہ اترے ہیں۔

اہل عرب نے آنے کے بعد کسی شہر کو صحیح سالم نہ چھوڑا بلکہ فرات تک لوٹ مار مچادی ہے۔ سوائے قلعوں کے کہیں کوئی ذی روح نہیں رہا۔ تمام مویشیوں کا صفایا ہو گیا ہے۔ اور قلعوں سے باہر جو بھی اناج تھا، سب لٹ گیا ہے۔ اب آخری واران کا یہی ہے کہ ہمیں قلعوں سے نکال دیں۔ سو اگر ہماری فریادرسی میں تاخیر کی گئی تو ہم اپنا ہاتھ انکے ہاتھ میں تھمادیں گے۔

ان کے علاوہ دیگر بادشاہوں نے بھی اسی قسم کا مضمون یزدگرد کو لکھا جن کی وہاں جائیدادیں تھیں۔ الغرض سب نے رستم کو مدد کی لیے بھیجنے پر پورا زور صرف کردیا۔

یزدگرد اور رستم کا مکالمہ

بادشاہ نے رستم کو بھیجنے کا پروگرام بنایا پہلے اس کو بلاوا بھیجا جب وہ حاضر ہوا تو اس سے ان الفاظ میں مخاطب ہوا:

میرا ارادہ ہے کہ میں تمھیں اس مہم پر روانہ کردوں۔ ہر کام اپنے اندازے کے مطابق انجام پذیر ہوتے ہیں۔ اور اس زمانے میں تم اہل فارس کے بہادر ترین شخص ہو۔ اور تم دیکھ ہی رہے ہو کہ جب سے آلِ اردشیر کو منصب حکومت ملا ہے، ان پر ایسی مصیبتیں نہیں نازل ہوئیں۔

رستم نے بادشاہ کی بات تسلیم کی اور یزدگرد کی تعریف وتوصیف کی۔ بادشاہ پھر گویا ہوا میرا خیال ہے کہ میں تمھاری معلومات کا اندازہ کروں، سو تم مجھے عرب کے متعلق بتاؤ کہ جب سے وہ قادسیہ اترے ہیں انہوں نے کیا کچھ کیا؟ پھر اپنے باشندوں کے متعلق بتاؤ کہ وہ کس قدر ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟

رستم نے جواب دیا کہ اس کی مثال اس خونخوار بھیڑیے کی سی ہے جس نے غفلت میں بکریوں کے ریوڑ پر غارت گری مچا دی ہو۔ بادشاہ نے کہا میں یہ نہیں پوچھ رہا۔ بلکہ میرے سوال کی منشاء یہ ہے کہ تم ان کی جنگی طاقت کا اندازہ بتاؤ تاکہ میں تمھیں اس کے مطابق فوجی طاقت دے سکوں۔ اور تم نے ان کی مثال بھی صحیح بیان نہیں کی ہے۔ بلکہ اس کی مثال مجھ سے سنو۔

یزدگرد کی زبانی مسلمانوں کی مثال

ان کی مثال اور اہل فارس کی مثال یوں ہے کہ مسلمان اس شاہین کی طرح ہیں جو پہاڑوں کی ایسی چوٹیوں پر جا پہنچا جہاں پرندے اپنے آشیانے بنائے ہوئے ہیں۔ رات وہ اپنے آشیانوں میں بسر کرتے ہیں۔ اب صبح طلوع ہوئی تو پرندوں نے دیکھا کہ شاہین ان کی تاک میں بیٹھا ہے اور جو پرندہ بھی غول سے تنہا ہوتا ہے شاہین اسے جھپٹ لیتا ہے۔ پرندوں نے یہ دیکھ کر اپنے آشیانوں سے نکلنے کی ہمت نہ کی۔ لیکن متحد ہو کر نکلنے کی صورت میں بعافیت واپسی ممکن سمجھی۔ تو یہی مثال تمھاری بھی ہے۔ سو اگر تم منتشر ہو کر گروہ گروہ نکلو گے تو اچک لیے جاؤ گے۔ یہ عرب کی اور تم عجمیوں کی حقیقی مثال ہے۔

رستم نے معذرت خواہانہ انداز میں کہا: اے بادشاہ سلامت مجھے رہنے دیجئے۔ کیونکہ عرب عجم سے اسی وقت تک خوفزدہ رہیں گے جب تک کہ میں ان سے لڑوں۔ امید ہے کہ امور سلطنت میری وجہ سے یونہی مستحکم رہیں۔ پس اللہ ہمارے لیے کافی ہے۔ اب ہمیں کوئی مکر یا جنگی چال چلنی چاہیے۔ کیونکہ اچھی تدبیر اور جنگی چال ان معمولی کامیابیوں سے بدرجہا بہتر ہے۔

یزدگرد کا رستم کے نکلنے پر اصرار اور فیصلہ

لیکن بادشاہ نے رستم کی بات ماننے سے انکار کیا۔ اور کہا تمھارے لیے لڑنے میں کیا کمی رہ گئی ہے؟ تم یہ بتاؤ!

رستم گویا ہوا: بادشاہ سلامت جنگ میں حلم و بردباری سے تدابیر اختیار کرنا عجلت سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ اور آج حلم وتدبر ہی کی ضرورت ہے۔ اور (میرے تمام افواج کے ساتھ مل کر) یکبارگی شکست سے یہ بہتر ہے کہ یکے بعد دیگرے لشکر پہ لشکر لڑتے رہیں۔ اسطرح ہمارے دشمنوں کو زیادہ نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔ لیکن ان تمام امور کے باوجود یزدگرد نے بات نہ مانی بلکہ اپنی بات پر اڑا رہا کہ تم کو نکلنا ہی ہوگا۔ رستم نے فی الحال بادشاہ کے پاس سے نکلنے میں عافیت محسوس کی اور مقام ساباط پر اپنا لشکر ٹھہرا دیا۔

اسکے باوجود لوگ مختلف وفود بن بن کر بادشاہ کے پاس آتے رہے تاکہ بادشاہ اپنی رائے میں ترمیم پر جھک جائے اور رستم کے سوا کسی اور کو مقابلے کے لیے روانہ کردے۔ ادھر لوگ اس صورتحال کو دیکھ کر رستم کے پاس جمع ہونا شروع ہوگئے۔ یہ تمام خبریں اہل حیرہ اور بنو صلوبا نے حضرت سعد کو پہنچائیں۔ اور حضرت سعد کے واسطہ سے حضرت عمرؓ کو بھی یہ خبریں موصول ہوتی رہیں۔

ادھر جب یزدگرد بن شہریار کے پاس باشندگان اہل عراق کی فریاد زوروں کو پہنچ گئی تو بادشاہ غیظ و غضب میں آ گیا۔ اور رستم کو جنگ کے لیے نکلنا حتمی قرار دے دیا اور ہر طرح کی مصلحت وتدبیر کو بالائے طاق رکھ دیا۔ کیونکہ بادشاہ تھا ہی سخت گیر اور اپنی بات کا پکا۔ اور پھر رستم کو برانگیختہ کیا۔

رستم کی بزدلی

یزدگرد بادشاہ کا اصرار اور حتمی فیصلہ

جب یزدگرد بادشاہ کے پاس آزاذمرو کی زبانی اہل عراق کی آہ و بکا بڑھ گئی تو یزدگرد نے جوش کے مارے رستم کا بھیجنا حتمی قرار دیا۔ تمام تدابیر کو بالائے طارق رکھ دیا۔ یقیناً وہ اپنی بات کا پکا اور سخت گیر تھا۔ پھر اس نے رستم کو برانگیختہ کرنا شروع کیا۔ لیکن رستم نے پھر سابق قول دھرایا اور کہا اے بادشاہ سلامت میری ناقص رائے تو یہی ہے کہ میں (ان معمولی جنگوں میں شرکت سے) اپنے کو بالاتر سمجھوں اگر اس کے سوا کوئی چارہ کار رہوتا تو میں کبھی یہ بات زبان پر نہ لاتا۔ میں آپ کو آپ کی ذات کا، آپ کے اہل وعیال کا اور آپ کے ملک وسلطنت کا واسطہ دیتا ہوں کہ للہ مجھے اس جنگ سے سبکدوش ہی رکھیے۔ مجھے رہنے دیجیئے میں اپنی جگہ سالار جالینوس کو امیر مقرر کرکے بھیج دیتا ہوں۔ سو اگر فتح ہوئی تو کیا ہی کہیے!...... لیکن اگر خدانخواستہ شکست کھانی پڑی تو تیرا عظیم سپہ سالار تو اپنے پیروں پر رعب وسطوت کے ساتھ کھڑا رہے گا۔ اور پھر میں دوسرے کو روانہ کردونگا۔ حتی کہ جب ہمارے پاس کوئی اور راستہ نہ رہے گا تو تب ہم یکبارگی ایک عظیم جنگ کے ساتھ ان کے مقابلے پر آ کھڑے ہونگے۔ جبکہ پہلی کی چھوٹی چھوٹی جنگوں سے ہم انکی طاقت کو منتشر و پارہ پارہ کر چکے ہونگے۔ تب ہم خوب جم کر لڑیں گے۔

لیکن رستم کی ہزار عذر تراشیوں کے بعد بھی یزدگرد نے کوچ کرنے ہی کا حکم دیا۔

رستم کا لشکر کو ترتیب دینا

سری، شعیب، سیف، نضر بن اسری الفصی کے سلسلہ سے ابن الرفیل سے اور ابن الرفیل اپنے والد رفیل سے روایت کرتے ہیں کہ جب رستم نے مقام ساباط میں اپنے لشکر کو اتارا۔ اور آلات حرب جمع کر لیے تو بطور مقدمۃ الجیش کے چالیس ہزار سپاہیوں پر جالینوس کو سپہ سالار مقرر کر کے روانہ کیا اور کہا تم دشمن سے جا کر بھڑ جاؤ، مگر کسی موقع پر میرے حکم سے سرتابی نہ کرنا۔ لشکر کے دائیں بازو پر ہرمزاں کو مقرر کیا، بائیں بازو پر مہران بن اہرام رازی کو مقرر کیا۔ اور لشکر کے عقب پر بیزران کو نامزد کیا۔

پھر رستم اپنے کلام کا رخ بادشاہ کی طرف موڑتے ہوئے گویا ہوا:

رستم کی خام خیالی

بادشاہ سلامت کو قوی دل رہنا چاہئے۔ اگر ان کو اللہ نے ان کو ہم پر معمولی فتح بھی دی ہے تو درحقیقت وہ از خود ہمارے جال میں آ پھنسے ہیں۔ ہم ان کو جنگ کی چکی میں پیس کر ان کے شہروں تک اور ان کی نسل تک بھگا دیں گے۔ حتی کہ وہ یا تو صلح کے لیے سر تسلیم خم ہو جائیں گے یا پہلے کی طرح اپنی اوقات پر قناعت پذیر ہو جائیں گے۔

ایک خواب کی وجہ سے رستم کا جنگ سے خائف ہو جانا

جب حضرت سعدؓ کے وفود بادشاہ کے پاس سے واپس آ گئے تو رستم نے حالت نیند میں ایک ناپسندیدہ خواب دیکھا۔ جس کی وجہ سے اس کو یقینی خطرہ دامن گیر ہو گیا۔ اس نے جنگ میں نکل کر دشمن سے صف آراء ہونے کو ناپسند خیال کیا اب وہ دونوں طرف سے اضطراب و بے چینی کا شکار ہو گیا۔

رستم کی پھر معذرت خواہی

رستم نے بادشاہ کی بارگاہ میں التجا کی کہ فقط جالینوس کو کوچ کرنے دیجئے۔ مجھے یہیں برقرار رکھیے تاکہ ان کا انجام کار دیکھ لوں۔ اور یقیناً جالینوس بھی میری ہی طرح ایک جری سپہ سالار ہے۔ اگرچہ میرا نام لوگوں میں زیادہ ہیبت و دبدبہ والا ہے۔ سو اگر وہ کامیاب و مظفر رہا تو یہی ہماری امیدوں کا مرکز ہے۔ خدانخواستہ اگر مراد نہ بر آئی تو میں اس کے بدلے دوسرا ایسا ہی عظیم سپہ سالار روانہ کر دونگا۔ اور یوں ایک نہ ایک دن ہم دشمن کو بھاگنے پر مجبور کر دیں گے۔ اور یہ ایک نفسیاتی تدبیر ہے کہ اہل فارس میں اس وقت تک کامیابی کا جوش و ولولہ برقرار رہے گا جب تک کہ میں شکست نہ کھا جاؤں۔ دوسری طرف آخر دم تک اہل عرب کے دلوں میں بھی میری دھاک بیٹھی رہے گی۔ اور وہ میری پیش قدمی کے خوف سے خوفزدہ رہیں گے...... جب تک کہ میں ان کے مقابلے پر نہ آؤں۔ اگر میں بھی ان کے سامنے آ گیا تو پھر ہمیشہ کے لیے ان کے دلوں سے اہل فارس کا رعب ختم ہو جائے گا اور پھر اہل فارس بھی حقیقتاً پژمردہ اور پست ہمت ہو جائیں گے۔

رستم کی روانگی اور اس کے لشکر کی تعداد

آخرکار رستم نے چالیس ہزار پر مشتمل مقدمۃ الجیش تیار کر کے روانہ کر دیا۔ اور خود بھی ساٹھ ہزار کی بڑی نفری کے ساتھ چل دیا۔ اور اپنے عقب میں بیس ہزار کی فوج رکھی۔

سری نے شعیب، سیف، محمد وطلحہ وزیاد اور عمرو کے سلسلۂ روایت سے نقل کیا۔ اور وہ سب اپنی اسناد کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ:

رستم ایک لاکھ بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ نکلا تھا۔ جن کے عقب میں مزید دو لاکھ کی تعداد تھی۔ اور جس خاص دستے میں رستم بنفس نفیس شریک تھا وہ ساٹھ ہزار پر مشتمل تھا۔ جو مدائن سے برآمد ہوا تھا۔ سری شعیب، سیف، ہشام بن عمرو، عروہ کے سلسلہ کے ذریعہ حضرت عائشہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رستم حضرت سعدؓ سے معرکہ آراء ہونے کے لیے ساٹھ ہزار لشکر کے ساتھ نکلا تھا۔ اور ان کا رخ مقام قادسیہ کی طرف تھا، جہاں حضرت سعدؓ لشکر اسلام کے ساتھ مقیم تھے۔

رستم کا اپنے بھائی اور دیگر سردارن کو مراسلہ

سری، شعیب، سیف کے توسط سے محمد، طلحہ، زیاد وعمرو سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی سند کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب رستم نے بھانپ لیا کہ بادشاہ ہمیں روانہ کیے بغیر نہ رہے گا تو اس نے اپنے بھائی اور دیگر سرداران شہر کو لکھا:

> یہ من جانب رستم، بندوان مرزبان الباب اور دیگر سرداران فارس کو مراسلہ ہے کہ: تقدیر اپنا کھیل کھیل کر رہے گی۔ اور اللہ تعالیٰ اس لشکر (اسلام) کے ذریعہ ہر سخت سے سخت فوج کو توڑ کر رکھ دے گا۔ اور ہر مضبوط نا قابل شکست قلعہ کو بھی اسکے ذریعے فتح کرائے گا۔ پس اپنے قلعوں کو مضبوط ترین کرلو اور حتی الامکان طاقت جمع کرلو۔ کیونکہ عرب درحقیت تمھاری چوکھٹ پر پہنچ چکے ہیں۔ بلکہ مزید برآں تم سے تمھاری دھرتی اور سپوت بھی چھین لیے ہیں۔ میری تو درست رائے تھی کہ ان سے مدافعت کی جاتی رہے حتی کہ ان کی قسمت کا ستارہ تاریک ہو جائے۔ لیکن بادشاہ نے میری رائے کو قابل عمل نہ سمجھا۔

رستم کا دوسرا خط

سری نے شعیب، سیف کے واسطے سے صلت بن اہرام سے نقل کیا اور وہ ایک نامعلوم شخص سے روایت کرتے ہیں کہ یزدگرد بن شہریار نے جب رستم کو ساباط سے نکلنے کا حکم دیا تو اس نے اپنے بھائی کو مذکورہ خط کے مثل ایک اور یاس زدہ خط لکھا اور اس میں یہ بھی کہا کہ مچھلی نے پانی کو گدلا کر دیا ہے۔ نعائم درست حالت پر ہیں۔ زہرہ بھی درست حالت پر ہے۔ میزان متعدل ہے۔ بہرام جا چکا۔ اور مجھے محسوس ہو رہا کہ یہ قوم ہم پر واقعی چھا جائے گی۔ اور ہمارے قرب وجوار کے شہروں پر قابض ہو جائے گی۔

لیکن سب سے خطرناک امر یہ ہے کہ بادشاہ نے کہا کہ یا تو تم نکلو ورنہ مجھے ان کے مقابلے پر نکلنا ہوگا۔ پس آخر کار مجھے ہی نکلنا پڑ گیا ہے۔

یزدگرد کو رستم کی روانگی پر مجبور کرنے والی چیز:

سری نے رفیل کے واسطے سے لکھا کہ یزدگرد بن شہریار کو رستم کے بھیجنے پر اصل چیز اکسانے والی کسریٰ کے نجومی مولی جابان کی شخصیت تھی۔ وہ فرات ادقلی کا باشندہ تھا۔

یزدگرد بادشاہ نے اس کو لکھا کہ رستم کے جنگ کے لیے نکلنے اور موجود جنگ کے بارے میں آپ کی کیا رائے

ہے؟ نجومی کو حق بات کہنے سے خوف دامن گیر ہوا۔ لہذا اس نے کذب بیانی سے کام لیا۔ جبکہ رستم بھی علم نجوم و کہانت میں کسی قدر دسترس اور واقفیت رکھتا تھا۔ اس پر اپنے علم کی وجہ سے نکلنا دشوار ہوا۔ بخلاف اسکے بادشاہ، نجومی کے جھوٹ کی وجہ سے فریب میں آ گیا اور رستم کے نکالنے پر جری ہوگیا۔

بادشاہ نے غلام جابان سے یوں پوچھا تھا: تم مجھے صحیح صورتحال سے آگاہ کرو۔ تاکہ میں تمھاری بات سے مطمئن ہو جاؤں۔ غلام نے جوابدہی کا معاملہ دوسرے شخص زرنا ہندی کو سپرد کرتے ہوئے کہا تم بادشاہ سلامت کو آگاہ کرو۔ زرنا ہندی نے بادشاہ سے عرض کیا آپ مجھ سے سوال کیجئے۔ بادشاہ نے مذکورہ سوال اسکے سامنے دہرایا۔ تو اس نے جواب دیا۔

علم کہانت

اے بادشاہ سلامت: قسمت کا پرندہ آ چکا ہے۔ وہ آپ کے محل میں اترے گا۔ اور اسکے منہ سے کچھ یہاں گرے گا۔ اسکے ساتھ ایک دائرہ خط کھینچا۔

اس پر جابان کے غلام زرنا ہندی نے کہا: سچ کیا اور وہ پرندہ کوا ہے۔ اور جو چیز اسکے منہ میں ہے وہ درہم ہے۔

پھر بادشاہ نے زرنا ہندی غلام کے آقا جابان کو بھی طلب کیا۔ وہ بادشاہ کی طرف روانہ ہوا اور بادشاہ کے پاس پہنچا۔ بادشاہ نے اس سے اسکے غلام کی کہی ہوئی بات کے متعلق پوچھا کہ آیا اس نے درست رائے دی ہے یا اس کو خطا ہوگئی ہے؟ جابان نے کہا: اس نے بات تو سچ کہی ہے کہ پرندہ اترے گا لیکن اس کی تعبیر و تشریح میں ٹھوکر کھا گیا ہے۔ وہ پرندہ عقعق ہے۔ اور باقی جو شے اسکے منہ میں ہے، وہ واقعی درہم ہے۔ پھر جابان نے ایک دوسرا دائرہ کھینچا اور کہا اور وہ درہم اس کے منہ سے اس دائرے میں جو غلام نے کھینچا ہے، گرے گا۔ پھر وہاں سے ٹپہ کھا کر اس میرے دائرے میں گرے گا۔ ابھی کچھ وقت نہ گذرا تھا کہ واقعی محل کی منڈیر پر عقعق پرندہ آ کر بیٹھ گیا۔ اور اسکے منہ سے پہلے دائرے میں ایک درہم گرا۔ پھر وہ اچھل کر دوسرے دائرے میں مستقر ہوگیا۔

جابان اور ہندی کا متفق الرائے ہونا

غلام ہندی اور جابان آقا کے درمیان فیصلہ مکمل نہ ہوا بلکہ اب دوسری بات پر شرط لگائی دونوں ایک گابھن گائے کے پاس آئے۔ ہندی غلام نے کہا اسکے پیٹ میں سیاہ و سفید رنگ کا بچہ ہے۔ جابان آقا نے اس کی تردید کی اور کہا تو نے غلط کہا بلکہ اس کی پیشانی سفید اور خود سیاہ ہے۔

ان کی پیش گوئی کی سچائی دیکھنے کے لیے گائے کو ذبح کیا گیا اور اس کا بچہ نکالا گیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس بچے کی دم پیشانی پر چپٹی ہوئی ہے۔ جابان بولا: زرنا ہندی کی طرح اس کی دم پیشانی سے نکلی ہے۔ پھر دونوں نے ملکر اپنی رائے پر اتفاق کیا اور بادشاہ کو رستم کے بھیجنے کے لیے کہا۔ بادشاہ نے ان کی بات پر یقین کرتے ہوئے اس کا فرمان جاری کردیا۔

جشنسماہ کا صلح کرنا

جابان نے جشنسماہ کو لکھا:

اہل فارس کا زوال سر پر منڈلا رہا ہے۔ ان کا دشمن ان پر چھا چکا ہے۔ مجوسیت کی حکومت خاتمے و

تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے۔ عرب کی بادشاہت کا سکہ رائج ہونے والا ہے۔ ان کا دین لہلہائے گا۔ تم ان کی ذمہ داری و پناہ میں آ جاؤ۔ یعنی ان سے مصالحت اختیار کرلو۔ موجودہ حالات سے دھوکہ مت کھاؤ۔ قبل اس کے کہ تم دشمن کی پکڑ میں آ جاؤ صلح کے لیے جلدی کرلو۔ جلدی۔

جب مذکورہ خط جشنسماہ کو پہنچا تو جشنسماہ اس بات پر یقین کرتے ہوئے اہل عرب کی طرف روانہ ہوا۔ اور معنی سپہ سالار کے پاس پہنچا۔ وہ مقام عتیق پر گھڑسواروں کے دستہ کے ساتھ مقیم تھے۔ انہوں نے جشنسماہ کو حضرت سعدؓ کے پاس پہنچا دیا۔

مسلمان سالار کی سادگی

جشنسماہ نے حضرت سعدؓ سے اپنی اور اپنے اہل وعیال اور اپنے پیروکاروں کی جان کی امان لی۔ اور صلح کا معاہدہ کیا۔ پھر حضرت سعدؓ نے ان کو واپس بھیجوا دیا۔ جشنسماہ نے جاتے جاتے معنی کو بطور ہدیہ کے فالودہ پیش کیا۔ حضرت معنی نے اپنی اہلیہ سے اسکے متعلق دریافت کیا یہ کیا شے ہے؟ انہوں نے عرض کیا: مجھے لگتا ہے کہ جشنسماہ کی بیوی کی طبعیت خراب ہے۔ اس نے حریرہ پکانے کی کوشش کی تھی۔ مگر صحیح نہ بن سکا۔ حضرت معنی نے فرمایا: ہونہہ۔

رستم اور جابان کی ملاقات

سری نے شعیب کے حوالہ سے مجھے لکھا کہ وہ سیف سے اور وہ محمد، طلحہ، اور زیاد اور عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ جب رستم ساباط سے چلا تو پل پر اس کی ملاقات جابان سے ہوئی۔ جابان نے شکایتی لہجے میں رستم سے کہا کہ کیا تمہیں میری رائے سے اتفاق نہیں ہے؟ جواباً رستم گویا ہوا: جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تو اونٹ گھوڑوں کو لے کر جا رہا ہوں (یعنی لشکر لے کر جا رہا ہوں) اس لیے کہ حکم شاہی کے سامنے گردن جھکانے کے علاوہ میرے لیے کوئی چارہ کار نہ تھا۔

رستم اور جالینوس کی روانگی

پھر رستم نے جالینوس کو حیرہ جانے کا حکم دیا تو وہ روانہ ہوا اور نجف کے مقام پر اس کا خیمہ ملنے لگا۔ ادھر رستم نے بھی وہاں سے کوچ کر کے ''کوثی'' کا رخ کیا۔ اور جالینوس اور آزاذ مرد کو یہ حکم لکھ بھیجا کہ میرے پاس سعد کے لشکر سے ایک عرب سپاہی پکڑ کر بھیجو: چنانچہ وہ دونوں بذات خود گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے اور ایک سپاہی پکڑ کر رستم کے پاس کوثی میں روانہ کر دیا۔ رستم نے چند باتیں اس سے پوچھنے کے بعد اس کو قتل کر دیا۔

عربی سپاہی کی گرفتاری

سری، شعیب سے اور وہ سیف سے، وہ نضر سے اور وہ ابن رفیل سے وہ اپنے باپ رفیل سے نقل کرتے ہیں کہ جب رستم نے کوچ کیا اور جالینوس کو حیرہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا تو ساتھ ہی یہ حکم بھی صادر کیا کہ ایک عربی سپاہی میرے سامنے پکڑ کر پیش کیا جائے۔ اس حکم کی تعمیل کے لیے جالینوس اور آزاذ مرد ایک سو سپاہیوں کے ساتھ نکل کر قادسیہ پہنچ گئے۔ جہاں ایک مسلمان سپاہی ان کو قادسیہ کے پل سے ذرا پہلے ہی مل گیا جس کو وہ پکڑ کر واپس ہوئے۔ ادھر

مسلمانوں نے بھی ان کا پیچھا کیا لیکن سوائے لشکر کے آخری حصے کو جزوی نقصان پہنچانے کے اور کچھ نہ کر سکے اور وہ لوگ بھاگ نکلے اور نجف پہنچ کر اس کو رستم کے سامنے پیش کر دیا۔ جبکہ رستم کوثی کے مقام پر تھا۔

سپاہی کے رستم کو جرات مندانہ جوابات

رستم نے اس مسلمان سپاہی سے سوال کیا کہ وہ کونسی چیز ہے جو تم کو یہاں تک کھینچ لائی ہے اور جس کی طلب میں تم لوگ یہاں تک پہنچے ہو؟ جواباً اس سپاہی نے کہا کہ ہم تو اس وعدہ کی طلب میں آئے ہیں جو اللہ نے ہم سے کیا ہے

۔

رستم کا اگلا سوال یہ تھا کہ وہ آخر کون سا وعدہ ہے؟ مسلمان سپاہی نے جواب دیا کہ اگر تم نے اسلام کی دعوت کو قبول نہ کیا تو تمھاری زمین اور اولادوں کو زیر تسلط لانا اور تم کو قتل کر دینا ہے۔ رستم نے پوچھا اگر اس سے قبل ہی تم لوگوں کو قتل کر دیا جائے؟ جواب میں سپاہی بولا کہ ''اللہ کے وعدے میں یہ بھی ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی اس سے قبل ہی شہید کر دیا جائے تو اللہ اسے جنت میں داخلہ نصیب فرمائیں گے۔ اور جو زندہ باقی رہ گیا تو اس کے لیے وعدۂ خداوندی پورا کیا جائے گا۔ ہمارا اس بات پر کامل بھروسہ اور ایمان ہے۔

رستم نے کہا: بس پھر تو ہم تمھارے ہاتھوں گرفتار ہو ہی گئے۔ سپاہی نے کہا: رستم تمھارا ناس ہو: تمھارے اعمال نے تم کو ذلت کے گڑھوں میں پہنچا دیا ہے۔ پس اللہ نے تم کو تمھارے اعمال ہی کے سپرد کر دیا ہے۔ پس تمھاری یہ شان و شوکت تم کو دھوکہ میں نہ ڈالے، کیونکہ تمھارا مقابلہ اپنے جیسے انسانوں سے نہیں بلکہ قدرتِ خداوندی اور اس کی قضاء سے ہے۔ یہ سنتے ہی رستم غصہ سے بھر گیا اور اس مسلمان کے قتل کا حکم دے کر اس کو شہید کرا دیا۔

مظلوم دیہاتی

پھر رستم کوثی سے برس جانے کے لیے روانہ ہوا۔ رستم کے سپاہیوں نے لوگوں کا مال و متاع چھین لیا، عورتوں کی آبروریزی کی، اور شراب کے جام چڑھانے لگے۔ مظلوم دیہاتی فریاد رسی کے لیے رستم کے پاس پہنچے۔ اور اپنے اموال اور اولاد کے ساتھ کیے جانے والے سلوک کی شکایت کی۔ جنہیں سننے کے بعد رستم نے کھڑے ہو کر ان سے کچھ اس طرح خطاب شروع کیا:

کلمۂ حق بزبان باطل

اے سرزمین فارس کے باشندو: خدا کی قسم اس عربی سپاہی نے بالکل سچ کہا تھا اللہ کی قسم ہمارے اعمال نے ہم کو ذلیل کر دیا ہے۔ خدا کی قسم ہم میں اور عربوں میں جنگ چھڑ رہی ہے اور حال یہ ہے کہ عرب آج ہم سے بہتر سیرت و کردار کے مالک ہیں۔ آج سے پہلے تم جنگ کرتے تھے تو اللہ دشمن کے مقابلے میں تمھاری مدد کرتا تھا اور تم کو شہیدوں کا فاتح بناتا تھا اور یہ سب تمھارے اچھے کردار، ظلم کو مٹانے، وعدہ پورا کرنے اور نیکی کرنے کی بدولت تھا۔ مگر آج جب کہ تم نے ان اعمال کی جگہ یہ کرتوت اپنا لیے تو اب میں یہی دیکھ رہا ہوں کہ اللہ بھی تمھارے ساتھ اپنے معاملے کو بدل کر تمارے حالات کو کو بدل دے گا اور مجھے اسی بات کا خوف دامن گیر ہے کہ اب اللہ تم سے اپنی دی ہوئی سلطنت و حکومت چھین لے گا۔

پھر رستم نے چند لوگوں کو بھیج کر ان لوگوں کو پکڑوا لیا جن کی شکایتیں اسکے پاس پہنچی تھیں اور پھر ان کو قتل کرا دیا۔

اہل حیرہ کو الزام دینا

اسکے بعد رستم نے سوار ہو کر لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور یہاں سے نکل کر دیر الاعور کے سامنے پڑاؤ ڈالا۔ پھر ملطاط کی طرف چلا اور فرات کے قریب خورنق سے عزیبین تک اہل نجف کے سامنے اپنے لشکر کو اتارا۔ یہاں اس نے حیرۃ والوں کو بلوا کر ان کو ڈرایا اور سخت جملے کہے۔ جواب میں ابن بقیلہ نے یہ کہا کہ آپ ہم پر دو مختلف باتوں کو جمع کر رہے ہیں۔ ایک یہ کہ آپ نے ہماری کوئی مدد نہیں کی اور دوسرا یہ کہ اگر ہم نے اپنے آپ کو اور اپنی سرزمین کو دشمن سے بچالیا تو اس پر آپ ہم کو ملامت بھی کر رہے ہیں۔ یہ سن کر رستم چپ ہو رہا۔

سری، شعیب، سیف، عمرو، شعبی و مقدام الحارثی بالترتیب اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ ''رستم نے حیرۃ کے لوگوں کو بلایا جبکہ اسکے خیمے دیر کی ایک جانب لگے ہوئے تھے۔ اور ان سے کہا کہ ''اے اللہ کے دشمنو: تم ہمارے شہروں میں عربوں کے گھس آنے سے بہت خوش ہو۔ تم ہمارے خلاف ہو کر عربوں کے جاسوس بن گئے۔ تم نے انکی مالی امداد کر کے ان کو مزید مستحکم بھی کر دیا۔ اس پر اہل حیرہ نے ابن بقیلہ کو رستم سے گفتگو کے لیے آگے بڑھایا کہ تم ہی اس سے بات کرو۔ چنانچہ ابن بقیلہ نے رستم کو جوابات دینے شروع کیے۔

ابن بقیلہ کا صفائی پیش کرنا

اس نے کہا: آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے آنے سے خوش ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم ہمیں ان کے آنے سے کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ کیونکہ انھوں نے کیا کیا ہے؟ اور ان کی کس بات سے ہمیں خوشی ہو سکتی ہے؟ ان کا کہنا ہے تو یہ ہے کہ ہم ان کے غلام ہیں اور ان کا اور ہمارا دین بھی الگ ہے۔ وہ ہمارے دوزخی ہونے کی بھی گواہی دیتے ہیں۔ رہی آپ کی یہ بات کہ ہم نے ان کے لیے جاسوسی کی ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ہماری جاسوسی کی طرف کیونکر محتاج ہوتے۔ جبکہ آپ کے سپاہی ان کے سامنے سے بھاگ چکے تھے اور ان کے لیے تمام بستیوں کو خالی چھوڑ دیا تھا۔ ایسی حالت میں ان کے آگے رکاوٹ بننے والا کوئی بھی نہ تھا وہ دائیں یا بائیں جس طرف سے چاہیں آسکتے تھے۔

آپنے ہم پر یہ الزام بھی لگایا کہ ہم نے ان کو مالی امداد سے تقویت پہنچائی ہے۔ سو اصل بات یہ ہے کہ ہم نے مال دے کر ان سے اپنی جانوں کو بچایا ہے۔ اس لیے کہ جب آپ ہماری حفاظت سے قاصر ہیں اور آپ کے سپاہی بھی انکے مقابلے سے عاجز ہو گئے تو ہم پھر بالکل ہی لاچار تھے پس ہم نے اس خوف سے کہ ہم کو قید نہ کر لیا جائے اور لڑائی کی صورت میں ہمارے سپاہی قتل نہ کر دیے جائیں ان کو مال دے کر اپنی جان چھڑائی ہے۔ (اور دل کی بات تو یہ ہے کہ) میری جان کی قسم: آپ لوگ ہم کو ان سے زیادہ محبوب ہیں اور آزمائش کے وقت آپ ہی ہم کو زیادہ پسند ہیں۔ آپ ہماری ان سے حفاظت کیجیے ہم ضرور آپ کی مدد کریں گے کیونکہ ہم تو دیہات والے ہیں اسی کے غلام بن جاتے ہیں جس کا غلبہ ہو جائے۔

یہ ساری صفائی سن کر رستم نے کہا کہ اس آدمی نے سچ کہا ہے۔

خواب، ہتھیاوں پر مہر

سری، شعیب، سیف، نضر، ابن رفیل، بالترتیب رفیل سے نقل کرتے ہیں کہ رستم ابھی دیر کے مقام پر ہی تھا کہ اس نے خواب میں ایک فرشتے کو دیکھا کہ وہ اہل فارس کے لشکر میں داخل ہوا اور اس نے انکے تمام ہتھیاروں کو مہر بند

کر دیا۔

سری، شعیب، سیف، محمد اور ان کے ساتھی اور نفر ابن سند سے روایت کرتے ہیں کہ جب رستم کو اطمینان ہو گیا تو اس نے جالینوس کو نجف سے کوچ کرنے کا حکم دیا تو وہ مقدمات الجیش (لشکر کے اگلے حصوں) کو ساتھ لے کر چل پڑا اور نجف اور سیلحین کے درمیان پڑاؤ ڈالا۔ ادھر رستم نے بھی وہاں سے کوچ کر کے نجف کو مستقر بنایا۔ رستم کے مدائن سے نکلنے اور ساباط میں پڑاؤ ڈالنے اور وہاں سے ہٹ کر حضرت سعدؓ کے مقابلہ پر آنے میں پورے چار ماہ کا عرصہ بیت گیا۔ نہ تو رستم آگے بڑھتا تھا اور نہ ہی جنگ کرتا تھا۔ اس امید پر کہ اہل عرب ایک جگہ ٹھہرے ٹھہرے اکتا جائیں گے اور جب انہیں مشقت ہوگی تو واپس لوٹ جائیں گے۔ کیونکہ وہ عربوں سے لڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اسے خوف تھا کہ میری بھی ویسی ہی درگت بنے گی جیسی مجھ سے پہلے والوں کی بنی ہے۔ رستم کا ارادہ جنگ کو اسی طرح طول دینے کا تھا لیکن بادشاہ اسے جلدی کرنے کا حکم دے رہا تھا اور اسے بار بار ابھار رہا تھا اور پیش قدمی پر زور دے رہا تھا حتیٰ کہ رستم کو میدان جنگ میں اترنا ہی پڑا۔

رستم کا خواب اور رفیل کا اسلام

جب رستم نے نجف کے مقام پر قیام کیا تو وہاں اس نے دوسری مرتبہ خواب دیکھا کہ وہی فرشتہ (جس کو پہلے خواب میں دیکھا تھا) آیا لیکن اس دفعہ اسکے ساتھ نبی کریم ﷺ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ فرشتے نے اہل فارس کے ہتھیار اٹھائے اور ان کو مہر بند کر دیا اور پھر حضور پاک ﷺ کے سامنے پیش کر دیئے اور آپ ﷺ نے وہ ہتھیار لے کر حضرت عمرؓ کے سپرد فرما دیئے۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد رستم صبح اٹھا اور مزید غمگین ہو گیا۔ یہ سارا قصہ جب رفیل نے دیکھا تو وہ اسلام کی طرف راغب ہو گیا اور یہی قصہ اسکے اسلام لانے کا داعیہ بن گیا۔

مسلمانوں کی جنگی حکمت عملی

دوسری طرف حضرت عمرؓ نے اس بات کو بھانپ لیا تھا کہ اہل فارس جنگ کو طول دیں گے لہٰذا آپ نے حضرت سعدؓ اور لشکر اسلام کے نام خط لکھا کہ وہ اہل فارس کی حدود میں پڑاؤ ڈال لیں اور مقابلے کو طول دیتے رہیں۔ حتیٰ کہ اہل فارس بے قرار ہو جائیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے قادسیہ میں پڑاؤ ڈال دیا۔ اور اپنے آپ کو جمے رہنے اور تادیر مقابلہ کرنے کے لیے تیار کر لیا۔ اللہ پاک کا فیصلہ بھی یہی تھا کہ اپنے نور کو کامل فرمائے۔ پس مسلمان وہاں قیام کر کے مطمئن ہو گئے۔

مسلمان گھڑ سوار مضافاتی علاقے میں گھس کر حملہ کرتے اور اشیاء ضرورت حاصل کر کے واپس آ جاتے۔ اسی طرح مسلمان طویل مقابلے کی تیاری کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے ان کو فتح سے نواز دیا۔ ادھر حضرت عمرؓ بھی ان کی ضروری امداد سے غافل نہ تھے اور مختلف سامان بھیجتے رہتے تھے۔

مسلمانوں کی سرکوبی کی تدبیر

جب شاہ فارس اور رستم نے یہ سارا معاملہ دیکھا اور مسلمانوں کی حالت کو جان لیا اور ان کی کارروائیاں جب انکے علم میں آئیں تو وہ سمجھ گئے کہ یہ وہ لوگ نہیں جو جنگ سے باز آ جائیں۔ اور اگر معاملہ اسی طرح چلتا رہا تو یہ ہم کو چھوڑیں گے نہیں۔ لہٰذا بادشاہ نے رستم کو بھیجنے کا ارادہ کیا اور رستم نے چاہا کے عتیق اور نجف کے درمیانی علاقے میں پڑاؤ

ڈال کر مقابلے میں تاخیر کرتا رہے۔ اسی صورت کو رستم بہتر خیال کرتا تھا حتی کہ وہ حملہ کر کے اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائیں یا ان کی خوش بختی ان پر سایہ فگن ہو کر ان کو کامیابی دلوادے۔

پارسی لشکر اور اس کے جنگی کمانڈر

سری، شعیب، سیف، بالترتیب محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ فوجی دستے اور قافلے چکر لگاتے اور گشت کرتے رہے۔ جبکہ رستم تو نجف میں تھا اور جالینوس نجف اور سیلحین کے درمیان قیام پذیر تھا۔ اور ذوالحاجب رستم اور جالینوس کے درمیان پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا۔ ہرمزان اور مہران لشکر کے دونوں پہلوؤں پر تھے بہرزان لشکر کے آخری حصے کا کمانڈر تھا۔ اور زاذ بن بہش (فرات والا) پیادہ فوج پر متعین تھا۔ جبکہ کنارے پر گھڑ سوار دستوں کا سالار تھا۔ رستم کا کل لشکر ایک لاکھ بتیس ہزار فوجیوں پر مشتمل تھا۔ ساٹھ ہزار کیساتھ تو پا پیادہ نوکر چاکر بھی تھے اور ساٹھ ہزار میں سے پندرہ ہزار وہ لوگ تھے جو شرفاء اور سرداروں میں شمار کیے جاتے تھے۔ یہ تمام لشکر ایک دوسرے سے مربوط اور جڑے ہوئے تھے تاکہ سبھی جنگ میں ایک ساتھ شریک ہوں (اور یکبارگی حملہ کردیں)

بغیر طلب مشورہ نہ دو، سعدؓ

سری، شعیب، سیف، محمد بن قیس بالترتیب موسیٰ بن طریف سے نقل کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے حضرت سعدؓ سے یہ کہنا شروع کیا کہ اب اس جگہ ہمیں مشقت ہورہی ہے لہذا آپ دشمن کی طرف پیش قدمی کریں۔ حضرت سعدؓ نے ان لوگوں کو سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے فرمایا: جب تم سے رائے نہیں لی گئی تو خود رائے دینے کی تکلیف نہ کرو۔ ہم ذی رائے عقلمندوں کی رائے کے بغیر ہرگز پیش قدمی نہیں کریں گے۔ تم اس معاملے میں ہم سے گفتگو نہ کرو۔ جس میں ہم نے تم سے کوئی بات نہیں کی ہے۔

جاسوسوں کی روانگی اور دشمن سے مڈ بھیڑ

پھر حضرت سعدؓ نے طلیحہ اور عمرو کو گھڑ سواروں کے بغیر جاسوسی اور دشمن کی خبریں معلوم کرنے کیلیے روانہ کیا اور سواد اور حمیضہ سو سو سپاہیوں کو لے کر چلے اور انھوں نے دونوں دریاؤں کے قریب غارت گری کی۔ حضرت سعدؓ نے ان کو علاقے میں مزید اندر تک جانے سے منع کردیا تھا۔ ادھر رستم کو بھی یہ خبر معلوم ہوگئی تو اس نے گھڑ سواروں کا ایک دستہ فوری طور پر ان سے نمٹنے کے لیے روانہ کیا۔ دوسری طرف حضرت سعدؓ کے علم میں جب یہ بات آئی کہ ان کے بھیجے ہوئے سوار دستے دشمن کے علاقے میں اندر تک گھس گئے ہیں تو انہوں نے عاصم بن عمرو اور جابر الاسدی کو بلا کر ان کی تلاش میں انہی کے پیچھے روانہ کیا اور ساتھ ہی عاصم کو یہ ہدایت بھی دیدی کہ اگر لڑائی شروع ہوجائے تو ان سب کے سردار تم ہوگے۔ لہذا یہ روانہ ہوئے اور انہوں نے دونوں دریاؤں اور اصطیمیا کے درمیان ان کو پالیا۔ جبکہ اہل فارس کے دستوں نے ان کا گھیراؤ کرلیا تھا اور وہ ان سے جان خلاصی کی فکر میں تھے۔ اس وقت سواد نے حمیضہ سے کہا کہ تم دو کاموں میں سے ایک کو اختیار کرلو۔ یا تو تم ان کے مقابلے میں ٹھہر جاؤ اور میں مال غنیمت لے کر واپس ہوجاتا ہوں یا میں ان کو سنبھالتا ہوں اور تم مال غنیمت لے جاؤ۔ جواباً حمیضہ نے کہا کہ تم ان کا مقابلہ کرو اور ان کو مجھ سے روکو میں غنیمت کا مال پہنچاتا ہوں۔ پس سواد مقابلے کے لیے رک گئے اور حمیضہ وہاں سے چلے گئے اور واپسی میں ان کو عاصم بن عمرو کا دستہ نظر آیا

جس کو وہ اہل فارس کا دوسرا دستہ خیال کر کے راستہ بدل کر جانے لگے لیکن جب قریب آنے پر پہچان لیا تو دوبارہ اسی راستے پر چل پڑے۔ اور عاصم سواد کی طرف چل پڑے اس وقت ترک اہل فارس ان کے کچھ حصے کو نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ لیکن عاصم کو دیکھتے ہی انہوں نے راہ فرار اختیار کی اور لوٹا ہوا مال بھی چھوڑ گئے۔ لہذا مسلمان فتح، مال غنیمت اور سلامتی کے ساتھ حضرت سعدؓ کے پاس پہنچ گئے۔

طلیحہ اور عمرو

طلیحہ اور عمرو باہر روانہ ہوئے۔ طلیحہ کا کام رستم کے لشکر سے تھا جبکہ عمرو کے ذمہ جالینوس کا لشکر تھا۔ طلیحہ بغیر لشکر کے، جبکہ عمرو کچھ سپاہی لے کر چلے تھے۔ حضرت سعدؓ نے قیس بن ہبیرہ کو ان دونوں کے پیچھے روانہ کیا اور ساتھ ہی یہ ہدایت بھی دی کہ اگر جنگ کی نوبت آ جائے تو ان کے سپہ سالار تم ہو گے۔ حضت سعدؓ دراصل طلیحہ کو نیچا دکھانا چاہتے تھے کیونکہ انھوں نے آپ کی بات نہ مانی تھی جب کہ عمرو نے آپ کی اطاعت کی تھی۔

قیس و عمرو کی چپقلش

قیس روانہ ہوا راستے میں ان کو عمرو ملے قیس نے طلیحہ کے متعلق دریافت کیا تو عمرو نے لاعلمی کا اظہار کیا کہ میں انکے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ پھر جب وہ جوف کی طرف سے نجف پہنچے تو قیس نے عمرو سے دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ جواب میں عمرو کہنے لگے میرا ارادہ ہے کہ انکے لشکر سے قریبی حصہ پر غارت ڈالوں۔ قیس نے کہا صرف اتنے تھوڑے سپاہیوں کے ساتھ؟ وہ کہنے لگے کہ ہاں۔ قیس نے خدا پاک کی قسم کھاتے ہوئے تاکید کے ساتھ کہا کہ میں تم کو ہرگز ایسا نہیں کرنے دونگا۔ کیا مسلمانوں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام لیا جائے گا۔ عمرو کہنے لگے تمھارا اس سے واسطہ؟ قیس نے کہا مجھے حضرت سعدؓ نے تمھارا امیر بنایا اور اگر میں امیر نہ بھی ہوتا تو بھی میں تمھیں یہ کام نہ کرنے دیتا۔ ساتھ ہی اسود ابن یزید اور دیگر چند آدمیوں نے اس بات کی گواہی بھی دے دی کہ اکٹھا ہونے کی صورت میں حضرت سعدؓ نے قیس کو عمرو اور طلیحہ پر امیر مقرر کیا ہے۔ اس پر عمرو نے کہا اے قیس اللہ کی قسم جب تم مجھ پر امیر ہو گے تو وہ بڑا برا زمانہ ہو گا مجھے یہ تمھارے امیر ہونے سے زیادہ پسند ہے کہ میں تمھارے مذہب سے نکل کر اپنے گذشتہ دین کی طرف لوٹ جاؤں اور اس کے لیے لڑتے ہوئے میری موت آ جائے اور اگر تمھارے امیر نے دوبارہ اس قسم کا سلوک کیا تو ہم ضرور اس کو چھوڑ دیں گے۔

قیس نے کہا کہ تمھیں اس مرتبہ کے بعد اس کا اختیار ہے لیکن ابھی میرے ساتھ واپس لوٹو۔ چنانچہ دونوں کی اپنے اپنے سواروں اور سپاہیوں کے ساتھ واپسی ہوئی اور حضرت سعدؓ کے پاس آ کر دونوں ایک دوسرے کی شکایت کرنے لگے۔ قیس نے عمرو کی نافرمانی کا شکوہ کیا جبکہ عمرو نے کہا کہ قیس کا رویہ بہت سخت تھا۔

قیس و عمرو کی چپقلش

حضرت سعدؓ عمرو سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے اے عمرو میں خیریت اور سلامتی کو اس بات سے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ ہزار افراد کو قتل کر کے سو مسلمان شہید ہو جائیں۔ کیا تم صرف سو آدمیوں کے ساتھ اہل فارس کے مقابلہ میں اترنا چاہتے ہو اور ان سے لڑنے کے خواہش مند ہو کیا تم جنگ کے معاملات میں مجھ سے زیادہ ذی فہم ہو؟ عمرو نے کہا بے شک بات وہی ہے جو آپ کہہ رہے ہیں۔

طلیحہ کی جراتمندی

حضرت طلیحہ اپنے مطلوبہ لشکر کی جانب روانہ ہوا اور چاند کی روشنی میں لشکر کے اندر گھس گیا۔ اور ایک سپاہی کے خیمہ کی طنابیں توڑ کر خیمہ اس کے اوپر گرا دیا۔ اور اسکے گھوڑے پر قبضہ کر کے بھگا لائے۔ یہاں سے نکل کر چلے او رراستہ میں ذوالحاجب کے لشکر پر سے گذر ہوا یہاں پر بھی انہوں نے اسی طرح کی کاروائی کی ایک سپاہی کے خیمہ کو گرا کر اس کے گھوڑے کو کھول لیا۔ اس کے بعد آگے جالینوس کے لشکر میں داخل ہوئے اور ادھر بھی ایک شخص کے خیمہ کو گرا کر اس کے گھوڑے کو اپنے ساتھ لے گئے۔ یہاں سے وہ چل کر خوارۃ نامی مقام پر پہنچے۔ ادھر نجف والا سپاہی اور اسی طرح ذوالحاجب اور جالینوس کے لشکر والے سپاہی ان کی تلاش میں نکل پڑے اور بترتیب ان کے پاس پہنچے کہ جالینوس کا سپاہی سب سے پہلے اور اس کے بعد ذوالحاجب کا سپاہی پہنچا۔ حضرت طلیحہ نے دونوں کو قتل کر دیا۔ آخر میں نجف والا سپاہی بھی پہنچا تو انہوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور واپس آ کر حضرت سعدؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

سپاہی کا اسلام لانا

اس سپاہی نے لشکر کے تمام حالات بتائے اور پھر مسلمان ہو گیا۔ اس کا نام حضرت سعدؓ نے مسلم رکھا۔ یہ پھر مستقل حضرت طلیحہ کے ساتھ زندگی گزارنے لگا اور ان تمام جنگوں میں ان کے ساتھ اس نے بھی شرکت کی۔

مسلمانوں کے عجمی معاون

سری، شعیب، سیف، عمرو بالترتیب ابوعثمان النہدی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت سعدؓ کو فارس کی طرف روانہ کرتے وقت ان سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر وہ کسی چشمے وغیرہ کے قریب کسی طاقتور بہادر سردار کے پاس سے گذریں تو اس کو روانہ کر دیا کریں اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اسکو اپنے لیے ہی منتخب کر لیا کریں۔ پس حضرت سعدؓ بارہ ہزار سپاہیوں کو ساتھ لے کر حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق قادسیہ آ گئے۔ بعض اہل فارس نے مسلمانوں کے ساتھ اچھا معاملہ کیا اور انکی مدد کی۔ ان میں سے کچھ نے لڑائی شروع ہونے سے قبل ہی اسلام قبول کر لیا اور بعض جنگ کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان لوگوں کا مال غنیمت میں بھی حصہ رکھا گیا اور جو وظیفہ قادسیہ والوں کے لیے مقرر کیا گیا وہی وظیفہ یعنی دو دو ہزار ان لوگوں کے لیے بھی مقرر کیا گیا۔ ان لوگوں نے عرب کے سب سے مضبوط قبیلہ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے قبیلہ تمیم سے اپنے دوستانہ تعلقات استوار کر لیے تھے۔

رستم کے لشکر کی خیر خبر

جب رستم نے نزدیک آ کر نجف کے مقام پر پڑاؤ ڈالا تو حضرت سعدؓ نے لشکر میں سے چند افراد کو اسی کی طرف معلومات حاصل کرنے کے لیے روانہ فرمایا اور ان کو یہ ہدایت دی کہ وہ کسی شخص کو پکڑ کر اس سے فارسی لشکر کے متعلق معلومات حاصل کریں۔ چنانچہ معمولی سے اختلاف کے بعد یہ لوگ روانہ ہوئے۔ جب کہ سرداران لشکر کا اس بات پر اتفاق ہو گیا تھا کہ جاسوسی کرنے والا یہ گروہ ایک تا دس افراد پر مشتمل ہونا کافی اور مناسب ہے۔ تو حضرت سعدؓ طلیحہ اور عمرو دونوں کو پانچ پانچ افراد کے ساتھ بھیجا۔ یہ اسی صبح کا واقعہ ہے جب رستم نے جالینوس اور ذوالحاجب کو نجف سے پیش قدمی کرنے کا حکم دیدیا تھا۔ اور مسلمانوں کو انکے نجف سے آگے بڑھنے کی اطلاع نہیں پہنچی تھی۔

عجم کا خفیہ پیش قدمی کرنا

لہذا جیسے ہی ان (جاسوس گروہ کے) لوگوں نے چند میل کا فاصلہ طے کیا ان کو دشمن کے اسلحہ خانے اور دیگر سازو سامان دکھائی دینے لگا۔ جو اتنی کثرت میں تھے کہ انہوں نے زمین کو بھر دیا تھا۔ اس صورتحال کو دیکھ کر بعض کہنے لگے کہ اپنے امیر (حضرت سعدؓ) کے پاس واپس چلو اس لیے کہ انہوں نے تم کو اس وقت بھیجا تھا جبکہ ان کا خیال یہ تھا کہ دشمن ابھی نجف میں ہی پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔ لہذا اب ہمیں امیر کو ان حالات سے مطلع کرنا چاہیئے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ جلدی واپس چلو کہیں دشمن کو تمھارے بارے میں علم نہ ہو جائے۔

طلیحہ و عمرو کا اختلاف

پس عمرو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ تم نے سچ کہا اور طلیحہ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم نے غلط کہا۔ تمھیں صرف دشمن کی روانگی کی خبر دینے کے لیے نہیں بھیجا گیا ہے بلکہ تمھیں تو مکمل حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ ساتھیوں نے پوچھا کہ آخر آپ کا مقصد کیا ہے؟ طلیحہ نے جواب میں کہا کہ میں دشمن کا مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ مارا جاؤں۔ اس پر ان کے ساتھیوں نے ان کو غداری کا الزام دیا اور کہا کہ عکاشہ بن محصن کے قتل کے بعد تمھیں کامیابی نہیں مل سکتی۔ لہذا تم ہمارے ساتھ واپس چلو۔ لیکن طلیحہ کو اپنی بات پر اصرار رہا۔ اسی دوران حضرت سعد کو دشمن کے کوچ کی خبر ملی تو انہوں نے قیس بن ہبیرہ کو ایک سو افراد دے کر بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ جب انکی ملاقات مسلمانوں کے دستے سے ہو جائے تو ان کے امیر بھی وہی ہونگے۔ قیس ان لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ وہ لوگ الگ الگ ہو چکے تھے۔

جب حضرت عمرو نے قیس کو آتے ہوئے دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے ان کے سامنے بہادری کا اظہار کرو اور یہ دکھاؤ کہ وہ غارت گری کا ارادہ کر رہے ہیں۔ لہذا وہ ان سب کو لے کر لوٹ آئے۔ مگر طلیحہ وہاں سے آگے جا چکے تھے۔ عمرو اور قیس وغیرہ کی جماعت نے واپس آ کر حضرت سعد کو دشمن کے کے قریب آنے کی خبر دیدی۔

طلیحہ اور رستمی لشکر

ادھر حضرت طلیحہ چلتے رہے اور پانی کے چشموں پر سے گذرتے ہوئے رستم کے لشکر میں گھس گئے۔ وہاں پر رات بھر چکر لگاتے رہے اور خوب غور سے جائزہ لیتے رہے حتیٰ کہ جب رات کا آخری پہر آ گیا تو انہوں نے اپنے گمان کے مطابق لشکر کے ایک بہترین سپاہی کو تاڑا اور اس کے پاس آ کر اس کا گھوڑا دیکھا جو کہ دشمن کے گھوڑوں میں ایک امتیازی شان رکھتا تھا اور اس کا سفید خیمہ بھی بڑا شاندار تھا۔ پس انہوں نے تلوار کی لگام کاٹ ڈالی اور اس کو اپنے گھوڑے کی لگام کے ساتھ باندھ کر بھگا لے گئے۔

دشمن کا تعاقب کرنا

اسی دوران دشمن کے سپاہیوں نے ان کو بھاگتا ہوا دیکھ لیا اور انکے پیچھے تابع و سرکش ہر طرح کے گھوڑوں پر سوار ہو کر نکل پڑے۔ بعض نے تو اتنی جلد کی کہ گھوڑے پر بغیر زین رکھے ہی سوار ہو گئے۔ اور ان کا تعاقب شروع کر دیا۔ اسی میں صبح ہو گئی۔ دشمن کا ایک سپاہی گھوڑا دوڑاتے ہوئے ان کے قریب پہنچ گیا۔ جب اس نے آگے سے آ کر نیزے

سے طلیحہ پر وار کرنا چاہا تو انہوں نے فوراً اس کے گھوڑے کو بدکا دیا جس سے وہ فارسی سپاہی سیدھا انکے آگے گر پڑا۔ طلیحہ نے فی الفور نیزہ اس کی پشت میں گاڑ کر اس کو ٹھکانے لگا دیا۔ اسی اثناء میں دوسرا شہسوار بھی آ پہنچا۔ طلیحہ نے اس کا بھی وہی حشر کیا جو پہلے کا کیا تھا۔ کچھ وقفہ کے بعد تیسرا بھی وہاں پہنچا جب اس نے اپنے دونوں چچازاد بھائیوں کی لاشیں پڑی ہوئی دیکھیں تو اس کا جوش غضب مزید فزوں تر ہو گیا۔ جب طلیحہ کے قریب پہنچ کر اس نے ان کو نیزہ مارنا چاہا تو اسی وقت طلیحہ نے اس کے گھوڑے کو بھی بدکا کر گرا دیا اور وہ بھی ان کے سامنے آ پڑا۔ طلیحہ نے اس پر دوبارہ حملہ کیا اور ساتھ ہی اس کو گرفتاری پیش کرنے کا بھی کہا۔ جب اس سپاہی نے یہ بھانپ لیا کہ عدم گرفتاری کی صورت میں قتل یقینی ہے تو اس نے گرفتاری دیدی۔ حضرت طلیحہ نے اس کو اپنے آگے آگے دوڑنے کا حکم دیا اور پھر روانہ ہونے لگے تو اتنے میں لشکر کے دیگر سپاہی بھی وہاں پیچھا کرتے ہوئے پہنچ گئے اور انہوں نے یہ معاملہ دیکھا کہ لشکر کے دو شہسوار مارے جا چکے ہیں اور تیسرے کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

اس وقت طلیحہ ان کے لشکر کے نزدیک پہنچ چکے تھے لیکن وہ سب ان کے راستے سے ہٹ گئے۔ طلیحہ آگے بڑھ کر انکے لشکر میں پہنچ گئے جبکہ وہ لشکر کو منظم کرنے میں مصروف تھے طلیحہ نے ان کو دھکا دیا جس پر تمام لشکریوں نے ان کو راستہ دیدیا اور طلیحہ سیدھے حضرت سعدؓ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

حضرت سعدؓ سے گفتگو

حضرت سعدؓ نے ان سے حالات معلوم کیے جس پر حضرت طلیحہ نے فرمایا کہ میں دشمن کے لشکروں میں گھس گیا تھا اور وہاں پوری رات چکر کاٹ کر خوب غور غور سے دیکھتا رہا اور پھر اپنے اندازے کے مطابق ان کے اعلیٰ سپاہی کو پکڑ کر لے آیا ہوں۔ میرا فیصلہ مکمل صحیح تھا یا غلط؟ آپ کو اس شخص سے معلوم ہو سکتا ہے۔

حضرت سعدؓ نے ترجمان کی مدد سے ایرانی سپاہی سے گفتگو شروع کی تو اس ایرانی نے کہا کہ اگر میں سچ سچ عرض کروں تو کیا مجھے جان کی امان مل جائے گی۔ حضرت سعدؓ نے جواب دیا کہ بے شک ہم جنگ میں سچ بولنے کو جھوٹ سے زیادہ پسند کرتے ہیں۔

طلیحہ کی بہادری، گرفتار سپاہی کا بیان

اس پر اس ایرانی سپاہی نے کہنا شروع کیا کہ میں اس سے قبل کے آپ کو اپنی معلومات سے آگاہ کروں۔ سب سے پہلے تو میں آپ کو آپ کے اس ساتھی کے متعلق بتاتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں بہت سی لڑائیوں میں شرکت کی ہے اور ان میں بہادری کے جوہر بھی دکھائے ہیں۔ میں نے بے شمار جری بہادروں کے قصے بھی سنے ہیں۔ اور زمانہ طفولیت سے لے کر اس عمر تک بڑے بڑے بہادروں سے براہ راست ملاقات بھی کی ہے۔ لیکن آج تک میں نے نہ کبھی اپنی آنکھوں سے دیکھا اور نہ ہی کانوں سے سنا کہ کوئی ایسا بھی جری شخص ہو سکتا ہے جو ایسے دو خطرناک لشکروں کو عبور کرے جس میں سے گزرنے کا بڑے بڑے بہادر تصور نہ کر سکتے ہوں۔ جس لشکر میں ستر ہزار سپاہی موجود ہوں اور ہر ایک سپاہی کی خدمت کے لیے پانچ تا دس ملازم مقرر ہوں۔

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ یہ شخص وہاں داخل ہو کر ایسے ہی نہیں نکل آیا جیسے کہ داخل ہوا تھا بلکہ اس نے شہسواران لشکر کا ساز و سامان چھین لیا اور ان کے زخمیوں کو گرا ڈالا۔ ہم نے اس کو دیکھ لیا اور اس کے تعاقب میں نکل پڑے۔ جب اس کے قریب پہلا شہسوار پہنچا جو اکیلا ایک ہزار سواروں کے برابر شمار کیا جاتا تھا تو اس نے اس کو ٹھکانے لگا

دیا۔ اس کے بعد اس کی مثل دوسرا شہسوار اس کے مقابلہ پر آیا تو اس نے اسے بھی موت کے گھاٹ اتار ڈالا۔ تیسرے نمبر پر میں بذات خود اس کے مقابلے پر آیا اور میں نہیں سمجھتا کہ میرے بعد لشکر میں میرے ہم پلہ کوئی شہسوار اور بھی باقی ہوگا۔ میرے دل میں ان دونوں مارے گئے سواروں کے انتقام کی آگ شعلہ زن تھی اس لیے کہ وہ دونوں میرے چچازاد بھائی تھے۔ لیکن واضح طور پر موت دکھائی دینے پر میں نے گرفتاری دے کر قید کو قبول کر لیا۔

اسکے بعد ایرانی سپاہی نے فارسی لشکر کے متعلق یہ معلومات فراہم کیں کہ اس کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے جبکہ اتنے ہی تعداد میں انکے خدام اور نوکر چاکر اسکے علاوہ ہیں۔ بعد میں یہ شہسوار مشرف بہ اسلام ہوا اور اس کا نام حضرت سعدؓ نے مسلم رکھا۔ اس نے حضرت طلیحہ کے ساتھ زندگی گزارنی شروع کر دی۔

وہ یہ کہا کرتا تھا کہ تم (مسلمان) کبھی شکست نہیں کھا سکتے جب تک کہ وفاداری، سچائی، حُسن معاملہ اور غم خواری و ہمدردی جیسے اوصاف جمیلہ تمھارے اندر موجود ہیں۔ اب مجھے فارس والوں کے ساتھ زندگی گزارنے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

اس ایرانی شہسوار نے بھی اس دور میں جنگوں میں بڑھ چڑھ کر جوہر دکھلائے۔

عظیم الشان دستہ

سری، شعیب، سیف، محمد بن قیس بالترتیب موسیٰ بن طریف سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے قیس بن ہبیرہ الاسدی سے کہا کہ اے ذی عقل یہاں سے روانہ ہو جاؤ اور خوب سمجھ لو کہ اس وقت تک دنیا کی کوئی بھی شے تمھاری لائق توجہ نہیں جب تک کہ تم دشمن کی خبریں لے کر میرے پاس نہ آ جاؤ۔ یہ حکم سن کر قیس روانہ ہو گئے۔ اور انہوں نے عمرو بن معدیکرب اور طلیحہ کو آگے بھیجا، جب قیس پل کے سامنے پہنچنے کے بعد تھوڑا ہی آگے بڑھے تو انکو پل کے سامنے اہل فارس کا عظیم الشان شہسوار دستہ نظر آیا جو کہ اپنے لشکر سے روانہ ہو رہا تھا۔ دراصل اس وقت رستم نے نجف سے کوچ کیا تھا اور وہاں سے چل کر ذوالحاجب کے مقام پر پڑاؤ ڈال رہا تھا، دوسری طرف جالینوس نے بھی اپنے مقام سے کوچ کر کے طیزناباذ کا رخ کیا اور وہاں قیام کر لیا، اور ذوالحاجب اپنے مقام سے چل کر جالینوس کے چھوڑے ہوئے مقام پر فروکش ہو گیا، اور یہ عظیم الشان سواروں کا دستہ جالینوس نے ہی طیزناباذ پہنچ کر آگے روانہ کیا تھا۔

اہل فارس سے پہلی جھڑپ

حضرت سعد کے عمرو اور طلیحہ کو قیس کے ساتھ بھیجنے کی وجہ دراصل عمرو کی ایک بات تھی جو انہوں نے گذشتہ موقع پر قیس بن ہبیرہ سے کہی تھی کہ اے مسلمانو: اپنے دشمنوں سے قتال کرو۔ لہذا جنگ شروع ہو گئی تھی اور کچھ دیر کے لیے ان کو بھگا دیا گیا جس کے بعد پھر قیس نے ان پر حملہ کیا تو وہ شکست سے دوچار ہو گئے۔ بارہ آدمی اسکے مارے گئے جبکہ تین کو گرفتار کر لیا گیا۔ ساتھ ہی مال غنیمت بھی کافی مقدار میں حاصل ہوا۔ یہ تمام سامان لے کر مسلمان حضرت سعدؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو تمام احوال سے مطلع کیا۔

حضرت سعدؓ کی گفتگو

حضرت سعدؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ یہ تم لوگوں کے لیے ایک خوشخبری ہے، جب اگلے موقع پر تمھارا مقابلہ انکے بڑے بڑے لشکروں سے ہوگا تو ان کو بھی انشاء اللہ اسی طرح شکست سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جیسا کہ یہ ہوئے ہیں۔

پھر حضرت سعدؓ نے عمرو اور طلیحہ کو بلا کر ان سے قیس کے متعلق دریافت کیا کہ تم نے قیس کو کیسا پایا؟ جواب

میں طلیحہ نے کہا کہ ہم نے ان کو ہم سب سے زیادہ بہادر پایا۔ اسکے بعد حضرت سعدؓ نے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ پاک نے ہم کو دین اسلام کے سبب نئی زندگی بخشی ہے۔ اور جو دل مردہ ہو چکے تھے ان میں زندگی کی نئی روح پھونک دی میں تم کو اس بات سے ڈراتا ہوں کہ تم جاہلیت کی باتوں کو اسلام کی تعلیمات پر ترجیح دینا شروع کر دو کہ پھر تمھارے دل مردہ ہو جائیں گے اور تم ابھی زندہ ہو گے۔ تم احکامات کے مطابق سر تسلیم خم کر دو اور مکمل تعمیل کرو اور لوگوں کے حقوق کو پہچانو کیونکہ آج تک لوگوں نے اس قوم کی مانند قوم میں نہیں دیکھیں ہیں کہ جس کو خداوند قدوس نے اسلام کے ذریعے عزت کی بلندیوں تک پہنچایا ہو۔

ایرانی فوج کی نقل وحرکت

سری نے شعیب کے حوالے سے مجھے لکھا اور وہ سیف، وہ محمد، طلحہ، عمرو، زیاد، مجالد، سعید بن المرزبان سے روایت کرتے ہیں کہ رستم نے سیلحین کے مقام پر پڑاؤ ڈالنے کے اگلے دن جالینوس اور ذوالحاجب کو آگے بھیجا، جالینوس نے روانہ ہو کر زہرہ کے سامنے پل کے نزدیک پڑاؤ ڈالا اور ذوالحاجب نے جالینوس کی جگہ طیزناباذ میں قیام کیا اور رستم خرارۃ کے مقام پر ذوالحاجب کی جگہ فروکش ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے ذوالحاجب کو آگے بھیج دیا۔ عتیق میں پہنچنے کے بعد اس نے بائیں طرف رخ کر لیا اور قیس کے نزدیک پہنچنے پر اس نے خندق کھودی۔ ادھر جالینوس نے بھی روانہ ہو کر اسی مقام پر پڑاؤ ڈال دیا۔

اسلامی اور ایرانی لشکر پر اجمالی نظر

حضرت سعدؓ کے لشکر کے کئی حصے تھے جس میں ہراول دستہ یعنی مقدمۃ الجیش کے کمانڈر زہرہ بن الحویۃ تھے اور داہنے اور بائیں حصے پر عبداللہ بن المعتم اور شرحبیل بن السمط الکندی متعین تھے۔ گھڑ سوار دستے کے سالار عاصم بن عمرو تھے، اسی طرح تیر انداز اور پاپیادہ دستوں کی سرداری بھی ایک ایک کمانڈر کے سپرد تھی۔ جبکہ جاسوسی اور دشمن کی خبریں حاصل کرنے والی جماعت کے کمانڈر سواد بن مالک تھے۔!

ادھر رستم کے لشکر کے ہراول دستے کا کمانڈر جالینوس تھا۔ جبکہ لشکر کے داہنے اور بائیں حصے پر ہرمزان اور مہران کو مقرر کیا گیا تھا۔ گھڑ سوار دستے کا سالار ذوالحاجب تھا۔ اور جاسوس جماعت کا سردار بیزران کو مقرر کیا گیا تھا۔ جبکہ پاپیادہ فوج کا کمانڈر زاد بن بہیش تھا۔

رستم کی لشکر کشی اور نجومی کا خواب

رستم نے عتیق پہنچنے کے بعد اسلامی لشکر کے سامنے قیام کیا اور وہاں سپاہیوں کو اتارنا شروع کیا۔ چنانچہ سپاہی شامل ہوتے رہے اور مسلسل اترتے رہے۔ حتی کہ ان کو اتارتے اتارتے شام ہو گئی اور پورا دن گذر گیا کیونکہ لشکر بہت کثیر تعداد میں تھا۔ اسی بناء پر ایرانی لشکر نے وہیں پر رات گذاری لیکن اس دوران اسلامی لشکر نے ان سے کسی قسم کی کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کی۔

سعید بن المرزبان کہتے ہیں کہ رات گذارنے کے بعد جب صبح سورج طلوع ہوا تو رستم کے نجومی نے رستم کے پاس حاضری دی اور اپنا رات کے وقت دیکھا ہوا خواب اس سے بیان کیا کہ

''میں نے آسمان میں ایک ایسا ڈول دیکھا کہ جس کا پانی الٹ دیا گیا تھا، دوسری طرف میں نے

ایک مچھلی دیکھی جو پایاب پانی میں تڑپ تڑپ کر جان دے رہی تھی۔ اسی طرح مجھے شتر مرغ بھی نظر آئے اور پھول کو دیکھا جو اپنی رعنائیوں کے ساتھ کھل رہا تھا۔

رستم یہ خواب سن کر پریشان لہجے میں کہنے لگا کہ تم نے اس خواب کا تذکرہ کسی اور سے تو نہیں کیا؟ نجومی نے کہا کہ نہیں۔ یہ سن کر رستم نے اس کو ہدایت دی کہ اسی کو کسی سے بیان نہ کرنا بلکہ پوشیدہ ہی رکھنا۔

رستم کی پریشانی

سری نے مجھے شعیب کے حوالہ سے لکھا کہ وہ سیف، مجالد اور شعبی سے بالترتیب نقل کرتے ہیں کہ رستم کو علم نجوم میں بھی مہارت تھی۔ اسے بھی مختلف خواب نظر آتے تھے جس پر وہ پریشان ہو کر رہ جاتا تھا۔ جب رستم کوفہ کے نزدیک پہنچا تو وہاں اس کو خواب نظر آیا کہ حضرت عمرؓ تشریف لائے اور ایرانی لشکر میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھی ایک فرشتہ تھا جس نے لشکر کے تمام ہتھیاروں کو مہر بند کر کے باندھا اور پھر حضرت عمر کے سپرد کر دیا۔

رستم کے ہاتھی اور اسکا پیغام

سری نے شعیب کے حوالے سے مجھے لکھا کہ وہ سیف سے، وہ اسمٰعیل بن ابی خالد اور قیس بن ابی حازم سے نقل کرتے ہیں۔ قیس نے جنگ قادسیہ میں بذات خود شرکت کی تھی، رستم کے لشکر میں ہاتھی بھی تھے جن کی تعداد اٹھارہ تھی جبکہ جالینوس کے پاس پندرہ ہاتھی تھے۔

سری، شعیب، سیف، مجالد، بالترتیب شعیب سے نقل کرتے ہیں کہ قادسیہ کی لڑائی میں رستم کے پاس تیس ہاتھی تھے۔ جبکہ سری، شعیب، سیف، سعید بن المرزبان بالترتیب ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ رستم کے پاس ۳۳ ہاتھی تھے۔ جن میں سے ایک سابور نامی سفید ہاتھی بھی تھا باقی تمام ہاتھی اس سے انسیت رکھتے تھے اور یہی ہاتھی ان سب ہاتھیوں سے بڑا اور سب سے زیادہ پرانا تھا۔

سری، شعیب، سیف، نفر، ابن رفیل بترتیب سند رفیل سے نقل کرتے ہیں کہ رستم کے لشکر میں ۳۳ ہاتھیں تھے جن میں سے لشکر کے درمیان (قلب میں) ۱۸ جبکہ داہنے اور بائیں جانب ملا کر پندرہ ہاتھی تھے۔

سری، شعیب، سیف، بالترتیب سند مجالد، سعید، طلحہ، عمرو اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ جب رستم نے عتیق کے مقام پر رات گذاری تو صبح اٹھنے کے بعد گھوڑے پر سوار ہوا اور لشکر اسلام کی طرف دیکھتے ہوئے پل کی طرف چڑھا۔ یہاں پر لوگ جمع تھے۔ رستم نے ان کے سامنے پل کے قریب کھڑے ہو کر لشکر اسلام کی طرف ایک سپاہی بھیجا اور اسکے ہاتھ یہ پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس کسی آدمی کو بھیجو تا کہ ہم اس سے گفت وشنید اور مذاکرات کریں۔ رستم کا یہ پیغام زہرہ نے حضرت سعدؓ تک پہنچایا اور انہوں نے مغیرہ بن شعبہ کو رستم کی طرف روانہ کیا۔ مغیرہ کو زہرہ نے جالینوس تک پہنچا دیا اور جالینوس کے ذریعے سے وہ رستم تک پہنچ گئے۔

رستم کی کیفیت اور زہرہ سے گفتگو

سری نے مجھے شعیب کے حوالے سے لکھا اور شعیب، سیف، نضر، ابن رفیل بترتیب سند رفیل سے نقل کرتے ہیں کہ رستم نے مقام عتیق میں پڑاؤ ڈالنے کے بعد رات گذاری اور صبح کو سوچ وفکر کرتے ہوئے اور اندازے لگاتے ہوئے علاقے کا جائزہ لینا شروع کیا۔ وہ عتیق سے خفان کی طرف چلتا گیا حتی کہ وہ لشکر اسلام کے موڑ تک پہنچنے کے بعد

اوپر چڑھ کر پل تک جا پہنچا۔ یہاں سے دشمن کے لشکر کا بغور جائزہ لیتا رہا۔ اسکے بعد وہ ایسی جگہ جا کھڑا ہوا جہاں سے اسلامی لشکر کا مزید اچھی طرح معائنہ کر سکے۔ پل پر کھڑے کھڑے اس نے زہرہ کے پاس قاصد روانہ کر کے پیغام بھیجا جس کے جواب میں زہرہ رستم کے پاس آ گئے۔ رستم کی خواہش یہ تھی کہ مسلمانوں سے صلح ہو جائے۔ اسی وجہ سے رستم نے مسلمانوں کے وہاں سے چلے جانے کی شرط پر زہرہ کو انعام کی پیشکش بھی کی۔

رستم کا خلاصہ کلام یہ تھا کہ تم (عرب) ہمارے پڑوسی ہو، اور تم میں سے ہی ایک معتد بہ جماعت ہمارے زیر حکومت تھی۔ ہم ان کے پڑوس ہونے کی بناء پر ان سے اچھا سلوک کرتے رہے۔ ان سے تکالیف و مشکلات کو دور کرتے رہے۔ ساتھ ساتھ ان کی حفاظت کا ذمہ بھی ہم نے لیا، ان کے بدوؤں، دیہاتیوں کو اپنے علاقوں اور چراگاہوں میں جانور چرانے کی اجازت بھی دیتے رہے۔ اور اپنی سلطنت سے ان کے غلے کا بھی انتظام کرتے رہے۔ ہم نے ان پر اپنے ملک اور حکومت میں کسی قسم کی تجارت کرنے پر پابندی بھی نہیں لگائی جس کی بناء پر تجارت ان کا ذریعۂ معاش بھی تھا۔

رستم اپنی اس گفتگو میں عربوں پر اپنے سابقہ احسانات جتلا کر دل میں صلح کا خواہش مند تھا لیکن اوپر سے اس کا اظہار نہیں کر رہا تھا۔

رستم کے جواب میں حضرت زہرہ نے اس سے کہنا شروع کیا کہ ''آپ کا کہنا بجا ہے اور ماضی میں بلا شبہ ایسے ہی ہوتا رہا ہے جیسے آپ کہہ رہے ہیں۔ مگر ہمارا معاملہ ان لوگوں سے مختلف ہے اور نہ ہی ہم وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جو ان کا ہوتا تھا۔ ہم آپ کے پاس دنیا طلبی کے لیے نہیں آئے، ہمارا مقصد تو آخرت ہے، بیشک ہم میں سے کچھ ایسے لوگ تھے جیسا کہ آپ ذکر کر رہے ہیں وہ آپ لوگوں کے ماتحت ہو کر آپ کی اطاعت کرتے تھے۔ عاجزی وانکساری و مسکنت کا اظہار کر کے آپ سے چیزیں مانگا کرتے تھے۔ کہ اسی دوران اللہ پاک نے ہماری جانب اپنے ایک رسول کو مبعوث فرمایا جنہوں نے ہم کو اپنے رب کی طرف بلایا۔ پس ہم نے ان کی اس دعوت پر لبیک کہا۔

اللہ پاک کا وعدہ

اللہ پاک نے اپنے نبی ﷺ سے یہ فرمایا کہ: میں نے اس ایمان لانے والی جماعت کو ان لوگوں پر غلبہ دیدیا ہے جو میرے اس دین کے آگے سرِ تسلیم خم نہیں کرتے، میں اس جماعت کے ذریعہ سے ان نہ ماننے والوں کو سزا دونگا۔ اور (یہ میرا وعدہ ہے کہ) میں ان (مسلمانوں) کو اس وقت تک غالب رکھوں گا جب تک کہ یہ اسی دین حق پر قائم رہیں گے۔ اور اس حق دین سے جو بھی اعراض کرے گا اس کو ذلت اٹھانی پڑے گی اور جو اس دین پر مضبوطی سے جما رہے گا وہ عزت کی بلندیوں پر پہنچے گا۔

دین اسلام کے متعلق سوال و جواب

یہ سننے کے بعد رستم نے حضرت زہرہ سے سوال کیا کہ وہ دین اور مذہب (جس کا تم ذکر کر رہے ہو) ہے کیا؟ (یعنی اس کی بنیادی باتیں کیا ہیں؟) حضرت زہرہ نے جواب دیا کہ اس مذہب اور دین کا بنیادی ستون کہ جس کے بغیر کوئی بھی عمل درست اور قابل قبول نہیں ہے وہ اس بات کی گواہی دینا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور ان احکامات کا اقرار کرنا اور ان کو مان لینا ہے کہ جو محمد ﷺ اللہ پاک کی جانب سے لائے ہیں۔

رستم نے کہا: یہ بات تو بہت ہی اچھی ہے۔ مزید اور بھی کوئی بات؟

حضرت زہرہ نے جواب میں فرمایا: اور (اس دین کا مقصود یہ ہے کہ) بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لے آنا بھی ہے۔

رستم کہنے لگا: یہ بھی اچھی بات ہے اسکے علاوہ اور کچھ؟

حضرت زہرہ فرمانے لگے: مزید یہ کہ دنیا میں تمام انسان ایک ہی ماں باپ آدم اور حوا علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ لہذا اسی رشتے سے وہ حقیقی بھائی ہیں۔

رستم نے کہا: یہ بھی کیا ہی اچھی بات ہے۔

پھر رستم نے اگلی بات یہ کہی کہ اگر میں اسی دین کو تسلیم کرلوں اور تمھاری اس دعوت کو قبول کرلوں اور میرے ساتھ میری قوم بھی ایمان لے آئے تو پھر تم کیا معاملہ کروگے؟ کیا تم واپس لوٹ جاؤ گے۔

زہرہ کہنے لگے: ہاں خدا کی قسم: اور اسکے بعد ہم تجارت یا کسی صنعت کے بغیر تمھارے ملک کے قریب بھی نہیں آئیں گے۔

رستم نے کہا: خدا کی قسم تم نے مجھ سے سچ کہا ہے۔ لیکن یہاں اہل فارس کا معاملہ یہ ہے کہ جب سے اردشیر نے حکومت سنبھالی ہے اس وقت سے یہ کسی کو اپنے مذہب اور دین سے باہر نہیں جانے دیتے۔ اور اگر کوئی ان کے طریقے سے باہر نکل جائے تو اس کو صحیح رستے سے ہٹنے اور شریفوں سے دشمنی کرنے والا کہتے ہیں۔

حضرت زہرہ کہنے لگے: ہم تمام انسانوں کے لیے سب سے بہتر لوگ ہیں ہم ہرگز ویسے نہیں ہوسکتے جیسا کہ آپ کہہ رہے ہو۔ ہم صرف اللہ پاک کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں اور جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے وہ ہمیں ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

مردانِ کار سے مجلس

حضرت زہرہ سے یہ تمام گفتگو کرنے کے بعد رستم واپس ہولیا۔ اور پھر اس نے فارس کے مردان کار اور بڑے لوگوں کو بلا کر ان سے اس بارے میں بات چیت کی۔ جواب میں ان سب نے ناپسندیدگی اور نفرت کا اظہار کیا تو رستم نے ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ اللہ تم کو دور کردے اور تم کو ذلت وخواری میں مبتلا کرے۔ اللہ نے ہم کو رسوا کردیا۔ یعنی اب ہماری رسوائی میں کوئی کسر نہیں رہ گئی ہے۔

اس واقعہ کو بیان کرنے والے راوی رفیل کہتے ہیں کہ جب رستم کی واپسی ہوئی تو میں حضرت زہرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام لے آیا۔ میں ان کا بازو اور معاون بھی بنا۔ اور انہوں نے میرے لیے اہل قادسیہ کے برابر وظیفہ کا بھی بندوبست فرمایا۔

حضرت سعد کا مشورہ اور قاصد کی روانگی

سری نے مجھے شعیب کے حوالے سے لکھا اور شعیب، سیف، بترتیب سند محمد، طلحہ، عمرو اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے مغیرہ بن شعبہ، بسر بن ابی رہم، عرفجہ بن ہرثمۃ، حذیفہ بن محصن، ربعی بن عامر، قرفہ بن زاہر التیمی، مذعور بن عدی العجلی، مضارب بن یزید العجلی اور معبد بن مرہ کی طرف ایک پیغام بھیجا (یہ عرب کے مدبرین اور سمجھ دار لوگوں میں سے تھے) اور ان سے یہ فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو فارس والوں کی طرف بھیجنے والا ہوں پس آپ کی رائے کیا ہے؟

جواباً ان حضرات نے عرض کیا: ہم آپ کے احکامات پر عمل کریں گے اور اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آ گیا جس میں آپ کی جانب سے کوئی ہدایت نہ ہو، تو ہم اس پر غور کر کے مسلمانوں کے لیے جو مفید اور مناسب راستہ ہوگا اسی کے مطابق ان سے گفتگو کریں گے۔

حضرت سعدؓ نے ان کی تائید کرتے ہوئے فرمایا: عقلمندوں کا یہی طریقۂ کار ہے بس اب آپ لوگ جانے کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔

یہ بات سننے کے بعد حضرت ربعی بن عامر کہنے لگے کہ ان فارس والوں میں خاص انداز کے آداب اور رسم و رواج ہیں۔ لہذا اگر ہم سب مل کر ان کے پاس گئے تو وہ یہ سمجھیں گے کہ ہماری نگاہوں میں ان کی بڑی حیثیت ہے لہذا آپ ایک آدمی سے زیادہ نہ بھیجیں۔ ربعی بن عامر کی اسی بات سے سب نے اتفاق کیا۔ تو حضرت ربعی نے اپنے کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ مجھے بھیج دو لہذا انہیں روانہ کر دیا گیا۔

ربعی بن عامر کی بطور قاصد رستم کی طرف روانگی

رستم کے محل کا جاہ و جلال

حضرت ربعی رستم کے پاس جانے کے لیے فارسی لشکر کی جانب روانہ ہوئے۔ پل پر جو سپاہی موجود تھے انہوں نے ربعی کو روک لیا اور رستم کو ان کے آنے کی خبر دی۔ جس پر رستم نے اہل فارس کے بڑوں اور سرداروں سے مشورہ کیا کہ ہم اس شخص کے ساتھ عزت کا معاملہ کریں۔ یا حقارت آمیز سلوک کریں؟ سب سرداروں نے بالاتفاق تحقیر ہی کا مشورہ دیا۔ لہذا انہوں نے قیمتی اور عمدہ قالین اور گدے بچھائے مکمل آرائش و زیبائش کا سامان کیا اور کسی قسم کی کوئی کسر اس میں نہ چھوڑی۔ رستم کے لیے سونے کا تخت بچھایا گیا۔ اور اس کو قالین بچھا کر اور سونے کے دھاگوں سے تیار کردہ تکیے لگا کر خوب مزین کیا گیا۔

ربعی کا رستم کے محل میں جانا

حضرت ربعی بن عامر گھنے اور لمبے بالوں والے چھوٹے قد کے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ ان کے ساتھ ان کی چمکتی ہوئی تلوار تھی جس پر ایک پھٹا پرانا کپڑا لپٹا ہوا تھا۔ اور ان کا نیزہ بھی ساتھ تھا جس کے مٹھی میں لینے کی جگہ کو اونٹ کی گردن کا پٹھا لگا کر مضبوط کیا گیا تھا۔ ساتھ میں ان کی ڈھال بھی تھی جو کہ گائے کی کھالوں سے تیار کی گئی تھی۔ اس کے اوپر ایک سرخ رنگ کا چمڑا تھا جو کہ (موٹائی میں) چپاتی کی طرح تھا۔ اور ساتھ ساتھ ان کی تیر کمان بھی تھی۔ حضرت ربعی اسی حالت میں جب رستم کے پاس پہنچے اور اس سے نزدیکی قالین تک پہنچے تو ان سے کہا گیا ''اترو لیکن وہ اپنے گھوڑے کو آگے بڑھا کر قالین کے بالکل اوپر لے آئے اور قالین کے اوپر ہی رک کر اترے اور دو تکیوں سے گھوڑے کو باندھ دیا جس سے دونوں تکیے پھٹ گئے۔ پھر انہوں نے رسی کو دونوں تکیوں میں ڈال کر گھوڑے کو باندھ دیا۔ اس تمام کاروائی کے باوجود وہاں موجود درباریوں کو منع کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ دراصل بات یہ تھی کہ رستم اور اسکے درباریوں نے ان کی تحقیر و تذلیل کا ارادہ کیا تھا جس کو حضرت ربعی نے بھانپ لیا۔ اور ان کو مزہ چکھانے اور انکی تدبیر کو ناکام بنانے کے لیے یہ ساری کاروائی کی۔

حضرت ربعی کا حلیہ

انکے اوپر انکی زرہ تھی، اور انکی قباء انکے اونٹ کا جھنہ تھی جس کو چاک کر کے انہوں نے گریبان بنا کر گلے میں ڈال لیا تھا۔ اور اس کو درمیان سے درخت کی چھال سے باندھ لیا تھا۔ انہوں نے اپنے سر کو ایک پٹی سے باندھ رکھا تھا جو کہ انکے اونٹ کے کجاوے کو کسنے والی رسی تھی۔ حضرت ربعی عرب کے ان لوگوں میں سے تھے جو گھنے بالوں والے کہلاتے تھے۔ انکے چار مینڈھیاں بنی ہوئی تھیں جو اوپر کی جانب اس طرح اٹھی ہوئی تھی جیسا کہ پہاڑی بکرے کے سینگ ہوں۔

ربعی اور مجوسیوں کی گفتگو

پھر ان لوگوں نے ان سے کہا کہ یہاں اپنے ہتھیار رکھ دیں۔ جواب میں حضرت ربعی نے جرات مندانہ لہجے میں جواب دیا کہ میں اپنی مرضی سے تمہارے پاس نہیں آیا ہوں کہ تمہارے حکم پر یہاں ہتھیار رکھ دوں۔ مجھے تم نے ہی بلایا ہے۔ اگر تم یہ نہیں چاہتے کہ میں اپنی مرضی کے مطابق آؤں تو میں یہیں سے واپس لوٹ جاتا ہوں۔

درباریوں نے رستم کو اس کی اطلاع دی۔ تو اس نے کہا اس کو آنے کی اجازت دیدو۔ کیونکہ وہ صرف ایک ہی آدمی تو ہے۔ چنانچہ حضرت ربعی یہاں سے اپنے نیزے کا سہارا لیتے ہوئے آگے بڑھے اس طرح کہ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہے تھے اور نیزے کی نوک سے قالین اور گدوں کو پھاڑتے چلے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے قالین اور گدے کو صحیح سالم نہ چھوڑا بلکہ ہر ایک کو خراب کر دیا اور پھاڑ کر رکھ دیا۔

جب اسی طرح چلتے ہوئے وہ رستم کے نزدیک پہنچے تو یہاں محافظین نے ان کو گھیر لیا۔ حضرت ربعی زمین پر بیٹھ گئے اور اپنے نیزہ کو قالین میں گاڑ دیا۔ جب ان لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تمہاری اس زیب و زینت کے سامان پر بیٹھنا صحیح نہیں سمجھتے۔

ربعی کی رستم کے محل میں دعوت

اسکے بعد رستم نے ان سے بات چیت شروع کی اور سوال کیا کہ تم لوگوں کو یہاں کیا چیز کھینچ لائی ہے؟ حضرت ربعی نے جواب دیا:

> اللہ نے ہمیں بھیجا ہے اور وہی ہم کو لایا ہے۔ تاکہ ہم ہر اس شخص کو کہ جس کو اللہ چاہے بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی بندگی میں لے آئیں اور دنیا کی تنگیوں سے نکال کر اسکی وسعتوں میں لے آئیں اور تمام مذاہب اور ادیان کے ظلم و ستم سے نکال کر اسلام کے عدل و انصاف میں لے آئیں۔ اس اللہ نے ہمیں اپنا دین دے کر اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہے تاکہ ہم اسکی مخلوق کو اسکے دین کی طرف بلائیں۔ پس جو ہماری اس دعوت کو قبول کر لے گا تو ہم اسی پر اکتفاء کر کے واپس لوٹ جائیں گے اور اسکو چھوڑ کر اس کا ملک بھی اس کے سپرد کر دیں گے۔ اور جو ہماری اس دعوت سے انکار کریں گے ہم ہمیشہ اس سے لڑتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ ہمارے ذریعہ سے اللہ کا وعدہ پورا ہو جائے۔

رستم نے دریافت کیا کہ اللہ کا وعدہ کیا ہے؟

حضرت ربعی نے جواب میں کہا جو کوئی اس دین کے انکار کرنے والوں کے ساتھ لڑائی لڑتے ہوئے شہید ہو جائے تو اسکے لیے اللہ کا وعدہ جنت ہے اور جو زندہ رہ جائے تو اسکے لیے فتح یابی اللہ کا وعدہ ہے۔

گفتگو کا حاصل

اس تمام گفتگو کے بعد رستم بولا میں نے تمھاری ساری بات سن لی ہے کیا تم اس معاملہ کو موخر کر سکتے ہو تا کہ ہم اور تم مزید غور کر سکیں۔ حضرت ربعی نے فرمایا کہ ہاں ہم تم کو ایک یا دو دن کی مہلت دے سکتے ہیں۔ رستم نے کہا نہیں، بلکہ ہم اپنے سمجھدار لوگوں اور قوم کے سرداروں سے خط و کتابت تک کی مہلت چاہتے ہیں حضرت ربعی نے فرمایا کہ ہمارے رسول ﷺ نے ہمارے لئے جو مہلت کا طریقہ مقرر کیا ہے اور جس راستہ پر ہمارے راہ نما چلتے رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم دشمنوں کو اپنے اوپر قابو نہ دیں اور لڑائی کے وقت تین دن سے زیادہ مہلت نہ دیں۔ چنانچہ ہم تم کو تین دن کی مہلت دے دیتے ہیں۔ ان میں آپ اپنے اور اپنی قوم کے بارے میں غور کر کے تین میں سے ایک بات کو پسند کر لیں۔

۱۔ آپ لوگ اسلام لے آئیں پس ہم آپ کا پیچھا چھوڑ دیں گے اور آپ کے ملک سے بھی ہمیں کوئی سروکار نہیں رہے گا۔

۲۔ آپ ہم کو جزیہ اور ٹیکس ادا کریں جسے قبول کر کے ہم آپ کی حفاظت کریں گے اور اگر آپ ہماری حفاظت اور امداد کی ضرورت محسوس نہ کریں گے تو ہم آپ کو اسی حال پر چھوڑ دیں گے اور اگر آپ کو ہماری حفاظت اور امداد کی ضرورت پیش آ گئی تو ہم آپ کی مدد کریں گے۔

۳۔ اگر مندرجہ بالا صورتوں میں سے کوئی بھی صورت منظور نہ ہو تو چوتھے دن آپ کے ساتھ لڑائی شروع ہو جائے گی۔ واضح رہے کہ ان تین دنوں میں ہماری طرف سے جنگ کی ابتداء نہیں کی جائے گی۔ لیکن اگر آپ لوگوں نے جنگ شروع کر دی تو پھر ہم بھی لڑنے پر مجبور ہونگے۔ میں اپنے تمام ساتھیوں اور تمام تر فوج کی طرف سے اپنے اس قول کی پاسداری کرانے کا ذمہ دار بھی ہوں۔

رستم نے پوچھا کیا آپ ان کے سردار ہیں۔ حضرت ربعی نے فرمایا نہیں۔ لیکن دراصل تمام مسلمان آپس میں ایک جسم کی مانند ہیں کہ ہر عضو کا دوسرے سے تعلق ہے۔ ایک ادنی مسلمان سپاہی بھی اپنے اعلی افسر کی جانب سے کسی کو امان دے سکتا ہے۔

رستم کا سرداران فارس سے مشورہ

یہ ساری گفتگو ہونے کے بعد رستم نے اہل فارس کے سرادوں کو الگ کر کے ان سے کہا ''اب تم کیا کہتے ہو؟ کیا تم نے آج تک اس آدمی کے کلام سے زیادہ صاف باعزت اور بے لاگ کلام سنا ہے؟ یہ سن کر وہ سردار کہنے لگے اللہ کی پناہ! کیا تم اس شخص کی باتوں کی طرف مائل ہونے لگے ہو اور کیا تم اپنے دین کو اس کتے کی وجہ سے چھوڑ دو گے؟ کیا تم نے اس کے کپڑے نہیں دیکھے؟ رستم نے کہا تمھارا ناس ہو۔ تم کپڑوں کی طرف نہ دیکھو، بلکہ اس کی رائے، گفتگو اور کردار پر غور کرو۔ کیونکہ عرب لباس اور کھانے پینے کی چیزوں کو خاطر میں نہیں لاتے بلکہ وہ اپنے نسبوں اور عزتوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ لباس میں تم جیسے نہیں اور نہ ہی وہ اسمیں تمھاری طرح عزت و ذلت کو دیکھتے ہیں۔

ربعی کا اسلحہ

اسکے بعد وہ لوگ حضرت ربعی کے ہتھیاروں کی جانب متوجہ ہوئے اور اس طرح دیکھنے لگے جیسے کہ ربعی ہتھیاروں کے معاملے میں تہی دامن اور ان سے بہت پیچھے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت ربعی نے ان سے کہا کیا تم مجھے اپنے ہتھیار دکھاؤ گے؟ یا پھر میں تمھیں اپنے ہتھیار دکھاؤں۔ یہ کہہ کر حضرت ربعی نے اپنے پھٹے پرانے کپڑے میں سے تلوار نکالی جس کی چمک آگ کے شعلے کی مانند تھی۔ اسے دیکھ کر تمام درباری بولے اس کو نیام میں رکھ لیں۔ تو انہوں نے اسے نیام میں رکھ لیا۔ اسکے بعد ربعی نے ان کی ڈھال پر ایک تیر چلایا اور جواباً انہوں نے ربعی کی چمڑے کی معمولی ڈھال پر تیر چلایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اہل فارس کی ڈھال میں سوراخ ہو گیا۔ جبکہ حضرت ربعی کی ڈھال اسی طرح صحیح سالم رہی۔ ربعی اہل فارس سے مخاطب ہو کر کہنے لگے اے اہل فارس! تم نے کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں کو بڑا سمجھ لیا ہے جبکہ ہم ان کو چھوٹا سمجھتے ہیں۔ پھر ربعی واپس ہو لیے تا کہ اہل فارس ان کی دی ہوئی مہلت میں غور و فکر کر لیں۔

حضرت حذیفہ کی روانگی

اگلے دن ایرانیوں نے پھر پیغام بھیج کر کہلوایا کہ اسی شخص کو دوبارہ ہمارے پاس بھیجو۔ اس مرتبہ حضرت سعدؓ نے حذیفہ بن محصن کو روانہ فرمایا۔ یہ بھی تقریباً ربعی والے حلیے میں ہی گئے۔ اور جب وہ نزدیکی قالین پر پہنچے تو ان سے وہاں اترنے کو کہا گیا تو جواباً انہوں نے فرمایا۔ میں تمھارے پاس اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے نہیں آیا ہوں۔ تم اپنے بادشاہ سے معلوم کرو کہ اس نے مجھے اپنے کام کی وجہ سے بلایا ہے یا میں اپنے کام سے آیا ہوں؟ اگر اس نے کہا کہ میں اپنے کام سے آ رہا ہوں تو اس کا یہ کہنا جھوٹ ہو گا۔ اس صورت میں، میں تم کو چھوڑ کر واپس ہو جاؤں گا اور اگر اس نے یہ کہا میں اسی کے کام سے آ رہا ہوں تو میں اپنے انداز سے ہی آؤں گا۔ رستم نے کہا اسے آنے دو! رستم نے ان سے اترنے کے لیے کہا لیکن انہوں نے اترنے سے انکار کر دیا۔

رستم اور حذیفہ کے مابین سوال و جواب

رستم نے پوچھا کیا بات ہے، اور آپ کیوں آئے ہیں۔ ہمارے کل والے صاحب کیوں نہیں آئے۔ حذیفہ کہنے لگے ہمارا امیر سختی اور نرمی دونوں صورتوں میں ہمارے درمیان انصاف اور برابری کو پسند کرتا ہے لہذا آج باری میری ہے۔

رستم نے پوچھا، آپ لوگوں کو یہاں کیا چیز کھینچ لائی ہے؟ حذیفہ کہنے لگے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے اوپر یہ احسان فرمایا کہ اس نے ہم کو اپنا دین عطا فرمایا اور ہم کو اپنی نشانیاں دکھلائیں۔ ہم اللہ کو نہیں جانتے تھے، اب ہم نے اس کو پہچان لیا ہے۔ اسکے بعد ہمیں اللہ پاک کا حکم ہوا کہ ہم باقی لوگوں کو تین کاموں میں سے کسی ایک کام کی طرف بلائیں۔

۱۔ یہ کہ اسلام لے آؤ۔ اس صورت میں ہم آپ کو چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے۔

۲۔ جزیہ ادا کرو، اس صورت میں اگر آپ کو ہماری ضرورت محسوس ہوگی تو ہم آپ کی حفاظت بھی کریں گے۔

۳۔ یا پھر جنگ ہوگی۔

رستم نے کہا کچھ عرصے تک صلح بھی تو کی جا سکتی ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔ گذشتہ کل سے تین دن تک کے لیے مہلت ہے۔ حذیفہ بن محصن سے زیادہ کوئی بات معلوم نہ ہو سکی لہذا رستم نے ان کو واپس روانہ کر دیا۔

اسکے بعد رستم اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:

''کل ان کی طرف سے پہلا قاصد آیا اور وہ ہم پر ہماری ہی سرزمین پر غالب آ گیا۔ اور جن چیزوں کو ہم بڑا سمجھتے ہیں

اس نے ان کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اس نے ہمارے قالین پر گھوڑا کھڑا کر کے اس کو باندھ دیا۔ لہٰذا وہ نیک فالی کے ساتھ ہماری زمین اور اس کی چیزوں کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اور آج یہ شخص آیا یہ بھی ہمارے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس نے بھی نیک فالی اختیار کی کہ ہماری سرزمین پر ہمارے احترام بغیر کھڑا رہا۔

رستم کی ان باتوں نے اس کے ساتھیوں کو غصے میں ڈال دیا اور رستم بھی ان سے ناراض ہو گیا۔

مغیرہؓ بن شعبہ رستم کے دربار میں

پھر جب اگلا دن ہوا رستم کی طرف سے پھر ایک آدمی کے بھیجنے کا مطالبہ ہوا۔ اب مسلمانوں نے مغیرہ بن شعبہ کو روانہ کیا۔

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند ابوعثمان النہدی سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت مغیرہ روانہ ہو کر پل پر پہنچے اور پل عبور کرنے کے بعد ایرانی لشکر میں پہنچے تو ان کو روکا گیا تاکہ رستم سے ان کے آنے کی اجازت لے کر ان کو آگے بھیجا جائے۔ چنانچہ اجازت کے بعد وہ آگے بڑھے اور اہل فارس نے اپنی زیب و زینت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی تاکہ مغیرہ کی ذلت کا سامان ہو سکے۔ جب مغیرہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ تمام ایرانی عمدہ اور زرق برق کپڑے زیب تن کیے ہوئے ہیں۔۔ وہ سونے کے تاروں سے بنائے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور سروں پر تاج سجا رکھے تھے۔ دور دور تک قالین بچھائے گئے تھے تاکہ بادشاہ تک جانے والا کافی دور تک پیدل چل کر آئے۔

جب مغیرہ بن شعبہ آئے تو ان کے بالوں کی چار مینڈھیاں بنی ہوئی تھیں وہ رستم کے تخت پر اس کے ساتھ اس کے تکیے پر ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ سپاہی ان کی طرف لپک کر بڑھے اور ان کو کھینچ کر تخت سے اتارا اور تھوڑا بہت مارا بھی۔ حضرت مغیرہ نے فرمایا ہم تک تمہاری عقل و سمجھ کی خبریں پہنچا کرتی تھیں مگر مجھے تو تم سے زیادہ بے وقوف لوگ بھی نظر نہیں آئے۔ ہم اہل عرب آپس میں مساوات اور برابری قائم رکھتے ہیں۔ ہم میں سے کسی نے دوسرے کو غلام نہیں بنا رکھا۔ سوائے اس صورت کے کہ ان سے کوئی جنگ کرے۔ چنانچہ میں یہی سمجھتا تھا کہ تم لوگ بھی آپس میں اسی طرح برابری کا رویہ قائم کیے ہوئے ہو گے، اور اسی طرح ایک دوسرے کے ہمدرد ہو گے جیسا کہ ہم ہیں۔ مگر تم نے اپنے کردار سے مجھے اچھی طرح سے واضح کر کے یہ بتا دیا ہے کہ تم میں سے چند افراد دوسروں کے مالک اور رب بنے ہوئے ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ تمہارا یہ طریقہ کبھی ٹھیک نہیں رہ سکتا۔ ہمارا طریقہ یہ نہیں ہے۔ میں اپنی مرضی سے خود نہیں آیا ہوں بلکہ تم نے ہی آج مجھے بلایا ہے۔ ہمیں معلوم ہو گیا کہ تمہاری حکومت اب بے جان ہو چکی ہے اور تم شکست کھا جاؤ گے۔ اس لیے کہ کوئی بھی سلطنت ان عادات و اطوار کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتی۔

حق بات کا ایرانیوں پر اثر اور رستم کی گفتگو

حضرت مغیرہ کی یہ باتیں سن کر ایرانی کہنے لگے اللہ کی قسم یہ عربی شخص بالکل سچ بات کہہ رہا ہے۔ زمیندار کہنے لگے خدا کی قسم اس کی گفتگو ایسی ہے کہ ہمارے غلام ہمیشہ کے لیے اس کے ہو رہیں گے۔ خدا ہمارے پیشروؤں کا ناس کرے وہ تو بڑے احمق لوگ تھے کہ ہمیشہ عربوں کو حقیر اور کمتر ہی سمجھتے رہے۔

یہ باتیں سن کر رستم نے مغیرہ کی تقریر کے اثر کو ختم کرنے کے لیے ہنسی مذاق شروع کر دیا اور کہنے لگا۔ اے عربی آدمی بعض دفعہ عوام ایسی باتیں کر بیٹھتے ہیں جو کہ ملک کے لیے فائدہ مند نہیں ہوتیں۔ لہٰذا اس صورت میں ان کو دور ہی رکھا جاتا ہے۔ تاکہ وہ ایسی غلط باتیں نہ کریں۔ بہرحال وفاداری اور حق پسندی ایک اچھی چیز ہے۔ یہ بتاؤ کہ تمہارے پاس جو تیر ہیں وہ کیسے ہیں؟ حضرت مغیرہ نے جواب دیا اگر چنگاری لمبی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر انہوں نے

ایرانیوں کے سامنے تیراندازی کی۔ پھر رستم نے پوچھا کہ تمھاری تلوار پرانی کیوں ہے؟ کہنے لگے اس کا غلاف پرانا ہے لیکن اس کی دھار انتہائی تیز ہے۔ یہ کہہ کر انھوں نے رستم کو اپنی تلوار بھی دکھائی۔

رستم کی ہرزہ سرائی

اس کے بعد رستم نے کہا کہ تم پہلے گفتگو کرو گے یا میں بات شروع کروں؟ حضرت مغیرہ کہنے لگے آپ نے ہی پیغام بھیج کر ہم کو بلایا ہے۔ لہذا پہلے آپ بات کریں۔ لہذا مغیرہ اور رستم کے درمیان ایک ترجمان مقرر ہوا اور رستم نے اپنی بات شروع کی۔ جس میں اولاً تو اس نے اپنی قوم اہل فارس کی تعریفیں کی اسکے بعد ان کی بڑائی اور عظمت بیان کرتے ہوئے کہنے لگا۔

> ہم تمام ممالک میں سب سے طاقتور رہے، دشمنوں پر ہمارا غلبہ رہا، اقوام عالم میں ہماری امتیازی شان رہی، آج تک کوئی بھی بادشاہ ہماری طرح عزت اور فتح و کامرانی کی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکا۔ ہم ہمیشہ لوگوں پر غالب رہتے تھے۔ اور کوئی ہم پر غالب نہیں آ سکتا تھا۔ مگر چند ایک مہینوں سے یا چند دنوں سے ہماری حالت بدل گئی ہے۔ اب جس وقت اللہ ہم کو سزا دینے کے بعد ہم سے راضی ہو جائیگا اسی وقت ہماری عزت اور شان و شوکت پھر سے لوٹ آئے گی اور وہ ہمارے دشمن کے لیے بدترین دن ہوگا۔
>
> اور (اے اہل عرب) ہماری نگاہوں میں تم سے زیادہ بے حیثیت اور ذلیل قوم کوئی نہ تھی۔ تمھارا حال برا تھا اور تمھاری گذران انتہائی ناگفتہ بہ حالت میں تھی۔ ہم تم کو کسی خاطر میں نہ لاتے تھے، نہ ہی تمھارا شمار کیا جاتا تھا۔ جب تم اپنے ملک میں قحط و افلاس اور خشک سالی سے تنگ آ جاتے تھے تو ہمارے پاس ہی فریادیں لے کر آتے تھے اور ہم تم کو تھوڑا سا غلہ کھجوروں اور جو کی صورت میں دے کر تم کو واپس کر دیتے تھے۔ میں جانتا ہوں کہ تمھارے ملک کی بدحالی اور غربت نے تم کو ان کاموں پر ابھارا ہے۔ (یعنی ہم سے جنگ کرنے پر) لہذا میں تمھارے سردار کے لیے کپڑے، خیمہ اور ایک ہزار درہم کا اعلان کرتا ہوں جبکہ تم میں سے ہر شخص کے لیے کھجوروں کا ایک ایک ڈھیر اور ساتھ میں ایک ایک جوڑے کا بھی اعلان کرتا ہوں تاکہ تم یہاں سے واپس چلے جاؤ اس لیے کہ میں تم کو نہ قتل کرنا چاہتا ہوں اور نہ ہی تمھیں گرفتار کر کے قید میں ڈالنا چاہتا ہوں۔

مغیرہ بن شعبہ کی گفتگو

رستم کی بات ختم ہوئی تو مغیرہ بن شعبہ نے اپنی بات شروع کی، آپ نے سب سے پہلے اللہ پاک کی تعریف اور بزرگی کو بیان کیا اسکے بعد یہ فرمایا:

> اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا مہیا کرنے والا اور اس کو رزق پہنچانے والا ہے۔ جو بھی کام ہوتا ہے اسی کے حکم اور ارادے سے ہوتا ہے۔ تم نے اپنے اور اپنی قوم کے کارناموں کا ذکر کیا ہے کہ تم کو اپنے دشمنوں پہ غلبہ رہتا تھا، ملکوں کی فتح نصیب ہوتی تھی، اور یہ کہ تم لوگوں کی سلطنت دنیا میں وسیع ترین سلطنت ہے، یہ تمام باتیں ہمارے علم میں پہلے ہی سے ہیں اور ہم ان کا انکار بھی نہیں

کرتے، یہ سب کچھ اللہ نے تم کو پہلے سے ہی دے رکھا ہے اور اسی نے تم پر احسانات کئے ہیں، اس میں تمھارا کوئی کمال نہیں ہے، اسکے بعد تم نے ہماری بدحالی، تنگی معیشت اور باہمی لڑائی جھگڑوں کا ذکر کیا ہے تو ان باتوں کو بھی ہم جانتے ہیں اور ان کا بھی ہم انکار نہیں کرتے ہیں، ہم کو اس حالت میں بھی اللہ نے مبتلا کیا تھا، مگر یہ سمجھ لو کہ یہ دنیا انقلابات کا میدان ہے، یہاں مصیبت کا مارا ہوا ہر شخص خوشحالی کی امید رکھتا ہے، یہاں تک کہ وہ خوشحال ہو جاتا ہے، اور خوشحال لوگوں کو تکالیف اور مصائب و آرام کا خوف اور اندیشہ دامن گیر رہتا ہے حتی کہ مصیبتیں ان پر ٹوٹ پڑتی ہیں اور وہ خستہ حال بن جاتے ہیں۔

اے اہل فارس: اگر تم اللہ کے ان احسانات اور نعمتوں کی شکر گذاری کرتے رہتے تو تمھارا شکر یقیناً اللہ کی ان نعمتوں سے کم ہی رہتا (یعنی نعمتیں مزید بڑھتی رہتی) لیکن تم نے شکر گذاری میں کمی کی لہٰذا آج تمھاری حالت تبدیل ہو چکی ہے۔ جبکہ ہم اپنی گذشتہ حالت میں اس وقت مبتلا تھے جبکہ ہم کفر پہ قائم تھے، اور اس وقت ہم کو جو کچھ بھی حاصل ہوا ہے وہ محض خدا پاک کی رحمت سے ملا ہے مگر اب تمھارا خیال غلط ہے اور جیسے تم خیال کرتے ہو ویسی ہماری حالت نہیں ہے اس لئے اللہ پاک نے ہماری جانب اپنے رسول کو مبعوث فرمایا۔

پھر مغیرہؓ نے اپنی پہلی بات کو دہراتے ہوئے مزید فرمایا افسوس! ہم تک تمھاری عقل و سمجھ کی خبریں پہنچا کرتی تھیں مگر مجھے تو تم سے زیادہ بے وقوف لوگ بھی نظر نہیں آئے۔ ہم اہل عرب آپس میں مساوات اور برابری قائم رکھتے ہیں۔ ہم میں سے کسی نے دوسرے کو غلام نہیں بنا رکھا۔ سوائے اس صورت کے کہ ان سے کوئی جنگ کرے۔ چنانچہ میں یہی سمجھتا تھا کہ تم لوگ بھی آپس میں اسی طرح برابری کا رویہ قائم کیے ہوئے ہو گے، اور اسی طرح ایک دوسرے کے ہمدرد ہو گے جیسا کہ ہم ہیں۔ مگر تم نے اپنے کردار سے مجھے اچھی طرح سے واضح کر کے یہ بتا دیا ہے کہ تم میں سے چند افراد دوسروں کے مالک اور رب بنے ہوئے ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ تمھارا یہ طریقہ کبھی ٹھیک نہیں رہ سکتا۔ ہمارا طریقہ یہ نہیں ہے۔ میں اپنی مرضی سے خود نہیں آیا ہوں بلکہ تم نے ہی آج مجھے بلایا ہے۔ ہمیں معلوم ہو گیا کہ تمھاری حکومت اب بے جان ہو چکی ہے اور تم شکست کھا جاؤ گے۔ اس لیے کہ کوئی بھی سلطنت ان عادات و اطوار کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتی۔

اپنی گفتگو کی آخری بات انہوں نے یہ کہی کہ: اگر تم کو ہماری حفاظت اور مدد کی ضرورت ہو تو تم ہمارے ماتحت رہتے ہوئے مطیع و فرمانبردار بن کر اپنے ہاتھوں سے ہم کو جذیہ اور ٹیکس ادا کرو اور اگر یہ تمہیں منظور نہیں تو صرف تلوار ہی اب (ہمارے تمھارے درمیان) فیصلہ کریگی:

رستم کا مغیرہؓ کی بات سے سیخ پا ہونا

یہ بات سنی تھی کہ رستم انتہائی غصے میں آ کر مشتعل ہو گیا اس نے سورج کی قسم کھائی اور پھر کہنے لگا: کل ابھی دن مکمل نکلنے بھی نہ پائے گا کہ میں اس سے پہلے ہی تم سب کو تہ تیغ کر دوں گا، حضرت مغیرہ اس کے بعد واپس چلے آئے۔

ادھر رستم اہل فارس کی طرف متوجہ ہوا اوران کو جمع کر کے ان سے کہنے لگا: کہاں تم اور کہاں یہ لوگ: (یعنی تم میں اوران میں کوئی مقابلہ نہیں ہے، کیا تمھارے پاس اس سے قبل ان کے دو آدمی نہیں آئے، جنھوں نے تم کو پریشانی میں ڈال کر عاجز کر دیا تھا، اس کے بعد تیسرا آدمی آیا اوران سب نے ایک ہی طریقہ اختیار کیا اور سب ایک ہی راستے پر چلے تینوں کی باتیں بھی ایک ہی تھیں، جس سے معلوم ہوا کہ ان لوگوں میں اختلاف نہیں ہے، یہ لوگ چاہے سچے ہوں یا جھوٹے ہوں لیکن حقیقتاً ان کی سمجھداری اور رازداری اتنی زیادہ ہے کہ ان میں کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوتا، پس اگر یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں تو بلا شبہ ان کے راستے میں کوئی بھی رکاوٹ نہیں بن سکتا، یہ لوگ جس کام کا ارادہ کریں گے وہ پورا ہو کر رہے گا۔ لہٰذا تم عزم و ہمت سے کام لو اور آپس میں متحد ہو کر یک جان بن جاؤ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تم میری ان باتوں کو خوب دھیان سے سن رہے ہو مگر یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ سب تمھارا دکھاوا ہے،، اس پر ان لوگوں نے مزید لجاجت کا اظہار کیا۔

حضرت مغیرہ کی آرزو

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، نضر، ابن رفیل بترتیب سند رفیل سے نقل کرتے ہیں کہ رستم نے حضرت مغیرہ کے ساتھ ساتھ اپنے ایک آدمی کو بھی روانہ کیا اوراس کو یہ ہدایت دی کہ مغیرہ پل کو عبور کر کے اپنے ساتھیوں تک پہنچ جائیں تو تم ان کو آواز دے کر یہ کہنا کہ: رستم بادشاہ علم نجوم بھی جانتا ہے اوراس نے تمھارے بارے میں سوچ کر اور حساب لگا کر پیشن گوئی کی ہے کہ کل تمھاری ایک آنکھ پھوٹ جائے گی چنانچہ اس آدمی نے ایسا ہی کیا، اس کی پیشن گوئی سن کر حضرت مغیرہ نے فرمایا: تم نے مجھے ایک بھلائی اور ثواب کی خوشخبری سنائی ہے اگر مجھے آج کے بعد تم جیسے مشرکین سے جہاد کرنے کی تمنا اور امید نہ ہوتی تو میں یہی تمنا کرتا کہ کاش میری دوسری آنکھ بھی پھوٹ جائے۔

رستم کے آدمی نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ مغیرہ کی بات سن کر ہنس رہے ہیں اوران کی بصیرت پر تعجب کر رہے ہیں چنانچہ وہ رستم کے پاس آیا اور حضرت مغیرہ کا جواب اس کو سنایا تو اس نے کہا: اے فارس والو! تم میری بات مان لو، اس لیے کہ میں اللہ کی طرف سے عذاب اور سزا کو اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور تم میں ہرگز اس کو روکنے کی قوت نہیں ہے۔

مہلت کے تین دن

ایرانیوں کو مہلت دیئے ہوئے تین دنوں میں مسلمانوں کی جانب سے لڑائی کی ابتداء بالکل نہیں کی گئی۔ البتہ ایرانی سپاہی آگے بڑھ کر لڑائی شروع کر دیتے تھے ان کے شہسوار دستے پل پر جمع ہو کر چھیڑ چھاڑ کیا کرتے تھے۔ اور مسلمان اپنی مدافعت اور بچاؤ کر لیا کرتے تھے اوران کو پیچھے لوٹا دیتے تھے۔

رستم کا ترجمان

سری نے شعیب کے حوالے سے لکھا کہ سیف، محمد، عبداللہ، نافع بترتیب سند عبداللہ بن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ رستم کے لیے ترجمانی کے فرائض انجام دینے والا شخص حیرۃ کا رہنے والا تھا اوراس کا نام عبود تھا۔

سری نے شعیب کے حوالے سے لکھا کہ سیف، مجالد بترتیب سند شعبی اور سعید بن المرزبان سے نقل کرتے ہیں کہ رستم نے حضرت مغیرہ کو پیغام بھیج کر بلوایا۔ تو وہ آئے اور رستم کے ساتھ اس کے تخت پر بھی بیٹھ گئے۔ پھر رستم نے اپنے ترجمان کو طلب کیا۔ یہ ترجمان حیرۃ کا رہنے والا ایک عربی شخص تھا، اس کا نام عبود تھا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ نے اس سے فرمایا

اے عبود! تم عربی آدمی ہو جب میں بولوں تو تم میری بات رستم تک اس طرح پہنچاؤ جس طرح اس کی بات تم مجھ تک پہنچاتے ہو، ٹھیک ٹھیک ترجمہ کرو، رستم نے ان سے پہلی طرح گفتگو کی۔ اور مغیرہ نے بھی وہی جواب دیا جو کہ پہلے گزر چکا ہے۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے رستم کو تین باتوں میں سے ایک کے انتخاب کرنے کا کہا کہ یا تو (۱) اسلام قبول کرلو تو ہمارے اور تمھارے حقوق بھی ایک ہی جیسے ہونگے اور ہماری تمھاری ذمہ داریاں بھی ایک ہی ہونگی (یعنی ہم میں اور تم میں کوئی فرق نہ رہے گا) یا (۲) تم جزیہ اور ٹیکس اپنے ہاتھ سے ذلیل ہوکر ہم کو ادا کرو گے! رستم نے پوچھا کہ ''ذلیل ہوکر'' سے کیا مراد ہے یعنی لفظ ''صاغرون'' سے کیا مراد ہے؟ تو مغیرہ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر جزیہ دینے والا ہمارے آدمی کے پاس جزیہ لے کر کھڑا رہے اور جزیہ قبول کرنے پر اس کی تعریف کرے! پھر حضرت مغیرہ نے اپنی گفتگو کے آخر میں فرمایا کہ اسلام قبول کرلینا ہم کو ان دونوں چیزوں میں زیادہ پسند ہے۔

حضرت مغیرہ اور رستم

سری نے مجھے شعیب کے حوالہ سے لکھا کہ شعیب، سیف، عبیدۃ بترتیب سند شقیق سے نقل کرتے ہیں کہ ''میں قادسیہ کی لڑائی میں بالکل نوجوانی کے زمانے میں شریک ہوا تھا، حضرت سعد قادسیہ میں بارہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ آئے جس میں تجربہ کار اور منجھے ہوئے سپاہیوں کی بڑی تعداد تھی، اولاً ہمارے سامنے رستم کے ہر اول دستے آئے اور پھر رستم بذات خود ساٹھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ میدان میں آ گیا۔ جب رستم ہمارے لشکر کے نزدیک آ گیا تو اس نے پیغام بھیجا کہ اے جماعت عرب! ہمارے پاس اپنا کوئی آدمی بھیجو تا کہ ہم اس سے بات کریں اور وہ بھی ہم سے بات چیت کرے۔ چنانچہ حضرت سعد نے مغیرہ بن شعبہ کو چند دیگر آدمیوں کے ساتھ روانہ کردیا۔ جب وہ رستم کے دربار میں پہنچ گئے تو قریب جا کر مغیرہ رستم کے ساتھ اس کے تخت پر جا بیٹھے۔ ان کے اس طرح بیٹھنے پر رستم کا بھائی بگڑ گیا اور ناراض ہوا۔ حضرت مغیرہ نے فرمایا غصہ مت کرو اس لیے کہ میرے یہاں بیٹھنے سے نہ تو میری عزت بڑھی ہے اور نہ ہی تمھارے بھائی کی عزت میں کچھ فرق آیا ہے۔ رستم نے کہا اے مغیرہ! تم لوگ انتہائی بدبختی میں پڑے ہوئے تھے۔ رستم وہی باتیں کرتا رہا (جو اوپر گزریں) حتیٰ کہ آخر میں اس نے کہا اگر تم کو اس کے علاوہ کوئی اور کام ہے تو مجھے بتاؤ۔ یہ کہنے کے بعد رستم اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر کہنے لگا تم اس بھول میں نہ رہو کہ تمھارے یہ تکلے (تیر) تمھارے کچھ کام آسکیں گے۔ مغیرہ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ کا ذکر کر کے فرمانے لگے ''اللہ پاک نے ہم کوانکے ذریعہ سے ایک ایسا دانہ کھلایا جو کہ تمھارے اس ملک میں پیدا ہوتا ہے۔ پھر جب ہم نے اپنی اولاد کو بھی وہ دانہ چکھایا تو وہ کہنے لگے کہ اس کے بغیر تو ہمارا گذارا نہیں سکتا۔ چنانچہ ہم تمھارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہم اپنی اولاد کو وہ دانہ کھلائیں یا پھر ہمیں موت آ جائے۔ جواباً رستم نے کہا تم یا تو اپنی موت آپ ہی مر جاؤ گے یا پھر قتل کردیے جاؤ گے۔ حضرت مغیرہ کہنے لگے ہم میں سے جو مارا جائے گا وہ شہید ہوکر جنت کا مستحق ہوگا اور تم میں سے جو بھی ہمارے ہاتھوں سے مارا گیا وہ سیدھا دوزخ میں جائے گا۔ ہم میں سے جو زندہ رہ جائے گا اس کو تمھارے زندوں پر فتح نصیب ہوگی۔ پس ہم تم کو یہ اختیار دیتے ہیں کہ تم تین میں سے ایک چیز کو پسند کرلو اور اس بات کے لیے ہم تم کو مہلت دیتے ہیں۔ رستم نے جواب دیا ہمارے اور تمھارے درمیان کسی صورت میں صلح ممکن نہیں۔

سری نے شعیب کے حوالے سے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیادہ سے نقل کرتے ہیں

کہ حضرت سعدؓ نے دیگر سمجھدار مسلمانوں کو بھی ایرانیوں کی جانب بھیج دیا۔ اور جن تین اشخاص کو پہلے بھیجا گیا تھا ان کو روک لیا۔ یہ لوگ یہاں سے روانہ ہو کر رستم کے پاس پہنچے تا کہ اس کے سامنے جنگ کی قباحت کو خوب اچھی طرح بیان کریں۔ چنانچہ انہوں نے رستم سے کہا،

حضرت سعدؓ کا پیغام

ہمارے امیر نے آپ کے نام یہ پیغام بھیجا کہ اچھے پڑوسی سے حکام کی حفاظت رہتی ہے۔ میں آپ کو ایسی چیز کی طرف بلاتا ہوں جو ہمارے اور تمہارے دونوں کے لیے بہتر ہے۔ عافیت اور بھلائی اس میں ہے کہ آپ اس بات کو قبول کر لیں۔ جس کی طرف اللہ آپ کو بلاتا ہے تو ہم اپنے علاقے میں واپس لوٹ کر چلے جائیں گے اور آپ بھی اپنے ملک واپس ہو جائیں گے۔ اور ہمارے آپ کے درمیان کوئی فرق نہ رہے گا البتہ آپ کی زمین اور سلطنت آپ ہی کے ماتحت اور آپ کے ہی قبضے میں رہے گی اور اسکے علاوہ اگر آپ اپنے پیچھے سے مزید زمین وغیرہ فتح کر کے حاصل کریں گے تو یہ آپ ہی کے لیے ہوگی۔ ہمارا اس میں حصہ نہیں ہوگا۔ اور اگر کوئی آپ کے مقابلہ میں لڑائی شروع کرے گا یا آپ کو مغلوب کرنے کی کوشش کرے گا تو ہم آپ کی مدد کریں گے۔ رستم خدا کا خوف کرو اور اپنے ہی ہاتھوں اپنی قوم کو برباد و ہلاک نہ کرو! اور اس سے خلاصی کی صرف ایک یہی صورت ہے کہ تم اسلام قبول کر لو اور اسکے ذریعہ سے شیطان کو اپنے سے دور کر دو۔

رستم کا جواب

رستم حضرت سعد کا پیغام سننے کے بعد بولا۔ میں نے اس سے قبل بھی تمہارے کچھ لوگوں سے بات چیت کی تھی۔ اگر وہ میری بات سمجھ چکے ہیں تو میں امید کرتا ہوں کہ تمہاری سمجھ میں بھی میری بات آ جائے گی۔ لہذا میں تمہارے سامنے کچھ مثالیں پیش کرتا ہوں۔ تم اس بات کو ذہن میں بٹھا لو کہ تم نہایت غربت کا شکار تھے اور بڑی کسمپرسی کی حالت سے دوچار تھے۔ تم بذات خود اپنی حفاظت کرنے پر بھی قادر نہ تھے۔ اسے وقت میں ہم نے تمہارے لیے برے پڑوسی ہونے کا ثبوت پیش نہیں کیا بلکہ ہم مستقل تمہارے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا معاملہ کرتے رہے۔ تم یکے بعد دیگرے ہماری سرزمین میں آتے رہتے تھے۔ اور ہم تمہارے لیے اناج وغیرہ کا بندوبست کر کے تم کو لوٹاتے تھے۔ اسی طرح تم ہمارے پاس محنت مزدوری اور کاروبار کی وجہ سے بھی آتے تھے۔ اور ہم تمہارے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک بھی کرتے تھے۔ پھر جب تم نے ہمارا کھانا کھایا اور ہمارے ملک کے پانی کو پیا اور تم ہمارے زیر نگین رہے تو تم نے یہ سارا حال جا کر اپنی قوم سے بھی بیان کیا اور ان کو بلا کر تم یہاں پر لے آئے۔

انگوروں کا باغ

اب اس حالت میں ہماری اور تمہاری مثال بالکل ایسی ہے جیسا کہ ایک شخص انگوروں کے باغ کا مالک ہو، باغ میں اسے ایک لومڑی نظر آئی۔ اس نے پوچھا کہ لومڑی کیسی ہوتی ہے؟ یہ سن کر وہ لومڑی چل پڑی اور دوسری بہت ساری لومڑیوں کو بلا کر اس باغ میں لے آئی۔ جب ساری لومڑیاں وہاں جمع ہو گئیں تو اس باغ کے مالک نے لومڑیوں کے آنے کا راستہ بند کر دیا اور اسکے بعد ان سب لومڑیوں کو مار ڈالا۔

میں جانتا ہوں کہ لالچ، طمع اور غربت و فاقہ داری بھی تمہیں یہاں کھینچ لائی ہے۔ پس اس سال تم واپس چلے

جاؤ اور جتنی تم کو ضرورت ہے اتنا اناج وغیرہ بھی ساتھ لے جاؤ۔ اور آئندہ جب بھی تمھیں ضرورت پیش آئے تم یہاں آ کر اپنی ضرورتیں بآسانی پوری کر سکتے ہو۔ میں تم کو قتل نہیں کرنا چاہتا۔

اناج کا مٹکا اور چوہے

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، عمارۃ بن القعقاع الضبی بترتیب سند قبیلۂ یربوع کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں جو جنگِ قادسیہ میں شریک تھا، کہ رستم نے اپنی اس گفتگو میں مزید یہ بھی کہا کہ تم میں بے شمار لوگوں نے ہماری اس سرزمین میں سے اپنے مطلب کا جو کچھ بھی چاہا حاصل کیا۔ اس کے بعد ان کا انجام دو چیزوں کی صورت میں ظاہر ہوا۔ قتل یا پھر فرار۔ اور جس نے بھی تمھارے لیے یہ طریقہ شروع کیا وہ تم سے زیادہ بہتر اور قوت میں بڑھا ہوا تھا۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ جو لوگ کسی چیز کے حصول کا ارادہ رکھتے ہیں تو کچھ کو تو نقصان پہنچتا ہے جبکہ بعض صحیح سالم بچ کر نکل جاتے ہیں۔ تمھارے ان تمام کاموں کی مثال ایسی ہی ہے جیسا کہ چند چوہے تھے جو کہ اناج کے ایک مٹکے کے نزدیک ہی رہا کرتے تھے۔ اس مٹکے میں ایک چھوٹا سا سوراخ بھی تھا۔ اس سوراخ میں سے چوہے گھس کر اناج حاصل کرتے اور لوٹ آتے تھے۔ لیکن ایک چوہا اس میں گھس کر کر وہیں بیٹھ گیا اور مٹکے کے اندر ہی رہنے لگا۔ دوسرے چوہوں نے اس کو نصیحت کی کہ وہ باہر بھی آتا جاتا رہے۔ لیکن وہ نہ مانا حتی کہ وہ مٹکے میں رہتے رہتے انتہائی موٹا ہو گیا۔ اب ایک مرتبہ اس کو یہ خواہش ہوئی کہ مٹکے سے باہر جا کر اپنے عزیز و اقارب سے ملے اور ان کو اپنی خوش حالی سے باخبر کرے۔ مگر اب اس نے نکلنا چاہا تو مٹکے کا سوراخ اس کے لیے ناکافی ہو چکا تھا۔ اور وہ اسمیں سے نکلنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اب اس نے اپنی اس مصیبت سے دیگر دوستوں کو مطلع کیا۔ اور ان سے اس کا حل دریافت کیا تو انہوں نے اس کو مشورہ دیا کہ تم اس وقت تک اس سوراخ سے نہیں نکل سکتے جب تک تم اپنی گذشتہ حالت پر نہ لوٹ آؤ (یعنی دوبارہ پتلے ہو جاؤ) چنانچہ اس مشورے کے مطابق اس نے باہر نکلنے کی کوشش چھوڑی اور مسلسل بھوکا رہنے لگا۔ ساتھ ساتھ وہ ڈرتا بھی رہتا تھا حتی کہ وہ اپنی اس حالت پر لوٹ آیا جس پر وہ مٹکے میں داخل ہونے سے پہلے تھا۔ اور پھر اچانک مٹکے والے نے آ کر اس کا کام تمام کر دیا۔ لہٰذا تم مسلمان بھی ہمارے ملک سے واپس لوٹ جاؤ ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی یہ مثال صادق آ جائے۔

مکھی اور شہد

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، نضر، ابن فیس بترتیب سند رفیل سے نقل کرتے ہیں کہ رستم نے اس کے ساتھ ساتھ مزید یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے سوا مکھی سے زیادہ حریص اور نقصان دہ مخلوق کوئی بھی پیدا نہیں کی۔ اے عرب کی جماعت! تم اپنی آنکھوں سے ہلاکت و بربادی کو دیکھ رہے ہو اور تمھاری حرص و لالچ تمھیں اس کی طرف کھینچ کر لے جا رہی ہے۔ میں تم کو ایک مثال اور ایک بات سمجھاتا ہوں کہ کسی مکھی کو ایک جگہ شہد نظر آیا چنانچہ وہ اڑنا شروع ہو گئی اور اس نے اعلان کیا کہ جس نے بھی مجھے وہاں تک پہنچا دیا اس کو دو درہم دیئے جائیں گے۔ چنانچہ وہ کسی نہ کسی طرح شہد تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی۔ لیکن وہاں پہنچنے کے بعد اس نے کسی کے روکنے کی پرواہ نہ کی اور شہد کے اندر پہنچ گئی اندر پہنچنے کی دیر تھی کہ وہ شہد میں ڈوب کر پھنس گئی اب اس نے اعلان کرنا شروع کیا کہ جو مجھے نکالے گا اس کو چار درہم ملیں گے۔ لیکن اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

لومڑی کی مثال

رستم نے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ تم لوگوں کی مثال تو ایسی ہے کہ ایک دفعہ ایک لومڑی کسی سوراخ سے داخل ہو کر انگوروں کے ایک باغ میں پہنچ گئی۔ یہ لومڑی بہت کمزور اور قابل رحم حالت میں تھی۔ لہذا باغ کے مالک نے اسے دیکھ لینے کے باوجود اس کی بری حالت پر رحم کھاتے ہوئے اسے کچھ نہ کہا۔ حتی کہ جب لومڑی کو مستقل انگوروں کے باغ میں رہتے رہتے کافی دن گذر گئے تو وہ خوب موٹی ہوگئی اور اس کی حالت بھی پہلے جیسی خراب نہ رہی۔ اس کی کمزوری بھی دور ہوگئی۔ لیکن ہوا یوں کہ اب اس لومڑی نے سرکشی اختیار کرلی اور جتنا وہ کھاتی اس سے زیادہ انگوروں اور باغ کو نقصان پہنچا دیتی۔ باغ کے مالک نے جب یہ دیکھا تو اسے بہت ناگوار گذرا۔ اور وہ کہنے لگا کہ میں کم از کم یہ بات برداشت نہیں کرسکتا۔ یہ کہہ کر باغ کے مالک نے ڈنڈا اٹھا کر لومڑی کی تلاش شروع کی۔ ساتھ میں اس کے غلام بھی اس کی مدد میں لگ گئے۔ لومڑی ادھر ادھر بھاگ کر ان کو چکر دیتی رہی اور انگوروں کی بیلوں میں چھپتی رہی لیکن آخر جب اس کو یہ پکا یقین ہوگیا کہ یہ لوگ پیچھا نہیں چھوڑیں گے تو وہ آخری راستے کے طور پر اسی سوراخ میں گھس کر باہر نکلنے کی کوشش کرنے لگی، جس سوراخ سے وہ باغ میں داخل ہوئی تھی۔ لیکن اب زمانہ بدل چکا تھا اور لومڑی فربہ ہوچکی تھی اور سوراخ اس کے لیے ناکافی ہوچکا تھا۔ لہذا لومڑی اسمیں پھنس گئی۔ جبکہ وہ جس وقت اس سوراخ میں سے آئی تھی تو وہ کمزور اور دبلی تھی جس کی بناء پر سوراخ میں سے بآسانی گذر سکتی تھی۔ اب جب وہ پھنس گئی تو اسی اثناء میں باغ کا مالک بھی وہاں پہنچ گیا اور اس پر ڈنڈوں کی بارش کردی۔ حتی کہ لومڑی کا کام تمام ہوگیا۔ تم (عرب) بھی جب یہاں پر آئے تھے تو کمزور تھے اب تم فربہ اور موٹے ہوچکے ہو۔ اس لیے سوچو کہ تمھارے واپس نکلنے کا راستہ کیا ہوگا۔

کھوکھلا بانس اور چوہے

رستم نے ساتھ ساتھ یہ مثال بھی پیش کی کہ ایک آدمی نے ایک ٹوکری بنائی اور اس ٹوکری میں اپنا کھانا رکھ دیا۔ ادھر چوہے آئے اور اس میں سوراخ کرکے اس میں گھس گئے۔ اس آدمی نے اس سوراخ کو بند کرنا چاہا تو لوگوں نے اس کو مشورہ دیا کہ اس طرح تو چوہے دوبارہ سوراخ کردیں گے۔ تم اس میں ایک کھوکھلا بانس لگا دو جب چوہے یہاں آئیں گے تو اس بانس میں سے داخل ہوں گے اور اسی میں سے باہر نکلیں گے پس جب چوہے اس میں سے باہر نکلتے نظر آئیں تو تم ان کو مار ڈالنا۔

رستم نے کہا سو میں نے بھی راستہ کو بند کردیا ہے اب تم اس بانس میں گھسنے کی کوشش نہ کرو۔ ورنہ جو بھی اس میں سے باہر نکلے گا مار دیا جائے گا۔ تمھیں اس کام کو کرنے کی سوجھ کیسے گئی جبکہ تمھارے پاس نہ تو بڑی تعداد میں فوج ہے اور نہ ہی کوئی خاص اسلحہ و جنگی ساز و سامان ہے؟

وفد اسلام کی گفتگو

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ رستم کی اس ساری بات چیت کے بعد مسلمانوں کے وفد نے اپنی گفتگو شروع کی اور رستم کو جواب دینا شروع کیا اور کہا:

آپ نے ماضی میں ہماری بدحالی اور غربت و افلاس اور آپس کے لڑائی جھگڑوں کا ذکر کیا ہے۔ بیشک وہ صحیح ہیں۔ حقیقتاً پہلے ایسا ہی تھا۔ ہمارے مردے مرنے کے بعد سیدھے دوزخ کے گڑھے میں جاتے تھے۔ اور ہم میں سے جو زندہ باقی ہوتا تھا وہ غربت و فقر کی زندگی گذارتا تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ہم تو اس سے بھی زیادہ گئی گذری حالت کا شکار تھے کہ اسی اثناء میں اللہ

تبارک تعالیٰ نے ہماری اپنی ہی قوم میں سے ہماری طرف ایک رسول کو مبعوث فرمایا جو کہ تمام انسانوں اور جنات کے لیے رحمت تھے۔ جن پر اللہ کی رحمت کا نزول ہوا اور آپ ﷺ ان کے لئے سراپا رحمت تھے اور جنہوں نے آپ کی بزرگی اور منصب کا انکار کیا ان کے لیے اللہ کی جانب سے سزا کا پیغام لے کر آئے۔ آپ نے ہر ہر قبیلے کے پاس جا کر خاص طور سے ان کو دعوت دی اور تبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ پس سب سے پہلے آپ کی اپنی قوم آپ کی مخالفت میں اٹھ کھڑی ہوئی اور انہوں نے آپ کو قتل کر دینے تک کی کوششیں کیں (معاذ اللہ)۔ اور اسکے بعد آس پاس کے دیگر قبائل نے بھی آپ کی مخالفت شروع کر دی۔ حتیٰ کہ ہم بھی آپ کے مخالف بن گئے۔ آپ اکیلے تھے، اللہ کی ذات بابرکات کے علاوہ کوئی آپ کا معاون و مددگار نہ تھا۔ پھر اللہ نے آپ کو ہمارے مقابلے میں فتح و نصرت سے نوازا تو ہم میں سے کچھ لوگ تو اپنی چاہت اور خوشی سے اسلام لے آئے اور کچھ نہ چاہتے ہوئے ظاہراً مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد ہم سب نے آپ کے معجزات اور نشانیوں کی صداقت اور حقیقت کو پہچان لیا۔ ہمارے نبی ﷺ اپنے رب کی جانب سے ہمارے پاس جو احکامات لے کر آئے ان میں یہ حکم بھی تھا کہ ہم یکے بعد دیگرے قریب کے ممالک میں جہاد کریں۔ لہذا ہم ان کے اس حکم کے مطابق چل پڑے۔ اس لیے کہ ہمیں یقین کامل تھا کہ انہوں نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے اور جو حکم فرمایا ہے وہ نہ ٹوٹ سکتا ہے نہ ہی اس میں کوئی تبدیلی آ سکتی ہے۔ چنانچہ تمام عرب اس بات پر متفق اور متحد ہو چکے ہیں حالانکہ اس سے قبل ان میں اختلاف و انتشار کی صورتحال اتنی دگرگوں تھی کہ کسی میں بھی یہ ہمت نہ تھی کہ انکے درمیان اتفاق و اتحاد کا رستہ قائم کر دے۔

لشکر کشی کا مقصد

پھر ہم اپنے رب کے حکم کے مطابق تم لوگوں کے پاس آئے ہیں ہم اللہ کے راستے میں جہاد کر رہے ہیں۔ اسکے حکم کو پورا کرنے کی کوشش میں ہیں۔ ہم تم کو اسلام کی طرف بلاتے ہیں۔ اگر تم ہماری دعوت پر لبیک کہو گے تو ہم تمھارا پیچھا چھوڑ کر واپس لوٹ جائیں گے، اور اللہ کی کتاب کو ہم تمھارے پاس اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ جائیں گے اور اگر تمھیں اسلام قبول کرنے سے انکار ہو تو پھر ہمارے پاس اسکے علاوہ کوئی اور راستہ باقی نہیں بچے گا کہ ہم تم سے لڑائی کریں یا اگلی صورت یہ کہ تم جزیہ بطور فدیہ کے ادا کرو تو تمھاری جان بچ جائے گی۔ پس اگر تم اس پر تیار ہو تو اچھا ہے ورنہ بصورت دیگر اللہ پاک ہم کو تمھاری سرزمین اور تمھارے مال و اولاد کا مالک و وارث بنا دے گا۔ تم ہماری اس خیر خواہانہ نصیحت کو مان لو۔ اللہ کی قسم تم لوگوں کا دائرۂ اسلام میں داخل ہو جانا ہم کو مال غنیمت سے کہیں زیادہ پسند اور محبوب ہے۔ ورنہ دوسری صورت میں ہم کو صلح کی بنسبت تم سے قتال کرنا زیادہ پسند ہوگا۔

اصل اسلحہ

تم نے ہمارے سامان اور تعداد کی کمی کا بھی ذکر کیا ہے تو خوب اچھی طرح سن لو کہ

ہمارا اسلحہ اور سامان اللہ کی فرمانبرداری ہے اور ہماری لڑائی کی بنیاد صبر واستقلال پر ہے۔

مثالوں کا جواب

رہی یہ بات کہ تم نے ہمارے لیے کچھ مثالیں پیش کی ہیں جو کہ درحقیقت مردان کار اور بڑے بڑے کاموں اور حقائق زندگی کی ایک ظریفانہ انداز میں تصویر کھینچتا ہے۔ تمھاری مثالوں کے جواب میں ہم تمھارے لیے ایک مثال بیان کرتے ہیں۔

کسان کی مثال

تمھاری مثال تو بالکل اس شخص کی سی ہے کہ جس نے کسی زمین پر درخت اگائے اور اس کے لیے اس نے بڑے عمدہ درختوں اور بیجوں کو منتخب کیا۔ اس زمین کی طرف نہریں نکالیں، اور وہاں عالیشان محلات بنا کر اس زمین کو خوب مزین کر دیا۔ اسکے بعد اس نے ان محلات میں کسانوں کو بسا دیا جو کہ ان باغات سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ کسانوں نے محلات اور باغات میں نامناسب حرکتیں شروع کر دیں تو اس آدمی نے ان کو چند دن تک ڈھیل دی لیکن جب ان کو شرم نہ آئی تو اس نے ان کو تنبیہ کی اور سرزنش کی لیکن ان کسانوں نے سرکشی دکھائی تو اس نے ان سب کو وہاں سے نکال باہر کر کے دوسرے کسانوں کو رکھنا چاہا۔ اب اگر وہ لوگ وہاں سے نکلتے ہیں تو باہر کے لوگ ان کو نہیں چھوڑیں گے اور اگر اندر ہی رہتے ہیں تو ان نئے آنے والوں کے غلام بن جائیں گے اور مستقل ذلت والی زندگی میں مبتلا رہیں گے لہذا یہ لوگ پھنس گئے اور یہی تمھاری مثال ہے

اگر (بالفرض) ہماری یہ باتیں حقیقت پر مبنی نہ بھی ہوتیں اور ہمارا مقصد صرف اور صرف دنیا طلبی ہی ہوتی تو بھی ہماری تمھاری جنگ ناگزیر تھی اسی لیے کہ ہم تمھاری پر آسائش زندگی کا مزہ چکھ چکے ہیں اور تمھاری زیب وزینت بھی دیکھ چکے ہیں لہذا اس صورت میں بھی ہم تم سے لڑتے رہتے۔ حتی کہ ہم تم پر غالب آجاتے۔

بات چیت کے مکمل ہونے پر آخر میں رستم نے پوچھا کہ تم لوگ دریا پار کر کے ہماری جانب آؤ گے یا پھر ہم تمھاری طرف بڑھیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ تم ہی دریا پار کرو۔ یہ گفتگو ہونے کے بعد مسلمان رستم کے پاس سے شام کے قریب واپس آگئے۔

پل پر قبضہ

حضرت سعدؓ نے اسلامی لشکر کو ہدایت دی کہ وہ اپنے اپنے مورچوں کو سنبھالے رکھیں جبکہ ایرانیوں کی طرف پیغام بھیجا کہ دریا کو عبور کرنا تمھارا کام ہے۔ ایرانیوں نے پل کے حصول کی کوشش کی تو حضرت سعدؓ نے ان سے کہلوایا کہ پل پر ہمارا قبضہ ہو چکا ہے۔ لہذا یہ تم کو نہیں مل سکتا۔ تم اس پل کے علاوہ کوئی اور راستہ ڈھونڈو۔ لہذا وہ لوگ پوری رات اپنے سازوسامان کے ساتھ عتیق پر پل باندھنے کی کوشش کرتے رہے اور اسی میں صبح ہوگئی۔

جنگ ارماث

دریائے عتیق پر بند باندھنا

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، محمد، عبید اللہ بترتیب سند نافع اور حکم سے نقل کرتے ہیں کہ جب رستم نے دریا کو پار کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے قادسیہ کے سامنے عتیق پر بند باندھنے کا حکم دیا۔ عتیق اس زمانے میں آج کی نسبت کچھ زیادہ نیچے کی جانب بہتا تھا۔ لہذا رات بھر ایرانی فوجی مٹی، بانسوں اور نمدوں سے بند باندھنے کی کوششوں میں مصروف رہے حتی کہ اگلے دن خوب اچھی طرح سورج کے چڑھ جانے کے وقت وہ ادھر سے راستہ بنانے میں کامیاب ہو گئے۔

خطرے کا احساس

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ رستم کو رات ایک خواب دکھائی دیا کہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا اور اسنے ایرانی لشکر کے سپاہیوں کی کمانیں لے کر ان کو مہر بند کیا اور ان کو ساتھ لے کر آسمان پر دوبارہ پہنچ گیا۔ صبح جب رستم نیند سے اٹھا تو انتہائی غمگین اور پریشان تھا۔ اس نے اپنے معتمدین کو جمع کر کے یہ خواب سنایا اور ان سے کہنے لگا۔ یہ درحقیقت خدا کی طرف سے ہم کو تنبیہ ہے۔ اے کاش اہل فارس مجھے اس تنبیہ کے مطابق عمل کرنے کی اجازت دے دیتے۔ کیا تمہیں نظر نہیں آ رہا کہ اللہ کی مدد ہم سے واپس اٹھالی گئی ہے اور ہوا بھی ہمارے دشمن کا ساتھ دے رہی ہے۔ ہم قول یا فعل کسی میں بھی انکا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اسکے بعد فارسی لشکر بھاری ساز و سامان کے ساتھ دریا پار کر گیا اور عتیق کے کنارے پر انہوں نے پڑاؤ ڈالا۔

رستم کی ہرزہ سرائی

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند اعمش سے نقل کرتے ہیں کہ جس دن عتیق پر بند باندھا گیا اس دن رستم نے دو زر ہیں اور خود پہنا اور اپنا مکمل اسلحہ سنبھال لیا۔ اس کے حکم دینے پر اس کے گھوڑے پر زین کس دی گئی اور پھر رستم کے پاس لایا گیا تو وہ کود کر گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو گیا نہ تو اس نے زین کا سہارا لیا اور نہ ہی رکاب میں پاؤں ڈالا۔ پھر کہنے لگا کل ہم ان (مسلمانوں) کو پیس کر رکھ دیں گے۔ ایک آدمی نے آگے سے یہ جملہ بڑھایا اگر اللہ نے چاہا رستم نے آگے سے کہا اگر چہ اللہ نہ بھی چاہے۔ (نعوذ باللہ)

سری نے یحیی کے حوالے سے لکھا کہ یحیی، شعیب، سیف بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ رستم نے اس وقت یہ جملہ بھی کہا کہ جب شیر مر گیا تو لومڑی آوازیں نکال رہی ہے۔ اس سے وہ دراصل کسریٰ کی موت کی طرف اشارہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ یہ سال بندروں کا سال نہ ہو جائے۔

رستم کے ہاتھی

جب ایرانی لشکر نے دریا پار کر لیا تو وہ اپنی اپنی صفوں میں پہنچ گئے۔ رستم بھی اپنے تخت پر جلوہ افروز ہوا اور اس نے قلبِ لشکر (وسط لشکر) کے لیے اٹھارہ ہاتھیوں کو متعین کیا۔ ان ہاتھیوں پر بڑے بڑے صندوق تھے اور سپاہی سوار تھے۔ لشکر کے دائیں اور بائیں حصوں پر بھی آٹھ اور سات ہاتھی مقرر کیے گئے تھے اور ان پر بھی صندوقوں سمیت سپاہیوں

کو سوار کیا گیا تھا۔ رستم نے اپنے اور لشکر کے دائیں حصے کے درمیان جالینوس کو مقرر کیا۔ اور اپنے اور بائیں حصے کے درمیان بیرزان کا تعین کیا۔ اسلامی اور ایرانی فوج کے سوار دستوں کے درمیان پل ہی باقی رہ گیا تھا۔

یزدگرد کا مضبوط مخبری جال

ایران کے بادشاہ یزدگرد نے رستم کی روانگی کے بعد ہی سے اپنے شاہی ایوان کے دروازے پر ایک آدمی کو متعین کر دیا تھا اور اسے مستقل وہاں رہ کر یزدگرد کو خبریں پہنچاتے رہنے کا حکم دیا تھا۔ اور دوسرے آدمی کو اس جگہ متعین کیا کہ وہ گھر سے خبریں سن سکے۔ اور تیسرے آدمی کو گھر کے باہر مقرر کیا۔ اس طریقے سے ہر تھوڑے فاصلے پر ایک ایک شخص کو کھڑا کیا گیا۔ جب رستم نے پڑاؤ ڈالا تو جو ہرکارہ ساباط میں مقرر تھا اس نے پڑاؤ ڈالنے کی خبر دیدی اور یہ خبر ایک ہرکارہ اگلے کو بتاتا۔ حتیٰ کہ اس طرح آدمی بآدمی یہ خبر شاہی ایوان تک پہنچ جاتی اور وہاں جو آدمی متعین تھا وہ خبریں یزدگرد تک پہنچا دیتا تھا۔ یزدگرد نے خبر رسانی کی دو منزلوں کے درمیان بھی ایک آدمی کو متعین کر رکھا تھا تا کہ وہ گھوڑے پر اپنی منزل کی خبر اگلی منزل تک پہنچا دے) چنانچہ رستم جہاں کہیں پڑاؤ ڈالتا یا جہاں سے بھی روانہ ہوتا یا اور کوئی واقعہ پیش آ جاتا تو ہر خبر رساں اپنے سے اگلے کارندے کو اس کی اطلاع دیتا تھا۔ اور اس طرح خبر چلتے چلتے یزدگرد کے ایوان کے دروازے تک پہنچ جاتی تھیں۔ اسی طریقے سے اس نے عتیق اور مدائن کے درمیان بھی بہت سے کارندے اس کام کے لیے مقرر کیے تھے اور ڈاک والے سلسلہ کو ترک کر دیا تھا۔

اسلامی لشکر کا حال

ادھر مسلمان بھی اپنی صف بندی مکمل کر چکے تھے حضرت زہرہ اور عاصم کو عبداللہ اور شرحبیل کے درمیان مقرر کیا گیا تھا۔ جبکہ ہراول دستے کے سالار کو لشکر میں چکر لگانے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی وہ قلب لشکر اور دائیں، بائیں اور اگلے وپچھلے تمام حصوں میں گھوم پھر رہے تھے۔ اور ان کا منادی یہ اعلان کرتا تھا اے لوگو! سن لو! بے شک حسد اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا جذبہ صرف اور صرف اللہ کے دین کے لیے جہاد کرنے میں جائز ہے پس تم خوب ایک دوسرے سے مقابلہ کرو اور ایک دوسرے کو جہاد پر غیرت دلاؤ۔ جبکہ امیر لشکر حضرت سعدؓ کے جسم میں پھوڑے نکل آئے تھے جس کی بناء پر نہ وہ سوار ہونے کے قابل تھے اور نہ ہی ٹھیک طرح بیٹھ سکتے تھے وہ منہ کے بل الٹے لیٹے ہوئے تھے اور ان کے سینے کے نیچے تکیہ رکھا ہوا تھا جس کے سہارے سے وہ محل میں سے لشکر کی طرف دیکھتے اور نگرانی کرتے تھے۔ اور وہیں سے خالد بن عرفطہ کے نام احکامات وہدایات پر مشتمل رقعہ نیچے پھینک دیا کرتے تھے کیونکہ خالد ان سے نیچے موجود تھے اور انکی صف محل کے بازو میں ہی تھی۔ اور جس وقت حضرت سعدؓ موجود نہ ہوتے اور بذات خود نگرانی نہ کر رہے ہوتے تو خالد بن عرفطہ ہی ان کے قائم مقام اور خلیفہ تھے۔

سعدؓ کے فیصلہ پر اعتراض

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، قاسم بن ولید الہمدانی اور ولید بتر تیب سند ابونمران سے نقل کرتے ہیں کہ جب رستم نے دریا پار کیا تو حضرت زہرہ اور جالینوس کی پوزیشن میں تبدیلی لائی گئی۔ حضرت سعدؓ نے زہرہ کو "ابن السمط" کی جگہ پر مقرر کر دیا جبکہ رستم نے جالینوس کو اس مقام پر متعین کر دیا جہاں پہلے ہرمز کو مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت سعدؓ کو عرق النساء کی بیماری لاحق ہوگئی تھی اور بدن میں پھوڑے بھی نکل آئے تھے جس کی وجہ سے وہ منہ کے بل لیٹے رہے

تھے۔ لہٰذا انہوں نے خالد بن عرفطہ کو لشکر پر اپنا خلیفہ اور قائم مقام بنا دیا۔ حضرت سعد کے اس فیصلے پر لشکر کے کچھ لوگوں نے اختلاف کیا۔ تو حضرت سعدؓ نے فرمایا مجھے اٹھا کر لے چلو اور مجھے یہ لوگ دکھاؤ۔ چنانچہ چند لوگ آپ کو اٹھا کر اوپر کی جانب چڑھ گئے تو آپ نے لوگوں کو نیچے جھانک کر دیکھا۔ اس وقت صف بندی قدلیس کی دیوار کی بالکل جڑ میں کی گئی تھی۔ آپ حضرت خالد کو ہدایات دیتے اور خالد پھر آگے لشکر تک وہ ہدایات پہنچاتے تھے۔ جن لوگوں نے آپ کے اس فیصلے پر اعتراض کر کے انتشار پھیلایا تھا ان میں سرداران لشکر بھی تھے۔ آپ نے ان کو سخت تنبیہ کی اور فرمایا اللہ کی قسم! اگر دشمن تمہارے سامنے نہ ہوتا تو میں تم لوگوں کو عبرتناک سزا دیتا پھر آپ نے ان لوگوں کو قید کر دیا ان لوگوں میں سے ابو محجن ثقفی بھی تھے (جو کہ شاعر تھے) حضرت سعدؓ نے ان لوگوں کو محل کے اندر ہی قید کیا تھا۔

امیر کی اطاعت بہر طور ضروری ہے

حضرت جریر فرماتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کے ساتھ اس بات پر بیعت کی کہ میں اللہ کی طرف سے مقرر کردہ ہر امیر کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کروں گا اگر چہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اور حضرت سعدؓ نے فرمایا اللہ کی قسم اس واقعہ کے بعد جو بھی مسلمانوں کو ان کے دشمن کے مقابلہ سے روک کر ان کو ادھر ادھر کی چیزوں میں مشغول کرے گا حالانکہ وہ دشمن کے سامنے بھی کھڑا ہے تو اسکے ساتھ ایسا (عبرتناک) سلوک کروں گا جس کو میرے بعد والے بھی جاری رکھیں گے۔

سردارانِ لشکر کی تقاریر

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعد نے اس دن اپنے قریبی لوگوں کو خطاب کیا اور یہ محرم ۱۴ ہجری بروز پیر کا واقعہ ہے۔ جس میں اولاً تو آپ نے ان لوگوں کے اعتراضات کو یکسر مسترد کر دیا۔ جن کو حضرت خالد بن عرفطہ پر اعتراض تھا پھر حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا بے شک اللہ ہی حق ہے اسکی بادشاہت میں کوئی شریک نہیں اور نہ ہی وہ وعدہ خلافی کرتا ہے۔

فرمانِ خداوندی

اللہ پاک قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں (ہم نے زبور میں یہ لکھ دیا تھا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے) پس یہ زمین تمہاری میراث ہے اور یہ بھی تمہارے رب کا وعدہ ہے۔ اللہ نے اس ملک کو گذشتہ تین سالوں سے تمہارے لیے مباح کر رکھا ہے۔ اسی زمین سے تم کو خوراک ملتی ہے، اسی زمین کی چیز تم کھاتے ہو، اس زمین کے لوگوں کو تم قتل بھی کر رہے ہو۔ بہت سوں کو تم نے قید بھی کر رکھا ہے اور آج تک تمہارے سپاہی بہت سی چیزیں بھی ان سے حاصل کر چکے ہیں۔ اب ان کا یہ لشکر تمہارے مقابلہ پر آ گیا ہے تم لوگ عرب میں شرافت اور عزت کے مالک اور نیک کردار ہو اپنے قبیلوں کے سب سے بہترین افراد ہو اور اپنی قوم اور ملک کی عزت بھی تمہارے ہی دم سے ہے۔ اگر تم دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں رغبت کو اختیار کر لو تو خداوند قدوس تم کو دنیا اور آخرت دونوں سے مالا مال کر دے گا اور کسی کا نیک عمل اور دنیا سے بے رغبتی اسکو موت سے قریب نہیں کریگا۔ اگر تم نے کمزوری اور بزدلی کا مظاہرہ کیا تو تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور تم اپنی آخرت کو بھی تباہ کر بیٹھو گے۔

گھڑ سوار دستوں کے سالار حضرت عاصم بن عمرو نے خطاب شروع کیا۔

اللہ پاک نے اس سرزمین کو تمھارے لیے مباح کر رکھا ہے اور اس کے رہنے والوں پر تمھارا تسلط ہے، تم گذشتہ تین سالوں سے ان کو وہ نقصان پہنچانے میں کامیاب رہے ہو جو کہ وہ تم کو نہیں پہنچا سکے ہیں۔

عاصم بن عمرو کا خطاب

تمہیں ان پر غالب ہو اور اللہ تمھارے ساتھ ہے۔ اگر تم نے صبر سے کام لیا اور تم نے خوب جم کر نیزہ بازی اور تلوار زنی کے جوہر دکھائے تو تم انکے اموال و اولاد اور عورتوں کے مالک بن جاؤ گے اور ان کے ملک پر بھی تمھارا قبضہ ہو جائے گا اور اگر تم نے بزدلی اور کم ہمتی کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تم کو اس سے محفوظ رکھے۔ تو پھر سن لو کہ یہ ایرانی لشکر تمھارا نام ونشان بھی باقی نہیں چھوڑے گا۔ اس خوف سے کہ کہیں تم دوبارہ ان کے لیے خطرے کا سامان نہ بن جاؤ۔ لہذا تم اللہ ہی سے مدد مانگو۔ اور اس زمانے کو یاد کرو جب اللہ نے تم کو انعامات سے نوازا تھا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمھاری پشت پر تمھاری ویران اور بنجر زمین ہے، جس میں کوئی دانہ اگتا ہے نہ وہاں شراب پیدا ہوتی ہے۔ نہ ہی وہاں پر حفاظتی قلعے ہیں کہ جن میں تم اپنی حفاظت کر سکو۔ لہذا تم اپنی تمام فکر آخرت کے لیے اٹھا رکھو۔

حضرت سعدؓ نے جھنڈا سنبھالنے والے دستوں کی طرف تحریراً یہ پیغام بھیجا کہ ''میں نے تم پر خالد بن عرفطہ کو اپنا قائم مقام بنا دیا ہے۔ میں اپنی بیماری اور پھوڑوں کی تکلیف کی بناء پر بذات خود نگرانی نہیں کر سکتا۔ میں اپنے منہ کے بل لیٹا ہوں اور میری شخصیت تمھارے سامنے واضح ہے۔ لہذا تم خالد کی اطاعت و فرمانبرداری کرو اور اس کا حکم مانتے رہو کیونکہ وہ میری ہی ہدایت کے مطابق تم کو حکم دیتا ہے اور میری ہی رائے کے مطابق عمل کراتا ہے۔''

لشکر کا اتفاق

حضرت سعدؓ کا یہ پیغام لشکر کے سامنے پڑھا گیا۔ اس کا اچھا اثر ظاہر ہوا اور سب حضرت سعدؓ کی رائے پر متفق ہو گئے اور سب ایک دوسرے کو اطاعت و فرمانبرداری پر تیار کرنے لگے۔ حضرت سعدؓ کی معذوری کو بھی سب نے مان لیا اور ان کے اس حکم کو بھی تسلیم کر لیا۔

مسلمانوں کی باہم ثابت قدم رہنے کی فہمائش

سری نے شعیب کے حوالے سے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، حلام بترتیب سند مسعود سے نقل کرتے ہیں کہ ہر قبیلے کے امیر نے اپنے قبیلے کے سامنے خطاب کیا اور انہیں اطاعت و فرمانبرداری اور جنگ میں جمے رہنے اور عزم و ہمت کی ترغیب دی۔ پھر ہر امیر اپنے اپنے مقررہ مورچے پر پہنچ گیا۔ اور حضرت سعدؓ کے منادی نے ظہر کی نماز کا اعلان کیا۔

اور ادھر رستم نے آواز لگائی ''پادشاہان مرندر'' عمر نے میرا کلیجہ کھالیا ہے۔ خدا اس کے کلیجے کو جلا دے۔ اس نے ان (مسلمانوں) کو سکھایا تو یہ سارے کے سارے سیکھ آئے۔

ایرانی جاسوس اور مسلمانوں کا طرزِ زندگی

سری نے شعیب کے حوالے سے لکھا کہ شعیب، سیف، نضر بترتیب سند ابن رفیل سے نقل کرتے ہیں کہ جب رستم نے نجف میں پڑاؤ ڈالا تو اس نے لشکر اسلام کی خیر خبر معلوم کرنے کے لیے اپنے ایک جاسوس کو روانہ کیا۔ وہ قادسیہ آ کر مسلمانوں میں اس طرح شامل ہو گیا گویا کہ وہ لشکر ہی میں سے پیچھے رہ گیا ہو۔ یہاں آ کر اس نے مسلمانوں

میں یہ عمل دیکھا کہ وہ ہر نماز کے وقت مسواک کرتے ہیں۔ اور پھر نماز کی ادائیگی کے بعد دوبارہ اپنے اپنے مقررہ جگہوں پر واپس آجاتے ہیں۔ یہ جاسوس واپس آیا اور رستم سے مسلمانوں کا حال گوش گذار کیا۔ اور انکی سیرت و کردار سے بھی باخبر کیا۔ رستم نے دریافت کیا کہ وہ کھانا کیا کھاتے ہیں؟ جاسوس نے جواب دیا کہ میں نے انکے پاس رات گذاری ہے، خدا کی قسم! میں نے ان میں سے کسی کو کچھ کھاتے ہوئے نہیں دیکھا ہاں البتہ صرف اتنا دیکھا ہے کہ وہ لوگ شام کے وقت اور رات کو سونے سے قبل اور پھر صبح سے کچھ دیر قبل اپنی لکڑیوں کو چوسا کرتے ہیں۔

رستم کی گھبراہٹ اور غصہ

پھر رستم نے وہاں سے چل کر حصن اور عتیق کے درمیان پڑاؤ ڈالا۔ رستم وہاں عین اس وقت پہنچا جبکہ حضرت سعدؓ کے مؤذن نے ظہر کی نماز کے لیے اذان کہی تھی۔ جس کی بناء پر مسلمان نماز کے لیے جمع ہورہے تھے۔ جب رستم نے یہ منظر دیکھا تو ایرانی فوج میں یہ اعلان کرادیا کہ وہ سوار ہوجائیں۔ رستم سے سپاہیوں نے اس کی وجہ دریافت کرنا چاہی تو وہ کہنے لگا کیا تم اپنے دشمن کی طرف نہیں دیکھتے کہ ان میں اعلان کیا گیا ہے اور وہ سب کے سب تم سے لڑنے کے لیے جمع ہوچکے ہیں

اس پر رستم کا جاسوس بولا کہ وہ تو اس طرح نماز کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ تو رستم نے فارسی میں کہا مجھے دوپہر کے وقت آواز سنائی دی تھی وہ آواز عمر کی تھی جو ان کتوں سے بات کرکے ان کو عقل سکھا رہا تھا۔ (نعوذباللہ)

جب فارسی لشکر نے دریا پار کرلیا تو ہو وہاں ٹھر گئے۔ حضرت سعدؓ کے مؤذن نے پھر نماز کے لیے اذان کہی اور حضرت سعد نے نماز ادا کی تو رستم بولا "عمر نے میرا کلیجہ کھالیا ہے"

لشکر کا جوش اور ولولہ بڑھانا

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے اصحاب رائے اور علم و فضل میں دیگر لوگوں سے فائق حضرات کو منتخب کرکے اسلامی لشکر میں بھیجا۔ ان میں وہ قابل ترین حضرات بھی شامل تھے جو کہ رستم کے پاس بات چیت کے لیے جاچکے تھے۔ جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت حذیفہ و عاصم اور انکے دیگر ساتھی، اسی طرح بہادروں میں سے طلیحہ، قیس الاسدی، غالب، عمرو بن معدیکرب اور ان جیسے اور لوگ تھے۔ شاعروں میں سے شماخ، حطیئہ، اوس بن مغراء اور عبدۃ بن طبیب جیسے لوگ تھے۔ اسی طرح ہر فن کے اونچے لوگوں کو بھیجا اور بھیجنے سے قبل ان کو یہ ہدایت دی کہ:

تم لوگ جاؤ اور لشکر میں جاکر اپنی ذمہ داری کو ادا کرو۔ لوگوں کو اس بات سے آگاہ کرو کہ جنگ کے موقع پر انکی ذمہ داریاں کیا ہونگی۔ اس لیے کہ تم لوگوں کو عربوں میں ایسا ممتاز مقام حاصل ہے۔ لوگ عرب کے شعراء، خطباء، ذی رائے بہادر، سردار حضرات ہیں۔ آپ مسلمانوں میں گھوم پھر کر انکو نصیحتیں کریں اور ان کو قتال اور لڑائی پر ابھاریں۔ حضرت سعد کی یہ ہدایات سن کر یہ لوگ چل پڑے اور ان میں سے حضرت قیس بن ہبیرہ الاسدی نے اس طرح خطاب کیا:

قیس بن ہبیرہ کا خطاب جنت یا مال غنیمت

اے لوگو! اللہ کی پاکی اور اس کی تعریف بیان کرو اس نے تم کو ہدایت کی دولت سے

نواز کر تم کو آزمایا وہ تم پر مزید اپنے احسانات کی بارش کرے گا۔ تم اللہ کی نعمتوں کو بار بار یاد کرتے رہو اور اپنی توجہ کو صرف اسی کی طرف لگائے رکھو اس لیے کہ تمھارے آگے یا تو (شہادت کی صورت میں) جنت ہے یا (فتح کی صورت میں) مال غنیمت تمھارا منتظر ہے۔ جبکہ اس محل کے پیچھے تمھاری پشت پر لق و دق صحراء اور بنجر و بیابان زمین کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

تم ہرگز کمزور نہیں، غالب کا خطاب

جبکہ حضرت غالب نے کچھ اس طرح سے تقریر کی! اے لوگو! تم اللہ کی حمد و ثناء کرو جس نے تم کو آزمائش و امتحان میں مبتلا کیا ہے۔ اس سے سوال کرو وہ تم پر اپنی نعمتوں کو مزید بڑھا دے گا۔ تم اس کو آواز دو وہ تمھاری پکار کو ضرور سنے گا۔ اے معد کی جماعتو! تم ہرگز کمزور نہیں ہو تمھارے گھوڑے تمھارے لیے محفوظ قلعوں کا کام دیں گے۔ تمھارے پاس ایک ایسا ہتھیار ہے جو کبھی بھی تمھاری نافرمانی نہیں کرتا یعنی تمھاری تلواریں۔ تم یہ سوچو کہ آئندہ آنے والے لوگ تم کو کس انداز میں یاد رکھیں گے۔ اس لیے کہ تمھارے انہی کارناموں سے آئندہ آنے والے کل کا آغاز ہوگا اور تمھارے بعد انہیں کی تعریفیں زبان زد رہیں گی۔

شمشیر زنی اور نیزہ بازی کرو

حضرت ابن ہذیل الاسدی نے اس موقع پر یہ کلمات ارشاد فرمائے:

''اے معد کی جماعتو! تم اپنی تلواروں سے قلعوں کا کام لو۔ دشمن کا مقابلہ جنگل کے شیروں کی طرح کرو اور اس سے چیتے کی مانند لڑائی کرو۔ ساتھ ساتھ اللہ پر توکل و اعتماد رکھو، اپنی نگاہوں کو جھکاؤ۔ اگر تلوار ہی کند ہو جائیں تو سمجھ لو کہ اللہ کا حکم یہی ہے۔ تم ان پر نیزے برساؤ کیونکہ نیزے وہاں تک پہنچ کر کام دکھا دیتے ہیں جہاں تک تلواریں نہیں پہنچ سکتیں۔

دنیا کے بے حیثیتی

حضرت بسر بن ابی رہم الجہنی نے خطاب کچھ اس طرح فرمایا:

تم اللہ ہی کی تعریف اور پاکی بیان کرو تم اپنے قول کو اپنے عمل کے ذریعے سچا کر دکھاؤ۔ تم اللہ کی تعریف کرتے ہو جس نے تم کو ہدایت کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ تم توحید کے علم بردار ہو اور اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ تم اللہ کی بڑائی کو دل سے مانتے ہو اور اسکے بھیجے ہوئے برگزیدہ بندوں، انبیاء اور رسولوں پر بھی ایمان لاتے ہو۔ اس لیے اچھی طرح سمجھ لو کہ تم اسی اسلام و ایمان کے ساتھ دنیا کو خیر باد کہہ دینا۔ تمھاری نگاہوں میں دنیا سے زیادہ بے حیثیت و کمترین چیز کوئی نہ ہونی چاہیئے۔ اس لیے کہ جو دنیا کو بے حیثیت سمجھتا ہے یہ اسی کے پاس آتی ہے اور تم اس کی طرف ہرگز میلان مت کرنا ورنہ یہ تم سے اپنے کو دور کر دے گی۔ تم اللہ (کے دین) کی مدد میں لگ جاؤ اللہ تمھاری مدد کرے گا۔

طالبان دنیا و طالبانِ آخرت

حضرت عاصم بن عمرو کہنے لگے

''اے عرب کی جماعتو! تم لوگ عرب کے سرداروں میں شمار کیے جاتے ہو اور آج تمھارے مقابلے میں عجم کے سردار ہیں۔ تم اپنی جانوں کو جنت کے حصول کے لیے ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہو۔ جب کہ ان ایرانیوں کا مطمحِ نظر صرف اور صرف دنیا ہے اور وہ اسی کے لیے تم سے لڑ رہے ہیں، ایسا نہ ہو کہ یہ دنیا والے تم آخرت اور جنت والوں کے مقابلے میں زیادہ ہمت و استقامت کا مظاہرہ کریں۔ دیکھو! تم آج کسی بھی ایسے کام سے مکمل گریز کرو کہ جو آئندہ عرب نسلوں کے لیے باعثِ شرم و عار بن جائے۔

جنت کی طرف دوڑو

ربیع بن البلاد السعدی فرمانے لگے:

اے جماعت عرب تم دنیا اور دنیا کے لیے قتال کرو اور جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت اور ایسی جنت کی طرف کہ جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو تیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لیے'' اور اگر شیطان تمھاری نگاہ میں اس لڑائی کو بہت بڑا کر کے پیش کرے تو تم اس بات کو سوچ لو کہ حج کے موسم میں تمھارے بارے میں خبریں سنائی جائیں گی۔ لہذا تم اپنے کو اچھے القابات کا مستحق ٹھہراؤ۔

جنگ میں اپنے قدموں کو جماؤ

جبکہ حضرت ربعی بن عامر نے فرمایا:

بیشک اللہ نے ہی تمھاری اسلام کی طرف رہنمائی کی اور تمھیں اسکی برکت سے اتحاد و اتفاق کی دولت عطا کی۔ اللہ نے تم لوگوں پر بے شمار نعمتیں برسائیں اور یہ جان لو کہ صبر اور جمنے میں ہی راحت اور آرام ہے۔ لہذا تم اپنے آپ کو صبر کی عادت ڈالو۔ عنقریب تم کو صبر کی عادت ہو جائے گی اور ہرگز گھبراہٹ اور بے چینی کا مظاہرہ مت کرو ورنہ تم کو اسی کی عادت پڑ جائے گی۔

اسلامی اور ایرانی لشکروں کے عہد و پیمان کی انتہاء

ان حضرات میں سے تقریباً ہر ایک نے اسی انداز کی بات چیت اور تقریریں کیں۔ حتی کے مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد و صبر و استقامت اور جنگ کرنے کا وعدہ کیا جبکہ دوسری جانب ایرانی فوج نے بھی آپس میں اسی طرح ایک دوسرے سے وعدے کیے، حتی کہ تیس ہزار فوج نے تو معاہدہ کر کے آپس میں اپنے کو زنجیروں سے باندھ لیا تا کہ سب لڑیں اور کوئی نہ بھاگے۔

ایرانی فوج کی تعداد اور ہاتھی

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، مجالد بترتیب سند شعبی سے نقل کرتے ہیں کہ ایرانی فوج ایک لاکھ بیس

ہزار کی تعداد میں تھی۔ ان کے ساتھ تیس ہاتھی تھے اور ہر ہاتھی کے ساتھ چار ہزار سپاہی تھے۔

میدان جنگ کا نقشہ

سری بن یحییٰ نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، حلام بترتیب سند مسعود بن خراش سے نقل کرتے ہیں کہ مشرکوں کی افواج دریائے عتیق کے کنارے پر تھیں جبکہ اسلامی لشکر قدلیس کی دیوار کے ساتھ ساتھ صف آراستہ تھا۔ اور انکی پشت پر خندق تھی اس طرح نقشہ کچھ اس طرح تھا کہ ایرانی اور اسلامی فوجیں خندق اور دریائے عتیق کے درمیان تھیں۔ ایرانی فوج کے ساتھ تیس ہزار کی تعداد میں ایسی فوج تھی جو زنجیروں سے جکڑی ہوئی تھی۔ جبکہ تیس ہاتھی لڑنے والے تھے اور انکے علاوہ دیگر ہاتھی بھی تھے کہ جو لڑنے کے لیے نہیں تھے بلکہ بادشاہ وسرداروں کے بیٹھنے کے لیے تھے۔

سورۂ انفال کی تلاوت اور نعرۂ تکبیر

ادھر حضرت سعدؓ نے مسلماوں کو یہ ہدایت دی کہ دشمن کے سامنے سورۃ جہاد یعنی سورۃ الانفال کی تلاوت کریں جسے مسلمان ان دنوں خاص طور پر سیکھ رہے تھے۔

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے اس موقع پر فرمایا کہ تم لوگ اپنے اپنے مورچوں میں جمے رہو اور ان سے بالکل نہ ہلو حتی کہ تم ظہر کی نماز ادا کرلو۔ نماز سے فراغت کے بعد میں ایک دفعہ تکبیر کہوں گا تو تم بھی جواباً تکبیر کہہ کر تیار ہو جاؤ۔ یہ بات غور سے سن لو کہ یہ تکبیر تم سے پہلے کسی اور کو نہیں دی گئی اور تم کو اس اسلئے عطا کی گئی ہے کہ تاکہ تم کو قوت اور دل بستگی حاصل ہو۔ پھر جب تمھیں دوسری تکبیر سنائی دے تو جواباً نعرۂ تکبیر لگا کر تم اپنے ہتھیاروں کو سنبھال لو۔ اور جس وقت میں تیسری تکبیر کہوں تو تم بھی تکبیر کہو اور تمھارے سوار دستے لشکر کو مستعد رکھیں کہ وہ فی الفور لڑائی کے لیے آگے بڑھ سکیں۔ اور پھر جیسے ہی تم کو چوتھی تکبیر سنائی دے تو تم سب یکجان ہو کر دشمن پر ہلہ بول دو اور دشمن سے گتھم گتھا ہو جاؤ اور ساتھ ساتھ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** کا ورد بھی جاری رکھو۔

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، زکریا بترتیب سند ابو اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعد نے جب قادسیہ میں مسلمانوں کے نام یہ پیغام بھیجا کہ جب تم کو پہلی تکبیر سنائی دے تو تم اپنے جوتوں کے تسمے خوب مضبوطی سے باندھ لو اور جب دوسری مرتبہ تکبیر کہی جائے تو تم تیاری کرلو اور جب تیسری تکبیر سنائی دے تو تم دانتوں کو مضبوطی سے بند کر کے حملہ کردو۔

سری نے یحییٰ نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ نماز ظہر ادا کر چکے تو انہوں نے اس غلام کو جسے حضرت عمر نے حضرت سعدؓ کے ساتھ مستقلاً کر دیا تھا یہ حکم دیا کہ وہ سورۃ جہاد یعنی سورۃ الانفال کی تلاوت کرے۔ مسلمان بھی اس سورۃ کو سیکھ رہے تھے۔ یہ غلام اچھا قاری تھا اس نے اپنے قریبی فوجی دستے کے سامنے اس کی تلاوت کی اور پھر یہ سورۃ ہر فوجی دستے میں پڑھی گئی جس کی برکت سے تمام مسلمانوں کے دلوں اور آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوئی۔ اور اس کی تلاوت سے سکون واطمینان کی کیفیت انہوں نے واضح طور پر محسوس کی۔

تین تکبیریں

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ جب تلاوت کرنے والے فارغ ہو گئے تو حضرت سعدؓ نے تکبیر کہی، آپ کے قریبی لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ جسے سن کر سارے لشکر نے تکبیر کہی اور سب جمع ہو گئے۔ پھر حضرت سعدؓ نے دوسری تکبیر کہی تو سب تیار ہو گئے۔ اور تیسری تکبیر پر وہ حضرات صفوں سے نکل کر میدان میں آ گئے کہ جو شجاعت و بہادری میں ممتاز تھے اور انہوں نے لڑائی شروع کر دی۔ ایرانی فوج میں سے بھی انہی جیسے بہادر آگے بڑھے اور تلوار زنی اور نیزہ بازی شروع ہو گئی۔

فتح یا شکست

حضرت غالب بن عبداللہ الاسدی میدان میں اشعار پڑھتے ہوئے آئے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ:

تمام فصحاء اور ممتاز شرفاء اور سردار جانتے ہیں کہ میں ایک مسلح نوجوان
ہوں اور ہر مشکل اور پیچیدہ معاملے کو سلجھانے کی قدرت رکھتا ہوں۔

انکے مقابلے میں ایرانی لشکر میں سے 'ہرمز' برآمد ہوا جو انکے بادشاہوں میں سے تھا اور اسکے سر پر تاج بھی سجا ہوا تھا۔ حضرت غالب نے بڑی دانشمندی سے اس کو گرفتار کر کے قید کر لیا اور حضرت سعد کے پاس لے آئے اور اسے چھوڑ کر دوبارہ میدان جنگ میں آ گئے۔

حضرت عاصم اور ایرانی سپاہی

اور حضرت عاصم بن عمرو بھی مقابلے کے لیے میدان میں آئے اور ان کی زبان پر اس وقت یہ اشعار تھے جن کا ترجمہ ہے:

بے شک سفید، چاندی کی طرح چمکتے ہوئے سینوں والی عورتیں جبکہ ان
سینوں کو سونے کے زیورات نے ڈھانپ رکھا ہو۔ یہ بات اچھی طرح
جانتی ہیں کہ میں ایسا جوان ہوں جس کی پیٹھ پر کبھی زخم کھانے کا عیب نہیں
لگایا جا سکا۔ اور مجھ کو تجھ جیسے پر ابھارنے والی چیز جنگ اور لڑائی ہے۔

انہوں نے ایک ایرانی سپاہی پر حملہ کیا جس پر وہ بھاگ پڑا۔ عاصم نے اس کا پیچھا کیا۔ پیچھا کرتے کرتے جب وہ دشمن کی صفوں تک پہنچے تو وہاں ان کو ایک گھوڑے سوار دکھائی دیا جسکے پاس ایک خچر تھا۔ یہ سوار عاصم کو دیکھتے ہی خچر چھوڑ کر بھاگ نکلا اور اپنے ساتھیوں تک پہنچ کر انکے دامن میں پناہ لی۔ عاصم خچر اور اس پر لائے ہوئے سامان کے ساتھ حضرت سعد کے پاس واپس پہنچ گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ شخص بادشاہ کا باورچی تھا اور خچر پر بادشاہ کا قیمتی کھانا، حلوہ اور شہد وغیرہ لدا ہوا تھا۔ عاصم اپنے مورچے کی طرف لوٹ گئے۔ حضرت سعد نے ان چیزوں کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ یہ چیزیں عاصم کے مورچے میں ہی دے آؤ اور ان سے یہ کہہ دو کہ یہ امیر نے آپ کو بطور نفل (یعنی غنیمت پر مزید) دیدیا ہے۔ آپ اس کو کھالیں۔ چنانچہ ان تک یہ پہنچا دیا گیا۔

خالد کی قیس کو تنبیہ

اسی دوران جب کہ مسلمان چوتھی تکبیر کے منتظر تھے اچانک بنو نہد کے پیدل دستوں کا سالار قیس بن حذیم بن جرثومۃ کھڑے ہو کر کہنے لگا۔ اے بنو نہد! تم اٹھ کھڑے ہو! اس لیے کہ تم کو بنو نہد کہا ہی اس وجہ سے جاتا ہے کہ تم سب

سے پہلے اٹھ جاؤ۔ خالد بن عرفطہ کو یہ پتہ چلا تو انہوں نے اس کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی قسم! یا تو تم اس بات سے باز آ جاؤ یا پھر میں کسی دوسرے کو تمھاری جگہ پر عہدہ سپرد کر دونگا۔ اس پر وہ باز آ گیا۔

عمرو بن معدیکرب اور ایرانی سورما

جب گھڑ سواروں کی آپس میں جھڑپیں شروع ہوئیں تو دشمن کی فوج سے ایک سپاہی نکل کر للکارنے لگا کوئی ہے جوانمرد؟ کوئی ہے جوانمرد؟ اس کے جواب میں عمرو بن معدیکرب اسلامی فوج سے نکل کر اس کے مقابلے کے لیے آگے بڑھے اور اس سے گتھم گتھا ہو کر لڑائی شروع کر دی اور پھر اسے زمین پر پٹخنے کے بعد ذبح کر دیا اور اس کے بعد وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کسی فارسی کی اگر کمان گم ہو جائے تو وہ بس مینڈھا ہی بن جاتا ہے۔ (یعنی پکڑ داور ذبح کر دو) اسکے بعد دونوں جانب سے فوجی دستے جنگ کے لیے آگے بڑھنے لگے۔

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، اسمٰعیل بن ابی خالد بترتیب سند قیس بن ابی حازم سے نقل کرتے ہیں کہ عمرو بن معدیکرب ہمارے سامنے سے گذرے۔ وہ صفوں کے درمیان گھوم پھر کر لشکر کی حوصلہ افزائی فرمارہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ "جب کسی ایرانی سپاہی کا نیزہ پھینک دیا جائے تو وہ بس مینڈھا ہی رہ جاتا ہے۔ تو انکی اسی گفتگو کے دوران اچانک ایک ایرانی سپاہی نمودار ہوا اور دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر اس نے ایک تیر چلایا۔ حضرت عمرو بن معدیکرب فوراً اس طرف متوجہ ہوئے اور اس پر حملہ کر دیا۔ اس سے گتھم گتھا ہو کر اس کا پٹکا پکڑ کر اسے اٹھایا اور اپنے سامنے کر کے اس کو لے آئے۔ جب وہ ہمارے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے اس کی گردن توڑ دی اور پھر اس کے حلق پر تلوار رکھ کر اس کو ذبح کر دیا۔ اور اسکے بعد اس کو پھینک دیا اور کچھ فرمانے لگے۔ تم انکے ساتھ ایسا ہی سلوک کرو۔ اس پر ہم نے کہا اے ابوثور جو کارنامہ آپ انجام دے سکتے ہیں اور کسی میں اس کی ہمت کہاں؟ اسمٰعیل کے علاوہ دوسری سند میں یہ بھی ذکر ہے کہ عمرو بن معدیکرب نے اس کے کنگنوں، پٹکے، خود اور دیگر چیزوں پر قبضہ کر لیا۔

ایرانی ہاتھیوں کی قبیلہ بجیلہ کے مورچہ پر یلغار

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، اسمٰعیل بن ابی خالد بترتیب سند قیس بن ابی حازم سے نقل کرتے ہیں کہ فارسی لشکر نے تیرہ ہاتھی اس جانب بڑھائے جس جانب قبیلہ بجیلہ تھا۔

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کرتے ہیں کہ جنگ قادسیہ محرم ۱۴ ہجری کی ابتداء میں پیش آئی۔ مسلمان ایرانیوں سے مقابلے کے لیے آگے بڑھے تو ایرانیوں نے کہا کہ ہمیں کوئی رخ دیا جائے جس پر انکو قبیلہ بجیلہ کی طرف بھیجا گیا تو انہوں نے اس طرف سولہ ہاتھیوں کو آگے بڑھایا۔

ہاتھیوں کی یلغار

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ جب گھڑ سوار کے مابین مقابلے ختم ہونے کے بعد دونوں فوجوں میں جنگ کا آغاز ہوا تو ایرانی فوج کے ہاتھیوں والے حصے نے اسلامی فوج پر حملہ کر دیا جس کی بناء پر مسلمانوں کے فوجی دستوں میں انتشار پیدا ہو گیا اور انکے گھوڑے بدحواس ہو گئے۔ حملہ اتنا شدید تھا کہ قریب تھا کہ قبیلہ بجیلہ کا بالکل ہی نام و نشان مٹ جاتا کیونکہ اسکے گھوڑے ہاتھیوں کے خوف سے بدحواس ہو کر بھاگنے لگے تھے۔ اور مورچہ چھوڑ رہے تھے حتیٰ کہ اس مورچے پر صرف پیدل دستہ باقی رہ گیا تھا۔ اس وقت حضرت سعدؓ

نے بنو اسد کو حکم دیا کہ وہ قبیلہ بجیلہ اور اس کے قریبی دستوں کی مدد کریں۔ چنانچہ حضرت طلحہ بن خویلد، حمال بن مالک، غالب بن عبداللہ اور ربیل بن عمرو اپنے فوجی دستوں کے ساتھ وہاں پہنچے اور انہوں نے ہاتھیوں پر حملہ کیا جس سے وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے۔ ان ہاتھیوں میں سے ہر ہر ہاتھی پر بیس بیس سپاہی سوار تھے۔

طلحہ کا جوشیلا خطاب

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، محمد بن قیس بترتیب سند موسیٰ بن طریف سے نقل کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت سعدؓ نے بنو اسد کو مدد کے لیے طلب کیا تھا حضرت طلیحہ نے ان میں کھڑے ہو کر خطاب کیا کہ:

> اے میری قوم! امیر جیش نے قابل بھروسہ لوگوں کو مدد کے لیے طلب کیا ہے۔ اگر ان کے خیال میں کوئی دوسرا قبیلہ مدد کرنے کا اہل ہوتا تو وہ ضرور اس کو طلب کرتے۔ اب تم ان پر ذمہ دار حملہ کرو اور بہادر شیروں کی طرح پیش قدمی کرو کہ اسی بناء پر تمہارا نام اسد (شیر) رکھا گیا ہے کہ تم شیروں جیسے کارنامے دکھاؤ۔ آگے بڑھ کر حملہ کرو اور پیٹھ نہ دکھاؤ۔ مسلسل لڑتے رہو اور ہرگز بھاگنے کا نام بھی مت لو تم اپنے مورچوں پر جوانمردی سے ڈٹے رہو۔ اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہوگی پس خدا کا نام لے کر ان پر حملہ کر دو۔

معرور بن سوید اور شقیق کہنے لگے" اللہ کی قسم تم ان پر مسلسل حملہ کرتے رہو۔ چنانچہ بنو اسد قبیلے نے نیزہ بازی اور تلوار زنی کے وہ جوہر دکھائے اور اتنے حملے کیے کہ ہم ہاتھیوں کو بھگانے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی دوران دشمن کا ایک بڑا پہلوان اور سردار نکلا اور اس نے للکار کر مقابلہ کی دعوت دی۔ حضرت طلیحہ نے منٹوں میں ہی اس کا کام تمام کر دیا۔

قبیلۂ کندہ کو ابھارنا

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت اشعث بن قیس الکندی اس موقع پر اپنے قبیلۂ کندہ سے یوں مخاطب ہوئے:

> اے کندہ کی جماعت! بنو اسد کی خیر کثیر اللہ ہی کے لیے ہے اللہ ان کا بھلا کرے ذرا دیکھو کہ وہ میدان جنگ میں کس طرح بڑھ چڑھ کر بہادری و جوانمردی کے جوہر دکھلا رہے ہیں اور کس طرح پامردی سے آج اپنے مورچے کا دفاع کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی قریبی دستوں کو مدد سے بے نیاز و مستغنی کر دیا ہے۔ لیکن تم ابھی تک اس انتظار میں ہو کہ کوئی تمہاری مدد کرے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تم عربوں کے سامنے اپنے قبیلے کا بہترین نمونہ پیش نہیں کر سکے۔ عرب میدان جنگ میں کودے ہوئے ہیں اور داد شجاعت دیتے ہوئے قتل ہو رہے ہیں۔ لیکن تم ہو کہ گھٹنوں کے بل جھکے ہوئے تماش بینی میں لگے ہوئے ہو۔

کندہ کی کارکردگی

حضرت اشعث کی یہ تقریر سن کر اس قبیلے کے نوجوان کھڑے ہو کر کہنے لگے: آپ ہمیں برا بھلا کہہ رہے ہیں حالانکہ ہم تو لوگوں کی بنسبت مورچہ میں سب سے زیادہ ڈٹ کر لڑنے والے ہیں۔ ہم نے کیا قوم عرب کو رسوا کیا ہے؟ اور ہم نے کب ان کے لیے برا نمونہ پیش کیا ہے؟ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

بعدازاں حضرت اشعث بن قیس ان کو لے کر آگے بڑھے اور اپنے مدمقابل دشمن کے دستوں کو منتشر کر دیا۔

عام جنگ کا آغاز

جب فارسی فوج نے دیکھا کہ ہاتھی والے دستے کو بنواسد کے حملوں کی بناء پر مشکلات کا سامنا ہے تو انہوں نے مسلمانوں پر تیز و تند حملے شروع کر دیے۔ انکے سالار ذوالحاجب اور جالینوس تھے۔ مسلمان ابھی اس انتظار میں تھے کہ حضرت سعدؓ کی طرف سے چوتھی تکبیر کہی جائے (تا کہ ہم حملہ شروع کریں) کہ ایرانیوں کی تمام فوج ہاتھیوں کو ساتھ لے کر بنواسد کے مقابلے پر آ گئی۔ لیکن بنواسد اس خطرناک صورتحال میں بھی پامردی کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے کہ اسی دوران حضرت سعدؓ نے چوتھی تکبیر بھی کہہ دی اور پھر تمام اسلامی فوج نے یکبارگی بلہ بول دیا (اب صورتحال یہ تھی کہ) جنگ کی چکی بنواسد پر گھوم رہی تھی۔ فارسی لشکر کے ہاتھیوں نے اسلامی لشکر کے دائیں اور بائیں بازو کے سوار دستوں پر حملہ کر دیا تھا جس کی بناء پر مسلمانوں کے گھوڑے بدحواس ہو گئے اور ہاتھیوں کے ڈر سے پیچھے پلٹنے لگے تھے۔ اس وقت گھڑ سوار پیدل دستوں پر دباؤ ڈال رہے تھے۔

بنوتمیم کی جوابی کاروائی

اس وقت حضرت سعد نے حضرت عاصم بن عمرو کے نام پیغام بھیجا جس میں آپ نے فرمایا:

اے بنوتمیم! کیا تمھارے پاس اونٹ اور گھوڑے نہیں؟ کیا تم ان ہاتھیوں سے جان چھڑانے کے لیے کوئی تدبیر اختیار نہیں کر سکتے؟ بنوتمیم کہنے لگے بالکل کر سکتے ہیں۔ پھر حضرت عاصم نے اپنی قوم کے مایہ ناز تیراندازوں اور تجربہ کار منجھے ہوئے سپاہیوں کو بلا کر ان سے فرمایا ''اے تیراندازی کے ماہرو! تم اپنی تیراندازی کے جوہر دکھا کر ان ہاتھیوں کا مقابلہ کرو! اور دوسرے کہنہ مشق سپاہیوں کو یہ ہدایت دی کہ تم ان ہاتھیوں کی پشت پر جا کر ان کے ہودجوں کے بند کاٹ ڈالو۔ پھر حضرت عاصم خود بھی انکے دفاع میں نکل کھڑے ہوئے۔ اس وقت تک جنگ کی چکی بنواسد پر ہی گھوم رہی تھی۔ پھر حضرت عاصم کے بھیجے ہوئے سپاہی ہاتھیوں کی جانب متوجہ ہوئے اور ان کی دموں اور پچھلے حصوں کو پکڑ نے کے بعد ہودجوں کے بند کاٹ ڈالے۔

ہاتھیوں اور سواروں کا حشر

اس وقت ہاتھی چیخ و پکار کرنے لگے اور پھر نتیجہ یہ نکلا کہ اس دن کسی بھی ہاتھی کے اوپر اسکا سوار اور سامان باقی نہیں بچا۔ ہاتھی سوار قتل کر دیے گئے اور مسلمان اور ایرانی دوبدو مقابلے پر آئے اور بنواسد پر سے بھی جنگ کا شدید دباؤ اتر گیا اور تمام گھڑ سوار مسلح دستے اپنے اپنے مورچوں تک دوبارہ پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ آج کا یہ معرکہ سورج غروب ہونے تک جاری رہا بلکہ رات کا بھی کچھ حصہ اس میں صرف ہو گیا اور اسکے بعد دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر لوٹ آئے اور لڑائی ختم ہو گئی۔

جنگ کا خلاصہ اور بنواسد

اس دن جنگ میں شام تک قبیلہ بنواسد کے پانچسو جوان جام شہادت نوش کر گئے۔ لیکن واقعتاً یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کی جانب سے انتہائی پامردی کے ساتھ دفاع کیا تھا۔ حضرت عاصم نے بھی دشمن پر تند و تیز حملے

کیے اور مسلمانوں کا دفاع بھی کیا۔ یہ جنگ قادسیہ کا پہلا دن تھا اور اسی کو یوم ارمات بھی کہا جاتا ہے۔

بنواسد کو خراج تحسین

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، غض، قاسم بترتیب سند بنو کنانہ کے ایک آدمی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ یوم ارمات میں لشکر کے تمام حصے جنگ میں شریک ہوئے اور قبیلہ بنواسد کے گرد ہی لڑائی چلتی رہی۔ اس دن صبح تا شام ان کے پانچ سو جوانوں نے جام شہادت نوش کیے۔ اس موقع کے لیے عمرو بن شاس الاسدی شاعر نے کچھ اس طرح اشعار کہے:

ہم ہر جانب سے گھڑ سواروں کو جمع کر کے (افواج) کسریٰ کے مدمقابل لے آئے اور یہ گھڑ سوار ان کے مقابلے میں خوب ٹھیک بیٹھے۔ ان سواروں نے ان کو خوب رنج وغم کا شکار کر دیا اور لمبے عرصے کے لیے انکو سوگواری کا تحفہ دیا۔ اور فارس کی عورتوں کو تو ہم نے اس حال میں چھوڑا کہ جب بھی وہ ہلال کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھتیں ہے تو رونا شروع ہو جاتی ہیں۔ ہم نے رستم کی فوج اور اسکے فرزندوں کو زبردستی موت کے گھاٹ اتار دیا جبکہ ہمارے گھڑ سوار انکے اوپر گرد وغبار اڑا رہے تھے۔ ہم نے ان کی بہت سی جماعتوں کو اس مقام پر کہ جہاں ہماری ان سے مڈبھیڑ ہوئی تھی۔ اس حال میں چھوڑا ہے کہ اب ان میں وہاں سے کوچ کرنے کی کوئی خواہش ہی نہیں ہے۔ اور بیرزان (ایک ایرانی سالار) بھی پیٹھ موڑ کر بھاگ نکلا۔ اس نے اپنے لشکر کی حفاظت کا فریضہ بھی انجام نہ دیا بلکہ وہ تو اپنے لشکر پر بوجھ بن گیا تھا۔ اور ہرمزان کو بھی جان کے خوف نے نجات دی (کہ وہ بھاگ نکلا) اور تیز تیز مسلسل گھوڑے کو بھگا کر نکل بھاگا۔

ایک دوسرے نسخے میں عمرو بن شاس کے یہ اشعار بھی ملتے ہیں

بیشک قبیلہ بنواسد یہ بات جانتے ہیں کہ جب لوگ عقلمندی کا تذکرہ کریں تو عقلمند ہم بھی ہیں۔ ہم ہر سرحد تک جا پہنچتے ہیں اگرچہ ہم کو کھانے کے لیے سوکھی گھاس کے علاوہ کچھ بھی نہ ملے۔ تم ہمارے عمدہ اور نشان زدہ گھوڑوں کا مشاہدہ کرو گے کہ بہادر سپاہیوں کیساتھ وہ ہر وقت جنگ کے لیے پیش پیش ہوتے ہیں۔ ہمارے یہ بہترین گھوڑے میدان جنگ میں اپنے سواروں کا دفاع کرتے ہوئے دشمنوں کو ان سے دور کر دیتے ہیں۔ جب تمھیں کسی سے جنگ یا لڑائی کی نوبت پیش آ جائے تو انہی جیسے سواروں کے ذریعہ سے جنگ لڑی جاتی ہے۔ ہم نے اہل فارس کو انکے عزائم اور مقاصد سے پیچھے دھکیل کر رکھ دیا حالانکہ انکے عزائم بہت مضبوط تھے

جنگ اغواث

سعدؓ کی بیماری اور بیوی کا طعنہ

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند محمد اور طلحہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے سلمی بنت خصفة

سے مقام شراف میں نکاح کیا تھا۔ اور ان کو ساتھ لے کر وہ قادسیہ آئے تھے۔ یہ سلمیٰ پہلے حضرت مثنیٰ بن حارثہ کے نکاح میں رہ چکی تھی۔ جب ارماث کی جنگ پیش آئی اور لشکر حرکت میں آیا اس وقت حضرت سعدؓ کی یہ کیفیت تھی کہ وہ ٹھیک طور پر بیٹھ بھی نہ سکتے تھے بلکہ پیٹ کے بل بیٹھا کرتے تھے۔ اس وقت حضرت سعد درد سے بے چین تھے اور اپنے محل کے اوپر گھبراہٹ اور پریشانی کے عالم میں تھے جب ان کی بیوی سلمیٰ نے ایرانی لشکر کے جارحانہ حملے دیکھے تو انہوں نے کہا ہائے مثنیٰ! کہ آج ان گھڑ سواروں کے لیے کوئی مثنیٰ جیسا مددگار بھی نہیں ہے۔ بلکہ یہ دستے ایک ایسے شخص کے پاس ہیں کہ جو اپنے لشکر اور خود اپنی حالت سے پریشانی کا شکار ہے۔ حضرت سعد نے یہ سن کر ان کے منہ پر تھپڑ مارے اور فرمایا کہاں مثنیٰ؟ اور کہاں یہ گھڑ سوار دستے؟ کہ جن پر جنگ کی چکی گھوم رہی ہے۔ ! ان (دستوں) سے ان کا اشارہ قبیلہ بنو اسد، حضرت عاصم اور انکے گھڑ سوار تھے، حضرت سلمہ نے پوچھا کیا آپ کا یہ کہنا غیرت اور بزدلی کی بناء پر ہے؟ حضرت سعد فرمانے لگے خدا کی قسم جب تم میری تمام کیفیت و بیماری دیکھنے کے باجود اگر مجھے معذور نہیں سمجھو گی تو پھر اور لوگ تو ظاہر ہے کہ مجھے معذور نہ سمجھنے میں حق بجانب ہونگے اور کوئی بھی مجھے معذور نہیں سمجھے گا۔

اور حقیقت حال یہی ہے کہ حضرت سعد نہ تو بزدل تھے اور نہ ہی اس حالت میں وہ قابل ملامت تھے

شہداء اور زخمیوں کی منتقلی

جب دوسرے دن صبح ہوئی تو لشکر صف بستہ ہو گیا۔ حضرت سعد نے کچھ سپاہیوں کی ڈیوٹی یہ لگائی کہ وہ زخمیوں اور شہداء کو میدان جنگ سے اٹھا کر لاتے رہیں۔ زخمیوں کو تو مسلمان خواتین کے حوالے کیا گیا تا کہ وہ انکی دیکھ بھال کریں (تا آنکہ وہ صحت مند ہو جائیں یا بقضاء الٰہی انتقال کر جائیں) جبکہ شہداء کو عذیب میں لے جا کر وادی مشرق میں دفن کر دیا جو کہ عذیب اور عین الشمس کے درمیان واقع ہے۔ اس دوران تمام سپاہی زخمیوں اور شہداء کی منتقلی تک جنگ کے لیے انتظار کرتے رہے۔

فوجی دستوں کی آمد

جب انکواونٹوں پر رکھ کر عذیب کی جانب لے جایا جانے لگا تو اسی وقت شام کی جانب سے گھوڑوں کے آثار ظاہر ہوئے۔ دمشق قادسیہ سے ایک ماہ قبل فتح ہوا تھا جب حضرت ابوعبیدہ کو حضرت عمر فاروق کا یہ خط ملا جس میں اہل عراق کی طرف حضرت خالد کے ساتھی لوٹانے کا حکم درج تھا اور حضرت خالدؓ کے بارے میں کسی قسم کا کوئی ذکر نہیں تھا تو انہوں نے حضرت خالد کو روک کر لشکر کو روانہ کر دیا جو کہ چھ ہزار کی تعداد میں تھا۔ جن میں سے پانچ ہزار تو ربیعہ اور مضر دو قبیلوں کے سپاہی تھے جبکہ باقی ایک ہزار اہل یمن اور اہل حجاز میں سے تھے۔ اور انہوں نے اس لشکر کی امارت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کے سپرد کی۔ لشکر کے ہراول دستوں پر حضرت قعقاع بن عمرو سالار مقرر تھے۔ لہٰذا ان کو آگے بھیج دیا گیا۔ لشکر کے ایک بازو کی کمانڈ قیس بن ہبیرہ بن عبدلغوث المرادی کر رہے تھے جو کہ ان جنگوں میں شرکت نہ کر سکے تھے اس لیے کہ وہ یرموک اس موقع پر پہنچے تھے جب عراق والوں کو واپس بھیجا جا رہا تھا لہٰذا ان کو بھی انہیں کے ساتھ بھیج دیا گیا تھا۔ دوسرے بازو پر ہزہاز بن عمرو العجلی امیر تھے۔ جبکہ لشکر کے آخری حصے کے سالار انس بن عباس تھے۔ حضرت

قعقاع جو ہراول دستے کے سالار تھے بہت تیزی سے سفر طے کرتے ہوئے یوم اغواث کی صبح صبح اسلامی لشکر سے آملے۔

حضرت قعقاع کی منصوبہ بندی

حضرت قعقاع نے اپنے ساتھیوں سے یہ منصوبہ بندی کی کہ اپنے اس لشکر کو دس ٹولیوں میں تقسیم کر دیا۔ انکے دستے کی کل تعداد ایک ہزار تھی۔ لہذا اس کی ٹولیاں بنادی گئیں۔ اوران کو یہ ہدایت دی کہ جب ایک جماعت روانہ ہوکر نظروں سے اوجھل ہونے لگے تو اس وقت اس کے پیچھے اگلی جماعت روانہ کی جائے۔ اور دس میں سے سب سے پہلی جماعت حضرت قعقاع بذاتِ خود لے کر روانہ ہوئے۔ اور اسلامی لشکر سے آملے انہوں نے جا کر سلام کیا اور مسلمانوں کو مدد کے لیے فوج آنے کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا اے لوگو! میں تمھارے پاس ایسا لشکر لے کر آیا ہوں کہ اگر وہ تمھاری جگہ ہوتے تو تم سے پہلے دشمن تک اڑ کر پہنچنے کی کوشش کرتے اس لیے جیسا میں کر رہا ہوں تم بھی ویسا ہی کرو۔

حضرت قعقاع اور ذوالحاجب

یہ فرماتے ہوئے حضرت قعقاع آگے بڑھے اور ایرانی لشکر کو انفرادی قوت آزمائی کے لیے دعوت مبارزۃ دی۔ حضرت قعقاع کے بارے میں لوگوں نے حضرت ابوبکر کا قول دہرایا کہ جس لشکر میں قعقاع جیسا آدمی موجود ہو وہ لشکر شکست نہیں کھا سکتا۔

حضرت قعقاع کی للکار کے جواب میں ایرانی فوج سے ''ذوالحاجب'' نمودار ہوا۔ حضرت قعقاع نے اس سے سوال کیا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں بہمن جاذویہ ہوں۔ اس پر حضرت قعقاع نے زوردار انداز میں آواز لگائی: ابوعبید، سلیط، اور یوم الجسر کے مقتولین کے خون کا بدلہ لیا جائے۔ اس کے بعد دونوں میں جنگ شروع ہوئی اور حضرت قعقاع نے اس کا کام تمام کر دیا۔

مسلمانوں کی حوصلہ افزائی

حضرت قعقاع کے گھڑ سوار چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی صورت میں مستقل آتے رہے اور اسلامی فوج سے ملتے رہے۔ انکی یہ آمدرات تک جاری رہی اور مسلمانوں میں بالکل نئی تازگی پیدا ہوگئی۔ گویا کہ کل کے دن مسلمانوں کے ساتھ کوئی حادثہ پیش ہی نہیں آیا تھا۔ اور ذوالحاجب کے مارے جانے اور حضرت قعقاع کے لشکر کے شامل ہو جانے سے مسلمان ایک نئے جذبے کے ساتھ ایرانی فوج سے پنجہ آزمائی کے لیے تازہ دم ہو چکے تھے جبکہ انہی دووجوہات کی بناء پر فارسیوں کی کمر ٹوٹ گئی تھی۔

قعقاع کا دوبارہ مقابلہ

اسکے بعد حضرت قعقاع دوبارہ للکارے اور فرمایا ہے کوئی جو مقابلہ کرے؟ جواب میں ایرانی لشکر سے دو سپاہی برآمد ہوئے۔ ایک تو بیرزان تھا جبکہ دوسرے کا نام بزوان تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت قعقاع کے ساتھ بنو تیم اللات کے ایک صاحب حارث بن ظبیان بھی آملے۔ حضرت قعقاع نے بیرزان سے مقابلہ کیا اور تلوار کا وار کر کے اس کا سر کاٹ

ڈالا۔ جبکہ ابن ظبیان نے بزوان سے جنگ کر کے اس کی گردن بھی ماردی۔

دوسرے دن کی عام جنگ

اسکے بعد مسلمان گھڑ سواروں نے ایرانی فوج پر بلہ بول دیا۔ حضرت قعقاع مسلسل فرمارہے تھے؟ اے مسلمانو! تم ان کو اپنی تلواروں پر رکھو! اس لیے کہ انسانی فصل کی کٹائی تلوار ہی سے کی جاتی ہے۔ اس طرح مسلمانوں میں جذبہ بیدار رہا اور انہوں نے بڑھ چڑھ کر ایرانیوں کے مقابلے میں جوہر دکھائے اور شام تک بہادری سے مسلمان اہل فارس سے نبرد آزمار ہے۔ اس دن فارسی لشکر کی جانب سے کوئی خاص کارکردگی پیش نہ کی جاسکی۔ اور مسلمانوں نے ان کے کشتوں کے پشتے لگادیئے۔ اس دن ایرانیوں نے جنگ میں ہاتھیوں کو استعمال نہیں کیا تھا۔ کیونکہ گذشتہ روز ان کے صندوق ٹوٹ پھوٹ گئے تھے لہذا آج کا سارا دن ان کی مرمت اور درستگی میں ہی گذر گیا اور اگلے دن جاکر وہ درست ہوئے۔

مسلمان ماں کا بیٹوں سے خطاب

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، مجالد بترتیب سند شعبی سے نقل کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں نخع سے تعلق رکھنے والی ایک عورت ایسی بھی تھیں جس کے چار جوان بیٹوں نے جنگ قادسیہ میں دادشجاعت دی۔ وہ عورت اپنے ان بیٹوں سے فرمانے لگیں:

> بیشک تم مسلمان ہوئے اور اس کے بعد تم نے اپنے دین میں تبدیلی اختیار نہیں کی۔ اور تم نے ہجرت کا شرف بھی حاصل کیا اور پھر تم کو مصائب و آلام اور قحط سالی وتنگدستی کا سامنا بھی نہیں کرنا پڑا، پھر تم اب اپنی بوڑھی ماں کو ساتھ لے کر آگئے ہو۔ اس کو ایرانیوں کے سامنے بٹھادیا ہے۔ اللہ کی قسم! جس طرح تم ایک عورت کے بیٹے ہو اس طرح تم ایک ہی باپ کے بھی بیٹے ہو۔ نہ میں نے تمھارے باپ سے خیانت کی اور نہ ہی تمھارے ماموں کے لیے رسوائی کا سامان کیا۔ پس تم جاؤ اور لڑائی میں شروع سے لے کر آخر تک لڑو۔

بیٹوں کی دادشجاعت

پس انکے بیٹے آگے بڑھ کر دوڑتے ہوئے میدان جنگ کی طرف چلے گئے۔ جب وہ ماں کی نگاہوں سے اوجھل ہوگئے تو اس نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر یہ دعا کی ''اے اللہ تو میرے بیٹوں کی دشمن سے حفاظت فرما''

چنانچہ اس کے بیٹوں نے خوب دادِشجاعت دی اور ان میں سے کسی کو بھی کوئی زخم نہ آیا اور وہ بحفاظت ماں کے پاس لوٹ آئے۔ راوی کہتے ہیں: اس کے بعد میں نے ان میں سے ہرایک کو دو دو ہزار وظیفہ وصول کرتے ہوئے دیکھا۔ جولا کر سب نے اپنی ماں کی گود میں ڈال دیا۔ لیکن ان کی والدہ نے یہ سب انہی کو واپس کر دیا اور اس رقم کو انہی کی بھلائی اور پسند کے مطابق ان میں تقسیم کر دیا۔

حضرت قعقاع کے یربوعی مددگار

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند محمد طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ اس دن حضرت قعقاع کی مدد

قبیلہ بنو یربوع کی شاخ ریاح سے تعلق رکھنے والے تین سپاہیوں نے خاص طور پر کی اور جیسے ہی کوئی دستہ دشمن کی جانب سے نمودار ہوتا تو حضرت قعقاع زور سے تکبیر کہتے اور انکے ساتھ ساتھ مسلمان بھی تکبیر کہتے۔ اور حضرت قعقاع حملہ کرتے تو باقی سپاہی بھی حملہ کرتے۔ قبیلہ یربوع کے ان تین حضرات کے نام یہ ہیں (۱) نعیم بن عمرو بن عتاب (۲) عتاب بن نعیم بن عتاب بن الحارث بن عمرو بن ہمام (۳) عمرو بن شبیب بن زنباع بن الحارث بن ربیعہ۔

تلواروں اور گھوڑوں کا تحفہ

اسی دن حضرت عمرؓ کا قاصد چار تلواریں اور چار گھوڑے لے کر آیا تا کہ یہ ان لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے جنہوں نے لڑائی میں بہترین جوہر دکھائے ہوں۔ لہذا حضرت سعدؓ نے حمال بن مالک، ربیل بن عمرو بن ربیعہ اور طلیحہ بن خویلد الفقعسی کو بلوایا۔ یہ تینوں حضرات قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ساتھ میں عاصم بن عمرو التمیمی کو بھی بلایا اور ان تمام حضرات میں تلواریں تقسیم کر دیں۔ اور قعقاع بن عمرو اور تینوں یربوعی حضرات کو بلا کر ان کو گھوڑوں پر سوار کرا دیا (یعنی گھوڑے دیدیئے) تو صورتحال کچھ یوں ہوئی کہ بنو یربوع کے تین افراد نے گھوڑوں کا تین چوتھائی حصہ (¾) حاصل کیا۔ جبکہ قبیلہ بنو اسد کے تین افراد چار میں سے تین تلواریں حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔

شمشیر زنی کی تعریف

اس کے بارے میں ربیل بن عمرو نے یہ اشعار کہے

بے شک تمام قوموں نے یہ جان لیا ہے کہ جب وہ تیز دھار تلواروں کے ذریعے انعامات حاصل کریں تو ہم ہی ان میں سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ میرے گھڑ سوار دستے لڑائی کے وقت مسلسل دشمن کو تمام دستوں اور جماعتوں سے دور بھگاتے رہے۔ یہ صبح سے لڑتے رہے حتی کہ رات ہوئی اور وہ رات کے آخری حصوں میں کامیاب ہو گئے

گھڑ سواروں کو خراجِ تحسین

اور قعقاع بن عمرو نے گھڑ سواروں کی تعریف میں یہ اشعار کہے

اغواث کی شام تو ادس کے پہلو میں عربی گھوڑوں نے ہمارے سوا کسی کو نہیں پہچانا۔ جس شام ہم اپنے نیزوں کے ساتھ چل پڑے (ایسا معلوم ہوتا تھا) گویا کہ وہ نیزے دشمن پر پرندوں کے مانند ہیں۔

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، اسم بن سلیم بن عبدالرحمٰن السعدی بترتیب سند سے سلیم سے نقل کرتے ہیں کہ ان تمام دنوں میں لڑائی کا آغاز گھڑ سواروں کی لڑائی سے ہوتا رہا۔ پھر جب قعقاع اسلامی فوج میں شامل ہوئے تو انہوں نے فرمایا۔ اے لوگوں! تم وہ طریقہ اختیار کرو جو میں کر رہا ہوں۔ اسکے بعد حضرت قعقاع نے دشمن کو دعوت مبارزت دی جس کے جواب میں ذوالحاجب باہر نکل کر مقابلے پر آیا تو آپ نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اگلی دفعہ میں بیرزان آیا تو اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔

مسلمانوں کے ہاتھی نما اونٹ اور دشمن کی پسپائی

اسکے بعد ہر جانب سے سپاہی نکل آئے اور لڑائی شروع ہوگئی اور نیزہ بازی کے جوہر دکھلائے جانے لگے۔
حضرت قعقاع بن عمرو کے چچازاد بھائیوں نے اس دن دس دس کی ٹولیوں میں اونٹوں پر سوار ہو کر دشمن پر حملے کئے۔ انہوں نے ان اونٹوں کو جھول وغیرہ پہنادی تھی جس کی بناء پر اونٹ چھپ گئے تھے۔ ان کے آس پاس ان کے گھڑ سوار گھوم کر ان کی حفاظت کر رہے تھے۔ اور ان کو یہ ہدایت دی گئی تھی کہ وہ دونوں صفوں کے بیچ میں دشمن کے گھڑ سواروں پر ہلہ بول دیں۔ یہ اونٹ اب ہاتھیوں جیسے معلوم ہو رہے تھے۔ لہذا انہوں نے ایرانیوں کے ساتھ ویسا ہی طریقہ اختیار کیا جیسا کہ ایرانی فوج نے گذشتہ کل جنگ ارمات میں مسلمانوں کے ساتھ اختیار کیا تھا۔ پس اب ہوا یہ کہ یہ ہاتھیوں جیسے دشمن کے چھوٹے یا بڑے کسی بھی دستے کا رخ کرتے تو دشمن کے گھوڑے بدکنے شروع ہو جاتے اور مسلمان گھڑ سوار با آسانی ان پر غالب آ جاتے تھے۔ پس جب دیگر اسلامی فوج نے بھی یہ منظر دیکھا تو انہوں نے بھی یہی طریقہ اختیار کر لیا۔ جس کی بناء پر ایرانی لشکر کو جنگ اغواث میں اونٹوں کے ہاتھوں اتنا زیادہ نقصان برداشت کرنا پڑا کہ جتنا جنگ ارمات میں مسلمانوں کو ہاتھیوں سے بھی برداشت کرنا پڑا تھا۔

مبارزۃ کا ایک قصہ

قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب جو کہ دس آدمیوں کی حفاظت پر مامور تھے، اور ان کا نام سواد تھا، شہادت کے لیے بار بار کوشش کرتے تھے۔ آخر کار ایک بار حملہ کرنے کے بعد ان کو شہید کر دیا گیا ہوا یوں کہ ان کی شہادت کی آرزو پوری ہونے میں تاخیر ہوگئی تھی تو وہ رستم کو قتل کرنے کے لیے آگے بڑھے لیکن ان کو اس تک پہنچنے سے قبل ہی شہید کر دیا گیا

نا قابلِ فراموش شہادت کا قصہ

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، غص، علاء بن زیاد اور قاسم بن سلیم بترتیب سند سلیم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ایرانی سپاہی نے لشکر میں سے باہر آ کر مسلمانوں کو دعوت مبارزۃ دی۔ جس کے جواب میں اسلامی لشکر میں سے علباء بن جحش العجلی باہر آئے۔ علباء نے تلوار چلا کر اس کے سینے پر وار کیا۔ ایرانی شخص نے بھی آپ پر وار کیا اور آپ کی انتڑیاں نکال باہر کیں اور دونوں زمین پر گر پڑے۔ جس کے بعد ایرانی تو فوراً ٹھنڈا ہو گیا لیکن آپ ابھی زندہ تھے۔ لیکن انتڑیاں باہر نکل چکی تھیں۔ جس کی بناء پر کھڑے ہونے پر قادر نہ رہے تھے۔ آپ نے اپنی آنتیں پیٹ میں داخل کرنا چاہیں لیکن یہ بھی نہ کر سکے۔ اتنے میں ایک مسلمان سپاہی قریب سے گذرا تو آپ نے اس سے کہا کہ ذرا اس کام میں میری مدد کر دو۔ تو اس نے آپ کی انتڑیاں پیٹ میں ڈال دیں جس کے بعد آپ نے پیٹ کی کھال کو پکڑا اور پھر اسلامی فوج کی طرف آنے کے بجائے ایرانی فوج کی طرف گھسٹتے ہوئے جانے لگے لیکن اپنی جگہ سے تیس ہاتھ کا فاصلہ طے کرنے پر آپ بھی موت کا شکار ہو گئے اور اس وقت یہ شعر پڑھا:

میں اپنے رب سے اس چوٹ کے بدلے میں ثواب کی امید رکھتا
ہوں۔ اس لیے کہ میں پہلے بہت بہترین شمشیر زنی کیا کرتا تھا

اعرف بن اعلم کا کارنامہ اور اشعار

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، غص، علاء اور قاسم بترتیب سند قاسم کے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایرانی فوج میں سے ایک سپاہی برآمد ہوا اور اس نے دعوت مبارزۃ دی جس کے جواب میں اسلامی لشکر میں سے اعرف بن اعلم العقیلی باہر نکلے اور اس کا کام تمام کر دیا، اس کے بعد دوسرا سپاہی نکلا تو اسے بھی موت کے گھاٹ اتار ڈالا اور پھر ان کو ایرانی گھڑ سواروں نے گھیرے میں لے کر گرا دیا جس سے ان کے ہتھیار بھی ہاتھ سے چھوٹ گئے جو کہ ایرانیوں نے قبضے میں لے لئے تو حضرت اعرف نے مٹی اٹھا کر ان کے چہروں پر دے ماری اور انھیں چکر دے کر اسلامی صفوں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

اس ایرانیوں پر یہ شعر کہے،

اگر دشمن میرے ہتھیار لے لیں تو بھی مجھے کوئی پروا نہیں کیونکہ میں مصیبت سے نکلنے اور نصرت و مدد کے بلانے کا وسیع تجربہ رکھتا ہوں۔ اور بیشک میں تو اپنے خاندان کی دشمن سے حفاظت کرنے والا ہوں اور اپنے مقصود کے پیچھے سوار ہو کر جاتا ہوں اور معاملے کو خوب واضح کر دیتا ہوں۔

حضرت قعقاع کے شکار:

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، غص، علاؤ اور قاسم بترتیب سند قاسم کے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت قعقاع نے اس دن دشمن پہ تیس حملے کئے تھے، جب بھی کوئی ایرانی دستہ نمودار ہوتا حضرت قعقاع اس پر زوردار حملہ کرتے اور پھر اس کو نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جاتے۔ وہ اس دوران رجزیہ اشعار بھی پڑھتے جاتے تھے:

میں دشمنوں کو خوب بے قرار کر دوں گا، اور نیزے کے ایسے وار کرونگا جو ٹھیک نشانے پر لگ کر خوب خون بہائیں گے۔ میں اس کے بدلے میں (اپنے رب سے) خوب بڑی جنت کی امید رکھتا ہوں۔

سری بذریعہ سند، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت قعقاع نے جنگ اغواث میں تیس مختلف حملوں میں دشمن کے تیس سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتارا، وہ جب بھی حملہ کرتے تو کسی نہ کسی کا کام ضرور تمام کرتے دیتے تھے، اور ان کے ہاتھوں اس دن آخری قتل ہونے والا بزرجمہر الہمدانی تھا۔ اسی کے متعلق حضرت قعقاع نے یہ شعر پڑھے:

میں اس کے قریب ہوا اور اسکی جان کو مضطرب و بیقرار کر دیا اور سورج کی کرن کی مانند بے قیمت کر دیا۔ اغواث کے دن اور رات میں، میں دشمنوں کو نیزوں کے خوب زخم لگاتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ میری اور میری قوم کی جان نکل جائے۔

اور اعور بن قطبہ نے شہر براز، بحستانی کو دعوت مبارزۃ دی اور مقابلہ ہونے پر ان دونوں نے ایک دوسرے کو قتل کر دیا۔

اسلامی فوج کی بڑی کامیابی:۔

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب، سند محمد، طلحہ اور زیاد سے اور وہ اور ابن مخراق قبیلۂ طی کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ اس دن صبح سے لے کر دوپہر تک دونوں فوجوں کے گھڑ سوار آپس میں مقابلہ کرتے رہے، جب دن آدھے سے زائد گذر گیا تو پھر عمومی جنگ شروع ہوئی جو کہ آدھی رات تک چلتی رہی، جنگ ارماث کی

رات سکون والی رات کہلائی جاتی ہے جبکہ اغواث والی رات کو سیاہ رات کہتے ہیں، مسلمان قادسیہ میں جنگ اغواث میں مسلسل کامیابی سے ہمکنار ہوتے رہے، اس دن اسلامی لشکر نے ایرانیوں کے بڑے بڑے سورماؤں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا، اس دن لشکر کے مرکزی حصے کے گھڑ سوار بھی خوب لڑتے رہے، اور پیادہ دستے بھی مستقل ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے رہے، اگر مسلمان گھڑ سوار واپس نہ لوٹ آتے تو رستم آسانی گرفتار ہو سکتا تھا۔

مسلمانوں کی خوشی واطمینان

اس جنگ کے تھمنے کے بعد مسلمانوں نے وہ بقیہ رات اسی کیفیت میں گذاری جس کیفیت میں ایرانیوں نے گذشتہ ارماث کی رات گذاری تھی، مسلمان خوشی سے نعرے بلند کرتے رہے، جبکہ حضرت سعدؓ نے یہ اطمینان والی کیفیت دیکھی تو سو گئے اور سونے سے قبل اپنے ایک ساتھی کو ہدایت دی کہ اگر مسلمان اسی طرح خوشی مناتے رہیں تو مجھے مت جگانا اس لئے وہ اپنے دشمن پر مضبوط ہیں، اور اگر مسلمان خاموشی اختیار کر لیں اور دشمن کی فوج بھی خوشی کا مظاہرہ نہ کرے تو بھی مجھے بیدار مت کرنا کیونکہ اس صورت میں دونوں کی کیفیت ایک جیسی ہوگی۔ لیکن اگر تم یہ دیکھو کہ دشمن کی فوج خوشیاں منا رہی ہے، پھر تم مجھے جگا دینا اس لئے کہ ان کا خوشیاں منانا یقیناً برائی کا پیش خیمہ ہوگا۔

ابو محجن کا کارنامہ

جب رات کے اندھیرے میں لڑائی اپنے زوروں پر تھی تو اسی وقت ابو محجن (شاعر) حضرت سعدؓ کے پاس (مے کی تعریف کے جرم میں) انکے محل میں قیدی تھا، جب شام ہوئی تو ابو محجن حضرت سعد کی خدمت میں اوپر جا کر حاضر ہوا اور ان سے معافی مانگی، حضرت سعد نے اسے ڈانٹ ڈپٹ کر واپس کر دیا، وہاں سے نیچے اتر کر وہ حضرت سعد کی اہلیہ سلمیٰ بنت خصفہ کے پاس آیا اور ان سے کہا: اے سلمیٰ بنت آل خصفہ: کیا آپ ایک بھلا کام کر سکتی ہیں؟ انہوں نے پوچھا کون سا کام؟

ابو محجن کی درخواست اور درد بھرے اشعار:۔

تم ابو محجن نے درخواست کی، کہ آپ مجھے آزاد کر دیں اور یہ بلقہ نامی گھوڑا بھی کچھ وقت کے لئے مجھے عاریۃً دیدیں، اللہ کی قسم: اگر مجھے اللہ نے بحفاظت وسلامت رکھا تم میں خود آپکے پاس آ کر ان بیڑیوں کو اپنے ہاتھوں میں ڈال لونگا۔

حضرت سلمیٰ کہنے لگی: میرا اس معاملے سے کیا تعلق؟ (میں تو ایسا نہیں کر سکتی) اس جواب کو سن کر ابو محجن پیر بندھے بندھے بیڑیوں کے ساتھ ہی واپس ہونے لگے اور یہ اشعار ان کی زبان زد تھے۔

میرے لئے یہی رنج وغم کافی ہے کہ جس وقت میں گھوڑے نیزوں کے ساتھ
دوڑ رہے ہیں مجھے زنجیروں کے ساتھ باندھ کر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جب میں کھڑے
ہونے کی کوشش کرتا ہوں تو لوہا مجھے روک دیتا ہے، جبکہ میرے سامنے بچھڑنے
اور مارے جانے کے ایسے واقعات پیش آ رہے ہیں جو کہ پکارنے والوں کو بھی
بہرہ کر رہے ہیں۔ میں بہت مال اور بھائی بندوں والا تھا لیکن ان سب نے مجھے

اکیلا چھوڑ دیا کہ اس وقت میرا کوئی بھائی بھی نہیں ہے۔ میرا اللہ سے یہ عہد ہے
اور عہد شکنی کبھی نہیں کرونگا، اگر میری بیڑیاں کھول دی جائیں تو میں کبھی شراب کی
دکان کی شکل بھی نہیں دیکھوں گا۔

ابو محجن کے اشعار سن کر حضرت سلمیٰ نے فرمایا: میں نے اللہ سے خیر مانگی ہے اور میں تمھارے عہد کو قبول کر لیتی ہوں، (کہ تم واپس لوٹ آؤ گے) اور یہ کہہ کے حضرت سلمیٰ نے ابو محجن کی بیڑیاں کھول کر اسے آزاد کر دیا مگر گھوڑے کے بارے میں اس کو جواب دے دیا کہ نہیں تم کو گھوڑا نہیں دے سکتی، یہ کہہ کر وہ اپنے گھر واپس لوٹ گئی۔

ابو محجن میدان جنگ میں:۔

ابو محجن نے گھوڑا کھولا اور اسے لے کر محل کے اس دروازے سے باہر نکل گیا جو خندق کے نزدیک تھا اور پھر اس پر سوار ہوا اور لشکر کے دائیں جانب دستوں کے نزدیک جا کر زوردار تکبیر کہی اور پھر اپنے مدمقابل ایرانی لشکر کے بائیں جانب کے دستوں پر حملہ کر دیا، وہ دونوں صفوں کے درمیان نیزہ بازی اور دیگر ہتھیاروں کے جوہر دکھلاتا رہا، اس کے بعد وہ اسلامی فوج کے پیچھے سے گھومتا ہوا لشکر کے قلب میں جا پہنچا اور وہاں بھی اسی طرح نیزہ بازی اور اپنے ہتھیاروں کے بھرپور جوہر دکھلانے شروع کر دیئے وہ دشمن پر بھرپور حملے کئے جا رہا تھا۔

ابو محجن کے بارے میں قیاس آرائیاں:۔

تمام مسلمان اسے بنظرِ تعجب دیکھ رہے تھے کیونکہ وہ اسے پہچانتے نہیں تھے، اور اسے دن کے وقت لڑائی میں انہوں نے دیکھا بھی نہیں تھا، پس اس کے بارے میں اندازہ لگاتے ہوئے کچھ مسلمان کہنے لگے: یہ حضرت ہاشم کے ہراول دستے کا کوئی سپاہی ہے یا یہ خود ہاشم ہیں۔

حضرت سعد جو کہ اپنے محل کے اوپر سے جھک کر اسلامی لشکر کی نگرانی کر رہے تھے، اسے دیکھ کر فرمانے لگے، اللہ کی قسم اگر ابو محجن قید میں نہ ہوتے تو میں یہی کہتا کہ یہ ابو محجن ہے اور یہ بلقاء گھوڑا ہے۔ جبکہ کچھ لوگوں کا کہنا یہ تھا کہ اگر خضرؑ جنگوں میں شریک ہوتے ہیں تو ہم یہی کہیں گے کہ بلقاء گھوڑے پر سوار حضرت خضر ہی ہیں۔ جبکہ کسی کا کہنا یہ تھا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ فرشتے براہ راست نہیں لڑتے تو ہم اسے فرشتہ ہی گردانتے جو کہ ہماری ہمت بڑھا رہا ہے۔

ان سب میں کوئی بھی ابو محجن کا نام نہیں لے رہا تھا نہ ہی کسی کے حاشیہ خیال میں ابو محجن آیا اس لئے کہ ان کی معلومات کے مطابق ابو محجن بیڑیوں میں مقید تھا۔ پھر جب آدھی رات گزر گئی تو ایرانی لشکر نے جنگ کا سلسلہ روک دیا اور مسلمان بھی اپنی اپنی جگہوں پر واپس آ گئے۔

ابو محجن محل میں:۔

اس وقت ابو محجن اسی دروازے سے اندر آ گیا جس دروازے سے نکل کر گیا تھا۔ محل میں آ کر اس نے گھوڑے کو اس جگہ پر باندھا، ہتھیار اتارے اور اپنے پیر میں پہلے کی طرح بیڑیاں ڈالکر یہ اشعار کہے:۔

بنو ثقیف یہ بات بلا کسی فخر کے اچھی طرح جان چکے ہیں کہ ہم شمشیر زنی کے معاملے میں سب سے بہتر ہیں۔ ہم سب سے زیادہ مکمل زرہوں کے مالک ہیں، اور جس وقت جنگ میں لوگوں کو قدم جمانا بھاری نظر آتا ہے ہم ایسے وقت میں سب سے زیادہ جمنے والے ہیں۔ ہم کڑے وقت میں انکے قاصد بنتے ہیں اور اگر وہ اس بات سے لاعلمی ظاہر کریں تو اس

بارے میں کسی جاننے والے سے پوچھ لو۔ قادسیہ کی رات وہ مجھے پہچاننے میں کامیاب نہ ہو سکے اور میں نے بھی کسی کو اپنے نکل جانے اور لڑنے کے متعلق کسی کو خبر نہیں دی۔ پس اگر مجھے قید میں رکھا جائے تو یہ میرے لئے امتحان ہوگا اور اگر مجھے قید سے آزادی دے دی جائے تو میں دشمنوں کو بہت اچھی طرح موت کا ذائقہ چکھاؤں گا۔ اس کے بعد حضرت سلمیٰ نے اس سے دریافت کیا! اے ابو محجن، امیر نے تمہیں کس بنا پر قید کیا ہے؟

میرا جرم اشعار ہیں:

ابو محجن نے جواب دیا! اللہ کی قسم! مجھے انہوں نے کسی حرام شئ کے کھانے یا پینے کے جرم میں قید میں نہیں ڈالا بلکہ اصل قصہ یہ ہے کہ میں زمانہ جاہلیت میں (اسلام لانے سے قبل) شراب کا عادی تھا، اور چونکہ میں ایک شاعر آدمی ہوں اور اشعار میری زبان سے جاری رہتے ہیں تو بے ساختہ چند اشعار شراب کی تعریف میں بھی میرے منہ سے نکل گئے جس کی بنا پر مجھے قید کر دیا گیا ہے میرے وہ اشعار یہ تھے:

> جب مجھے موت آ جائے تو میری تدفین انگور کی جڑ کے نزدیک کرنا، تا کہ میری موت کے بعد بھی اس کی رگیں میری ہڈیوں کو سیراب کرتی رہیں۔ اور مجھے کسی صحرا بیابان میں دفن نہ کر دینا اس لئے کہ مجھے (اس صورت میں) یہ ڈر ہے کہ میں پھر اس کو چکھ نہ سکوں گا۔ (یہ اس لئے وصیت کر رہا ہوں) تا کہ زعفران جیسی شراب میرے گوشت کو سیراب کرتی رہے اس لئے کہ جب سے اس کو اٹھا کر لا تا رہا ہوں جب سے اس نے مجھے اپنا اسیر اور قیدی بنا لیا ہے۔

حضرت سلمیٰ کو جنگ ارمات سے پہلے والی شام سے لیکر جنگ ارمات اور جنگ اغواث والی دونوں راتوں تک حضرت سعدؓ پر غصہ تھا (جس کا قصہ پہلے گزر چکا) لیکن جب آج کی رات گزر گئی تو صبح حضرت سعدؓ کے پاس آئیں اور ان سے معاملہ صاف کر لیا اور پھر انکو ابو محجن کے سارے قصے سے آگاہ کر دیا۔

ابو محجن کی آزادی:۔

سارا قصہ سننے کے بعد حضرت سعدؓ نے ابو محجن کو بلایا اور آزاد کر دیا اور اس سے فرمایا! جاؤ! پس میں آئندہ تمہیں تمہاری کہی ہوئی کسی بات کی بنا پر گرفتار نہیں کرونگا الا یہ کہ تم وہ کام بھی کر لو (تو پھر گرفتار کر لونگا) جواباً ابو محجن نے کہا کہ، میں آئندہ اپنی زبان کو کسی قبیح چیز کے لئے استعمال نہیں کرونگا۔

جنگ عماس

زخمی، مقتولین اور شہداء

سرّی بن یحیٰی نے لکھا ہے کہ شعیب، سیف، بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ میں اور وہ اور ابن مخراق تینوں طیی کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ جب تیسرے دن کی صبح ہوئی تو دونوں لشکر والے اپنے اپنے

مورچوں میں تھے، اور صورتحال یہ تھی کہ دونوں لشکروں کی صفوں کے درمیان خون کی وجہ سے ٹکراؤ ہو چکا تھا، مسلمانوں کی جملہ شہداء کی کل تعداد دو ہزار تھی جبکہ ایرانی فوج کے دس ہزار سپاہی قتل ہو چکے تھے۔

حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ: جو چاہے وہ شہداء کو غسل دیدے اور جو چاہے ان کو ان کے خون کے ساتھ ہی دفن کر دے، چنانچہ مسلمانوں نے اپنے شہداء کی لاشوں کو حاصل کر کے انہیں اپنی عقبی جانب بھیج دیا اور جن لوگوں کی ڈیوٹی لاشوں کو جمع کرنے کی تھی وہ لاشوں کو قبرستان میں لے گئے اور جو شدید زخمی تھے ان کو مسلمان عورتوں کے حوالے کیا، حاجب بن زید، شہداء کی لاشوں کے ذمے دار تھے، عورتیں اور بچے جنگ ارمات اور جنگ اغواث دونوں دنوں میں، مشرق، کے دونوں جانب قبریں کھودتے رہے، جن میں جنگ قادسیہ کے پچیس سو شہداء کو سپرد خاک کیا۔

کھجور کے درخت اور اشعار

حاجب اور دوسرے چند لوگ جو کہ شہداء کے کاموں کے نگران تھے وہ ایک کھجور کے درخت کے پاس سے گذرے جو کہ قادسیہ اور عذیب کے درمیان واقع تھا، اور اس زمانے میں قادسیہ اور عذیب کے درمیان اس کے علاوہ کسی اور درخت کا وجود نہ تھا، چنانچہ جب کچھ زخمی مسلمانوں کو اٹھا کر لیجایا جا رہا تھا تو راستے میں وہ درخت بھی آ گیا، ان زخمیوں میں سے ایک شخص کا نام یحقل تھا، اس نے ان لوگوں سے درخواست کی کہ کچھ دیر کے لئے یہاں کھڑے ہو جاؤ تا کہ وہ اس درخت کے سائے سے راحت حاصل کر سکے، اسی طرح ایک اور زخمی شخص جس کو بجیر کہا جاتا تھا وہ بھی اسی درخت کا سایہ حاصل کر رہا تھا اس نے اسی دوران شعر پڑھا!

اے ہے کھجور کے درخت! تو قادسیہ اور عذیب کے درمیان ہے اور تمھارے پڑوس میں طیٔ
اور کھجور کا درخت بھی نہیں ہے!

اسی طرح بنوضبہ کے ایک شخص غیلان نے اور بنو تیم اللہ کے ایک آدمی ربعی نے اور اعود بن قطبہ نے بھی درخت کی تعریف و توصیف میں اشعار کہے اور عوف بن مالک التمیمی نے بھی شعر کہا سب نے ہی اس درخت کی تعریفیں کیں اور اس کو مختلف قسم کی دعائیں دیں۔

حضرت قعقاع کی منصوبہ بندی

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں حضرت قعقاع نے وہ پوری رات اس طرح گذاری کہ وہ اپنے ساتھیوں کو جماعتوں کی شکل میں اسی مقام پر بھیجتے رہے۔ جہاں پر گذشتہ روز ان کو چھوڑا تھا۔ اور ان کو یہ ہدایت دی کہ جب سورج طلوع ہو جائے تو تم سو سو کی تعداد میں آ جانا۔ جب سو سپاہیوں کی ایک ٹولی نظر آنا بند ہو جائے تو اگلی ٹولی اس کے پیچھے آ جائے۔ اگر شام سے روانہ کی گئی فوج اور فوج کے سالار ہاشم پہنچ جائیں تو یہی کافی۔ لہذا تم لوگ بار بار اس طریقے پر عمل کر کے مسلمانوں میں امید اور بہادری کے جذبہ کو پیدا کرتے رہو۔

لہذا انکے ساتھیوں نے انکی اسی ہدایت پر عمل کیا اور کسی کو اس کا پتہ بھی نہ چلا۔

جب صبح ہوئی تو تمام مسلمان اپنے اپنے مورچوں ہی کو سنبھالے ہوئے تھے، مسلمان شہداء کو اکٹھا کر کے حاجب بن زید کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ جبکہ ایرانی فوج کے مقتولین اس وقت تک دونوں صفوں کے درمیان پڑے ہوئے

تھے۔ان کی لاشیں خراب ہوگئی تھیں۔ کیونکہ وہ اپنے مردوں سے کوئی سروکار نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ان کی لاشوں کی وہاں موجودگی سے مسلمانوں کی تقویت اور دل بستگی کا سامان پیدا ہوا اور اس نے مسلمانوں کے حوصلے مزید بلند ہوگئے۔

گھڑسواروں کی آمد

پس جب آفتاب نے اپنی روشنی پھیلائی تو حضرت قعقاع گھڑسواروں کی آمد کا انتظار کررہے تھے پس جیسے ہی ان کے گھڑسوار نمودار ہوئے تو انہوں نے زوردار تکبیر کہی اور مسلمانوں نے بھی یہ سن کر نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اور کہنے لگے کہ مدد آگئی! حضرعاصم بن عمرو نے بھی اسی قسم کا حکم دیا تھا لہٰذا ان کے دستے خفان کی جانب سے آئے۔ اس کے بعد گھڑسوار آگے بڑھے اور لڑائی شروع ہوگئی۔ تلواروں اور نیزوں کے جواہر دکھائے جانے لگے۔ اور مسلمانوں کے امدادی دستے بھی اس دوران برابر پہنچتے رہے۔

ابھی حضرت قعقاع کا آخری دستہ میدان میں نہیں پہنچا تھا کہ اسی سے قبل ہی حضرت ہاشم بھی سات سو سپاہیوں کیساتھ پہنچ گئے۔ لوگوں نے ان کو حضرت قعقاع کی رائے اور ان کی گذشتہ دو دن کی کارگزاری سے مطلع کیا تو انہوں نے اس سے اتفاق کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو بھی ستر ستر سپاہیوں کی ٹولیاں بنا کر دس ٹولیوں میں تقسیم کر دیا۔

ہاشم اور انکی فوج

اور پھر جب حضرت قعقاع کا آخری دستہ میدان میں پہنچ گیا تو حضرت ہاشم ستر سپاہیوں کو لے کر نکلے۔ ان میں قیس بن ہبیرہ بھی تھے۔ یہ کسی جنگ میں شریک نہ ہوسکے تھے کیونکہ یہ یمن سے براہِ راست یرموک پہنچے تھے اور حضرت ہاشم کے ساتھ روانہ کیے گئے تھے۔

حضرت ہاشم جب لشکر کے مرکز میں پہنچے تو انہوں نے زور سے تکبیر کہی۔ اور ان کے ساتھ ساتھ مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ مسلمان اپنے مورچے سنبھال چکے تھے۔ حضرت ہاشم نے فرمایا ''لڑائی کی ابتداء گھڑسواروں کی جھڑپوں سے ہوگی اس کے بعد تیراندازی کی جائے گی'' اسکے بعد انہوں نے اپنی کمان اٹھا کر اس پر تیر چڑھایا اور جیسے ہی اس کو کھینچا تو اسی وقت انکے گھوڑے نے سر اوپر کو اٹھایا تھا جس کی بناء پر گھوڑے کے کان میں سوراخ ہوگیا۔ تو وہ ہنس پڑے اور کہنے لگے ہائے افسوس! جس شخص کی تیراندازی کا ہر دیکھنے والا شخص منتظر ہے وہ اتنی بری تیراندازی کر رہا ہے، پھر کہنے لگے بتاؤ میرا یہ تیر کہاں تک پہنچ سکتا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ عتیق تک۔ چنانچہ انہوں نے تیر چھوڑا تو وہ واقع عتیق تک جا پہنچا۔ انہوں نے کئی بار اسی طرح کیا اور اس کے بعد اپنے مورچے پر واپس لوٹ کر آگئے۔

ایرانیوں کی تیاری، ہاتھیوں کا حملہ

ادھر ایرانی پوری رات صندوقوں اور ہودجوں کو درست کرنے میں لگے رہے۔ حتیٰ کہ وہ قابل استعمال بنانے میں کامیاب ہوگئے۔ چنانچہ ایرانیوں نے صبح اپنے مورچے سنبھال لیے

اور ان کے ہاتھ آگے بڑھے۔ پیدل فوج ہاتھیوں کے ساتھ ساتھ تھی کہ کہیں ان کے ہودے نہ کاٹ دیئے جائیں اور پیدل فوج کی حفاظت گھڑسوار دستے کر رہے تھے۔ جب وہ مسلمانوں کے کسی دستے پر حملہ کرنا چاہتے تو اس

طرف ہاتھیوں کا رخ کر دیتے تھے (ساتھ میں ہاتھیوں کی حفاظت پر مامور فوج بھی ہوتی تھی) تا کہ مسلمانوں کے گھوڑے بدحواس ہو جائیں۔ مگر آج انکے ہاتھیوں کے ذریعہ سے وہ تباہی نہ پھیل سکی جو کہ پہلے دن پھیلی تھی اس لیے کہ جب ہاتھی اکیلا ہوتا ہے اور اسکے دائیں بائیں کوئی نہیں ہوتا تو وہ وحشت محسوس کرتا ہے لیکن اسکے ہر طرف آدمی ہوتے ہیں تو پھر وہ مانوس رہتا ہے (اور زیادہ اچھل کود نہیں مچاتا)

ایرانی افواج کی امداد

اس دن لڑائی اسی طرح چلتی رہی حتیٰ کہ آدھے سے زیادہ دن گذر گیا۔ یوم عماس میں از ابتداء تا انتہاء لڑائی نہایت زوروں پر رہی۔ مسلمان اور ایرانیوں دونوں کا برابر کا مقابلہ رہا۔ وجہ یہ تھی کہ جیسے ہی کسی بھی مقام پر جنگ میں ذرا شدت آ جاتی یا کوئی اور بات پیش آ جاتی تو فوراً اس کی اطلاع یزدگرد کو پہنچا دی جاتی تھی۔ اور وہ فوراً مزید بہادر جنگجو ایرانیوں کی مدد کے لیے روانہ کر دیتا تھا جس سے ایرانی فوج کی کمر مضبوط ہو جاتی تھی اور یہ حقیقت ہے کہ اگر اللہ پاک حضرت قعقاع کے دل میں وہ تدبیر الہام نہ فرماتے جس سے انہوں نے دونوں دنوں میں کام لیا اور اس تدبیر کے ذریعہ سے اللہ کی مدد نہ ہوتی تو اس دن مسلمانوں کی کمر ٹوٹ جاتی۔

مسلمانوں کی امداد

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، مجالد بترتیب سند شعبی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ہاشم بن عتبہ شام کی جانب سے سات سو سپاہیوں کو لے کر آئے جن میں قیس بن مکشوح المرادی بھی شامل تھے۔ یہ سپاہی یرموک اور دمشق کے فتح ہو جانے کے بعد آئے تھے۔ حضرت ہاشم ستر سپاہیوں کو ساتھ لے کر آگے روانہ ہو گئے۔ ان میں سعید بن نمران الہمدانی بھی تھے۔ مجالد کہتے ہیں کہ حضرت ہاشم کے ہراول دستے میں حضرت قعقاع کے ساتھ قیس بن ابی حازم بھی شامل تھے۔

اسلامی لشکر اور جنگ کا تیسرا دن

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، محجذب بن جرعب بترتیب سند عصمۃ الوابلی سے نقل کرتے ہیں اور یہ عصمۃ بذات خود جنگ قادسیہ میں شریک رہے تھے کہ حضرت ہاشم شام کی جانب سے عراقی فوجیوں کو ساتھ لے کر آئے۔ جن میں سے کچھ سپاہی جلدی سے آگے بڑھ گئے۔ جن میں ابن مکشوح بھی تھے۔ جب وہ نزدیک پہنچے تو ان کے ساتھ تین سو کی تعداد میں سپاہی تھے۔ اور یہ اس موقع پر پہنچے تھے کہ جب مسلمان اپنے اپنے جنگی مورچوں کو سنبھالے ہوئے تھے۔ چنانچہ یہ لوگ بھی انہی کے ساتھ ان کی صفوں میں شامل ہو گئے۔

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، مجالد بترتیب سند شعبی سے نقل کرتے ہیں کہ یوم عماس اس مسلسل جنگ کا تیسرا دن تھا۔ قادسیہ کی جنگ میں اس دن سے شدید لڑائی کسی دن نہیں ہوئی۔ اس میں دونوں لشکروں کا مقابلہ برابر کا تھا۔ اور ہر لشکر اپنے نقصانات پر صبر کر رہا تھا۔ اس لڑائی میں جتنا نقصان ایرانی فوج نے اٹھایا اتنا ہی نقصان مسلمانوں کو بھی برداشت کرنا پڑا۔

ہاشم کی تیر اندازی

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، عمرو بن ریان بترتیب سند اسماعیل بن محمد بن سعد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ہاشم بن عتبہ کی قادسیہ میں آمد یوم عماس میں ہوئی۔ اور ان کی عادت یہ تھی کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر نہیں لڑتے تھے بلکہ ہمیشہ لڑائی میں گھوڑی پر سوار ہوتے تھے۔ جب وہ اسلامی فوج میں پہنچے تو انہوں نے ایک تیر چلایا جو غلطی سے انہی کی گھوڑی کے کان پر جا لگا۔ تو وہ کہنے لگے اس پر افسوس ہے! تم بتاؤ کہ اگر میرا یہ تیر گھوڑی کے کان پر نہ لگتا تو یہ کہاں تک پہنچ جاتا؟ لوگوں نے جواب دیا کہ اتنی اتنی دور تک۔ چنانچہ پھر وہ گھوڑی سے اترے اور پھر انہوں نے تیر اندازی کی۔ تیر واقعی اسی مقام تک پہنچ گیا جس مقام تک لوگوں نے پہنچنے کا اندازہ لگایا تھا۔

مسلمانوں کی کسمپرسی

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ہاشم لشکر کے دائیں بازو کے دستے میں تھے۔

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، عمرو بن ریان بترتیب سند اسماعیل بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ ہمارے خیال میں حضرت ہاشم لشکر کے دائیں حصے میں تھے، اور اس دن مسلمانوں کی اکثریت کی ڈھالیں انکے کجاووں کے تختے تھے جن کے درمیان انہوں نے لکڑی لگائی تھی۔ اور ان میں سے جس کے پاس اپنے سر کی حفاظت کا کوئی سامان نہ ہوتا تو وہ کجاوے کسنے کی رسی اپنے سر پر باند کر کام چلاتا تھا۔

فتح فارس کا مژدہ

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند ابو کبران حسن بن عقبہ سے نقل کرتے ہیں کہ قیس بن مکشوح کی شام سے آمد حضرت ہاشم کے ساتھ ہی ہوئی تھی اور وہ اپنے نزدیکی آدمیوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور ان سے یہ خطاب کیا۔

''اے رب کی جماعت! یہ اللہ تعالیٰ نے تم پر بڑا انعام و احسان کیا ہے کہ تم کو اسلام کی دولت سے نوازا، اور تم کو حضرت محمد ﷺ کی بدولت عزت کی بلندیوں تک پہنچایا۔ تم اللہ کے کرم و نوازش سے بھائی بھائی بن چکے ہو، تمہارا پیغام بھی ایک ہے، اور تم میں اتحاد و اتفاق بھی پیدا ہو گیا ہے ورنہ اس سے قبل تو تمہاری حالت یہ تھی کہ تم میں سے ایک دوسرے پر شیر کی طرح حملہ کرتا تھا جبکہ دوسرا اگلے پر بھیڑیئے کی طرح جھپٹ کر چیزیں اچک لیتا تھا۔ پس اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے ہاتھوں پر ایران کو فتح کرا دے گا۔ اس لیے کہ تمہارے شام کے رہنے والے بھائیوں کے ہاتھوں اللہ نے شام کو فتح کرایا ہے اور سرخ محلات اور سرخ گھوڑے مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ چکے ہیں۔

عمرو بن معدیکرب کا حملہ اور زخمی ہونا

سری نے لکھا ہے کہ شعیب، سیف، مقدام حارثی بترتیب سند شعبی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن معدیکرب فرمانے لگے میں (اس سامنے والے) ہاتھی اور اس کے آس پاس کی فوج پر حملہ کرنے جا رہا ہوں، تم مجھے قربانی کے لیے جانے والے اونٹ کی طرح بے یار و مددگار نہ چھوڑ دینا۔ اگر تم نے میری مدد کے لیے پہنچنے میں تاخیر سے کام لیا تو تم ابوثور سے محروم ہو جاؤ گے۔ اور پھر تم کو ابوثور جیسا جنگجو کہاں مل سکتا ہے؟ اور اگر تم نے مجھے پا لیا تو میرے

ہاتھ میں تلوار دیکھو گے۔

یہ کہتے ہوئے حضرت عمرو بن معدیکرب نے حملہ کر دیا اور اس زور سے تلوار چلانی شروع کی کہ ان کو گرد و غبار نے چھپا دیا۔ انکے ساتھی کہنے لگے" تم کس بات کا انتظار کر رہے ہو؟ اگر تم نے اس کو کھو دیا تو سمجھ لو کہ مسلمان اپنے ایک بہترین شہسوار سے محروم ہو جائیں گے۔ پس ان سب نے مل کر زوردار حملہ کیا تو مشرکین حضرت عمرو کے آس پاس سے چھٹ گئے۔ اس وقت تک مشرکین ان کو گرا چکے تھے اور انہیں نیزے مار رہے تھے۔ جبکہ حضرت عمرو کے ہاتھ میں ابھی تک تلوار تھی جس سے وہ مشرکین کی خبر لے رہے تھے۔ ان کے گھوڑے کو بھی نیزے لگے تھے جس سے وہ بھی زخمی ہو چکا تھا۔ جب حضرت عمرو نے اپنے ساتھیوں کو آتے ہوئے دیکھا اور ایرانی سپاہی ان کے پاس سے چھٹ گئے تو انہوں نے ایک ایرانی سپاہی کے گھوڑے کی ٹانگ کو پکڑ لیا۔ جب ایرانی نے گھوڑے کو حرکت دی تو گھوڑا بے چین ہو گیا۔ جس پر وہ ایرانی حضرت عمرو کی جانب متوجہ ہوا اور ان پر حملہ کا ارادہ کیا۔ ادھر مسلمانوں نے بھی اسی کو دیکھ کر گھیرے میں لے لیا۔ وہ ایرانی گھوڑے سے اتر پڑا اور انکے ساتھیوں سے بات کرنے لگا۔ عمرو بن معدیکرب نے فرمایا اس کی لگام میرے حوالے کر دو! چنانچہ ان کے ساتھیوں نے ان کو گھوڑے کی لگام پکڑا دی، وہ اس پر سوار ہو گئے۔

ایرانی اور مسلمان سپاہی کا مقابلہ

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، عبداللہ بن المغیرہ العبری بترتیب سند اسود بن قیس سے اور وہ اپنے ان بزرگوں سے نقل کرتے ہیں جو بذات خود جنگ قادسیہ میں شریک تھے، جب عماس کا دن شروع ہوا تو ایرانی فوج میں سے ایک سپاہی باہر آیا اور دونوں صفوں کے درمیان پہنچنے کے بعد اس نے خوب زوردار آواز میں دعوت مبارزۃ دیتے ہوئے کہا! کون میرے مقابلے میں آئے گا؟ اس کے جواب میں اسلامی لشکر میں سے ایک شخص جس کا نام شبر بن علقمہ تھا، وہ برآمد ہوا۔ اس کا قد چھوٹا تھا اور شکل و صورت بھی اچھی نہ تھی۔ اس نے کہا اے مسلمانو کی جماعت! اس آدمی نے تمھارے ساتھ انصاف سے کام لیا ہے لیکن کسی نے اس کی دعوت پر لبیک نہیں کہا اور نہ ہی کوئی اسکے مقابلے کے لیے نکلا ہے؟ اللہ کی قسم! اگر تم مجھے حقیر نہ جانو تو میں اس کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اور جب اس نے دیکھا کہ کسی نے اس کو منع نہیں کیا تو وہ اپنی تلوار ڈھال لے کر آگے بڑھا۔ جب اس ایرانی سپاہی نے انہیں دیکھا تو وہ چلایا پھر انکے مقابلے پر اتر آیا۔ اور ان کو ایرانی نے اٹھا کر زمین پر گرا دیا اور ان کے سینے پر چڑھ گیا۔ اور پھر تلوار نکال کر ان کا کام تمام کرنے ہی والا تھا کہ اسی وقت گھوڑا بدک گیا اور چونکہ گھوڑے کی لگام کا سرا اسکے پٹکے کے ساتھ ہی بندھا ہوا تھا اس لیے گھوڑے کے ساتھ ساتھ وہ بھی زمین پر گھسٹتا ہوا چلا گیا۔ اور انکے سامنے سے پرے ہٹ گیا۔ لہذا اب وہ اس ایرانی کے سینے پر چڑھ بیٹھے اور اس کو نیچے گرا ڈالا۔ جس پر ایرانی کے ساتھیوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ انہوں نے کہا جتنی تمھاری مرضی ہو تم خوب چلاؤ میں تو اس کو قتل کیے بغیر ہرگز نہیں چھوڑونگا اور پھر اسکے سامان پر بھی قبضہ کرلونگا۔ چنانچہ انہوں نے اس کو قتل کر کے اس کے سامان پر بھی قبضہ کیا اور اسکو لے کر حضرت سعد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت سعد نے ان کو ظہر کے وقت آنے کا کہا۔

قتل کا انعام

جب وہ ظہر کے بعد دوبارہ حاضر ہوئے تو حضرت سعد نے حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا" میں نے یہی سوچا ہے کہ یہ سامان اسی کو بخش دیا جائے اور یہ عام اعلان ہے کہ جو بھی کسی سپاہی کو قتل کر کے اس کا سامان چھینے گا تو وہ سامان

اسی کا ہوگا۔ بعد میں شبر نے وہ سامان بارہ ہزار میں بیچ دیا۔

ہاتھیوں کے اہم اعضاء

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد نے دوران جنگ یہ محسوس کیا کہ اب بھی ہاتھی اسلامی دستوں میں انتشار پھیلا رہے ہیں اور جنگ ارماث جیسا کام کر رہے ہیں تو انہوں ضخیم، مسلم، رافع، عشنق اور انکے دیگر ایرانی ساتھیوں کو بلوایا جو کہ اسلام قبول کر چکے تھے، اور ان سے ہاتھیوں کی ایسی جگہوں کے بارے میں پوچھا کہ جس کے ذریعہ ان کو قتل کیا جاسکتا ہو؟ تو انہوں نے بتایا کہ سونڈ اور آنکھیں! کہ انکے ختم ہو جانے کے بعد ہاتھی کسی کام کے نہیں رہتے۔

سفید ہاتھی پر حملہ

یہ سن کر حضرت سعدؓ نے عمرو کے دونوں بیٹوں قعقاع اور عاصم کو یہ پیغام بھیجا کہ تم دونوں سفید ہاتھی سے میرا پیچھا چھڑاؤ۔ یہ ہاتھی ان دونوں کے سامنے تھا اور تمام ہاتھی اس سے مانوس تھے۔ اسی طرح حضرت سعد نے حمال اور ربیل کو بھی پیغام بھیجا کہ وہ دونوں اپنے سامنے والے ہاتھی کا مقابلہ کریں۔

چنانچہ حضرت قعقاع اور عاصم نے دو سخت نیزے سنبھال کر گھڑ سواروں کے پیدل دستوں کو ہاتھی کے گھیرنے کا حکم دیا۔ اس طرح حمال اور ربیل نے بھی اپنے سامنے والے ہاتھی کے ساتھ کیا۔ جب ان دونوں ہاتھیوں کا ہر طرف سے گھیراؤ ہو گیا تو انہوں نے دائیں بائیں نظریں گھمائیں تو اسی وقت حضرت قعقاع اور حضرت عاصم نے موقع غنیمت جان کر سفید ہاتھی کی دونوں آنکھوں میں نیزے گھونپ ڈالے۔ ہاتھی نے بدحواس ہو کر فیل بان کو زمین پر گرا ڈالا اور اپنی سونڈ کو نیچے لٹکایا تو قعقاع نے تلوار کا زوردار وار کر کے اس کو کاٹ ڈالا۔ اور پھر تیر اندازی کر کے اس کو گرنے پر مجبور کر دیا۔ لہذا وہ پہلو کے بل جا گرا اور اس ہاتھی کے تمام سوار مار دیئے گئے

حمال اور ربیل کا حملہ

اسی طرح حمال نے بھی حملہ کیا اور انہوں نے ربیل کو اختیار دیتے ہوئے کہا یا تو تم اس کی سونڈ پر تلوار سے وار کرو اور میں نیزہ اس کی آنکھ میں گھونپتا ہوں یا پھر تم نیزہ مارو اور میں اس کی سونڈ کاٹ دیتا ہوں۔ جواب میں ربیل نے شمشیر زنی کو اختیار کیا۔ پس جمال نے ہاتھی پر اس وقت حملہ کر دیا جبکہ وہ اپنے دائیں بائیں کے لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ انہوں نے اس کی آنکھ میں نیزہ گھونپ دیا۔ وہ آگے کی جانب جھکا اور پھر دوبارہ سیدھا ہو گیا۔ اس وقت ربیل نے تلوار کا وار کر کے اس کی سونڈ کو کاٹ ڈالا۔ جواب میں فیل بان نے کلہاڑی کا وار کر کے ربیل کی ناک اور پیشانی کو لہولہان کر دیا۔

دو ہاتھیوں کا قتل

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، مجالد بترتیب سند شعبی سے نقل کرتے ہیں کہ ربیل اور حمال جن کا تعلق قبیلۂ اسد سے تھا، انہوں نے دورانِ جنگ مسلمانوں سے کہا اے مسلمانوں کی جماعت! بتاؤ کون سی موت زیادہ سخت ہے؟ جواب میں مسلمانوں نے کہا کہ اس ہاتھی پر حملہ کیا جائے۔ اس پر ان دونوں نے گھوڑوں کو دوڑا کر اپنے سامنے والے ہاتھی پر ہلہ بول دیا۔ ان میں سے ایک نے ہاتھی کی ایک آنکھ میں نیزہ گھونپ دیا جس پر بدحواس ہو کر ہاتھی نے اپنے

پیچھے والے ساتھیوں کو روندنا شروع کر دیا۔ جبکہ دوسرے نے اس کی سونڈ پر تلوار سے حملہ کیا تو فیل بان نے اسکے منہ پر کلہاڑی سے جوابی وار کر کے چہرہ زخمی کر دیا۔ لہٰذا احمال اور ربیل وہاں سے ہٹ گئے۔

دوسری جانب قعقاع اور انکے بھائی نے اپنے سامنے والے ہاتھی پر ہلہ بول دیا۔ ان لوگوں نے اس ہاتھی کی دونوں آنکھوں کو پھوڑ ڈالا۔ اور اس کی سونڈ کو الگ کر دیا۔ جس کی بناء پر ہاتھی بدحواس ہو کر دونوں صفوں کے درمیان گھومتا رہا۔ اگر وہ اسلامی لشکر کی جانب آتا تھا تو وہ اسے زخمی کر دیتے اور اگر وہ ایرانی لشکر کا رخ کرتا تھا تو وہ اسے وہاں سے بھی ہٹا دیتے۔

ہاتھیوں کا انجام

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، عمرو بترتیب سند شعبی سے نقل کرتے ہیں کہ ان تمام ہاتھیوں میں دو ہاتھی امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔ جب قادسیہ کی لڑائی میں فارسی لشکر نے ان دونوں بڑے ہاتھیوں کو لے کر مسلمانوں کے لشکر کے مرکزی حصے پر حملہ کیا تو حضرت سعد نے قبیلہ بنو تمیم سے تعلق رکھنے والے قعقاع اور عاصم کو اور قبیلہ بنو اسد سے تعلق رکھنے والے حمال اور ربیل کو حکم دیا کہ وہ ان دونوں ہاتھیوں کا مقابلہ کریں۔ اس کے بعد شعبی نے مندرجہ بالا واقعہ ہی ذکر کیا۔ مگر ساتھ میں مزید یہ کہ وہ دونوں ہاتھی سور کی طرح چلانے لگے اسکے بعد وہ ہاتھی جو کانا ہو چکا تھا پلٹ کر بھاگا اور دریائے عتیق میں چھلانگ لگا دی۔ اس کے دیکھا دیکھی دوسرے ہاتھی بھی ایرانی لشکر کی صف چیرتے ہوئے نکل پڑے اور دریائے عتیق کو پار کر کے اپنے ہودجوں سمیت مدائن تک جا پہنچے۔ ان ہاتھیوں کے تمام سوار ہلاک ہو گئے۔

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند محمد طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ جب ہاتھی بھاگ گئے اور میدان میں صرف مسلمان اور ایرانی باقی رہ گئے تو اس وقت تک دن ڈھل چکا تھا۔

مسلمانوں کا شدید حملہ

اس وقت مسلمانوں نے دوبارہ زوردار حملہ کیا اور ان کا بچاؤ ان ہی گھڑ سواروں نے کیا جو شروع دن میں لڑ رہے تھے انہی کے بدولت مسلمان بہادری کے ساتھ لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ شام تک برابر شمشیر زنی کے جوہر دکھلاتے رہے اور دونوں فریقوں کا پلہ برابر رہا۔ اس لیے کہ جب مسلمان ہاتھیوں کا کام تمام کر چکے تو اسکے بعد اونٹوں کے دستے بن گئے تھے اور لڑائی ان کے ذریعے سے چلتی رہی۔

سری نے لکھا شعیب، سیف بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ جب لڑتے لڑتے شام کا وقت ہو گیا تو رات میں نیزہ بازی چلتی رہی اور لڑائی اپنے زوروں پر جاری رہی دونوں لشکروں نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور دونوں کا پلہ برابر رہا۔ اس رات کو لیلۃ الھریر کہا جاتا ہے اور اسکے بعد قادسیہ میں کسی رات بھی لڑائی نہ ہوئی۔

طلیحہ اور عمرو کو بھیجنا

ابو جعفر کہتے ہیں کہ سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف، عمرو بن محمد بن قیس بترتیب سند عبدالرحمٰن بن قیس سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعد نے حضرت طلیحہ اور عمرو کو لیلۃ الھریر میں لشکر کے نچلے حصے کی جانب روانہ فرمایا۔ یہ اس خدشہ کے پیش نظر تھا کہ دشمن اس جانب سے حملہ نہ کر دے۔ حضرت سعد نے ان کو ہدایت دی کہ اگر تم یہ دیکھو کہ دشمن وہاں تم سے پہلے ہی پہنچ چکا ہے تو تم انکے سامنے کی جانب اتر جانا اور اگر تم ان کو وہاں موجود نہ پاؤ تو جب تک میرا دوسرا حکم نہ آ جائے

تو تم وہیں ٹھہرے رہنا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو یہ حکم دے رکھا تھا کہ وہ سابقہ مرتدین کے سرداروں کو مسلمان سپاہیوں کے سو کے دستہ پر امیر مقرر نہ کریں۔ جب یہ دونوں حضرات نچلے حصے میں پہنچے تو انہیں وہاں کوئی نظر نہ آیا اس وقت حضرت طلیحہ کہنے لگے "اگر ہم یہاں سے پانی میں گھس کر اسے عبور کرلیں تو ایرانیوں پر انکی پشت کی طرف سے حملہ کرسکتے ہیں۔ جواب میں عمرو کہنے لگے "نہیں ہم نشیبی حصے کو عبور کریں گے۔ حضرت طلیحہ کہنے لگے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں مسلمانوں کا فائدہ اسی میں ہے۔ عمرو کہنے لگے تم مجھے اس بات کی طرف بلا رہے ہو جو کہ میرے بس میں ہی نہیں ہے۔

لہٰذا یہاں سے دونوں نے الگ الگ ہوگئے۔ حضرت طلیحہ نے عتیق کے پیچھے سے تن تنہا دشمن کے لشکر کا رخ کیا۔ جبکہ حضرت عمرو دونوں کے ساتھیوں سمیت نچلے حصے کی جانب چل پڑے۔ انہوں نے حملہ کیا اور جواب میں فارسیوں نے ان کا مقابلہ کیا۔ حضرت سعد کو ان دونوں کے متعلق خطرہ لاحق ہوا تو آپ نے قیس بن المکشوح کو ستر سپاہیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ قیس بن المکشوح بھی انہی سرداروں میں شامل تھے جن پر سو سے زیادہ سپاہیوں کا امیر بننے پر پابندی لگائی گئی تھی۔ حضرت سعد نے فرمایا۔ اگر تمھاری ان سے ملاقات ہوجائے تو انکے امیر تم ہی ہوگے۔ چنانچہ وہ انکی جانب چل پڑے جب وہ پانی کی ندی کے نزدیک پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسلمان عمرو اور انکے ساتھیوں کے بغیر حملہ کررہے ہیں۔ پس انہوں نے ان کو اس سے پابند رکھا۔

قیس اور عمرو کا جھگڑا

اسکے بعد قیس حضرت عمرو کے پاس آئے ان کو ملامت کرنا شروع ہوگئے اسی بات پر دونوں کا جھگڑا ہوگیا۔ ان کو ساتھی کہنے لگے قیس کو تم پر سردار بنایا گیا ہے۔ اسپر عمرو خاموش ہوگئے اور اسکے بعد یوں گویا ہوئے، مجھ پر اس شخص کو امیر بنایا گیا ہے جس سے میں نے زمانۂ جاہلیت میں لڑائی کی تھی۔ اتنی بات کر کے حضرت عمرو مسلمانوں کے لشکر کی جانب لوٹ آئے۔

طلیحہ کی کارگذاری

ادھر طلیحہ ایرانی لشکر کی پشت پر پہنچے تو انہوں نے تین دفعہ زوردار تکبیر کہی۔ ایرانی سپاہی انہیں ڈھونڈنے نکلے مگر انھیں ان کا کچھ سراغ نہ مل سکا۔ پھر وہ نچلے حصے سے ہوتے ہوئے ندی پار کر کے اسلامی لشکر میں واپس پہنچ گئے۔ پھر انہوں نے حضرت سعد کو تمام واقعہ سے باخبر کیا۔ ایرانی فوج پر انکے نعرہ تکبیر سے بہت برا اثر پڑا تھا جبکہ مسلمانوں کو خوشی ہوئی تھی کیونکہ دشمن کو اس بات کا پتہ نہ چل سکا تھا کہ تکبیر کہنے والا کون ہے؟

بنو کاہل کے دس جوانمرد

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند قدامۃ الکاہلی سے اور وہ ایک اور صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ بنو کاہل بن اسد کے قبیلہ کے دس بھائی اسی جنگ میں شریک تھے۔ ان کو بنو حرب کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ان سب میں کچھ لوگ رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے جنگ میں داد شجاعت دے رہے تھے۔ ان میں سے ایک صاحب جن کا نام عفاق تھا، ان کی ران اس لڑائی میں زخمی ہوگئی اور اسی زخم کی بناء پر وہ اسی دن انتقال کرگئے۔

طلیحہ کا نعرہ تکبیر

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، نضر، ابن رفیل، رفیل بترتیب سند احمد بن ابی شجار سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعد نے طلیحہ کو ایک کام کے لیے روانہ کیا۔ انہوں نے اسکام کو چھوڑ کر عتیق کو پار کر کے دشمن کے لشکر میں گھومنا شروع کر دیا۔ جب وہ نہر کے بند کے نزدیک کھڑے تھے تو اسی دوران انہوں نے زور سے تین بار تکبیر کہی جس سے ایرانیوں پر خوف طاری ہو گیا۔ اور مسلمان بھی تعجب میں پڑ گئے۔ اور وہ اس کی تحقیق کرنے لگے۔ ایرانیوں نے ان کی تلاش میں سپاہیوں کو دوڑایا۔ اور مسلمانوں نے بھی ایک دوسرے سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ پھر طلیحہ واپس آ گئے اور دوبارہ نئے سرے سے صف بندی کی۔ انہوں نے وہ کام شروع کیا جو اس سے پہلے تین دنوں میں شروع نہیں کیا گیا تھا اس وقت حضرت طلیحہ یہ فرما رہے تھے۔ تم اس آدمی کو ہرگز بھی نہ چھوڑو کہ جس نے تم کو کمزور کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہو۔

جنگ کی ابتداء

پھر حضرت مسعود بن مالک الاسدی، عاصم بن عمرو، ابن ذوالبردین الہلالی، ابن ذوالسہمین، اور قیس بن ہبیرۃ اسدی جیسے حضرات لڑائی کے لیے آگے بڑھے۔ ایرانی فوج بھی جنگ کے لیے تیار تھی۔ لہذا مسلمانوں نے بھی اپنی صفیں درست کر لیں۔ لشکر کے مرکزی حصے میں تیرہ صفیں بن گئی تھیں جبکہ دونوں دائیں بائیں کے حصوں میں بھی اتنی ہی صفیں بن گئی تھیں۔

جب گھڑسوار آگے بڑھے تو ان پر ایرانیوں نے تیر چلائے۔ مگر تیراندازی ان کو گھوڑوں سے نہ اتار سکی۔ پھر انکے فوجی دستے گھڑسواروں سے مقابلے پر آ گئے اور ان کا آپس میں مقابلہ شروع ہو گیا۔

حضرت قعقاع کا حملہ

اسی رات لڑائی میں حضرت خالد بن نعیم التمیمی، العمری نے بھی شہادت پائی۔ اسکے بعد حضرت قعقاع نے اس جگہ ہلہ بول دیا جہاں سے تیر برسائے گئے تھے۔ اور اسکے بعد جنگ چھڑ گئی۔ حضرت قعقاع کا یہ حملہ حضرت سعد کی اجازت کے بغیر تھا، لیکن حضرت سعد نے معلوم ہونے پر فرمایا ''اے اللہ تو انکی غلطی کو معاف کر دے اور انکی مدد و نصرت فرما'' اگرچہ انہوں نے مجھ سے اجازت نہیں مانگی تھی لیکن میں نے اب ان کو اجازت دیدی ہے''۔

اس وقت اکثر اسلامی فوجی اپنے اپنے مورچوں کو سنبھالے ہوئے تھے۔ سوائے ان دستوں کے کہ جو حملہ میں شریک تھے۔ اور انکی تین صفیں اس ترتیب سے بنائی گئی تھیں کہ ایک صف میں نیزہ بازی، شمشیر زنی اور پیدل فوج کے دستے تھے۔ دوسری صف تیراندازوں پر مشتمل تھی، جبکہ تیسری صف میں گھڑسواروں کو رکھا گیا تھا۔ جو کہ پیدل فوج سے آگے تھے اور اسی ترتیب پر لشکر کا دایاں اور بایاں حصہ بھی تھا۔ حضرت سعد نے مسلمانوں سے کہا ''یہ حملہ قعقاع کی اپنی ذاتی رائے کی بناء پر ہے۔ میری ہدایت ہے کہ جب میں تین تکبیریں کہہ لوں تو تم جنگ کا آغاز کر دینا۔ بس جب حضرت سعد نے تکبیر کہی تو مسلمانوں نے اپنی تیاری مکمل کر لی اور وہی کیا جیسا کہ حضرت سعد نے فرمایا تھا۔ اس وقت جنگ کی چکی قعقاع اور انکے ساتھیوں کے اوپر ہی گھوم رہی تھی۔

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، عبیداللہ بن عبدالاعلیٰ بترتیب سند عمرو بن مرۃ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت قیس بن ہبیرہ صرف اسی رات کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔ اور اس سے قبل کی لڑائیوں میں ان کی شرکت نہ ہو سکی

تھی۔ وہ اس موقع پر کھڑے ہوئے اور اپنے نزدیکی ساتھیوں سے اس طرح مخاطب ہو کر تقریر شروع کی۔

قیس کا خطاب

بیشک تمہارا دشمن جنگ کے علاوہ کسی اور چیز پر تیار ہی نہیں ہے؟ تم اس معاملے میں اپنے امیر کی رائے پر ہی عمل کرو۔ سوار دستوں کا پیدل فوج کی معیت کے بغیر حملہ کرنا بالکل غیر مناسب ہے۔ اس لیے کہ جب اس صورت میں دشمن حملہ کرے اور سواروں کی حفاظت کے لیے پیدل فوج نہیں ہوگی تو دشمن انکے گھوڑوں کو آسانی زخمی کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور پھر دشمن کی جانب پیش قدمی کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ لہذا تم لوگ حملہ کے لیے تیاری کرلو! اور تکبیر کا انتظار کرتے رہو اور یکجان ہو کر دشمن پر ہلہ بول دو اگرچہ عجمیوں کے تیر مسلمانوں کی صفوں میں گھس ہی کیوں نہ جائیں۔

علم بردار نخعی کی تقریر

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند مستنیر بن یزید سے اور وہ ایک صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ درید بن کعب النخعی جو کہ اپنے قبیلہ کا جھنڈا سنبھالے ہوئے تھے، وہ اس موقع پر کھڑے ہو کر یوں مخاطب ہوئے

اہل اسلام مقابلہ کے لیے تیاری مکمل کر چکے ہیں۔ پس مسلمانوں کو لے کر آج رات اللہ اور جہاد کی جانب سبقت کرو؟ آج کی رات جو جتنا آگے بڑھے گا اس کا اجر وثواب بھی اس کی بقدر ہوگا۔ تم ان میں شہادت کے حاصل کرنے کا شوق بیدار کرو۔ اور بخوشی موت کو گلے لگاؤ! اس لیے اگر تم ہمیشہ کی زندگی کے خواہشمند ہو تو اس کا طریقہ کار یہی ہے ورنہ آخرت تو تمہارا مقصد ہے ہی۔

بڑھ چڑھ کر جوہر دکھلاؤ

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب سند الحلج سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت اشعث بن قیس فرمانے لگے۔ اے عرب کی جماعت تمہارا دشمن تم سے زیادہ موت کا خواہشمند اور تم سے آگے بڑھ کر جان کی بازی لگانے والا ثابت نہ ہونا چاہیے۔ اگر تم اہل وعیال چاہتے ہو تو خوب ایک دوسرے سے آگے بڑھو اور قتل ہونے سے نہ ڈرو۔ اس لیے کہ شہداء باعزت لوگوں کی یہی تمنا ہوتی ہے۔

اتنا کہہ کر وہ چل پڑے۔

پریشانیوں کا علاج صبر ہے

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند عمرو بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ حنظلۃ بن الربیع اور اعشار کے مختلف سردار اس طرح مخاطب ہوئے۔

اے لوگو! لڑائی کرو اور جیسا ہم کو کرتے ہوئے دیکھ رہے ہو، ویسا ہی تم بھی کرو۔ اور تم پر جو

پریشانی آئی ہے اس سے گھبراہٹ میں نہ پڑ و اس لیے کہ صبر تمام پریشانیوں کو دور کر دیتا ہے۔۱۱۱
طلیحہ، غالب، حمال اور اس طرح ہر قبیلے کے بہادر لوگوں نے کھڑے ہو کر اس طرح کے خطابات کیے۔

عمومی جنگ

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند عمرو اور نضر بن السری سے نقل کرتے ہیں کہ ضرار بن الخطاب القرشی بھی میدان جنگ میں اتر آئے اور دشمن پر حملہ کرنے میں جلدی کرنے لگے، ادھر باقی لشکر بھی حملہ کرنے کے لئے حضرت سعد کی تکبیرات کا منتظر تھا اور اس میں کافی تاخیر محسوس کر رہا تھا، چنانچہ جیسے ہی حضرت سعد کی طرف سے دوسری تکبیر بلند ہوئی تو عاصم بن عمرو نے دشمن پر حملہ کر دیا حتی کہ وہ قعقاع کے ساتھ مل گئے، اسی طرح قبیلۂ نخع نے بھی حملہ کر دیا اور کسی نے بھی حضرت سعدؓ کی ہدایت پر عمل درآمد نہ کیا (بلکہ حملہ کر دیا) اور صرف لشکر کے سردار ہی تھے جنہوں نے تیسری تکبیر کا انتظار کیا اور اس کے بعد وہ بھی تکبیر میں شامل ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ لڑنے لگے، اس رات مسلمانوں نے عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد رات کا خوب صحیح استعمال کیا۔

لیلۃ الہریر اور جنگ:۔

سرّی نے لکھا کہ شعیب، سیف، ولید بن عبداللہ بترتیب سند ابوطیبہ سے نقل کرتے ہیں کہ لیلۃ الہریر میں مسلمانوں نے عمومی طور سے حملہ کیا اور حملہ کرنے میں حضرت سعدؓ کی ہدایت پر عمل نہیں کیا اور سب سے اولین حملہ کرنے والے حضرت قعقاع تھے جس پر حضرت سعد نے دعا کی! اے اللہ تو اس کی غلطی کو معاف فرما اور اس کی مدد و نصرت فرما! اس کے بعد آپ نے ہدایت دی کہ جب میں تین دفعہ نعرۂ تکبیر کہوں تو تم اس وقت دشمن پر حملہ کرنا! پھر جب آپ نے پہلی تکبیر کہی تو اس وقت قبیلہ آگے بڑھ گیا جس پر حضرت سعد نے فرمایا: اے اللہ تو ان کی مغفرت فرما اور ان کی مدد فرما! اور ساری رات ان کو کامیابی سے نواز! پھر حضرت سعد کو خبر دی گئی کہ قبیلۂ نخع بھی حملہ کر چکا ہے جس پر آپ نے ان کے لئے بھی یہی دعا مانگی، پھر آپ کو قبیلۂ بجیلہ کے حملہ کرنے کی اطلاع ملی تو آپ نے دعا کی: اے اللہ تو ان کے گناہوں کو معاف فرما! اور ان کی دستگیری فرما! بجیلہ کتنا اچھا قبیلہ ہے! اس کے بعد قبیلۂ کندہ نے بھی دشمن پر ہلہ بول دیا جب آپ کو خبر پہنچی تو آپ نے ان کے لئے بھی تعریفی کلمات کہے، اس کے بعد لشکر کے سردار بھی آگے بڑھ گئے جو کہ ابھی تک آخری تکبیر کے منتظر تھے، اور پھر صبح تک لڑائی اپنے زوروں پر جاری رہی، اس رات کو لیلۃ الہریر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سرّی نے لکھا کہ شعیب، سیف، محمد بن نویرہ بترتیب سند انس بن حُلَیس (محمد بن نویرہ کے چچا) سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے لیلۃ الہریر کی لڑائی میں شرکت کی تھی، اس رات ہتھیاروں کے بے دریغ استعمال کی بناء پر ایسی آوازیں آ رہی تھی جیسے لوہار لوہے کی چیزیں بنا رہے ہوں جس کی بناء پر لوہے کے بجنے کی آوازیں پیدا ہو رہی ہوں، لڑائی صبح ہونے تک مسلسل جاری رہی، تمام لوگوں نے بہترین ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا، عربوں اور عجمیوں دونوں نے اس سے قبل کسی ایسی لڑائی کا مشاہدہ نہیں کیا تھا۔

حضرت سعدؓ کی دعائیں:۔

حضرت سعدؓ پوری رات دعاؤں میں مشغول رہے اور جب صبح ہو گئی تو دونوں لشکروں نے لڑائی

روک دی، اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اس میں غلبہ مسلمانوں کا ہی رہا اور انہی کو کامیابی حاصل ہوئی۔ سرّی نے لکھا کہ شعیب، سیف، عمرو بن محمد بترتیب سند اعور بن بیان المنقری سے نقل کرتے ہیں کہ اس رات حضرت سعدؓ کو جو اوّلین آواز سنائی دی جس سے فتح کا ثبوت میسّر آیا وہ رات کے آخری نصف حصے میں حضرت قعقاع کے اشعار پڑھنے کی آواز تھی۔

فتح مندانہ اشعار:۔

حضرت قعقاع یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

ہم نے پوری جماعت کا کام تمام کردیا ہم نے چار یا پانچ کو موت کے گھاٹ اتارا بلکہ ہم نے اس سے زیادہ کو قتل کیا۔ ہم گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں تو ہم کو شیر سمجھا جاتا ہے حتیٰ کہ جب وہ فوت ہوجاتے ہیں تو میں دوسرے مجاہد کو آواز دے لیتا ہوں میں نے ہر لڑنے والے کی حفاظت کی۔

سرّی نے لکھا کہ شعیب، سیف، عمرو بترتیب اعور و محمد سے اپنے چچا سے اور نضر ابن رفیل سے نقل کرتے ہیں کہ اس رات کی ابتداء سے لے کر صبح ہونے تک تمام مسلمان انتہائی جوان مردی سے لڑتے رہے مسلمان بہت زور سے نہیں بولتے تھے اور اس رات بہت آہستگی سے بات چیت کررہے تھے جس کی بنا پر اس رات کا نام لیلۃ الہریر پڑ گیا۔

لیلۃ الہریر میں تلواروں کا کھیل:۔

سرّی نے لکھا کہ شعیب، سیف، عمرو بن ریان بترتیب سند مصعب بن سعد سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے بجاد کو میدانِ جنگ کی طرف روانہ کیا بجاد اس وقت لڑکپن کے دور میں تھے، اس لئے ان کے علاوہ کوئی اور قاصد ان کے پاس موجود نہ تھا، حضرت سعدؓ نے ان کو ہدایت دی کہ مسلمانوں کا حال دیکھ کر آئیں! جب وہ واپس پہنچے تو آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تم کو کیا نظر آیا؟ وہ کہنے لگے میں نے تو دیکھا ہے کہ وہ کھیل رہے ہیں! حضرت سعدؓ کہنے لگے: کھیل رہے ہیں؟ یا لڑ رہے ہیں۔

جُعفی، حُمیضہ اور کندہ کے زوردار حملے:۔

سرّی نے لکھا کہ شعیب، سیف، محمد بن جریر العبدی بترتیب سند عابس الجعفی سے اور اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ اس دن جعفی قبیلہ کے مقابلے میں ایرانیوں کے ایسے فوجی دستے تھے جو کہ مکمل اسلحے سے لیس تھے، وہ جب ان کے مقابلے پر آئے تو انہوں نے جواباً شمشیرزنی شروع کردی لیکن جب محسوس ہوا کہ تلواریں ان پر کارگر نہیں ہورہی ہیں تو وہ رک گئے، اس موقع پر حمیضہ نے دریافت کیا کہ تم کیوں رک گئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ان پر ہتھیاروں کا اثر نہیں ہورہا! حمیضہ نے کہا، میں تم کو حملہ کرکے بتاتا ہوں! تم اسے بغور دیکھ لو! یہ کہتے ہوئے انہوں نے ایک ایرانی سپاہی کو نشانے پر لیا اور حملہ کرکے نیزہ کا وار کیا جس سے اس کی کمر ٹوٹ گئی اس کے بعد انہوں نے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ کر کہا! میں یہ نہیں سمجھتا کہ ان کی لاشیں نہیں گرائی جاسکتیں! چنانچہ سب نے یکجان ہوکر حملہ کیا تو ایرانیوں کا ان کی صفوں کی طرف رخ موڑ کر ہی چھوڑا۔

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، مجالد بترتیب سند شعبی سے نقل کرتے ہیں کہ اس جنگ میں قبیلہ کندہ کے ساتھ سو سپاہی شریک تھے، انکے مقابلے میں ترک الطبری تھا۔ اس وقت حضرت اشعث نے ارشاد فرمایا ''اے میری قوم

!تم ان لوگوں پر ہلہ بول دو۔ لہذا سات سو سپاہیوں کو لے کر وہ ایرانیوں پر حملہ آور ہوئے اور ان کا رخ موڑ دیا اور انکے ترک سالار کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

قادسیہ کی رات

حضرت قعقاع کا گشت

سری نے مجھے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ لیلۃ الہریر کے بعد آنے والی صبح کو تمام لوگوں پر تھکن کی کیفیت طاری تھی۔ کیونکہ پوری رات ذرا بھی ان کی آنکھ نہیں لگی تھی۔ حضرت قعقاع اسلامی لشکر میں گھوم پھر کر اعلان کرتے تھے: کچھ وقت کے بعد فتح تمھاری منتظر ہے۔ تھوڑی دیر صبر سے کام لو اس لیے کہ اللہ کی مدد صبر کے ساتھ ہوتی ہے۔ تم گھبراہٹ اور خوف پر صبر کو ترجیح دو۔

سرداوں کا منصوبہ

پس حضرت قعقاع کے پاس سرداروں کی جماعت اکٹھی ہوگئی جو کہ رستم کا کام تمام کرنے کا عزم رکھتی تھی۔ یہ صبح ہوتے ہی اس کے قریب والوں کے ساتھ گھل مل گئے۔

رستم کا قتل

جوشیلے خطابات

دیگر قبیلوں نے یہ منظر دیکھا تو ان میں سے کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے جن میں مندرجہ ذیل افراد شامل تھے۔ (۱) قیس بن عبد یغوث۔ (۲) اشعث بن قیس (۳) عمرو بن معدیکرب (۴) ابن ذو السہمین الخثعمی (۵) ابن ذو البردین الہلالی۔

اور پھر ان حضرات نے یہ خطاب کیا:

"تمھارے دشمن اللہ کے معاملے میں تم سے زیادہ سنجیدہ اور فعال نہیں ہو سکے اور نہ ہی یہ ایرانی موت کے معاملے میں تم سے زیادہ بہادری کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی یہ اس دنیا کو چھوڑ کر تم سے زیادہ اپنی جانوں کو قربان کر سکتے ہیں کیونکہ اسی دنیا کے لیے تو یہ آپس میں مقابلہ بازی کرتے ہیں۔

یہ سن کر مسلمان اپنے قریب والے دستے پر ٹوٹ پڑے حتی کہ ان سے بالکل گتھم گتھا ہو گئے۔

قبیلہ ربیع کو ترغیب

اس موقع پر کچھ سپاہی قبیلہ ربیع کے پاس پہنچ کر ان سے کہنے لگے:

"تم لوگ ایرانیوں سے خوب واقف ہو اور زمانہ ماضی میں تم ہی سب سے زیادہ بہادری کے ساتھ ان سے لڑتے تھے۔ آج تم کو ان کے سامنے جرات کا مظاہرہ کرنے سے کیا چیز مانع بن رہی ہے۔ آج تو تم اپنی گذشتہ شجاعت سے آگے بڑھ کر بہادری کا ثبوت پیش کر دو۔

پھر جب دو پہر کا وقت ہو گیا تو ایرانیوں میں سے ہرمزان اور بیرزان نے پسپائی اختیار کر لی۔ یہ لوگ سب

سے پہلے پیچھے ہوئے اور انکے بعد دیگر لوگوں نے بھی پسپائی اختیار کر لی۔ یہ دونوں اپنے اپنے مقام سے پیچھے ہوئے اور پیچھے جا کر ایک اور مقام پر جم گئے۔ جب دو پہر کا وقت ہوا تو لشکر کا مرکزی حصہ خالی ہو چکا تھا۔

رستم کی شامت

اتنے میں گرد و غبار بھی اڑنے لگا اور سرد قسم کی آندھی چلنے لگی جس کی بناء پر رستم کا تخت رواں بھی ہوا لے اڑی اور ''دریائے عتیق میں گرا اور دبور (پیچھے سے چلنے والی ہوا) کے چلنے کی بناء پر فوری فوج پر گرد و غبار چھا گیا۔

ادھر حضرت قعقاع اپنے ساتھیوں سمیت رستم کے تخت تک رسائی حاصل کر چکے تھے۔ انہوں نے رستم کا مقام معلوم کر لیا تھا۔ جس وقت آندھی سے رستم کا تخت رواں اڑا تھا تو رستم ان خچروں کے پاس موجود تھا جن پر انہی دنوں میں سامان لد کر آیا تھا۔ رستم ایک خچر اور اسکے سامان کے نیچے سایہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ہلال بن علفہ نے اس سامان کو تلوار کے نشانے پر لیا جس کے نیچے رستم موجود تھا اور اس پر تلوار چلا دی۔ جس سے اس سامان کو باندھنے والی رسیاں کٹ گئیں اور اس میں سے ایک بوری رستم پر آ گری۔ ہلال کو رستم نظر نہیں آیا تھا نہ ہی انہیں رستم کی وہاں موجودگی کا اندازہ تھا۔ رستم نے اپنی کمر سے اس سامان کو دور کیا۔ جب دوسری مرتبہ تلوار ماری تو مشک کی خوشبو مہک اٹھی۔ اس وقت رستم نے عتیق کی طرف راہ فرار اختیار کی اور عتیق میں چھلانگ لگا دی۔

رستم کا قتل

اس کے پیچھے پیچھے ہلال نے بھی دریا میں چھلانگ لگا دی۔ اور اس میں تیرتے ہوئے رستم کو پکڑ لیا۔ ہلال نے اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے خشکی پر گھسیٹ لیا۔ پھر اس کی پیشانی پر تلوار کا زوردار وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا اور پھر اس کی لاش کو گھسیٹ کر ان خچروں کی ٹانگوں کے درمیان لا پھینکا۔

مسلمانوں کی خوشی

پھر ہلال تخت پر کھڑے ہو کر اعلان کرنے لگے ''اللہ کی قسم! میں رستم کو قتل کر چکا ہوں۔ میری طرف آؤ۔ مسلمانوں نے ہر طرف سے ان کو گھیر لیا اور پھر زور سے نعرۂ تکبیر بلند کرنے شروع کیے اور خوشی میں شور مچانے لگے۔

اہل فارس کی درگت

رستم کے قتل کے بعد ایرانیوں کی مرکزی فوج ٹوٹ گئی۔ اور وہ شکست خوردہ ہو کر راہ فرار اختیار کرنے لگی۔ جالینوس پل پر کھڑا ہوا اور اعلان کرنے لگا کہ پل کو پار کر کے جاؤ۔ اس کے بعد گرد و غبار بھی ختم ہو گیا۔

فارسی فوج کا وہ حصہ جو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ان پر اس قدر بدحواسی طاری ہوئی کہ وہ دریائے عتیق میں جا پڑے۔ مسلمانوں نے ان کو باآسانی نیزوں کے وار کر کے ختم کر ڈالا۔ انکی تعداد تیس ہزار تھی۔ لیکن ان میں سے کوئی خبر دینے والا تک باقی نہیں بچا۔ حضرت ضرار بن الخطاب نے درفش کے سامان پر قبضہ کر لیا اور اس کے بدلہ ان کو تیس ہزار دیئے گئے اس کی اصل قیمت اس وقت بارہ لاکھ تک پہنچی تھی۔

قادسیہ کے ایرانی مردار

اس معرکے میں دس ہزار ایرانی مارے گئے اور اس سے زیادہ پہلے کے معرکوں میں جو قتل ہوئے تھے ان کی

تعداد اس کے علاوہ ہے۔

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، عطیہ بترتیب سند عمرو بن سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہلال بن علفہ نے جنگ قادسیہ میں رستم کا کام تمام کر دیا تھا۔

مسلمان شہداء

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، ابن مخراق بترتیب سند ابوکعب سے اور وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ لیلۃ الہریر سے قبل تک ڈھائی ہزار سپاہی قتل ہو چکے تھے۔ اور لیلۃ الہریر اور جنگ قادسیہ کے دونوں میں ملا کر اسلامی فوج میں سے چھ ہزار سپاہی شہید کئے گئے جن کی مشرق کے سامنے ایک خندق میں تدفین کی گئی۔

ایرانیوں کا پیچھا اور مال غنیمت

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ ایرانی فوج نے راہ فرار اختیار کی اور خندق اور دریائے عتیق کے درمیان ان میں سے کوئی بھی موجود نہ رہا تھا۔ قدیس اور عتیق کے بیچ والا میدان لاشوں سے لدا ہوا تھا۔ اس موقع پر حضرت سعد نے زہرہ کو تعاقب کا حکم دیا چنانچہ حضرت زہرہ اگلے حصوں میں اعلان کرتے رہے جبکہ حضرت قعقاع کو نچلے حصے میں روانہ کیا اور شرحبیل کو اوپر کے حصے کی جانب پیچھا کرنے کے لئے روانہ کیا۔

شہدائے قادسیہ کا مدفن

حضرت خالد بن عرفطہ کی ذمہ داری مقتولین کا سامان جمع کرنے اور شہداء کی تدفین کرنے کی لگائی گئی تھی چنانچہ لیلۃ الہریر اور قادسیہ کے شہداء کو قدیس کے آس پاس دفن کیا گیا جبکہ اڑھائی ہزار دریائے عتیق کے پیچھے مشرق کے سامنے دفنائے گئے اور جو حضرات لیلۃ الہریر سے قبل بھی شہید ہو چکے تھے ان کی تدفین مشرق کے مقام پر ہی کی گئی۔

ایران فوج کے مقتولین کا ساز و سامان اور مال و دولت جب اکٹھا کیا گیا تو وہ اتنا زیادہ تھا کہ یہ اس سے پہلے اور نہ ہی قادسیہ کے بعد پھر کبھی اتنا مال غنیمت اکٹھا کیا جا سکا۔

ہلال کو تحفہ

حضرت سعد نے ہلال کی جانب پیغام بھیج کر ان کو بلوایا اور اسکے بعد ان سے دریافت کیا کہ تمھارے مقتول (رستم) کی لاش کہاں ہے؟ وہ کہنے لگے میں نے اس کو خچروں کے نیچے ہی پھینک دیا تھا۔ حضرت سعد نے حکم دیا کہ اس کو لے کر آؤ۔ چنانچہ وہ جا کر رستم کی لاش کو لے آئے تو حضرت سعد نے ان کو اختیار دیتے ہوئے فرمایا کہ تم اس کے اسلحہ و دیگر ساز و سامان میں سے جتنا کچھ چاہو لے سکتے ہو۔ تو انہوں نے جواب میں رستم کا مکمل سامان اپنے قبضے میں کر لیا اور کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی۔

فاتح شرحبیل اور زہرہ، دشمن کے پیچھے

جب حضرت قعقاع اور شرحبیل کی واپسی ہوئی تو حضرت سعد نے ان میں سے ہر ایک سے کہا کہ تم اس طرف روانہ ہو جاؤ اور تم اس طرف جاؤ (یعنی ایرانیوں کے پیچھے) پس ان میں سے ایک تو بالائی علاقے کی جانب چلے

گئے جبکہ دوسرے نشیبی جانب روانہ ہوئے۔حتیٰ کہ دونوں قادسیہ میں خرارہ کے مقام تک جا پہنچے۔

حضرت زہرہ بن الجویہ نے بھی ایرانیوں کا تعاقب شروع کیا اور بند تک پہنچ گئے۔ ایرانیوں نے بند میں سوراخ کر دیا تھا تا کہ ان کا پیچھا کرنا ممکن نہ رہے۔حضرت زہرہ نے یہاں پہنچ کر حکم دیا کہ اے بکر! آگے بڑھو! لہذا انہوں نے اپنی گھوڑی کو مارا اور چھلانگ لگادی۔حضرت زہرہ بھی پانی میں کود پڑے اسکے بعد تین سو سواروں پر مشتمل دستے نے بھی ان کی اتباع کرتے ہوئے پانی میں چھلانگ لگادی۔ پھر حضرت زہرہ نے حکم دیا کہ باقی سپاہی پل کی جانب سے آئیں۔آخر کار مسلمان اہل فارس کو پکڑنے میں کامیاب ہو گئے۔

جالینوس کا شکار ہونا

ایرانی سردار جالینوس ایرانی لشکر کے آخر میں رہتے ہوئے ان کی حفاظت کر رہا تھا۔حضرت زہرہ نے اس پر تلوار کا حملہ کیا اور دوزوردار وار کر کے اس کا قصہ پاک کر دیا۔اور اس کے تمام ساز و سامان پر قبضہ کر لیا۔اسکے بعد خرارۃ سے لے کر نحسین اور نجف تک ایرانیوں کا صفایا کر دیا گیا۔ جب شام کا وقت ہو گیا تو یہ لوگ واپس لوٹ آئے اور قادسیہ میں رات گذاری

لشکر کی واپسی اور رات کا قیام

سری نے لکھا کہ شعیب،سیف،عبداللہ بن شبرمہ بترتیب سند شفیق سے نقل کرتے ہیں کہ ہم دن کے اولین حصے میں قادسیہ سے آگے چلے تھے جب ہماری واپسی ہوئی تو اس وقت نماز ظہر کا وقت ہو گیا تھا۔ چونکہ اسلامی لشکر کا مؤذن جام شہادت نوش کر چکا تھا لہذا اب مسلمانوں میں اذان دینے کے معاملے پر جھگڑا کھڑا ہو گیا(کہ ہر ایک اذان دینا چاہتا تھا اور اتنا جھگڑا بڑھا کہ تلواریں چلنے کے قریب تھیں، پھر حضرت سعدؓ نے قرعہ اندازی کے ذریعے سے فیصلہ کر کے جھگڑے کو ختم کیا۔

اسکے بعد ہم دن کے بقیہ حصے اور اس رات میں وہیں پر رہے حتیٰ کہ حضرت زہرہ کی بھی واپسی ہو گئی۔

جنگ کی تفصیلات اور اعداد و شمار

اگلے دن صبح کو تمام اسلامی فوجیں اکٹھی موجود تھیں اور کسی بھی دستے کی واپسی کا انتظار نہیں تھا، چنانچہ حضرت سعدؓ نے اس فتح کا حال،شہداء کی تعداد اور انکے اسماء اور ایرانی مقتولین کے اعداد و شمار لکھوا کر حضرت عمر فاروقؓ کی طرف سعد بن عمیلہ انفراری کے ذریعہ سے بھجوا دیے۔

سری نے لکھا کہ شعیب،سیف،نضر،ابن رفیل بترتیب سند رفیل سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعد نے پیغام بھیج کر مجھے بلوایا اور میرے ذمہ یہ کام سپرد کیا کہ میں مقتولین کا معائنہ کروں اور انکے سرداروں کے ناموں سے ان کو باخبر کروں۔چنانچہ میں نے آکر یہ کام کر دیا اور حضرت سعدؓ کو انکے نام بتادیئے۔لیکن مجھے رستم کی لاش کہیں پر نظر نہ آئی چنانچہ حضرت سعد نے قبیلہ تیم سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب ہلال کو بلوایا اور ان سے فرمایا'' کہ کیا تم نے مجھے یہ خبر نہیں دی تھی کہ تم نے رستم کا کام تمام کر دیا ہے؟وہ کہنے لگے کہ جی ہاں بالکل۔حضرت سعدؓ نے پوچھا کہ پھر اس کی لاش کا کیا ہوا؟ وہ کہنے لگے میں اسے خچروں کے پیروں تلے پھینک آیا تھا۔حضرت سعدؓ نے ان سے رستم کے قتل کا حال معلوم کیا تو انہوں نے تمام تفصیلات بتائیں اور آخر میں کہا میں نے اس کی پیشانی اور تلوار پر تلوار کا وار کر کے اس کا قصہ پاک

کر دیا۔

پھر ہم جا کر رستم کی لاش بھی وہاں سے لے آئے۔ اور حضرت سعدؓ نے اس کا تمام ساز و سامان اس کے قاتل ہی کو مرحمت فرما دیا۔

رستم کا قیمتی سامان

رستم نے جب پانی میں چھلانگ لگائی تھی تو اس وقت اپنا کافی سامان اتار کر اپنا بوجھ ہلکا کر لیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس کا یہ بقیہ سامان ستر ہزار میں فروخت ہو گیا اور اگر رستم کا تاج بھی حاصل ہو جاتا تو اس کی قیمت ایک لاکھ تک بنتی تھی۔

اس کے بعد کچھ سپاہی حضرت سعد کے پاس آئے اور ان کو بتایا کہ ہم نے آپ کے محل کے دروازے پر رستم کی لاش کو دیکھا جس پر کسی اور کا سر رکھا ہوا تھا اور تلوار کے وار نے اس کا حلیہ ہی بگاڑ دیا تھا۔ اس پر حضرت سعدؓ ہنس پڑے۔

اسلام کے سوا کوئی راستہ نہیں

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند محمد، طلحہ اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ ایرانی سردار دیلم اور اسکے علاوہ دیگر بعض فوجی چوکیوں کے سردار جو کہ مسلمانوں کے ساتھ مل گئے تھے اور اسلام قبول کرنے کے باوجود بھی وہ اسلامی فوج کے شانہ بشانہ لڑائی میں شریک رہے تھے وہ اس وقت کہنے لگے کہ ہمارے وہ بھائی جو شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے وہ ہم سے زیادہ عقلمند اور بہتر تھے۔ اللہ کی قسم! اہل فارس کو رستم کی موت کے بعد کبھی بھی کامیابی نصیب نہیں ہو سکتی۔ سوائے اسکے کہ وہ اسلام قبول کرلیں اس بات کے کرنے کے بعد یہ سردار بھی اسلام لے آئے۔

بچوں کا جنگی کردار

اسلامی فوج میں جو بچے شامل تھے وہ شہداء اور زخمیوں کی طرف گئے انہوں نے پانی کے مشکیزے اٹھا رکھے تھے وہ ہر ایک کے پاس جاتے تھے اور جس کے اندر زندگی کی کچھ رمق بھی ہوتی اس کو پانی پلاتے تھے۔ جبکہ اگر کوئی ایرانی آخری سانسیں لے رہا ہوتا یا درد سے کراہ رہا ہوتا تو اس کا کام تمام کر دیتے۔ یہ عشاء کے وقت ساتھ ساتھ عذیب سے اتر گئے۔

ایرانیوں کا تعاقب

حضرت زہرہ جالینوس کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور حضرت قعقاع اور انکے بھائی شرحبیل بلندی اور نشیبی جانب بھاگ جانے والے فارسی سپاہیوں کے پیچھے روانہ ہوئے اور انہوں نے ہر ہر بستی، جنگل اور دریا کے کنارے پر جہاں جہاں ان کو پایا ان کا کام تمام کر دیا۔ یہ لوگ ظہر کے وقت لشکر میں واپس پہنچ گئے۔

ہر دستے کے سپاہیوں نے اپنے اپنے سردار کو فتح کی مبارکباد پیش کی اور سرداروں نے بھی ہر ہر قبیلے کے لیے تعریفی کلمات کہے۔

حضرت زہرہ اور جالینوس

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب سند سعید بن المرزبان سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت زہرہ روانہ ہوئے اور انہوں نے ایرانی سردار جالینوس کو پکڑ لیا اس کے پاس نہایت قیمتی ساز و سامان تھا۔ حضرت زہرہ نے اس پر حملہ

کیا اور اسکا کام تمام کر دیا۔ یہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ حضرت زہرہ نے تمام سامان پر قبضہ کیا اور اس کو لے کر حضرت سعد کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

جالینوس کا سامان

حضرت سعد کے پاس جو ایرانی قیدی تھے انہوں نے جالینوس کے سامان کو دیکھ کر اس کی تصدیق کر دی کہ یہ سامان واقعتاً جالینوس ہی کا ہے۔ اس کے بعد حضرت سعد نے حضرت زہرہ سے پوچھا: کیا اس سے مقابلے میں کسی اور نے بھی تمھاری مدد کی ہے؟ وہ کہنے لگے ہاں! حضرت سعد نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: اللہ۔ جس پر حضرت سعدؓ نے وہ تمام سامان حضرت زہرہ ہی کو بطور انعام دیدیا۔

حضرت عمر کو خط لکھنا۔

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، عبیدۃ بترتیب سند ابراہیم سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعد کو جالینوس کا سامان کافی زیادہ محسوس ہوا۔ لہذا آپ نے اس کے بارے میں حضرت عمرؓ کو خط لکھ کر دریافت کیا تو اس کے جواب میں لکھا آیا: میں نے یہ دستور مقرر کر دیا ہے کہ جس نے کسی کو قتل کیا اس مقتول کا سامان اسی (قاتل) کو بطور انعام دیا جائے گا۔

چنانچہ حضرت سعد نے وہ تمام سامان حضرت زہرہ کو دیدیا اور زہرہ نے اس سامان کو ستر ہزار میں فروخت کر دیا۔

سیف سے منقول ہے کہ ہر مکان اور مجالد شعبی سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت زہرہ جالینوس تک جا پہنچے اور اس کو پکڑ لیا تو ان کا جالینوس کے ساتھ مقابلہ ہوا حضرت زہرہ نے اس پر تلوار کا وار کیا جس سے وہ زمین پر گر پڑا تو حضرت زہرہ نے اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت زہرہ زمانہ جاہلیت میں اور پھر اسلام لانے کے بعد بھی بہادری اور شجاعت کے قصے رقم کرتے رہے تھے۔ اس وقت ان کی جوانی کا دور تھا۔ چنانچہ انہوں نے جالینوس کا لباس اور اسکے ہتھیار زیب تن کر لیے۔ اس کی قیمت ستر ہزار سے کچھ اوپر ہی تھی، جب حضرت زہرہ اس سامان کو لے کر حضرت سعد کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس سامان کو ان سے اتروا لیا۔ اور ان سے کہنے لگے کہ تم نے اس معاملے میں میری اجازت کا انتظار کیوں نہیں کیا؟ اس کے بعد ان دونوں حضرات نے حضرت عمرؓ کو خط لکھ کر قصہ سے باخبر کیا۔

حضرت عمر فاروق کا جواب

اس پر حضرت عمرؓ کی جانب سے حضرت سعد کی طرف یہ جواب بھیجا گیا "تم زہرہ جیسے آدمی سے ایسا سلوک کر رہے ہو حالانکہ اس نے تو جنگ میں مردانہ وار کارنامے انجام دیے ہیں اور جبکہ ابھی تک تمھاری جنگ بھی باقی ہے۔ تم اس کا حوصلہ شکنی کر رہے ہو، اس کو بددل کر رہے ہو۔ تم اس کا مال غنیمت اس کو واپس کر دو اور جب عطیات وانعامات کا موقع آئے تو اس وقت اس کو اس کے دیگر ساتھیوں پر پانچ سو گنا اضافی انعام دے کر فضیلت دو۔

زہرۃ کی تعریف

سیف، عبیدہ بترتیب عصمہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعد کو خط میں لکھا کہ

میں زہرہ کے بارے میں تم سے زیادہ واقف ہوں۔ وہ ایسا آدمی نہیں ہے جو اپنے مالِ غنیمت میں سے کسی چیز کو چھپادے۔ پس اگر کسی نے بھی تم سے زہرہ کی چغل خوری کی ہے وہ اگر جھوٹ بول رہا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو برا بدلہ دے اور بہرحال میری طرف سے یہ دستور مقرر ہے کہ جو بھی کسی (دشمن کے سپاہی) کو قتل کرے گا تو اسکا چھینا ہوا ساز و سامان اور مال بھی اسی (قاتل) کو دیا جائے گا۔

پس حضرت سعدؓ نے یہ تمام سامان حضرت زہرہ کو دیدیا جس کو انہوں نے ستر ہزار میں بیچ دیا۔

انعامات کی تقسیم اور اس کی وجہ

سیف، عبیدہ سے اور وہ ابراہیم اور عامر سے نقل کرتے ہیں کہ جنگ قادسیہ میں بہترین انداز میں دادِ شجاعت دینے والے پچیس سپاہیوں کو انعامات کے موقع پر پانچ سو کا اضافی انعام دیا گیا، ان لوگوں میں حضرت زہرہ، عصمۃ الضبی اور کلج کے اسمائے گرامی بھی شامل ہیں۔

جبکہ وہ سپاہی کہ جو اس سے قبل کی جنگوں میں بھی شریک رہے تھے، ن کو تین ہزار سے زاید انعام دیا گیا اور ان کو قادسیہ والوں پر ترجیح دی گئی۔

سیف عبیدہ سے اور عبیدہ یزید الضخم سے نقل کرتے ہیں کہ اس کے متعلق حضرت عمرؓ سے کسی نے کہا کہ ''اگر آپ جنگ قادسیہ والوں کو بھی انہی کے ساتھ شامل کردیتے (تو اچھا ہوتا!) اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا میں ان کو ان کے ساتھ کیونکر شامل کرسکتا تھا جبکہ ان لوگوں نے گذشتہ لڑائیوں میں بھی شرکت نہیں کی تھی۔

اسی طرح حضرت عمرؓ سے اہل قادسیہ کے متعلق یہ بات بھی کہی گئی کہ اگر آپ ان سپاہیوں کو کہ جو اپنے گھروں سے دور تھے، ان سپاہیوں پر فضیلت دے دیتے کہ جو اپنے گھر کے قریب تھے؟ آپ نے فرمایا ان لوگوں پر دوسروں کو فضیلت اور ترجیح کیسے دے سکتا ہوں؟ جبکہ یہی لوگ تھے جنہوں نے دشمن کی ناک میں دم کر رکھا تھا۔ بھلا بتاؤ کہ کیا مہاجرین نے انصار کے ساتھ اس قسم کا معاملہ کیا تھا؟ جبکہ انصار نے بھی اپنے گھروں کے قریب ہی لڑائیاں کی ہیں

ہلال اور رستم کا قصہ

سیف روایت کرتے ہیں کہ میں مجالد سے اور وہ شعبی اور سعید سے اور یہ دونوں حضرات بنو تمیس کے ایک صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ جب رستم جنگ میں اپنی جگہ چھوڑنے پر مجبور ہوگیا تو وہ ایک خچر پر سوار ہوگیا۔ پھر جب ہلال اس کے نزدیک پہنچ گئے تو اس نے ایک تیر نکال کر مارنا چاہا جو کہ اس کے پاؤں پر ہی لگ گیا، جس کے بعد ہلال آگے بڑھے اتنے میں رستم اپنے خچر سے اتر کر خچر کے نیچے گھس کر چھپ گیا۔ جب ہلال کی رسائی رستم تک مشکل ہوئی تو انہوں نے اولاً اس کے سامان پر وار کر کے اس کو گرادیا اور اس کے بعد تلوار کا وار کر کے رستم کی کھوپڑی کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا۔

اللہ کی مدد اور اہل اسلام کی فتح

سیف عبیدۃ سے اور وہ شقیق سے نقل کرتے ہیں کہ ہم نے جنگ قادسیہ میں عجمیوں پر یکجان ہوکر حملہ بول دیا اللہ نے ان کو شکست سے دوچار کردیا۔ یہ منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میں جب انکے کسی گھڑ سوار کو اشارہ کرتا تو وہ باوجود اسلحہ سے لیس ہونے کے خود بخود میری طرف چلے آتے اور میں تلوار سے اس کی گردن ماردیتا تھا۔ اور اس

کے بعد اس کے زیب تن کئے ہوئے ساز وسامان کو حاصل کرلیا کرتا تھا۔

ایرانیوں کا صفایا

سیف، سعید بن المرزبان سے اور وہ بنو عمیس کے ایک صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ اس دن ایرانیوں کو جنگ میں شکست کے بغیر اس کیفیت کا سامنا کرنا پڑا تھا کہ جس سے کوئی بھی دو چار نہ ہوا تھا۔ ان کا قتل عام کیا گیا حتیٰ کہ جب ایک مسلمان سپاہی کسی ایرانی کو بلاتا تو وہ اس کے سامنے حاضر ہو کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ اور وہ مسلمان سپاہی با آسانی اس کو قتل کر دیتا تھا۔ حتیٰ کہ مسلمان اسی کے ہتھیار سے اس کو قتل کر دیتا تھا۔

بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا کہ ایرانی سپاہی دو ہوتے تو دونوں کو ایک دوسرے کے قتل کرنے کا حکم دیتے لہٰذا دونوں مارے جاتے۔

سیف، یونس بن ابو اسحاق اور وہ اپنے والد ابو اسحاق سے اور وہ ایک صاحب کے حوالے سے نقل کرتے ہیں جو کہ جنگ میں شریک رہے تھے کہ سلمان بن ربیعۃ الباہلی نے ایرانی سپاہیوں کے ایک ٹولے کو دیکھا کہ زمین پر اپنا جھنڈا گاڑ کر اس کے نیچے بیٹھے ہیں اور انہوں نے یہ کہا کہ ہم تو یہاں سے مر کر ہی ہٹیں گے۔ پس مسلمان نے ان پر حملہ کر کے جھنڈے کے زیر سایہ تمام سپاہیوں کو مار دیا اور انکے ساز وسامان کو حاصل کرلیا۔

یہ مسلمان جنگ قادسیہ کے گھڑ سوار تھے اور یہ ان دستوں میں شامل تھے کہ جو شکست کے بعد ایرانیوں کی باقی ماندہ فوج کو ٹھکانے لگاتے رہے تھے۔ انکے علاوہ دوسرے سالار عبدالرحمٰن بن ربیعۃ ذو النور تھے انہوں نے بھی ایرانیوں کو ٹھکانے لگایا تھا اور مسلمانوں کے مقابلے میں آنے والے ان ایرانیوں کو اپنے گھڑ سواروں کے ذریعے سے پیس ڈالا تھا۔

ثابت قدم ایرانی دستے

سیف روایت کرتے ہیں کہ مہلب، محمد اور طلحہ اور انکے دیگر رفقاء بیان کرتے ہیں کہ جب اہل فارس کو شکست سے دوچار ہونا پڑا تو اس کے بعد بھی ایرانی فوج میں سے تیس سے کچھ زائد فوجی دستے ایسے تھے جو میدان میں جمے ہوئے تھے اور بھاگنے میں عار محسوس کرتے تھے اور مسلسل لڑائی جاری رکھے ہوئے تھے۔ لیکن آخر کار اللہ نے ان کو بھی مٹا دیا۔ ان ایرانی دستوں کے مقابلے کے لیے انہی کی تعداد میں تیس سے کچھ زائد مسلمان فوجی سرداروں نے ان کا رخ کیا۔ چنانچہ سلمان بن ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن ربیعہ الگ الگ دو دستوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ اسی طرح ہر ہر ایرانی دستے کے مدمقابل ایک اسلامی افسر تھا۔

فرار ہونے والے ایرانی افسران

پھر ان ایرانی دستوں میں سے بھی بعض دستے فرار ہو گئے اور بعض آخر تک لڑتے رہے حتیٰ کہ ان کو قتل کر دیا گیا۔ ان میں سے جن سرداروں نے راہ فرار اختیار کی تھی ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) ہرمزان جو کہ عطارد کے مدمقابل تھا۔
(۲) اہود یہ حنظلہ بن الربیع کے مقابلہ پر تھا جو کہ رسول ﷺ کے کاتب رہ چکے تھے۔
(۳) زاذ بن بہیش یہ عاصم بن عمرو کے مقابلے میں تھا۔

(۴) قارن قعقاع بن عمرو کے مدمقابل تھا۔

مقتول افسران کے نام

اوران افسران میں سے جو کہ قتل ہوئے ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) شہر یار بن کنار یہ سلمان کے مدمقابل تھا۔
(۲) ابن الحریذ یہ عبدالرحمٰن کے مقابلہ پر تھا۔
(۳) فرخان لاأ ہوازی یہ بسر بن ابی رہم الجہنی کے مقابلے پر تھا۔
(۴) خسروشنوم الھمذانی یہ ابن الہندیل الکاہلی کے مدمقابل تھا۔

پھر حضرت سعدؓ او پر اور نیچے کی جانب بھاگ جانے والوں کے پیچھے حضرت قعقاع اور شرحبیل کو الگ الگ سمتوں میں روانہ فرمایا۔ اور حضرت زین بن الحویہ کو جالینوس کے پیچھے روانہ فرمایا۔

ابن اسحاق کی روایت

ابوجعفر طبری فرماتے ہیں کہ اب ابن اسحٰق کی روایت کی طرف لوٹتے ہیں۔ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ جب مثنی بن حراثہ کا انتقال ہوا تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ان کی بیوہ سلمی بنت خصفہ سے نکاح کرلیا۔ یہ ۱۴ ہجری کی بات ہے۔ اسی سال امیر المومنین حضرت عمرؓ بن خطاب نے لوگوں کو حج بھی کرایا۔ اسی سال حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے بھی دمشق میں داخل ہوکر وہاں سردی کا موسم گذارا۔

ہرقل انطاکیہ میں

جب گرمی کا موسم شروع ہوا تو ہرقل روم نے رومی سپاہیوں کے ساتھ چل کر انطاکیہ میں پڑاؤ ڈال دیا۔ اس کے ساتھ کچھ عربی قبائل تھے جن کے نام یہ ہیں (۱) لخم (۲) جذام (۳) بلقین (۴) بلی (۵) عاملہ

اوران قبائل میں قضاعۃ اور غسان کے لوگوں کی تعداد بھی کافی تھی۔
اسی طرح ارمینیہ کے کافی لوگ بھی اس کے ساتھ شامل تھے۔
ہرقل خود وہاں رک گیا اور اس نے اپنے خواجہ سرا کو لڑائی کے لیے آگے بھیج دیا۔

ایک لاکھ کا لشکر

پس وہ ایک لاکھ جنگجو سپاہیوں کو لے کر چل پڑا۔ اس کے ساتھ ارمینیہ کے بارہ ہزار سپاہی تھے جن کا سردار جرجہ تھا۔ جبکہ اہل عرب میں سے غسان اور قضاعہ کے قبائلی سپاہیوں کی تعداد بھی بارہ ہزار تھی۔ اوران کا سردار جبلہ بن الایہم غسانی تھا۔ اور باقی سب ہی روم سے تعلق رکھتے تھے اوران کا کمانڈر صقلار (ہرقل کا خواجہ سرا) تھا۔

اسلامی فوج کی خواتین

انکے مقابلے میں ۲۴ ہزار کی تعداد میں اسلامی لشکر سامنے آیا۔ جس کی قیادت حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے پاس تھی۔ ان لوگوں نے ۱۵ ہجری رجب میں یرموک کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ رومیوں نے اسلامی فوج سے شدید لڑائی کی حتی کہ وہ اسلامی فوج میں اندر تک گھس آئے حتی کہ قبیلۂ قریش سے تعلق رکھنے والے مسلمان خواتین کو بھی جنگ میں

حصہ لینا پڑا جبکہ رومی لشکر میں اندر گھس آئے تھے۔

ان مسلمان خواتین اور خصوصاً ام حکیم بنت الحارث بن ہشام نے شجاعت و بہادری کی تاریخ رقم کی حتی کہ وہ مسلمان مرد سپاہیوں کو اس معاملے میں پیچھے چھوڑ گئیں۔

بزدلی کا مظاہرہ

جس وقت مسلمان رومی لشکر سے جنگ کے لیے چلے تھے اس وقت لخم اور جذام کے قبائل کے بعض سپاہی بھی مسلمانوں کے ساتھ رومیوں کے مقابلے کے لیے شامل ہو گئے تھے۔ لیکن جب گھمسان کا رن پڑا تو وہ یہ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور نزدیک کی بستی میں جا کر پناہ حاصل کی ان کی اس حرکت سے مسلمانوں کو رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

یرموک میں حضرت زبیر اور عبداللہ

ابن حمید، سلمہ، محمد بن اسحاق، وہب بن کیسان بترتیب سند عبداللہ بن زبیر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے یرموک کی لڑائی میں اپنے والد زبیر کے ساتھ شرکت کی تھی جب لڑائی کے لیے اسلامی فوج نے صف بندی کر لی تو حضرت زبیرؓ زرہ زیب تن کر کے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور اپنے متعلقین کو حکم دیا کہ اس عبداللہ (ان کے بیٹے) کا خیال کر کے اس کو اپنے ساتھ ساتھ رکھو اس لیے کہ یہ چھوٹا بچہ ہے۔ اس کے بعد حضرت زبیر آگے بڑھ کر لشکر میں داخل ہو گئے۔

لڑائی سے کنارہ کش رومیوں کے حامی

اسکے بعد جب اسلامی اور رومی افواج باہم جنگ کر رہی تھیں تو اس وقت میں نے چند لوگوں کے ایک ٹولے کو دیکھا کہ جو اسلامی فوج کے ساتھ مل کر لڑنے کے بجائے ایک ٹیلے پر الگ کھڑے ہیں۔ میں نے یہ دیکھا تو حضرت زبیرؓ کے اس گھوڑے پر سوار ہوا جس کو وہ خیمے میں چھوڑ کر چلے گئے تھے اور پھر ان لوگوں کے نزدیک آ کر ان کے پاس کھڑا ہو گیا۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ ذرا دیکھوں تو سہی کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے دیکھا کہ فتح مکہ کے مہاجرین میں سے ان بوڑھے قریشی لوگوں کے ساتھ جو لڑائی میں شریک نہ تھے، ابوسفیان بن حرب بھی کھڑے ہوئے تھے، جب ان لوگوں کی نظر مجھ پر پڑی تو انہوں نے مجھے چھوٹا لڑکا سمجھ کر میری موجودگی کی پرواہ نہیں کی۔

حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم جب کبھی لڑائی کے دوران رومی افواج کا پلہ بھاری ہونے لگتا اور اسلامی لشکر کو نقصان پہنچنے لگتا تو یہ لوگ کہتے تھے" واہ! واہ! شاباش بنو اصفر (واہ رومیو! واہ) لیکن جب مسلمان رومیوں پر غالب آنے لگتے اور رومی افواج پیچھے ہٹنے لگتیں تو ان کے منہ سے افسوس کے کلمات نکلتے کہ افسوس ہے رومیوں پر۔ مجھے ان کی ان باتوں پر سخت تعجب ہو رہا تھا۔

دلوں میں کینہ ہے

پھر جب اللہ پاک نے رومی افواج کو شکست سے دوچار کیا اور حضرت زبیر کی جنگ سے واپسی ہوئی تو میں نے یہ سارا قصہ ان کے گوش گذار کیا جس پر وہ ہنس کر فرمانے لگے کہ: ان لوگوں کے دلوں میں ابھی تک کینہ موجود ہے۔ بھلا اگر رومی ہم پر غلبہ حاصل کر لیتے تو اس میں ان کو کیا فائدہ حاصل ہوتا؟ حقیقت یہ ہے کہ ہم ان کے لیے رومیوں سے

بہت بہتر ہیں۔

رومیوں کی شکست فاش

پھر اللہ پاک نے اپنی مدد و نصرت کو اتارا اور رومی افواج کو شکست سے دوچار ہونا پڑا اور ہرقل کی ان تمام فوجوں کو ہزیمت اٹھانا پڑی جن کو ہرقل نے اکٹھا کیا تھا اور رومیوں اور ارمینیہ اور انکے حامی عرب قبائل کے ستر ہزار افراد اس لڑائی میں مارے گئے۔ اللہ پاک نے صقلار (ہرقل کا خواجہ سرا) اور باہان کے قتل کو بھی مقدر فرما دیا تھا (لہذا وہ دونوں مارے گئے) یہ باہان جب ہرقل کے پاس پہنچا تھا تو اس نے اس کو بھی صقلار کے پاس ہی روانہ کر دیا تھا۔

رومیوں کا تعاقب

جب رومیوں نے راہ فرار اختیار کی تو حضرت ابوعبیدہ امیر لشکر نے ان کے پیچھے حضرت عیاض بن غنم کو روانہ فرمایا جو کہ بہت آگے تک نکل گئے اور ملطیہ تک جا پہنچے۔ وہاں کے لوگوں نے جزیہ کو قبول کر کے صلح کا معاہدہ کر لیا تو وہ واپس لوٹ آئے۔ جب ہرقل کو اس صلح کی اطلاع ملی تو اس نے ملطیہ میں موجود جنگجو سپاہیوں کو پیغام بھیج کر بلوایا اور پھر ملطیہ کو جلا دیا۔

مسلمان شہداء

یرموک کی لڑائی میں مسلمانوں میں سے درج ذیل مشہور سرداروں نے جام شہادت نوش کیا۔

قریش کے بنوامیہ میں سے عمرو بن سعید بن عاص اور ابان بن سعید بن عاص شہید ہوئے۔ جبکہ بنومخزوم میں سے عبداللہ بن سفیان بن عبدالاسد۔ اور بنوسہم میں سے سعید بن الحارث بن قیس کو شہادت کی سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت سعد کی قادسیہ روانگی اور امداد کا مطالبہ

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ۱۵ ہجری کے اواخر میں بحکم الٰہی رستم کو عراق میں قتل کر دیا گیا۔ جب یرموک کے سپاہی لڑائی سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص کے ساتھ قادسیہ کی جنگ میں شرکت کی۔ اس کا قصہ کچھ یوں ہے کہ جب سردی کا موسم اختتام پذیر ہوا تو حضرت سعد شراف سے قادسیہ آنے کے لیے چل پڑے جب رستم کو اس بات کی اطلاع پہنچی تو وہ بذات خود لڑائی میں شرکت کے لیے روانہ ہو گیا۔ جب حضرت سعد کو اس کی خبر ملی تو وہ اس مقام پر ٹھہر گئے اور حضرت عمرؓ کو خط لکھ کر صورتحال سے آگاہ کرتے ہوئے مزید امداد کا مطالبہ کیا۔ جس پر حضرت عمرؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کی امارت میں مدینہ طیبہ سے چار سو سپاہیوں کو روانہ فرمایا اور قیس بن مکشوح کو سات سو سپاہی دے کر روانہ کیا۔ چنانچہ وہ یرموک سے قادسیہ پہنچے۔

حضرت ابوعبیدہ کو ہدایت

حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح کو خط لکھ کر ہدایت دی کہ وہ حضرت سعدؓ کی امداد کے لیے اپنی طرف سے ایک ہزار سپاہیوں کو روانہ کر دیں۔ جس پر حضرت ابوعبیدہ نے ایسا ہی کیا۔ اور عیاض بن غنم الفہری کے زیر قیادت میں سپاہی روانہ کر دیئے۔

اس سال ۱۵ ہجری میں حضرت عمر نے لوگوں کو حج بھی کرایا

نعمان بن قبیضہ کا حشر اور عبداللہ کا اسلام

ایرانی بادشاہ کسریٰ نے قصر بنو مقاتل میں ایک چھاؤنی قائم کررکھی تھی جس پر نعمان بن قبیضہ الطائی کو امیر مقرر کررکھا تھا۔ جو کہ قبیضہ بن ایاس بن جسیر الطائی کا چچازاد بھائی تھا، اور وہ حیرۃ کا گورنر تھا۔ پس ہوا یوں کہ وہ نگرانی کے لیے بیٹھا ہوا تھا پس جب اس کو حضرت سعد بن ابی وقاص کی آمد کے بارے میں معلوم ہوا تو اس نے انکے بارے میں عبداللہ بن سنان بن جریرالاسدی سے دریافت کیا کہ (وہ کون ہیں؟) جس پر اس نے جواب دیا کہ وہ قریش سے تعلق رکھنے والے ایک شخص ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ اچھا گر وہ قریشی ہے تب تو کوئی پرواہ نہیں۔ میں ضرور اس سے زبردست نبرد آزمائی کروں گا کیونکہ قریش تو غالب ہونے والے کے غلام بن جاتے ہیں۔ یہ سن کر عبداللہ بن سنان کو غصہ تو بہت آیا لیکن اس نے برداشت سے کام لیا اور اس وقت چپ ہوگیا پھر جب نعمان سونے میں مصروف تھا تو عبداللہ نے اس کے پاس آکر اسکے دونوں کندھوں کے درمیان نیزے کے وار کرکے اس کا کام تمام کردیا اور اسکے بعد حضرت سعد کی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف با سلام ہوگیا۔

مسلمان اور ایرانی آمنے سامنے

جب حضرت مغیرہ بن شعبۃ اور قیس بن مکشوح اپنے اپنے سپاہیوں کے ساتھ حضرت سعدؓ کے پاس آپہنچے تو وہ رستم کے مقابلے کے لیے آگے چل پڑے حتیٰ کہ عذیب کے ایک قریبی گاؤں قادسیہ میں آپ نے پڑاؤ ڈال دیا۔ سارا لشکر بھی وہیں قیام پذیر ہوا۔ حضرت سعد نے اپنا قیام قصر عذیب میں رکھا۔ ادھر رستم ساٹھ ہزار ایرانی سپاہیوں کے ساتھ آگیا یہ اعداد و شمار رستم کے رجسٹر سے معلوم ہوئے ہیں۔ ساٹھ ہزار کے علاوہ نوکروں اور غلام وغیرہ بھی تھے۔ رستم نے قادسیہ میں پڑاؤ ڈالا اس کے اور اسلامی فوج کے درمیان قادسیہ کا پل عتیق تھا۔

حضرت سعد کی بیماری

حضرت سعد اپنے محل کی منزل میں موجود تھے ان کو بیماری (پھوڑوں) کی بناء پر سخت تکلیف کا سامنا تھا۔ حضرت سعد کے محل میں ابومحجن بن حبیب الثقفی بھی پابند سلاسل تھا۔ جس کو حضرت سعد نے شراب کی مدح سرائی کے الزام میں قید میں ڈالا ہوا تھا۔

رستم کا پیغام اور قاصد کی روانگی

جب رستم یہاں پہنچ گیا تو اس کی جانب سے مسلمانوں کے پاس پیغام آیا کہ میرے پاس ایک باہمت شخص کو بھیجو جس سے میں بات چیت کرسکوں۔

اس پر مسلمانوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کا انتخاب کرکے ان کو رستم کی جانب روانہ کیا۔ حضرت مغیرہ چادر پہنے ہوئے اسی حلیہ میں رستم کے پاس پہنچے کہ انہوں نے اپنے سر کے بالوں کے چار حصے کرلیے تھے اور پھر ان کی مینڈھیاں بنالی تھیں۔ اسی حالت میں وہ رستم کے پاس آپہنچے۔ رستم عراق کی جانب پل عتیق کے پیچھے تھا جبکہ مسلمان حجاز کی جانب دوسری طرف تھے یہ مقام قادسیہ اور عذیب کے درمیان واقع تھا۔

رستم کا خطاب

۔ رستم نے حضرت مغیرہ کے سامنے کچھ اس طرح سے خطاب کیا'' اے اہل عرب! تم مصیبتوں کا شکار اور پریشان حال لوگ تھے تم تجارت یا مزدوری کے لیے یا وفد کی صورت میں ہمارے پاس آتے تھے۔ تم ہمارا کھانا کھاتے اور ہمارا ہی پانی پیتے تھے اور ہمارے ہی درختوں کے سائے سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ پھر جب تم ہمارے ملک سے گئے تو تم نے اپنے اور ساتھیوں کو دعوت دے ڈالی اور تم اپنے ساتھ ان کو بھی لے آئے۔

انگوروں کا باغ اور لومڑی

تمہاری مثال تو بالکل ایسی ہے کہ کوئی شخص انگوروں کے باغ کا مالک تھا اس کو ایک دفعہ باغ میں لومڑی نظر آئی تو اس نے یہ خیال کیا کہ ایک ہی لومڑی ہے (اور اس کو چھوڑ دیا) پھر وہ لومڑی واپس جا کر اور لومڑیوں کو بھی دعوت دے کر اس باغ میں لے آئی۔ جب یہ تمام لومڑیاں باغ میں جمع ہو گئیں تو باغ کے مالک نے آکر پہلے اس سوراخ کو بند کر دیا کہ جہاں سے لومڑیوں کی آمد ہوتی تھی اور اس کے بعد ان تمام لومڑیوں کا کام تمام کر دیا (اور کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑا)

یہاں سے لوٹ جاؤ

اے عربوں کی جماعت! مجھے یہ بات معلوم ہے کہ تمہاری غربت اور کسمپرسی نے تم کو اس کام پر مجبور کیا ہے اور تمہارے یہاں آنے کی اصل وجہ یہی ہے (میرا کہنا یہ ہے کہ) تم اس سال تو یہاں سے واپس اپنے ملک لوٹ جاؤ اس لیے کہ تمہاری آمد نے ہم کو اپنے شہروں کی دیکھ بھال اور دشمن سے جنگ کرنے سے روک رکھا ہے۔ ہم تمہاری سواریوں پر گیہوں اور کھجور لاد کر ان کو خوب بھر دیں گے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ ساتھ ساتھ تم کو پہننے کے لیے جوڑے اور کپڑے بھی مہیا کریں گے لہذا تم (ہماری تجویز پر عمل کرتے ہوئے واپس لوٹ جاؤ! اللہ تم کو عافیت میں رکھے)

ہم واقعی ایسے ہی تھے

رستم کا یہ خطاب سن کر حضرت مغیرہ بن شعبہ اس طرح گویا ہوئے:

'' آپ نے ہمارے فقر و فاقہ اور غربت والی زندگی کا جو تذکرہ کیا ہے۔ بیشک ہم اسی طرح بلکہ اس سے بھی بدتر حالت کے شکار تھے، ہم میں سب سے زیادہ خوشحال اس شخص کو سمجھا جاتا تھا کہ جو اپنے چچازاد بھائی کو قتل کر کے اس کے مال و دولت پر قبضہ کر لیتا اور پھر اس مال کو کھا لیتا، ہماری غذا میں مردار، خون اور ہڈیاں بھی شامل تھیں۔

پیغمبر اسلام کی بعثت

ہم اسی حالت میں زندگی گذار رہے تھے کہ اللہ پاک نے ہماری جانب اپنے ایک رسول کو مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی جانب سے کتاب اتاری، اس پیغمبر نے ہم کو اللہ کی طرف بلایا اور کتاب اللہ کے احکامات کی تعمیل کی ہدایت کی۔ جس کے جواب میں ہم میں سے کچھ لوگوں نے تو انکی بات کو سچ مان لیا جبکہ دیگر کچھ لوگوں نے انکو جھٹلایا اور انکی دعوت کو تسلیم نہیں کیا۔ پس انکے متبعین اور پیروکاروں نے ان کے مخالفین سے لڑائی کی حتی کہ ہم تمام کے تمام نے انکے لائے ہوئے دین اسلام کو قبول کر لیا۔ اکثریت کا ایمان ان کے دلوں کی گہرائی کے ساتھ تھا جبکہ کچھ لوگ بادل نخواستہ اسلام لائے تھے۔

انکشافِ حق

حتی کہ بالآخر ہم سب پر یہ حقیقت آشکارا ہوئی کہ وہ بلاشبہ سچے ہیں اور واقعتاً اللہ کی جانب سے معبوث کردہ پیغمبر اور رسول ﷺ ہیں۔

شہید یا غازی

انہوں نے ہم کو ہدایت کی: ہم اپنے مخالفین سے لڑائی کریں اور انہوں نے ہم کو یہ بھی بتایا کہ جو دین کی حفاظت کرتے ہوئے جان دیدے (وہ شہید ہے اور) اس کے لیے جنت جیسی عظیم نعمت کا وعدہ ہے۔ اور جو لڑائی کے بعد زندہ بچ جائے گا تو اس کو دشمنوں پر غلبہ نصیب ہوگا اور فتح اس کے مقدر میں ہوگی۔

تین باتوں کی پیشکش

(۱) پس ہم تم کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہیں اگر تم نے اس دعوت پر لبیک کہا تو تمھارا یہ ملک تمھارے ہی ہاتھ میں رہے گا اور اس ملک میں تمھاری اجازت کے بغیر کوئی داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور آپ پر زکوٰۃ اور (پیداوار کے) پانچویں حصے کی ادائیگی لازمی ہوگی۔

(۲) اور اگر آپ کو اسلام قبول کرنا پسند نہیں تو دوسری صورت جزیہ کی ہے کہ آپ ہم کو جزیہ ادا کریں۔

(۳) اور اگر جزیہ بھی قابل قبول نہیں تو پھر ہمارے اور تمھارے مابین جنگ ناگزیر ہوگی۔ حتی کہ اللہ پاک ہمارے درمیان اپنا کوئی فیصلہ کردیں

رستم کی ہرزہ سرائی

حضرت مغیرہ کی بے باک گفتگو سن کر رستم طیش میں آ گیا اور کہنے لگا کہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں اپنی زندگی میں تم جیسے لوگوں سے اس قسم کی باتیں بھی کبھی سنوں گا۔ بہرحال سن لو کہ کل شام آنے سے پہلے ہی میں تم لوگوں سے پیچھا چھڑالونگا۔ اور تمھارا صفایا کردونگا۔

عتیق کے بند کی مرمت

اس کے بعد رستم نے دریائے عتیق کے بند کو درست کرنے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ ایرانی فوج پوری رات لکڑی، مٹی اور بانسوں کے ذریعے سے اس کام میں مصروف رہی حتی کہ صبح تک وہاں پر چلنے کا راستہ بن چکا تھا۔

اسلامی فوج کے افسران

ادھر اسلامی فوج بھی ایرانیوں سے مقابلے میں صف بستہ ہوچکی تھی۔ حضرت سعدؓ نے بنوامیہ کے حلیف خالد بن عرفطہ کو اسلامی افواج کا سپہ سالار مقرر کیا اور دائیں بازو کے دستوں پر حضرت جریر بن عبداللہ کو سردار بنایا جبکہ لشکر کے بائیں جانب فوج کی قیادت قیس بن مکشوح المرادی کے ہاتھ میں دی۔

دونوں لشکروں کا موازنہ اور لڑائی کی ابتداء

پھر رستم نے ایرانی فوج کی صفیں درست کیں اور اسلامی لشکر بھی جنگ کے لیے کمر بستہ ہو گیا۔ لیکن سامان جنگ اور اسلحہ میں اسلامی لشکر ایرانیوں سے بہت پیچھے تھا۔ اس لیے کہ ان کے پاس اپنی حفاظت کے لیے لوہے کے خود (ٹوپی) اور عمدہ ڈھالیں تک نہ تھیں۔ وہ چمڑے اور جانوروں کی کھالوں کو بطور ڈھال کے استعمال کرتے تھے جبکہ اس کے برعکس ایرانی فوج لوہے کی زرہوں، خود اور ڈھالوں سے لیس تھی۔ لیکن اس سب کے باوجود دونوں افواج کے درمیان گھمسان کا رن پڑا۔

حضرت سعدؓ اپنے محل میں بیٹھے ہوئے میدان جنگ کا جائزہ لے رہے تھے اور جنگ کی نگرانی کر رہے تھے۔ ان کے پاس انکی بیوی سلمیٰ بنت خصفہ بھی موجود تھیں۔ سلمیٰ حضرت سعدؓ کے نکاح میں آنے سے قبل مثنیٰ بن حارثہ کے عقد زوجیت میں رہ چکی تھیں۔ جب لڑائی گھمسان کی شروع ہوگئی اور گھڑ سوار دستے گھوڑے دوڑا کر ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑے تو وہ گھبرا کر کہنے لگیں ہائے افسوس! مجھے آج کوئی مثنیٰ جیسا دکھائی نہیں دے رہا۔

حضرت سعدؓ کی غیرت

حضرت سعدؓ نے ان کے منہ سے جب یہ سنا تو ان کو غیرت اور عار محسوس ہوئی اور انہوں نے حضرت سلمیٰ کے منہ پر ایک تھپڑ رسید کر دیا۔ حضرت سلمیٰ نے کہا ''کیا آپ نے بزدلی اور حسد کی بناء پر ایسا کیا ہے؟''

ابو محجن کے اشعار

جب (حضرت سعدؓ کے محل میں مقید) ابو محجن کو گھڑ سواروں کے شدید حملے دکھائی دیئے جو کہ اسے قصر عذیب ہی سے نظر آ رہے تھے تو اس وقت ابو محجن کی زبان پر یہ اشعار جاری ہو گئے:

میرے لیے یہ غم ہی کافی ہے کہ گھوڑے تو نیزوں کے ساتھ دوڑ رہے ہیں اور میں زنجیروں اور بیڑیوں میں مقید ہوں۔ جب میں کھڑے ہونے کی کوشش کرتا ہوں تو یہ لوہے (کی بیڑیاں) میرے لیے رکاوٹ بن جاتی ہیں اور میری نگاہوں کے سامنے گرنے مرنے کے واقعات ہو رہے ہیں اور اتنا شور ہے کہ پکارنے والے کا بھی جواب نہیں دیا جا رہا۔ میں خوب مال و دولت کا مالک تھا اور میرے بہت سے بھائی بند تھے لیکن اب انہوں نے مجھ کو اس وقت میں اکیلا چھوڑ دیا ہے کہ گویا میرا کوئی بھی بھائی نہیں رہا۔

زبراء سے گفتگو

ان اشعار کے بعد ابو محجن نے حضرت سعد کی ام ولد زبراء سے بات کی۔ ابو محجن کو زبراء کے پاس ہی مقید رکھا گیا تھا۔ اس وقت حضرت سعدؓ اپنے قلعے کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے اور اسلامی لشکر کی براہ راست نگرانی میں مصروف تھے۔

ابو محجن کا عہد

ابو محجن نے زبراء سے کہا کہ ''اے زبراء! آپ مجھ کو اس قید سے نجات دیدیں۔ میں آپکے سامنے اللہ پاک سے یہ مضبوط عہد کرتا ہوں کہ اگر میں اس جنگ میں مارا نہ گیا تو میں آپ کے پاس یہیں واپس لوٹ آؤنگا تاکہ آپ مجھے دوبارہ پابند سلاسل کر دیں اور میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں۔

ابو محجن میدان جنگ میں

ابو محجن کی بات سن کر زبراء نے اس کو رہا کر دیا اور اس کو سواری کے لیے حضرت سعدؓ کا گھوڑا ابلقاء بھی دیدیا اور پھر اس کے جانے کے لیے راستہ بھی چھوڑ دیا۔ ابو محجن نے دشمن پر تندوتیز حملے شروع کر دیئے۔ ابو محجن حضرت سعد کو دکھائی دے رہا تھا اور حضرت سعدؓ اس کے گھوڑے کو دیکھ کر شناخت اور عدم شناخت کی کیفیت میں تھے۔

ابو محجن کی واپسی

جب جنگ ختم ہوگئی اور ایرانی فوج کو شکست سے دوچار ہونا پڑا تو ابو محجن بھی محل کی جانب لوٹ کر زبراء کے پاس پہنچا اور اپنے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر مقید ہوگیا۔

ابو محجن کی رہائی

جب حضرت سعدؓ قلعہ کی چوٹی سے نیچے اترے تو انہوں نے اپنے گھوڑے کو پسینہ پسینہ دیکھا تو سمجھ گئے کہ اس پر کسی نے سواری کی ہے۔ جب انہوں نے زبراء سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے ان کو تمام واقعہ بتادیا جس کے بعد حضرت سعدؓ نے ابو محجن کو رہا کر دیا۔

عمرو بن معدیکرب کی شرکت

ابن حمید سلمہ سے روایت کرتے ہیں اور سلمہ محمد بن اسحٰق کے حوالے سے یہ نقل کرتے ہیں کہ اس جنگ قادسیہ میں اسلامی لشکر کے شانہ بشانہ حضرت عمرو بن معدیکرب نے بھی شرکت کی تھی۔

ایرانیوں کی رسوائی

ابن حمید، سلمہ، محمد بن اسحٰق بترتیب سند عبدالرحمٰن بن الاسود النخعی سے اور وہ اپنے والد اسود النخعی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے جنگ قادسیہ میں شرکت کی تھی۔ میں نے اپنے ہی قبیلے نخع کے ایک چھوٹے لڑکے کو دیکھا کہ وہ ''ابناء الاُحرار'' (یعنی ایرانیوں) میں سے ساٹھ یا اسی افراد کو ہنکا کر لے جا رہا ہے۔ میں نے کہا بے شک اللہ نے ابناء الاُحرار کو ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔

مسلمانوں میں ایک منافق

قبیلہ بجیلہ ہاتھیوں کے سامنے

ابن حمید، سلمہ، محمد بن اسحٰق، اسمٰعیل بن ابی خالد بترتیب سند قیس بن ابی حازم سے نقل کرتے ہیں جو کہ قبیلہ بجیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور قادسیہ کی لڑائی میں انہوں نے شرکت بھی کی تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ''ہمارے ساتھ قادسیہ کی لڑائی میں قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھنے والا ایک ایسا شخص بھی تھا کہ جو دراصل مرتد ہو کر اندرون خانہ ایرانیوں کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ اس نے ایرانیوں کو دوران جنگ خبر دیدی کہ اسلامی لشکر کی قوت اور زور اس طرف ہے جہاں قبیلہ بجیلہ ہے۔ ہماری تعداد اس وقت لشکر اسلام کا چوتھائی حصہ بنتی تھی۔ چنانچہ ایرانی فوج نے ہماری جانب سولہ ہاتھیوں کو آگے

بڑھایا جبکہ باقی لشکر کے مقابلے میں صرف دو ہاتھی تھے۔ وہ ہمارے گھوڑوں کے راستے میں لوہے کے کانٹے پھینک رہے تھے اور ہم کو شدید تیر اندازی کا نشانہ بنا رہے تھے۔ گویا کہ ہم پر تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ ایرانیوں نے اپنے گھوڑوں کو آپس میں ایک دوسرے سے باندھ بھی لیا تھا تا کہ وہ پیٹھ موڑ کر بھاگ نہ سکیں۔

حضرت عمرو بن معدیکرب اور ایرانی تیر انداز

اس موقع پر حضرت عمرو بن معدیکرب ہمارے پاس سے گزرتے ہوئے ہماری ہمت بڑھاتے اور فرماتے'' اے مہاجرین کی جماعت! تم شیر بن جاؤ اس لیے کہ شیر وہی ہوتا ہے کہ جو اپنے کو بے نیاز رکھتا ہے۔

اس وقت بعض ایرانی سوار ایسی تیر اندازی کر رہے تھے کہ ان کا کوئی تیر بھی خالی نہیں جاتا تھا۔ ہم نے ایک ایسے ہی ایرانی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے حضرت عمرو بن معدیکرب سے کہا'' اے ابوثور! اس ایرانی سے ذرا ہوشیار رہیے گا۔ اس لیے کہ اس کا کوئی نشانہ بھی خطا نہیں ہو رہا ہے۔

حضرت عمرو اسی ایرانی کی طرف مڑے تو اس نے ان پر تیر چلا دیا جو کہ انکی کمان پر لگ گیا۔ پھر حضرت عمرو نے اس پر زوردار حملہ کیا اور اس کی گردن سے لپٹ کر اس کو ذبح کر دیا۔ اور پھر اسکے دو سونے کے کنگن، سونے کا پٹکا اور ریشمی لباس بھی قبضے میں لے لیا۔

حضرت ہلال اور رستم

بامرِ الٰہی اس جنگ میں رستم کا بھی کام تمام ہو گیا۔ اور رستم کا لشکر اور ان کا ساز و سامان مسلمانوں کے حصے میں آ گیا۔ مسلمانوں کی تعداد چھ یا سات ہزار تھی۔ رستم کو قتل کرنے والے ہلال بن علفہ تھے۔ ہلال رستم کو دیکھ کر اس کی جانب بڑھے تو انہیں دیکھ کر رستم نے ان پر تیر چلا دیا جو کہ ان کے پاؤں پر آ لگا۔ لیکن وہ برابر رستم کے پیچھے لگے رہے۔ رستم فارسی زبان میں ان سے کہہ رہا تھا کہ اپنی جگہ ہی رہو! لیکن پھر ہلال نے رستم کو تلوار کا وار کر کے اس کا قصہ پاک کر دیا اور اسکے بعد اس کا سر تن سے جدا کر کے لٹکا دیا۔

ایرانیوں کا فرار اور جالینوس کی شامت

اس کے بعد ایرانیوں نے راہ فرار اختیار کی اور مسلمان ان کے پیچھے جا جا کر ان کو ٹھکانے لگاتے رہے۔

جب ایرانی بھگوڑے خرارہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں ٹھہر کر انہوں نے کھانا کھایا اور شراب نوشی کی۔ اس کے بعد وہ لوگ وہاں سے آگے بڑھے اس وقت وہ اپنی تیر اندازی (کا تذکرہ کر کے اس) پر تعجب کا اظہار کر رہے تھے کہ وہ مسلمانوں پر اثر انداز ہی نہ ہو سکی۔

جب جالینوس نکلا تو انہوں نے اس کے لیے ایک کرۃ بلند کیا جس پر وہ تیر مارتا رہا۔ حتیٰ کہ مسلمان گھڑ سوار اس تک پہنچ گئے اور زہرۃ بن الجویہ التمیمی نے جالینوس پر زوردار حملہ کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جس کے بعد ایرانی شہسوار پسپا ہو کر'' دیر قرۃ'' اور اس کی پچھلی جانب کے علاقے کی طرف فرار ہو گئے۔

عیاض بن غنم کا دستہ

حضرت سعد بھی اسلامی فوج کو ساتھ لے کر'' دیر قرۃ'' پہنچ گئے اس لیے کہ ایرانی فوج وہاں موجود تھی۔ جب

مسلمانوں کے دستے دیرقرۃ تک پہنچے تو یہاں ان کے ساتھ حضرت عیاض بن غنم کا امدادی دستہ بھی مل گیا۔ انکا دستہ ایک ہزار کی تعداد میں تھا۔ چنانچہ حضرت سعد نے عیاض اور انکے ساتھیوں کے لیے بھی قادسیہ کی لڑائی میں مال غنیمت میں سے حصہ مقرر فرمایا۔

حضرت سعد کی بیماری

حضرت سعد اس دن اپنے پھوڑوں کی وجہ سے درد اور تکلیف کا شکار تھے اس موقع پر حضرت جریر بن عبداللہ نے یہ شعر کہا:
میں جریر ہوں اور ابوعمرو میری کنیت ہے، اللہ پاک نے ہماری مدد فرمائی جب کہ حضرت سعد اپنے محل میں ہی تھے ایک اور مسلمان نے یہ دو شعر کہے:
ہم مسلسل لڑتے رہے حتی کہ اللہ پاک نے اپنی مدد ونصرت کو اتار دیا اور حضرت سعد قادسیہ کے دروازہ پر ٹھہرے رہے تھے
ہم اس حالت میں لڑائی سے لوٹے کہ بے شمار عورتیں بیوہ ہو چکی تھیں، لیکن حضرت سعدؓ کی عورتوں میں سے کوئی بھی بیوہ نہ ہوئی۔

جب سعد کو ان باتوں کی سن گن ہوئی تو وہ محل سے باہر نکلے اور مسلمانوں کے سامنے اپنے عذر کو پیش کیا اور اپنی رانوں اور پشت کے پھوڑے ان کو دکھائے۔ اس وقت مسلمانوں پر انکی معذوری ظاہر ہوگئی اور حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت سعدؓ بزدل نہ تھے۔

ایرانیوں کا فرار

اسکے بعد ایرانی شہسوار دیرقراء سے مدائن کی طرف بھاگ نکلے وہ نہاوند کی طرف جانا چاہتے تھے وہ اپنے ساتھ سونا، چاندی، ریشم، اسلحہ، بادشاہ اور اسکی بیٹیوں کی پوشاکیں لے گئے اور انکے علاوہ دوسری چیزوں کو چھوڑ دیا۔

ایرانیوں کا تعاقب

حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو انکے پیچھے روانہ فرمادیا اور بنو امیہ کے حلیف خالد بن عرفطہ کو سپہ سالار بنا کر عیاض بن غنم اور انکے دستہ کو روانہ کیا۔ ہراول دستہ کی قیادت ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کر رہے تھے، جبکہ دائیں بازو پر حضرت جریر بن عبداللہ البجلی اور بائیں بازو پر زہرہ بن حویہ التمیمی کو سردار مقرر کیا گیا تھا۔

حضرت سعد کی روانگی

حضرت سعدؓ اپنے درد وتکلیف کے مارے پیچھے رہ گئے تھے، جب انکو درد میں فرق پڑا تو وہ بھی انکے پیچھے بقیہ مسلمانوں کو ساتھ لے کر چل پڑے۔ اور دریائے دجلہ کے قریب ''بھرسیر'' کے مقام پر ان تک جا پہنچے۔ جس وقت دریائے دجلہ تک لشکر اور سامان پہنچ گیا تو ان لوگوں نے راستہ ڈھونڈا لیکن انہیں کوئی راستہ نہ مل سکا۔

دریا پار کرنا

اتنے میں حضرت سعدؓ کے پاس مدائن کا ایک ذمیندار شخص آیا اور وہ ان سے کہنے لگا کہ میں آپ کو لے کر ایسا

راستہ بتا سکتا ہوں کہ جس کے ذریعہ سے آپ ان کو بھاگنے سے قبل ہی جا پکڑیں گے۔ پس وہ زمیندار اسلامی لشکر کو ''قطر بل'' کے ایک آبی راستے کی جانب لے آیا۔ اسی راستے میں سب سے پہلے ہاشم بن عتبہ اپنی پیدل فوج کو لے کر داخل ہوئے۔ جب وہ اسے پار کر گئے تو انکے پیچھے گھڑ سوار دستے بھی چل پڑے۔ اس کے بعد حضرت خالد بن عرفطہ کی عمومی فوج بھی چلی اور انہوں نے بھی دریا پار کر لیا۔

ساباط کے جنگل سے گذر

یہاں سے آگے بڑھتے بڑھتے جب یہ لوگ ''ساباط'' کے مقام پر ایک گھنے اور تاریک جنگل تک پہنچے تو مسلمانوں کو اس جگہ پر دشمن کی کمین گاہ کا خطرہ محسوس ہوا۔ جس کی بناء پر سپاہی آگے بڑھنے میں تردد کرنے لگے اور ان کو خوف محسوس ہونے لگا۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت ہاشم بن عتبہ اپنے دستے کو لے کر آگے بڑھے اور انہوں نے اس کو پار کر لیا اور پھر دور سے باقی فوج کو اپنی تلوار دکھائی جس سے تمام فوج کو اطمینان ہو گیا کہ یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت خالد بن عرفطہ نے قدم آگے بڑھائے اور پھر حضرت سعدؓ بھی اپنے دستے کے ساتھ پیشقدمی کرتے ہوئے پار کر گئے۔

جلولاء کا معرکہ اور کسریٰ کی بیٹی کی گرفتاری

اسلامی فوج یہاں سے آگے بڑھتی بڑھتی ''جلولاء'' کے مقام تک پہنچ گئی۔ اس جگہ ایرانی فوج کی کافی تعداد اکٹھی تھی۔ لہٰذا ان سے جلولاء کا معرکہ پیش آیا۔ بحکم الٰہی اس جگہ بھی ایرانیوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا اور اس لڑائی میں مسلمانوں کو قادسیہ سے اچھا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ حتیٰ کہ شاہ کسریٰ کی ایک پوتی یا بیٹی بھی قید میں آ گئی جس کو ''منجانہ'' کہا جاتا تھا۔

حضرت عمرؓ سے خط و کتابت

اس کے بعد حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کو ان فتوحات کے بارے میں لکھا کہ اب آپ اپنی جگہ پر ہی ٹھہر جائیں اور ایرانی فوج کا مزید پیچھا نہ کریں۔ بلکہ اسلامی فوج کے لیے ایک قیام گاہ اور چھاؤنی ایسی جگہ پر تعمیر کریں کہ جس میں میرے اور مسلمانوں کے درمیان سمندر حائل نہ ہو۔ لہٰذا حضرت سعدؓ لشکر کو لے کر ''انبا'' کے مقام پر فروکش ہوئے لیکن یہاں پر مسلمانوں کو بخار کا مسئلہ پیش آ گیا کہ یہ مقام ان کی صحت کے لیے موافق نہیں آیا۔

نئی صورتحال میں دوبارہ خط و کتابت

چنانچہ حضرت سعدؓ نے دوبارہ خط لکھ کر حضرت عمرؓ کو اس تازہ صورتحال سے باخبر کیا تو آپ نے جواب میں یہ لکھا کہ

''عربوں کو وہی مقام راس آ سکتا ہے جو اونٹ اور بکریوں کو راس آئے۔ مطلب یہ ہے کہ مناسب چراگاہ ہو پس اب سمندر کے ایک جانب کوئی جنگل ڈھونڈھو تا کہ وہاں مسلمانوں کے لیے قیام گاہ تعمیر کریں۔

کویفہ میں آمد

پس حضرت سعدؓ حضرت عمرؓ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے آگے بڑھ کر کویفہ عمرو بن سعد میں فروکش ہو گئے۔ لیکن یہ جگہ بھی مسلمانوں کو راس نہ آئی کیونکہ وہاں پر مکھیوں کی بہتات تھی اور بخار کے مرض کا بھی کافی زور تھا۔

کوفہ میں پڑاؤ ڈالنا

چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایک انصاری صاحب جن کا نام حارث بن سلمۃ (اور بعض لوگوں کے مطابق عثمان بن حنیف) تھا، کو کسی مناسب مقام کے ڈھونڈھنے کے لیے روانہ فرمایا۔ تو انہوں نے اس مقام کا انتخاب کیا جس مقام پر آج کل شہر کوفہ ہے۔ پھر حضرت سعدؓ مسلمانوں کو ساتھ لے کر اس جگہ قیام پذیر ہوئے۔ اس جگہ مسجد تعمیر کی اور لوگوں کے رہنے کے لیے مکانات بھی بنوائے۔

اس سال کے چند اہم واقعات

حضرت عمر فاروقؓ بھی اسی سال شام کی جانب روانہ ہوئے تھے اور ''جابیہ'' کے مقام پر آپ نے پڑاؤ ڈالا تھا۔ اور انہی کے ہاتھ پر اللہ نے بیت المقدس کا شہر ''ایلیاء'' بھی فتح کرالیا۔ اس سال حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے حنظلہ بن طفیل السلمی کو حمص کی طرف روانہ فرمایا اور انکے ذریعہ سے اللہ پاک نے حمص فتح کرادیا۔

اسی سال حضرت سعدؓ نے شرحبیل بن السمط کو جن کا تعلق قبیلہ کندہ سے تھا، مدائن کا گورنر مقرر کیا۔

اہل سواد کے حالات کا تذکرہ

حضرت سعد پر تنقید

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، عبدالملک بن عمیر بترتیب سند قبیصہ بن جابر سے نقل کرتے ہیں کہ جب قادسیہ کی لڑائی میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تو ہم میں سے ایک شخص نے یہ شعر کہے:

ہم لڑتے رہے حتی کہ اللہ پاک نے اپنی مدد اور نصرت کو اتارا جبکہ حضرت سعد تو قادسیہ کے
دروازے پر ہی بیٹھے رہے۔ ہم جنگ سے اس حال میں واپس لوٹ کر آئے کہ ہماری بہت سی
عورتیں بیوہ ہو چکی تھیں لیکن حضرت سعدؓ کی عورتوں میں سے کوئی بھی بیوہ نہ تھی۔

اس کے ان اشعار کا لوگوں میں شہرہ اور چرچا ہوا۔ اور حضرت سعدؓ تک بھی ان اشعار کی خبر پہنچ گئی تو حضرت سعدؓ نے بارگاہ الٰہی میں اس انداز سے دستِ دعا بلند کرتے ہوئے عرض کیا:

حضرت سعدؓ کی بددعا

اے اللہ! اگر اس نے جھوٹ کہا ہے یا اس نے دکھلاوے، شہرت اور کذب کا چرچا کرنے کے لیے یہ اشعار کہے ہیں تو اے اللہ تو میری طرف سے اس کی زبان اور ہاتھ کاٹ دے۔

قدرت کی پکڑ

قبیصہ کا بیان ہے کہ وہ شخص دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہوا تھا کہ حضرت سعدؓ کی بددعا کی بناء پر ایک تیر آ کر سیدھا اس کی زبان پر لگ گیا جس کی بناء پر اس کی زبان کا ایک حصہ ایسا خشک ہو گیا کہ وہ موت تک ایک لفظ بھی نہ بول سکا۔

جریر کا شعر

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف مقدام بن شریح الحارثی بترتیب سند شریح سے نقل کرتے ہیں کہ اس دن حضرت جریر نے یہ شعر کہا:

''میں جریر ہوں اور میری کنیت ابوعمرو ہے۔ بیشک اللہ پاک نے ہماری مدد فرمائی اور حضرت سعدؓ تو اپنے محل میں (بیٹھے ہوئے) تھے۔

حضرت سعد کا جواب

اس پر حضرت سعدؓ نے ان کی طرف اوپر سے جھانکا اور پھر یہ اشعار پڑھے

اور میں قبیلۂ بجیلہ سے اس کے سوا کوئی امید نہیں رکھتا کہ میں ان کو قیامت کے دن اجر وثواب کی امید دلاتا ہوں۔ بیشک بجیلہ کے گھڑ سواروں نے دشمن کے سواروں سے جنگ کی اور شہسواروں نے شمشیر زنی کے خوب مظاہرے کیے۔ پس اگر قعقاع بن عمرو اور حمال کے جنگجو دستے نہ ہوتے تو ممکن تھا کہ وہ شکست کھا جاتے۔ ان کے دستوں نے نیزہ بازی اور شمشیر زنی کے ذریعے تمہارے دستوں کی حفاظت کی۔ انہوں نے کھالوں کو پھاڑ دینے والی شمشیر زنی کی۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تمہاری فوج مکھیوں کی طرح تتر بتر ہو جاتی۔

حضرت سعدؓ کی شجاعت

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، قاسم بن سلیم بن عبدالرحمٰن السعدی بترتیب سند عثمان بن رجاء السعدی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر اور دلیر تھے۔ وہ دونوں صفوں کے درمیان ایک غیر محفوظ محل میں ٹھہرے ہوئے تھے اور اس میں سے نیچے جھانک کر اسلامی فوج کی نگرانی کر رہے تھے۔ خدا کی قسم! اگر ان کے سامنے سے مسلمانوں کی صف چند لمحے کے لیے بھی ہٹ جاتی تو دشمن کی فوج آسانی ایک تیر پھینک کر ان کو نشانہ بنا سکتی تھی۔ لیکن حضرت سعدؓ اس تمام خطرہ کے باوجود نہ تو اس سے گھبرائے نہ ہی خوف کے مارے ان کو کوئی بے چینی و پریشانی لاحق ہوئی۔

عورتوں اور بچوں کا کردار

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، سلیمان بن بشیر بترتیب سند ہمام بن الحارث النخعی کی بیوی ام کثیر سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ ہم جنگ قادسیہ میں حضرت سعدؓ کی فوج میں اپنے شوہروں کے ساتھ شریک تھیں۔ جب ہم کو جنگ کے ختم ہو جانے کی اطلاع ملی تو ہم نے کمر کس لی اور پانی کے مشکیزے اٹھائے اور پھر ہم زخمیوں اور شہداء کے پاس گئے اور جن مسلمانوں میں زندگی کے آثار باقی تھے، ان کو ہم نے پانی پلایا اور ان کو میدان جنگ سے اٹھا لیا اور مشرکین

میں سے جن میں کچھ سانسیں باقی تھیں ہم نے ان کا قصہ پاک کر دیا۔ بچے بھی ہمارے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور ہم ان کو بھی اسی قسم کے کام بتا رہے تھے اور ان سے یہ کام کرا رہے تھے۔

دوران جنگ خواتین سے نکاح

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، عطیہ بن الحارث بترتیب سند ایک صاحب سے نقل کرتے ہیں جو اس موقع پر بذات خود شریک تھے، کہ قادسیہ کی لڑائی میں قبیلہ بجیلہ اور قبیلہ نخع کی عورتیں سب سے زیادہ شریک تھیں۔ قبیلہ نخع کی سات سو عورتیں فارغ تھیں۔ جبکہ قبیلہ بجیلہ میں ایک ہزار تھیں چنانچہ مختلف عرب قبیلوں کے ایک ہزار افراد سے ان کے رشتے قائم ہوئے اور نخع کی سات سو عورتوں سے دیگر سات سو لوگوں نے نکاح کیا۔ اس بناء پر نخع کا قبیلہ مہاجروں اور قبیلہ بجیلہ کا سمدھیانہ کہلاتا ہے۔

ان لوگوں نے حضرت خالد، حضرت مثنیٰ اور حضرت ابو عبیدہ کے چھوٹ دینے سے فائدہ اٹھایا اور کافی ساز و سامان کو جنگ میں منتقل کر لیا تھا جس کی بناء پر بعد میں ان کو کافی مشقت کا سامنا کرنا پڑا۔

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند محمد، مہلب اور طلحہ سے نقل کرتے ہیں کہ بکیر بن عبداللہ اللیثی، عتبہ بن فرقد السلمی، سماک بن خرشہ الانصاری (یہ ابو دجانہ کے علاوہ دوسرے صاحب ہیں)۔ ان تینوں نے قادسیہ کی لڑائی میں ایک عورت کو پیغام نکاح دیا۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کی عورتیں بھی ان کے ساتھ تھیں۔ نخع کے قبیلہ کو مہاجرین کا داماد کہا جاتا تھا۔ کیونکہ مہاجرین نے ان کی عورتوں سے فتح سے پہلے اور فتح کے بعد بھی نکاح کیا تھا۔ اس طرح سات سو عورتوں کا مختلف قبیلوں کے سات سو مردوں سے نکاح ہو گیا۔ جب لڑائی سے مسلمانوں کو فراغت ملی تو ان تینوں صاحبان (جن کا ابھی اوپر تذکرہ ہوا) نے اروی بنت عامر الہلالیہ جن کا تعلق قبیلہ نخع سے تھا، ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔

حضرت قعقاع سے مشورہ

اروی کی بہن ہنیدہ حضرت قعقاع بن عمرو التمیمی کے عقد نکاح میں تھیں۔ انہوں نے اپنی بہن سے کہا کہ تم اپنے شوہر سے ہمارے بارے میں یہ مشورہ کر لو کہ وہ کس کو ہمارے لیے مناسب خیال کرتے ہیں؟ لہٰذا ان کی بہن نے قادسیہ کے بعد از فتح حضرت قعقاع سے اس کا مشورہ لیا تو وہ فرمانے لگے کہ میں ان کا حال اشعار کی صورت میں بتاتا ہوں پس تم اپنی بہن کے لیے جو مناسب سمجھو دیکھ لینا:

حضرت قعقاع کے اشعار

اگر تم کو دراہم کی خواہش اور ضرورت ہے تو سماک الانصاری یا ابن فرقد سے نکاح کر لو۔ اور اگر تم کو نیزہ بازی پسند ہے تو بکیر (سے نکاح) کا قصد کرو جس وقت کہ گھڑ سوار موت کے خوف سے بھاگ رہے ہوں۔ باقی یہ کہ ان میں سے ہر ایک بزرگی کے معیار پر پورا اترا ہوا ہے، تم کو مکمل اختیار ہے کہ جس کو بھی چاہو پسند کر سکتی ہو۔

جنگ قادسیہ اور عالمی توجہ

عرب اس بات کی توقع رکھتے تھے کہ عربوں اور فارس والوں کے درمیان عذیب سے عدن کے درمیان

قادسیہ کے مقام پر فیصلہ کن جنگ ہوگی اور اسی طرح اُبلّہ سے ریلہ کے درمیان ایک جنگ ناگزیر ہے جس پر اہل فارس کی حکومت کی بقاء یا زوال موقوف ہے۔ سو اس بنا پر تمام ممالک کی نظریں اس معرکے پر لگی ہوئی تھیں کہ اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ لوگوں نے اپنے کاموں تک کو موقوف کر رکھا تھا اور لوگ یہ کہتے ہوئے سنے جاتے تھے کہ میں اس کام کو قادسیہ کا فیصلہ ہونے کے بعد کرونگا۔

جنات کے اشعار

پس جب قادسیہ کا معرکہ پیش آ گیا تو اس کی خبر جنات لے اڑے اور اس کو انہوں نے کچھ لوگوں تک پہنچایا جن کے ذریعے سے یہ خبر تمام شہروں میں انسانی مخبروں کے اطلاع دینے سے بہت پہلے ہی پہنچ گئی۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ صفاء میں رات کے وقت ایک پہاڑ پر ایک عورت چڑھی اس عوت کو کوئی بھی نہ جانتا تھا اور اس نے یہ شعر کہے۔

اے عکرم بنت خالد! تجھے ہماری جانب سے سلام پہنچے اور تیرا تھوڑا سا توشہ کتنا اچھا ہے۔ میری جانب سے تجھ کو آفتاب بھی اپنے طلوع کے وقت سلام بھیجے بلکہ ہر ہر دشمن تجھ کو میری طرف سے سلام پہنچائے۔ قبیلہ نخع کی جماعت بھی تجھے ہمارا سلام پہنچائے۔ وہ (قبیلہ نخع والے) لوگ کتنے خوبصورت چہروں کے مالک ہیں اور محمد ﷺ پر ایمان لائے ہیں۔ یہ لوگ کسریٰ کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اسکے لشکروں پر دودھاری تیز ہندی تلواروں سے شمشیر زنی کی۔

اسی طرح ''یمامۃ'' کے لوگوں نے ایک شخص کو یہ اشعار گاتے ہوئے سنا:

ہم نے بنو تمیم کے ہی زیادہ تر لوگوں کو جنگ کے وقت ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھا۔ یہ لوگ شیروں کی طرح دادِ شجاعت دیتے ہوئے حملے کر رہے تھے اور ان کے اندر پہاڑوں جیسی مضبوطی تمہیں واضح طور پر محسوس ہوگی۔ انہوں نے لوگوں کے لیے فارس میں ایک قابل فخر اور لائق عزت کردار پیش کیا اور انہوں نے بڑی لمبی جنگیں لڑیں۔ انہوں نے اس بے جگری سے مقابلہ کیا کہ انکے ہاتھ اور بازو کٹ گئے تھے (لیکن انہوں نے اس کی بھی پرواہ نہیں کی)۔

تقریباً عرب کے ہر شہر میں اسی قسم کے اشعار و اعلانات سنے گئے (جو کہ جنات نے کئے تھے)۔

حضرت عمرؓ کے نام خط

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند محمد، مہلب اور طلحہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے فتح کے حالات سے حضرت عمرؓ کو خط لکھ کر مطلع کیا اور اس خط میں ایرانی فوج کے سردار ہونے والے سپاہیوں اور اسلامی لشکر کے شہداء کی تعداد بھی بتائی تھی۔ اور جن کو بذات خود حضرت سعدؓ پہچانتے تھے ان کے نام بھی اس میں درج کیے۔ اس خط کو حضرت سعد نے سعد بن عمیلہ انفرادی کے ہاتھ روانہ کیا۔

خط کے مندرجات

خط مندرجہ ذیل مضمون پر مشتمل تھا:

''حمد وثناء کے بعد بے شک اللہ پاک نے ایرانیوں کے مقابلے میں ہماری مدد و نصرت فرمائی اور ایرانیوں کا

سخت لڑائی اور لمبی جنگ کے بعد ویسا ہی انجام ہوا جیسا کہ ان سے پہلے ان لوگوں کا ہوا تھا جو کہ ان کے مذہب پر تھے۔ وہ مسلمانوں کے مقابلے میں اتنی زیادہ تعداد میں آئے تھے کہ کسی دیکھنے والے نے اتنی تعداد نہ دیکھی تھی۔ مگر ان کو اتنی بڑی تعداد کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا سکی۔ بلکہ ان کے تمام مال واسباب کو چھین لیا گیا اور مسلمانوں کے ہاتھ آ گیا۔ اسکے بعد اسلامی لشکر نے ان کا پیچھا کر کے جنگلوں، نہروں اور گھاٹیوں میں ان کا تعاقب کیا۔ اسلامی فوج میں سے سعد بن عبید الانصاری اور فلاں اور فلاں لوگوں نے جام شہادت نوش کیا۔ انکے علاوہ اور بھی ایسے مسلمان سپاہیوں نے شہادت پائی کہ جن سے ہم واقف نہیں بلکہ ان کا علم اللہ ہی کو ہے (ان کی صفات حسنہ یہ تھی کہ) جب رات ہو جاتی تو وہ اللہ کے کلام قرآن مجید کی تلاوت ایسی آہستہ آواز میں کرتے کہ جیسے شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ کی آواز ہو۔ وہ مسلمانوں کے شیر تھے اور ان کا عالم یہ تھا کہ جنگل کے شیر بھی انکے ہم پلہ نہیں تھے۔ ان میں سے جو لوگ چلے گئے اور جو لوگ باقی رہ گئے ان کے درمیان سوائے شہادت کی فضیلت کے کوئی اور فرق نہیں ہے کہ شہادت صرف انہی کے حصے میں لکھی گئی تھی جو چلے گئے (باقی زندہ رہ جانے والے بھی انہی صفات کے مالک ہیں)

حضرت عمرؓ کی بے چینی

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب سند مجالد بن سعید سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کو یہ خبر ملی کہ قادسیہ میں رستم نے پڑاؤ ڈال لیا ہے تو حضرت عمرؓ اسکے بعد سے مسلسل مدینہ کی جانب آنے والے سواروں سے قادسیہ کے احوال معلوم فرماتے تھے۔ صبح سے لے کر دوپہر تک حضرت عمرؓ یہی خبریں معلوم کیا کرتے تھے اور اسکے بعد اپنے گھر والوں کے پاس آتے تھے۔

بے مثال واقعے

پھر جب (فتح قادسیہ کی) خوشخبری دینے والا آیا حضرت عمرؓ نے اس سے معلوم کیا کہ وہ کہاں سے آ رہا ہے؟ اس نے بتا دیا۔ حضرت عمرؓ اس سے فرمانے لگے:

اے اللہ کے بندے! سناؤ تو! اس نے جواب دیا کہ اللہ نے دشمن کو شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ حضرت عمرؓ اس وقت اس کے ساتھ دوڑتے دوڑتے چل رہے تھے اور اس سے سوالات کرتے جا رہے تھے۔ اور وہ اپنی اونٹنی پر سوار مزے سے جا رہا تھا۔ وہ دراصل حضرت عمرؓ کو پہچانتا نہیں تھا۔ جب حضرت عمرؓ اس طرح چلتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوئے تو لوگوں نے امیر المؤمنین پکار کر سلام کرنا شروع کر دیا۔ تو اس وقت وہ قاصد کہنے لگا'' بھلا آپ نے پہلے کیوں نہ بتا دیا کہ آپ ہی امیر المومنین ہیں۔ اللہ آپ پر رحم کرے''

تو حضرت عمر فرمانے لگے ارے بھائی تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔

قاصد کا انتظار

سری نے لکھا ہے کہ شعیب، سیف، بترتیب سند محمد، طلحہ، مہلب اور زیاد سے نقل کرتے ہیں کہ مسلمان خوشخبری پہنچانے والے کی آمد اور حضرت عمرؓ کے احکامات صادر کرنے کے منتظر تھے۔ اور اپنے زیر قبضہ ساز وسامان کی قیمت کا اندازہ کرتے رہے۔ اور فوج کو اکٹھا کرتے رہے اور دیگر امور کا انتظام کرتے رہے۔

عراقی دستوں کی آمد

اہل عراق کے وہ جنگجو سپاہی جنہوں نے یرموک اور دمشق کے معرکوں میں شرکت کی تھی اور قادسیہ میں لشکر اسلام کی امداد کے لیے روانہ ہوئے تھے وہ قادسیہ کے اگلے دن اور اسکے بعد والے دن پہنچے۔ ان کا پہلا امدادی دستہ تو یوم اغواث میں پہنچ گیا تھا جبکہ آخری دستہ فتح کے دو دن بعد پہنچا۔ ان امدادی دستوں میں مراد اور ہمدان قبائل کے لوگ بھی شامل تھے جبکہ دیگر مختلف قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی شریک تھے۔

حضرت عمرؓ کی جانب خط

چنانچہ حضرت عمرؓ کی جانب خط روانہ کیا گیا کہ ان لوگوں کے بارے میں کیا معاملہ اختیار کیا جائے۔ یہ خط قادسیہ کی فتح کے بعد دوسرا خط تھا اور اس کو نذیر بن عمرو کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔

فتح کی خوشخبری

جب حضرت عمرؓ کو فتح کی خبر پہنچی تو آپ اس خط کو مسلمانوں میں پڑھ کر سناتے تھے اور اس کے بعد آپ نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

عمرؓ کا مسلمانوں سے خطاب

میری پوری کوشش ہے کہ مسلمانوں کی تمام ضروریات میں سے جتنا ممکن ہو پوری کروں لیکن اگر بالفرض ہماری کوئی ضرورت پوری نہ ہو سکے تو ہمیں اپنی زندگی میں کفایت شعاری اور قناعت پسندی کو اختیار کرنا چاہیے۔ یہ اس لیے ناگزیر ہے تاکہ ہم سب کی زندگی ایک ہی معیار پر رہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ سب میری شخصیت سے اچھی طرح واقفیت حاصل کریں اس لیے کہ میں آپ کو صرف عمل اور کردار کے ذریعے سے ہی سکھاؤں گا۔ میں بادشاہ نہیں کہ آپ کو اپنا غلام بنا کر رکھوں بلکہ میں تو اللہ کا ایک بندہ ہوں۔ اور مجھے یہ امانت (خلافت) حوالے کی گئی ہے۔ اگر میں اس سے انکار کر کے اس کو تمھیں واپس کر دوں اور تمھاری اتباع کروں اور تم اپنے اپنے گھروں میں خوب سیر ہو کر اور خوشی وفرحت میں زندگی بسر کرو تو یقیناً میرے لیے یہ خوش قسمتی کی بات ہوگی اور اگر میں اس امانت کو خود اٹھا کر اس کو اپنے گھر کا تابع بنا دوں تو یہ میری بدنصیبی کی بات ہوگی اور مجھے خوشی کم اور غم زیادہ ہوگا۔ اور مجھے کبھی بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔

معاہدہ کی خلاف ورزی اور معذرت

اسی طرح مسلمانوں نے انس بن حلیس کے ہاتھ حضرت عمرؓ کی طرف یہ خط بھی روانہ کیا کہ کچھ دیہات والوں نے ہم سے معاہدے کرنے کا دعویٰ کیا تھا اور پھر ہماری معلومات کے مطابق ان میں سے سوائے اہل بانقیا، بسما اور اہل الیس کے کوئی بھی ان معاہدات پر قائم نہ رہا تھا۔ تو اب یہ دیہاتی لوگ اپنا عذر پیش کر کے معافی مانگ رہے ہیں کہ انہوں نے اپنی خوشی سے ہماری مخالفت نہیں کی تھی اور یہ اپنی مرضی سے نہیں گئے تھے بلکہ ان کو تو ایرانیوں نے زبردستی اپنے ساتھ شریک کر لیا تھا۔

اور ابوالہیاج الاسدی کے ہاتھ یہ خط بھیجا گیا تھا کہ ''دیہات والے چلے گئے تھے۔ اور پھر کچھ ایسے لوگ ہمارے پاس آئے جو اپنے معاہدے پر پابند رہے اور ہماری مخالفت نہیں کی تو ہم نے بھی ان سابقہ معاہدات کی پابندی کی، جو ان

لوگوں نے ہم سے پہلے مسلمانوں کے ساتھ کر رکھے تھے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ دیہات والے مدائن جا چکے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان پر جبر کر کے ان کو اکٹھا کیا گیا تھا لیکن وہ فرار ہو گئے انہوں نے نہ تو ہمارے خلاف لڑائی میں حصہ لیا اور نہ ہی انہوں نے سر تسلیم خم کیا۔

حالات کا تقاضہ

ہم ایک ایسی عمدہ سرزمین میں ہیں کہ جو اپنے باشندوں سے خالی ہے اور ہماری تعداد بہت کم ہے۔ صلح کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے اور ہم کو یہاں آباد کرنے اور دشمن کو کمزور کرنے والی چیز ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ ہی ہو سکتا ہے۔

حضرت کا خطاب اور مشورہ لینا

ان خطوط کے بعد حضرت عمرؓ نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر یہ خطاب فرمایا:

''بیشک جو بھی اپنی خواہشات نفسانیہ پر چلے گا اور نافرمانی کا راستہ اختیار کرے گا اس کا حصہ ختم ہو جائے گا اور وہ اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچائے گا۔ اور جس نے بھی سنت اور شریعت کا راستہ اختیار کیا اور سیدھے راستہ پر چلا اور اس پر اجر و ثواب کی بھی امید رکھتا ہوگا کہ جو کہ اللہ پاک نے اطاعت کرنے والوں کے لیے تیار کر رکھا ہے تو اس کا یہ کام صحیح ہوگا اور وہ اپنی زندگی میں کامیابی پالے گا۔ اور اسکا حصہ بھی اس کو مل جائے گا کیونکہ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں

'' ووَجَدُوا ما عملوا حاضراً ولا يظلِمُ ربُّک أحدًا ''

(انہوں نے جو کچھ بھی عمل کیا اسے موجود حاضر پالیا۔ اور تمھارا رب کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا)

قادسیہ اور اس سے پہلے کی لڑائیوں میں شریک ہونے والے مجاہدین اپنے علاقوں پر قبضہ کر چکے ہیں۔ وہاں کے باشندے اپنے ملک چھوڑ چکے ہیں اور اس کے بعد وہ لوگ آئے جنہوں نے اپنے معاہدوں کی پابندی کی تھی۔ ان لوگوں کے متعلق تم کیا کہتے ہو کہ جن کو زبردستی لڑائی میں شریک کیا گیا تھا اور وہ اب عذر پیش کر رہے ہیں۔ انکے علاوہ ایک تیسرے قسم کے لوگ وہ بھی ہیں جنہوں نے نہ تو اس طرح (کے معاہدہ) کا دعویٰ کیا اور نہ ہی وہ ان علاقوں میں مقیم رہے بلکہ وہ اپنے ان علاقوں کو خیر باد کہہ کر دوسرے علاقوں کی طرف چلے گئے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو وہیں پر قیام پذیر رہے اور وہاں سے دوسرے علاقے کی طرف منتقل نہیں ہوئے۔ اور ایک تعداد ان لوگوں کی بھی ہے کہ جنہوں نے سر تسلیم خم کر کے اطاعت کو قبول کر لیا۔ تو اب ان سب اقسام کے لوگوں کے متعلق ایسے لوگوں کی کیا رائے ہے؟

صحابہ کی متفقہ رائے

حضرت عمرؓ کے اس مشورے کے بعد صحابہ کا اجماع اور اتفاق اس بات پر ہوا کہ جو لوگ وہیں پر قیام پذیر رہے اور انہوں نے لڑائی میں بھی شرکت نہیں کی تھی، تو انکے معاہدہ کو تو پورا کیا جائے اور اس کی پابندی کی جائے۔ اور جو لوگ معاہدے کا دعویٰ کرتے ہیں اور انکی اس بات کی تصدیق ہو جائے یا پھر انکی پابندی ثابت ہو جائے تو ان کے ساتھ

بھی ایسا ہی معاملہ کیا جائے۔

اور جو لوگ اپنے دعووں میں جھوٹے ثابت ہوں تو انکے دعوے موقوف کر دیئے جائیں اور پھر از سر نو ان کے ساتھ صلح کے بارے میں بات چیت کی جائے۔ اور جو لوگ اپنے علاقہ کو چھوڑ کر چلے گئے تو ان کے فیصلے کا اختیار دہیں کے مسلمانوں کو دیدیا جائے کہ اگر وہ چاہیں تو ان سے صلح کر لی جائے۔ اور وہ لوگ ذمی بن جائیں اور اگر وہ چاہیں تو ان کی زمینیں ان کو واپس نہ لوٹائیں اور ان سے لڑائی کریں۔ اور جو اقامت اختیار کرلے اور اطاعت قبول کر لے تو اس کے بارے میں بھی انہی کی صوابدید پر فیصلہ چھوڑ دیا جائے کہ وہ چاہیں تو ان سے جزیہ لینے کا معاملہ طے کرلیں۔ اور یا پھر ان کو جلاوطن کردیں اور اسی طرح کسانوں کا بھی معاملہ کیا جائے یعنی مسلمانوں ہی کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

انس بن حُلیس کے خط کا جواب

حضرت عمر نے انس بن حلیس کے ہاتھ پہنچنے والے خط کے جواب میں یہ خط لکھا:

''حمد و ثناء کے بعد! بے شک اللہ جلالہ نے ہر چیز میں بعض حالات کی بناء پر سہولت اور آسانی کو رکھا ہے لیکن دو چیزوں کو اس رعایت سے مستثنیٰ رکھا ہے (۱) عدل و انصاف (۲) عبادت اور اللہ کی یاد۔ عبادت اور ذکر میں تو کسی بھی حالت میں چھوٹ نہیں ہے۔ اور ذکر کثیر کے بغیر اللہ کی رضا حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور عدل و انصاف میں بھی نزدیک و دور، سختی و نرمی کسی بھی حالت میں چھوٹ نہیں ہے۔ عدل و انصاف بظاہر نرم دکھائی دیتا ہے۔ لیکن یہ سب سے زیادہ طاقتور اور ظلم کو سب سے زیادہ مٹانے والی چیز ہے اور ظلم و ستم کی سب سے زیادہ باطل کی جڑ کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ اور اس کی قوت اتنی ہے کہ یہ کفر کو جھکا کر رکھ دیتا ہے۔

اہل سواد دیہات والوں میں سے جس نے اپنے معاہدے کی پابندی کی اور اسنے دشمن کی تمہارے مقابلے میں مدد کی ہو تو وہ ذمی ہیں اور تمہارے اوپر ان کی ذمہ داری اور ان کے اوپر جزیہ کی ادائیگی ہے۔

لیکن جو کوئی کہتا ہے کہ اس کے ساتھ زبردستی کی گئی اور وہ وہاں سے چلا گیا تھا تو ان کے دعووں کی تصدیق نہ کرو، ہاں اگر تم چاہو تو کر سکتے ہو۔ اور ان کو انکے امن والے مقام پر پہنچا دو۔

ابوالہیاج والے خط کا جواب

حضرت عمرؓ نے ابوالہیاج والے خط کے جواب میں لکھا:

جو لوگ اپنی جگہوں پر جمے رہے اور وہاں سے گئے نہیں اور انہوں نے کسی قسم کا کوئی معاہدہ بھی نہیں کیا تھا تو انہوں نے چونکہ تمہاری مخالفت میں حصہ نہیں لیا اور وہ تمہاری وجہ سے اپنے مقام پر ٹھہرے بھی رہے تو ان کا یہ فعل درحقیقت معاہدہ کرنے کی طرح ہی ہے۔

کسانوں نے بھی اگر اسی طرح کیا ہو تو ان کے ساتھ بھی اسی طرح کا معاملہ کیا جائے۔ اور اگر کسی نے دعویٰ کیا اور پھر اس کا دعویٰ ثابت بھی ہو جائے تو وہ ذمی بن جائے گا اور اگر وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر اسکے دعوے کو مسترد کر دو۔

جزیہ کی پیشکش

ہاں اگر کوئی دشمن کی مدد میں شریک ہو اور تمھارے زیر قبضہ علاقوں سے نکل کر چلا جائے تو پھر اس معاملے میں تم کو من جانب اللہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر تم چاہو تو ان کو ذمی بننے کی پیشکش کر سکتے ہو، اس بات پر کہ وہ اپنی اپنی اراضی میں قیام کریں اور تم کو جزیہ ادا کریں۔ اور اگر وہ اس بات پر آمادہ نہ ہوں تو پھر ان کی زمین اللہ نے تم کو مفت میں دیدی ہے اس کو آپس میں تقسیم کر لو۔

حکم کی تعمیل

جب حضرت سعدؓ کے پاس حضرت عمرؓ کے جوابی خطوط پہنچے تو مسلمانوں نے انکی ہدایات کے مطابق ان لوگوں کو جزیہ ادا کر کے ذمی بننے کی پیشکش کی جو اپنا علاقہ چھوڑ گئے تھے مسلمانوں کی اس پیشکش کو ان لوگوں نے قبول کر لیا اور واپسی اختیار کر لی اور دوسرے ذمی لوگوں کی طرح وہ بھی معاہدہ کے پابند ہو گئے۔ لیکن ان کا خراج و ٹیکس ان سے زیادہ تھا۔

اور جو لوگ وہیں پر ٹھہرے رہے ان کو معاہدین میں ہی شمار کیا گیا۔ اور جن لوگوں کا کہنا یہ تھا کہ ان پر زبردستی کی گئی تھی اور انہوں نے جنگ سے راہ فرار اختیار کر لی تھی تو ان کو واپس لوٹ جانے والوں جیسا ہی شمار کیا گیا اور کھیتی باڑی کرنے والوں کے ساتھ بھی اسی طرح کا سلوک کیا گیا۔

کسریٰ خاندان کی اراضی

مسلمانوں نے کسریٰ کے خاندان کی زمین کو صلح اور معاہدے میں داخل نہیں کیا تھا اسی طرح ان لوگوں کی زمینیں بھی شامل نہیں کی گئی تھیں جو اپنے سرداروں کے ساتھ مل کر چلے گئے تھے اور انہوں نے اسلام یا جزیہ میں سے کسی ایک چیز کو بھی قبول نہ کیا تھا۔ ایسی تمام زمینیں مسلمانوں کے مال غنیمت میں داخل ہوئیں اور یہ تمام اراضی مال غنیمت حاصل کرنے والوں کی ملکیت میں داخل کر دی گئیں۔

سوادِ عراق ذمیوں کے ہاتھ میں

اس کے علاوہ سوادِ عراق کا علاقہ ذمیوں کے ہاتھ میں ہی رہا اور ان سے کسریٰ کے خراج کے مطابق ہی خراج کی وصولی کی جاتی تھی۔ مردوں پر کسریٰ کا خراج انکی جائیداد اور مال و دولت کے مطابق ہوتا تھا۔

سوادِ عراق کا مسئلہ

غنیمت کے مال میں کسریٰ کے متعلقین اور اہل و عیال کی جائیدادیں اور زمینیں شامل تھیں۔ جبکہ آتش کدوں، جنگلات، تالابوں اور پانی کی گذرگاہوں وغیرہ کی اراضی کسریٰ کے خاندان اور انکے متعلقین کی زمینوں سے الگ تھیں، کیونکہ یہ تمام عراق میں پھیلی ہوئی تھیں۔

حکام نے ان زمینوں پر جھگڑوں کے دوران ان کی تقسیم میں سستی سے کام لیا تھا جس کی بناء پر ناواقف سوادِ عراق کی زمینوں کے معاملے میں شبہ میں پڑ گئے اور اگر ذی عقل لوگ ان احمقوں سے اتفاق کر لیتے جنہوں نے حکام سے تقسیم کی درخواست کی تھی، تو یہ زمینیں ان کے درمیان تقسیم ہو جاتیں لیکن عقلمندوں نے تقسیم سے انکار کر دیا تھا اور حکام

نے بھی انہی کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے تقسیم نہ کیا اور عام لوگوں کی بات کو نہ مانا گیا۔ حضرت علیؓ اور انکے علاوہ ان تمام خلفاء نے جن سے تقسیم کرنے کا کہا گیا تھا عقلمندوں کے مشورے کو ہی مانا۔ اس لیے کہ ان کو اندیشہ تھا کہ کہیں آئندہ مسلمان اس کی وجہ سے ایک دوسرے کا قتل نہ شروع کردیں۔

اہل سواد سے معاہدہ

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند محمد بن قیس سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے عامر الشعبی سے پوچھا کہ سواد کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ علاقہ طاقت اور قوت سے فتح کیا گیا تھا اور اسمیں چند قلعوں کے علاوہ باقی تمام زمینیں ایسی تھیں جن کے رہنے والے دوسرے مقامات پر منتقل ہو گئے تھے ان کو صلح کی اور ذمی بننے کی پیشکش کی گئی جس کو انہوں نے قبول کرلیا اور واپس لوٹ کر ذمی بن گئے اور جزیہ ادا کرنے لگے۔ اور مسلمانوں پر ان کی حفاظت کی ذمہ داری عائد ہوگئی۔

ذمی بنانا سنت سے ثابت ہے

ذمی بنانا سنت سے ثابت ہے کیونکہ رسول ﷺ نے دومۃ الجندل کے غزوے میں اسی طرح کا معاملہ فرمایا تھا۔

انکے علاوہ شاہ کسریٰ کے خاندان والوں اور جولوگ انکے ساتھ چلے گئے تھے انکی زمینوں کو مال غنیمت میں شامل کرلیا گیا تھا۔

قلعہ والوں سے معاہدہ

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند طلحہ اور سفیان سے اور یہ دونوں ماہان سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ پاک نے سواد کا علاقہ مسلمانوں کو قوت اور طاقت سے فتح کروایا۔ اسی طرح اسکے اور نہر بلخ کے درمیانی علاقے کو بھی فتح کیا گیا۔ سوائے ایک قلعہ کے کہ اس قلعہ والوں کو صلح کی پیشکش کی گئی تو انہوں نے ذمی بننے کو اختیار کرلیا۔ انکی زمینیں ان کو واپس کردی گئیں۔

اس میں کسریٰ کے خاندان کی زمینیں اور جائیداد داخل نہیں اور نہ ہی اسکے متعلقین کی زمینیں اسمیں شامل ہیں بلکہ ان کی زمینوں کو تو اللہ پاک نے مسلمانوں کو بطور مال غنیمت کے عطا فرمادیا تھا۔

غنیمت کا اصول

کوئی بھی قبضہ اور فتح کیا ہوا مال غنیمت میں اس وقت تک شمار نہیں کیا جاتا جب تک کہ اس کو تقسیم نہ کردیا جائے اور اللہ پاک کے اس قول "مَاغَنِمتُم مِنْ شَیءٍ" میں بھی "غنمتم" کا مطلب "اقتسمتم" ہے یعنی جو تم نے تقسیم کرلیا۔

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، اسمعیل بن مسلم بترتیب سند حسن بن ابوالحسن سے نقل کرتے ہیں کہ "مسلمانوں نے اس علاقے کے اکثر حصے کو قوت اور طاقت کے ذریعے فتح کیا تھا اور انہوں نے وہاں کے رہنے والوں کو پیشکش کی تھی کہ وہ اپنی زمینوں پر لوٹ آئیں اور ذمی بن جائیں اور اس پیشکش کو ان لوگوں نے قبول کرلیا۔ ان کی زمینیں بچ گئیں اور مسلمانوں نے ان کی حفاظت کی۔

سیف، عمرو بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے شعبی سے کہا کہ "لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ سواد والے غلام ہیں؟ تو شعبی کہنے لگے پھر غلاموں سے جزیہ کس بات کا لیا جاتا ہے؟ دراصل بات یہ ہے کہ سواد کے تمام علاقوں کو قوت و طاقت کے ذریعہ سے فتح کیا گیا تھا لیکن مسلمانوں نے وہاں کے رہنے والوں کو اس بات کی دعوت دی کہ وہ واپس لوٹ آئیں چنانچہ وہ واپس آگئے اور ان سے جزیہ لیا گیا تو وہ ذمی بن گئے۔"

زمینیں تقسیم نہ کرنے کی وجہ

اور اصول یہ ہے کہ غنیمت کے مال میں سے تقسیم وہ حصہ کیا جاتا ہے کہ جو چھین کر قبضہ میں آئے لیکن جو مال ایسا ہو کہ اس پر قبضہ ہونے سے پہلے ہی وہاں کے لوگ جزیہ کو مان لیں تو اس مال کے بارے میں یہی طریقہ سنت ہے ،جو کہ اختیار کیا گیا

اہلِ جبل کا معاملہ

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، ابوضمرہ، عبداللہ بن المستورد بترتیب سند محمد بن سیرین سے نقل کرتے ہیں کہ اس علاقے کے تمام شہروں کو قوت وطاقت کے ذریعہ سے فتح کیا گیا، سوائے چند قلعوں کے کہ وہاں کے لوگوں نے قبضہ سے قبل ہی مسلمانوں سے معاہدہ کر لیا تھا اور اس کے بعد ان لوگوں کو کہ جن کو زور وقوت سے فتح کیا گیا تھا مسلمانوں کی طرف سے واپس اپنی زمینوں پر آنے اور جزیہ ادا کر کے ذمی بننے کی پیشکش کی گئی انہوں نے اس کو مان لیا اور وہ ذمی بن گئے البتہ جو پہاڑوں والے تھے ان کے ساتھ برابر مال غنیمت والا معاملہ ہی کیا جاتا رہا۔

جزیہ کا عہد نبوی سے ثبوت

حضرت عمرؓ اور مسلمانوں نے یہ جو جزیہ لے کر ذمی بنانے کا کام کیا تھا تو درحقیقت ان کا یہ عمل رسول ﷺ کے آخری عمل کے مطابق تھا۔ کیونکہ جیسے حضور ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو تبوک سے دومۃ الجندل کی جانب روانہ کیا تھا تو حضرت خالدؓ اس کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اس کے بادشاہ اکیدر بن عبدالملک کو گرفتار کر کے قید کر لیا۔ اور یہی سلوک انہوں نے عریض کے دونوں بیٹوں کے ساتھ بھی کیا اور ان دونوں کو پکڑ لیا اور پھر ان سے جزیہ کی ادائیگی پر ذمی بننے کا معاہدہ کیا اسی طرح ابلہ کے حاکم یُحنہ بن رؤبہ کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا گیا تھا۔

جھوٹی روایات

اور جس نے بھی اس کے خلاف بیان کیا ہے اس نے درحقیقت ائمہ کرام اور سچے راویوں کی تکذیب کی ہے اور ان پر طعن کیا ہے۔

اہلِ سواد غلام نہیں بلکہ ان سے معاہدہ کیا گیا تھا

سیف راویت کرتے ہیں کہ حجاج الصواف سے اور وہ حذیفہ کے مولی مسلم سے نقل کرتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار نے دیہات والوں (اہل سواد) میں سے اہل کتاب کی عورتوں سے شادیاں کر لی تھیں۔ اور اگر اہل سواد غلام تھے تو پھر یہ مسلمانوں کے لیے جائز نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ اہل کتاب کی باندیوں سے نکاح کرنا ناجائز ہے اس لیے کہ اللہ پاک فرماتے ہیں:

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ
الْمُؤْمِنَاتِ......... مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ......... الاية
کہ تم میں سے جو کوئی پاکدامن آزاد خواتین سے نکاح کی گنجائش نہیں رکھتے تو وہ تمھاری کسی مؤمنہ باندی سے (نکاح کر سکتا ہے)

اس آیت میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی لونڈی کا ذکر نہیں ہے بلکہ مؤمنہ باندی کی قید لگائی گئی ہے۔ خلاصہ تمام بحث کا یہ ہوا کہ اہل سواد غلام نہ تھے بلکہ ان کے ساتھ معاہدہ کیا گیا تھا۔

حضرت عمرؓ کا حضرت حذیفہ کو پیغام

سیف عبدالملک بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں اور وہ سعید بن جبیرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے حضرت حذیفہ کو مدائن کا گورنر مقرر فرمایا اور مسلمان عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو حضرت عمرؓ نے حضرت حذیفہؓ کی طرف پیغام بھیجا کہ مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ تم نے مدائن کے اہل کتاب کی ایک عورت سے عقد نکاح کر لیا ہے اگر واقعی ایسا ہی ہے تو تم اس کو طلاق دیدو۔

حضرت حذیفہ کا جواب

اس پر حضرت حذیفہ نے حضرت عمرؓ کو جواب میں یہ خط لکھا کہ ''میں اس وقت تک آپ کی بات نہیں مان سکتا جب تک کہ آپ مجھے یہ نہ بتائیں کہ آیا یہ کام حلال ہے یا حرام؟ اور دوسرا یہ کہ آپ درحقیقت کیا چاہتے ہیں''

حضرت عمرؓ کا جوابی خط

اس پر حضرت عمرؓ نے جواب لکھا کہ ''یہ نکاح حلال ہے لیکن بات دراصل یہ ہے کہ عجمی عورتوں میں ایسی کشش کہ یہ ایک گونہ فریب ہیں اگر تم انکی طرف توجہ کرو گے تو یہ تمھاری دوسری عورتوں کے معاملے میں تم پر غالب آجائیں گی۔

تعمیلِ حکم

اسی پر حضرت حذیفہ مطمئن ہو کر فرمانے لگے اب بات واضح ہوگئی۔ حذیفہ نے اس عورت کو طلاق دے کر جدا کر دیا۔

اہل کتاب عورتوں سے نکاح اور طلاق

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، اشعث بن سوار ابوالزبیر بترتیب سند حضرت جابر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعدؓ کے ساتھ جنگ قادسیہ میں خود شرکت کی تھی۔ ہم لوگوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کر لیے کیونکہ ہمیں مسلمان عورتیں زیادہ تعداد میں نہ مل سکی تھیں۔ پھر جب ہماری وہاں سے واپسی ہوئی تو ہم میں سے بعض لوگوں نے تو ان کو طلاق دیکر الگ کر دیا جبکہ کچھ مسلمانوں نے ان کو اپنے نکاح میں رو کے رکھا۔

حقیقت حال سے بعض لوگوں کی ناواقفیت

سیف روایت کرتے ہیں عبدالملک بن ابی سلیمان سے اور وہ سعید بن جبیر سے نقل کرتے ہیں کہ سواد کا علاقہ

بزورِ فتح کیا گیا تھا۔ وہاں کے باشندوں کو مسلمانوں نے واپس لوٹ آنے اور جزیہ ادا کرنے کی پیشکش کی اور وہ واپس آ کر ذمی بن گئے اور جزیہ ادا کرنے لگے۔ البتہ شاہ کسریٰ کے خاندان والوں اور اسکے تعلق داروں کی مملوکہ جائیداد اور زمینیں مالِ غنیمت میں داخل کیے گئے۔ اہل کوفہ کا مسلک یہی ہے کہ کچھ لوگوں نے جو حقیقت حال سے واقف نہیں تھے، تمام سواد والوں کو اسی مالِ غنیمت میں داخل کر دیا ہے حالانکہ حقیقت اس سے مختلف ہے۔

معاہدہ کی زمین اور مالِ فئے کی زمین

سیف، مستیز بن یزید سے اور وہ ابراہیم بن یزید النخعی سے نقل کرتے ہیں کہ سواد کے علاقے پر قوت و طاقت سے قبضہ کیا گیا تھا، پھر وہاں کے باشندوں کو واپس لوٹنے کی پیشکش کی گئی۔ جس نے اس کو مالِ غنیمت میں داخل کر لیا۔ اسی بناء پر جبل سے لے کر عذیب تک کا جو سواد کا علاقہ ہے اور اسی طرح سے جبل کی اندرونی زمین سب مالِ فئے میں سے ہے اور اس کو فروخت نہیں کیا جا سکتا۔

سیف ''محمد بن قیس سے اور وہ شعبی سے اسی قسم کا قول نقل کرتے ہیں کہ جبل اور عذیب کے درمیانی علاقے کو جو کہ مالِ فئے میں سے ہے، فروخت کرنا ناجائز ہے۔

خمس میں سے انعامات

سیف، عمرو بن محمد سے اور وہ عامر سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں حضرت زبیر، خباب، ابن مسعود، ابن یاسر اور ابن ھبار وغیرہ کو جائیدادیں دی گئیں۔ اگر حضرت عثمان کا یہ فعل غلط تھا تو جن لوگوں نے اس کو قبول کر لیا وہ تو بدرجہ اولیٰ زیادہ غلطی کے مرتکب ہوئے حالانکہ یہ وہی حضرات ہیں جن کے ذریعہ سے ہم کو اپنے دین کا علم حاصل ہوا ہے۔ بلکہ حضرت عمرؓ نے بھی اپنے زمانہ میں حضرت طلحہ، جریر بن عبداللہ، ربیل بن عمرو کو جائیدادیں دی تھیں۔ اور ابومفزر کو دارالفیل (ہاتھی خانہ) دیا تھا۔ اور یہ حضرات بھی وہی ہیں جن کے ذریعے سے ہم تک دین پہنچا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ یہ جائیدادیں مالِ غنیمت کے پانچویں حصے سے بطور تحفہ و انعامات کے دی گئی تھیں۔

حضرت عمرؓ کا خط

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت جریر بن عبداللہ کے ہاتھ عثمان بن حنیف کو خط بھیجا جس میں یہ ہدایت تھی ''حمد و ثناء کے بعد! تم جریر بن عبداللہ کو انکی گذارن اور خرچہ کے قابل جائیداد دیدو اس طرح کہ نہ کم ہو اور نہ زیادہ''

عثمان بن حنیف کا جوابی خط

اسکے جواب میں عثمان بن حنیف نے حضرت عمرؓ کو یہ خط لکھا ''جریر میرے پاس آپ کی جانب سے ایک خط لائے ہیں کہ آپ نے ان کی گذارن کے بقدر جائیداد بخشنے کا حکم صادر فرمایا ہے؟ میں نے آپ سے رجوع کرنے سے قبل ہی فیصلہ کر دینا مناسب نہ سمجھا اس لیے یہ خط لکھ کر حقیقت دریافت کر رہا ہوں۔

حضرت عمر کی تصدیق

انکے اس استفسار پر حضرت عمرؓ نے جواب لکھا ''جریر سچ کہتے ہیں، تم اس حکم کو پورا کرو۔ بہر حال تم نے یہ اچھا کیا کہ مجھ سے پوچھ لیا۔

اسی طرح حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ کو بھی جائیداد دی تھی۔

علیؓ کی طرف سے بخشش

حضرت علیؓ نے کردوس بن ھانی ءالکردوسیہ اور سوید بن غفلۃ الجعفی کو جائیدادیں دی تھیں۔

سیف، ثابت بن حرم بترتیب سند سوید بن غفلۃ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے جائیداد مانگی تو وہ فرمانے لگے لکھو! یہ دستاویز ہے اس بات کی کہ علی نے سوید کو "داذویہ" کی یہاں سے یہاں تک کی زمین دیدی ہے۔

حضرت عمرؓ کی ہدایت

سیف، مستنید بترتیب سند ابراہیم بن یزید سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارا کسی قوم سے معاہدہ ہو جائے تو اس موقع پر تم ان کے لشکروں کے نقصانات سے بری ہو جاؤ۔

تعمیل حکم

جب بھی مسلمانوں کا کسی سے معاہدہ ہوتا تو وہ دستاویز صلح میں یہ بات بھی درج کر دیتے تھے کہ ہم لشکروں کے نقصانات سے براۃ کا اظہار کرتے ہیں۔

قادسیہ کے سن وقوع میں اقوال

(۱) واقدی کہتے ہیں کہ قادسیہ کی لڑائی اور اس کی ابتداء ۱۶ ہجری میں ہوئی ہے۔

(۲) جب کہ بعض کوفہ والوں کا کہنا یہ ہے کہ یہ لڑائی ۱۴ ہجری میں پیش آئی۔
لیکن مستند اور قابل اعتماد قول ہمارے نزدیک ۱۴ ہجری کا ہے

(۳) جبکہ محمد بن اسحاق کا کہنا ہے کہ جنگ قادسیہ ۱۵ ہجری میں پیش آئی۔ جیسا کہ ان کی روایت کے ذیل میں گذشتہ صفحات میں گذر چکا ہے۔

تعمیر بصرہ کا تذکرہ

تراویح کا حکم

ابوجعفر کہتے ہیں کہ ۱۴ ہجری میں حضرت عمر فاروقؓ نے مسلمانوں کو رمضان میں مدینہ میں مساجد کے اندر قیام (نماز تراویح) کا حکم فرمایا اور اسی طرح مدینہ کے علاوہ باقی شہروں کے مسلمانوں کی طرف بھی یہ حکم لکھ بھیجا۔

عتبہ بن غزوان کی روانگی

اور اسی سال ۱۴ ہجری میں ہی حضرت عمرؓ نے بصرہ کی طرف حضرت عتبہ بن غزوان کو روانہ فرمایا۔ اور ان کو وہاں اپنے ساتھیوں سمیت قیام کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ وہ ایرانی فوج کو مدائن اور اسکے مضافات میں آنے سے روکیں۔ یہ تو مدائنی کا قول اور اس کی روایت ہے۔ اور سیف کا کہنا ہے کہ بصرہ شہر کی تعمیر ۱۶ ہجری میں موسم بہار

میں عمل میں آئی۔اور حضرت عتبہ بن غزوان مدائن سے بصرہ کی جانب اس وقت گئے تھے کہ جب حضرت سعدؓ جلولاء، تکریت اور حصنین کے معرکوں سے فارغ ہو چکے تھے۔اور ان کو حضرت سعدؓ نے حضرت عمر کے حکم کرنے پر روانہ کیا تھا۔

حضرت عمر کا اندیشہ

سری نے لکھا ہے کہ شعیب، عمر بن شیبہ، علی بن محمد، ابومخنف، مجالد بترتیب سند شعبی سے نقل کرتے ہیں کہ ۱۴ ہجری صفر کے مہینے میں مہران کو قتل کیا گیا۔اس وقت حضرت عمرؓ نے عتبہ بن غزوان سے یہ ارشاد فرمایا کہ ''اللہ پاک نے حیرۃ اور اسکے آس پاس کے علاقوں کو تمھارے بھائیوں کے ہاتھ پر فتح کرادیا ہے۔اور اس علاقے کے بڑے لوگوں میں سے ایک بڑا آدمی قتل ہو گیا ہے۔ مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ ان کے ایرانی بھائی ان کی مدد کریں گے

حضرت عتبہ کو ہدایات

لہذا ان حالات کی بناء پر میں نے تم کو سرزمین ہند کی جانب بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔تاکہ تم وہاں جاکر ان لوگوں کو اس بات سے روک دو کہ وہ تمھارے ساتھیوں کے برخلاف اپنے بھائیوں کی مدد کریں اور تاکہ تم ان سے قتال کرو۔شاید کہ اللہ پاک تم کو فتح سے نواز دیں۔ اب تم اللہ کا نام لے کر چل پڑو اور جتنا ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہنا۔اور عدل وانصاف کا دامن نہ چھوڑنا اسی کے مطابق فیصلے کرنا، نمازوں کی ادائیگی انکے اوقات پر کرنا اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتے رہنا۔

دیہاتیوں کی شمولیت

حضرت عمرؓ کی ان ہدایات کے بعد حضرت عتبہ اپنے ساتھ تین سو دس سے کچھ اوپر سپاہیوں کو لے کر چل پڑے۔راستے میں کچھ بدو اور دیہات والے بھی انکے ساتھ شامل ہوتے گئے جس کی وجہ سے بصرہ تک پہنچتے پہنچتے ان کی تعداد تقریباً پانچ سو ہو گئی۔

خریبہ میں آمد اور حضرت عمرؓ کو خط لکھنا

یہ لوگ بصرہ میں ربیع الاول یا ربیع الاخر ۱۴ ہجری میں پہنچے۔اس وقت بصرہ کو سرزمین ہند (کی سرحد) کہا جاتا تھا۔
یہ لوگ ''خریبہ'' کے مقام پر فروکش ہوئے۔اور یہاں سے انہوں نے حضرت عمرؓ کو ایک خط لکھا جس میں ان کو اس جگہ کی صورتحال سے آگاہ کیا۔

حضرت عمرؓ کی ہدایت

ان کے خط کے جواب میں حضرت عمرؓ نے ان کی طرف سے ہدایت نامہ بھیجا کہ ''تم مسلمانوں کو یکجا رکھو اور ان کو متفرق اور منتشر نہ کرو۔چنانچہ حضرت عتبہ نے وہاں پر کئی ماہ تک قیام رکھا لیکن اس تمام عرصہ میں نہ تو انہوں نے کسی سے لڑائی کی اور نہ ہی ان کو کسی لشکر سے سابقہ پڑا۔محمد بن بشار نے ہم کو صفوان بن عیسیٰ الزہری کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہ عمرو بن عیسیٰ ابونعامۃ العدوی سے نقل کرتے ہیں اور وہ خالد بن عمیر اور ابوالرقار شویس سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت

عمرؓ نے حضرت عتبہ بن غزوان کو بھیجا اور ان کو درج ذیل ہدایت دی

حضرت عمر کا حکم

تم اپنے ساتھیوں کو لے کر سفر کرتے رہو۔ حتی کہ جب تم عرب کے اخیر علاقے اور عجم کے شروع علاقے تک پہنچو تو وہاں قیام کرنا۔ یہاں پہنچ کر ان کو عجیب سے چھوٹے چھوٹے سفید پتھروں والی زمین دکھائی دی تو وہ کہنے لگے ''یہ کیسی سفید پتھریلی زمین ہے؟ اس کے بعد وہ آگے چلے تو چھوٹے پل تک پہنچ گئے۔ یہاں انہوں نے دیکھا کہ کانٹے دار جھاڑیاں اور بانس اگے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر مسلمان آپس میں کہنے لگے یہی وہ مقام ہے یہاں ہمیں اترنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان لوگوں نے وہیں پر فرات کے گورنر سے پہلے ہی پڑاؤ ڈال دیا۔

حاکمِ فرات کی پیش قدمی اور ہرزہ رسائی

فرات کے گورنر کو اس کے لوگوں نے جا کر خبر دی کہ یہاں پر ایک لشکر فروکش ہوا ہے جس کے ساتھ جھنڈا بھی ہے اور وہ آپ سے لڑائی کی تیاری کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ چار ہزار سواروں کو لے کر چلا آیا جب اس نے مسلمانوں کی فوج دیکھی تو کہنے لگا ان کی کل تعداد بس یہی ہے جو کہ نظر آ رہی ہے۔ جاؤ ان کی گردنوں میں رسیاں ڈال کر کھینچتے ہوئے میرے پاس لے آؤ۔ ادھر مسلمانوں کے سالار لشکر حضرت عتبہؓ ورد ار باتیں کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی معیت میں لڑائیوں میں شرکت کی ہے۔

دشمن کو شکست اور حاکم فرات کی گرفتاری

پھر جب زوال کا وقت ہوا تو انہوں نے مسلمانوں کو حملہ کرنے کا حکم دیدیا۔ جس پر انہوں نے دشمن پر ہلہ بول دیا اور سب کو قتل کر دیا حتی کہ سوائے فرات کے گورنر کے کوئی ایک بھی نہ بچا، اس کو پکڑ کر قید کر لیا گیا۔

منبر کی تیاری

پھر حضرت عتبہ بن غزوان نے مسلمانوں سے کہا کہ ہمارے لیے کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جو ذرا صاف ستھری ہو۔ اس دن دراصل گرمی اور حبس تھا اور ساتھ ساتھ گرد و غبار خوب تھا تو مسلمانوں نے انکے لیے اونچی جگہ پر ایک منبر تیار کیا تو اس پر کھڑے ہو کر حضرت عتبہ نے مسلمانوں کے سامنے کچھ اس طرح تقریر فرمائی

حضرت عتبہ کی تقریر

''بیشک دنیا تو جدا ہو گئی ہے اور وہ تیزی سے پیٹھ موڑ کر چلی گئی ہے بس اس کا صرف اتنا سا حصہ باقی رہ گیا ہے جتنا کہ برتن میں آخر میں رہ جاتا ہے۔ تم اس دنیا سے دار القرار یعنی آخرت کی طرف ضرور منتقل ہونے والے ہو۔ لہذا وہاں جانے کے لیے مکمل تیار ہو جاؤ۔

یہ بات مجھے بتائی گئی ہے کہ اگر جہنم کے کنارے سے کسی چٹان کو نیچے گرایا جائے تو وہ ستر سال تک نیچے جاتی ہے (یعنی جہنم اتنی گہری ہے) اور جہنم کو ضرور بھرا جائے گا۔

اور کیا تم کو اس بات پر تعجب ہے جبکہ یہ بات بھی میرے سامنے ذکر کی گئی ہے کہ جنت (کے کواڑ) کی دو چوکھٹوں کے درمیان کا فاصلہ چالیس سال کا ہے۔ اور اسکے باوجود بھی اس پر ایک دن ایسا

بھی آئے گا کہ وہ جنتیوں کے ازدھام سے بھر جائے گی۔ اور تحقیق میں نے اپنا وہ حال بھی دیکھا ہے کہ جب رسول ﷺ کا ساتھ دینے اور آپ پر ایمان لانے والے سات آدمیوں میں سے ایک میں بھی تھا، ہماری غذا درختوں کے پتوں کے علاوہ کچھ نہ تھی جس کی بناء پر ہمارے ہونٹ سوج گئے تھے۔ میرے پاس صرف ایک ہی چادر تھی جس کو میں نے پھاڑ کر دو حصے کر لیے ایک اپنے لیے اور دوسرا حصہ حضرت سعدؓ کو دیدیا تھا۔ اور اب (حال یہ ہے کہ) انہی سات ساتھیوں میں سے ہر ساتھی کسی نہ کسی بڑے شہر کا امیر اور سردار ہے۔ اور (یاد رکھو) ہمارے بعد بھی لوگوں کو (مختلف طریقوں سے) آزمایا جائے گا۔

بصرہ آمد کی وجہ

سیف روایت کرتے ہیں محمد، طلحہ، مہلب اور عمرو سے کہ انہوں نے بیان کیا کہ جب حضرت عتبہ بن غزوان المازنی، جن کا تعلق قبیلۂ بنومازن بن منصورہ سے تھا، مدائن سے سرزمین ہند کی سرحد کی جانب روانہ ہوئے تو انہوں نے جزیرہ العرب کے سامنے ساحل پر پڑاؤ ڈالا۔ یہاں پر تھوڑا سا قیام کیا تو یہ مقام ان کے لیے موافق نہ ہوا۔ جس پر انہوں نے خط لکھ کر حضرت عمر کے سامنے اس شکایت کو پیش کیا۔ تو حضرت عمرؓ نے جواب میں ان کو ہدایت لکھ بھیجی کہ وہ تین منزلوں کے بعد پتھریلی جگہ پر قیام کر لیں۔ چنانچہ یہ وہاں سے چل کر چوتھی منزل بصرہ پر فروکش ہوئے۔

بصرہ کی وجہ تسمیہ

اور بصرہ دراصل ایسی زمین کو کہا جاتا ہے کہ جس کے پتھر چونے کے ہوں (اور یہاں کے پتھر ایسے ہی تھے لہذا اس کا نام بصرہ پڑ گیا)

بصرہ اور کوفہ کا آباد ہونا

انہوں نے مسلمانوں کو دریائے دجلہ سے ایک بند بھی لگانے کا حکم دیا جس پر انہوں نے ایک نہر نکالی۔ اور بصرہ والوں کا بصرہ کو وطن بنانا اور کوفہ والوں کا کوفہ کو وطن بنانا اور اس میں رہنا یہ ایک زمانہ اور ایک ہی مہینے میں ہوا ہے۔ بصرہ میں آنے سے قبل اہل بصرہ کا اصلی مقام دریائے دجلہ کا کنارہ تھا۔ لیکن ان کو وہ مقام موافق نہ کرتا تو وہ اپنا مقام بدل لیتے تھے۔ اس طرح انہوں نے کئی مرتبہ کیا حتی کہ وہ آگے بڑھتے رہے اور ساتھ ساتھ نہر بھی کھودتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے بصرہ کو اپنا وطن بنالیا۔ جبکہ کوفہ والوں کا اصل مقام کوفہ سے قبل مدائن تھا اور اس کو چھوڑ کر انہوں نے کوفہ کو وطن بنایا۔

بصرہ کی تعمیر بھی کوفہ ہی کی طرز پر کی گئی یعنی دونوں کا نقشہ ایک ہی جیسا تھا ہم ... ان کو آباد کرنے کی ذمہ داری ابوالحرباء عاصم بن الدلف، جن کا تعلق بنوغیلان بن مالک بن عمرو بن تمیم سے تھا، کے سپرد کی گئی۔

قطبۃ بن قتادۃ کی کاروائیاں

عمر مدائنی سے اور وہ نضر بن اسحق السلمی سے نقل کرتے ہیں کہ قطبۃ بن قتادۃ السدوسی بصرے کے قریب خریبہ کے مقام پر اسی انداز سے چھاپہ مار کاروائیاں کرتے تھے جس انداز سے مثنیٰ بن حارثہ الشیبانی "حیرۃ" کے

مضافات میں کاروائی کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی جانب خط

انہوں نے حضرت عمرؓ کو ایک خط لکھ کر اس مقام کی اہمیت سے مطلع کیا اور ان کو لکھا کہ اگر مجھے تھوڑی تعداد میں کچھ فوج مل جائے تو میں اس کے ذریعہ سے نزدیکی عجمیوں پر بآسانی غلبہ حاصل کر سکتا ہوں۔ اور ان کو اس علاقے سے جلاوطن کر سکتا ہوں۔ اس علاقے کے لوگوں میں دراصل ان کا ڈر اور ہیبت بیٹھ گئی ہے۔

قیام کرنے کا حکم

اس پر حضرت عمرؓ نے ان کو جواباً یہ خط بھیجا ''میرے پاس تمہارا خط پہنچا کہ اپنے نزدیکی عجمیوں پر حملے کر رہے ہو۔ جس میں تم کو بتوفیق ایزدی کامیابی بھی حاصل ہو رہی ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ اسی مقام پر قیام پذیر رہو۔ اور اپنے ساتھیوں کی دیکھ بھال کرتے رہو تا آنکہ میرا اگلا ہدایات نامہ تمہارے پاس آئے۔

حضرت شریح کی روانگی اور شہادت

پھر حضرت عمرؓ نے حضرت شریح بن عامر کو روانہ فرمایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ تم اس علاقے میں جا کر مسلمانوں کی کمر مضبوط کرو! وہ بصرہ پہنچے اور وہاں ''قطبہ'' کو چھوڑ کر آگے ''اہواز'' کی طرف لوٹ آئے اور وہاں سے آگے بڑھ کر وہ ''دارس'' کے مقام پر پہنچے تو یہاں پر عجمیوں کی ایک فوجی چھاؤنی اور اسلحہ خانہ تھا انہوں نے حضرت شریح کو شہید کر دیا ان کی شہادت کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہ بن غزوان کو روانہ فرمایا۔

حضرت عتبہ کی روانگی اور ان کو ہدایات

حضرت عمرؓ نے بیان کیا کہ علی، عیسیٰ بن یزید، عبدالملک بن حذیفہ اور محمد بن الحجاج بترتیب سند عبدالملک بن عمیر سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے عتبہ بن غزوان کو بصرہ بھیجتے ہوئے ان سے یہ باتیں کہیں۔ اے عتبہ! میں تم کو سرزمین ہند کی سرحد کا گورنر بنا دیا ہے اور یہ دشمن کی جولان گاہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تم کو اس کے اردگرد پر غلبہ عطا کرے گا اور ان کے مقام میں تم کو اپنی مدد و نصرت سے نوازے گا۔

علاء بن حضرمی کو خط

اس کے بعد تم دشمن کو اللہ کی طرف بلاؤ جو تمہاری دعوت پر لبیک کہے تو تم اس کے اسلام لانے کو قبول کر لو۔ اور جو تمہاری دعوت قبول کرنے سے انکار کر دے تو تم اس کو ذلت اور رسوائی کے ساتھ جزیہ ادا کرنے کی دعوت دو اور اگر وہ اس سے بھی انکار کریں تو پھر اب تلوار ہی سے فیصلہ ہوگا اور مزید کسی صلح اور معاہدہ کی ضرورت نہیں۔

ذلت کے بعد عزت

تم اپنی سلطنت کے امور میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا نفس تم کو تکبر کی طرف کھینچ کر لے جائے اور پھر تمہارے اور تمہارے دیگر بھائیوں (مسلمانوں) کے درمیان معاملات خراب ہو جائیں تمہیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ تم نے رسول ﷺ کی صحبت کا شرف بھی حاصل کیا ہے اور

اللہ نے تم کو ذلت اور کمزوری کے بعد عزت اور طاقت سے نوازا ہے۔ حتیٰ کہ تم ایک سردار بن چکے ہو اور لوگوں پر تم کو بادشاہ بنادیا گیا ہے۔ تمھاری اطاعت اور فرمانبرداری کی جاتی ہے۔ تمھاری باتوں کو سنا جاتا ہے تم حکم کرتے ہو سو مانا جاتا ہے۔ یہ نعمت کتنی اچھی ہے اگر یہ تم کو تمھارے رتبے سے اونچا تر کردے اور تم کو اپنے زیرنگین لوگوں کے سامنے تکبر اور بڑائی میں مبتلا نہ کردے تم اس نعمت میں اس طرح دیکھ بھال اور احتیاط سے رہنا جس طرح کہ تم گناہ سے اپنے دامن کو بچاتے ہو۔ بلکہ یہ نعمت تو میرے نزدیک اس سے زیادہ خطرے والی اور ڈرنے کی چیز ہے۔ کیونکہ اس کے مکروفریب میں تمھارے پھنسنے کا جلد اندیشہ ہے۔ اور اس کے بعد سے تمھیں اتنا نیچے گرادے گی کہ تمھارا ٹھکانہ جہنم بن جائے گا۔ اللہ مجھ کو اور تم کو اس سے محفوظ رکھے۔ اس لیے کہ جب مسلمانوں نے اللہ پاک کی طرف تیزی سے چلنا شروع کیا تو دنیا اپنی زیب و زینت کے ساتھ ان کے سامنے آ گئی۔ انہوں نے اس کو اختیار کرلیا۔ تم اللہ ہی کو مقصود بناؤ اور دنیا کا ہرگز ارادہ نہ کرو اور ظالموں کے پچھڑنے اور گرنے کی جگہ سے اپنے کو بچاؤ۔

عتبہ بن غزوان کا بصرہ پہنچنا

عمر بن شبیۃ نے بیان کیا کہ علی ''ابو اسمعیل الھمدانی اور ابو مخنف مجالد بن سعید بترتیب سند شعبی سے نقل کرتے ہیں کہ ''حضرت عتبہ بن غزوان تین سو سپاہیوں کو لے کر بصرہ کی طرف آئے۔ یہاں پر ان کو بانسوں کا جنگل نظر آیا۔ اور انہیں مینڈکوں کے ٹرانے کی آوازیں سنائی دیں تو انہوں نے کہا۔ امیر المومنین نے مجھے ہدایت کی ہے کہ جس جگہ عرب کا آخری مقام اور عجم کا ابتدائی مقام ہو تو وہاں پڑاؤ ڈال دینا اور یہی وہ مقام ہے۔ اب ہمیں اسی جگہ پر اتر کر اپنے خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیئے۔

ابلہ میں پڑاؤ ڈالنا

چنانچہ وہ خریبہ کے مقام پر فروکش ہوگئے اور ابلہ کے مقام پر پانچ سو عجمی سپاہی جن کا تعلق اساورۃ قوم سے تھا، یہ ابلہ کی حفاظت پر مامور تھے اس لیے کہ وہ چین اور اس کے نزدیکی علاقوں سے آنے والی کشتیوں کی بندرگاہ تھی، عتبہ یہاں سے چل پڑے اور پھر اجانہ کے قریب انہوں نے پڑاؤ ڈال دیا۔ یہاں پر ان کا قیام کوئی ایک ماہ کے قریب رہا۔

ابلہ والوں سے جنگ

اسکے بعد ابلہ والے انکے مقابلے پر آئے تو حضرت عتبہ بھی ان کے مقابلے کے لیے تیار ہوگئے۔ انہوں نے قطبۃ بن قتادہ السدوسی، اور قسامۃ بن زہیر المازنی کو دس گھڑسوار دے کر اپنی پشت پر کرلیا۔ اور ان دونوں کو یہ ہدایات دیں کہ ''تم دونوں ہماری پشت پر رہو! اور تمھارا کام یہ ہے کہ تم بھاگنے والے کو واپس آگے بڑھاؤ اور اگر دشمن ہماری پشت پر حملہ کرنے کی کوشش کرے تو اس کا جواب دو۔''

مسلمانوں کی فتح

اسکے بعد دونوں لشکروں میں جنگ چھڑ گئی۔ مسلمانوں کو ابھی لڑتے ہوئے اتنی دیر بھی نہ ہوئی تھی کہ جتنی دیر

میں اونٹ کو ذبح کر کے اس کو تقسیم کیا جاتا ہے کہ اللہ پاک نے اہل اسلام کو دشمن پر غلبہ عطا فرمادیا اور دشمن کو ہزیمت سے دوچار ہونا پڑا اور اسکے سپاہی راہ فرار اختیار کر کے شہر کے اندر گھس گئے۔ اور حضرت عتبہ بن غزوان دوبارہ اپنے لشکر میں لوٹ آئے۔

شہر میں داخلہ اور مال غنیمت

پھر یہاں پر انہوں نے چند دن پڑاؤ ڈالے رکھا۔ اسی دوران اللہ پاک نے دشمن کے دل میں مسلمانوں کا ایسا خوف اور ڈر بٹھادیا کہ وہ شہر سے نکل کر تھوڑا بہت سامان اپنے ساتھ لے کر کشتیوں میں بیٹھے اور دریائے فرات عبور کر کے چلے گئے اس طرح پورا شہر خالی ہو گیا۔ اور اسلامی فوج شہر میں داخل ہوگئی۔ یہاں پر انکو کافی سامان، ہتھیار اور دیگر مختلف چیزیں ہاتھ آئیں جن پر قبضہ کرلیا گیا۔ اسکے علاوہ نقدی بھی ملی جس کو اہل لشکر میں تقسیم کر دیا گیا۔ ہر ہر سپاہی کو دو دو درہم ملے۔

مال غنیمت کی تقسیم

حضرت عتبہ نے نافع بن الحارث کو ابلہ سے حاصل شدہ مال غنیمت پر مقرر کیا۔ انہوں نے اس کا پانچواں حصہ الگ کر کے باقی مال لشکر میں تقسیم کر دیا۔ اور پھر حضرت عتبہ نے اس تقسیم کار کی اطلاع حضرت نافع کے ذریعہ سے لکھ کر حضرت عمر کی طرف بھیج دی۔ بشیر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ”حضرت نافع بن الحارث نے ابلہ کی جنگ میں نو سپاہیوں کا کام تمام کیا۔ ابوبکرہ کے ہاتھ سے چھ آدمی قتل ہوئے۔

دو ہزار کا وظیفہ

داور بن ابی ہند بیان کرتے ہیں کہ ”اسلامی لشکر کے قبضہ میں ربلہ میں چھ سو دراہم نقد آئے۔ اس کو تقسیم کرنے پر ہر ہر سپاہی کے حصے میں دو دو درہم آئے۔ تو اس طرح کل تین سو سپاہیوں کے حصے میں یہ دو دو درہم آئے۔ حضرت عمرؓ نے ان دو دو درہم والوں کو دو دو ہزار وظیفہ دیا۔

ابلہ کی فتح ۱۴ ہجری میں ماہ رجب یا شعبان میں ہوئی ہے۔

چند مشہور حضرات

شعبی بیان کرتے ہیں کہ ابلہ کی فتح میں دو سو ستر مسلمان شریک تھے۔ جن میں سے کچھ مشہور لوگ یہ تھے:
(۱) ابوبکرہ (۲) نافع بن الحارث (۳) سہیل بن معبد (۴) مغیرہ بن شعبہ (۵) مجاشع بن مسعود (۶) ابومریم العلوی (۷) ربیعہ بن کلدۃ بن ابی الصلت الثقفی (۸) اور حجاج۔

عبایہ بن عبد عمرو سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عتبہ کے ساتھ ابلہ فتح میں شرکت کی تھی اور میں اس موقع پر حاضر تھا۔ حضرت عتبہ نے نافع بن الحارث کو فتح کی خبر سنانے کے لیے حضرت عمرؓ کی طرف روانہ کیا۔

دست میسان سے مقابلہ اور انکو شکست

ہمارے لیے مقابلہ میں دستِ میسان کے لوگ اکٹھے ہوگئے تھے۔ حضرت عتبہ نے ان کی جانب چلنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ چنانچہ ہم نے انکی طرف پیش قدمی کی۔ دست میسان کے حاکم ”مرزبان“ سے ہماری مڈبھیڑ ہوگئی اور ہم

نے اس کے ساتھ مقابلہ کیا حتی کہ بحکم الٰہی اسکے ساتھیوں کو شکست سے دو چار ہونا پڑا اور مرزبان کو پکڑ کر قید کر لیا گیا۔ اس کے پٹکے اور قبا پر قبضہ کر کے اسے حضرت عتبہ نے انس بن حجیۃ الیشکری کے ساتھ حضرت عمر کے پاس بھیج دیا۔

بصرہ میں مسلمانوں کی آمد

ابوالملیح الہذلی کہتے ہیں کہ حضرت عتبہ نے دست میسان کے حاکم رزبان کے پٹکے کو انس بن حجیہ کے ہاتھ حضرت عمر کے پاس بھیج دیا۔ حضرت عمر نے ان سے مسلمانوں کا حال احوال دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ دنیا تو مسلمانوں پر برس رہی ہے۔ وہ سونے اور چاندی میں کھیل رہے ہیں۔ انکی اس بات کے بعد مسلمانوں نے بصرے کی جانب آنا شروع کر دیا اور وہاں آباد ہو گئے۔

حضرت عتبہ کی روانگی

علی بن زید کہتے ہیں کہ جب عتبہ کو ابلہ سے فراغت ملی تو دست میسان کے حاکم نے ان کے مقابلے کی تیاری کر لی۔ حضرت عتبہ ابلہ سے چل کر اس تک پہنچے اور (مقابلہ کے بعد) اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے مجاشع بن مسعود کو دریائے فرات کی جانب بھیجا۔

مجاشع کو امیر بنانا

پھر حضرت عتبہ وفد لے کر حضرت عمرؓ کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہوں نے جاتے ہوئے حضرت مغیرہ بن شعبۃ کو حکم دیا کہ وہ مسلمانوں کو نمازیں پڑھائیں۔ جب تک کہ مجاشع بن مسعود کی فرات سے واپسی نہ ہو جائے۔ اور پھر جب وہ واپس آجائیں گے تو امیر وہی (مجاشع) ہونگے۔ حضرت مجاشع کو فرات والوں کے مقابلے میں فتح حاصل ہوئی اور وہ بصرہ لوٹ آئے۔

فیلکان سے مقابلہ اور فتح

اسی دوران میں ''فیلکان'' نے جو کہ ''ابزقباذ'' کے بڑے سرداروں میں سے تھا، اس نے مسلمانوں کے مقابلے کی تیاری کر لی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ اس کے مقابلے کے لیے چل پڑے اور اس سے مرغاب کے مقام پر لڑائی ہوئی جس میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اسکے بعد حضرت مغیرہ نے اس فتح کے احوال حضرت عمر کے پاس خط میں لکھ کر بھیج دیئے۔

حضرت عمر اور عتبہ کی گفتگو

ادھر حضرت عتبہ جب حضرت عمر کے پاس پہنچے تو حضرت عمر نے عتبہ سے پوچھا کہ تم نے بصرہ پر کس کو گورنر بنایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجاشع بن مسعود کو۔ حضرت عمر اس پر فرمانے لگے ''کیا تم نے ایک دیہاتی بدو کو شہری لوگوں پر حاکم بنا دیا ہے؟ تم کو معلوم ہے کہ اس کا کیا نتیجہ برآمد ہوا ہے'' وہ کہنے لگے کہ نہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے ان کو حضرت مغیرہ کی فتح سے باخبر کیا۔ اور پھر ان کو ہدایت کی کہ وہ دوبارہ جا کر اپنی ذمہ داری سنبھالیں۔

حضرت مغیرہ کی گورنری اور ان کی معرکہ آرائی

حضرت عتبہ راستے میں ہی انتقال کر گئے اور پھر حضرت عمرؓ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بصرے کا گورنر بنادیا عبدالرحمٰن بن جوشن بیان کرتے ہیں کہ جب پست میسان کے حاکم "مرزبان" کو قتل کر دیا گیا تو حضرت عتبہ وہاں سے چل پڑے اور انہوں نے مجاشع بن مسعود کو فرات کی جانب روانہ کیا اور اپنے پیچھے انہی کو اپنا نائب مقرر کیا۔ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کو حکم دیا کہ جب تک مجاشع فرات سے واپس نہ آ جائیں تو اس وقت تک وہ مسلمانوں کو نماز پڑھاتے رہیں۔ میسان والے مقابلے کے لیے اکٹھے ہوئے تو حضرت مغیرہ نے ان سے مقابلہ کیا اس سے قبل کہ مجاشع فرات سے واپس آتے حضرت مغیرہ نے ان پر غلبہ حاصل کر لیا۔ اور پھر اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو بھیج دی۔

مسلمان خواتین کا جذبہ

طبری اپنی سند سے قتادہ سے نقل کرتے ہیں کہ میسان والے مسلمانوں کے مقابلے کے لیے اکٹھے ہو گئے تو حضرت مغیرہ ان سے لڑنے کے لیے روانہ ہوئے۔ ان کا دشمن سے آمنا سامنا دریائے دجلہ کے قریب ہوا۔ اس وقت اردۃ بنت الحارث بن کلدۃ کہنے لگیں " کاش ہم بھی مسلمان سپاہیوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوتے اور انکی مدد کرتے اس کے بعد انہوں نے اپنے دوپٹے سے ایک جھنڈا تیار کر لیا۔ ان کے علاوہ مسلمان عورتوں نے بھی اپنے اپنے دوپٹوں کے جھنڈے بنا لیے اور وہ سب مسلمان سپاہیوں کے ساتھ شرکت کرنے کے لیے نکل پڑیں۔

زنانہ فوج اور دشمن کا فرار

یہ خواتین اس موقع پر وہاں پہنچیں کہ جب مسلمان اور مشرکین آپس میں لڑائی میں مشغول تھے۔ جب انکے جھنڈے مشرکین کو نظر آتے وہ یہ سمجھے کہ مسلمانوں کی فوج کمک آ گئی ہے۔ چنانچہ وہ میدان سے فرار ہو گئے۔ مسلمان سپاہیوں نے ان کا پیچھا کیا اور انکے سپاہیوں کی ایک معتد بہ تعداد کو قتل کر دیا۔

فتح کے بعد سفید روٹیوں کی تقسیم

حارثہ بن مغرب بیان کرتے ہیں کہ "ابلہ کو بزور قوت فتح کیا گیا۔ حضرت عتبہ نے اس موقع پر مسلمانوں میں کعکۃ (سفید روٹیاں) تقسیم کیں۔

محمد بن سیرین نے بھی اپنی روایت میں اسی طرح بیان کیا ہے۔

میسان کے قیدی اور سونا

طبری کہتے ہیں کہ "میسان" میں جو لوگ پکڑ کر قید کر لیے گئے ان میں سے یسار بھی تھے جو کہ حضرت حسن بصری کے والد ہیں، اور ارطبان بھی قید کیے گئے جو کہ عبداللہ بن عون بن ارطبان کے دادا تھے۔ مثنیٰ بن موسیٰ بن سلمۃ بن المحبق اپنے والد موسیٰ سے اور وہ اپنے والد سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے بھی ابلہ کے معرکہ میں شرکت کی تھی۔ میرے حصے میں جنگ کے بعد کچھ تانبا آیا۔ بعد میں جب میں نے ذرا غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ وہ تو سونا ہے اس میں تقریباً اسی ہزار مثقال سونا تھا۔

قسم اٹھانے پر فیصلہ

اس بات کی خبر حضرت عمرؓ کو لکھ کر بھیجی گئی تو انہوں نے اس کا جواب یہ تحریر فرمایا کہ "مسلمہ" سے اس بات کی قسم

اٹھوائی جائے کہ جب ان کا اس پر قبضہ ہوا تھا تو وہ اسے واقعتاً تانبا ہی سمجھے تھے، اگر سلمۃ نے اس بات کی قسم اٹھالی تو اب یہ مال انہی کے حوالے کردیا جائے ورنہ بصورت دیگر اس کو مسلمانوں کے درمیان بانٹ دیا جائے۔ مسلمۃ کہتے ہیں کہ میں نے قسم اٹھالی چنانچہ وہ مال مجھے دیدیا گیا۔ مسلمۃ کے پوتے مثنّی بن موسیٰ کہتے ہیں کہ ہمارے اموال اور دولت کا راس المال اور اصل سرمایہ آج تک وہی مال ہے۔

ابلہ کی جانب پیش قدمی

عمرۃ بنت قیس سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ جس وقت اسلامی فوج نے ابلہ والوں سے لڑائی کے لیے پیش قدمی کی تو اس میں میرا خاوند اور میرا بیٹا دونوں مسلمانوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ مسلمانوں میں سے ہر ایک کو دو درہم اور ڈیڑھ صاع کشمش ملی۔ یہ لوگ آگے بڑھے اور جس وقت وہ ابلہ کے سامنے پہنچ گئے تو انہوں نے دشمن سے کہا تم ہماری جانب دریا پار کر کے بڑھو گے یا ہم تمھاری طرف آئیں۔ اس پر ابلہ والوں نے جواب دیا کہ تم ہماری طرف دریا پار کر کے آؤ۔

اللہ کی مدد کا مشاہدہ اور فتح

مسلمانوں نے عمدہ لکڑی کے ذریعے سے پل بنایا اور اسکے ذریعے سے دریا کو عبور کرلیا اور دشمن کے پاس پہنچ گئے۔ مشرکین آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ انکے ابتدائی دستوں کو ابھی نہ چھیڑا جائے حتیٰ کہ انکی تمام فوج دریا پار نہ کرلے۔ جب مسلمان دریا پار کر کے ساحل پر اتر گئے تو انہوں نے ایک زوردار تکبیر کہی اور اسکے بعد پھر دوسری تکبیر کہی تو دشمن کے جانور (گھوڑے وغیرہ) اپنے پیروں پر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے تیسری مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کیا تو انکے جانوروں نے اپنے اپنے سواروں کو زمین پر پٹخنا شروع کردیا۔ ہم انکی کھوپڑیاں اڑاتے (یعنی ان کو مرتے ہوئے) دیکھ رہے تھے۔ اور ہمیں کوئی مارنے والا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس طرح اللہ پاک نے مسلمانوں کو فتح و کامیابی سے نوازدیا۔

ابلہ کی فتح اور تقسیم اموال

مدائنی کہتے ہیں کہ ''صفیہ بنت الحارث بن کلدۃ'' حضرت عتبہ کی بیوی تھیں اور انکی بہن ''اردۃ بنت الحارث'' شبل بن معید البجلی کے عقد نکاح میں تھیں۔ جب حضرت عتبہ کو بصرہ کا گورنر بنایا گیا تو انکے ساتھ انکے سسرالی رشتہ داروں میں سے ابوبکرہ، نافع الحارث اور شبل بن معبد بھی روانہ ہوئے۔ اس طرح انکے ساتھ زیاد بھی چلے۔ پھر جب ابلہ کے معرکہ میں فتح نصیب ہوئی تو وہاں ان کو کوئی ایسا شخص نہ مل سکا جو کہ مسلمانوں کے درمیان (مال غنیمت) اچھے طریقے سے تقسیم کردے۔ تقسیم کرنے کی ذمہ داری زیاد کے سپرد کی گئی۔ اس وقت انکی عمر صرف چودہ سال تھی، اور انکے بالوں کی ایک مینڈھی بنی ہوئی تھی۔ انہوں نے تقسیم کا کام سرانجام دیا۔ ان کو اجرت میں روزانہ کے دو درہم دیئے گئے۔

تعیین سال میں اقوال

(۱) کہا جاتا ہے کہ حضرت عتبہ کو بقرہ کا امیر ۱۵ ہجری میں بنایا گیا۔

(۲) جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ واقعہ ۱۶ ہجری کا ہے۔
(۳) لیکن ان دونوں میں سے صحیح قول پہلا ہے۔

بصرہ گونروں کی تبدیلی

حضرت عتبہ کی امارت کا زمانہ صرف چھ ماہ رہا۔ اور انکے بعد حضرت عمرؓ نے بصرہ کی امارت حضرت مغیرہ بن شعبہ کے سپرد کر دی۔ ان کا دور حکومت دو سال تک رہا۔ اور پھر ان پر کچھ الزامات لگائے گئے جن کا تذکرہ کرنا ہی بہترین ہے اور انکے بعد پھر حضرت ابو موسیٰ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ عتبہ کے بعد ابو موسیٰ اور پھر انکے بعد حضرت مغیرہ حاکم بنے ہیں۔

۱۴ ہجری کے اہم واقعات

اسی سال یعنی ۱۴ ہجری میں حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبیداللہ بن عمر اوران کے کچھ ساتھیوں کو شراب پینے کے جرم میں کوڑے مارے اسی طرح ابو محجن کو بھی شراب نوشی کے الزام میں سزا دی گئی۔

اسی سال حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو جمع بھی کرایا

مختلف اسلامی شہروں کے گورنر

اس وقت مکہ کے حاکم ایک قول کے مطابق عتاب بن اسید تھے۔ جبکہ یمن کے گورنر لیلی بن بینہ، کوفہ کے امیر سعد بن ابی وقاص، اور شام کے گورنر عبیدہ بن الجراح تھے۔ اور بحرین کی امارت عثمان بن ابی وقاص اور ایک قول کے مطابق علاء بن الحضرمی کے پاس تھی۔ جبکہ عمان کے گورنر حذیفہ بن محصن تھے۔

۱۵ ہجری کے واقعات

کوفہ کا انتخاب اور آبادی

ابن جریر فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اس طرح بیان کیا ہے کہ اسی سال حضرت سعد بن ابی وقاص نے کوفہ کے شہر کو آباد کیا۔ کوفہ کی نشاندہی ابن بقیلہ نے کی تھی۔ انہوں نے حضرت سعد سے کہا تھا کہ میں آپ کو ایسی زمین بتاتا ہوں کہ جو پسو کھٹمل وغیرہ سے بالکل پاک صاف ہے اور جنگل سے ہٹ کر ہے۔ انہوں نے اس مقام کی نشاندہی کی جہاں آج کوفہ آباد ہے۔

مرج الروم کا قصہ

اسی سال مرج الروم کا واقعہ بھی پیش آیا۔ اور واقعہ دراصل یہ ہوا کہ حضرت ابوعبیدہ فحل سے حمص جانے کے لیے حضرت خالد بن ولید کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اور جو لوگ یرموک سے ان کے ساتھ مل گئے تھے انکو لے کر لوٹے۔ سب نے ذوالکلاع کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ انکی اس نقل وحرکت کی اطلاع ہرقل کو ہوگئی۔ چنانچہ اس نے "توذرا البطریق" کو روانہ کیا۔ تو وہ "مرج دمشق" اور اس کی مغربی جانب میں قیام پذیر ہوا۔ حضرت ابوعبیدہ نے مرج روم اور اسکے اس لشکر سے ابتداء کی۔

شنس رومی کی آمد

اس وقت انکی حالت یہ تھی کہ سردی کا موسم ان پر ٹوٹ پڑا تھا۔ اور انکے جسم زخموں سے بھرے ہوئے تھے۔ جب یہ لوگ مرج الروم پہنچے تو "شنس رومی" بھی ادھر آ گیا اور توذرا کے قریب ہی شہسواروں کے ساتھ اسنے پڑاؤ ڈال لیا۔ یہ شنس دراصل توذرا کی مدد اور حمص والوں کے بچاؤ کے لیے آیا تھا۔ وہ ایک کنارے پر اپنے لشکر کے ساتھ فروکش ہوگیا۔ جب رات آئی تو وہ زمین "توذرا" کے جانے کی بناء پر خالی ہوگئی۔

توذرا کی دمشق روانگی کی خبر

توذرا کے مدمقابل حضرت خالد بن ولید تھے جبکہ "شنس" کے مقابلے میں حضرت ابوعبیدہ تھے۔ حضرت خالد بن ولید کو جب اس بات کی خبر ملی کہ "توذرا" یہاں سے دمشق روانہ ہو چکا ہے۔ تو حضرت خالدؓ اور حضرت ابوعبیدہ

نے باتفاق رائے اس بات کا فیصلہ کیا کہ توذرا کے تعاقب میں حضرت خالدؓ روانہ ہوں۔

توذرا کا تعاقب اور جنگ

چنانچہ حضرت خالد بن ولید گھڑ سواروں کا ایک دستہ لے کر اسی رات اس کے تعاقب میں چل پڑے۔

ادھر یزید بن ابی سفیان کو ''توذرا'' کی اس حرکت کی خبر مل گئی تھی چنانچہ وہ ''توذرا'' کے مقابلے پر آ گئے اور دونوں لشکروں میں جنگ کا میدان گرم ہوگیا۔ ابھی دونوں کے درمیان لڑائی جاری تھی کہ پیچھے سے حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے کسی لشکر کے ساتھ موقع پر پہنچ گئے اور انہوں نے توذرا کی پشت سے ہلہ بول دیا۔ نتیجہ کشتوں کے پشتے لگ گئے اور دشمن سامنے اور پیچھے دونوں طرف سے مارا گیا۔ مسلمانوں نے ان کو موت کی نیند سلا دیا۔

ان میں سے زندہ صرف وہی بچے جنہوں نے راہ فرار اختیار کر لی۔

مال غنیمت اور اسکی تقسیم

مسلمانوں کو اس معرکے میں خوب مال غنیمت ہاتھ آیا۔ جس میں سواری کے جانور، ہتھیار، لباس اور دیگر ساز و سامان شامل تھا۔ اس کو حضرت یزید بن ابی سفیان نے اپنے اور حضرت خالد بن ولید دونوں کے سپاہیوں میں بانٹ دیا۔ اسکے بعد حضرت یزید دمشق کی جانب روانہ ہوگئے اور حضرت خالدؓ بن ولید، حضرت ابوعبیدہؓ کی جانب واپس چلے گئے۔

حضرت خالد کا شعر

''توذرا'' کو حضرت خالد بن ولید نے قتل کیا تھا اور اس پر انہوں نے یہ شعر پڑھا:

بے شک ہم نے ''توذرا'' اور ''شوذرا'' کو قتل کر دیا ہے اور اس سے پہلے بھی ہم ''حیدر'' کو قتل کر چکے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید جب ''توذرا'' کے تعاقب میں روانہ ہوگئے تو حضرت ابوعبیدہ نے ''شنس'' کا مقابلہ کیا۔ دونوں فوجوں میں ''مرج الروم'' کے قیام پر جنگ چھڑ گئی۔ اسلامی لشکر نے انکے کشتوں کے پشتے لگا دیئے اور حضرت ابوعبیدہ نے شنس کا کام تمام کر دیا۔

''مروج روم'' دشمن کے لاشوں سے بھر گیا۔ ان لاشوں کی بناء پر وہ مقام بدبودار ہوگیا۔ رومیوں میں سے جو بھاگ گئے وہ تو بچ گئے باقی کوئی موت کے منہ سے نہ بچ سکا۔ مسلمانوں نے بھاگنے والوں کا ''حمص'' تک پیچھا کیا۔

حمص کی فتح کا ذکر

ہرقل کی منصوبہ بندی

طبری سیف سے وہ ابوعثمان سے نقل کرتے ہیں کہ جب ہرقل کو ''مرج الروم'' کی جنگ اور رومیوں کے قتل ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے حمص کے امیر کو حکم دیا کہ وہ روانہ ہو، اور حمص پہنچے، اور اس کو کہا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ ان (عرب) لوگوں کا کھانا اونٹ کا گوشت اور ان کا پینا اونٹنیوں کا دودھ ہے۔ آج کل سردی کا موسم ہے، تم ان سے صرف ٹھنڈے دنوں میں لڑائی کرو، گرمیوں کے آنے تک ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا کیونکہ یہی (اونٹ) ان کی غذا کا دارومدار ہے۔ اسکے بعد وہ اپنے لشکر سے چلا اور رباء کے مقام پر آ گیا۔ اور اس کا گورنر بھی حمص پہنچ گیا۔

مسلمانوں سے جنگ

ادھر حضرت ابو عبیدہؓ نے بھی پیش قدمی کی اور حمص میں فروکش ہو گئے۔ اور انکے قیام کے بعد حضرت خالد بھی یہاں پہنچ گئے۔ رومیوں نے (ہرقل کی ہدایات کے مطابق) ہر ٹھنڈے دن میں مسلمانوں سے جنگ شروع کر دی۔ وہ صبح سویرے لڑائی کرتے تھے اور پھر شام کو لڑتے تھے۔

مسلمانوں کی مشکل اور صبر

مسلمانوں کو وہاں پر سخت سردی نے پریشان کر دیا۔ اور دوسری طرف رومی طویل ترین محاصرے سے تنگ آ گئے۔ مسلمانوں نے تو سردی پر استقامت سے کام لیا، اور اللہ نے مسلمانوں کو صبر اور اسکے بعد اپنی مدد و نصرت سے نوازا۔ حتیٰ کہ سردی کا موسم جانے لگا۔ رومیوں نے اپنے کو شہر میں اس لیے محصور کر لیا تھا کہ انہیں اس بات کی امید تھی کہ سخت سردی مسلمانوں کو بالآخر ختم کر ڈالے گی۔

رومیوں کی توقعات

ابوالزہرہ القشیری اپنی قوم کے ایک صاحب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حمص والے ایک دوسرے کو ہدایات دے رہے تھے کہ تم اپنی جگہ پر جمے رہو کیونکہ یہ مسلمان لوگ تو ننگے پیر ہیں کہ مناسب جوتے بھی نہیں اب جب یہ سخت سردی کا شکار ہونگے تو انکے پاؤں سردی سے پھٹ جائیں گے۔ انکی غذا بھی اس میں اپنا برعکس کام دکھائے گی۔ اور ان کو سردی سے بچا نہیں سکے گی۔

اللہ کی کھلی مدد و نصرت

لیکن ہوا یہ کہ جب روم والے وا (شہر میں) لوٹتے تو چمڑے کے موزے پہننے کے باوجود ان میں سے بہت سوں کے پاؤں پھٹے ہوتے تھے۔ لیکن مسلمان جو کہ صرف عام جوتیاں پہنے ہوتے تھے اور سب میں سے کسی ایک مسلمان سپاہی کی کوئی انگلی بھی نہیں کٹی تھی۔

خیر خواہانِ قوم کا مشورہ

حتیٰ کہ جب سردی کا موسم ختم ہونے لگا تو رومیوں میں سے ایک بوڑھا آدمی کھڑا ہوا اور ان سے مخاطب ہو کر ان کو مسلمانوں سے صلح کرنے کا مشورہ دینے لگا۔ اس پر رومیوں نے جواب دیا: یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ ہماری بادشاہت اور شان و شوکت باقی ہے اور ہمارے اور ان کے درمیان کوئی مشترکہ چیز بھی نہیں ہے۔ یہ سن کر اس بوڑھے آدمی نے ان کو چھوڑ دیا اور مزید کوئی بات نہ کی۔ اسکے بعد ایک اور آدمی انکے درمیان کھڑا ہو کر کہنے لگا دیکھو! سردی رخصت ہو چکی ہے اور اسکے ساتھ ساتھ امید کا دامن بھی چھوٹ رہا ہے بھلا تمھیں کس چیز کا انتظار ہے؟ اس پر وہ لوگ کہنے لگے ہمیں ''برسام'' (دل اور جگر کے درمیانی پردے میں سوزش) کی بیماری کا انتظار ہے۔ کیونکہ یہ سردی میں رکی رہتی ہے اور گرمی آنے پر ظاہر ہوتی ہے۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ بے شک یہ ایسی قوم ہے جو مشقتوں کو جھیل لیتی ہے۔ تم ان کو صلح اور معاہدے

کی پیشکش کرو۔ یہ تمھارے لیے اس سے بہت بہتر ہے کہ وہ تم پر بزور غلبہ حاصل کرلیں۔ تم میری بات کو اپنی اس قابل تعریف حالت میں قبول کرلو اس سے قبل کہ تم کو میری اس بات پر قابل مذمت حالت سے دوچار ہوکر عمل کرنا پڑے۔

اس شخص کی بات کو سن کر رومی کہنے لگے (ارے چھوڑو) بزرگ کا دماغ چل گیا ہے۔ اسے جنگی معاملات کے بارے میں کوئی علم ہی نہیں ہے۔

پہلی تکبیر اور زلزلہ

غسان اور بلقین کے معمر حضرات بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے صبر و استقامت کا بدلہ اللہ پاک نے اس صورت میں دیا کہ حمص والے زلزلہ کا شکار ہوگئے۔

واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب مسلمان حمص والوں کے مقابلے پر آئے تو (مقابلہ شروع ہونے سے قبل) مسلمانوں نے ایک زوردار تکبیر کہی جس سے رومیوں کے شہر کے اندر زلزلہ آ گیا۔ اور ان کی دیواروں میں دراڑیں پڑ گئیں۔ یہ منظر دیکھ کر رومی بہت گھبرائے اور اپنے سرداروں اور ذی رائے لوگوں کے پاس گئے اور ان سے صلح کرنے کو عرض کیا لیکن انہوں نے ان لوگوں کی بات کو تسلیم نہ کیا اور ان کو خوب ذلیل و شرمندہ کرکے واپس لوٹا دیا۔

دوسری تکبیر اور رومیوں کی گھبراہٹ

اسکے بعد مسلمانوں نے دوسری مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کیا تو اس دفعہ بہت سارے گھر اور دیواریں زمین بوس ہوگئیں۔ وہ لوگ دوبارہ گھبراہٹ میں اپنے سرداروں کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ کیا تم لوگ اللہ کے عذاب کو نہیں دیکھ رہے؟ اس صلح میں دیر نہ لگاؤ۔ اس پر وہ سردار کہنے لگے تمھارے علاوہ کوئی نہیں جو صلح کا مطالبہ کرے۔

صلح کا معاہدہ

اس پر لوگوں نے شہر سے جھانک کر صلح !صلح! کی آوازیں لگائیں۔ مسلمان ان کے اس واقعہ سے بے خبر تھے۔ آخر کار مسلمانوں نے حمص والوں کی صلح کو اس معاہدے پر قبول کرلیا کہ مسلمان انکے مال و دولت کو نہیں چھیڑیں گے اور انکی عمارتوں پر بھی قبضہ نہیں کریں گے بلکہ ان عمارتوں میں انہی رومیوں کو ہی آباد رہنے دیں گے۔

دو مختلف معاہدے

(۱) ان میں سے کچھ لوگوں نے تو دمشق کے معاہدۂ صلح کے مطابق صلح کرلی یعنی ایک دینار اور اناج پر کہ ہر جریب کے غلہ پر ایک دینار واجب الادا ہوگا چاہے وہ وسعت و خوشحالی میں ہوں یا تنگ دست ہوں۔ لازم بہر حال ایک دینار یا اس کے بقدر اناج ہی رہے گا۔

(۲) جب کہ دیگر کچھ لوگوں نے اپنی گنجائش کے مطابق (ٹیکس) دینے کا معاہدہ کرلیا کہ اگر ان کی ملکیت میں مال زیادہ ہوجائے تو ٹیکس میں زیادہ دیں گے اور اگر مال کم ہوگا تو ٹیکس بھی کم لیا جائے گا۔ دمشق اور اردن کے معاہدات صلح اسی طرح کے تھے کہ کسی نے تو وسعت و تنگی ہر حالت کے لیے ایک رقم مقرر کردی تھی جبکہ بعض لوگوں نے اپنی طاقت و گنجائش کے مطابق دینے پر معاہدہ کیا تھا۔

مختلف ذمہ داریوں پر تعیناتی

حضرت ابوعبیدہؓ نے سمط بن اسود کو بنو معاویہ کے ساتھ اور رشوت بن منا س کو قبیلہ سکون کے ہمراہ روانہ کیا۔ اس طرح ابن عابس اور مقدار کو قبیلہ ''بلی'' میں بھیجا۔ اور حضرت ہلال اور خالد کو لشکر کے ساتھ بھیجا۔ جبکہ صباح بن شتیر اور ذہیل بن عطیہ اور ذاشمستان بھی ساتھ تھے۔ اور خود حضرت ابوعبیدہ نے اپنے لشکر میں قیام رکھا۔

حضرت ابوعبیدہ کا خط اور حضرت عمرؓ کی ہدایات

حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو حضرت عمرؓ کے پاس فتح کی خوشخبری اور مال غنیمت کا خمس پانچواں حصہ) دے کر روانہ کیا۔ اور ساتھ ہی انہوں نے ہرقل کا حال بھی لکھ بھیجا کہ وہ دریا پار کر کے جزیرہ پہنچ چکا ہے اور ''رہاء'' میں قیام پذیر ہے۔ اور کبھی وہ چھپ جاتا ہے اور کبھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جب حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمرؓ نے ان کو حضرت سعد بن ابی وقاص کی جانب کوفہ روانہ کیا۔ اور پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہ کو جواب میں یہ لکھ کر بھیجا۔

تم اپنے شہر میں ہی قیام جاری رکھو اور اس اثناء میں شام کے بہادر اور طاقتور عرب لوگوں کو اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دو۔ اس کے علاوہ انشاء اللہ میں بھی تمہاری امداد کے لیے فوج بھیجنے سے دریغ نہ کرونگا اور یہ سلسلہ جاری رکھوں گا۔

قنسرین کی فتح، خالد کی روانگی

ابوعثمان اور جاریہ بیان کرتے ہیں کہ جب حمص فتح ہو چکا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت خالدؓ کو قنسرین روانہ کیا۔ جب حضرت خالدؓ آبادی کے نزدیک پہنچے تو رومی فوج میناس کی زیر قیادت انکے مقابلے میں آ گئے۔ ہرقل کے بعد روم کا سب سے بڑا سپہ سالار میناس ہی تھا۔

رومیوں سے فتح، اہلِ شہر کی معذرت

دونوں لشکروں میں جنگ چھڑ گئی اور یہ معرکہ شہر کے نزدیک ہی ہوا۔ اس میں میناس کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اسکے ساتھی بھی مقتول ہو گئے۔ رومیوں کا تمام لشکر تہ تیغ کر دیا گیا اور ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا۔ رومیوں کی اس قدر بری درگت اس سے پہلے کبھی نہیں بنی تھی۔

رومی تو سارے مارے گئے البتہ جو علاقے والے لوگ تھے انہوں نے حضرت خالدؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم تو عرب لوگ ہیں، ہم تو جنگ کرنے کے حق میں نہیں تھے، لیکن ہم کو زبردستی کر کے شامل کیا گیا تھا۔ حضرت خالدؓ نے انکے عذر کو قبول کر لیا اور انکو چھوڑ دیا۔

خالدؓ کی معزولی اور دوبارہ تقرری

حضرت عمرؓ کو جب اس واقع کی اطلاع ہوئی تو وہ فرمانے لگے۔ خالد نے اپنے آپ کو امیر بنا لیا ہے (یعنی اپنی مرضی سے فیصلہ کر لیا ہے) اللہ ابوبکرؓ پر رحم فرمائے۔ وہ مجھ سے زیادہ مردم شناس تھے۔ یاد رہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت خالد اور حضرت مثنیٰ دونوں کو خلافت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد انکے عہدوں سے معزول کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ'' میں نے

ان کی معزولی کا فیصلہ اس وجہ سے نہیں کیا کہ مجھے ان لوگوں پر کسی قسم کا کوئی شک وشبہ ہوا۔ بلکہ بات یہ ہے کہ لوگوں نے ان دونوں کو بہت بڑا بنادیا ہے۔ مجھے یہ خوف تھا کہ کہیں لوگ (فتح کے معاملے میں) انہی پر توکل کرنا نہ شروع کردیں۔

اور پھر جب قنسرین کا واقعہ پیش آیا تو حضرت عمرؓ نے اپنے اس فیصلے سے رجوع فرمالیا۔ اور حضرت خالدؓ کو دوبارہ اپنے عہدے پر مقرر کردیا۔

قنسرین کا انجام

حضرت خالدؓ وہاں سے چل پڑے اور قنسرین کے قریب فروکش ہوگئے۔ ان کو دیکھ کر قنسرین والوں نے اپنے آپ کو قلعہ میں محصور کرلیا۔ حضرت خالدؓ نے ان سے فرمایا اگر تم بادلوں میں بھی پناہ لے لو تو بھی اللہ پاک ہم کو اٹھا کر تم تک پہنچادے گا۔ یا پھر تم ہی کو ہماری طرف نیچے اتار دے گا۔ اب تم ہم سے بچ نہیں سکتے۔

راوی کہتے ہیں کہ قنسرین والوں نے اس وقت اپنے بارے میں غور وفکر شروع کردیا۔ اور انہوں نے یاد کیا کہ حمص والوں کے ساتھ کیا معاملہ آیا تھا بالآخر وہ حضرت خالدؓ سے حمص والوں ہی کی طرح مصالحت پر آمادہ ہوئے حضرت خالدؓ صلح پر بالکل راضی نہ ہوئے اور شہر کو تباہ کرنے پر ہی مصر رہے، آخر کار حضرت خالدؓ کے حکم سے اس شہر کو تباہ کردیا گیا۔

اور جب حمص اور قنسرین دونوں علاقے ہاتھ سے جاتے رہے تو اس وقت ہرقل پیچھے ہٹ گیا

ہرقل کی پسپائی اور اسکی وجہ

ہرقل کے پیچھے ہٹنے کی وجہ دراصل یہ ہوئی کہ حضرت خالدؓ نے مناس کا کام تمام کردیا اور اس کے بعد رومیوں کی خوب لاشیں گریں اور شہر والوں کو اپنی ضمانت دی جبکہ قنسرین والوں کو چھوڑ دیا۔ ادھر عمر بن مالک کوفہ کی جانب سے نمودار ہوکر "قرقیسیا" کی طرف سے نکل آئے۔ اور عبداللہ بن المعتم موصل کی جانب سے نکل آئے اور ولید بن عقبہ قبیلہ بنو تغلب اور جزیرہ کے عربوں کی جانب سے نکل آئے۔ الغرض ان لوگوں نے ہرقل کی جانب جزیرے کے تمام شہروں کو گھیر لیا تھا۔ جزیرہ والے جو کہ حران، رقہ اور نصیبین میں تھے ان سے کوئی تعرض نہ کیا تھا۔ البتہ ولید کو پیچھے جزیرے میں چھوڑ دیا تھا۔ کہ کہیں پشت سے کوئی حملہ نہ کردے۔ پھر حضرت خالدؓ اور عیاض نے شام کی جانب سے اس کو گھیر لیا جبکہ حضرت عمروؓ اور عبیداللہ نے جزیرے کی جانب سے اس کی ناکہ بندی کردی۔ اسکے بعد سے حضرت خالدؓ واپس ہوگئے۔

تاریخ کا اولین واقعہ

یہ تاریخ اسلام میں اس طرح گھیرنے اور ناکہ بندی کرنے کا اولین واقعہ ہوا ہے اس سے قبل کبھی ایسا نہیں ہوا تھا، یہ واقعہ ۱۶ ہجری میں پیش آیا۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ قنسرین کی جانب واپس لوٹ آئے اور یہیں پر قیام پذیر ہوگئے۔ حضرت خالدؓ کی بیوی بھی یہیں ان کے پاس ہی آ گئیں۔

پھر جب حضرت خالدؓ کو حضرت عمرؓ نے معزول کردیا تھا وہ کہتے تھے کہ عمرؓ نے مجھے شام کی حکومت کی ذمہ داری سونپی اور جب یہ سرزمین سرسبز، آرام دہ اور شہد جیسی میٹھی ہوگئی یعنی کسی قسم کی کوئی مخالفت باقی نہ رہی تو اب مجھے معزول کردیا

ہرقل کا شام کو چھوڑنا

ابو جعفر طبری بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد ہرقل قسطنطنیہ کی طرف کوچ کر گیا۔ اب مؤرخین کے اس بارے میں مختلف اقوال میں کہ ہرقل شام کو چھوڑ کر قسطنطنیہ کب روانہ ہوا تھا۔ (۱) محمد بن اسحٰق تو فرماتے ہیں کہ یہ ۱۵ ہجری کی بات ہے جبکہ (۲) سیف کا کہنا ہے کہ اس نے ۱۶ ہجری میں کوچ کیا تھا۔

ہرقل کا قسطنطنیہ کوچ کرنا

سیف نے ابوالزہیر القشیر ی کے حوالے سے نقل کیا اور وہ بنو قشیر کے ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ جب ہرقل ''ریاء'' سے نکلا اور اس نے وہاں کے لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کا کہا تو وہ کہنے لگے ''ہم آپ کے ساتھ جانے سے یہیں بہتر ہیں'' اور انہوں نے ہرقل کے ساتھ جانے سے صاف انکار کر دیا۔ اور وہ ہرقل اور مسلمان دونوں سے الگ ہو گئے اور کسی سے بھی کوئی سروکار نہ رکھا۔

حضرت زیادؓ

زیاد بن حنظلہ وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے انکے کتوں اور مرغیوں کو بھونکنے اور بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ یعنی ان لوگوں کو وہاں سے نکلنے پر مجبور کیا یہ زیاد صحابی تھے اور عمر بن مالک کے مددگار اور بنو عبد بن قصی کے حلیف بھی تھے۔

ہرقل اس سے قبل روانہ ہو کر شمشاط تک آ گیا تھا پھر جب مسلمانوں نے ریاء میں پڑاؤ ڈال کر گھیراؤ کر لیا تو وہ وہاں سے بھاگ کر قسطنطنیہ کی طرف نکل گیا

ہرقل اور رومی قیدی

قسطنطنیہ جاتے ہوئے ہرقل کا سامنا ایک ایسے رومی سے ہو گیا جو مسلمانوں کی قید میں رہ چکا تھا اور وہاں سے فرار ہو کر آ گیا تھا۔ ہرقل نے اس سے مسلمانوں کے حالات دریافت کیے تو وہ کہنے لگا میں انکے حالات آپ سے اس طرح بیان کرونگا کہ گویا کہ آپ انکا بنظر خود مشاہدہ کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کی صفات، ایک رومی کی زبان سے

وہ لوگ دن میں گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہوتے ہیں اور رات کو عبادت میں گذار دیتے ہیں۔ وہ اپنے زیرنگین لوگوں کا مال کھاتے ہیں تو اس کی قیمت دے کر کھاتے ہیں۔ گھروں میں داخل ہوتے وقت سلام ضرور کرتے ہیں۔ یہ اپنے سے جنگ کرنے والے کے آگے جمے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس پر غالب آ کر اس کا کام تمام کر دیتے ہیں۔

ہرقل نے جب مسلمانوں کی یہ صفات سنیں تو وہ کہنے لگا اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو وہ میرے ان دونوں قدموں کے نیچے کی زمین کے ضرور وارث بن جائیں گے۔

ہرقل کی سرزمین شام سے محبت

عبادہ اور خالد دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہرقل جب بھی بیت المقدس کی زیارت کے لیے جایا کرتا تھا تو شام کو چھوڑتے وقت اور روم میں داخل ہوتے وقت اسکے الفاظ یہ ہوتے تھے ''اے سرزمین شام! تجھ پر سلام ہو! تجھے رخصت ہونے

والے کا سلام ہے، جس کی تیرے دامن سے وابستہ ضروریات پوری نہیں ہوئی تھیں لیکن وہ دوبارہ لوٹ کر آئے گا۔

جب مسلمانوں نے حمص کی جانب پیشقدمی کی تو ہرقل نے دریا عبور کیا اور رہاء میں اس نے پڑاؤ ڈال لیا۔ ابھی وہیں پر تھا حتی کہ کوفہ والے نمودار ہوئے اور ''قنسرین'' کو فتح کر لیا گیا۔ میناس کو بھی قتل کر دیا گیا۔ جب یہ حالات پیدا ہوئے تو ہرقل وہاں سے ہٹ کر ''شمشاط'' چلا گیا اور پھر جب ہرقل وہاں سے روم کے لیے روانہ ہوا تو وہ اسکے ٹیلے پر چڑھ گیا اور وہاں سے اپنی نگاہوں کو شام کی طرف مرکوز کیا اور پھر کہنے لگا۔

اے سرزمین شام! الوداع!

اے سرزمین شام تجھ پر سلام ہو! یہ ایسا سلام ہے کہ اس کے بعد کبھی ہم اکٹھے نہیں ہو سکیں گے۔ اور روم کا باشندہ تیری طرف لوٹ کر نہیں آئے گا۔ اِلا یہ کہ اس کو کوئی خوف لاحق ہو جائے تب تیرا رخ کرے گا حتی کہ وہ منحوس بچہ پیدا ہو جائے، اور کاش کہ وہ پیدا ہی نہ ہو۔ اس کا کام کتنا مزیدار اور شیریں ہوگا۔ انجام کار وہ روم کے لیے کتنا تلخ اور کڑوا ثابت ہوگا۔

ابوالزہراء اور عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ ہرقل جب شمشاط سے روم کے لیے روانہ ہوا تو وہ شام کے علاقے کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:

اے سرزمین شام میں آج سے پہلے تجھ کو ایک مسافر کی مانند سلام کرتا تھا۔ لیکن آج میں جدائی کا سلام کہہ رہا ہوں اب تیری طرف کوئی رومی نہیں لوٹے گا۔ اِلا یہ کہ وہ خوف زدہ ہو، حتی کہ وہ منحوس بچہ پیدا ہو جائے۔ اور اے کاش کہ وہ پیدا ہی نہ ہو۔

قسطنطنیہ پہنچنا

پھر وہ چل پڑا حتی کہ قسطنطنیہ جا پہنچا۔ اس نے اسکندریہ اور طرسوس کے درمیان واقع قلعہ والوں کو بھی اپنے ساتھ لے لیا، تاکہ مسلمان انطاکیہ اور روم کے شہروں کے درمیان سے نہ گذر سکیں۔ اسی نے ان قلعوں کو بھی خراب کر دیا چنانچہ مسلمانوں کو اس علاقے میں کوئی بھی نہ ملتا تھا۔ البتہ بسا اوقات رومی وہاں گھات لگا کر بیٹھ جاتے اور جب مسلمان گزرتے تو لشکر کے پچھلے حصے پر حملہ کر کے نقصان پہنچاتے۔ اس بناء پر مسلمان اس معاملے میں محتاط ہو گئے۔

قیساریہ کی فتح اور غزہ کا محاصرہ

سیف بحوالہ ابوعثمان اور ابوحارثہ نقل کرتے ہیں اور یہ دونوں خالد اور عبادہ سے نقل کرتے ہیں کہ '' جب حضرت خالد اور ابوعبیدہ ''فحل'' سے چل کر حمص کی طرف روانہ ہوئے تو عمرو اور شرحبیل ''بیسان'' پہنچ گئے اور اسکو فتح کر ڈالا۔ اردن والوں نے ان سے صلح کا معاہدہ کر لیا۔ اور رومی افواج کا لشکر اجنادین، بیسان اور غزہ میں جمع ہو گیا۔

حضرت عمرؓ کے احکامات

مسلمانوں نے رومیوں کے متفرق ہونے کی اطلاع حضرت عمرؓ کو خط لکھ کر پہنچائی۔ اس پر حضرت عمرؓ نے یزید کو خط لکھا کہ وہ سپاہی بھیج کر ان کی کمر مضبوط کریں۔ اور مزید یہ کہ حضرت معاویہ کو قیساریہ کی جانب بھیج دیں۔ اسی

طرح حضرت عمر کی طرف یہ خط لکھا کہ وہ ''ارطبون'' کا مقابلہ کریں جبکہ علقمہ کو یہ حکم دیا کہ وہ فیقار کا مقابلہ کریں۔

حضرت عمرؓ نے حضرت معاویہ کو جو خط لکھا تھا اس کا مضمون یہ تھا:

حمد و ثناء کے بعد! میں نے تم کو ''قیساریہ'' کی حکومت دیدی ہے۔ اب تم وہاں اسی کی طرف روانہ ہو جاؤ اور ان سے مقابلے کے لیے اللہ سے مدد مانگتے رہو۔ اور بکثرت یہ پڑھتے رہو:

لاحول ولا قوۃ الا باللہ، اللہ ربنا وثقتنا ورجاؤنا، ومولانا نعم المولیٰ ونعم النصیر

برائی سے بچنے اور نیکی کی طرف آنے کی قوت صرف اللہ ہی کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ اللہ ہی ہمارا رب ہے، اور اسی پر ہمارا اعتماد و بھروسہ اور امید ہے، وہی ہمارا آقا ہے اور وہی بہترین مولیٰ اور بہترین مددگار ہے۔

قیساریہ والوں سے جنگ

چنانچہ دونوں حضرات علقمہ اور عمرو تو ان مقامات پر پہنچ گئے جہاں کا ان کو حکم دیا گیا تھا اور حضرت معاویہؓ اپنے لشکر کے ساتھ قیساریہ پہنچے۔ انکا حاکم ''ابیٰ'' تھا۔ حضرت معاویہ نے اس کو شکست دی اور ''قیساریہ'' میں محصور کر دیا۔ اسکے بعد قیساریہ والوں نے ان سے جنگ شروع کر دی۔ جس میں ان کو شکست اٹھانی پڑی۔ بلکہ جب بھی انہوں نے مقابلہ کیا تو ان کو حضرت معاویہ نے شکست دی اور ان کو انکے قلعوں کی طرف پسپائی پر مجبور کر دیا۔ آخر کار وہ نہایت جوش و جذبے سے نکلے اور انہوں نے خوب زور و شور سے جنگ شروع کی حتی کہ انکے اسی ہزار سپاہی قتل کر دیے گئے اور مکمل شکست کھانے تک انکے ایک لاکھ سپاہیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

فتح کی خبر

حضرت معاویہ نے فتح کی خبر ''بنوضبیب'' کے دو صاحبان کے ہاتھ بھیجی انکی روانگی کے بعد انکی کمزوری کا خدشہ ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن علقمۃ الفراسی اور زہیر بن الحلاب الخثعمی کو ان کے پیچھے بھیجا اور انکو یہ حکم دیا کہ وہ ان دونوں سے آگے بڑھ جائیں چنانچہ آگے جا کر ایک مقام پر ان دونوں نے انکو پا لیا وہ لوگ سوئے ہوئے تھے یہ دونوں سے آگے بڑھ کر روانہ ہو گئے۔

فیقار کا محاصرہ اور اس کی سازش

ادھر علقمہ بن مجزز روانہ ہوئے اور ''غزہ'' پہنچ کر انہوں نے 'فیقار'' کا محاصرہ کر لیا انہوں نے ''فیقار'' سے مراسلت کرنا چاہی تو انہیں اپنے ساتھیوں میں سے کوئی تسلی بخش نظر نہ آیا وہ بذات خود علقمۃ کے قاصد بن کر فیقار کے پاس آ گئے۔ (علقمۃ کے واپس آنے سے قبل) ''فیقار'' نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ انکے راستے میں چھپ کر بیٹھ جائے اور جس وقت وہ اس کے پاس سے گزرنے لگیں تو انکو قتل کر دے۔ حضرت علقمہ اس بات کو بھانپ گئے انہوں نے 'فیقار'' سے کہا کہ میرے ساتھ مزید اور ساتھی ہیں جو میری رائے سے اتفاق رکھتے ہیں میں ابھی واپس جا کر انکو بھی آپکے پاس لاؤں گا تو ''فیقار'' نے اسی شخص کو دوبارہ حکم بھیجا کہ انکو کچھ نہ کہا جائے چنانچہ حضرت علقمہ وہاں سے بسلامت نکل آئے

اور دوبارہ اس کے پاس نہیں لوٹے۔ اور انہوں نے بھی وہی کیا جو کہ ''عمروؓ'' نے ارطبون کیساتھ کیا تھا

خوشی کی رات

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھیجے ہوئے خبر لیجانے والے ڈاکیئے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فتح کی خوشخبری لیکر پہنچے تو حضرت عمر نے لوگوں کو جمع کیا اور وہ رات خوشی میں گزاری۔ یوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود بھی حمد وثناء اور مسلمانوں سے فرمایا کہ تم کو بھی خدا کی خوب حمد وثناء کرنا چاہیئے، کہ اس نے قیساریہ کی فتح عطا فرمائی۔

حضرت معاویہ کی تدبیر

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فتح سے پہلے بھی اور فتح کے بعد بھی قیدیوں کو اپنے پاس ہی رکھتے تھے، حضرت معاویہؓ کہتے تھے کہ جو سلوک میخائیل ہمارے قیدیوں کیساتھ کریگا ہم وہی سلوک ان لوگوں کے قیدیوں کیساتھ کریں گے۔ اس طرح مسلمان قیدی ''میخائیل'' کے برے سلوک کا شکار ہونے سے بچے رہے، حتیٰ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ نے اسے فتح کرلیا۔

بیسان کی فتح اور اجنادین کا معرکہ

جب حضرت علقمہ غزہ کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت معاویہ قیساریہ کی جانب چل پڑے تو حضرت عمروؓ بن العاص ارطبون کی طرف چل پڑے اور اسکے سامنے پہنچ گئے۔ انکے ہراول دستے پر شرحبیل بن حسنہ تھے انہوں نے اپنے پیچھے ''اردن'' کی حکومت سنبھالنے کیلئے ابوالاعور کو اپنا نائب مقرر کیا، اور اپنے لشکر کے دائیں اور بائیں بازوؤں کی قیادت عبداللہ بن عمرو اور جنادۃ بن تمیم مالکی کے سپرد کی گئی تھی۔

رومی سپہ سالار ارطبون

پھر آپ نکلے تا کہ روم کے خلاف اجنادین کے مقام پر فروکش ہوجائیں اس وقت رومی فوج اپنے اپنے قلعوں اور خندقوں میں محصور تھی اور انکی قیادت ارطبون کے ہاتھ میں تھی'' ''ارطبون'' روم کا سب سے بڑا سیاست دان، اور دوراندیش اور تیز ترین شخص تھا، اسی نے رملہ میں بہت بڑی تعداد میں فوج اکٹھی کررکھی تھی اسی طرح ایلیاء میں بھی اس نے ایک بڑے لشکر کو ترتیب دے رکھا تھا

حضرت عمروؓ بن العاص نے تمام صورتحال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی۔

ارطبون بمقابلہ ارطبون

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب حضرت عمرو بن العاص کا تحریر کردہ یہ خط پہنچا تو حضرت عمر نے فرمایا۔

ہم نے روم کے ارطبون سے عرب کے ارطبون کو ٹکرا دیا ہے اب دیکھو میدان کس کے ہاتھ آتا ہے؟

امدادی افواج کی روانگی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب سے شام کی طرف سرداروں کو بھیجنا شروع کیا تھا تو وہ برابر لشکر کیلئے فوج بھیج رہے تھے۔ جب حضرت عمرؓ کو اس بات کی اطلاع ملی کہ رومی فوج مختلف مقامات پر صف آراء

نے حضرت یزیدؓ کی جانب خط لکھ کر ان کو یہ ہدایت دی کہ وہ حضرت معاویہؓ کو گھڑ سوار لشکر دیکر قیساریہ بھیج دیں۔
اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف حضرت عمرؓ نے جو خط بھیجا اسمیں یہ درج تھا کہ انکو (حضرت عمرؓ کی طرف سے) قیساریہ سے جنگ کیلئے امیر و سالار بنادیا گیا ہے، تاکہ وہ انکی توجہ کو حضرت عمروؓ بن العاص کی طرف سے ہٹادیں۔

مختلف دستوں کی تشکیل

حضرت عمرو بن العاص نے علقمۃ بن حکیم الفراسی اور مسروق بن فلان العکی کو ایلیاء والوں سے مقابلہ کے لئے متعین کیا تھا، چنانچہ یہ لوگ ''ایلیاء'' کے سامنے صف آراء ہو گئے اور اس طرح ایلیاء والوں کی توجہ کو حضرت عمرو کی جانب مبذول ہونے سے روک دیا۔ اسی طرح ابوایوب المالکی کو انہوں نے ''رملہ'' کی جانب بھیجا ''رملہ'' والوں کی قیادت ''تذادق'' کے ہاتھ میں تھی چنانچہ وہ اسکے سامنے صف آراء ہو گئے۔

حضرت عمروؓ کا کمک بھیجنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے بھیجے جانے والے امدادی فوجی دستے جب پے در پے حضرت عمروؓ بن العاص تک پہنچے تو انہوں نے علقمۃ اور مسروق کی مدد کیلئے محمد بن عمرو کو اور ابوایوب کی مدد کیلئے عمارۃ ابن عمر بن امیۃ الضمری کو روانہ فرمایا اور بذات خود حضرت عمرو بن العاص اخبادین میں فروکش ہو گئے۔

حضرت عمرو قاصد کے روپ میں

حضرت عمرو بن العاص وہاں ''ارطبون'' سے کوئی معاہدہ بھی نہیں کر پا رہے تھے اور نہ ہی قاصدوں سے انکی تشفی ہو رہی تھی لہٰذا وہ بذات خود قاصد بن کر ارطبون کے پاس پہنچ گئے اور اس سے گفتگو کی اور اس کی باتوں کو سنا اور ساتھ انہوں نے ارطبون کے قلعوں کا بھی بغور جائزہ لے لیا اور اپنے مطلب کی تمام باتیں انہوں نے معلوم کر لیں۔
ان کی صفات اور ہوشیاری کو دیکھ کر ارطبون نے اپنے دل میں کہا: اللہ کی قسم! یا تو عمرو یہی ہے یا پھر یہ ضرور وہ شخص ہے کہ جس کی رائے پر عمرو فیصلہ کرتا ہے۔ اور میں ان مسلمانوں کو اسکے قتل سے بڑا نقصان نہیں پہنچا سکتا ہوں۔

قتل کا منصوبہ، اور عمروؓ کی زیرکی

ارطبون نے ایک محافظ کو بلا کر اس کو خفیہ اسکے قتل کی تدبیر بتاتے ہوئے حکم صادر دیا کہ تم آگے جا کر فلاں جگہ پر (گھات لگا کر) کھڑے ہو جاؤ اور جیسے ہی واپسی میں یہ آدمی تمہارے پاس سے گزرے تو تم اس کا کام تمام کر دو۔
حضرت عمرو کسی طریقے سے ارطبون کی اس سازش کو بھانپ گئے انہوں نے ارطبون سے کہا آپ کی ہماری آپس میں جو بات چیت ہوئی ہے اور دونوں نے ایک دوسرے کا موقف سنا ہے تو آپکی باتیں میرے نزدیک کافی اہمیت اور وزن رکھتی ہیں اور دراصل میں ان دس آدمیوں میں سے ہوں جن کو عمر بن الخطاب نے اس امیر (یعنی عمرو بن العاص) کے ہمراہ بھیجا ہے تاکہ ہم اس کی مدد کریں اور وہ اپنے اہم معاملات میں ہم کو شریک کرے میں ابھی واپس جا کر ان سب کو آپکے پاس لاتا ہوں اگر آپکی پیش کردہ باتوں کے متعلق انکی بھی یہی رائے ہوگی جو کہ میری رائے ہے، تو پھر امیر اور لشکر کی رائے بھی یہی ہوگی۔ اور اگر انکو اس رائے سے اتفاق نہ ہوا تو آپ انکو انکی جگہوں پر واپس لوٹا دیجئے گا اور پھر اپنے معاملے میں آپ کو اختیار ہوگا۔

ارطبون کی ناکامی

ارطبون نے حضرت عمرو کی اس بات کو تسلیم کر لیا (اور وہ حضرت عمرو کی باتوں میں آ گیا) اور اس نے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے! پھر اس نے اپنے ایک سپاہی کو بلا کر اس کو ہدایت دی کو وہ فلاں محافظ کے پاس جا کر اس کو واپس بھیج دے چنانچہ وہ شخص ارطبون کے پاس واپس لوٹ آیا۔ پھر اس نے حضرت عمرو بن العاص سے کہا کہ آپ جائیں اور اپنے ساتھیوں کو لے کر آئیں۔ حضرت عمروؓ وہاں سے نکل پڑے اور انہوں نے وہاں واپس نہ لوٹنے کا فیصلہ کر لیا ''ارطبون'' کو بھی پتہ چل گیا کہ اس کے ساتھ دھوکہ ہو گیا ہے تو وہ کہنے لگا اس شخص نے تو مجھے دھوکہ دیدیا ہے یہ تو سب سے زیادہ زیرک و ہوشیار سیاست دان ہے۔ جب حضرت عمرو بن العاص کے اس واقعہ کی اطلاع حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ فرمانے لگے، عمرو اس (ارطبون) پر غالب آ گیا! عمرو تو اللہ ہی کیلئے ہے اللہ اس کا بھلا کرے۔

ارطبون سے جنگ

پھر حضرت عمرو نے ارطبون کا مقابلہ شروع کیا حضرت عمرو اس کی تمام باتیں از اول تا آخر معلوم کر چکے تھے اور انہیں لڑائی کے سوا کوئی چارہ دکھائی نہیں دے رہا تھا دونوں لشکر ایک دوسرے کے مدمقابل آ گئے اور اجنادین کے مقام پر گھمسان کا رن پڑا اور رومیوں کو ایسی شدید لڑائی کا سامنا کرنا پڑا جیسی یرموک کے معرکہ میں ہوئی تھی۔ اور میدان جنگ میں کشتوں کے پشت لگ گئے۔

ارطبون کی پسپائی اور ایلیاء میں آمد

ارطبون شکست کھا کر اپنی فوج کیساتھ بھاگ نکلا اور ایلیاء پہنچ کر اس نے سکون کا سانس لیا۔

حضرت عمرو بن العاص نے اجنادین میں ہی پڑاؤ ڈال دیا۔ ارطبون جب ایلیاء پہنچا تو مسلمانوں نے اس کو راستہ دیدیا حتی کے وہ شہر میں داخل ہو گیا اس کے بعد اس نے مسلمانوں کو درمیان سے ہٹا کر اجنادین بھجوا دیا، علقمہ، مسروق، محمد بن عمرو اور ابوایوب تمام حضرات اجنادین پہنچ کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کیساتھ مل گئے۔

ارطبون کا خط عمروؓ کے نام

پھر ارطبون نے حضرت عمرو بن العاص کو ایک خط لکھا جس میں مندرجہ ذیل مضمون تھا۔

تم میرے دوست، ہمسر اور برابر ہو، تمہاری حیثیت تمہاری قوم میں بالکل ویسی ہی ہے جیسا کہ میری حیثیت میری قوم میں ہے، اللہ کی قسم! تم اجنادین کے بعد سرزمینِ فلسطین کے کسی بھی حصے کو ختم نہیں کر سکو گے، تم واپس لوٹ جاؤ! اور دھوکہ میں مت رہو، ورنہ ایسا نہ ہو کہ تمہارا بھی حشر وہی ہو جائے جو کہ ان لوگوں کا ہوا تھا جو تم سے پہلے آئے اور شکست ان کا مقدر بنی۔

حضرت عمرو کی تدبیر اور جوابی خط

حضرت عمرو بن العاص نے جب اس کا یہ خط پڑھا تو رومی زبان جاننے والے ایک شخص کو بلایا، اور اسے قاصد بنا کر ارطبون کے پاس روانہ کیا، اور ساتھ ہی اس کو یہ ہدایت دی کہ تم وہاں انجان اور لاعلم بنے رہنا (گویا کہ تمہیں رومن زبان نہیں آتی) اور اسی کی باتوں کو غور سے سن لینا اور جب تم انشاء اللہ واپس آ ؤ گے تو مجھے انکی باتیں

بتا دینا! اور ارطبون کے نام انہوں یہ خط لکھا۔

یہ تمہارا خط مجھے ملا جسمیں تم نے یہ لکھا کہ تم میرے ہم پلہ اور برابر ہو، تم تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتے ہوئے جان بوجھ کر میری حیثیت اور شان سے لاعلمی کا اظہار کر رہے ہو، جبکہ تم یہ بات اچھی طرح جانتے ہو کہ ان علاقوں کا فاتح میں ہی ہوں! اور اب تم اپنے فلاں فلاں تین وزیروں کو ذرا بلاؤ اور ان کے سامنے میرا یہ خط پڑھو تا کہ وہ دونوں کے مابین خط وکتابت پر غور کریں اور تمہیں اس بات میں شبہ نہ رہے کہ میں ان علاقوں کا فاتح ہوں۔ دراصل حضرت عمروؓ اس کو یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ وہ عمر بن الخطاب ہی ہیں اور پھر اس کا جواب معلوم کرنا چاہتے تھے کہ وہ عمر بن الخطاب ہی ہیں اور پھر اس کا جواب معلوم کرنا چاہتے تھے۔

عمروؓ کا قاصد ارطبون کے پاس

وہ قاصد اس خط کو لیکر حسبِ تعمیل حکم چل پڑا اور ارطبون کے پاس جا پہنچا اور وہاں پہنچ کر اس نے تمام لوگوں کے سامنے ارطبون کو خط پہنچایا، ارطبون نے وہ خط لیکر حاضرین کے سامنے پڑھوایا، خط سن کر سب ہنس پڑے اور تعجب کا اظہار کرنے لگے، اور انہوں نے ارطبون سے کہا تم نے یہ کہاں سے جان لیا کہ یہ شخص ان علاقوں کا فاتح نہیں؟ اس پر ارطبون نے جواب دیا! اس علاقے کا حاکم وہ شخص ہے جس کا نام ''عمر'' تین حرفوں کیساتھ ہے! (جبکہ یہ تو ''عمرو'' ہے اس کے تو چار حروف ہیں) وہ قاصد ''ارطبون'' کے پاس سے واپس حضرت عمرو کے پاس آ گیا، (اس وقت) انکو معلوم ہوا کہ وہ ''عمر'' ہیں (تین حرفوں کیساتھ)۔

عمرؓ بن الخطاب کے سفرِ شام کا آغاز

حضرت عمروؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر بن الخطاب کو خط بھیجا جسمیں ان سے امداد بھیجنے کی درخواست کی تھی، اسمیں حضرت عمرو نے تحریر کیا۔ میں انتہائی سخت گھسان کی جنگیں لڑ رہا ہوں اور میں نے شہروں کو آپ کیلئے تیار کر دیا ہے، اب آپ کی رائے کا انتظار ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمرو بن العاص کا یہ خط پہنچا تو آپ سمجھ گئے کہ حضرت ''عمرو'' نے یہ بات پوری معلومات کے بعد ہی لکھی ہوگی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں میں (اپنے سفر کی) منادی کرادی اور سفر کیلئے کوچ کیا اور ''جابیہ'' کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔

شام کی جانب سفروں کی کل تعداد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف جتنی مرتبہ سفر کیا ہے انکی کل تعداد چار ہے۔

۱۔ پہلی مرتبہ آپ گھوڑے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے تھے۔

۲۔ جبکہ دوسری مرتبہ آپؓ اونٹ پر سوار تھے۔

۳۔ تیسری مرتبہ سفر مکمل نہ ہوا اور شام سے پہلے ہی واپسی کر لی کیونکہ وہاں طاعون پھیل گیا تھا۔

۴۔ چوتھی اور آخری مرتبہ آپ شام میں داخل ہوئے تو اس وقت آپ گدھے پر سوار تھے۔

حضرت عمر نے اپنے سفر پر روانہ ہوتے وقت مدینہ منورہ میں اپنے پیچھے انتظام حکومت سنبھالنے کیلئے خلیفہ مقرر کر دیا تھا اور اس کے بعد آپ روانہ ہوئے تھے۔

سالاران لشکر کو ہدایت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلی مرتبہ تمام سالاران لشکر کو اپنے سفر سے مطلع کر دیا تھا اور انکو یہ ہدایت دی کہ جابیۃ کے مقام پر فلاں دن یہ تمام سالاران لشکر آپ سے ملیں اور یہ کہ ہر سالار اپنا اپنا نائب مقرر کر کے آئے۔

چنانچہ ان لوگوں نے جابیۃ کے مقام پر آپ سے ملاقات کی، سب سے پہلے یزید بن ابی سفیان اور انکے بعد حضرت ابوعبیدہ اور پھر آخر میں حضرت خالدؓ بن الولید کی آمد ہوئی، یہ تمام حضرات گھوڑوں پر سوار تھے اور ریشم کے قیمتی لباس زیب تن کیئے ہوئے تھے۔

تم کس قدر بدل گئے!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب ان لوگوں کو اس انداز میں دیکھا تو آپ اتر آئے اور انکی طرف پتھر پھینکتے ہوئے یوں گویا ہوئے! تم لوگ کتنی جلدی اپنے طریقے بھلا بیٹھے ہو! میرا استقبال تم اس لباس میں کر رہے ہو۔ صرف دو سال کے قلیل عرصے میں تمہارے پیٹ بھر گئے اور تم آپے سے باہر ہو گئے! اللہ کی قسم اگر تم یہ کام دو سو سال کے بعد بھی کرتے تو بھی میں تم کو تمہارے عہدوں سے ہٹا کر تمہاری جگہ دوسروں کو مقرر کر دیتا۔

سالاروں کا صفائی پیش کرنا

جواب میں وہ لوگ کہنے لگے۔ اے امیر المومنین! یہ ہم نے مجبوری میں کیا ہے کیونکہ ہم ہتھیاروں سے بھی لیس ہیں۔ انکی بات سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا پھر ٹھیک ہے! پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور جابیہ میں داخل ہو گئے۔ اس وقت حضرت عمرو بن العاص اور ''شرحبیل'' ''اجنادین'' میں ہی موجود تھے اور یہ اپنی جگہ سے نہیں ہلے تھے۔

بیت المقدس کی فتح

عمرؓ سے ایک یہودی کی ملاقات

حضرت سالم بن عبداللہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ جب ''جابیہ'' پہنچ گئے تو اس وقت ایک یہودی آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے امیر المومنین! آپ اپنے گھر کی طرف واپس نہ لوٹیئے گا تا آنکہ اللہ پاک ایلیاء یعنی بیت المقدس) کو بھی آپکے ہاتھ پر فتح نہ کرادے۔

پھر حضرت عمرؓ کے جابیہ میں قیام کے دوران ہی گھڑ سواروں کا ایک دستہ آپ کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔ ان کے نزدیک پہنچنے پر مسلمانوں نے تلواریں نکال لیں، لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ لوگ پناہ لینے کیلئے آرہے ہیں ان کو پناہ دیدو ان کی آمد پر پتہ یہ چلا کہ وہ لوگ ایلیاء کے باشندے تھے، انہوں نے جزیہ ادا کر کے صلح کرنے کا معاہدہ کر لیا اور حضرت عمرؓ کے لیے شہر کو کھول دیا

دجال کے متعلق سوال و جواب

شہر کے فتح ہو جانے پر حضرت عمرؓ نے اسی یہودی کو اپنے پاس بلوایا۔ حضرت عمرؓ سے اس کے بارے میں کہا گیا کہ اس شخص کے پاس علم ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس سے دجال کے متعلق سوال کیا۔ حضرت عمرؓ دجال کے متعلق کافی

سوال کرتے تھے۔ آپ کے سوال کے جواب میں اس یہودی نے کہا۔ اے امیر المؤمنین! آپ کو یہ سوال پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ کی قسم! آپ عرب لوگ تو اس کو ''باب لُد'' کے نزدیک صرف دس بارہ گز کے فاصلہ پر قتل کر دیں گے۔

یہودی کا خوشخبری دینا

حضرت سالم سے یہ بھی نقل کیا جاتا ہے کہ ''حضرت عمرؓ جب شام میں داخل ہوئے تو آپ کی ملاقات ایک یہودی سے ہوئی، اس یہودی نے آپ سے کہا ''السلام علیک یا فاروق! (اے فاروق! آپ پر سلام ہو) ایلیاء کے مالک آپ ہی ہیں۔ اللہ کی قسم! آپ اس وقت تک نہیں لوٹیں گے جب تک کہ اللہ پاک آپ کو ایلیاء کی فتح نصیب نہ کر دیں گے۔ (اور ایلیاء کی صورتحال یہ تھی کہ) ایلیاء والوں نے حضرت عمرو بن العاص کو کافی پریشان کیا تھا اور حضرت عمروؓ نے بھی ان کو تنگ کیا تھا کہ ابھی تک حضرت عمرؓ کا قبضہ ایلیاء یا رملہ کسی پر بھی نہ ہو سکا تھا۔

ایلیاء والوں کو امان

حضرت عمرؓ ابھی جابیہ کے مقام پر ہی پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے کہ اچانک مسلمان تیزی سے اپنے ہتھیاروں کی طرف بڑھے حضرت عمر نے دریافت کیا کہ آخر کیا بات ہوئی؟ تو مسلمان کہنے لگے کیا آپ کو گھوڑے اور تلواریں دکھائی نہیں دے رہیں؟ حضرت عمرؓ نے جب اس طرف دیکھا تو انہیں ایک فوجی دستہ نظر آیا جس کی تلواریں چمک رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ لوگ امان مانگنے کے لیے آ رہے ہیں۔ تم ان سے خوف مت کھاؤ۔ بلکہ ان کو امان دیدو۔ مسلمانوں نے ان کو پناہ دیدی۔

صلح کا معاہدہ

اسکے بعد پتہ چلا کہ یہ لوگ ایلیاء کے رہنے والے ہیں ان لوگوں نے حضرت عمرؓ سے معاہدہ صلح لکھوانے کی درخواست کی۔ اور ایلیاء اور اس کے علاقے اور رملہ اور اسکے تمام علاقے کے متعلق آپ سے صلح کا معاہدہ کر لیا۔

اس طرح فلسطین میں دو طرح کے علاقے ہو گئے۔ آدھا علاقہ ایلیاء کے ساتھ اور دوسرا آدھا رملہ کے ساتھ ہو گیا۔ اور کل اضلاع اس کے دس ہیں اور ارض فلسطین مکمل سرزمین شام کے برابر ہے۔

دجّال کی جائے قتل

اس صلح کے موقع پر وہ یہودی (جس کا ذکر ابھی ہوا) بھی موجود تھا، حضرت عمرؓ نے اس سے دجال کے متعلق سوال کیا۔ تو اس نے اس نے بتایا ''دجال'' بنیامین کی اولاد میں سے ہے۔ اور اللہ کی قسم! اے جماعت عرب! بیشک تم ہی اس کو ''باب لد'' سے دس بارہ گز کے فاصلے پر قتل کرو گے۔

ارطبون اور تذارق کا فرار

خالد اور عبادۃ بیان کرتے ہیں کہ ''سرزمین فلسطین کی طرف سے صلح کرنے والے ایلیاء اور رملہ کے عام باشندگان تھے۔ اس لیے کہ ''ارطبون'' اور ''تذارق'' تو حضرت عمرؓ کے ''جابیہ'' میں تشریف آوری کے بعد مصر روانہ

ہو گئے تھے۔ اور بعد میں یہ دونوں بھی گرمیوں کی ایک لڑائی میں قتل کر دیے گئے (خس کم جہاں پاک)

حضرت عمرؓ کی شام میں آمد کا سبب

حضرت عمرؓ کی شام میں تشریف آوری کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا سبب اصلی دراصل یہ پیش آیا تھا کہ حضرت ابوعبیدہ بیت المقدس حاضر ہوئے۔ تو وہاں کے لوگوں نے ان سے شام کے دیگر علاقوں کے معاہدات صلح کے مطابق صلح کرنی چاہی۔ اور انکی خواہش یہ بھی تھی اس صلح نامہ کو حضرت عمرؓ ہی مکمل فرمائیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھ کر صورتحال سے مطلع کیا تو حضرت عمرؓ مدینہ سے روانہ ہو گئے۔

علیؓ کی تشویش اور عمرؓ کا جواب

عباسؓ کی فضیلت

عدی بن سہل کہتے ہیں کہ جب فلسطین والوں کے خلاف شام والوں نے حضرت عمرؓ سے مدد طلب کی تو حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو اپنا نائب اور جانشین مقرر کیا اور انکی امداد کے لیے آپ بذات خود روانہ ہونے لگے تو حضرت علیؓ نے آپ سے کہا آپ اپنے آپ کو کہاں لے جا رہے ہیں (یاد رکھیں) آپ ایک سخت دشمن کا ارادہ کر رہے ہیں۔

اس پر حضرت عمرؓ نے جواباً ارشاد فرمایا:

''میں یہ چاہتا ہوں کہ حضرت عباسؓ کی وفات سے پہلے پہلے دشمن سے جہاد کرلوں۔ کیونکہ اگر تم نے عباسؓ کو کھو دیا یعنی ان کی وفات ہو گئی تو پھر شر و فساد تم کو ایسا توڑ کر رکھ دیگا جیسا کہ رسی کے کنارے کو توڑا جاتا ہے۔

عدی بن سہل ہی فرماتے ہیں کہ

جب فلسطین کے لوگوں سے صلح کا معاہدہ شروع ہوا تو حضرت عمرو اور شرحبیل بھی جابیہ میں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچ گئے تھے اور معاہدہ ان کی موجودگی میں ہی لکھا گیا۔

صلح نامہ کے مندرجات

خالد اور عبادۃ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے ایلیاء کے باشندوں سے جابیہ کے مقام پر صلح کا معاہدہ کیا تو ہر ضلع کے لیے ایک ہی صلح نامہ لکھا گیا سوائے ایلیاء والوں کے۔ اور صلح نامہ مندرجہ ذیل مضمون پر مشتمل تھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''

اللہ کے بندے عمر امیر المؤمنین نے ایلیاء والوں کو امان دیدی ہے۔ ان کو ان کی جانوں اور مالوں کی امان دی گئی ہے۔ انکے عبادت خانے، صلیبیں، بیمار اور تندرست اور تمام مذاہب والے باشندے امان میں رہیں گے۔ ان کے گرجاؤں کو کوئی (مسلمان) رہائش کے لیے استعمال نہیں کرے گا۔ نہ ہی ان کو منہدم کیا جائے گا، اور نہ ہی ان کی عمارت یا زمین میں سے کمی کی جائیگی، اور نہ ہی ان کی صلیب یا مال میں سے کوئی کمی کی جائے گی۔ ان پر انکے دین کے متعلق جبر نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے کسی فرد کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا۔ اور ایلیاء میں ان لوگوں کے ساتھ کسی یہودی کو

رہنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

ایلیاء کے باشندوں کے لیے دوسرے شہروں کے لوگوں کی طرح جزیہ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ ان پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ رومیوں کو اور اسی طرح چوروں کو ایلیاء سے نکال دیں۔ ان کے لوگوں میں سے جو کوئی وہاں سے نکلے گا تو اس کی حفاظت اس کے امن کی جگہ تک پہنچنے تک کی جائے گی اور جو یہاں پر قیام کرنا چاہے گا تو اس کی بھی حفاظت کی جائے گی اور اس پر ایلیاء والوں کی طرح جزیہ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ مزید برآں یہ کہ اگر ایلیا والوں میں سے کوئی بذات خود اپنے مال کو لے کر اپنی صلیبوں اور دیگر دینی سامان کے ساتھ رومیوں کی معیت میں جانا چاہے تو اس کی جان اور مال ومتاع بھی امن میں ہوگا، حتی کہ وہ اپنی امن والی جگہ تک پہنچ جائیں۔ اور ان لوگوں میں سے جو لوگ فلاں شخص کے قتل سے پہلے ہی سے زمیندار تھے۔ تو اب ان کی مرضی ہے کہ چاہیں تو ایلیاء والوں کی طرح وہ بھی جزیہ ادا کریں۔ اور اگر چاہیں تو روم والوں کے ساتھ وہ بھی جا سکتے ہیں۔ اور جو اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹنا چاہے تو اس کی بھی اجازت ہے اسلیے کہ ان (زمینداروں) سے ان کی فصل کی کٹائی آنے سے قبل کوئی ٹیکس وغیرہ نہیں لیا جائے گا۔

جو کچھ بھی اس معاہدے میں تحریر کیا گیا ہے یہ اللہ، اسکے رسول ﷺ اور خلفاء اور مومنوں کی ذمہ داری میں ہے جبکہ یہ لوگ اپنے واجب شدہ جزیہ کی ادائیگی کریں۔

معاہدے کے گواہ اور سن

اس معاہدے کے گواہ یہ لوگ بنائے گئے تھے

۱۔ حضرت خالد بن ولید ۲۔ حضرت عمرو بن العاص

۳۔ عبدالرحمٰن بن عوف ۴۔ معاویہ بن ابی سفیان

اور اس معاہدہ کا وقوع اور اس کی تحریر ۱۵ ہجری میں ہی ہوئی۔

دیگر صلح نامے

اسکے علاوہ دیگر صلح نامے لد کے معاہدہ ہی کی طرح تھے جو کچھ اس طرح تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے عمرؓ امیر المومنین نے "لد" کے باشندوں اور جو کوئی فلسطین والوں میں سے انکے ساتھ داخل ہو جائے ان کو انکی جانوں اور مال و دولت، انکے کلیساؤں، انکی صلیبوں، انکے بیمار اور صحتمند اور انکے تمام مذاہب والوں کو امان دیدی ہے۔ اور یہ کہ کم از کم عبادت خانوں کو رہائش کے لیے استعمال نہیں کیا جائے گا، نہ ہی انکو منہدم کیا جائے

گا اوران کی عمارت، ان کی زمین اور انکی صلیبوں اور مال ومتاع میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ انکو مذہب اور دین کے (اختیار کرنے کے) معاملے میں مجبور نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان میں سے کسی بھی فرد کو کوئی نقصان پہنچایا جائے گا۔ اور لد کے باشندوں اور جو کوئی فلسطین کے لوگوں میں سے ان کے ساتھ داخل ہوگا اسکے اوپر اس طرح جزیہ کی ادائیگی لازم ہوگی جس طرح شام کے دیگر شہروں کے باشندے ادا کرتے ہیں۔ اور اگر وہ یہاں سے نکل کر جانا چاہیں تو ان کے اوپر بھی اس شرط کی پابندی ضروری ہوگی، جو کہ پہلے ذکر ہو چکی۔

علقمہ بن حکیم اور علقمۃ بن مجزز کی تقرری

حضرت عمرؓ نے فلسطین کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ آدھے حصے پر علقمہ بن حکیم کو حاکم مقرر کیا اور ان کو رملہ میں ٹھہرا دیا اور بقیہ آدھے حصے کے حاکم علقمہ بن مجزز بنائے گئے اور ان کو ایلیاء میں اتار دیا۔ یہ دونوں اپنے اپنے لشکروں کو ساتھ لے کر اپنی ذمہ داری ادا کرنے کے لیے متعینہ علاقوں میں پہنچ گئے۔

حضرت سالم سے روایت ہے کہ علقمہ بن مجزز کو ایلیاء اور علقمہ بن حکیم کو رملہ پر حکومت کی ذمہ داری سونپی گئی اور یہ ذمہ داری انہی لشکروں کی معیت میں سونپی گئی جو حضرت عمروؓ بن العاص کے ہمراہ تھے، حضرت عمرؓ نے حضرت عمروؓ اور شرحبیلؓ کو ''جابیہ'' میں بلا لیا۔ یہ دونوں حضرات اس وقت حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے، جب کہ یہ سوار تھے۔ انہوں نے آپ کے گھٹنوں کو بوسہ دیا حضرت عمرؓ نے ان کو انکی مقررہ جگہوں پر پہنچا دیا۔

بیت المقدس روانگی اور گھوڑے کا قصہ

عبادہ اور خالد بیان کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت عمرؓ نے ایلیاء والوں کو پناہ اور امان دی۔ اور ایلیاء میں لشکر کو ٹھہرا دیا تو آپ ''جابیہ'' سے بیت المقدس کی جانب چل پڑے (جب آپ سوار ہوئے تو) آپ نے محسوس کیا کہ آپ کا گھوڑا پاؤں میں درد کی وجہ سے سیدھا نہیں چل رہا۔ آپ اس پر سے نیچے اتر آئے اور آپ کے لیے ایک ترکی گھوڑا حاضر کیا گیا۔ آپ جب اس پر سوار ہوئے تو وہ اکڑنے لگا آپ اس سے بھی اتر آئے اور پھر اس کے منہ کو اپنی چادر سے مارتے ہوئے فرمایا ''اللہ تیرا ناس کرے! تجھے یہ انداز کس نے سکھایا ہے۔ پھر آپ نے چند دنوں کے بعد اپنے اسی گھوڑے کو طلب کر لیا اب اس کا درد ختم ہو گیا تھا۔ پھر آپ اس پر سوار ہو کر چل پڑے حتیٰ کہ بیت المقدس تک جا پہنچے۔

قبیلہ شیبان کے ایک بوڑھے شخص ''ابوصفینہ'' بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ شام تشریف لائے تو آپ کے پاس ایک ترکی گھوڑا لایا گیا۔ اسپر جب آپ سوار ہوئے تو وہ سرکشی دکھانے لگا۔ لہذا آپ اس پر سے نیچے اتر آئے اور اسکے منہ پر مارتے ہوئے فرمایا۔ اللہ (تجھے) کچھ نہ سکھائے۔ کس نے تجھ کو یہ تکبر اور اکڑ کا انداز سکھایا ہے؟ پھر حضرت عمرؓ اس سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد کبھی ترکی گھوڑے پر سوار ہوئے۔

ایلیاء کی فتح اور سن ھ

ایلیاء اور اسکا تمام علاقہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ سوائے اجنادین کے کہ وہ حضرت عمروؓ کے ہاتھ پر فتح

ہوا جبکہ "قیساریہ" کو حضرت معاویہ فتح کرنے میں کامیاب ہوئے۔

ابوعثمان اور ابوحارثہ بیان کرتے ہیں کہ ایلیاء اور اس کی سرزمین کی فتح حضرت عمرؓ کے ذریعے ربیع الثانی ۱۶ ہجری میں ہوئی۔

حضرت عمرؓ محراب داؤد میں

"سلامۃ" کے آزاد کردہ غلام ابومریم بیان کرتے ہیں کہ "حضرت عمرؓ کے ساتھ ایلیاء کی فتح کے موقع پر میں بھی حاضر تھا۔ حضرت عمرؓ جابیہ سے چل پڑے حتی کہ ایلیاء پہنچ گئے۔ اس کے بعد آگے چلتے ہوئے آپ بیت المقدس کی مسجد میں داخل ہوگئے اور پھر آپ آگے حضرت داؤد علیہ السلام کی محراب کی جانب بڑھے اور ہم آپ کے ساتھ ساتھ ہی تھے۔ حضرت عمرؓ محراب میں داخل ہوگئے اور آپ نے حضرت داؤد کے سجدہ والی آیت تلاوت کی اور پھر سجدہ کیا آپ کے ساتھ ساتھ ہم نے بھی وہاں سجدہ ادا کیا۔

بیت المقدس میں حاضری

حضرت رجاء ایک ایسے شخص کے حوالے سے بیان کرتے ہیں جو اس موقع پر حاضر تھے کہ "حضرت عمرؓ جب جابیہ سے ایلیاء پہنچے اور مسجد کے دروازے کے نزدیک پہنچے تو آپ نے فرمایا "میرے پاس کعبؓ کو لاؤ! پھر جب آپ دروازے میں داخل ہونے لگے تو آپ نے فرمایا "لبیک! اللھم لبیک" حاضر ہوں! اے اللہ میں حاضر ہوں! اس طرح جیسا کہ آپ پسند کرتے ہیں۔ اسکے بعد آپ حضرت داؤد علیہ السلام کی محراب کی جانب بڑھے۔ یہ رات کا وقت تھا۔ وہاں پر آپ نے نماز پڑھی۔

نمازِ فجر کی امامت

ابھی آپ وہیں پر ٹھہرے ہوئے تھے کہ اس اثناء میں فجر کا وقت ہوگیا۔ آپ نے مؤذن کو اقامت کا حکم دیا اور پھر آگے بڑھ گئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ نماز میں آپ نے "سورۃ صٓ" کی تلاوت فرمائی اور (اس میں آیت سجدہ آنے پر) سجدۂ (تلاوت) ادا کیا پھر آپ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے اور اس میں آپ نے سورۃ بنی اسرائیل (سورۃ اسراء) کی شروع کی آیات تلاوت فرمائیں اور پھر رکوع کیا اور پھر باقی نماز مکمل کی۔

حضرت کعب کو تنبیہ

پھر جب نماز سے فارغ ہو کر حضرت عمرؓ واپس مڑنے لگے تو اس وقت فرمایا "میرے پاس کعب کو لایا جائے! حضرت کعبؓ حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے دریافت کیا کعب! بتاؤ کیا خیال ہے؟ ہم کو قبلہ کس طرف رکھنا چاہیے؟ تو حضرت کعب کہنے لگے "صخرۃ" ہی کی طرف (یعنی جو مسجد اقصیٰ کا قبلہ ہے) اس پر حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا اے کعب! اللہ کی قسم! تم میں ابھی تک یہودیوں کی مشابہت باقی ہے۔ اور میں نے تم کو اپنے جوتے اتارتے ہوئے بھی دیکھا تھا (یعنی بیت المقدس کے احترام میں)

حضرت کعب کہنے لگے "میں نے یہ اس لئے کیا تا کہ اس زمین سے اپنے قدموں کو ملالوں۔ حضرت عمرؓ

فرمانے لگے میں نے تمہیں دیکھ لیا تھا۔

مسجد اقصیٰ کا قبلہ

حضرت عمرؓ نے فرمایا بلکہ ہم اس کا قبلہ آگے رکھیں گے جیسا کہ رسول ﷺ نے ہماری مسجدوں کا قبلہ آگے رکھا تھا (اے کعب) اپنی رائے اپنے پاس ہی رکھو۔ اس لیے کہ ہم کو صخرۃ (کی طرف نماز پڑھنے) کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ہم تو کعبہ (کو قبلہ بنانے) کے مامور ہیں۔ حضرت عمرؓ نے قبلہ آگے ہی رکھا۔

اسکے بعد حضرت عمرؓ اپنی نماز کی جگہ سے اٹھ کر ایک کوڑی (کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ) کی طرف تشریف لائے۔ یہاں رومیوں نے بنی اسرائیل کے زمانے میں بیت المقدس کو (کوڑے میں) دفن کر دیا تھا۔ پھر جب وہ رومیوں ہی کے پاس آ گیا تو انہوں نے اس کا کچھ حصہ ظاہر کر دیا اور باقی کو ویسے ہی چھوڑ دیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے لوگو! جیسا میں کروں تم بھی ویسے ہی کرنا۔ اس کے بعد آپ اسکی جڑ میں گھٹنوں کے بل جھک گئے۔

نعرۂ تکبیر اور حضرت عمرؓ کا استفسار

اسی اثناء میں آپ نے اپنے پیچھے کی طرف سے تکبیر کی آواز سنی حضرت عمرؓ کسی بھی چیز میں بد نظمی و بے ترتیبی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہوا؟ لوگوں نے بتایا کہ (حضرت) کعب نے نعرۂ تکبیر لگایا ہے اور انکے نعرہ لگانے پر باقی لوگوں نے بھی تکبیر کہی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ''ان کو میرے پاس لاؤ! چنانچہ ان کو آپ کے پاس لایا گیا حضرت عمر نے وجہ دریافت کی، وہ کہنے لگے: اے امیر المومنین! آج آپ نے جو کچھ کیا ہے اس کے بارے میں پانچ سو سال پہلے (اللہ کے) ایک نبی نے خبر دی تھی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ کیسے؟

یروشلم کے آبادکار عمرؓ، ایک نبی کی پیش گوئی

کعب کہنے لگے ''بیشک روم والوں نے بنی اسرائیل پر حملہ کیا تھا اور بنی اسرائیل انکے زیر نگین ہو گئے تھے۔ انہوں نے اس کو دفن کر دیا تھا اسکے بعد فارس والوں نے اہل روم پر حملہ کیا۔ انہوں نے بنی اسرائیل کے ساتھ برا سلوک کیا۔ پھر ان پر رومیوں کو غلبہ حاصل ہو گیا حتیٰ کہ اب آپ کی حکومت پر یہ سلسلہ پورا ہوا۔ اللہ پاک نے اس کوڑی پر جہاں بیت المقدس کو خراب اور آلودہ کر دیا گیا تھا ایک نبی کو بھیجا جو یہاں پر آئے اور انہوں نے فرمایا ''اے اوری شلم! (یروشلم یعنی بیت المقدس) خوشخبری سنو! تم پر ایک ''فاروق'' کا غلبہ ہو جائے گا جو تم کو اس گندگی سے صاف ستھرا کر دیگا۔

قسطنطنیہ میں نبی کی بعثت

اسی طرح قسطنطنیہ میں بھی ایک نبی کو مبعوث کیا گیا وہ وہاں ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے قسطنطنیہ! تیرے رہنے والوں نے میرے گھر کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے! انہوں نے اس کو ویران کر دیا ہے اور تجھے میرے عرش جیسا بنا دیا ہے۔ میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ایک دن میں بھی تجھ کو ویران کر دونگا۔ تیرے پاس کوئی بھی ٹھکانہ نہ پکڑ سکے گا اور نہ ہی تیرے درختوں کے نیچے کوئی سایہ ڈھونڈے گا۔ ان لوگوں نے ابھی شام بھی نہ کی تھی کہ وہاں کچھ بھی باقی نہ رہا۔

ربیعہ الشامی سے بھی اس طرح منقول ہے البتہ اس میں مزید یہ بھی ہے کہ ''تیرے پاس ''فاروق'' میرے

مطیع و فرمانبردار لشکر کے ساتھ آئے گا اور روم والوں سے تیرا بدلہ لے گا۔ اور قسطنطنیہ میں یہ فرمایا میں تجھے صحرا بیابان بنا کر چھوڑ دونگا جو سورج کے بالکل سامنے ہوگا۔ تیری طرف کوئی بھی ٹھکانہ نہیں پکڑے گا اور نہ ہی تو کسی کو سایہ دے سکے گا۔

راہب کی تیار کردہ طلاء

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں ایلیاء میں حضرت عمرؓ کے ساتھ حاضر تھا۔ ایک دن حضرت عمرؓ ایلیاء میں لوگوں کو کھانا کھلانے میں مصروف تھے کہ آپ کے پاس ایک راہب آیا جس کو یہ پتہ نہیں تھا کہ شراب حرام ہے، اس نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کیا آپ اس شراب کو پسند کریں گے جو کہ تمہاری کتاب میں شراب کی حرمت کے باوجود ہماری کتابوں میں حلال ہے؟

تو حضرت عمرؓ نے وہ شراب منگوالی اور اس سے دریافت کیا کہ یہ کس چیز سے تیار کی گئی ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ عصیر (یعنی کسی پھل کو نچوڑا ہوا رس) تھا اور میں نے اس کو پکایا حتی کہ یہ ایک تہائی رہ گیا۔ اس میں انگلی ڈالی اور اس کو برتن میں حرکت دی اور اسکے دو حصے کردیئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ ''طلاء'' ہے آپ نے اس کو ''قطران'' سے مشابہ قرار دیا اور اس کو پیا اور سرزمین شام میں لشکروں کے امیروں کو بھی حکم دیدیا۔

حکم نامہ

اس کے بعد آپنے تمام شہروں میں بھی یہ حکم نامہ لکھ کر بھیج دیا کہ میرے پاس ایسی شراب لائی گئی ہے جو عصیر سے پکائی گئی تھی۔ حتی کہ اس کی دو تہائی مقدار اڑ گئی اور ایک تہائی مقدار رہ گئی ''طلاء'' کی طرح تم بھی اس کو پکاؤ اور مسلمانوں کو فراہم کرو۔

ارطبون کا مصر جانا اور واپسی

ابوعثمان اور ابوحارثہ بیان کرتے ہیں کہ ''حضرت عمرؓ کی جب جابیہ میں آمد ہوئی تو ارطبون مصر روانہ ہوگیا۔ اور اسکے ساتھ ساتھ اسکے حامی بھی چلے گئے جو صلح کے خلاف تھے۔ اسکے بعد جب مصر والوں نے بھی صلح کرلی اور ان پر بھی غلبہ حاصل کرلیا گیا تو وہ سمندر کے ذریعے سفر کرکے روم چلا آیا۔ اور اسکے بعد وہ گرمی کے موسم میں لڑی جانے والی جنگوں کی کمانڈ کرتا رہا۔

مسلمان کا ہاتھ کٹنا اور اس پر ارطبون کے اشعار

اسی گرمی کے موسم میں ایک مرتبہ اس کی ایک مسلمان کمانڈر کے ساتھ جھڑپ ہوئی اور اس لڑائی میں ''ارطبون'' اور قبیلہ قیس کے ایک مسلمان سپاہی ''خریس'' کا مقابلہ ہوا۔ جس میں ارطبون نے اس مسلمان سپاہی کا ہاتھ کاٹ دیا لیکن اس نے ارطبون کا کام تمام کردیا۔

پھر اس موقع پر اس نے یہ اشعار کہے:

اگر روم کے ارطبون نے اس ہاتھ کو خراب و بیکار کردیا ہے تو (اس میں کوئی
بڑی بات نہیں کیونکہ) اللہ کا شکر ہے کہ یہ خوب نفع مند ثابت ہوا۔ میں

دو باغوں اور ایک چھوٹے حوض پر ایک نہر کے کنارے قیام کر رہا ہوں۔
جبکہ لوگوں کو گھبراہٹ اور خوف سے انسیت پیدا ہو جائے۔ اگر ارطبون
رومی نے اس (ہاتھ کو کاٹ ڈالا ہے تو کوئی پرواہ نہیں) میں نے بھی اسکے
اعضاء کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔

زیاد بن حنظلہ کے اشعار

اور زیاد بن حنظلہ نے اس طرح کے اشعار کہے:

میں نے روم کی جنگ کو یاد کیا جبکہ وہ طول پکڑ گئی تھی اور جبکہ ہم کئی سال سے لڑ رہے تھے۔ جبکہ ہم حجاز کے باشندے ہیں۔ اور اس کے اور ہمارے درمیان ایک ماہ کا سفر اور راستے میں بہت سی رکاوٹیں حائل ہیں۔ جس وقت ارطبون اپنے شہروں کا بچاؤ کر رہا تھا اور اس کے مقابلے میں مسلمان جنگ کر رہے تھے۔ جب حضرت عمرؓ نے روم کی فتح کا زمانہ دیکھا تو آپ اللہ کے لشکروں کو لے کر اس کے مقابلے پر روانہ ہو گئے۔
جب دشمن کو اس بات کا احساس ہوا اور ان پر آپ کے حملوں کا خوف چھا گیا تو وہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمارے ساتھ صلح کا معاملہ کریں۔ اور شام کی سرزمین انہوں نے آپ کے سپرد کر دی اور شام کی خوش حال زمین اور وہ علاقہ جس کو زرخیز شمار کیا جاتا تھا وہ بھی سپرد کر دیا۔ انہوں نے ہمارے لیے مشرق و مغرب کے درمیان کی وہ زمینیں، حوالہ کر دیں کہ جن کو انکے بہادر سرداروں نے تعمیر کیا تھا اور جس کی وراثت نسل در نسل چلی آ رہی تھی۔

زیاد نے مزید یہ اشعار بھی کہے

حضرت عمرؓ بذات خود جنگ کے لیے تشریف لے آئے کیونکہ آپ کے پاس کئی خطوط بھیجے گئے تھے (ان کا آنا اس طرح ہے) جیسا کہ کوئی بارش کسی کمزور قبیلے کے اونٹوں کی حفاظت کے لیے قدم اٹھائے۔ اور شام کی سرزمین اپنے باشندوں سے تنگ ہو چکی تھی اور کسی اچھی اور بہتر قوم کی تلاش میں تھی پس جب حضرت عمرؓ کے پاس (امداد کے مطالبہ کی) خبر آئی تو آپ نے اس کا جواب ایسے لشکر کے ساتھ دیا کہ جس کے سامنے جنگیں سرنگوں ہو جاتی ہیں۔ اور شام کی وسیع و عریض سرزمین سے وہ فوائد حاصل ہو گئے کہ جو ابو حفص (عمر بن خطاب) چاہتے تھے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حاصل ہوئے۔ پس حضرت عمر نے ان کے درمیان ہر جزیہ اور کھانے کے ہر ہر پیالے کو تقسیم فرما دیا جو کہ زیادہ خوشگوار اور

قابل تعریف تھا۔

تقسیمِ وظائف اور رجسٹروں کی تدوین

اور اسی سال میں حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کے لیے وظائف کو مقرر کیا اور رجسٹروں کو مدوّن کیا۔ حضرت عمر نے عطیات کی تقسیم میں کمی وزیادتی کا مدار پہلے اور بعد میں اسلام لانے کو ٹھہرایا اور صفوان بن امیہ، حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو کو فتح مکہ میں اسلام قبول کرنے والوں کے ساتھ شامل کر کے ان لوگوں کو کم وظیفہ دیا بنسبت ان لوگوں کے جو ان سے پہلے اسلام قبول کر چکے تھے۔ ان لوگوں نے اس کو لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ: ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جو ہم سے زیادہ شرافتِ نسب کا مالک ہو، یعنی ہم ہی سب سے بلند خاندان کے ہیں پس ہمیں حصہ زیادہ ملنا چاہیئے۔

اس پر حضرت عمرؓ نے جواب دیا، میں نے تم کو یہ عطایا حسب ونسب کی بنیاد پر نہیں عطا کیے بلکہ میں نے اس کی بنیاد اسلام میں پہل کرنے کو بنایا ہے، اس پر وہ کہنے لگے اگر یہ بات ہے تب تو ٹھیک ہے اور پھر اپنا اپنا حصہ ان لوگوں نے لے لیا۔

حارث وسہیل کی شہادت

حارث وسہیل (جن کا تذکرہ ابھی اوپر گذرا) اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر شام کی جانب روانہ ہو گئے اور وہیں پر مسلسل جہاد میں مصروف رہے حتی کہ ایک معرکہ میں دونوں نے شہادت پائی۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ ان دونوں کا انتقال ''عمواس'' (فلسطین کا ایک ضلع) کے مشہور طاعون (۱۸ ہجری) میں ہوا ہے۔

دیوان کی تیاری اور اس کی ترتیب

جب حضرت عمرؓ نے دیوان (رجسٹر) تیار کرنے کا قصد کیا تو اس موقع پر حضرت علی وعبدالرحمٰن بن عوفؓ آپؓ سے کہنے لگے ''آپ اس کی ابتداء اپنے نام سے کیجئے۔ یہ رجسٹر وظائف کی تقسیم کے لیے تیار کیے جا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو جواب نہیں دیا۔ بلکہ اس رجسٹر کی ابتداء میں حضور ﷺ کے محترم چچا (حضرت عباسؓ) کے نام سے کرونگا۔ اور اسکے بعد الاقرب فالاقرب (یعنی جو زیادہ قریب ہے اور پھر جو زیادہ قریب ہے اس کا نام پہلے رکھا جاے گا) کی بنیاد پر نام لکھے جائیں گے۔

مختلف وظائف

حضرت عباسؓ کے لیے حضرت عمرؓ نے وظیفہ مقرر فرمایا اور رجسٹر کی ابتداء انہی کے نام سے کی۔ پھر ''بدر'' والوں کے لیے پانچ پانچ ہزار کا وظیفہ مقرر کیا اور پھر ''بدر'' سے لے کر ''حدیبیہ'' تک کے لوگوں کے لیے چار چار ہزار کا وظیفہ مقرر کیا۔ اور پھر حدیبیہ سے لے کر حضرت ابوبکرؓ کے مرتدین کی سرکوبی کرنے تک کے لوگوں کے لیے تین تین ہزار وظیفہ مقرر کیا گیا۔

تین تین ہزار کے وظائف

اس میں وہ تمام لوگ شامل تھے کہ جو فتح مکہ میں شریک ہوئے یا جنہوں نے ابوبکرؓ کے دور میں مرتدین کے خلاف جہاد میں حصہ لیا تھا۔ یا وہ لوگ کہ جو قادسیہ سے پہلے کی جنگوں میں شریک رہے تھے ان تمام لوگوں کے لیے تین تین ہزار کا وظیفہ مقرر کیا گیا تھا۔

دو اور اڑھائی ہزار کے وظائف

اور وہ حضرات جنہوں نے قادسیہ اور شام کے معرکوں میں شرکت کی تھی ان کے لیے دو دو ہزار کا وظیفہ مقرر کیا گیا۔ جبکہ ان میں امتیازی کارنامہ سرانجام دینے والے اور دادِ شجاعت دینے والے سپاہیوں کے لیے ڈھائی ڈھائی ہزار کے وظیفے مقرر کئے گئے۔

اس پر حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ اگر آپ قادسیہ والوں کو بھی ان لوگوں میں شمار کر لیتے کہ جنہوں نے قادسیہ سے پہلے والی جنگوں میں شرکت کی ہے (اور انہی جیسا وظیفہ دیدیتے تو اچھا ہوتا) حضرت عمرؓ نے جواب دیا: میں ان لوگوں کو ایسے لوگوں کے درجے میں شمار نہیں کر سکتا جن کے درجے کو یہ نہیں پا سکے۔

اسی طرح حضرت عمرؓ سے بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ جن لوگوں کے گھر قریب تھے اور وہ اپنے علاقے ہی سے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔ یعنی ان کو اتنی معمولی مشقت اٹھانی پڑی۔ آپ نے ان کو ان لوگوں کے برابر قرار دیدیا جن کے گھر دور تھے وہ مشقت اٹھا کر اتنی دور سے آئے تھے، لیکن وظیفہ میں دونوں کو برابر کر دیا؟

عمرؓ کا جواب اور انصار و مہاجرین کی مثال

حضرت عمرؓ فرمانے لگے۔ جن لوگوں کے گھر قریب تھے وہ تو اور زیادہ کے حقدار ہیں۔ اسلئے کہ وہ (اسلامی لشکر کی) حفاظت اور بچاؤ کا بہترین ذریعہ بنے اور دشمن کو زیادہ نقصان انہی کے سبب اٹھانا پڑا۔ (اور اگر تمھارا کہنا درست ہے تو ذرا یہ سوچو کہ پھر مہاجرین نے تمھاری طرح کیوں اعتراض نہ کیا کہ ہم پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ جبکہ انکے اور انصار کے درمیان برابری کا فیصلہ کیا گیا۔ جبکہ مہاجرین پہلے اسلام لائے تھے اور انصار نے اپنے ہی علاقے میں مہاجرین کی مدد کی تھی اور مہاجرین اسکے بعد انکی طرف ہجرت کر کے آئے تھے۔

ایک ہزار، پانچ سو اور تین سو کے وظائف

انکے علاوہ حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کے لیے ایک ایک ہزار کا وظیفہ مقرر فرمایا جنہوں نے یرموک اور قادسیہ کے بعد کے معرکوں میں شرکت کی تھی۔ اور حضرت مثنی کے امدادی دستوں کو پانچ پانچ سو کا وظیفہ دیا گیا۔ جبکہ انکے بعد والے رضا کاروں کو تین تین سو کا وظیفہ عطا کیا گیا۔

تقسیم میں مساوات

وظائف کی تقسیم میں حضرت عمرؓ نے طاقتور اور ضعیف، عربی اور عجمی تمام طبقات میں مساوات کو برقرار رکھا۔

ربیع کے امدادی دستوں کے لیے آپ نے ڈھائی ڈھائی سو جبکہ ان کے بعد والوں کے لیے جن میں ''ہجر'' اور ''طبار'' والے بھی داخل ہیں دو دو سو کا وظیفہ مقرر فرمایا۔

چند حضرات کی خصوصیت

حضرت عمرؓ نے اہل بدر میں ان چار حضرات کو بھی شمار کیا جو بدر میں شریک نہیں تھے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔
(۱) حضرت حسنؓ (۲) حضرت حسین (۳) حضرت ابوذر (۴) حضرت سلیمان، اور حضرت عباس بھی، ان کا وظیفہ آپ نے پچیس ہزار مقرر کیا تھا جبکہ دوسری روایت کے مطابق بارہ ہزار مقرر کیا تھا

ازواج مطہرات کے وظائف

اور حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو آپ نے دس دس ہزار کا وظیفہ عطا کیا۔ مگر جو عورتیں آپ ﷺ کی ملکیت میں آئی تھیں۔ ان کے لیے کچھ کم مقرر کیا اس پر ازواج مطہرات نے فرمایا ''کہ رسول ﷺ ہم کو ان پر ترجیح نہیں دیتے تھے بلکہ سب میں برابری کرتے تھے۔'' پس آپ بھی ہمارے درمیان برابری رکھیے۔ تو حضرت عمرؓ نے بھی برابری کا طریقہ اختیار کیا۔

پھر آپ نے حضرت عائشہ کو دو ہزار مزید اسی بناء پر دینے چاہے کہ حضور ﷺ ان سے زیادہ محبت فرماتے تھے لیکن حضرت عائشہ نے وہ (زائد حصہ) لینے سے انکار کر دیا۔

پانچ سو اور چار سو کے وظائف

حضرت عمرؓ نے بدر کے شرکاء کی خواتین کے لیے پانچ پانچ سو کے وظائف مقرر کیے۔ جبکہ بدر کے بعد سے حدیبیہ والوں کی خواتین کے لیے چار چار سو کا وظیفہ مقرر کیا۔

تین سو، دو سو اور سو سو کے وظائف

اس کے بعد سے لے کر قادسیہ سے پہلے پہلے کی جنگوں میں شریک ہونے والی خواتین کے لیے تین تین سو کا وظیفہ مقرر کیا جبکہ اہل قادسیہ کی خواتین کو دو دو سو کا وظیفہ عطا فرمایا۔ اور پھر اس کے بعد والی خواتین اور بچوں کو آپ نے برابر برابر سو سو کا وظیفہ دیا۔

دو جریب وظیفہ

پھر حضرت عمرؓ نے ساٹھ مسکینوں کو جمع کیا اور ان کو کھانا کھلایا۔ اور اسکے بعد اس غلہ کا اندازہ لگایا جو انہوں نے کھایا تھا تو یہ دو جریب زمین کا غلہ خرچ ہوا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے اس کے مطابق ہر شخص کو گھر بار کے لیے ہر مہینے دو جریب غلہ مقرر کر دیا۔

چار ہزار کا وظیفہ

حضرت عمرؓ نے اپنے انتقال سے قبل فرمایا تھا۔ میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ میں وظیفہ کی مقدار چار چار ہزار کر دوں کہ ایک ہزار تو آدمی اپنے گھر والوں پر خرچ کرے اور ایک ہزار کو توشے کے لیے رکھ لے۔ اور ایک ہزار سے ضرورت کا سامان خرید ے، اور بقیہ ایک ہزار کو بچا کر ضرورت کے لیے رکھ لے۔ لیکن اس سے پہلے کہ حضرت عمرؓ اس کو عملی طور پر نافذ فرماتے آپ اس دنیا سے کوچ کر گئے۔

مالِ غنیمت مقامی شہریوں اور انکے مددگاروں کے لیے

ابوجعفر طبری کہتے ہیں کہ سری نے شعیب کے حوالے سے مجھے لکھا کہ سیف روایت کرتے ہیں محمد، طلحہ، زیاد، مہلب اور عمرو سے اور یہ سب شعبی، اسماعیل سے اور حسن اور ابوضمرۃ سے اور وہ عبداللہ بن مستور سے وہ محمد بن سیرین اور یحییٰ بن سعید، سعید بن مسیب سے جبکہ مستیز بن یزید ابراہیم سے اور زہرۃ ابوسلمۃ سے نقل کرتے ہیں کہ'' حضرت عمرؓ نے وظائف اس وقت مقرر فرمائے تھے جب آپ نے مالِ غنیمت والوں کے لیے حصے مقرر فرمائے تھے۔ یہ لوگ مدائن والے تھے جو کہ اس کے بعد کوفہ میں آ گئے اور مدائن سے منتقل ہو کر کوفہ، بصرہ، دمشق، حمص، اردن، فلسطین اور مصر میں آ بسے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا'' مالِ غنیمت انہی شہر کے لوگوں کے لیے ہے اور انکے ساتھ ان لوگوں کا بھی اس میں حصہ ہے جو انکے ساتھ شامل رہے اور انکی مدد کرتے رہے۔ باقی ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیے حضرت عمرؓ نے کچھ مقرر نہیں کیا اور فرمایا:

واضح رہے کہ یہی تو وہ لوگ ہیں کہ جن کی وجہ سے شہر اور بستیاں آباد ہوئیں۔ صلح ان پر جاری ہوئی۔ جزیہ ان کو ادا کیا گیا۔ سرحدات کی حفاظت ان کے ذریعے سے ممکن ہوگئی اور دشمن کا مقابلہ بھی انہی کے ذریعے سے کیا گیا۔

حضرت عمرؓ کا ایمان افروز عمل

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ۱۵ ہجری میں وظائف والوں کو ان کے جملہ وظائف ایک ساتھ ہی دیدینے کا تحریری حکم لکھا۔ اس پر کسی نے حضرت عمرؓ سے کہا'' اے امیر المومنین! اگر بیت المال میں سے کچھ مال کسی اچانک ضرورت کے پیشِ نظر بچا کر رکھ لیتے تو اچھا ہوتا؟

> حضرت عمرؓ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا یہ ایسی بات ہے جو کہ شیطان نے تمہارے منہ پر جاری کروادی ہے۔ اللہ مجھ کو اس کے شر سے بچائے۔ یہ بات میرے بعد آنے والوں کے لیے فتنہ کی ذریعہ بن سکتی ہے ایک میں تو مسلمانوں کے لیے اسی چیز کی تیاری کر کے رکھونگا جس کا اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے۔ اور وہ اللہ اور اس کی رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ درحقیقت یہی ہماری وہ پونجی ہے کہ جس کی بدولت ہم آج اس مقام پر پہنچ سکے ہیں جو تم دیکھ رہے ہو! جب تمہارے دین کی قیمت یہ مال بن جائے گا تو اس وقت تمہاری ہلاکت و بربادی میں کوئی کسر نہیں رہ جائے گی۔

حاکم کی تنخواہ کے بارے میں مسلمانوں سے سوال وجواب

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند محمد، مہلب، طلحہ، عمرو اور سعید سے نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ پاک نے مسلمانوں کو فتوحات سے نوازا اور رستم بھی قتل کر دیا گیا اور حضرت عمرؓ کے پاس سرزمین شام سے فتح کا مال آیا تو آپ نے مسلمانوں کو اکٹھا کیا اور ان پوچھا حاکم کے لیے اس مال میں سے کتنا لینا حلال ہے؟

اس پر سب نے اکٹھے جواب دیا'' اپنی ذات کے لیے تو صرف اپنے اور اپنے گھر بار کے کھانے کی واجبی مقدار لینا جائز ہے، کم نہ زیادہ۔ مزید یہ کہ گرمی اور سردی کا لباس اپنے گھر والوں کے لیے، اور سواری کے دو جانور کہ جو اس کے سفرِ جہاد اور دوسری ضروریات اور سفرِ حج وعمرہ کے لیے کافی ہوں۔ اور برابر کی تقسیم یہ ہے کہ جنگ میں شرکت

کرنے والے سپاہیوں کو انکے جنگی کارناموں کے مطابق عطا کیا جائے۔ اور اسکے بعد لوگوں کی ضروریات کو دیکھا جائے اور اچانک پیش آمدہ حوادثات و مصیبتوں کے لیے رقم رکھی جائے حتی کہ وہ ختم ہو جائیں اور تقسیم کی ابتداء مال غنیمت والوں سے کی جائے۔

اہل مدینہ سے مشورہ

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، محمد، عبیداللہ بن عمر اور نافع بترتیب سند عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کے پاس قادسیہ اور دمشق کی فتوحات کا مال غنیمت آیا تو آپ نے مدینہ کے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان سے فرمایا ''پہلے میں تجارت کیا کرتا تھا اور اللہ پاک نے میرے گھر والوں کو میری تجارت کے ذریعے سے بے نیاز و مستغنی رکھا ہوا تھا۔ لیکن اب تم نے مجھے اپنے (خلافت کے) کاموں میں مشغول کر دیا ہے۔ پس اب تمھاری اس بارے میں کیا رائے ہے کہ میں بیت المال سے کتنی رقم لینے کا اختیار رکھتا ہوں؟

اس پر لوگوں نے کافی باتیں کیں لیکن حضرت علیؓ خاموش بیٹھے رہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو مخاطب کر کے کہا اے علیؓ! آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

اس پر حضرت علیؓ فرمانے لگے، جتنی مقدار میں آپ کا اور آپ کے گھر والوں کا مناسب طریقے سے گذارا ہو سکے۔ اتنی مقدار آپ کے لیے حلال ہے! اس سے زیادہ لینے کا آپ کو حق نہ ہونا چاہیے۔ حضرت علیؓ کی رائے سن کر تمام لوگوں نے کہا بس! حضرت علیؓ کی بات ہی درست اور مناسب ہے۔

ایک عام آدمی کا خلیفہ سے استفسار

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، محمد، عبیداللہ اور نافع بترتیب سند اسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر اس نے دریافت کیا کہ اس مال میں آپ کے لیے کتنا لینا حلال ہے؟ حضرت عمرؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا جتنی مقدار میرے اور میرے گھر والوں کے لیے مناسب طریقے سے کافی ہو سکے۔ مزید یہ کہ سردی اور گرمی کا جوڑا، اور ایک سواری حج اور عمرے کے لیے اور ایک جانور جہاد اور دوسری ضروریات کے لیے۔

چند مہاجرین کی مشاورت اور فیصلہ

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، مبشر بن فضیل، بترتیب سند سالم بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے خلافت کی ذمہ داریوں کو سنبھالا تو آپ نے اسی رقم پر اکتفا کیا کہ جو مسلمانوں نے حضرت ابوبکرؓ کے لیے مقرر کی تھی۔ اسی طرح آپ گذارا کرتے رہے۔ حتی کہ آپ کو ضروریات کی بناء پر تنگی پیش آنے لگی تو اس وقت مہاجرین میں سے کچھ حضرات اکٹھے ہوئے جن میں حضرت عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جیسے حضرات شامل تھے، حضرت زبیر کہنے لگے اگر ہم حضرت عمرؓ سے انکے وظیفہ میں اضافہ کرنے کے بارے میں بات کریں تو کیا اچھا نہیں ہوگا؟ اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا ہم تو پہلے ہی سے یہ چاہتے ہیں۔ چلو! ابھی چلتے ہیں۔ لیکن حضرت عثمانؓ کہنے لگے بھئی وہ عمرؓ ہے پس آؤ ہم ان سے براہ راست گفتگو کرنے سے پہلے ذرا اندرونی طور پر انکے خیالات معلوم کر لیں پھر مناسب طریقے سے قدم اٹھائیں گے اور اسکی صورت یہ ہے کہ ہم حفصہؓ کے پاس چلتے ہیں اور ان سے اس بارے میں خفیہ طور پر پوچھ لیتے ہیں۔

حفصہؓ سے گفتگو

پس یہ حضرات حضرت حفصہؓ کے پاس حاضر ہوئے اور ان کو یہ ہدایت کی کہ آپ حضرت عمرؓ کو ہماری یہ بات پہنچا دیں اور اس سلسلے میں ان سے گفتگو کریں۔ لیکن ان کو کسی کا نام نہ بتائیں۔ الا یہ کہ وہ اس بات کو مان لیں تو پھر بتانے میں کوئی حرج نہیں اسکے بعد یہ حضرات حضرت حفصہؓ کے یہاں سے واپس لوٹ آئے۔

عمرؓ کا غصہ اور سوالات

پھر حضرت حفصہ نے حضرت عمرؓ سے اس بارے میں ملاقات کر کے گفتگو کی۔ ان کو حضرت عمرؓ کے چہرے پر غصہ کے آثار صاف محسوس ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے دریافت کیا کہ ''وہ کون لوگ ہیں؟ حضرت حفصہ نے جواب دیا آپ ان کے نام نہیں جان سکتے جب تک کہ میں آپ کی رائے نہ جان لوں۔ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا اگر میں جان لیتا کہ وہ کون لوگ ہیں تو میں انکے چہرے بگاڑ دیتا۔ تم میرے اور انکے درمیان واسطہ بن گئی ہو۔ میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تمھارے گھر میں رسول ﷺ کا بہترین لباس کیا تھا؟

آپ ﷺ کا بہترین کھانا اور لباس اور بستر

حضرت حفصہ نے جواب دیا دو رنگے ہوئے کپڑے تھے جو کہ آپ کسی وفد کی آمد پر زیب تن کیا کرتے اور یا پھر جمعہ کے خطبہ میں اس کو پہنا کرتے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے ان سے دریافت کیا۔ رسول ﷺ نے سب سے بہترین کھانا تمہارے یہاں کیا کھایا تھا حضرت حفصہ کہنے لگیں ہماری روٹی جو کی روٹی ہوا کرتی تھی ہم نے اس گرم روٹی کو گھی کے ڈبے میں سے آخر کا گھی ٹپکا دیا اور اس روٹی کو ذرا نرم اور چکنا بنا دیا تو آپ ﷺ نے اس کو بڑی خوشی سے تناول فرمایا حضرت عمرؓ نے پھر سوال کیا تمہارے پاس آپ ﷺ کا سب سے نرم اور آرام دہ بستر کیا تھا؟ حضرت حفصہ نے جواب دیا ایک کھردری چادر ہوا کرتی تھی جسے گرمی کے موسم میں ہم چار تہہ کر کے بچھا دیتے تھے جبکہ سردی کی آمد پر آدھا ہم بچھا دیتے اور آدھا اوڑھ لیا کرتے تھے۔

میں حضور ﷺ کی نقش قدم پر ہی چلوں گا

اس گفتگو کے بعد حضرت عمرؓ فرمانے لگے! اے حفصہ تم ان لوگوں کو میری جانب سے پیغام دیدو کہ آپ ﷺ نے تنگی میں زندگی گزاری تھی فضول خرچی سے گریز کیا تھا، کفایت شعاری کو اختیار کیا تھا۔ پس اللہ کی قسم! میں بھی فضول خرچی کو ایک طرف رکھ دوں گا اور کفایت شعاری سے ہی زندگی گزاروں گا۔

عبرت آمیز تمثال

اور بیشک میری اور میرے دونوں ساتھیوں (حضور پاک ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ) کی مثال بالکل ایسی ہی ہے کہ جیسے تین آدمیوں نے ایک راستے کو اختیار کیا۔ پہلا شخص اس راستے پر چلا اور کچھ توشہ اپنے ساتھ رکھا، حتی کہ وہ اپنی منزل تک جا پہنچا، پھر دوسرے نے بھی اس کی اتباع کی اور اسی کے راستے پر چلتا رہا حتی کہ وہ بھی منزل تک جا پہنچا، پھر تیسرے شخص نے بھی اس کی اتباع کی ہے پس اب اگر یہ تیسرا شخص انہی دو کے راستے کو لازم پکڑے اور انہی کے اختیار کردہ توشہ پر راضی رہے تو وہ بھی ان تک پہنچ جائیگا اور انہی کیساتھ مل جائیگا۔ لیکن اگر اس نے ان کے علاوہ دوسرا راستہ

اختیار کیا تو پھر وہ انکے ساتھ جمع نہ ہو سکے گا۔

مالِ غنیمت کے متعلق مشورہ

سری نے لکھا کہ شعیب، عطیہ، ضحاک بترتیبِ سند حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ جب قادسیہ فتح ہو گیا اور سواد والوں نے صلح کے معاہدے کئے اور دمشق بھی فتح ہو گیا اور دمشق والوں نے بھی صلح کرلی تو پھر حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو اکٹھا کر کے ان سے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنے علم کے مطابق اس مالِ غنیمت کے متعلق مشورہ دو کہ جو اللہ نے قادسیہ اور شام سے مسلمانوں کو عطا فرمایا ہے!

عمرؓ اور علیؓ کا عمل بالقرآن اور استشہاد

پس حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا اتفاق رائے اس بات پر ہو گیا کہ قرآن پاک کے حکم کے مطابق ہی عمل کریں گے، انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ مَآ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ ...... الخ الآیۃ

''یعنی جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو مالِ غنیمت دلوایا بستیوں والوں سے پس (اس میں سے پانچواں حصہ) اللہ اور اس کے رسول کا ہے (یعنی حکم اللہ کی طرف سے اور تقسیم رسول کی طرف سے ہو گی) اور قرابت داروں کیلئے، یتیموں اور مسکینوں کیلئے ہے اس کے بعد ان حضرات نے اس آیت کی تفسیر مندرجہ ذیل آیت کی مدد سے کی۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ .... الخ الآیۃ

''یعنی یہ ان غریب مہاجرین کیلئے ہے جن کو انکے گھروں سے نکال دیا گیا ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کیلئے بھی ہے کہ جنہوں نے ان کو اپنے گھروں میں آباد کیا (یعنی انصار کیلئے)۔

پس ان حضرات نے چار حصے نکال کر پانچواں حصہ انہی لوگوں پر تقسیم کر دیا جن پر تقسیم کیا جاتا تھا اور اس میں پہلے دوسرے اور تیسرے نمبر پر اسی ترتیب سے دیا گیا جس ترتیب سے (رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں) دیا گیا تھا اور باقی چار حصوں کو مجاہدین پر تقسیم کر دیا اور کچھ انہوں نے اس پر سورہ انفال کی مندرجہ ذیل آیت سے بھی استدلال کیا۔

وَاعْلَمُوْآ أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ...... الخ الآیۃ

''اور جان لو کہ جو کچھ تم غنیمت میں پاؤ تو بیشک اللہ ہی کیلئے ہے اس کا پانچواں حصہ اور رسول کیلئے الخ

غنیمت کی تقسیم

پس پانچوں حصوں کو انہی آیات کی روشنی میں تقسیم کر دیا گیا اور اس پر حضرت عمرؓ اور علیؓ کا اتفاق تھا اور اس کے بعد بھی مسلمانوں کا اسی طریقے پر عمل رہا۔ پس اس تقسیم میں ابتداء مہاجرین سے کی گئی اور پھر انصاریوں کی باری آئی۔ انکے بعد ان تابعین کا نمبر آیا جنہوں نے ان حضرات کے ساتھ جنگ میں شرکت کی تھی اور انکی مدد کی تھی اور انکے بعد عطیات اس جزیہ میں سے دیئے گئے کہ جو مصالحت کرنے والوں سے یا ان لوگوں سے جن کو صلح کی پیش کش کی گئی تھی حاصل کیا گیا تھا۔ جزیہ کے اندر پانچ حصے نہیں کئے جاتے جبکہ یہ جزیہ ان لوگوں کا حق ہوتا ہے جو ذمیوں سے معاہدے کی حفاظت کریں اور انکے معاہدے کی تکمیل کرائیں اور ان لوگوں کیلئے کہ جو حکام کی مدد کریں اور ان کے ساتھ شریک ہوں اور انکے علاوہ اگر دیگر ان لوگوں کو جن کو ان جیسے عطیات نہیں ملے۔ اگر خیر خواہی کے طور پر دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

چند مزید جنگوں کا تذکرہ

طبری کہتے ہیں کہ اس سال میں یعنی ۱۵ ہجری میں کچھ جنگیں عمرو کے قول کے مطابق پیش آئی ہیں۔ جبکہ محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ جنگیں ۱۶ ہجری میں پیش آئیں۔ اور اسی کی روایت ہم ابن اسحاق سے منقول گزشتہ صفحات میں ذکر کر چکے ہیں اسی طرح واقدی کا قول بھی ہے۔

اب ذیل میں ہم انہی جنگوں کا تذکرہ کر رہے ہیں کہ جو ہماری بیان کردہ جنگوں کے اور سال کے آخر تک پیش آئی ہیں اور جن کے بارے میں مورخین کا مذکورہ بالا اختلاف ہے۔

حضرت سعدؓ کو ہدایات

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف بترتیب سند محمد مہلب عمرو اور سعید سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے جب حضرت سعدؓ کو مدائن سے کوچ کرنے کا حکم دیا تھا تو ساتھ ہی انکو یہ ہدایت بھی دی تھی کہ وہ عورتوں اور بچوں کو عتیق میں چھوڑ جائیں (انکی حفاظت کیلئے) انکے ساتھ ایک فوجی دستہ بھی چھوڑ جائیں۔ پس حضرت سعدؓ نے انکی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اسی طرح کیا۔ حضرت عمر نے ان کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ وہ اسی فوجی دستے کو کہ جو مسلمانوں کے گھر والوں کی حفاظت پر مامور ہوگا مال غنیمت میں برابر کا شریک کریں۔

حضرت سعدؓ کا قادسیہ میں قیام

حضرت سعدؓ فتح کے بعد قادسیہ میں دو مہینے تک ٹھہرے رہے، اس دروان میں وہ آئندہ کے متعلق حضرت عمر سے خط وکتابت کرتے رہے کہ کیا کرنا چاہئے؟ انہوں نے زہرۃ کو اسی جانب بھیجا جہاں آج کل کوفہ واقع ہے اور پہلے حیرۃ ہوا کرتا تھا۔

نخیر جان کا فرار

اس مقام پر نخیر جان (ایرانی سردار) نے اپنے لشکر سمیت پڑاؤ ڈالا ہوا تھا لیکن جب اس کو مسلمانوں کی اس جانب آمد کی اطلاع ملی تو وہ وہاں تک نہ سکا اور فرار ہو کر اپنے ساتھیوں سے جا کر مل گیا۔

جنگ برس کا تذکرہ

حضرت سعدؓ کا کوچ کرنا

حضرت سعدؓ نے بھی قادسیہ سے مکمل فراغت کے بعد اور حضرت زہرہ بن الحویہ کو ہراول دستہ دیکر بھیجنے کے بعد کوچ کیا، حضرت سعدؓ نے زہرہ کے پیچھے عبداللہ بن المعتم، شرجبیل اور ھاشم بن عتبہ کو یکے بعد دیگر نے روانہ فرمایا۔ حضرت سعدؓ نے اپنے پیچھے لشکر کی امارت حضرت خالد بن رفطۃ کے سپرد کی تھی جبکہ حضرت خالد کو لشکر کے پچھلے حصہ پر مقرر کیا تھا۔

اب تمام اسلامی فوج گھوڑوں پر سوار تھی اور مکمل ہتھیاروں سے لیس تھی کیونکہ ایرانی فوج کا ساز وسامان اور ہتھیار اللہ نے مسلمانوں کی ملکیت میں دیدیئے تھے یہ واقعہ شوال کے مہینے کے آخری دنوں کا ہے۔

بصبہری سے مقابلہ اور اس کا فرار

سب سے پہلے تو حضرت زہرہ چل کر اس مقام پر پہنچے جہاں اب کوفہ کا شہر موجود ہے۔ کوفہ اس زمین کو کہا جاتا ہے کہ جہاں سرخی اور نرمی ہو اور کنکریاں اور چھوٹے پتھر ہوں۔

زہرہ کے بعد حضرت عبداللہ اور شرحبیل بھی وہاں آ پہنچے۔ انکی آمد پر حضرت زہرہ نے یہاں سے مدائن کی جانب کوچ کیا۔ جب وہ برس کے مقام پر پہنچ تو وہاں ''بصبہری'' اپنے لشکر کیساتھ موجود تھا، اسکے ساتھ انکی جھڑپ ہوئی حتیٰ کہ زہرہ نے اس کو شکست سے دوچار کیا اور وہ فرار ہو گیا۔ بصبہری اپنے لشکر سمیت بابل کی جانب بھاگ گیا۔

ایرانیوں کا اجتماع

یہاں پر قادسیہ کے شکست کھائے ہوئے ایرانی سپاہی اور انکے بقیہ سرداران ''نخیر جان'' ''مہران الرازی'' ''ھرمزان'' وغیرہ موجود تھے ان لوگوں نے یہاں پر قیام کیا ہوا تھا اور اپنا سردار ''فیروزان'' کو مقرر کیا ہوا تھا۔ یہیں انکے پاس بصبہری بھی آ پہنچا اس کو نیزہ کا زخم آیا تھا اور اسی زخم کی بنا پر وہ مر گیا۔

بصبہری کو موت

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، نفر بن سری، ابن رقیل بترتیب سند رفیل سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت زہرہ نے بصبہری پر جنگ برس میں نیزہ کا وار کیا تھا جس کے بعد وہ نہر میں جا پڑا تھا اور پھر بابل کی طرف فرار ہو گیا تھا اور اسی نیزے کے زخم میں ہی اس کی موت واقع ہو گئی۔

بسطام کا معاہدہ

''بصبہری'' کی شکست کے بعد ''برس'' کا زمیندار ''بسطام'' آیا اور اس نے حضرت زہرۃ سے معاہدہ کر لیا اور انکے لئے پل تیار کرائے اور بابل میں ایرانیوں کے جمع ہونے کی اطلاعات بھی ان تک پہنچاتا رہا۔

جنگ بابل

مؤرخین کا بیان ہے کہ جب بسطام نے حضرت زہرہ کو قادسیہ کے شکست خوردہ ایرانیوں کے بابل میں اکٹھا ہونے کے بارے میں اطلاعات پہنچائیں تو حضرت زہرہ نے برس میں ہی قیام جاری رکھا اور حضرت سعدؓ کو خط لکھ کر صورتحال سے آگاہ کیا حضرت سعد جب ھاشم بن عتبہ کے ہمراہ لوگوں کے پاس کوفہ میں پہنچے تو انکو یہ خبر ملی کہ ایرانی لوگ ''فیروزان'' کی قیادت میں ''بابل'' میں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ پس حضرت سعدؓ نے سب سے پہلے حضرت عبداللہ کو آگے روانہ کیا اور انکے بعد شرحبیل اور پھر ھاشم کو بھیجا اور پھر انکے بعد خود بھی کوچ کر کے برس میں پہنچ گئے۔

بابل روانگی

برس میں پہنچنے کے بعد حضرت سعد نے سب سے پہلے حضرت زہرۃ کو آگے بھیجا اور انکے بعد عبداللہ، شرحبیل

اور ھاشم کو یکے بعد دیگر روانہ کر کے خود بھی انکے پیچھے روانہ ہو گئے۔ حتی کہ یہ سب بابل میں فیروزان تک جا پہنچے۔ ایرانیوں نے یہ کہا تھا کہ ہم اپنے الگ ہونے سے پہلے مسلمانوں سے لڑائی ضرور کریں گے۔

ایرانیوں کا فرار اور قبضہ جات

پس یہاں بابل میں دونوں فوجوں میں لڑائی ہوئی مسلمانوں نے ان کو اس سے بھی جلدی شکست دیدی جتنی دیر میں کندھوں پر چادر کو ڈال کر لیتا جاتا ہے۔ یعنی بہت ہی جلد۔ اور وہ سارے اپنے سے منہ لیکر فرار ہو گئے اور منتشر ہونے کے علاوہ انکو کوئی راستہ دکھائی ہی نہ دیا۔ پس ہرمزان تو اھوان کی جانب چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے اسے اور مہرجان قذق کو ہڑپ کر ڈالا۔

جبکہ فیروزان بھی اس کے ساتھ نکل کر بھاگا اور ''نہاوند'' جا پہنچا۔ یہاں پر کسی کے خزانے موجود تھے اس نے ان تمام خزانوں پر اپنا قبضہ جمالیا اور دینور اور نہاوند دونوں کے پانی کو بھی ہڑپ کر گیا۔

نخیر جان اور محزان الرازی مدائن کی جانب چلے گئے اور بھر سیر عبور کر کے دجلہ کے دوسری جانب جا پہنچے اور پھر انہوں نے پل کو کاٹ دیا۔

شہر یار کی جانب پیش قدمی

حضرت سعدؓ نے چند دن تک بابل میں ہی قیام کیا انکو اطلاع ملی کہ نخیر جان نے زمیندار ''شہریار'' کو ایک لشکر دیکر ''کوئی'' میں اپنا جانشین بنادیا ہے۔ پس انہوں نے حضرت زہرۃ کو آگے روانہ فرمایا اور انکے پیچھے مزید فوج بھی روانہ کی حضرت زہرۃ ''کوئی'' کی جانب روانہ ہو گئے تا کہ وہاں پر ''شہریار'' کا مقابلہ کر سکیں، اس وقت تک ''فیومان'' اور ''فرخان'' کو ''سورا'' اور دیر کے درمیان قتل کیا جا چکا تھا۔

حضرت زہرہ کی پیش قدمی

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، نضر بن السری، ابن رفیل بترتیب اور رفیل سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے حضرت زہرۃ کو قادسیہ سے آگے روانہ کیا تھا پس وہ اپنے لشکر کو لیکر چل پڑے اور راستے میں دشمن کے ہر سامنے آنے والے دستے کو شکست دیتے ہوئے چلتے رہے اور راستے میں انکو جو بھی ایرانی سپاہی ملتا اس کا کام بھی تمام کرتے جاتے اور یوں خوب اچھی طرح تعاقب کیا گیا۔

پھر جب حضرت سعدؓ نے انکو بابل سے آگے روانہ کیا تو حضرت زہرۃ اور بکیر بن عبداللہ اللیسی اور کثیر بن شہاب العدی کو جو کہ ''غلاق'' کے بھائی تھے ''صراۃ'' کی نہر پار کرنے کے بعد آگے بھیجا۔

فیومان اور فرخان کا قتل

یہ لوگ بڑھ کر دشمن کی آخری صفوں تک پہنچ گئے دشمن کے لشکر ''فیومان'' اور ''فرخآن'' بھی موجود تھے اور ان میں سے ایک ''مسیان'' کا تھا جبکہ دوسرے کا تعلق ''اہواز'' سے تھا پس حضرت کثیر نے فرخآن کو قتل کر ڈالا جبکہ کثیر نے فیومان کو سورا کے مقام پر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

شہر یار سے مقابلہ

حضرت زہرہ سوراء سے آگے چل کر فروکش ہوئے پھر حضرت ہاشم بھی ان تک آ پہنچے اور پھر حضرت سعدؓ بھی پہنچ گئے اور انہوں نے حضرت زہرۃ کو آگے روانہ کر دیا پس وہ دشمن سے مقابلہ کے لئے چل پڑے جس نے ان سے مقابلے کیلئے دیر اور کوئی کے درمیان پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔

نخیر جان اور مہران نے اپنی فوجوں کی سالاری باب کے زمیندار ''شہریار'' کے سپرد کر دی تھی اور خود مدائن کی جانب چلے گئے تھے اور شہریار نے وہاں پر اؤ ڈال دیا تھا۔

شہریار کا چیلنج

جب اسلامی لشکر نے کوئی کے مضافات میں شہریار کے لشکر کا مقابلے شروع کیا تو شہریار میدان میں نمودار ہوا اور للکارا'' کیا کوئی مرد ہے؟ کیا ہے کوئی تمہارا عظیم شہسوار جو میرے مقابلے کیلئے آئے تا کہ میں اسے عبرت ناک انجام دے کر دو چار کر دوں!

چیلنج کا جواب

اس پر حضرت زہرۃ نے جواب دیا! میں نے تیرا مقابلے کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن اب جبکہ میں نے تیری بات سنی ہے تو اب میں تمہاری طرف ایک غلام کو بھیج رہا ہوں۔ پس اگر تم اسکے سامنے ٹھہرے رہے تو ان شاء اللہ وہ تم کو قتل کر ڈالے گا اور اگر تم اس کا سامنا کرنے سے بھاگ گئے تو تم ایک غلام سے بھاگنے والے ہو گے۔

شہریار سے مقابلے اور اس قتل

حضرت زہرۃ نے دراصل اس سے چال چلی تھی۔ پھر حضرت زہرہ نے ابونباۃ نائل بن جعشم الاطرجی کو حکم دیا یہ قبیلہ بنو تمیم کے مشہور بہادروں میں سے تھے پس وہ اس کے مقابلے کے لئے نکلے دونوں کے پاس نیزہ تھا اور دونوں ہی مضبوط جسامت کے مالک تھے۔ مگر شہریار تو بالکل اونٹ جیسا (لمبا تڑنگا) تھا۔ جب شہریار نے نائل کو (مقابلے میں) آتے دیکھا تو اس نے اپنے نیزے کو پھینک دیا تا کہ دست بدست جنگ کرے۔ نائل نے بھی اپنا نیزہ پھینک دیا۔ پھر دونوں نے اپنی تلواریں نکال کر بہادری سے مقابلہ کرنا شروع کیا اور اسکے بعد دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔ اور دونوں ہی اپنے گھوڑوں پر سے نیچے گر پڑے۔ اس گرنے کے دوران شہریار نائل کے اوپر گرا اور ران کو اپنی ران سے قابو کر کے خنجر نکال لیا اور خنجر سے وہ انکی زرہ کے بٹن کاٹنے ہی والا تھا کہ اس کا انگوٹھا نائل کے منہ میں آ گیا۔ پس انہوں نے اس کی ہڈی چبا ڈالی۔ جس کی بناء پر اس میں سستی آ گئی اور نائل نے اس پر حملہ کر کے اسے زمین پر گرا ڈالا اور پھر اسکے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور پھر خنجر نکال کر اس کے پیٹ سے اس کی زرہ کھولی اور خنجر پیٹ اور پہلو میں گھونپ دیا۔ حتی کہ اس کا کام تمام ہو گیا۔ پس نائل نے اس کا گھوڑا اس کے کنگن اور دیگر ساز و سامان قبضے میں لے لیا۔ اور شہر کے سپاہی سارے منتشر ہو گئے اور مختلف شہروں کی طرف بھاگ لیے۔

نائل کو انعام دینا

حضرت زہرہ نے کوئی میں ہی قیام برقرار رکھا حتی کہ حضرت سعدؓ وہاں آ پہنچے تو حضرت زہرہ نے نائل کو حضرت سعدؓ کے پاس حاضر کیا تو حضرت سعدؓ فرمانے لگے اے نائل! میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اس کے کنگن ہتھیار اور اچکن

پہن کر اس کے ترکی گھوڑے پر سوار ہو کر آ ؤ۔ اور یہ تمام سامان نائل کو انہوں نے غنیمت میں دیدیا۔ پس نائل ان تمام چیزوں کو پہن کر انکے پاس اسکے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا۔ پھر حضرت سعدؓ نے فرمایا تم اپنے کنگن اتار دو۔ اور جنگ کے موقع پر انہیں پہنا کرو۔ پس یہ نائل پہلے شخص تھے جن کو عراق میں کنگن پہنائے گئے۔

مقاماتِ ابراہیم علیہ السلام پر حاضری

سری نے لکھا کہ شعیب، سیف، بترتیب سند محمد، طلحہ، مہلب، عمرو اور سعید سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ چند دن تک کوثی میں ہی قیام پذیر رہے۔ اور اس دوران اس جگہ پر بھی گئے کہ جہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کوثی میں بیٹھے تھے۔ اور اس جگہ پر بھی گئے کہ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بشارت اور خوشخبری دی گئی تھی۔ اس طرح اس گھر میں بھی حاضری دی کہ جہاں حضرت ابراہیم کو قید رکھا گیا تھا۔ آپ نے اس جگہ کا مشاہدہ کیا اور پھر رسول ﷺ حضرت ابراہیم اور تمام انبیاء کرام پر درود بھیجا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی:

"تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ"

ان ایام کو ہم لوگوں کے درمیان گردش کراتے رہے ہیں

بہرسیر کا قصد

ابن الرفیل سے مروی ہے کہ حضرت سعدؓ نے حضرت زہرہ کو بہرسیر کی طرف روانہ کیا۔ زہرہ کوثی مقام سے مقدمۃ الجیش کے ساتھ بہرسیر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ساباط میں شیرزاذ صلح کا معاہدہ کر کے جزیہ کی ادائیگی پر آمادہ ہو گیا۔ حضرت زہرہ نے اسے سعدؓ کے پاس روانہ کر دیا۔ اور پھر ہاشم کی نگرانی میں دوسرے دستے بھی روانہ ہو گئے۔ پیچھے پیچھے حضرت سعدؓ بھی روانہ ہو گئے۔ یہ واقعہ ذوالحجہ ۱۵ھ میں وقوع پذیر ہوا۔

دخترانِ کسریٰ سے جنگ

حضرت زہرہ کی کسریٰ کی بیٹی بوران کے لشکر سے مقام مظلم پر معرکہ آرائی ہوئی اور بوران کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس اثناء حضرت ہاشم بھی آپ کے پاس پہنچ گئے۔ ادھر کسریٰ کا پسندیدہ شیر بھی پہنچ گیا۔ بورانِ کسریٰ کے فوجی دستے یہ قسمیں کھاتے تھے کہ فارس کی سلطنت اس وقت تک فنا نہیں ہوگی جب تک کہ جان میں جان ہے۔ جب حضرت سعدؓ وہاں پہنچے تو مقراط سب سے پہلے مقابلے پر نکلا۔ اس کو دیکھ کر حضرت ہاشم اس کے سامنے آئے اور اس کو تہ تیغ کر ڈالا۔ سعدؓ نے خوش ہو کر ہاشم کے سر کو بوسہ دیا اور ہاشم نے از راہِ عقیدت سعدؓ کی قدم بوسی کی۔

حضرت سعدؓ نے ہاشم کو بہرسیر روانہ کیا آپ بہرسیر مقامِ مظلم پر پہنچے تو یہ آیت تلاوت فرمائی

"أَوَلَمْ تَكُونُوٓا أَقْسَمْتُم مِّن قَبْلُ مَا لَكُم مِّن زَوَالٍ"

کیا تم نے پہلے یہ قسم نہیں اٹھائی تھی کہ تمہیں فنا و زوال نہیں۔

نعرہ تکبیر کی گونج

پھر ہاشم رات کے آخری پہر میں فوج کو لے کر روانہ ہوئے۔ اور بہرسیر کے قریب خیمہ زن ہو گئے۔ مسلمان اس وقت نعرہ تکبیر بلند کرتے جاتے تھے۔ پھر حضرت سعدؓ کا آخری دستہ بھی آن پہنچا اور مسلمان بہرسیر میں دو ماہ تک قیام پذیر رہے۔ اور اس سے اگلے ماہ دریا عبور کر گئے۔

۱۵ھ کے واقعات

اسی سال عمرؓ نے مسلمانوں کو حج کرایا۔ اس وقت مکہ کے امیر عتاب بن اسیدؓ تھے۔ طائف کے حاکم لیلیٰ بن رفیہ، بحرین کے حاکم عثمان بن ابی العاص، عمان کے حاکم حذیفہ بن محصن اور شام کے ابو عبیدہؓ، کوفہ کے حاکم سعد بن ابی وقاص اور کوفہ کے قاضی ابوفروہ، اور بصرہ کے حاکم مغیرہ بن شعبہؓ تھے۔

آغاز ۱۶ھ

بہرسیر میں داخلہ اور غارتگری

اس سال مسلمان بہرسیر میں داخل ہوئے۔ مدائن کو فتح کیا، اور مدائن میں مقیم ایرانی بادشاہ یزگرد بن شہریار راہ فرار اختیار کر گیا۔

محمد، طلحہ اور مہلب سے منقول ہے کہ جب حضرت سعدؓ نے بہرسیر کے قریب پڑاؤ ڈالا تو چند شہ سواروں کو روانہ کیا وہ دریائے دجلہ کے وسطی علاقے کا گشت کرتے ہوئے فرات پہنچ گئے۔

اور یہ اہل فرات مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ صلح کر چکے تھے۔ اہل فرات سے پہلے دریائے دجلہ کے وسطی علاقے جو معاہدے میں شامل نہ تھے۔ مسلمانوں نے وہاں ایک ہزار کسان یرغمال کر لیے۔ اس وقوعہ پر ساباط کے زمیندار شیرازنے کہا تم ان کا کیا کرو گے۔ یہ اہل فارس کی عام سی رعایا ہیں۔ نہ انھوں نے آپ پر کوئی ظلم و زیادتی کی ہے۔ چنانچہ انھوں نے ان کے نام لکھنے کے بعد شیراز کے حوالہ کر دیا۔ شیراز نے آزاد کردہ کسانوں سے کہا: اب تم اپنے اپنے گاؤں جا سکتے ہو۔

حضرت سعد کا حضرت عمرؓ سے مشورہ

درحقیقت حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کو درجہ ذیل خط ارسال کیا تھا۔ اور اس کے جواب میں کسانوں کو آزاد کیا تھا۔

> قادسیہ اور بہرسیر کے درمیانی علاقوں میں ہم دشمن سے آمادہ جنگ ہو کر نکلے۔ حتیٰ کہ بہرسیر تک پہنچ گئے۔ مگر کوئی شخص ہم سے مقابلہ کی جرات نہ کر سکا۔ تب میں نے شہ سواروں کو حکم دیا اور انھوں نے تمام علاقوں سے کسانوں کو یرغمال کر لیا۔ ہماری اس پیش روی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ ہمیں اس سے آگاہ فرما دیجیے۔

حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا:

جو کسان تمھارے پاس آ کر پناہ کے طالب ہوں اور وہاں کے باشندے ہوں اور انھوں نے تمھارے خلاف تاہنوز ہتھیار اٹھانے کی جرات بھی نہ کی ہو۔ تو انھیں امن وامان دیدو۔ اور جو تم سے بھاگیں اور تم ان کو پکڑلو ان کے متعلق تم کو اختیار ہے۔

دہقانوں کی حضرت سعد سے خط و کتابت

گاؤں کے دہقانوں نے حضرت سعد سے اس بابت خط و کتابت کی تو حضرت سعد نے جواب میں ان کو اسلام کی طرف بلایا اور دوسری صورت میں ادائے جزیہ کا حکم دیا اور جزیہ کی ادائیگی کی صورت میں ان کی حفاظت کا ذمہ بھی اٹھایا۔

کسانوں نے جزیہ ادا کرنے اور مسلمانوں کی حفاظت میں آنے کی حامی بھرلی۔ لیکن اس میں اہل کسریٰ اور ان کے ہمنوا داخل نہ ہوئے۔ اور یوں سرزمین عرب سے دریائے دجلہ کے مغربی کنارے تک سارا علاقہ اہل اسلام کے زیر نگین آ گیا اور یہ تمام لوگ خراج کی ادائیگی پر بھی آمادہ ہو گئے۔

بہرسیر کا محاصرہ اور اس کی ناکہ بندی

مسلمانوں نے دو ماہ تک تک بہرسیر کا محاصرہ جاری رکھا، اس دوران منجنیقوں اور دیگر آلات جنگ سے ان پر حملہ آور رہے۔

مقدام بن شریح الحارثی اپنے والد سے روایت کنندہ ہیں کہ جب مسلمان بہرسیر پر خیمہ زن ہوئے تھے اس وقت شہر کو خندقوں اور محافظوں نے حفاظت کی غرض سے گھیر رکھا تھا۔ اور محافظین ہمہ جہت آلات جنگ سے بھی لیس تھے۔ جن سے یہ مسلمانوں پر حملہ کر رہے تھے۔ ان میں خاص طور پر منجنیق اور اس طرح کے پتھر پھینک آلات تھے۔

اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے حضرت سعد نے بھی شیراز سے منجنیقیں تیار کروائیں، اور پھر باشندگان بہرسیر کے مقابلے میں بیس منجنیقیں نصب کروادیں۔ اور یوں دونوں طرف سے مقابلہ جاری ہو گیا۔

عجمیوں کا قلعہ سے نکلنا اور شکست سے دوچار ہونا

ابن رفیل[1] اپنے والد رفیل سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ بہرسیر کے قریب خیمہ زن ہوئے تو آپ کے ساتھ عربوں نے انھیں محاصرے میں لے لیا۔ اور عجمی لوگ قلعہ بند ہو گئے۔ کبھی کبھی عجمی لوگ دجلہ کے راستے جماعت در جماعت نکلتے اور لڑ بھڑ کر لوٹ جاتے۔ آخر کار وہ ایک مرتبہ اپنے تیر اندازوں اور پیدل جنگجوؤں کے ساتھ مقابلہ کو نکلے۔ اور مرتے دم تک مرنے کی ٹھان لی۔

لیکن جب مسلمان کے سامنے میدان میں آئے تو ان کے عزائم اور حوصلے خاک میں مل گئے۔ اور پیٹھ دے کر راہ فرار اختیار کر لی۔

حضرت زہرہ کی شجاعت

دوران جنگ حضرت زہرہ بن الجویہ کی زرہ کی کڑیاں کھل گئیں تھیں۔ ان سے کسی نے کہا! آپ ان کو درست کروالیں۔ انھوں نے جواب دیا: کیا ضرورت ہے؟ کہنے والے نے کہا: ہمیں آپ کی جان کا اندیشہ ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے اللہ کی قدرت پر کامل یقین ہے۔ اور پھر بھی کیا ضروری ہے کہ دشمن کا تیر سارے لشکر چھوڑ کر مجھے اس شگاف

سے آ کر پیوست ہو جائے گا۔

لیکن قدرت اپنا کھیل کھیل کر رہی اور یہ پہلے مسلمان تھے جنھیں اس جنگ میں تیر لگا اور زرہ کے اسی شگاف سے ان کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ بعض احباب نے کوشش کی کہ ان کے جسم سے یہ تیر نکال دیں۔ مگر آپ نے منع فرمایا اور کہا شاید یہ میری جان اسی تیر کے ساتھ اٹکی ہوئی یہ نکلا تو جان بھی گئی۔ اور اس کے ہوتے ہوئے میں دشمن کے مقابلے پر اڑا رہوں گا۔ ورنہ خون نکلنے سے ضیاع جان کا قوی اندیشہ ہے ۔

آپ اسی حالت میں دشمن کی طرف بڑھے اور اصطخر کے باشندے شہر براز پر حملہ کر دیا۔ اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس پر دشمن چاروں طرف سے ان پر ٹوٹ پڑا۔ اور انھیں شہید کر دیا۔

اہل فارس کا حال حضرت عائشہؓ کی زبانی

حضرت عمروہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا:

جب اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا اور رستم اپنے اصحاب سمیت تہ تیغ ہو گیا تو ان کی جماعت انتشار کا شکار ہو گئی، تب مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا حتیٰ کہ وہ بھاگ گئے اور مدائن میں پناہ گزین ہو گئے اس طرح اہل فارس تتر بتر ہو گئے اور پہاڑوں میں جا چھپے لیکن ان کی فوج کے منتشر ہونے کے باوجود بادشاہ باقی ماندہ فوج کے ساتھ شہر میں ہی مقیم رہا اور اس کے پیروکار اس کے حکم پر سر افگندہ رہے۔

ابو مفزر کے الہامی کلمات سے دشمن کا فرار

انس بن الحلیس سے مروی ہے کہ دشمن کی شکست کے بعد ہم بہرسیر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ دوران محاصرہ ہمارے پاس ایک قاصد آیا۔ اور گویا ہوا:

> ہمارا بادشاہ کہتا ہے کہ کیا تم صلح کر سکتے ہو کہ ہم سے قریب دریائے دجلہ اور پہاڑی علاقہ ہمارے زیر تسلط رہے۔ اور تم پہاڑ سے دجلہ کے مابین علاقہ پر قابض رہو۔ کیا تم اس میں سیر نہیں ہو سکتے، اللہ تمہیں حریص ہی رکھے؟۔

حضرت ابو مفزر الاسود اسکو جواب دینے کے لیئے آگے ہوئے۔ اور پھر اللہ نے انکی زبان پر وہ الہامی کلمات جاری کر دیئے۔ جو انکو معلوم تھے اور نہ ہمیں۔ کسی کو کچھ پتا نہ چل سکا۔ اور قاصد واپس ہو گیا۔ نجانے ابو مفزر کے کلمات میں کیا حقیقت پوشیدہ تھی کہ وہ سب دشمن مدائن فرار ہو گئے۔

ہم نے حیرت کے مارے حضرت ابو مفزر سے پوچھا: آپ نے اس سے کیا بات کہی تھی؟ ابو مفزر نے فرمایا نہیں! قسم اس خدا کی جس نے محمد کو حق کے ساتھ مبعوث کیا مجھے خود معلوم نہیں کہ مجھ سے کیا بات صادر ہوئی۔ مجھ پر تو سکون اور بے خودی طاری ہو گئی تھی۔ لیکن اتنا یقین ہے کہ اللہ نے جو کچھ مجھ سے بلوایا سراسر خیر تھا۔

اور یوں لوگوں کا جم غفیر آپ کے پاس سوالات کی بوچھاڑ کرتا رہا۔ حتیٰ کہ بات پھیلتی پھیلتی حضرت سعدؓ کو پہنچ گئی۔ حضرت سعد بنفس نفیس تشریف لائے اور استفسار فرمایا! اے ابو مفزر تم نے کیا کہا تھا؟ اللہ کی قسم: انھوں نے تو بھاگنے میں دیر نہ لگائی۔ حضرت ابو مفزر نے حضرت سعدؓ کو بھی وہی جواب دیا جو اس سے قبل ہم سے گوش گزار کر چکے تھے۔

محاصرہ شہر اور آسان فتح

حضرت سعدؓ نے لوگوں کو جمع فرمایا اوران کولیکر دشمن کی طرف چل دیئے۔ اور ہماری منجنیقیں ان پر سنگ باری کرنے لگیں۔ اس کے باوجود قلعے کی دیواروں پر سے کوئی اترا اور نہ کسی میں ہم تک آنے کی ہمت ہوئی۔ ایک شخص نے ہم سے پکار کے امان طلب کی، ہم نے اس کو امان دے دی۔ پھر اس نے ہم کو حقیقت حال سے آگاہ کیا کہ شہر میں کوئی باقی نہیں۔ سارے شہر کا انخلاء ہو چکا ہے لہذا تمہارے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ لوگوں نے فصیلوں پر چڑھ چڑھ کر دیکھا اور اندر کود گئے، یوں ہم نے شہر کو آسانی سے فتح کر لیا۔ شہر میں کوئی مال باقی نہ چھوڑا گیا تھا اور نہ کوئی ایسی متنفس جان باقی تھی۔ جو مقابلہ پر آمادہ ہو صرف کچھ قیدی تھے وہ بھی نکل کر جا رہے تھے۔

ابومفزر کے کلمات کا انکشاف

ہم نے ان سے اور صلح کے طالب شخص سے پوچھا: یہ لوگ کیوں بھاگ نکلے؟

انھوں نے کہا کہ بادشاہ نے آپ لوگوں کو صلح کے لئے نمائندہ بھیجا تھا تم نے اس کو جواب دیا تھا کہ ہمارے تمہارے درمیان کبھی صلح نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہم افریذین مقام کا شہد اترنج کے ساتھ نہ کھالیں۔

اس پر بادشاہ نے کہا کہ ہائے مارے گئے: یہ ان کی زبانوں سے فرشتے بات کر رہے ہیں جو ہم سے عربوںؓ کی ترجمانی کرر ہے ہیں۔ اگر فرشتے ان کے روپ میں بات نہیں کر رہے ہوتے تو پھر ہمارے قاصد کو جواب دینے والی کی زبان پر یقیناً الہام ہوا ہے، تا کہ ہم وہاں سے کوچ کر جائیں۔ اور یوں وہ سوچ کر سب بھاگ گئے۔

سیف ایک جماعت سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت سعدؓ مسلمانوں کے ساتھ بہر سیر کے شہر میں داخل ہوئے تو حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو وہاں ٹھہرنے کا حکم فرمایا، اور یوں سارا لشکر وہاں مقیم ہو گیا۔ جب آپؓ نے دریا کو عبور کرنے کا ارادہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ اہل عجم بطائح اور تکریت کے درمیان کشتیوں پر سوار مقابلے کے لئے مستعد ہیں

حضور کی ایک پیشن گوئی کی صداقت کا ظہور

مسلمان جب بہر سیر میں داخل ہوئے تھے، اس وقت درمیان رات کی حکمرانی تھی، اس وقت مسلمانوں کو ایک سفید محل چمکتا ہوا نظر آیا۔ ضرار بن الخطابؓ نے فرمایا: اللہ اکبر یہ تو کسریٰ کا سفید محل ہے، جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا پھر سب نے بیک آواز اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔

محمد اور طلحہ راوی کہتے ہیں کہ یہ اس رات کا واقعہ ہے جب مسلمان بہر سیر میں اترے تھے۔

بہر سیر کا محاصرہ اور بغیر لڑائی فتح

ابو مالک حبیب بن صہبان بیان کرتے ہیں ہم مدائن سے قبل بہر سیر پہنچے تو ہم نے اہل فارس اور ان کے بادشاہ کا محاصرہ کر لیا اور اندر سامان رسد نہ پہنچ سکنے کی وجہ سے وہ لوگ کتے بلیاں کھانے پر مجبور ہو گئے تھے حتیٰ کہ ایک شخص نے اعلان کیا کہ: خدا کی قسم اس شہر میں کوئی بھی باقی نہیں، تب مسلمان وہاں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ وہاں کوئی ذی روح نہیں ہے۔

دریا عبور کرنے کا مرحلہ

سیف کی روایت کے مطابق مدائن ۱۴ھ میں مفتوح ہوا، کہا جاتا ہے کہ جب حضرت سعدؓ مدائن کے قریبی شہر بہرسیر میں داخل ہوئے تو آپؓ نے کشتیاں منگوائیں تا کہ اس ذریعے سے مسلمانوں کو لے کر دریا عبور کرتے ہوئے مدائن جا پہنچیں لیکن کوئی کشتی نہ ملی کیونکہ اہل شہر کشتیوں پر قابض ہو چکے تھے لہذا بوجہ مجبوری چند ایام تک مسلمان بہرسیر میں رہے۔ مسلمان چاہتے تھے کہ دریا عبور کر کے دوسری طرف جا نکلیں۔ اور بغیر کشتیوں کے ہی اس مہم کو سر کر لیں۔ لیکن حضرت سعدؓ مسلمانوں کی جان پر رحم کھاتے ہوئے اس سے کترا رہے تھے۔

پھر اتفاق ایسا ہوا کہ چند گاؤں کے لوگوں نے مسلمانوں کو دریا عبور کرنے کا سہل ترین طریقہ بتا دیا لیکن اس کے ساتھ ہی دریا بھی طغیانی اور زوروں پر آ گیا۔ جس کی وجہ سے حضرت سعدؓ دریا عبور کرنے میں تذبذب کا شکار ہو گئے اور اس سے باز رہے۔

دریا عبور کرنے کے متعلق غیبی ہدایت

ایک مرتبہ حضرت سعد نے خواب دیکھا کہ دریا طغیانی پر ہے اس کے باوجود مسلمانوں کے گھوڑے دریا میں داخل ہو چکے ہیں اور بخیریت دریا عبور کر گئے ہیں۔ اس خواب کو سچا جانتے ہوئے حضرت سعدؓ نے اسی طرح دریا عبور کرنے کی ٹھان لی۔ پھر آپؓ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور خدائے وحدہ لاشریک کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: دشمن اس دریا کو محافظ سمجھ بیٹھا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اس کی وجہ سے تم ان تک رسائی نہ پا سکو گے اس کے برخلاف جب وہ تمہارے پاس بغرض حملہ آنا چاہیں، کشتیوں کے ذریعے آ سکتے ہیں اب دیکھو! تمہارا عقب تو محفوظ ہے تمہارے شجاع اور بہادر بھائیوں نے عقب کی سرحدات کو محفوظ کر دیا ہے، اور دشمنوں کو پسپا کر دیا ہے۔

پس میری رائے ہے کہ اس سے پہلے کہ دشمن تمہیں چاروں طرف سے آ گھیرے، تم خود بڑھ کر صدق دل سے جہاد کے لئے پیش قدمی کرو۔ میں نے اس دریا کی رکاوٹ کو پار کرنے کا پختہ عزم کر لیا ہے تا کہ دشمن کو اس گھات میں جا دبوچ لیں

سب مسلمانوں نے بیک زبان تائید کرتے ہوئے کہا اللہ ہمیں اور آپ کو اس پختہ عزم پر کاربند ہونے کی توفیق دے۔ آپ اس کام کے لئے ضرور قدم اٹھائیں۔

عاصمؓ کی بہادری اور دریا عبور کرنے کا مشہور واقعہ

حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

کون مرد خدا دریا عبور کرنے میں آغاز کرے گا؟ اور پھر اس پار جا کر اپنے قدم جمائے اور ساحل کی دشمنوں سے حفاظت کرے تا کہ بعد میں دریا عبور کرنے والے مسلمانوں کو دشمنوں کی یلغار کا سامنا نہ ہو۔

حضرت عاصم بن عمرو جو شجاع مجاہد تھے سب سے پہلے تیار ہوئے اس کے بعد چھ سو نفوس نے اپنے آپ کو اس ابتدا کے لئے پیش کیا۔

چنانچہ حضرت سعدؓ نے حضرت عاصم بن عمرو ہی کو ان پر امیر مقرر فرمایا حضرت عاصم اپنے ساتھ ان ساتھیوں کو لے کر روانہ ہو گئے حتیٰ کہ دجلہ کے کنارے جا پہنچے وہاں حضرت عاصم نے فرمایا کون کون میرے ساتھ دریا عبور

کرنے پر پختہ کار بند ہے؟ تا کہ ہم وہاں جا کر اپنے پیچھے آنے والے مسلمانوں کے لئے راستے کی حفاظت کریں اور خود اپنی حفاظت کریں اور بخیریت دریا عبور کر جائیں اس پر ساٹھ آدمیوں نے عزم و حوصلے کا اظہار کیا جن میں سے حضرت عاصم بن ولاد اور شرحبیل جیسے نڈر بہادر بھی تھے۔

حضرت عاصم نے ان نفوس کو دو دستوں میں منقسم کیا۔ اور سواری کیلئے نر و مادہ دونوں قسم کے گھوڑے منتخب کئے تا کہ وہ (ایک دوسرے کے پیچھے لپکتے ہوئے) آسانی سے دریا پار کر جائیں۔

بحرِ ظلمت میں دوڑا دیئے گھوڑے!

اس کے بعد حضرت عاصم نے ان ساٹھ سواروں کے ساتھ پہلے ہلہ میں دریا میں گھوڑے ڈال دیئے ان ساٹھ میں سے بھی سب سے پیش پیش اصم التیم ، الکلج ، ابو مفزر ، شرحبیل ، تحجل العجلی ۔ مالک بن کعب الھمدانی اور بنی حارث بن کعب ایک آزاد کردہ غلام بھی ان میں شامل تھا۔

دریا پار ہونے پر جنگ

جب اہل عجم نے یہ دل دہلا دینے والا منظر دیکھا تو ناچار ان کے مقابلے میں دستہ روانہ کیا اور مسلمانوں کے قریب پہنچ گئے اور حضرت عاصم کے مقابلے میں جا کھڑے ہوئے۔

حضرت عاصم نے ساتھیوں کو حکم دیا اپنے نیزے لہراؤ اور ان کی آنکھیں نشانے میں لو چنانچہ مسلمانوں نے لڑائی چھڑتے ہی آنکھوں پر نیزوں کے وار کئے اور ان کو اندھا کر دیا وہ جدّ کی طرف سرپٹ بھاگے، مسلمانوں نے ان کو گھوڑوں پر سے بھی مار مار کر گرا دیا۔ اور پیدل ہو کر ان میں سامنے ٹھہرنے کی سکت بالکل نہ رہی وہ بھاگے بھاگے حتیٰ کہ مسلمانوں نے ان کو ساحل پر خوب تہ تیغ کیا۔ کچھ بچ بھی گئے لیکن اکثر اپنے ساتھ نابینا آنکھیں لیکر گئے۔

دوسرے حصے کا دریا عبور کرنا

اس کے بعد عقب میں رہ جانے والے سوار بھی ان ساٹھ کے بعد اطمینان کے ساتھ پہنچ گئے جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتا چلا کہ مسلمانوں نے دریا کے اس پار باحفاظت پہنچ کر ساحل کو محفوظ بنا لیا ہے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر مسلمانوں کو بھی دریا میں گھوڑے ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا یہ دعا ورد زبان رکھنا

"نستعين بالله ونتوكل عليه ،حسبنا الله ونعم الوكيل، لاحول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

ہم اللہ ہی کی مدد کے طلب گار ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے کسی نیکی کی طاقت اور بدی سے بچنے کا حوصلہ اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔

مسلمانوں کا ایک لشکر جرار دریا کے سینے پر سوار تھا دریا بھی اس وقت اپنی موجوں پر بپھرا ہوا تھا مسلمانوں کے گھوڑوں سے دریا جھاگ اڑا رہا تھا اور اس کا رنگ سیاہ پڑ چکا تھا مسلمان بے خوف خطر باتیں کرتے ہوئے قریب قریب جا رہے تھے۔

عجم پر مسلمانوں کی دہشت

اہل فارس نے یہ ہیبت ناک منظر دیکھا تو حواس باختہ ہو گئے ان کے خواب و خیال میں بھی ایسا منظر متوقع نہ تھا اس لئے حیرت اور دہشت کے مارے انھوں نے اپنا مال متاع سمیٹا اور راہ فرار اختیار کر گئے۔

مال غنیمت کا حصول

مسلمان مدائن شہر میں فتح ہونے کی صورت میں ۱۶ھ ماہ صفر میں داخل ہوئے۔ اہل کسریٰ کے مکانات میں جو کچھ مال بچ گیا تھا اس کو اپنے قبضے میں لے لیا وہ دس لاکھ تین ہزار کی مالیت کا تھا۔ اس کے علاوہ شہری اور اس کے بعد کے بادشاہوں کا جمع کردہ مال و دولت بھی تھا۔

ابو طیبہ سے مروی ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لب دریا مقیم تھے، اس لمحے ایک دیہاتی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا آپ ادھر مقیم ہیں؟ جب کے تیسرے دن سے پہلے پہلے شاہ ایران یزدگرد مدائن سے جمع شدہ مال و دولت سمیٹ کر راہ فرار اختیار کر جائے گا تب حضرت سعد کو دریا عبور کرنے کا خیال پیدا ہوا۔

ابو عثمان نہدی سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں ہم نے دریا دجلہ کو انسانوں، گھوڑوں، اور دیگر جانوروں سے پاٹ دیا تھا حتی کے دریا کے دور سے پانی نہیں بلکہ سر ہی سر نظر آتے تھے ہمارے گھوڑے ہن ہناتے ہوئے ہمیں دریا پار لے گئے جب دشمن نے یہ ہولناک منظر دیکھا تو گھبرا کر سرپٹ بھاگ کھڑا ہوا۔

مصالحت کی گفتگو اور دشمن کی جزیہ پر آمادگی

جب ہم سفید محل پہنچے تو وہاں دیکھا کہ ایک جماعت ہے جو قلعہ میں محصور ہو کر مامون ہو بیٹھی ہے۔ کچھ لوگوں کے ساتھ ہماری گفتگو ہوئی ہم نے ان کو دعوت اسلام دیتے ہوئے کہا۔ ہم تمہارے سامنے تین چیزیں پیش کریں گے ان میں کسی کو اختیار کر لو۔ اولاً یہ کہ تم اسلام میں داخل ہو جاؤ اس صورت میں تمہیں وہ حقوق حاصل ہونگے جو ہمیں حاصل ہیں اور تمہاری ذمہ داریاں بھی وہی ہونگی جو ہماری ذمہ داریاں ہیں۔ اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو ہمیں جزیہ ادا کرو اور اگر سابقہ دونوں صورتیں تمہیں ناپسند ہیں تو تم سے ہماری جنگ ہے جس کا فیصلہ اللہ کر دے۔

ان کے ایک شخص نے جواب دیا: ہمیں تمہارے دین میں آنا پسند ہے اور ناں ہی تمہاری تلوار کی سہ و برداشت ہم دوسری صورت کی حامی بھرتے ہیں۔ اس روایت کے راوی حضرت عطیہ فرماتے ہیں اس گفتگو میں سفیر حضرت سلمان تھے۔

ابن رفیل سے مروی ہے کہ جب مسلمانوں نے اہل فارس کو بُری شکست سے دوچار کر کے خشکی کی طرف دھکیل دیا اور ان کے اموال بھی ضبط کر لئے سوائے اس مال کے جس کو وہ پہلے بچا لے گئے تھے، کسریٰ کے خزانوں میں دس لاکھ تین ہزار تھے جن میں سے نصف لے گئے تھے اور نصف باقی تھے۔

گونگا دستہ

ابو حفص سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے اپنے مسلمان لشکریوں کو دشمن سے برسرپیکار دیکھا تو فرمایا اگر گونگوں کا وہ دستہ جو قعقاع بن عمرو، حمال بن مالک اور ابیل بن عمرو جیسے لوگوں پر مشتمل ہے اس طرح تیغ زنی کرتا جس طرح اب کر رہی ہے تو اکیلا وہی جتھہ دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیتا۔ درحقیقت مذ درہ لوگ گونگے نہ تھے بلکہ جب وہ پانی میں دوران جنگ اپنی بے مثال شجاعت کی داد دے رہے تھے تو اس وقت حضرت سعدؓ نے فرط محبت میں اس لقب سے نواز دیا تھا پانی میں حضرت سعدؓ کے ساتھ اس وقت حضرت سلمان فارسی بھی تھے۔

دریا میں گھوڑے اندازی کے وقت سعدؓ کی دعا

جس وقت گھوڑے مسلمانوں کو اپنی پشت پر سوار کیے ہوئے پانی کی موجوں سے نبرد آزماں تھے اس وقت حضرت سعدؓ یہ دعا ورد زبان رکھے ہوئے تھے:

حسبنا اللہ ونعم الوکیل واللہ لینصرن اللہ ولیہ ولیظھرن اللہ دینہ ولیھزمن اللہ عدوہ، ان لم یکن فی الجیش بغی او ذنوب تغلب الحسنات.

ہمیں اللہ ہی کی مدد کافی ہے وہی بہترین کام بنانے والا ہے، اور یقیناً اللہ اپنے دوست کی مدد کرے گا اپنے دین کو غالب کر کے رہے گا اور اپنے دشمن کو شکست سے دوچار کرے گا۔ بشرطیکہ لشکر اسلام میں باغی یا گناہگار نیکوں پر غالب نہ آ جائیں۔

حضرت سلمانؓ کی حقیقت گوئی

جس وقت مسلمان دریا کی موجوں کا سینہ چیرنے کے لئے مستعد ہو رہے تھے۔ اس لمحے حضرت سلمانؓ نے فرمایا:

اسلام سرسبز و شاداب دین ہے اور جس طرح دوسری خشک زمینیں مسلمانوں کے لئے فتح ہو چکی ہیں، اس طرح یہ دریا اور سمندر بھی ان کے آگے سرنگوں ہو کر رہیں گے۔ اس ذات بزرگ کی قسم: جسکے قبضے میں مسلمان کی روح ہے یقیناً مسلمان دریا سے جوق در جوق سرخرو ہو کر نکلیں گے۔ چنانچہ واقعی اسلام کے فرزند دریا کی طغیانی پر اس طرح چھائے ہوئے تھے کہ پانی نظر نہیں آتا تھا۔ اور مسلمان خشکی سے بڑھ کر دریا پر اطمینان سے گفتگو کرتے ہوئے چل رہے تھے۔ اور بالکل حضرت سلمانؓ کی پیشن گوئی کے مطابق اس طرح دریا سے کامیاب و بامراد نکلے کہ ان کا کوئی فرد تو کجا گم ہوتا۔ کوئی ادنیٰ شے بھی دریا میں نہ رہ گئی۔

غرقد نامی شخص کا گھوڑے سے گرنا

ابو عثمان نہدی سے مروی ہے کہ تمام لوگ دریا سے صحیح سالم پار ہو چکے تھے۔ مگر غرقد نامی ایک شخص اس سرخ گھوڑے کی پشت سے لڑھک گیا تھا۔ اور ابھی وہ ہاتھ پاؤں مار ہی رہا تھا کہ حضرت قعقاع بن عمرو نے اس کو جالیا۔ اور اس کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچ لائے۔ یہاں تک کہ اس کو بھی دریا عبور کرا دیا۔ حالانکہ وہ قبیلہ بارق کا بہادر شخص تھا۔ اس نے حضرت قعقاع کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: اے قعقاع: تیرے جیسا سپوت کوئی بہن جنم نہیں دے سکتی۔ قبیلہ بارق حضرت کا ننھیال تھا۔

پیالہ گم ہونے واقعہ

محمد، طلحہ، مہلب اور سعید سے مروی ہے کہ مسلمانوں کی کوئی شے بھی پانی میں گم نہ ہوئی تھی۔ البتہ ایک معمولی حیثیت کا پیالہ جو جو کمزور دھاگے سے بندھا ہوا تھا۔ وہ دھاگے سے الگ ہو کر پانی میں جا گرا تھا۔ قریب ہی ایک شخص نے پیالے کے مالک پر طنز کیا کہ اس پیالے کا وقت ہی پورا ہو چکا ہے اس لیئے گر گیا۔ مالک بولا! میں بھی عام مسلمان ہوں اللہ کی قسم تمام لشکر کے سامنے اللہ مجھے رسوا نہ ہونے دے گا۔ پھر جب تمام مسلمان دریا عبور کر کے اس پار جا چکے

تھے۔تو موجوں کے تھپیڑوں نے پیالے کو ساحل سے لگا دیا تھا۔ وہیں ساحل کا محافظ شخص موجود تھا اس نے اپنی لکڑی سے پیالے کو اٹھایا اور لشکر میں لے آیا اور آخر کار واقعی مالک نے اس کو شناخت کر کے پالیا۔ تب مالکِ پیالہ نے پہلے والے طنز گو شخص سے کہا کہ دیکھا! میں نہ کہتا تھا۔ پیالے کا مالک مالک بن عامر تھا۔ جو قریش کا حلیف اور قبیلہ عنز سے تعلق رکھتا تھا۔ اور طنز گو شخص کا نام عامر بن مالک تھا۔

یوم الماء

عمیر الصائدی سے مروی ہے کہ جب حضرت سعدؓ مسلمانوں کے ساتھ دریا میں داخل ہوئے تو تمام مسلمان ایک دوسرے کے قریب قریب اور ساتھ ساتھ تھے۔ حضرت سعد حضرت سلمانؓ کے ساتھ تھے اس دوران حضرت سعدؓ فرما رہے تھے۔ یہ طاقت والے صاحب علم خدا کی قدرت ہے۔ پانی انھیں بہائے لیے جا رہا تھا جب کوئی گھوڑا تھک جاتا تو وہ پانی پر یونہی آرام کرتا جیسے خشکی پر ہو۔ یہ سب سے عجیب ترین واقعہ تھا۔ جو مدائن میں ظہور پذیر ہوا تھا یہ دن یوم الماء اور یوم الجراثیم کہلاتا تھا۔

پانی کی گہرائی کا کم ہونا

قیس بن ابو حازم مصلی کا بیان ہے کہ جب ہم دریائے دجلہ کے سینے میں اترے تو وہ اس وقت خوب موجزن تھا۔ اس کے باوجود جب ہم گہرے ترین پانی میں پہنچے اس وقت بھی سوار اس مقام پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ تب بھی پانی ان کی پشت سے تجاوز نہ کرتا تھا۔

پانی میں اترنے کی جرات

ابن صہبان، ابو مالک سے روایت ہے کہ جب حضرت سعدؓ بہر سیر میں داخل ہوئے تو اس سے قبل دشمن عبور کرانے والے پل کو مسمار کر چکے تھے۔ اور کشتیوں کو بھی اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ مسلمانوں نے جب یہ عالم دیکھا تو بولے! تم کیوں اس معمولی پانی کی وجہ سے کسی چیز کی آس لگاتے ہو۔ یہ کہنا تھا کہ ایک آدمی نے سبقت کی اور پانی میں اتر گیا۔ بس پھر تو دیکھتے دیکھتے تمام مسلمان پانی میں اتر گئے۔ اور کوئی شے گم ہوئی نہ کوئی انسان غرقاب ہوا۔ البتہ ایک مسلمان کا پیالہ گر گیا تھا۔ جو میں نے تیرتے ہوئے دیکھا تھا۔

محمد، مہلب، اور طلحہ سے مروی ہے کہ اہل فارس عجمیوں کے نگہبان ساحل پر پہرہ دے رہے تھے اور ساحل کی حفاظت میں مسلمانوں سے معرکہ آراء تھے۔ اس دوران انہی کے کسی فرد نے آ کر اطلاع دی کہ تم کس بھروسے پر اپنی جانیں ضائع کر رہے ہو۔ مدائن والے تو راہ فرار اختیار کر چکے ہیں اور مدائن خالی ہے۔

مشرکین کی پسپائی کا حال

محمد، طلحہ اور مہلب ہی سے مروی ہے کہ جب مسلمان دریا میں عبور کی غرض سے اترے تو مشرکین نے مسلمانوں کو روکنے کے لیئے سپاہیوں کو دوڑایا۔ جب سپاہی روانہ ہوئے تو بھیجنے والے خود فرار ہو گئے۔

یزدگرد بادشاہ نے بہر سیر کے فتح ہونے کے بعد اپنے خاندان کو حلوان کی طرف روانہ کیا پھر خود بھی ان کے تعاقب میں چل پڑا۔ اور اپنے خاندان کے پاس پہنچ گیا۔ یزدگرد نے مہران رازی اور نخیر جان کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔

اور اپنا خزانہ نہروان میں محفوظ کروادیا تھا۔

اہل فارس فرار کے وقت ہلکا پھلکا سامان، خزانہ جو لے جاسکے اپنے اہل وعیال سمیت لے گئے۔اس کے علاوہ بھی کافی بیش قیمت اشیاء، جوہرات، زیورات اور مال مویشی جو محاصرے کی غرض سے ذخیرہ کئے تھے وہ مسلمانوں کے ہاتھ لگا جن میں اشیائے خورد ونوش کا سامان بہت تھا۔

داخلے کے وقت مسلمانوں کا طرز

مدائن میں سب سے پہلے حضرت عاصمؓ کا دستہ پھر انکے عقب میں حضرت قعقاع کا دستہ داخل ہوا۔وہ شہر کی گلی کوچوں میں داخل ہوئے مگر وہاں کوئی انسان نہ ملا۔صرف شاہی قصر ابیض میں کچھ لوگ تھے اس محل کا گھیراؤ کرلیا گیا انھیں دعوت دی گئی انھوں نے حضرت سعدؓ سے جزیہ کی ادائیگی کرنے کی حامی بھرلی۔اور مسلمانوں کے ذمہ وحفاظت میں داخل ہوگئے اس کے بعد دیگر اہل مدائن بھی لوٹ آئے اور معاہدے میں شامل ہوگئے مگر کسریٰ کے خاندان اور اس کے مال ومتاع جو ساتھ۔لے جاچکے تھے وہ اس معاہدے میں شامل نہ تھے۔

دشمن کا تعاقب

حضرت سعدؓ قصر ابیض میں مقیم ہوئے اور پھر حضرت زہرہ کی سرکردگی میں ایک لشکر نہروان کی طرف روانہ کیا اور وہ نہروان جا پہنچے اسی طرح حضرت سعدؓ نے دیگر سمتوں میں بھی دستے روانہ کئے۔

ابو مالک حبیب بن ابوصہبان سے مروی ہے کہ جس وقت مسلمانوں نے دریائے دجلہ کو عبور کیا اس وقت اہل عجم مسلمانوں کو حیرت کے مارے دیکھ رہے تھے۔چنانچہ ان پر اس قدر ہیبت چھا گئی کہ جب مسلمان قریب پہنچے تو اہل عجم کی زبان بیساختہ دیو آمدند۔دیو آمدند پکارنے لگی۔اور پھر آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ خدا کی قسم ہم انسانوں سے برسرپیکار نہیں ہیں۔بلکہ جنات سے نبرد آزمائی کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔آخر کار مرعوب دشمن کو شکست ہوگئی۔

حضرت سلمانؓ کی سفارت اور دعوت

حضرت ابوالبغری سے مروی ہے کہ اس وقت اہل اسلام کے سفیر سلمان فارسیؓ تھے۔مسلمانوں نے آپؓ کو اہل فارس کے پاس دعوت دینے کے لیے روانہ بھیجا۔

عطیہ اور عطاء سے مروی ہے کہ اہل اسلام نے آپ کو بہر سیر کو دعوت دینے کے لیئے بھی مقرر کیا تھا۔اسی طرح ساکنان قصر ابیض کے لیئے بھی وہ داعی مقرر تھے۔حضرت سلمانؓ اپنے ان الفاظ میں اہل عجم کو دعوت دیتے تھے۔

اے اہل فارس! یقیناً میں بھی نسل فارس سے ہوں لہذا مجھے تم سے ہمدردی ہے پس میں تم کو تین باتوں میں سے ایک کی طرف بلاتا ہوں۔

تم اسلام لے آؤ، تب تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے اس صورت میں ہر وہ نقصان وہ شے جو ہمارے لیئے ہے وہ تمھارے لیئے بھی ہوگا۔اور جو بات ہمارے لیئے فائدہ مند ہے وہ تمھارے لیئے بھی فائدہ مند ہوگی۔اگر یہ پہلی بات تم کو منظور نہیں تو پھر جزیہ دے کر اسلام کی حفاظت میں آجاؤ۔اور اگر یہ دونوں باتیں ہی منظور نہیں تو جان رکھو کہ پھر ہم تم

سے آمنے سامنے جنگ کریں گے کیونکہ اللہ خیانت کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔

دعوت کے عدم قبول پر جنگ

حضرت عطیہ سے مروی ہے کہ جب مسلمانوں کو بہرسیر میں دعوت دیتے ہوئے ایک دن بیت چکا تب اہل عجم نے کسی بھی بات ماننے سے انکار ظاہر کیا، تب مسلمانوں نے اہل فارس کے ساتھ جنگ کی۔ لیکن قصر ابیض والوں کو تیسرا دن شروع ہوا تو انھوں نے جزیہ دینے پر آمادگی کا اظہار کیا اور ان کو بخیر و عافیت نکل جانے دیا گیا، قصر ابیض سے انخلاء کے بعد حضرت سعدؓ قصر ابیض میں مقیم ہو گئے۔ اور ایوان کسریٰ کو نماز کی جگہ قرار دے دیا۔ حالانکہ وہاں پہلے سے دیواروں وغیرہ پر نقاشی کی گئی تھی اور ان کو مٹایا بھی نہ گیا تھا۔

ثقیف کا فارسی محافظ کو قتل کرنا

محمد طلحہ، مہلب اور سماک ہجیمی سے روایت ہے کہ جب بہرسیر فتح ہو چکا تو مسلمانوں کے ہراول دستے نے دشمن کے آخری دستہ کو پکڑ لیا تھا۔ ایک ثقیف نامی مسلمان جو قبیلہ عدی بن شریف سے تعلق رکھتا تھا نے ایک عجمی شخص کو دیکھا کہ وہ راستے کو روک کر اپنے رفقاء کے سامان کی حفاظت کر رہا ہے۔ ثقیف مسلمان نے اس کی طرف گھوڑا دوڑایا تو وہ پیچھے ہٹ گیا ثقیف نے آگے بڑھ کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا، اور اس کا سامان اپنے قبضے میں لے لیا۔

دو بہادر عجمیوں کا قتل

عطیہ، ابو عمرو ثار اور عمرو، مذکورہ راویوں کی ایک جماعت روایت کرتی ہے کہ ایک عجمی بہادر شہسوار تھا جو ازر کے قریب سکونت پذیر تھا اسے جب یہ اطلاع ملی کہ مدائن میں اسلامی لشکر قابض ہو چکا ہے اور اہل عجم فرار ہو چکیں ہیں تو اسے یقین نہ آیا پھر وہ اپنے گاؤں آیا تو دیکھا کہ وہاں کے دیہاتی لوگ بھی اپنا مال و متاع سمیٹ رہے ہیں۔

اس نے ان سے کہا کہ تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ بھڑوں کے چھتے نے ہمیں کاٹ لیا ہے وہ ہم پر غالب آ چکی ہیں اس بہادر نے ان کو بھگا دیا لیکن اچانک بہادر پر گھبراہٹ طاری ہوئی اور اس نے کسی کو اپنا گھوڑا تیار کرنے کا حکم دیا وہ اپنے گھوڑے پر باہر نکلا ہی تھا کہ ایک شخص سے اس کا ٹکراؤ ہو گیا اور اس نے اس آدمی کو تہ تیغ کر ڈالا اور بولا لو دیکھو کیا مزہ ہے میں ابن المخارق ہوں اور یہ اسلامی لشکر کا آدمی تھا،

اس طرح ایک دوسرے مسلمان نے ایک فارسی کو دیکھا جو ایک جماعت کے ساتھ تھا اور وہ سب آپس میں ایک دوسرے کو بزدلی سے فرار ہونے پر ملامت کر رہے تھے اور یہ فارسی ان کا اہم تیر انداز تھا مسلمان نے اسی بہادر تیر انداز کو تلوار کے نیچے رکھتے ہوئے کہا کہ میں ابن مشرط ہوں اور پھر اس کا کام تمام کر دیا۔

سعدؓ کا ایوان کسریٰ میں داخلے کے وقت طرز عمل اور تکمیل صلوۃ

مذکورہ رواوی سے مروی ہے کہ جب حضرت سعدؓ مدائن میں فتح یاب داخل ہوئے تو وہاں کے علاقے کو خالی پایا پھر جب آپؓ کسریٰ کے محل میں داخل ہوئے تو آپؓ نے آیت ذیل تلاوت فرمائی

كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ
وَنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ كَذٰلِكَ وَأَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ .

ترجمہ (آہ) وہ لوگ کتنے ہی باغات، چشمے کھیت، عمدہ مقامات، اور نعمتیں چھوڑ چلے جن سے وہ مزے اڑاتے تھے اور (اب) ان چیزوں کا ہم نے کسی اور قوم کو وارث بنا دیا۔

پھر حضرت سعدؓ نے اندر داخل ہو کر شکرانے کے آٹھ نوافل ادا کیے پھر آپؓ نے اس جگہ کو جائے نماز قرار دے دیا اگر چہ وہاں جانوروں وغیرہ کی منقش تصاویر تھیں ان کے باوجود مسلمان وہاں نماز ادا کرتے رہے۔ اور ان تصاویر کو سابقہ حالت پر رہنے دیا۔ جب حضرت سعدؓ مدائن میں داخل ہوئے تھے تب سے آپؓ نے پوری نماز ادا کرنا شروع کر دی تھی کیونکہ آپؓ نے یہاں اقامت کی نیت فرمائی تھی۔

ملک عراق میں سب سے پہلا جمعہ باجماعت اس کے مدین شہر میں ماہ صفر ۱۶ھ کو ادا کیا گیا تھا۔

مال غنیمت اکٹھا کرنے کی مہم

محمد مہلب، عقبہ، عمرو، ابو مفزر، سعید۔ مذکورہ جماعت سے مروی ہے کہ جب حضرت سعدؓ ایوان کسریٰ میں داخل ہوئے تو آپؓ نے حضرت زہرہ کو اپنے لشکر کے ساتھ نہرواں کی طرف دشمن کے تعاقب کے لئے روانہ کیا۔ اور اس طرح حضرت سعدؓ چہار اطراف دشمن کے پیچھے اسی قدر فوج روانہ کی۔ تاکہ وہ مزید مشرکوں مجوسیوں کو پسپا کریں اور مال غنیمت حاصل کریں اس کے علاوہ مدائن سے جو مال وزر ہاتھ آیا تھا، اس کو سمیٹنے کے لئے حضرت سعدؓ نے ابن عمرو بن مقرن کو مقرر کیا۔ اور فرمایا کہ ایوان کسریٰ اور آس پاس کے گھروں سے جو مال غنیمت جمع ہو اس کا حساب کر کے رکھیں۔

چونکہ اہل مدائن شکست وپسپائی کے وقت اکثر مال اپنے ساتھ لے بھاگے تھے۔ چنانچہ ہر سمت سے ان کا تعاقب کیا گیا اور ان سے مال وزر حاصل کر لیا گیا۔ سب سے پہلے جو مال غنیمت ہاتھ لگا وہ قصر ابیض اور کسریٰ کے دیگر شاہی محلات اور مدائن کے دوسرے گھروں سے حاصل کیا گیا تھا۔

سونے چاندی کی بہتات

حبیب بن صہبان سے مروی ہے کہ جب ہم مدائن میں داخل ہوئے تو وہاں ترکی خیموں پر ہماری نظر پڑی جو بند تھیلوں سے اٹے پڑے تھے۔ ہم سمجھے کہ شاید ان میں غلہ وغیرہ ہوگا۔ لیکن کھولنے پر ان میں سے سونے چاندی کے ظروف نکلے، جو مسلمانوں کو بطور مال غنیمت ملے۔

حبیب بن صہبان کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جو کہہ رہا تھا کہ چاندی چھوڑ و سونا لو، سونا۔ اس کے علاوہ ہمیں وہاں سے کافور خوشبو بھی وافر مقدار میں دستیاب ہوئی۔ ہم سمجھے کہ شاید یہ نمک ہے۔ لہٰذا ہم نے اس کو آٹے میں ملا کر گوندھا تو روٹیوں میں اس کی کڑواہٹ ظاہر ہوگئی۔

قیمتی خچر

قیل بن میسور کا کہنا ہے کہ زہرہ مقدمۃ الجیش کے ہمراہ دشمن کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور نہرواں کے پل پر پہنچ گئے وہاں اہل عجم پہلے سے موجود تھے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ اس ہڑبونگ میں اہل عجم کا ایک خچر لدا ہوا پانی میں جا گرا۔ اہل فارس اس کو بچانے کے لئے تلوار کا خوف کئے بغیر کود پڑے۔

حضرت زہرہ نے فرمایا، خدا کی قسم یہ خچر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ ایرانی لوگ اپنی جانوں کی پرواہ کئے

بغیر اس کی حفاظت کے لیئے کود پڑے ہیں، اور تلواروں کا بھی خیال نہیں کیا۔ پھر حضرت زہرہ ایرانی لوگوں کی طرف لپکے اور ان کو تہ تیغ کیا اور پسپا کر دیا پھر اپنے ساتھیوں کو فرمایا کہ اس خچر کو پانی سے نکالیں۔

جب خچر کو نکالا گیا تو اس پر فارس کے بادشاہ کسریٰ کی قیمتی پوشاکیں، ہیروں کی مالا، زیورات اور زر و جواہر سے مرصع بکتر بند زرہ تھی۔ جس کو پہن کر وہ گھمنڈ کرتا تھا۔ خچر کو مال غنیمت جمع ہونے کی جگہ پہنچا دیا گیا۔

دو قیمتی خچروں کا ہاتھ لگنا

کلج راوی کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں کے ہمراہ تھا جو دشمن کے تعاقب میں نکلے تھے۔ راہ سفر میں ہمیں دو خچر سوار ملے۔ جو بڑے تیر انداز تھے اور تیر اندازی سے گھڑ سواروں کو بھی پسپا ہونے پر مجبور کر دیتے تھے۔ میں قریب پہنچا تو ایک دوسرے سے بولا تم اس پر تیر اندازی کرو میں تمھیں کور کرتا ہوں، چنانچہ دونوں نے ایک دوسرے کے تعاون سے تیر چلائے مگر وہ مجھ پر کامیاب نہ ہو سکے بلکہ میں نے ان دونوں کو تہ تیغ کر دیا۔ پھر میں ان کے دونوں خچروں کو ہنکا کر ناظم مال غنیمت کے پاس پہنچا، وہ مال غنیمت کا حساب کر رہے تھے مجھے دیکھ کر بولے: ذرا ٹھرو، دیکھتے ہیں کہ کیا لائے ہو؟ پھر میں نے ان خچروں کو بوجھ سے نجات دلائی تو ایک خچر کے سامان میں بڑے بڑے تھیلے برآمد ہوئے، اس میں شاہ ایران کے قیمتی لباس جو ریشم کے تھے اور ان کے تانے بانے میں سونے سے کام لیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ان پر جواہرات کا جڑاؤ تھا ایک اور تھیلے میں بادشاہ کا تاج نکلا جو ہیروں جواہرات سے جڑا ہوا تھا۔

شاہان قیصر و کسریٰ کے جنگی لباسوں کا ہاتھ لگنا

محمد طلحہ، مہلب، مذکورہ حضرات روایت کرتے ہیں کہ قعقاع بن عمرو بھی اسی دن دشمن کے تعاقب میں روانہ ہوئے تھے، ان کا ٹکراؤ ایک ایرانی سے ہوا جو اپنے ساتھیوں کی حفاظت کر رہا تھا اس کے ساتھ حضرت قعقاع کی لڑائی ہوئی اور وہ مارا گیا۔ اس کے پاس سے دو چمڑے کے تھیلے اور دو کپڑے برآمد ہوئے، ایک کپڑے میں پانچ تلواریں لپٹی ہوئی تھیں۔ دوسرے میں چھ اور تھیلوں میں بکتر بند یعنی زرہیں تھیں۔ ان ہی کے اندر شاہ ایران کی زرہ اور اس کا آہنی خود تھا۔ اسی طرح ہاتھوں اور پاؤں کے لوہے کے بنے ہوئے بکتر بند تھے۔ کسریٰ کے علاوہ ہرقل، خاقان، داہر، بہرام، سیاخش اور نعمان کی زرہیں بھی تھیں۔

پہلے چار بادشاہوں کی زرہیں روم کے شاہوں کی تھیں۔ کسریٰ کے بادشاہ نے جنگ جیت کر ان سے حاصل کی تھیں۔ اور سیاخش اور نعمان کی زرہیں ان کے بغاوت کرنے پر ضبط کی تھیں۔ اب یہ سب یادگاریں مسلمانوں کے ہاتھ لگ گئیں تھیں۔

اور ایک کپڑے میں جو تلواریں تھیں وہ شاہان ایران ہرمز، جناد اور فیروز کی تلواریں تھیں اور دوسرے کپڑے میں شاہان روم ہرقل، خاقان، داہر، بہرام، سیاخش، اور نعمان کی تلواریں تھیں۔

شاہی اسلحہ جات کی تقسیم

حضرت قعقاع بن عمرو اس عظیم قابل فخر اسلحہ کو حضرت سعدؓ کے پاس لے آئے حضرت سعدؓ نے (بطور دلجوئی کے) فرمایا تم ان میں سے کوئی ایک تلوار اپنے لئے بھی پسند کر لو۔ حضرت قعقاع نے ہرقل کی تلوار اپنے لئے منتخب

کر لی۔ پھر حضرت سعدؓ نے مزید اضافہ کرتے ہوئے بہرام بادشاہ کی زرہ بھی انھیں عنایت کر دی۔ پھر کسریٰ اور نعمان کی تلواروں کے علاوہ باقی سب لشکر اسلام میں تقسیم کر دیں۔ اور یہ دو تلواریں حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھیج دی گئیں تا کہ عرب پر اس کی دھاک بیٹھ جائے، کیونکہ عرب ان دو تلواروں سے واقف تھے۔ ان دو تلواروں کو مال خمس میں شامل کر لیا گیا۔ ان کے علاوہ کسریٰ کے ملبوسات، زر و جواہر، اور تاج بھی حضرت عمرؓ کی خدمت میں بھیج دیا گیا، تا کہ مسلمان ان کو دیکھیں (اور خدا کا شکر بجا لائیں)۔ اس وقت حضرت خالد بن سعید نے حضرت معدیکرب کی مشہور تلوار صصام کو ضبط کریں کیونکہ وہ مسلمانوں سے جدا ہو گئے تھے۔

سونے چاندی کا گھوڑا اور اونٹنی

حضرت عصمۃ ابن الحارث الضبی بیان کرتے ہیں میں بھی تعاقب کرنے والوں کے ساتھ نکلا تھا میں نے ایک چلتا ہوا راستہ اختیار کیا، دیکھا کہ اس راستے میں ایک گدھا سوار ہے اس نے مجھے دیکھا تو اپنے گدھے کو اپنے ایک دوسرے ساتھی کے پاس لے گیا پھر دونوں ایک پانی کے نالے پر پہنچے جس کا پل ٹوٹا ہوا تھا وہ دونوں وہاں جا کر ٹھہر گئے حتیٰ کے میں ان کے پاس جا پہنچا، میرے پہنچنے پر وہ ادھر ادھر جدا ہو گئے، ایک نے مجھ پر تیر چلایا، میں اس کے ساتھ بھڑ گیا اور اسے تہ تیغ کر دیا۔ یہ دیکھ کر دوسرے نے راہ فرار اختیار کرنے میں نجات سمجھی۔ میں نے دونوں کے گدھے اپنے ساتھ کر لئے۔ اور ناظم مال غنیمت کے پاس جا پہنچا، انھوں نے ایک پر سامان دیکھا تو دو تھیلے تھے ایک میں سونے کا گھوڑا تھا جس پر چاندی کی زین پڑی ہوئی تھی اس کے منہ میں اور گلے پر یاقوت اور زمرد چاندی کی تار میں پروئے ہوئے تھے۔ دوسرے تھیلے میں چاندی کی ایک اونٹنی تھی جس پر سونے کا گدا تھا اور اندرونی حصہ بھی سونے کا تھا، عنان بھی سونے کی تھی اور سب کچھ یاقوت سے پرویا ہوا تھا، اس پر سونے کا ایک مجسمہ سوار تھا، اس کے سر پر جواہرات سے مرصع تاج تھا۔ کسریٰ بادشاہ ان دونوں یعنی گھوڑے اور اونٹنی کو اپنے تاج کے دو ستونوں پر رکھتا تھا۔

عامر بن عبد قیس کا ایمان

ابو عبیدۃ العنبری سے مروی ہے کہ مسلمان مدائن میں اترے اور انھوں نے مال غنیمت اکٹھا کیا تو ایک آدمی ایک بکس لے کر آیا اور ناظم مال غنیمت کے حوالے کر دیا۔

لوگوں نے کہا کہ اب تک ایسی چیز نظر نہیں پڑی نہ یہ ہمارے پاس ہے اور اس جیسی کوئی دوسری چیز لوگوں نے اس لانے والے سے پوچھا تم نے اس میں سے کچھ نکالا؟ اس نے کہا کہ اللہ کا وجود نہ ہوتا تو میں اس کو تمہارے پاس لے کر ہی نہ آتا۔ پھر لوگوں کو اس شخص کی اہمیت ہوئی اور انھوں نے اس سے نام وغیرہ پوچھا تو اس نے کہا کہ میں اپنا نام کسی کو نہیں بتا سکتا، کیونکہ تم میری مدح کرو گے جبکہ میں اللہ ہی کو قابل تعریف سمجھتا ہوں اور اس کے ثواب پر رضامند ہوں۔ پھر لوگوں نے تعاقب کر کے اس کے ساتھیوں سے اس کا معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ حضرت عامر بن عبد قیسؓ ہیں۔

اہل بدر کی سی فضیلت

محمد، طلحہ، مہلب، سعید مذکورہ جماعت سے مروی ہے کہ حضرت سعدؓ نے فرمایا:

خدا کی قسم: یہ لشکر اسلام ایسا ایماندار ہے کہ اگر اہل بدر کی فضیلت پہلے سے متعین نہ ہوتی تو میں یہ کہتا کہ یہ لوگ اہل بدر کی سی فضیلت رکھتے ہیں۔ میں نے بہت سی اقوام کو دیکھا ان کے اندر حصول مال میں ضرور کچھ نہ کچھ خامیاں رہ گئیں تھیں مگر اس مسلمان قوم میں ذرا بھی جھول نہیں ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ہستی کی جس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں قادسیہ کی جنگ میں شامل افراد میں سے ہم نے کسی کو بھی نہ پایا جو آخرت کے ساتھ کسی قدر دنیا کا بھی طلبگار ہو۔ تین شخصوں کے متعلق کچھ تہمت آرائی ہوئی تھی مگر وہ اس سے بری نکلے اور زہد و ایمان میں پختہ کار نکلے، طلحہ بن خویلد، عمرو بن معد یکرب قیس بن المکشوح،

مخلد بن قیس العجلی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کے پاس کسریٰ کی تلوار، کمر بند، اور دیگر ساز و سامان پہنچا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ سامان بھیجنے والی قوم نہایت ایماندار ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا آپ نے عفت و پاکدامنی اختیار کی تو آپ کی رعایا بھی باعفت ہوگئی ہے۔ حضرت شعبی سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے کسریٰ کے ہتھیار ملاحظہ فرمائے تو فرمایا: یہ سامان بحفاظت پہنچا دینے والے لوگ بہت ہی ایماندار ہیں۔

ہر سوار کو بارہ بارہ ہزار حصہ

مہلب سے مروی ہے کہ جب حضرت سعدؓ نے قیام مدائن کے بعد دشمن کے تعاقب میں مسلمانوں کے فوجی دستے روانہ کیے تو اس وقت یہ تعاقب کرنے والے ہزاروں کی تعداد میں تھے جن سے بھاگتے ہوئے مجوسی حلوان تک پہنچ گئے تھے۔ تب حضرت سعدؓ نے خمس نکال کر بقیہ چار حصے مسلمانوں میں تقسیم فرمائے، جس کے نتیجے میں ہر سوار کو بارہ بارہ ہزار ملے۔ اور پیادہ کوئی تھا ہی نہیں۔ کیونکہ مدائن میں گھوڑوں کی بہتات تھی۔

حضرت شعبیؒ سے بھی یہی مروی ہے۔

مہلب فرماتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے مدائن کے گھر بھی مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے تھے۔ اور مسلمانوں نے ان میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

مال غنیمت کے ناظم اعلیٰ حضرت عمرو بن عمرو المزنی تھے اور تقسیم کے نگران سلمان بن ربیعہ تھے۔

یوں مدائن ۱۶ھ میں فتح ہوا۔

عبادت گاہ

حضرت سعدؓ نے مدائن میں داخلے کے بعد (قیام کی نیت کر لینے کی وجہ سے) پوری نماز ادا کرنی شروع فرمادی تھی۔ اور اس کے ساتھ روزے بھی شروع فرما دیئے تھے۔ اور مسلمانوں کو بھی آپ نے حکم دیا کہ وہ ایوان کسریٰ مدائن میں نماز ادا کریں، اسی محل کو عیدگاہ بھی قرار دے دیا گیا تھا۔

اور ایک منبر بھی نصب کر دیا گیا تھا اور ابھی تک تصاویر وہاں سے نہیں ہٹائی گئی تھیں۔ جمعہ (عیدین، الغرض تمام نمازیں) وہیں ادا ہوتی تھیں۔

عید الفطر کے موقع پر بعض مسلمانوں نے آواز اٹھائی کہ نماز عید کھلے میدان میں ادا کی جائے سنت کے مطابق، اس پر حضرت سعدؓ نے فرمایا تم لوگ اس محل میں ہی نماز ادا کرو کیونکہ اندر باہر کا حکم ایک ہی ہے۔

حضرت شعبی سے مروی ہے کہ حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو مدائن کے گھروں میں ہی بسا دیا تو ان کے اہل و عیال کو بھی وہیں بلوالیا تاکہ یہ مستقل قیام گاہ ثابت ہو۔ اور پھر مسلمان مدائن میں جلولا، تکریت، اور محاصل کی فتح تک رہے۔ مذکورہ فتوحات کے بعد مسلمان مدائن سے کوفہ منتقل ہو گئے۔

جلد دوم تمام شد